قصصُ الانبیاءؑ

مصنفہ

علامہ محمد باقر مجلسی علیہ الرحمہ

مترجمہ

سید بشارت حسین کامل مرزا پوری

ناشر

مجلس علمی اسلامی (پاکستان)

قصص الانبیاءؑ

مصنفہ
علامہ محمد باقر مجلسی علیہ الرحمہ

مترجمہ
سید بشارت حسین کامل مرزاپوری

ناشر
مجلس علمی اسلامی (پاکستان)

بسم اللہ الرحمٰن الرحیم

علامہ محمد باقر مجلسی علیہ الرحمہ کے مختصر حالات!

اسم گرامی آخوند ملا محمد باقر ابن ملا محمد تقی ابن مقصود علی مجلسی (علیہ الرحمہ)

مجلسی کی وجہ تسمیہ مجلسی اصفہان کی جانب منسوب ایک قریہ ہے جہاں آپ کی ولادت ہوئی۔ بعضوں نے کہا ہے کہ مجلسی کی وجہ تسمیہ اس سبب سے ہے کہ آخوند ملا محمد تقی کا قنداقہ (وہ کپڑا جس میں نومولود بچہ کو لپیٹتے ہیں) مجلس امام عصر علیہ السلام میں حاضر کیا گیا تھا۔ بعضوں نے کہا ہے کہ آپ کے دادا مقصود علی ایک بلند مرتبہ شاعر تھے اور اپنا تخلص مجلسی کرتے تھے اس سبب سے مجلسی مشہور ہو گئے۔

آپ معقول و منقول و ریاضی وغیرہ میں صاحب فن تھے اور اکابر علماء و محدثین اور ثقاتِ فقہاء و مجتہدین میں بلند پایۂ بزرگ تھے۔

ولادت آپ ۱۰۳۷ھ ہجری میں پیدا ہوئے۔ آپ کی تاریخ ولادت بحساب ابجد "جامع کتاب بحارالانوار" سے نکلتی ہے۔

آپ نے احادیث اہلبیت رسالت کو جمع فرما کر رواج دیا۔ اور حدیثوں کو عربی زبان سے سلیس فارسی میں ترجمہ کر کے افادۂ مومنین کے لئے مشتہر فرمایا۔ آپ کو مدارج اجتہاد اور مراتب احتیاط و علوم و تقویٰ میں اپنے تمام معاصرین عجم بلکہ عرب پر بھی فوقیت حاصل تھی۔ جیسا کہ علماء کا بیان ہے کہ کوئی شخص ان سے قبل یا ان کے زمانہ میں یا اُن کے بعد دین کی ترویج اور سنّتِ حضرت سیدالانبیاءؐ کی احیا میں ان کا عدیل و نظیر نہیں پایا گیا۔

آپ کی تالیفات و تصنیفات آپ کی تصانیف و تالیف سے ۶۰ کتابیں مشہور ہیں جبکہ بحارالانوار کی ۲۵ جلدیں ایک، اور حیات القلوب کی تین جلدیں ایک شمار کی جاتی ہیں۔

یوم ولادت سے وقت وفات تک آپ کی تالیف و تصنیف میں ایک ہزار صفحات روزانہ کا اوسط ہوتا ہے۔ اگر ایام طفولیت و حصول تعلیم و تربیت۔ درس و تدریس اور عبادت وغیرہ کا زمانہ نکال دیا جائے تو دو ہزار صفحات روزانہ کا اوسط ہوتا ہے جو کسی طرح معجزہ سے کم نہیں ہے۔

علامہ حلّی کے بعد ایسے کثیر التالیف والتصنیف کوئی بزرگ نہیں گزرے۔

ایک مرتبہ آپ کے سامنے اس کا ذکر ہوا کہ علّامہ حلّی کی تصنیفات میں ان کی ولادت سے تا روزِ وفات ایک ہزار صفحات روزانہ کا اوسط ہے۔ آپ نے فرمایا کہ میری تالیفات بھی اُن سے کم نہیں ہیں۔ آپ کے شاگردوں میں سے ایک صاحب نے عرض کی کہ آپ کا فرمانا صحیح ہے لیکن علّامہ حلّی کی تمام تالیفات خود اُن کی تصنیف ہے جو اُن کے غور وفکر اور تحقیق کا نتیجہ ہے۔ مگر آپ کی تالیفات تمام تالیف ہے اور تصنیف بہت کم ہے۔ آپ نے حدیثیں جمع کر دی ہیں اُن کا ترجمہ کیا ہے اور اُن کی تفسیر فرمائی ہے۔ آپ نے فرمایا کہ ہاں یہ درُست ہے۔

(قصص العلماء صفحہ ۲۰۶ مطبوعہ طہران۔)

بہرحال آپ کی تالیف سہی مگر ان کے جمع کرنے میں اور اُن کی تاویل میں بھی غور وخوض کی ضرورت ہوتی ہے اور وقت صرف ہوتا ہے۔ لہٰذا میرے خیال میں تصنیف و تالیف میں وقت صرف ہونے کے لحاظ سے کوئی فرق نہیں۔

آپ کے حق میں پیغمبرِ خدا اور آئمہ اطہار کی دُعائیں

صاحب قصص العلماء تحریر فرماتے ہیں کہ آقا سیّد محمد بن آقا سیّد علی طباطبائی صاحب کتاب مفاتیح الاصول نے ایک رسالہ میں جو اغلاط مشہورہ کی تردید میں لکھا ہے رقمطراز ہیں کہ:۔

ایک عالم خراسانی کے علّامہ محمّد باقر کے والد بزرگوار علّامہ محمّد تقی سے دوستانہ تعلقات تھے وُہ عالم بزرگ زیارات عتبات عالیات سے مشرّف ہوکر واپس آرہے تھے۔ اثنائے راہ میں خواب دیکھا کہ وُہ ایک مکان میں داخل ہوئے جس میں جناب رسُولِ خدا صلے اللہ علیہ و آلہٖ وسلّم اور دوازدہ امام علیہم السّلام ترتیب وار جلوہ افروز ہیں اور سب کے آخر میں حضرت صاحب الامر عجّل اللہ فرجہ تشریف فرما ہیں۔ اسی اثناء میں جب وُہ خراسانی عالم داخل ہوئے تو اُن کو حضرت صاحب الامر عجّل اللہ فرجہ کے بعد بیٹھنے کی جگہ دی گئی۔ ناگاہ وُہ دیکھتے ہیں کہ ملّا محمد تقی ایک شیشہ کے برتن میں گلاب لائے۔ پیغمبرِ خدا اور ائمۂ اطہار علیہم السّلام نے اُس گلاب سے اپنے آپ کو معطّر کیا اور اُن عالم خراسانی کو دیا۔ اُنہوں نے بھی اپنے تئیں معطّر کیا۔ پھر ملّا محمّد تقی ایک قنداقہ لائے اور جناب رسولِ خدا سے عرض کی کہ اس بچّہ کے لئے دُعا فرمائیے کہ خداوند علّام اس کو مروّجِ دین قرار دے۔ حضرت رسالتمآبؐ نے قنداقہ اپنے دستِ مبارک میں لے کر بچّہ کے حق میں دُعا فرمائی۔ اور حضرت امیر المومنینؑ کو دے کر فرمایا کہ تم بھی اس کے لئے دُعا کرو۔ اُن حضرتؑ نے بھی قنداقہ اپنے دستِ اقدس میں لے کر

دُعا فرمائی۔ اور امام حسنؑ کو دے دیا۔ اسی طرح دست بدست تمام اماموں نے لیا اور دُعا کی۔ آخر میں حضرت صاحب الامر عجل اللہ فرجہ نے لے کر دُعا کی اور اُس قنداقہ کو ان عالم خراسانی کو دے کر فرمایا کہ تم بھی دُعا کرو۔ انہوں نے بھی دُعا کی۔ اور خواب سے بیدار ہو گئے۔

جب اصفہان پہنچے تو ملّا محمد تقی کے یہاں قیام کیا۔ آخوند موصوف نے بعد دریافتِ حال و خیریت گلاب کی ایک شیشی لاکر اخوند خراسانی کو دیا۔ انہوں نے اُس گلاب سے اپنے کو معطر کیا پھر ملّا محمّد تقی اندر گئے اور ایک قنداقہ لائے اور اخوند خراسانی کو دے کر کہا کہ یہ بچہ آج ہی پیدا ہوا ہے۔ آپ اس کے لئے دُعا کیجئے کہ خداوند عالم اس کو مروّجِ دین قرار دے۔ اُن خراسانی بزرگ نے قنداقہ لے لیا اور دُعا کی۔ پھر وُہ خواب بیان کیا جو اثنائے راہ میں دیکھا تھا۔ (قصص العلماء صـ۲۰۶، ۲۰۷ ۔ مطبوعہ طہران)

ایسے جلیل المرتبت بزرگ کی علمی قابلیت و استعداد خداداد کا کیا کہنا جس کے حق میں پیغمبرؐ خدا اور آئمۂ اطہار علیہم السّلام نے دُعائیں کی ہوں۔ اور یہ خواب یقیناً رویائے صادقہ میں سے ماننا پڑے گا۔ کیونکہ خود جناب سرورِ کائنات صلے اللہ علیہ وآلہٖ وسلم کا ارشاد ہے کہ جس نے خواب میں مجھے دیکھا۔ اُس نے درحقیقت مجھ کو ہی دیکھا۔ اس لئے کہ میری صورت شیطان ملعون نہیں اختیار کر سکتا۔

فہرست مضامین

بِسۡمِ اللّٰہِ الرَّحۡمٰنِ الرَّحِیۡمِ

کتاب اوّل

تاریخ احوال انبیا اور ان کے صفات و معجزات اور علوم و معارف ۔ اور خدا کے بعض شائستہ بندوں اور اُن بادشاہوں کے حالات جو حضرت آدم علیہ السّلام کے زمانہ سے حضرت خاتم الانبیاؐ کے زمانہ کے قریب تک گزرے ہیں۔ اور اس میں چند باب ہیں ۔

باب اوّل

ان چند امور و احوال کا بیان جو تمام انبیا اور ان کے اوصیا میں مشترک ہیں اور اس میں چند فصلیں ہیں :-

فصل اوّل } پیغمبروں کی بعثت کی غرض اور اُن کے معجزات :-

بسند معتبر منقول ہے کہ ایک ملحد نے خدمت حضرت صادق علیہ السّلام میں حاضر ہو کر چند سوالات کئے اور مشرف باسلام ہُوا۔ اس کا ایک سوال یہ بھی تھا کہ آپ کس دلیل سے انبیاؑ و مرسلین کی بعثت ثابت کرتے ہیں۔ فرمایا کہ جب ہم نے یہ مان لیا کہ ہمارا ایک خالق و صانع ہے جو کہ ہم سے اور تمام مخلوق سے بلند تر ہے اور منزّہ ہے اس سے کہ خلق اسے دیکھ سکے یا مس کر سکے یا اس سے گفتگو کر سکے تو ہم نے سمجھ لیا کہ وہ صانع حکیم ہے۔ اس سے وہی امور صادر ہوتے ہیں جو بندوں کے حق میں بہتر ہیں۔ تو ثابت ہُوا کہ اس کی جانب سے خلق میں انبیا و مرسلین کی ضرورت ہے جو اس کے احکام کو بندوں تک پہنچائیں۔ اور ان امور کی جانب ان کی راہنمائی کریں جن میں ان کی بقا اور منفعت ہو اور جس کا ترک کرنا ان کی فنا کا باعث ہو ۔ غرض یہ بات ثابت ہوئی کہ اس کا ایک ایسا گروہ ہونا چاہیئے جو اس کے کلام کو بندوں تک پہنچائے ۔ ایسے ہی لوگ خلق میں اس کے برگزیدہ اور پیغمبر ہیں جو حکیم و دانا ہیں اور خدا نے ان کو علم و حکمت سے آراستہ کر کے مبعوث فرمایا ہے جو عام لوگوں کے ساتھ ان کے احوال و صفات میں شریک نہیں ہوتے اگرچہ خلقت و ترکیب میں انکے مثل و مانند ہوتے ہیں۔ لیکن وہ خدائے حکیم و علیم کی جانب سے علم و حکمت و دلائل و براہین و شواہد و معجزات کے ساتھ تائید یافتہ ہوتے ہیں تاکہ یہ چیزیں ان کے دعوے کی صداقت پر دلیل ہوں جیسے مردہ کو زندہ کرنا ، اندھے اور مبروص کو شفا بخشنا وغیرہ جن سے تمام لوگ عاجز ہیں۔ اسی علت کے ساتھ یہ طریقہ ہر زمانہ میں جاری رہا ہے اور زمین کبھی حُجّتِ خدا سے خالی نہیں رہتی جس کے ساتھ علم و معجزہ ہوتا ہے جو اس کی اور سابق

پیغمبر کی صدقِ گفتار پر دلالت کرتا ہے۔ [۱]

بسندِ معتبر دیگر منقول ہے کہ ایک شخص نے حضرت صادقؑ سے سوال کیا کہ کس

[۱] مؤلف فرماتے ہیں اس حدیث شریف کا حاصل یہ ہے کہ جب صانع کا وجود اور اس کا علم و حکمت اور لطف و کمال ثابت ہوا اور یہ کہ کوئی فعل اس سے عبث و بے کار نہیں صادر ہوتا تو ظاہر ہے کہ اس دنیا کو عبث و بیکار نہیں پیدا کیا بلکہ نہایت حکمت کے ساتھ خلق فرمایا ہے اور وہ حکمت دنیائے فانی کے فوائد پر جو گوناگوں غم و الم درد و محنت اور مشقت سے مخلوط ہیں مبنی نہیں ہوسکتی بلکہ یقیناً اس سے بزرگ تر فائدہ کے لیئے ہوگی۔ اور جب وہ فائدہ اس دنیا کے لئے نہیں تو دوسری دُنیا کے لیئے ہوگا۔ اور اگر وہ بغیر حاصل کیئے حاصل ہوجاتا، تو اس دُنیا میں لانا بیکار تھا۔ سب کو پہلے اسی دُنیا میں لے جانا چاہیئے تھا۔ اور چونکہ اس امرِ عظیم کے حصول کا طریقہ تمام لوگوں کو معلوم نہیں ہے تو چاہیئے کہ خداوندعالم اس امر کی جانب ہدایت فرمائے۔ اور چونکہ اس کو مخلوقات سے کسی طرح کی مشابہت نہیں ہے نہ وہ حواس کے ذریعہ سے سمجھ میں آتا ہے۔ اور عقلیں اس کی کنہ ذات و صفات کے سمجھنے سے قاصر ہیں اور چونکہ فیض پہنچانے والے اور فیض پانے والے اور فائدہ بخشنے والے اور نفع حاصل کرنے والے میں ایک قسم کی مشابہت و ارتباط لازمی اور ضروری ہے تاکہ اس کے مقاصد سمجھ میں آسکیں۔ لہٰذا حق تعالےٰ نے انسان کو دوجہتہ (دوجہتوں والا) قرار دیا اور اس کو نفسِ نورانی اور عقلِ رُوحانی کرامت فرما کر چند جسمانی و حیوانی قوتیں دی ہیں۔ اس کو جہت اوّل کے ساتھ عالم مقدسین سے ارتباط ہے اور جہت ثانی سے بہائم و حیوانات کے ساتھ اشتراک۔ اسی سبب سے اس کو مکلّف قرار دیا۔ اور خواہشات مذمومہ اور ناپسندیدہ کو روکنے کے لئے انبیاء و اوصیا کو درجات عالیہ پر مبعوث فرمایا اور یہ ظاہر ہے کہ عوام اکثر شہواتِ نفسانی اور علائق بدنی میں گرفتار ہونے کے سبب سے اس قابل نہیں ہیں کہ خداوندِ عالم بے واسطہ ان سے گفتگو کرے یا ان کے دل میں حقائق و معارف القا فرمائے۔ اور اگر غیر جنس یعنی ملائکہ میں سے ان کے پاس رسول بھیجتا تب بھی لوگ غیر جنس ہونے کے سبب سے اس سے علم نہیں حاصل کرسکتے تھے اور عدم مشاکلت و موانست کے اعتبار سے اُن کی باتیں کافی طور سے لوگوں میں اثر نہیں کرسکتی تھیں۔ لہٰذا خداوندعالم نے انسانی شکل و صورت میں روحانییّن و مقدسین کا ایک گروہ پیدا کیا جن کی مقدس رُوحیں ہمیشہ ملائے اعلےٰ سے تعلق رکھتی ہیں۔ بظاہر وُہ لوگ صورت و اطوار میں خلق سے مشابہ ہوتے ہیں لیکن چونکہ خداوندعالم نے اپنے آداب سے ان کو متادّب اور اپنے اخلاق سے متخلق کیا ہے اور پورے طور پر مکمل کرنے کے بعد ان کو عام مخلوقات کی ہدایت کے لیئے مبعوث فرمایا اس لیئے تقدس و رُوحانیت کی جہت سے وُہ لوگ بارگاہِ ایزدی سے معارف و آداب و شرائع سیکھتے ہیں۔ اور بشریت اور تمام بنی نوع انسان کی مشاکلت کی جہت سے اِنَّمَآ اَنَا بَشَرٌ مِّثْلُکُمْ (آیت ۶، سورہ حم سجدہ پ۲۴) "میں بھی تمہاری طرح بشر ہوں۔" کہتے ہوئے ان کے ساتھ رہ کر حکمت و مواعظ حسنہ سے ان کی ہدایت کرتے ہیں مثال اس کی (باقی صفحہ ۱۹ پر ملاحظہ ہو)

سبب سے حق تعالیٰ نے اپنے پیغمبروں اور رسُولوں کو مبعوث کیا۔ ارشاد فرمایا اس لئے کہ ان کے
بھیجنے کے بعد لوگوں کی خدا پر کوئی حجت نہ باقی رہے اور کوئی قیامت کے روز یہ نہ کہے کہ
تو نے کسی کو اپنے ثواب کی خوشخبری دینے اور عذاب سے ڈرانے کے لئے ہماری جانب نہ
بھیجا۔ اور حجتِ خدا ان پر تمام رہے۔ کیا تو نے نہیں سُنا کہ حق تعالیٰ قرآن میں فرماتا ہے کہ خازنانِ جہنّم
کافروں پر حجت تمام کریں گے اور سوال[ع] کریں گے کہ آیا تمہارے پاس کوئی پیغمبر اس عذاب سے
ڈرانے والا نہیں بھیجا گیا تھا۔ کفّار جواب دیں گے کہ ہاں آیا تھا مگر ہم نے اس کی تکذیب کی اور
کہا کہ خدا نے کسی کو نہیں بھیجا ہے اور تم لوگ تو خود سخت گمراہی میں ہو۔

دوسری معتبر حدیث میں فرمایا چونکہ حق تعالیٰ اپنی مخلوق سے اپنے نورِ ذات و تقدسِ صفات
کے ساتھ پنہاں و پوشیدہ تھا اس لئے (نجات کی) خوشخبری دینے اور (عذاب) سے ڈرانے والے
پیغمبروں کو بھیجا تا کہ کفر و طغیان میں ہلاک ہونے والے حجت ظاہرہ و واضحہ کے ساتھ ہلاک ہوں اور
نجات پانے والے علم و ایمان اور بیّنہ و برہان کے ساتھ نجات پائیں اور حیاتِ ابدی حاصل کریں
تا کہ بندے اپنے پروردگار کی جانب سے جانیں جو نہیں جانتے تھے اور خدا کو پالنے والا
سمجھیں، اور اس کی وحدانیت کا اقرار کریں۔

بسندِ معتبر منقول ہے کہ فضل بن شاذان نے حضرت امام رضا علیہ السّلام سے پوچھا کہ کس

(بقیہ از صفحہ ۱۸) یہ ہے کہ اگر کوئی شخص کسی طائر کے متعلق چاہے کہ وہ بولے تو وہ آئینہ اس کے سامنے رکھتا
ہے اور اس کے پیچھے سے اُسی طائر کی سی آواز نکالتا ہے اور وہ طائر آئینہ میں اپنے جنس کی صورت دیکھتا ہے
تو بولنے لگتا ہے۔ یا اگر کسی پرندہ کو شکار کرنا چاہیں تو اسی پرندہ کی صورت کی ایک شبیہ بناتے ہیں اور خود پوشیدہ
ہو کر اس کو جال میں پھنسا لیتے ہیں۔ اس بارے میں تفصیل کے ساتھ گفتگو کی ضرورت ہے اور ان مقدمات میں
سے ہر ایک کی تشریح کی احتیاج ہے۔ جاننا چاہیئے کہ اس حدیث شریف میں ایک دُوسری دلیل کی طرف بھی
اشارہ ہے کہ جب مصلحت تکلیف کا مقتضا یہ تھا کہ ایسی مخلوق پیدا ہو جن میں شہوات و خواہشات اور فتنہ و
فساد کے دواعی موجود ہوں تا کہ ان سب کے ترک کرنے سے لوگ مثاب ہوں اگر کوئی ادب سکھانے
والا اور نگہبانی کرنے والا ان کے لیئے مقرر نہ فرماتا جو ان کو ان کی نفسانی خواہشات سے اجرائے
حدود و بیان شرائع و احکام کے ساتھ روکتا اور منع کرتا تو بے شک لوگوں کے درمیان فساد و نزاع اور
ظلم و طغیان زیادہ ہوتا۔ اور یہ باتیں منافیٔ لطف و حکمت ہیں۔ اور یہ ثابت ہو چکا کہ خداوند علیم لطیف و حکیم
ہے۔ اگر ان دونوں دلیلوں میں کافی غور کرو گے جو منبع وحی و معدن الہام سے صادر ہوئی ہیں تو اس کی
حقیقت سے تم کو آگاہی ہوگی۔ ۱۲

ع پارہ ۲۹ سورۃ الملک آیہ ۸ و ۹ ۔

پیغمبروں کی غرض بعثت

سبب سے لوگوں پر پیغمبروں کا پہچاننا اور ان کی حقیت کا اقرار کرنا واجب ہے جب کہ ان کی اطاعت واجب ہے۔ فرمایا چونکہ خلقت میں ایسی قوتیں نہ تھیں کہ جن سے ان کی مصلحتیں پوری ہوتیں اور ان کا پیدا کرنے والا اس سے بلند تھا کہ آنکھ سے دیکھا جاسکے اور اُن کا ضعف اور عجز اس کی ذات مقدس کی حقیقت کے سمجھنے سے ظاہر تھا تو سوائے اس کے چارہ نہ تھا کہ کوئی پیغمبر، خدا اور اُن کے درمیان واسطہ ہو اور گناہ و خطا سے معصوم ہو جو اس کے امر و نہی و آداب ان تک پہنچائے اور چند امور پر ان کو قائم رکھے جن سے ان کی منفعتیں حاصل ہوں اور اُن سے ان کی مضرتیں دُور رہیں اس لیٔے کہ لوگ اپنی عقل سے اپنے نفع و نقصان کو نہیں سمجھ سکتے اگر ان پر پیغمبروں کا پہچاننا اور ان کی اطاعت لازم نہ ہوتی تو ان کا بھیجنا عبث و بے فائدہ ہوتا۔ اور جس حکیم نے کہ ہر چیز کو کثیر منفعتوں اور بے شمار حکمتوں کے ساتھ خلق میں ظاہر و آشکار کیا ہے، پاک ہے اس سے کہ کوئی فعل اس سے عبث صادر ہو۔

بسند معتبر منقول ہے کہ ابوبصیر نے حضرت صادقؑ سے پُوچھا کہ خدا نے کس سبب سے پیغمبروں کو اور آپ لوگوں کو معجزہ عطا فرمایا ہے۔ ارشاد کیا اس لیٔے کہ اس شخص کی راستگوئی کی دلیل ہو کیوں کہ معجزہ علامت ہے خدا کی جانب سے جسے وہ صرف پیغمبروں اور رسولوں اور اپنی حجتوں کو عطا فرماتا ہے جس سے سچّوں کی سچائی اور جھوٹوں کا جھوٹ ظاہر ہو جائے۔

دُوسری حدیث میں منقول ہے کہ حسین صحاف نے اُنہی حضرت سے پُوچھا کہ آیا ممکن ہے کہ خداوند عالم کسی مومن کو جس کا ایمان اس کے نزدیک ثابت ہو چکا ہے ایمان سے کُفر کی جانب منتقل کرے۔ فرمایا کہ حق تعالیٰ عادل ہے اس نے پیغمبروں کو اس لیٔے بھیجا ہے کہ لوگوں کو ایمان کی دعوت دیں خدا ہرگز کسی کو کفر کی جانب نہیں بلاتا۔ پوچھا کسی کا کفر خدا پر ثابت ہو تو کیا اس کو ایمان کی طرف منتقل کرتا ہے فرمایا کہ حق تعالےٰ نے تمام لوگوں کو قابلِ ایمان خلق فرمایا ہے۔ وہ سادہ لوح ہوتے ہیں نہ کسی شریعت کے معتقد نہ منکر اس نے پیغمبروں کو ان کی طرف بھیجا کہ وہ لوگ خدا کی جانب اُن کی راہبری کریں تاکہ ان پر حجت تمام ہو تو بعض لوگ خدا کی توفیق سے ہدایت پاتے ہیں اور بعض ہدایت نہیں حاصل کرتے۔

حدیث معتبر میں منقول ہے کہ ابن السکیت نے امام رضا یا امام علی نقی علیہما السّلام سے سوال کیا کہ کس سبب سے حق تعالیٰ نے حضرت موسیٰؑ کو ید بیضا اور عصا اور چند چیزوں کے ساتھ جو سحر سے مشابہ تھیں بھیجا اور حضرت عیسیٰؑ کو ایسے معجزہ کے ساتھ بھیجا جو طبیبوں کی طبابت سے مشابہ تھا اور حضرت محمد مصطفےٰ صلے اللہ علیہ و آلہٖ وسلّم کو کلامِ فصیح و خطبہائے بلیغ کے ساتھ مبعوث فرمایا۔ آنحضرتؑ نے جواب دیا کہ حضرت موسیٰؑ کے زمانہ میں سحر و جادو کا غلبہ تھا وُہ خدا کی جانب

سے چند ایسے معجزے لائے جو ان کے سحر کے قسم سے تو تھے لیکن ان معجزات کا مثل ان کی طاقت سے باہر تھا۔ حضرت موسیٰؑ نے ان معجزات کے ذریعہ سے ان کے جادو کو باطل کیا اور ان پر حجّت تمام کی۔ حضرت عیسےٰؑ کے زمانہ میں مُزمن بیماریاں پھیلی ہوئی تھیں اور ان میں طبیب حاذق موجود تھے۔ حضرت عیسےٰؑ خدا کی جانب سے چند ایسے معجزوں کے ساتھ آئے جن کا مثل انکے پاس نہ تھا۔ جیسے مُردوں کو خدا کے حکم سے زندہ کرنا، کور مادرزاد مبروص کو شفا بخشنا، ان کے ذریعہ سے ان پر حجّت تمام کی اور وہ لوگ کامل حاذق ہونے کے باوجود ان معجزات کے مثل سے عاجز رہے۔ اور حضرت محمد مصطفےٰ صلّے اللہ علیہ وآلہ وسلّم کو اس زمانہ میں بھیجا جبکہ خطبہائے فصیح اور سخنانِ بلیغ کا دور دَورہ تھا اور آپؐ کے اہل عصر کا یہی پیشہ و کمال تھا۔ آنحضرتؐ ان کی طرف کتاب خدا و مواعظ اور اس کے احکام لے کر آئے جن سے ان کے کلام کو باطل فرمایا اور وہ لوگ ان معجزات کا مثل لانے سے عاجز رہے۔ اس طرح ان پر حجّت تمام کی گئی۔ ابن السکیت نے کہا کہ ایسا شافی کلام میں نے اب تک نہ سُنا تھا۔ پھر عرض کی کہ اس زمانہ میں خلق پر حجّت خدا کون ہے؟ فرمایا تجھ کو خدا نے عقل عطا فرمائی ہے جس سے تو اُس شخص کے درمیان تمیز کر سکتا ہے جو خدا کے بارہ میں راست گو ہے یا خدا پر جھوٹ باندھتا ہے۔ ابن السکیت نے کہا کہ واللہ اس کا یہی جواب ہے۔

فصل دوم

انبیاء اور ان کے اوصیاء کی تعداد؛ نبی و رسُول کے معنی؛ ان پر نزولِ وحی کی کیفیت اور ان کی اور ان کے اوصیا علیہم السّلام کی تربیّت کا تذکرہ:-

معتبر سندوں کے ساتھ حضرت امام رضا و حضرت امام زین العابدین علیہم السّلام سے منقول ہے کہ رسُولِ خدا نے فرمایا کہ حق تعالیٰ نے ایک لاکھ چوبیس ہزار پیغمبروں کو خلق فرمایا ہے جن میں سے خدا کے نزدیک سب سے گرامی تر میں ہوں لیکن فخر نہیں کرتا۔ اور ایک لاکھ چوبیس ہزار اوصیا پیدا کئے جن میں علیؑ خدا کے نزدیک سب سے بہتر اور گرامی تر ہیں۔

بسند معتبر حضرت صادقؑ سے منقول ہے کہ ابوذر رضی اللہ عنہ نے رسولؐ خدا سے پُوچھا کہ خدا نے کتنے پیغمبروں کو مبعوث کیا۔ فرمایا کہ ایک لاکھ چوبیس ہزار۔ اور بروایتے تین لاکھ بیس ہزار۔ پُوچھا کہ اُن میں کتنے مرسل ہیں۔ فرمایا تین سو تیرہ۔ پُوچھا کہ کتنی کتابیں زمین پر بھیجیں؟ فرمایا ایک سو چوبیس اور بروایتے ایک سو چار کتابیں۔ اور آخری روایت کے لحاظ سے حضرت شیثؑ پر پچاس صحیفے اور حضرت ادریسؑ پر تین صحیفے اور حضرت ابراہیمؑ پر بیس صحیفے بھیجے۔ اور چار کتابیں، توریت و انجیل و زبور و قرآن نازل فرمائیں۔ پھر فرمایا کہ اے ابوذرؓ چار پیغمبر سریانی تھے۔ آدمؑ و شیثؑ و اخنوخ و نوحؑ۔ اور اخنوخ جن کو ادریسؑ بھی کہتے ہیں وہ پہلے شخص ہیں جنہوں نے قلم سے لکھا۔ اور چار پیغمبر عرب میں ہوئے۔ ہود۔ صالح، شعیب اور تمہارا پیغمبر (حضرت محمد صلّے اللہ علیہ وآلہ وسلّم)

صحف انبیاء کی تعداد

اور بنی اسرائیل کے سب سے پہلے پیغمبر موسیٰؑ اور سب سے آخر عیسیٰؑ تھے۔ اور ان کے درمیان چھ سو پیغمبر ہوئے ہیں۔ اور دوسری روایت میں بنی اسرائیل کے پیغمبروں کی تعداد چار ہزار بھی وارد ہوئی ہے لیکن روایت اوّل زیادہ موثق ہے۔

بسندِ معتبر منقول ہے کہ حضرت صادقؑ نے صفوان جمال سے فرمایا کیا تو جانتا ہے کہ خدا نے کتنے پیغمبر بھیجے ہیں؟ عرض کی نہیں۔ فرمایا کہ ایک لاکھ چوالیس ہزار۔ اور اسی قدر اوصیاء بھی خلق فرمائے ہیں جو راست گو اور امانت ادا کرنے والے اور تارکِ دنیا تھے۔ اور محمدؐ سے بہتر کوئی پیغمبر نہیں بھیجا اور نہ اُن کے وصی امیر المومنینؑ سے بہتر کوئی وصی[۵۱]

معتبر سندوں کے ساتھ حضرت موسیٰ بن جعفر و حضرت امام زین العابدینؑ سے منقول ہے کہ جو شخص چاہے کہ ایک لاکھ چوبیس ہزار پیغمبروں کی ارواح سے مصافحہ کرے اس کو چاہیئے کہ شب نیمۂ شعبان میں قبر امام حسینؑ کی زیارت کرے کیونکہ اس شب ارواحِ پیغمبراں آنحضرتؐ کی زیارت کے لیئے خدا سے رخصت ہوتے ہیں اور اُن میں سے پانچ پیغمبر اولوالعزم ہوتے ہیں:۔ نوحؑ و ابراہیمؑ و موسیٰؑ و عیسیٰؑ و محمدؐ علیہم السّلام۔ عرض کی کہ اولوالعزم کے معنی کیا ہیں؟ فرمایا یعنی زمین میں مشرق سے مغرب تک تمام جن و انس[۵۲] پر مبعوث ہوئے ہیں۔

بسندِ موثق امام رضاؑ سے اور بسندِ معتبر حضرت صادقؑ سے منقول ہے کہ اولوالعزم کو اس لیئے اولوالعزم کہتے ہیں کہ وہ لوگ صاحبِ عزیمت و شریعت تھے جیسا کہ حضرت نوحؑ آدمؑ کی شریعت سے الگ ایک کتاب و شریعت کے ساتھ مبعوث ہوئے اور جس قدر پیغمبر اُن کے بعد مبعوث ہوئے ان ہی کی کتاب و شریعت کے تابع رہے یہاں تک کہ ابراہیمؑ خلیل نوحؑ کی کتاب کے علاوہ صحف و عزیمت کے ساتھ آئے وہ نوحؑ کی کتاب و شریعت کے منکر نہ تھے بلکہ اُن کی شریعت منسوخ ہو چکی تھی اور اب اس پر عمل کرنا صحیح نہ تھا۔ حضرت ابراہیمؑ کے زمانہ میں یا اُن کے بعد

---

۵۱ مؤلف فرماتے ہیں کہ اس حدیث میں پیغمبروں کی تعداد شہرت اور دوسری معتبر حدیثوں کے خلاف ہے۔ شاید راویوں سے کتابت میں غلطی ہوئی ہو یا ان (سابقہ) احادیث میں بعض انبیاء و اوصیاء محسوب نہ ہوئے ہوں۔ ۱۲

۵۲ مؤلف فرماتے ہیں کہ یہ حدیث اس بات پر دلالت کرتی ہے کہ موسیٰؑ و عیسیٰؑ تمام خلق پر مبعوث ہوئے ہیں۔ لیکن دوسری حدیثوں سے صرف بنی اسرائیل پر مبعوث ہونا ثابت ہوتا ہے۔ اس بارہ میں انشاء اللہ اس کے بعد ذکر آئے گا۔ اور مذکورہ پانچ انبیاء کے اولوالعزم ہونے پر بہت سی حدیثیں وارد ہوئی ہیں۔ لیکن عامہ کے نزدیک اس باب میں بہت اختلاف ہے۔ اور اصحاب کے درمیان ظاہری طور پر یہ مشہور ہے کہ اولوالعزم پیغمبر وہ ہے جس کی شریعت گزشتہ پیغمبروں کی شریعت کو منسوخ کر دیتی ہے جیسا کہ اس کے بعد کی حدیثوں سے ظاہر ہے۔ ۱۲ منہ

جتنے پیغمبر ہوئے سب کے سب انکے طریقہ و راستہ و شریعت پر تھے اور ان ہی کی کتاب پر عمل کرتے رہے یہاں تک کہ حضرت موسےٰؑ کا زمانہ آیا اور وہ توریت لائے اور صحف ابراہیم پر ترکِ عمل کا عزم کیا۔ اُن کے زمانہ میں یا اُن کے بعد جس قدر پیغمبر مبعوث ہوئے انہی کی کتاب و شریعت اور طریقہ پر عامل رہے یہاں تک کہ حضرت عیسےٰؑ کا زمانہ آیا اور وہ انجیل لائے۔ اور شریعت و طریقتِ موسیٰؑ پر ترکِ عمل کا عزم کیا۔ اور تمام وہ پیغمبر جو کہ حضرت عیسےٰؑ کے زمانہ میں یا ان کے بعد ہوئے ان ہی کی کتاب و شریعت اور طریقہ کے تابع رہے یہاں تک کہ ہمارے پیغمبرؐ جناب محمّد مصطفٰے صلّے اللہ علیہ وآلہ وسلم کا زمانہ آیا۔ پس یہ پانچ اولوالعزم اور بہترین انبیاء و رُسل ہیں اور شریعت محمدؐ مصطفٰے قیامت تک منسوخ نہ ہوگی اور نہ کوئی پیغمبر آنحضرتؐ کے بعد ہوگا۔ آپؐ کا حلال کیا ہُوا تا روزِ قیامت حلال اور حرام کیا ہُوا حرام ہے۔ آنحضرتؐ کے بعد جو شخص بھی پیغمبری کا دعویٰ کرے یا قرآن کے بعد کوئی کتاب پیش کر کے دعوےٰ کرے کہ یہ خدا کی جانب سے ہے تو اُس کا خون ہر اُس شخص پر مباح ہے جو اُس سے ان باتوں کو سُنے۔ دُوسری حدیث معتبر میں حضرت محمّد باقرؑ سے منقول ہے کہ اولوالعزم کو اس لئے اولوالعزم کہتے ہیں کہ ان لوگوں نے آپس میں محمدؐ اور آپ کے بعد اوصیا اور حضرت مہدیؑ اور آپ کی سیرت کے بارے میں عہد کیا اور ان کے عزم کا اس پر اجماع ہُوا کہ یہ سب (بزرگوار) ایسے ہی برگزیدۂ خدا ہیں اور اس امر پر اقرار کامل کیا۔ چونکہ حضرت آدمؑ نے یہ عزم و اہتمام نہیں کیا تھا لہذا خدا نے فرمایا:۔ وَلَقَدْ عَهِدْنَا إِلَىٰ آدَمَ مِنْ قَبْلُ فَنَسِيَ وَلَمْ نَجِدْ لَهُ عَزْمًا۔ (آیت ۱۱۵ سورۃ طٰہٰ پ ۱۶) ہم نے آدمؑ سے محمدؐ اور اُن کے بعد کے ائمہ کے بارہ میں عہد لیا تو آدمؑ نے اس عہد کو اُن کے بارہ میں فراموش کر دیا۔ اور ہم نے اُن کو صاحبِ عزم نہ پایا۔" علی بن ابراہیم نے اس کی تفسیر میں ذکر کیا ہے کہ اولوالعزم کے معنی یہ ہیں کہ ان پیغمبران اولوالعزم نے تمام پیغمبروں پر خدا کا اقرار کرنے میں سبقت کی اور ان سے پہلے اور ان کے بعد جس قدر پیغمبر ہونے والے تھے ہر ایک کا اقرار کیا اور اپنی اُمتوں کی تکذیب پر صبر کرنے کا عزم کیا۔

انبیاء اولوالعزم

بسند معتبر منقول ہے کہ ایک مرد شامی نے حضرت امیرالمومنینؑ سے ان پانچ انبیاءؑ کے بارے میں سوال کیا جنہوں نے عربی میں گفتگو کی ہے فرمایا کہ وہ ہودؑ، صالحؑ، شعیبؑ، اسمٰعیلؑ، اور محمدؐ علیہم السّلام ہیں۔ پھر ان پیغمبروں کو پُوچھا جو ختنہ شدہ پیدا ہوئے ہیں فرمایا کہ آدمؑ، شعیبؑ، ادریسؑ، نوحؑ، سامؑ بن نوحؑ، ابراہیمؑ، داؤدؑ، سلیمانؑ، لُوطؑ، اسمٰعیلؑ، موسٰےؑ، عیسٰےؑ اور محمّد علیہم السّلام ہیں۔ پُوچھا کہ وہ کون ہیں جو کسی کے رحم سے نہیں پیدا ہُوئے۔ فرمایا کہ آدمؑ و حوّاؑ و گوسفندانِ ابراہیمؑ عصائے موسیٰؑ و شترِ صالحؑ اور وُہ چمگادڑ جسے حضرت عیسٰےؑ نے بنایا اور زندہ کیا اور وہ بحکمِ خدا

وہ انبیاء جو ختنہ شدہ پیدا ہوئے

اُڑ گئی۔ اور پُوچھا کہ وہ کون کون سے چھ پیغمبر ہیں جن کے دو دو نام ہیں۔ فرمایا کہ وُہ یوشعؑ بن نون[۱] ہیں جن کو ذوالکفل اور یعقوبؑ ہیں جنکو اسرائیل اور حضرت خضرؑ ہیں جنکو الیاسؑ اور یونسؑ ہیں جنکو ذوالنون اور عیسیٰؑ ہیں جنکو مسیح اور محمدؐ ہیں جنکو احمدؐ بھی کہتے ہیں صلوات اللہ وسلامہ علیہم جیسا کہ اس کے بعد ذکر کیا جائے گا۔

دُوسری روایت میں مذکور ہے کہ بادشاہِ روم نے حضرت امام حسنؑ بن علیؑ سے پُوچھا کہ وُہ سات نفوس کون کون سے ہیں جو رحمِ مادر سے باہر نہیں آئے فرمایا کہ آدمؑ و حوّاؑ و گوسفندانِ ابراہیمؑ و ناقہ صالحؑ اور وُہ سانپ جس نے کہ شیطان کو حضرت آدمؑ کو ضرر پہنچانے کے لیئے جنت میں داخل کیا اور وُہ دونوں کوّے جن کو خداوندِ عالم نے قابیل کی تعلیم کے لیئے بھیجا کہ کس طرح ہابیل کو دفن کرے، اور شیطان لعنۃ اللہ علیہ۔

بسندِ معتبر حضرت امام محمد باقر علیہ السّلام سے منقول ہے کہ حضرت رسُول اللہ صلے اللہ علیہ وآلہٖ وسلّم نے فرمایا کہ اوّل وصی جو زمین پر ہُوئے ہبۃ اللہ پسرِ آدمؑ تھے اور کوئی پیغمبر ایسا نہیں گزرا جس کا وصی نہ ہُوا ہو۔ اور ایک لاکھ چوبیس ہزار پیغمبر مبعوث ہُوئے جن میں پانچ نفوس اولوالعزم ہوئے۔ نوحؑ و ابراہیمؑ و موسےٰؑ و عیسےٰ علیہم السّلام و محمد صلے اللہ علیہ وآلہٖ وسلّم۔ اور علیؑ ابن ابی طالب کی رسولؐ خدا سے وہی نسبت ہے جو ہبۃ اللہ کو حضرت آدمؑ سے تھی۔ حضرت علیؑ آنحضرتؐ کے وصی تھے اور جمیع اوصیائے گزشتگان کے وارث تھے، اور محمد صلے اللہ علیہ وآلہٖ وسلّم تمام انبیا و مرسلین کے وارث تھے۔

انبیاء اور اولوالعزم کی تعداد۔ حضرت علیؑ کا تمام اوصیائے گزشتہ سے افضل ہونا۔

حدیث معتبر میں حضرت صادق علیہ السّلام سے منقول ہے کہ حق تعالیٰ نے پانچ پیغمبروں کو عرب میں مبعوث فرمایا وہ ہودؑ و صالحؑ و اسمٰعیلؑ و شعیبؑ علیہم السّلام اور محمد صلے اللہ علیہ وآلہٖ وسلّم ہیں جو خاتم المرسلین ہیں۔ صلوات اللہ وسلامہ علیہم اجمعین[۲]

حدیث صحیح میں منقول ہے کہ زرارہ نے حضرت امام محمد باقرؑ سے نبی و رسولؐ کے معنی دریافت کیئے۔ فرمایا کہ نبی وہ ہے جو خواب میں فرشتہ کو دیکھتا ہے اور بیداری میں صرف اس کی آواز سُنتا ہے اور رسُول وُہ ہے جو خواب و بیداری دونوں حالتوں میں ملک کو دیکھتا اور اس

---

[۱] مولّف فرماتے ہیں کہ اتحادِ ذوالکفل و یوشع شہرت کے خلاف ہے جیسا کہ اس کے بعد ذکر کیا جائے گا۔ ۱۲

[۲] یہ دونوں حدیثیں اس پر دلالت کرتی ہیں کہ حضرت اسمٰعیلؑ عربی تھے۔ اور حدیث ابو ذرؓ مندرجہ صا۲ اس کے خلاف ہے ممکن ہے کہ ان دونوں حدیثوں سے یہ مراد ہو کہ وہ عربی زبان میں گفتگو کرتے تھے[۳] اور اس حدیث سے یہ مراد ہو کہ وہ قبیلہ عرب سے تھے۔ یا یہ کہ وہ چاروں پیغمبر عربی کے علاوہ دوسری زبانوں میں بات نہیں کر سکتے تھے اور حضرت اسمٰعیلؑ دوسری زبانوں میں بھی گفتگو کر سکتے تھے اور راسی روایت کو اسی راوی سے مثل روایت ابوذرؓ لوگوں نے بعض کتابوں میں درج کیا ہے جس میں اسمٰعیلؑ داخل نہیں ہیں۔ ۱۲ منہ،

[۳] یہ قیاس سرتاجِ انبیا حضرت محمد مصطفےٰ کے متعلق صحیح نہیں ہو سکتا۔

کی آواز بھی سُنتا ہے۔ پُوچھا کہ امام کی کیا منزلت ہے؟ فرمایا کہ صدائے ملک سُنتا ہے لیکن اُس کو دیکھتا نہیں۔

دُوسری معتبر سند کے ساتھ منقول ہے کہ حسن ابن العباس نے حضرت امام رضا علیہ السّلام کی خدمت میں لکھا کہ رسول و نبی و امام میں کیا فرق ہے۔ حضرتؑ نے جواب میں لکھا کہ رسُول پر جبرئیلؑ نازل ہوتے ہیں۔ وُہ ان کو دیکھتے ہیں اُن کی باتیں سُنتے ہیں اور وحی اُن پر نازل ہوتی ہے اور کبھی خواب میں دیکھتے ہیں جیسے حضرت ابراہیمؑ اور انبیا صرف آواز سُنتے ہیں اور کبھی ملک کو بھی دیکھتے ہیں مگر اس وقت اس سے وحی نہیں سُنتے۔ اور امام صرف کلام ملک کو سُنتا ہے اُس کے جسم کو نہیں دیکھتا۔

بسندِ صحیح حضرت امام محمد باقر علیہ السّلام سے منقول ہے کہ پانچ قسم کے پیغمبر ہوتے ہیں بعض صدا سُنتے ہیں صدائے زنجیر کے مانند پس مقصودِ وحی اسی صدا سے حاصل کرتے ہیں۔ اور بعض پر خواب میں وحی ظاہر ہوتی ہے جیسا کہ یوسفؑ و ابراہیمؑ نے خواب میں دیکھا۔ اور بعضے فرشتہ کو دیکھتے ہیں۔ اور بعض پیغمبروں کے دل میں القا ہوتا ہے اور کانوں میں آواز پہنچتی ہے لیکن وُہ ملک کو نہیں دیکھتے۔

حدیث صحیح میں منقول ہے کہ زرارہ نے حضرت امام محمد باقرؑ سے رسول و نبی و محدّث کے معنی دریافت کیئے۔ فرمایا کہ رسُول وہ ہیں جن کے پاس جبرئیلؑ آتے ہیں اور وہ اُن کو روبرو دیکھتے ہیں اور ہم کلام ہوتے ہیں۔ لیکن نبی وُہ ہے جو صرف خواب میں دیکھتا ہے جیسا کہ حضرت ابراہیمؑ نے اپنے فرزند کا ذبح کرنا خواب میں دیکھا۔ اور جناب رسُولِ خدا نزولِ وحی سے قبل اسبابِ پیغمبری خواب میں دیکھتے تھے یہاں تک کہ مرتبۂ رسالت پر فائز ہوئے۔ اور نبوّت و رسالت دونوں ان کے لئے جمع ہو گئیں تو جبرئیلؑ ان کے پاس آتے تھے اور روبرو گفتگو کرتے تھے۔ اور بعض ایسے پیغمبر ہوئے ہیں کہ شرائطِ پیغمبری توان کے لئے جمع ہُوئے لیکن خواب میں رُوح اُن کے پاس آتی اور ان سے گفتگو کرتی ہے۔ بغیر اس کے کہ وُہ اس کو بیداری میں دیکھیں۔ لیکن محدّث وُہ ہے کہ ملک اس سے باتیں تو کرتا ہے لیکن نہ وہ ملک کو بیداری میں دیکھتا ہے نہ خواب میں۔

دُوسری حدیث میں فرمایا کہ پیغمبروں کے چار طبقے ہیں۔ اوّل وُہ جن کو خود اُن کے نفس کے بارہ میں خبر دی جاتی ہے دُوسروں سے ان کو واسطہ نہیں ہوتا دُوسرے وُہ جو خواب میں ملک کو دیکھتے ہیں لیکن اس کی آواز نہیں سُنتے اور نہ بیداری میں اس کو دیکھتے ہیں اور نہ وُہ کسی پر مبعوث ہوتے ہیں۔ ان کا ایک امام ہوتا ہے جس کے وُہ مطیع ہوتے ہیں جیسا کہ ابراہیمؑ لوطؑ پر

امام تھے۔ تیسرے وہ جو خواب میں دیکھتے ہیں اور آواز سنتے ہیں اور ملک کو دیکھتے ہیں اور کسی گروہ پر مبعوث بھی ہوتے ہیں خواہ وہ گروہ کم ہو یا زیادہ جیسا کہ حق تعالےٰ نے یونسؑ کے بارے میں فرمایا ہے وَاَرْسَلْنٰهُ اِلٰی مِائَةِ اَلْفٍ اَوْ یَزِیْدُوْنَ (آیت ۱۴۷، سورۃ والصفت پ ۲۳) (یعنی ہم نے اس کو ایک لاکھ بلکہ اس سے زیادہ لوگوں کی طرف بھیجا) حضرتؑ نے فرمایا کہ ایک لاکھ سے تیس ہزار اشخاص زیادہ تھے۔ چوتھے وہ ہیں جو خواب میں دیکھتے اور آواز بھی سنتے ہیں۔ ملک کو بیداری میں بھی دیکھتے ہیں دوسرے پیغمبروں کے امام و پیشوا بھی ہوتے ہیں مثل اولوالعزم کے۔ اور فرمایا کہ ابراہیمؑ نبی تھے امام نہ تھے یہاں تک کہ حق تعالےٰ نے ان سے فرمایا کہ قَالَ اِنِّیْ جَاعِلُكَ لِلنَّاسِ اِمَامًا یعنی میں نے تم کو لوگوں کا امام بنایا۔ تو انہوں نے عرض کی قَالَ وَمِنْ ذُرِّیَّتِیْ۔ یعنی میری ذریت میں سے بھی امام تو نے قرار دیا ہے؟ اور غرض اس سے یہ تھی کہ ان کی تمام ذریت امام ہو۔ حق تعالیٰ نے فرمایا قَالَ لَا یَنَالُ عَهْدِی الظّٰلِمِیْنَ (آیت ۱۲۴ سورۃ بقرہ پ ۱) یعنی میرا عہد امامت و خلافت ستمگاروں تک نہیں پہنچے گا یعنی جو شخص کہ صنم یا بت کی پرستش کئے ہو گا [۵]

حدیث معتبر میں حضرات ائمہ علیہم السلام سے منقول ہے کہ پانچ سریانی پیغمبر ہوئے جو سریانی زبان میں گفتگو کرتے تھے۔ آدم، شیث، ادریس، نوح اور ابراہیم علیہم السلام۔ اور حضرت آدمؑ کی زبان عربی تھی اور عربی اہل بہشت کی زبان ہے۔ جب حضرت آدمؑ سے ترک اولیٰ صادر ہوا خداوند عالم نے ان کے لئے بہشت و نعمات بہشت کو زمین اور زراعت زمین سے تبدیل فرما دیا اور زبانِ عربی کو زبانِ سریانی سے بدل دیا۔ اور پانچ پیغمبر عبرانی تھے

---

[۵] مولف فرماتے ہیں کہ علماء کے درمیان نبی و رسول کی تفسیر میں اختلاف اور ان دونوں معنی کے درمیان فرق ہے۔ بعض کہتے ہیں کہ ان دونوں لفظوں کے درمیان کوئی فرق نہیں ہے اور بعض کہتے ہیں کہ رسول وہ ہے جو معجزہ کتاب لایا ہو اور نبی غیر رسول وہ ہے کہ اس پر کتاب نازل نہ ہوئی ہو بلکہ لوگوں کو دوسرے پیغمبر کی کتاب کے مطابق دعوت دیتا ہو۔ اور بعض کہتے ہیں کہ رسول وہ ہے کہ اس کی شریعت گزشتہ شریعتوں کی ناسخ ہو۔ اور نبی اس سے زیادہ عام ہے اور سابقہ اور ان کے علاوہ اور دوسری حدیثوں سے جنکو ہم نے بخوف طوالت ترک کر دیا ظاہر ہوتا ہے کہ رسول وہ ہے جو القائے وحی کے وقت ملک کو بیداری میں دیکھتا ہے اور اس سے گفتگو کرتا ہے اور نبی اس سے زیادہ عام ہے۔ پس نبی غیر رسول وہ ہے جو ملک کو القائے وحی کے وقت نہیں دیکھتا بلکہ یا خواب میں دیکھتا ہے یا اس کے دل میں الہام ہوتا ہے یا آوازِ ملک اس کے کان میں پہنچتی ہے اور ملک کو نہیں دیکھتا گو دوسرے اوقات میں دیکھتا بھی ہو۔ اور محققین علماء کی ایک جماعت نے بھی اسی طرح تفریق کی ہے۔ ۱۲ منہ

جن کی زبان عربی تھی۔ اسحٰق و یعقوب و موسٰی و داؤد و عیسٰے علیہم السلام۔ اور پانچ عرب سے ہوئے۔ ہود، صالح، شعیب، اسمٰعیل علیہم السلام اور محمدؐ صلے اللہ علیہ و آلہ وسلم۔ اور پیغمبروں میں چار بیک وقت مبعوث تھے ابراہیم، اسحٰق، یعقوب اور لوط علیہم السلام اور ابراہیم و اسحٰق علیہما السلام ارض بیت المقدس و شام کی طرف مبعوث ہوئے اور یعقوب علیہ السلام زمین مصر کی جانب اور اسمٰعیلؑ زمین جرہم کی سمت اور جرہم کعبہ کے گرد عمالیق کے بعد ساکن ہوئے تھے ان کو اس لیئے عمالیق کہتے ہیں کہ یہ لوگ نسل عملاق بن لوط بن سام بن نوح علیہ السلام سے تھے اور لوطؑ چار شہروں کی جانب مبعوث ہوئے سدوم و عامور و صنعا و اروما اور تین پیغمبر بادشاہ ہوئے۔ یوسفؑ، داؤدؑ، سلیمانؑ۔ اور چار بادشاہ تمام دُنیا کے بادشاہ ہوئے دو مومن ذوالقرنین و سلیمانؑ۔ اور دو کافر نمرود بن کوش بن کنعان اور بخت نصّر۔

بسند معتبر امام محمد باقر علیہ السلام سے منقول ہے کہ رسول خدا صلے اللہ علیہ و آلہ وسلم نے فرمایا کہ مجھ سے پہلے جتنے پیغمبروں کو خدا نے مبعوث فرمایا ہر ایک کو اس کی اُمّت کی زبان پر مبعوث فرمایا اور مجھ کو ہر سیاہ و سُرخ کی طرف زبانِ عربی ہی کے ساتھ مبعوث فرمایا۔

دوسری حدیث معتبر میں امام محمدؐ باقر علیہ السلام سے منقول ہے کہ حق تعالیٰ نے کوئی کتاب اور وحی نہیں بھیجی مگر لغت عرب میں مگر وہ پیغمبروں تک ان کی قوم کی زبان میں پہنچتی تھی اور ہمارے پیغمبر صلے اللہ علیہ و آلہ وسلم تک زبان عربی ہی میں آتی تھی۔

بسند معتبر منقول ہے کہ ایک زندیق نے حضرت امیرالمومنین علیہ السلام کی خدمت میں حاضر ہو کر تفسیر آیات قرآن کے متعلق چند سوالات کئے اور مسلمان ہُوا۔ اس کا ایک سوال یہ تھا کہ آپ اس آیت کے بارے میں کیا فرماتے ہیں:۔ وَمَا كَانَ لِبَشَرٍ اَنْ يُّكَلِّمَهُ اللّٰهُ اِلَّا وَحْيًا اَوْ مِنْ وَّرَآئِ حِجَابٍ اَوْ يُرْسِلَ رَسُوْلًا فَيُوْحِيَ بِاِذْنِهٖ مَا يَشَآءُ (آیت ۵۱ سورۃ شوریٰ پ۲۵)

کسی انسان کے لئے ممکن نہیں کہ خدا اس سے گفتگو کرے مگر وحی کے عنوان سے یا پسِ پردہ سے یا کوئی رسول (یعنی فرشتہ) بھیجتا ہے جو وحی کرتا ہے خدا کے حکم سے جو کچھ وہ چاہتا ہے۔ اور دُوسرے مقام پر فرمایا ہے کہ خدا نے موسٰیؑ سے گفتگو کی جو کچھ کی۔ پھر فرمایا ہے کہ آدمؑ و حواؑ کو ان کے پروردگار نے ندا کی اور دُوسرے مقام پر فرمایا کہ اے آدمؑ تم مع اپنی زوجہ کے جنّت میں رہو۔ وہ (زندیق) سمجھتا تھا کہ یہ تمام آیتیں آپس میں ایک دُوسرے کی ضد ہیں۔ حضرتؑ نے فرمایا آیتِ اوّل کے بارے میں تو نہ ہُوا ہے اور نہ ہوگا کہ حق تعالیٰ بندوں کے ساتھ کلام کرے سوائے وحی کے۔ یا اس کے دِل پر الہام

کیفیت نزول وحی

کرتا ہے یا خواب میں اس پر القا فرماتا ہے یا ایک آواز خلق فرما کر اس کے ذریعہ سے ہم کلام ہوتا ہے بغیر اس کے کہ بندہ اس کو دیکھے جیسے کوئی شخص پسِ پردہ سے کسی سے بات کرتا ہے یا کسی فرشتہ کو بھیجتا ہے جو اس کے حکم سے وحی لاتا ہے بتحقیق کہ رسول آسمانی رسُولوں میں سے ہوتے ہیں یعنی ملائکہ جن پر خدا کی وحی ہوتی ہے۔ پس رسُولانِ آسمان رسُولانِ زمین کو وُہ وحی پہنچاتے ہیں۔ اور کبھی رسولانِ زمین و حق تعالےٰ کے درمیان بلا واسطہ گفتگو ہوتی ہے۔ اور رسُولؐ خدا نے جبرئیلؑ سے پُوچھا کہ وحی کہاں سے حاصل کرتے ہو کہا اسرافیل سے۔ فرمایا اسرافیلؑ کہاں سے لیتے ہیں۔ جبرئیلؑ نے کہا ایک ملک روحانی سے جو اُن سے بالاتر ہے۔ حضرتؐ نے پُوچھا اس ملک کو کہاں سے ملتی ہے عرش کی خدا اس کے دل میں القا فرماتا ہے۔ پس یہ وحی کلام خدا ہے اور کلامِ خدا ایک طرح پر نہیں۔ بعض وُہ ہیں کہ خدا نے پیغمبروں سے گفتگو کی ہے اور بعض وُہ ہیں جن کو ان کے دل میں خدا نے ڈالا ہے اور بعض پیغمبران خدا خواب میں دیکھتے ہیں اور بعض کلام بھیجی ہوئی وحی ہیں جنکو لوگ تلاوت کرتے ہیں اور پڑھتے ہیں۔ اور ایک قسم وُہ ہے جو رسولانِ آسمان یعنی فرشتے رسولانِ زمین پر پہنچاتے ہیں۔ سائل نے عرض کی یا امیر المومنینؑ خدا آپ کے اجر کو زیادہ کرے آپ نے میرے دل کی گرہ کھول دی۔

بسند معتبر حضرت امام محمد باقرؑ سے منقول ہے کہ جبرئیلؑ نے جناب رسُولِ خداؐ سے اسرافیلؑ کی تعریف کی کہ وہ حاجب پروردگار ہیں اور خدا کی بارگاہ میں سب سے مقرب ہیں۔ اور لوح جو یاقوت سُرخ کا ہے اُن کی دونوں آنکھوں کے درمیان ہے۔ جب خداوند عالم بذریعہ وحی تکلم فرماتا ہے، پیشانی لوح پر منقش ہو جاتا ہے۔ وُہ لوح پر نظر کرتے ہیں جو کچھ اس جگہ پڑھتے ہیں ہم بیان کرتے ہیں۔ اور ہم اس کو آسمان و زمین تک پہنچاتے اور جاری کرتے ہیں۔ وُہ خدا سے مخلوق میں سب سے زیادہ نزدیک ہیں۔ ان کے اور خدا کے درمیان نور کے نوّے حجابات ہیں جو آنکھوں کو خیرہ کرتے ہیں جن کا وصف بیان سے باہر ہے اور میں اسرافیلؑ کے نزدیک خلق میں سب سے زیادہ مقرب ہوں۔ میرے اور اُن کے درمیان ہزار سال کی راہ ہے [1]

[1] مؤلف فرماتے ہیں کہ حجب سے مراد حجب معنوی ہیں۔ یعنی جناب مقدس ایزدی تعالیٰ شانہٗ کے تقدس و یکتائی و نورانیت کے حجابات جو اسرافیل کو اس کی حقیقت ذات و صفات کے ادراک سے مانع ہیں یا یہ مُراد ہے کہ اسرافیلؑ اور عرش کے اس مقام کے درمیان جہاں سے وحی صادر ہوتی ہے اس قدر فاصلہ ہے جیسا کہ دُوسری روایت میں وارد ہُوا ہے کہ لوح محفوظ کے دو کنارے ہیں ایک عرش پر ہے دُوسرا اسرافیلؑ کی پیشانی پر۔ جب پروردگار جلّ ذِکرُہٗ وحی کے ذریعہ سے تکلم فرماتا ہے لوح پیشانی اسرافیلؑ سے ٹکراتی ہے وُہ لوح پر نظر کرتے ہیں اور جو کچھ دیکھتے ہیں جبرئیلؑ سے بیان کرتے ہیں۔ ۱۲

بسندِ معتبر منقول ہے کہ زُرارہ نے حضرت صادقؑ سے دریافت کیا کہ کیوں کر رسولِؐ خدا کو معلوم ہوتا تھا جو کچھ ان پر خدا کی جانب سے نازل ہوتا تھا کہ یہ خدا ہی کی طرف سے ہے شیطان کی طرف سے نہیں ہے۔ فرمایا جس وقت حق تعالےٰ بندہ کو رسول بناتا ہے اس کو سکینہ و وقار عطا فرماتا ہے۔ اس لیے جو کچھ اس پر خدا کی جانب سے نازل ہوتا ہے اس طرح ظاہر ہوتا ہے جیسے کوئی چیز کوئی شخص اپنی آنکھوں سے دیکھتا ہو۔

بسند معتبر منقول ہے کہ آنحضرتؐ سے لوگوں نے پوچھا کہ پیغمبرانِ خدا کس طرح جانتے ہیں کہ وُہ پیغمبر ہیں۔ فرمایا کہ پردے اُن کے دلوں سے اُٹھے ہوتے ہیں یعنی وُہ صاحبِ یقین خلق کئے گئے ہیں ان کو شک نہیں ہوتا۔

بسند معتبر حضرت امام رضاؑ سے منقول ہے کہ پیغمبروں کا خواب وحی ہے۔ اور دُعائے اُمِّ داؤد میں جو پندرھویں ماہِ رجب کے اعمال کے لئے حضرت امام جعفر صادق علیہ السّلام سے منقول ہے کچھ پیغمبروں کے نام ہیں۔ چنانچہ فرمایا ہے:- اللهم صل علےٰ هابيل وشيث وادريس ونوح وهود وصالح وابراهيم واسمٰعيل واسحٰق ويعقوب ويوسف والاسباط ولوط وشعيب وايوّب وموسٰى وهارون ويوشع وميشا والخضر وذي القرنين ويونس والياس واليسع وذي الكفل وطالوت وداوُد وسليمان وذكريا وشعيبا ويحيٰى وتورخ ومتى والميا وحيقوق ودانيال وعزير وعيسٰى وشمعون وجرجيس وحواريّين والاتباع وخالد وحنظله ولقمان۔

بسند معتبر منقول ہے کہ مفضل نے حضرت صادقؑ سے سوال کیا کہ کیوں کر امام کو وہ تمام امور معلوم ہو جاتے ہیں جو اقطارِ زمین میں واقع ہوتے ہیں حالانکہ وُہ اپنے مکان میں بیٹھا رہتا ہے اور اس کے دروازہ پر پردہ لٹکا ہوتا ہے۔ فرمایا اے مفضل حق تعالیٰ نے پیغمبروں میں پانچ روحیں ودیعت کی ہیں۔ روحِ حیات جس سے حرکت کرتا ہے اور راستہ چلتا ہے۔ روحِ القلوب جس سے اُٹھتا ہے اور جہاد کرتا ہے۔ روحِ الشہور جس سے کھاتا پیتا ہے اور عورت سے مقاربت کرتا ہے۔ روحِ الایمان جس سے ایمان لاتا ہے اور لوگوں کے ساتھ عدالت کرتا ہے۔ اور روحِ القدس جس سے پیغمبری کا حامل ہوتا ہے۔ جب پیغمبر دنیا سے جاتا ہے رُوح القدس اس امام کی طرف منتقل ہوتی ہے جو اس کے بعد ہوتا ہے۔ اس رُوح کو خواب و غفلت، لہو و تکبر سے تعلق نہیں۔ اور مذکورہ چاروں روحوں پر خواب بھی طاری ہوتا ہے وُہ غافل بھی ہو جاتی ہیں اور لہو و تکبر بھی رکھتی ہیں۔ اور پیغمبر و امام بذریعہ روح القدس دیکھتے ہیں اور چیزوں کو جانتے ہیں۔

بسند[۱] موثق امام محمد باقرؑ سے منقول ہے کہ خداوند عالم نے آدم علیہ السلام سے عہد لیا تھا کہ اس درخت ممنوعہ کے پاس نہ جائیں۔ لیکن وہ گئے اور اُس درخت میں سے کھایا جیسا کہ خدا فرماتا ہے:۔ وَلَقَدْ عَهِدْنَآ اِلٰٓى اٰدَمَ مِنْ قَبْلُ فَنَسِيَ وَلَمْ نَجِدْ لَهٗ عَزْمًا (آیت ۱۱۵ سورۃ طٰہٰ پ ۱۶) خدا نے ان کو زمین پر بھیجا تو ہابیل اور ان کی بہن ایک ساتھ پیدا ہوئے اور قابیل اور اس کی بہن ایک بار پیدا ہوئے۔ حضرت آدمؑ نے اپنے دونوں بیٹوں ہابیل و قابیل کو خدا کی بارگاہ میں قربانی کا حکم دیا۔ ہابیل مویشیوں کے مالک تھے اور قابیل زراعت کرتا تھا۔ ہابیل نے ایک نہایت عمدہ گوسفند کی قربانی کی اور قابیل نے جو کہ اپنی زراعت سے بے خبر رہتا تھا معمولی اور وہ بالیاں جو پاک وصاف نہ تھیں، قربانی کے لئے پیش کیں۔ اس لیئے ہابیل کی قربانی قبول ہوگئی اور قابیل کی نہیں ہوئی جیسا کہ خداوند عالم فرماتا ہے:۔ وَاتْلُ عَلَيْهِمْ نَبَاَ ابْنَيْ اٰدَمَ بِالْحَقِّ اِذْ قَرَّبَا قُرْبَانًا فَتُقُبِّلَ مِنْ اَحَدِهِمَا وَلَمْ يُتَقَبَّلْ مِنَ الْاٰخَرِ (آیت ۲۷ سورۃ مائدہ پ ۶)

"اے رسولؐ ان لوگوں سے آدمؑ کے دونوں بیٹوں کا صحیح قصّہ بیان کرو جب ان دونوں نے قربانیاں خدا کی بارگاہ میں پیش کیں تو ان میں سے ایک کی قربانی قبول ہوئی اور دوسرے کی نہیں۔" اس زمانہ میں جب قربانی قبول ہوتی تھی تو ایک آگ پیدا ہو کر اس کو جلا دیتی تھی۔ پس قابیل نے آتش کدہ بنایا اور وہ پہلا شخص تھا جس نے آگ کے لئے گھر بنایا اور کہا میں اس آگ کی پرستش کروں گا تاکہ میری قربانی قبول کرے۔ دشمن خدا شیطان نے قابیل سے کہا کہ ہابیل کی قربانی مقبول ہوگئی اور تیری قبول نہیں ہوئی۔ اگر تو اس کو زندہ چھوڑ دے گا تو اس کے فرزند پیدا ہوں گے جو تیرے فرزندوں پر اس بارے میں فخر کریں گے یہ سُن کر قابیل نے ہابیل کو مار ڈالا۔ پھر جب آدمؑ کے پاس آیا تو حضرتؑ نے پوچھا کہ ہابیل کہاں ہے۔ اس نے کہا میں نہیں جانتا۔ آپ نے مجھ کو اس کی حفاظت و نگرانی کے لئے نہیں مقرر کیا تھا۔ حضرت آدمؑ نے جا کر دیکھا تو ہابیل کو مقتول پایا۔ فرمایا اے زمین تجھ پر خدا کی لعنت ہو کیوں کر تو نے خون ہابیل کو قبول کر لیا۔ پھر چالیس شب و روز روتے رہے اور خدا سے دُعا کرتے تھے کہ ایک فرزند عطا فرمائے، تو ان کے ایک فرزند پیدا ہوا جس کا نام انہوں نے ہبۃ اللہ رکھا کیونکہ خداوند عالم نے ان کو سوال کے عوض بخشا تھا۔ حضرت آدمؑ اس فرزند کو بہت دوست رکھتے تھے۔ جب آدمؑ کی پیغمبری تمام ہوئی اور اُن کی عمر کا آخری زمانہ آیا تو خدا نے وحی کی کہ اے آدمؑ تمہاری پیغمبری ختم ہوئی اور تمہاری عمر کے ایّام پُورے ہو چکے تو وہ علم جو ایمان و اسم بزرگ خدا

[۱] یہ ایک طولانی حدیث ہے اس کے بعد اس کے تمام مضامین مفصل طور پر حضرت آدمؑ کے حال میں آرہے ہیں۔ یہاں تکرار و طوالت کے خوف سے ضرورت کے موافق صرف خلاصہ درج کیا جاتا ہے۔ ۱۲ (مترجم)

اور میراثِ علم و آثارِ پیغمبری کے تمہارے پاس ہیں اپنے بیٹوں میں سے ہبتہ اللہ کو سپرد کر دو بیشک میں ان تبرکات وعلوم وغیرہ کو تمہارے بعد تمہاری ذریت سے قیامت تک ہرگز منقطع نہ کروں گا۔ اور کبھی زمین کو خالی نہ چھوڑوں گا۔ اس میں ایک عالم کو ہمیشہ باقی رکھوں گا جس کے ذریعہ سے لوگ میرا دین اور طریقِ طاعت وعبادت کو پہچانیں جس سے ہر اس شخص کی نجات ہوگی جو تمہاری اور نوحؑ کی اولاد سے ہوگا۔ اس وقت حضرت آدمؑ نے نوحؑ کو یاد کیا اور کہا حق تعالےٰ ایک پیغمبر بھیجے گا جو لوگوں کو خدا کی طرف بلائے گا۔ لوگ اس کی تکذیب کریں گے تو خدا اس کی قوم کو طوفان کے ذریعہ سے ہلاک کرے گا۔ آدمؑ اور نوحؑ کے درمیان دس پشت کا فاصلہ تھا جو سب پیغمبرانِ خدا تھے۔ اور آدمؑ نے ہبتہ اللہ سے نوحؑ کے بارے میں وصیت کی کہ تم میں سے جو ان سے ملاقات کرے چاہیئے کہ ان پر ایمان لائے اور ان کی پیروی کرے تاکہ طوفان سے نجات پائے۔ جب آدمؑ مرضِ موت میں مبتلا ہوئے تو ہبتہ اللہ کو طلب فرمایا اور کہا کہ اگر جبرئیلؑ یا دوسرے فرشتوں کو دیکھو تو میرا سلام پہنچاؤ۔ اور کہو کہ میرے پدر نے تم سے بہشت کے میووں میں ایک ہدیہ طلب کیا ہے۔ ہبتہ اللہ نے جبرئیلؑ سے ملاقات کی اور اپنے پدر کا پیغام پہنچایا۔ جبرئیلؑ نے کہا کہ اے ہبتہ اللہ تمہارے پدر نے عالم قدس کی طرف رحلت فرمائی اور میں اُن پر نماز پڑھنے کے لیئے نازل ہوا ہوں۔ ہبتہ اللہ واپس آئے تو دیکھا کہ حضرت آدمؑ نے دارِ فانی سے رحلت فرمائی۔ پھر جبرئیلؑ نے آنحضرتؑ کو غسلِ میت کی تعلیم دی۔ ہبتہ اللہ نے ان کو غسل دیا جب نماز کا موقع آیا تو ہبتہ اللہ نے کہا اے جبرئیلؑ سامنے کھڑے ہو کر آدمؑ پر نماز پڑھو جبرئیلؑ نے عرض کی اے ہبتہ اللہ چونکہ خدا نے ہم کو حکم دیا کہ تمہارے باپ کو بہشت میں سجدہ کریں لہذا ہم کو لازم نہیں ہے کہ ان کے کسی فرزند کی امامت کریں۔ پھر ہبتہ اللہ آگے کھڑے ہوئے اور آدمؑ پر نماز پڑھی۔ جبرئیلؑ ان کے پیچھے ملائکہ کے ایک گروہ کے ساتھ کھڑے ہوئے اور تیس تکبیریں کہیں۔ پھر خدا نے جبرئیلؑ کو حکم دیا کہ پچیس تکبیریں فرزندانِ آدمؑ کے لیئے کم کر دو۔ لہذا آج ہم میں پانچ تکبیریں سُنّت ہیں۔ اور رسولؐ اللہ نے اہلِ بدر پر سات اور نو تکبیریں بھی کہی ہیں۔ جب ہبتہ اللہ نے آدمؑ کو دفن کیا قابیل اُن کے پاس آیا اور کہنے لگا کہ اے ہبتہ اللہ مجھے معلوم ہے کہ میرے باپ آدمؑ نے تم کو اس علم سے مخصوص کیا ہے جس سے مجھ کو محروم کر دیا تھا۔ اور وہ وہی علم ہے جس سے تمہارے بھائی ہابیل نے دعا کی تو اس کی قربانی قبول ہوئی۔ اور میں نے اس لیئے اس کو مار ڈالا کہ اس کے لڑکے نہ پیدا ہوں جو میرے فرزندوں پر فخر کریں

اور نہ کہیں کہ ہم اُس کے فرزند ہیں جس کی قربانی قبول ہُوئی اور تم اس کے فرزند ہو جس کی قربانی قبول نہیں ہُوئی۔ اور اگر تم مجھ پر وُہ علم کچھ ظاہر نہ کروگے جس سے تمہارے باپ نے تم کو مخصوص کیا ہے تو تم کو بھی مار ڈالوں گا جس طرح تمہارے بھائی ہابیل کو مار ڈالا۔ پس ہبۃ اللہ اور اُن کے فرزند جو کچھ ان کے پاس علم وایمان واسم اکبر ومیراث وعلم وآثار علم پیغمبری سے تھا پوشیدہ رکھتے تھے یہاں تک کہ حضرت نوحؑ مبعوث ہُوئے اور وصیت ہبۃ اللہ ظاہر ہوئی تو اس زمانہ کے لوگوں نے جب حضرت آدمؑ کی وصیت پر نظر کی تو معلوم ہوا کہ ان کے باپ آدمؑ نے حضرت نوحؑ کے بارے میں خوشخبری دی ہے تو ان پر ایمان لائے اور ان کی پیروی وتصدیق کی۔ حضرت آدمؑ نے ہبۃ اللہ کو یہ بھی وصیت کی تھی کہ اس وصیت کو ہر سال کے شروع میں سب دیکھا کریں اور اس پر قائم رہنے کا عہد کرتے رہیں وُہ دن ان کے لئے عید کا ہوگا۔ لہٰذا وہ لوگ اس وصیت کو دیکھا کرتے اور عہد کیا کرتے تھے۔ یہی سُنّت ہر پیغمبر کی وصیت میں حضرت محمدؐ کے مبعوث ہونے تک جاری رہی۔ اور نوحؑ کو لوگوں نے اسی علم کے ذریعہ سے پہچانا جو ان کے پاس تھا۔ یہی معنی ہیں اس آیت کے۔ وَلَقَدْ اَرْسَلْنَا نُوْحًا تا آخر (آیۃ ۵۹ سورۃ اعراف پ۸)

اور آدمؑ و نوحؑ کے درمیان کچھ پیغمبرؑ ایسے گزرے ہیں جو اپنے کو پوشیدہ رکھتے تھے اسی سبب ان کا ذکر قرآن میں مخفی رکھا گیا ہے اور اُن کا نام نہیں لیا گیا۔ اور کچھ پیغمبر ایسے تھے جو اپنے کو ظاہر کرتے تھے اس لئے ان کا نام لیا گیا ہے جیسا کہ حق تعالیٰ فرماتا ہے:۔ وَرُسُلًا قَدْ قَصَصْنٰهُمْ عَلَیْكَ مِنْ قَبْلُ وَرُسُلًا لَّمْ نَقْصُصْهُمْ عَلَیْكَ (آیت ۱۶۴ النسا: پ۶) یعنی کچھ رسُول ایسے ہیں جن کا قصّہ ہم نے تم کو بتلایا ہے اور کچھ ایسے رسُول ہیں جن کا قصّہ ہم نے نہیں بیان کیا۔" حضرتؑ نے فرمایا کہ جن کا نام نہیں لیا گیا وُہ پوشیدہ رہے ہیں اور جن کا نام لیا گیا ہے وُہ ظاہر بظاہر مبعوث تھے۔ غرض نوحؑ نے اپنی قوم میں ساڑھے نو سو سال تک تبلیغ کی ان کی پیغمبری میں کوئی شریک نہ تھا لیکن وُہ مبعوث ہُوئے تھے۔ اس گروہ پر جو تکذیب کرنے والے تھے انہوں نے ان پیغمبروں کی بھی تکذیب کی جو نوحؑ اور آدمؑ کے درمیان گزرے جیسا کہ حق تعالیٰ فرماتا ہے کہ قومِ نوحؑ نے خدا کے ان پیغمبروں کی تکذیب کی جو ان کے اور آدمؑ کے درمیان ہُوئے۔ پھر جب نوحؑ کی پیغمبری ختم ہوئی اور اُن کا زمانہ تمام ہوا حق تعالےٰ نے وحی فرمائی کہ اے نوح اب تم اسم بزرگ ومیراثِ علم وآثار علم پیغمبری اپنے بعد اپنی ذریت میں سے سام کو سپرد کرو جس طرح ان چیزوں کو میں نے پیغمبروں کے خاندان سے منقطع نہیں کیا جو تمہارے اور آدمؑ کے درمیان ہُوئے ہیں اور ہرگز زمین کو خالی نہیں چھوڑوں گا مگر یہ کہ اس میں کوئی عالم رہے گا

جس سے میرا دین و عبادت کا طریقہ لوگ سمجھیں جو اُن لوگوں کی نجات کا سبب ہوتا ہے جو ایک پیغمبر کی موت کے وقت سے دُوسرے پیغمبر کے مبعوث ہونے تک پیدا ہوتے ہیں۔ سام کے بعد ہود علیہ السّلام پیغمبر ہُوئے۔ نوحؑ اور ہودؑ کے درمیان بعض مخفی پیغمبر تھے، اور بعض ظاہر بظاہر مبعوث تھے۔ اور نوحؑ نے فرمایا کہ حق تعالیٰ ایک پیغمبر بھیجے گا جس کا نام ہودؑ ہوگا۔ وُہ اپنی قوم کو خدا کی طرف دعوت دے گا اور وُہ اس کی تکذیب کرے گی تو خدا اس قوم کو ہلاک کرے گا۔ لہٰذا تم میں سے جو شخص اس کے زمانہ تک رہے بیشک اس پر ایمان لائے اور اس کی پیروی کرے۔ حق تعالیٰ اس کو عذاب سے نجات دے گا اور نوحؑ نے اپنے بیٹے سام کو حکم دیا کہ اس وصیت کو ہر سال کے آغاز میں جس روز کہ عید ہوتی ہے ملاحظہ کیا کریں اور اس پر قائم رہنے کا عہد کرتے رہیں۔ جب خدا نے حضرت ہودؑ کو مبعوث کیا لوگوں نے اُن کو اُسی خوشخبری کے مُطابق پایا جو ان کے باپ نوحؑ نے کی تھی تو اُن پر ایمان لائے اور اُن کی تصدیق و پیروی کی اور عذابِ خدا سے نجات پائی جیسا کہ خدا فرماتا ہے۔ وَ اِلٰی عَادٍ اَخَاهُمْ هُوْدًا (آیت ۶۵ الاعراف پ) پھر فرماتا ہے۔ کَذَّبَتْ عَادُنِ الْمُرْسَلِیْنَ (آیت ۱۲۳ سورۃ الشعراء پ ۱۹ تا آخر آیۃ) اور فرمایا ہے: وَوَصّٰی بِهَآ اِبْرَاهِیْمُ بَنِیْهِ وَیَعْقُوْبُ ط (آیت ۱۳۲ سورۃ بقرہ پ) پھر فرمایا ہے کہ ہم نے ابراہیمؑ کو اسحٰقؑ و یعقوبؑ (سے فرزند) عطا کیے اور ہر ایک کی ہدایت کی اور بعض کی پہلے ہدایت کی تاکہ پیغمبری کو ان کے اہلبیت میں قرار دیں تو پیغمبروں کی ذریت سے وُہ لوگ مامور ہُوئے جو ابراہیمؑ سے پیشتر تھے تاکہ حضرت ابراہیمؑ کے آنے کی خبر دیں اور آنحضرتؐ کے بارہ میں عہد و وصیت کرتے رہیں۔

اور ہودؑ اور ابراہیمؑ کے درمیان دس پشت کا فاصلہ تھا جو سب کے سب پیغمبر تھے۔ پس یہی سُنّتِ الٰہی تھی کہ ہر مشہور نبی و پیغمبر کے درمیان دس یا نو یا آٹھ پُشت کا فاصلہ تھا جو سب کے سب پیغمبر ہوتے تھے اور ہر پیغمبر اپنے بعد کے پیغمبر کے مبعوث ہونے کی خبر اور اپنے اوصیا کو اس وصیت پر عہد کرتے رہنے کا حکم دیا کرتا تھا جیسا کہ آدمؑ و نوحؑ و صالحؑ و شعیبؑ و ابراہیمؑ نے کیا یہاں تک کہ یہ سلسلہ یوسفؑ بن یعقوبؑ بن اسحٰقؑ بن ابراہیمؑ تک پہنچا؛ اور یوسفؑ کے بعد ان کے بھائی کے فرزندوں میں جاری ہوا جو اسباط تھے۔ ان سے حضرت موسیٰؑ بن عمران تک منتہی ہُوا اور یوسفؑ اور موسیٰؑ کے درمیان دس پیغمبر گزرے پھر خداوند عالم نے اُن کو فرعون و ہامان اور قارون کی طرف بھیجا۔ اور حق تعالیٰ نے ہر اُمّت کی طرف پے در پے پیغمبروں کو بھیجا اور لوگ تکذیب کرتے رہے خدا ان کو معذّب کرتا رہا پھر بنی اسرائیل کا زمانہ آیا جنھوں نے ایک روز میں دو دو تین تین چار چار پیغمبروں کو قتل کیا

یہاں تک کہ کبھی ایسا ہوتا تھا کہ ستر ستر پیغمبر مار ڈالے جاتے تھے اور وہ لوگ مطلق پرواہ نہ کرتے تھے۔ بازار صبح سے شام تک کھلے رہتے تھے۔ جب حضرت موسیٰؑ پر توریت نازل ہوئی تو انہوں نے حضرت محمدؐ صلے اللہ علیہ وآلہ وسلم کے بارے میں بشارت دی موسیٰؑ کے وصی یوشع بن نون اور اُن کے وصی فتا تھے جیسا کہ خدا نے قرآن میں فرمایا ہے۔ وَاِذْ قَالَ مُوْسٰى لِفَتٰىهُ (آیت ۶ سورۃ کہف پ ۱۵) پس برابر پیغمبرانِ خدا محمدؐ کے بارے میں بشارت دیتے رہے جیسا کہ حق تعالیٰ فرماتا ہے یَجِدُوْنَهٗ یعنی یہود و نصاریٰ صفتِ نامِ محمدؐ پاتے ہیں۔ مَكْتُوْبًا عِنْدَهُمْ فِي التَّوْرٰىةِ وَالْاِنْجِيْلِ (آیت ۱۵۷ سورۃ الاعراف پ ۹) ان کے پاس توریت و انجیل میں لکھا ہوا موجود ہے جو ان کو نیکی کا حکم اور بدی کی ممانعت کرتی ہے۔ اور عیسیٰ بن مریم کی زبانی حکایت کی ہے وَمُبَشِّرًا بِرَسُوْلٍ يَّاْتِيْ مِنْۢ بَعْدِي اسْمُهٗٓ اَحْمَدُ (آیت ۶ سورۃ الصف پ ۲۸) انہوں نے اس رسولؐ کی بشارت دی جو ان کے بعد آئیں گے جن کا نام احمدؐ ہوگا۔" غرض موسیٰؑ و عیسیٰؑ نے محمدؐ کے بارے میں خوشخبری دی صلوٰۃ اللہ وسلامہٗ علیہم اجمعین جیسا کہ بعض پیغمبروں نے بعض پیغمبروں کی بشارت دی تھی یہانتک کہ یہ سلسلہ محمد صلے اللہ علیہ وآلہ وسلم تک پہنچا۔ جب آنحضرتؐ کی پیغمبری کا زمانہ تمام ہُوا اور آپ کی عمر آخر ہوئی حق تعالیٰ نے وحی فرمائی کہ اے محمدؐ اب تم ان تمام تبرکات اسم اکبر و میراث علم و آثار پیغمبری علیؑ بن ابی طالب کو سپرد کردو کیوں کہ میں ان چیزوں کو تمہارے بعد تمہارے فرزندوں سے قطع نہ کروں گا جس طرح ان پیغمبروں کے خانوادوں سے قطع نہیں کیا جو تمہارے اور تمہارے باپ آدمؑ کے درمیان تھے۔ چنانچہ قرآن میں فرمایا ہے۔ اِنَّ اللّٰهَ اصْطَفٰٓى اٰدَمَ وَنُوْحًا وَّاٰلَ اِبْرٰهِيْمَ وَاٰلَ عِمْرٰنَ عَلَى الْعٰلَمِيْنَ ذُرِّيَّةًۢ بَعْضُهَا مِنْۢ بَعْضٍ وَاللّٰهُ سَمِيْعٌ عَلِيْمٌ۔ (آیت ۳۴ سورۃ آل عمران پ ۳) یعنی خدا نے آدمؑ و نوحؑ و آلِ ابراہیمؑ و آلِ عمرانؑ کو سارے جہان سے برگزیدہ کیا اور ان میں سے بعض کی ذریت کو بعض پر فضیلت دی اور خدا سب کچھ سُننے والا اور جاننے والا ہے۔ اور محمدؐ و آل محمدؐ آلِ ابراہیمؑ میں داخل ہیں۔ حضرت امام محمد باقرؑ نے فرمایا کہ بیشک خدا نے علم کو جہل نہیں قرار دیا ہے یعنی علما کے معاملہ کو تاریکی میں نہیں چھوڑا ہے بلکہ ہر عالم اور ہر پیغمبر اور ہر امام پر نص فرمایا ہے اور مخلوق میں ان لوگوں کو پہچنوا دیا ہے۔ ایسا ہرگز نہیں ہوتا کہ خدا اس شخص کو خلق کے لئے مقرر فرمائے جس کی خلافت پر لوگ یقین نہیں کرتے اور جو احکامِ خدا اور خلق کی مصلحتوں سے واقف نہ ہو۔ پھر فرمایا کہ خداوند عالم نے اپنے امرِ دین کو کسی ملک مقرب اور کسی پیغمبر مرسل پر کبھی نہیں چھوڑا بلکہ وہ ملائکہ میں سے ایک رسول کو ان باتوں کا حکم دیکر جنکو پسند کرتا ہے اور ان باتوں سے منع کر کے جنکو پسند نہیں کرتا اپنے پیغمبر کی طرف بھیجا گیا ہے اور اس پیغمبر کو اسی ملک کے ذریعہ سے علم گذشتہ اور آئندہ سے خبردار کرتا رہا ہے پس اس علم کو پیغمبرانِ خدا

اور اس کے برگزیدہ لوگوں نے اپنے باپ دادا اور بھائیوں سے سیکھا جو برگزیدہ ذریّت سے تھے جیسا کہ خداوند عالم نے قرآن میں فرمایا ہے بہ تحقیق کہ ہم نے آلِ ابراہیمؑ کو کتاب وحکمت عطا کی اور بادشاہی بزرگ مرحمت فرمائی۔ کتاب سے مراد پیغمبری اور حکمت سے یہ مطلب ہے کہ وُہ لوگ حکیم اور دانا اور برگزیدہ لوگوں میں سے ہیں اور پیغمبر ہیں اور سب کے سب اسی ذریت سے ہیں جن میں بعض کو بعض سے برگزیدہ کیا ہے اور جن میں حق تعالیٰ نے پیغمبری قرار دی ہے اور ان میں نیک عاقبت اور عہد کی حفاظت کرنے کو مقرر کر رکھا ہے یہاں تک کہ دُنیا ختم ہو پس وُہ لوگ دانا اور دائی امرِ خدا اور علمِ خدا کے استنباط کرنے والے اور لوگوں کے ہدایت کرنے والے ہیں۔ یہ ہے اس فضیلت کا بیان جسے خدا نے پیغمبروں رسُولوں اور حکیموں اور پیشوایانِ ہدایت اور خلیفہ ہائے خدا میں جو اس کے دائی امر اور اس کے علم کے استخراج کرنے والے اور اہل آثار ہیں اس ذریت سے جو بعض سے بعض برگزیدہ لوگوں میں سے ہوئے ہیں۔ پیغمبروں کے بعد آل و برادران سے اور اس ذریت سے جن سے پیغمبروں کی خانہ آبادی تھی۔ پس جو شخص کہ ان کے علم و ہدایت کے ساتھ عمل کرتا ہے ان کی مدد سے نجات پاتا ہے۔ اور جو شخص کہ والیانِ امرِ خلافتِ خدا اور اہل استنباط علم خدا کو پیغمبروں کے غیر برگزیدہ رشتہ داروں میں سے قرار دیتا ہے وُہ حکمِ خدا کی مخالفت کرتا ہے اور جاہلوں کو دائی امر خدا بناتا ہے۔ اور جو لوگ یہ گمان کرتے ہیں کہ وُہ خدا کی جانب سے ہدایت کے بغیر علمِ الٰہی کے جاننے والے ہیں اور اہل استخراج علم خدا ہیں۔ تو وُہ لوگ خدا پر جھُوٹ باندھتے ہیں اور وصیت و فرمانبرداریٔ خدا سے پھر گئے ہیں انہوں نے فضلِ خدا کو اس مقام پر نہیں قرار دیا جس جگہ کہ خدا نے قرار دیا ہے پس وُہ لوگ گمراہ ہیں اور اپنے پیروی کرنے والوں کو گمراہ کرتے ہیں قیامت میں ان کے لیئے کوئی حجّت نہ ہوگی اور سوائے آلِ ابراہیمؑ کے کوئی حجّت نہیں ہے۔ اس لئے کہ خدا نے فرمایا کہ فَقَدْ اٰتَيْنَآ اٰلَ اِبْرٰهِيْمَ الْكِتٰبَ (آیت ۵۴ سورۃ نساء پ۵) پس حجّت پیغمبروں کی اور ان کے گھر والوں کی قیامت کے دن تک کیوں کہ کتاب خدا اس وصیت پر ناطق ہے۔ خدا نے خبر دی ہے کہ یہ خلافتِ کبریٰ فرزندانِ انبیاء اور گھروں کے چند رہنے والوں میں ہے جنکو حق تعالیٰ نے تمام لوگوں پر بلندی عطا فرمائی ہے اور فرمایا ہے۔ فِيْ بُيُوْتٍ اَذِنَ اللّٰهُ اَنْ تُرْفَعَ وَيُذْكَرَ فِيْهَا اسْمُهٗ (آیت ۳۶ سورۃ نور پ۱۸) آیہ نور کے بعد جو اہلبیت کی شان میں نازل ہوئی تھی اس آیت کو نازل کیا جس کا ترجمہ یہ ہے کہ اُن مکانوں میں جن میں کہ خدا نے اجازت دی ہے اور مقدر و مقرر فرمایا ہے کہ بلند کئے جائیں اور اس میں اس کا ذکر کیا جائے۔ حضرت نے فرمایا کہ یہ مکانات ہمارے یا پیغمبروں اور رسُولوں اور دانا لوگوں اور ہدایت کے پیشواؤں کے ہیں۔ یہی ہے ایمان کا سرا جس کو پکڑنے سے تم سے پہلے نجات پانے والوں نے نجات پائی ہے اور اسی سے وُہ نجات پائے گا جو تمہارے

بعد ہدایت کی متابعت کرے بیشک خدا نے اپنی کتاب میں فرمایا ہے کہ پہلے نوحؑ کی ہم نے ہدایت کی
اور اس کی ذریت سے داؤدؑ وسلیمانؑ و ایوبؑ و یوسفؑ و موسیٰؑ و ہارونؑ کی۔ اور اسی طرح ہم
نیک بندوں کو زکریاؑ و یحییٰؑ و عیسیٰؑ و الیاسؑ کی خبر دیتا ہوں کہ ہر ایک ان میں شائستہ تھے
اور اسمٰعیلؑ و یسعؑ و لوطؑ بھی برگزیدہ تھے۔ اور ہم نے کل عالم پر ہر ایک کو اور ان کے باپ دادا
اور اُن کی ذریت کو اور اُن کے بھائیوں کو فضیلت دی اور اُن کو برگزیدہ کیا اور راہِ راست کی
ہدایت کی۔ یہی وہ لوگ ہیں جنکو ہم نے کتاب و حکمت و پیغمبری عطا کی۔ اگر یہ گروہ اُن لوگوں سے
انکار کرے گا تو ہم نے ایک ایسی قوم کو ان کے ساتھ موکل کیا ہے جو اُن کی منکر نہیں۔ حضرت نے
فرمایا یعنی اگر اُمت کافر ہو جائے گی تو ہم نے تیرے اہلِ بیت کو اس ایمان کے ساتھ موکل کیا ہے
جس کے ساتھ تجھ کو (آراستہ کر کے) بھیجا ہے تو یہ لوگ ہرگز کافر نہ ہوں گے اور میں اُس ایمان
کو ضائع نہ کروں گا جس سے تجھے آراستہ کر کے بھیجا ہے۔ اور تیرے اہل بیت کو تیرے بعد تیری
اُمت میں راہِ ہدایت کا امر کرنا اور تیرے بعد امرِ خلافت کا والی اور اپنے علم کا حامل قرار دیا ہے جن
میں قطعی کوئی جھوٹ کوئی گناہ مکر فریب اور ریا نہیں ہے۔ اس بیان میں جو کچھ کہ خدا نے اس
اُمت کے معاملہ کے متعلق ان کے پیغمبر کے بعد ظاہر فرمایا ہے کوئی ابہام نہیں ہے اس لیئے
کہ خدا نے اپنے پیغمبر کے اہلبیت کو مطہر و معصوم بنایا ہے اور ان کی محبت کو آنحضرتؐ کی رسالت
کا اجر قرار دیا ہے اور ان کے لیئے ولایت و امامت جاری کی ہے اور اُن کو آنحضرتؐ کی اُمت میں
آپ کے بعد اوصیا، دوست اور امام بنایا ہے۔ پس اے گروہِ مردم عبرت حاصل کرو۔ جو
کچھ میں کہتا ہوں اس پر غور کرو کہ حق تعالےٰ نے کہا اپنی امامت و طاعت و استنباط علم قرار
دیا ہے پس اُس کو قبول کرو اور اس سے تمسّک کرو تاکہ نجات پاؤ اور تمہارے لیئے قیامت
کے روز اس پر حجّت ہو اور رستگاری حاصل کرو کیوں کہ یہ لوگ تمہارے اور خدا کے درمیان وسیلہ
اور واسطہ ہیں۔ اور تمہاری ولایت خدا تک نہ پہنچے گی مگر ان ہی لوگوں کے ذریعہ سے۔ پس
جو شخص اس پر عمل کرے گا خدا پر لازم ہے کہ اس کو دوست رکھے اور اس پر عذاب نہ کرے۔ اور
جو شخص اس کے خلاف عمل کرے گا خدا پر لازم ہے کہ اس کو ذلیل اور معذّب کرے۔ بیشک بعض
پیغمبروں کی رسالت ایک گروہ سے مخصوص تھی اور بعض کی رسالت عام تھی۔ نوحؑ روئے
زمین کے تمام باشندوں کی طرف بھیجے گئے ان کی پیغمبری عام تھی اور رسالت شامل۔ اور
ہودؑ قوم عاد کی طرف مخصوص پیغمبری کے ساتھ بھیجے گئے تھے۔ اور صالحؑ ثمود کی طرف جو
ایک چھوٹے گاؤں کے باشندے تھے اور دریا کے کنارے صرف چالیس گھروں کی
آبادی تھی۔ اور شعیبؑ مدائن والوں پر مقرر ہوئے جو چالیس گھر بھی پورے نہ تھے۔ اور

ابراہیمؑ کی پیغمبری پہلے کوثار یا والوں کے لیئے تھی جو عراق کے موضعوں میں سے ہے
پھر اُس جگہ سے ہجرت کی۔ جنگ وجدل کے لیئے ہجرت نہیں جیسا کہ حق تعالےٰ نے فرمایا کہ
ابراہیمؑ نے کہا:۔ اِنِّیْ ذَاهِبٌ اِلٰی رَبِّیْ سَیَهْدِیْنِ ۝ (آیت ۹۹ سورۃ والصفت پ۲۳) یعنی میں
اپنے پروردگار کی طرف ہجرت کرنے والا ہوں وُہ جلد میری ہدایت کرے گا۔" پس ابراہیمؑ کی
ہجرت بغیر جنگ کی تھی۔ اور اسحٰقؑ کی نبوّت ابراہیمؑ کے بعد تھی۔ اور یعقوبؑ کی نبوّت زمین
کنعان کے لئے تھی۔ اس جگہ سے وُہ مصر گئے اور وہیں عالم بقا کی طرف رحلت فرمائی۔ آپ کی میّت
کنعان میں لاکر دفن کی گئی۔ اور جو خواب کہ حضرت یُوسفؑ نے دیکھا کہ گیارہ ستاروں نے اور آفتاب
وماہتاب نے ان کو سجدہ کیا تو ابتدا میں آپ کی نبوّت مصر والوں کے لیئے تھی۔ اور آپ کے بعد
بارہ نفر اسباط ہُوئے۔ پھر خدا نے موسیٰؑ وہارونؑ کو مصر کی طرف بھیجا۔ اور موسیٰؑ کے بعد یوشعؑ
بن نون کو بنی اسرائیل کی طرف بھیجا۔ ان کی پیغمبری پہلے اُس صحرا میں تھی جس میں اسرائیل سرگشتہ
پھرا کیئے اس کے بعد بہت سے دُوسرے پیغمبر ہُوئے کہ جن میں سے بعض کا قصّہ محمّد صلی اللہ
علیہ وآلہٖ وسلم کے لیئے خدا نے ذکر فرمایا ہے اور بعض کا نہیں۔ پھر حق تعالیٰ نے عیسیٰؑ بن مریمؑ کو
بنی اسرائیل کی طرف بھیجا اور بس۔ آپ کی پیغمبری بیت المقدس کی طرف تھی۔ آپ کے بعد بارہ
نفر حواریین ہوئے اور آپ کے بقیہ عزیزوں میں ہمیشہ ایمان پوشیدہ رہا۔ حضرت عیسیٰؑ کے
آسمان پر جانے کے بعد حق تعالےٰ نے محمد صلے اللہ علیہ وآلہٖ وسلم کو تمام جن وانس کی طرف
بھیجا اور وہ آخری پیغمبرؐ تھے انؐ کے بعد بارہ وصی مقرر فرمائے ہم نے بعض سے ملاقات کی،
بعض گزر گئے اور بعض آئندہ ہوں گے۔ یہ ہے امر پیغمبری ورسالت۔ اور ہر پیغمبر جو کہ بنی اسرائیل
کی طرف مبعوث ہُوئے خاص ہوں یا عام ہر ایک کے وصی ہُوئے ہیں اور سنّتِ الٰہی جاری
ہوئی ہے اور اوصیا کہ حضرت محمد صلے اللہ علیہ وآلہٖ وسلم کے بعد ہیں سنت اوصیائے عیسیٰؑ
پر ہیں۔ اور حضرت امیر المومنینؑ حضرت مسیح علیہ السّلام کی سنت پر تھے۔ یہ ہے بیان
پیغمبروں کے بعد اوصیاء کے بارے میں سنتِ الٰہی کا، صلوٰۃ اللہ وسلامہٗ علیہم اجمعین۔

بسندِ معتبر حضرت صادق علیہ السّلام سے منقول ہے کہ رسولؐ خدا نے فرمایا کہ میں سیّدؐ
اور بہترین پیغمبراں ہوں اور میرا وصی سیّد واشرف اوصیائے پیغمبراں ہے اور میرے اوصیا بھی
بہترین اوصیائے پیغمبراں ہیں۔ بیشک حضرت آدمؑ نے خدا سے سوال کیا کہ ان کے لیئے شائستہ
وصی مقرر فرمائے تو حق تعالےٰ نے ان کو وحی فرمائی کہ میں نے پیغمبروں کو رسالت کے ساتھ گرامی
کیا اور اپنی مخلوق کی آزمائش کی تو ان میں سے نیک لوگوں کو پیغمبروں کا وصی قرار دیا
اے آدمؑ تم شیثؑ کو وصیت کرو۔ وُہ آدمؑ کے فرزند ہبتہ اللہ ہیں۔ حضرت آدمؑ نے

ان کو اپنا وصی قرار دیا۔ شیثؑ نے اپنے فرزند شبانؑ کو وصیت کی جو اس حور یہ کے بطن سے تھے جس کو خدا نے بہشت سے بھیجا تھا اور آدمؑ نے اس کو شیثؑ سے تزویج فرمایا تھا۔ شبانؑ نے اپنے بیٹے محلثؑ کو وصیت کی اور محلثؑ نے محوقؑ کو اور محوقؑ نے عمیشاؑ کو انہوں نے اخنوخؑ کو جو ادریسؑ ہیں۔ اور ادریسؑ نے ناحورؑ کو وصیت کی اور ناحورؑ نے وصیتوں کو حضرت نوحؑ کے سپرد کیا اور نوحؑ نے سامؑ کو وصیت کی اور سامؑ نے عثامرؑ کو عثامرؑ نے برعیثاشاؑ کو اور برعیثاشاؑ نے یافثؑ کو یافثؑ نے برہؑ کو انہوں نے جفینہؑ کو وصیت کی اور جفینہؑ نے عمرانؑ کو اور عمرانؑ نے وصیتوں کو حضرت ابراہیمؑ کے سپرد کیا اور ابراہیمؑ نے اپنے بیٹے اسمٰعیلؑ کو وصیت کی اور اسمٰعیلؑ نے اسحاقؑ کو اور اسحٰقؑ نے یعقوبؑ کو اور یعقوبؑ نے یوسفؑ کو یوسفؑ نے بثریاؑ کو بثریاؑ نے شعیبؑ کو اور شعیبؑ نے وصیتوں کو موسیٰؑ بن عمران کے سپرد کیا اور موسیٰؑ نے یوشعؑ بن نون کو اور یوشعؑ نے داوٗدؑ کو اور داوٗد نے سلیمانؑ کو اور سلیمانؑ نے آصفؑ بن برخیا کو اور آصفؑ نے زکریاؑ کو زکریاؑ نے صایاؑ کو اور صایاؑ نے عیسیٰؑ بن مریمؑ کو وصیت کی اور عیسیٰؑ نے شمعونؑ کو اور شمعونؑ نے یحییٰؑ بن زکریا کو یحییٰؑ نے منذرؑ کو انہوں نے سلیمہؑ کو سلیمہؑ نے بردہؑ کو وصیت کی۔ پس رسول خدا صلے اللہ علیہ وآلہ وسلم نے فرمایا کہ بردہؑ نے وصیتوں کو مجھے تفویض کیا۔ اور اے علیؑ میں تم کو سپرد کرتا ہوں۔ اور تم اپنے وصی کو تفویض کرو اور تمہارا وصی تمہارے اُن وصیوں کو سپرد کرے گا جو تمہارے فرزندوں میں سے ہر ایک کے بعد دوسرے ہوں گے یہاں تک کہ تمہارے بعد یہ سلسلہ بہترین اہلِ زمین تک پہنچے گا جو آخر ائمہ ہے۔ اور لوگ تمہارے بارے میں شدید اختلاف کریں گے۔ جو شخص میری اُمت میں سے تمہارے وصی ہونے کے اعتقاد پر قائم رہے گا ایسا ہے جیسے کہ میرے ساتھ قائم رہا۔ اور جو شخص کہ تم سے علیحدہ رہے گا اور تمہاری پیروی نہ کرے گا تو وُہ آتشِ جہنم میں ہوگا اور وُہ کافروں کی جگہ ہے۔

فصلِ سوم عصمت انبیاؑ و ائمہؑ کا بیان

جاننا چاہیئے کہ علمائے امامیہ رضوان اللہ علیہم نے عصمت انبیاؑ و اوصیا و ائمہ پر اجماع کیا ہے اور اس پر کہ گناہان صغیرہ وکبیرہ اُن سے صادر نہیں ہوتے کسی طرح کے گناہ نہ سہو و نسیان کے طریقہ سے اور نہ تاویل میں خطا کی قسم سے اور نہ غلطی کی راہ سے۔ نہ پیغمبری سے قبل نہ بعد، نہ طفلی میں نہ بزرگی میں۔ اور کسی نے اس بارے میں مخالفت نہیں کی ہے سوائے ابن بابویہ اور شیخ ابو محمد بن الحسین بن الولید رحمۃ اللہ علیہما کے کہ ان لوگوں کا خیال ہے کہ پیغمبروں اور اماموں وغیرہ سے حق تعالیٰ مصلحتہً سہو کرا دیتا ہے۔

تاکہ وہ چیز فراموش ہو جائے جو تبلیغ رسالت سے متعلق نہیں ہوتی اور تواتر اور اجماع سے معلوم ہے کہ ان کی عصمت پر اعتقاد رکھنا ائمہ کا مذہب ہے بلکہ دینِ شیعہ کی ضروریات سے ہے۔ اور عقلی و نقلی بے شمار دلیلیں اس امر پر کتب کلامیہ میں قائم کی گئی ہیں۔ بہت سی حدیثیں ہر پیغمبر کے حالات میں کتاب امامت میں ذکر کی جائیں گی۔ بعض دلائل کے اشارے اس مقام پر اجمالاً ذکر کیئے جاتے ہیں۔

اول یہ کہ جب ان کی بعثت سے یہ غرض ہے کہ لوگ ان کی اطاعت کریں اور جو کچھ وہ اوامر و نواہیٔ خدا سے بیان کریں، اس کی تعمیل کریں۔ تو اگر خدا ان کو معصوم نہ رکھے تو ان کی بعثت کی غرض کے خلاف ہوگا۔ اور حکیم کے لیئے جائز نہیں ہے کہ کوئی ایسا فعل کرے جو اس کی غرض کے موافق نہ ہو۔ اور غرض کے خلاف ہونا عادۃً ظاہر ہے کہ جب کوئی شخص لوگوں کو نیکیوں کا حکم دیتا ہے اور برائیوں سے روکتا ہے اور خود اس کے خلاف عمل کرتا ہے تو اس کا موعظہ لوگوں میں اثر نہیں کرتا بلکہ اگر کوئی گروہ منصبِ پیش نمازی و وعظ رکھتا ہو جس کی امامت عظمیٰ و ریاست کبریٰ کے مقابلہ میں کوئی حقیقت نہیں ہے تو بعض صغائر بلکہ مکروہات صادر ہونے سے اکثر و بیشتر لوگ ان کی اقتدا کرنے اور ان کے مواعظ کے سننے کی طرف رغبت نہیں کرتے چہ جائیکہ تمام گناہانِ کبیرہ مثل زنا و لواطہ و شراب خواری و قتل نفس وغیرہ وغیرہ ان سے ظہور میں آئیں۔ اور عامہ میں سے بعض وہ لوگ جنہوں نے انبیا و اوصیا سے صرف صغائر کا ہونا تجویز کیا ہے تو ان میں سے بعض سات اور بعض آٹھ اور بعضے دس میں کبائر کو معدود جانتے ہیں۔ اس جماعت کے مذہب کی بناء پر بھی لازم آتا ہے کہ جو شخص کہ ترکِ نماز و روزہ کرے اور طرح طرح کے فواحش کو عمل میں لائے ہمیشہ گانا سننے میں مشغول رہے اور لہو و لعب میں زندگی گزارے کیا قابلِ خلافت کبریٰ و ریاستِ دین و دنیا ہوگا۔ کسی عاقل کی عقل جو اپنے کو تعصب سے خالی رکھے اس کو تجویز نہیں کرے گی اور دوسری تفاصیل کے ساتھ خرق کا قائل ہونا اجماع مرکّب ہے۔

دوسرے یہ کہ پیغمبر سے اگر گناہ صادر ہوگا تو اجتماع ضدین لازم آئے گا یعنی اس کی متابعت بھی کرنا چاہیئے اور مخالفت بھی متابعت اس لیئے کہ واجب ہے کیوں کہ خدا نے فرمایا ہے کہ اے محمدؐ[۵] کہہ دو کہ اگر خدا کو دوست رکھتے ہو تو میری متابعت کرو تاکہ خدا تم کو دوست رکھے اور جب ہمارے پیغمبر کے حق میں یہ بات ثابت ہوئی تو جمیع پیغمبروں کے

ل۵ قل ان کنتم تحبون اللہ فاتبعونی یحببکم اللہ (آیت ۳۱، آل عمران پ۳)

دلائل عصمت

حق میں ثابت ہو گی کیوں کہ کوئی انبیاء میں تفریق کا قائل نہیں ہے۔ اور مخالفت اس لئے کہ گناہ میں گناہ گار کی پیروی حرام ہے۔

سوم یہ کہ اگر اس سے کوئی گناہ صادر ہو تو واجب ہوگا اس کا روکنا اور زجر و توبیخ کرنا اور منع کرنا امر بالمعروف و نہی عن المنکر کے مطابق لازم ہوگا۔ لیکن پیغمبر کو کسی امر سے روکنا حرام ہے کیونکہ اس کی ایذا کا باعث ہوگا اور اُس کی ایذا باجماع حرام ہے۔ اس آیت کی رو سے جس کا ترجمہ یہ ہے کہ جو لوگ خدا و رسُول کو آزار دیتے ہیں ان پر خدا نے دنیا و آخرت میں لعنت کی ہے۔

چہارم یہ کہ اگر پیغمبر گناہ پر اقدام کرے لازم آئے گا کہ اگر گواہی دے تو رد کر دی جائے کیونکہ حق تعالیٰ فرماتا ہے اِنْ جَآءَكُمْ فَاسِقٌۢ بِنَبَاٍ فَتَبَيَّنُوْٓا (آیت سورۃ الحجرات پ) اگر کوئی بدکار تمہارے پاس کوئی خبر لے کر آئے تو خوب تحقیق کر لیا کرو۔ ایضاً مسلمانوں کا اجماع ہے کہ فاسق کی شہادت مقبول نہیں۔ پس لازم آئے گا کہ اس کا حال اُمت کے ایک فرد سے بھی پست تر ہو باوجود اس کے اس کی گواہی کو خدا کے دین میں قبول کرتے ہیں جو کہ اعظم امور ہے اور وُہ خلق پر روز قیامت گواہ ہوگا جیسا کہ قرآن میں فرمایا ہے۔ لِّتَكُوْنُوْا شُهَدَآءَ عَلَى النَّاسِ وَيَكُوْنَ الرَّسُوْلُ عَلَيْكُمْ شَهِيْدًا (آیت ۱۴۳ سورۃ بقرہ پ۲) تاکہ تم لوگوں پر گواہ ہوا ور رسُول تم پر گواہ ہوں۔

پنجم یہ کہ لازم آتا ہے کہ اس کا حال عاصیان اُمت سے بھی بدتر ہو اور اس کا درجہ ان سے بھی پست تر ہو کیوں کہ ان پیغمبروں کی زندگی نہایت بلند ہوتی ہے اور ان پر خدا کی نعمتیں بہ نسبت عوام کے زیادہ پُوری ہوتی ہیں اس لیئے کہ خدا نے ان کو لوگوں پر برگزیدہ کیا ہے اور اُن کو خلق پر اپنی وحی کے ساتھ امین قرار دیا ہے اور زمین میں اپنا خلیفہ بنایا ہے۔ اس کے علاوہ اپنی نعمتوں سے اُن کو ممتاز کیا ہے۔ پس اُن کا معاصی میں مبتلا ہونا اور اوامر و نواہی سے لذتِ فانی دُنیا کے لیئے رُوگردانی کرنا تمام لوگوں کے گناہوں سے بدتر اور سخت تر ہے۔ اور کوئی عاقل یہ پسند نہ کرے گا کہ ان کا درجہ تمام لوگوں سے پست تر ہو۔

چھٹے یہ کہ لازم آتا ہے کہ مستحق لعنت و عذاب اور سزاوار سرزنش و ملامت ہوں اس لئے کہ خدا فرماتا ہے۔ مَنْ يَّعْصِ اللّٰهَ وَرَسُوْلَهٗ (تا آخر آیت سورۃ نساء پ) جس کا ترجمہ یہ ہے کہ "جو شخص خدا و رسُول کی نافرمانی و معصیت کرے گا اور اس کی حدوں سے گزرے گا تو خدا اُس کو جہنم کی آگ میں ڈالے گا جس میں وُہ ہمیشہ رہے گا اور وُہ اس کے لئے ذلیل کرنیوالا عذاب[۱] ہے"۔

[۱] مطلب یہ ہے کہ اگر انبیاء و اوصیاء (معاذ اللہ) گناہ کریں تو خدا کی نافرمانی ہو گی اور جب خدا کی نافرمانی ہو گی، تو مستحق عذاب ٹھہریں گے۔ ۱۲ مترجم۔

پھر فرمایا کہ:۔ اَلَا لَعْنَةُ اللّٰهِ عَلَى الظّٰلِمِيْنَ (آیت ۱۸ سورۃ ہود پ) اور پیغمبرانِ خدا کا ان امور کا مستحق ہونا بداہتہ اور اجماعِ مسلمانان کے ساتھ باطل ہے۔

ہفتم یہ کہ وہ لوگ خلق کو خدا کی اطاعت کا حکم کرتے ہیں۔ اگر خود اطاعتِ خدا نہ کریں تو اس آیت کے حکم میں داخل ہوں گے اَتَاْمُرُوْنَ النَّاسَ بِالْبِرِّ (تا آخر آیۃ ۴۴ سورہ بقرہ پ) جس کا ترجمہ یہ ہے کہ "کیا تم لوگوں کو نیکی کا حکم کرتے ہو اور اپنے نفسوں کو فراموش کرتے ہو حالانکہ کتابِ خدا کی تلاوت کرتے ہو تو کیا سمجھتے نہیں"۔ اور اس آیت میں ان پیغمبروں کا داخل ہونا باجماع غلط ہے۔

ہشتم یہ کہ خدا نے شیطان سے فرمایا جب کہ اُس نے کہا کہ تیری عزّت کی قسم سب کو گمراہ کروں گا سوائے تیرے مخلص بندوں کے۔ تو اگر کوئی پیغمبر معصیت کرے تو شیطان کے گمراہ کردہ لوگوں میں سے ہوگا مخلص بندوں میں سے نہ ہوگا۔ اور اس پر اجماع ہے کہ پیغمبرِ خدا کے مخلص بندے ہیں۔ علاوہ اس کے اور آیتیں بھی اس پر دلالت کرتی ہیں۔

نہم یہ کہ فرمایا ہے کہ عاصی ظالم ہوتا ہے۔ اور حق تعالیٰ نے فرمایا ہے۔ لَا يَنَالُ عَهْدِي الظّٰلِمِيْنَ (آیت ۱۲۴ سورۃ بقرہ پ) یعنی میرا عہدِ امامت و پیغمبری ظالموں کو نہ پہنچے گا اور اس مدعا پر بہت دلیلیں ہیں کہ جن کے ذکر کی اس کتاب میں گنجائش نہیں ہے۔ انشاء اللہ اُن میں سے بیشتر کتاب امامت میں مذکور رہوں گی۔

بسندِ معتبر منقول ہے کہ امام رضا علیہ السّلام نے مامون کے لیئے شرائع دینِ امامیہ تحریر فرمائے تھے۔ اس میں لکھا ہے کہ حق تعالیٰ اُس شخص کی اطاعت بندوں پر واجب نہیں کرتا جو بہکاتا اور گمراہ کرتا ہے۔ اور اپنے بندوں میں سے اُس کو ہدایتِ خلق کے لیئے نہیں اختیار کرتا جس کو جانتا ہے کہ وہ اس سے اور اس کی اطاعت سے انکار کرے گا۔ اور شیطان کی پیروی کرے گا اور اس کی اطاعت کو ترک کرے گا۔

معتبر سندوں کے ساتھ منقول ہے کہ حضرت امام رضاؑ نے مکرر مجلسِ مامون میں دلائل و براہین سے انبیاء کی عصمت ثابت کی اور علمائے مخالفین کو ساکت کیا۔ جیسا کہ متفرق طور پر اس کے بعد مذکور ہوگا۔

بسندِ معتبر منقول ہے کہ حضرت صادق علیہ السّلام نے اصول و فروع میں سے شرائع دینِ اعمش سے بیان کیئے جس میں یہ بھی فرمایا کہ پیغمبروں اور ان کے وصیوں سے گناہ نہیں ہوتا۔ کیونکہ وہ معصوم و مطہر ہیں۔ اور سلیم بن قیس کی کتاب میں مذکور ہے کہ حضرت امیر المومنین صلوٰۃ اللہ وسلامہ علیہ نے فرمایا کہ حق تعالےٰ نے اولوالامر کی اطاعت کا اس لیئے حکم دیا ہے کہ

وُہ گناہوں سے پاک و مطہر ہیں اور لوگوں کو گناہوں کا حکم نہیں کرتے۔

بسند معتبر منقول ہے کہ امام محمد باقرؑ نے قول خدا لَا یَنَالُ عَهْدِی الظَّالِمِیْنَ (آیت ۱۲۴ سورہ بقرہ پ ۱) کی تفسیر میں فرمایا کہ احمق، متقی و پرہیزگاروں کا پیشوا نہیں ہو سکتا۔ مسلمانوں کا اجماع ہے کہ ان معاملات میں جو تبلیغ رسالت سے متعلق ہیں انبیا علیہم السّلام سے سہو و نسیان نہیں ممکن ہے ان کے علاوہ عبادات اور تمام امور دنیویہ میں سہو و نسیان کا ہونا اکثر علمائے عامہ نے تجویز کیا ہے اور اکثر علمائے شیعہ نے اختلاف کیا ہے۔ اور اکثر علمائے کلام سے ظاہر ہوتا ہے کہ اس نوع سہو کی مخالفت پر بھی علمائے امامیہ کا اجماع ہے۔ اور ابن بابویہ اور اُن کے شیخ کا اختلاف اجماع میں خلل انداز نہیں ہو سکتا کیونکہ یہ معروف النسب[۱] ہیں۔ اور بعض کے کلام سے ظاہر ہوتا ہے کہ یہ مسئلہ اجماعی نہیں ہے۔ اور بہت سی حدیثیں جو ان کے سہو پر دلالت کرتی ہیں وارد ہوئی ہیں جو تقیہ پر محمول کی گئی ہیں۔ اور بعض حدیثوں سے مستفاد ہوتا ہے کہ ان پر سہو و نسیان خطا و لغزش روا نہیں ہے۔ اور عقلی و نقلی دلیلیں اس بات پر قائم کی ہیں۔ سب سے بہتر دلیل یہ ہے کہ اگر انبیا و ائمہ سے طبیعتوں کے نفرت کے قابل امور ظاہر ہوں گے تو یہ غرض بعثت کے خلاف ہے جیسا کہ ہم فرض کرلیں کہ کوئی پیغمبر سہواً نماز کو ترک کرے اور رمضان میں روزہ رکھنا بھول جائے اور نبیذ کو فراموش کرے کہ یہ شراب ہے اور پی کر مست ہو بلکہ العیاذ باللہ اپنے محارم میں سے کسی کے ساتھ بھول کر جماع کرے تو ظاہر ہے کہ کسی سے ایسے افعال دیکھ کر کوئی شخص اس کے قول پر اعتماد و بھروسہ کم کرے گا۔ ایضاً لوگوں کی عادتیں معلوم ہیں کہ کسی سے متواتر سہو و نسیان مشاہدہ کرکے اس کے قول و خبر پر اعتماد نہیں کرتے مگر یہ کہ وہ لوگ جو سہو و نسیان پیغمبروں سے جائز سمجھتے ہیں دعویٰ کرتے ہیں کہ جب یہ امور اس حد تک پہنچ جائیں تو ہم سہو و نسیان تجویز نہیں کریں گے لیکن کوئی قول فرق میں نہیں ہے۔ ہر چند دلائل عصمت زیادہ قابل اعتبار اور اصول امامیہ میں سب پر فائق ہیں۔ اور مذاہب عامہ میں اس کے خلاف حدیثیں بہت ہیں۔ لیکن چونکہ مخالف روایتیں بہت ہیں لہٰذا اس باب میں توقف کرنا احوط و اولیٰ ہوگا۔ اور ان شاء اللہ اس مطلب کی تحقیق میں کچھ کتاب احوال حضرت خاتم النبیین صلی اللہ علیہ و آلہ وسلم میں بیان کیا جائے گا۔

فصل چہارم فضائل و مناقب انبیاءؑ و اوصیا علیہم السّلام

بسند معتبر حضرت امام محمد باقر علیہ السّلام سے

[۱] یعنی اُن پر امام زمانہ کا شک نہیں ہو سکتا کیونکہ یہ دونوں حضرات مشہور و معروف ہیں کوئی غیر معروف انسان اجماع کا مخالف ہوتا تو یہ شبہ ہونا ممکن تھا کہ شاید وہ امام عصر ہوں اور ان کی طرف سے یہ ہدایت ہو رہی ہو۔ ۱۲ (مترجم)

منقول ہے کہ حضرت رسُول اللہ صلے اللہ علیہ وآلہ وسلم نے فرمایا کہ ہم گروہِ انبیا سوتے ہیں ہماری آنکھیں خواب میں ہوتی ہیں مگر ہمارے قلوب نہیں ہوتے۔ اور جس طرح ہم سامنے سے دیکھتے ہیں اسی طرح پشت کی جانب سے بھی دیکھتے ہیں۔

دوسری معتبر روایت میں حضرت موسیٰ بن جعفرؑ سے منقول ہے کہ حق تعالیٰ نے کوئی پیغمبر نہیں بھیجا مگر عاقل۔ اور بعض پیغمبروں سے بعض عقل میں زیادہ ہیں۔ اور جب تک خدا نے حضرت داؤدؑ اور سلیمانؑ کی عقلوں کو آزما نہ لیا خلیفہ نہیں بنایا۔ سلیمانؑ کو تیرہ سال کی عمر میں خلیفہ کیا۔ چالیس سال ان کی پیغمبری اور بادشاہی کا زمانہ تھا۔ ذوالقرنین بارہ سال کی عمر میں بادشاہ ہوئے اور تیس برس بادشاہ رہے۔

بسندِ معتبر حضرت صادقؑ سے منقول ہے کہ مسجد سہلہ حضرت ادریسؑ پیغمبر کا مکان ہے۔ جس میں وُہ خیاطی کرتے تھے۔ اسی جگہ سے حضرت ابراہیمؑ یمن کی جانب جنگ عمالقہ کے لیئے گئے۔ اسی جگہ سے داؤدؑ جنگِ جالوت کے واسطے روانہ ہوئے۔ اس مسجد میں ایک سبز پتھر ہے جس پر ہر پیغمبر کی صورت بنی ہوئی ہے۔ اسی کے نیچے سے ہر پیغمبر کی مٹی لے گئے ہیں اور وہی محل نزول حضرت خضرؑ ہے۔

حدیث معتبر میں حضرت امیرؑ سے منقول ہے کہ ستر پیغمبروں نے مسجد کوفہ میں نماز پڑھی ہے اور اُن کے ستر اوصیا نے بھی جن میں سے ایک میں ہُوں۔

بسندِ معتبر حضرت محمد باقر صلوٰت اللہ علیہ سے منقول ہے کہ مسجد کوفہ میں ایک ہزار ستر پیغمبروں نے نماز پڑھی ہے اور اسی میں عصائے موسیٰؑ اور درخت کدو اور سلیمانؑ کی انگوٹھی ہے۔ اور اسی میں سے تنورِ نوحؑ جوش میں آیا۔ اسی جگہ کشتیٔ نوحؑ تیار کی گئی اور وُہ بابل کی بہترین جگہ ہے اور وہاں پیغمبروں کی جماعت مدفون ہے۔

بسندِ معتبر منقول ہے کہ حضرت صادق صلوٰت اللہ علیہ سے لوگوں نے قولِ حق تعالیٰ یَآ اَیُّهَا الرُّسُلُ کُلُوْا مِنَ الطَّیِّبٰتِ (آیت ۵۱ سورۃ مومنون پ۱۸) کی تفسیر دریافت کی جس کا ترجمہ یہ ہے کہ "اے پیغمبرانِ مرسل پاک چیزیں کھاؤ" فرمایا پاک چیزوں سے روزئ حلال مراد ہے۔ دُوسری معتبر روایت میں منقول ہے کہ ایک شخص نے حضرت امام جعفر صادقؑ کے سامنے دُعا کی کہ خداوندا میں تجھ سے روزی طیّب کا سوال کرتا ہوں۔ فرمایا افسوس کہ تُو قوتِ پیغمبران کا طالب ہے۔ اس روزی کی خواہش کر جس سے خدا تجھ پر روزِ قیامت عذاب نہ کرے۔ پھر اسی آیت کی تلاوت فرمائی۔

بسندِ معتبر منقول ہے کہ ابوسعید خُدریؓ نے کہا کہ میں نے دیکھا اور سُنا کہ رسُولِ خدا حضرت امیر المومنینؑ سے فرماتے تھے کہ اے علیؑ خدا نے کسی پیغمبر کو نہیں بھیجا مگر اس کو تمہاری محبت و

ولایت کا حکم دیا خواہ وُہ پسند کرے یا نہ کرے۔

دُوسری حدیث معتبر میں منقول ہے کہ امام زین العابدین علیہ السّلام نے فرمایا کہ حق تعالیٰ نے پیغمبروں کے اجسام و قلوب کو طینت علیین سے خلق کیا اور مومنین کے دلوں کو بھی اُسی مٹی سے پیدا کیا اور ان کے جسموں کو اسی مٹی سے بنایا جو اس سے پست تر تھی اس بارے میں بہت سی حدیثیں ہیں۔

نیز بسند معتبر امام رضا علیہ السّلام سے منقول ہے کہ حق تعالیٰ نے پیغمبروں کا مزاج سودائے صافی کے خلط سے بنایا ہے [۱]

بسند معتبر حضرت صادقؑ سے منقول ہے کہ حق تعالیٰ نے حضرت رسولؐ کو اُس وقت رسولوں پر مبعوث کیا جبکہ خلقتِ خلائق سے دو ہزار سال قبل آپ خود اور دُوسرے تمام انبیا عالم ارواح میں تھے اور آپ نے ان لوگوں کو توحید الٰہی، اُس کی اطاعت اور اُس کے احکام کی متابعت کی دعوت دی اور وعدہ فرمایا کہ جب وُہ لوگ اس پر عمل کریں گے تو ان کے لئے بہشت ہو گی۔ اور وعید فرمائی کہ جو شخص مخالفت کرے گا یا انکار کرے گا تو اس کے لئے جہنم کی آگ ہو گی۔

پیغمبر آخر الزمانؐ اور آپ کے اوصیا کی فضیلت

بہت سی معتبر سندوں کے ساتھ حضرت صادقؑ سے منقول ہے کہ لوگوں نے جناب رسولِ خدا سے پُوچھا کہ کس سبب سے سب پیغمبروں پر آپ کو سبقت و فضیلت حاصل ہے حالانکہ آپ سب کے بعد مبعوث ہوئے۔ فرمایا اس سبب سے کہ میں پہلا وہ شخص ہوں جس نے اپنے رَبّ کا اقرار کیا جس وقت کہ اس نے پیغمبروں سے عہد و پیماں لیا اور اُن کو ان کے نفسوں پر گواہ کیا اور کہا اَلَسۡتُ بِرَبِّکُمۡ کیا میں تمہارا پروردگار نہیں ہوں تو میں نے سب سے پہلے بَلٰی کہا اور خدا کے سب اقرار کرنے والوں پر میں نے سبقت کی۔ اور بہت سی حدیثوں سے ثابت ہے جو آئندہ مذکور رہوں گی کہ حق تعالیٰ نے عالم ارواح میں اپنی ربوبیت اور آنحضرتؐ کی رسالت اور امیرالمومنینؑ و ائمہ طاہرین کی امامت کا تمام پیغمبروں سے اقرار لیا اور اُن سے کہا۔ اَلَسۡتُ بِرَبِّکُمۡ وَ مُحَمَّدٌ نَبِیُّکُمۡ وَ عَلِیٌّ اِمَامُکُمۡ وَالۡاَوۡصِیَآءُ الۡھَادُوۡنَ اَئِمَّتُکُمۡ۔ سب نے کہا ہاں۔ اس کے بعد رسُولِ خدا پر ایمان لانے اور حضرت امیرالمومنینؑ کی زمانۂ رجعت میں مدد کرنے کا عہد لیا۔

بسندِ معتبر ائمہ طاہرینؑ سے منقول ہے کہ رسولِ خدا نے فرمایا کہ حق تعالیٰ نے کسی پیغمبر کو دُنیا سے

---

[۱] مولّف فرماتے ہیں کہ اس خلط کے غلبہ سے انتہائی فطانت و حذاقت و حافظہ ہوتا ہے لیکن ان ہی کے ساتھ کبھی خیالات فاسدہ، بزدلی اور غیظ و غضب بھی ہوتے ہیں۔ لہذا حضرت نے اس خلط کو صافی سے متصف کرکے ان اخلاق ردّیہ سے خالص کر دیا جو اس خلط والے پر غالب ہوتے ہیں۔ ۱۲ منہ۔

نہیں اُٹھایا مگر اُس کو حکم دیا کہ اپنے عزیزوں میں قریب ترین عزیز کو اپنا وصی مقرر کرے اور یہی حکم مجھ کو بھی دیا۔ میں نے پُوچھا کہ کس کو معیّن کروں؟ وحی فرمائی کہ اپنے پسرِ عم علیؑ بن ابی طالب کو جس کا نام میں نے گزشتہ کتابوں میں ظاہر کیا۔ اور لکھا ہے کہ وُہ تمہارا وصی ہے اور اسی پر تمام خلائق سے اور اپنے رسُولوں سے اقرار لیا ہے اور اُن سے اپنی وحدانیت تمہاری رسالت اور علیؑ بن ابی طالب کی امامت و ولایت کا عہد لیا ہے۔

بسند معتبر حضرت صادقؑ سے منقول ہے کہ حق تعالےٰ نے پیغمبروں کے لیئے زراعت کرنا اور گوسفند چرانا پسند کیا تاکہ بارانِ آسمانی سے کراہت نہ رکھیں۔

دوسری حدیث معتبر میں فرمایا کہ خدا نے ہرگز کسی پیغمبر کو نہیں بھیجا مگر یہ کہ اس کو گوسفند چرانے کی تکلیف دی ہے تاکہ اس کو تعلیم دے کہ کس طرح لوگوں کی رعایت کرنا چاہیئے۔ اور اس ذریعہ سے ان کی عادت ڈالے تاکہ لوگوں کی بداخلاقی کا وُہ تحمل کرسکیں۔

دُوسری معتبر روایت میں منقول ہے کہ آنحضرتؐ نے فرمایا کہ پیغمبروں میں سے کچھ پیغمبر ایسے تھے جو بھُوک میں مبتلا ہوتے تھے اور اسی میں مرجاتے۔ اور کچھ پیاس میں مبتلا ہوتے تھے اور اسی میں مرجاتے تھے۔ اور کوئی عریانی میں مبتلا ہوتا یہاں تک کہ عُریانی ہی میں مرجاتا۔ اور کوئی دردوں اور مرضوں میں مبتلا ہوتا اور اُسی میں ہلاک ہوتا تھا۔ اور کوئی پیغمبر اپنی قوم کی طرف آتا اور اُن میں کھڑا ہوتا تھا اور حکم کرتا تھا عبادتِ خدا کا اور ان کو توحیدِ خدا کی طرف بُلاتا تھا حالانکہ ایک شب کا قوت اس کے پاس نہ ہوتا۔ پس لوگ اُس کو اتنی مہلت نہیں دیتے تھے کہ وُہ اپنے کلام سے فارغ ہو جائے اور نہ اُس کی باتوں کو سُنتے تھے اور اُس کو مار ڈالتے تھے۔ اور خدا بندوں کو اُن کی قدر و منزلت کے موافق جس قدر اس کے نزدیک ہوتی ہے مُبتلا کرتا ہے۔

دُوسری حدیث میں آنحضرتؐ سے منقول ہے کہ خدا نے کسی پیغمبر کو نہیں بھیجا مگر خوش آواز۔

بسند معتبر حضرت امام رضاؑ سے منقول ہے کہ اپنے کو پاکیزہ و معطر رکھنا اور عورتوں سے کثرت کے ساتھ جماع کرنا اور بہت عورتیں رکھنا پیغمبروں کے اخلاق سے ہے۔

بسند معتبر حضرت صادق علیہ السّلام سے منقول ہے کہ پیغمبروں کا آخر روز کا کھانا نمازِ شب کے بعد ہوتا ہے۔

بسند صحیح حضرت امام رضا علیہ السّلام سے منقول ہے کہ ہر پیغمبر نے جَو کھانے کی دُعا کی ہے اور اس پر برکت بھیجی ہے۔ اور جس شکم میں جَو داخل ہوتا ہے ہر درد کو دور کردیتا ہے۔ وہ پیغمبروں کی اور نیک بندوں کی غذا ہے۔ خداوند عالم نے پیغمبروں کے لیئے سوائے جَو کے کوئی اور غذا پسند نہیں فرمائی ہے۔

ابتلائے مصائب

جو بہترین غذا

بسند معتبر بسیار حضرت صادق علیہ السلام سے مروی ہے کہ ستّو پیغمبروں کی غذا ہے یا مرسلوں کی غذا فرمایا۔

بسند حسن آنحضرت سے منقول ہے کہ گوشت دہی کے ساتھ پیغمبروں کا شوربا ہے۔ اور دوسری معتبر حدیث میں فرمایا کہ سرکہ زیت کے ساتھ پیغمبروں غذا ہے۔

بسند معتبر حضرت امیر المومنین صلوات اللہ علیہ سے منقول ہے کہ سرکہ و زیت پیغمبروں کا سالن ہے۔

بسند معتبر حضرت صادقؑ سے منقول ہے کہ مسواک کرنا پیغمبروں کی سُنّت سے ہے۔ دُوسری حدیث معتبر میں فرمایا کہ حق تعالےٰ نے پیغمبروں کی روزی کو زراعت اور شیر پستانِ حیوانات میں قرار دیا ہے تاکہ بارش سے کراہت نہ کریں۔

دوسری معتبر حدیث میں فرمایا کہ حق تعالیٰ نے پیغمبروں کو مبعوث نہیں فرمایا مگر یہ کہ ان میں عمدہ خوشبو ہوتی ہے۔

دُوسری حدیث موثق میں فرمایا کہ بُوئے خوش پیغمبرانِ مرسل کی سُنّت سے ہے۔

بسند معتبر حضرت امیر المومنینؑ سے منقول ہے کہ شارب میں خوشبو اخلاقِ پیغمبران سے ہے

بسند معتبر حضرت صادقؑ سے منقول ہے کہ حق تعالیٰ نے تین چیزیں پیغمبروں کو عطا فرمائی ہیں۔ بُوئے خوش، عورتوں سے جماع کرنا۔ اور مسواک کرنا۔

دوسری معتبر حدیث میں موسیٰ بن جعفرؑ سے منقول ہے کہ حق تعالےٰ نے کسی پیغمبر اور وصی کو نہیں بھیجا مگر یہ کہ وُہ سخی اور عطا کرنے والا ہوتا ہے۔

بسند معتبر حضرت امام محمد باقرؑ سے منقول ہے کہ مسجدِ خیف میں جو منیٰ میں واقع ہے سات سو پیغمبروں نے نماز پڑھی ہے اور بہ تحقیق کہ رُکن حجر الاسود اور مقام ابراہیمؑ کے درمیان کی زمین پیغمبروں کی قبروں سے پُر ہے اور قبر آدمؑ حریم خدا میں ہے۔

بسند معتبر حضرت صادقؑ سے مروی ہے کہ رُکنِ یمانی اور حجر الاسود کے درمیان ستّر پیغمبر مدفون ہیں جو بھوک اور پریشانی اور بدحالی کے سبب سے مرے تھے۔

دوسری معتبر حدیث میں وارد ہے کہ ایک شخص نے حضرت صادقؑ سے عرض کی کہ میں بیعنوں کی مسجد میں نماز پڑھنے سے کراہت رکھتا ہوں۔ فرمایا کہ کراہت نہ کر اس لئے کہ کسی مسجد کی بنا نہیں ہوئی ہے مگر کسی پیغمبر یا وصیٔ پیغمبر کی قبر پر جو قتل کئے گئے ہیں۔ اور اُن کے خون کے چند قطرے اُس زمین کے ٹکڑے پر پہنچے ہیں۔ تو خدا نے چاہا کہ اس مقام پر اُسے لوگ یاد کریں۔ پس نماز فریضہ و نافلہ و قضائے ہر نماز جو تجھ سے فوت ہوئی ہوں اس جگہ ادا کر۔

اخلاقِ انبیا

ہر مسجد کسی پیغمبر یا وصی پیغمبر کی قبر پر بنی ہے

حدیثِ حسن میں فرمایا کہ حق تعالیٰ نے کسی پیغمبر کو نہیں بھیجا مگر صدق گفتار اور امانت دار یعنی احکام الٰہی کو ہر نیک و بد پر پہنچانے والا۔

ایک روایت میں مذکور ہے کہ جب حضرت زکریاؑ شہید ہوئے ملائکہ نازل ہوئے اور اُن کو غسل دیا اور تین روز اُن پر نماز پڑھی قبل اس کے کہ وہ دفن ہوں۔ اسی طرح تمام پیغمبر ہیں۔ اور ان کا جسم متغیر نہیں ہوتا اور زمین ان کو نہیں کھاتی اور ملائکہ ان پر تین روز نماز پڑھتے ہیں اس کے بعد ان کو دفن کرتے ہیں۔

چند حدیثوں میں حضرت رسولؐ سے منقول ہے کہ حق تعالیٰ نے ہمارے گوشت زمین پر حرام کیئے ہیں کہ ان میں سے کچھ بھی کھائے۔ اور سند صحیح کے ساتھ حضرت صادقؑ سے منقول ہے کہ کوئی پیغمبر یا وصیٔ پیغمبر زمین میں تین روز سے زیادہ نہیں رہتا یہاں تک کہ اس کی ہڈیاں گوشت اور رُوح آسمان پر لے جاتے ہیں۔ اور زوّار صرف ان کی قبروں کے نشان تک جاتے ہیں لیکن موکلانِ خدا ان تمام لوگوں کے سلام پیغمبروں تک پہنچاتے ہیں جو قبر کے نزدیک یا دُور رہ کر کرتے ہیں [1]

حدیثِ معتبر میں حضرت صادق علیہ السّلام سے منقول ہے کہ ہم کو شبہائے جمعہ میں ایک عجیب موقع اور ایک بڑا کام ہوتا ہے۔ لوگوں نے پوچھا وہ کیا؟ فرمایا کہ پیغمبرانؑ خدا اور اُن کے اوصیاء کی رُوحوں کو اور اس وصی کی رُوح کو جو تم میں زندہ موجود رہتا ہے اجازت دی جاتی ہے تو یہ تمام رُوحیں آسمان پر جاتی ہیں اور عرش تک پہنچتی ہیں۔ پھر سات بار عرش کے گرد طواف کرتی ہیں۔ اور ہر قائمۂ عرش کے پاس دُو رکعت نماز پڑھتی ہیں پھر ان رُوحوں کو ان کے بدنوں میں واپس لاتے ہیں۔ اس شب کی صبح کو تمام پیغمبر اور اوصیاء بے انتہا مسرور رہتے ہیں۔ اور اُس وصی کے علم میں جو تم میں موجود ہے مزید علوم کی ترقی ہوتی ہے۔

دوسری حدیث معتبر میں حضرت امام محمد باقرؑ سے منقول ہے کہ رسُول خدا صلے اللہ علیہ وآلہ وسلم نے فرمایا کہ ہماری اور پیغمبروں اور وصیوں کی رُوحیں عرش کے نزدیک حاضر ہوتی ہیں۔ پس صبح کرتے ہیں اوصیاء اس حال میں کہ ان کے علم میں مزید ترقی ہوتی ہے۔

دُوسری صحیح حدیث میں فرمایا کہ تین خصلتیں حق تعالےٰ نے سوائے پیغمبروں کے کسی کو نہیں عطا فرمائی ہیں۔ لیکن وُہ ہماری اُمّت کو بخشی ہیں۔ اوّل یہ کہ حق تعالیٰ جس پیغمبر کو بھیجتا تھا اس کو وحی کرتا تھا کہ اپنے دین میں کوشش کرو تم پر کوئی تنگی نہیں ہے۔ یہی خدا نے ہماری اُمّت کو عطا کی ہے جس جگہ فرمایا ہے کہ خدا نے تم پر دین میں کوئی حرج یعنی تنگی نہیں رکھی ہے۔ دُوسرے

امت کے لئے گزشتہ انبیاء جیسی فضیلت

[1] مولّف فرماتے ہیں کہ اس باب میں چند حدیثیں وارد ہوئی ہیں انشاء اللہ کتاب امامت میں اس مسئلہ کی تحقیق کی جائے گی۔ ۱۲

یہ کہ ہر پیغمبر کو اجازت دی تھی کہ ہر وُہ امر جو تم پر واقع ہو جس سے تم کراہت رکھتے ہو تو مجھ سے دُعا کرو تاکہ میں قبول کروں۔ یہی حکم ہماری اُمّت کو بھی دیا ہے کہ مجھ سے دُعا کرو تاکہ میں مستجاب کروں۔ تیسرے یہ کہ ہر پیغمبر کو خدا نے اس کی قوم پر گواہ مقرر فرمایا اور ہماری اُمّت کو خلق پر گواہ بنایا ہے۔ ارشاد ہے کہ ہمارا پیغمبر محمّد مصطفےٰ صلے اللہ علیہ وآلہ وسلم تم پر گواہ ہے اور تم لوگوں پر گواہ ہو۔

حدیث معتبر میں حضرت صادق علیہ السّلام سے منقول ہے کہ ایک یہودی رسُولِ خدا صلے اللہ علیہ وآلہ وسلم کے پاس آیا اور آنحضرتؐ پر نہایت سخت اور تند نگاہ ڈالی۔ حضرتؐ نے فرمایا کہ اے یہودی تو کیا حاجت رکھتا ہے۔ کہا تم بہتر ہو یا موسیٰ بن عمران علیہ السّلام جنکو خدا نے توریت عطا فرمائی اور اُن سے گفتگو کی اور عصا ان کے لیئے بھیجا اور دریا کو اُن کے لیئے شگافتہ کیا اور ابر اُن کے واسطے سائبان بنایا۔ حضرت رسُولِ خدا صلے اللہ علیہ وآلہ وسلم نے فرمایا کہ بندہ پر مکروہ ہے کہ خود اپنی تعریف کرے لیکن مجھ پر لازم ہے کہ تجھ کو بتلاؤں۔ حضرت آدم علیہ السّلام سے جب لغزش ہوئی تو اُن کی توبہ یہ تھی کہ خداوندا بحق محمّدؐ و آلِ محمّدؐ مجھے بخش دے تو خدا نے اُن کو بخش دیا۔ حضرت نوح علیہ السّلام جب کشتی میں سوار ہوئے اور اُن کو غرق ہونے کا خوف ہُوا تو کہا خداوندا بحق محمّدؐ وآلِ محمّدؐ مجھے اس طوفان سے نجات دے۔ خدا نے اُن کو نجات دی۔ ابراہیم علیہ السلام کو جب آگ میں ڈالا تو انہوں نے عرض کی پروردگارا بحق محمّدؐ و آلِ محمّدؐ مجھے آگ سے نجات دے، حق تعالیٰ نے آگ کو اُن پر سرد اور باعث سلامتی قرار دی۔ جب موسیٰ علیہ السّلام نے عصا زمین پر ڈالا اپنے نفس میں ایک خوف پایا۔ کہا بار الہا بحق محمّدؐ و آلِ محمّدؐ مجھ کو بے خوف کر دے۔ خدا نے فرمایا کہ ڈرومت کہ تم بلند و بزرگ ہو۔ اے یہودی اگر موسیٰ علیہ السّلام میرے زمانہ میں ہوتے اور مجھ پر اور میری پیغمبری پر ایمان نہ لاتے تو ان کی پیغمبری اُن کے لیئے کچھ نفع بخش نہ ہوتی۔ اے یہودی میری ذریت سے مہدی ہے کہ جب ظاہر ہو گا تو حضرت عیسٰےؑ بن مریمؑ ان کی مدد کے لیئے نازل ہوں گے اور اُن کے پیچھے نماز پڑھیں گے۔

بسند ہائے صحیح حضرت امام باقر علیہ السّلام سے منقول ہے کہ جو علم آدم علیہ السّلام پر نازل ہوا وُہ واپس نہیں گیا۔ اور کوئی عالم نہیں مرتا جس کا علم برطرف ہو جائے کیونکہ علم میراث میں پہنچتا ہے۔ اور زمین بغیر عالم کے قائم نہیں رہتی۔ اور ہر عالم کے مرجانے کے بعد ایک عالم ہوتا ہے جو اُسی قدر علم رکھتا ہے یا اس سے زیادہ۔

بہت سی معتبر حدیثوں میں وارد ہے کہ خدا کی کوئی حجّت عالم دین کے ایسی زمین میں نہیں ہوتی کہ اُسکی اُمّت کسی امر کی محتاج ہو اور وہ نہ جانتا ہو یا ان کی زبانوں میں سے کوئی زبان نہ جانتا ہو۔

بہت سی معتبر حدیثوں میں وارد ہُوا ہے کہ پیغمبروں اور ان کی اولاد کو وہی قتل کرتا ہے جو ولدالزنا ہوتا ہے

تمام پیغمبروں پر محمّدؐ و آلِ محمّدؐ کی فضیلت۔

علم اوصیاء کا ذکر

حدیث معتبر میں حضرت صادق علیہ السلام سے منقول ہے کہ آدمی کے لئے اس سے بڑھ کر کوئی گناہ نہیں کہ وہ کسی پیغمبر یا امام کو قتل کرے یا کعبہ کو خراب کرے یا کسی عورت سے حرامکاری کرے۔

بسند معتبر امام موسیٰ کاظم علیہ السّلام سے منقول ہے کہ حق تعالیٰ نے پیغمبروں اور اُن کے وصیّوں کو جمعہ کے روز خلق کیا اور اسی روز ان سے عہد لیا۔

بسند معتبر امام محمّد باقرؑ سے منقول ہے کہ حق تعالیٰ نے پیغمبروں اور اماموں کو پانچ رُوحوں پر پیدا کیا ہے۔ [1]

دوسری حدیث میں فرمایا کہ جبرئیلؑ پیغمبروں پر نازل ہوتے تھے اور رُوح القدس اُن کے اور اُن کے وصیّوں کے ساتھ ہوتی ہے اُن سے جُدا نہیں ہوتی۔ اور اُن کو علم سکھاتی ہے اور خدا کی جانب سے دوست رکھتی ہے۔

بسند معتبر منقول ہے کہ حضرت امیرالمومنین علیہ السّلام نے اس آیت وَالسَّابِقُوْنَ السَّابِقُوْنَ اُولٰٓئِكَ الْمُقَرَّبُوْنَ (آیت ۱۱ سورۂ واقعہ پ) کی تفسیر میں فرمایا کہ سابقون پیغمبرانِ خدا ہیں خواہ مرسل ہوں یا غیر مرسل اور رُوح القدس کے ذریعہ سے تائید یافتہ ہیں۔

بسند معتبر حضرت صادق علیہ السلام سے منقول ہے کہ خدا کے اسمائے اعظم تہتّر حروف ہیں حق تعالیٰ نے پچیس حروف آدمؑ کو عطا فرمائے اور پچیس نوحؑ کو اور آٹھ ابراہیمؑ کو دیئے اور چار موسیٰ علیہ السلام کو اور دو حروف حضرت عیسےٰ علیہ السلام کو بخشے ان ہی دو حرفوں کے ذریعہ سے وہ مُردوں کو زندہ کرتے تھے، کور و مبروص کو شفا بخشتے تھے۔ اور محمد صلے اللہ علیہ وآلہ وسلم کو بہتّر حروف عطا فرمائے اور ایک حرف کو خلق سے پوشیدہ کیا اور اپنے لیۓ مخصوص رکھا۔ اور دوسری روایت میں فرمایا کہ ابراہیمؑ کو چھ حروف دیئے اور نوحؑ کو آٹھ۔

دوسری معتبر سند کے ساتھ آنحضرتؐ سے منقول ہے کہ طینتیں تین قسم کی ہیں۔ طینت پیغمبران، طینت مومنین اور طینت ناصبین۔ جو دشمنانِ اہلبیت ہیں۔ مومنین بھی طینت انبیا سے ہیں مگر انبیا اُس کی اصل و برگزیدہ سے ہیں۔ ان کی شان و عزّت بلند ہے۔ اور مومنین اس طینت کی فرع یعنی طینت لازب (چپکنے والی مٹی) سے ہیں۔ لہٰذا خدائے تعالیٰ ان میں اور اُن کے شیعوں میں جدائی نہیں ڈالتا۔ اور طینت ناصبی اور دشمنِ اہلبیت لجن متغیّر شدہ یعنی سیاہ اور بدبودار گندی اور خراب مٹی سے ہے۔

دوسری معتبر حدیث میں فرمایا کہ مومنین پیغمبروں کی طینت سے ہیں۔

بسند معتبر حضرت امام رضاؑ سے منقول ہے کہ جب نوحؑ علیہ السّلام غرق ہونے کے قریب

---

[1] یہ حدیث صفحہ ۲۹ پر گزر چکی ہے تفصیل وہاں دیکھیئے۔ ۱۲ منہ

تمام انبیاء پر محمدؐ و آلِ محمدؐ کی فضیلت ۔

پہنچے تو ہمارے حق کے ساتھ دعا کی خدا نے ان کو غرق ہونے سے بچا لیا۔ جب ابراہیمؑ کو آگ میں ڈالا خدا سے ہمارے حق کے ساتھ دُعا کی تو خدا نے ان پر آگ کو باعثِ سلامتی قرار دیا۔ جب موسیٰؑ نے عصا کو دریا پر مارا ہمارے حق کے ساتھ دُعا کی تو خشک راہیں دریا کے اندر پیدا ہو گئیں۔ یہودیوں نے جب چاہا کہ حضرت عیسیٰ علیہ السّلام کو مار ڈالیں انہوں نے خدا سے ہمارے حق کے ذریعہ سے دُعا کی تو خدا نے ان کو قتل سے نجات دی اور آسمان پر اُٹھا لیا۔

حدیث معتبر میں حضرت صادق علیہ السّلام سے منقول ہے کہ جب حضرت قائم آلِ محمدؐ صلوات اللہ علیہ ظاہر ہوں گے اور رایت رسولِ خدا صلے اللہ علیہ وآلہ وسلم کھولیں گے تو اس عَلم کے لیئے نو ہزار تین سو تیرہ فرشتے آئیں گے۔ یہ وہی ملائکہ ہوں گے جو نوح علیہ السّلام کے ساتھ کشتی میں تھے؛ اور ابراہیمؑ کے ساتھ تھے جبکہ آپ کو آگ میں ڈالا؛ اور موسیٰؑ کے ساتھ تھے جبکہ دریا کو شگافتہ کیا؛ اور عیسےٰؑ کے ساتھ تھے جبکہ ان کو خدا آسمان پر لے گیا۔

دُوسری روایت میں تیرہ ہزار تین سو تیرہ ملائکہ کی تعداد وارد ہوئی ہے۔

جناب امیرؑ کا خطبہ

معتبر سندوں کے ساتھ ائمہ علیہم السّلام سے منقول ہے کہ پیغمبروں کی بلائیں تمام لوگوں سے شدید تر ہوتی ہیں ان کے بعد اُن کے وصیوں کی اس کے بعد جو شخص کہ زیادہ نیک و بہتر ہوتا ہے اور حضرت امیر المومنین علیہ السّلام نے خطبہ قاصعہ میں جو آپ کے مشہور خطبوں میں سے ہے فرمایا ہے کہ حمد و ثنا اس خدا کے لیئے مخصوص ہے جس نے عزّت و کبریائی کا خلعت پہنا اور ان دونوں صفتوں کو اپنے لیئے مخصوص قرار دیا۔ اور ان کو اپنے جلال کے لیئے اختیار کیا اور بندوں میں سے اس شخص پر لعنت کی جو ان اوصاف کو اختیار کرنے کی کوشش کرے۔ پس اپنے ملائکہ مقربین کا امتحان لیا تاکہ ان میں سے متواضع اور متکبّر نمایاں ہو جائیں۔ پس فرمایا، باوجودیکہ جو کچھ دلوں میں پوشیدہ اور غیب کے حجابوں میں مخفی تھا سب کو جانتا تھا اس نے فرمایا کہ میں ایک بشر کو مٹی سے خلق کرنے والا ہوں۔ جس وقت اس کو درست کر کے اپنی رُوح اس میں پھونک دوں

غرور و تکبر کی مذمت ۔

تو اے فرشتو تم سب سجدے میں گر پڑنا۔ تمام ملائکہ نے سجدہ کیا سوائے ابلیس کے۔ جس نے اپنی خلقت کے ساتھ آدم علیہ السّلام پر فخر کیا اور اپنی پیدائش کے ساتھ آدمؑ سے تعصّب کیا اور خدا کی قسم وہ متعصّبوں کا امام شمار کیا گیا اور متکبّروں کا پیشوا ہو گیا۔ اسی نے عصبیّت کی بنیاد قائم کی اور ردائے جبروت و بزرگی میں خدا سے منازعت کی اور لباسِ غرور و سرکشی پہنا۔ اور انکساری و عاجزی کی چادر کو چاک کیا۔ کیا نہیں دیکھتے ہو کہ خدا نے کس طرح اس کو ذلیل و حقیر کیا اور کس درجہ اس کی بلندی سے اُس کو پست کیا اور اُس کے لیئے آخرت میں روشن آگ کو مہیا کیا۔ اگر حق تعالیٰ آدمؑ کو اس نور سے خلق کرنا چاہتا جو آنکھوں کو خیرہ کرتا ہے اور جس کا بہترین منظر

عقلوں کو حیران کرتا ہے اور اُس خوشبودار چیز سے خلق کرنا چاہتا جس کی خوشبو نفسوں کو پکڑ لیتی ہے تو گردنیں اُن کے لئے لامحالہ خم اور ذلیل ہوتیں اور پھر اُس وقت ابتلاؤ امتحانِ ملائکہ سبک ہوتا۔ لیکن خلاقِ عالم بندوں کا بعض اس چیز کے ذریعہ سے امتحان لیتا ہے جس کی اصل کو وُہ نہیں جانتے اور ان سے غرور و تکبّر کو علیحدہ کرتا اور فخر و نازش کو دُور کرتا ہے۔ لہٰذا اے گروہ مردم عبرت حاصل کرو اُس سے جو کہ خدا نے ابلیس کے ساتھ کیا کہ اس کے طول وطویل عمل کو باطل اور حبط فرمایا اور اس کی کوششوں کو جن میں بے انتہا محنت کی تھی ضایع و برباد کیا۔ اور بے شک اُس نے خدا کی عبادت چھ ہزار سال تک کی تھی جس کو لوگ نہیں جانتے ہیں کہ سالہائے دنیا سے ہے یا آخرت سے، اور نہیں سمجھ سکتے اس کی ایک ساعت کی بزرگی کو۔ پس کون ہے شیطان کے بعد خدا جل شانہٗ کے نزدیک جو اس کی طرح غرور کرے گا اور سالم رہے گا۔ کیا ممکن ہے کہ خدا کسی انسان کو ایسے عمل سے داخلِ بہشت کرے جس کے کرنے سے اُس کو بہشت سے نکال دیا ہو جو ملائکہ کے جنس سے معلوم ہوتا تھا اور اُن میں رہتا تھا۔ بیشک خدا کا حکم آسمان و زمین میں یکساں ہے اور خدا کسی کے ساتھ بے جا مروّت نہیں کرتا۔ اس کے بعد بہت سی باتیں شیطان کے فریب اور تکبّر و تخریب کی مذمّت میں بیان کرکے فرمایا کہ اے لوگو اس شخص کی طرح نہ ہو جاؤ جس نے اپنے ماں جائے بھائی پر فخر کیا بغیر اس کے کہ خدا نے اسے کوئی فضیلت بخشی ہو اور عداوت و حسد کے سبب سے اس کے دل میں آگ روشن تھی۔ شیطان نے ریا و تکبّر اس کی ناک میں دم کر دیا تھا یعنی قابیل جس نے اپنے بھائی کو مار ڈالا۔ حق تعالیٰ نے ابدی پشیمانی اس کے لیئے مقرر کی اور اس پر قیامت تک کے قاتلوں کا گناہ لازم کیا۔ پھر موعظہ بسیار کے بعد فرمایا کہ اگر خدا کسی کو غرور و تکبّر کی اجازت دیتا تو بیشک اپنے مخصوص پیغمبروں کو اجازت دیتا لیکن خدا نے ان کے لیئے تواضع وانکساری کو پسند فرمایا ہے۔ اسی لیئے وہ اپنے چہروں کو خاک پر ملا کیئے اور مومنین کے لیئے اپنے بازوؤں کو رحم و کرم کے ساتھ جھکاتے رہے اُن کو لوگوں نے زمین میں کمزور کر دیا تھا خدا نے ان کے لئے بھوک کو اختیار کیا تھا اور سختی کے ذریعہ سے اُن کو آزمایا تھا اور اُن کا خوف کے ذریعہ سے امتحان لیا تھا اور ان کو مکروہات میں مبتلا کیا تھا۔ بیشک وہ اپنے سرکش بندوں کا امتحان اپنے دوستوں کے ذریعہ سے لیتا ہے جو ان کی نظروں میں ضعیف و کمزور معلوم ہوتے ہیں۔ بیشک موسیٰؑ بن عمران اپنے بھائی ہارونؑ کے ساتھ فرعون کے پاس گئے وُہ بالوں کے کپڑے پہنے ہوئے اور ہاتھوں میں عصا لیئے تھے۔ اس سے فرمایا کہ اگر مسلمان ہو جائے گا تو اس کا ملک باقی رہے گا۔ فرعون نے لوگوں سے کہا کہ کیا تم کو ان دونوں شخصوں پر تعجب نہیں آتا جو میرے لیئے عزّت و ملک کے ہمیشہ قائم و باقی رکھنے کی شرط کرتے ہیں حالانکہ خود

اس ذلّت و خواری کی حالت میں ہیں جیسا کہ تم لوگ دیکھتے ہو۔ کیوں نہ ان کو سونے کے خزانے مل گئے۔ کیونکہ سیم و زر کا جمع کرنا ان کی نگاہوں میں بہت بہتر تھا۔ وُہ اُونی کپڑا اور اس کا پہننا اُن کو حقیر معلوم ہوتا تھا۔ حضرتؑ نے فرمایا کہ اگر خدا چاہتا کہ اپنے پیغمبروں کو سونے کے خزانے عطا فرمائے اُن کے لیئے معادن اور باغات اور مُرغانِ آسمان اور وحشیانِ زمین کو جمع کرے تو بیشک کر سکتا تھا۔ لیکن اگر ایسا کرتا تو امتحان ساقط ہوتا اور جزا باطل ہو جاتی، اور حشر و نشر اور عذاب و ثواب کی خبریں بے فائدہ ہوتیں۔ پھر یقیناً ان پیغمبروں کا کوئی قول قبول کرنے والوں پر واجب نہ قرار پاتا اور نہ ابتلا و امتحان میں قبولِ حق کرنے والوں کے لیئے کوئی اجر واجب ہوتا۔ پھر مومنین اور نیکوکار ثواب کے مستحق نہ ہوتے اور مومن و کافر قلبی اور صالح و فاسق واقعی معلوم نہ ہوتے۔ لیکن حق تعالیٰ نے پیغمبروں کو ان کی قوم میں صاحبانِ قوت بنایا ہے۔ لیکن بظاہر وُہ کمزور معلوم ہوتے ہیں اُس قناعت و استغنا کے سبب سے جو دلوں اور آنکھوں پر چھا جاتی ہے۔ اگر پیغمبرانِ خدا بظاہر طاقتور مبعوث کیئے جاتے جس سے کوئی شخص ان کو کوئی ضرر نہ پہنچا سکتا اور اس طاقت کے ساتھ بھیجے جاتے جس کے باعث کوئی ان پر ظلم نہ کر سکتا اور اس بادشاہی کے ساتھ آتے جس کی طرف لوگوں کی گردنیں کھنچی ہوئی ہوتیں اور ان سے فائدہ حاصل کرنے کے لیئے لوگ اطرافِ عالم سے بخوشی آتے تو یقیناً پیغمبروں کے اعتبار میں لوگوں کو آسانی ہوتی اور تکبّر و غرور اُن سے بہت دُور ہو جاتا، تو بیشک لوگ ان کی قوّت کے خوف سے ایمان لاتے یا پیغمبر کی بادشاہی اور ثروت کو دیکھ کر لالچ کے سبب سے ایمان لاتے۔ اس صورت میں نیتوں میں تمیز نہ ہو سکتی کہ کون خدا پر ایمان لایا ہے اور کون دُنیا کے لیئے۔ کس نے آخرت کے لیئے اعمالِ خیر کیئے اور کس نے دُنیا کے لیئے۔ اور مومن و منافق پہچانے نہیں جا سکتے تھے۔ لیکن خداوند عالم نے چاہا کہ اس کے رسُولوں کی متابعت کرنا اور اس کی کتابوں کی تصدیق کرنا اور اس کی ذاتِ اقدس کے نزدیک خشوع اور امیروں کے لیئے ذلیل ہونا اور اس کے لیئے فرمانبرداری کرنا ایسے چند امور ہوں جو اس سے مخصوص ہوں جن میں دُوسروں کا شائبہ نہ ہو۔ ہر چند امتحان و ابتلا عظیم تر ہوں لیکن ثواب و جزا بھی بہت زیادہ ہو [1]

---

[1] مؤلف فرماتے ہیں کہ خطبہ بہت طویل ہے موقع کی مناسبت سے اتنے ہی پر اکتفا کی گئی۔ ۱۲۔ منہ

باب دوم

حضرت آدمؑ و حوّاؑ کی فضیلت، اُن کی وجہ تسمیہ اور خلقت کا تذکرہ

فصلِ اوّل } حضرت آدم علیہ السّلام و حوّا علیہا السّلام کی فضیلت اور اُن کی وجہ تسمیہ اور خلقت کی ابتدا اور ان کے بعض حالات کا بیان۔

معتبر سندوں کے ساتھ حضرت امام محمّد باقر علیہ السّلام و امام جعفر صادق علیہ السّلام سے منقول ہے کہ آدمؑ کا نام "آدم" اس لئے ہُوا کہ وہ ادیم ارض یعنی روئے زمین سے خلق ہُوئے ہیں اور حوّاؑ کو اس لیئے "حوّا" کہتے ہیں کہ استخوان زندہ حیّ یعنی ذیروح سے جو کہ آدم ہیں، پیدا ہوئیں۔ اور بعضوں نے کہا ہے ادیم ارض زمین چہارم ہے۔

دُوسری روایت میں منقول ہے کہ عبداللہ بن سلام نے رسُولِ خدا صلے اللہ علیہ وآلہ وسلّم سے پُوچھا کہ کیوں آدم کا نام آدمؑ ہُوا؟ فرمایا اس لئے کہ روئے زمین کی خاک سے پیدا ہُوئے۔ پُوچھا کہ آدمؑ ہر ایک مقام کی خاک سے خلق کیئے گئے یا صرف ایک جگہ کی خاک سے؟ فرمایا کہ اگر ایک جگہ کی خاک سے پیدا ہوتے تو لوگ ایک دُوسرے کو نہ پہچانتے۔ اور سب کے سب ایک شکل و صُورت کے ہوتے۔ پُوچھا کہ اُن کا دُنیا میں کون مثل و مانند ہے؟ فرمایا کہ خاک ان کی مثل ہے کیونکہ خاک میں سفید و سُرخ و سبز و گلابی و نیلا رنگ ہوتا ہے۔ اس میں شیریں و شور، ہموار و ناہموار، سخت و نرم زمین ہوتی ہے۔ اسی سبب سے لوگوں میں نرم و سخت، سُرخ، و سیاہ، زرد و گلابی خاک کے رنگوں پہ ہوتے ہیں۔ پُوچھا کہ حوّاؑ آدمؑ سے پیدا ہُوئیں یا حوّاؑ سے آدمؑ۔ فرمایا بلکہ حوّاؑ کو آدمؑ سے خلق کیا ہے۔ اور اگر حوّاؑ سے آدمؑ خلق ہُوئے ہوتے تو طلاق دینا عورتوں کے اختیار میں ہوتا۔ پُوچھا کہ حوّاؑ آدمؑ کے کل جسم سے پیدا ہوئیں یا بعض سے؟ فرمایا کہ بعض حصّۂ جسم سے۔ اگر کُل جسم سے خلق ہوتیں تو قصاص میں مردوں اور عورتوں کا حکم یکساں ہوتا۔ پوچھا کہ آدمؑ کے ظاہر حصّۂ جسم سے پیدا ہوئیں یا باطن سے؟ فرمایا باطن سے۔ اگر ظاہر جسم سے پیدا ہوتیں تو بیشک بے پردہ گھومتیں۔ جیسے مرد پھرا کرتے ہیں لہٰذا مردوں پر لازم ہے کہ اپنی عورتوں کو پردہ میں رکھیں۔ پُوچھا کہ آدمؑ کی داہنی جانب سے پیدا ہوئیں یا بائیں جانب سے؟ فرمایا کہ بائیں طرف سے اگر داہنی جانب سے پیدا ہوئی ہوتیں تو مرد و زن میراث میں برابر ہوتے۔ چونکہ بائیں جانب سے پیدا ہوئی ہیں اس لئے میراث میں عورتوں کا ایک حصّہ اور

مردوں کا دو حصّہ ہوتا ہے۔ اور دو عورتوں کی شہادت ایک مرد کے برابر ہے۔ پوچھا کہ ان کے کس حصّہ جسم سے پیدا ہوئیں؟ فرمایا کہ اُس مٹی سے جو کہ اُن کے وندہائے پہلوئے چپ سے باقی بچی تھی۔

بسندِ معتبر حضرت صادق علیہ السّلام سے منقول ہے کہ عورت کو اس لئے مرأۃ کہتے ہیں کہ مرء یعنی مرد سے خلق ہوئی ہے کیوں کہ حوّا آدمؑ سے خلق ہوئیں۔ اور دوسری حدیث معتبر میں فرمایا کہ عورتوں کو اس وجہ سے نساء کہتے ہیں کہ آدمؑ کو حوّاؑ کے بغیر کسی چیز سے کوئی انس نہ تھا۔

بسندِ معتبر حضرت امیرالمومنینؑ سے منقول ہے کہ حق تعالیٰ نے آدمؑ کو کل روئے زمین سے خلق کیا۔ پس بعض زمین کھاری اور بعض نمکین اور بعض بہتر و عمدہ تھی۔ اس سبب سے آدمؑ علیہ السّلام کی ذرّیت میں نیک و بد پیدا ہوئے۔

بسندِ موثق حضرت صادقؑ سے منقول ہے کہ جب حق تعالیٰ نے جبرئیلؑ کو زمین پر بھیجا کہ ایک قبضہ خاک لائیں جس سے آدمؑ کو بنانا چاہتا تھا تو زمین نے کہا کہ میں خدا کی پناہ مانگتی ہوں اس سے کہ تم میری خاک سے کچھ بھی اُٹھاؤ۔ جبرئیلؑ واپس گئے اور عرض کی خداوندا زمین تیری پناہ مانگتی ہے۔ پھر خدا نے اسرافیلؑ کو بھیجا اور ان کو اختیار دے دیا۔ زمین نے بدستور خدا کی پناہ چاہی۔ وہ بھی زمین کے استغاثہ سے واپس گئے۔ پھر میکائیلؑ کو بھیجا اور ان کو بھی مختار بنایا۔ وہ بھی زمین کے استغاثہ سے واپس گئے۔ پھر ملک الموتؑ کو آخری حکم کے ساتھ بھیجا تاکہ ایک قبضۂ خاک لے آئیں، زمین اُن سے بھی پناہِ خدا کی طالب ہوئی۔ ملک الموتؑ نے کہا میں بھی خدا کی پناہ چاہتا ہوں کہ تجھ سے بغیر قبضۂ خاک لئے واپس جاؤں۔ غرض تمام روئے زمین سے ایک مٹھی خاک لی۔

بسندِ صحیح آنحضرتؐ سے منقول ہے کہ ملائکہ حضرت آدمؑ کے جسم کی طرف جن کو گِل (گیلی مٹی) سے بنایا تھا اور جو بہشت میں پڑا تھا گزرتے تھے تو کہتے تھے کہ تجھ کو امرِ عظیم کے لئے خلق کیا ہے۔ اور شیطان ملعون آنحضرت علیہ السّلام کے جسم کی طرف سے گزرتا تو ٹھکراتا اور کہتا تھا کہ تجھ کو امرِ بزرگ کے لئے بنایا ہے۔

بسندِ معتبر منقول ہے کہ امام زادہ عبدالعظیم نے حضرت امام محمد تقی علیہ السّلام کی خدمت میں عریضہ لکھا کہ کس سبب سے انسان کے غائط و فضلہ میں بدبو ہوتی ہے۔ آنحضرت نے جواب میں لکھا کہ حق تعالیٰ نے حضرت آدمؑ کو خلق فرمایا ان کا جسم پاک تھا اور چالیس سال پڑا رہا تھا ملائکہ ان پر گزرتے تو کہتے کہ تجھ کو امرِ عظیم کے لئے پیدا کیا ہے اور شیطان ان کے منہ میں سے داخل ہو کر دوسری جانب سے نکل جاتا تھا۔ اسی سبب سے جو کچھ فرزندِ آدمؑ کے شکم میں ہوتا ہے خبیث و بدبودار اور ناپاک ہوتا ہے۔

دُوسری روایت میں حضرت رسُولؐ سے منقول ہے کہ حق تعالیٰ نے حضرت آدم علیہ السّلام کو جمعہ کے روز خلق کیا ۔

حضرت امام جعفر صادقؑ سے حدیث صحیح میں منقول ہے کہ جب رُوح آدمؑ کو آپ کے جسم میں داخل ہونے کا حکم ہُوا تو رُوح نے کراہت کی۔ خدا نے فرمایا کہ کراہت کے ساتھ داخل ہو گی اور جسم سے نکلے گی بھی تو کراہت سے ۔

بسندِ معتبر منقول ہے کہ ابوبصیر نے ان ہی حضرت سے سوال کیا کہ کس سبب سے حق تعالےٰ نے آدمؑ کو بغیر ماں باپ کے اور حضرت عیسےٰؑ کو بغیر باپ کے اور تمام انسانوں کو ماں باپ دونوں سے خلق کیا؟ فرمایا: تاکہ لوگ اس کے کمالِ قدرت کو سمجھیں کہ وُہ مخلوق کو مادہ سے بغیر نر کے اور اسی طرح بے نر و مادہ کے بھی خلق کرنے پر قادر ہے، اور یہ جانیں کہ خدا خالق ہے تمام مخلوق کا اور ہر چیز پر قادر ہے۔ دُوسری حدیث معتبر میں فرمایا کہ جب خدا نے حضرت آدم علیہ السّلام کو پیدا کیا اور اُن کے جسم میں رُوح پھُونکی تو قبل اس کے کہ رُوح تمام جسم میں پہنچے اور دوسری روایت کے بموجب جب رُوح اُن کے زانو تک پہنچی، حضرت آدمؑ نے جست کی تاکہ اُٹھ کھڑے ہوں لیکن نہ ہو سکا اور گر پڑے۔ پس حق تعالیٰ نے فرمایا: خُلِقَ الْاِنْسَانُ عَجُوْلاً ۔

کتبِ معتبرہ میں سلمان فارسیؓ سے منقول ہے کہ جب حق تعالیٰ نے حضرت آدمؑ کو خلق کیا سب سے پہلے جو چیز بنائی وُہ اُن کی آنکھیں تھیں۔ تو وہ اپنے بدن کو دیکھتے تھے کہ کس طرح مخلوق ہوتا ہے۔ جب ختم کے قریب پہنچا اور ابھی اُن کے پَیروں کی تکمیل نہیں ہُوئی تھی، تو چاہا کہ کھڑے ہو جائیں لیکن نہ ہو سکے۔ اسی لیئے حق تعالےٰ نے فرمایا کہ۔ خُلِقَ الْاِنْسَانُ عَجُوْلاً ۔ جب رُوح اُن کے تمام بدن میں پھُونکی جا چکی، اُسی وقت ایک خوشۂ انگور لے کر تناول کیا ۔

حدیث معتبر میں حضرت امام جعفر صادق علیہ السّلام سے منقول ہے کہ اصلی باپ تین طرح کے ہیں۔ آدمؑ جن سے مومن پیدا ہوتے ہیں، جانؑ جن سے جنوں کی خلقت ہوتی ہے اور شیطانؑ جس سے کافر پیدا ہوتے ہیں۔ اور اولادِ شیطان میں حمل نہیں ہوتا بلکہ انڈے دیتے ہیں اور چوزے نکالتے ہیں اور اُن کی اولاد سب کی سب نر ہوتی ہے اُن میں مادہ نہیں ہوتیں ۔

بسندِ معتبر حضرت امام محمّد باقر علیہ السّلام سے منقول ہے کہ حق تعالیٰ نے ارادہ کیا کہ ایک مخلوق اپنے دستِ قدرت سے پیدا کرے اور یہ جن و نسناس کے سات ہزار سال بعد تھا۔ جو زمین میں تھے۔ اور چاہا کہ حضرت آدمؑ کو خلق فرمائے تو آسمان کے طبقات کو کھولا اور ملائکہ سے کہا کہ اہلِ زمین

کی طرف دیکھو اور میری مخلوقات میں جنّ و نسناس پر نظر کرو۔ جب ملائکہ نے ان کے گناہوں کے اعمالِ قبیحہ کو دیکھا کہ زمین میں ناحق خونریزی اور فساد کرتے ہیں تو ان کو یہ امر عظیم معلوم ہُوا اور اہلِ زمین پر بے انتہا غصّہ آیا کہ ضبط نہ کر سکے۔ تو عرض کی اے ہمارے پالنے والے! تُو غالب، قادر، جبّار، قاہر اور عظیم الشان ہے اور یہ تیرے پیدا کئے ہُوئے ضعیف و ذلیل ہیں اور تیرے قبضۂ قدرت میں ہیں، اور تیرے رزق کے سبب سے عیش کرتے ہیں اور تیری عافیت سے بہرہ مند ہوتے ہیں۔ اور ایسے گناہانِ عظیم کے ساتھ تیری نافرمانی کرتے ہیں اور تجھ کو غصّہ نہیں آتا اور تُو ان پر غضبناک نہیں ہوتا اور ان سے اپنا انتقام نہیں لیتا۔ یہ امر ہم کو عظیم معلوم ہوتا ہے اور تیرے حق میں ان کی یہ جسارت بہت بڑی نظر آتی ہے۔ جب حق تعالےٰ نے ملائکہ سے یہ باتیں سُنیں تو فرمایا کہ میں زمین میں اپنا ایک جانشین بنانے والا ہوں جو میری خلق پر میری حجّت ہو۔ ملائکہ نے کہا ہم تجھ کو تمام عیبوں سے پاک سمجھتے ہیں۔ کیا زمین میں ایسے گروہ کو پیدا کرے گا جو فساد و خون ریزی کریں جس طرح کہ فرزندانِ جانّ نے فساد اور خون ریزی کی اور ایک دُوسرے پر حسد کریں اور آپس میں بغض و عداوت رکھیں۔ لہٰذا ہم میں سے اپنا خلیفہ قرار دے۔ ہم نہ حسد و عداوت کریں گے نہ خونریزی و فساد۔ بلکہ تیری تسبیح و تحمید کرتے رہیں گے، تجھ کو پاک و منزّہ سمجھتے رہیں گے۔ تو حق تعالیٰ نے فرمایا کہ میں جانتا ہوں جو کچھ تم نہیں جانتے۔ میں چاہتا ہوں کہ ایک مخلوق اپنے دستِ قدرت سے بناؤں اور اس کی ذریت سے پیغمبروں اور رسُولوں اور اپنے شائستہ بندوں اور ہدایت یافتہ اماموں کو پیدا کروں اور اپنی خلق پر زمین میں ان کو اپنا خلیفہ قرار دوں تاکہ یہ لوگ میری معصیت سے لوگوں کو منع کریں اور میرے عذاب سے ڈرائیں اور میری عبادت کی طرف ان کی ہدایت کریں اور اُن کو میری پسندیدہ راہ کی طرف لے چلیں۔ اور اپنی مخلوق پر ان کو حجّت قرار دوں اور نسناس کو زمین سے برطرف کر کے اُن سے زمین کو پاک کر دوں اور گنہگار اور سرکش جنوں کو خلق کی ہمسائیگی اور اپنی بزرگی سے علیحدہ کر کے ہوا پر ساکن کروں اور اطرافِ زمین میں ان کو رکھوں جہاں میری مخلوق کی نسل کے ہمسایہ نہ ہوں اور جنوں اور اپنی مخلوق کی نسل میں ایک حجاب قرار دوں تاکہ میری مخلوق کی نسل جنوں کو نہ دیکھے اور نہ اُن کے ساتھ ہمنشینی و میل جول کرے۔ پھر میری برگزیدہ مخلوق کی نسل سے جو لوگ میری نافرمانی کریں گے اُن کو عاصیوں کے مسکن میں یعنی جہنم میں ڈال دوں گا۔ اور پرواہ نہیں کروں گا۔ ملائکہ نے کہا اے ہمارے پالنے والے جو چاہے کر۔ اور ہم تو اتنا ہی جانتے ہیں جتنا تُو نے ہم کو بتلا دیا ہے تُو ہی حکیم و دانا ہے۔ حق تعالیٰ نے ان کو اس جرأت پر عرش سے پانچ سو سال کی راہ پر

خدا کا فرشتوں سے زمین میں خلیفہ بنانے کا ذکر اور ان کا اعتراض وغیرہ۔

دُور کر دیا تو ملائکہ عرش کی جانب پناہ لے گئے اور از رُوئے عجز و انکساری انگلیوں سے اشارہ کرتے تھے۔ تو خداوند عالم نے ان کی تضرّع وزاری مشاہدہ کی اور اپنی رحمت ان کے شامل فرمائی۔ اور بیت المعمور ان کے لیئے وضع کیا اور فرمایا کہ اس کے گرد طواف کرو عرش کو چھوڑ دو کہ یہی میری خوشنودی کا سبب ہے۔ پس ملائکہ نے اُس کے گرد طواف کیا۔ بیت المعمور وہ گھر ہے جس میں ہر روز ستر ہزار ملائکہ داخل ہوتے ہیں اور پھر کبھی نہیں واپس ہوتے۔ خداوند عالم نے بیت المعمور کو اہل آسمان کے توبہ کے لیئے اور کعبہ کو اہل زمین کے توبہ کے لیئے مقرر فرمایا۔ پھر خداوند عالم نے فرمایا کہ میں ایک بشر کو صلصال (خشک شدہ مٹی) سے پیدا کروں گا جس سے آواز نکلتی ہے یا جو بالو کے ساتھ خمیر دی ہوئی ہوتی ہے یعنی متغیر شدہ بدبودار اور خراب مٹی سے پیدا کروں گا۔ تو جب اس کو درست کروں اور اپنی رُوح اس میں پھونک دوں تو تم سب اس کے لئے سجدہ میں گر پڑنا۔ یہ خلقتِ آدم کے متعلق خدا کا مقدمہ تھا قبل اس کے کہ ان کو خلق کرے تاکہ اپنی حجت ان ملائکہ پر تمام کرے۔ امام محمد باقرؑ نے فرمایا کہ ہمارے پروردگار نے کچھ آبِ شیریں کے ساتھ خاک کو اپنے دستِ قدرت سے گوندھا اور کہا تجھ سے اپنے پیغمبروں، رسُولوں، شائستہ بندوں اور ہدایت یافتہ اماموں کو جو بہشت کی طرف لوگوں کو بلائیں گے اور انکی پیروی کرنے والوں کو روز قیامت تک پیدا کروں گا اور پرواہ نہ کروں گا اور کوئی مجھ سے سوال نہ کریگا جو کچھ میں نے کیا ہے اور ان لوگوں سے سوال کیا جائے گا۔ پھر کچھ آبِ شور لے کر خاک میں ملایا اور فرمایا کہ تجھ سے جباروں، فرعونوں، عادیوں اور شیطان کے بھائیوں کو جو لوگوں کو جہنم کی طرف بلائیں گے اور ان کی پیروی کرنے والوں کو قیامت تک پیدا کروں گا اور پرواہ نہیں کرتا اور کسی کو حق نہیں ہے کہ مجھ سے کچھ سوال کرے جو کچھ میں کرتا ہوں۔ اور ان سب سے پُوچھا جائے گا۔ اور ان میں بداؔ[1] کی شرط قرار دی کہ اگر چاہے ان کو اصحاب الیمین میں بدل دے اور چاہے اصحاب الشمال میں تغیر دیدے۔ غرض دونوں قسم کی مٹیوں کو باہم ملا کر عرش کے سامنے ڈال دیا تو وہ دونوں مٹی کے چند ٹکڑے ہوگئے۔ پھر چار فرشتوں کو جو

---

[1] بداء۔ خدا کا وہ ارادہ جو کسی امر پر مشروط ہو جس کے وجود میں آنے پر خدا اپنا ارادہ اور حکم بدل دیتا ہے جیسے حضرت یونسؑ کی قوم پر عذاب کا ارادہ اور وعدہ جو مشروط تھا کہ اگر وہ قوم توبہ کرلے گی تو عذاب نازل نہ کیا جائے گا۔ چنانچہ حضرت یونسؑ سے وعدہ فرمایا کہ فلاں وقت تمہاری قوم پر عذاب نازل ہوگا۔ حضرت یونسؑ اُس وقت مقررہ پر اپنی قوم سے الگ ہو کر صحرا میں چلے گئے اور قوم پر عذاب الٰہی کے منتظر رہے۔ لیکن قوم نے جب آثارِ عذاب دیکھے تو تضرّع وزاری کے ساتھ توبہ کی تو خدا نے عذاب برطرف فرما دیا۔ اور حضرت یونسؑ کو حکم دیا کہ پھر اپنی قوم کے پاس جا کر اُن کی ہدایت کریں اور خدا کے علم میں تھا کہ قوم یونسؑ توبہ کرے گی اور عذاب برطرف کر دیا جائے گا جیسا کہ حضرت یونسؑ کے حالات میں بالتفصیل یہ واقعہ درج ہے۔ اسی کو بداء کہتے ہیں۔ ۱۲ (مترجم)

ہواؤں یعنی بادِ شمال، بادِ جنوب، بادِ صبا اور بادِ دبور پر موکل ہیں حکم دیا کہ ان مٹی کے ٹکڑوں پر ان ہواؤں کو چلائیں تو ان ٹکڑوں کو ایک دوسرے سے ٹکرا ٹکرا کر پارہ پارہ کیا اور اصلاح میں لائے اور سودا و خون و صفرا و بلغم ان چاروں طبیعتوں کو ان میں جاری کیا۔ سودا بادِ شمال کے سبب سے بلغم بادِ صبا کے اثر سے صفرا بادِ دبور کی جہت سے اور خون بادِ جنوب کی تاثیر سے ہے۔ غرض آدمؑ کا بدن مستقل اور مکمل ہُوا اور ایک حصّہ سودا کے حصّہ میں ہے جس سے عورتوں کی اُلفت و اُمید و حرص کی زیادتی پیدا ہوتی ہے۔ ایک بلغم کے حصّہ میں ہے جس سے کھانے پینے اور نیکی اور عقلمندی اور مدارات کے خواہشات ہیں۔ اور ایک صفرا کے حصّہ میں ہے جس سے غصّہ، بیوقوفی، شیطنت، جبر و سرکشی اور کاموں میں عجلت پیدا ہوتی ہے اور ایک حصّہ خون کے اثر میں ہے جس سے عورتوں کی محبّت و محرمات کا ارتکاب اور شہوتیں ظاہر ہوتی ہیں۔ حضرتؑ نے فرمایا کہ اسی طرح ہم نے کتاب امیرالمومنینؑ میں پایا ہے۔ غرض آدمؑ کو خلق کیا اور وُہ چالیس سال اسی صُورت بستہ پر قائم رہے۔ اور شیطان ملعون اُن کے پاس سے گزرتا تھا تو کہتا تھا کہ تُو امرِ بزرگ کے لیئے پیدا کیا گیا ہے۔ اور کہتا تھا کہ اگر خدا اس کے سجدہ کا حکم دیگا تو بیشک اس کی نافرمانی کروں گا۔ پھر خدا نے رُوح کو آدمؑ کے جسم میں پھونکا۔ جب رُوح آپؑ کے دماغ میں پہنچی تو چھینک آئی تو کہا اَلْحَمْدُ لِلّٰہِ حق تعالیٰ نے خطاب کیا یَرْحَمُکَ اللّٰہ۔ حضرت امام جعفر صادقؑ نے فرمایا کہ رحمت نے ان کے لیئے سبقت کی مخالفین کے طریقہ پر۔ عبداللہ بن عباس سے منقول ہے کہ رسولِ خدا نے فرمایا کہ جب حق تعالیٰ نے آدمؑ کو خلق فرمایا تو اپنے پاس کھڑا رکھا۔ آدمؑ کو چھینک آئی خدا نے ان کو الہام کیا تو وُہ اس کی حمد بجا لائے۔ خدا نے فرمایا کہ اے آدمؑ تو نے میری حمد کی۔ اپنے عزّت و جلال کی قسم کھاتا ہوں کہ اگر ان دو بندوں کو آخر زمانہ میں پیدا کرنا نہ چاہتا تو تجھ کو خلق نہ کرتا۔ آدمؑ نے کہا پالنے والے ان بندوں کی اسی قدر و منزلت کا واسطہ ان کا نام بتلا دے۔ خطاب ہُوا اے آدمؑ عرش پر نظر کرو۔ جب اس طرف نظر کی تو دیکھا کہ دو سطروں میں نور سے عرش پر لکھا ہُوا ہے۔ لَا اِلٰہَ اِلَّا اللّٰہُ مُحَمَّدٌ نَبِیُّ الرَّحْمَةِ وَعَلِیٌّ مِفْتَاحُ الْجَنَّةِ۔ یعنی محمدؐ پیغمبرِ رحمت ہے اور علیؑ کلیدِ بہشت ہے" اور دوسری سطر میں لکھا ہے کہ میں نے اپنی ذات مقدس کی قسم کھائی ہے جو شخص ان سے محبّت و دوستی کرے اُس پر رحم کروں گا اور جو شخص ان سے بغض و عداوت رکھے اُس پر عذاب کروں گا۔

بسند معتبر حضرت صادقؑ سے منقول ہے کہ فرزندانِ آدمؑ ایک گھر میں جمع ہُوئے اور نزاع کی۔ کوئی کہتا تھا کہ ہمارے باپ آدمؑ بہترینِ خلق ہیں بعض لوگ کہتے تھے کہ ملائکہ مقرب ہیں اور بعض کا قول تھا کہ حاملانِ عرش ہیں۔ اسی اثناء میں ہبۃ اللہ داخل ہُوئے ان میں سے بعض لوگوں نے کہا کہ اس مشکل کے حل کرنے والے آ گئے۔ جب وہ سلام کر کے بیٹھ گئے تو پُوچھا کہ کیا گفتگو کر رہے تھے ان لوگوں نے بیان کیا فرمایا کہ ذرا صبر کرو میں ابھی آتا ہوں پس اپنے پدر بزرگوار حضرت آدمؑ کی خدمت میں حاضر ہوئے اور صُورت واقع

بیان کی آدمؑ نے کہا اے فرزند میں خداوند عالمین کے نزدیک کھڑا ہوا تو ان سطروں کو عرش پر لکھا ہوا دیکھا۔ بِسْمِ اللہِ الرَّحْمٰنِ الرَّحِیْمِ مُحَمَّدٌ وَّ اٰلُ مُحَمَّدٍ خَیْرُ مَنْ بَرَءَ اللہُ۔ یعنی محمدؐ و آلِ محمدؐ بہترین خلق ہیں۔

بسند معتبر حضرت امیر المومنین صلوات اللہ علیہ سے منقول ہے کہ حضرت حواؑ حضرت آدمؑ کی چھوٹی پسلی سے پیدا ہوئیں جب کہ وہ عالم خواب میں تھے اور اس پسلی کے بجائے گوشت پیدا کر دیا گیا۔

بسند معتبر حضرت صادق علیہ السّلام سے منقول ہے کہ حق تعالیٰ نے حضرت آدمؑ کو آب و خاک سے پیدا کیا اسی سبب سے ہمتِ فرزندانِ آدمؑ تعمیر و تحصیل آب و خاک میں مصروف ہے اور حواؑ کو حضرت آدمؑ سے پیدا کیا اسی لیئے عورتوں کی ہمت مردوں سے پست ہے لہٰذا گھروں میں ان کی حفاظت کرو۔

بسند معتبر حضرت صادقؑ سے منقول ہے حواؑ کا نام حواؑ اس لیئے رکھا گیا کہ وحی کے ذریعہ سے مخلوق ہوئیں جیسا کہ حق تعالیٰ فرماتا ہے کہ۔ خَلَقَكُمْ مِّنْ نَّفْسٍ وَّاحِدَةٍ وَّخَلَقَ مِنْهَا زَوْجَهَا (آیت سورۂ نساء)[1]

حدیث معتبر میں زرارہ سے منقول ہے کہ لوگوں نے حضرت صادقؑ سے حضرت حواؑ کی خلقت کے بارے میں دریافت کیا اور کہا کہ کچھ لوگ کہتے ہیں کہ حق تعالیٰ نے آدمؑ کی بائیں پسلی سے حواؑ کو خلق فرمایا۔ ارشاد فرمایا کہ جو کچھ وہ لوگ کہتے ہیں خدا اس سے پاک و بلند تر ہے جو شخص ایسا کہے

---

[1] مؤلف فرماتے ہیں کہ یہ حدیثیں اور بعض دیگر احادیث جنکو ہم نے ذکر کیا مثل اس کے کہ عورت ٹیڑھی ہڈی سے خلق ہوئی ہے اگر اس کو سیدھا کرنا چاہو گے تو ٹوٹ جائے گی۔ اگر اس کے ساتھ نرمی اور مہربانی کرو گے تو نفع حاصل کرو گے اس پر دلالت کرتی ہیں کہ حضرت حواؑ حضرت آدمؑ کے پہلو کی ہڈی سے پیدا کی گئی ہیں اور اہلِ سنّت کے مفسّرین و مورخین میں جناب رسولِ خدا سے منقول شدہ روایت مشہور ہے کہ حق تعالیٰ نے آدمؑ کو خلق کیا ان پر خواب طاری فرمایا اس وقت حواؑ کو انکی بائیں جانب کی ایک پسلی سے پیدا کیا۔ جب وہ بیدار ہوئے تو دیکھا چونکہ ان کے جز و بدن سے پیدا کی گئی تھیں اس لیئے ان سے محبت و رغبت ہوئی۔ اور اس آیۂ کریمہ سے بھی جو مذکور ہوا استدلال کیا ہے کہ جناب حواؑ آدمؑ سے پیدا ہوئیں اس لیئے کہ فرمایا ہے کہ خدا نے تم کو نفسِ واحد سے خلق فرمایا۔ اگر حواؑ آدمؑ سے خلق نہیں ہوئیں تو دو نفس سے خلقت مخلوق ہوگی اور پھر فرمایا ہے کہ اسی نفس سے اس کی زوجہ کو پیدا کیا یہ بھی اس پر دلالت کرتا ہے کہ حواؑ آدمؑ سے پیدا ہوئی ہیں اور علمائے عامّہ کے ایک گروہ کا اور اکثر علمائے خاصہ کا یہ اعتقاد ہے کہ جز و آدم سے پیدا ہوئی ہیں اور حدیث کو ضعیف کہہ کر ردّ کر دیا ہے آیت کے بارہ میں چند طرح سے جواب ہو سکتا ہے آیت اوّل میں ممکن ہے یہ مراد ہو کہ تم کو ایک باپ سے خلق فرمایا اور یہ منافی نہیں ہے اس لیئے کہ ماں کو بھی دخل ہے اور ممکن ہے مِنْ ابتدائی ہو یعنی ابتدا ایک نفس سے کر کے تم کو پیدا کیا پہلے آدمؑ کو پیدا کیا۔ دوسری آیت کے بارے میں یہ جواب ہو سکتا ہے کہ خَلَقَ مِنْهَا سے یہ مراد ہو کہ اس نفس کی جنس و نوع سے اس کی زوجہ کو پیدا کیا جیسا کہ دوسرے مقام پر فرمایا ہے کہ تمہارے ازواج کو تمہارے نفس سے پیدا کیا۔ اور ممکن ہے کہ مِنْ تعلیلی ہو یعنی اس نفس کے لیئے اس کی زوجہ کو خلق کیا اور یہ قول زیادہ صحیح اور زیادہ قوی ہے اور اقوال عامہ سے بالکل علیحدہ ہے اور احادیث سابقہ یا تقیہ پر محمول ہوں یا مراد یہ ہو کہ آدمؑ کے استخوانِ پہلو کی بچی ہوئی مٹی سے خلق ہوئی ہیں جیسا کہ اس کے بعد کی حدیثوں سے ظاہر ہے۔ ۱۲ (منہ)

تو وُہ قائل ہے کہ خدا قدرت نہیں رکھتا۔ اور طعن وطنز کرنے والوں کو اعتراض کا موقع دیتا ہے
کیا سبب ہے کہ وُہ لوگ ایسی باتیں کرتے ہیں۔ خدا ہمارے اور اُن کے درمیان فیصلہ کرے گا۔
پھر فرمایا جب حق تعالیٰ نے آدمؑ کو خاک سے خلق کیا اور ملائکہ کو حکم دیا کہ ان کو سجدہ کریں۔ پھر
خواب کو ان پر غالب کیا۔ اسی حالت میں ایک نئی خلقت کو پیدا کیا اور اس کو آدمؑ کے پیروں
کے درمیان ساکن کیا تاکہ عورتیں مَردوں کی فرمانبردار رہیں۔ پھر حوّا نے حرکت کی جس سے
آدمؑ بیدار ہوئے۔ حوّاؑ کو ندا پہنچی کہ آدمؑ سے علیحدہ ہو جائیں۔ آدمؑ کی نظر جب اُن پر پڑی، ایک
اچھی صُورت کو دیکھا جو اُن سے مشابہ تو ہے لیکن مادہ ہے۔ تو گفتگو شروع کی اور پوچھا کہ تم کون
ہو حوّاؑ نے بھی انہی کی زبان میں کلام کیا اور کہا میں خدا کی ایک مخلوق ہوں جیسا کہ تم دیکھ رہے ہو۔
آدمؑ نے درگاہِ باری میں عرض کی کہ یہ خوبصورت مخلوق کون ہے جو میرے لیئے باعثِ
انس ہے اور اس کو دیکھنے سے میری وحشت دُور ہوگئی۔ حق تعالیٰ نے فرمایا کہ یہ میری کنیز
حوّاؑ ہے۔ کیا تم چاہتے ہو کہ تمہارے ساتھ رہے اور تمہاری مونس ہو تم سے گفتگو کرے اور جو کچھ
تم حکم دو اس کی تعمیل کرے۔ عرض کی ہاں اے پالنے والے۔ جب تک کہ زندہ رہوں گا
تیرا شکر ادا کرتا رہوں گا۔ حق تعالیٰ نے فرمایا اچھا تو اس کی مجھ سے خواستگاری کرو اور خطبہ
چاہو۔ اُسی وقت حق تعالیٰ نے عورتوں کے ساتھ مقاربت کی خواہش آدمؑ میں قرار دی۔
اور پہلے سے معرفتِ امور تعلیم کر دی تھی۔ آدمؑ نے عرض کی کہ بارِ خدایا میں اس کی خواستگاری
تو کروں لیکن میرے پاس اس نعمت کے عوض میں کیا چیز ہے جس سے تو راضی ہو جائے گا۔
فرمایا کہ میرے دین کی اس کو تعلیم کرو یہی میری رضا ہے۔ آدمؑ نے کہا کہ اگر تو چاہتا ہے تو میں یہی
کرتا ہوں حق تعالیٰ نے فرمایا کہ میں نے بھی منظور کیا اور اس کو تم سے تزویج کیا۔ اُسے
اپنی طرف لے جاؤ۔ آدمؑ نے حوّاؑ سے کہا کہ میرے پاس آؤ۔ تو خدا نے آدمؑ کو حکم دیا کہ
اُٹھیں اور حوّاؑ کے پاس جائیں تو آدمؑ اُٹھے اور اُن کے پاس گئے۔ اگر ایسا نہ ہوتا تو بیشک
عورتیں مَردوں کی طرف جاتیں اور اپنے لیئے خواستگاری کرتیں۔ یہ ہے قصّہ حوّا علیہا السّلام کا۔

بسندِ معتبر منقول ہے کہ ابو المقدام نے حضرت محمّد باقرؑ سے سوال کیا کہ حق تعالیٰ نے کس چیز
سے حوّاؑ کو خلق کیا۔ پوچھا اس بارے میں اور لوگ کیا کہتے ہیں۔ عرض کی کہتے ہیں کہ خدا نے ان کو آدمؑ
کی پسلی سے خلق کیا۔ حضرتؑ نے فرمایا کہ جھوٹ کہتے ہیں۔ کیا خدا عاجز تھا کہ آدمؑ کی پسلی کے علاوہ
کسی اور طرح پیدا کرتا۔ عرض کی آپ پر فدا ہوں ان کو کس چیز سے پیدا کیا؟ فرمایا کہ میرے پدر
نے اپنے آبائے طاہرین کے سلسلہ سے مجھے خبر دی ہے کہ رسولِ خدا نے فرمایا کہ خدا نے
ایک مُشت خاک اپنے دستِ قدرت سے لے کر آدمؑ کو بنایا اور اسی خاک سے جو کچھ باقی بچ گئی

تھی حواؑ کو خلق فرمایا۔ علمائے خاصہ و عامہ نے وہب ابن منبہ سے روایت کی ہے کہ حق تعالےٰ نے حواؑ کو آدمؑ کی باقی ماندہ مٹی سے انہی کی صورت پر پیدا کیا اور خواب کو ان پر غالب کیا اور حواؑ کو دکھلایا۔ وُہ پہلا خواب تھا جو زمین پر دیکھا گیا۔ حضرت آدمؑ بیدار ہوئے اور حواؑ کو اپنے سر کے قریب دیکھا۔ تو حق تعالیٰ نے وحی کی کہ اے آدمؑ یہ کون ہے جو تمہارے پاس بیٹھی ہے کہا وہی جسے خواب میں تُونے دکھلایا۔ پھر حواؑ سے اُن کو انس ہوگیا۔

بسند معتبر منقول ہے کہ ایک یہودی حضرت امیرالمومنینؑ کی خدمت میں آیا اور سوال کیا کہ کیوں آدمؑ کو آدمؑ اور حواؑ کو حواؑ کہتے ہیں۔ فرمایا آدم علیہ السلام کا نام اس لیئے آدمؑ ہے کہ وہ ادیم ارض یعنی روئے زمین سے پیدا ہوئے اس طرح کہ حق تعالیٰ نے جبرئیلؑ کو بھیجا اور ان کو زمین سے چار طرح کی مٹی سفید، سُرخ، سیاہ اور خاکی اور ہموار ناہموار۔ نرم و سخت زمین سے لانے کا حکم دیا اور چار قسم کے پانی آب شیریں و شور آب تلخ و گندیدہ بھی لانے کو فرمایا تاکہ ان پانیوں سے ان مٹیوں کو گوندھیں۔ آب شیریں کو ان کے حلق کے لیئے، آب شور کو آنکھوں کے لیئے، آب تلخ کو کانوں کے لیئے اور آب گندہ کو ناک کے لیئے قرار دیا۔ اور حواؑ کو اس لیئے حواؑ کہتے ہیں کہ حیوان[1] سے خلق ہوئی ہیں۔

معتبر سندوں کے ساتھ منقول ہے کہ حضرت امیرالمومنینؑ نے خلقت آدمؑ کے وصف میں فرمایا کہ سخت و سُست، نرم و درشت اور شیریں اور شور زمین سے کچھ خاک جمع کی۔ اور پانی ملا کر اس کو گوندھا تو سب ایک دُوسرے میں ممزوج ہو گئے۔ پھر اسی سے ایک صورت ہاتھ پاؤں اعضاء و جوارح اور جوڑ و پیوند والی بنائی اور خشک کیا یہاں تک کہ وُہ مضبوط اور سخت ہوگئی اور کھنکھناہٹ مثل ٹھیکرے کی آواز پیدا ہوئی اور اس کو اس وقت تک کے لیئے چھوڑ رکھا جب کہ رُوح پھونکنا مقدر کر چکا تھا۔ پھر اس میں اپنی برگزیدہ رُوح پھُونکی۔ تو ایک ایسا انسان صاحب اندیشہ تیار ہُوا جو ان اعضاء و جوارح کو حرکت میں لاتا ہے، اور ان پر تمام اُمور میں تصرّف کرتا ہے اور اُن سے خدمت لیتا ہے اور مختلف حالات میں ان کو گھماتا پھراتا ہے اور صاحب معرفت ہے کہ حق و باطل میں فرق کرتا ہے۔ لذّت و بُو۔ اور رنگوں اور تمام جنسوں میں تمیز کرتا ہے۔ گویا کہ اس کو ایک معجون بنایا مختلف نوع کی طینت و خلقت کا۔ اور ایک مجموعہ تیار کیا چند اضداد اور چند خلطوں سے جو آپس میں دشمنی رکھتے ہیں اور باہم نہایت مختلف ہیں مثل گرمی و سردی، خشکی و تری اور غم و شادی کے۔

---

[1] حیوان یعنی حیوان ناطق۔ مراد حضرت آدم علیہ السلام۔ ۱۲ مترجم۔

سیّد ابن طاؤس نے ذکر کیا ہے کہ میں نے ادریسؑ کے صحیفوں میں دیکھا کہ آدمؑ کی خلقت کی تعریف میں آپ نے فرمایا ہے کہ حق تعالیٰ نے زمین کو پہچنوایا کہ اُس سے ایک مخلوق پیدا کرے گا جن میں سے بعض اطاعت کریں گے اور بعض نافرمانی۔ تو زمین کو بجائے خود لرزہ ہُوا اور خدا کے کرم و رحم کی خواستگار ہُوئی۔ اور التجا کی کہ اس سے ایسی کوئی مخلوق نہ بنائے جو اس کی نافرمانی کرے اور جہنّم میں داخل ہو۔ جبرئیلؑ آئے تاکہ آدمؑ کی خاک کو زمین سے لے جائیں زمین نے خدا کی عزّت کے ساتھ اُن سے التجا کی کہ نہ لے جائیں۔ اور بارگاہِ احدیت میں تضرّع و زاری کرکے زمین کے لیئے پناہ مانگیں۔ انہوں نے ایسا ہی کیا تو حکم ہُوا کہ واپس آجائیں۔ پھر میکائیلؑ کو حکم دیا۔ زمین نے پھر ایسا ہی کیا تو اسرافیلؑ کو حکم دیا ان کے ساتھ بھی ایسا ہی ہُوا۔ بالآخر عزرائیلؑ کو حکم دیا۔ وُہ جب زمین پر آئے زمین کانپی اور تضرّع و زاری کی۔ عزرائیل نے کہا کہ میرے پروردگار نے مجھ کو حکم دیا ہے اور میں اس کی تعمیل کروں گا خواہ تو خوش ہو یا ناخوش۔ غرض وُہ ایک مشت خاک آسمان پر لے گئے اور جاکر اپنے مقام پر کھڑے ہُوئے۔ خدا نے ان کو وحی کی کہ جس طرح تُو نے ان کی مٹّی کو زمین سے قبض کیا حالانکہ زمین نہیں چاہتی تھی، اسی طرح ہر ذی رُوح جو زمین پر ہے آج سے قیامت تک سب کی رُوح تو ہی قبض کرے گا۔ جب دُوسرے یک شنبہ کی صبح ہوئی جو ابتدائے دُنیا کا آٹھواں دن تھا، تو ایک ملک کو حکم دیا کہ آدمؑ کی مٹّی کو خمیر کرکے آپس میں مخلوط کرے۔ اس نے چالیس سال تک اس کو خمیر کیا یہاں تک کہ اس میں چسپیدگی پیدا ہوگئی۔ پھر چالیس سال تک اس کو لجن[1] متغیر بنایا۔ پھر چالیس سال تک اس کو مثل کوزہ گروں کے ٹھیکرے کے خشک کیا۔ جب ایک سو بیس سال گزر گئے تو ملائکہ سے فرمایا کہ میں خاک سے ایک بشر کو خلق کروں گا۔ تو جب اس کو درُست کرلوں اور اس میں اپنی رُوح پھونک دوں تو تم سب کے سب اس کے لیئے سجدہ میں گر پڑنا۔ ملائکہ نے کہا بہت بہتر۔ پھر خدا نے آدمؑ کو اسی صُورت پر پیدا کیا جو تصویر لوحِ محفوظ پر مقدر کرچکا تھا۔ اور ان کا جسم بنایا جو اس راستہ میں چالیس سال تک پڑا رہا جس پر سے ملائکہ آسمان پر جایا کرتے تھے۔ جب جنوں نے زمین میں فساد کیا اور ابلیس نے خدا سے ان کی شکایت کی اور سوال کیا کہ اس کو ملائکہ کا ہم نشین قرار دے، خدا نے اس کی التجا قبول کی اور وُہ ملائکہ کے ہمراہ آسمان پر گیا۔ پھر زمین پر جنوں کا فساد زیادہ ہُوا تو خدا نے ابلیس کو ملائکہ کے ساتھ حکم دیا کہ جاکر زمین سے اُن کو نکال دے۔ پھر آدمؑ کے جسم میں رُوح پھونکی اور ملائکہ کو حکم دیا کہ ان کے لیئے سجدہ کریں سب نے

[1] لجن وُہ سیاہ مٹّی جو حوض اور حوضے آب کی تہ میں ہوتی ہے۔ ۱۲۔

سجدہ کیا سوائے شیطان کے جو جنوں سے تھا پس آدمؑ کو چھینک آئی خدا نے وحی کی کہ الحمد للہ رب العالمین کہو اور خدا نے جواب میں یَرْحَمُكَ اللّٰه فرمایا۔ اور کہا تجھ کو اس لئے خلق کیا ہے کہ مجھ کو یکتا سمجھ کر میری عبادت کرے اور مجھ پر ایمان لائے اور میرا انکار نہ کرے اور کسی چیز کو میرا شریک نہ قرار دے۔

بسند معتبر منقول ہے کہ ایک شخص نے حضرت امام رضا علیہ السّلام سے پوچھا کہ یا ابن رسولؐ اللہ لوگ روایت کرتے ہیں کہ رسولِؐ خدا نے فرمایا کہ بہ تحقیق خدا نے آدم علیہ السّلام کو اپنی صورت پر پیدا کیا ہے۔ فرمایا خدا ان کو ہلاک کرے۔ حدیث کا پہلا حصّہ چھوڑ دیا کہ رسولؐ خدا کا گزر ہوا دو شخصوں پر جو ایک دوسرے کو گالی دیتے تھے اور ایک دوسرے کو کہتا تھا کہ خدا تیرے چہرے کو اور تیرے ہر عزیز کے چہرے کو خراب کرے! تو حضرت رسولؐ نے فرمایا کہ اے بندۂ خدا اپنے بھائی کو ایسا نہ کہہ۔ بتحقیق کہ خدا نے حضرت آدمؑ کو اس کی صورت پر پیدا کیا ہے۔ اور مثل اس حدیث کے حضرت امیر المومنین علیہ السّلام سے بھی منقول ہے [1]

بسند معتبر حضرت صادق علیہ السّلام سے منقول ہے کہ حق تعالیٰ نے جب چاہا کہ حضرت آدمؑ کو پیدا کرے، جبرئیلؑ کو روز جمعہ ساعتِ اوّل میں بھیجا۔ انہوں نے اپنے داہنے ہاتھ میں ایک مشت خاک لی۔ اُن کی مٹھی آسمانِ ہفتم سے آسمانِ اوّل تک پہنچی اور ہر آسمان سے ایک تربت لی۔ دُوسری مٹھی میں زمین اوّل سے آخری طبقہ زمین تک کی مٹی لی۔ داہنے ہاتھ میں جو مٹی تھی حق تعالیٰ نے اس سے خطاب فرمایا کہ تجھ سے رسولوں، پیغمبروں، وصیوں، صدیقوں، مومنوں اور سعادت مندوں کو پیدا کروں گا اور اُن لوگوں کو جن کو بزرگ بنانا چاہوں گا۔ اور بائیں ہاتھ کی مٹی سے خطاب فرمایا کہ تجھ سے جباروں، مشرکوں، کافروں اور گمراہوں اور اُن لوگوں کو پیدا کروں گا جن کی شقاوت اور خواری کو میں جانتا ہوں۔ پھر جبرئیلؑ نے دونوں مٹیوں کو باہم مخلوط کیا۔ یہ ہے

[1] مؤلّف فرماتے ہیں کہ اس حدیث کی بنا پر ضمیر صورتہ اس شخص کی طرف راجع ہو گی جس کو گالی دی گئی اور بعضوں نے کہا ہے کہ خدا کی طرف راجع ہے۔ اور صورت سے مراد صفت ہے یعنی اس کو اپنی صفات کمالیہ کا مظہر قرار دیا ہے۔ یا وہی صورت ظاہری مراد ہو اور اضافت تعظیم کے لئے ہو یعنی وُہ صورت جو اس کے لئے پسندیدہ اور برگزیدہ تھی۔ اور بعضوں نے کہا کہ ضمیر آدمؑ کی طرف راجع ہے یعنی جو صورت کہ ان کے مناسب اور لائق تھی۔ یا یہ کہ ابتدائے حال میں اُس کو اُس صورت پر خلق کیا جسے آخر میں لوگ مشاہدہ کرتے تھے دُوسروں کی طرح جو بتدریج بڑے ہوتے ہیں اور ان کے احوال و صورت میں تغیّر واقع ہوتا ہے اور ان وجہوں میں سے بعض حدیث معتبر میں منقول ہے کہ حضرت امام محمّد باقرؑ سے لوگوں نے اس حدیث کے معنی دریافت کیے فرمایا کہ یہ صورت محدثہ پیدا کی ہوئی ہے جسے خدا نے بزرگ قرار دیا تھا اور تمام مختلف صورتوں میں اختیار کیا تھا۔ پس اُس کو اپنی طرف نسبت دی جس طرح کہ کعبہ کو اپنی طرف نسبت دی ہے اور جس طرح فرمایا کہ اس جسم آدمؑ میں اپنی رُوح پھونک دوں۔ ۱۲

معنی اِنَّ اللّٰہَ فَالِقُ الْحَبِّ وَالنَّوٰی (آیت ۹۶ سورۃ انعام پ) کے۔ یعنی بیشک خدا حب و نویٰ کا شگافتہ کرنے والا ہے۔ حضرت نے فرمایا کہ حبّ مومنوں کی مٹی ہے جن میں خدا نے اپنی محبت قرار دی ہے اور نویٰ کافروں کی مٹی ہے جو ہر امر خیر سے علیحدہ ہیں اور یہی معنی ہیں قول خدا یُخْرِجُ الْحَیَّ مِنَ الْمَیِّتِ وَ مُخْرِجُ الْمَیِّتِ مِنَ الْحَیِّ۔ (آیت ۹۶ سورۃ الانعام پ) کے یعنی نکالتا ہے زندہ کو مُردہ سے اور باہر لاتا ہے مُردہ کو زندہ سے۔" زندہ سے زندہ وُہ مومن ہے جو طینتِ کافر سے باہر آتا ہے اور مُردہ جو زندہ سے باہر آتا ہے وہ کافر ہے جو مومن کی طینت سے پیدا ہوتا ہے۔

بسند موثق حضرت محمد باقرؑ سے منقول ہے کہ حق تعالیٰ نے قبل اس کے کہ خلائق کو خلق کرے فرمایا کہ آب شیریں ہو جا کہ تجھ سے بہشت کو اور اپنے عبادت کرنے والوں کو پیدا کروں۔ اور آب شور ہو جا تا کہ تجھ سے جہنم اور اپنی معصیت کرنے والوں کو بناؤں۔ پھر حکم دیا تو یہ دونوں پانی باہم مل گئے اسی سبب سے کافر مومن سے اور مومن کافر سے پیدا ہوتے ہیں۔ پھر کچھ خاک زمین سے لی اور دست قدرت سے مل کر جھاڑ دی تو مانند چھوٹی چیونٹیوں کے کچھ جاندار حرکت میں آئے۔ تو جو داہنی طرف تھے اُن سے کہا کہ سلامتی کے ساتھ بہشت کی طرف جاؤ۔ اور وہ جو بائیں طرف تھے اُن سے فرمایا کہ جہنم کی طرف جاؤ اور میں پرواہ نہیں کرتا۔

انہی حضرت نے روایت حسن میں فرمایا کہ تربت آدمؑ سے ایک مشت خاک لی اور اس کو آب شیریں سے تر کیا اور چالیس روز تک چھوڑ دیا۔ پھر آب شور سے تر کیا اور چالیس روز تک چھوڑ دیا۔ جب اس مٹی کا خمیر ہو گیا جبرئیلؑ نے اس کو خوب ملا تو اس میں سے چیونٹیوں کے برابر ریزے داہنے اور بائیں گرے۔ پھر حکم دیا کہ آگ جلائیں اور سب کو حکم دیا کہ اس آگ میں داخل ہوں۔ داہنے ہاتھ والے داخل ہو گئے تو آگ ان پر سرد و باعث سلامتی ہو گئی اور بائیں ہاتھ والے ڈرے اور اُس میں داخل نہیں ہوئے۔ اُسی روز اُن کی فرمانبرداری و نافرمانی معلوم ہو گئی۔ پس فرمایا کہ میرے حکم سے پھر خاک ہو جاؤ تو آدم علیہ السلام کو اسی خاک سے پیدا کیا۔

دوسری حسن حدیث میں آنحضرتؐ سے منقول ہے کہ جب حق تعالیٰ آدمؑ کی ذریت کو اُن کی پشت سے باہر لایا کہ اُن سے اپنی پروردگاری اور ہر پیغمبر کی پیغمبری کا عہد لے تو سب سے پہلے جس پیغمبر کا اقرار لیا وُہ محمدؐ بن عبداللہ تھے پھر حق تعالیٰ نے آدمؑ کو وحی فرمائی کہ دیکھو کہ یہ کیا ہیں تو آدمؑ نے اپنی ذریت کو دیکھا کہ وہ ذرّات تھے جن سے آسمان بھر گیا تھا۔ آدمؑ نے کہا کہ میری اولاد کس قدر زیادہ ہے پروردگارا تو نے ان کو تو ایک امر بزرگ کے لیے خلق فرمایا ہے پھر تو نے ان سے عہد و پیمان کس سبب سے لیا۔ فرمایا اس لیے کہ میری عبادت کریں اور کسی کو میرا شریک نہ بنائیں اور میرے پیغمبروں پر ایمان لائیں اور ان کی پیروی کریں۔ عرض کی خداوندا ان ذرّوں میں سے بعض بہت بڑے ہیں۔ بعض زیادہ نورانی ہیں۔ بعض کم اور

بعض میں بالکل نور نہیں ہے۔ اس کا سبب کیا ہے۔ فرمایا کہ ان کو اس لیئے خلق کیا ہے کہ ہر حال میں ان کا امتحان لوں۔ آدمؑ نے عرض کی کہ پالنے والے کیا مجھے کچھ اور بات کرنے کی اجازت ہے خطاب ہُوا کہ ہاں ہاں اے آدم کہو کیا کہنا چاہتے ہو۔ عرض کی کہ اگر ان کو برابر برابر ایک مقدار ایک طبیعت، ایک خلقت، ایک رنگ، ایک عمر اور ایک روزی پر خلق کرتا تو البتہ بعض پر بعض ظلم نہ کرتے اور اُن میں حسد و دشمنی و اختلاف کسی مُعاملہ میں نہ ہوتا۔ حق تعالیٰ نے فرمایا کہ میری برگزیدہ رُوح کے بارے میں تم نے کلام کیا اور اپنی طبیعت کی کمزوری کے سبب سے اس کے متعلق زبان کھولی جس کا تم کو علم نہیں ہے۔ میں خالق علیم ہوں اپنے علم کی بنا پر ان کی خلقت میں اختلاف قرار دیا ہے۔ میری مشیت میرا حکم ان میں جاری ہوتا ہے اور ہر ایک کی بازگشت میری تقدیر و تدبیر کی طرف ہے اور میری خلقت میں تبدیلی نہیں ہے۔ اور جن و انس کو صرف اپنی عبادت کے لیئے پیدا کیا ہے میں نے بہشت کو اس کے لیئے بنایا جو ان میں سے میری عبادت و فرمانبرداری اور میرے رسُولوں کی پیروی کرے گا۔ لیکن مجھے اس کی پرواہ نہیں ہے۔ اور دوزخ کو اس کے لئے پیدا کیا جو کافر ہوگا، میری معصیت اور میرے رسُولوں کی نافرمانی کرے گا۔ اور اس کے لیئے بھی مجھے پرواہ نہیں ہے۔ میں نے تم کو تمہاری ذریت و اولاد کو پیدا کیا بغیر اس کے کہ تمہاری یا ان کی مجھے کوئی حاجت ہو۔ اور تم کو اور ان سب کو اس لیئے خلق کیا ہے کہ آزمائش کروں کہ تم میں سے کون دُنیاوی زندگی میں سب سے زیادہ نیک کردار ہے۔ اسی لئے میں نے دُنیا و آخرت، موت و حیات، طاعت و معصیت اور بہشت و دوزخ کو پیدا کیا ہے۔ اور ایسا ہی ارادہ کیا ہے اپنی تقدیر و تدبیر کے ساتھ اور اپنے اس علم کے سبب سے جو ان کے تمام احوال پر محیط ہے۔ میں نے اُن کی صورتیں، اُن کے اجسام، ان کے رنگ، ان کی عمریں، اُن کی روزی، طاعت و معصیت کو مختلف قرار دیا۔ ان میں شقی و سعادت مند، بینا و نابینا، کوتاہ و بلند، خوبصورت و بدصورت، عقلمند و نادان، مالدار و پریشان حال، فرمانبردار و نافرمان، بیمار و تندرُست بنائے۔ بہت سے مزمن دردوں میں مُبتلا ہوں گے اور اکثر وُہ ہیں جن کو کوئی درد نہ ہوگا تاکہ تندرُست بیمار کو دیکھ کر میری حمد بجا لائے اس لیئے کہ اس کو عافیت بخشی ہے اور بیمار تندرست کو دیکھ کر مجھ سے سوال و دُعا کرے تاکہ اُسے صحت عطا کروں۔ اور میری بلاؤں پر صبر کرے تاکہ اُسے ثواب مرحمت کروں اور اس کے درجے بلند کروں۔ اسی طرح مالدار پریشان حال کو دیکھ کر میرا شکر و حمد بجا لائے اور محتاج مالدار کو دیکھ کر مجھ سے دُعا و سوال کرے اور مومن کافر کو دیکھ کر میری حمد بجا لائے اس لئے کہ میں نے اس کی ہدایت کی ہے اس لیئے ان لوگوں کو پیدا کیا ہے تاکہ ان کا امتحان لوں خوشحالی و بدحالی

اور اس عافیت میں جو ان کو میں نے بخشی ہے اور ان بلاؤں کے ذریعہ سے جن میں ان کو مبتلا کروں گا اور اس نعمت کے ساتھ جو ان کو عطا کروں گا اور ان چیزوں کے ذریعہ سے جن سے ان کو منع کروں گا۔ میں ہوں خدا بادشاہ قادر، اور میرے لیئے ہے کہ ان چیزوں کو جو مقدر کر چکا ہوں جاری کروں جس طرح کہ تدبیر کر چکا ہوں۔ اور میرے لیئے ہے کہ تغیر دوں اپنی تقدیر میں اُن چیزوں کو ان چیزوں میں جن میں چاہوں، اور مقدم کروں جن کو مؤخر کر چکا ہوں اور پیچھے کر دوں اُس کو جسے آگے کر چکا ہوں میں ہوں وُہ خدا کہ جو کچھ چاہوں کر سکتا ہوں۔ اور کسی کو مجال نہیں ہے کہ مجھ سے میرے ان افعال میں سوال کرے بلکہ میں اپنی مخلوق سے سوال کروں گا جو کچھ وُہ کریں گے [1]

بسند معتبر حضرت امام رضا علیہ السّلام سے منقول ہے کہ حضرت آدم علیہ السّلام کی انگشتری کے نگینہ پر لا الٰہ الا اللہ محمّد رسُول اللہ نقش تھا جو اپنے ساتھ بہشت سے لائے تھے۔

فصل دوم } جناب مقدس ایزدی کا ملائکہ کو خلقت آدمؑ سے آگاہ کرنا اور ان کے لیئے سجدہ کا حکم اور ابلیس لعین کا انکار۔

حضرت امام حسن عسکری علیہ السّلام کی تفسیر میں حق تعالیٰ کے قول: وَ اِذْ قَالَ رَبُّكَ لِلْمَلٰٓئِكَةِ۔ کے بارے میں لکھا ہے کہ انسان کی خلقت کی ابتدا اس وقت ہوئی جبکہ تیرے پروردگار نے ملائکہ سے کہا جب کہ وُہ زمین سے شیاطین وجانّ و بنی جانّ کو نکال چکے تھے اور خود مقیم تھے اور عبادت الٰہی زمین میں آسان ہو چکی تھی اِنِّیْ جَاعِلٌ فِی الْاَرْضِ خَلِیْفَةً ؕ میں بجائے تمہارے زمین میں اپنا ایک خلیفہ و جانشین بناؤں گا اور تم کو آسمان پر لے جاؤں گا۔ یہ امر ان پر بہت شدید و دُشوار گزرا کیونکہ ان کی عبادت آسمان کے نزدیک واپس ہونے سے زیادہ دُشوار تھی۔ قَالُوْٓا اَتَجْعَلُ فِیْهَا مَنْ یُّفْسِدُ فِیْهَا وَ یَسْفِكُ الدِّمَآءَ۔ ان فرشتوں نے کہا اے ہمارے پروردگار آیا زمین میں ایسے لوگوں کو مقرر کرے گا جو اس میں فساد کریں، خون بہائیں جس طرح سے کہ بنی جانّ نے کیا جن کو ہم نے زمین سے نکال دیا۔ وَ نَحْنُ نُسَبِّحُ بِحَمْدِكَ حالانکہ ہم تیری تسبیح کرتے ہیں اور تجھ کو پاک سمجھتے ہیں ان صفات سے جو تیرے لائق نہیں ہیں وَ نُقَدِّسُ لَكَ۔ اور تیری زمین کو اُن سب سے پاک کرتے ہیں جو تیرے نافرمان ہیں۔ قَالَ اِنِّیْٓ اَعْلَمُ مَا لَا تَعْلَمُوْنَ (آیت ۳۰ سورۃ بقرہ پ ۱) خدا نے ان کے جواب میں فرمایا کہ میں جانتا ہوں اس مصلحت کو جو زمین میں ہوگی کہ تمہارے بجائے ایک مخلوق کو آباد کرونگا جسے

---

[1] موٴلف فرماتے ہیں کہ ان مشکل احادیث کی شرح اور ان کی تاویل ایک وسیع کلام کی محتاج ہے جو اس مقام کے مناسب نہیں ہے اور اس کی شرح کتاب بحار الانوار میں بیان کی گئی ہے۔ ۱۲ منہ

تم نہیں جانتے۔ اور جو تم میں کافر ہے اُسے بھی جانتا ہوں یعنی شیطان لیکن تم نہیں جانتے۔ وَعَلَّمَ اٰدَمَ الْاَسْمَآءَ كُلَّهَا۔ (آیت ۳۱ سورۃ بقرہ پ۱) اور خدا نے آدمؑ کو کل نام تعلیم کر دیئے۔ حضرت نے فرمایا کہ پیغمبروں اور محمدؐ و علیؑ و فاطمہؑ و حسنؑ و حسینؑ علیہم السّلام کے نام ہائے مبارک اور آئمہ طاہرین صلوات اللہ علیہم اجمعین کے اسمائے گرامی اور ان کے چند برگزیدہ شیعوں اور اُن کے دشمنوں کے اور عاصیوں کے نام۔ ثُمَّ عَرَضَهُمْ عَلَى الْمَلٰٓئِكَةِ یعنی پھر محمدؐ و علیؑ و ائمہ کو ملائکہ پر پیش کیا یعنی ان کے جسموں کو جو عالم ارواح میں چند نور تھے۔ فَقَالَ اَنْۢبِـُٔوْنِیْ بِاَسْمَآءِ هٰۤؤُلَآءِ اِنْ كُنْتُمْ صٰدِقِیْنَ (آیت ۳۱ سورۃ بقرہ پ۱) پھر کہا کہ اُس جماعت کے ناموں سے مجھے آگاہ کرو اگر تم سچے ہو اس امر میں کہ تم سب کے سب تسبیح و تقدیس کرنے والے ہو اور تمہارا زمین میں چھوڑ دینا ان لوگوں سے زیادہ بہتر ہے جو کہ تمہارے بعد ہوں گے یعنی جس طرح تم اس کے باطنی و قلبی کو جو تمہارے درمیان میں ہے نہیں جانتے۔ اسی طرح اس کے عیبوں سے بھی لاعلم ہو جو ابھی پیدا نہیں ہُوا ہے۔ اور اسی طرح ان چند شخصوں کے نام نہیں جانتے ہو کہ جن کو دیکھا کرتے ہو۔ قَالُوْا سُبْحٰنَكَ لَا عِلْمَ لَنَآ اِلَّا مَا عَلَّمْتَنَا ؕ اِنَّكَ اَنْتَ الْعَلِیْمُ الْحَكِیْمُ (آیت ۳۲ سورۃ بقرہ پ۱) ملائکہ نے کہا کہ ہم تجھ کو تمام عیبوں سے بری سمجھتے ہیں اور پاک جانتے ہیں اس سے کہ کوئی کام تو کرے اور اس کی مصلحت سے ناواقف ہو۔ ہم کو تو اتنا ہی علم ہے جتنا تو نے تعلیم کر دیا ہے۔ بیشک تو ہی ہر چیز سے واقف اور حکیم ہے۔ کہ جو کچھ کرتا ہے حکمت و مصلحت کے موافق ہوتا ہے۔ قَالَ یٰۤاٰدَمُ اَنْۢبِئْهُمْ بِاَسْمَآئِهِمْ (آیت ۳۳ سورۃ بقرہ پ۱) پس خدا نے فرمایا کہ اے آدمؑ ملائکہ سے اسمائے پیغمبران و آئمہ بیان کرو۔ فَلَمَّاۤ اَنْۢبَاَهُمْ بِاَسْمَآئِهِمْ۔ پس اُن کے نام آدم علیہ السّلام نے تبلا دیئے تو انہوں نے ان کو پہچانا۔ اُس وقت خدا نے ملائکہ سے عہد و پیمان لیا کہ ان پر ایمان لائیں اور ان کو اپنی ذات پر فضیلت دیں۔ قَالَ اَلَمْ اَقُلْ لَّكُمْ اِنِّیْۤ اَعْلَمُ غَیْبَ السَّمٰوٰتِ وَالْاَرْضِ۔ پھر خداوند عالم نے فرمایا کہ کیا تم سے میں نے نہیں کہا تھا کہ میں زمین و آسمان کی پوشیدہ اور مخفی باتوں کو جانتا ہوں وَاَعْلَمُ مَا تُبْدُوْنَ وَمَا كُنْتُمْ تَكْتُمُوْنَ (آیت ۳۳ سورۃ مذکور) اور وُہ سب جانتا ہوں جو تم ظاہر کرتے ہو اور جو کچھ پوشیدہ رکھتے ہو۔ فرمایا کہ جو کچھ ابلیس دل میں پوشیدہ رکھتا تھا اور جو ارادہ کر چکا تھا کہ اگر حق تعالیٰ اس کو آدمؑ کی اطاعت و سجدہ کا حکم دے گا تو وُہ انکار کر دے گا۔ اور اگر آدمؑ پر مسلط ہو گا تو ان کو ہلاک کر ڈالے گا اور جو کچھ ملائکہ نے سمجھ رکھا تھا کہ ان کے بعد جو پیدا ہو گا اس سے بھی وہ ملائکہ افضل ہوں گے۔ لہٰذا حق تعالیٰ نے فرمایا کہ تم افضل نہیں ہو بلکہ محمد صلے اللہ علیہ وآلہ وسلم اور ان کی آل طاہرین افضل ہیں۔

آدمؑ نے جن کے نام سے تم کو آگاہ کیا ؎۱

؎۱ مولّف فرماتے ہیں کہ اس آیت کی تفسیر اسی طرح امام کی تفسیر میں ہے۔ اس کا حاصل یہ ہے کہ جب ملائکہ کے استفسار کا یہ منشاء تھا کہ ہم سب تسبیح کرنے والے اور وُہ پیدا ہونے والے تمام مفسد ہیں یا ان میں فساد غالب ہے تو حق تعالےٰ نے فرزندانِ آدمؑ کے نام اور اُن کی بزرگی سے آدمؑ کو آگاہ کیا۔ پھر انبیاء و اوصیاء کے انوارِ مقدسہ کو ملائکہ کے سامنے پیش کیا اور نام وصفات دریافت کئے جب ان فرشتوں نے اپنی لاعلمی کا اظہار کیا، آدمؑ کو ان کا معلّم قرار دیا تاکہ ان کے اسماء وصفات تعلیم کریں۔ جب آدمؑ نے تعلیم کی تو فرشتوں نے سمجھا کہ اولادِ آدمؑ میں کچھ لوگ ایسے ہیں جو اُن سے خلافت کے زیادہ حقدار ہیں۔ حق تعالےٰ نے دو طرح سے اُن پر حجّت تمام کی۔ اوّل یہ کہ فرشتوں نے تمام بنی آدمؑ کو مفسد قرار دیا تھا لہٰذا ان کے نام وصفات کے ذریعہ سے اُن پر اُن کا جہل مجمل طور پر ظاہر کرکے حجّت ثابت فرمائی کہ تمام اشخاص کو جاہل سمجھنا جائز نہیں ہے جو آدمؑ کی تعلیم کے بعد اُن کو بہ تفصیل معلوم ہُوا کہ ان میں کچھ لوگ خلافت کے سب سے زیادہ مستحق ہیں۔

دوسری حجّت کہ جب فرشتوں نے اپنے تمام افراد کا تسبیح و تقدیس کرنے سے وصف کیا حالانکہ خدا جانتا تھا کہ شیطان اُن کے درمیان میں موجود ہے اور وُہ ایسا نہیں ہے اس لحاظ سے بھی ان کو ساکت کیا کہ ممکن ہے کہ تمہارے درمیان بھی کوئی ہو کہ جن اوصاف سے تم نے اپنی تعریف کی اس سے وُہ متصف نہ ہو۔ پس حقیقت کا حکم جس کی بنا اس پر تھی باطل ہُوا۔

واضح ہو کہ علمائے مخالفین میں اختلاف ہے کہ آیا تمام فرشتے گناہان صغیرہ و کبیرہ سے معصوم ہیں یا نہیں۔ حالانکہ شیعوں کے طریقہ سے احادیث مستفیضہ آیات کریمہ کی موافقت میں ان کی عصمت پر وارد ہیں۔ اور اس پر علمائے شیعہ کا اجماع بھی ہو چکا ہے۔ اور آیہ کریمہ اَتَجۡعَلُ فِیۡہَا الخ کی تاویل اس طرح کی گئی ہے کہ فرشتوں کی غرض جناب اقدس الٰہی پر اعتراض سے نہ تھی کہ وہ نہیں جانتے تھے یا اس امر کا اقرار نہ رکھتے تھے کہ حق تعالیٰ جو کچھ کرتا ہے حکمت کے موافق ہوتا ہے اور حکم اور مصلحتوں کا ان سے کہیں زیادہ جاننے والا ہے۔ بلکہ جو کچھ کہا تھا دریافت کرنے اور معلوم کرنے کی غرض سے کہا تھا تاکہ اُن پر وہ مصلحت ظاہر ہو جائے جو پوشیدہ تھی۔ اور یہ سوال اس طرح پر چونکہ ترکِ اولےٰ کے ضمن میں تھا اس لئے عذر خواہی پر آمادہ ہُوئے۔

مفسران عامہ و خاصہ کے درمیان اس میں بھی اختلاف ہے کہ وُہ اسماء جو آدمؑ کو تعلیم کئے گئے کیا ہیں بعضوں نے کہا کہ اُن تمام چیزوں کے نام تھے جن کی بنی آدمؑ کو ضرورت تھی۔ اور ان کو تمام زبانوں میں آدمؑ کو تعلیم فرمایا۔ اور آپ کی اولاد نے اُن زبانوں کو آپ سے سیکھا۔ جب متفرق ہُوئے تو جو جس زبان کو زیادہ پسند کرتا تھا اسی میں گفتگو کرنے لگا اور طول زمانہ کے سبب دُوسری زبانیں فراموش ہو گئیں اس کی موید حدیثیں آئندہ مذکور ہوں گی اور بعضوں نے کہا ہے کہ اسماء سے حقائق و خواص و کیفیات اشیاء مراد ہے اور صنعتوں کی کیفیتیں یعنی (بقیہ صفحہ ۶۹ پر)

بسندِ معتبر حضرت صادق علیہ السّلام سے منقول ہے کہ جب حق تعالیٰ نے ملائکہ سے کہا کہ میں زمین میں خلیفہ بنانے والا ہوں۔ ملائکہ نے مضطرب ہو کر التجا کی کہ پروردگارا اگر تو خلیفہ بنانا ہی چاہتا ہے تو ہم میں سے بنا جو کہ تیری مخلوق میں تیری عبادت کے ساتھ عمل کرے تو خدا نے ان کی خواہشات کو رد کر دیا یہ کہہ کر کہ میں جو کچھ جانتا ہوں تم نہیں جانتے۔ ملائکہ نے گمان کیا کہ یہ ان پر خدا کا عتاب ہے۔ تو عرش کی جانب پناہ لے گئے اور اس کے گرد طواف کرتے رہے۔ خدا نے اُن کو حکم دیا، کہ اُس خانۂ مرمر کے گرد طواف کریں جس کی چھت یاقوت سُرخ اور ستون زبرجد کے ہیں۔ اس میں ہر روز ستر ہزار ملک داخل ہوتے ہیں جو اس کے بعد روز وقتِ معلوم تک اس میں داخل نہ ہوں گے۔

بقیہ از صفحہ ۶۸ ؎ پانی کا نکالنا، زمین کی تعمیر، دواؤں اور غذاؤں کا عمل میں لانا، معدنیات کا نکالنا اور جو کچھ دین و دُنیا کی امارت سے متعلق ہے۔ بعض کہتے ہیں کہ ان دونوں معنی سے عام ہے۔ اور یہ آخری معنی مختلف المعنی حدیثوں کا جامع ہے، ہو سکتا ہے کہ اس کے مثل حدیث سابق میں افضل افراد کا ذکر ہُوا ہو اور سب کی تعلیم حضرت آدمؑ سے ان کی قابلیت و علم کی زیادتی کے سبب سے متعلق ہوئی ہو۔ اور اگر لوگ اعتراض کریں کہ ملائکہ پر ان احتمالات کی بنا پر جو مذکور ہُوئے حضرت آدمؑ کی فضیلت کیونکر ظاہر ہُوئی یا یہ اعتراض کہ حق تعالیٰ نے آدمؑ کو تعلیم کر دیا تھا اور ملائکہ کو نہیں تعلیم کیا تو جواب یہ ہے کہ ممکن ہے کہ آدمؑ کو ملائکہ کے سامنے ایسے اجمال کے طریقہ پر تعلیم فرمایا ہو کہ ملائکہ بغیر تعلیم کے اس کے سمجھنے سے قاصر ہوں اور ملائکہ کے اس قول سے یہ مُراد ہو کہ ہم اس چیز کو نہیں جانتے جس کی تعلیم تفصیل سے ہم کو نہیں ہُوئی یا یہ کہ آدمؑ کی تعلیم سے یہ مراد ہو کہ اُن کو امور کے استنباط کی قابلیت دی گئی تھی اور ملائکہ میں یہ صلاحیت نہ تھی۔ اس مسئلہ میں بہت سی وجہیں ہیں جن کے ذکر کی اس کتاب میں گنجائش نہیں ہے۔ اور جو تفسیر کہ امام نے فرمایا ہے ان تکلّفات کی محتاج نہیں۔ اور اس کی تائید میں دو سندوں کے ساتھ حضرت صادقؑ سے منقول ہے کہ حق تعالیٰ نے حضرت آدمؑ کو اپنی تمام حجّتوں کے نام تعلیم کئے جو اس وقت عالمِ ارواح میں تھے اور اُن کو ملائکہ کے سامنے پیش کیا اور فرمایا کہ مجھ کو اس جماعت کے ناموں سے آگاہ کرو اگر تم اپنے دعویٰ میں سچے ہو کہ تم زمین میں اپنی تسبیح و تقدیس کے سبب سے آدمؑ سے زیادہ خلافت کے حقدار ہو۔ فرشتوں نے کہا سُبْحَانَكَ لَا عِلْمَ لَنَآ اِلَّا مَا عَلَّمْتَنَا ؕ اِنَّكَ اَنْتَ الْعَلِيْمُ الْحَكِيْمُ ؕ (آیت ۳۲ سورۃ بقرہ پ۱) خدا نے آدمؑ سے فرمایا کہ تم ان کو اس جماعت کے ناموں سے آگاہ کرو۔ جب آدمؑ نے بتلا یا تو فرشتے اس جماعت کے ناموں سے ان کی بزرگی و منزلت کے ساتھ آگاہ ہُوئے اُس وقت سمجھا کہ وُہ لوگ زیادہ سزاوار ہیں کہ زمین میں خدا کے خلیفہ ہوں اور اُس کی مخلوقات پر اُس کی حجّت ہوں۔ پھر ان کی ارواح مقدسہ کو ان کی نگاہوں سے پوشیدہ کیا اور ان کی محبّت و ولایت کا ملائکہ کو حکم دیا اور اُن سے کہا کہ میں نے تم سے نہیں کہا تھا کہ میں آسمان و زمین کی پوشیدہ چیزوں کو اور جو کچھ تم ظاہر کرتے ہو اور پوشیدہ رکھتے ہو سب کو جانتا ہوں۔ ۱۲ منہ

امامؑ نے فرمایا کہ روز وقت معلوم وُہ ہے کہ جس روز صور پھونکیں گے تو شیطان پہلی اور دُوسری دفعہ کے پھونکنے کے درمیان مر جائے گا۔ اور دُوسری معتبر روایت میں منقول ہے کہ لوگوں نے انہی حضرت سے دریافت کیا کہ خانہ کعبہ کے طواف کی ابتدا کیوں کر ہُوئی۔ حضرت نے فرمایا کہ خدا نے جب چاہا کہ آدمؑ کو خلق کرے ملائکہ سے کہا کہ میں زمین میں خلیفہ قرار دوں گا تو دو فرشتوں نے کہا کہ آیا ایسے شخص کو خلیفہ قرار دے گا جو زمین میں فساد اور خونریزی کرے تو اُن کے اور نور عظمت الٰہی کے درمیان حجابات حائل ہو گئے جس کو وُہ پہلے مشاہدہ کیا کرتے تھے۔ اس وقت سمجھے کہ حق تعالیٰ ہمارے کلام سے غضبناک ہُوا ہے۔ تو تمام ملائکہ سے مشورہ کیا کہ ہم کون سی تدبیر کریں اور کیونکر توبہ کریں ملائکہ نے کہا کہ ہم تمہارے لئے اس کے علاوہ توبہ کی کوئی سبیل نہیں سمجھتے کہ عرش کی جانب پناہ لو۔ انہوں نے عرش کی طرف پناہ لی یہاں تک کہ حق تعالیٰ نے ان کی توبہ قبول کی اور حجابات ان کے اور نور الٰہی کے درمیان سے اُٹھا دیئے گئے۔ خدا نے چاہا کہ اسی روش سے اس کی عبادت کریں تو خانہ کعبہ کو زمین پر بنایا اور بندوں پر واجب کیا کہ اس کا طواف کریں اور بیت المعمور کو آسمان پر بنایا کہ ہر روز ستّر ہزار ملائکہ اس میں داخل ہوتے ہیں اور پھر واپس نہیں ہوتے۔ اسی طرح قیامت تک داخل ہوتے رہیں گے۔

بیت المعمور اور خانہ کعبہ کی بناء

دُوسری حدیث معتبر میں امام رضا علیہ السّلام سے منقول ہے کہ ملائکہ نے حضرت آدمؑ کی خلافت کو بموجب ارشاد خداوندی قبول نہیں کیا، پھر سمجھے کہ ہم نے بُرا کیا تو پشیمان ہوئے اور عرش کی طرف پناہ لی اور استغفار کی تو خدا نے چاہا کہ اسی عبادت کی طرح اس کی بندگی کی جائے تو آسمان چہارم پر ایک مکان عرش کے برابر خلق کیا جس کو ضراح کہتے ہیں اور آسمان اوّل پر ایک مکان ضراح کے برابر بنایا جس کو معمور کہتے ہیں۔ اور خانۂ کعبہ کو بیت المعمور کے برابر زمین پر بنایا اور آدمؑ کو اس کے طواف کا حکم دیا۔ اس کے بعد ان کی توبہ قبول کی اور یہ سُنّت قیامت تک کے لیے جاری ہُوئی۔

بسند معتبر دیگر منقول ہے کہ امام زین العابدین علیہ السّلام نے فرمایا کہ میں نے اپنے پدر بزرگوار سے پُوچھا کہ کس سبب سے خانہ کعبہ کا سات بار طواف مقرر ہُوا؟ فرمایا اس لیے کہ حق تعالیٰ نے ملائکہ سے فرمایا کہ میں زمین میں خلیفہ قرار دوں گا اور ملائکہ نے قبول نہیں کیا اور کہا کہ کیا تو زمین میں اس کو خلیفہ بنائے گا جو فساد و خونریزی کرے۔ حق تعالیٰ نے فرمایا کہ میں جو کچھ جانتا ہوں تم نہیں جانتے۔ اور ملائکہ کو حق تعالیٰ نے اپنے نور عظمت سے کبھی محجوب نہیں کیا تھا لیکن اس سبب سے سات ہزار سال تک محجوب رکھا۔ تو فرشتوں نے عرش کی طرف پناہ اختیار کی پھر حق تعالیٰ نے اُن پر رحم فرمایا اور اُن کی توبہ قبول فرمائی اور اُن کے لیے بیت المعمور کو جو آسمان چہارم پر ہے خلق فرمایا اور

اس کو مرجع و مامن اہل آسمان قرار دیا اور خانہ کعبہ کو بیت المعمور کے نیچے بنایا اور اہل زمین کے لئے مرجع و محل ثواب و جائے پناہ قرار دیا۔ اس سبب سے سات بار طواف بندوں پر واجب ہوا اور ملائکہ کے ہر ہزار سال طواف کے بجائے بنی آدم پر ایک گردش طواف واجب فرمایا [1]

حدیث معتبر میں حضرت صادق علیہ السّلام سے منقول ہے کہ ملائکہ نے بنی آدمؑ کے بارے میں فساد کا گمان اس لئے کیا کہ ایک جماعت کو وہ دیکھ چکے تھے جو پہلے زمین میں فساد و خونریزی کر چکی تھی۔

بسند معتبر حضرت صادقؑ سے منقول ہے کہ آپؑ سے لوگوں نے قول حق تعالیٰ وَعَلَّمَ اٰدَمَ الْاَسْمَآءَ كُلَّهَا کی تفسیر دریافت کی کہ خدا نے آدمؑ کو کن چیزوں کے نام تعلیم کئے تھے فرمایا کہ زمینوں، پہاڑوں، درّوں اور گھاٹیوں کے نام۔ پھر اس چٹائی کی طرف اشارہ فرمایا جو آنحضرتؑ کے نیچے بچھی ہوئی تھی اور فرمایا کہ یہ بساط بھی اسی میں تھی۔

دوسری معتبر حدیث میں فرمایا کہ گھاٹیوں، گھاسوں، درختوں اور پہاڑوں کے نام تعلیم کئے۔

معتبر اور حسن سند کے ساتھ منقول ہے کہ حضرت امام محمد باقرؑ سے تفسیر قول حق تعالےٰ:- وَنَفَخْتُ فِيْهِ مِنْ رُّوْحِيْ۔ کے بارے میں سوال کیا کہ وُہ ایک رُوح تھی جسے خدا نے خلق فرما کر برگزیدہ کیا تھا تو اس کو اپنی طرف نسبت دی اور تمام روحوں پر فضیلت دی۔ پھر حکم دیا کہ اس روح میں سے آدمؑ کے جسم میں پھونکیں۔ دُوسری معتبر حدیث میں ہے کہ لوگوں نے پُوچھا کہ وُہ پھونکنا کیوں کر تھا؟ فرمایا کہ رُوح مثل ہوا کے متحرّک ہے۔ اسی سبب سے اس کو رُوح کہتے ہیں کہ وُہ ریح سے مشتق ہے اور اس کی ہم جنس ہے۔ اس کو اپنی طرف اس لئے نسبت دی کہ اُسے تمام رُوحوں پر برگزیدہ کیا تھا جس طرح ایک مکان کو تمام مکانوں پر برگزیدہ کر کے فرمایا کہ یہ میرا مکان ہے اور ایک پیغمبر کے بارے میں فرمایا کہ میرا خلیل ہے۔ اور یہ سب اس کی پیدا کی ہوئی، بنائی ہوئی، حادث اور ترتیب دی ہوئی اور تدبیر کی ہوئی ہیں۔

دُوسری حدیث میں حضرت صادقؑ سے منقول ہے کہ اس آیت میں رُوح سے مراد قدرت ہے۔

انہی حضرت سے بسند معتبر منقول ہے کہ جب لوگوں نے اس آیت وَنَفَخْتُ الخ کی تفسیر دریافت کی تو فرمایا کہ حق تعالیٰ نے ایک مخلوق پیدا کی اور ایک رُوح۔ پھر ایک ملک کو حکم دیا تو اُس نے اس رُوح کو اس میں پھونک دیا۔ اور ان سب سے خدا کی قدرت میں کچھ کمی نہیں ہو سکتی۔

سجدۂ آدمؑ کے متعلق قرآنی آیتیں

خدا نے ایک[2] جگہ قرآن مجید میں فرمایا ہے کہ اس وقت کو یاد کرو جب کہ ہم نے ملائکہ سے کہا

---

[1] مولّف فرماتے ہیں کہ نورِ خدا سے مراد یا اس کے انوار معرفت ہیں یا ان معارف سے ملائکہ کا برطرف ہو جانا جن سے پہلے وُہ مستفیض ہوتے تھے یا اس کے عظمت و جلال کے انوار مراد ہوں جن کو عرش اور حجابوں میں ظاہر کیا ہے۔ ۱۲ منہ [2] آیت ۳۳ سورۃ بقرہ پ ۱۔

کہ آدمؑ کے لیئے سجدہ کرو۔ سب نے سجدہ کیا مگر ابلیس نے انکار کیا اور تکبّر کیا اور وُہ کافروں میں سے تھا۔ دوسری[2] جگہ فرمایا ہے کہ یقیناً ہم نے تم کو یعنی تمہارے باپ کو خلق کیا اور اس کی صورت کو درست کیا۔ پھر ملائکہ کو ان کے سجدہ کا حکم دیا۔ سب نے سجدہ کیا مگر شیطان سجدہ کرنے والوں میں شامل نہ ہُوا۔ حق تعالیٰ نے فرمایا کہ کس چیز نے تجھ کو سجدہ کرنے سے روکا جب کہ میں نے حکم دیا تھا اس نے کہا میں اُس سے بہتر ہوں مجھ کو تو نے آگ سے پیدا کیا ہے اور اُس کو مٹی سے۔ خدا نے فرمایا کہ اُتر جا آسمان سے یا بہشت سے تُو نے تکبّر کیا تیری ضرورت آسمان یا بہشت میں نہیں ہے۔ پس دُور ہو کیونکہ تو بے شک ذلیل و خوار ہے۔ شیطان نے کہا مجھ کو اُس روز تک کی مُہلت دے جس روز لوگ زندہ ہوں گے۔ فرمایا جا تجھ کو مہلت دی گئی۔ اُس نے کہا جب کہ تُو نے مجھ کو گمراہوں میں شمار کیا یا اپنی رحمت سے نا اُمید کر دیا تو آدمؑ کی اولاد کی تاک میں تیری راہِ راست پر بیٹھوں گا تاکہ ان کو گمراہ کروں اور اُن کے آگے، پیچھے، داہنے بائیں ہر سمت سے اُن کی طرف آؤں گا اور اُن میں سے اکثر کو اپنی نعمتوں پر تو شکر گزار نہ پائے گا۔ فرمایا کہ بہشت سے نکل جا۔ تُو مردود ذلیل ہے۔ بیشک تجھ سے اور اُن سب سے جو تیری پیروی کریں گے جہنم کو بھروں گا۔ پھر تیسرے[3] مقام پر فرمایا ہے کہ بتحقیق کہ انسان کو لجن متغیر شدہ میں سے خشک مٹی سے پیدا کیا اور جنوں کو اُن سے پہلے آتش سوزندہ سے بنایا۔ اس وقت کو یاد کرو جب کہ تمہارے پروردگار نے ملائکہ سے کہا کہ میں لجن متغیر شدہ یعنی سڑی ہوئی مٹی سے ایک بشر کو بناؤں گا۔ پس جب اُس کو درست کر لوں اور اس میں اپنی رُوح پھُونک دوں تو اس کے لئے سجدہ میں گر پڑنا۔ تمام ملائکہ نے سجدہ کیا مگر ابلیس نے انکار کیا اس سے کہ سجدہ کرے۔ حق تعالیٰ نے فرمایا کہ ابلیس کیا ہُوا تجھ کو کہ تو سجدہ کرنے والوں میں شامل نہ ہُوا۔ کہا میرے لیئے سزاوار نہ تھا کہ میں ایک بشر کو سجدہ کروں جسے تو نے کثیف مٹی سے پیدا کیا۔ فرمایا کہ اچھا بہشت سے نکل جا۔ بے شک تُو راندہ ہے اور سنگِ (ملامت) ملائک کا سنگسار، اور تجھ پر قیامت تک عالمین کی لعنت ہے۔ عرض کی پروردگارا مجھے قیامت تک کی مُہلت دے۔ فرمایا کہ تجھ کو یوم وقت معلوم تک مُہلت ہے۔ کہا پروردگارا چونکہ تُو نے مجھے گمراہ قرار دیا لہٰذا میں قسم کھاتا ہوں کہ زمین میں گناہوں کو اُن کی نظر میں زینت دوں گا۔ اور بے شک ان سب کو گمراہ کروں گا سوائے تیرے اُن بندوں کے جو مخلص ہیں۔ فرمایا کہ یہ ایک سیدھی راہ میری طرف ہے (یا مجھ پر ہے) کہ اپنے ان بندوں کو لوگوں پر ظاہر کروں گا جن پر تجھے ہرگز تسلط نہ ہوگا مگر یہ کہ گمراہوں میں جو تیری متابعت کرے گا۔ چوتھے[4] مقام پر فرمایا کہ اس وقت کو یاد کرو جب ہم نے ملائکہ سے کہا کہ آدمؑ کو سجدہ کریں تو سب نے سجدہ کیا

[1] سورۂ اعراف آیہ ۱۱ تا ۱۸۔ [2] پ۱۴ سورۂ حجر آیہ ۲۶ تا ۴۲۔ [3] پ۱۵ سورۂ بنی اسرائیل آیہ ۶۱ تا ۶۵۔ ۱۲

مگر ابلیس نے کہا کہ کیا میں سجدہ کروں اس کے لیئے جس کو تُو نے مٹی سے پیدا کیا (پھر) کہا کہ اس آدمؑ کو جسے تُو گرامی رکھتا ہے اور جس کو مجھ پر فضیلت دی ہے اگر میری موت کو قیامت تک ملتوی کردے تو یقیناً اس کی اولاد کو گمراہ کروں گا سوائے چند لوگوں کے۔ خدا نے فرمایا کہ جا دُور ہو۔ ان میں سے جو تیری پیروی کرے گا یقیناً اس کی جزا جہنّم ہے جو تیری پُوری پُوری اور کامل شدہ جزا ہے۔ پھر تہدید کی بنا پر فرمایا کہ جا اور گمراہ کر جس کو اُن میں سے تو اپنی دعوت سے گمراہ کر سکے اور ان پر اپنے لشکر کے سوار و پیادوں کو جمع کر اور خود بھی اُن کے مال و اولاد میں اُن کا شریک ہو اور ان سے وعدہ کر۔ حضرت نے فرمایا کہ شیطان اپنے مکر و فریب کے ساتھ وعدہ کرتا ہے۔ پھر فرمایا کہ خدا نے اُس سے کہا کہ یقیناً میرے مخلص بندوں پر تیری حکومت نہ چلے گی اور تیرا خالق اپنے ان مخلص بندوں کی کفر و گناہ سے محافظت و نگہبانی کے لیئے کافی ہے۔ پانچویں[۵] مقام پر فرمایا کہ ہم نے ملائکہ سے کہا کہ آدم کو سجدہ کریں تو سب نے سجدہ کیا سوائے ابلیس کے اور وُہ جنّوں میں سے تھا پس وُہ فاسق ہُوا اور اپنے پروردگار کے حکم سے باہر نکل گیا۔ چھٹی[۶] جگہ فرمایا ہے کہ اے رسُولؐ یاد کرو جس وقت کہ تمہارے پروردگار نے ملائکہ سے فرمایا کہ میں ایک بشر کو خاک سے بنانے والا ہوں جب اُس کو درست کر لوں اور اپنی رُوح اُس میں پھُونک دوں تو اُس کے لیئے سجدہ میں گر پڑنا۔ تو سب ملائکہ نے سجدہ کیا سوائے ابلیس کے۔ اس نے تکبّر کیا اور کافروں میں سے ہو گیا۔ خدا نے فرمایا اے ابلیس کون چیز اس شخص کے لیئے سجدہ سے مانع ہوئی جسے میں نے اپنی قدرت و رحمت کے دونوں ہاتھوں سے بنایا۔ آیا تو نے تکبّر کیا یا اس سے بلند مرتبہ تھا۔ اس نے کہا میں اس سے افضل ہوں۔ مجھے تُو نے آگ سے خلق کیا اور اس کو خاک سے۔ خدا نے فرمایا کہ بہشت سے نکل جا کہ تُو رجیم اور راندۂ درگاہ اور سنگسارِ سنگِ ملامت ہُوا اور یقیناً تجھ پر روزِ جزا تک میری لعنت ہے۔ اس نے کہا خداوندا مجھے اس روز تک کی مُہلت دے جس روز کہ مُردے قبروں سے زندہ ہو کر مبعُوث ہوں گے۔ فرمایا کہ تجھ کو مُہلت دی گئی روزِ وقتِ معلوم تک۔ اس نے کہا کہ تیرے عزّت و جلال کی قسم ان سب کو گمراہ کروں گا سوائے تیرے مخلص بندوں کے۔ فرمایا کہ میں حقیقی پروردگار ہوں اور سچ کہتا ہوں کہ تجھ سے اور اُن سب سے جو تیری پیروی کریں گے جہنّم کو بھر دوں گا۔ یہ ہے آیات کے ظاہری لفظوں کا ترجمہ۔ اب ہم احادیث نقل کرتے ہیں تا کہ ہر آیت میں اہلبیت کی تفسیریں ظاہر ہوں۔

[۵] آیت ۵۰ سورۂ کہف پ ۱۵ - ۱۲　[۶] آیات ۷۱ تا ۸۵ سورۂ ص پ ۲۳ - ۱۲

تفسیر امام حسن عسکریؑ میں مذکور ہے کہ منافقوں نے خدمت جناب رسالتمآبؐ میں عرض کی کہ علیؑ افضل ہیں یا ملائکہ مقرب ہیں؟ فرمایا کہ ملائکہ خدا نے محمدؐ و علیؑ کی دوستی اور ان کی ولایت کے قبول کرنے کے سبب سے شرف پایا ہے اور بے شبہ محبانِ علیؑ میں سے جس نے اپنے دل کو مکر و فریب، بغض و کینہ اور دیگر گناہوں سے پاک کیا وُہ ملائکہ سے زیادہ پاک و بہتر ہے۔ اور خدا نے ملائکہ کو آدمؑ کے سجدہ کا اس لیئے حکم دیا کہ وُہ اپنی دانست میں سمجھ چکے تھے کہ جو مخلوق ان کے بعد دُنیا میں آئے گی، ملائکہ اس سے دین و فضل میں بہتر ہوں گے۔ تو خدا نے اُن پر ظاہر کر دینا چاہا کہ انھوں نے اپنے گمان و اعتقاد میں غلطی کی ہے لہٰذا آدمؑ کو خلق کیا اور تمام اسمار اُن کو تعلیم کر کے ان کو ملائکہ پر پیش کیا اور ملائکہ ان تمام لوگوں کے پہچاننے سے عاجز رہے جن کے نام آدمؑ کو تعلیم کیئے گئے تھے۔ پھر آدمؑ کو حکم دیا کہ ملائکہ کو ان کے ناموں سے آگاہ کریں تاکہ علم میں آدمؑ کی فضیلت پہچنوائے۔ پھر آدمؑ اور اُن کی ذرّیت کو جو رسولؐ اور اُس کے برگزیدہ بندے اور سب سے افضل و اعلےٰ محمد صلے اللہ علیہ وآلہٖ وسلم تھے۔ اس کے بعد اُن کی آل پھر اُن کی اُمّت میں سے نیک لوگوں کو بہشت سے باہر لایا اور اُن کو پہچنوایا کہ یہ لوگ ملائکہ سے افضل ہیں بے شک یہی لوگ ان تکالیف شاقہ کے متحمل ہوں گے جو ان کو لازم کی گئی ہیں اور شیاطین کے مددگاروں سے متعرّض ہونے اور نفس امّارہ سے مجاہدہ کرنے میں عیال کے بار کی تکلیف برداشت کرنے، روزی حلال طلب کرنے میں دُنیا والوں سے بے پرواہ رہتے ہیں خطروں کی شدت، ڈاکوؤں چوروں ایسے دشمنوں اور ظالم بادشاہوں کے خوف اور اُن مصیبتوں سے جو اُن کو گلیوں ناہموار زمینوں اور پہاڑوں کے خطرناک راستوں میں اپنے اور اپنے اہل و عیال کے لئے حلال روزی حاصل کرنے میں عارض ہوں گی، اپنی ذات کو مشقت میں ڈالیں گے اور ان مصائب و آلام سے مرنے کے بعد رہائی پائیں گے اور شیاطین سے قتال کریں گے اور ان کو دفع کریں گے اور اپنے نفسوں کے ساتھ جہاد کریں گے، اپنی خواہشات سے اُن مکروہات کو دفع کرنے میں جو کچھ خدا نے اُن میں ترکیب دی ہے مثل شہوت مجامعت، عزّت و ریاست، کھانے، پہننے، فخر و غرور وغیرہ کے اور ابلیس لعین اور اس کے مددگاروں کی شدّت اور بلاؤں کے برداشت کرنے میں مثل ان وسوسوں کے جو وُہ شیاطین اُن کے دلوں میں ڈالیں گے اور خیالات فاسدہ جو اُن کے قلوب میں پیدا کریں گے، اور دشمنانِ خدا کی طعن و طنز، سازشیں اور ظالموں کی زبان سے دوستانِ خدا پر گالیاں سُننے اور اُن شدّتوں پر جو اُن کو اپنی طلب روزی کے لیئے سفر کرنے میں پہنچیں گی، صبر کرنے میں اور اپنے دین کے دشمنوں سے بھاگنے میں اور طلب منافع میں جو اُن کو مخالفینِ دین سے

محمدؐ وآل محمدؐ اور ان کے شیعہ و دوستوں سے افضل ہیں

شیعیان اہل بیت کے عبادات و اعمال

حاصل کرنا ضروری ہوگا۔ خدا نے فرمایا کہ اے میرے فرشتو تم ان تکلیفوں اور خواہشوں سے
بری ہو۔ نہ شہوتِ جماع تم کو حرکت میں لاتی ہے اور نہ کھانے پینے کی خواہش تم کو کسی گناہ
پر اُبھارتی ہے۔ نہ دشمنانِ دین و دُنیا کا خوف تمہارے دلوں میں تصرّف کرتا ہے نہ شیطان
ملکوت آسمان و زمین میں تم کو گمراہ کرنے میں مشغول ہو سکتا ہے۔ کیونکہ میں نے اپنی عصمت کے
سبب سے تمہاری محافظت کی ہے۔ اے فرشتو ان میں سے جس نے میری اطاعت کی اور
ان آفتوں، پریشانیوں اور بلاؤں میں اپنا دین قائم رکھا تو وہ میری حجت کی راہ میں چند چیزوں کا
متحمّل ہوا جس کے تم متحمّل نہیں ہو سکتے، اور مجھ سے نزدیک ہونے میں کوشش کی اُن محنتوں کے
سبب سے جو تم کو نہیں کرنا پڑی۔ امام ؑ نے فرمایا کہ خدا نے اپنے فرشتوں کو اُمتِ محمدؐ و شیعیانِ
امیرالمومنین ؑ اور اُن کے جانشینوں کے نیک لوگوں کی فضیلت کو پہچنوایا اور ان کا اپنے معبود
کی محبّت کی راہ میں سختیوں اور بلاؤں کا برداشت کرنا بیان کیا جس کے ملائکہ متحمّل نہیں ہو سکتے اور
ذریّت آدم ؑ کے پرہیزگاروں کا ملائکہ پر فضیلت میں امتیاز کرایا۔ اس سبب سے فرشتوں
کو حکم دیا کہ آدم ؑ کو سجدہ کریں۔ چونکہ یہ خلائق انوارِ الٰہی پر مشتمل ہے یعنی یہ لوگ بہترین
مخلوقات ہیں۔ اور فرشتوں کا سجدہ آدم ؑ کے لیئے نہ تھا بلکہ آدم ؑ تو اُن کے قبلہ تھے اُن
فرشتوں نے سجدہ خدا کے لیئے کیا۔ اور خدا نے حکم دیا تو ان کی جانب فرشتوں نے اُن کی
تعظیم و بزرگی کے لیئے سجدہ میں رُخ کیا۔ کیونکہ خدا کے سوا کسی اور کے لیئے سجدہ کرنا کسی کو
سزاوار نہیں کہ جو خضوع کہ خدا کی طرف کرتا ہے اس کے سوا کسی اور کے لیئے بھی کرے اور
سجدہ کرنے میں اسکی تعظیم کرے جس طرح کہ خدا کے لیئے کرتا ہے۔ امام ؑ نے فرمایا کہ اگر سوائے
خدا کے کسی کے لیئے میں سجدہ کا حکم دیتا تو بے شک اپنے جاہل اور ضعیف الاعتقاد شیعوں
اور پیروی کرنے والوں کو حکم دیتا کہ وُہ اُن علما کے لیئے سجدہ کریں جنہوں نے وصیؑ رسولؐ خدا
کے علوم کی تحصیل میں کوشش کی ہے اور اپنے دلوں میں بعد رسولِ ؐ خدا بہترین خلق امیرالمومنین ؑ
سے خالص محبّت رکھی ہے۔ اور حقوقِ خدا کے اظہار کی تصریح کے سبب سے بلائیں اور تکلیفیں
برداشت کی ہیں اور اُن مصیبتوں کی وجہ سے جو ہمارے حق کے سبب سے اُن پر
ظاہر ہوئیں اُنہوں نے روگردانی نہیں کی۔

پھر اسی تفسیر میں لکھا ہے کہ امام ؑ نے فرمایا کہ جب امام حسین علیہ السّلام کا اور اُن لوگوں کا
جو آنحضرت ؑ کے ساتھ تھے امتحان لیا گیا اُس لشکر شقاوت اثر کے ذریعہ سے جس نے اُن
کو شہید کیا اور اُن کے سرہائے مبارک کو اپنے ساتھ لے گئے اس وقت امام مظلوم ؑ نے
اپنے لشکر سے فرمایا کہ میں نے اپنی بیعت تم لوگوں سے اُٹھالی۔ لہٰذا تم لوگ اپنے عزیزوں

قبیلوں اور اپنے دوستوں کے پاس چلے جاؤ۔ اور اپنے مردانِ اہلبیت سے فرمایا کہ تم پر اپنی جُدائی میں نے حلال کر دی کیونکہ تم لوگ اس جماعت سے مقابلہ کی طاقت نہیں رکھتے کیونکہ یہ لوگ تم سے کہیں زیادہ ہیں اور اُن کی قوت وارادہ بھی تم سے زیادہ ہے۔ اور صرف میں اُن کا مقصود ہوں، ان کو دوسروں سے کوئی غرض و واسطہ نہیں ہے۔ مجھ کو ان میں چھوڑ دو کہ حق تعالیٰ میری مدد کرے گا اور اپنی نگاہِ کرم سے مجھے محروم نہ رکھے گا جیسا کہ خدا کی عادت ہمارے گذرے ہُوئے پاک لوگوں یعنی پیغمبروں اور وصیوں کے بارے میں رہی ہے یہ سُن کر آپ کے لشکر سے بہت سے لوگ جُدا ہو گئے اور حضرتؑ کے قریبی رشتہ داروں نے چلے جانے سے قطعی انکار کیا اور کہا کہ ہم تو آپ سے ہرگز جُدا نہ ہوں گے۔ ہم کو وُہی تکلیفیں ہوں گی جو آپ کی ہوں گی اور وہی صدمہ پہنچے گا جو آپ کو پہنچے گا۔ خدا کی بارگاہ میں ہماری قدر و منزلت اسی میں ہے کہ ہم ہر حال میں آپ کی خدمت میں رہیں۔ حضرت سیّد الشہداؑ نے فرمایا کہ اگر اپنی جانوں کو تم لوگ اُس پر چھوڑ چکے ہو جس پر میں نے چھوڑ رکھا ہے تو سمجھ لو کہ حق تعالیٰ بندوں کو منازلِ عالیہ نہیں بخشتا مگر مکروہاتِ دنیوی برداشت کرنے کے سبب سے۔ اگرچہ حق تعالیٰ نے مجھ کو اُن مراتب سے مخصوص فرمایا ہے جن سے میرے بزرگوں کو مخصوص فرمایا تھا جو گزر گئے اور میں اُن میں آخر ہوں۔ اور چند مراتب جو مجھ پر سہل ہو گئے ہیں باوجود ان کے تکلیفوں کا برداشت کرنا ضروری ہے لیکن تمہارے لیئے بھی خدا کی کرامتوں میں حصّہ ہے یہ سمجھ لو کہ دُنیا شیریں و تلخ ان چند باتوں کی طرح ہے جن کو کوئی شخص خواب میں دیکھے اور بیداری آخرت میں ہے۔ اور کامیاب وُہ ہے جو آخرت میں کامیاب ہو، اور بدبخت وُہ ہے جو آخرت میں محروم و شقی رہے۔ اے ہمارے شیعوں، دوستوں اور طرفداروں کے گروہ کیا تم چاہتے ہو کہ میں تم کو اپنے سب سے پہلے امر کی خبر دوں تاکہ تم پر اُن سختیوں کا برداشت کرنا آسان ہو جائے جو کچھ تم نے اپنے اُوپر قرار دے لیا ہے؟ سب نے عرض کی ہاں یا بن رسول اللہ ارشاد فرمایئے۔ حضرتؑ نے فرمایا کہ بیشک جب حق تعالیٰ نے آدمؑ کو خلق کیا اور اُن کو دُرست کیا اور تمام چیزوں کے نام اُن کو سکھا دیئے اور ملائکہ کے سامنے اُن کو پیش کیا اور محمدؐ و علیؑ و فاطمہؑ و حسنؑ و حسینؑ علیہم السلام کے پانچوں جسموں کو آدمؑ کی پشت میں قرار دیا حالانکہ اُن کے انوارِ مقدسہ تمام آفاق آسمان و عرش و کرسی کے حجابات میں ضیا بخش تھے، خدا نے ملائکہ کو حکم دیا کہ آدمؑ کو اُن کی تعظیم کیلئے سجدہ کریں کیونکہ اُن کو فضیلت دی ہے اس سبب سے کہ ان کو ان اجسامِ مطہرہ کا ظرف قرار دیا ہے کہ جن کے انوار تمام آفاق کو گھیرے ہوئے ہیں پس سب نے سجدہ کیا سوائے ابلیس کے

جس نے انکار کیا اس سے کہ تواضع کرے جلالِ عظمت خدا کے لیئے یا ہم اہل بیتؑ کے انوار کے لیئے حالانکہ جمیع ملائکہ نے ہمارے انوار کے لیئے اپنے عجز کا اظہار کیا اس نے انکار کی بنا پر تکبّر اور سرکشی کی اس کا غرور کافروں کا غرور تھا۔

حضرت علی بن الحسین علیہم السّلام نے فرمایا کہ مجھے میرے پدر بزرگوار نے اپنے پدر بزرگوار کی سند سے خبر دی ہے کہ رسولؐ خدا نے فرمایا کہ اے بندگانِ خدا جب خداوند عالم نے ہمارے انوار کو عرش سے حضرت آدمؑ کی پشت میں منتقل فرمایا تو انہوں نے ایک نور عظیم اپنی پشت سے جلوہ گر دیکھا، عرض کی پروردگارا یہ انوار کون ہیں خدا نے فرمایا کہ یہ چند اجسام ہیں جن کو میں نے بہترین جگہ اپنے عرش سے تمہاری پشت میں منتقل کیا ہے، اور ان ہی کے سبب سے میں نے فرشتوں کو تمہارے سجدہ کا حکم دیا کیونکہ تم کو ان انوار کا حامل قرار دیا ہے۔ آدمؑ نے کہا کہ پروردگارا کیا اچھا ہوتا کہ ان انوار کو میرے لیئے ظاہر فرماتا۔ حق تعالیٰ نے فرمایا کہ عرش کی جانب نظر کرو۔ جب آدمؑ نے نگاہ کی ہمارے انوار آدمؑ کی پشت سے نکل کر عرش پر چمکنے لگے اور وہاں ہمارے جسموں کے انوار کی صورتیں چھپ گئیں جس طرح سے کہ انسان کا چہرہ آئینہ میں صاف طور سے نمایاں ہوتا ہے۔ تو جب آدمؑ نے ہمارے جسموں کو عرش پر دیکھا، پوچھا کہ یہ جسم کیسے ہیں۔ فرمایا کہ اے آدمؑ یہ بہترین مخلوقات اور میرے پیدا کیئے ہوؤں کے جسم ہیں۔ یہ محمد صلے اللہ علیہ وآلہ وسلم ہے اور میں حمید محمود ہوں جو کچھ کروں یعنی مخلوقات کیلیئے میرا ہر فعل قابلِ حمد ہے۔ اور اس کے لیئے اپنے نام سے ایک نام مشتق کیا۔ اور یہ علیؑ ہے اور میں اعلےٰ اور عظیم ہوں۔ اس کے لیئے بھی اپنے ناموں میں سے ایک نام کا اشتقاق کیا اور یہ فاطمہؑ ہے اور میں فاطر اور آسمان وزمین کو نور سے پیدا کرنے والا، اور فاطمہؑ قیامت میں میرے دشمنوں کو میری رحمت سے علیحدہ کرنے والی ہے اور میرے دوستوں سے عیوب اور برائی کو الگ کرنے والی ہے۔ اُس کے لیئے بھی ایک نام میں نے اپنے نام سے مشتق کیا۔ اور یہ حسنؑ اور حسینؑ ہیں اور میں محسن ہوں۔ مجملاً ان کے لیئے بھی اپنے ناموں میں سے نام مشتق کیئے۔ یہ لوگ میری مخلوق میں برگزیدہ ہیں اور میرے بندوں میں سب سے گرامی ہیں۔ انہی کے ذریعہ سے اپنی عبادت قبول کروں گا اور بندوں کو بخشوں گا۔ اور عذاب کو ثواب عطا کروں گا۔ اے آدمؑ ان کے ذریعہ سے میری طرف توسّل اختیار کرو اور اگر تم سے کوئی مکروہ امر صادر ہو جائے تو ان کو میری بارگاہ میں شفیع قرار دو کیوں کہ میں نے اپنے حق کی قسم کھائی ہے کہ ان کے ذریعہ سے کسی اُمیدوار کو نا اُمید نہ کروں گا اور کسی سائل کو جو اُن کی شفاعت کے ذریعہ سے سوال کرے گا واپس نہ کروں گا۔ جب اُن سے ترکِ اولےٰ صادر ہوا تو انہوں نے

ان کے ذریعہ سے التجا کی اور ان کی توبہ قبول ہوئی۔

بسند معتبر موسیٰ بن جعفر علیہ السّلام سے منقول ہے کہ ایک یہودی حضرت امیر المومنینؑ کی خدمت میں آیا اور دُوسرے پیغمبروں کے معجزات کے مثل حضرت رسُولؐ کے معجزات کا سائل ہُوا اور کہا کہ جب حق تعالیٰ نے فرشتوں کو آدمؑ کے سجدہ کے لیئے حکم دیا تو کیا محمدؐ کی وجہ سے ایسا حکم دیا تھا۔ حضرتؑ نے فرمایا کہ ایسا ہی تھا لیکن اُن کے سجدے عبادت کے سجدے نہ تھے کہ خدا کے علاوہ آدمؑ کی پرستش ملائکہ نے کی بلکہ آدمؑ کی فضیلت کا ایک اقرار تھا، اور خدا کی جانب سے آدمؑ کے لیئے ایک رحمت تھی جو محمدؐ کے ذریعہ سے عطا ہوئی جو اُن سے افضل ہیں بتحقیق کہ خدا نے ان پر صلوات بھیجی اپنے جبروت میں اور سب کے سب فرشتوں نے بھی صلوات بھیجی اور مومنوں کو حکم دیا کہ ان پر صلوات بھیجیں پس یہ فضیلت زیادہ ہے آدمؑ کی فضیلت سے جو اُن کو عطا کی گئی۔

بسند معتبر حضرت امام رضاؑ سے اُن کے آبائے طاہرینؑ کے اسناد سے حضرت امیر المومنینؑ سے منقول ہے کہ رسُولؐ خدا نے فرمایا کہ حق تعالیٰ نے اپنے پیغمبرانِ مرسل کو ملائکہ پر فضیلت دی ہے اور مجھ کو تمام پیغمبروں اور مرسلوں پر فضیلت دی ہے اور میرے بعد اے علیؑ تم کو اور تمہاری ذرّیت میں اماموں کو فضیلت دی ہے۔ پھر فرمایا کہ حق تعالیٰ نے آدمؑ کو خلق کیا اور ہم لوگوں کو اُن کی پشت میں امانتاً سپرد کیا۔ پھر ملائکہ کو حکم دیا کہ ہماری تعظیم و بزرگی کے سبب سے اُن کو سجدہ کریں۔ لیکن اُن کا سجدہ کرنا خدا کے لیئے اپنی عبودیت و بندگی کا اظہار تھا اور آدمؑ کو بزرگ سمجھنے کی حیثیت سے تھا۔ اور وُہ سجدۂ اطاعت تھا اس لیئے کہ ہم ان کے صلب میں تھے پس کیونکر ہم ملائکہ سے بہتر نہ ہوں گے حالانکہ تمام ملائکہ نے آدمؑ کو سجدہ کیا[1]

[1] مؤلف فرماتے ہیں کہ تمام مسلمانوں کا اجماع ہے کہ حضرت آدمؑ کے لیئے ملائکہ علیہم السلام کا سجدہ عبادت اور پرستش کی حیثیت سے نہ تھا کیونکہ سجدہ غیر خدا کے لئے شرک وکفر ہے۔ درحقیقت اس سجدہ کے بارہ میں تین اقوال ہیں اوّل یہ کہ سجدہ خدا کے لئے تھا اور آدمؑ قبلہ تھے جس طرح لوگ کعبہ کی طرف رُخ کر کے خدا کو سجدہ کرتے ہیں جیسا کہ حدیث اوّل اس پر دلالت کرتی ہے دوم یہ کہ سجدہ سے مراد خضوع و اطاعت تھی نہ کہ سجدۂ متعارف اگرچہ لُغت کے لحاظ سے یہ معنی صحیح ہیں لیکن بہت سی حدیثوں کے ظاہری معنی بلکہ بعض صریح حدیثیں اس کے خلاف شہادت دیتی ہیں۔ سوم یہ کہ تعظیم و تکریم آدمؑ کے لیئے حقیقی سجدہ تھا اور دراصل عبادتِ خدا میں شامل تھا چونکہ اس کے حکم سے واقع ہُوا تھا یہ اکثر حدیثوں سے بھی ظاہر ہوتا ہے۔ غرض ثابت ہُوا کہ غیر خدا کے لیئے سجدہ عبادت کے قصد سے کفر ہے اور بغیر حکم خدا تعظیم کے قصد سے فسق ہے بلکہ سابقہ اُمتوں میں سجدۂ تعظیم جائز ہونے میں احتمال ہے اور اس اُمت میں تو حرام ہے۔ اور بہت سی حدیثیں غیر خدا کے سجدہ کی ممانعت میں وارد ہوئی ہیں جیسا کہ اس کے بعد مذکور ہیں۔ ۱۲ منہ

حدیث معتبر میں منقول ہے کہ ایک شخص نے حضرت صادقؑ سے سوال کیا کہ آیا غیر خدا کے لیئے سجدہ کرنا جائز ہے؟ فرمایا ہرگز نہیں۔ پوچھا کہ پھر کیونکر خدا نے ملائکہ کو آدمؑ کے سجدہ کا حکم دیا؟ فرمایا کہ جو شخص کہ خدا کے حکم سے سجدہ کرتا ہے تو اس کا سجدہ خدا کے لیئے ہے۔ پھر ابلیس کے متعلق دریافت کیا۔ حضرتؑ نے فرمایا کہ ابلیس بندہ تھا اس کو خدا نے پیدا کیا تھا تاکہ وُہ اُس کی عبادت کرے اور اس کی یکتائی کا اقرار کرے حالانکہ جانتا تھا، کہ وُہ کون ہے کیا ہے اور اُس کا انجام کیا ہوگا۔ وہ ہمیشہ فرشتوں کے ساتھ خدا کی عبادت کرتا تھا یہاں تک کہ اُس کا امتحان سجدۂ آدمؑ کے ذریعہ سے لیا گیا تو اُس نے حسد اور اُس شقاوت کے سبب سے جو اُس پر غالب تھی، سجدہ کرنے سے انکار کیا۔ تو خدا نے اُس پر لعنت کی اور صفوفِ ملائکہ سے خارج کر دیا اور مردُود کر کے زمین کی طرف نکال دیا تو وُہ آدمؑ اور اُن کی اولاد کا دُشمن ہو گیا۔ اس کو فرزندانِ آدمؑ پر کوئی اختیار نہیں ہے سوائے اس کے کہ ان کے دِلوں میں وسوسہ ڈالے اور خدا کے راستہ سے گمراہ کرے۔ اور باوجود اس نافرمانی کے اس کو خدا کی ربوبیّت کا اقرار ہے۔ دُوسری معتبر سند کے ساتھ منقول ہے کہ ابوبصیر نے اُنہی حضرت سے پوچھا کہ آدمؑ کے لیئے ملائکہ نے سجدہ کیا اور اپنی پیشانیوں کو زمین پر رکھا؟ فرمایا کہ ہاں، آدمؑ کے لیئے خدا کی جانب سے یہ بزرگی تھی۔ دُوسری معتبر سند کے ساتھ منقول ہے کہ حضرت امام علی نقیؑ نے فرمایا کہ آدمؑ کو فرشتوں کا سجدہ آدمؑ کے لئے نہ تھا بلکہ خدا کی فرمانبرداری تھی، اور اُن کی طرف سے آدمؑ کے لیئے ایک حجت تھی۔

بسندِ صحیح حضرت صادقؑ سے منقول ہے کہ جب حق تعالیٰ نے شیطان کو حضرت آدمؑ کے سجدہ کا حکم دیا اُس نے کہا تیری عزّت کی قسم اگر تُو مجھے آدمؑ کے سجدہ سے مُعاف رکھے تو تیری ایسی عبادت کروں گا کہ کسی نے نہ کی ہوگی۔ حق تعالیٰ نے فرمایا کہ میں چاہتا ہوں کہ میری ایسی عبادت کی جائے جو مجھے پسند ہے۔

دُوسری حدیث معتبر میں فرمایا کہ جب حق تعالیٰ نے ملائکہ کو حکم دیا کہ آدمؑ کے لیئے سجدہ کریں اور ابلیس نے اپنے دِلی حسد کو ظاہر کر کے سجدہ کرنے سے انکار کیا تو خدا نے اس پر عتاب فرمایا کہ کون چیز تجھ کو سجدہ کرنے سے مانع ہوئی؟ کہا میں اس سے بہتر ہوں مجھ کو تو نے آگ سے پیدا کیا اور اُس کو خاک سے۔ حضرتؑ نے فرمایا پہلے جس نے کہ قیاس کیا وُہ شیطان تھا۔ اس نے تکبّر کیا، اور پہلی معصیت وہی تکبّر تھا۔ ابلیس نے کہا خداوندا مجھ کو سجدۂ آدمؑ سے مُعاف رکھ۔ پھر میں تیری ایسی عبادت کروں گا کہ کسی ملک مقرب اور پیغمبر مرسل نے نہ کی ہوگی۔ خدا نے فرمایا کہ مجھ کو تیری عبادت کی ضرورت نہیں ہے۔ میں چاہتا ہوں کہ میرے بندے میری عبادت

اس طرح کریں جس طرح مجھے پسند ہو نہ اس طرح جیسا کہ تو چاہتا ہے۔ بہشت سے نکل جا کیونکہ تُو رجیم ہے اور تجھ پر قیامت تک میری لعنت ہے۔ ابلیس نے کہا کہ پروردگارا کیا تُو مجھے میرے عمل کے ثواب سے محروم فرماتا ہے حالانکہ تو عادل ہے تو ظلم نہیں کرتا۔ فرمایا کہ نہیں۔ لیکن جو کچھ اپنے عمل کے ثواب کا عوض تو چاہے مجھ سے اُمورِ دُنیا سے مانگ لے میں تجھ کو عطا کر دوں گا اس نے پہلی چیز قیامت تک کی زندگی طلب کی خدا نے فرمایا میں نے عطا کی۔ اس نے کہا مجھے فرزندانِ آدمؑ پر مسلط کر دے فرمایا یہ بھی قبول کیا۔ کہا ایسا اختیار مجھے عطا کر کہ فرزندانِ آدمؑ کے رگ و ریشہ میں خون کے مانند جاری ہو سکوں فرمایا کہ یہ بھی منظور۔ کہا اگر اُن کو ایک فرزند ہو تو میرے لیئے دو پیدا کیئے جائیں۔ میں اُن کو دیکھوں لیکن وُہ مجھے نہ دیکھ سکیں۔ اور جس صورت پر چاہوں اُن کے لیئے متشکل ہو سکوں۔ فرمایا کہ تجھ کو یہ تمام اختیارات دیئے۔ اُس نے کہا پروردگارا اور زیادہ عطا فرما۔ ارشاد ہُوا کہ ان کے سینوں کو تیرا اور تیری ذرّیت کا وطن اور منزل قرار دیا۔ کہا بس پالنے والے اتنا کافی ہے۔ اس وقت شیطان نے کہا کہ تیرے عزّت وجلال کی قسم سب کو گمراہ کروں گا سوائے تیرے خالص بندوں کے۔ اور اُن کے سامنے، پیچھے، داہنے اور بائیں سے اُن کو گھیروں گا اور تو اُن میں سے اکثر کو شکر کرنے والا نہ پائے گا۔ دوسری روایت میں ہے کہ سامنے سے گھیرنے کا یہ مطلب ہے کہ آخرت کے معاملہ میں شک ڈالتا ہے اور لوگوں سے کہتا ہے کہ نہ کوئی بہشت ہے نہ دوزخ، نہ حشر نہ نشر۔ اور پیچھے سے آنے کا یہ مقصد ہے کہ دُنیا کے معاملہ میں آکر اموال جمع کرنے کا حکم دیتا ہے اور صلۂ رحم کرنے یا حقوق اللہ کو ادا کرنے یا اپنے اہل وعیال کی پرورش کرنے سے روکتا ہے اور ازیں قبیل پریشانی کی باتیں سکھاتا ہے۔ داہنے سے آنے کا یہ مطلب ہے کہ دین کے راستہ پر آتا ہے تاکہ جو لوگ دینِ باطل پر ہیں ان کی نگاہوں میں اس کو اور زینت دیدے۔ اگر راہِ ہدایت پر گامزن ہیں تو ان کو اس سے علیحدہ کر دے۔ اور بائیں سے یہ مطلب ہے کہ لذّتوں اور شہوتوں میں انسان کو منہمک کرتا ہے۔

حسن سند کے ساتھ آنحضرتؐ سے منقول ہے کہ جب حق تعالیٰ نے شیطان کو وُہ قوّت جو اس نے طلب کی تھی عطا فرمائی تو حضرت آدم علیہ السّلام نے کہا پروردگارا تو نے شیطان کو میرے فرزندوں پر مسلّط فرمایا اور اس کو مانند خون کے ان کی رگوں میں جاری کر دیا اور بخشا اس کو جو کچھ کہ بخشا۔ اب مجھ کو اور میرے فرزندوں کو کیا عطا فرماتا ہے؟ فرمایا کہ تجھ کو اور تیرے فرزندوں کے لیئے یہ مقرر کیا کہ اُن کے ایک گناہ کو ایک، اور ایک نیکی کو دس کے برابر شمار کروں گا۔ کہا پروردگارا اور زیادہ کر۔ فرمایا کہ ان کی توبہ قبول کروں گا یہاں تک کہ جان

انسان پر ابلیس لعین کے اختیارات

انسان پر خدا کی بخششیں

ان کے حلق تک پہنچے عرض کی بار الہٰا اور زیادہ عطا فرما۔ ارشاد ہُوا ان کے گناہوں کو بخش دوں گا اور ان کی برائیوں کی پرواہ نہ کروں گا آدمؑ نے کہا بس میرے لیئے کافی ہے راوی نے کہا یا حضرت آپ پر میری جان فدا ہو ابلیس کس عمل کے سبب سے اس کا مستحق ہُوا کہ حق تعالےٰ نے اس کو اس قدر اختیارات عطا فرمائے فرمایا کہ دو رکعت نماز کے عوض جسے اس نے آسمان پر چار ہزار سال میں تمام کی تھی۔

دوسری حسن حدیث میں فرمایا کہ حضرت آدمؑ نے مناجات کی کہ پروردگارا تو نے شیطان کو مجھ پر اور میری اولاد پر مسلّط کر دیا اور اس کو ہماری رگوں میں مانند خون کے جاری کیا میرے لیئے کیا قرار دیتا ہے فرمایا کہ اے آدمؑ تیرے فرزندوں میں سے جو گناہ کا قصد کرے گا وہ نہ لکھا جائے گا اور اگر گناہ کرے گا تو ایک گناہ لکھّا جائے گا اور جو شخص نیکی کا ارادہ کرے گا اور وہ نیکی عمل میں نہ لاوے گا (جب بھی) اس کے لیئے ثواب لکھّا جائے گا اور اگر وہ نیکی عمل میں لائے گا تو اس کے لیئے دس ثواب لکھے جائیں گے عرض کی خداوندا اور زیادہ عطا فرما، فرمایا کہ ان میں سے جو شخص کوئی گناہ کرے گا اگر توبہ کر لے گا تو اس کو بخش دوں گا عرض کی پروردگارا اور زیادہ کر فرمایا کہ دروازہ توبہ اُن کے لیئے اس وقت تک کھُلا رہے گا کہ ان کی جان اُنکے حلق تک پہنچے عرض کی کہ بس میرے لیئے کافی ہے۔

واضح ہو کہ اس میں اختلاف ہے کہ آیا ابلیس ملائکہ میں سے تھا یا نہیں متکلّمین ومفسّرین خاصہ و عامہ کے درمیان یہ مشہور ہے کہ وہ ملائکہ میں سے نہ تھا بلکہ قوم جن سے تھا علمائے امامیہ میں سے شاذو نادر اور علمائے عامہ میں سے بعض قائل ہیں کہ وُہ ملائکہ سے تھا لیکن حق یہ ہے کہ وُہ ملائکہ سے نہ تھا بلکہ چونکہ بظاہر ملائکہ کے ساتھ رہتا تھا اور ان میں مخلوط تھا اس لئے جو خطاب ملائکہ سے ہوتا تھا وہ بھی اسی میں شامل ہوتا تھا جیسا کہ حدیث صحیح میں منقول ہے کہ جمیل نے حضرت صادقؑ سے پوچھا کہ ابلیس ملائکہ سے تھا یا جنّ میں سے۔ فرمایا کہ ملائکہ گمان کرتے تھے کہ انہیں میں سے ہے جب اس کو سجدۂ آدمؑ کا حکم دیا تو اس سے صادر ہُوا جو کچھ کہ صادر ہُوا۔

بسند معتبر دیگر منقول ہے کہ ان ہی حضرت سے جمیل نے پُوچھا کہ ابلیس ملائکہ سے تھا یا آسمان کے اُمور میں سے کسی چیز کا متولی تھا فرمایا کہ فرشتہ نہ تھا لیکن ملائکہ سمجھتے تھے کہ انہیں میں سے ہے اور آسمان کے امور میں سے کوئی امر اس کے متعلق نہ تھا اور اُسے کوئی خاص بزرگی نہ تھی جمیل نے کہا کہ میں طیار کے پاس گیا اور جو کچھ امام سے سُنا تھا بیان کیا انہوں نے انکار کیا اور کہا کہ کیوں کر وہ فرشتوں سے نہ تھا حالانکہ خدا نے ملائکہ سے کہا کہ آدمؑ کے لئے سجدہ کرو اگر وُہ ملائکہ میں سے نہ ہوتا تو خدا کی نافرمانی کا الزام اس پر صحیح نہیں ہو سکتا پھر طیار ان حضرت کی خدمت میں حاضر ہُوئے اور پُوچھا کہ حق تعالیٰ جس جگہ اسے مومنوں کا گروہ فرماتا ہے آیا اس میں منافقین بھی داخل ہیں فرمایا کہ ہاں

انسان پر خدا کی بخشش

ابلیس فرشتوں میں سے نہ تھا

منافقین گمراہ لوگ اور ہر وہ شخص جو بہ ظاہر ایمان کا اقرار کرتا ہے سب داخل ہیں۔

حدیث معتبر میں منقول ہے کہ ابو سعید خدری نے حضرت رسولؐ سے قولِ خدا کی تفسیر کے بارے میں دریافت کیا کہ اس نے ابلیس سے فرمایا تھا۔ اَسْتَكْبَرْتَ اَمْ كُنْتَ مِنَ الْعَالِيْنَ۔ سورۂ ص پ۲۳ آیت ۷۶۔ یعنی کیا تو نے آدمؑ کو سجدہ کرنے سے تکبّر کیا یا بلند مرتبہ لوگوں میں سے ہو گیا پوچھا کہ وہ کون لوگ ہیں جو ملائکہ سے بلند تر ہیں رسولِ خدا نے فرمایا کہ وہ بلند ہستیاں علیؑ فاطمہؑ حسنؑ اور حسینؑ ہیں ہم آدمؑ کی خلقت سے دو ہزار سال قبل میرے پردۂ عرش میں تھے اور خدا کی تسبیح کرتے تھے۔ ملائکہ ہماری تسبیح سن کر اسی طرح سے خدا کی تسبیح کرتے تھے جب خدا نے آدمؑ کو خلق کیا فرشتوں کو حکم دیا کہ ان کو سجدہ کریں اور ہم لوگوں کو سجدہ کا حکم نہ دیا۔ شیطان کے سوا سب فرشتوں نے سجدہ کیا خدا نے فرمایا کہ آیا تو نے تکبّر کیا یا بلند رتبہ لوگوں سے ہے یعنی ان پانچ شخصوں میں سے جن کے نام عرش کے پردہ پر لکھے ہوئے تھے۔

دوسری حدیث میں آنحضرتؐ سے منقول ہے کہ جب ابلیسؑ نے سجدہ کرنے سے انکار کیا اور آسمان سے نکال دیا گیا حق تعالیٰ نے فرمایا کہ اے آدمؑ ملائکہ کے پاس جاؤ اور کہو، اَلسَّلَامُ عَلَيْكُمْ وَرَحْمَةُ اللّٰهِ آدمؑ گئے اور سلام کیا انہوں نے جواب میں کہا وَعَلَيْكُمُ السَّلَامُ وَرَحْمَةُ اللّٰهِ وَبَرَكَاتُهٗ جب اپنے مقام پر واپس آئے تو ارشاد ہوا کہ یہ سلام تمہارے اور تمہاری ذریّت کے لیئے قیامت تک سُنّت ہے۔

بسند معتبر حضرت صادق علیہ السّلام سے منقول ہے کہ پہلے جس نے کہ قیاس کیا شیطان تھا اپنے نفس کو آدمؑ سے بہتر قیاس کیا اور کہا کہ مجھ کو تو نے آگ سے پیدا کیا اور آدمؑ کو خاک سے خلق فرمایا اُس جوہر کی عظمت کا آگ سے قیاس کرتا جس سے آدمؑ کی روح مخلوق ہوئی تھی تو بے شک اس کا نور آگ سے زیادہ پاتا۔

دوسری معتبر سندوں کے ساتھ آنحضرتؐ سے منقول ہے کہ اوّل جس نے کہ قیاس کیا شیطان تھا جس وقت کہ اس نے کہا خَلَقْتَنِيْ مِنْ نَّارٍ وَّخَلَقْتَهٗ مِنْ طِيْنٍ۔ (سورۂ ص پ۲۳ آیت ۷۶) یعنی مجھ کو آگ سے اور آدمؑ کو تو نے خاک سے پیدا کیا یعنی آگ اور مٹی کے درمیان قیاس کیا اور اگر آدمؑ کی نورانیت اور آگ کی نورانیت میں قیاس کرتا تو یقیناً دونوں نور کے مابین فضیلت کی تمیز کرتا اور نورِ آدمؑ کی ضیا سے آگ کے نور کو کیا نسبت[1]

[1] مؤلّف فرماتے ہیں کہ ابلیس پر تلبیس نے اس قیاس میں طرح طرح کی غلطی کی۔ اوّل یہ کہ تفصیل و اشرفیت کی منشاء کو اصل قرار دیا اور یہ معلوم نہیں ہے۔ دوم یہ کہ اصل جسد کو شرافت کا معیار قرار دیا حالانکہ فضائل و کمال کا تعلق روح سے ہے اور آدمؑ کی روح مقدّس نوار معرفت و علم و حکمت اور تمام کمالات سے آراستہ تھی (باقی صہ ۸۳ پر ملاحظہ فرمائیں۔

بسند معتبر حضرت امیرالمومنینؑ سے منقول ہے کہ اوّل زمین کا ٹکڑا کہ جس پر خدا کی عبادت کی گئی پشت کوفہ تھا جو نجف اشرف ہے جب کہ خدا نے فرشتوں کو حکم دیا کہ آدمؑ کو سجدہ کریں تو فرشتوں نے اسی جگہ سجدہ کیا۔

حدیث معتبر میں حضرت صادقؑ سے منقول ہے کہ سب سے پہلے جو کفر خدا کے ساتھ کیا گیا اس وقت تھا جب کہ خدا نے آدمؑ کو خلق کیا تو شیطان کافر ہوا کہ حکم خدا کو رد کر دیا اور سب سے پہلے جو حسد زمین پر کیا گیا قابیل کا ہابیل پر حسد تھا۔ اور سب سے پہلے جو حرص

(بقیہ صفحہ گزشتہ) کیونکہ نور اس چیز کو کہتے ہیں جو چیزوں کے ظاہر ہونے کا سبب ہوتا ہے لہٰذا جناب اقدس الٰہی کو جو تمام اشیاء کے وجود و ظہور کا مبداء ہے نور الانوار کہتے ہیں اور علم کو چونکہ نفس پر اشیاء کے ظہور کا سبب ہوتا ہے انوار کہتے ہیں اسی طرح تمام کمالات کو چونکہ اُس شخص کے امتیاز و ظہور کا سبب ہوتے ہیں جو ان کمالات سے متصف ہوتا ہے اور اثر ہائے خیر کا مبدا ہوتے ہیں اس لیئے انوار کہتے ہیں اور آگ کا نور ایک نور ہے جو تمام نوروں سے زیادہ بے ثبات اور ناقص تر ہوتا ہے اور اس سے نفع حاصل کرنا محسوس کے مرئی ہونے پر اور احساس کرنے والے کے بینا ہونے پر موقوف ہے اور جو جرم کہ اس کے حیثیت پاتا ہے جل جاتا ہے تاکہ نور بخشے اور بہت جلد خاموش ہوجاتا اور بجھ جاتا ہے اور اس میں سوائے راکھ کے کچھ نہیں رہتا پس ان احادیث شریفہ میں اس جہت سے آگ کے نور پر آدمؑ کے نور کا امتیاز ہوا ہے۔ سوم یہ کہ شیطان نے آگ کو خاک سے اشرف سمجھا اور یہ بھی عین غلطی تھی کیونکہ تمام کمالات اور امور غیر مبدء فیاض کی جانب سے فائض ہوتے ہیں اور اگرچہ شکستگی اور عجز ممکن مادوں میں زیادہ ہے۔ لیکن امور خیر میں اضافہ کی قابلیت بھی بہت ہے اور چونکہ آگ نے جس کو معمولی نور عطا ہوا سرکشی اور بلند پرواذی جلنا اور پگھلنا شروع کیا اس لیئے اس کو فوراً مذلّت کی راکھ پر بیٹھا دیا اور سرکشی کے شیطان کو جس نے اس کے سبب سے فخر کیا راندۂ ازل و ابد قرار دیا اور خاک جس نے کہ عجز و انکساری اختیار کی اور ہر نیک و بد سے پامال ہوئی اس کو خدا نے ظاہری و باطنی رحمتوں کا محل و مقام قرار دیا ہر گل و لالہ و سبزہ کو اس سے اُگایا اور ہر دانہ و طعام اور وہ سبزہ جس میں کہ لذّت و منفعت تھی اس سے وجود میں لایا پھر اس کو خلقت انسان کا مادہ جو اشرف کمنونات ہے قرار دیا اور اس کو عقل نورانی اور رُوح آسمانی و قلب رحمانی سے مزیّن فرمایا اور نہ ختم ہونے والی ترقیوں کی قابلیت اس میں پوشیدہ کی یہاں تک کہ اس کو بلند آسمانوں اور روشن جرموں سے اشرف قرار دیا اور خاکِ زمین کو عرش بریں کے اُوپر لے گیا اور خدا کے بھیدوں کا محرم اور محفل لی مع اللہ کا بیٹھنے والا بنایا اور وجود کے مُلکوں کے بادشاہ کو اسے سپرد کیا اور علوم آسمان و زمین کے خزانوں کی کنجی اس کے ہاتھ میں دی آگ کے سرپر سرکشی کے سبب سے خاک پڑی اور خاک عجز و انکساری کے سبب سے ملائک کی مسجود اور رہبر ہوئی اس مقام پر کافی گفتگو کی ضرورت ہے لیکن عدم گنجائش کے سبب سے اسی پر اکتفا کر کے احادیث کے نقل کی طرف رجوع ہوتا ہوں۔

کام میں لایا گیا آدمؑ کا حرص تھا کہ بہشت کی نعمتوں کی زیادتی کے ساتھ ممنوعہ درخت میں سے کھایا اور ان کے حرص نے ان کو بہشت سے باہر کیا۔

انہی حضرت سے بسند معتبر منقول ہے کہ شیطان نے خدا سے سوال کیا کہ اس کو قیامت تک کی مہلت دے حق تعالیٰ نے اس کو روز وقت معلوم تک مہلت دی اور وُہ وُہ دن ہے جس روز کہ حضرت رسولِ خدا رجعت میں اس کو ایک پتھر کے نیچے ذبح کریں گے جو جو بیت المقدّس میں ہے۔

دُوسری معتبر سند سے منقول ہے کہ آنحضرتؐ نے اسحٰق بن جریر سے فرمایا کہ تیرے اصحاب قول ابلیس کے بارے میں کیا کہتے ہیں کہ مجھ کو آگ سے تونے خلق کیا اور آدمؑ کو خاک سے۔ عرض کی آپ پر فدا ہوں جیسی بات خدا نے قرآن میں ذکر کی ہے فرمایا کہ ابلیس نے جھوٹ کہا اے اسحٰق خدا نے اس کو آگ سے نہیں خاک سے خلق فرمایا تھا خدا فرماتا ہے کہ وُہ خدا جس نے کہ تمہارے لئے درخت سبز سے ایک آگ پیدا کی اور اس کو روشن کیا اسی آگ سے اُس نے ابلیس کو خلق کیا اس درخت کی اصل خاک سے ہے اور دُوسری روایت میں فرمایا کہ تمام مخلوق خاک سے پیدا ہوئی ہے۔ لیکن شیطان میں آگ کا جز زیادہ تھا۔

سید ابن طاؤس علیہ الرحمہ نے بحوالہ صحف ادریسؑ ذکر کیا ہے کہ جب شیطان نے کہا مجھ کو روز قیامت تک کی مہلت دے حق تعالیٰ نے فرمایا کہ نہیں لیکن تجھ کو روز وقت معلوم تک کی مہلت دیتا ہوں جس روز کہ حتمی ارادہ کر چکا ہوں کہ زمین کو کفر و شرک و معاصی سے پاک کروں گا اور اس روز کے لیئے چند بندوں کو انتخاب کروں گا کہ جن کے دلوں کا ایمان کے ساتھ امتحان کر چکا ہوں اور تقویٰ و اخلاص یقین و پرہیز گاری خشوع و راست گوئی بُردباری اور وقار دُنیا میں زہد اور آخرت کی رغبت سے ان کے دلوں کو پُر کر چکا ہوں وُہ لوگ آخرت کا حق کے ساتھ اعتقاد رکھتے ہیں اور حق کے ساتھ عدالت کرتے ہیں وہ لوگ میرے اولیأ اور دوست ہیں ان کے لیئے میں نے راستی کے ساتھ ایک پیغمبر خلق کیا ہے جس کو برگزیدہ اور پسند کیا ہے اور ان لوگوں کو اس پیغمبر کا دوست و مددگار بنایا وُہ لوگ ایک اُمّت ہیں ان کو پیغمبر برگزیدہ اور امین اور پسندیدہ کے لیئے اختیار کیا ہے اور اس وقت کو اپنے علم غیب میں پوشیدہ رکھا ہے وہ یقیناً واقع ہو گا اسی وقت تجھ کو اور تیرے لشکروں کے سوار و پیادوں کو ہلاک کروں گا جا تجھ کو میں نے مہلت دی روز وقت معلوم تک پھر خدا نے آدمؑ سے فرمایا کہ اُٹھو اور نظر کرو ان ملائکہ کی طرف جو تمہارے سامنے ہیں کہ یہ سب ان میں سے ہیں جنہوں نے تم کو سجدہ کیا ان سے کہو اَلسَّلَامُ عَلَیْکُمْ وَرَحْمَۃُ اللّٰہِ وَبَرَکَاتُہٗ۔ آدمؑ بہ حکم خدا ان کے پاس آئے اور ان پر سلام کیا۔ ملائکہ نے کہا وَعَلَیْکَ

يَآ اٰدَمُ وَرَحْمَةُ اللّٰهِ وَبَرَكَاتُهٗ:۔ خداوند عالم نے فرمایا کہ اے آدمؑ قیامت تک کے لئے یہ تمہارا اور تمہاری اولاد کا سلام ہے پھر آدمؑ کی ذرّیت کو ان کے صلب سے باہر لایا اور ان سے اپنی یکتائی اور ربوبیت کا عہد لیا۔ آدمؑ نے اپنی ذرّیت میں سے ایک گروہ کو دیکھا کہ ان سے نور چمک رہا تھا پوچھا کہ یہ کون لوگ ہیں خدا نے فرمایا کہ یہ تمہارے فرزندوں میں سے پیغمبر لوگ ہیں پوچھا کتنے ہیں فرمایا کہ ایک لاکھ چوبیس ہزار۔ ان میں تین سو پندرہ مرسل ہیں پوچھا کہ ان میں آخر والوں کا نور کس لیئے سب سے زیادہ ہے فرمایا کہ وہ سب سے بہتر ہیں پوچھا کہ وہ پیغمبر کون اور اس کا نام کیا ہے فرمایا کہ وہ محمدؐ ہے میرا رسول اور میرا امین و نجیب اور میرا ہمراز ہے میرا اختیار کیا ہوا اور برگزیدہ اور خالص کیا ہوا میرا دوست و محبّ ہے میری مخلوق میں سب سے زیادہ گرامی ہے اور سب سے زیادہ محبوب میرا سب سے زیادہ پہچاننے والا۔ حلم و علم، ایمان و یقین، راستی و نیکی، عفت و عبادت، خشوع و پرہیزگاری اور متابعت و فرمانبرداری میں سب سے بلند تر ہے اسی کے لیئے اپنے حاملان عرش سے اور جو ان سے زیادہ نیچے آسمان و زمین میں ہیں مَیں نے عہد لیا ہے کہ اس پر ایمان لائیں اور اس کی پیغمبری کا اقرار کریں اے آدمؑ تم بھی اس پر ایمان لاؤ تا کہ میرے نزدیک تمہاری فضیلت قرب و منزلت اور نور و وقار زیادہ ہو عرض کی کہ خدا اور اس کے رسول محمد صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم پر ایمان لایا۔ ارشاد ہُوا کہ اے آدمؑ فضیلت و کرامت تمہارے لیئے میں نے واجب اور زیادہ کیا اے آدمؑ تم سب سے پہلے پیغمبر اور مرسل ہو اور تمہارا فرزند محمدؐ خاتم الانبیاء اور خاتم المرسلین ہے۔ وہی ہے جس کے لیئے سب سے پہلے زمین تیار کی گئی وہی ہے جو سب سے پہلے قیامت میں مبعوث ہو گا اور وہی ہے جس کو سب سے پہلے میرے فرشتے لباس جنّت پہنائیں گے اور سوار کر کے موقفِ قیامت کی طرف لائیں گے اور وہی ہے سب سے پہلا شفاعت کرنے والا اور وہی اوّل انسان ہے جس کی شفاعت قبول کی جائے گی وہی پہلا شخص ہے جس کے لیئے بہشت کے دروازے کھولے جائیں گے اور وہی سب سے پہلے بہشت میں داخل ہوگا اے آدمؑ میں نے اسی کے ساتھ تمہاری کنیت قرار دی ہے تم ابو محمدؐ ہو۔ آدمؑ نے کہا حمد و ثنا سزاوار ہے اس خدا کے لیئے جس نے میری ذرّیت میں ایسے شخص کو پیدا کیا جسے ان فضائل کے ساتھ فضیلت دی ہے اور جو مجھ پر بہشت کی طرف جانے میں سبقت کریگا اور میں اس پر حسد نہیں کرتا۔

فصل سوم

آدمؑ و حوّا کے ترک اولیٰ کا بیان اور ان کا زمین پر آنا۔

امام حسن عسکری علیہ السّلام کی تفسیر میں مذکور ہے کہ جب حق تعالیٰ نے

ابلیس پر اس کی نافرمانی کے سبب سے لعنت کی اور ملائکہ کو سجدۂ آدمؑ سے متعلق اپنی اطاعت کے سبب سے گرامی رکھا تو حکم دیا کہ آدمؑ و حوّاؑ کو بہشت میں لے جائیں اور فرمایا کہ یَآ اٰدَمُ اسْکُنْ اَنْتَ وَ زَوْجُكَ الْجَنَّۃَ ۔ سورۃ بقرہ پ آیت ۳۵) یعنی اے آدمؑ تم اور تمہاری زوجہ بہشت میں سکونت اختیار کرو۔ وَکُلَا مِنْھَا رَغَدًا حَیْثُ شِئْتُمَا ۔ اور وسیع اور مرغوب بہشت سے جو کچھ چاہو بغیر محنت و مشقت کے کھاؤ۔ وَلَا تَقْرَبَا ھٰذِہِ الشَّجَرَۃَ ۔ اور اس درخت کے قریب مت جانا جو علم محمدؐ و آل محمدؐ کا درخت ہے کیونکہ ان بزرگواروں کو اس درخت علم کے ساتھ اپنی تمام مخلوقات میں سے منتخب و مخصوص کیا ہے سوائے ان کے کوئی اس درخت سے نہ کھائے گا اور علی، فاطمہ، حسن اور حسین صلوٰۃ اللہ علیہم نے اپنے کھانوں کو مسکین و یتیم و اسیر کو بخش دیا اور خود تین روز روزہ رکھنے کے بعد جو کچھ مع رسولِ خدا کے تناول فرمایا اسی درخت سے تھا جس کی جزا میں خدا نے ان کی شان میں سورۂ ہل اتیٰ نازل فرمایا اور ان کے لیئے بہشت سے مائدہ بھیجا انہوں نے جب اس طعام سے تناول کیا پھر ان لوگوں کو کبھی بھوک اور پیاس تعب و مشقت کا احساس نہیں ہوا اور وہ درخت بہشت کے تمام درختوں میں ممتاز تھا کیونکہ بہشت کے ہر قسم کے درختوں میں ایک ہی قسم کا میوہ اور پھل ہوتا ہے اور اس درخت میں جو کچھ اس کے جنس سے تھی مثل گندم ۔ انگور، انجیر، عناب اور تمام قسم کے میوے اور کھانے تھے لہٰذا علماء نے اختلاف کیا ہے جب اس درخت کا ذکر کیا ہے بعضوں نے کہا ہے کہ گندم تھا بعض نے انگور اور بعض نے عناب بیان کیا ہے اور حق تعالیٰ نے فرمایا کہ اس درخت کے قریب مت جانا ایسا نہ ہو کہ درجۂ محمد و آلِ محمد صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم اور ان کی فضیلت کی خواہش کرو اس لیئے کہ خدا نے ان کو ان مراتب سے تمام مخلوق میں مخصوص کیا ہے اور جو شخص کہ اس درخت سے بہ حکم خدا کھائے گا ۔ اس کو علم اولین و آخرین الہام کیا جائے گا بغیر اس کے کہ کسی سے سیکھے اور جو شخص کہ بغیر اذنِ خدا اپنی خواہش سے کھائے گا محروم و نا اُمید ہو گا اور خدا کی نافرمانی کرے گا۔ فَتَکُوْنَا مِنَ الظّٰلِمِیْنَ ط (سورۃ بقرہ پ آیت ۳۵) جب کبھی بغیر حکم خدا نافرمانی سے اور اس درجہ کے طلب کرنے کے سبب سے جسے خدا نے تمہارے سوا اور لوگوں کے لئے اختیار کیا ہے اس درخت کا قصد کرو گے تو ستمگاروں میں سے ہو جاؤ گے ۔ فَاَزَلَّھُمَا الشَّیْطٰنُ عَنْھَا (سورۃ بقرہ پ آیت ۳۶) شیطان نے ان کو اپنے مکر و فریب کے ساتھ بہشت سے نکالنے کی کوشش میں بہکانا شروع کیا اور کہا۔ مَا نَھٰکُمَا رَبُّکُمَا عَنْ ھٰذِہِ الشَّجَرَۃِ اِلَّآ اَنْ تَکُوْنَا مَلَکَیْنِ ۔ خدا نے تم دونوں کو اس درخت سے صرف اس لیئے منع کیا ہے کہ تم دونوں فرشتے نہ ہو جاؤ یعنی اگر اس کو کھا لو گے تو غیب کی باتوں کو

درخت علم محمد و آل محمد علیہم السلام

شیطان کا آدم و حوا کو فریب دینا

سمجھو گے اور اس پر قادر ہو جاؤ گے جس پر کہ وہ شخص جسے خدا نے قدرت سے مخصوص کیا ہے قادر ہے۔ اَوْ تَكُوْنَا مِنَ الْخَالِدِيْنَ (پ سورۃ الاعراف آیت ۲۰) یا ان میں سے ہو جاؤ گے جو ہمیشہ زندہ رہیں گے اور کبھی نہ مریں گے۔ وَقَاسَمَهُمَآ اِنِّيْ لَكُمَا لَمِنَ النّٰصِحِيْنَ۔ آیت ۲۱ سورۃ مذکور) اور قسم کھائی کہ بیشک میں تمہارے لیئے ناصح اور خیر خواہ ہوں شیطان سانپ کے دہن میں تھا جس نے اس کو بہشت میں داخل کیا تھا اور حضرت آدمؑ خیال کرتے تھے کہ سانپ ان سے گفتگو کر رہا ہے یہ نہیں جانتے تھے کہ شیطان اس کے مُنہ میں پوشیدہ ہے لیکن پھر بھی آدمؑ نے یہ کہہ کر ردّ کر دیا کہ اے سانپ یہ ابلیس کا فریب ہے کیونکہ ہمارا پروردگار ہم سے خیانت کرے گا اور کس طرح تو قسم کھانے میں خدا کی تعظیم کرتا ہے حالانکہ اس کو خیانت سے نسبت دیتا ہے اور یہ بھی کہتا ہے کہ جو کچھ ہمارے لیئے بھلائی تھی خدا نے اختیار نہیں کیا حالانکہ وہ تمام کریموں سے زیادہ کریم ہے اور کیونکر میں اس فعل کے ارتکاب کا قصد کروں جس سے میرے پروردگار نے مجھے منع فرمایا ہے اور بغیر حکم خدا اس کا مرتکب ہُوں۔ غرض آدمؑ کو فریب دینے سے شیطان مایوس ہوا تو دُوسری مرتبہ پھر سانپ کے دہن میں بیٹھ کر جنّت میں گیا اور حضرت حوّاؑ سے مخاطب ہُوا اس طرح پر کہ انہوں نے گمان کیا کہ سانپ ان سے ہم کلام ہے اور کہا اے حوّاؑ جس درخت کو خدا نے تم پر حرام کیا تھا اب حلال کر دیا چونکہ اس نے یہ سمجھ لیا کہ تم نے اس کی اچھی طرح اطاعت کی اور اس کے حکم کی تعظیم کی جو ملائکہ اس درخت پر موکل ہیں اور اسلحے لیئے ہُوئے حیوانات کو دفع کرتے ہیں اگر تم اس درخت کا قصد کرو گی تو تم کو نہیں منع کریں گے لہٰذا سمجھ لینا کہ تم پر حلال ہو گیا ہے اور یہ سمجھ لو کہ اگر تم آدمؑ سے پہلے کھا لو گی تو ان پر مسلّط ہو جاؤ گی اور ان پر حاکم بن جاؤ گی حوّاؑ نے کہا کہ میں اس کا تجربہ کرتی ہوں پھر اس درخت کی طرف رُخ کیا ملائکہ نے چاہا کہ ان کو ہٹائیں تو حق تعالیٰ نے ان کو وحی فرمائی کہ حربہ سے اس کو دفع کیا جاتا ہے جو عقل نہ رکھتا ہو لیکن جس کو میں نے تمیز و عقل کرنے اور نہ کرنے کی طاقت دی ہے اور اس کو مختار بنایا ہے تو اس کو اس کی عقل پر چھوڑ دو جیسے میں نے اس پر حجّت قرار دی ہے اگر میری اطاعت کرے گا تو میرے ثواب کا مستحق ہو گا اور اگر میری نافرمانی اور مخالفت کرے گا میرے عذاب اور جزا کا سزاوار ہو گا یہ سُن کر ان ملائکہ نے چھوڑ دیا اور متعرض نہیں ہُوئے تو حوّاؑ نے سمجھا کہ حق تعالےٰ نے ملائکہ کو ان کے منع کرنے سے روک دیا ہے اس لئے کہ درخت حلال کر چکا ہے اور سانپ سچ کہتا ہے پھر اس درخت کا پھل کھایا اور کوئی تغیّر اپنی ذات میں نہ پایا تو آدمؑ سے پوری کیفیت بیان کی اس سبب سے آدمؑ نے فریب کھایا اور اس درخت کا پھل کھا لیا تو اس کا وُہ اثر ہُوا جس کا ذکر خدا

نے قرآن میں فرمایا ہے۔ فَاَزَلَّهُمَا الشَّيْطٰنُ عَنْهَا فَاَخْرَجَهُمَا مِمَّا كَانَا فِيْهِ ؕ یعنی شیطان
نے اپنے فریب و وسوسہ سے ان کو ڈگمگایا اور ان کو اس مقام سے باہر کرا دیا۔ وَقُلْنَا
اهْبِطُوْا بَعْضُكُمْ لِبَعْضٍ عَدُوٌّ ۚ ہم نے کہا کہ اے آدمؑ و حوّاؑ اور سانپ و شیطان بہشت
سے تم سب نیچے زمین پر اُتر جاؤ بعض تم میں سے بعض کا دشمن ہوگا آدمؑ و حوّاؑ اور ان
کی اولاد شیطان اور سانپ اور ان کی اولاد کے دشمن ہوں گے اسی طرح ابلیس وغیرہ آدمؑ و
فرزندانِ آدمؑ کے دشمن ہوں گے۔ وَلَكُمْ فِي الْاَرْضِ مُسْتَقَرٌّ۔ اور تمہارے لیے زمین ناپائیدار زندگی
کے لیے محل و مستقر ہے۔ وَّمَتَاعٌ اِلٰى حِيْنٍ (سورہ بقرہ آیت ۳۶ پ۱) اور مرنے کے وقت تک فائدے
ہیں۔ فَتَلَقّٰۤى اٰدَمُ مِنْ رَّبِّهٖ كَلِمٰتٍ۔ تو آدمؑ نے اپنے پروردگار سے چند کلمات سیکھے تاکہ ان
کو پڑھا کریں، تو انہوں نے ان کو وظیفہ قرار دیا جن کے وسیلہ سے خدا نے اُن کی توبہ قبول کی اِنَّهٗ هُوَ
التَّوَّابُ الرَّحِيْمُ بے شک وہ توبہ کا قبول کرنے والا ہے اور رحم کرنے والا ہے۔ قُلْنَا اهْبِطُوْا
مِنْهَا جَمِيْعًا۔ ہم نے کہا کہ سب بہشت سے نیچے اتر جاؤ امامؑ نے فرمایا کہ پہلے خدا نے حکم دیا کہ
چلے جائیں اور ساتھ ہی فرمایا کہ سب ساتھ جائیں اور کوئی کسی سے قبل و بعد نہ جائے سانپ
بہشت میں سب حیوانوں سے بہتر تھا اور شیطان کا نیچے آنا بہشت کے اطراف میں سے تھا
اس لیے کہ اُس پر بہشت میں داخل ہونا حرام تھا۔ فَاِمَّا يَاْتِيَنَّكُمْ مِّنِّيْ هُدًى۔ یعنی اے آدمؑ و
ابلیس اگر میری طرف سے تمہارے پاس اور تمہارے بعد تمہاری اولاد کے پاس ہدایت پہنچے فَمَنْ تَبِعَ هُدَايَ
تو جو میری ہدایت کی پیروی کریگا۔ فَلَا خَوْفٌ عَلَيْهِمْ۔ اُس پر اس وقت کوئی خوف نہ ہوگا جب کہ
مخالفت کرنے والے خوفزدہ ہوں گے وَلَا هُمْ يَحْزَنُوْنَ (سورہ بقرہ آیت ۳۸ پ۱)، اور وہ نہ اندوہناک
ہوں گے جس وقت کہ روگردانی کرنے والے اندوہناک ہوں گے۔

حضرت امام حسن عسکریؑ نے فرمایا کہ جب حضرت آدمؑ کی خطا معاف ہوگئی اُنہوں نے اپنے
پروردگار سے عذر خواہی کی اور کہا کہ خداوندا میری توبہ و عذر خواہی کو قبول فرما اور مجھ کو وہی
مرتبہ جو مجھے حاصل تھا عطا کر اور اپنے قرب سے میرا درجہ بلند قرار دے بے شک گناہ کا نقصان
اور اس کی مذلت میرے تمام بدن اور اعضا میں ظاہر ہو چکی ہے حق تعالیٰ نے فرمایا کہ اے
آدمؑ کیا تجھے یاد نہیں ہے جو میں نے حکم دیا تھا کہ مجھ کو شدتوں، بلاؤں اور مصیبتوں میں محمدؐ
و آلِ محمدؐ کے وسیلہ سے پکارنا آدمؑ نے عرض کی ہاں پالنے والے مجھے یاد نہ تھا خدا نے فرمایا
انہیں بزرگواروں خصوصاً محمدؐ و علیؑ و فاطمہؑ و حسنؑ و حسینؑ صلوات اللہ علیہم کے ذریعہ سے
مجھ سے دُعا کرو تاکہ میں تمہاری طلب و خواہش سے زیادہ قبول کروں اور اپنی بخشش میں
اس سے اور اضافہ کروں جس قدر تمہارا ارادہ ہو۔ آدمؑ نے کہا اے میرے معبود اور اے میرے پالنے والے

وہ کلمات جن کے ذریعہ سے آدمؑ کی توبہ قبول ہوئی۔

تیرے نزدیک ان کا مرتبہ اس درجہ بلند ہے کہ تیری طرف ان کے ساتھ متوسّل ہونے سے تو میری توبہ قبول کرتا ہے اور میرے گناہ بخشتا ہے حالانکہ میں وُہ ہوں کہ ملائکہ نے مجھے سجدہ کیا اور تُو نے بہشت کو میرے لیئے مُباح کیا اور بلند مرتبہ فرشتوں کو میری خدمت میں رہنے کا حکم دیا۔ حق تعالیٰ نے فرمایا کہ اے آدمؑ میں نے تمہارے سجدہ کا ملائکہ کو حکم اس لیئے دیا کہ ان کے انوار کے حامل تھے۔ اگر ان انوار مقدّسہ کا واسطہ دے کر پہلے ہی تم سوال کرتے تو میں تم کو گناہ سے بھی محفوظ رکھتا اور تمہارے دُشمن ابلیس کے فریب سے تم کو آگاہ کر دیتا۔ لیکن جو کچھ میرے علم میں گذر چکا تھا واقع ہُوا۔ اب مجھ سے ان کے توسّل سے دُعا کرو تاکہ میں قبول کروں تو حضرت آدمؑ نے کہا خداوندا تجھ کو محمدؐ اور علیؑ و فاطمہؑ و حسن و حسین علیہم السّلام اور اُن کی آل اطہار کا واسطہ مجھ پر فضل و کرم فرما۔ میری توبہ قبول کر کے میری لغزشوں کو معاف فرما کر مجھے اُسی مرتبہ پر واپس کر دے جو مجھے تیری بخشش کے سبب سے حاصل تھا۔ حق تعالیٰ نے فرمایا کہ تیری توبہ میں نے قبول کی اور برضا و خوشنودی تیری جانب رُخ کیا اور اپنی رحمتوں اور نعمتوں کو تیری طرف پھیر دیا اور تجھ کو اسی مرتبہ پر واپس کیا جو میری کرامتوں کے سبب سے تجھے حاصل تھا اور اپنی رحمتوں سے تیرے حصّہ کو اور زیادہ کیا۔ امامؑ نے فرمایا کہ یہ ہیں ان کلمات کے معنے جو آدمؑ نے خدا سے سیکھے تھے۔ پھر خدا نے آدمؑ و حوّاؑ، ابلیس اور سانپ سے خطاب فرمایا۔ وَ لَكُمْ فِي الْاَرْضِ مُسْتَقَرٌّ۔ کہ تمہارے لیئے زمین محلّ استقرار و اقامت ہے جس میں کہ تم خوش و خرّم رہو گے اور شب و روز تحصیل آخرت میں کوشش کرو گے۔ پس کیا کہنا ہے اس کا جو اپنی زندگی تحصیل آخرت میں صرف کرے۔ وَّمَتَاعٌ اِلٰى حِيْنٍ۔ یعنی تمہارے مرنے کے وقت تک تمہارے لیئے زمین پر فائدے ہیں کیونکہ خدا زمین سے زراعت و میوہ جات تمہارے لیئے پیدا کرتا ہے اور تم کو ناز و نعمت کے ساتھ رکھتا ہے۔ اسی کے ساتھ بلاؤں کے ذریعہ سے تمہارا امتحان بھی لیتا ہے۔ کبھی نعماتِ دُنیا سے تم کو لذّت بخشے گا تاکہ نعماتِ آخرت کو یاد کرو جو خالص اور پاک ہے اس محنت و کوشش سے جو نعیم دُنیا سے عدم انتفاع کا باعث ہے اور اس کو باطِل کر دیتا ہے یعنی بغیر محنت و کوشش کے دُنیاوی نعمتوں سے نفع حاصل کرنا ممکن نہیں۔ لہٰذا آخرت کی خالص اَبدی نعمت کے مُقابلہ میں اس مشقّت و محنت سے آلودہ لذّت کو ترک کرو اور ذلیل و حقیر سمجھو۔ اور کبھی دُنیاوی بلاؤں کے ذریعہ سے تمہارا امتحان کرتا ہے، تاکہ ان کے سبب سے تم کو آخرت کے ابدی عذاب سے محفوظ رکھے جس میں مطلق چین نہیں نہ اس میں راحت و رحمت واقع ہوتی ہے۔ اور وُہ بلائیں طرح طرح کی نعمتوں سے بھی مخلوط ہوتی ہیں جو صاحبانِ بلا سے ان کی تکلیفیں دفع کرتی ہیں۔ تو یہ ہے آیات کی تفسیر جو امام علیہ السّلام

کی تقریر سے ظاہر ہوتی ہے۔ [1]

دُوسری جگہ حق تعالےٰ فرماتا ہے جس کا ظاہری ترجمہ یہ ہے اور ہم نے کہا اے آدمؑ تم اور تمہاری زوجہ بہشت میں رہو اور جس جگہ سے چاہو کھاؤ لیکن اس درخت کے پاس نہ جانا ورنہ ستمگاروں میں سے ہو جاؤ گے۔ پس شیطان نے ان کو وسوسہ میں ڈالا تاکہ ان کی شرمگاہوں کو ظاہر کرے اور کہا کہ تمہارے پروردگار نے تم کو اس درخت سے اس لیئے منع کیا ہے کہ کہیں تم دونوں ملک نہ ہو جاؤ یا ان لوگوں میں سے نہ ہو جاؤ جو ہمیشہ بہشت میں رہیں گے اور ان کے سامنے قسم کھائی کہ میں تمہارے خیر خواہوں میں سے ہوں۔ اس طرح اُن کو فریب دے کر اپنی بات کے انکار کرنے سے باز رکھا اور اس درخت کے پھل کھانے پر راضی کر لیا۔ انہوں نے جب اس درخت کا پھل چکھا تو ان کی شرمگاہیں ظاہر ہو گئیں یعنی کپڑے اُنکے بدنوں سے علیحدہ ہو گئے اور اُن کی شرمگاہیں کھُل گئیں۔ پس بہشت کے درختوں کی پتیاں لے کر اپنی شرمگاہوں پر رکھتے تھے اور ڈھانکتے تھے تاکہ چھُپ جائیں۔ اُس وقت اُن کے پروردگار نے اُن کو آواز دی کہ کیا تم کو اس درخت کا پھل کھانے سے میں نے منع نہیں کیا تھا اور نہیں کہا تھا کہ شیطان تمہارا دُشمن ہے۔ عرض کی پروردگارا ہم نے اپنے نفسوں پر ظلم کیا۔ اگر تُو نہ بخشے گا اور ہم پر رحم نہ کریگا، تو یقیناً ہم نقصان اٹھانے والوں سے ہوں گے حق تعالےٰ نے فرمایا کہ بہشت سے

---

[1] جاننا چاہیئے کہ مفسرین اور ارباب تاریخ کے درمیان اُس میں اختلاف ہے کہ شیطان نے کس طرح آدمؑ کو وسوسہ میں ڈالا حالانکہ وُہ بہشت سے نکال دیا گیا تھا اور آدمؑ و حوّاؑ بہشت میں تھے بعضوں نے کہا ہے کہ آدمؑ و حوّاؑ بہشت کے دروازہ پر آتے تھے اور شیطان کو اس وقت تک بہشت کے پاس آنے کی ممانعت نہ تھی۔ اس لئے بہشت کے دروازہ پر آکر ان سے گفتگو کرتا تھا۔ بعضوں نے کہا ہے شیطان نے ان کے پاس غائبانہ خط لکھا اور بعضوں نے کہا ہے کہ شیطان نے چاہا کہ بہشت میں داخل ہو، خازنان بہشت مانع ہوئے تو بہشت کے تمام حیوانوں کے پاس باری باری گیا اور التجا کی کہ اسے بہشت میں داخل کریں کسی نے منظور نہ کیا۔ آخر سانپ کے پاس آیا اور کہا کہ میں عہد کرتا ہوں کہ فرزندانِ آدمؑ کا ضرر تجھ سے دفع کروں گا اور تُو میری امان میں رہے گا اگر مجھ کو بہشت میں داخل کر دے، تو سانپ نے اس کو اپنے دونوں نیش کے درمیان جگہ دی اور بہشت میں لے گیا۔ اس وقت تک سانپ کا بدن پوشیدہ تھا۔ اس کے چار ہاتھ پاؤں تھے اور تمام حیوانات سے نہایت خوبصورت اور خوش رنگ مثل ایک بڑے اُونٹ کے تھا۔ خدا نے اس کو عُریان کر کے اس کے پیروں کو علیحدہ کر دیا۔ اور اس کو ایسا بنا دیا کہ پیٹ کے بَل راستہ چلتا ہے۔ اس سبب سے کہ شیطان کو بہشت میں لے گیا تھا۔ ۱۲ منہ

نیچے زمین پر چلے جاؤ۔ تم میں سے بعض کے بعض دشمن ہوں گے اور تمہارے لیئے وہ موت کے وقت تک یا قیامت تک محل قیام ہے اور اس میں منفعتیں ہیں۔ یعنی خدا نے کہا کہ زمین میں زندہ رہوگے اور زمین ہی میں تم کو موت آئے گی اور زمین ہی سے قیامت میں باہر آؤ گے۔

دُوسری جگہ فرمایا کہ اے فرزندانِ آدمؑ تم کو شیطان گمراہ نہ کرے جیساکہ تمہارے ماں باپ کو بہشت سے باہر کیا اور لباسِ بہشت اُن سے علیحدہ کرا دیا تاکہ ان کو ان کی شرمگاہیں دکھائے اور دُوسری جگہ فرمایا کہ یقیناً ہم نے آدمؑ سے پہلے ہی عہد لیا تھا پس اس نے فراموش کیا یا ترک کیا۔ اور ہم نے اس میں استقلال نہیں پایا۔ اور جس وقت کہ ہم نے ملائکہ سے کہا کہ آدمؑ کو سجدہ کریں تو سب نے سجدہ کیا مگر ابلیس نے انکار کیا ہم نے آدمؑ سے کہا کہ یقیناً یہ شیطان تمہارا اور تمہاری زوجہ کا دشمن ہے تو تم کو یہ بہشت سے نکلوا دے تاکہ تم تعب و مشقت اور کسب و عمل میں مبتلا ہو اور یقیناً تمہارے لیئے بہشت میں آرام ہے کہ بھوکے اور پیاسے اور برہنہ نہ ہوگے اور تم پر دھوپ نہ ہوگی۔ پس شیطان نے ان کو بہکایا اور کہا کہ اے آدمؑ کیا میں اس جاودانی درخت تک تمہاری رہنمائی کروں کہ جو شخص اُس سے کھاتا ہے کبھی نہیں مرتا اور کیا میں تم کو بتلاؤں وہ ملک اور بادشاہی جو کبھی کہنہ اور زائل نہیں ہوتی۔ پس اس درخت سے کھایا تو ان کی شرمگاہیں ظاہر ہوئیں تو رُوئی اور بہشت کے درختوں کے پتوں سے اپنی شرمگاہیں چھپانا شروع کیا اور اپنے پروردگار کے حکم کو فراموش کیا اور غلط راہ اختیار کی۔ پس ان کے پروردگار نے ان کو برگزیدہ کیا اور ان کی توبہ قبول فرمائی اور اُن کی ہدایت کی۔ پھر خدا نے آدمؑ و حواؑ سے کہا کہ بہشت سے زمین پر چلے جاؤ اور تم میں بعض کا بعض دشمن ہوگا۔ اگر تمہاری طرف میری جانب سے ہدایت آئے تو جو شخص میری ہدایت کی پیروی کرے گا، گمراہ نہ ہوگا اور آخرت کے عذاب میں نہ گرفتار ہوگا۔ اور جو شخص میری یاد سے غافل ہوگا تو اس کے لیئے دُنیا و آخرت میں مصیبتیں اور تکلیفیں ہیں۔

بسندِ صحیح منقول ہے کہ حضرت صادقؑ سے لوگوں نے قولِ حق تعالیٰ فَبَدَتْ لَهُمَا سَوْاٰتُهُمَا۔ کی تفسیر دریافت کی۔ فرمایا کہ آدمؑ و حواؑ کی شرمگاہیں پوشیدہ تھیں یعنی اُن کے ظاہری بدن میں نمایاں نہ تھیں۔ جب اس درخت پھل کھایا تو ظاہر ہوگئیں پھر فرمایا کہ وہ درخت جس سے آدمؑ کو منع کیا گیا تھا گندم کی بالیاں تھیں۔ دُوسری حدیث میں فرمایا کہ وہ درخت انگور تھا۔

حدیث معتبر میں ہے کہ حضرت امام باقر علیہ السلام سے لوگوں نے وَلَا تَقْرَبَا هٰذِهِ الشَّجَرَةَ کی تفسیر دریافت کی فرمایا مطلب یہ ہے کہ اس درخت سے نہ کھاؤ۔

بسند معتبر حضرت امام علی نقیؑ سے منقول ہے کہ جس درخت کے کھانے سے آدمؑ اور اُن کی زوجہ کو منع کیا تھا وہ درخت حسد تھا حق تعالیٰ نے آدمؑ و حواؑ سے عہد لیا تھا کہ ان چیزوں کی جانب حسد سے نظر نہ کریں جن کو ان پر اور تمام خلائق پر فضیلت دی ہے لیکن حق تعالیٰ نے اس بات میں آدمؑ میں عزم و اہتمام نہیں پایا۔

بسند معتبر منقول ہے کہ حضرت امام محمد باقرؑ سے لوگوں نے قولِ خدا فَنَسِيَ وَلَمْ نَجِدْ لَهُ عَزْمًا (آیت ۱۱۵ سورۃ طٰہٰ پ ۱۶) کی تفسیر دریافت کی اور کہا کہ کچھ لوگوں نے بیان کیا ہے کہ حضرت آدمؑ خدا کا حکمِ ممانعت بھول گئے تھے۔ حضرتؑ نے فرمایا کہ بھول نہیں گئے تھے اور کیونکر بھول گئے تھے حالانکہ شیطان نے وسوسہ کرنے کے وقت کہا تھا کہ خدا نے تم کو اس لئے منع کیا ہے کہ ملک نہ ہو جاؤ۔ اور بہشت میں ہمیشہ نہ رہو۔ پس نسیان اس جگہ ترک کے معنی میں ہے یعنی حکمِ خدا کو ترک کیا۔

بسند معتبر حضرت صادقؑ سے منقول ہے کہ حضرت رسولؐ نے فرمایا کہ حضرت موسیٰؑ نے اپنے پروردگار سے دُعا کی کہ آسمان پر آدمؑ سے اُن کی مُلاقات کرائے۔ جب مُلاقات ہوئی تو کہا کہ آپ ہی ہیں جن کو خدا نے اپنے دستِ قدرت سے خلق کیا اور اپنی برگزیدہ رُوح آپ کے جسم میں پھونکی اور آپ کے سجدہ کی ملائکہ کو تکلیف دی اور بہشت کو آپ کے لئے مُباح کیا، اور بہشت میں آپ کو ساکن کیا اور بے واسطہ آپ سے گفتگو کی اور ایک درخت سے منع کیا تو اس کے ترک کرنے پر آپ نے صبر نہ کیا یہاں تک کہ اُس کے سبب سے زمین کی طرف بھیجے گئے اور اپنے نفس کی خواہش کو اس سے ضبط نہ کر سکے یہاں تک کہ ابلیس نے بہکایا، اور آپ نے اس کی اطاعت کی۔ پس آپ نے ہم سب کو اپنی نافرمانی کے سبب سے بہشت سے باہر نکالا۔ حضرت آدمؑ نے کہا اے فرزند اپنے باپ آدمؑ کے ساتھ رعایت کرو اُس معاملہ میں جو کچھ اس درخت کے بارہ میں تمہارے باپ پر واقع ہوا۔ اے فرزند میرا دُشمن میرے پاس مکر و حیلہ و فریب کے ساتھ آیا اور خدا کی قسم کھائی کہ اس مشورہ میں جو وُہ میرے لئے مناسب سمجھتا ہے اور اس رائے میں جو میرے لئے اختیار کرتا ہے مشفق ناصحوں میں سے ہے، اور خیر خواہی کے طور پر مجھ سے کہا کہ اے آدمؑ میں تمہارے لئے غمگین ہوں۔ میں نے پُوچھا کیوں؟ کہا اس لئے کہ مجھے تم سے اُلفت ہو گئی ہے؛ غم یہ ہے کہ تم اس مکان اور موجودہ حالت سے علیحدہ کر دیئے جاؤ گے۔ اور اس مقام اور حال میں رکھے جاؤ گے جس کو تم پسند نہیں کرتے۔ میں نے کہا اس کا علاج کیا ہے؟ اُس نے کہا اس کا علاج تمہارے ہاتھ میں ہے۔ کیا تم چاہتے ہو کہ تمہیں وُہ درخت بتلا دوں کہ اس سے جو شخص کھا لے گا ہرگز نہ مرے گا،

اُسے ایسا ملک حاصل ہوگا جو کبھی فنا نہ ہوگا۔ تو تم اور حواؑ دونوں اس درخت سے کھالو تاکہ ہمیشہ میرے ساتھ بہشت میں رہو۔ اور خدا کی جھوٹی قسم کھائی کہ میں تمہارا خیر خواہ ہوں۔ اے موسیٰؑ میں نہیں جانتا تھا کہ خدا کی جھوٹی قسم بھی کوئی کھاتا ہے۔ میں نے اس کی قسم پر اعتماد کیا۔ یہ ہے میرا عذر اے فرزند مجھے آگاہ کرو کہ خدا نے جو کچھ تمہاری طرف بھیجا ہے" یعنی توریت" کیا اس میں میری خلقت سے قبل میری خطا کا تذکرہ پاتے ہو؟ موسیٰؑ نے کہا ہاں بہت زمانہ پہلے سے لکھی ہوئی تھی۔ تو حضرت رسولؐ نے تین بار فرمایا کہ آدمؑ کی حجت موسیٰؑ کی حجت پر غالب ہوگئی۔

بسند حسن حضرت صادقؑ سے منقول ہے کہ حضرت آدمؑ نے موسیٰؑ کے جواب میں کہا اے موسیٰؑ میرا گناہ میری خلقت سے کتنے سال پہلے لکھا ہوا توریت میں تم نے دیکھا؟ موسیٰؑ نے کہا تیس سال قبل۔ آدمؑ نے کہا یہی کافی ہے۔ حضرت صادقؑ نے فرمایا کہ آدمؑ موسیٰؑ پر غالب ہوئے[1]

بسند معتبر منقول ہے کہ حضرت صادقؑ سے لوگوں نے سوال کیا کہ حضرت آدمؑ و حواؑ علیہم السلام کتنی مدت تک بہشت میں ساکن رہے جس کے بعد ان کو ان کی غلطی کے سبب سے بہشت سے علیحدہ کیا گیا؟ فرمایا کہ خدا نے جمعہ کے روز بعد زوال آفتاب رُوح آدمؑ کے جسم میں پھونکی پھر اُن کی زوجہ کو ان کی سب سے نیچے کی پسلی سے پیدا کیا۔ پھر ملائکہ کو حکم دیا سب نے ان کو سجدہ کیا اور اُسی روز اُن کو بہشت میں ساکن کیا۔ خدا کی قسم انہوں نے بہشت میں اس روز کے چھ ساعت سے زیادہ قیام نہیں کیا یہاں تک کہ خدا کی معصیت کی اور خدا نے ان دونوں کو آفتاب غروب ہونے تک بہشت سے باہر کردیا۔ ان لوگوں نے رات بیرونِ بہشت بسر کی یہاں تک کہ صبح ہوئی۔ پھر ان کی شرمگاہیں ظاہر ہوئیں۔ خدا نے ان کو ندا کی کہ کیا میں نے تم کو اس درخت سے منع نہیں کیا تھا۔ آدمؑ نے اپنے پروردگار سے شرم کی اور خشوع اور گریہ وزاری شروع کی اور کہا خداوندا ہم نے اپنے نفسوں پر ظلم کیا اور اپنے گناہوں کا اقرار کرتے ہیں ہم کو بخش دے۔ حق تعالیٰ نے فرمایا کہ آسمان سے نیچے زمین کی طرف چلے جاؤ گناہ کرنے والے میری بہشت اور میرے آسمانوں میں نہیں رہ سکتے

---

[1] مؤلف فرماتے ہیں کہ اس مضمون پر بہت سی روایتیں وارد ہوئی ہیں اور یہ قضا و قدر کے پوشیدہ امور میں سے ہیں اور بعضوں نے تقیہ پر محمول کیا ہے۔ چونکہ یہ حدیثیں عامہ میں بھی مشہور ہیں اور ممکن ہے کہ یہ مراد ہو کہ جب حق تعالیٰ نے مجھ کو زمین کے لیئے خلق کیا تھا بہشت کے لیئے نہیں، اور اس کی حکمت اس بات کی مقتضی تھی کہ میں زمین میں رہوں۔ لہٰذا اپنی عصمت مجھ سے واپس لے لی تاکہ میں اپنے اختیار سے ترکِ اولیٰ کا مرتکب ہوں اور اس مسئلہ کی تحقیق کے لئے فرصت اور موقع کی ضرورت ہے۔ ۱۲ منہ

پس حضرت صادقؑ نے فرمایا کہ جب آدمؑ نے اس درخت سے تناول کیا اور خدا کی ممانعت کا حکم یاد آیا تو پشیمان ہوئے۔ اور جب چاہا کہ درخت کے پاس سے ہٹیں درخت نے ان کا سر پکڑ لیا اور اپنی طرف کھینچا اور بہ حکم خدا گویا ہوا اور کہا کہ کیوں کھانے سے پہلے مجھ سے نہ بھاگے امام نے فرمایا کہ ان کی شرمگاہ بدن کے اندر پوشیدہ تھی اور بظاہر معلوم نہ ہوتی تھی جب اس درخت سے کھایا تو باہر نمایاں ہو گئی۔

دوسری معتبر سند کے ساتھ انہی حضرت سے منقول ہے کہ حق تعالیٰ نے روحیں بدنوں سے دو ہزار سال پہلے خلق کی ہیں اور تمام روحوں سے بلند تر اور شریف تر محمدؐ و علیؑ و فاطمہؑ و حسنؑ و حسین علیہم السلام اور ان کے بعد کے اماموں کی روحیں قرار دیں صلوات اللہ علیہم اجمعین پھر ان کی روحوں کو آسمانوں و زمینوں اور پہاڑوں پر پیش کیا ان کے انوار نے سب کو پست کر دیا تو حق تعالیٰ نے آسمانوں و زمینوں اور پہاڑوں سے فرمایا کہ یہ لوگ میرے دوست اور اولیاؑ ہیں اور میری مخلوق پر میری حجت اور خلائق کے پیشوا ہیں۔ میں نے کسی مخلوق کو ان سے زیادہ عزیز اور محبوب پیدا نہیں کیا۔ جو ان کو دوست رکھے گا اس کے واسطے بہشت خلق کی ہے اور جو ان سے دشمنی اور مخالفت کرے گا اس کے لیئے آتش جہنم بنایا ہے۔ جو شخص ان کی اس منزلت کا دعویٰ کرے گا جو میرے نزدیک ان کو حاصل ہے اور اس مقام کا ارادہ کرے گا جو ان کو میری عظمت سے نصیب ہے تو اس شخص کو اس عذاب سے معذّب کروں گا جس سے عالمین میں سے کسی شخص کو معذّب نہ کیا ہوگا۔ اور اس کو جو میرا شریک قرار دے گا جہنم کے سب سے نیچے طبقے میں جگہ دوں گا۔ اور جو شخص کہ ان کی ولایت و امامت اور ان کی منزلت و مقام کا جو میرے نزدیک ان کو حاصل ہے اقرار کرے گا اس کو ان لوگوں کے ساتھ اپنے بہشت کے باغوں میں جگہ دوں گا اور ان کے لیئے بہشت میں وہ سب موجود ہوگا جو وہ مجھ سے چاہیں گے۔ ان کے لیئے اپنی بخشش مباح کروں گا اور ان کو اپنے جوار میں جگہ دوں گا اور ان کو اپنے گناہگار بندوں اور کنیزوں کا شفیع قرار دوں گا۔ غرضیکہ ان کی ولایت میری خلق کے لیئے ایک امان ہے تو تم میں سے کون اس امانت کو اس کی سنگینی کے ساتھ اٹھاتا ہے اور اس مرتبہ کی خواہش کرتا ہے جو اس کے لیئے مناسب ہے جو میرے برگزیدہ لوگوں کے مرتبہ سے نہیں ہے یہ معلوم کر کے آسمانوں، زمینوں اور پہاڑوں نے اس امانت کے اٹھانے سے انکار کیا اور اپنے پروردگار کی عظمت سے ڈرے کہ ایسی منزلت کا دعویٰ اور ایسی بزرگی کی اپنے لیئے آرزو کریں۔ جب حق تعالیٰ نے آدمؑ و حوّاؑ کو بہشت میں ساکن کیا اور کہا کہ اس بہشت سے مرغوب چیزیں خوب کھاؤ جس جگہ سے چاہو مگر اس

درخت کے قریب نہ جانا یعنی درخت گندم کے ورنہ ستمگاروں میں سے ہو جاؤ گے۔ تو انہوں نے محمدؐ و علیؑ و فاطمہؑ و حسنؑ و حسینؑ صلوات اللہ علیہم اور تمام اماموں کی منزلت کی جانب دیکھا تو بہشت میں ان کے مدارج بہت بلند نظر آئے۔ عرض کی کہ پروردگارا یہ منزلتیں کس کے لیئے ہیں حق تعالےٰ نے فرمایا کہ اپنے سروں کو ساقِ عرش کی جانب بلند کرو جب سر اٹھا کر محمدؐ و علیؑ و فاطمہؑ اور حسنؑ و حسینؑ علیہم السلام اور اُن کے بعد کے اماموںؑ کے ناموں کو دیکھا جو انوارِ خدائے جبّار کے ایک نُور سے ساقِ عرش پر لکھے ہُوئے تھے۔ تو عرض کی کہ بارالہٰا یہ ذواتِ مقدسہ تیرے نزدیک کس قدر زیادہ گرامی ہیں اور کس درجہ تجھ کو محبوب ہیں اور کس قدر تیری بارگاہ میں شریف و بزرگ ہیں۔ خدا نے فرمایا کہ اگر یہ نہ ہوتے تو تم لوگوں کو خلق نہ کرتا۔ یہی لوگ میرے علم کے خزینہ دار اور میرے رازوں کے امانتدار ہیں۔ خبردار ان کی جانب بہ نگاہِ حسد نہ دیکھنا اور مجھ سے ان کی منزلتوں اور بلندیوں کی آرزو نہ کرنا ورنہ میری نافرمانی کرنے والوں میں داخل، پھر ستمگاروں میں شامل ہو جاؤ گے۔ پوچھا کہ پروردگارا ستمگار اور ظالم لوگ کون ہیں؟ ارشاد ہُوا جو لوگ کہ ان کی منزلتوں کے ناحق دعوے دار ہوں گے۔ عرض کی خداوندا آتشِ جہنّم میں اُن ظالموں کے درجے ہمیں دکھا دے تاکہ ہم اُن کی منزلیں بھی دیکھ لیں جس طرح ان بزرگواروں کی منزلتیں بہشت میں دیکھی ہیں۔ تو حق تعالیٰ نے آتشِ جہنّم کو حکم دیا تو جو کچھ اس میں طرح طرح کی شدّتیں اور عذاب ہیں اُس نے ظاہر کیا۔ پھر فرمایا کہ ان کے ظالموں کی جگہ جہنّم کے سب سے نیچے طبقے میں ہے۔ وُہ ہر چند ارادہ کریں گے کہ جہنّم سے باہر آئیں، خازنانِ جہنّم اُن کو اُسی طرف دھکیل دیں گے۔ اور جب اُن کے جسم کی کھالیں جل جایا کریں گی تو دُوسری کھالیں ان پر پیدا کی جایا کریں گی تاکہ ہمارے عذاب کے مزے کو چکھیں۔ اے آدمؑ و حوّاؑ حسد کی نگاہ سے میرے انوار اور حجتوں کی طرف نہ دیکھنا نہیں تو تم کو اپنے جوارِ رحمت سے علیحدہ کر کے نیچے زمین پر بھیج دوں گا اور تم کو ذلّت و خواری کا سامنا کرنا ہوگا۔ پھر ان کو شیطان نے ڈگمگایا۔ آدمؑ و حوّاؑ نے ان کی جانب بہ نگاہِ حسد دیکھا تو اس سبب سے خدا نے اُن کو اپنی رحمت سے علیحدہ رکھا اور اپنی توفیق و تائید اُن سے ہٹا لی۔ یہاں تک کہ انہوں نے درخت گندم کھایا تو اس کی جگہ پر اس درخت سے جَو پیدا ہُوا۔ اور گندم کی اصل اس گندم سے ہے جسے ان لوگوں نے نہیں کھایا۔ اور ہر جَو کی اصل اُن دانوں سے ہے جو ان لوگوں نے کھایا تھا۔ جب اس درخت سے تناول کیا تو اُن کے جسموں سے حُلّے اور لباس اور زیورات علیحدہ ہو گئے اور وُہ برہنہ ہو گئے وُہ درختوں کے پتّے لے کر اپنی شرمگاہوں کو چھپاتے تھے۔ اُس وقت اُن کے پروردگار نے

اُن کو ندا دی کہ کیا تم کو اس درخت سے منع نہیں کیا تھا اور تم سے نہیں کہا تھا کہ شیطان تمہارا دشمن ہے جو اپنی دشمنی کو ظاہر کرتا رہے گا۔ تو انہوں نے کہا۔ رَبَّنَا ظَلَمْنَآ اَنْفُسَنَا وَاِنْ لَّمْ تَغْفِرْ لَنَا وَتَرْحَمْنَا لَنَكُوْنَنَّ مِنَ الْخٰسِرِيْنَ (آیت ۲۳۔ الاعراف۔ پ۸) "اے ہمارے پالنے والے ہم نے اپنے نفسوں پر ظلم کیا اور اگر تو ہمیں معاف نہ کرے گا اور ہم پر رحم نہ کرے گا تو ہم نقصان اُٹھانے والوں میں سے ہو جائیں گے۔" حق تعالیٰ نے فرمایا کہ میرے جوارِ رحمت سے نیچے زمین پر چلے جاؤ کیوں کہ جو میری نافرمانی کرتا ہے میری بہشت میں میرا ہمسایہ نہیں رہ سکتا۔ تو خدا نے زمین پر طلبِ معاش کی مشقت میں اُن کو چھوڑ دیا۔ پھر جب خدا نے چاہا کہ اُن کی توبہ کو قبول کرے جبرئیلؑ اُن کے پاس آئے اور کہا کہ بے شک تم نے ان ذواتِ مقدسہ کے مراتب و مدارج کی آرزو کر کے اپنے نفسوں پر ظلم کیا تو اس رنج و غم میں مبتلا ہوئے کہ خدا کے جوارِ رحمت سے جُدا ہو کر زمین پر آئے۔ اب ان ہی ناموں کا واسطہ دے کر جن کو تم نے ساقِ عرش پر دیکھا تھا اپنے پروردگار سے دُعا کرو کہ خدا تمہاری توبہ قبول کرے۔ یہ سُن کر انہوں نے کہا۔ اَللّٰهُمَّ اِنَّا نَسْئَلُكَ بِحَقِّ الْاَكْرَمِيْنَ عَلَيْكَ مُحَمَّدٍ وَّعَلِيٍّ وَّفَاطِمَةَ وَالْحَسَنِ وَالْحُسَيْنِ وَالْاَئِمَّةِ اِلَّا تُبْتَ عَلَيْنَا وَرَحِمْتَنَا۔ یعنی خداوندا ہم لوگ تجھ سے سوال کرتے ہیں اُنہی بزرگواروں کے حق کے ساتھ جو تیرے نزدیک بزرگ ترین خلق ہیں یعنی محمدؐ اور اُن کے اہلِ بیتؑ۔ تو ضرور ہماری توبہ قبول فرما اور ہم پر رحم کر۔" تو خدا نے اُن کی توبہ قبول فرمائی بیشک وُہ بڑا توبہ قبول کرنے والا اور مہربان ہے۔ غرض اس کے بعد ہمیشہ پیغمبرانِ خدا اس امانت کی حفاظت کرتے رہے اور اپنے وصیوں کو اور اپنی اُمّت کے مخلص لوگوں کو اس کی خبر دیتے رہے۔ اس امانت کو ناحق حاصل کرنے سے عام مخلوقات انکار کرتی اور ڈرتی رہی۔ لیکن اس کو اس نے ناحق حاصل کیا جو پہچانا ہوا ہے اس لئے قیامت تک ہر ظلم کی بنیاد وہی قرار پایا یہ ہے تفسیر کلام خدا کی:۔ اِنَّا عَرَضْنَا الْاَمَانَةَ عَلَى السَّمٰوٰتِ وَالْاَرْضِ وَالْجِبَالِ فَاَبَيْنَ اَنْ يَّحْمِلْنَهَا وَاَشْفَقْنَ مِنْهَا وَحَمَلَهَا الْاِنْسَانُ ؕ اِنَّهٗ كَانَ ظَلُوْمًا جَهُوْلًا آیت ۷۲ سورۃ الاحزاب۔ پ۲۲)
جس کا ترجمہ یہ ہے کہ ہم نے امانت کو آسمانوں، زمینوں اور پہاڑوں پر پیش کیا ان سب نے اس کو اٹھانے سے انکار کیا اور خوف کھایا۔ اس کو انسان نے اُٹھا لیا یقیناً وُہ بہت بڑا ظلم کرنے والا اور سخت جاہل تھا۔"

حدیث معتبر میں ہے کہ حضرت صادقؑ سے لوگوں نے پُوچھا کہ کیوں ایک مرد کی میراث دو عورتوں کے برابر ہے؟ فرمایا اس لئے کہ دانے جو آدمؑ و حواؑ نے کھائے وُہ اٹھارہ تھے

دعائے حضرت آدمؑ پورا سطر پنجتنؑ

بارہ دانے آدمؑ نے کھائے اور چھ حوّاؑ نے۔ اس سبب سے میراث ایک مرد کی دُو عورتوں کے برابر ہے۔ دُوسری حدیث میں حضرت امیرالمؤمنین علیہ السّلام سے منقول ہے کہ تین دانے تھے دُو دانے آدمؑ نے کھائے اور ایک حوّاؑ نے کھایا۔ لیکن قولِ اوّل زیادہ صحیح ہے۔ اور ممکن ہے کہ خوشۂ اوّل میں تین دانے رہے ہوں اس لیئے چند خوشہ کھائے ہوں۔

بسندِ معتبر حضرت امام محمد باقرؑ سے منقول ہے کہ اگر آدم علیہ السّلام گناہ نہ کرتے تو کوئی مومن ہرگز گناہ نہ کرتا۔ اور اگر حق تعالیٰ آدمؑ کی توبہ قبول نہ کرتا تو ہرگز کسی گناہ گار کی توبہ نہ قبول ہوتی۔

بسندِ معتبر منقول ہے کہ ابوالصّلتؒ ہروی نے امام رضاؑ سے پُوچھا کہ وُہ کون سا درخت تھا جس سے آدمؑ و حوّاؑ نے کھایا کیونکہ لوگوں میں اختلاف ہے۔ بعض روایت کرتے ہیں کہ وُہ گندم تھا، بعض کہتے ہیں کہ درختِ حسد تھا۔ فرمایا کہ سب سچ ہے۔ ابوالصّلتؒ نے کہا باوجود اس اختلاف کے کیوں کر سب حق ہوسکتا ہے؟ فرمایا کہ بہشت کا درخت ہر قسم کے میوے رکھتا ہے۔ اور وُہ گندم ہی تھا جس میں انگور بھی تھا۔ بہشت کے درخت دُنیا کے درختوں کے مانند نہیں ہیں۔ پھر فرمایا کہ جب خدا نے آدمؑ کو گرامی کیا اور ملائکہ نے اُن کو سجدہ کیا اور وُہ بہشت میں داخل ہوئے ان کو خیال ہُوا کہ آیا خدا نے کسی بشر کو مجھ سے بھی بہتر خلق فرمایا ہے؟ خدا جانتا تھا کہ اُن کے دل میں کیا گذرا ہے۔ ان کو ندا کی اے آدمؑ اپنا سر اُٹھا کر میرے ساق عرش پر دیکھو۔ آدمؑ نے دیکھا کہ ساق عرش پر لکھا ہے: لَآ اِلٰهَ اِلَّا اللّٰهُ مُحَمَّدٌ رَّسُوْلُ اللّٰهِ عَلِيُّ ابْنُ اَبِيْ طَالِبٍ اَمِيْرُ الْمُؤْمِنِيْنَ وَ زَوْجَتُهٗ فَاطِمَةُ سَيِّدَةُ نِسَآءِ الْعَالَمِيْنَ وَالْحَسَنُ وَالْحُسَيْنُ سَيِّدَا شَبَابِ اَهْلِ الْجَنَّةِ۔ عرض کی یہ کون لوگ ہیں؟ فرمایا کہ یہ تیری ذرّیت سے ہیں اور تجھ سے اور میری تمام مخلوق سے بہتر ہیں۔ اگر یہ نہ ہوتے تو نہ تجھ کو پیدا کرتا، نہ بہشت و دوزخ کو نہ آسمان و زمین کو لہٰذا ان کی جانب ہرگز بہ نگاہِ حسد نہ دیکھنا ورنہ اپنے جوارِ رحمت سے تجھ کو باہر کردوں گا۔ لیکن آدمؑ نے ان کو از راہِ حسد دیکھا اور اُن کے رُتبہ کی آرزو کی تو اُن پر شیطان مُسلّط ہُوا یہاں تک کہ اس درخت کا پھل کھایا جس کی ممانعت کی گئی تھی۔ اور شیطان حوّاؑ پر مسلط ہوا۔ انہوں نے فاطمۂ زہرؑا کو حسد کی نگاہ سے دیکھا اور اسی درخت کا پھل کھایا جس سے آدمؑ نے کھایا تھا۔ پس خدا نے اُن کو بہشت سے باہر نکالا اور اپنے جوارِ رحمت سے علیحدہ کرکے زمین پر بھیجا [۱]

---

[۱] مؤلف فرماتے ہیں کہ اس میں اختلاف ہے کہ جس سے ممانعت کی گئی تھی وُہ کون سا درخت تھا۔ بعض گندم (باقی بر صفحہ ۹۸)

بسندِ معتبر منقول ہے کہ حضرت صادق علیہ السّلام سے لوگوں نے پوچھا کہ آدمؑ کی بہشت دُنیا کے باغوں سے تھی یا آخرت کی بہشت تھی؟ فرمایا کہ دُنیا کے باغوں میں سے ایک باغ تھا جس میں آفتاب و ماہتاب طلوع ہوتے تھے۔ اگر آخرت کی بہشت ہوتی تو وُہ اس میں سے ہرگز باہر نہ آتے [۱]

بسندِ معتبر حضرت امام محمد باقرؑ سے منقول ہے کہ جناب رسولؐ خدا نے فرمایا کہ بہشت میں آدمؑ و حوّاؑ کا قیام باہر آنے تک دُنیا کے ایام سے سات گھڑی تھا یہاں تک کہ خدا نے اُن کو اُسی روز زمین پر بھیج دیا۔

بقیہ از صفحہ ۹۷ :۔ کہتے ہیں، بعض انجیر کہتے ہیں اور بعض انگور اور بعض کافور۔ اور کافور کے متعلق شیخ طوسی نے تبیان میں حضرت امیرالمومنینؑ سے روایت کی ہے۔ بعض کہتے ہیں کہ علمِ قضا و قدر کا درخت تھا۔ اور بعض کا قول ہے کہ وُہ درخت تھا جس سے فرشتے کھاتے ہیں اور کبھی نہیں مرتے۔ یہ اور وُہ حدیث جو پہلے بیان ہوئی اکثر اقوال کی جامع ہے۔ اور جب گناہوں سے انبیا کی عصمت ثابت ہوئی تو حسد وغیرہ جو ان حدیثوں میں وارد ہُوا ہے غبطہ سے تعبیر کیا گیا ہے۔ کیونکہ حسد محسود سے نعمت زائل ہو جانے کی خواہش کرنا ہے اور یہ حرام ہے۔ لیکن اس نعمت کی آرزو بغیر محسود سے اس کے زوال کی خواہش کے غبطہ ہے، اور یہ معیوب نہیں۔ لیکن پہلے آدمؑ و حوّاؑ پر ظاہر ہو چکا تھا کہ یہ مرتبہ مخصوص محمدؐ و آلِ محمدؐ کے لیے ہے لہٰذا ان کی جلالت شان کی بہ نسبت اس مرتبہ کی آرزو مکروہ اور ترکِ اولیٰ تھی۔ اسی طرح وہ ارادہ جو مستحب کہ ان بزرگواروں سے ولایت و محبّت رکھیں گے ان سے فوت ہوا۔ چونکہ مکروہ کا ارتکاب اور مستحب کا ترک ان کی بزرگی مرتبہ کے مقابلہ میں عظیم تھا اس لیے معتوب ہُوئے۔ ۱۲ منہ

[۱] مؤلّف فرماتے ہیں کہ علما کے درمیان اختلاف ہے کہ حضرت آدمؑ کی بہشت زمین میں تھی یا آسمان میں۔ اور اگر آسمان میں تھی تو کیا وہی بہشت تھی جس میں آخرت میں مومنین داخل ہوں گے یا اس کے علاوہ۔ اکثر مفسّروں کا اعتقاد یہ ہے کہ وہی بہشت خلد تھی جس میں مومنین آخرت میں اپنے اعمال کی جزا میں داخل ہوں گے۔ شاذ و نادر مفسّرین کا قول ہے کہ بہشت خلد کے علاوہ آسمان کے باغوں میں سے ایک باغ تھا۔ ایک جماعت کا قول ہے کہ زمین پر ایک باغ تھا جیسا کہ مذکورہ حدیث سے ظاہر ہُوا۔ اور اسی حدیث سے استدلال کیا ہے کہ جو بہشتِ آخرت میں داخل ہوتا ہے اس میں سے نہیں نکلتا۔ اس کا جواب بھی لوگوں نے یہ دیا ہے کہ جو شخص مرنے کے بعد اپنے عمل کے عوض میں داخل ہوگا وہ نہیں باہر آئے گا۔ لیکن کسی طرح داخل بہشت ہو جائیں اور نہ نکلیں معلوم نہیں۔ بلکہ اس کے خلاف بہت سی حدیثیں وارد ہوئی ہیں جیسے حضرت رسولؐ کا شبِ معراج داخل ہونا اور واپس آنا اور ملائکہ کا داخل ہونا اور نکلنا۔ اور مذکورہ بالا حدیث کے خلاف بہت سی حدیثیں وارد ہوئی ہیں جو دلالت کرتی ہیں کہ حضرت آدمؑ کی بہشت وہی بہشتِ جاوید تھی اور آسمان میں تھی جن کے متعلق بعض حدیثیں سابق میں بیان ہو چکی ہیں اور بعض آئندہ مذکور ہوں گی۔ اور اس قسم کے امور میں توقف کرنا بہتر ہے۔ ۱۲ منہ

بسند صحیح کے ساتھ حضرت صادق صلوات اللہ علیہ سے مروی ہے کہ شیطان چار موقعوں پر بہت زیادہ بیچین و مضطرب ہُوا پہلے جس وقت کہ ملعون ہُوا، پھر جب زمین کی طرف نکالا گیا، اس کے بعد جس روز کہ محمد مصطفےٰ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم مبعوث ہُوئے، پھر جس وقت امّ الکتاب قرآن مجید کا نزول ہُوا اس نے نفیر کی اور نفیر اُس آواز کو کہتے ہیں جو خوشی وغم کے وقت ناک سے نکالتا ہے۔ اور خوش ہُوا جبکہ حضرت آدمؑ نے ممنوعہ درخت سے کھایا اور جبکہ وُہ بہشت سے زمین پر آئے۔

علی ابن ابراہیم نے روایت کی ہے کہ جناب آدمؑ ایسی خلقت پر خلق کیئے گئے تھے کہ ان کا بغیر تعلیم کے اپنا نفع ونقصان سمجھنا اور لباس و معاشرت و عورتوں سے نکاح کے ساتھ صحیح طریقہ اختیار کرنا ممکن نہ تھا۔ جب خدا نے اُن کو بہشت میں ساکن کیا وہ ناواقفیت کی وجہ سے اس درخت کے پاس سے گزرے (پھر شیطان کا آنا، قسم کھا کر ورغلانا، آدمؑ و حوّاؑ کا درخت ممنوعہ کا پھل کھانا، ان کا لباس علیحدہ ہونا اور پتّوں سے ستر پوشی کرنا وغیرہ بیان کیا جو ذکر ہو چکا اس لیئے حذف کر دیا۔ مترجم)

بسند معتبر حضرت صادقؑ سے منقول ہے کہ جب حضرت آدمؑ بہشت سے زمین پر بھیجے گئے حضرت جبرئیلؑ نے آ کر کہا کہ خدا نے آپ کو اپنے دستِ قدرت سے بنایا، اپنی رُوح آپ کے جسم میں پھونکی فرشتوں کو آپ کے سجدہ کا حکم دیا اور بہشت میں ساکن کر کے اس کی تمام نعمتیں مُباح کیں۔ اور صرف ایک درخت سے روکا تھا مگر آپ نے اس کی نافرمانی کی۔ حضرت آدمؑ نے کہا کہ سب صحیح ہے لیکن شیطان نے جھوٹی قسم کھائی کہ وُہ میرا خیر خواہ ہے اور میں نہیں سمجھتا تھا کہ کوئی جھوٹی قسم بھی کھا سکتا ہے۔ شیطان نے ان کے نزدیک آ کر کہا کہ اگر تمؑ اور حوّاؑ اس درخت سے کھا لوگے جس کی خدا نے ممانعت کی ہے تو فرشتہ ہو جاؤ گے اور ہمیشہ بہشت میں رہو گے۔ اور قسم کھائی کہ میں تمہارا خیر خواہ ہوں۔ تو جب اس درخت سے اُن لوگوں نے کھایا اور ان کا لباس جو خدا نے بخشا تھا ان کے بدن سے علیحدہ ہو گیا تو درختانِ بہشت کے پتّوں سے ستر پوشی کی۔

بسندِ معتبر حضرت حسن مجتبیٰ علیہ السّلام سے منقول ہے کہ جناب رسُولِ خدا کی خدمت میں یہودیوں کا ایک گروہ آیا اور بہت سے مسائل دریافت کیئے۔ ان کا ایک سوال یہ بھی تھا کہ خدا نے کس سبب سے آپؐ کی اُمّت پر شب و روز میں پانچ وقت کی نمازیں واجب کی ہیں؟ حضرت نے فرمایا اس لئے کہ جب حضرت آدمؑ نے درخت ممنوعہ کا پھل کھایا وُہ عصر کا وقت تھا۔ خدا نے اُن کو بہشت سے زمین پر بھیجا اور ان کی ذرّیت کو قیامت تک کے لیئے اُس وقت کی نماز کا حکم دیا اور اس کو میری اُمّت کے لیئے اختیار فرمایا۔ لہٰذا وُہ میرے لیئے محبُوب ترین نماز ہے۔ مجھ کو حکم ہے کہ اس نماز کی حفاظت کروں۔ جب خدا نے آدمؑ کی توبہ قبول فرمائی وُہ نمازِ مغرب کا وقت تھا۔ اُس وقت آدمؑ نے تین رکعتیں پڑھیں۔ ایک اپنی خطا کی مُعافی کے لیئے، ایک حوّاؑ کے لیئے اور ایک رکعت قبولِ توبہ کیلیئے

خدا نے ان تین رکعتوں کو میری اُمّت پر واجب فرمایا۔ جب اُنہوں نے درخت کا پھل کھایا اس وقت تک جبکہ توبہ قبول ہوئی دُنیا کے ایّام سے تین سو سال کی مدّت تھی اور آخرت کا ایک دن دُنیا کے ہزار سال کے برابر ہے۔ پُوچھا کس سبب سے ان چار اعضا پر وضو ہوتا ہے حالانکہ یہ بدن کے پاک ترین اعضا ہیں؟ فرمایا کہ جب شیطان نے آدمؑ کو بہکایا اور وہ درخت کے قریب آئے اور درخت کی جانب نگاہ کی آبرو جاتی رہی اور جب اُٹھے اور روانہ ہوئے تو پہلا قدم تھا جو گناہ کے لیے اُٹھا۔ پھر اپنے ہاتھ سے لے کر اُس پھل کو کھایا تو اُن کے جسم سے زیور اور حُلّے اُتر گئے۔ اُس وقت ہاتھوں کو اپنے سر پر رکھ کر روئے۔ جب خداوند عالم نے ان کی توبہ قبول کی تو حکم دیا کہ مُنہ دھوؤ اس لیئے کہ اس درخت کی طرف نگاہ کی تھی۔ اور ہاتھوں کو دھوؤ کیونکہ یہ اُس کے پھل کی طرف بڑھے تھے اور اُس کو لیا تھا۔ اور اُن کو سر کے مسح کا حکم دیا اس لیئے کہ ہاتھوں پر رکھا تھا اور پیروں کے مسح کا حکم دیا کہ وُہ نافرمانی کی طرف بڑھے تھے۔ اس لیئے ان چار اعضا پر وضو واجب کیا۔ پھر پُوچھا کہ آپ کی اُمّت پر تیس۳۰ روز کے روزے کیوں واجب ہوئے؟ فرمایا چونکہ آدمؑ کے شکم میں اُس درخت کا پھل تیس روز تک باقی رہا تھا اس لیئے خدا نے اُن کی اولاد پر تیس۳۰ روز کی بھوک پیاس واجب فرمائی، اور زمانۂ صوم میں جو رات کو کھانا پینا جائز ہے تو یہ خدا کا فضل و کرم ہے۔ آدمؑ پر بھی اسی طرح روزے واجب تھے لہٰذا خدا نے میری اُمّت پر بھی واجب فرمایا۔ چنانچہ قرآن میں فرمایا ہے کہ جس طرح تم پر روزہ فرض کیا گیا ہے اسی طرح تم سے پہلے بھی لوگوں پر فرض کیا گیا تھا۔

بسندِ معتبر منقول ہے کہ مامون نے حضرت امام رضا علیہ السّلام سے پُوچھا کہ آیا تم لوگ قائل نہیں ہو کہ پیغمبرانِ خدا معصوم ہیں؟ فرمایا بے شک۔ کہا پھر خدا کے اس قول وَعَصٰۤی اٰدَمُ رَبَّهٗ فَغَوٰى (آیت ۱۲۱ سورۂ طٰہٰ پ ۱۶) کے کیا معنی ہیں؟ فرمایا کہ حق تعالیٰ نے آدم علیہ السّلام سے کہا کہ تم اور تمہاری زوجہ بہشت میں رہو اور جس جگہ سے چاہو کھاؤ، لیکن اس درخت کے قریب نہ جانا۔ یہ اشارہ درختِ گندم کی جانب تھا۔ اور کہا کہ یہ نہیں کہا تھا کہ مثل اس کے کسی درخت سے نہ کھانا۔ وہ لوگ اُس درخت کے قریب نہیں گئے تھے بلکہ اُسی کے مثل دُوسرے درخت کا پھل کھایا تھا کیونکہ شیطان نے اُن کو بہکایا اور کہا کہ تم کو اس درخت سے ممانعت نہیں کی ہے بلکہ دُوسرے درخت سے منع کیا ہے۔ اس کا پھل کھاؤ گے تو فرشتہ ہو جاؤ گے اور ہمیشہ بہشت میں رہو گے؛ اور خدا کی قسم کھائی کہ میں تمہاری بھلائی چاہتا ہوں۔ ان لوگوں نے اس سے قبل کسی کو خدا کی جھوٹی قسم کھاتے نہ سُنا تھا لہٰذا اُن کو دھوکا ہُوا اور انہوں نے اس کی قسم پر بھروسہ کر کے کھا لیا۔ یہ ترکِ اولیٰ آدم علیہ السّلام کی پیغمبری سے پہلے ہُوا۔ اور یہ کوئی بڑا گُناہ بھی نہ تھا ایسا خفیف گناہ تھا جو معاف ہے اور پیغمبروں کے لیئے قبلِ نزولِ وحی

---

۱ اس کے بعد کی نمازوں کا تذکرہ حدیث میں نہیں ہے۔ ۱۲ (مترجم)

ممکن ہے۔ لیکن جب خدا نے اُن کو برگزیدہ کیا اور پیغمبر بنایا تو معصوم تھے اور چھوٹا بڑا کوئی گناہ اُن سے صادر نہیں ہوتا تھا۔ حق تعالیٰ فرماتا ہے کہ آدمؑ نے اپنے پروردگار کی نافرمانی کی اور گمراہ ہوئے تو خدا نے اُن کو برگزیدہ فرمایا اور انہوں نے ہدایت پائی۔ نیز فرمایا ہے کہ خدا نے آدمؑ و نوحؑ و آلِ ابراہیم و آلِ عمران کو تمام عالمین پر برگزیدہ کیا [۱]

[۱] مولف فرماتے ہیں کہ چونکہ سابق میں دلائلِ عقلیہ و نقلیہ نیز جمیع علمائے شیعہ کے اجماع سے معلوم ہوا کہ انبیاء قبل نبوت و بعد نبوت تمام گناہانِ صغیرہ و کبیرہ سے معصوم ہیں لہٰذا جن آیات و احادیث سے انبیائ سے صدورِ معصیت کا گمان ہوتا ہے ان کی تاویل ترکِ مستحب اور مکروہ کے عمل میں لانے پر کی گئی ہے کیونکہ معصیت نافرمانی کو کہتے ہیں اور نافرمانی مستحب کے ترک کرنے اور مکروہ کے عمل میں لانے سے بھی ہوتی ہے اور غوایت گمراہی ہے یا محرومی کی بلا ہے اور جو شخص کہ اس فعل کو جس کا کرنا اس کے لیئے بہتر ہے ترک کرتا ہے، تو اپنا نفع ضائع کرتا ہے اور اس سے محروم رہتا ہے۔ اور ظلم کے معنی ہیں کسی چیز کا اس کے غیر محل پر رکھنا اور راہ سے منحرف ہونا اور کسی چیز کا کم اور زیادہ کرنا اور ستم کرنا۔ اور مستحب کے ترک کرنے اور مکروہ کے عامل ہونے پر بھی ظلم صادق آتا ہے۔ کیونکہ فعل کو اس کے محلِ مناسب کے خلاف قرار دیا اور اپنے پروردگار کی کامل بندگی کی راہ سے عدول کیا اور اپنے ثواب کو کم کیا اور اپنی ذات پر ستم کیا کہ اپنے کو ثواب سے محروم رکھا۔ نہی جس طرح حرام سے ہوتی ہے مکروہ سے بھی ہوتی ہے۔ اور امر جس طرح واجب کے لئے ہے، مستحب کے لیئے بھی ہے۔ اور توبہ اُس نفع کے تدارک کے لیئے ہوتی ہے جس سے توبہ کرنے والا محروم ہو گیا ہے۔ لہٰذا مکروہ کے عمل میں لانے اور مستحب کے ترک کرنے پر بھی توبہ لازمی ہے بلکہ توبہ خدا کی بارگاہ میں عجز و انکساری کی دلیل ہے جو خدا کو فضل و کرم پر آمادہ کرتی ہے خواہ کوئی گناہ نہ بھی ہو۔ چنانچہ احادیث عامہ و خاصہ میں وارد ہے کہ رسولؐ خدا ہر روز کم سے کم بغیر کسی گناہ کے سات مرتبہ استغفار کیا کرتے تھے۔ اور اس صورت میں کہ ان کلماتِ حقیقت میں سے بعض ارتکابِ گناہ کے سبب سے زبان پر جاری کیئے جاتے ہیں تو وہ مجاز پر محمول ہوتے ہیں۔ اور ایسا بہت ہوتا ہے کہ کمزور قرائن میں بعض الفاظ مجازی معنی میں استعمال کیئے جاتے ہیں تو اُس مقام پر کیونکر نہ استعمال کیئے جائیں جہاں کہ قطعی دلیلیں قائم ہوں۔ اس عبارت کا نکتہ یہ ہے کہ چونکہ ان کا یعنی انبیاء و مرسلین کا اپنے کمالات کی زیادتی اور درجات کی بلندی اور ان پر خدا کی نعمتوں کی کثرت کے سبب سے مکروہات بلکہ مباحات کی طرف بھی بغیر مرضیٔ خدا متوجہ ہونا بڑی جسارت ہے۔ اس بناء پر حق تعالیٰ نے ان عبارات کو ان کے اعمال پر اطلاق فرمایا ہے اور وُہ لوگ خود بھی ایسے ہی کلمات عجز و انکساری کے اظہار میں استعمال کیا کرتے ہیں بلکہ ممکن ہے کہ جب کبھی وُہ معاشرت و ہدایتِ خلق و مثل اس کے دیگر عبادات کی جانب متوجّہ ہوتے ہیں اور جب منزل قرب لِیْ مَعَ اللّٰہ پر پہنچتے ہیں تو اس مرتبہ کے مقابلہ میں ان عبادات کو حقیر و پست خیال کرتے ہیں اور اس کو اپنی خطا اور گناہ اور کمی سے (باقی بر صفحہ ۱۰۲)

دُوسری معتبر حدیث میں منقول ہے کہ علی بن الجہم نے حضرت امام رضاؑ سے دریافت کیا کہ آیا آپ قائل ہیں کہ پیغمبرانِ خدا معصوم ہوتے ہیں؟ فرمایا کہ ہاں۔ پوچھا کہ پھر خدا کے اس قول وَعَصٰیٓ اٰدَمُ رَبَّہٗ فَغَوٰی کے بارے میں آپ کی کیا رائے ہے اور دُوسری چند آیتیں بھی ہیں جو بعد میں مذکور ہوں گی۔ فرمایا کہ تجھ پر وائے ہو خدا سے خوف کر اور اس کے پیغمبروں کو بُری باتوں سے نسبت نہ دے کیونکہ خدا فرماتا ہے کہ قرآن کی تاویل خدا اور ان لوگوں کے سوا

بقیہ از صا۱۰ :- جیسا کہ کہا گیا ہے کہ حَسَنَاتُ الْاَبْرَارِ سَيِّئَاتُ الْمُقَرَّبِیْنَ؃ مقربانِ بارگاہِ ایزدی کے گناہ نیک بندوں کی نیکیوں کے مانند ہیں اسی طرح جب بندہ کی نِگاہ میں عظمت وجلال الٰہی کا زیادہ تر ظہور ہوتا ہے تو اُس کو اپنی پستی اور کمزوری کا زیادہ احساس ہوتا ہے اور اپنے اعمال بہت زیادہ حقیر معلوم ہوتے ہیں۔ ہر چند زیادہ سے زیادہ عبادت کرتے ہیں پھر بھی کمی کا اعتراف کرتے ہیں اور سمجھتے ہیں کہ یہ بارگاہِ علی وعظیم کے قابل نہیں ہیں اور نہ اُس کی کسی ایک نعمت کے برابر ہو سکتے ہیں، علےٰ ہذا القیاس جب نِگاہِ بصیرت سے دیکھتے ہیں اور سمجھتے ہیں کہ یہ سب عبادتیں اور پسندیدہ صفتیں، اور گناہوں سے محفوظ رہنا اُسی کی توفیق اور عطا کی ہوئی عصمت کے سبب سے ہیں اور خود بغیر اُس کی حفاظت کے کسی گناہ سے نہیں محفوظ رہ سکتے تو اگر کہیں کہ میں وُہ ہوں جس نے گناہ کیا اور میں وُہ ہُوں جس سے خطا ہُوئی تو اس کا یہ مطلب ہوگا کہ میں ایسا ہوں کہ یہ سب مجھ سے ہو سکتا ہے اگر تیری توفیق اور عصمت شاملِ حال نہ ہو۔ اور غور کرنے سے مثال ان مراتب کی بادشاہوں اور امیروں اور ان کی رعایا اور خادموں کے حالات سے ظاہر ہوتی ہے۔ کیونکہ سلاطین رعایا اور ملازمین سے ان کی منزلت اور تقرب اور اپنی بزرگی اور جلالت اور معرفت کے لحاظ سے خدمتیں لیتے ہیں اور اسی لحاظ سے ان سے مؤاخذہ بھی کرتے ہیں۔ عوام کی خطائیں ان کی نادانی کے سبب سے معاف بھی کر دیا کرتے ہیں لیکن اپنے مقرّبانِ خاص سے معمولی فردِ گذاشت پر مؤاخذہ کرتے ہیں اور اُن پہ عتاب کرتے ہیں۔ بلکہ اگر وُہ آنِ واحد کے لیئے بھی اُن کے علاوہ کسی غیر کی طرف متوجّہ ہوتے ہیں تو معتوب ہو کر نکال دیئے جاتے ہیں۔ اور اکثر ایسا بھی ہوتا ہے کہ اگر بادشاہ اپنے کسی مقرب خاص کو ضرورۃً کسی اور کے پاس بھیج دیتا ہے اور جب وُہ کچھ دنوں کے بعد واپس آتا ہے تو بادشاہ کی خدمت میں پہنچ کر روتا ہے، اظہارِ عجز کرتا ہے اور بادشاہ سے اپنی دُوری اور جدائی پر اضطراب ظاہر کرتا ہے۔ اور ایسا بھی ہوتا ہے کہ ایک مقرّب بادشاہ کے لطف وکرم اور نعمت کے اظہار کے لیئے اپنی نسبت نہایت فرمانبرداری کے ساتھ کہتا ہے کہ میں سراپا تقصیر ہُوں کوئی خدمت حضور کے لائق اور قابلِ قبول نہیں تھی لیکن یہ سرکار کی توجّہ ہے اور خداوندِ نعمت کا کرم ہے۔ ورنہ غلام تو عاصی اور گناہ گار ہے اور شرمندہ ہے۔ اگر عالی جاہ کا لطف وکرم نہ ہوتا تو میں ہرگز اس عہدۂ جلیلہ پر فائز نہ ہوتا وغیرہ وغیرہ (باقی بر صا۱۰۳)

جو علم میں راسخ ہیں کوئی نہیں جانتا۔ خدا کے اس قول کا مطلب یہ ہے کہ خدا نے آدمؑ کو خلق فرمایا تھا اس لئے کہ زمین اور اس کے شہروں میں اس کے خلیفہ اور حجّت ہوں۔ اُن کو بہشت کے لیئے نہیں پیدا کیا تھا۔ اور آدمؑ سے معصیت زمین میں نہیں بلکہ بہشت میں ہُوئی تاکہ امرِ خدا کی تقدیریں پُوری ہوں۔ پس جب ان کو زمین پر بھیجا اور اپنا خلیفہ بنایا اس وقت معصوم قرار دیا تھا جیسا کہ فرمایا ہے۔ اِنَّ اللّٰهَ اصْطَفٰىٓ اٰدَمَ وَنُوْحًا وَّاٰلَ اِبْرٰهِيْمَ وَاٰلَ عِمْرٰنَ عَلَى الْعٰلَمِيْنَ (آیت ۳۳ سورۃ آل عمران پ۳) خدا نے آدمؑ، نوحؑ اور آلِ ابراہیمؑ و آلِ عمران کو تمام عالمین سے برگزیدہ کیا [1]

(بقیہ از ص۱۰۲) اس باب میں بہت کافی بحث کی ضرورت ہے جو انشاء اللہ اپنے مقام مناسب پر مذکور ہوگی۔ پس جو کچھ اس حدیث میں وارد ہوا ہے کہ یہ صغیرہ گناہ تھا اور قبل نبوّت صادر ہُوا تھا اور اس قسم کے تمام درختوں کی ممانعت آدمؑ کو معلوم نہ تھی، یہ سب مخالفین کے مذہب کے موافق ہے شیعوں کے اصول سے ان کو کوئی تعلق نہیں ممکن ہے "تقیہ" کی بنا پر مذکور ہُوئی ہو یا بر سبیل تنزّل، یا صغیرہ سے مراد فعل مکروہ ہو۔ اور اس طرح کا فعل مکروہ پیغمبری کے بعد ان کے لئے جائز نہ ہوگا۔ اور اس قسم کے مکروہات کا ارتکاب شیطان کے وسیلہ سے ہُوا ہوگا کیونکہ باوجود اس قرینہ کے کہ اس درخت کی نوع مُراد ہے اُس کا احتمال ہو سکتا ہے کہ وہی مخصوص درخت مراد ہو تو اس کا ارتکاب مکروہ ہوگا۔ اس کو میں نے تفصیل سے کتاب بحار الانوار میں لکھا ہے۔ اس میں جو صاحب چاہیں ملاحظہ فرمائیں۔ ۱۲ (منہ)

[1] مولّف فرماتے ہیں کہ یہ حدیث بھی ظاہری طور پر علمائے عامہ کے مذہب کے موافق ہے جو پیغمبروں کو قبل بعثت معصوم نہیں سمجھتے۔ ممکن ہے کہ اس سے مراد یہ ہو کہ چونکہ بہشت آدمؑ کے لیئے "تکلیف" کی جگہ نہ تھی کیونکہ ان کو دُنیا میں مکلّف قرار دینے کے لیئے پیدا کیا تھا اس لیئے اس جگہ ان کے لیئے نہ گناہ تھا نہ معصوم ہونے کی ضرورت تھی۔ بلکہ بہشت کی "تکلیفیں" ان کی مصلحت اور ہدایت کے لیئے تھیں کہ اگر ایسا نہ کروگے بہشت میں رہوگے یا کراہت سے ممانعت تھی اور اُن کو آزاد چھوڑ دیا اور اس فعلِ مکروہ سے اُن کی محافظت نہ کی کیونکہ مصلحت اسی میں تھی کہ وہ زمین پر آئیں اُن سے جامہائے بہشت لے لینا اور ان کو برہنہ کرنا اور زمین پر بھیجنا اہانت و ذلت کے لیئے نہ تھا بلکہ اس لیئے تھا کہ وہ زمین پر آئیں اور توبہ و تضرع اور اظہارِ ندامت شروع کریں "تاکہ ان کا مرتبہ سابق سے اور زیادہ کیا جائے (اور اس لیئے بھی کہ بہشت کی نعمتوں کو بچشمِ خود دیکھ کر اپنی اولاد کو آگاہ کریں۔ مترجم) آیت سابقہ سے بھی یہی ظاہر ہوتا ہے کہ عصیاں اور ضلالت کی نسبت کے بعد اجتہادِ ہدایت کا مرتبہ اُن کے واسطے ثابت کیا جائے۔ اور انہی آیات سے عاصیوں کو آزاد چھوڑ دینے کی مصلحتیں معلوم ہوتی ہیں۔ لیکن اس مقام پر عقلوں کو بے حد لغزشیں ہوتی ہیں اور اَولیٰ اور احوط یہ ہے کہ اس باب میں غور و فکر نہ کرنا چاہیئے۔ ۱۲

فصلِ چہارم

حضرت آدمؑ و حوّاؑ کے زمین پر آنے، اُس کی کیفیت، اُن کی توبہ وغیرہ کا تذکرہ:۔

حضرت رسولِ خدا سے منقول ہے کہ جب آدمؑ نے اپنے پروردگار کی نافرمانی کی ان کو عرش کے قریب سے ایک منادی نے ندا دی کہ اے آدمؑ میرے جوارِ رحمت سے نکل جاؤ کیونکہ جو میری نافرمانی کرتا ہے وُہ یہاں نہیں رہ سکتا۔ یہ سُنکر آدمؑ روئے اور ملائکہ بھی روئے۔ پھر خدا نے جبرئیلؑ کو ان کے پاس بھیجا تو وہ ان کو زمین پر لائے۔ اُس وقت حضرت آدمؑ کا تمام جسم سیاہ ہوگیا۔ جب ملائکہ نے اُن کا یہ حال دیکھا فریاد و گریہ وزاری کی یہاں تک کہ اُن کی آوازیں بلند ہوئیں۔ اور سب نے درگاہِ احدیت میں عرض کی کہ پالنے والے تو نے ایک مخلوق پیدا کی اس میں اپنی برگزیدہ رُوح داخل فرمائی اور فرشتوں کو اس کے سجدہ کا حکم دیا اور ایک گناہ کے سبب سے ان کے جسم کی سفیدی کو سیاہی سے بدل دیا۔ اس وقت آسمان سے منادی نے ندا کی کہ اے آدمؑ آج اس پالنے والے کے لیئے روزہ رکھو وہ (چاند کی) تیرہؔ تاریخ تھی حضرت آدمؑ نے روزہ رکھا، سیاہی کا تہائی حصّہ زائل ہوگیا پھر چودھویں تاریخ کو یہی آواز آئی پھر آدمؑ نے روزہ رکھا تو دو تہائی حصّہ سیاہی کا برطرف ہُوا، پندرھویں تاریخ کو پھر ندا آئی اور آدمؑ نے روزہ رکھا تو تمام بدن کی سیاہی دُور ہوگئی۔ اس سبب سے ان تینوں دنوں کو ایّام البیض کہتے ہیں۔ پھر منادی نے آسمان سے ندا کی کہ اے آدمؑ میں نے یہ تین روزے تمہارے اور تمہاری اولاد کے لئے مقرّر کیئے۔ جو شخص ہر ماہ میں یہ تین روزے رکھے گا ایسا ہے کہ اس نے تمام عمر روزے رکھے۔ آدمؑ زانوں پر سر رکھے ہوئے نہایت محزون و غمگین بیٹھے تھے۔ خدا نے جبرئیلؑ کو ان کے پاس بھیجا۔ انھوں نے اس رنج و اندوہ کا سبب پوچھا جواب دیا کہ ہمیشہ یوُں ہی غمگین رہوں گا یہاں تک کہ موت آئے۔ جبرئیلؑ نے کہا میں خدا کا رسول ہوں، خدا نے بعد سلام کے فرمایا ہے کہ حَيَّاكَ اللهُ وَبَيَّاكَ۔ آدمؑ نے کہا حیاک اللہ کے معنی تو جانتا ہوں یعنی خدا تم کو زندہ رکھے لیکن بَیّاکَ کے کیا معنی ہیں؟ یعنی تم کو خوش رکھے۔ آدمؑ یہ سُنکر سجدہ میں جھک گئے۔ پھر سر اُٹھا کر آسمان کی طرف بلند کیا اور دُعا کی کہ خداوندا میرے حُسن و جمال کو زیادہ کر۔ جب صبح ہوئی اُن کے چہرہ پر نہایت سیاہ داڑھی نکلی ہوئی تھی۔ آدمؑ نے اُس پر ہاتھ پھیرا اور کہا خداوندا یہ کیا ہے؟ فرمایا کہ یہ داڑھی ہے جسے میں نے تمہاری اور تمہارے فرزندوں کی زینت قرار دی۔

بسندِ حسن حضرت صادقؑ سے منقول ہے کہ جب آدمؑ بہشت سے نیچے آئے اُن کے تمام جسم میں سر سے پیروں تک سیاہی پیدا ہوگئی تھی جس سے وُہ نہایت مغموم اور محزون ہوئے اور بہت روئے۔ جبرئیلؑ نے اُن کے پاس آکر پوچھا کہ تمہارے رونے کا کیا سبب ہے

ایامِ البیض کے روزوں کی فضیلت

کہا یہ سیاہی جو میرے تمام بدن میں ظاہر ہو گئی ہے۔ جبرئیلؑ نے کہا اُٹھو اور نماز پڑھو کہ یہ نمازِ اوّل کا وقت ہے۔ حضرتؑ نے نماز پڑھی ان کی سیاہی سر سے سینہ تک دفع ہو گئی۔ جب دوسری نماز کا وقت آیا۔ جبرئیلؑ نے کہا یہ دوسری نماز کا وقت ہے۔ آدمؑ نے نماز ادا کی تو ان کے ناف تک کی سیاہی زائل ہوئی۔ پھر تیسری نماز کے وقت جبرئیلؑ نے کہا کہ یہ نمازِ سوم کا وقت ہے جب وُہ نماز ادا کی تو اُن کے زانو تک کی سیاہی جاتی رہی۔ پھر چوتھے وقت آکر کہا کہ اے آدمؑ یہ چوتھی نماز کا وقت ہے۔ جب نماز ادا کی تو اُن کے پیروں تک کی سیاہی برطرف ہوئی۔ اسی طرح پانچویں نماز کے بعد اُن کے تمام بدن کی سیاہی دُور ہو گئی۔ آدم علیہ السّلام خدا کی حمد بجا لائے اور اس کا شکر ادا کیا۔ جبرئیلؑ نے کہا اے آدمؑ اس نماز میں تمہارے فرزندوں کی مثال وہی ہے جو اس سیاہی میں تمہاری تھی۔ یعنی تمہاری اولاد سے جو شخص ہر شب و روز میں یہ پانچ نمازیں بجا لائیگا تو گناہوں سے اُسی طرح پاک ہو جائے گا جس طرح آپ اس سیاہی سے۔

بسندِ معتبر حضرت صادقؑ سے منقول ہے کہ اثنائے طواف میں میرے پدر بزرگوار کی خدمت میں ایک شخص حاضر ہُوا اور ان حضرتؑ کے کاندھے پر ہاتھ رکھ کر کہا کہ میں آپ سے تین سوال کرنا چاہتا ہوں جن کو سوائے آپ کے کوئی نہیں جانتا۔ حضرت نے سکوت فرمایا جب طواف سے فارغ ہوئے اور حجرِ اسمٰعیل کے پاس آئے دو رکعت نماز ادا کی۔ فارغ ہو کر دریافت کیا، کہ وہ شخص کہاں ہے جس نے سوال کیا تھا۔ وُہ حاضر ہُوا اور میرے پدر بزرگوار کے سامنے بیٹھ گیا۔ اور سوال کیا کہ جب ملائکہؑ نے خلقتِ آدمؑ پر اعتراض کیا اور خداوند عالم نے اُن پر عتاب فرمایا تو پھر کس طرح اُن سے راضی ہُوا؟ فرمایا کہ فرشتوں نے سات سال عرش کے گِرد طواف کیا اور دُعا و استغفار کرتے رہے اس سبب سے خدا راضی ہُوا اُس نے کہا آپ نے سچ فرمایا۔ پھر پُوچھا کہ آدمؑ سے خدا کیوں کر راضی ہُوا؟ ارشاد فرمایا کہ جب آدمؑ زمین پر آئے تو ہند میں آئے تھے۔ انہوں نے اپنے پروردگار سے جو اُس گھر کا خالق ہے دُعا کی۔ خدا نے ان کو حکم دیا کہ اس مکان کے پاس آئیں اور سات مرتبہ طواف کریں اور منیٰ اور عرفات میں جا کر تمام مناسکِ حج بجا لائیں۔ وہ ہندوستان سے مکّہ میں آئے جس جس مقام پر اُن کے قدم ہائے مُبارک پڑے وُہ زمین آباد ہو گئی بقیہ زمین صحرا و میدان رہ گئی۔ پھر خانہ کعبہ کے گرد سات بار طواف کیا، اور تمام مناسکِ حج بجا لائے جس طرح خدا نے اُن کو حکم دیا تھا۔ اس سبب سے خدا نے اُن کی توبہ قبول کی اور اُن کو بخش دیا۔ آدمؑ کے سات طواف ملائکہ کے سات سال کے برابر ہیں جو عرش کے گرد وُہ کرتے رہے۔ اس وقت جبرئیلؑ نے آدمؑ سے کہا کہ مُبارک ہو آپ کو خدا نے بخش دیا اور میں آپ سے تین ہزار سال پہلے اس گھر کا طواف کر چکا ہوں۔ آدمؑ نے عرض کی پروردگارا

مجھ کو اور میری ذرّیت کو بخش دے حق تعالیٰ نے فرمایا کہ اُن میں سے جو مجھ پر اور میرے رسُولوں پر ایمان لائے گا اس کو بخشوں گا۔ سائل نے کہا یا حضرت آپ نے صحیح فرمایا، اور چلا گیا۔ میرے پدر بزرگوار نے مجھ سے فرمایا کہ یہ جبرئیلؑ تھے تمہارے معالم دین تمہیں تعلیم کرنے آئے تھے [۱]

بسند معتبر حضرت صادقؑ سے منقول ہے کہ آدمؑ زمین پر آنے کے بعد سو سال تک خانۂ کعبہ کا طواف کرتے رہے اس اثناء میں حوّاؑ کی طرف نظر نہیں کی اور بہشت کے فراق میں اس درجہ روئے کہ آپ کے روئے مُبارک کے دونوں طرف آنسوؤں کی دو نہریں جاری تھیں۔ اس وقت جبرئیلؑ اُن کے پاس آئے اور کہا حَیَّاكَ اللّٰهُ وَبَیَّاكَ۔ جب حیّاک اللہ کہا ان کے چہرہ پر فرحت و مسرّت کے آثار نمایاں ہُوئے۔ وُہ سمجھ گئے کہ خدا اُن سے راضی ہُوا۔ اور جب بیّاک کہا تو آدمؑ خندہ زن ہُوئے اور خانہ کعبہ کے دروازہ پر کھڑے ہُوئے اس وقت اس پر اونٹ اور گائے کے چمڑہ کا پردہ پڑا ہُوا تھا اور کہا۔ اَللّٰھُمَّ اَقِلْنِیْ عَثْرَتِیْ وَاغْفِرْلِیْ ذَنْبِیْ وَاَعِدْنِیْ اِلَی الدَّارِ الَّتِیْ اَخْرَجْتَنِیْ مِنْھَا۔ حق تعالیٰ نے فرمایا کہ تمہارا گناہ میں نے بخش دیا تمہاری لغزش سے دَرگزر کی اور تم کو پھر اسی جگہ یعنی بہشت میں پہنچادوں گا جہاں سے تم کو علیحدہ کیا ہے۔

مخالفین نے متعدد سندوں کے ساتھ عبداللہ بن عباسؓ سے روایت کی ہے انہوں نے کہا کہ مَیں نے رسُولِ خداؐ سے ان کلمات کو دریافت کیا جو آدمؑ نے اپنے پروردگار سے سیکھے تھے اور جن کے سبب سے اُن کی توبہ قبول ہُوئی۔ فرمایا کہ محمدؐ و علی و فاطمہ و حسن و حسین صلوات اللہ علیہم اجمعین کا واسطہ دے کر دُعا کی کہ میری توبہ قبول ہو تو خدا نے ان کی توبہ قبول کی اور اس مضمون پر عامہ و خاصّہ کے طریقہ سے بہت سی حدیثیں منقول ہیں ان میں سے بعض کا ذکر انشاء اللہ کتاب امامت میں آئے گا۔

دُوسری سندوں سے علمائے خاصہ و عامہ نے ابن عباسؓ سے روایت کی ہے کہ جب حق تعالیٰ نے آدمؑ کو خلق کر کے اپنی رُوح اُن کے جسم میں داخل کی تو آدمؑ کو چھینک آئی۔ خدا نے اُن کو الہام کیا تو انہوں نے الحمد للہ ربّ العالمین کہا، خدا نے جواب میں یَرْحَمُكَ رَبُّكَ فرمایا۔ جب ملائکہ نے اُن کو سجدہ کیا تو اُنہوں نے کہا پروردگارا تُو نے کوئی مخلوق ایسی پیدا کی ہے جو تیرے نزدیک مجھ سے زیادہ محبُوب ہے، کوئی جواب نہ ملا۔ دُوسری مرتبہ پُوچھا، پھر کوئی جواب نہ آیا جب تیسری مرتبہ سوال کیا حق تعالیٰ نے فرمایا کہ بے شک چند مخلوق ہیں کہ اگر وُہ نہ ہوتے تو اے آدمؑ تجھ کو نہ پیدا کرتا۔ عرض کی بارالٰہا ان کو مجھے دکھا دے۔ حق تعالیٰ نے ملائکۂ حجاب کو وحی فرمائی کہ تمام حجابات اُٹھا دیں۔ حجابات اُٹھا دیئے گئے تو پانچ انوار عرش کے سامنے نظر آئے۔ پُوچھا پالنے والے یہ کون ہیں؟ فرمایا کہ اے آدمؑ یہ محمدؐ (صلے اللہ علیہ وآلہ وسلم) میرا پیغمبر ہے،

[۱] تیسرا سوال روایت میں درج نہیں ہے۔ ۱۲ (مترجم)

اور یہ علی امیرالمومنینؑ ہے اور یہ فاطمہؑ میرے پیغمبرؐ کی دختر ہے اور یہ دونوں حسنؑ اور حسینؑ پسران علیؑ اور میرے پیغمبرؐ کے فرزند ہیں۔ اور اے آدمؑ یہ تیرے فرزندوں میں ہیں۔ آدمؑ یہ سنکر مسرور ہوئے اور جب اُس غلطی کے مرتکب ہُوئے تو بارگاہِ احدیّت میں عرض کی کہ پالنے والے مَیں تجھ کو محمدؐ و علی و فاطمہ و حسن و حسین صلوات اللہ علیہم کا واسطہ دیتا ہوں کہ مجھے بخش دے۔ اس سبب سے خدا نے ان کو معاف فرمایا یہ ہیں فَتَلَقّٰٓی اٰدَمُ مِنْ رَّبِّہٖ کَلِمٰتٍ فَتَابَ عَلَیْہِ۔ کے معنی۔ جب آدمؑ زمین پر آئے تو ایک انگوٹھی بنائی اور اُس پر مُحَمَّدٌ رَّسُوْلُ اللّٰہِ وَعَلِیٌّ اَمِیْرُ الْمُؤْمِنِیْنَ نقش کیا۔ اور آدمؑ کی کنیت ابو محمدؐ تھی۔

بسند صحیح حضرت صادقؑ سے منقول ہے کہ آدمؑ نے کہا پروردگارا تجھ کو محمدؐ و علی و فاطمہ و حسن و حسین صلوات اللہ علیہم کی قسم دیتا ہوں کہ میری توبہ قبول کر حق تعالیٰ نے اُن پر وحی کی کہ اے آدمؑ محمدؐ کو کس طرح جانتے ہو؟ عرض کی جب تُو نے مجھے خلق کیا میں نے سر اُوپر اُٹھایا تو عرش پر محمدؐ رسول اللہ علی امیرالمومنینؑ لکھا ہوا دیکھا۔

دوسری حدیث صحیح سند کے ساتھ امام محمد باقرؑ سے منقول ہے کہ جن کلمات کے ذریعہ سے آدمؑ نے دُعا کی اور اُن کی توبہ قبول ہوئی یہ تھے: اَللّٰھُمَّ لَآ اِلٰہَ اِلَّآ اَنْتَ سُبْحَانَکَ وَبِحَمْدِکَ اِنِّیْ عَمِلْتُ سُوْٓءً وَّظَلَمْتُ نَفْسِیْ فَاغْفِرْ لِیْ اِنَّکَ اَنْتَ التَّوَّابُ الرَّحِیْمُ ط لَآ اِلٰہَ اِلَّآ اَنْتَ سُبْحَانَکَ وَبِحَمْدِکَ اِنِّیْ عَمِلْتُ سُوْٓءً وَّظَلَمْتُ نَفْسِیْ فَاغْفِرْ لِیْ اِنَّکَ اَنْتَ خَیْرُ الْغَافِرِیْنَ ہ

حدیث معتبر میں منقول ہے کہ بندۂ مومن کو چاہیئے کہ جب خواب سے بیدار ہو تو ان کلمات کو کہے جو آدمؑ نے اپنے پروردگار سے سیکھے تھے۔ اور وُہ یہ ہیں: سُبُّوْحٌ قُدُّوْسٌ رَبُّ الْمَلٰٓئِکَۃِ وَالرُّوْحِ سَبَقَتْ رَحْمَتُکَ غَضَبَکَ لَآ اِلٰہَ اِلَّآ اَنْتَ اِنِّیْ ظَلَمْتُ نَفْسِیْ فَاغْفِرْ لِیْ وَارْحَمْنِیْ اِنَّکَ اَنْتَ التَّوَّابُ الرَّحِیْمُ الْغَفُوْرُ ط

بسند معتبر حضرت صادقؑ سے منقول ہے کہ حق تعالیٰ نے روزِ میثاق آدمؑ پر اُن کی ذریّت کو پیش کیا۔ حضرت رسولِؐ خدا امیرالمومنینؑ کے ساتھ اُن کی طرف گذرے حضرت فاطمہؑ ان کے پیچھے اور حضرت امام حسنؑ اور حضرت امام حسینؑ ان کے پیچھے تھے۔ حق تعالےٰ نے فرمایا کہ اے آدمؑ ہرگز ان کی طرف بنگاہِ حسد نہ دیکھنا ورنہ تم کو اپنے جوارِ رحمت سے باہر کردوں گا جب خدا نے ان کو بہشت میں ساکن کیا اُن کے سامنے محمدؐ و علیؑ و فاطمہ و حسن و حسین صلوات اللہ علیہم ظاہر ہُوئے انہوں نے ان بزرگواران پر حسد[1] کی نگاہ کی۔ اس وقت ان کی محبّت و ولایت آدمؑ پر پیش ہُوئی جس کو قبول کرنا مناسب تھا مگر انہوں نے نہیں کیا۔ بہشت نے اپنی پتیاں اُن پر پھینکیں جب بارگاہِ احدیت میں حسد سے توبہ کی اور ان بزرگواروں کی ولایت کا پورے طور پر اقرار کیا اور

[1] قول مؤلف میں حسد کی تاویل گذر چکی یعنی غبطہ۔ ۱۲ (مترجم)

بحق محمدؐ و علیؑ و فاطمہؑ و حسنؑ و حسینؑ صلوات اللہ علیہم دُعا کی تو حق تعالیٰ نے اُن کو مُعاف کیا یہ ہیں وُہ کلمات جو آدمؑ نے اپنے پروردگار سے سیکھے۔

بسندِ معتبر حضرت امیرالمومنین علی علیہ السّلام سے منقول ہے کہ وُہ کلمات یہ تھے کہ آدمؑ نے کہا خداوندا میں بحق محمدؐ و آلِ محمدؐ سوال کرتا ہوں کہ میری توبہ قبول فرما۔ حق تعالیٰ نے فرمایا کہ تُونے محمدؐ کو کیوں کر پہچانا؟ عرض کی میں نے ان کے نام کو تیرے بزرگ سراپردہ پر لکھا ہُوا دیکھا جس وقت کہ میں بہشت میں تھا [1]

بسندِ معتبر حضرت صادقؑ سے منقول ہے کہ بہت رونے والے پانچ نفوس گزرے ہیں: آدمؑ و یعقوبؑ و یوسفؑ و حضرت فاطمہؑ و امام زین العابدین علیہم السّلام۔ آدمؑ اس قدر بہشت کی جُدائی میں روئے کہ ان کے دونوں رخساروں پر آنسوؤں کی دو نہریں جاری ہوگئیں۔

پانچ افراد دنیا میں سب سے زیادہ روئے۔

حضرت رسُولؐ سے منقول ہے کہ آدم علیہ السّلام روزِ جمعہ کو زمین پر تشریف لائے۔

حدیث معتبر میں حضرت صادقؑ سے منقول ہے کہ جب خدا نے حضرت آدم علیہ السّلام کو بہشت سے زمین پر بھیجا ایک سو بیس درخت اُن کے ہمراہ کیے۔ چالیس درخت اُن میں سے ایسے تھے جن کے پھلوں کے اندرونی و بیرونی سب حصّے کھائے جا سکتے ہیں۔ اور چالیس ایسے تھے جن کے صرف بیرونی حصّے کھائے جا سکتے ہیں اور اندرونی حصّے پھینک دیئے جاتے ہیں۔ حضرت آدم علیہ السّلام اپنے ساتھ ایک تھیلی بھی لائے تھے جس میں ہر چیز کے بیج تھے۔

بسندِ معتبر منقول ہے کہ ابن ابی نصر نے حضرت امام رضاؑ سے سوال کیا کہ کیونکر پہلے پہل بُوئے خوشگوار پیدا ہُوئی۔ فرمایا کہ تمہارے ہم جلیس اس بارے میں کیا کہتے ہیں؟ عرض کی وُہ کہتے ہیں کہ آدمؑ جب زمینِ ہند پر بہشت سے تشریف لائے تو اس کی مفارقت پر گریہ فرمایا اُن کے آنسوؤں سے زمین میں گڑھے ہو گئے اسی سے خوشبو پیدا ہُوئی۔ حضرت نے فرمایا ایسا نہیں ہے بلکہ حوّاؑ نے اپنے گیسوؤں کو درختانِ بہشت کی پتیوں سے معطّر کیا تھا۔ جب زمین پر آئیں بعد اس کے جبکہ مُصیبت میں مُبتلا ہوئی تھیں تو خونِ حیض دیکھا اور غسل پر مامور ہوئیں۔ جب اپنے گیسُو کھولے حق تعالیٰ نے ایک ہَوا بھیجی اس نے ان بہشتی پتیوں کو منتشر کیا۔ اور جس جس جگہ خدا کی مرضی تھی پہنچا دیا۔

زمین پر خوشبو کی اصل

معتبر سندوں کے ساتھ حضرت صادقؑ سے منقول ہے کہ کوہِ صفا کو اس لیئے صفا کہتے ہیں کہ مصطفےٰ برگزیدہ یعنی آدم علیہ السّلام اُس پر نازل ہُوئے اس وجہ سے اس پہاڑ کے لیئے

[1] مولّف فرماتے ہیں کہ ان روایات میں کوئی منافات نہیں ہے۔ ممکن ہے کہ یہ سب واقع ہُوا ہو اور ان تمام بزرگواروں کو ان کی توبہ کی مقبولیت میں دخل ہو۔ ۱۲ منہ

آدمؑ کے نام سے ایک نام مشتق کیا جیسا کہ حق تعالےٰ فرماتا ہے۔ اِنَّ اللّٰہَ اصْطَفٰی اٰدَمَ وَ نُوْحًا۔ اور حضرت حوّاؑ کوہِ مروہ پر نازل ہوئیں اس لیئے اس کو مروہ کہتے ہیں کیونکہ مرءہ (عورت) اس پر نازل ہوئی اسی لیئے اس کا نام عورت کے نام سے مشتق کیا۔

بسند معتبر منقول ہے کہ ایک مرد شامی نے حضرت امیرالمومنینؑ سے سوال کیا کہ روئے زمین پر گرامی ترین وادی کون ہے فرمایا کہ جس کو سراندیپ کہتے ہیں۔ آسمان سے اسی وادی پر آدمؑ اُترے تھے۔ [۱]

بسند معتبر بکیر سے منقول ہے کہ حضرت صادقؑ نے اُس سے دریافت کیا کہ آیا تو جانتا ہے کہ حجر اسود کیا تھا؟ بکیر نے کہا کہ نہیں۔ فرمایا کہ وُہ خدا کا ایک فرشتہ بزرگ تھا۔ جب حق تعالیٰ نے فرشتوں سے عہد لیا تو سب سے پہلے جو ایمان لایا اور جس نے اقرار کیا وہی فرشتہ تھا۔ خدا نے اس کو اپنی تمام مخلوق پر اپنا امین قرار دیا اور میثاق اس کے سپرد کیا اور مخلوق کو حکم دیا کہ ہر سال اس کے نزدیک حج کرنے کا اقرار کیا کریں۔ جب آدمؑ سے لغزش ہوئی اور انہوں نے اس عہد و میثاق کو فراموش کیا جسے خدا نے ان پر اور ان کی اولاد پر محمدؐ اور ان کے وصی کے بارے میں قرار دیا تھا اور بہشت سے زمین پر بھیجے گئے تو مبہوت و حیران ہوئے۔ جب ان کی توبہ مقبول ہوئی حق تعالیٰ نے اس ملک کو ایک سفید موتی کی شکل میں بہشت سے آدمؑ کی جانب بھیجا وُہ اُس وقت زمینِ ہند میں تھے۔ جب آدمؑ نے اس کو دیکھا اس کی جانب کشش ہوئی لیکن اس سے زیادہ نہ سمجھ سکے کہ وُہ ایک جوہر ہے تو خدا نے اس پتھر کو گویا کیا۔ اس نے کہا اے آدمؑ آپ مجھے پہچانتے ہیں؟ کہا نہیں۔ اس نے کہا ہاں پہچانتے ہیں لیکن شیطان آپؑ پر غالب ہوا اور اس نے خدا کی یاد آپ کے دل سے بھُلا دی۔ یہ کہہ کر وُہ اسی صورت میں تبدیل ہو گیا جس شکل میں آدمؑ کے ساتھ بہشت میں تھا۔ اور ان سے کہا کہ وہ عہد و میثاق کہاں گیا۔ آدمؑ اس کی طرف بڑھے پھر اُن کو وُہ اقرار یاد آیا اور روئے اور اس عہد کے لیئے خضوع اختیار کیا اور اس ملک کو بوسہ دیا اور عہد و میثاق کو تازہ کیا۔ پھر حق تعالیٰ نے جوہر حجر کو پھر سفید اور صاف موتی کر دیا جس سے نور ساطع تھا۔ حضرت آدمؑ نے اس کی تعظیم اور بزرگی کے لیئے اس کو اپنے کاندھے پر

---

[۱] مؤلف فرماتے ہیں کہ آدمؑ و حوّاؑ کے نازل ہونے کی تعیین میں حدیثیں مختلف ہیں۔ بہت سی معتبر حدیثیں اس پر دلالت کرتی ہیں کہ آدمؑ کوہِ صفا پر اور حوّاؑ کوہِ مروہ پر نازل ہوئیں۔ اور بہت سی حدیثوں سے ظاہر ہوتا ہے کہ یہ دونوں ہندوستان میں نازل ہوئے۔ علمائے عامہ میں یہ مشہور ہے کہ آدمؑ سراندیپ کے ایک پہاڑ پر نازل ہوئے جس کو نود کہتے ہیں اور حوّاؑ جدہ میں نازل ہوئیں۔ لہٰذا اگر ہندوستان کے بارے میں خبریں تقیہ پر محمول ہوں تو بعید نہیں ہے۔ اور ممکن ہے کہ پہلے ہندوستان میں نازل ہوئے ہوں پھر مکہ میں داخل ہونے کے بعد صفا و مروہ پر قیام کیا ہو جیسا کہ بعد کی حدیثوں سے ظاہر ہے۔ ۱۲

اُٹھا لیا۔ جب وُہ تھک جاتے تھے جبرئیلؑ اُن سے لے کر اٹھائے رکھتے تھے۔ یہاں تک کہ اُس کو مکہ میں لائے اور ہمیشہ اُس سے اُنس رکھتے تھے اور اس کے نزدیک ہر شب و روز عہد کو تازہ کرتے تھے۔ جب حق تعالیٰ نے جبرئیلؑ کو زمین پر بھیجا کہ کعبہ کی بنا کریں وُہ رُکن حجر اور دروازۂ مکان کے درمیان نازل ہوئے اور آدمؑ کے سامنے اسی مقام پر ظاہر ہوئے جہاں کہ وُہ اس وقت تھے اور اُس حجر سے عہد و میثاق کر رہے تھے لہٰذا اسی مقام پر میثاق کو ملک کے سپرد کیا۔ اسی سبب سے حجر کو اسی رکن میں نصب کر کے وہیں چھوڑ دیا، اور آدمؑ کو خانۂ کعبہ کی جگہ سے کوہِ صفا کی طرف اور حوّاؑ کو مَروہ کی جانب پہنچایا۔ حضرت آدمؑ نے خدا کی تکبیر و تہلیل و تمجید کی۔ اسی سبب سے یہ سُنّت جاری ہُوئی کہ کوہِ صفا پر رُکن کی طرف مُنہ کر کے جہاں حجر ہے اللہ اکبر کہیں۔

حدیث معتبر میں آنحضرت سے منقول ہے کہ آدمؑ کو بہشت سے صفا پر اتارا اور حوّاؑ کو مَروہ پر۔ حوّاؑ نے بہشت میں اپنے گیسو سنوارے تھے، جب زمین پر آئیں کہنے لگیں کہ میں اس زیب و زینت سے کیا اُمّید رکھوں حالانکہ پروردگارِ عالم کے عتاب میں ہوں۔ پھر اپنے گیسو کھول ڈالے جن سے وُہ خوشبو پھیلی جو بہشت میں گیسو سنوارنے میں استعمال کیا تھا۔ ہَوا نے اس کو تمام ہندوستان میں پھیلا دیا، اسی سبب سے ہندوستان میں خوشبو بہم پہنچی۔ دُوسری حدیث میں فرمایا کہ جب حوّاؑ نے اپنے گیسو کھولے حق تعالیٰ نے ایک ہَوا بھیجی جس نے اُن کے گیسوؤں کی خوشبو زمین پر مشرق سے مغرب تک پھیلا دی۔

بسند معتبر حضرت امیرالمومنینؑ سے منقول ہے کہ لوگوں نے حضرت رسُولِ خدا سے دریافت کیا کہ حق تعالیٰ نے کُتّے کو کس چیز سے پیدا کیا؟ فرمایا شیطان کے آبِ دہن سے۔ پُوچھا کس طرح؟ فرمایا کہ حق تعالیٰ نے آدمؑ و حوّاؑ کو جب زمین پر بھیجا وُہ کانپتے ہُوئے دُو چوزوں کی طرح پڑے تھے تو ابلیس ملعون درندوں کے پاس دوڑا جو حضرت آدم علیہ السلام سے پہلے زمین پر موجود تھے۔ اور کہا کہ دُو مُرغ آسمان سے زمین پر گرے ہیں جن سے بڑے مُرغ کسی نے نہیں دیکھے، چل کر ان کو کھاؤ۔ درندے اُس کے ساتھ دوڑے۔ ابلیس ان کو تحریص کرتا تھا اور آواز دیتا جاتا تھا اور کہتا تھا کہ فاصلہ کم ہے اب قریب پہنچ گئے۔ اس نرمی کے ساتھ گفتگو میں اس کا آبِ دہن زمین پر گرا۔ پس خدا نے اس سے دُو کُتّے خلق کیئے ایک نر اور دوسری مادہ۔ نر ہندوستان میں آدم علیہ السّلام کے پاس کھڑا ہُوا اور سگ مادہ جدّہ میں حضرت حوّا علیہا السّلام کے پاس استادہ ہوئی، اور درندوں کو ان کے نزدیک نہیں آنے دیا۔ اُسی روز سے درندے کتّوں کے اور کتّے درندوں کے دُشمن ہیں۔

بسند معتبر حضرت امام محمد باقرؑ سے منقول ہے کہ بہشت میں آدمؑ و حوّاؑ کا قیام دُنیا کی ساعتوں سے سات گھڑی رہا یہاں تک کہ درخت ممنوعہ سے کھایا۔ تو خدا نے اُسی روز اُن کو زمین پر بھیج دیا۔ آدمؑ نے عرض کی پروردگارا قبل اس کے کہ تُو مجھ کو خلق کرے یہ گناہ اور جو کچھ کہ مجھ پر آئندہ واقع ہو گا کیا تُو نے مقدر کر دیا تھا یا اس بارے میں مجھ پر شقاوت غالب ہوئی جو مجھ سے صادر ہُوا؟ فرمایا کہ اے آدمؑ میں نے تجھے پیدا کیا اور تعلیم دی اور تجھے اور تیری زوجہ کو بہشت میں ساکن کیا۔ لیکن میری نعمت اور قوت جوارح کے سبب سے جسے میں نے تجھ کو عطا کیا تو نے میری معصیت پر قدرت پائی حالانکہ تو میری نگاہوں سے پوشیدہ نہ تھا اور میرا علم تیرے فعل کو احاطہ کیئے تھا۔ آدمؑ نے کہا پروردگارا مجھ پر تیری حجت قائم ہے۔ حق تعالیٰ نے فرمایا کہ میں نے تجھے پیدا کیا تیری صورت درُست کی، فرشتوں کو تیرے سجدہ کا حکم دیا اور تیرا نام اپنے آسمانوں پر بلند کیا اور تیری ابتدا بزرگی سے کی۔ تجھ کو اپنی بہشت میں ساکن کیا۔ اور یہ سب میں نے تجھ سے اپنی خوشنودی کے واسطے اور اس لیئے کیا کہ ان نعمتوں کے ذریعہ سے تیرا امتحان لوُں۔ کیونکہ یہ سب نعمتیں تجھ کو بغیر کسی عمل کے میں نے عطا کی تھیں۔ آدمؑ نے کہا خداوندا خیر تیری طرف سے ہے اور شر میری طرف سے۔ حق تعالیٰ نے فرمایا کہ اے آدمؑ میں خداوند کریم ہوں خیر کو شر سے پہلے پیدا کیا اور رحمت کو اپنے غضب سے قبل، اور ذلیل کرنے پر گرامی رکھنے کو مقدم کیا اور عذاب کرنے سے پہلے حجت تمام کرنا لازم قرار دیا اے آدمؑ کیا تجھ کو اس درخت سے منع نہیں کیا تھا اور نہیں کہا تھا شیطان تیرا اور تیری زوجہ کا دشمن ہے اور کیا تم دونوں کو قبل اس کے کہ تم بہشت میں داخل ہو شیطان سے پرہیز کے لیئے نہیں کہا تھا اور کیا یہ نہیں بتا دیا کہ اگر اُس درخت سے کھاؤ گے تو اپنے نفس پر ظلم کرو گے اور میرے گنہگار ہو گے۔ اے آدمؑ ظالم و عاصی بہشت میں میرا ہمسایہ نہیں ہو سکتا۔ عرض کی اے پالنے والے ہم پر تیری حجت تمام ہے۔ ہم نے اپنے نفسوں پر ظلم کیا اور نافرمانی کی۔ اگر تُو ہم کو نہ بخشے گا اور ہم پر رحم نہ کریگا تو ہم نقصان اٹھانے والوں میں سے ہوں گے۔ جب اپنے پروردگار سے انہوں نے اپنے گناہ کا اقرار کیا اور اعتراف کیا کہ خدا کی حجت ان پر تمام ہے تو خداوند رحمان و رحیم کی رحمت نے ان کو گھیر لیا اور اُن کی توبہ قبول فرمائی۔ ارشاد کیا کہ اے آدمؑ تم اور تمہاری زوجہ نیچے زمین پر جاؤ اگر اپنے عمل کی اصلاح کرو گے تمہاری اصلاح کروں گا۔ اگر میرے لیئے کوئی کام کرو گے تم کو قوت دوں گا۔ اور اگر میری خوشنودی کا قصد کرو گے میں تمہاری خوشنودی میں عجلت کروں گا۔ اگر مجھ سے خائف رہو گے میں تم کو اپنے غضب سے بے خوف کر دوں گا آدمؑ و حوّاؑ یہ سُنکر روئے۔ اور عرض کی خداوندا ہماری مدد کر تاکہ ہم اپنی اصلاح

کریں اور عمل کریں جو تیری خوشنودی کا سبب ہو۔ حق تعالیٰ نے فرمایا کہ جب کبھی تم سے بدی ہو جائے تو بہ کرلیا کرو تا کہ میں تمہاری توبہ قبول کروں۔ اور میں بڑا توبہ قبول کرنے والا اور مہربان ہوں۔ آدمؑ علیہ السلام نے کہا خداوندا اچھا تو ہم کو نیچے اپنی رحمت سے اپنے محبوب ترین قطعۂ زمین پر پہنچا دے۔ خدا نے جبرئیلؑ کو وحی فرمائی کہ ان کو بابرکت شہر مکّہ کی طرف لے جاؤ۔ جبرئیل علیہ السلام نے آدمؑ کو کوہِ صفا پر اور حوّاؑ کو کوہِ مَروہ پر اُتارا۔ دونوں کھڑے ہوئے اور سر آسمان کی جانب کرکے گریہ وزاری میں مشغول تھے، خدا کی طرف سے اُن کو آواز آئی کہ کیوں روتے ہو جب کہ میں تم سے راضی ہوں، عرش کی پالنے والے ہم اپنے گناہ کے سبب سے روتے ہیں اسی کے سبب سے ہم اپنے پروردگار کے جوارِ رحمت سے الگ ہوئے، ہم سے تسبیح وتقدیسِ ملائکہ مخفی ہوئی ہم پر ہماری شرمگاہیں ظاہر ہوئیں، ہمارے گناہ ہی نے ہم کو کھیتی باڑی اور آب وغذا کی مشقت میں ڈالا۔ ہم کو شدید وحشت ہو رہی ہے اُس جُدائی کے سبب سے جو ہمارے درمیان واقع ہوئی ہے تو خداوند رحمٰن ورحیم نے ان پر رحم کیا اور جبرئیلؑ کو وحی کی کہ میں نے آدمؑ وحوّاؑ پر رحم کیا۔ چونکہ انہوں نے اپنے گناہ کا اعتراف کیا اور اپنی تکلیف کی شکایت کی لہٰذا ان کے لیئے بہشت سے ایک خیمہ لے جاؤ اور اُن کو بہشت کی جُدائی میں تعزیت دو اور صبر کی ترغیب دو۔ اور اس خیمہ میں آدمؑ وحوّاؑ کو جمع کردو کیونکہ میں نے اُن کے رونے کے سبب سے اُن پر رحم کیا، اور اُن کی وحشت وتنہائی پر ترس کھایا۔ اور ان کے لیئے اس خیمہ کو اس بلندی پر نصب کرو جو مکّہ کے پہاڑوں اور اس کی بنیاد کے درمیان واقع ہے جس کو اکثر فرشتوں نے بلند کیا ہے، جبرئیل علیہ السلام خیمہ لائے وہ کعبہ کی بنیاد اور اس کے ارکان کے برابر تھا اس کو اسی جگہ برپا کیا اور آدمؑ کو کوہِ صفا سے اور حوّاؑ کو کوہِ مَروہ سے نیچے لائے اور دونوں کو خیمہ میں یکجا کیا۔ خیمہ کا ستون یاقوتِ سُرخ کا تھا جس کے نور و روشنی سے مکّہ کی تمام پہاڑیاں اور اس کے قرب وجوار روشن ہو گئے۔ وہ روشنی ہر طرف سے حرم کی اونچائی کے برابر بلند ہوئی اور حرمت خیمہ اور ستون کے سبب سے حرم محترم ہوا کیونکہ بہشت سے یہ لائے گئے تھے اسی سبب سے حق تعالیٰ نے نیکیوں کو حرم میں زیادہ قرار دیا ہے اور اس کے نزدیک گناہوں کو بھی زیادہ سخت گردانا ہے اور خیمے کی طنابوں کو اس کے گرد مسجد الحرام کے برابر کھینچا۔ اس کی میخیں بہشت کی شاخوں کی تھیں۔ اور دُوسری روایت میں ہے کہ بہشت کے طلائے خالص کی تھیں۔ اور اس کی طنابیں بہشت کی ارغوانی ڈوریوں کی تھیں۔ خدا نے جبرئیلؑ کو وحی کی کہ ستّر ہزار فرشتوں کو زمین پر لے جائیں جو سرکشانِ جن سے خیمہ کی حفاظت کریں اور آدمؑ وحوّاؑ کے مونس ہوں اور خیمہ کی تعظیم کے لیئے اس کے گرد طواف کریں۔ ملائکہ نازل ہوئے

اور خیمہ کے نزدیک قیام کیا اور سرکش و مغرور شیاطین سے اس کی حفاظت میں مشغول ہوئے اور خیمہ اور کعبہ کے گرد ہر شب و روز طواف کرتے رہے جس طرح کہ آسمان پر بیت المعمور کے گرد طواف کرتے تھے۔ ارکان کعبہ زمین پر بیت المعمور کے برابر ہیں جو آسمان پر ہے۔ اس کے بعد حق تعالیٰ نے جبرئیلؑ کو وحی کی کہ آدمؑ و حوّاؑ کے پاس جا کر ان کو میرے گھر کی بنیادوں سے دُور کر دو کیونکہ میں چاہتا ہوں کہ فرشتوں کے ایک گروہ کو زمین پر بھیجوں جو میرے گھر کی بنیادوں کو ملائکہ اور اولاد آدمؑ میں سے میری تمام مخلوق کے لیئے بلند کریں۔ جبرئیلؑ نازل ہوئے، آدمؑ و حوّاؑ کو خیمہ سے باہر لائے اور خانہ کعبہ سے دُور آدمؑ کو صفا پر اور حوّاؑ کو مروہ پر پہنچا دیا اور خیمہ کو آسمان پر لے گئے۔ آدمؑ و حوّا علیہم السّلام نے کہا اے جبرئیلؑ کیا خدا کے غضب کے سبب سے تم نے ہم کو اُس مکان سے علیحدہ کیا اور ہم میں جُدائی ڈالی یا خدا کی خوشنودی کے باعث ہمارے لیئے ایسی مصلحت سمجھی گئی اور مقدور ہوئی ہے؟ جبرئیلؑ نے کہا غضب اور غصّہ کے سبب سے نہیں ہے لیکن خدا جو کچھ کرتا ہے اس کی بارگاہ میں کسی کو سوال کرنے کا حق نہیں ہے۔ اے آدمؑ خدا نے جن ستر ہزار فرشتوں کو زمین پر بھیجا کہ تمہارے مونس ہوں اور بنیاد خانہ و خیمہ کے گرد طواف کریں، انہوں نے خدا سے سوال کیا کہ خیمہ کے بجائے ان کے لیئے بیت المعمور کے مقابل ایک مکان کی تعمیر فرمائے جس کے گرد طواف کریں جس طرح کہ آسمان پر بیت المعمور کے گرد طواف کرتے تھے۔ پس خدا نے مجھ پر وحی کی کہ تم کو اور حوّاؑ کو اس جگہ سے دُور کر دوں اور خیمہ کو آسمان پر لے جاؤں آدم علیہ السّلام نے کہا میں تقدیر خدا اور اس کے حکم پر جو ہمارے حق میں جاری ہُوا ہے راضی ہوں۔ لہٰذا آدمؑ صفا پر اور حوّاؑ مروہ پر رہتے تھے یہاں تک کہ آدمؑ کو حوّاؑ کی مفارقت سے وحشت اور بیحد تکلیف ہوئی۔ تو کوہ صفا سے نیچے آئے اور کوہ مروہ کی طرف شوق میں متوجہ ہوئے کہ حوّاؑ کو سلام کریں، اور اس وادی میں پہنچے جو صفا و مروہ کے درمیان تھی جہاں نشیب تھا۔ آدمؑ کوہ صفا سے حوّاؑ کو دیکھتے تھے۔ جب وادی میں پہنچے تو نظروں سے کوہ مروہ پوشیدہ ہو گیا اور حوّاؑ بھی چھپ گئیں تو آدمؑ اُس وادی میں اس خیال سے ڈرے کہ شاید راہ بھول گئے ہیں۔ وادی سے اُوپر آئے۔ مروہ پر پہنچے تو دوڑنا ترک کیا اور اُوپر چڑھ کر حوّاؑ کو سلام کیا پھر دونوں کعبہ کی طرف دیکھنے لگے کہ شاید اس کی بنیادیں بلند ہوئی ہوں۔ پھر خدا سے دُعا کی کہ ان کو اپنے مکان محترم میں واپس کرے۔ پھر آدمؑ مروہ سے نیچے آئے اور صفا پر پہنچ کر کھڑے ہو گئے۔ پھر کعبہ کی طرف رُخ کر کے دُعا کی۔ اس کے بعد پھر حوّاؑ کے مشتاق ہوئے اور کوہ صفا سے نیچے آئے اور مروہ کی جانب چلے اسی طرح تین مرتبہ گئے اور واپس آئے۔ جب صفا پر پہنچے دُعا کی کہ خدا اُن کو اور حوّاؑ کو یکجا کرے اور حوّاؑ نے بھی یہی دُعا کی خدا نے اسی وقت دونوں کی دُعائیں

قبول فرمائیں وُہ زوال آفتاب کا وقت تھا۔ جبرئیلؑ آدمؑ کے پاس آئے اور کہا کوہِ صفا سے نیچے آؤ اور حوّاؑ سے مُلاقات کرو۔ آدم علیہ السلام نیچے آئے اور مروہ کی طرف چلے اور دوڑتے ہُوئے حوّاؑ کے پاس پہنچے اور جو کچھ جبرئیل علیہ السلام نے کہا تھا اُن کو اُس سے آگاہ کیا۔ دونوں بُہت خوش ہُوئے اور خدا کا شکر و حمد بجالائے اسی سبب سے سات مرتبہ صفا و مروہ کے درمیان آدمؑ کی طرح سعی کرنا (دوڑنا) مقرّر ہُوا۔ پھر جبرئیلؑ نے ان کو خبر دی کہ خدا نے ملائکہ کو زمین پر بھیجا ہے کہ صفا و مروہ کے اور طور سینا اور جبل السّلام یعنی نجف اشرف کے ایک ایک پتھر سے خانۂ محترم کی بنیادوں کو قائم کریں۔ پھر خدا نے جبرئیلؑ کو بھی فرشتوں کے ساتھ کعبہ کی تعمیر و تکمیل کا حکم دیا۔ جبرئیلؑ نے ان چار پتھروں کو ان کے مقام سے کھود کر نکالا اور جس مقام پہ خدا کا حکم تھا رکھا اور خانہ کعبہ کے ارکان اور اُس کے نشانات انہی بنیادوں پہ جیسا کہ خداوند جبّار نے مقدّر فرمایا تھا نصب کیا۔ پس خدا نے جبرئیل علیہ السلام کو وحی کی کہ اس مکان کو مکمل کریں اُس پتھر سے جو امانتاً کوہِ ابو قبیس میں سپرد ہے یعنی حجر الاسود سے۔ اور اس کے لیئے دو دروازے قرار دیں ایک مشرق کی طرف دُوسری مغرب کی جانب۔ جب جبرئیلؑ فارغ ہوئے ملائکہ نے اس کے گرد طواف کیا۔ آدم و حوا علیہما السّلام نے بھی فرشتوں کو طواف کرتے دیکھ کر خود بھی سات مرتبہ طواف کیا۔ پھر وہاں سے چلے تاکہ کچھ چیز حاصل کر کے کھائیں۔ یہ اُسی روز ہُوا جس روز کہ زمین پر آئے تھے۔

بسندِ موثق حضرت صادقؑ سے منقول ہے کہ آدمؑ کوہِ صفا پر چالیس روز سجدے میں پڑے رہے اور بہشت اور جوارِ رحمتِ الٰہی سے جدائی پر روتے رہے۔ تو جبرئیلؑ نازل ہُوئے، اور رونے کا سبب پُوچھا۔ کہا کیوں کر نہ روؤں حالانکہ خدا نے اپنے جوارِ رحمت سے مجھ کو الگ کر دیا اور دُنیا میں بھیج دیا۔ کہا اے آدمؑ خدا سے توبہ کرو۔ پُوچھا کس طرح توبہ کروں، تو خدا نے اُن کے لیئے ایک نور کا قبہ کعبہ کے مقام پہ نازل کیا جس سے مکّہ کے پہاڑوں پہ حرم کے برابر نُور ساطع ہُوا تو خدا نے جبرئیلؑ کو حکم دیا کہ حرم کے گرد نشانات قائم کریں۔ پھر آٹھویں ذی الحجہ کو جبرئیلؑ آدمؑ کے پاس آئے اور کہا اٹھو۔ پھر ان کو حرم سے باہر لے جا کر کہا کہ غسل کریں اور احرام باندھیں۔ اور اُن کو احرام و تلبیہ کی کیفیت تعلیم کی۔ وُہ پہلی ذی القعدہ کو بہشت سے باہر آئے تھے۔ ان کو جبرئیلؑ آٹھویں ذی الحجہ کو احرام باندھنے کے بعد منیٰ میں لے گئے رات وہیں قیام کیا۔ صبح ہُوئی تو عرفات کی جانب لائے۔ روزِ عرفہ ظہر کا وقت آیا تو اُن کو تلبیہ قطع کرنے اور غسل کرنے کا حکم دیا۔ جب نماز سے فارغ ہُوئے تو جبرئیلؑ نے کہا کہ عرفات میں کھڑے رہیں۔ پھر ان کلمات کی تعلیم دی جو اپنے پروردگار سے حاصل کیئے تھے

وُہ یہ ہیں:۔ سُبْحَانَكَ اللّٰهُمَّ وَبِحَمْدِكَ لَآ اِلٰهَ اِلَّآ اَنْتَ عَمِلْتُ سُوْٓءً وَظَلَمْتُ نَفْسِيْ وَاعْتَرَفْتُ بِذَنْۢبِيْ فَاغْفِرْلِيْ اِنَّكَ اَنْتَ الْغَفُوْرُ الرَّحِيْمُ سُبْحَانَكَ اللّٰهُمَّ وَبِحَمْدِكَ لَآ اِلٰهَ اِلَّآ اَنْتَ عَمِلْتُ سُوْٓءً وَظَلَمْتُ نَفْسِيْ وَاعْتَرَفْتُ بِذَنْۢبِيْ فَاغْفِرْلِيْ اِنَّكَ اَنْتَ خَيْرُ الْغَافِرِيْنَ سُبْحَانَكَ اللّٰهُمَّ وَبِحَمْدِكَ لَآ اِلٰهَ اِلَّآ اَنْتَ عَمِلْتُ سُوْٓءً وَظَلَمْتُ نَفْسِيْ وَاعْتَرَفْتُ بِذَنْۢبِيْ فَاغْفِرْلِيْ اِنَّكَ اَنْتَ التَّوَّابُ الرَّحِيْمُ غرض اسی طرح استادہ رہے اور آسمان کی جانب ہاتھ بلند کر کے درگاہِ الٰہی میں تضرع و زاری کرتے تھے۔ جب آفتاب غروب ہوگیا آدمؑ کو جبرئیلؑ مشعر میں لائے۔ اسی جگہ شب بسر کی۔ صبح ہوئی تو کوہِ مشعر الحرام پر کھڑے ہوئے اور چند کلمات کے ساتھ خدا کی بارگاہ میں رجوع ہوئے۔ اس وقت خدا نے اُن کی توبہ قبول کی۔ پھر جبرئیلؑ علیہ السّلام ان کو منیٰ میں لائے اور حکم دیا کہ سر منڈوائیں پھر ان کو مکّہ کی طرف واپس لائے جب جمرۂ اولیٰ کے پاس پہنچے شیطان ان کے راستہ میں آیا اور کہا اے آدمؑ کہاں کا ارادہ ہے جبرئیلؑ نے کہا کہ اس پر اللہ اکبر کہہ کہہ کر سات پتھر ماریں۔ جب ایسا کیا شیطان بھاگ گیا۔ پھر جمرۂ ثانی کے پاس سرِ راہ آدمؑ سے ملا۔ جبرئیلؑ نے کہا اُسی طرح پھر سات پتھر مارو۔ آدمؑ نے اس کو سات پتھر مارے اور اللہ اکبر کہتے گئے۔ شیطان بھاگ گیا۔ پھر تیسرے جمرہ کے پاس آیا۔ آدمؑ نے جبرئیلؑ کے کہنے سے پھر سات پتھر اس کی طرف پھینکے اور ہر پتھر کے ساتھ اللہ اکبر کہتے رہے پھر شیطان بھاگ گیا۔ تو جبرئیلؑ نے کہا اب ہرگز اس کو نہ دیکھو گے۔ پھر جبرئیلؑ آدمؑ کو کعبہ کی طرف لائے اور اُن کو حکم دیا کہ سات مرتبہ طواف کریں۔ پھر کہا کہ خدا نے تمہاری توبہ قبول فرمائی اور تمہاری زوجہ کو تم پر حلال کیا۔ جب آدم علیہ السّلام نے اپنے حج کو تمام کیا ملائکہ نے اُن سے ابطح میں مُلاقات کی اور کہا اے آدمؑ تمہارا حج مقبول ہو۔ ہم نے تم سے دو ہزار سال قبل اس مکان کا حج کیا ہے۔ اور بموجب حدیث صحیح ملائکہ نے ان سے یہ بات اس وقت کی جب وُہ عرفات سے روانہ ہوئے۔ اور دُوسری حسن حدیث میں فرمایا کہ جب آدمؑ طوافِ کعبہ کر رہے تھے اور اُن کی دُعا قبول ہونے والی تھی کہ جبرئیلؑ نے اُن سے کہا کہ اس جگہ اپنے گناہ کا اقرار کرو۔ آدم علیہ السّلام نے کہا خداوندا ہر عمل کرنے والے کے لیئے ایک اجر ہے میرے عمل کا کیا اجر ہے؟ حق تعالیٰ نے اُن پر وحی کی اے آدمؑ تیری اولاد میں سے جو شخص اس مکان تک آئے گا اور اپنے گناہوں کا اقرار کرے گا اس کو بخش دوں گا۔

بسندِ صحیح حضرت امام محمّد باقرؑ سے منقول ہے کہ جب حضرت آدمؑ نے کعبہ کی بنا رکھی اور اس کے گرد طواف کیا اور کہا کہ ہر عمل کرنے والے کے واسطے ایک اجر ہے۔ میں نے بھی عمل کیا ہے۔ وحی ہوئی کہ اے آدمؑ سوال کرو۔ عرض کی بارالٰہا میرا گناہ بخش دے ان کو

وحی پہنچی کہ تم بخشے گئے۔ عرض کی کہ میری ذریّت کو بھی بخش دے۔ وحی آئی کہ اے آدمؑ جو شخص ان میں سے تمہاری طرح اپنے گناہ کا اقرار کرے گا اُس کو بخش دُوں گا۔

ایک روایت میں ہے کہ جب آدمؑ کی نسل بڑھی اور اُن کی اولاد زیادہ ہوئی تو ایک روز لوگ اُن حضرتؑ کے پاس بیٹھے ہوئے گفتگو کر رہے تھے حضرت آدم علیہ السّلام خاموش تھے۔ لوگوں نے کہا اے پدر آپ کیوں خاموش ہیں؟ فرمایا جب حق تعالیٰ نے مجھے اپنے جوارِ رحمت سے علیحدہ کیا مجھ سے عہد لیا اور فرمایا کہ گفتگو کم کرنا تاکہ پھر میرے جوار کی طرف واپس ہو سکو۔

بسندِ معتبر حضرت موسیٰ بن جعفرؑ سے منقول ہے کہ جب آدم و حوّا علیہما السّلام سے ترکِ اُولیٰ صادر ہُوا تو خدا نے آدمؑ کو کوہِ صفا پر بھیجا۔ اسی لئے اس کو صفا کہتے ہیں کیونکہ آدمؑ مُصطفےٰ برگزیدہ کا اُس پر نزول ہُوا۔ اور حوّاؑ کو کوہِ مروہ پر اُتارا اسی لیے اُس کو مروہ کہتے ہیں کہ اس پر مرأۃ یعنی عورت کا نزول ہُوا۔ آدمؑ نے سمجھا کہ میرے اور حوّاؑ کے درمیان اس لیئے جدائی ڈالی گئی کہ وُہ مجھ پر حلال نہ ہوں گی۔ لہٰذا آدمؑ نے حوّاؑ سے علیحدگی اختیار کی۔ دن کو کوہِ مروہ پر ان کے پاس آتے تھے اور رات کو واپس چلے جاتے تھے اس خوف سے کہ کہیں شہوت غالب نہ ہو جس وقت خدا ان پر وحی یا کوئی فرشتہ نہیں بھیجتا تھا وُہ حوّاؑ سے دل بہلاتے۔ کیونکہ حوّاؑ کے سوا کوئی مونس نہ تھا۔ اسی لئے عورتوں کو نساء کہتے ہیں۔ چونکہ حوّاؑ آدمؑ کے لیئے باعثِ اُنس تھیں۔ خدا نے اُن پر احسان و انعام کیا کہ ان کو توبہ کی توفیق دی اور چند کلموں کی تعلیم دی۔ جب آدمؑ نے اُن کلمات کے ساتھ تکلم کیا خدا نے ان کی توبہ قبول کی اور جبرئیلؑ کو ان کے پاس بھیجا۔ جبرئیل علیہ السّلام نے کہا السّلام علیکؑ اے آدمؑ، بیشک خدا نے مجھ کو تمہارے پاس بھیجا ہے کہ تم کو مناسکِ حج تعلیم کروں تاکہ تم پاک ہو جاؤ۔ پھر ان کا ہاتھ پکڑا اور خانہ کعبہ کے پاس لائے۔ خدا نے ایک ابر بھیجا کہ خانہ کعبہ کی جگہ پر سایہ کرے اور وُہ ابر بیت المعمور کے برابر تھا۔ جبرئیلؑ نے کہا اے آدمؑ اس ابر کے سایہ کے گرد خط کھینچو کہ جلد تمہارے لیئے ایک بلّور کا گھر ظاہر ہوگا۔ جو تمہارا اور تمہاری اولاد کا قبلہ ہوگا۔ جب آدم علیہ السّلام نے خط کھینچا خدا نے ان کے لئے ابر کے نیچے بلّور کا مکان ظاہر کیا اور حجرِ اسود کو بھیجا اور وُہ دُودھ سے زیادہ سفید اور آفتاب سے زیادہ نورانی تھا۔ چونکہ مشرکوں نے بھی اس پر ہاتھ پھیرا اس لیئے سیاہ ہوگیا۔ جبرئیلؑ نے آدمؑ سے کہا کہ حج کریں اور اپنے گناہ سے تمام مشاعر کے نزدیک آمرزش طلب کریں۔ اور بتایا کہ خدا نے ان کو بخش دیا اور کہا کہ جمرہ کے پتھروں کو مشعر سے اٹھالیں۔ غرض جب جمروں کے قریب پہنچے

(تو مثل سابق سرِ راہ شیطان کا آنا اور آدمؑ کا اس کو پتھر مارنا بیان کرکے فرمایا کہ) وہ رمی جمرات سے فارغ ہوئے اُن کو پہلے سے حکم کیا گیا تھا کہ خدا کی بارگاہ میں قربانی پیش کریں اور خدا کے لیئے تواضع و انکساری کے طور پر سر منڈوائیں۔ پھر حکم دیا کہ سات بار خانہ کعبہ کے گرد طواف کریں اور سات مرتبہ صفا و مروہ کے درمیان سعی کریں، صفا سے ابتدا کرکے مروہ پر ختم کریں۔ اس کے بعد پھر خانۂ کعبہ کے گرد سات مرتبہ طواف کریں یہ طوافِ نسا ہے جس میں کسی محرم کو حلال نہیں ہے کہ عورتوں سے جماع کرے جب تک کہ طواف سے فارغ نہ ہو جائے۔ جب آدم علیہ السّلام تمام اعمال بجا لائے جبرئیلؑ نے کہا کہ حق تعالےٰ نے تمہارا گناہ بخش دیا اور توبہ قبول فرمائی اور تمہاری زوجہ کو تم پر حلال کیا۔

بسندِ معتبر منقول ہے کہ حضرت صادقؑ نے طواف کیا اور حجر اسود اور دروازۂ خانۂ کعبہ کے درمیان دو رکعت نماز ادا کی اور فرمایا کہ آدمؑ کی توبہ اسی جگہ مقبول ہوئی۔

دوسری معتبر روایت میں منقول ہے کہ حضرت امام محمد باقرؑ سے لوگوں نے پوچھا کہ جب آدمؑ نے حج کیا کس چیز سے ان کے بال تراشے گئے؟ فرمایا کہ جبرئیل علیہ السّلام بہشت سے ایک یاقوت لائے تھے وہ اُن کے سر پر پھیرا گیا تو سب بال گر گئے۔

بسند موثق حضرت صادقؑ سے منقول ہے کہ جب آدمؑ زمینِ ہند پر آئے تو حجر اسود ان کی طرف گرا دیا گیا وہ عرش کے سامنے یاقوت سرخ کے مانند تھا۔ جب آدمؑ نے اُس کو دیکھا پہچان لیا۔ اُس کو بوسہ دیا پھر اُس کو اُٹھا کر مکہ کی طرف لائے۔ جب تھک جاتے تھے جبرئیلؑ اُن سے لے لیتے تھے۔ جب کبھی جبرئیلؑ ان کے پاس آتے تھے ان کو محزون و مغموم دیکھتے۔ ایک بار آدمؑ نے جبرئیلؑ سے شکایت کی۔ جبرئیلؑ نے کہا کہ جب کبھی اندوہ و ملال ہو تو لَاحَوْلَ وَلَاقُوَّۃَ اِلَّا بِاللّٰہِ الْعَلِیِّ الْعَظِیْمِ پڑھو۔ عامّہ و خاصّہ نے وہب سے روایت کی ہے کہ آدم علیہ السّلام بہشت سے نیچے ایک پہاڑ پر آئے جو زمینِ ہند کے پورب میں تھا جس کو باسم کہتے تھے۔ خدا نے اُن کو حکم دیا کہ مکّہ کو جائیں۔ زمین اُن کے لیئے پیچیدہ ہو گئی جہاں جہاں اُن کا قدم پڑا وہ زمین آباد ہو گئی۔ آدمؑ دو سو سال تک بہشت کی جدائی پر رویا کیئے۔ پس خدا نے بہشت کے ایک خیمہ کے ذریعہ سے اُن کی تسلّی فرمائی جسے کعبہ کی جگہ پر نصب کیا وہ خیمہ یاقوت سُرخ کا تھا، اُس میں سونے کے دو دروازے تھے ایک مشرق کی طرف دُوسرا مغرب کی طرف۔ اس میں سونے کی دو قندیلیں لٹکی ہوئی تھیں جو نُور سے روشن تھیں اور رُکن یعنی حجر الاسود نازل ہوا وہ بہشت کا ایک سفید یاقوت تھا۔ اور حضرت آدم علیہ السّلام کی کُرسی نازل ہوئی جس پر وہ بیٹھے تھے وہ خیمہ خانۂ کعبہ کی جگہ پر

نصب تھا یہاں تک کہ آدم علیہ السّلام نے رحلت فرمائی تو خدا نے اس خیمہ کو آسمان پر اُٹھا لیا اس کی جگہ پر فرزندانِ آدمؑ نے مٹی اور پتھر کا گھر بنایا وُہ ہمیشہ معمور رہا اور طوفانِ نوحؑ میں غرق نہیں ہُوا یہاں تک کہ ابراہیم علیہ السّلام مبعوث ہوئے [1]

بسند معتبر حضرت صادقؑ سے منقول ہے کہ آدمؑ کا آسمان میں ایک فرشتہ مخصوص دوست تھا۔ جب وُہ زمین پر آئے اس مَلک کو وحشت ہُوئی اس نے خدا سے شکایت کی اور اجازت طلب کی کہ زمین پر جا کر آدمؑ سے مُلاقات کرے۔ جب وہ زمین پر آیا دیکھا کہ وُہ ایک بیابان میں بیٹھے ہیں۔ جب آدمؑ کی نگاہ اس پر پڑی ہاتھ اس کے سر پر پھیرا اور ایک نعرہ کیا جس کو تمام مخلوق نے سُنا۔ اس فرشتہ نے کہا کہ اے آدمؑ تم نے اپنے پروردگار کی معصیت کی اور وُہ بوجھ اٹھایا جس کی طاقت تم کو نہ تھی۔ کیا تم جانتے ہو کہ خدا نے تمہارے حق میں ہم سے کیا کہا تھا اور ہم نے اُس کو اسی پر رد کر دیا تھا۔ کہا نہیں۔ فرشتہ نے کہا کہ خدا نے ہم سے کہا تھا کہ میں زمین میں خلیفہ بناؤں گا۔ ہم سب نے کہا کہ آیا تو زمین میں اُس کو خلیفہ قرار دے گا جو فساد اور خونریزی کرے خدا نے تم کو خلق اسی لیے کیا کہ تم زمین میں رہو۔ یہ نہیں ہوسکتا تھا کہ آسمان میں رہو، حضرت صادقؑ نے تین بار فرمایا کہ واللہ اس نے اس گفتگو سے آدمؑ کی تسلّی کر دی۔

حضرت رسُولؐ سے منقول ہے کہ شیطان پہلا شخص ہے جس نے گانا گایا اور نغمہ شتر بانی ایجاد کیا اور نوحہ کیا۔ جب آدمؑ نے درخت ممنوعہ سے کھایا شیطان نے گانا شروع کیا، جب خدا نے اُن کو بہشت سے زمین پر بھیجا اُس نے حُدی (نغمہ شتر بانی) شروع کیا۔ جب وُہ بھی زمین پر نکال دیا گیا، تو بہشت کی نعمتوں کو یاد کر کے نوحہ کیا۔

دُوسری حدیث معتبر میں حضرت صادقؑ سے منقول ہے کہ آدمؑ و یوسفؑ اور داؤدؑ کی طرح کسی نے گریہ نہیں کیا۔ پُوچھا کہ ان کا گریہ کس حد تک تھا؟ فرمایا کہ آدمؑ جس وقت بہشت سے زمین پر بھیجے گئے ان کا سر ان کی بلندی قامت کے سبب سے آسمان کے ایک دروازہ میں تھا وُہ اس قدر روئے کہ اہلِ آسمان ان کی صدائے گریہ سے بے چین ہو گئے اور خدا سے شکایت کی تو خدا نے ان کے قد کو چھوٹا کر دیا۔ اور داؤد علیہ السّلام اس قدر روئے کہ اُن کے آنسوؤں سے گھاس اُگ آئی تھی پھر چند ایسی آہیں کیں کہ وُہ گھاس جل گئی۔ اور یوسف علیہ السّلام اپنے باپ حضرت یعقوب علیہ السّلام کی مفارقت پر قید خانہ میں اس قدر روئے کہ اہلِ زندان کو اذیّت ہوئی اور یہ طے کیا کہ ایک روز روئیں اور دُوسرے روز خاموش رہیں۔

شیطان نے گانا ایجاد کیا

[1] مؤلف فرماتے ہیں کہ یہ روایت عامہ کے طریق پر ہے گزشتہ روایتیں قابلِ اعتماد ہیں۔ ۱۲

حضرت علی بن الحسینؑ سے منقول ہے کہ جب کبھی آدمؑ حواؑ سے مقاربت کا ارادہ کرتے تھے حرم سے باہر لے جاتے تھے پھر غسل کر کے حرم میں داخل ہوتے تھے۔

بسند صحیح منقول ہے کہ صفوان نے حضرت امام رضاؑ سے حرم اور اُس کے نشانات کے بارے میں دریافت کیا۔ فرمایا کہ جب آدمؑ بہشت سے کوہِ ابوقبیس پر نازل ہوئے اور لوگ کہتے ہیں کہ ہند میں اُترے تو خدا سے اپنی وحشت کی شکایت کی اور یہ کہ جو کچھ (آوازِ تسبیح و تہلیل) بہشت میں سُنتے تھے دُنیا میں نہیں سُنائی دیتی۔ حق تعالےٰ نے ایک یاقوت سُرخ بھیجا جس کو اُنہوں نے خانہ کعبہ کی جگہ پر رکھا۔ وُہ اس کے گرد طواف کرتے تھے۔ اس کی روشنی جہاں تک پہنچتی تھی اس مقام تک نشانات قائم کیے تو حق تعالیٰ نے سب کو حرم قرار دے دیا۔

بسند معتبر منقول ہے کہ حضرت صادقؑ سے لوگوں نے پُوچھا کہ خوشبو کی اصل کس چیز سے ہے ؟ فرمایا کہ لوگ کیا کہتے ہیں ؟ راوی نے کہا کہ کہتے ہیں کہ آدمؑ بہشت سے آئے ان کے سر پر ایک تاج تھا۔ حضرتؑ نے فرمایا کہ خدا کی قسم اُس سے زیادہ وُہ غم میں مشغول تھے کہ اُن کے سر پر تاج رہا ہو۔ پھر فرمایا کہ حواؑ نے قبل اس کے کہ درخت کا پھل کھائیں اپنے گیسوؤں کو بہشت کی ایک خوشبو سے معطر کیا تھا۔ جب زمین پر آئیں اپنے سنوارے ہوئے گیسوؤں کو کھولا۔ خدا نے ایک ہوا بھیجی جس نے اس خوشبو کو مغرب و مشرق تک پہنچا دیا۔ لہٰذا تمام خوشبوؤں کی اصل اسی سے ہے۔

دوسری معتبر حدیث میں فرمایا کہ جب حضرت آدمؑ نے درختِ ممنوعہ کا پھل کھایا بہشت کے حُلّے آپ کے جسم سے اُتر گئے۔ آپ نے بہشت کے ایک پتّے سے اپنی ستر پوشی کی جب وُہ زمین پر آئے اس برگ کی خوشبو گھاسوں میں چسپیدہ ہو گئی۔ بادِ جنوب اس میں بسی ہوئی مغرب کی طرف چلی۔ جب وہ ہند میں رُکی وہ خوشبو وہاں کے درختوں اور گھاسوں میں سرایت کر گئی اس طرح ہندوستان میں خوشبو کا وجود ہُوا۔ اور سب سے پہلے جس حیوان نے اس گھاس کو کھایا آہوئے مُشک تھا جس سے اس کا گوشت و خون تیار ہُوا اور وُہ خوشبو اس کی ناف میں جمع ہو گئی۔

بسند معتبر حضرت امام رضاؑ سے منقول ہے کہ پچیسویں ذی القعدہ کو رحمتِ خدا وسیع ہُوئی زمین کھینچی گئی اور بڑی ہُوئی اسی روز کعبہ نصب ہُوا اور آدم علیہ السّلام زمین پر آئے۔

بسند معتبر حضرت صادقؑ سے منقول ہے کہ کعبہ ایک بلند مقام تھا اور اس کی زمین سفید تھی جس سے آفتاب و ماہتاب کی طرح روشنی نمایاں تھی۔ جب قابیل نے ہابیل کو قتل کیا تو وُہ زمین سیاہ ہو گئی۔ جب آدمؑ زمین پر آئے حق تعالےٰ نے تمام زمین کو اُن کے لیے بلند

بسند معتبر حضرت امام محمد باقرؑ سے منقول ہے کہ رسولِ خداؐ نے فرمایا کہ حق تعالیٰ نے آدمؑ کو جب زمین پر بھیجا اُن کو حکم دیا کہ اپنے ہاتھ سے زراعت کریں. بہشت اور اس کی نعمتوں کے بعد اب اپنی محنت و مشقت سے روزی حاصل کریں. حضرت آدمؑ دو سو سال تک بہشت کی مفارقت میں گریہ وزاری کرتے رہے آخر خدا کے سجدہ میں سر جھکایا اور تین شب و روز سجدہ سے سر نہیں اٹھایا. عرض کی پالنے والے آیا تو نے مجھے خلق نہیں کیا؟ فرمایا کہ بے شک خلق کیا. عرض کی کیا اپنی رُوح تُو نے میرے جسم میں نہیں پھونکی. فرمایا کہ ہاں ضرور پھونکی. کہا کیا اپنی بہشت میں مجھ کو تُو نے ساکن نہیں کیا. فرمایا کہ ہاں ساکن کیا. عرض کی کیا تو نے میرے لئے اپنی رحمت کو اپنے غضب پر سبقت نہیں دی فرمایا کہ ہاں دی ہے لیکن کیا تو نے صبر یا شکر کیا. آدمؑ نے کہا لَآ اِلٰهَ اِلَّآ اَنْتَ سُبْحَانَكَ اِنِّیْ ظَلَمْتُ نَفْسِیْ فَاغْفِرْ لِیْ اِنَّكَ اَنْتَ الْغَفُوْرُ الرَّحِیْمُ. تیرے سوا کوئی معبود نہیں تو پاک ہے. میں نے اپنے نفس پر ظلم کیا تو مجھے بخش دے بیشک تُو بڑا بخشنے والا رحیم ہے. تو خدا نے ان پر رحم کیا اور ان کی توبہ قبول فرمائی بیشک وُہ توبہ قبول کرنے والا اور رحم کرنے والا ہے۔

بسند معتبر حضرت امام جعفر صادق علیہ السّلام سے منقول ہے کہ جب حق تعالےٰ نے چاہا کہ آدمؑ کی توبہ قبول کرے جبرئیلؑ کو ان کے پاس بھیجا جبرئیلؑ نے آکر کہا السّلام علیک اے اپنی بلاؤں پر صبر کرنے والے اور اپنی خطا سے توبہ کرنے والے آدمؑ! خدا نے مجھ کو تمہارے پاس بھیجا ہے تاکہ تم کو وُہ مناسک سکھاؤں جس کے ذریعہ سے خدا تمہاری توبہ قبول کرنا چاہتا ہے. پھر ان کا ہاتھ پکڑ کر خانۂ کعبہ کے نزدیک لائے. ایک ابر آسمان سے نازل ہوا جس نے کعبہ کے بقدر سایہ کیا. جبرئیلؑ نے کہا اس سایہ کے گرد خط کھینچو اور حدودِ حرم ان کو دکھلائے. آدمؑ نے حرم کے گرد خط کھینچا پھر اُن کو منیٰ میں لے گئے وہاں مسجد کی جگہ دکھائی. آدمؑ نے اُس کے گرد بھی خطوط کھینچے. پھر اُن کو عرفات میں لے جا کر ٹھہرایا اور کہا جب آفتاب غروب ہو جائے سات مرتبہ اپنے گناہ کا اعتراف کرو. آدمؑ نے ایسا ہی کیا اس سبب سے اُس مقام کو معترف یا معرف کہتے ہیں اور یہ سُنّت فرزندانِ آدمؑ کے لئے مقرر

(بقیہ از صـ۱۲۰) کہ آفتاب کی حرارت بالذات بغیر کسی جہت کے رہی ہو یا اس سبب سے ہو کہ آپ کو بلندی قامت کے سبب سے ممکن نہ تھا کہ کسی چھت یا کسی درخت یا غار میں پوشیدہ ہو سکیں. اور ان کا قد ستّر ہاتھ کر دینے سے مراد یہ ہو کہ قامت اوّل ستر ہاتھ قامت آخر کے ہاتھ سے ہو جائے تاکہ عام خلقت کے مساوی ہونے میں منافات نہ واقع ہو یا یہ کہ ہاتھ سے مُراد اُس زمانہ کا مقررہ ہاتھ ہو یا مراد وُہ گز ہو جسے آدمؑ نے چیزوں کی پیمائش کے لئے مقرر فرمایا ہو. اور حوّاؑ کے بارے میں بھی یہی تمام وجوہ قائم ہیں اور اس حدیث کے حل کی بہت سی وجہیں میں نے بحار الانوار میں ذکر کی ہیں. ۱۲ منہ

ہوئی کہ اس جگہ اپنے گناہوں کا اقرار کریں اور خدا سے توبہ کریں۔ پھر جبرئیلؑ نے بتایا کہ عرفات سے واپس ہوں۔ تو وہ ساتوں پہاڑ سے گزرے تو کہا کہ ہر پہاڑ پر چار مرتبہ اللہ اکبر کہو تہائی رات کو مشعرالحرام میں پہنچے وہاں نماز شام و نماز شب کو جمع کیا اس سبب سے مشعر کو جمع کہتے ہیں۔ پھر اُن کو بٹھائے مشعر میں آرام کرنے کو کہا وہ سو گئے۔ صبح ہوئی تو اُن سے کہا کہ وہ مشعر کے اُوپر جائیں اور طلوع آفتاب کے قریب سات مرتبہ اپنے گناہ کا اقرار کریں اور سات مرتبہ خدا سے توبہ کریں اور گناہ کی بخشش چاہیں۔ آدمؑ نے ایسا ہی کیا۔ اسی وجہ سے دُو اعتراف مقرر ہوئے ایک عرفات میں اور ایک مشعر میں تاکہ اُن کی اولاد کے لیے یہ سُنّت ہو کہ اگر کوئی عرفات میں پہنچ جائے تو اُس نے گویا حج کو پورا کیا۔ پھر مشعر سے روانہ ہوئے اور وقت چاشت منیٰ میں پہنچے وہاں بحکم جبرئیلؑ دُو رکعت نماز ادا کی اور خدا کی بارگاہ میں قربانی پیش کی۔ خدا نے اُن کی قربانی قبول فرمائی اس طرح کہ آسمان سے ایک آگ نازل کی جس نے قربانی کو جلا دیا۔ اور تمام اُمور اولادِ آدمؑ کے لیے سُنّت قرار پائے۔ پھر جبرئیلؑ نے کہا کہ خدا نے تم پر احسان کیا کہ تم کو مناسکِ حج کی تعلیم دی، تمہاری توبہ اس کے ذریعہ سے قبول کی اور تمہاری قربانی کو مقبول فرمایا۔ لہٰذا خدا کی بارگاہ میں اظہارِ عاجزی و انکساری کے لیے اپنا سر منڈواؤ۔ آدمؑ نے سر منڈوایا پھر اُن کا ہاتھ پکڑ کر خانہ کعبہ کی طرف لے چلے ابلیس جمرۂ عقبہ کے نزدیک آیا اور کہا آدمؑ کہاں جاتے ہو۔ جبرئیلؑ نے کہا اے آدمؑ اس کو سات پتھر مارو اور ہر پتھر کے ساتھ اللہ اکبر کہو۔ جب آدمؑ نے ایسا کیا شیطان چلا گیا۔ پھر دُوسرے روز آدمؑ کا ہاتھ پکڑ کر ان کو جمرۂ اوّل کی جانب لائے، پھر شیطان ظاہر ہوا۔ جبرئیلؑ نے کہا اس کو سات پتھر مارو اور اللہ اکبر کہتے جاؤ۔ جب ایسا کیا شیطان بھاگ گیا۔ پھر جمرۂ دوم کے پاس ظاہر ہوا اور کہا اے آدمؑ کہاں جاتے ہو۔ جبرئیلؑ نے کہا اس کو سات پتھر مارو اور ہر مرتبہ اللہ اکبر کہو۔ ایسا کرنے سے شیطان غائب ہو گیا۔ اسی طرح تیسرے اور چوتھے روز بھی کیا۔ آخر میں جبکہ شیطان بھاگ گیا، جبرئیلؑ نے آدمؑ سے کہا کہ اب اس کے بعد اُس کو ہرگز نہ دیکھو گے۔ پھر ان کو خانہ کعبہ کی طرف لے گئے اور حکم دیا کہ سات مرتبہ طواف کریں۔ آدمؑ نے ایسا ہی کیا تو جبرئیلؑ نے کہا کہ خدا نے تمہارا گناہ بخش دیا اور تمہاری توبہ قبول فرمائی۔ اب تمہاری زوجہ تمہارے لیے حلال ہو گئی۔

بسندِ معتبر حضرت صادقؑ سے منقول ہے کہ جب آدمؑ بہشت سے زمین پر آئے، خدا سے بہشت کے میوؤں کی خواہش کی۔ خدا نے انگور کے دو خوشے ان کے لیے بھیجے آدمؑ نے اُن کو بویا، اُن میں پتیاں نکلیں پھل لگے اور ان کا میوہ تیار ہُوا۔ ابلیس لعین نے

آن کر ان کے گرد ایک دیوار کھینچی آدمؑ نے کہا اے ملعون تجھے ان سے کیا غرض۔ اُس نے کہا یہ میرے لیئے ہیں۔ آدمؑ نے فرمایا تو جھوٹا ہے۔ آخر دونوں رُوح القدس کے فیصلہ پر راضی ہوئے اور ان کے پاس پہنچے۔ آدمؑ نے واقعہ بیان کیا۔ رُوح القدس نے کچھ آگ ان درختوں کی طرف پھینکی جو ان درختوں کی شاخوں میں لگی اور شعلے بلند ہوئے یہاں تک کہ آدمؑ کو گمان ہوا کہ سب جل گئے۔ شیطان کو بھی یہی خیال ہوا۔ جب آگ ختم ہوئی دیکھا کہ درخت دو ثلث جل گئے تھے ایک ثلث باقی رہ گئے تھے۔ رُوح القدس نے کہا جو کچھ جل گیا شیطان کا حصّہ ہے اور جس قدر باقی ہے اے آدمؑ وہ تمہارا حصّہ ہے۔

دُوسری حدیث معتبر سند کے ساتھ انہی حضرت سے منقول ہے کہ جب حق تعالیٰ نے آدمؑ کو زمین پر بھیجا۔ اُن کو درخت لگانے اور زراعت کرنے کا حکم دیا اور بہشت کے درختوں میں سے درخت خرما اور انگور اور زیتون اور انار ان کے لیئے بھیجے۔ انہوں نے ان سب کو زمین میں اپنے فرزندوں کے لیئے بو دیا اور اُن کے پھل کھا لیئے۔ شیطان لعنہ اللہ علیہ نے کہا اے آدمؑ یہ درخت کیسے ہیں جن کو میں نے پہلے زمین پر نہیں دیکھا تھا حالانکہ میں تم سے پہلے زمین پر تھا۔ اجازت دو کہ کچھ ان میں سے کھاؤں۔ آدمؑ نے انکار کیا اور اس کو ڈانٹا پھر وہ حضرت آدمؑ کے آخر وقت حوّاؑ کے پاس آیا اور کہا کہ مجھے بھوک اور پیاس کے سبب سے سخت اذیت ہے۔ حوّاؑ نے کہا کہ آدمؑ نے مجھ سے عہد لیا ہے کہ ان درختوں سے تجھے کچھ نہ کھلاؤں کیونکہ یہ بہشت کے درخت ہیں اور تجھ کو حق نہیں ہے کہ بہشت کا میوہ کھائے۔ اس نے کہا کہ ذرا سا میری ہتھیلی پر ڈال دو۔ حوّاؑ نے انکار کیا۔ پھر کہا کہ تھوڑا سا دے دو میں کھاؤں گا نہیں چُوسوں گا۔ حوّاؑ نے انگور کا ایک خوشہ اُس ملعون کو دے دیا۔ وُہ چُوسنے لگا۔ جب ایک ٹکڑا چُوس چکا، حوّاؑ نے اُس کے مُنہ سے کھینچ لیا۔ خُدا نے آدمؑ کو وحی کی کہ انگور کو میرے اور تمہارے دُشمن ابلیس ملعون نے چُوسا ہے لہٰذا اس کا شیرہ جو شراب ہو جائے تم پر حرام ہو گیا۔ اگر کھا لیتا تو تمام انگور اور جو کچھ اُس سے حاصل ہوتا سب کا سب حرام ہو جاتا۔ اسی طرح اُس نے حوّاؑ کو فریب دے کر خرما لے کر چُوسا۔ انگور و خرما دونوں مُشک سے زیادہ خوشبودار تھے اور شہد سے زیادہ شیریں لیکن دُشمنِ خدا شیطان کے چُوسنے سے اُن کی خوشبو زائل ہو گئی اور شیرینی کم ہو گئی۔ حضرت صادقؑ نے فرمایا کہ وفاتِ آدم علیہ السّلام کے بعد ابلیس ملعون نے درختِ خرما اور درختِ انگور کی جڑوں میں پیشاب کیا اور پانی اُن کی جڑوں میں اس کے پیشاب کے ساتھ مل کر جاری ہُوا۔ اسی سبب سے ان درختوں کی شراب بدبودار اور مست کرنے

والی ہوتی ہے لہٰذا خدا نے فرزندان آدمؑ پر حرمت کرنے والی چیز کو حرام کردیا اور دوسری معتبر حدیث میں فرمایا کہ ہمارا خرما وہ ہے جسے خدا نے آدمؑ کے لیے بہشت سے بھیجا، اور وہ تمام خرموں سے بہتر ہے۔

بسند معتبر و صحیح حضرت امام رضاؑ سے منقول ہے کہ حضرت مریمؑ کے خرمے کا درخت عجوہ تھا اور آدمؑ کے لئے عتیق و عجوہ نازل ہوئے جن سے خرموں کی تمام قسمیں پیدا ہوئیں۔

بسند معتبر حضرت صادقؑ سے منقول ہے کہ جب آدمؑ زمین پر آئے تو کھانے پینے کے محتاج ہوئے۔ جبرئیلؑ سے شکایت کی۔ جبرئیلؑ نے کہا کہ زراعت کرو۔ آدمؑ نے کہا کوئی دعا مجھے تعلیم کرو۔ جبرئیلؑ نے یہ دعا سکھائی۔ اَللّٰھُمَّ اکْفِنِیْ مُؤْنَةَ الدُّنْیَا وَ کُلَّ ھَوْلٍ دُوْنَ الْجَنَّةِ وَ اَلْبِسْنِیَ الْعَافِیَةَ حَتّٰی تُھَنِّئَنِیَ الْمَعِیْشَةَ ۔

فصل پنجم } حضرت آدم علیہ السلام کی اولاد کے حالات اور ان کی نسل جاری ہونے کی کیفیت :۔

بسند معتبر زرارہ سے منقول ہے کہ لوگوں نے حضرت صادقؑ سے دریافت کیا کہ آدمؑ کی نسل کیونکر قائم ہوئی کیونکہ جو لوگ ہمارے پاس رہتے ہیں وہ کہتے ہیں کہ خدا نے آدمؑ کو وحی کی کہ اپنی لڑکیوں کو اپنے لڑکوں سے تزویج کرو۔ چنانچہ اس تمام خلقت کی اصل بھائیوں اور بہنوں سے ہے۔ حضرتؑ نے فرمایا کہ حق تعالیٰ اس سے پاک و بلند مرتبہ ہے کہ اُس سے ایسا فعل صادر ہو۔ جو شخص ایسا کہتا ہے تو اُس کے اعتقاد میں خدا نے اپنی برگزیدہ مخلوق اپنے دوستوں، پیغمبروں، مومنوں اور مسلمانوں کی اصل حرام سے قرار دی اور بطریق حلال خلق کرنے کی قدرت نہیں رکھتا تھا باوجود اس کے کہ اُن سے حلال اور طیب و طاہر طریق کا عہد لیا ہے۔ خدا کی قسم مجھے خبر پہنچی ہے کہ بعض چوپائے اپنی بہن کو نہ پہچان کر اُس پر سوار ہو گئے۔ جب معلوم ہُوا کہ اُن کی بہن تھی تو وہ اپنے عضو تناسل کو دانتوں سے کاٹ کر مر گئے۔ اسی طرح جب کسی نے اپنی ماں کے ساتھ نادانستگی میں ایسا فعل کیا تو اُس نے بھی اپنے کو معلوم ہونے کے بعد ہلاک کر ڈالا، تو انسان باوجود علم و عقل کے کیونکر ایسے عمل پر راضی ہو سکتا ہے۔ لیکن اس وقت ایک گروہ ہے جسے تم جانتے ہو کہ انہوں نے اپنے پیغمبروں کے اہلبیت سے حصول علم ترک کر دیا ہے اور دوسرے ایسے لوگوں سے علم حاصل کرتے ہیں جو خدا کی جانب سے مامور نہیں ہیں اور نہ اُن کو خدا کی جانب سے کچھ علم ہے۔ اسی لیئے وہ لوگ جاہل اور گمراہ ہوئے ہیں اور ابتدائے خلق کی کیفیت اور اس کے بعد ہونے والے واقعات کو نہیں

جانتے۔ افسوس ہے اُن پر کیوں اس سے غافل ہیں جس میں نہ فقہائے اہلِ حجاز نے اختلاف کیا ہے اور نہ اہلِ عراق نے۔ حق تعالیٰ نے آدم علیہ السّلام کی خلقت سے دو ہزار سال پہلے قلم کو حکم دیا تو وُہ لوحِ محفوظ پر جاری ہُوا ان تمام امور کے ساتھ جو قیامت تک ہونے والے ہیں جن میں خدا کی تمام کتابیں بھی شامل ہیں اور خدا کی تمام کتابوں میں بھائیوں پر بہنوں کا حرام ہونا موجود ہے۔ اور اس وقت ان چاروں کتابوں: توریت، انجیل، زبور، اور قرآن کو ہم دیکھتے ہیں جو اس دُنیا میں مشہور ہیں اور حق تعالےٰ نے جن کو لوحِ محفوظ سے اپنے پیغمبروں پر نازل کیا ہے اُن میں سے کسی ایک میں بھی بہن کو بھائی پر حلال نہیں کیا ہے اور جو شخص ایسا کہتا ہے اس کا مطلب سوائے اس کے کچھ نہیں ہے کہ گبروں کی دلیل کو قوّت دے۔ کیا باعث ہے ان کی اس بات کا خدا ان کو ہلاک کرے۔ پھر فرمایا آدمؑ کے لیئے ستّر جوڑواں اولاد ہوئی۔ ہر بار ایک لڑکا اور ایک لڑکی پیدا ہُوئے۔ جب قابیل نے ہابیل کو مار ڈالا آدمؑ کو اس قدر صدمہ ہُوا کہ پانچ سو سال تک روتے رہے اور زوجہ سے مقاربت نہ کی۔ اس مُدّت کے بعد جبکہ اُن کو اس غم میں تسکین ہُوئی، حوّاؑ سے قربت کی تو خدا نے اُن کو شیثؑ سا فرزند عطا فرمایا جن کے ساتھ کوئی لڑکی نہیں پیدا ہوئی۔ شیثؑ کا نام ہبۃ اللہ تھا۔ وُہ پہلے وصی تھے کہ جن سے زمین پر آدمیوں میں وصیّت کی گئی۔ پھر شیثؑ کے بعد تنہا بغیر جوڑے کے یافث متولّد ہُوئے۔ جب دونوں بالغ ہُوئے اور خدا نے چاہا کہ نسل زیادہ ہو جیسا کہ تم دیکھتے ہو اور یہ کہ جیسا ہوتا چلا آیا ہے قلم اُسی کے مطابق حرام قرار دیتا ہوا جاری ہُوا جیسا کہ بہنوں کو بھائیوں پر حرام کیا ہے تو خدا نے روز پنجشنبہ عصر کے بعد ایک حوریہ کو جس کا نام نزلہ تھا بھیجا اور آدمؑ کو حکم دیا کہ اس کو شیثؑ کے ساتھ تزویج کریں۔ پھر دُوسرے روز عصر کے بعد بہشت سے دُوسری حوریہ نازل ہُوئی جس کا نام منزلہ تھا؛ اُس کو یافث سے تزویج کرنے کا حکم دیا۔ آدمؑ نے ایسا ہی کیا۔ شیثؑ سے لڑکا اور یافث کے یہاں لڑکی پیدا ہوئی۔ جب وہ دونوں بالغ ہُوئے حق تعالےٰ نے آدمؑ کو حکم دیا کہ یافث کی بیٹی کو شیثؑ کے بیٹے سے تزویج کریں۔ آدمؑ نے تعمیل کی۔ انہی کی نسل سے انبیاء و مرسلین اور برگزیدگانِ خدا پیدا ہوئے۔ معاذ اللہ ایسا نہیں ہے کہ جس طرح لوگ بیان کرتے ہیں کہ بھائی بہنوں سے نسل قائم ہوئی۔

بسندِ معتبر حضرت امام محمّد باقرؑ سے منقول ہے کہ حق تعالیٰ نے ایک حوریہ کو بہشت سے بھیجا آدمؑ نے اس کو اپنے ایک بیٹے سے تزویج کیا اور دُوسرے بیٹے سے ایک جنّی عورت کو تزویج کیا اور ان دونوں کے اولاد ہوئی۔ پس لوگوں میں حُسنِ خلق حوریہ کے سبب سے

اور بدیٔ خلق دختر جن سے ہے۔ اور آنحضرتؑ نے اس سے انکار کیا کہ آدمؑ نے اپنی بیٹیوں کو اپنے بیٹوں سے تزویج کیا ہوگا۔

بسندِ معتبر منقول ہے کہ حضرت امام محمّد باقرؑ سے لوگوں نے اس بارے میں پوچھا آپ نے فرمایا کہ لوگ آدمؑ کے ان کے لڑکوں کی تزویج کرنے کے بارے میں کیا کہتے ہیں۔ راوی نے کہا کہتے ہیں کہ "حوّاؑ کے ہر مرتبہ ایک لڑکا اور ایک لڑکی پیدا ہوتی تھی۔ آدمؑ ہر لڑکے کو اُس لڑکی سے جو دُوسری مرتبہ ہوتی تھی تزویج کرتے تھے۔" حضرت نے فرمایا ایسا نہیں ہے۔ جب ہبتہ اللہ پیدا ہُوئے اور بڑے ہوئے آدمؑ نے خدا سے سوال کیا کہ ان کے لیئے ایک عورت عطا فرمائے۔ خدا نے بہشت سے ایک حوریہ کو بھیجا آدمؑ نے ہبتہ اللہ سے تزویج کیا اُس سے چار لڑکے پیدا ہُوئے۔ پھر حضرت آدمؑ کے ایک دوسرا فرزند پیدا ہُوا۔ جب وُہ بڑا ہوا تو اُس کو ایک جنّی عورت کے ساتھ تزویج کیا اس سے چار لڑکیاں پیدا ہوئیں۔ پھر پسرانِ شیثؑ نے ان لڑکیوں سے عقد کیا۔ لہٰذا حُسن وجمال اولادِ آدمؑ میں حوریہ کے سبب سے ہے اور حلم آدمؑ کے سبب سے ہے۔ اور ہر خرابی و بیوقوفی جن کے اثر سے ہے۔ جب لڑکے ہو چکے تو وُہ حوریہ آسمان پر چلی گئی۔

اور دُوسری حدیث معتبر میں فرمایا کہ آدم علیہ السّلام کے چار لڑکے پیدا ہُوئے خدا نے ان کے لئے چار حُوریں بھیجیں جب اُن سے اولادیں ہو چکیں تو خدا نے اُن حوروں کو آسمان پر پر بُلا لیا؛ پھر اُنہی چار لڑکوں سے چار جنّی عورتوں کو تزویج کیا اور اُن سے نسل قائم ہوئی لہٰذا لوگوں میں حلم آدمؑ سے ہے اور ہر حُسن وجمال حوروں کے سبب سے ہے۔ اور بدصُورتی و بدخلقی اور بدی جنّ سے ہے۔

بسندِ معتبر منقول ہے کہ سلیمان بن خالد نے حضرت صادقؑ سے عرض کی کہ آپ پر فدا ہوں لوگ کہتے ہیں کہ آدمؑ نے اپنی لڑکیوں کو اپنے لڑکوں سے تزویج کیا؟ فرمایا کہ ہاں لوگ ایسا ہی کہتے ہیں لیکن اے سلیمان شاید تو نہیں جانتا کہ رسُولؐ خدا نے فرمایا کہ آدمؑ نے اپنی دُختر کا نکاح اپنے بیٹے سے کیا ہوتا تو بیشک میں زینبؑ کا نکاح قاسمؑ سے کر دیتا اور آدمؑ کے دین کو ترک نہ کرتا۔ سلیمان نے کہا میں آپ پر فدا ہوں وُہ لوگ کہتے ہیں کہ قابیل نے ہابیل کو اسی لیئے مار ڈالا کہ اُس کو غیرت آئی کہ اُس کی بہن ہابیل کو دی جائے۔ فرمایا کہ اے سلیمان تو بھی ایسے امرِ قبیح کو آدمؑ پیغمبر کے لیئے روایت کرتا ہے۔ اور شرم نہیں کرتا۔ عرض کی میں آپ پر فدا ہوں کس سبب سے قابیل نے ہابیل کو قتل کیا؟ فرمایا اس لیئے کہ آدمؑ نے ہابیل کو اپنا وصی قرار دیا تھا۔ بیشک خدا نے آدمؑ کو وحی فرمائی کہ وصیّت اور

خدا کے اسم اعظم کو ہابیلؑ کے سپرد کریں۔ قابیل ان سے بہت بڑا تھا۔ جب اس نے یہ سنا غصہ میں آیا اور کہا کہ میں کرامت و وصیت کا زیادہ سزاوار اور حق دار ہوں۔ آدمؑ نے خدا کی وحی کے مطابق ان دونوں کو خدا کی بارگاہ میں قربانی پیش کرنے کا حکم دیا۔ خدا نے ہابیل کی قربانی قبول فرمائی اور قابیل کی رد کردی۔ لہٰذا اس نے ہابیل پر حسد کیا اور اس کو مار ڈالا۔ سلیمان نے کہا آپ پر نثار ہوں آدمؑ کی نسل کیوں کر قائم ہوئی۔ کیا کوئی عورت حوّاؑ کے علاوہ تھی اور کوئی مرد آدمؑ کے سوا تھا؟ فرمایا کہ خدا نے آدمؑ کو بطن حوّاؑ سے قابیل کو پہلے پیدا کیا پھر ہابیل پیدا ہوئے۔ جب قابیل بالغ ہوا حق تعالیٰ نے اس کے لئے ایک جنّی عورت ظاہر فرمائی اور آدمؑ کو وحی فرمائی کہ اس کو قابیل سے تزویج کریں۔ آدمؑ نے ایسا ہی کیا اور قابیل راضی ہوگیا اور قناعت کی۔ جب ہابیلؑ بالغ ہوئے حق تعالیٰ نے اُن کے لیئے ایک حوریہ کو ظاہر کیا اور آدمؑ کو وحی فرمائی کہ اس کو ہابیل سے تزویج کریں آدمؑ نے تعمیل حکم کی۔ جب ہابیل مار ڈالے گئے وُہ حوریہ حاملہ تھی۔ اُس سے ایک لڑکا پیدا ہُوا۔ آدمؑ نے اُس کا نام ہبۃ اللہ رکھا۔ خدا نے آدمؑ کو وحی کی کہ اسم اعظم اور وصیّت کو اُن کے سپرد کریں۔ پھر حوّاؑ سے ایک فرزند پیدا ہُوا۔ آدمؑ نے اس کا نام شیثؑ رکھا۔ جب وہ بالغ ہُوئے خدا نے ایک حوریہ بھیجی اور آدمؑ کو وحی فرمائی کہ اس کو شیثؑ کے ساتھ تزویج کریں۔ اس حوریہ سے ایک لڑکی پیدا ہوئی آدمؑ نے اُس کا نام حورہ رکھا۔ جب وُہ دختر بالغ ہوئی آدمؑ نے اس کو ہبۃ اللہ پسر ہابیلؑ سے تزویج فرمایا۔ اُسی سے آدمؑ کی نسل قائم ہوئی۔ جب ہبۃ اللہ کا انتقال ہُوا خدا نے آدمؑ کو وحی کی کہ وصیت اور خدا کے اسم اعظم اور اسماء وغیرہ جن کی تم کو تعلیم دی گئی ہے اور علم پیغمبری وغیرہ سب شیثؑ کے سپرد کرو۔ اے سلیمان یہ ہے حقیقت [1]

حدیث معتبر میں حمزہ ثمالی سے منقول ہے کہ حضرت امام زین العابدینؑ نے فرمایا کہ جب خدا نے آدمؑ کی توبہ قبول کی تب انہوں نے حوّاؑ سے مقاربت کی۔ جب سے خلق کئے گئے تھے اب تک قربت کی نوبت نہیں آئی تھی۔ مگر زمین پر آنے اور توبہ مقبول ہونے کے بعد حضرت آدمؑ علیہ السلام کے دل میں کعبہ اور اس کے گرد و نواح کی بڑی عظمت تھی۔ اس لیئے جب حوّاؑ سے مقاربت کرنا چاہتے اُن کو حرم سے باہر لے جاتے تھے۔ بعد فراغ تعظیم حرم کے لیئے غسل کرتے اُس کے بعد خانہ کعبہ کے نزدیک آتے تھے۔ حوّاؑ سے آدمؑ کے لئے بیس لڑکے اور بیس لڑکیاں پیدا ہوئیں۔ ایک بار میں ایک لڑکی اور ایک لڑکا پیدا ہوتا۔ پہلی مرتبہ ہابیلؑ اور اس کے ساتھ ایک لڑکی پیدا ہوئی جس کا نام اقلیمیا رکھا گیا۔ اور دُوسری مرتبہ قابیل اور اس

[1] مولف فرماتے ہیں کہ احادیث کا متفق ہونا نہایت دشوار ہے۔ ممکن ہے ایسا ہی ہوا ہو اور اسی طرح نسل بڑھی ہو۔ ۱۲ منہ

کے ساتھ لڑکی پیدا ہوئی جس کا نام "لوزا" ہوا اور وہ آدمؑ کی اولاد میں مقبول ترین لڑکی تھی۔ جب وہ لوگ بالغ ہوئے آدمؑ کو اندیشہ ہوا کہ کہیں وہ لوگ فتنۂ زنا میں نہ گرفتار ہو جائیں۔ اس لئے اُن کو اپنے پاس بلایا اور کہا کہ اے ہابیل میں چاہتا ہوں کہ تیرا نکاح لوزا سے کر دوں اور اے قابیل تیرا نکاح اقلیمیا سے کر دوں۔ قابیل نے کہا میں اس پر راضی نہ ہوں گا۔ آپ چاہتے ہیں کہ ہابیل کی بہن سے جو بدصورت ہے میرا نکاح کریں اور میری بہن سے جو حسین ہے ہابیل کا عقد کریں۔ آدمؑ کہا میں تمہارے درمیان قرعہ ڈالتا ہوں اُسی کے مطابق دونوں کو تزویج کروں گا۔ اس پر دونوں راضی ہو گئے آدمؑ نے قرعہ ڈالا ہابیل کے حصّہ میں لوزا اور قابیل کے حصّہ میں اقلیمیا کا نام نکلا لہذا دونوں کو تزویج کر دیا۔ اُس کے بعد بہنوں کا بھائیوں کے ساتھ نکاح حرام ہو گیا۔ اس وقت ایک مرد قریش حاضر تھا اُس نے پوچھا کہ اُن سے اولاد بھی پیدا ہوئی؟ فرمایا کہ ہاں۔ اس نے کہا یہ فعل گبروں کا ہے۔ فرمایا کہ اُس کے بعد اس فعل کو مجوسیوں نے کیا جسے خدا نے حرام کر دیا تھا۔ پھر فرمایا کہ اس سے انکار نہ کرو۔ کیا ایسا نہیں تھا کہ خدا نے آدمؑ کی زوجہ کو اُن کے جسم سے خلق کیا اور اُن پر حلال قرار دیا۔ ان کی شرع میں ایسا ہی تھا اس کے بعد حرام کر دیا۔

ہابیل وقابیل کا خدا کی درگاہ میں قربانی پیش کرنا۔

دوسری حدیث میں امام محمد باقرؑ سے منقول ہے کہ جب قابیل نے ہابیل سے لوزا کے بارے میں نزاع کی آدمؑ نے اُن کو قربانی کرنے کا حکم دیا۔ ہابیل گوسفندوں کا مالک تھا اُس نے اپنے ایک بہترین گوسفند کو اور کچھ دودھ قربانی کے لئے لیا اور قابیل نے جو کھیتی کرتا تھا اپنی زراعت میں سے تھوڑی سی بالیاں لیں۔ اور دونوں نے پہاڑ پر جا کر اپنی اپنی قربانیاں چوٹی پر رکھ دیں۔ ایک آگ پیدا ہوئی جس نے ہابیل کی قربانی کو جلا دیا۔ قابیل کی قربانی اپنی جگہ پر باقی رہی۔ آدم علیہ السلام اُس وقت اُن کے پاس نہ تھے بلکہ بحکمِ خدا کعبہ کی زیارت کے لئے مکّہ گئے تھے۔ قابیل نے کہا کہ میں دُنیا میں عیش سے اس حال میں بسر نہ کروں گا کہ تیری قربانی مقبول ہو اور میری نہ ہو۔ اور تُو چاہتا ہے کہ میری خوبصورت بہن کو اپنے نکاح میں لے اور میں تیری بدصورت بہن کے ساتھ عقد کروں۔ ہابیل نے وُہ جواب دیا جسے خدا نے قرآن میں ذکر کیا ہے۔ پھر قابیل نے ایک پتھر ہابیل کے سر پر پٹک کر اُس کو مار ڈالا۔

بسند صحیح منقول ہے کہ لوگوں نے حضرت امام رضاؑ سے دریافت کیا کہ آدمؑ کی نسل کیونکر بڑھی؟ فرمایا کہ حواؑ ہابیل اور اُس کی بہن سے حاملہ ہوئیں ایک بار؛ اور دوسری مرتبہ قابیل اور اس کی بہن کے ساتھ حاملہ ہوئیں۔ ہابیل کو قابیل کی بہن کے ساتھ اور قابیل کو ہابیل کی بہن کے ساتھ تزویج کیا اس کے بعد بہن سے نکاح حرام ہو گیا [1]

---

[1] مؤلف فرماتے ہیں کہ چونکہ یہ حدیثیں روایات اہلسنت کے موافق ہیں اس لئے تقیہ پر محمول کی گئی ہیں روایات سابقہ قابلِ اعتماد ہیں۔ ۱۲

حضرت امیرالمومنینؑ سے منقول ہے کہ رسولِ خدا نے فرمایا کہ جب خدا نے آدمؑ کو زمین پر بھیجا ان کی زوجہ کو بھی بھیجا۔ اور شیطان و سانپ بھی زمین پر آئے۔ ان کا جوڑا نہ تھا شیطان نے آپس میں لواطہ کرنا شروع کیا اسی طرح سانپ نے بھی، اور اپنی اپنی ذریّت پیدا کی[۱] اور آدمؑ کی ذریّت زوجہ سے پیدا ہوئی۔ اور خدا نے آدم و حوّا علیہما السلام کو خبر دی کہ سانپ و شیطان ان کے دشمن ہیں۔

ذکرِ شہادت ہابیلؑ

حق تعالیٰ نے چند آیتوں میں بیان فرمایا ہے جس کا لفظی ترجمہ یہ ہے کہ "اے رسولؐ ان کو آدمؑ کے دونوں لڑکوں کا صحیح حال سُنادو جب کہ دونوں قربانی لے گئے ایک کی قربانی قبول ہوئی اور دُوسرے کی قبول نہیں ہوئی۔ ہابیل نے کہا کہ خدا پرہیزگاروں کی قربانی قبول کرتا ہے۔ اگر تُو اے قابیل اپنا ہاتھ میرے قتل کے ارادہ سے میری جانب بڑھائے گا تو بڑھا۔ لیکن میں تو اپنا ہاتھ تیری طرف اس ارادہ سے نہ بڑھاؤں گا تاکہ تجھے قتل کروں۔ بیشک میں اپنے خالق سے ڈرتا ہوں جو کہ عالموں کا پروردگار ہے۔ میں چاہتا ہوں کہ تُو اپنے اور میرے گناہ کے ساتھ خدا کی طرف واپس ہو۔ پھر تُو اصحاب جہنم سے ہوگا اور یہی ظالموں کی جزا ہے۔" (سورۃ مائدہ آیت ۲۸ تا آیت ۳۱۔ پ ۶) پس اُس کے نفس نے بھائی کو مار ڈالنے پر آمادہ کیا۔ تو خدا نے ایک کوّے کو بھیجا کہ زمین کھودے تاکہ اُسے دکھادے کہ کیوں کر اپنے بھائی کے ستر یا بوسیدہ جسم کو پوشیدہ کرنا چاہئے۔ اس نے کہا افسوس ہے مجھ پر کیا اس سے بھی عاجز ہوں کہ مثل اس کوّے کے ہوسکوں تاکہ اپنے بھائی کا جسم پنہاں کروں۔ پس پشیمان ہونے والوں سے ہُوا۔

بسندِ معتبر حضرت امام زین العابدینؑ سے منقول ہے کہ جب آدمؑ کے دونوں فرزندوں نے خدا کی بارگاہ میں قربانی پیش کی۔ ایک اپنے گوسفندوں میں سے سب سے بہتر گوسفند لے گیا اور دُوسرا گندم کے خوشہ کا ایک خراب دستہ لے گیا۔ تو صاحبِ گوسفند ہابیلؑ کی قربانی قبول ہوگئی۔ اور دوسرے یعنی قابیل کی قربانی قبول نہیں ہُوئی۔ قابیل کو غصّہ آیا۔ اُس نے ہابیل سے کہا خدا کی قسم تجھ کو ضرور مار ڈالوں گا۔ ہابیل نے کہا کہ خدا پرہیزگاروں کے عمل قبول کرتا ہے (آخر آیت تک جو مذکور ہوئی۔ اس نے اپنے بھائی کو مار ڈالنے کا ارادہ کیا۔ مگر نہیں جانتا تھا کہ کیوں کر مارنا چاہیئے۔ یہاں تک کہ ابلیس علیہ اللعنۃ آیا اور اُس کو تعلیم دی کہ اس کے سر کو دو پتھروں کے درمیان رکھ کر کچل دے۔ جب اس کو مار ڈالا تو اب نہیں جانتا تھا کہ اس کے ساتھ کیا کرے۔ تو دو کوّے آئے اور ایک نے دُوسرے سے لڑنا شروع کیا اور ایک نے دُوسرے کو مار ڈالا۔ پھر زندہ کوّے نے اپنے پنجوں سے گڑھا

---

[۱] محل تامل ہے اس لیے کہ جب دونوں بغیر جوڑے کے اکیلے اکیلے آئے تو لواطہ کس کے ساتھ کیا۔ ۱۲ (مترجم)

کھودا اور اس مُردہ کوّے کو دفن کر دیا۔ یہ دیکھ کر قابیل نے بھی اُسی طرح ہابیل کو دفن کیا اور مُردوں کو دفن کرنے کی یہ سُنّت جاری ہُوئی۔ پھر قابیل اپنے پدر کی خدمت میں واپس آیا۔ آدم علیہ السّلام نے اس کے ساتھ ہابیل کو نہ دیکھا تو پُوچھا کہ میرے فرزند کو تُو نے کہاں چھوڑا۔ قابیل نے کہا تم نے مجھے اُس کی نگہبانی کے لیئے نہیں بھیجا تھا۔ آدمؑ سمجھ گئے اور فرمایا کہ میرے ساتھ آ اُس مقام پر چلیں جہاں تم دونوں قربانی لے گئے تھے۔ جب وہاں پہنچے حضرت آدم علیٰ نبیّنا وعلیہ السّلام کو معلوم ہُوا کہ ہابیل مار ڈالے گئے تو آپ نے اس زمین پر لعنت کی جس نے خونِ ہابیل کو جذب کر لیا تھا۔ پھر خدا نے حکم دیا کہ وُہ قابیل پر بھی لعنت کریں۔ اور آسمان سے اُس کو آواز آئی کہ تُو ملعون ہُوا۔ چونکہ آدم علیہ السّلام نے زمین پر لعنت کی اس لیئے کہ خونِ ہابیل کو پی گئی تھی، اس کے بعد پھر کسی کے خون کو زمین نے قبول نہیں کیا۔ آدمؑ وہاں سے واپس ہوئے اور چالیس شب و روز ہابیل پر روتے رہے۔ جب اُن کا غم زیادہ ہوا تو اپنے حال کی خدا سے شکایت کی۔ خدا نے ان کو وحی کی کہ میں تم کو ایک فرزند عنایت کروں گا جو ہابیل کا قائم مقام ہو گا۔ غرض کہ حوّا سے ایک فرزند پاکیزہ و مبارک پیدا ہُوا۔ وُہ آٹھ روز کا ہُوا تو خدا نے وحی کی کہ اے آدمؑ یہ فرزند تمہارے لیئے میری ایک بخشش ہے اس کا نام "ہبتہ اللّٰہ" رکھو۔ آدمؑ نے اس کا نام ہبتہ اللّٰہ رکھا۔

حضرت صادقؑ سے معتبر سند کے ساتھ منقول ہے کہ ہابیل گوسفند پالے ہُوئے تھے اور قابیل زراعت کرنے والا کسان تھا۔ جب دونوں بالغ ہوئے آدمؑ نے کہا میں چاہتا ہوں کہ تم دونوں خدا کی بارگاہ میں قربانی پیش کرو شاید خدا قبول فرمائے۔ ہابیل محض خدا کی رضا اور اپنے پدر کی خوشنودی کے واسطے ایک نہایت عمدہ گوسفند لائے اور قابیل ردّی خوشوں میں سے ایک دستہ لایا جو اس کے خرمن میں بے کار پڑے تھے جن کو گائیں بھی نہیں کھا سکتی تھیں۔ اُس کی غرض نہ رضائے خدا تھی نہ خوشنودیٔ پدر۔ خدا نے ہابیل کی قربانی قبول فرمائی اور قابیل کی قربانی ردّ کر دی تو شیطان نے قابیل کے پاس آ کر کہا کہ ہابیل کے فرزند پیدا ہوں گے تو تیرے فرزندوں پر فخر کریں گے کہ اُن کے باپ کی قربانی قبول ہوئی۔ لہذا اس کو قتل کر دے تاکہ اس سے لڑکے نہ پیدا ہوں۔ یہ سُن کر اُس نے ہابیل کو مار ڈالا۔ حق تعالیٰ نے جبرئیلؑ کو بھیجا۔ انہوں نے ہابیل کو دفن کیا۔ اس وقت قابیل نے کہا کہ۔ يٰوَيْلَتٰىٓ اَعَجَزْتُ اَنْ اَكُوْنَ مِثْلَ هٰذَا الْغُرَابِ ۔ (آیت ۳۱ سورۃ مائدہ پ ۶)
افسوس ہے مجھ پر میں ایسا عاجز ہوں کہ اس غراب کے مثل بھی نہ ہو سکا۔ حضرت نے فرمایا اس غراب کی طرح جس کو میں نہیں پہچانتا وُہ آیا اور اُس نے میرے بھائی کو دفن کیا۔ اور میں نہیں

جانتا تھا کہ کیونکر دفن کروں۔ پھر آسمان سے قابیل کو آواز آئی کہ تو ملعون ہوا کیونکہ تو نے اپنے بھائی کو مار ڈالا۔ آدم علیہ السلام ہابیل پر چالیس شب و روز روتے رہے۔

بسندِ حسن انہی حضرتؑ سے منقول ہے کہ جب آدمؑ نے ہابیلؑ کو وصیت کی اور اُن کو اپنا وصی قرار دیا، قابیل نے ان پر حسد کیا اور ان کو مار ڈالا تو خدا نے آدمؑ کو ہبتہ اللہ سا فرزند عطا فرمایا اور حکم دیا کہ ان کو اپنا وصی قرار دو اور اس کو پوشیدہ رکھو۔ اس لیے سُنّت یہی جاری ہوئی کہ وصیّت کو انبیاء پوشیدہ رکھتے تھے۔ پھر قابیل نے ہبتہ اللہ سے کہا کہ میں جانتا ہوں کہ تمہارے باپ نے تم کو وصی بنایا ہے۔ اگر اس کا اظہار کرو گے اور وصی کی ایسی باتیں کرو گے تو تم کو بھی مار ڈالوں گا جس طرح تمہارے بھائی کو مار ڈالا۔

دوسری معتبر حدیث میں فرمایا کہ جب قابیل نے اپنے بھائی کو مار ڈالنے کا ارادہ کیا اس کو معلوم نہ تھا کہ کس طرح سے مارے، شیطان نے اس کو بتایا کہ اس کے سر کو دو پتھروں کے درمیان رکھ کر کچل دے۔

بسندِ معتبر امام محمد باقرؑ سے منقول ہے کہ جب آدمؑ کے دونوں لڑکوں نے قربانی پیش کی تو ہابیل کی قربانی مقبول ہوئی قابیل کو بہت رشک ہوا اور ہر وقت تاک میں رہنے لگا تنہائی میں اس کے پیچھے لگا رہتا یہاں تک کہ ایک روز اس کو آدم علیہ السلام سے علیحدہ پایا اور مار ڈالا۔

بسند معتبر امام رضاؑ سے منقول ہے کہ ایک مردِ شامی نے حضرت امیرالمومنینؑ سے قولِ خدا "یَوْمَ یَفِرُّ الْمَرْءُ مِنْ اَخِیْهِ (آیت ۳۴۔ سورۃ عبس پ ۳۰) کہ جس روز مرد اپنے بھائی سے بھاگے گا" کے بارے میں دریافت کیا کہ وُہ کون ہے فرمایا کہ قابیل ہے جو اپنے بھائی ہابیل سے بھاگے گا۔ پھر روزِ چہار شنبہ کی نحوست کے بارے میں دریافت کیا۔ فرمایا کہ وُہ آخر ماہ کا چہار شنبہ ہے جو تحت الشعاع میں واقع ہوتا ہے اسی روز قابیل نے ہابیل کو قتل کیا۔ پُوچھا کہ جس شخص نے کہ سب سے پہلے شعر کہا وُہ کون تھا؟ فرمایا کہ آدمؑ تھے۔ پُوچھا کہ اُن کا شعر کس قسم کا تھا فرمایا کہ وُہ جب آسمان سے زمین پر آئے اور زمین کی تربت اور اُس کی وسعت کو دیکھا اور قابیل نے ہابیل کو قتل کیا۔ آدمؑ نے ایسا شعر کہا جس کا مضمون یہ ہے کہ "شہروں اور جو کچھ اس میں ہے سب میں انقلاب ہو گیا اور رُوئے زمین گرد آلُود اور خراب ہے اور ہر رنگ و مزہ متغیر ہو گیا ہے اور ملیح و خوبصورت چہروں کی بشاشت کم ہو گئی تو ابلیس ملعون نے اس کے جواب میں کہا کہ پھر دُور ہو جاؤ شہروں سے اور ان لوگوں سے جو شہروں میں ساکن ہیں۔ میرے سبب سے بہشت کا کشادہ مکان تم پر تنگ ہو گیا تھا حالانکہ تم اور

تمہاری زوجہ بہشت کی راحت میں دُنیا کے آزار سے محفوظ تھے آخر تم میرے مکروفریب سے محفوظ نہ رہ سکے یہاں تک کہ اپنے ہاتھ سے اس فائدہ مند ونعمت کو کھو بیٹھے۔ اور اگر خدائے جبّار کی رحمت تمہارے شاملِ حال نہ ہوتی تو بہشتِ خلد سے سوائے ہوا کے کچھ بھی تمہارے ہاتھ نہ آتا اور کچھ فائدہ تم کو حاصل نہ ہوتا۔

حدیث موثق میں حضرت امام محمد باقرؑ سے منقول ہے کہ بلاد ہند کے عقب میں ایک شخص ہے جس کو پیروں پر کھڑا رکھا ہے اور وُہ ٹاٹ کا لباس پہنے ہوئے ہے، اور دس افراد اُس پر موکل ہیں۔ جب کبھی اُن میں سے کوئی مر جاتا ہے تو اُس گاؤں کے باشندے اُس کی بجائے ایک شخص کو پھر مقرر کر دیتے ہیں۔ اسی طرح لوگ مرتے جاتے ہیں لیکن وُہ دس افراد کم نہیں ہوتے جب آفتاب طلوع ہوتا ہے موکل لوگ اس شخص کا مُنہ آفتاب کی طرف پھیر دیتے ہیں اور غروب کے وقت تک اُس کے چہرے کو آفتاب کے مقابل رکھتے ہیں۔ اور سرد موسم میں سرد پانی اور گرم موسم میں گرم پانی اُس پر ڈالتے ہیں۔ اسی حال میں اُس کے پاس ایک شخص کا گذر ہوا۔ اُس نے پوچھا اے بندۂ خدا تو کون ہے اس نے اس کی طرف نگاہ کی اور کہا کہ یا تو تُو احمق ترین انسان ہے یا عاقل ترین مردم ہے۔ ابتدائے عالم سے اس وقت تک میں اس جگہ کھڑا ہوں اور سوائے تیرے کسی نے مجھ سے نہیں پُوچھا——!

حضرت نے فرمایا کہ لوگ کہتے ہیں کہ وُہ آدمؑ کا فرزند قابیل تھا جس نے اپنے بھائی کو مار ڈالا۔

دوسری معتبر حدیث میں بھی یہی مضمون اُنہی حضرت سے منقول ہے اس جگہ آپ تشریف لے گئے تھے اُس کو دیکھا تھا اور اس سے سوال کیا تھا اور اشعار نظم فرمائے تھے کہ گرمی میں اس کے گرد آگ روشن کرتے ہیں اور جاڑے میں اُس پر پانی ڈالتے ہیں۔

دُوسری حدیث معتبر سند کے ساتھ اُنہی حضرت سے منقول ہے کہ ایک شخص رسُولؐ خدا کی خدمت میں آیا اور کہا یا رسولؐ اللہ میں نے ایک عجیب امر مشاہدہ کیا ہے۔ پُوچھا کیا؟ عرض کی کہ میرے عزیزوں میں ایک مریض ہے جس کے لیے لوگوں نے احقاف کے کنوئیں کا پانی بتلایا جو وادی برہوت میں ہے اور اُس سے لوگ شفا پاتے ہیں۔ میں پانی لانے کو اپنے ساتھ ایک مشک و ڈول لے کر چلا اور وہاں پہنچا۔ جب مَیں نے اُس چاہ سے پانی لیکر مشک میں بھرنا چاہا ناگاہ مَیں نے زنجیر کے مانند ایک چیز آسمان سے نیچے آتی ہوئی دیکھی اُس سے ایک شخص بندھا ہُوا تھا۔ وُہ کہہ رہا تھا مجھے پانی دے دو کہ پیاس سے میری جان جاتی ہے۔ میں نے پیالہ اُس کی طرف بلند کیا کہ اُس کو پانی دے دوں مگر اُس کی گردن کی زنجیر کھینچی گئی یہاں تک کہ اُس کو آفتاب تک پہنچا دیا۔ جب پھر میں نے چاہا کہ پانی

نکالوں۔ پھر وُہ نیچے آیا العطش العطش کہتا تھا اور کہتا تھا کہ پانی دو کہ میری جان جاتی ہے۔ پھر میں نے پیالہ اُس کی طرف بڑھایا، پھر وہ کھینچ لیا گیا یہاں تک کہ آفتاب تک پہنچ گیا۔ تین مرتبہ ایسا ہی ہُوا۔ پھر میں نے وہاں مشک کو باندھ لیا اور اُس کو پانی نہیں دیا۔ جناب رسولِ خدا نے فرمایا کہ وُہ قابیل پسرِ آدمؑ ہے جس نے اپنے بھائی کو مار ڈالا تھا۔ اور یہی معنی ہیں قولِ خُدا۔ وَالَّذِيْنَ يَدْعُوْنَ مِنْ دُوْنِهٖ لَا يَسْتَجِيْبُوْنَ لَهُمْ بِشَيْءٍ اِلَّا كَبَاسِطِ كَفَّيْهِ اِلَى الْمَآءِ لِيَبْلُغَ فَاهُ وَمَا هُوَ بِبَالِغِهٖ ؕ وَمَا دُعَآءُ الْكٰفِرِيْنَ اِلَّا فِيْ ضَلٰلٍ ٥ (آیت ۱۴ سورۃ رعد پ۱۳) کے جس کا لفظی ترجمہ یہ ہے کہ جو لوگ خدا کے علاوہ دوسرے خداؤں کو پکارتے ہیں تو وُہ اُنکی دُعاؤں کو نہیں قبول کرتے لیکن اُس شخص کی طرح جس نے اپنا ہاتھ پانی کی طرف بڑھایا تاکہ پانی اس کے مُنہ تک پہنچ جائے لیکن نہیں پہنچ سکتا۔ اور کافروں کا پکارنا صرف گمراہی ہے۔" چند سندوں کے ساتھ منقول ہے کہ ایک روز حضرت امام محمد باقرؑ مسجد الحرام میں بیٹھے تھے اور طاؤس یمانی نے اپنے ساتھی سے کہا کہ آؤ چلیں اُن سے ایک مسئلہ پوچھیں دیکھو اس کا جواب وُہ کیا دیتے ہیں۔ غرض دونوں آنحضرت کی خدمت میں آئے۔ طاؤس نے کہا کہ آپ جانتے ہیں کہ وُہ کون دن تھا جس میں ایک ثلث آدمی مر گئے۔ حضرت نے فرمایا کہ ثلث آدمی کبھی نہیں مرے بلکہ تجھ سے کہنے میں غلطی ہوئی۔ تُو چاہتا تھا کہ ربع انسان کہے۔ اس نے کہا یہ کیونکر ہُوا؟ فرمایا جب دُنیا میں آدمؑ و حوّاؑ اور ہابیل و قابیل تھے، اور قابیل نے ہابیل کو مار ڈالا اسی وقت چوتھائی انسان مر گئے۔ اس نے کہا آپ نے سچ فرمایا۔ حضرت نے پُوچھا قابیل کے ساتھ کیا گیا جانتے ہو؟ عرض کی نہیں۔ فرمایا کہ اُس کو آفتاب میں لٹکا دیا ہے اور آبِ گرم اس پر چھڑکتے ہیں، اسی طرح تا قیامت اس پر عذاب ہوتا رہے گا۔ اس نے پھر پُوچھا کہ لوگ کس ایک باپ سے ہیں جو مار ڈالنے والا تھا یا کشتہ ہونے والا۔ فرمایا کہ اُن میں سے کوئی ایک باپ نہ تھا۔ بلکہ لوگوں کے پدر شیثؑ پسرِ آدمؑ تھے۔ [1]

[1] مولف فرماتے ہیں کہ ممکن ہے کہ ان کی بہنیں جوان کے ساتھ پیدا ہوئیں پہلے ہی مر گئی ہوں اور قابیل نے ان کے دفن کی کیفیت نہ دیکھی ہو یا یہ کہ ان کے ساتھ ان کی بہنوں کا پیدا ہونا تقیہ پر محمول ہو یا یہ جواب سائل کے علم کے موافق دیا گیا ہو۔ چنانچہ دوسری حدیث میں منقول ہے جو متن میں درج ہے طاؤس نے مسجد الحرام میں کہا کہ پہلا خون جو زمین پر بہایا گیا ہابیل کا خون تھا اور اُسی روز چوتھائی آدمی مار ڈالے گئے۔ حضرت امام زین العابدینؑ نے یہ سُنکر فرمایا کہ ایسا نہیں ہے بلکہ پہلا خون جو بہا حوّاؑ کا خون تھا جس وقت کہ وہ حائض ہوئیں۔ اور جب قابیل نے ہابیل کو قتل کیا اس وقت چھ حصّوں میں سے ایک حصّہ آدمی مر گئے کیونکہ اس روز آدمؑ و حوّاؑ۔ قابیل و ہابیل اور ان کی دو بہنیں تھیں۔ اس کے بعد فرمایا کہ خدا نے دو ملک قابیل پر موکل فرمائے ہیں کہ جب آفتاب (باقی بر صفحہ ۱۳۴)

بدترین انسان پانچ ہیں

بسند معتبر حضرت صادقؑ سے منقول ہے کہ عذاب کے لحاظ سے بدترین انسان قیامت میں سات اشخاص ہوں گے پہلا شخص آدمؑ کا فرزند قابیل ہے جس نے اپنے بھائی کو مار ڈالا (آخر حدیث تک)

عامہ نے حضرت رسولؐ سے روایت کی ہے کہ بدترین خلق پانچ اشخاص ہیں" ابلیسؒ اور قابیل و فرعون اور بنی اسرائیل کا وُہ شخص جس نے ان کو دین سے برگشتہ کیا اور اس اُمت کا وُہ شخص جس سے لوگ کفر پر بیعت کریں گے یعنی مُعاویہ۔

دُوسری معتبر سند کے ساتھ منقول ہے کہ جب آگ نے ہابیل کی قربانی کو جلا دیا اور قابیل کی قربانی قبول نہیں ہوئی شیطان نے اس کو بہکایا اور کہا کہ ہابیل اس آگ کو پُوجتا تھا اسی لئے اُس کی قربانی کو اُس نے قبول کر لیا۔ قابیل نے کہا کہ اچھا میں بھی آگ کی پرستش کروں گا۔ لیکن اُس کی نہیں جسے ہابیل پُوجتا تھا، بلکہ دُوسری آگ کی عبادت کروں گا اور اس کے سامنے قربانی پیش کروں گا کہ میری قربانی قبول کرے۔ پھر اُس نے آتش کدے بنائے اور قربانی اُن آتش کدوں کے لئے لے گیا، اور اپنے خالق کو نہیں پہچانا۔ اور اپنے فرزندوں کے لیے آتش پرستی کے سوا میراث میں کچھ نہ چھوڑا۔

دُوسری معتبر حدیث میں فرمایا کہ حضرت آدمؑ کے زمانہ میں وحوش وطیور اور درندے جو کچھ خدا نے خلق فرمایا تھا سب باہم مل کر رہتے تھے۔ لیکن جب فرزند آدمؑ نے اپنے بھائی کو قتل کیا ایک نے دوسرے سے نفرت کی اور خائف ہو کر ہر حیوان اپنی شکل و نوع کے ساتھ علیحدہ ہو گیا۔

بسند معتبر حضرت امام محمد باقرؑ سے منقول ہے کہ آدمؑ کا فرزند قابیل اپنے سر کے بالوں سے چشمۂ آفتاب میں لٹکا ہُوا ہے وُہ آفتاب کے ساتھ پھرتا رہتا ہے۔ جہاں جہاں وُہ گرمی و سردی کے زمانہ میں پھرتا ہے اسی طرح قیامت تک ہو گا اور قیامت میں خدا اُس کو آتشِ جہنّم میں ڈالے گا۔

دوسری روایت میں منقول ہے کہ انہی حضرت سے لوگوں نے پُوچھا کہ آدمؑ کے فرزند کا حال جہنّم میں کیا ہو گا ؟ فرمایا کہ سُبحان اللہ خدا اس سے زیادہ انصاف ور ہے کہ اس پر عذابِ دُنیا و آخرت دونوں کرے [1]

(بقیہ ص ۱۳۳) طلوع ہوتا ہے اس کو آفتاب میں باہر لاتے ہیں۔ اور جب غروب ہوتا ہے اُس کو آفتاب کے ساتھ اندر لے جاتے ہیں اور اسی کے ساتھ اس پر گرم پانی بھی چھڑکتے ہیں۔ اسی طرح قیامت تک اس پر عذاب ہوتا رہے گا۔ ۱۲

[1] مؤلف فرماتے ہیں کہ یہ حدیث تمام حدیثوں کی مخالف ہے۔ شاید اس سے مراد یہ ہو کہ دُنیا کا عذاب آخرت کے عذاب میں تخفیف کا سبب ہو جائے یا یہ کہ ہابیل کے قتل کا عذاب آخرت میں اس پر نہ کیا جائے گا بلکہ کافر ہونے کی وجہ سے جہنّم میں جائے گا۔ ۱۲

بسندِ معتبر حضرت امیرالمومنینؑ سے مروی ہے کہ فرزندِ آدمؑ جس نے اپنے بھائی کو قتل کیا، قابیل تھا جو بہشت میں پیدا ہُوا تھا۔ [1]

کتب معتبرہ میں حضرت امیرؑ سے منقول ہے کہ سب سے پہلے جس نے خدا سے بغاوت و سرکشی کی آدمؑ کی لڑکی عناق تھی۔ حق تعالیٰ نے اُس کے بیس اُنگلیاں پیدا کی تھیں ہر اُنگلی میں دو بڑے ناخن مثل دو کھرپے کے تھے۔ اور اس کے بیٹھنے کی جگہ ایک جریب برابر زمین تھی۔ جب اس نے سرکشی کی خدا نے ایک شیر ہاتھی کی طرح، ایک بھیڑیا اُونٹ کے برابر اور ایک گدھ گدھے کے مانند بھیجا۔ یہ سب جانور ابتدائے خلقت میں اِتنے ہی بڑے تھے۔ خدا نے ان جانوروں کو اُس پر مسلّط فرمایا ان سب نے اُس لڑکی کو مار ڈالا۔ اور بعض روایتوں میں مذکور ہے کہ عناق کا بیٹا عوج ایک جابر تھا خدا اور اسلام کا دُشمن، بہت بلند قامت اور جسیم تھا۔ دریا سے مچھلی پکڑ کے آفتاب کے قریب کرکے بھُون لیتا تھا۔ اس کی عمر تین ہزار ساٹھ سال ہوئی۔ جب نوحؑ نے چاہا کہ کشتی میں سوار ہوں عوج اُن کے پاس آیا اور کہا کہ مجھے اپنے ساتھ کشتی میں لے لیجیئے۔ نوحؑ نے فرمایا کہ میں اس پر مامور نہیں ہوں۔ طوفان کا پانی اُس کے زانو سے زیادہ نہیں بڑھا۔ وہ حضرت موسیٰؑ کے زمانہ تک زندہ رہا۔ حضرت موسیٰؑ نے اُس کو قتل کیا۔ حق تعالیٰ نے سورۃ الاعراف میں فرمایا ہے:۔ هُوَ الَّذِیْ خَلَقَكُمْ مِّنْ نَّفْسٍ وَّاحِدَةٍ۔ وُہ (خداوُہ) ہے جس نے تم (سب) کو ایک ذات سے پیدا کیا ہے۔ وَّجَعَلَ مِنْهَا زَوْجَهَا۔ اور اُس سے یا اُس کی جنس سے یا اُس کے لیئے اُس کی زوجہ کو پیدا کیا لِيَسْكُنَ اِلَيْهَا تاکہ اس کے ساتھ محبّت کرے۔ فَلَمَّا تَغَشّٰهَا حَمَلَتْ حَمْلًا خَفِيْفًا فَمَرَّتْ بِهٖ پس جب اُس سے مقاربت کی وُہ سبکی حمل کے ساتھ حاملہ ہوئی اور اسی حال پر کچھ مدّت گزری۔ فَلَمَّآ اَثْقَلَتْ دَّعَوَا اللّٰهَ رَبَّهُمَا۔ پھر بارِ حمل جب گراں ہُوا اُس نے اپنے پروردگار کو پُکارا۔ لَئِنْ اٰتَيْتَنَا صَالِحًا لَّنَكُوْنَنَّ مِنَ الشّٰكِرِيْنَ۔ اگر مجھے نیک فرزند عطا فرمائے گا تو یقیناً ہم شکر گزاروں میں سے ہوں گے۔ فَلَمَّآ اٰتٰهُمَا صَالِحًا جَعَلَا لَهٗ شُرَكَآءَ فِيْمَآ اٰتٰهُمَا فَتَعٰلَى اللّٰهُ عَمَّا يُشْرِكُوْنَ ط (آیت ۱۸۹ تا ۱۹۰ سورۃ اعراف پ ۹) پس جب اُن کو فرزند صالح عطا فرمایا تو اس کے لئے اُن لوگوں نے بہت سے شریک قرار دیئے اس امر میں جو اُن کو عطا ہُوا اور خدا اس سے بلند ہے جس میں کہ وُہ لوگ اُس کا شریک قرار دیتے ہیں۔"

---

[1] مؤلف فرماتے ہیں کہ یہ حدیث روایات عامّہ کے موافق ہے۔ شیعوں کی حدیثوں سے یہ ظاہر ہوتا ہے کہ حضرت کے کوئی لڑکا بہشت میں نہیں پیدا ہُوا۔ ۱۲

بسندِ حسن حضرت امام محمد باقرؑ سے منقول ہے کہ جب حوّاؑ حاملہ ہوئیں اور بچّہ حرکت میں آیا، انہوں نے آدمؑ سے کہا کہ کوئی چیز میرے شکم میں حرکت کر رہی ہے۔ آدم علیہ السلام نے کہا جو شے تمہارے پیٹ میں متحرّک ہے میرا نطفہ ہے جو تمہارے رحم میں قرار پایا ہے۔ حق تعالیٰ اس سے ایک مخلوق پیدا کرے گا تاکہ اُس کے بارے میں ہمارا امتحان کرے۔ پھر شیطانؑ حوّاؑ کے پاس آیا اور کہا کہ تم کو کیا معلوم ہوتا ہے۔ حوّاؑ نے کہا آدمؑ سے میرے شکم میں ایک فرزند ہے جو حرکت کرتا ہے۔ شیطان ملعون نے کہا اگر نیت کر لو کہ اُس کا نام "عبدالحارث" رکھو گی تو فرزند پیدا ہوگا اور زندہ رہے گا۔ اور اگر ایسا نہ کرو گی تو پیدا ہونے کے چھ روز بعد مر جائے گا۔ حوّاؑ کے دل میں اُس لعؑ کے کہنے سے شک آ گیا اور آدمؑ سے بیان کیا۔ آدمؑ نے کہا کہ وُہ خبیث تمہارے پاس تم کو فریب دینے آیا تھا اُس کی بات کا یقین نہ کرو کیونکہ مجھے فضلِ خدا سے اُمید ہے کہ یہ فرزند ہمارے لیئے بخلاف اُس کے قول کے زندہ اور باقی رہے گا۔ لیکن آدم علیہ السّلام کے دل میں بھی اُس ملعون کی بات سے کچھ شک سا ہو گیا۔ غرض ایک لڑکا پیدا ہُوا اور چھ روز کے بعد مر گیا تو حوّاؑ نے کہا کہ جو کچھ حارث ملعون نے کہا تھا، سچ ہُوا۔ دونوں کے دِل میں شک پیدا ہو گیا۔ تھوڑے ہی عرصہ کے بعد حوّاؑ کے دُوسرا حمل قرار پایا۔ تو شیطان ملعون آیا اور بولا تمہارا کیا حال ہے۔ حوّاؑ نے کہا مجھ سے ایک لڑکا پیدا ہُوا تھا وُہ چھ روز میں مر گیا۔ اس ملعون نے کہا کہ اگر نیت کر لیا ہوتا کہ اس کا نام عبدالحارث رکھو گی تو زندہ رہتا۔ اب جو تمہارے شکم میں ہے چوپایوں سے ایک جانور اُونٹ یا گائے یا بھیڑ یا بکری ہوگا۔ اُس وقت حوّاؑ کے دل میں خواہش پیدا ہوئی کہ اس کے قول کی تصدیق کریں اور آدمؑ سے ذکر کیا، اُن کے دل میں بھی ایسا ہی گزرا۔ جب حوّاؑ پر بارِ حمل سنگین ہُوا آدمؑ و حوّاؑ دونوں نے دُعا کی کہ اگر نیک فرزند ہم کو عطا فرمائے گا تو ہم تیرا شکر کریں گے۔ خدا نے ان کو شائستہ فرزند عطا فرمایا، یعنی چوپائیوں میں سے نہ تھا۔ شیطان لعؑ حوّاؑ کے پاس ولادت سے پہلے آیا اور پوچھا کہ تم لوگوں کا کیا حال ہے۔ حوّاؑ نے کہا مجھ پر حمل کی گرانی ہے اور ولادت کا زمانہ قریب ہے شیطان ملعون نے کہا کہ اب کے پھر تم یہ دیکھ کر پشیمان ہو گی جب تمہارے شکم سے اُونٹ یا گائے یا بھیڑ یا بکری کے مانند لڑکا ہوگا۔ پھر آدمؑ کو تم سے اور تمہارے فرزند سے نفرت ہو جائے گی۔ آخر حوّاؑ کو اس پر مائل کر لیا کہ وہ اس کی اطاعت کریں اور اس کی بات مان لیں۔ پھر بولا کہ یہ سمجھ لو کہ اگر اس کا نام عبدالحارث رکھنے کی نیت کر لو گی اور میرے لیئے اُس کو مفید قرار دو گی تو وُہ ایک مستوی الخلقت پیدا ہوگا اور زندہ رہے گا۔ حوّاؑ نے کہا کہ میں نے نیت کر لی کہ تیرے لیئے اس میں کچھ حصّہ قرار دوں گی۔ اُس ملعون نے کہا کہ آدم علیہ السّلام کو بھی چاہیئے کہ اس میں میرے لیئے

حصّہ قرار دیں اور نیت کرلیں کہ اس کا نام عبدالحارث رکھیں گے۔ تو حوّاؑ نے آدمؑ سے شیطان کا قول ذکر کیا۔ اُن کے دِل میں بھی خوف پیدا ہُوا اور اس کی باتوں کی طرف کچھ رغبت ہُوئی۔ حوّاؑ نے تاکیداً کہا کہ اگر نیت نہ کروگے کہ اس کا نام عبدالحارث رکھوگے اور حارث کا اس میں کچھ حصّہ نہ قرار دوگے تو میں تم کو اپنے پاس نہ آنے دوں گی نہ مقاربت کرنے دُوں گی پھر میرے اور تمہارے درمیان موانست باقی نہ رہے گی۔ آدم علیہ السلام نے کہا کہ پہلے بھی تو میری معصیت کا سبب ہُوئی اب یہاں بھی تجھ کو شیطان فریب دے گا۔ اچھا میں نے تیری متابعت کی اور اس کا نام عبدالحارث رکھا غرض کہ صحیح و سالم لڑکا پیدا ہوا اور وُہ مسرور ہُوئے اور اس خوف سے ایمن ہوگئے اور سمجھے کہ لڑکا زندہ و سلامت رہے گا۔ ساتویں روز اس کا نام عبدالحارث رکھا۔

دُوسری حدیث میں منقول ہے کہ امام محمد باقرؑ سے لوگوں نے قول خدا: فَلَمَّآ اٰتٰهُمَا صَالِحًا جَعَلَا لَهٗ شُرَكَآءَ فِيْمَآ اٰتٰهُمَا ۔ کے بارے میں دریافت کیا۔ فرمایا کہ وُہ آدمؑ و حوّاؑ تھے اور اُن کا شرک فرمانبرداری کا شرک تھا کہ شیطانؑ کی اطاعت کی اس بارے میں کہ اُس کے لیے خدا کی مخلوق میں حصّہ قرار دیا اور اس کا نام عبدالحارث رکھا، خدا کی عبادت میں شرک نہیں کیا تھا کہ غیر خدا کی عبادت کی ہو [1]

[1] مؤلف فرماتے ہیں کہ یہ حدیثیں ظاہری طور پر شیعوں کے مقررہ اصول کے خلاف ہیں اور اصول و روایات عامّہ کے موافق ہیں۔ شاید تقیہ کی بنا پر وارد ہوئی ہوں۔ شیعوں میں تو یہ مشہور ہے کہ جَعَلَا لَهٗ شُرَكَآءَ ۔ کی ضمیر تثنیہ اولادِ آدمؑ میں عورت و مرد کی طرف راجع ہے۔ یعنی جب خدا نے آدمؑ و حوّاؑ کو صحیح و تندرست اولادیں عطا کیں ان میں سے بعض عورت و مرد نے شرک اختیار کیا۔ اور دُوسری وجہیں بھی اس آیت کی تفسیر میں بیان کی گئی ہیں۔ جن کو ہم نے بحارالانوار میں ذکر کیا ہے اور یہ وجہ بہت نمایاں ہے جیسا کہ حدیث معتبر میں وارد ہُوئی ہے۔

مامون نے حضرت امام رضاؑ سے اس آیت کی تفسیر دریافت کی ان حضرت نے فرمایا کہ حوّاؑ پانچ سو مرتبہ حاملہ ہوئیں اور ہر مرتبہ ایک لڑکی اور ایک لڑکا پیدا ہوتا تھا۔ اور آدمؑ و حوّاؑ نے خدا سے عہد کیا تھا کہ اگر فرزندانِ شائستہ ہم کو عطا فرمائے گا تو ہم شکر گزار ہوں گے۔ جب بہتر و بے عیب و بے مرض کی صحیح و تندرست نسل خدا نے ان کو عطا فرمائی اور وُہ دُو صنف تھے ایک نر دوسری مادہ۔ تو انہیں دونوں صنفوں نے خدا کے لیے اس میں شریک قرار دیا جو اُس نے اُن کو عطا فرمایا تھا اور اُن لوگوں نے شکر نہ کیا جس طرح کہ ان کے باپ اور ماں شکر کرتے رہے۔ ۱۲

حضرت شیثؑ کی ولادت

مسعودی نے کتاب مروج الذہب میں ذکر کیا ہے کہ جب ہابیلؑ مار ڈالے گئے آدم علیہ السلام
بہت مضطرب و بے چین ہوئے تو خدا نے وحی فرمائی کہ میں تجھ سے ایک نور پیدا
کروں گا جس کو پاکیزہ سلسلوں اور شریف اصلوں میں جاری کرنا چاہتا ہوں اور
اُس نور کے ذریعہ سے تمام نوروں پر مباہات کروں گا۔ اس کو اپنا آخری پیغمبر بناؤں گا اور
اُس کے لیئے بہترین ائمہ اور خلفا مقرر کروں گا تاکہ ان کی مبارک مدّت میں زمانہ کو ختم کروں اور
زمین کو ان کی دعوت کے ساتھ برقرار رکھوں اور ان کے اطاعت کرنے والوں سے
زمین کو روشن کروں۔ تو اب مستعد اور آمادہ ہو جاؤ۔ غسل کرو اور خدا کو پاکیزگی کے
ساتھ یاد کرو اور اپنی زوجہ سے مقاربت کرو اس حال میں کہ اُس نے بھی غسل کر لیا ہو!
کیونکہ میری امانت تمہاری طرف سے اس فرزند کی طرف منتقل ہوگی جو تم میں پیدا ہونے والا
ہے۔ یہ سُنکر آدمؑ کو تسکین ہوئی، پھر حواؑ سے مقاربت کی وہ حاملہ ہوئیں اور اُن کا
حُسن و جمال زیادہ ہوا اور نور اُن کے سر سے پیر تک ساطع ہوا یہاں تک کہ حضرت
شیثؑ پیدا ہوئے۔ وُہ نہایت حسین وجمیل، تندرست اور صاحبِ ہیبت و وقار تھے۔ پھر
وُہ نور حواؑ سے اُن کی طرف منتقل ہوا اور اُن کی پیشانی پر چمکنے لگا۔ آدم علیہ السلام نے اُن کا
نام شیثؑ رکھا بعضوں نے کہا ہے کہ ان کا نام ہبۃ اللہ رکھا۔ جب وُہ سنِ شباب پر پہنچے، اور
سمجھ دار ہوئے حضرت آدمؑ نے اپنی وصیت ان پر ظاہر کی اور ان علوم کی منزلت اور اس کا
محل اُنہیں پہچنوایا جو ان کو سپرد کرنے والے تھے اور ان کو بتلایا کہ وُہ ان کے بعد زمین
پر حجت خدا اور اس کے نائب ہیں ان کو چاہیئے کہ حق خدا کو اپنے وصی کی طرف
ادا کریں! اور اُن کے وصی اسی طرح اپنے اوصیا کو ادا کرتے رہیں جو پیغمبر
آخرالزمان ان کی ذریت طاہرہ اور اُن کے اوصیاء کے انوار کے منتقل ہونے پر ہوں
گے۔ حضرت شیثؑ نے وصیت کو اخذ کیا اور پوشیدہ رکھا جیسا کہ حق تھا۔ حضرت آدم علیہ السلام
روز جمعہ چھٹی ماہِ نیساں کو اُسی ساعت میں جس میں کہ مخلوق ہوئے تھے رحمتِ خدا سے واصل
ہوئے آپ کی عمر مبارک نوسو تیس سال کی تھی۔ ایک روایت کے مطابق ان حضرتؑ کی وفات
کے وقت ان کی چالیس ہزار اولاد در اولاد موجود تھی۔ ان پر حضرت شیثؑ اپنے
باپ آدم علیہ السلام کے وصی ہوئے اور لوگوں میں ان صحیفوں کے مطابق جو ان کے
پدر آدمؑ پر اور ان صحیفوں کے مطابق جو ان پر نازل ہوئے تھے حکم کرتے تھے۔ شیثؑ
سے نوش پیدا ہوئے تو نورِ پیغمبر آخرالزمان ان کی طرف منتقل ہوا۔ جب وُہ پیدا ہوئے تو
وُہ نور ان سے ظاہر و روشن تھا۔ جب وُہ وصیات کی حدیں پہنچے شیثؑ نے امانتیں

ان کے سپرد کیں اور ان کو ان وصایا کی عظمت و مرتبہ کو پہچنوایا اور وصیت کی کہ اپنے فرزندوں کو اس وصیت کی جلالت و شرافت بتلاتے رہیں۔ اسی طرح یہ وصیت جاری رہی اور نور منتقل ہوتا رہا یہاں تک کہ وہ نور عبدالمطلب اور ان کے فرزند عبداللہ تک پہنچا۔ اور بعضوں نے کہا ہے کہ آدمؑ کی تمام نسل شیثؑ سے جاری ہوئی۔ حضرت شیثؑ کی وفات تیسری تشرین[عہ] الاوّل کو ہوئی اور اُن کی عمر نو سو ساٹھ[۹۶۰] سال تھی۔ اُن سے قینان پیدا ہوئے اور نور اُن سے ظاہر ہوا۔ حضرت شیث علیہ السّلام نے اُن سے وصیت کا عہد لیا۔ اُن کی عمر ایک سو بیس[۱۲۰] سال ہوئی۔ لوگ کہتے ہیں کہ ان کی وفات ماہِ تموز[عہ] میں ہوئی۔ ان سے مہلائیل پیدا ہوئے اور آٹھ سو سال زندہ رہے۔ ان سے لود پیدا ہوئے ان کی عمر نو سو باسٹھ[۹۶۲] برس کی ہوئی۔ ان کی وفات ماہِ آذر میں ہوئی۔ ان سے حضرت ادریس علیہ السّلام پیدا ہوئے اور وہ نور (محمدؐ و آلِ محمدؐ کا) ان سب میں یکے بعد دیگرے نمایاں و درخشاں ہوتا رہا۔ لوگ کہتے ہیں کہ قابیل کے زمانہ میں اس کے فرزندوں نے بہت قسم کے باجے تیار کر لیئے تھے۔

فصل ششم

ان وحیوں کا ذکر جو حضرت آدم علیہ السّلام پر نازل ہوئیں۔
شروع کتاب میں آدم علیہ السّلام کے صحیفوں کا بیان ہو چکا ہے۔

سیّد ابن طاؤس کا بیان ہے کہ صحف ادریسؑ میں لکھا ہے کہ ستائیسویں ماہِ رمضان شب جمعہ تیسرے پہر کو حق تعالیٰ نے ایک کتاب سریانی زبان میں اکیس[۲۱] ورق کی آدمؑ پر نازل کی اور وہ پہلی کتاب تھی جو خدا نے زمین پر بھیجی۔ اس میں تمام زبانیں اور لغتیں مذکور تھیں۔ مجموعاً ہزار زبانیں تھیں کہ ایک زبان والے دوسری زبان کو بغیر تعلیم نہیں سمجھ سکتے۔ اور دلائل وجودِ باری اور واجبات اور اُس کے احکام اور شریعتیں اور سُنتیں اور اُس کے حُدود تھے۔

معتبر سندوں کے ساتھ حضرت امام جعفر صادقؑ اور امام محمد باقرؑ سے منقول ہے کہ حق تعالیٰ نے حضرت آدم علیہ السّلام کو وحی فرمائی کہ میں تیرے لیئے سخن حق اور خیر اور نیکی کو چار کلموں میں جمع کیئے دیتا ہوں جن میں سے ایک کلمہ میرا ہے، ایک تمہارا ہے ایک کلمہ میرے اور تمہارے درمیان مشترک ہے، اور ایک کلمہ تمہارے اور مخلوق کے درمیان مشترک ہے۔ جو مجھ سے متعلق ہے وہ یہ ہے کہ میری عبادت کرنا اور کسی کو میرے ساتھ شریک نہ کرنا۔ اور جو تم سے متعلق ہے یہ ہے کہ تم کو تمہارے عمل کی جزا اس وقت عطا کروں گا جبکہ تم اس کے لیئے زیادہ محتاج ہوگے۔ اور جو کلمہ میرے اور تمہارے درمیان مشترک ہے یہ ہے کہ تم کو لازم ہے کہ مجھ سے دُعا کرو قبول کرنا

عہ رومی مہینہ کا نام جو عموماً اکتوبر و نومبر شمسی میں پڑتا ہے اور ۳۱ دن کا ہوتا ہے۔ ۱۲

عہ تموز بھی رومی مہینے کا نام ہے یہ بھی ۳۱ دن کا ہوتا ہے اور جولائی و اگست شمسی میں اس کا ساتھ ہوتا ہے۔ ۱۲

میرے ذمہ ہے۔ اور جو تمہارے اور لوگوں کے درمیان مشترک ہے یہ ہے کہ جو کچھ تم اپنے لیئے پسند کرو وہی لوگوں کے لیئے بھی پسند کرو۔

فصل ہفتم

حضرت آدم علیہ السّلام کی وفات، آپ کی عمر مبارک۔ اور حضرت شیثؑ سے آپ کی وصیت وغیرہ:۔

صحیح و معتبر سندوں کے ساتھ حضرت امام محمد باقرؑ و امام جعفر صادقؑ سے منقول ہے کہ پیغمبروں کے نام اور اُن کی عمریں حضرت آدم علیہ السّلام کے سامنے پیش کی گئیں۔ جب حضرت داؤد علیہ السّلام کے نام تک پہنچے اور ان کی عُمر چالیس سال دیکھی۔ عرض کی پروردگارا داؤد کی عمر کس قدر کم ہے اور میری عمر کس قدر زیادہ ہے۔ پروردگارا اگر میں اپنی عمر سے تیس۳۰ سال اُس کی عمر میں زیادہ کر دوں اور بر دلیتے دیگر ساٹھ سال بڑھادوں تو کیا تو اس کو ثبت فرمائے گا؟ وحی ہوئی کہ ہاں عرض کی میری عمر سے تیس یا ساٹھ سال کم کر کے اُس کے لیئے لکھ دے۔ جب آدمؑ کی عمر تمام ہوئی ملکؑ الموت اُن کی رُوح قبض کرنے کے لیئے نازل ہوئے۔ آدم نے کہا ابھی تو میری عمر کے تیس۳۰ یا ساٹھ سال باقی ہیں۔ ملکؑ الموت نے کہا کہ کیا آپ نے وُہ داؤدؑ کو نہیں دی جس وقت کہ آپ کی ذریّت سے پیغمبروں کے نام اور اُن کی عمریں آپ کے سامنے پیش کی گئیں اُس وقت آپ وادیٔ جنان میں تھے۔ آدمؑ نے کہا مجھے یاد نہیں ہے۔ ملکؑ الموت نے کہا کہ اے آدمؑ انکار نہ کرو۔ کیا تم نے خدا سے سوال نہیں کیا کہ تمہاری عمر سے کم کر کے داؤد کی عمر میں اضافہ فرما دے۔ خدا نے زبور میں ثبت فرمایا اور تمہاری عمر سے محو کر دیا۔ آدمؑ نے کہا زبور لاؤ تاکہ میں دیکھ کر یاد کر دوں۔ حضرت امام محمد باقرؑ نے فرمایا کہ آدمؑ سچ کہتے تھے کہ انہیں یاد نہ تھا۔ لہٰذا اُسی روز سے مقرر ہُوا کہ لین دین اور دُوسرے مُعاملات کے بارے میں تحریر لکھ لیں تاکہ انکار نہ کیا جا سکے۔

عہد و اقرار لین دین کی تحریر کی ضرورت۔

اور حدیث حضرت صادقؑ میں ہے کہ حق تعالیٰ نے ابتدا میں جبرئیلؑ و میکائیلؑ اور ملکؑ الموت کو فرمایا کہ اس باب میں تحریر لکھیں کیوں کہ آدمؑ بھُول جائیں گے۔ تو تحریر لکھی گئی اور ان فرشتوں نے اپنے بازوؤں پر طینت علیین سے مہر کیا۔ جب آدمؑ نے انکار کیا ملکؑ الموت نے تحریر نکال کر دکھلا دی۔ حضرت صادقؑ نے فرمایا کہ یہی سبب ہے کہ جب قرض کی تحریر پیش کی جاتی ہے تو قرضدار کو ندامت ہوتی ہے [1]

بسند معتبر حضرت صادقؑ سے منقول ہے کہ حضرت آدم علیہ السّلام علیل ہُوئے تو حضرت شیثؑ کو طلب کیا اور کہا اے فرزند میری اجل قریب ہے میں بیمار ہوں میرے پروردگار نے

[1] مولّف فرماتے ہیں کہ چونکہ یہ حدیثیں اس کے خلاف ہیں جو علمائے شیعہ میں مشہور ہے کہ "انبیا پر سہو جائز نہیں" اس لیئے اکثر علماء نے تقیہ پر محمول کیا ہے۔ ۱۲ منہ

اپنی سلطنت سے یہ جو کچھ تم دیکھ رہے ہو بھیجا ہے اور یقیناً مجھ سے عہد متعلق کیا ہے اسی کے بارے میں تم کو میں اپنا وصی کرتا ہوں۔ اور جو کچھ خدا نے مجھے سپرد فرمایا ہے ان سب کا میں تم کو خزینہ دار بناتا ہوں۔ یہ میرے سر کے نیچے کتاب وصیت ہے اس میں علم کا اثر اور خدا کے اسمائے بزرگ ہیں۔ جب میری وفات ہو جائے ان کو لے لینا اور ہرگز کسی کو اس پر مطلع نہ کرنا اور نہ سال آئندہ تک اُس پر نظر کرنا۔ اس صحیفہ میں سب کچھ ہے جن کی تم کو اپنے امور دینی و دنیوی میں ضرورت ہوگی۔ آدم علیہ السلام اُس صحیفہ کو جنت سے لائے تھے۔ پھر فرمایا کہ مجھے بہشت کے میوہ کی خواہش ہے، کوہِ حدید پر چلے جاؤ وہاں جس ملک کو دیکھنا میرا سلام کہنا اور کہنا کہ میرے پدر بیمار ہیں اور تم سے بہشت کا میوہ ہدیۃً طلب کرتے ہیں۔ شیثؑ پہاڑ پر گئے جبرئیلؑ کو ملائکہ کے گروہ کے ساتھ دیکھا۔ جبرئیل علیہ السلام نے سلام کی ابتدا کی اور کہا اے شیثؑ کہاں جاتے ہو؟ پوچھا اے بندۂ خدا تو کون ہے، کہا میں رُوح الامین جبرئیلؑ ہوں شیثؑ نے حضرت آدم علیہ السلام کا پیغام پہنچایا۔ اور جبرئیلؑ نے کہا اے شیثؑ تمہارے پدر پر بھی سلام ہو وُہ دُنیا سے مفارقت کر گئے اور ہم سب اسی لیئے نازل ہوئے ہیں۔ خدا اس مصیبت میں تم کو اجر عظیم عطا کرے، صبرِ جمیل کرامت فرمائے اور تمہاری وحشت کو اُنس سے تبدیل کرے، واپس چلو ـــ! شیثؑ یہ سُن کر واپس ہوئے وُہ فرشتے اپنے ساتھ جو کچھ ضرورت تھی آدمؑ کی تجہیز و تکفین کے لیئے لائے تھے۔ جب آدمؑ کے پاس پہنچے پہلا کام جو شیثؑ نے کیا یہ تھا کہ صحیفہ وصیت کو آدمؑ کے سر کے نیچے سے نکال کر اپنے شکم پر باندھا۔ جبرئیلؑ نے کہا مُبارکؑ ہو اے شیثؑ! تمہارے مثل کون ہے۔ خدا نے تم کو اپنی کرامت سے مسرور کیا اور اپنا لباسِ عافیت تم کو پہنایا۔ اپنی جان کی قسم کھاتا ہوں کہ خدا نے تم کو اپنی جانب سے ایک امرِ بزرگ کے ساتھ مخصوص فرمایا ہے۔ پھر جبرئیلؑ اور شیثؑ نے آدمؑ کو غسل دینا شروع کیا۔ جبرئیلؑ بتاتے جاتے تھے یہاں تک کہ فارغ ہوئے پھر اُن کو کفن پہنانے اور حنوط کرنے کی تعلیم دی۔ اُس سے فارغ ہوئے تو قبر کھودنا سکھلایا۔ پھر شیثؑ کا ہاتھ پکڑ کر سامنے کھڑا کیا کہ آدمؑ پر نماز پڑھیں جس طرح کہ ہم لوگ کھڑے ہوتے ہیں۔ اور کہا کہ ستّر تکبیریں کہو اور اُن کو نماز میّت کی تعلیم دی۔ اور ملائکہ کو حکم دیا کہ شیثؑ کے پیچھے صف قائم کریں جس طرح کہ آج ہم لوگ پیشنمازوں کے پیچھے صفیں قائم کرتے ہیں۔ شیثؑ نے کہا کہ کیا درست ہے کہ میں باوجود تمہاری اس منزلت کے جو پیش خدا تم کو حاصل ہے اور تمہارے ساتھ بزرگ ملائکہ ہیں میں تمہاری پیشنمازی کروں۔ جبرئیلؑ نے کہا شاید تم کو معلوم نہیں ہے کہ جب خدا نے تمہارے پدر بزرگوار کو خلق فرمایا ان کو ملائکہ کے درمیان کھڑا کیا

اور ہم سب کو حکم دیا کہ ان کو سجدہ کریں لہٰذا وہ امام ہوئے اور یہ سُنّت ان کے فرزندوں میں جاری ہوئی۔ آج وُہ دنیا سے تشریف لے گئے اور تم ان کے وصی اور ان کے علم کے وارث اور قائم مقام ہو۔ ہم کیوں کر تم پر تقدیم کریں۔ تم ہمارے امام ہو۔ تو شیثؑ نے ان کے ساتھ آدم علیہ السّلام پر نماز پڑھی جس طرح جبرئیلؑ نے ان کو تعلیم دی۔ پھر جبرئیلؑ نے اُن کو دفن کا طریقہ بتایا۔ جب آدم علیہ السّلام کے دفن سے فارغ ہوئے اور جبرئیلؑ اور ملائکہؑ نے چاہا کہ آسمان پر جائیں، حضرت شیثؑ روئے اور فریاد کی کہ یا وحشتاہ۔ جبرئیلؑ نے کہا چونکہ خدا تمہارے ساتھ ہے تم کو کوئی وحشت نہیں ہے۔ اور ہم خدا کے حکم سے تمہارے پاس آتے رہیں گے اور خدا تمہارا مونس ہے رنجیدہ نہ ہو اور اپنے پروردگار کے ساتھ نیک گمان رکھو کیونکہ وُہ تم پر مہربان ہے۔ غرض جبرئیلؑ و ملائکہ علیہم السلام آسمان پر چلے گئے۔ اس وقت قابیل جو اپنے باپ کے خوف سے ان کی زندگی میں بھاگ گیا تھا پہاڑ سے نیچے آیا۔ اس نے شیثؑ سے مُلاقات کی اور کہا میں نے اپنے بھائی ہابیلؑ کو اس لئے مار ڈالا کہ میری قربانی قبول نہیں ہوئی اور اس کی قبول ہوئی۔ مجھے اندیشہ ہُوا کہ اس کو وُہ مرتبہ حاصل ہو جائے گا جو آج تجھے حاصل ہے۔ اور میں نہیں چاہتا تھا کہ وُہ اپنے باپ کا وصی و جانشین ہو جس طرح کہ تو آج ہے۔ اگر تُو ایک کلمہ بھی اس میں سے جو تیرے باپ نے تجھے بتلایا ہے ظاہر کرے گا تو یقیناً تجھ کو بھی مار ڈالوں گا جس طرح کہ ہابیل کو مار ڈالا۔ اسی مضمون کے قریب قریب معتبر سند کے ساتھ امام زین العابدینؑ سے بھی منقول ہے۔ اور یہ بھی مذکور ہے کہ شیثؑ نے آدمؑ پر پچھتر تکبیریں کہیں۔ ستر آدم علیہ السّلام کے لئے اور پانچ اُن کے فرزندوں کے لئے۔

بسند معتبر امام محمد باقرؑ سے منقول ہے کہ جب آدمؑ ہابیل کے قتل پر مطلع ہوئے بہت روئے اور خدا سے اپنے حال کی شکایت کی۔ خدا نے اُن کو وحی فرمائی کہ میں تم کو ایک فرزند بخشوں گا جو ہابیل کا عوض اور قائم مقام ہوگا۔ پھر شیثؑ پیدا ہوئے اور ساتویں روز اُن کا نام رکھا گیا۔ خدا نے آدمؑ کو وحی کی کہ یہ پسر میری جانب سے ایک بخشش ہے اس کا نام ہبتہ اللہ (اللہ کی بخشش) رکھو آدمؑ نے ہبتہ اللہ رکھا۔ جب وفات کا وقت آیا خدا نے اُن کو وحی کی کہ میں تم کو دُنیا سے اپنے جوارِ رحمت کی طرف بلانے والا ہُوں لہٰذا اپنے بہترین فرزند کو جو میری بخشش ہے وصیت کرو اور اپنا وصی قرار دو۔ جو اسماء میں نے تم کو تعلیم کئے ہیں اس کے سپرد کرو۔ کیونکہ میں پسند نہیں کرتا کہ زمین اُس عالم سے خالی رہے جس کو میری طرف سے علم عطا ہُوا ہو اور میرے حکم کے مطابق حکم کرتا ہو۔ میں چاہتا ہوں کہ اس کو اپنی مخلوق پر

حجت قرار دوں۔ تو آدمؑ نے اپنی تمام اولاد زن و مرد کو جمع کیا اور کہا اے فرزندو میں دُنیا سے جانے والا ہوں اور خدا کا حکم ہے کہ میں اپنے بہترین فرزند ہبتہ اللہ کو وصیت کروں۔ بیشک خدا نے اُس کو پسند کیا ہے اور میرے بعد تمہارے لیئے اختیار فرمایا ہے۔ لہٰذا اُس کی بات سُنو اور اُس کی اطاعت کرو کہ وُہ تم لوگوں پر میرا وصی اور خلیفہ ہے۔ سب نے کہا ہم نے سُنا اور اس کی اطاعت کریں گے۔ پھر آدم علیہ السلام کے حکم سے ایک تابوت بنایا گیا۔ آدمؑ نے اپنا علم اور اسما اور وصیت اس میں محفوظ کیا اور ہبتہ اللہ کے سپرد کیا اور کہا دیکھو جب میں مر جاؤں مجھ کو غسل وکفن دینا اور نماز پڑھ کر دفن کرنا۔ اور جب تمہاری وفات کا وقت آئے اور تم کو آثار معلوم ہوں تو اپنے فرزندوں میں جو سب سے نیک اور سب سے افضل اور سب سے زیادہ تم سے مصاحبت رکھتا ہو اس کو وصیت کرنا، اور زمین کو بغیر کسی عالم کے جو ہم اہل بیت میں سے ہو خالی نہ چھوڑنا۔ اے فرزند خدا نے مجھ کو زمین پر بھیجا اور اس میں اپنا خلیفہ قرار دیا اور خلق پر اپنی حجت گردانا۔ اور میں تم کو اپنے بعد زمین میں اپنی حجت قرار دیتا ہوں۔ اور تم بھی جب تک کسی کو خدا کی مخلوق پر اس کی حجت اور اپنے بعد وصی نہ قرار دے لو دنیا سے رخصت نہ ہونا۔ اور اس وصی کو تابوت اور جو کچھ اس میں ہے سب سپرد کر دینا جس طرح میں نے تم کو سپرد کیا ہے اور اُس کو آگاہ کرنا کہ میرے فرزندوں میں سے ایک پیغمبر جلد آنے والا ہے جس کا نام نوحؑ ہوگا اس کی قوم طوفان میں غرق ہو گی۔ اور اپنے وصی کو وصیت کرنا کہ تابوت اور جو کچھ اس میں ہے سب کی حفاظت کرے۔ اور تاکید کر دینا کہ جب اس کی وفات کا وقت آئے اپنے بہترین فرزند کو اپنا وصی قرار دے اور ہر وصی اپنی وصیت کو تابوت میں رکھتا جائے۔ اور ہر ایک اپنے بعد دُوسرے کو ان امور کی وصیت کرتا رہے اور ان میں سے جو شخص نوحؑ سے مُلاقات کرے اس کو چاہیئے کہ اُن کے ساتھ کشتی پر سوار ہو اور نوح علیہ السلام کو چاہیئے کہ تابوت کو مع تمام اشیاء کے کشتی میں لے جائیں جو اس میں ہو۔ اور کوئی شخص اُن سے پیچھے نہ رہ جائے۔ اے ہبتہ اللہ اور میرے تمام فرزندو! قابیل ملعون سے پرہیز کرنا۔ غرض جب آدم علیہ السلام کی رحلت کا دن آیا۔ اور ملک الموت نازل ہُوئے تو آدمؑ نے کہا کہ میں گواہی دیتا ہوں کہ خدا واحد ہے اور اُس کا کوئی شریک نہیں۔ اور میں گواہی دیتا ہوں کہ میں خدا کا بندہ اور زمین میں اُس کا خلیفہ ہُوں۔ اُس نے احسان کی میرے ساتھ ابتدا کی اور اپنے مُلائکہ کو حکم دیا کہ مجھے سجدہ کریں۔ اور مجھے تمام اسما کی تعلیم دی۔ پھر مجھے اپنی بہشت میں ساکن کیا اور بہشت کو میرا دارِ قرار اور وطن بنایا تھا حالانکہ مجھے اس لیئے خلق کیا تھا کہ میں زمین میں ساکن رہوں کیونکہ اُس کی

یہی مشیت تھی۔ اُس نے اپنی تقدیر و تدبیر کے ساتھ یہی ارادہ کیا تھا۔ اور جبرئیلؑ آدمؑ کے لیئے کفن کے ساتھ حنوط اور تخت بہشت سے لائے تھے۔ ان کے ساتھ ستّر ہزار ملک نازل ہُوئے تھے تاکہ آدم علیہ السلام کے جنازہ میں شریک رہیں۔ ہبتہ اللہ نے جبرئیل علیہ السلام کی مدد سے غسل دیا اور کفن پہنایا اور حنوط کیا۔ پھر جبرئیلؑ نے ہبتہ اللہ سے کہا کہ آگے بڑھو اور اپنے باپ پر نماز پڑھو اور پچھتّر تکبیریں کہو۔ ملائکہ نے اُن کی قبر تیار کی اور حضرت آدم علیہ السلام کو دفن کیا اس کے بعد ہبتہ اللہ نے طاعتِ الٰہی کے ساتھ تمام اولادِ آدمؑ میں قیام کیا۔ جب ان کی وفات کا وقت آیا اپنے بیٹے قینان کو وصیت کی اور تابوت ان کے سپرد کیا۔ قینان اپنے بھائیوں اور آدمؑ کے فرزندوں میں طاعت خدا کے ساتھ قائم رہے۔ جب اُن کی وفات کا زمانہ آیا اپنے بیٹے یرد کو اپنا وصی قرار دیا اور تابوت اور اُن چیزوں کو جو اُس میں تھیں یرد کے سپرد کیا اور نوحؑ کی پیغمبری کے بارے میں اُن سے وصیت کی۔ یرد کی وفات کا وقت قریب آیا تو انہوں نے اپنے بیٹے اخنوع کو وصیت کی جن کو ادریسؑ کہتے ہیں۔ اور تابوت اور اس کی چیزوں کو اُن کے سپرد کیا۔ اخنوع اُن چیزوں کے ساتھ قائم رہے جب اُن کی اجل قریب آئی حق تعالیٰ نے اُن کو وحی فرمائی کہ میں تم کو آسمان پر اُٹھانے والا ہُوں لہٰذا اپنے بیٹے خرقائیل کو وصیت سپرد کرو۔ خرقائیل اخنوع کی وصیت پر قائم ہُوئے۔ جب اُن کی وفات کا زمانہ آیا انھوں نے اپنے بیٹے نوحؑ کو وصیت کی اور تابوت کو اُن کے سپرد کیا اور تابوت ہمیشہ نوحؑ کے ساتھ رہا یہاں تک کہ وُہ اپنے ساتھ کشتی پر لے گئے۔ جب اُن کی وفات کا وقت آیا انھوں نے اپنے فرزند سام کو وصیت کی اور تابوت اور اُس کی چیزیں اُن کو سپرد کیں [۱]

بسندِ معتبر دیگر امام محمد باقرؑ سے منقول ہے کہ حضرت آدمؑ نے اپنے بیٹے کو جبرئیلؑ کے پاس بھیجا اور کہا کہ اُن سے کہنا کہ میرے لیئے درخت زیتون کی زینت سے جو بہشت میں ایک مقام ہے کھانا لائیں۔ جبرئیلؑ نے اُن سے مُلاقات کی اور کہا کہ واپس چلو کیوں کہ تمہارے باپؑ نے وفات پائی۔ ہم لوگ ان کی آخری خدمت پر مامور ہوئے ہیں اور ان پر نماز پڑھنے کے واسطے آئے ہیں۔ جب غسل کو تمام کیا جبرئیل علیہ السلام نے کہا کہ اے ہبتہ اللہ آگے کھڑے ہو اور اپنے باپ پر نماز پڑھو۔ ہبتہ اللہ سامنے کھڑے ہُوئے اور پچھتّر تکبیریں اُن پر کہیں ستّر تکبیریں تو آدم علیہ السّلام کی فضیلت کے لیئے اور پانچ تکبیریں سنت جاری کرنے کے لیئے۔ اور فرمایا کہ آدم علیہ السّلام ہمیشہ مکّہ میں خدا کی عبادت کیا کرتے تھے جب خدا نے چاہا

[۱] مؤلف فرماتے ہیں کہ یہ تمام حدیثیں اور دُوسری حدیثیں اسی مضمون کے ساتھ انشاءاللہ کتاب امامت میں مذکور ہوں گی۔ ۱۲ منہ

کہ ان کی رُوح قبض کرے ملائکہ کو ایک تخت اور بہشت کے کفن و حنوط کے ساتھ بھیجا۔ جب حوّا علیہا السّلام نے فرشتوں کو دیکھا، چاہا کہ ملائکہ اور آدم علیہ السّلام کے درمیان حائل ہوجائیں آدم علیہ السّلام نے کہا مجھ کو خدا کے رسُولوں فرشتوں کے ساتھ چھوڑ دو تو ملائکہ نے ان کی رُوح قبض کی اور آبِ سدر سے غسل دیا اور اُن کی قبر کے لیئے لحد قرار دیا۔ اور کہا کہ یہ فرزندانِ آدمؑ کے لیئے سُنّت ہے۔ حضرت آدم علیہ السّلام کی عمر نوسو چھتیس ۹۳۶ سال ہوئی اور وُہ مکّہ میں مدفون ہُوئے۔ آدمؑ اور نوح علیہ السّلام کے درمیان پندرہ سو سال کی مدّت گزری۔

بسندِ صحیح حضرت صادقؑ سے منقول ہے کہ جب حضرت آدم علیہ السّلام نے وفات پائی اور اُن حضرتؑ پر نماز کا وقت آیا، ہبتہ اللہ نے جبرئیل علیہ السّلام سے کہا کہ اے فرستادۂ خدا آگے بڑھو اور خدا کے پیغمبر پر نماز پڑھو۔ جبرئیلؑ نے کہا کہ خدا نے ہم کو حکم دیا کہ تمہارے پدر کو سجدہ کریں۔ لہٰذا ہم اُن کے نیک فرزندوں پر تقدم نہیں کرسکتے۔ اور تم اُن کے نیک ترین فرزند ہو۔ پس ہبتہ اللہ آگے کھڑے ہوئے اور آدم علیہ السّلام پر نماز (پنجگانہ) کے اعداد کے موافق تکبیریں کہیں جیسا کہ خدا نے اُمتِ محمدؐ پر واجب قرار دیا۔ اور یہ سُنّت اولادِ آدمؑ میں قیامت تک کے لیئے جاری رہے گی۔ اور دُوسری معتبر حدیث میں آنحضرتؐ سے منقول ہے کہ حضرت آدم علیہ السّلام نے میوہ کی خواہش کی اور ہبتہ اللہ اس میوہ کے حاصل کرنے لیئے گئے۔ جبرئیل علیہ السّلام نے اُن سے ملاقات کی اور پوچھا کہاں جاتے ہو؟ کہا آدم علیہ السّلام علیل ہیں اور میوہ طلب کرتے ہیں۔ جبرئیلؑ نے کہا واپس چلو کیونکہ خدا نے اُن کی رُوح قبض کرلی۔ جب واپس آکر دیکھا تو وُہ رحلت فرما چکے تھے۔ پھر ملائکہ نے اُن کو غسل دیا اور ہبتہ اللہ سے کہا کہ آگے کھڑے ہوکر نماز پڑھیں۔ اور خدا نے اُن کو وحی فرمائی کہ پانچ تکبیریں کہو۔ پھر اُن کا سر نیچے کرکے قبر میں اُتارا، اور قبر کو برابر کیا، اور کہا اسی طرح اپنے مُردوں کے ساتھ کرنا۔ اور دُوسری معتبر حدیث میں فرمایا کہ آدمؑ پر تیس ۳۰ تکبیریں کہی گئیں۔ پچیس تکبیریں چھوڑ دی گئیں، پانچ باقی رکھی گئیں۔

بسندِ معتبر حضرت امام محمد باقرؑ سے منقول ہے کہ آدمؑ کی قبر حرمِ خدا میں ہے۔ اور حضرت رسُولِ خدا صلے اللہ علیہ وآلہ وسلم سے منقول ہے کہ حضرت آدم علیہ السّلام کی وفات

جمعہ کے روز ہوئی۔ اکابر علمائے نے مرسلا روایت کی ہے کہ جب حق تعالیٰ نے آدمؑ کو جنۃ الماویٰ سے زمین پر بھیجا، بہشت کی مفارقت میں اُن کو وحشت ہوئی تو خدا سے دُعا کی کہ درختانِ بہشت میں سے ایک درخت نازل فرمائے تو خدا نے اُن کے لیئے خرما کا درخت نازل کیا جو اُن کی زندگی میں اُن کا مونس تھا۔ جب اُن کی وفات کا وقت آیا اپنے فرزندوں سے کہا کہ یہ درخت حیات میں میرا مونس تھا اُمید ہے کہ وفات کے بعد بھی مونس ہوگا لہٰذا اس کی ایک ٹہنی کے دو حصّے کر کے میرے کفن میں رکھ دینا۔ اُن کے فرزندوں نے ایسا ہی کیا۔ ان کے بعد پیغمبروں نے ان کی متابعت کی۔ زمانۂ جاہلیت میں یہ سُنّت متروک ہوگئی تھی، جناب رسُولِ خدا صلے اللہ علیہ وآلہ وسلم نے اُس کو پھر جاری کیا۔

بسند معتبر حضرت صادقؑ سے منقول ہے کہ آدم علیہ السّلام کی رحلت پر قابیل اور شیطان نے شماتت کی اور ایک جگہ جمع ہو کر باجے اور کھیل ایجاد کیئے۔ لہٰذا دنیا میں اس قسم کی جس قدر چیزیں ہیں جن سے لوگ لہو ولعب میں مشغول ہوتے ہیں اور لذّت حاصل کرتے ہیں وہی ہیں جنہیں ان دُشمنانِ خدا نے ایجاد کیا۔

عامّہ اور خاصّہ نے وہب ابن منبہ سے روایت کی ہے کہ شیثؑ نے آدمؑ کو ایک غار میں جو کوہِ ابو قبیس پر ہے جس کو غار الکنز کہتے ہیں دفن کیا۔ اس جگہ وُہ طوفانِ نوحؑ کے زمانہ تک مدفون رہے۔ جب طوفان آیا تو نوحؑ نے اُن کو نکال کر ایک تابُوت میں اپنے ساتھ کشتی میں رکھا۔

بسند معتبر حضرت صادقؑ سے منقول ہے کہ نوحؑ جب کشتی میں تھے خدا نے ان کو وحی فرمائی کہ سات مرتبہ خانہ کعبہ کے گرد طواف کریں۔ جب طواف سے فارغ ہوئے اور کشتی سے نیچے آئے اُس وقت پانی اُن کے زانوں تک تھا۔ پھر زمین سے ایک تابوت نکالا جس میں حضرت آدم علیہ السّلام کی ہڈیاں تھیں اُس کو کشتی میں داخل کیا اور کعبہ کے گرد بہت طواف کیا پھر کشتی روانہ ہوئی اور کوفہ تک پہنچی۔ پھر خدا نے زمین کو حکم دیا کہ اپنے پانی کو اندر کھینچ لے جس طرح کہ اُس کی ابتدا مسجد سے ہوئی تھی۔ پھر نوح علیہ السّلام نے اس تابُوت کو نجف اشرف میں دفن کیا۔ [1]

بسند معتبر حضرت صادقؑ سے منقول ہے کہ حضرت رسُولؐ نے فرمایا کہ آدمؑ کی عمر شریف

---

[1] مولّف فرماتے ہیں کہ احادیث سے ثابت ہے کہ آدم و نوح علیہم السّلام نجف اشرف میں مدفون ہیں۔ تو جن حدیثوں میں آدم علیہ السّلام کا مکہ میں دفن ہونا مذکور ہے اور جو حدیثیں اس باب میں وارد ہوئی ہیں وُہ اس پر محمول ہیں کہ اوّل اسی جگہ مدفون ہوئے تھے۔ ۱۲ منہ

نوسوتیس سال ہوئی۔ اور سیّد ابن طاؤس نے بحوالہ صحف ادریسؑ بیان کیا ہے کہ آدم علیہ السّلام دس روز تپ میں مبتلا رہے۔ ان کی وفات روز جمعہ پندرہ محرم کو ہوئی اور غار کوہِ ابو قبیس میں رُو بقبلہ دفن ہوئے اُن کی عمر اُس روز سے کہ ان کے جسم میں رُوح داخل ہوئی وفات کے روز تک ایک ہزار تیس سال تھی۔ ان کی وفات کے ایک سال اور پندرہ روز بعد حوّا علیہا السّلام بیمار ہوئیں اور فوت ہوئیں اور آدمؑ کے پہلو میں مدفون ہوئیں۔ سیّد کا بیان ہے کہ میں نے توریت کے سفر سوم میں دیکھا کہ آدمؑ کی عمر نوسو تیس سال تھی اور یہی مدّت محمد بن خالد برقی نے بھی کتاب بدایں بروایت حضرت صادقؑ بیان کی ہے [1]

بسند معتبر امام حسنؑ سے منقول ہے کہ اوّل جو شخص کہ حضرت آدمؑ کے بعد مبعوث ہوا حضرت شیثؑ تھے۔ ان کی عمر ہزار سال تھی۔ اور حدیث ابو ذرؓ میں ہے جو مذکور ہو چکی کہ حضرت شیثؑ کی زبان سریانی تھی۔ ان پر پچاس صحیفے نازل ہوئے۔ اکثر ارباب تاریخ نے بیان کیا ہے جبکہ آدمؑ کی عمر دو سو پینتیس سال ہوئی تو حضرت شیثؑ پیدا ہوئے اور ان کی عمر نو سو بارہ سال ہوئی۔ وہ اپنے باپ ماں کے پہلو میں ابو قبیس کے غار میں دفن ہوئے۔

سیّد ابن طاؤس نے ذکر کیا ہے کہ میں نے صحیفہ ادریسؑ میں دیکھا ہے کہ خدا نے شیثؑ پر پچاس صحیفے نازل کیے جن میں خدا کے وجود کے دلائل، فرائض احکام اور سنن و شرائع اور حدود الٰہی مرقوم تھے۔ حضرت شیثؑ مکہ میں رہتے تھے اور ان صحیفوں کو اولاد آدمؑ کو سنایا کرتے تھے۔ اور ان کی تعلیم فرماتے۔ خدا کی عبادت کرتے اور کعبہ کو آباد رکھتے تھے اور حج و عمرہ بجا لاتے تھے یہاں تک کہ اُن کی عمر نو سو بارہ سال ہوئی۔ جب وہ بیمار ہوئے تو اپنے فرزند انوس کو اپنا وصی بنایا اور اُن کو تقویٰ و پرہیزگاری اور خدا سے ڈرتے رہنے کی تاکید فرمائی۔ ان کی رحلت ہوئی تو ان کو انوس نے اپنے بیٹے قینان اور ان کے (قینان کے) بیٹے مہلائیل کی مدد سے غسل دیا اور انوس نے نماز پڑھائی اور غار ابو قبیس میں آدم علیہ السّلام کی داہنی جانب دفن کیا۔

---

[1] مؤلف فرماتے ہیں کہ مفسّرین و مؤرخین کے درمیان آدمؑ کی عمر میں اختلاف ہے۔ بعض کہتے ہیں کہ ہزار سال ان کے لیے مقدر ہوئے تھے۔ ساٹھ سال داؤدؑ کو دیئے تھے اور انکار کیا تو پھر ان کی عمر ہزار سال ہوگئی۔ بعضوں نے کہا ہے کہ نوسو چھتیس سال عمر تھی۔ بعضوں نے نوسو تیس سال کہا ہے۔ احادیث سابقہ سے معلوم ہوا کہ آخر کے دونوں قول میں سے ایک صحیح ہے۔ اور ممکن ہے کہ نوسو چھتیس سال ہوئی ہو اس بناء پر ممکن ہے کہ بعض حدیثوں میں اکائیوں کا ذکر نہ کیا ہو بلکہ دہائیوں پر اکتفاء کی ہو۔ اور عرف عام میں یہ رائج ہے۔ ۱۲ منہ

باب سوم: حضرت ادریس علیہ السلام کے حالات

حق تعالےٰ نے فرمایا ہے: وَاذْكُرْ فِي الْكِتَابِ إِدْرِيسَ إِنَّهُ كَانَ صِدِّيقًا نَبِيًّا ۝ وَرَفَعْنَاهُ مَكَانًا عَلِيًّا ۝ (آیت ۵۶، ۵۷۔ سورۃ مریم پ۱۶) (اے رسولؐ) ادریسؑ کو یاد کرو یقیناً وُہ بہت تصدیق کرنے والے اور بڑے سچّے پیغمبر تھے۔ اور ہم نے ان کو بہت اُونچی جگہ بلند کرکے پہنچا دیا۔"

کتب معتبرہ میں وہب سے روایت ہے کہ حضرت ادریس علیہ السلام ایک تنو مند اور کشادہ سینہ مرد تھے۔ ان کے جسم پر بال کم تھے اور سر پر زیادہ تھے۔ ان کا ایک کان دُوسرے کان سے بڑا تھا۔ ان کے سینے کے بال باریک تھے۔ وُہ آہستہ گفتگو کرتے تھے۔ راستہ چلنے میں قدم نزدیک نزدیک رکھتے تھے۔ ان کو "ادریس" اس واسطے کہتے ہیں کہ خدا کی حکمتیں اور اسلام کی خوبیوں کا درس دیا کرتے تھے۔ اپنی قوم میں انہوں نے عظمت وجلالِ الٰہی کے بارے میں غور و فکر کیا اور کہا کہ اس آسمان و زمین اور اس خلق عظیم اور آفتاب و ماہتاب اور ستاروں اور بادلوں اور تمام مخلوقات کا کوئی خالق اور پیدا کرنے والا ہے جو اپنی قدرت سے ان میں تدبیر کرتا اور اُن کی اصلاح کرتا ہے۔ لہٰذا سزاوار ہے کہ میں اس کی عبادت کروں جو حق عبادت ہے۔ اس غرض سے انہوں نے اپنی قوم کی ایک جماعت کے ساتھ خلوت اختیار کی۔ ان کو نصیحت کرتے اور خدا کو یاد دلاتے اور خدا کے عذاب سے ڈراتے اور خالق کائنات کی عبادت کی دعوت دیتے تھے۔ اس تبلیغ کے سبب ان میں سے ایک ایک کرکے سات افراد ان کے ہمنوا ہو گئے۔ پھر ستّر تک تعداد پہنچی، پھر سات سو، پھر ایک ہزار تک ان کے ہم خیال ہو گئے۔ تو اُن سے کہا کہ آؤ ہم نیک ترین سو اشخاص کا انتخاب کریں۔ تو اُن ہزار میں سے سو افراد کو چُنا۔ پھر اُن میں سے ستر اور پھر ان میں سے دس اور دس میں سے سات نفوس کا انتخاب کیا اور فرمایا آؤ ہم سات اشخاص دُعا کریں اور باقی سب لوگ آمین کہیں۔ شاید ہمارا خالق اپنی عبادت کی جانب ہماری رہبری فرمائے۔ غرض ہاتھ زمین پر رکھ کر دُعا کی، کچھ اُن پر ظاہر نہ ہُوا۔ پھر آسمان کی جانب ہاتھ بلند کرکے دُعا کی تو خدا نے حضرت ادریس علیہ السّلام پر وحی فرمائی اور اُن کو اپنا پیغمبر قرار دیا۔ ان کی اور ان لوگوں کی جو آپ پر ایمان لائے اپنی عبادت کی جانب رہنمائی کی تو وُہ لوگ برابر عبادت میں مشغول رہتے اور کسی کو خدا کے ساتھ شریک نہیں کرتے تھے یہاں تک کہ خدا نے ادریسؑ کو آسمان پر اُٹھا لیا۔ پھر وُہ لوگ جو آپ پر ایمان لائے تھے سوائے چند افراد کے دین سے منحرف ہو گئے اور اُن کے درمیان اختلافات رونما ہُوئے اور بدعتیں

پیدا ہوئیں یہاں تک کہ حضرت نوح علیہ السّلام اُن پر مبعُوث ہُوئے۔

حدیث ابوذر میں بیان ہو چکا کہ حضرت ادریس علیہ السّلام پر تیسؔ صحیفے نازل ہُوئے اور بعض روائیتوں سے معلوم ہوتا ہے کہ وُہ پہلے شخص ہیں جنہوں نے قلم سے لکھنا شروع کیا اور کپڑے سی کر پہنے۔ اُن سے پہلے لوگ درختوں کے پتّوں سے ستر پوشی کرتے تھے۔ حضرت ادریس علیہ السّلام خیاطی کرتے تھے اور ساتھ ہی تسبیح و تقدیس و تکبیر و تمجیدِ خدا کرتے رہتے تھے۔

بسند ہائے معتبر بسیار حضرت صادقؑ سے منقول ہے کہ مسجد سہلہ ادریسؑ کا مکان تھا جہاں وُہ خیاطی کرتے اور نماز پڑھتے تھے۔ جو شخص اُس جگہ دُعا کرتا ہے خداوند عالم اُس کی حاجت بر لاتا ہے اور قیامت میں اُس کو مقامِ بلند تک پہنچائے گا جو ادریس علیہ السّلام کی جگہ ہے۔

بسند معتبر حضرت صادقؑ سے منقول ہے کہ حضرت ادریس علیہ السّلام کی پیغمبری کی ابتدا یُوں ہوئی کہ اُن کے زمانہ میں ایک ظالم بادشاہ تھا ایک روز وُہ سیر و تفریح کے لیئے نکلا اُس کا گزر ایک زمین سرسبز پر ہُوا جو ایک مومن خالص کی زمین تھی جس نے دین باطل کو ترک کر کے اہلِ باطل سے بیزاری اور علیحدگی اختیار کر لی تھی۔ بادشاہ کو وُہ زمین پسند آئی۔ وزیروں سے پوچھا یہ کس کی زمین ہے۔ انہوں نے بتایا کہ فلاں مومن کی ہے جو آپ کی رعایا میں سے ہے بادشاہ نے اُس کو بلوایا اور اُس سے زمین کی خواہش کی۔ اس نے کہا میرے بال بچّے تجھ سے زیادہ اس زمین کے محتاج ہیں۔ بادشاہ نے کہا اس زمین کو قیمت لے کر مجھے دے دو۔ اس نے کہا نہ میں فروخت کروں گا اور نہ یُوں ہی بلا قیمت دوں گا، اس کا ذکر ہی چھوڑ دو۔ بادشاہ کو غصّہ آیا اور اس کے تیور بگڑ گئے۔ اسی حالت میں غضبناک اور متفکر واپس ہُوا۔ اس کی ایک زوجہ ازارقہ میں سے تھی جس کو وُہ بہت چاہتا تھا اور اکثر اس سے مشورہ کیا کرتا تھا۔ جب وُہ اپنے دربار میں بیٹھا تو اس عورت کو بلایا۔ اُس عورت نے بادشاہ کو بہت غضبناک دیکھا، پوچھا اے بادشاہ کیا ایسا مُعاملہ ہُوا کہ تو اس قدر غصّہ میں ہے۔ بادشاہ نے زمین کا قصّہ اس سے بیان کیا۔ اس عورت نے کہا اے بادشاہ غم وُہ کرتا ہے اور پیچ و تاب غصّہ میں وُہ کھاتا ہے جس کو انتقام و تغیّر کی طاقت نہیں ہوتی۔ اگر تو اُس کو بغیر کسی حیلے کے قتل نہیں کرنا چاہتا تو میں اس کے مار ڈالنے کی تدبیر و حیلہ کرتی ہُوں کہ زمین بھی تیرے قبضہ میں آجائے، اور رعایا کے نزدیک اس کے قتل کے بارے میں تجھ پر کوئی الزام بھی نہ رہے۔ بادشاہ نے پُوچھا وُہ کون سی تدبیر ہے؟ اس نے کہا کہ ازارقہ کی ایک جماعت اس کے پاس بھیجتی ہوں کہ اُس کو پکڑ لاویں۔ اور تیرے سامنے گواہی دیں کہ وُہ تیرے دین سے پھر گیا ہے۔ اس طرح تُو اُس کو قتل کر کے اس کی زمین پر قابض ہو سکتا ہے۔ بادشاہ نے کہا اچھا ایسا ہی کر۔ ازارقہ

میں سے کچھ اشخاص اس عورت کے دین پر تھے جو مومنین کا قتل حلال جانتے تھے۔ اُس نے اُن کو طلب کیا۔ اُنہوں نے بادشاہ کے سامنے گواہی دی کہ وُہ بادشاہ کے دین سے منحرف ہوگیا ہے۔ یہ سُنکر بادشاہ نے اس کو قتل کرادیا اور اس کی زمین پر قابض ہوگیا۔ اس مومن کے قتل کی وجہ سے حق تعالیٰ غضبناک ہُوا اور ادریس علیہ السّلام کو وحی فرمائی کہ اس جبار و ظالم کے پاس جاکر کہو کہ تُونے اس مومن کے قتل پر اکتفا نہ کی بلکہ اُس کی زمین بھی غصب کرلی اور اس کے اہل و عیال کو محتاج و مجبُور کردیا۔ مجھے اپنے عزّت و جلال کی قسم ہے کہ قیامت میں اس کے بدلے میں تجھ سے انتقام لُوں گا۔ اور دُنیا میں تیری بادشاہی مٹادوں گا۔ تیرے شہر کو برباد کروں گا تیری عزّت کو ذلّت میں تبدیل کروں گا اور تیری عورت کا گوشت کتّوں کو کھلادوں گا۔ کیا میرے حلم اور برداشت نے جو تیرے امتحان کا باعث تھا، تجھ کو مغرور کردیا ہے؟ حضرت ادریس علیہ السّلام اس کے پاس پہنچے جس وقت کہ وُہ اپنے دربار میں تھا اور اس کے گرد اس کے اصحاب بیٹھے ہوُئے تھے۔ آپ نے اس سے فرمایا اے جبّار میں خدا کا رسُول ہوں پھر اس کا پیغام پہنچایا۔ اس نے کہا اے ادریسؑ میرے دربار سے نکل جاؤ میرے ہاتھ سے اپنی جان نہ بچا سکوگے۔ پھر اس عورت کو بُلایا اور ادریسؑ کی گفتگو بیان کی۔ اس نے کہا ادریسؑ کے خدا کی رسالت سے خوف مت کر میں کسی کو بھیج کر ادریسؑ کو قتل کرائے دیتی ہوں۔ تاکہ اس کے خدا کی رسالت باطل ہو جائے۔ بادشاہ نے کہا ایسا ہی کر۔ ادریس علیہ السّلام کے شیعوں میں سے بھی چند اصحاب تھے جو ان کی مجلس میں حاضر ہُوا کرتے تھے، حضرت ادریسؑ نے اُن کو بھی آگاہ کردیا تھا جو کچھ خدا نے اُن کو وحی کی تھی اور جو پیغام اُنہوں نے بادشاہ کو پہنچایا تھا۔ وُہ حضرت ادریس علیہ السّلام کے بارے میں خوف زدہ ہوُئے کہ اب حضرتؑ کو وُہ سب قتل کردیں گے۔ اُس عورت نے ازارقہ کے چالیس آدمیوں کو ادریس علیہ السّلام کے قتل کرنے کو بھیجا۔ وُہ حضرتؑ کے جائے قیام پر آئے جہاں وہ اپنے اصحاب کے ساتھ بیٹھا کرتے تھے۔ لیکن اُن کو وہاں نہ پایا اور واپس گئے۔ ادریسؑ کے دوستوں نے دیکھا کہ وُہ حضرتؑ کے قتل کے ارادہ سے آئے تھے تو وُہ متفرق ہوگئے۔ اور ادریسؑ سے ملاقات کرکے ان ظالموں کے ارادہ سے آگاہ کیا کہ آج چالیس اشخاص آپ کے قتل کے ارادہ سے آئے تھے ہوشیار رہیئے گا۔ بلکہ اس شہر سے چلے جایئے۔ حضرت ادریس علیہ السّلام اسی روز اپنے اصحاب کو لے کر شہر سے باہر نکل گئے۔ صبح کو خدا سے دُعا کی کہ پالنے والے تُو نے مجھے اس ظالم کے پاس بھیجا۔ میں نے تیرا پیغام اس کو پہنچایا۔ اُس نے مجھے قتل کی دھمکی دی اور اب میرے مار ڈالنے کے درپے ہے۔ خدا نے وحی فرمائی کہ تم اس سے علیحدہ رہو مجھے اس کے ساتھ چھوڑ دو۔ مجھے اپنی عزّت کی قسم ہے کہ میں اپنا حکم اس پر جاری کروں گا

اور تمہاری بات اور اپنی رسالت سچ کر دکھاؤں گا۔ ادریس علیہ السلام نے عرض کی پالنے والے میری ایک حاجت ہے۔ خدا نے فرمایا بیان کرو میں تمہاری حاجت برلاؤں گا۔ عرض کی جب تک میں نہ عرض کروں ان پر بارش نہ ہو۔ خدا نے فرمایا اے ادریسؑ ان کے شہر تباہ ہو جائیں گے اور لوگ بھوک کے مر جائیں گے۔ ادریسؑ نے کہا جو کچھ ہو میری تو یہی التجا ہے۔ خدا نے فرمایا اچھا منظور ہے۔ جب تک تم دُعا نہ کرو گے اُن کے لیئے بارش نہ ہوگی اور میں سب سے زیادہ اپنے عہد کو پُورا کرنے کا سزاوار ہوں۔ یہ سُنکر ادریس علیہ السلام نے اپنے اصحاب کو آگاہ کیا اُس سے کہ جو کچھ خدا سے دُعا کی تھی اور جو کچھ جواب ملا تھا۔ اور فرمایا اے میرے دوستو اس شہر سے دُوسرے شہروں میں چلے جاؤ۔ وُہ بیس اشخاص تھے سب دُوسرے شہروں میں متفرق ہو گئے اور تمام شہروں میں یہ مشہور ہوگیا کہ ادریسؑ نے خدا سے ایسی دُعا کی ہے۔ ادریسؑ خود بھی ایک بلند پہاڑ کے غار میں جا کر پوشیدہ ہو گئے۔ خدا نے ایک فرشتہ کو اُن پر موکل فرمایا جو روزانہ شام کو ان کے پاس کھانا لایا کرے۔ وُہ حضرتؑ ہر روز دن کو روزہ رکھتے تھے۔ شام کو فرشتہ اُن کے لیئے کھانا لاتا تھا۔ اُدھر خدا نے اُس بادشاہ جبّار کی حکومت برباد کردی وُہ قتل کر دیا گیا، اُس کا شہر مٹا دیا گیا اور اُس کی عورت کا گوشت کتّوں نے کھایا اس سبب سے کہ اس مومن پر اُس نے ظلم کیا تھا۔ پھر اُس شہر میں ایک دُوسرا ظالم سرکشی کرنے والا پیدا ہُوا۔ اسی طرح بیس سال گزرے کہ ایک قطرہ پانی کا نہ برسا۔ اس شہر والے سخت تکلیف و اذیت میں مبتلا ہوئے۔ ان کے حالات بہت خراب ہو گئے۔ وُہ دُوسرے دُور دُور کے شہروں سے سامانِ خوراک لاتے تھے۔ جب اُن کا حال بہت تباہ ہو گیا انہوں نے آپس میں مشورہ کیا کہ یہ بلا جو ہم پر نازل ہوئی ہے اس سبب سے ہے کہ ادریس علیہ السلام نے خدا سے دُعا کی ہے کہ جب تک وُہ نہ چاہیں آسمان سے بارش نہ ہو اور وُہ ہم سے پوشیدہ ہو گئے ہیں اُن کا پتہ ہم کو نہیں معلوم۔ لیکن خدا ہمارے اُوپر اُن سے بہت زیادہ مہربان ہے لہذا ہم کو چاہیئے کہ خدا کی بارگاہ میں توبہ کریں کہ اس شہر اور اس کے گرد و نواح میں پانی برسائے۔ غرض انہوں نے موٹے کپڑے پہنے اور اپنے سروں پر خاک ڈالی اور خاک پر کھڑے ہو کر خدا کی بارگاہ میں گریہ و زاری توبہ و استغفار کرنے لگے۔ خدا کو اُن پر رحم آیا اور ادریس علیہ السلام پر وحی فرمائی کہ تمہارے شہر والے مجھ سے توبہ و استغفار اور فریاد و زاری کر رہے ہیں اور میں خدائے رحمان و رحیم اور توبہ کا قبول کرنے والا ہوں، گناہوں کو معاف کر دیتا ہوں میں نے اُن پر رحم کیا۔ اور اُن کے سوال بارش پُورا کرنے میں کوئی امر مجھے مانع نہیں ہے مگر یہ کہ تم نے مجھ سے سوال کیا تھا کہ جب تک تم دُعا نہ کرو بارش نہ کروں گا۔ لہذا اے ادریسؑ مجھ سے

طلب کرو تا کہ میں اُن پر بارش بھیجوں۔ ادریسؑ نے عرض کی نہیں پالنے والے میں تو نہیں سوال کرتا پھر وحی ہُوئی کہ بارش کی دُعا کرو۔ ادریسؑ نے پھر انکار کیا تو خدا نے اُس فرشتہ کو وحی کی جو اُن پر کھانا لے جانے کے لیئے مقرر تھا کہ ادریسؑ کے لیئے طعام نہ لے جائے۔ جب شام ہو گئی اور کھانا نہیں پہنچا تو ادریسؑ بھُوک سے بے چین ہُوئے لیکن صبر کیا۔ دُوسرے روز پھر کھانا نہیں آیا تو اُن کی بھوک اور تکلیف اور زیادہ ہُوئی۔ تیسرے روز بھی جب کھانا نہ ملا تو اُن کی بے چینی بہُت زیادہ ہوئی اور صبر نہ ہوسکا۔ خدا کی بارگاہ میں مناجات کی کہ پالنے والے قبل اس کے کہ میری جان میرے جسم سے تُو نکالے میری روزی تُو نے بند کر دی۔ تو خدا نے وحی فرمائی کہ اے ادریسؑ تین روز کھانا نہ ملنے سے فریاد کرنے لگے لیکن اپنے شہر والوں کی بھُوک اور تکلیف کی بیس سال تک تم کو مطلق پرواہ نہیں ہوئی میں نے تم کو بتایا کہ وُہ بہُت تکلیف و مُصیبت میں مبتلا ہیں میں نے ان پر رحم کیا اور مَیں نے خواہش کی کہ تم بارش کی دُعا کرو تاکہ میں ان کے لیئے پانی برساؤں لیکن تم نے دُعا کرنے سے بخل کیا اس لیئے میں نے تم کو بھُوک کا مزہ چکھایا جس سے تم کو صبر نہ ہوسکا۔ اور فریاد کرنے لگے۔ اب اس غار سے باہر نکلو اور اپنی روزی تلاش کرو۔ مَیں نے تم کو تمہارے حال پر چھوڑ دیا کہ خود اپنی روزی کی فکر کرو۔ یہ سُنکر حضرت ادریس علیہ السّلام پہاڑ سے نیچے آئے تاکہ کہیں سے کچھ کھانے کو ملے اور بھُوک کی تکلیف دُور ہو۔ شہر کے قریب پہنچے تو ایک گھر سے دھُواں نکلتے ہُوئے دیکھا۔ وہاں پہنچے تو دیکھا کہ ایک ضعیفہ نے دُو روٹیاں پکائی ہیں اور آگ پر سینک رہی ہے۔ اُس سے فرمایا کہ مجھے کھانے کو دو کہ بھُوک سے بے طاقت ہو رہا ہوں۔ اُس عورت نے کہا اے بندۂ خدا ادریسؑ کی بد دُعا نے ہمارے پاس اتنا نہیں رہنے دیا ہے کہ کسی اور کو کھلائیں اور قسم کھائی کہ ان دُو روٹیوں کے سوا کچھ اور نہیں ہے۔ جاؤ اس شہر کے علاوہ کسی اور شہر میں روزی تلاش کرو۔ ادریس علیہ السّلام نے کہا اتنی روٹی تو دے دو کہ میں اپنی جان بچالوں اور میرے پیروں میں چلنے کی طاقت آجائے۔ اس نے کہا یہی دو روٹیاں ہیں ایک میرے لیئے اور ایک میرے بچّے کے واسطے۔ اگر اپنی روٹی تم کو دے دوں تو خود مرتی ہوں اور اگر اپنے بچّے کے حصّہ کی دے دوں تو وُہ مر جائے، کچھ اور نہیں کہ تم کو دوں۔ ادریسؑ نے کہا تمہارا لڑکا چھوٹا ہے، اُس کے لیئے آدھی روٹی کافی ہوگی آدھی میرے واسطے کافی ہے، جس کے سبب زندہ رہ جاؤں گا۔ عورت نے اپنے حصّہ کی روٹی کھالی اور دُوسری روٹی ادریسؑ اور لڑکے میں تقسیم کر دی۔ لڑکے نے جب دیکھا کہ ادریسؑ اس کے حصّہ کی روٹی میں سے کھا رہے ہیں رونے لگا۔ اور اس قدر مضطرب ہُوا کہ مر گیا۔ عورت بولی کہ اے شخص تو نے میرے بیٹے کو مار ڈالا۔ حضرت ادریسؑ نے فرمایا گھبرا مت۔ میں اس کو خدا کے حکم سے زندہ کیئے دیتا ہوں۔

خدا کی جانب سے حضرت ادریس علیہ السلام کی تنبیہ۔

یہ کہہ کر لڑکے کے دونوں بازو اپنے دونوں ہاتھوں سے پکڑ کر بولے کہ اے رُوح جو اس فرزند کے جسم سے نکل چکی ہے بحکمِ خدا پھر اس کے بدن میں واپس آجا میں ادریسؑ ہوں خدا کا پیغمبرؑ۔ وُہ لڑکا فوراً زندہ ہوگیا۔ عورت نے جو یہ دیکھا بولی میں گواہی دیتی ہوں کہ آپ ادریس پیغمبر علیہ السلام ہیں۔ اور باہر نکل کر شور مچانے لگی کہ شہر والو مبارک ہو اور تکلیف و مصیبت سے نجات کی خوشخبری ہو کہ ادریسؑ تمہارے شہر میں آگئے۔ حضرت ادریس علیہ السلام وہاں سے نکل کر اس ظالم بادشاہ اوّل کے مقام پر پہنچے جو ایک ٹیلہ پر تھا۔ پھر اُن کے پاس شہر والوں کا ایک گروہ آیا اور کہا اے ادریسؑ اس بیس سال میں آپ کو ہم پر رحم نہ آیا کہ ہم ایسی تکلیف و مصیبت میں مبتلا ہیں اور بھُوک کے مر رہے ہیں۔ لہٰذا دُعا کیجئے خدا بارش کرے۔ ادریسؑ نے کہا اس وقت تک دُعا نہ کروں گا جب تک یہ تمہارا بادشاہ جبار اور تمام شہر والے ننگے پیر اور پیدل میرے پاس آکر التجا نہ کریں۔ جب بادشاہ نے ادریس علیہ السلام کا یہ کلام سُنا چالیس آدمیوں کو انہیں گرفتار کرنے کے لیئے بھیجا۔ وُہ جب ادریسؑ کے پاس پہنچے حضرتؑ نے اُن پر نفرین کی وُہ سب مر گئے۔ بادشاہ نے جو یہ ماجرا سُنا تو پانچ سو آدمیوں کو اُن کی گرفتاری کے لیئے بھیجا۔ انہوں نے ادریسؑ سے آکر کہا ہم اس لیئے آئے ہیں کہ آپ کو بادشاہ کے پاس لے چلیں۔ حضرت ادریس علیہ السلام نے فرمایا کہ ان چالیس آدمیوں کو دیکھو (جو تم سے پہلے مجھے لے جانے کے لیئے آئے تھے) کہ کس طرح مرے ہُوئے پڑے ہیں۔ اگر تم لوگ واپس نہ جاؤ گے تو تمہارا بھی یہی حشر ہوگا۔ انہوں نے کہا اے ادریسؑ بیس سال سے ہم کو بھُوک میں مُبتلا کر رکھا ہے اور اب ہم پر نفرین کرتے ہو تمہارے دل میں رحم نہیں ہے۔ ادریسؑ نے فرمایا میں اس جبار کے پاس نہیں جاؤں گا اور نہ بارش کی دُعا کروں گا جب تک وُہ اور تمام شہر والے پیادہ اور ننگے پیر میرے پاس نہ آئیں گے۔ یہ سُن کر وُہ لوگ بادشاہ کے پاس واپس گئے اور ادریسؑ کا قول بیان کیا اور التجا کی تو وہ مع اہلِ شہر کے ادریسؑ کے پاس آیا اور سب نے کھڑے ہو کر عاجزی سے التجا کی کہ وُہ خدا سے بارش کی دُعا کریں۔ ادریسؑ نے منظور کیا اور خدا سے دُعا کی کہ بارش کرے؛ اسی وقت آسمان پر ابر آیا، بجلی چمکنے لگی رعد گرجنے لگے اور بارش شروع ہُوئی اور اس حد تک پانی برسا کہ اُن کو غرق ہونے کا گمان ہُوا اور جلد سب اپنے اپنے گھروں کو واپس آئے۔ [1]

[1] مؤلف فرماتے ہیں کہ انبیاء کے معصوم ہونے کے دلائل بیان ہو چکے ہیں اس لیئے خدا کی جانب سے ادریسؑ سے بارش کا دُعا کرنے کا حکم اختیاری و استحبابی ماننا پڑے گا۔ اور دُعا میں تاخیر اور ان لوگوں کو ذلت کے ساتھ طلب کرنے سے ان حضرتؑ کی غرض دنیوی اقتدار و عظمت اور غضب نفسانی سے انتقام لینا نہ تھی بلکہ مقربانِ بارگاہِ الٰہی کا غصہ گنہگاروں اور سرکشوں پر خدا کے لیئے ہُوا کرتا ہے۔ اور اکثر ہوتا ہے کہ وہ معبود سے انتہائی محبت کے (باقی بر صفحہ ۱۵۴)

بسند حسن حضرت صادقؑ سے منقول ہے کہ خدا ایک فرشتہ پر غضبناک ہُوا اور اس کے بال و پَر قطع کرکے ایک جزیرہ میں ڈال دیا، وُہ اس جزیرہ میں مدّتوں پڑا رہا۔ جب خدا نے حضرت ادریسؑ کو مبعوث فرمایا وُہ فرشتہ حضرتؑ کے پاس آیا اور دُعا کی التجا کی، کہ خدا اس سے راضی ہو جائے اور بال و پَر عطا فرمائے۔ حضرتؑ نے دُعا کی اور خدا نے اُس پر رحم فرمایا اور اُس کے پر و بازو عطا فرمائے۔ تو فرشتے نے حضرت ادریس علیہ السّلام سے پُوچھا کہ مجھ سے آپ کی کوئی حاجت ہے؟ فرمایا ہاں۔ چاہتا ہوں کہ تُو مجھے آسمان پر لے چلے تاکہ ملکُ الموت کو دیکھوں کیونکہ ان کی یاد سے بے خوف زندگی گزارنا میرے لئے ممکن نہیں۔ اس فرشتہ نے حضرتؑ کو اپنے پَروں پر اُٹھایا اور آسمان چہارم پر لے گیا۔ وہاں حضرتؑ نے ملکُ الموت کو دیکھا کہ بیٹھے ہُوئے ہیں اور اپنے سَر کو تعجّب سے حرکت دے رہے ہیں۔ جناب ادریس علیہ السلام نے ان کو سلام کیا اور سَر ہلانے کا سبب پُوچھا۔ ملکُ الموت نے کہا کہ ربّ العزّت نے مجھ کو آپ کی رُوح چوتھے اور پانچویں آسمان کے درمیان قبض کرنے کا حکم دیا۔ میں نے عرض کی پالنے والے یہ کیسے ممکن ہے حالانکہ آسمان چہارم کا خلا پانچ سو سال کی مسافت رکھتا ہے اور آسمان چہارم سے آسمان سوم تک پانچ سو سال کی راہ ہے۔ اسی طرح ایک آسمان سے دُوسرے آسمان کا فاصلہ ہے تو آسمان چہارم و پنجم کے درمیان اُن کی رُوح کیوں کر قبض کی جاسکتی ہے۔ یہ کہہ کر وہیں حضرتؑ کی رُوح قبض کرلی۔ یہ ہے قولِ خدا وَرَفَعْنَاهُ مَكَانًا عَلِيًّا ۔ کے معنی۔ حضرت صادقؑ نے فرمایا ان کو اس سبب سے ادریسؑ کہتے ہیں کہ وُہ خدا کی کتاب کا بہت درس دیا کرتے تھے۔

حدیث معتبر میں امیر المومنینؑ سے منقول ہے کہ حضرت ادریس علیہ السّلام کو خدا نے اُن کی وفات کے بعد مکان بلند پر پہنچایا اور بہشت کی نعمتیں کھلائیں۔

بسند معتبر امام محمد باقرؑ سے منقول ہے کہ رسول خدا صلعم نے فرمایا فرشتوں میں ایک ملکؑ خدا کے نزدیک زیادہ مقرّب تھا۔ کسی لغزش پر خدا نے اس کو زمین پر بھیج دیا۔ وُہ حضرت ادریسؑ کے پاس آیا اور التجا کی کہ خدا سے اُس کی شفاعت فرمائیں۔ حضرتؑ نے

بقیہ ص۱۵۳ :- سبب اس کے احکام و مناہی سے سرتابی کرنے والوں پر خدا سے زیادہ غصّہ کرتے ہیں اس لیئے کہ خدا کے ایسا رحم و کرم ان میں نہیں ہوتا۔ وُہ بندوں کو خدا سے سرکشی کرتے ہُوئے دیکھنے کی برداشت نہیں رکھتے اور یہ بھی اُن کے لیئے عین شفقت و مہربانی ہوتی ہے تاکہ متنبہ ہو جائیں اور پھر خدا سے بغاوت و سرکشی نہ کریں تاکہ خدا کے عذاب میں گرفتار نہ ہوں۔ ۱۲ منہ

حضرت ادریس ۱ ۵ آسمان پر جانا اور وفات

منظور فرمایا اور تین روز مسلسل بغیر افطار کئے روزے رکھے اور تینوں شبیں عبادت میں بسر کیں جس سے بہت مضمحل اور کمزور ہو گئے پھر خدا سے دعا کی اور اس فرشتے کی سفارش کی تو خدا نے اس کو آسمان پر جانے کی اجازت دی۔ اُس وقت اُس نے حضرت ادریس علیہ السّلام سے عرض کی آپ کے اس احسان کے عوض چاہتا ہوں کہ آپ مجھ سے کوئی خدمت لیں۔ حضرتؑ نے فرمایا چاہتا ہوں کہ ملکؑ الموت سے ملاقات کرا دو" تاکہ ان سے دوستی کروں کیونکہ ان کی یاد کے سبب کوئی نعمت مجھے خوشگوار نہیں معلوم ہوتی۔ فرشتے نے ان کو اپنے پروں پر بٹھا لیا اور آسمانِ اوّل پر لے گیا۔ وہاں ملکؑ الموت کو تلاش کیا معلوم ہُوا وُہ دُوسرے آسمان پر گئے ہیں۔ وُہ اور اُوپر لے گیا یہاں تک کہ آسمانِ چہارم و پنجم کے درمیان ملاقات ہُوئی۔ اُس فرشتہ نے پُوچھا آپ اس قدر ترش رو کیوں ہو رہے ہیں؟ ملکؑ الموت نے کہا کہ ابھی مَیں زیرِ عرش تھا کہ حکم باری تعالیٰ ہُوا کہ حضرت ادریس علیہ السّلام کی رُوح آسمانِ چہارم و پنجم کے درمیان قبض کروں۔ جب حضرت ادریس علیہ السّلام نے سُنا کانپنے لگے اور فرشتے کے پروں پر سے گر پڑے۔ ملکؑ الموت نے وہیں اُن کی رُوح قبض کر لی۔ جیسا کہ خدا فرماتا ہے۔ وَاذْكُرْ فِي الْكِتٰبِ۔ الخ

دُوسری حدیث میں عبداللہ بن عباسؓ سے منقول ہے کہ حضرت ادریس علیہ السّلام دن میں شہروں شہروں گھومتے، سیاحت کیا کرتے اور روزہ سے رہتے۔ جہاں رات ہو جاتی وہیں قیام کر لیتے، وہیں ان کی روزی ان کو پہنچ جاتی تھی۔ فرشتے اُن کے نیک اعمال بھی دُوسرے لوگوں کے اعمال کی طرح آسمان پر لے جاتے تھے۔ ملکؑ الموت نے خدا سے ادریسؑ کو سلام کرنے اور ان سے ملاقات کرنے کا اشتیاق ظاہر کیا اور اجازت لے کر ان کے پاس آئے، اور کہا چاہتا ہوں کہ آپ کی مصاحبت میں رہوں۔ حضرتؑ نے منظور فرمایا اور وُہ ایک دُوسرے کے رفیق ہو گئے اور وہ مدّتوں ساتھ رہے۔ دن کو روزے رکھتے تھے۔ جب رات کے وقت حضرت ادریس علیہ السّلام کا کھانا پہنچ جاتا تھا وُہ ملکؑ الموت کو بھی کھانے میں شریک ہونے کی دعوت دیتے۔ وہ کہتے تھے کہ مجھ کو ضرورت نہیں ہے اور نماز میں مشغول رہتے۔ ادریسؑ تھک کر سو جاتے تھے لیکن ملکؑ الموت کو نہ سُستی لاحق ہوتی نہ وُہ سوتے تھے۔ اسی طرح چند روز گزر رہے یہاں تک کہ ایک روز وُہ انگور کے ایک باغ اور گوسفند کے ایک گلہ کی طرف سے گذرے۔ انگور پکے ہُوئے تھے۔ ملکؑ الموت نے پوچھا کیا آپ پسند کرتے ہیں کہ ہم ایک برّہ اس گلہ سے یا اس باغ سے انگور کے چند خوشے لے لیں اور شام کو آپ اسی سے افطار کریں۔ ادریسؑ نے کہا سُبحان اللہ میں تم کو اپنے مال سے کھانے کی دعوت دیتا ہُوں تو انکار

کرتے ہو اور مجھ کو دُوسروں کا مال بغیر اجازت کھانے کی دعوت دیتے ہو۔ تم نے میری مصاجت کرکے خوب دوستی ادا کی۔ بتاؤ تم کون ہو؟ کہا میں ملکُ الموت ہوں۔ تو ادریسؑ نے کہا تم سے میری ایک حاجت ہے۔ پُوچھا کیا؟ کہا چاہتا ہوں کہ مجھ کو آسمان پر لے چلو۔ تو ملکُ الموت نے خدا سے اجازت لے کر اُن کو اپنے پروں پر بٹھایا اور آسمان پر لے گئے۔ پھر ادریس علیہ السّلام نے کہا میری ایک دُوسری حاجت بھی ہے۔ پُوچھا وُہ کیا؟ کہا میں نے سُنا ہے کہ مَوت بہت سخت ہے میں چاہتا ہوں کہ اس کا کچھ مزہ بھی چکھاؤ تاکہ سمجھوں کہ ویسی ہی ہے جیسا کہ مَیں نے سُنا ہے۔ ملکُ الموت نے خدا سے اجازت لی۔ اجازت مِل گئی تو تھوڑی دیر کے لیئے اُن کی سانس پکڑ لی۔ پھر ہاتھ ہٹا لیا پُوچھا کہ مَوت کو کیسا پایا؟ کہا بہت زیادہ شدید ہے اُس سے جیسا کہ مَیں نے سُنا تھا۔ پھر کہا، ایک اور حاجت ہے یعنی مجھ کو جہنّم کی آگ دکھا دو۔ ملکُ الموت نے خازن جہنّم کو حکم دیا کہ جہنّم کے دروازے کو کھول دو۔ جب ادریس علیہ السّلام نے دیکھا غش کھا کر گر پڑے۔ جب ہوش میں آئے کہا ایک اور حاجت ہے یعنی بہشت دیکھنا چاہتا ہوں۔ ملکُ الموت نے بہشت کے خزینہ دار سے اجازت لی اور ادریسؑ بہشت میں داخل ہوئے اور کہا اے ملکُ الموت اب میں یہاں سے باہر نہ آؤں گا کیونکہ خدا نے فرمایا ہے کہ ہر نفس موت کا ذائقہ چکھنے والا ہے اور مَیں نے چکھ لیا۔ فرمایا ہے کہ تم میں سے کوئی ایسا نہیں ہے جو جہنّم کے پاس وارد نہ ہو۔ اور میں وارد ہو چکا۔ اور بہشت کے بارے میں فرمایا ہے کہ اہل بہشت، بہشت سے باہر نہ جائیں گے۔ [1]

سیّد ابن طاؤس نے کتاب سعد السعود میں ذکر کیا ہے کہ میں نے ادریسؑ کے صحیفوں میں دیکھا کہ اے غافل انسان نزدیک ہے کہ مَوت تجھ پر نازل ہو اور تیری فریاد و زاری شدید ہو۔ تیری پیشانی سے پسینہ ٹپکنے لگے تیرے لب کھنچ جائیں اور تیری زبان بند ہو جائے، تیرا دہن خشک ہو جائے اور تیری آنکھوں کی سفیدی اُس کی سیاہی پر غالب ہو جائے تیرے مُنہ سے کف جاری ہو اور تیرے تمام بدن میں لرزہ پڑ جائے اور تو مَوت کی دشواری تلخی اور سختی میں مُبتلا ہو جائے ہرچند لوگ تجھ کو آواز دیں تو نہ سُنے۔ اور اپنے عزیزوں میں تو مُردہ ہوکر پڑا رہے اُس وقت تو دُوسروں کے لیئے باعثِ عبرت ہوگا۔ پس رقبل مَوت کے، موت کے معنی سے

حضرت ادریسؑ کے صحیفوں کے مواعظ۔

---

[1] مؤلف فرماتے ہیں کہ یہ حدیث عامّہ کے طریق پر ان کی روایتوں کے موافق ہے حدیث اوّل اعتماد کے قابل ہے۔ بعض کتابوں میں لکھا ہے کہ ادریس علیہ السّلام کی عمر زمین پر تین سو سال ہُوئی بعضوں نے اس سے زیادہ کہا ہے ان سے متوشلخ پیدا ہُوئے۔ جب آسمان پر گئے تو ان کو اپنا خلیفہ قرار دیا اور متوشلخ نے نوسو انیس ۹۱۹ سال عُمر پائی انہوں نے اپنے فرزند لامک کو اپنا وصی قرار دیا جو حضرت نوح علیہ السّلام کے باپ ہیں۔ ۱۲ (منہ)

تو عبرت حاصل کر کیونکہ یقیناً تجھ پر موت نازل ہوگی۔ ہر چند تیری عمر دراز ہو آخر تو فنا ہوگا کیونکہ جو پیدا ہُوا فنا اس سے نزدیک ہو جاتی ہے۔ اور یہ سمجھ لے کہ موت زیادہ آسان ہے ہولِ روزِ قیامت سے جو اس کے بعد ہے۔ دُوسرے مقام پر لکھا ہے کہ یقین کے ساتھ جانو کہ پرہیز معصیتِ خدا سے حکمتِ کبریٰ اور نعمتِ عظمیٰ ہے اور خیر کی طرف بُلانے والا ایک سبب ہے جو نیکی اور فہم و عقل کے دروازوں کو کھولنے والا ہے کیونکہ جب خدا نے اپنے بندوں کو دوست رکھا تو ان کو عقل عطا فرمائی اور اپنے پیغمبروں اور دوستوں کو رُوح القدس کے ساتھ مخصوص فرمایا۔ اور لوگوں کے لیے دیانت اور حقائق اور حکمت کے رازوں کے پردے کھولے گئے تاکہ گمراہی کو ترک کریں اور رُشد و صلاح کی پیروی کریں جس سے اُن کے نفوس میں راسخ ہو جائے کہ اُن کا خدا اس سے عظیم تر ہے کہ فکریں اس کو احاطہ کریں یا آنکھیں اس کا ادراک کریں یا وہم اس کی حقیقت کو سمجھ سکے یا حالات اس کی حد قائم کر سکیں۔ (لیکن) وُہ احاطہ کیے ہُوئے ہے اپنے علم و قدرت کے ساتھ تمام چیزوں کو اور تدبیر کرنے والا ہے تمام اشیاء کا جیسا چاہتا ہے۔ اس کے کاموں میں دخل نہیں دیا جا سکتا اور اس کی غرضیں دریافت نہیں کی جا سکتیں اور اس پر اندازہ وغیرہ واقع نہیں ہوتا اور مخلوقین کی توانائی اس کی ذات کی شناخت میں منتہیٰ نہیں ہو سکتی۔ دُوسرے مقام پر فرمایا ہے کہ اپنے پروردگار کو کثرت سے یاد کرتے رہو کیونکہ اگر خدا دیکھے گا کہ تم ایک دُوسرے کے معین و مددگار ہو تو تمہاری دُعاؤں کو قبول کرے گا اور تمہاری حاجتیں برلائے گا اور تم کو تمہاری آرزوں تک پہنچائے گا اور تم پر اپنے خزانوں سے اپنی رحمتوں کی بارش کرے گا جو کبھی فنا نہ ہوں گے۔ دُوسری جگہ فرمایا ہے کہ اپنے پروردگار کو اکثر اوقات یاد کرتے رہو۔ کیونکہ اگر وُہ جانے گا کہ تم ایک دُوسرے کے حامی و ناصر ہو تو تمہاری دُعاؤں کو مستجاب کرے گا، حاجتوں کو برلائے گا، تم کو تمہاری آرزوں تک پہنچائے گا اور تم پر اپنے خزانوں سے رحمت کی بارش کرے گا جو کبھی زائل نہ ہوگی۔ دُوسرے مقام پر فرمایا ہے کہ جب روزہ رکھو اپنے نفس کو ہر ناپاکی و نجاست سے پاک کرو اور روزہ رکھو صاف اور خالص نیّت سے خدا کے لیے خیالات فاسد اور افکار بد سے پاک ہو کر۔ کیونکہ خدا جلد آلودہ قلوب اور مخلوط نیّتوں کو باز رکھے گا روزہ رکھنے سے اور تمہارے دہنوں کو کھانے سے چاہیئے کہ تمہارے اعضاؤ جوارح بھی (حالتِ صوم میں) گناہوں سے باز رہیں کیونکہ خدا تم سے راضی نہیں ہوتا صرف اس پر کہ روزہ میں کھانے سے باز رہو اور بس۔ بلکہ چاہیئے کہ تمام قبیح باتوں اور گناہوں اور برائیوں سے روزہ رکھو اور جب نماز میں داخل ہو اپنے قلوب اور خیالات کو نماز کی طرف

رجوع رکھو اور خدا سے تضرع و توسّل کے ساتھ پاکیزہ دُعائیں مانگو اور اُس سے اپنی حاجتیں منفعتیں اور مصلحتیں خضوع و خشوع، عاجزی اور انکساری کے ساتھ طلب کرو۔ اور جب سجدہ میں جاؤ دُنیا کی فکریں، بُرے خیالات ناشائستہ حرکات دُور رکھو اور مکر اور حرام کھانا، زیادتی اور ظلم و کینہ دل میں نہ لاؤ اور یہ بُری باتیں اپنے نفس سے دُور کرو اور روزانہ پانچ وقت واجب نمازیں بجا لاؤ جس میں پڑھنے کے لئے آٹھ سُورتیں ہیں۔ ہر صبح تین سُورۃ۔ ہر سورۃ میں تین سجدے تین تسبیح کے ساتھ۔ دوسرے پہر پانچ سُورۃ اور غروب آفتاب کے وقت پانچ سورۃ ان کے سجدوں کے ساتھ پڑھنا چاہیئے۔ یہ نمازیں ہیں جو تم پر واجب ہیں اور جو اس سے زیادہ نافلہ بجا لائے تو اس کا ثواب خدا پر ہے۔

باب چہارم: حضرت نوح علیہ السلام کے حالات

اس باب میں دو فصلیں ہیں

فصل اوّل } ان حضرتؑ کی ولادت اور وفات اور عمر اور نگینہ کے نقش کا بیان، اُن کی اولاد اور پسندیدہ اخلاق کا تذکرہ :۔

قطب راوندی وغیرہ نے کہا ہے کہ نوحؑ لامک کے بیٹے تھے اور لامک متوشلخ کے اور متوشلخ اخنوعؑ کے فرزند تھے جن کو ادریسؑ بھی کہتے ہیں۔

بسند معتبر حضرت امام رضاؑ سے منقول ہے کہ شام کے رہنے والے ایک شخص نے حضرت امیرالمومنین علیہ السلام سے نوحؑ کا نام پُوچھا فرمایا کہ اُن کا نام سکن تھا اور اُن کو نوحؑ اس لیئے کہتے ہیں کہ نوسو پچاس سال تک اپنی قوم پر نوحہ کیا۔

بسند معتبر حضرت صادقؑ سے منقول ہے کہ نوحؑ کا نام عبدالغفار تھا اُن کو نوحؑ اس لیئے کہتے ہیں کہ وُہ اپنے (نفس) پر نوحہ کرتے تھے۔

بسند معتبر آنحضرتؑ سے منقول ہے کہ نوحؑ کا نام عبدالملک تھا ان کا نام نوحؑ اس لیئے ہُوا کہ انہوں نے پانچ سو سال تک گریہ کیا۔ دوسری معتبر حدیث میں فرمایا کہ ان کا نام عبدالاعلیٰ تھا [1]

بسند معتبر حضرت امام رضاؑ سے منقول ہے کہ جب نوحؑ کشتی میں سوار ہوئے حق تعالیٰ نے اُن پر وحی کی کہ جب غرق ہونے کا خوف ہو تو ہزار مرتبہ لَآ اِلٰہَ اِلَّا اللّٰہُ کہو پھر مجھ سے نجات کی دُعا مانگو تاکہ تم کو اور جو تمہارے ساتھ ایمان لائے ہیں ان سب کو نجات دوں۔ نوحؑ اور جو لوگ

[1] مؤلف فرماتے ہیں کہ ممکن ہے کہ یہ سب نام آنحضرتؑ کے ہوں اور تمام ناموں سے آپ پکارے جاتے ہوں۔ ۱۲

آپ کے ساتھ تھے جب کشتی میں اطمینان سے بیٹھے اور بادبانوں کو بلند کیا ایک سخت ہوا آئی۔ نوحؑ کو غرق ہونے کا خوف ہوا اور ہوا زیادہ تیز ہوئی اور ہزار مرتبہ لآ الٰہ الا اللہ کہنے کا موقع نہ رہا تو سریانی زبان میں کہا ھَلُوْلِیَا اَلْفًا اَلْفًا یَا مَارِیَا اَتْقِنْ۔ تو کشتی کی حرکت کم ہوگئی اور وہ درست چلنے لگی تو حضرت نوح علیہ السلام نے کہا کہ خدا نے جن کلمات سے مجھ کو غرق ہونے سے نجات دی وہ اس لائق ہیں کہ مجھ سے علیحدہ نہ ہو۔ لہٰذا اپنی انگوٹھی پر لَآ اِلٰہَ اِلَّا اللّٰہُ اَلْفَ مَرَّۃٍ یَا رَبِّ اَصْلِحْنِیْ نقش کیا جو اس سریانی کلام کا عربی زبان میں ترجمہ ہے جس کے معنی یہ ہیں کہ ہزار مرتبہ لآ الٰہ الا اللہ کہتا ہوں خداوندا مجھے نجات دے۔

کتب معتبرہ میں وہب سے روایت ہے کہ نوحؑ نجار تھے ان کا رنگ قدرے گندمی تھا چہرہ پتلا، اور سر لمبا، آنکھیں بڑی، پنڈلیاں پتلی، رانوں کا گوشت زیادہ تھا۔ ناف بڑی۔ داڑھی لانبی اور گھنی تھی۔ بلند قامت تنومند انسان تھے۔ مزاج میں غصہ بہت زیادہ تھا۔ جب مبعوث ہوئے آپ کی عمر آٹھ سو پچاس سال تھی۔ وہ اپنی قوم کو نو سو پچاس سال تک خدا کی طرف دعوت دیتے تھے مگر اُن کی سرکشی بڑھتی جاتی تھی۔ اسی حال پر تین قرن گذرے۔ اُن کی قوم کے لوگ بڈھے ہو ہو کر مرتے جاتے تھے ان کی اولادیں باقی رہتیں۔ اور ہر ایک ان میں سے اپنے لڑکوں کو ان کے بچپن ہی میں حضرت نوح علیہ السلام کے پاس لے جاتا اور کہتا کہ اے فرزند اگر میرے بعد تو زندہ رہ جائے تو اس دیوانہ کی اطاعت ہرگز نہ کرنا۔

بسند حسن حضرت صادقؑ سے منقول ہے کہ حضرت نوحؑ کی عمر دو ہزار پانچ سو سال ہوئی آٹھ سو پچاس سال مبعوث ہونے سے قبل نو سو پچاس سال قوم کی ہدایت کا زمانہ دو سو سال کشتی کی تیاری میں گذرے اور پانچ سو سال طوفان کے بعد زندہ رہے۔ جب پانی زمین سے خشک ہوا تو شہروں کی بنیاد ڈالی اور اپنی اولاد کو اُن میں آباد کیا جب دو ہزار پانچسو سال تمام ہوئے ملک الموت اُن کے پاس آئے وہ دھوپ میں بیٹھے تھے، کہا السلام علیکؑ حضرت نوحؑ نے جواب سلام دیا اور پوچھا اے ملک الموت کس واسطے آئے ہو کہا آپ کی رُوح قبض کرنے کے لیئے۔ کہا کیا اتنی مہلت دوگے کہ آفتاب سے سایہ میں چلا جاؤں؟ کہا ہاں۔ پس نوحؑ سایہ میں گئے اور فرمایا اے ملک الموتؑ دُنیا میں میری زندگی کی مدت دُھوپ سے سایہ میں آنے کے مانند تھی۔ اب جو کچھ تم کو حکم دیا گیا ہے بجالاؤ۔ ملک الموتؑ نے اُن حضرتؑ کی رُوح مقدس قبض کرلی۔

بسند معتبر امام زادہ عبد العظیم سے منقول ہے کہ امام علی نقیؑ نے فرمایا کہ نوحؑ کی عمر دو ہزار پانچ سو سال ہوئی۔ ایک روز کشتی میں سو رہے تھے، تیز ہوا چلی اُن کا ستر کھل گیا۔ حام و یافث یہ دیکھ کر ہنسنے لگے۔ سام نے اُن کو ڈانٹ کر ہنسنے سے منع کیا اور کھلے ہوئے اعضا کو کپڑے سے

چھپا دیا۔ سام چھپا دیتے تھے، حام و یافث کھول دیتے تھے۔ جب نوح علیہ السّلام بیدار ہوئے تو دیکھا کہ وُہ دونوں ہنس رہے ہیں۔ اس کا سبب دریافت کیا۔ جو کچھ گزرا تھا سام نے بیان کیا۔ نوحؑ نے ہاتھ آسمان کی جانب بلند کیا اور کہا خداوندا حام و یافث کے آبِ پُشت (نطفہ) کو متغیر کر دے۔ تاکہ اُن کی اولاد سیاہ پیدا ہو۔ خدا نے اُن کے آبِ پُشت کو متغیر فرمایا۔ نوح علیہ السّلام نے دونوں سے فرمایا کہ خدا نے تمہاری اولاد کو قیامت تک فرزندانِ سام کا غلام و خدمت گار قرار دیا کیوں کہ اُس نے میرے ساتھ نیکی کی ہے اور تم دونوں عاق ہوئے۔ اور تمہارا عاق ہونا ہمیشہ تمہارے فرزندوں میں ظاہر ہو گا اور نیکی کی علامت فرزندانِ سام سے نمایاں رہے گی جب تک کہ دُنیا باقی ہے اس لیے جس قدر سیاہ لوگ ہیں حام کی اولاد ہیں اور تمام ترک و سقالیہ، یا جوج و ماجوج فرزندانِ یافث کی یادگار ہیں۔ ان کے علاوہ جو لوگ کہ سُرخ و سفید ہیں سام کی اولاد ہیں۔ خدا نے نوحؑ کو وحی فرمائی کہ مَیں نے اپنی کمان یعنی قوس و قزح کو اپنے بندوں اور شہروں کے لئے امان اپنے اور اپنی مخلوق کے درمیان ایک عہد قرار دیا جس سے وُہ غرق ہونے سے تا روزِ قیامت بے خوف رہیں گے۔ اور میرے سوا سب سے زیادہ عہد کا وفا کرنے والا کون ہو سکتا ہے۔ یہ معلوم کر کے نوح علیہ السّلام خوش ہُوئے اور لوگوں کو خوشخبری دی۔ اس وقت اس قوس کے ساتھ ایک زہ اور ایک تیر بھی تھا۔ اُس کے بعد تیر و زہ برطرف ہو گیا۔ طوفان کے بعد شیطانؑ حضرت نوحؑ کے پاس آیا اور کہا آپکا مجھ پر ایک بہت بڑا احسان ہے۔ مجھ سے کوئی نصیحت طلب کیجیے کہ میں آپ سے خیانت نہ کروں گا۔ نوحؑ خاموش ہو گئے اور اس سے سوال نہ کیا۔ حق تعالیٰ نے وحی فرمائی کہ اُس سے سوال کرو میں اس کی زبان پر ایسی بات جاری کروں گا جو اسی پر حجت ہو گی۔ تو نوحؑ نے فرمایا کہ بتا کیا کہتا ہے؟ شیطانؑ نے کہا کہ جب ہم فرزندِ آدمؑ کو بخیل یا حریص یا حسد کرنیوالا یا جبر و ظلم کرنیوالا یا کاموں میں جلدی کرنیوالا پاتے ہیں تو اس کو یوں اُٹھا لیتے ہیں جیسے کوئی شخص کوزہ اُٹھا لیتا ہے۔ جب کبھی کسی شخص میں یہ اوصاف جمع ہو جاتے ہیں تو مَیں اُس کو سرکشی کرنے والا شیطان کہتا ہوں۔ پھر نوحؑ نے پُوچھا کہ وُہ احسان جس کو تو سمجھتا ہے کہ مَیں نے تجھ پر کیا ہے وُہ کیا ہے؟ کہا یہ کہ آپ نے اہلِ زمین پر بددُعا کی اور ایک آن میں سب کو جہنّم میں بھیج دیا اور مجھ کو اُن کی طرف سے فراغت ہو گئی۔ اگر آپ نفرین نہ کرتے مجھے اُن کے ساتھ مشغول رہنے کے لیئے ایک زمانہ کی ضرورت ہوتی۔

بسندِ معتبر حضرت صادقؑ سے منقول ہے کہ نوح علیہ السّلام کشتی سے اُترنے کے بعد پانچسو برس تک زندہ رہے۔ جب اُن کی عمر آخر ہُوئی تو جبرئیلؑ ان کے پاس آئے اور کہا اے نوحؑ تمہاری پیغمبری ختم ہوئی اور تمہاری عمر کی مدّت تمام ہوئی۔ لہٰذا خدا کے بزرگ نام کو اور میراثِ علم اور آثارِ علمِ پیغمبری جو تمہارے پاس ہیں سب اپنے بیٹے سام کو سپرد کرو کیونکہ خدا فرماتا ہے کہ میں

پیدائش مختلف قوموں کا سبب ہے۔

بعد طوفان شیطان کا حضرت نوح علیہ السّلام کے پاس آکر نصیحت کرنا۔

زمین کو خالی نہ چھوڑوں گا لیکن اس میں کوئی عالم رہے گا جس کے ذریعہ سے بندے مجھ کو لائق عبادت سمجھیں اور میری عبادت کریں تاکہ وُہ ایک پیغمبر کی وفات سے دُوسرے پیغمبر کے مبعوث ہونے تک ان کی نجات کا باعث ہو۔ اور میں زمین کو ہرگز بغیر کسی حجت کے نہ چھوڑوں گا جو لوگوں کو میری طرف بُلائے گا اور میرے حکم کا جاننے والا ہوگا۔ یقیناً میرا حکم ہے اور مَیں نے مقدر کیا ہے کہ ہر گروہ کا ایک ہدایت کرنے والا قرار دوں گا جس کے ذریعہ سے سعادت مندوں کی ہدایت کرونگا اور اشقیا پر میری حجت تمام ہوگی۔ تو حضرت نوح علیہ السلام نے اسم اعظم و میراث علم و آثار علم پیغمبری اپنے فرزند سام کو سپرد کیا۔ حام و یافث کو علم نہ تھا جس سے وہ فائدہ حاصل کرتے۔ نوحؑ نے ان کو ہودؑ کی خوشخبری دی کہ آپ کے بعد مبعوث ہوں گے۔ اور ان لوگوں کو حکم دیا کہ ان کی متابعت کریں اور ہر سال ایک مرتبہ وصیت نامہ کو کھولیں اور دیکھیں، وُہ ان کے لیئے عید کا روز ہوگا جیسا کہ آدمؑ نے اُن کو حکم دیا تھا۔ اس کے بعد فرزندانِ حام میں ظلم و سرکشی شروع ہوئی اور فرزندانِ سام پوشیدہ ہوگئے اُن چیزوں کے ساتھ جو اُن کے پاس تھیں مثل علم وغیرہ کے۔ اور نوحؑ کے بعد سام کو حام و یافث کی دولت حاصل ہُوئی اور وُہ لوگ ان پر مسلط ہوگئے۔ یہ ہے کہ خدا فرماتا ہے۔ وَتَرَكْنَا عَلَيْهِ فِي الْآخِرِينَ۔ (سورۃ والصّفّت آیت ۷۸ پ ۲۳) کہ ہم نے جباروں کی دولت کو نوحؑ کے لیئے قرار دیا۔ اور خدا محمد کو اس سے غالب کرے گا۔ اہلِ سندھ و ہند اور حبشہ حام کی اولاد سے ہیں اور اہل عجم و سندھ فرزندانِ یافث سے ہیں اور ان کی دولت اُمّت محمد صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم تک پہنچی اور وُہ وصیت میراث میں ان لوگوں میں سے ایک عالم کے بعد دوسرے عالم کو ملتی رہی یہاں تک کہ حق تعالےٰ نے ہودؑ کو مبعوث فرمایا۔

اور دُوسری حدیث معتبر میں فرمایا کہ قوم نوحؑ میں ہر ایک کی عمر تین سو سال کی ہوتی تھی۔ اور دُوسری حدیث میں فرمایا کہ نوح علیہ السّلام کی عمر دو ہزار چار سو پچاس سال ہُوئی [1]

بسند معتبر حضرت امام زین العابدینؑ سے منقول ہے کہ لوگوں نے تین چیزیں تین آدمیوں سے اخذ کی ہیں۔ صبر ایوبؑ سے، شکر نوحؑ سے اور حسد فرزندانِ یعقوبؑ سے۔

موثق سند کے ساتھ اور اس کے علاوہ امام محمّد باقرؑ و امام جعفر صادقؑ سے منقول ہے اس آیت کی تفسیر کے بارے میں جسے حق تعالیٰ نے حضرت نوح علیہ السّلام کی تعریف میں فرمایا ہے

[1] مولف فرماتے ہیں کہ گزشتہ تمام حدیثیں ایک دوسرے کے موافق ہیں۔ اور آنحضرتؑ کی عمر سے ان اوقات کا جن میں وُہ امور دین کی جانب متوجہ نہیں رہے ہیں شمار نہ کیا ہوگا۔ بعض مؤرخ نے آنحضرتؑ کی عمر ہزار سال بیان کی ہے اور بعض نے دو ہزار چار سو پچاس سال۔ بعض نے ایک ہزار چار سو ستر سال اور بعض نے تیرہ سو سال۔ یہ اقوال چونکہ احادیث معتبرہ کے خلاف ہیں اس لیئے سب لغو ہیں۔ ۱۲ منہ

اِنَّہٗ کَانَ عَبۡدًا شَکُوۡرًا (سورۃ بنی اسرائیل آیت ۳ پ ۱۵) یعنی یقیناً نوحؑ بہت شکر کرنے والے تھے۔ فرمایا کہ اسی لیئے آنحضرتؐ کا نام عبدالشکور ہوگیا تھا کیونکہ ہر صبح و شام اس دُعا کو پڑھتے تھے۔ اَللّٰھُمَّ اِنِّیۡ اُشۡھِدُکَ اَنَّہٗ مَا اَصۡبَحَ اَوۡ اَمۡسٰی بِیۡ نِعۡمَۃٍ اَوۡ عَافِیَۃٍ فِیۡ دِیۡنٍ اَوۡ دُنۡیَا فَمِنۡکَ وَحۡدَکَ لَا شَرِیۡکَ لَکَ لَکَ الۡحَمۡدُ بِھَا عَلَیَّ وَلَکَ الشُّکۡرُ بِھَا عَلَیَّ حَتّٰی تَرۡضٰی وَبَعۡدَ الرِّضَاءِ۔

اس دُعا کے الفاظ میں روایت میں معمولی اختلاف ہے جس کو میں نے بحارالانوار کی کتاب دعا میں ذکر کیا ہے (مولفؒ)

بسند معتبر حضرت صادقؑ سے منقول ہے کہ جب طوفان کے بعد حضرت نوح علیہ السلام درخت لگانے پر مامور ہوئے شیطان آپ کے پاس آگیا۔ جب حضرتؑ نے چاہا کہ انگور کا درخت لگائیں، شیطان نے کہا یہ درخت میرا ہے۔ نوحؑ نے کہا تُو جھوٹا ہے۔ شیطان نے کہا آپ اس میں سے میرا حصّہ بھی قرار دیجئے۔ نوحؑ نے کہا اچھا دو ثلث۔ یہی سبب ہے کہ شیرۂ انگور جوش کھا کر جب تک دو ثلث کم نہ ہو جائے حلال نہیں۔ دوسری معتبر حدیث میں فرمایا کہ شیطان نے درخت انگور کے بارے میں حضرت نوح علیہ السلام سے منازعت کی۔ اُس وقت جبرئیلؑ نے آکر کہا کہ اس کا حق ہے اس کو بھی دو۔ لہٰذا آپ نے ایک تہائی شیطانؑ کو دی۔ وُہ راضی نہ ہوا۔ پھر نصف حصّہ دیا۔ اس پر بھی وُہ راضی نہ ہُوا، تو جبرئیلؑ نے اس درخت میں آگ لگا دی یہاں تک کہ اُس درخت کا دو تہائی حصّہ جل گیا اور ایک تہائی باقی رہا۔ اس وقت کہا جو کچھ جل گیا وُہ شیطان کا حصّہ ہے اور جو کچھ باقی رہ گیا ہے وُہ تمہارا حصّہ ہے اور تم پر حلال ہے۔

شیطان کا درخت انگور میں اپنا حصہ قرار دینے کے لیے منازعت

بسند حسن امام محمد باقرؑ سے منقول ہے کہ جب نوحؑ کشتی سے نیچے اُترے بہت سے درخت زمین میں لگائے۔ ان ہی کے درمیان خرمے کا درخت بھی بویا تھا۔ ابلیس علیہ اللعنۃ آیا اور وُہ درخت کھود کر لے گیا۔ جب حضرت نوحؑ واپس آئے تو درخت خرما کو نہ پایا اور شیطان کو دیکھا کہ درختوں کے پاس کھڑا ہے۔ اسی حال میں جبرئیلؑ نے آکر نوح علیہ السلام کو خبر دی کہ درخت خرما شیطان لے گیا ہے۔ آپ نے اس سے پُوچھا کہ وُہ درخت تو کیوں لے گیا خدا کی قسم ان درختوں میں سے کسی ایک کو میں اس درخت سے زیادہ عزیز نہیں رکھتا اور خدا کی قسم جب تک اس درخت کو نہ لگا لوں قرار نہ لوں گا۔ ابلیسؑ نے کہا آپ جب اُس کو بوئیں گے میں کھود ڈالوں گا لہٰذا میرے واسطے بھی اُس میں حصّہ قرار دیجئے۔ نوحؑ نے تہائی اُس کے لیئے مقرر کیا وُہ راضی نہ ہُوا، پھر آدھا حصّہ مقرر فرمایا وُہ راضی نہ ہُوا۔ پھر نوحؑ نے اس میں اضافہ نہیں کیا۔ جبرئیلؑ نے آپ سے کہا کہ اے پیغمبر خدا احسان کیجئے کہ نیکی آپ کی جانب سے ہے۔ اس وقت نوحؑ نے سمجھا کہ خدا نے اس کو اس جگہ ایک سلطنت دی ہے لہٰذا آپ نے اس کے لیئے دو تہائی حصّہ قرار دیا۔ اسی سبب سے مقرر ہُوا کہ اس کے شیرہ کو جوش دیں جب تک

دُو ثلث اس کا جو شیطان ملعون سے متعلق ہے جل نہ جائے حلال نہ ہوگا۔

عاؔمہ اور خاصّہ نے وہب سے روایت کی ہے کہ جب نوحؑ کشتی سے اُترے اُن درختوں کو جو اپنے ساتھ کشتی میں لائے تھے زمین میں لگایا۔ اُسی وقت اُن درختوں میں پھل لگ گئے اُن میں سے درخت انگور غائب تھا اس کو ابلیس نے لے جا کر پوشیدہ کر دیا تھا۔ جب نوحؑ نے چاہا کہ جا کر کشتی میں تلاش کریں ایک فرشتہ نے جو آپ کے ساتھ تھا کہا کہ بیٹھئے ابھی آپ کے لیئے وہ درخت اسی جگہ لایا جائے گا۔ اور کہا کہ انگور کے شیرہ میں آپ کا ایک شریک ہے اس سے مناسب شرکت رکھیئے۔ نوحؑ نے کہا کہ ساتواں حصّہ اُس کو دے دوں گا اور چھ حصّے میرے لیئے رہیں گے فرشتہ نے کہا کہ نیکی کیجیئے کیوں کہ آپ نیکو کار ہیں۔ فرمایا چھٹا حصّہ اس کو دے دوں گا۔ فرشتہ نے کہا نیکی کیجیئے کیونکہ آپ نیک کردار ہیں۔ نوح علیہ السّلام نے کہا پانچواں حصّہ دے دوں گا۔ فرشتہ نے کہا نیکی کیجیئے کیونکہ آپ نیکی کرنے والے ہیں۔ اسی طرح وُہ زیادہ کرتے رہے اور فرشتہ زیادتی کے لیئے کہتا رہا یہاں تک کہ نوح علیہ السّلام نے فرمایا کہ دو حصّہ اس کا اور ایک حصّہ میرا۔ اس وقت فرشتہ راضی ہُوا۔ اور دو ثلث جو شیطان کا حصّہ ہے حرام ہُوا اور ایک ثلث جو نوح علیہ السّلام کا حصّہ ہے حلال رہا۔

دوسری حدیث میں عبداللہ بن عباسؓ سے منقول ہے کہ شیطان نے نوحؑ سے کہا کہ مجھ پر آپ کا ایک حق اور ایک احسان ہے اس کے عوض میں چند خصلتیں آپ کو سکھائے دیتا ہوں۔ نوحؑ نے کہا وہ میرا حق تجھ پر کیا ہے؟ کہا وُہ بد دُعا جو آپ نے اپنی قوم پر کی اور سب ہلاک ہوئے اور مجھ کو اُن کے بہکانے سے آپ نے فراغت بخشی لہٰذا ہمیشہ تکبّر و حسد سے پرہیز کیجیئے۔ کیونکہ تکبّر نے مجھ کو اس پر آمادہ کیا کہ مَیں نے آدمؑ کو سجدہ نہیں کیا اور کافر ہُوا اور شیطان رجیم قرار دیا گیا۔ اور حرص نے آدمؑ کو اس پر آمادہ کیا کہ تمام بہشت ان پر حلال تھی اور صرف ایک درخت سے اُن کو منع کیا گیا تھا۔ لیکن اُس درخت سے انہوں نے کھایا اور بہشت سے باہر ہُوئے۔ اور حسد اس کا باعث ہوا کہ آدمؑ کے لڑکے نے اپنے بھائی کو مار ڈالا۔ نوحؑ نے پُوچھا کہ کس وقت تجھ کو فرزندانِ آدمؑ پر زیادہ قابو حاصل ہوتا ہے؟ کہا اُن کے غصّہ کے وقت۔

فصل دوم } حضرت نوح علیہ السّلام کی بعثت اور تبلیغ اور قوم کی نافرمانی وغیرہ اور ان کے غرق ہونے تک کے حالات۔

علی بن ابراہیم نے بسند حسن حضرت امام جعفر صادقؑ سے روایت کی ہے کہ حضرت نوحؑ تین سو برس تک اپنی قوم کو خدا کی طرف دعوت دیتے رہے لیکن قوم نے ان کی دعوت قبول نہ کی تو چاہا کہ اُن پر نفرین کریں اُس وقت اُن پر طلوعِ آفتاب کے قریب آسمانِ اوّل کے فرشتوں میں سے دُو ہزار گروہ نازل ہوئے وُہ عظمائے ملائکہ میں سے تھے۔ نوحؑ نے ان سے پُوچھا کہ تم لوگ کون ہو کہا ہم سب

آسمانِ اوّل کے فرشتے ہیں اس کی موٹائی پانچ سو سال کی راہ ہے اور پہلے آسمان سے زمین تک پانچ سو برس کی راہ ہے۔ آفتاب طلوع ہونے کے قریب ہم روانہ ہو کر اس وقت آپ کے پاس پہنچے ہیں، اور آپ سے سفارش کرتے ہیں کہ آپ اپنی قوم پر نفرین نہ کیجئے۔ نوح علیہ السلام نے کہا اچھا میں نے ان کو تین سو سال کی مہلت دی۔ تین سو سال ختم ہو گئے اور وُہ ایمان نہ لائے تو اُن پر آپ نے پھر نفرین کا ارادہ کیا تو دُوسرے آسمان کے دو ہزار گروہ فرشتوں کے آئے۔ نوحؑ نے پُوچھا تم لوگ کون ہو؟ کہا ہم سب آسمانِ دوم کے قبائل ملائکہ سے دو ہزار قبیلے ہیں۔ آسمانِ دوم کی موٹائی پانچ سو سال کی راہ ہے اسی طرح آسمان دوم سے آسمان اوّل تک اور وُہاں سے زمین تک پانچ سو برس کی راہ ہے طلوعِ آفتاب کے قریب ہم لوگ روانہ ہُوئے اور چاشت کے وقت آپ کے پاس پہنچے ہیں (یعنی اتنی دُور کی مسافت طے کر کے آئے ہیں) اس لیئے کہ آپ سے التجا کریں کہ آپ اپنی قوم پر نفرین نہ کیجئے نوحؑ نے کہا تین سو سال ان کو اور مہلت دی۔ پھر جب تین سو سال تمام ہُوئے اور وُہ لوگ ایمان نہ لائے آپ نے اُن کے لیئے بد دُعا کا ارادہ کیا اس وقت خدا نے فرمایا کہ۔ اَنَّهٗ لَنْ یُّؤْمِنَ مِنْ قَوْمِكَ اِلَّا مَنْ قَدْ اٰمَنَ فَلَا تَبْتَىٕسْ بِمَا كَانُوْا یَفْعَلُوْنَ (آیت ۳۶۔ سورۃ ہود پ۱۲) تمہاری قوم کے لوگ ایمان نہیں لائیں گے سوائے اُن کے جو ایمان لا چکے۔ ان پر تم رنجیدہ مت ہو جو کچھ وُہ کرتے ہیں۔ نوحؑ نے عرض کی رَبِّ لَا تَذَرْ عَلَى الْاَرْضِ مِنَ الْكٰفِرِیْنَ دَیَّارًا۔ اِنَّكَ اِنْ تَذَرْهُمْ یُضِلُّوْا عِبَادَكَ وَ لَا یَلِدُوْۤا اِلَّا فَاجِرًا كَفَّارًا ۝ (آیت ۲۶، ۲۷۔ سورۂ نوح پ۲۹)، پالنے والے زمین پر کافروں میں سے کسی کو زندہ نہ چھوڑ کیونکہ اگر تو اُن کو چھوڑ دے گا تو وہ لوگ تیرے بندوں کو گمراہ کریں گے اور اُن کے فرزند بھی سخت فاجر اور بہت کفر کرنے والے ہوں گے۔" تو خدا نے اُن کو حکم دیا کہ درخت خرما بوئیں۔ آپ نے درخت لگانا شروع کیا پس آپ کی قوم کے لوگ آپ کے پاس آ کر آپ کا مذاق اُڑاتے کہ ایسا بُڈھا شخص جس کی عمر کے نو سو برس گذر چکے ہیں اور خرمے کا درخت لگا رہا ہے۔ پھر آپ کو پتھر مارتے تھے۔ اسی طرح پچاس برس گزرے اور خرما کے تمام درخت بڑے اور مضبوط ہو گئے۔ تو خدا کا حکم آیا کہ ان درختوں کو کاٹیں۔ یہ دیکھ کر آپ کی قوم پھر مذاق و استہزاء کرنے لگی کہ اب درخت خرما جبکہ بڑے ہو گئے اس بُڈھے مرد نے کاٹ ڈالے اس کی عقل زائل ہو گئی ہے اور پیری اس پر غالب آگئی ہے جیسا کہ حق تعالیٰ فرماتا ہے۔ كُلَّمَا مَرَّ عَلَیْهِ مَلَاٌ مِّنْ قَوْمِهٖ سَخِرُوْا مِنْهُ ؕ قَالَ اِنْ تَسْخَرُوْا مِنَّا فَاِنَّا نَسْخَرُ مِنْكُمْ كَمَا تَسْخَرُوْنَ فَسَوْفَ تَعْلَمُوْنَ مَنْ یَّاْتِیْهِ عَذَابٌ یُّخْزِیْهِ وَ یَحِلُّ عَلَیْهِ عَذَابٌ مُّقِیْمٌ ۝ (آیت ۳۸، ۳۹۔ سورۃ ہود پ۱۲) جس کا ترجمہ یہ ہے کہ جب اُن کی قوم کے سربرآوردہ لوگوں کی ایک جماعت ان کی طرف گزرتی تھی تو انکا مذاق اڑاتی تھی۔ نوحؑ کہتے تھے اگر اس وقت تم ہم سے مسخراپن کرتے ہو (تو کرو) اس کے بعد یقیناً ہم تمہارا مذاق اڑائیں گے جس وقت کہ تم پر عذاب نازل ہو گا جس طرح تم مذاق اُڑا رہے ہو۔ اور عنقریب تم کو معلوم ہو جائیگا کہ ہم میں

اور تم میں کون مذاق و تمسخر کا زیادہ مستحق ہے۔ حضرتؑ نے فرمایا کہ خدا نے اُن کو کشتی بنانے کا حکم دیا اور جبرئیلؑ کو ان کی تعلیم پر مامور فرمایا۔ غرض نوحؑ نے کشتی بنانا شروع کیا۔ اس کی لمبائی بارہ سو ہاتھ قرار دی، چوڑائی آٹھ سو ہاتھ اور اُونچائی اسّی ہاتھ۔ نوحؑ نے عرض کی خداوندا کشتی بنانے میں میری کون مدد کرے گا؟ خدا نے وحی فرمائی کہ اپنی قوم کے درمیان اعلان کرو کہ جو شخص کشتی بنانے میں میری مدد کرے گا اور اس کی کوئی چیز تراشے گا تو جو کچھ تراشے گا وہ چاندی سونا بن جائے گا۔ حضرت نوح علیہ السّلام نے یہ اعلان کیا تو لوگ کشتی بنانے میں آپ کے ساتھ ہو گئے اور مذاق و مسخرا پن بھی کرتے جاتے تھے کہ جنگل میں کشتی بنا رہے ہیں۔

بسندِ حسن انہی حضرتؑ سے روایت ہے کہ جب خدا نے قوم نوحؑ کو ہلاک کرنے کا ارادہ کیا تو چالیس سال پہلے سے اُن کی عورتوں کو بانجھ کر دیا تھا پھر اُن میں کوئی اولاد نہیں ہوئی۔ جب نوحؑ کشتی بنا کر فارغ ہوئے خدا کے حکم سے آپ نے سُریانی زبان میں ندا کی جس کو سُن کر تمام چوپائے اور جانور حاضر ہوئے آپ نے ہر حیوان کا جوڑا کشتی میں داخل کیا۔ دُنیا کے تمام لوگوں میں اسّی اشخاص آپ پر ایمان لائے تھے پھر خدا نے وحی فرمائی کہ۔ اِحْمِلْ فِیْهَا مِنْ كُلٍّ زَوْجَیْنِ اثْنَیْنِ وَاَهْلَكَ اِلَّا مَنْ سَبَقَ عَلَیْهِ الْقَوْلُ وَمَنْ اٰمَنَ وَمَآ اٰمَنَ مَعَهٗۤ اِلَّا قَلِیْلٌ (آیت ۴۰ سورہ ہود پ ۱۲) جس کا ترجمہ یہ ہے کہ ہر قسم کے جانداروں میں سے (نر و مادہ) ایک ایک جوڑا لے کر لوگوں اور اپنے گھر والوں کو کشتی میں داخل کرو سوائے اُن کے جن کے بارے میں تم کو پہلے خبر دے دی ہے جو ان کے ایک فرزند والی زوجہ تھی اور کشتی پر ان لوگوں کو بھی سوار کر لو جو تم پر ایمان لائے ہیں۔ اور اُن پر بہت تھوڑے ایمان لائے تھے۔ کشتی مسجد کوفہ میں تیار کی گئی۔ جب وہ دن آیا جس روز خدا اُن کو ہلاک کرنا چاہتا تھا، نوح علیہ السّلام کی زوجہ تنور میں جو مسجد کوفہ میں مشہور ہے روٹی پکا رہی تھی اور نوحؑ کشتی میں اس جگہ جو جانوروں کے لیے مقرر تھی ان کی چیزیں جمع کر رہے تھے کہ زوجۂ نوحؑ نے آواز دی کہ تنور سے پانی اُبل رہا ہے۔ نوحؑ نے آ کر تنور پر کچھ مٹی ڈالی اور اُس پر مہر لگائی کہ پانی باہر نہ آوے اور جا کر تمام جانوروں کو کشتی میں داخل کیا۔ پھر تنور کے پاس آئے اور مُہر توڑی اور مٹی ہٹا دی۔ آفتاب چھپ گیا اور آسمان سے بغیر اس کے کہ قطرہ قطرہ پانی برسے یکبارگی پانی آیا اور تمام چشمے اُبل پڑے جیسا کہ حق تعالیٰ فرماتا ہے؛ فَفَتَحْنَاۤ اَبْوَابَ السَّمَآءِ بِمَآءٍ مُّنْهَمِرٍ ۝ وَّفَجَّرْنَا الْاَرْضَ عُیُوْنًا فَالْتَقَى الْمَآءُ عَلٰۤى اَمْرٍ قَدْ قُدِرَ ۝ وَحَمَلْنٰهُ عَلٰى ذَاتِ اَلْوَاحٍ وَّدُسُرٍ ۝ (آیت ۱۱ تا ۱۳۔ سورۃ القمر پ ۲۷) جس کا ترجمہ یہ ہے کہ ہم نے آسمان کے دروازوں کو موسلا دھار پانی سے کھول دیا۔ اور زمینوں سے چشمے جاری کر دیئے تو زمین و آسمان دونوں کا پانی مل کر ایک ہو گیا اس امر پر جو مقدر ہو چکا تھا یا اُس قدر جو اندازہ کیا جا چکا تھا۔ اور نوحؑ کو ہم نے ایک کشتی پر سوار کیا جو تختوں اور کیلوں سے بنی تھی۔ پھر خدا نے فرمایا کہ کشتی میں سوار ہو جاؤ۔

کشتی کے چلنے اور رُک جانے کے وقت خدا کے نام کے ساتھ نجات کی دُعا کرتے رہو یا بسم اللہ کہتے رہو یا خدا کے نام سے کشتی کا چلنا اور رُکنا موقوف ہے۔ غرض کشتی حرکت میں آئی اور نوحؑ نے اپنے کافر بیٹے کو دیکھا جو پانی میں کھڑا ہوتا اور گرتا جاتا، فرمایا: یَا بُنَیَّ ارْکَبْ مَّعَنَا وَلَا تَکُنْ مَّعَ الْکَافِرِیْنَ۔ بیٹا ہمارے ساتھ کشتی میں سوار ہو جاؤ اور کافروں کے ساتھ مت رہو۔" اس نے کہا: سَاٰوِیْ اِلٰی جَبَلٍ یَّعْصِمُنِیْ مِنَ الْمَآءِ۔ یعنی جلد پہاڑ پر چڑھ جاتا ہوں اور (وہاں) پناہ لیتا ہوں وُہ مجھ کو پانی میں ڈوبنے سے محفوظ رکھے گا۔ نوحؑ نے فرمایا: لَا عَاصِمَ الْیَوْمَ مِنْ اَمْرِ اللہِ اِلَّا مَنْ رَّحِمَ (آیت ۴۳ سورہ ہود پ۱۲) یعنی آج خدا کے عذاب سے کوئی بچانے والا نہیں ہے مگر (وہی بچ سکتا ہے) جس پر خدا رحم فرمائے۔ پھر نوح علیہ السّلام نے کہا: رَبِّ اِنَّ ابْنِیْ مِنْ اَھْلِیْ وَاِنَّ وَعْدَکَ الْحَقُّ وَاَنْتَ اَحْکَمُ الْحَاکِمِیْنَ۔ پالنے والے یقیناً میرا بیٹا میرے اہل سے ہے اور بیشک تیرا وعدہ سچا ہے اور تُو تمام حکم کرنے والوں سے بہتر حکم کرنے والا ہے۔ حق تعالیٰ نے فرمایا: یَا نُوْحُ اِنَّہٗ لَیْسَ مِنْ اَھْلِکَ اِنَّہٗ عَمَلٌ غَیْرُ صَالِحٍ فَلَا تَسْئَلْنِ مَا لَیْسَ لَکَ بِہٖ عِلْمٌ اِنِّیْ اَعِظُکَ اَنْ تَکُوْنَ مِنَ الْجَاھِلِیْنَ۔ (ترجمہ) اے نوحؑ وُہ تمہارے اہل سے ہرگز نہیں ہے جن کی نجات کا میں نے وعدہ کیا ہے۔ لہٰذا مجھ سے ایسی بات کا سوال نہ کرو جس کا تم کو علم نہیں ہے۔ میں تم کو نصیحت کرتا ہوں کہ تم جاہل مت بنو۔" نوحؑ نے عرض کی کہ: رَبِّ اِنِّیْ اَعُوْذُ بِکَ اَنْ اَسْئَلَکَ مَا لَیْسَ لِیْ بِہٖ عِلْمٌ وَاِلَّا تَغْفِرْلِیْ وَتَرْحَمْنِیْ اَکُنْ مِّنَ الْخَاسِرِیْنَ۔ (آیت ۴۵تا۴۷ سورہ ہود پ۱۲) خداوندا میں تجھ سے پناہ چاہتا ہوں اس بات سے کہ تجھ سے ایسی چیز کا سوال کروں جس کا مجھے علم نہ ہو۔ اور اگر تُو مجھ کو نہ بخشے گا اور رحم نہ فرمائے گا تو میں نقصان اُٹھانے والوں میں سے ہوں گا۔" پس خاموش ہو رہے جیسا کہ خداوند عالم نے اُن سے فرمایا۔ اسی اثنا میں اُن کے درمیان موج حائل ہو گئی اور پسر نوحؑ غرق ہو گیا۔ آنحضرتؐ نے فرمایا کہ کشتی مڑی اور اُس کو موجوں نے تھپیڑا دیا یہاں تک کہ مکہ میں پہنچی، اور خانہ کعبہ کے گرد طواف کیا کیونکہ کعبہ کے سوا تمام دُنیا غرق ہو گئی تھی۔ خانہ کعبہ کو بیت العتیق اسی لیے کہتے ہیں کہ وُہ غرق ہونے سے محفوظ رہا۔ غرض چالیس روز تک آسمان سے پانی برستا رہا اور زمین سے چشمے اُبلتے رہے یہاں تک کہ کشتی اس قدر بلند ہُوئی کہ آسمان سے جا ملی۔ تو حضرت نوح علیہ السّلام نے اپنے ہاتھ بلند کیے اور عرض کی یَا رَحْمٰنُ اَتْقِنْ یعنی پروردگارا احسان فرما۔ اس وقت خدا نے زمین کو حکم دیا کہ اپنے پانی کو کھینچ لے جیسا کہ فرمایا ہے:۔ وَقِیْلَ یَا اَرْضُ ابْلَعِیْ مَآءَکِ وَیَا سَمَآءُ اَقْلِعِیْ وَغِیْضَ الْمَآءُ وَقُضِیَ الْاَمْرُ وَاسْتَوَتْ عَلَی الْجُوْدِیِّ۔ یعنی کہا گیا کہ اے زمین اپنے پانی کو جذب کر لے اور اے

آسمان برسنے سے رُک جا۔ تو پانی زمین میں جذب ہوگیا اور کافروں کے ہلاک ہونے اور مومنوں کی نجات کے بارے میں جو خدا کا حکم تھا عمل میں آیا۔ اور کشتی کوہ جودی پر ٹھہری۔ حضرتؑ نے فرمایا جو پانی کہ زمین سے باہر آیا تھا زمین نے اُسے جذب کر لیا۔ مگر آسمان کے پانی کو قبول نہ کیا اور کہا کہ خدا نے مجھے صرف اپنے پانی کے جذب کرنے کا حکم دیا ہے؛ تو آسمان کا پانی زمین کے اُوپر ہی ٹھہر گیا اور کشتی جودی پر ٹھہری اور وہ موصل میں ایک بڑا پہاڑ ہے۔ پس خدا نے جبرئیلؑ کو بھیجا تو جو پانی زمین پر رُکا ہوا تھا اُس کو اُن دریاؤں میں پہنچا دیا جو دُنیا کے گرد خلق کیے گئے ہیں۔ اور نوح علیہ السلام کو خدا نے وحی فرمائی: یَا نُوحُ اهْبِطْ بِسَلَامٍ مِّنَّا وَبَرَكَاتٍ عَلَيْكَ وَعَلَىٰ أُمَمٍ مِّمَّن مَّعَكَ وَأُمَمٌ سَنُمَتِّعُهُمْ ثُمَّ يَمَسُّهُم مِّنَّا عَذَابٌ أَلِيمٌ (آیت ۴۸۔ سورۂ ہود پ ۱۲) اے نوحؑ کشتی یا پہاڑ سے اُترو ہماری سلامتی تحیّت، برکتوں اور نعمتوں کے ساتھ جو تم پر اور اُن چند لوگوں پر جو تمہارے ساتھ کشتی میں ہیں ہم نے نازل کی۔ اور چند ایسے گروہ ہیں جن کو جلد ہم دُنیا کی نعمتوں سے کامیاب کریں گے۔ پھر اُن کے لیے اُن کے کفر کی وجہ سے عذاب دردناک ہوگا۔" حضرتؑ نے فرمایا کہ پھر نوحؑ اسّی مومنوں کے ساتھ جو آپ کے ہمراہ تھے موصل میں کشتی سے اُترے اور مدینۃ الثمانین کی بنیاد ڈالی۔ حضرت نوح علیہ السلام کی ایک بیٹی بھی آپ کے ہمراہ تھی۔ نسلِ انسان اُسی سے جاری ہوئی اسی سبب سے حضرت رسول اللہ صلے اللہ علیہ وآلہ وسلم نے فرمایا کہ نوحؑ دو پدروں سے ایک پدر ہیں یعنی حضرت آدم علیہ السلام کے بعد جمیع انسانوں کے باپ ہیں۔

بسندِ معتبر منقول ہے کہ امام محمد باقرؑ سے لوگوں نے پُوچھا کہ نوحؑ نے کیوں کر جانا کہ اُن کی قوم سے کوئی نہ ایمان لائے گا جبکہ خود اپنی قوم پر نفرین کی اور کہا کہ خدا کرے اُن کے فرزند فاسق و فاجر پیدا ہوں۔ فرمایا کہ شاید تُو نے نہیں سُنا ہے جو کچھ خدا نے نوحؑ سے فرمایا کہ سوائے اُن لوگوں کے جو ایمان لاچکے تیری قوم سے اب کوئی ایمان نہ لائے گا۔

حدیث معتبر میں حضرت صادقؑ سے منقول ہے کہ حق تعالیٰ نے نوحؑ کی پیغمبری ظاہر کی، اور اُن کے شیعوں کو یقین ہوا جو کافروں کے ہاتھوں تکلیف میں مُبتلا تھے کہ اُن کے آرام کا زمانہ قریب آیا حالانکہ اُن کی بلائیں شدید اور فکر کی تکلیف زیادہ اور سخت ہوتی گئی اور اس حد تک پہنچی کہ کفّار حضرت نوحؑ پر بھی پتھر برسانے لگے۔ کبھی ایسا ہوتا کہ آنحضرتؑ تین روز تک بے ہوش پڑے رہتے اور خون آپ کے جسم سے جاری رہتا تھا۔ تین سو برس ہدایت کرنے کے بعد آپ کے ساتھ یہ برتاؤ ہونے لگا۔ پھر آپ شب و روز اُن کو

خدا کی طرف دعوت دینے لگے لیکن وُہ ایمان نہ لائے۔ آپ تبلیغ فرماتے اور وُہ لوگ پیٹھ پھیر لیتے۔ تین سو سال کے بعد ایک روز نمازِ صبح کے بعد آپ نے چاہا کہ ان کے لیئے بددُعا کریں تو اس وقت ساتویں آسمان سے تین فرشتے آئے اور کہا اے پیغمبرِ خدا ہماری آپ سے ایک حاجت ہے۔ پُوچھا وُہ کیا؟ کہا یہ کہ اپنی قوم پر نفرین کرنے میں تاخیر کیجئے کیونکہ یہ پہلا غضب اور عذاب ہو گا جو زمین پر نازل ہو گا۔ نوحؑ نے کہا تین سو سال کے لیئے بددُعا کو میں نے ملتوی کیا اور اپنی قوم میں واپس آئے۔ پھر ان کو خدا کی طرف دعوت دینا شروع کی جیسا کہ معمول تھا۔ اور وُہ لوگ بدستور سابق درپے آزار رہے۔ یہاں تک کہ تین سو سال گزر گئے اور آپ ان کے ایمان لانے سے مایوس ہُوئے۔ پھر چاشت کے وقت بیٹھے تاکہ ان پر بددُعا کریں ناگاہ فرشتوں کا ایک گروہ چھٹے آسمان سے نیچے آیا اور سلام کیا اور کہا کہ صبح آسمان ششم سے ہم لوگ روانہ ہو کر اس وقت آپ کے پاس پہنچے ہیں اور چاہتے ہیں کہ اپنی قوم پر بددُعا کرنا ابھی ملتوی رکھیئے۔ پھر نوحؑ نے تین سو سال ان پر نفرین کرنے سے باز رہنے کا وعدہ کیا اور اپنی قوم کی طرف واپس ہُوئے اور ان کی تبلیغ میں مشغول ہُوئے مگر قوم پر رو گردانی کے سوا کوئی اثر نہ ہُوا یہاں تک کہ اس دُوسرے تین سو سال کی مدّت بھی تمام ہوئی اور تبلیغ کے نو سو سال پُورے ہو گئے۔ آپ کے شیعوں نے آپ کے پاس آ کر شکایت کی جو کچھ ان کو ظالم بادشاہوں اور عام کافروں سے اذیّت پہنچی تھی اور التجا کی کہ دُعا کریں تاکہ خدا ان کے آزار سے نجات دے۔ نوحؑ نے ان کی استدعا قبول کی اور نماز پڑھ کے دُعا کی۔ جبرئیلؑ نازل ہوئے اور کہا کہ حق تعالیٰ نے تمہاری دُعا قبول فرمائی اور فرماتا ہے کہ اپنے شیعوں سے کہو کہ خرما کھائیں اور اس کا بیج بوئیں اور اس کی حفاظت کریں یہاں تک کہ اس میں پھل لگنا شروع ہو۔ جب وُہ درخت بار آور ہو جائیں گے اس وقت ہم ان لوگوں کو نجات دیں گے۔ یہ سُن کر نوحؑ نے خدا کی حمد و ثنا کی اور یہ خبر اپنے شیعوں سے بیان کی۔ وُہ لوگ بھی مسرور ہُوئے اور انتظار کرتے رہے۔ یہاں تک کہ اُن درختوں میں میوے لگنے شروع ہُوئے۔ وُہ لوگ میوے لے کر نوحؑ کے پاس آئے اور وعدہ وفائی کے طالب ہُوئے نوحؑ نے دُعا کی۔ خدا نے فرمایا کہ ان لوگوں سے کہہ دو کہ ان خرموں کو بھی کھا لیں اور ان کے بیج بوئیں۔ جب ان کے درخت بار آور ہوں گے اس وقت میں ان کو نجات دوں گا۔ یہ سُن کر اُن لوگوں نے چونکہ گمان کیا کہ اُن سے وعدہ خلافی ہوئی اس لیئے ان میں سے تہائی لوگ دین سے پھر گئے دو تہائی رہ گئے۔ ان لوگوں نے ان باقی ماندہ خرموں کو کھایا اور ان کے بیج بو دیئے۔ جب ان کے درختوں میں پھل آئے ان کے میوے لے کر وُہ لوگ نوحؑ کی

خدمت میں حاضر ہوئے اور سوال کیا کہ وعدہ کو وفا کیجئے۔ نوح علیہ السلام نے خدا سے دُعا کی پھر وحی آئی کہ ان خرموں کو بھی کھالیں اور ان کے بیج بوئیں۔ یہ سُن کر نوحؑ کے دُوسرے تہائی شیعہ دین سے برگشتہ ہو گئے۔ صرف ایک ثلث باقی رہ گئے جو اطاعت پر قائم تھے۔ اور پھر خرموں کو بویا۔ جب اُن میں پھل آئے وُہ لوگ نوحؑ کے پاس وُہ پھل لے کر آئے اور کہنے لگے کہ ہم میں سے دین پر بہت کم لوگ باقی ہیں اگر ہماری تکلیفوں کے دفعیہ میں تاخیر ہو گی تو ہم سب دین سے پھر جائیں گے۔ یہ سُن کر نوحؑ نے نماز پڑھی اور مناجات کی کہ پروردگارا میرے اصحاب میں بہت تھوڑے لوگ رہ گئے ہیں۔ اگر اب ان کو نجات نہ ملے گی تو ڈرتا ہوں کہ کہیں یہ لوگ بھی ہلاک نہ ہوں۔ پس ان کو وحی ہوئی کہ تمہاری دُعا میں نے قبول کی۔ لہٰذا کشتی تیار کرو۔ اور دُعا کے قبول ہونے اور طوفان کے آنے کے درمیان پچاس سال کی مدّت گزری۔

دُوسری معتبر حدیث میں فرمایا کہ جب نوح علیہ السلام نے خدا سے اپنی قوم کے لیے عذاب طلب کیا خدا نے جبرئیلؑ کو سات دانہ خرما کے ساتھ بھیجا۔ اُنہوں نے آکر کہا اے پیغمبر خدا حق تعالیٰ فرماتا ہے کہ یہ لوگ میرے پیدا کیے ہوئے اور سب میرے بندے ہیں میں ان کو اپنے برق غضب سے ہلاک نہ کروں گا جب تک کہ تاکید کے ساتھ ان کو دعوت حق نہ دی جائے اور ان پر حجت بخوبی تمام نہ ہو جائے۔ لہٰذا اپنی قوم کی ہدایت کی کوشش میں مشقت و تکلیف برداشت کرنے کے لیے پھر مشغول ہو۔ جس کے سبب سے میں تم کو ثواب عطا کروں گا ان خرموں کو بوؤ۔ جب یہ اُگیں اور بڑے ہو کر بارآور ہوں اس وقت یقیناً تمہاری اور تمہاری قوم کی نجات و رہائی ہوگی۔ اس سے مومنین کو بھی آگاہ کردو جو تمہارے فرمانبردار ہیں۔ غرض جب ایک زمانہ کے بعد درخت اُگے، بڑھے اور اُن میں پھل آئے اور پختہ ہو گئے تو حضرت نوح علیہ السلام نے خدا سے دُعا کی کہ اپنے وعدہ کو وفا کرے۔ خدا نے حکم دیا کہ ان درختوں کے خرموں کے بیج دُوسری مرتبہ پھر بوئیں اور اپنی قوم پر تبلیغ رسالت میں کوشش، تاکید اور تکلیفوں پر صبر کرنے میں پھر مشغول ہوں۔ یہ خبر نوحؑ نے مومنوں کو پہنچائی تو اُن میں سے تین سو اشخاص مرتد ہو گئے اور کہنے لگے کہ نوحؑ جو کچھ دعوٰے کرتے تھے اگر وُہ حق ہوتا تو ان کے پروردگار کا وعدہ غلط نہ ہوتا۔ اسی طرح ہر مرتبہ جب درختوں میں میوے پیدا ہوتے تھے حق تعالےٰ ان کو حکم دیتا تھا کہ ان کے بیج بوئیں یہاں تک کہ سات مرتبہ ایسا ہُوا اور ہر مرتبہ اُن میں سے ایک گروہ جو ایمان لائے تھے مرتد ہوتے رہے۔ آخر میں صرف ستر اور چند اشخاص باقی رہ گئے اس وقت خدا نے نوحؑ کو وحی فرمائی کہ اب حق کی نُورانی صبح باطل کی تاریک رات سے ظاہر ہُوئی اور خالص حق رہ گیا اور اس سے غبارِ کُفران لوگوں کے مرتد ہونے سے جن کی طبیعتیں خبیث تھیں،

دفع ہو گیا۔ اگر میں کافروں کو ہلاک کر دیتا اور ان لوگوں کو جو مُرتد ہو گئے چھوڑ دیتا تو یقیناً وُہ وعدۂ سابق سچ نہ ہوتا جو میں نے ان مومنین سے کیا تھا جو تمہاری قوم سے مجھ پر خالص طور سے ایمان لائے تھے اور انہوں نے تمہاری پیغمبری کی ریسمان کو پکڑا تھا۔ وُہ وعدہ یہ تھا کہ ان کو زمین میں خلیفہ قرار دوں گا، ان کے لیئے ان کے دین کو برقرار رکھوں گا اور خوف کو امن سے تبدیل کر دوں گا تاکہ ان کے دِلوں سے شک برطرف ہو کر میرے لئے خالص عبادت ہو۔ لہٰذا کیوں کر ان کی موجودگی میں خلیفہ قرار دیتا۔ وُہ جماعت اُس بادشاہی کی مجھ سے تمنّا رکھتی تھی جو میں مومنوں کو عطا کرنے والا ہوں۔ اس نعمت کی خوشبو ان کے دماغوں تک پہنچتی اور یقیناً اس خلافت کی وہ لوگ طمع کرتے اور اُن کا پوشیدہ نفاق مضبوط ہوتا۔ اور اس بارے میں ان کے دلوں میں گمراہی وضلالت مستحکم ہوتی اور وُہ خالص مومنوں سے عداوت کا اظہار کرتے اور بادشاہی طلب کرنے اور امر و نہی سے انحراف کے لیئے ان لوگوں سے جنگ و جدال کرتے۔ پھر دین کا قیام عمل میں نہ آتا اور مومنوں کے درمیان ان لڑائیوں اور فتنوں کے سبب حق منتشر ہوتا۔ اس کے بعد حق تعالیٰ نے نوحؑ کو حکم دیا کہ کشتی تیار کریں۔

دُوسری معتبر سند کے ساتھ اُنہی حضرتؑ سے منقول ہے کہ نوحؑ دس مرتبہ مامور ہُوئے کہ دانۂ خرما بوئیں اور ہر مرتبہ جبکہ پھل تیار ہوتا آپ کے اصحاب آتے اور ایفائے وعدہ کے طالب ہوتے۔ اور جب وُہ بارِ دیگر دانۂ خرما بوتے ان کے اصحاب تین گروہ ہو جاتے تھے ایک فرقہ مرتد ہو جاتا، ایک منافق اور ایک فرقہ اپنے ایمان پر باقی رہتا۔ یہاں تک کہ دسویں مرتبہ نوحؑ کے پاس وُہ لوگ آئے اور کہا اے خدا کے رسُول آپ جس قدر چاہیں وعدہ کے ایفا میں تاخیر کریں ہم تو آپ کو خدا کا فرستادہ اور راست گو پیغمبر سمجھ چکے ہیں۔ اب آپ کی پیغمبری میں شک نہیں کر سکتے۔ تو خدا نے ان لوگوں کو کشتی کے ذریعہ سے نجات دی اور باقی تمام قوم کو ہلاک کیا [1]

---

[1] مولف کا ارشاد ہے کہ ان احادیث کو متحد کرنا سخت مشکل ہے۔ ممکن ہے کہ ان راویوں میں سے بعض کو سہو ہُوا ہو یا بعض روایتیں تقیہ کی بنا پر عامہ کی روایتوں کے موافق وارد ہُوئی ہوں یا بعض حدیثوں میں بعض باتیں مکرر ذکر ہو گئی ہوں۔ اسی طرح احتمال ہے فرشتوں کے دُوسرے اور چھٹے آسمان سے آنے میں کہ دونوں واقع ہوا ہو۔ اسی طرح ہشتاد اور چند مومنوں کی تعداد میں ممکن ہے کہ فرزندان نوحؑ کو بھی شمار کیا ہو یا اس کے برعکس۔ اور وعدہ میں تاخیر کا سبب ممکن ہے کہ حتمی وعدہ نہ رہا ہو بلکہ کسی شرط کے ساتھ مشروط رہا اور وُہ شرط عمل میں نہ آئی ہو یا یہ کہ درحقیقت یہ تاخیر عذاب میں کی گئی نہ کہ وعدہ میں (باقی بر صفحہ ۱۷۱)

معتبر سندوں کے ساتھ حضرت صادق علیہ السلام سے منقول ہے کہ حضرت نوحؑ نے طوفان کے وقت زمین کے تمام پانیوں کو طلب کیا اور سوائے آبِ گندھک اور آبِ تلخ کے سب نے قبول کیا۔ [۱]

حضرت امام حسنؑ اور حضرت امام حسینؑ سے منقول ہے کہ نوحؑ نے تمام پانیوں کو طلب کیا۔ جن چشموں نے آپ کا حکم قبول نہ کیا ان پر آپ نے لعنت کی تو وُہ تلخ اور کھاری ہوگئے۔

بسند معتبر حضرت صادقؑ سے منقول ہے کہ نوحؑ ماہِ رجب کی پہلی تاریخ کو کشتی میں سوار ہوئے اور آپ نے ان لوگوں کو جو آپ کے ساتھ کشتی میں تھے حکم دیا تو اس دن سب نے روزہ رکھا۔

بسند معتبر منقول ہے کہ ایک مردِ شامی نے حضرت امیر المومنین علیہ السلام سے قولِ حق تعالیٰ: يَوْمَ يَفِرُّ الْمَرْءُ مِنْ أَخِيهِ ۝ وَأُمِّهِ وَأَبِيهِ ۝ وَصَاحِبَتِهِ وَبَنِيهِ۔ الخ (پ ۳۰ سورۃ عبس آیت ۳۴تا۳۶) کی تفسیر دریافت کی۔ فرمایا کہ قیامت میں اپنے لڑکے سے جو گریز کرے گا وُہ حضرت نوحؑ ہوں گے۔ اور کنعان اپنے لڑکے سے گریز کریں گے۔ پھر نوحؑ کی کشتی کا طول و عرض وغیرہ معلوم کیا۔ فرمایا اس کی لمبائی آٹھ سو ہاتھ تھی اور چوڑائی پانچ سو ہاتھ اور اُونچائی اسّی ہاتھ۔ [۲]

بسند معتبر حضرت صادقؑ سے منقول ہے کہ کشتیٔ نوحؑ کی لمبائی بارہ سو ہاتھ تھی چوڑائی آٹھ سو ہاتھ۔ اور اس کی گہرائی اسّی ہاتھ تھی۔ اس نے خانۂ کعبہ کے گرد سات مرتبہ طواف کیا اور صفا و مروہ کے درمیان سعی کی پھر جودی پر ٹھہری۔

دُوسری حدیث میں ابن عباسؓ سے منقول ہے کہ حضرت رسولؐ خدا نے فرمایا کہ نوحؑ نے کشتی میں حیوانات کے لیئے نوّے مکانات بنائے تھے۔

بسند معتبر حضرت صادقؑ سے منقول ہے کہ حق تعالیٰ نے سوائے خانہ کعبہ کے تمام زمینوں کو طوفانِ نوحؑ میں غرق کردیا تھا۔ اسی لیئے اس کو بیت العتیق کہتے ہیں کیونکہ غرق ہونے سے

(بقیہ از صفحہ ۱۷۰) اور اگر کوئی کسی کی سزا کا وعدہ کرے اور عمل میں نہ لائے تو یہ قبیح نہیں ہے بلکہ مستحسن ہے۔ اور ان حدیثوں سے حضرت صاحب الامرؑ کی غیبت کے لئے اور آنحضرتؑ کے ظہور میں تاخیر کی حکمتیں غور و تامل کرنے والوں کے لئے ظاہر ہوتی ہیں۔ ۱۲ منہ (حواشی صفحہ ہذا) [۱] مؤلف فرماتے ہیں کہ آبِ گندھک سے مراد آبِ گرم جس سے گندھک کی بُو آتی ہے۔ ۱۲ منہ [۲] مؤلف فرماتے ہیں کہ جو حدیث کشتی کی جسامت میں پہلے گذری وُہ اس سے معتبر ہے۔ ممکن ہے کہ اختلاف ہاتھوں کے اختلاف کے اعتبار سے ہو۔ لیکن یہ مشکل ہے۔ ۱۲ منہ

محفوظ رہا۔ راوی نے پوچھا کیا آسمان پر اُٹھا لیا گیا تھا؟ فرمایا نہیں لیکن پانی سے متصل نہیں ہُوا بلکہ اس کے گرد بلند ہوا تھا۔

بسند معتبر منقول ہے کہ حضرت امام رضاؑ سے لوگوں نے دریافت کیا کہ کس سبب سے حق تعالےٰ نے تمام زمینوں کو غرق کیا حالانکہ اس میں اطفال اور وُہ لوگ مثلاً دیوانے بھی تھے جن کے لیئے گناہ نہیں ہے۔ جواب میں فرمایا کہ ان میں اطفال نہیں تھے۔ کیونکہ خدا نے چالیس سال قبل سے قوم نوحؑ کی صلبوں کو اور اُن کی عورتوں کے رحموں کو عقیم کر دیا تھا۔ لہٰذا ان کی نسلیں منقطع ہو گئی تھیں۔ ایسا نہیں ہوتا کہ خدا اس کو اپنے عذاب سے ہلاک کرے جس نے کوئی گناہ نہ کیا ہو۔ نوحؑ کی قوم نے حضرت نوحؑ کی تکذیب کی اس لیئے ہلاک ہوئی۔ بقیہ اور لوگ اس لیئے ہلاک ہُوئے کہ تکذیب کرنے والوں کی تکذیب سے راضی تھے۔ اور کوئی شخص اگرچہ کسی امر میں شریک نہیں ہوتا لیکن اس پر رضامند رہتا ہے تو گویا کہ وُہ بھی اس میں شریک رہا ہے اور اُس امر کا مرتکب ہُوا ہے۔

اور دوسری معتبر حدیث میں فرمایا کہ حق تعالےٰ نے اس لیئے فرمایا کہ نوحؑ تمہارا بیٹا تمہارے اہل سے نہیں ہے کہ وُہ گنہگار تھا۔ جیسا کہ فرمایا ہے۔ اِنَّہٗ عَمَلٌ غَیْرُ صَالِحٍ [1]

---

[1] مؤلف فرماتے ہیں کہ نوحؑ کے فرزند کے بارے میں مفسرین و مؤرخین اور علمائے مخالفین کے درمیان اختلاف ہے کہ آیا نوحؑ کا لڑکا تھا یا نوحؑ کی بیوی کا (شوہر اوّل سے) حلال زادہ تھا یا زنا زادہ۔ علمائے شیعہ میں یہ مشہور ہے کہ وُہ نوحؑ کا لڑکا تھا اور حلال زادہ تھا۔ اور اس آیت اِنَّہٗ عَمَلٌ غَیْرُ صَالِحٍ کی قرات میں اکثر قاریوں نے عَمَلٌ۔ بفتح عین و میم وضم لام با تنوین پڑھا ہے جو اسم ہے۔ اور کسائی اور یعقوب اور سہل نے بفتح عین و کسر میم و فتح لام (یعنی عَمِلَ) پڑھا ہے جو فعل ماضی غیر منصوب ہے جو اس کا مفعول ہے اور قرات اوّل کی بناء پر بعضوں نے کہا ہے کہ ایک مضاف مقدر ہے یعنی وُہ صاحب عمل ناشائستہ تھا اور بعضوں نے کہا ہے کہ وُہ خود ناشائستہ عمل (کا نتیجہ) تھا یعنی حلال زادہ نہ تھا۔ اور شیعوں کے اس معنی سے انکار پر حضرت امام رضاؑ اور تمام ائمہ علیہم السّلام سے بہت سی حدیثیں منقول ہیں کہ جو سُنّی کہتے ہیں کہ وُہ نوح علیہ السّلام کا بیٹا نہ تھا غلط کہتے ہیں۔ بلکہ وُہ انہی کا بیٹا تھا۔ چونکہ کافر و بدکار تھا اس لیئے خدا نے فرمایا کہ وُہ تیرے اہل سے نہیں ہے۔ اور ان کی اطاعت کرنے والوں کو ان کے اہل سے شمار کیا جیسا کہ حضرت نوح علیہ السّلام نے فرمایا مَنْ تَبِعَنِیْ فَاِنَّہٗ مِنِّیْ۔ یعنی جس نے میری پیروی کی وُہ میرے اہل سے ہے۔ اور شیعوں کی بعض معتبر حدیثوں میں جو وارد ہُوا ہے کہ وُہ نوحؑ کا فرزند نہ تھا تو وُہ یا تو تقیہ پر محمول ہیں یا اس پر کہ وُہ نوحؑ کی بیوی کا شوہر اوّل سے بطریق حلال پیدا شدہ تھا۔ کیونکہ عقل و نقل سے ثابت ہو چکا ہے کہ انبیاء پاک ہیں اس سے کہ حق تعالیٰ اُن کو چھوڑ دے کہ کسی امر حرام کے ساتھ ان کی طرف نسبت ہو جو (باقی بر صفحہ ۱۷۳)

بسند معتبر حضرت صادقؑ سے منقول ہے کہ جب نوحؑ کشتی سے اُترے ابلیس نے ان کے پاس آکر کہا کہ زمین میں کسی شخص کا احسان مجھ پر آپ کے احسان سے زیادہ نہیں ہے آپ نے اُن فاسقوں پر لعنت کی اور سب کو جہنّم میں پہنچا دیا اور مجھ کو اُن کے گمراہ کرنے (کی محنت) سے راحت بخشی۔ لہذا دو خصلتیں آپ کو تعلیم کرتا ہوں۔ اوّل یہ کہ ہرگز کسی پر حسد نہ کیجئے کیونکہ حسد نے میرے ساتھ کیا جو کچھ کیا۔ دُوسرے حرص ہرگز نہ کیجئے کیونکہ حرص نے آدمؑ کے ساتھ کیا جو کچھ کیا۔

بسند معتبر حضرت صادقؑ سے منقول ہے کہ جب نوحؑ نے اپنی قوم پر بددُعا کی اور وُہ ہلاک ہوگئی تو شیطان نے آپ کے پاس آکر کہا کہ آپ کا مجھ پر ایک احسان ہے چاہتا ہوں کہ اس کا عوض دوں۔ نوحؑ نے کہا کہ میں اس بات سے نفرت رکھتا ہوں کہ تجھ پر احسان کروں۔ بتاؤ وُہ احسان کیا ہے۔ اس نے کہا یہ کہ آپ نے اپنی قوم پر نفرین کی اور غرق کر دیا۔ اب کوئی باقی نہیں ہے جسے مَیں گمراہ کروں۔ اور اب مجھ کو راحت ہے جب تک کہ دُوسرا قرن آئے پھر گمراہ کروں گا۔ نوحؑ نے فرمایا اس کا عوض کیا ہے؟ کہا بندوں پر میرے قابو کے مواقع یاد رکھیئے ان تین حالتوں میں سے کوئی ایک حالت ہو تو میں اُن سے بہت قریب رہتا ہوں: جبکہ وُہ غصّہ میں ہوں۔ جبکہ دُو آدمیوں کے درمیان حکم کرتا ہو۔ اور جس وقت بندہ کسی عورت کے ساتھ تنہا ہوتا ہے۔

بسند معتبر حضرت امیرالمومنین علیہ السّلام سے منقول ہے کہ جب نوح علیہ السّلام حیوانات کو کشتی میں داخل کر رہے تھے بکری نے نافرمانی کی آپ نے اُس کو کشتی میں پٹک دیا اُس کی دُم ٹوٹ گئی۔ اسی وجہ سے اُس کی شرمگاہ کھُلی رہ گئی۔ اور گوسفند نے کشتی میں داخل ہونے میں سبقت کی تو نوحؑ نے اُس کی دُم اور پُشت پر ہاتھ پھیرا اس سبب سے اس کی بڑی دُم پیدا ہوگئی جس سے اُس کی شرمگاہ پوشیدہ رہی۔

بسند معتبر حضرت صادقؑ سے منقول ہے کہ نجف دُنیا میں سب سے بلند ایک پہاڑ تھا اور

(بقیہ صفحہ ۱۷۲) ان کی ذلت کا باعث ہو۔ اسی طرح اس آیت میں حق تعالیٰ نے جس میں کہ حفصہ و عائشہ کی مثال بیان کی ہے فرمایا ہے کہ ان عورتوں کی مثال زنِ نوحؑ و لوطؑ کی سی ہے۔ وُہ دونوں ہمارے دو نیک بندوں کے تصرّف میں تھیں پھر ان دونوں نے ان سے خیانت کی تو ان بندوں نے عذابِ خدا سے بچانے میں ان کو کوئی فائدہ نہ پہنچایا۔ اور ان عورتوں سے کہا گیا کہ دوزخ کی آگ میں جہنّم والوں کے ساتھ داخل ہو جاؤ۔ اور عامّہ و خاصّہ کے طریق پر حدیثیں وارد ہوئی ہیں کہ ان (نوحؑ و لوطؑ کی) عورتوں کی خیانت یہ تھی کہ وُہ کافرہ تھیں اور کافروں سے مومنوں کی چغلخوری کرتی تھیں اور اپنے شوہروں کو آزار پہنچاتی تھیں کوئی اور خیانت نہ تھی۔ ۱۲ (منہ)

وُہ وہی پہاڑ تھا جس کے بارے میں نوحؑ کے لڑکے نے کہا تھا کہ اسی پر پناہ لوں گا جو مجھ کو ڈوبنے سے بچالے گا۔ اس وقت خدا نے اس پہاڑ کو وحی فرمائی کہ کیا تجھ پر لوگ میرے عذاب سے پناہ لیں گے؟ یہ سُن کر وُہ پہاڑ ٹکڑے ٹکڑے ہوکر نرم ریت بن گیا اور بجائے اس کے وہاں ایک بڑا دریا پیدا ہوگیا جس کو "نی" کہتے تھے۔ پھر وُہ دریا خشک ہوگیا تو نی جف یعنی دریائے نی کہنے لگے۔ پھر اس دریا کا یہی نام ہوگیا اور کثرتِ استعمال سے نجف رہ گیا۔

بسند معتبر حضرت امام رضا علیہ السّلام سے منقول ہے کہ جب نوح علیہ السّلام زمین پر تشریف لائے آپ کے تمام فرزند اور وُہ لوگ جو آپ کے مطیع تھے کُل اسّی آدمی تھے۔ آپ نے اُسی جگہ جہاں اُترے تھے ایک قریہ کی بُنیاد ڈالی اور اس کا قریۃ الثمانین نام رکھا کیوں کہ اُس میں کل اسّی ہی آدمی تھے۔ ابن بابویہ نے وہب سے روایت کی ہے کہ جب نوحؑ کشتی میں سوار ہُوئے حق تعالیٰ نے تمام ذی رُوح پر جو کشتی میں تھے مثل چوپایوں، طائروں اور وحشیوں کے ہر ایک پر تسکین نازل کی۔ اُس وقت اُن میں سے کوئی کسی کو آزار نہیں پہنچاتا تھا۔ گوسفند بھیڑیئے کے ساتھ اور گائے شیر کے ساتھ رہتی اور کنجشک سانپ کے مُنہ پر بیٹھتی تھی۔ اس جگہ نہ نزاع تھی نہ فریاد۔ نہ گالی تھی نہ نفرین بلکہ سب اپنی جانوں کی فکروں میں تھے۔ خدا نے ہر صاحب زہر کے زہر کو دفع کر دیا تھا یہاں تک کہ کشتی سے باہر آئے۔ کشتی میں چُوہے اور غدرے بہت تھے۔ اس وقت خدا نے نوحؑ کو وحی فرمائی کہ شیر پر ہاتھ پھیرو۔ جب آپؑ نے ہاتھ پھیرا اس کو چھینک آئی اس کے دماغ کے دونوں سُوراخوں سے دو بلّیاں گریں ایک نر اور دُوسری مادہ۔ تب چُوہے کم ہُوئے۔ پھر آپ نے دستِ مُبارک ہاتھی پر پھیرا اس کو چھینک آئی تو اس کے دماغ کے دونوں سُوراخوں سے دو سُور نر و مادہ گرے جس سے غدرے کم ہُوئے۔

حدیث معتبر میں حضرت صادقؑ سے منقول ہے کہ حضرت نوحؑ سے اُن کی قوم نے چُوہوں کی زیادتی کی شکایت کی۔ خدا نے چیتے کو حکم دیا۔ اس نے چھینکا اس کے دماغ سے بلّی گری اور غدرے کی زیادتی کی شکایت کی تو خدا نے ہاتھی کو حکم دیا۔ اُس نے چھینکا اس کے دماغ سے سُور گرے۔

دُوسری معتبر حدیث میں فرمایا کہ جب نوحؑ نے خچر کو کشتی میں داخل کرنا چاہا وُہ رُک گیا کیوں کہ شیطان اس کے دونوں پیروں کے درمیان موجود تھا۔ حضرت نے فرمایا اے شیطان داخل ہو اور درخت خرما کی ایک چھڑی سے خچر کو مارا تو وُہ کشتی میں داخل ہُوا اور شیطان بھی داخل ہُوا اور اس نے کہا کہ دو خصلتیں آپ کو سکھاتا ہُوں۔ نوح علیہ السّلام نے فرمایا کہ تجھ سے

نجف کی وجہ تسمیہ

چوہے سور اور بلی کی خلقت

گفتگو کی مجھے حاجت نہیں ہے۔ شیطان نے کہا حرص سے پرہیز کیجئے جس نے آدمؑ کو بہشت سے نکالا اور حسد سے احتراز کیجئے جس نے مجھ کو بہشت سے باہر کیا۔ اس وقت خدا نے نوحؑ کو وحی فرمائی کہ اس کا یہ قول مان لو اگرچہ وہ ملعون ہے۔

بسند معتبر حضرت صادقؑ سے منقول ہے کہ نوحؑ کے زمانہ میں ہر پہاڑ اور ہر زمین پر پندرہ ہاتھ پانی بلند تھا۔ ؎

بسند معتبر حضرت صادقؑ سے منقول ہے کہ جب حضرت نوح علیہ السلام نے اپنی قوم کو دعوت دی تو حضرت شیثؑ کی اولاد نے اپنے علم سے جو ان کو وراثۃً ملا تھا جانچ کر حضرت نوحؑ کی تصدیق کی۔ اور قابیل کے فرزندوں نے تکذیب کی اور کہنے لگے کہ جو کچھ تم اپنے پدرانِ گزشتہ کے بارے میں کہتے ہو ہم نے سُنا۔ کیا ہم بھی تم پر ایمان لائیں حالانکہ ہم سے رذیل ترین لوگوں نے تمہاری پیروی کی ہے۔ اس سے اُن کی مراد حضرت شیثؑ کے فرزند تھے۔

حدیث معتبر میں حضرت امام محمد باقرؑ سے منقول ہے کہ شریعتِ نوحؑ میں یہ تھا کہ خدا کی عبادت اُس کی یگانگی اور اخلاص کے ساتھ کریں اور جن لوگوں نے اُس کا مثل و شریک قرار دیا ہے اُس کو ترک کریں۔ یہ وہ فطرت ہے جس پر خدا نے ہر ایک کو پیدا کیا ہے۔ اور خدا نے نوحؑ اور تمام پیغمبروں سے عہد لیا کہ خدا کی پرستش کریں اور اس کے ساتھ کسی کو شریک نہ کریں اور ان کو نماز، امر و نواہی اور حلال و حرام سے آگاہ کیا۔ لیکن اُن کی شریعت میں میراث کے حدود و احکام نہ تھے۔ نوحؑ ان لوگوں میں نو سو پچاس سال موجود رہے اور تبلیغ حق کرتے رہے۔ لیکن وہ لوگ انکار و سرکشی سے باز نہ آئے۔ تو نوحؑ نے عرض کی خداوندا میں مغلوب ہوں تو میرا انتقام لے اُس وقت خدا نے ان کو وحی فرمائی کہ تیری قوم کے لوگ ایمان نہ لائیں گے سوائے اُن کے جو ایمان لا چکے۔ لہٰذا اُن کے افعال سے رنجیدہ نہ ہو۔ اس سبب سے نوحؑ نے اُن پر بد دُعا کرنے کے وقت کہا کہ اُن کی اولاد فاجر اور کفر کرنے والی ہی پیدا ہوگی۔

بسند معتبر حضرت صادقؑ سے منقول ہے کہ نوحؑ اور اُن کی قوم شہر کوفہ کے غربی

؎ مؤلف فرماتے ہیں کہ ممکن ہے کہ اس سے مراد یہ ہو کہ پانی پندرہ ہاتھ سے کہیں کم نہ تھا اگرچہ بعض مقامات پر زیادہ رہا ہو یا یہ کہ باعجاز حضرت نوحؑ سطح آب بھی سطحِ زمین کی طرح ناہموار رہی ہو۔ اور یہ جو بیان ہوا کہ کشتی آسمان سے ٹکرا گئی تو ممکن ہے کہ آخر میں ایسا ہوا ہو یا پانی کے بعض حصے موج کے سبب سے بلند ہوگئے ہوں۔ ۱۲ (منہ)

جانب فرات کے کنارے ایک شہر کے رہنے والے تھے۔ نوحؑ ایک مرد نجار تھے۔ خدا نے اُن کو برگزیدہ کیا اور پیغمبر قرار دیا۔ انہوں نے سب سے پہلے کشتی بنائی اور پانی پر رواں کی۔ وہ اپنی قوم کو نو سو پچاس سال تک دین حق کی دعوت دیتے رہے اور وہ لوگ آپ کے ساتھ مذاق و مسخراپن کرتے رہے۔ جب آپ ان کی ہدایت سے بالکل مایوس ہوگئے تو اُن پر لعنت کی خدا نے وحی کی کہ ایک کشادہ کشتی بناؤ اور جلد عمل میں لاؤ۔ حضرت نوحؑ لکڑیاں دُور سے لاکر مسجد کوفہ میں کشتی بنانے لگے اور اُسی مسجد میں اُن کی قوم کے اپنے بُت یعوب و یعوق و نسرک بھی نصب تھے راوی نے پوچھا کہ آپ پر فدا ہوں نوحؑ نے کتنے دنوں میں کشتی تیار کی؟ فرمایا کہ دو دَور میں جن کا مجموعہ اسّی سال ہوتا ہے۔ راوی نے پوچھا کہ عامہ کہتے ہیں کہ پانچ سو سال میں تیار کی۔ فرمایا کہ ایسا نہیں ہے۔ اور ایسا کیونکر ہو سکتا ہے حالانکہ خدا فرماتا ہے وَوَحْیِنَا اور وحی بمعنی سرعت ہے۔

بسند معتبر حضرت امیرالمومنینؑ سے منقول ہے کہ کشتی پر ایک سرپوش تھا جس کی وجہ سے آفتاب و ماہتاب نہیں دیکھے جا سکتے تھے۔ نوحؑ کے پاس دو دانے تھے ایک سے دن میں روشنی ہوتی تھی اور دوسرے سے رات کے وقت۔ اُن ہی سے نماز کے اوقات معلوم ہوتے تھے۔ جناب نوحؑ اپنے ہمراہ حضرت آدمؑ کا جسد مبارک بھی کشتی میں لائے تھے۔ جب کشتی سے زمین پر آئے اُن کو مسجد منیٰ کے مینار کے نیچے دفن کیا۔[1]

بسند معتبر حضرت صادقؑ سے منقول ہے کہ نوحؑ نے کشتی کو تیس برس میں تیار کیا اور دوسری حدیث میں اُنہی حضرت سے منقول ہے کہ سو سال میں تمام کی۔[2] اس وقت خدا نے اُن کو حکم دیا کہ ہر جوڑے سے دو عدد کشتی میں اپنے ساتھ لے لیں اُن آٹھ جوڑوں میں سے جو حضرت آدمؑ اپنے ہمراہ بہشت سے لائے تھے۔ تاکہ فرزندانِ نوحؑ کشتی سے اُترنے کے بعد زمین میں آرام کر سکیں جیسا کہ حق تعالیٰ نے قرآن میں فرمایا ہے کہ تمہارے لیے آٹھ جوڑے چوپایوں کے اُتارے دو جوڑے گوسفند کے، دو بکری کے دو اونٹ کے اور دو گائے کے

---

[1] مولف فرماتے ہیں کہ حقیقت یہ ہے کہ آدم علیہ السلام کا جسد طوفان کے بعد نجف اشرف میں مدفون ہوا جیسا کہ بیان ہو چکا۔ شاید یہ حدیث تقیہ پر محمول ہو۔ ۱۲ منہ

[2] مولف فرماتے ہیں کہ ان مختلف حدیثوں کا متفق کرنا جو کشتی بنانے کی مدت کے بارے میں وارد ہوئی ہیں یا اس طرح ممکن ہے کہ بعض عامہ کی روایتوں کے موافق تقیہ کی بنا پر وارد ہوئی ہوں گی یا بعض کشتی تراشنے کے اصل زمانہ کے بارے میں ہوں گی۔ اور بعض کشتی تیار کرنے کے زمانے سے متعلق اور بعض اس کے مقدمات مثل لکڑی و کیلیں اور کشتی کی تمام عملی ضروریات کی فراہمی کے بارے میں اور بعض مقدمات کے حصول کے بارے میں۔ ۱۲ منہ

گوسفند کے دو جوڑے تھے۔ اُن میں سے ایک قسم لوگ پالتے ہیں اور ایک قسم وحشی ہے جو پہاڑوں پر رہتا ہے۔ اُن کا شکار حلال ہے۔ اسی طرح ایک جوڑا بکری کا اہلی ہے اور ایک وحشی اور ایک جوڑا گائے کا اہلی اور ایک پہاڑی ہے۔ اور ایک جوڑا اُونٹ کا خراسانی ہے اور ایک عربی۔ اسی طرح پرندے بھی صحرائی اور خانگی ہوتے ہیں۔

حضرت امام محمد باقرؑ سے منقول ہے کہ حیض ایک نجاست ہے جس میں خدا نے عورتوں کو بتلا کیا ہے۔ حضرت نوحؑ کے زمانے میں عورتیں سال میں ایک مرتبہ حائض ہوتی تھیں۔ اسی زمانہ میں سات سو عورتوں نے پردہ ترک کیا اور پُرتکلف لباس و زیورات سے آراستہ ہو کر شہروں میں گھومنا پھرنا شروع کیا۔ مردوں کی مجلسوں میں شریک ہوتیں، اُن کے ساتھ آزادی سے اٹھتی بیٹھتی تھیں۔ لہذا خدا نے مخصوص اُنہی بدکردار عورتوں کو ہر ماہ حیض میں مبتلا کیا۔ پھر مردوں نے اُن عورتوں کو اپنے درمیان سے نکال دیا۔ وُہ حیض کے خون کی زیادتی کے سبب سے مردوں سے علیحدہ ہوگئیں۔ آخر اُن کی شہوت شکستہ ہوگئی۔ ان کے علاوہ دُوسری عورتیں اپنی عادت کے موافق ہر سال ایک مرتبہ حائض ہوتی تھیں۔ چونکہ دونوں قسم کی عورتوں کی اولادوں کی آپس میں شادیاں ہوئیں اس لئے سب عورتیں مل جل گئیں۔ ہر ماہ حائض ہونے والی عورتوں کا حیض زیادہ صاف اور پابندی کے ساتھ ہوتا تھا اور لڑکے بھی اُن سے بہت کم ہوتے تھے۔ اسی سبب سے جو ہر ماہ حائض ہوتی تھیں کم ہوئیں [۱]

بسند معتبر حضرت صادقؑ سے منقول ہے کہ جب حضرت نوح علیہ السلام کشتی سے اُترے، پانی خشک ہوگیا اور کافروں کی ہڈیوں سے زائل ہوگیا تو حضرتؑ نے اپنی قوم کی ہڈیاں دیکھیں تو بے حد رنجیدہ اور محزون ہوئے۔ خدا نے اُن پر وحی کی کہ سیاہ انگور کھاؤ تاکہ تمہارا غم دفع ہو۔

دُوسری حدیث معتبر میں انہی حضرتؑ سے منقول ہے کہ نوحؑ اپنے ہمراہیوں کے ساتھ کشتی میں سات شبانہ روز رہے اور کشتی نے خانہ کعبہ کے گرد طواف کیا اور جودی پر ٹھہری جو کوفہ میں فرات کے کنارے ہے۔ [۲]

---

[۱] یہ صفت تو سال میں ایک مرتبہ حائض ہونے والی عورتوں کی معلوم ہوتی ہے جن کا اب وجود ہی نہیں۔ وہی کم ہوتے ہوتے معدوم ہوگئیں۔ ممکن ہے راوی سے سہو ہوا ہو۔ ۱۲ مترجم [۲] مولف فرماتے ہیں کہ کشتی میں قیام نوحؑ کی مدت میں اختلاف ہے۔ بعض لوگ اسی روایت کے قائل ہیں کیونکہ یہ سب سے قوی ہے۔ اور بعض دوسری روایت کے موافق ہیں کہ ایک سو پچاس روز کشتی میں رہے۔ اور بعضوں نے چھ مہینے اور پانچ مہینے بھی بیان کیا ہے۔ ۱۲ منہ۔

احادیث معتبرہ میں وارد ہُوا ہے کہ ولدالزنا بدترین خلق ہوتا ہے۔ حضرت نوحؑ نے سگ و خوک اور تمام جانوروں کو کشتی میں اپنے ساتھ لیا لیکن ولدالزنا کو نہیں لیا۔

بسندِ معتبر امام محمد باقرؑ سے قولِ خدا "نوحؑ پر ایمان نہیں لائے مگر بہت تھوڑے" کی تفسیر میں منقول ہے کہ ایمان لانے والے صرف آٹھ تھے۔ [1]

حدیث معتبر میں حضرت صادقؑ سے مروی ہے کہ نوحؑ کا تنور مسجد کوفہ میں داہنی جانب قبلہ کی طرف تھا۔ ایک روز نوحؑ کی بیوی آنحضرتؑ کے پاس آئی جب کہ وہ کشتی کی تیاری میں مشغول تھے اور کہا تنور سے پانی نکل رہا ہے۔ حضرت نوحؑ تنور کے پاس دوڑے ہوئے آئے اور ایک پختہ اینٹ سے اُس کا مُنہ بند کیا اور اپنی مُہر سے اُس پر مُہر لگائی تو پانی رُک گیا۔ جب کشتی تیار کر کے فارغ ہوئے اور تمام چیزوں کو اس میں رکھا پھر تنور کے پاس آئے اور اپنی مُہر اور اینٹ کو تنور سے ہٹایا اُس وقت پانی اُبلنا شروع ہُوا۔ فرات اور دُوسرے چشمے بھی جوش میں آئے۔

چند معتبر حدیثوں میں منقول ہے کہ جب تمام کافر ڈوب گئے اور خدا نے زمین کو وحی کی۔ یَا اَرْضُ ابْلَعِیْ مَاءَكِ یعنی اے زمین اپنے پانی کو جذب کر لے؛ تو زمین نے اُن پانیوں کو جو چشموں اور نہروں سے نکلے تھے جذب کر لیا؛ آسمان کا پانی زمین کے اُوپر رہ گیا تو خدا نے اُن پانیوں کو دُنیا کے گرد دریاؤں کی شکل میں رواں کر دیا۔

بسند معتبر موسیٰ ابن جعفر سے منقول ہے کہ جب نوحؑ کشتی میں بیٹھے اور وُہ خدا کے حکم سے چلی اُس وقت خدا نے پہاڑوں پر وحی کی کہ میں اپنے بندے نوحؑ کی کشتی کو تم میں سے کسی پر ٹھہرانا چاہتا ہوں۔ یہ سُن کر تمام پہاڑوں نے اپنے اپنے سر بلند کرنا شروع کیے سوائے کوہ جودی کے جو موصل میں ہے۔ اس نے عجز و انکساری سے کام لیا اور کہا کہ میرا وُہ رتبہ نہیں ہے کہ نوحؑ کی کشتی مجھ پر ٹھہرے۔ خدا نے اُس کی انکساری پسند فرمائی اور کشتی کو مامور کیا کہ اسی پر ٹھہرے۔ لہٰذا جب کشتی جودی سے ٹکرائی اور متزلزل ہوئی اہلِ کشتی کو اُس کے ٹوٹ جانے اور ڈوب جانے کا خوف ہُوا۔ اس وقت نوحؑ نے ایک جھروکے سے جو کشتی میں تھا اپنا سر باہر نکالا اور ہاتھوں کو آسمان کی جانب بلند کیا اور کہا یارَاتْ فتی یارَاتْ فتی۔ (خداوندا کشتی کو قرار ہو خداوندا کشتی کو قرار ہو) اور بعض روایتوں میں ہے کہ آپ نے کہا یَارَحْمٰنُ اَتْقِنْ۔ یعنی پروردگارا احسان فرما۔ دُوسری روایت معتبر میں ہے کہ حضرت نوحؑ نے جناب رسولؐ خدا اور امیر المومنین اور فاطمہؑ زہرا اور حسن اور حسین علیہم السّلام اور تمام

---

[1] مؤلف فرماتے ہیں کہ شاید آپ کے بیٹے اور بیٹیوں کی اولاد کے علاوہ اسی قدر لوگ ایمان لائے ہوں اور وُہ سب مل کر اسّی ہوئے یا یہ کہ ان دونوں حدیثوں میں سے ایک حدیث تقیہ پر محمول ہے۔ ۱۲

ائمہ علیہم السّلام کے انوار مقدّسہ کا توسّل اختیار کیا اور اُن کو شفیع قرار دیا۔ اس میں کوئی باہمی منافات نہیں ہے۔ ممکن ہے کہ یہ سب واقع ہُوا ہو۔

حدیث معتبر میں حضرت صادقؑ سے منقول ہے کہ نوحؑ علیہ السلام کی کشتی نوروز کے دن جودی پر ٹھہری۔

سیّد ابن طاؤس نے محمد بن جریر طبری سے روایت کی ہے کہ حق تعالیٰ نے حضرت نوحؑ علیہ السّلام کو پیغمبری کے ساتھ اس لئے گرامی کیا کہ وُہ خدا کی عبادت بہت کیا کرتے تھے اور عبادت کے لئے مخلوق سے علیحدہ ہو کر گوشہ نشین ہو گئے تھے اور اُن کا قد اُن کے زمانہ کے لوگوں کے ہاتھوں سے تین سو ساٹھ ہاتھ تھا۔ اُن کا لباس اُون کا ہوتا تھا اور اُن سے قبل حضرت ادریس علیہ السّلام کا لباس پوست آہو کا تھا۔ حضرت نوح علیہ السّلام پہاڑوں میں زندگی بسر کرتے تھے۔ آپ کی غذا زمین کی گھاس تھی۔ جب آپ کی عمر چار سو ساٹھ برس کی ہوئی تو جبرئیلؑ آپ کے لیے (خلعت) پیغمبری لائے اور کہا خلق سے کنارہ کشی کیوں اختیار کی ہے؟ آپ نے فرمایا اس لیے کہ میری قوم خدا کو نہیں پہچانتی اس وجہ سے اُن سے علیحدگی اختیار کی۔ جبرئیلؑ نے کہا ان سے جہاد کیجیے۔ آپ نے کہا میں ان سے مقابلہ کی طاقت نہیں رکھتا اگر وُہ لوگ یہ سمجھ لیں کہ میں اُن کے دین پر نہیں ہُوں تو یقیناً مجھ کو مار ڈالیں۔ جبرئیلؑ نے کہا کہ اگر آپ کو طاقت ہو جائے تو کیا اُن سے جہاد کیجئے گا؟ فرمایا نہایت شوق سے کاش مجھ کو یہ قوت ہوتی۔ پھر آپؑ نے پُوچھا کہ تم کون ہو؟ جبرئیل علیہ السّلام نے ایک نعرہ کیا جس سے نزدیک تھا کہ تمام پہاڑ ٹکڑے ہو جائیں۔ اور اُن کے جواب میں ملائکہ اور تمام زمین کے اجزا نے کہا لبّیک لبّیک اے خدا کے فرستادہ۔ اُس وقت نوح علیہ السّلام پر سخت دہشت طاری ہُوئی۔ جبرئیلؑ نے کہا میں وُہ ہوں کہ آپ کے دَو پدر آدمؑ اور ادریسؑ کے ساتھ رہتا تھا۔ خدائے غفار نے آپ کو سلام فرمایا ہے اور میں آپ کے لیے خوشخبریاں لایا ہوں۔ اور لیجئے یہ ہے لباسِ شکیبائی اور جامۂ یقین دیاری اور خلعت رسالت و پیغمبری۔ اور خدا آپ کو حکم دیتا ہے کہ ادریسؑ کے بیٹے حمران کی دختر عمورہ کو اپنے ساتھ تزویج کیجئے کیوں کہ سب سے پہلے وہی آپ پر ایمان لائے گی۔ اس کے بعد نوحؑ عاشورے کے روز اپنی قوم کی جانب گئے۔ آپ ایک سفید عصا اپنے ہاتھ میں رکھتے تھے جو آپ کو قوم کے پوشیدہ حالات سے مطلع کرتا تھا۔ آپ کی قوم کے سردار ستّر ہزار اشخاص تھے۔ وُہ اُن کی عید کا دن تھا اور سب اپنے بتوں کے پاس حاضر تھے۔ حضرت نوحؑ اُن کے پاس آئے اور فرمایا لَآ اِلٰہَ اِلَّا اللّٰہُ۔ یعنی خدا کے سوا کوئی معبود نہیں اور آدم علیہ السّلام خدا کے برگزیدہ ہیں

اور ریش اُس کے بلند کئے ہُوئے ہیں۔ ابراہیمؑ اُس کے خلیل اور موسیٰؑ کلیم خدا ہیں اور عیسیٰؑ مسیح رُوح القدس کے ذریعہ سے خلق ہوں گے۔ اور محمدؐ مصطفےٰ خدا کے آخری پیغمبر ہیں اور تم لوگوں پر میرے گواہ ہیں کہ میں نے خدا کی رسالت کی تبلیغ کی۔ یہ سُن کر بتوں کو لرزہ ہُوا آتشکدے خاموش ہوگئے۔ اور وُہ سب کے سب خائف ہُوئے۔ اُس وقت اُن کے سردار اور جابر لوگوں نے پُوچھا کہ یہ کون ہے؟ نوحؑ نے کہا میں خدا کا بندہ اور اُس کے بندے کا فرزند ہُوں۔ اُس نے مجھ کو تمہاری طرف اپنا پیغمبر بنا کر بھیجا ہے۔ یہ کہہ کر آپ پر گریہ طاری ہُوا۔ پھر فرمایا کہ میں تم کو عذابِ خدا سے ڈراتا ہوں۔ جب عمورہ نے حضرت نوحؑ کا کلام سُنا فوراً ایمان لائی۔ اس کے باپ نے اس پر عتاب کیا اور کہا کہ نوحؑ کے ایک مرتبہ کے کلام نے تجھ پر ایسا اثر کیا۔ میں ڈرتا ہوں کہ بادشاہ کو تیرے ایمان لانے کی خبر ہوگی تو وُہ تجھ کو مارڈالے گا۔ عمورہ نے کہا بابا آپ کی عقل اور علم وفضل کہاں ہے؟ نوحؑ ایک تنہا اور کمزور انسان ہیں۔ بغیر خدا کی جانب سے مامور ہُوئے ایسی آواز آپ لوگوں کے سامنے کیوں کر بلند کر سکتے ہیں جو آپ لوگوں کو اس قدر ہراساں کر دے۔ اس کے باپ پر کوئی اثر نہ ہُوا۔ اس نے عمورہ کو ایک سال کے لیئے قید کر دیا اور کھانا بند کر دیا۔ تمام سال اُس کے اضطراب کی کیفیت لوگ سُنتے رہے۔ ایک سال کے بعد جب کہ قید خانہ سے اس کو نکالا۔ تو لوگوں نے اُس میں نورِ عظیم مشاہدہ کیا۔ اور اُس کی حالت پہلے سے بہتر پائی سب کو تعجّب ہُوا کہ وُہ بغیر آب وغذا کے تمام سال زندہ کیسے رہی۔ اُس سے دریافت کیا تو اُس نے بیان کیا کہ میں نے پروردگارِ نوحؑ سے فریاد کی، لہٰذا نوحؑ باعجاز میرے واسطے کھانا لاتے تھے۔ پھر نوحؑ نے اُس سے نکاح کیا اور سام پیدا ہُوئے۔ نوحؑ کی دُو بیویاں تھیں۔ ایک کافرہ جس کا نام راعبہ تھا وُہ طوفان میں ہلاک ہوگئی۔ دُوسری باایمان تھی جو آپ کے ساتھ کشتی میں تھیں۔ بعض راویوں نے بیان کیا ہے کہ مومنہ بیوی کا نام ہیکل تھا۔

معتبر حدیثوں میں وارد ہُوا ہے کہ حضرت امیرالمومنینؑ نے امام حسنؑ و امام حسینؑ سے وصیّت فرمائی کہ جب میری وفات ہو اور میرے غسل سے فارغ ہو تو میرے جنازہ کو پائنتی سے اٹھانا سرہانے ہاتھ نہ لگانا۔ کیونکہ اس طرف سے ملائکہ اٹھائیں گے۔ اور جس مقام پر کہ جنازہ سرہانے کی جانب سے زمین پر جھکے پائنتی کو بھی زمین پر رکھ دینا۔ پھر قبلہ کی طرف ایک بیلچہ مارنا۔ وہاں ایک قبر ظاہر ہوگی جسے میرے پدر نوحؑ نے میرے لئے اپنے سینہ کے قریب بنائی ہے۔ شہزادوں نے حسب وصیّت ایسا کیا۔ ایک لوح برآمد ہُوئی جس پر سریانی خط اور زبان میں لکھا تھا: بسم اللہ الرحمٰن الرحیم یہ قبر ہے جس کو نوحؑ پیغمبر نے وصیِّ محمد مصطفےٰ صلے اللہ علیہ وآلہ وسلم یعنی علی علیہ السلام کے لیئے طوفان سے سات سو سال قبل تیار کی ہے (اس بارے میں

حضرت علیؑ کی قبر

کہ آدمؑ و نوحؑ امیرالمومنینؑ کے پُشت سر کی جانب مدفون ہیں اور یہ کہ آنحضرتؐ کی زیارت کے بعد اِن پیغمبروں کی زیارت بھی کرنا چاہیئے۔ حدیثیں بہت ہیں۔ جن میں سے اکثر میں نے کتاب مزار میں لکھی ہیں۔ ۱۲ (مؤلف)

باب پنجم۔ قصّہ ہائے حضرت ہُود علیہ السّلام

اور اُن کی قوم اور شدید و شداد اور ارم ذات العماد کے حالات

اس میں دو فصلیں ہیں

فصل اوّل } ہودؑ اور اُن کی قوم کے حالات :۔

ابن بابویہ اور قطب راوندی نے بیان کیا ہے کہ ہودؑ عبداللہ کے بیٹے تھے اور وُہ عاد رباح کے۔ وُہ حلوس کے وُہ عاد کے وُہ عوص کے وُہ ارم کے اور وُہ سام بن نوحؑ کے فرزند تھے۔ بعضوں نے کہا ہے کہ ہودؑ کا نام عابر ہے اور وہ صالحؑ کے بیٹے تھے اور وُہ ازمخشد کے اور وُہ سام بسیر نوحؑ کے بیٹے تھے۔ ابن بابویہ نے کہا ہے کہ آنحضرتؑ کو اس لیئے ہود کہتے ہیں کہ آپ اپنی قوم میں اس امر کے ساتھ ہدایت یافتہ تھے جس سے قوم گمراہ تھی۔

بسند معتبر حضرت صادق علیہ السّلام سے منقول ہے کہ جب حضرت نوح علیہ السّلام کی وفات کا وقت آیا آپ نے اپنے شیعوں اور اطاعت کرنے والوں کو طلب کیا اور فرمایا کہ یاد رکھو کہ میرے بعد حجت خدا کی غیبت کا زمانہ ہے جس میں پیشوایانِ باطل اور بادشاہان جابر کا غلبہ ہو گا اور خداوند عالم تم سے اس شدّت کو میرے ایک قائم کے ذریعہ سے رفع کرے گا جس کا نام ہودؑ ہو گا۔ جو پسندیدہ ہیئت اور اخلاق حمیدہ اور سکینہ و وقار کا حامل ہو گا اور مجھ سے خلق و صورت میں مشابہ ہو گا۔ جب وُہ ظاہر ہو گا خداوند عالم تمہارے دشمنوں کو ہَوا کے ذریعہ سے ہلاک کرے گا۔ اس لیئے مومنین برابر حضرت ہودؑ کے آنے کا انتظار کرتے رہے یہاں تک کہ ایک طویل مدّت گزر گئی اور بہت سے لوگ گمراہ ہو گئے اس وقت خدا نے ہودؑ کو ظاہر فرمایا جبکہ وُہ لوگ نا امید ہو چکے تھے اور اُن پر بلائیں شدید ہو گئی تھیں۔ پھر خدا نے اُن کے دشمنوں کو بادِ عقیم کے ذریعہ سے ہلاک کیا جس کو قرآن میں ذکر فرمایا ہے اُس کے بعد پھر غیبت ہو گئی اور سرکشوں کا غلبہ ہُوا یہاں تک کہ حضرت صالح علیہ السّلام ظاہر ہُوئے

ابن بابویہ اور قطب راوندی نے وہب سے روایت کی ہے کہ جب ہودؑ کی عمر چالیس سال ہوئی خدا نے اُن کو وحی فرمائی کہ اپنی قوم کو میری عبادت اور وحدانیت کی دعوت دو۔ اگر وُہ قبول کریں گے تو اُن کی قوت اور مال میں اضافہ کروں گا۔ وُہ لوگ ایک روز ایک مقام پر جمع تھے اُس وقت ہودؑ اُن کے پاس آئے اور کہا کہ خدا کی عبادت کرو جس نے تم کو پیدا کیا ہے اُس کے سوا کوئی معبود نہیں ہے۔ انہوں نے کہا اے ہودؑ تم ہمارے نزدیک ثقہ، قابلِ اعتماد اور امین تھے۔ آپ نے فرمایا میں تمہاری طرف خدا کا بھیجا ہُوا آیا ہوں۔ بتوں کی پرستش ترک کرو۔ اُن لوگوں نے جب آپ کا کلام سُنا غضبناک ہوکر آپ کی طرف دوڑے اور آپ کا گلا گھوٹنا شروع کیا یہاں تک کہ جب آپ مرنے کے قریب پہنچ گئے تو چھوڑا۔ حضرتؑ ایک شبانہ روز تک بے ہوش پڑے تھے۔ جب ہوش آیا عرض کی کہ پروردگارا جو کچھ تو نے حکم دیا میں نے تعمیل کی۔ اور جو کچھ ان لوگوں نے کیا تو نے دیکھ لیا۔ اس وقت جبرئیلؑ نازل ہوئے اور کہا کہ حق تعالےٰ فرماتا ہے کہ تم بد دل اور رنجیدہ ہوگئے اور اپنی قوم کی ہدایت میں سُستی اختیار کی حالانکہ مَیں نے وعدہ کیا ہے کہ تمہارا خوف اُن کے دِلوں میں ڈال دوں گا۔ پھر وُہ لوگ تمہارے زد و کوب پر قادر نہ ہوں گے۔ یہ سُنکر ہودؑ پھر اپنی قوم کی طرف آئے اور کہا تم لوگوں نے بہت فساد اور سرکشی اختیار کی ہے۔ ان لوگوں نے کہا ہودؑ ان باتوں کو ترک کرو ورنہ اس مرتبہ تم کو ایسی اذیت دیں گے کہ پہلی تکلیف بھول جاؤ گے۔ ہودؑ نے فرمایا سرکشی سے باز آؤ اور اپنے پروردگار سے توبہ کرو۔ پھر تو اُن کے دِلوں میں ہودؑ کا رُعب اور خوف قائم ہوگیا۔ انہوں نے سمجھا کہ اب ہم لوگ ہودؑ کی زد و کوب پر قادر نہیں ہیں لہٰذا تمام قوم نے مِل کر آپ کی تکلیف پر کمر باندھی۔ حضرت ہودؑ نے اُن لوگوں میں نعرہ کیا جس کی شدت اور دہشت سے وُہ لوگ دُور ہٹ گئے۔ آپ نے فرمایا کہ تم لوگ بھی نوحؑ کی قوم کے مانند کفر پر اڑے ہو۔ جس طرح نوحؑ نے اپنی قوم کے لیے بددُعا کی تھی تم لوگ اُسی کے مستحق ہو کہ میں بھی بددُعا کروں۔ اُن لوگوں نے کہا نوحؑ کی قوم کے تمام خدا کمزور و ناتوان تھے اور ہمارے سب خدا مضبوط اور قوی ہیں اور ہماری طاقتیں بھی تم کو معلوم ہیں۔ ان لوگوں کے قد اس زمانہ کے متعارف ہاتھ سے ایک سو بیس ہاتھ تھے۔ اور چوڑائی جسم کی ساٹھ ہاتھ۔ ان میں کوئی جب چاہتا ایک چھوٹے پہاڑی ٹیلہ کو اکھاڑ پھینکتا تھا۔ اسی طرح حضرت ہود علیہ السّلام نے ان لوگوں کو سات سو ساٹھ سال دعوت کی۔ جب خدا نے چاہا کہ ان کو ہلاک کرے، احقاف کے میدانوں کی ریت اور پتھر ان کے گرد جمع کرکے ٹیلے بنا دیئے۔ ہود علیہ السّلام نے اُن سے فرمایا کہ میں ڈرتا ہوں کہ کہیں یہ ٹیلے خدا کی طرف سے

تمہارے لئے عذاب نہ ہوں۔ غرض حضرت ہود علیہ السلام اُن کی سرکشی کے سبب سے بہت رنجیدہ ہوئے۔ ان ٹیلوں نے آپ کو آواز دی کہ آپ خوش ہوں کہ قوم عاد پر ہمارے ذریعہ سے ایک روزِ بد آئے گا۔ جب ہود علیہ السلام نے یہ آواز سُنی فرمایا کہ اے قوم خدا سے ڈرو اور اُس کی عبادت کرو۔ اگر ایمان نہ لاؤ گے تو یہ پہاڑ اور ٹیلے سب کے سب تمہارے لیئے خدا کا عذاب اور غضب ہو جائیں گے۔ ان لوگوں نے یہ سُن کر ٹیلوں کو کھود کر ہٹانا چاہا لیکن جس قدر وُہ ہٹاتے تھے ٹیلے اور زیادہ جمع ہوتے جاتے تھے آخر ہود علیہ السلام نے عرض کی کہ پروردگارا تیری رسالت جس قدر پہنچاتا ہوں ان کا کفر زیادہ ہی ہوتا جاتا ہے۔ خدا نے ان کو وحی کی کہ میں اُن سے بارش روکے دیتا ہوں۔ ہودؑ نے اپنی قوم سے فرمایا کہ خدا نے مجھ سے وعدہ کیا ہے کہ تم لوگوں کو ہلاک کرے گا۔ آپ کی یہ آواز تمام پہاڑوں تک پہنچی یہاں تک کہ تمام درندوں وحشیوں اور طائروں نے سُنا۔ اور ہر جنس کے جانور آپ کے پاس حاضر ہوئے اور گریہ کیا۔ اور کہا کیا آپ ہم کو بھی نافرمانوں کے ساتھ ہلاک کریں گے۔ یہ سُن کر ہودؑ نے اُن کے لیئے بارگاہِ خدا میں دُعا کی۔ خدا نے وحی فرمائی کہ میں اُس کو ہلاک نہ کروں گا جس نے میری نافرمانی نہیں کی ہے۔

علی بن ابراہیم نے روایت کی ہے کہ عاد قوم ہودؑ کا ایک قبیلہ تھا اور اُن کی آبادی کا شقوق سے احقف تک ایک گاؤں تھا۔ اُن کے شہر چار منزل کے تھے۔ ان کے پاس زراعت کافی اور خرما کے درخت بہت تھے۔ ان کی عمریں دراز اور قد بلند تھے۔ وُہ بتوں کی پرستش کرتے تھے۔ خدا نے ہودؑ کو اُن ہی لوگوں پر مبعوث فرمایا تھا کہ اُن کو اسلام کی دعوت دیں اور بُت پرستی سے اُن کو منع کریں۔ ان لوگوں نے انکار کیا اور ایمان نہیں لائے اور آپ کو آزار پہنچاتے رہے۔ لہٰذا خدا نے سات برس تک بارش اُن سے روک دی یہاں تک کہ اُن میں قحط ظاہر ہُوا۔ حضرت ہود علیہ السلام خود بھی زراعت کرتے تھے اور اُس کے لیئے آب کشی کیا کرتے تھے۔ ایک بار ایک گروہ آپ کے دروازہ پر آیا اور آپ کو پکارا ایک بوڑھی عورت باہر آئی جس کے بال سفید تھے اور ایک آنکھ نہ تھی۔ اس نے پوچھا کہ تم لوگ کون ہو؟ ان لوگوں نے کہا کہ ہم فلاں شہر سے آئے ہیں۔ خشک سالی کی مصیبت میں گرفتار ہیں۔ اس لئے آئے ہیں کہ ہودؑ ہمارے لیئے دُعا کریں کہ ہمارے شہروں میں پانی برسے اس نے کہا اگر ہودؑ کی دُعا مستجاب ہوتی تو وہ خود اپنے لیئے دُعا کرتے کیونکہ اُن کی تمام زراعت پانی کی کمی کی وجہ سے خشک ہو گئی ہے۔ ان لوگوں نے پُوچھا کہ اس وقت وُہ کہاں ہیں؟

عورت نے جواب دیا کہ فلاں مقام پر ہیں۔ وہ لوگ آنحضرتؐ کی خدمت میں آئے اور کہا اے پیغمبرِ خدا ہمارے شہر خشک ہو گئے ہیں، پانی نہیں برستا ہے۔ خدا سے دُعا کیجئے کہ وُہ ہمارے پانی برسائے اور ہم کو نعمتِ فراواں عطا فرمائے۔ ہودؑ یہ سُنکر نماز کے لیئے تیار ہوئے۔ اور نماز پڑھ کر ان کے لیئے جب دُعا کر چکے اور اُن سے فرمایا کہ واپس جاؤ خدا نے تمہارے لیئے آبِ باراں نازل کیا اور تمہارے شہروں میں فراوانی حاصل ہوئی تو ان لوگوں نے کہا اے پیغمبرِ خدا ایک عجیب بات ہم لوگوں نے مشاہدہ کی۔ پُوچھا وُہ کیا؟ اُن لوگوں نے بیان کیا آپ کے دولت کدہ پر ایک ضعیفہ سفید بال اور یک چشم ہم نے دیکھی۔ اُس نے ایسی ایسی باتیں کیں۔ ہود علیہ السّلام نے فرمایا وُہ میری بیوی ہے۔ میں دُعا کرتا ہوں کہ خدا اُس کی عمر دراز کرے۔ اُن لوگوں نے پوچھا کس سبب سے؟ فرمایا خدا نے کسی مومن کو نہیں پیدا کیا مگر یہ کہ اُس کے لیئے ایک دُشمن بھی ہوتا ہے جو اُس کو تکلیف پہنچاتا ہے اور میری دُشمن وُہ عورت ہے۔ اور میرا دشمن وُہ ہے جس کا میں مالک و مختار ہوں۔ اور یہ اُس سے بہتر ہے کہ وُہ میرا مالک و مختار ہوتا۔ غرض کہ حضرت ہود علیہ السّلام اپنی قوم میں رہے اور اُن کو خدا کی طرف دعوت دیتے رہے اور بتوں کی پرستش سے روکتے رہے۔ کہتے تھے کہ بتوں کی پرستش ترک کرو اور خدائے واحد کی عبادت کرو۔ تاکہ تمہارے شہروں کی آبادی میں ترقی ہو اور خدا تم پر بارش نازل کرے۔ لیکن وُہ لوگ ایمان نہیں لائے تو خدا نے اُن پر نہایت سرد اور تند ہوا بھیجی جس کو ان پر سات شب اور آٹھ روز تک قائم رکھا۔

بسندِ معتبر حضرت امام محمد باقر علیہ السّلام سے منقول ہے یقیناً حق تعالیٰ کے خزانۂ قدرت میں بادِ رحمت اور بادِ عذاب دونوں ہیں۔ لیکن جب وُہ چاہتا ہے بادِ عذاب کو بادِ رحمت قرار دے دیتا ہے لیکن کبھی بادِ رحمت کو بادِ عذاب نہیں بناتا۔ کیوں کہ ایسا ہرگز نہیں ہوتا کہ کوئی گروہ خدا کی اطاعت کرے اور وُہ اُن کے لیئے وبال ہو لیکن جبکہ وُہ اطاعت سے منحرف ہو جائیں۔ پھر فرمایا کہ خداوند عالم نے قوم یونسؑ کے ساتھ ایسا ہی کیا۔ اُن کے لیئے عذاب مقدور و مقرر فرما چکا تھا۔ اور عذاب نے ان کو گھیر لیا تھا۔ لیکن وُہ لوگ ایمان لائے اور خدا کی بارگاہ میں تضرع و زاری کی تو عذاب کو روک دیا اور بادِ عقیم جس کو خدا نے قومِ عاد کے لیئے بھیجا۔ وُہ عذاب کی ایک ہوا ہے جس میں رحم کی مطلق گنجائش نہیں اس سے کسی گھاس کی نشو و نما نہیں ہوتی۔ وُہ زمین کے ساتویں طبقہ سے برآمد ہوئی تھی وُہ ہوا کبھی ظاہر نہیں ہوئی سوائے اس وقت کے جب کہ قومِ عاد پر خدا نے غضب فرمایا۔ اس وقت بھی خزینہ داروں کو حکم تھا کہ اس ہوا کو بقدر کشادگی انگشتری

حضرت ہود علیہ السلام کی زوجہ کی عمر کی دعا

ہر مومن کے ساتھ ایک دشمن ضرور ہوتا ہے

بادِ عقیم کی کیفیت

باہر نکالیں۔ لیکن وُہ قوم عاد پر غضبناک ہوکر بقدر دماغ گاؤ باہر آگئی۔ خازنوں نے درگاہِ
باری میں عرض کی کہ خداوندا اس ہَوا نے ہم سے سرکشی کی ہم کو خوف ہے کہ اس سے کہیں
تیرے وُہ بندے جو گنہگار نہیں ہیں اور جن سے تیرے شہروں کی آبادی ہے ہلاک نہ
ہو جائیں۔ اس وقت حق تعالےٰ نے جبرئیلؑ کو بھیجا کہ اس کو اپنے پروں سے واپس کریں
اور جس قدر حکم ہے اسی قدر باہر رہنے دیں۔ لہٰذا جس قدر کہ خدا کی مشیت تھی اس کے
علاوہ تمام ہَوا واپس کی گئی اور اسی باقی ماندہ ہَوا نے قوم عاد اور اُن کے قریب
کے لوگوں کو ہلاک کیا۔

حدیث حسن میں منقول ہے کہ معتصم کے حکم سے بطائیہ میں تین سو قد کی
لمبائی کا گہرا ایک کنوٗاں کھودا گیا لیکن پانی نہ نکلا۔ اُس نے ترک کردیا۔ اور
دُوسرا کنوٗاں نہ کھودوایا۔ جب متوکل خلیفہ ہُوا تو اُس نے بھی حکم دیا کہ
کنوٗاں کھودا جائے جب تک کہ پانی نہ نکلے۔ کنوٗاں کھودنا شروع کیا گیا۔ ہر
سو قامت پر ایک چرخ قائم کرتے گئے۔ آخر میں ایک پتھر تک پہنچے۔ جب
اُس کو توڑا تو وہاں سے نہایت سرد ہَوا نکلی جس نے ہر ایک کو جو اُس
چاہ کے قریب تھے ہلاک کردیا۔ یہ خبر متوکل کو پہنچی جس کو سُن کر وُہ
اور اُس کے پاس جتنے علما تھے سب حیران ہُوئے اور کچھ نہ سمجھ سکے۔
آخر کار اس بارے میں امام علی نقی علیہ السّلام کی خدمت میں نامہ لکھا۔
حضرتؑ نے جواب دیا کہ یہ سب احقاف کے شہر ہیں جن میں قوم عاد آباد تھی
حق تعالےٰ نے جن کو تیز اور سرد ہَوا کے ذریعہ سے ہلاک کیا تھا۔ اس قوم
کے پیغمبر حضرت ہود علیہ السّلام تھے۔ ان کے تمام شہر آباد اور نعمتوں سے معمور تھے۔
اس کے بعد قوم کی نافرمانی اور بارش کا بند ہونا وغیرہ بیان کرکے فرمایا کہ
جب عذاب کا وقت آیا۔ لوگوں نے دیکھا کہ ایک ابر آرہا ہے۔ وُہ لوگ
خوش ہُوئے اور کہنے لگے کہ اب پانی برسے گا۔ ہودؑ نے فرمایا کہ نہیں بلکہ یہ وہی
عذاب ہے جس کو تم لوگوں نے خود عجلت کے ساتھ طلب کیا ہے۔

حضرت رسُولؐ سے منقول ہے کہ کوئی ہوا باہر نہیں آئی مگر بقدر پیمانہ اور پیمانہ
کے۔ لیکن عاد کے زمانہ میں جو ہَوا خزینہ داروں کے حکم کے خلاف زیادتی کے ساتھ
نکلی وُہ ایک سوئی کے سُوراخ کے مانند تھی جس نے قوم عاد کو ہلاک کیا۔

حضرت امیر المومنینؑ سے منقول ہے کہ ہَوائیں پانچ قسم کی ہیں اُن میں سے

ایک عقیم ہے جس کے شر سے ہم خدا کی پناہ مانگتے ہیں۔

ابن بابویہ نے وہب سے روایت کی ہے کہ بادِ عقیم اسی زمین میں ہے جس پر ہم آباد ہیں وہ ستّر ہزار آہنی زنجیروں سے بندھی ہوئی ہے اور ہر زنجیر پر ستّر ہزار فرشتے موکل ہیں۔ جب حق تعالیٰ نے اس ہَوا کو قومِ عاد پر مسلّط کیا اس کے نگہبانوں نے اس ہَوا کو اس قدر باہر کرنے کی اجازت طلب کی جتنی کہ گائے کے دماغ سے نکلتی ہے۔ اگر خدا اجازت دے دیتا تو وُہ زمین کی کسی چیز کو بغیر جلائے نہ چھوڑتی۔ لیکن حق تعالیٰ نے اُس کے موکلوں کو وحی کی کہ اس کو انگشتری کے سُوراخ کے بقدر باہر نکالیں۔ اسی ہَوا سے قومِ عاد ہلاک ہُوئی۔ اور اسی ہَوا سے خداوندِ عالم ابتدائے قیامت میں پہاڑوں، ٹیلوں، شہروں اور قصروں کو گراکر زمین کے برابر کر دے گا۔ اس کو عقیم اس سبب سے کہتے ہیں کہ عذاب پیدا کرنے والی اور رحمت سے خالی ہے۔ وُہ ہَوا جب قوم عاد پر آئی تو ان کے قصروں، قلعوں، شہروں عمارتوں کو اور ہر ایک چیز کو مثل بالو کے بنا دیا جو ہَوا میں اُڑتے ہیں جیسا کہ حق تعالیٰ فرماتا ہے۔

مَا تَذَرُ مِنْ شَيْءٍ أَتَتْ عَلَيْهِ إِلَّا جَعَلَتْهُ كَالرَّمِيمِ ۝ (آیت ۴۲ سورۃ الذریٰت پ ۲۷)

یعنی وُہ ہَوا جس چیز تک پہنچتی تھی اس کو بوسیدہ ہڈی اور بوسیدہ گھاس کے مانند کئے بغیر نہ چھوڑتی تھی۔ اسی سبب سے ان شہروں میں ریگِ رواں کی کثرت ہے کیوں کہ ہَوا نے ان شہروں کو اسی طرح ریزہ ریزہ کر دیا۔ وہ ہَوا قوم عاد پر سات شب اور آٹھ روز تک مسلسل چلتی رہی۔ مَردوں اور عورتوں کو زمین سے بلند کرکے سَر کے بل پٹکتی تھی۔ پہاڑوں کو جڑ سے اُکھاڑ پھینکتی تھی جس طرح اُن کے مکانات کو کھود کر ریزہ ریزہ کر دیتی تھی۔ اسی سبب سے بالو میں پہاڑ نہیں ہوتے اور اسی وجہ سے خدا نے اس کو ذات العماد فرمایا ہے کیونکہ قومِ عاد کے لوگ پہاڑوں سے کھمبے اور ستون پہاڑوں کی بلندی کے برابر تراشتے تھے اور ان کھمبوں کو نصب کرتے تھے۔ ایضاً: وہب سے روایت ہے کہ قومِ عاد کا انجام یہ ہُوا کہ جس قدر بھی رُوئے زمین پر جن جن شہروں میں بالو ہیں وُہ سب قومِ عاد کے زمانہ میں اُن کے مسکن تھے۔ بالو پہلے بھی شہروں میں تھا، لیکن کم تھا۔ مگر آخر زمانہ میں زیادہ ہو گیا۔ اور وُہ دراصل قومِ عاد کے مضبوط قصر، قلعے، شہر، مکانات اور باغات وغیرہ تھے۔ اور اُن کے شہر عرب کے آباد ترین شہر تھے۔ ان میں نہریں اور باغات تمام شہروں سے زیادہ تھے۔ جب وُہ لوگ سرکشی پر آمادہ ہوئے اور بتوں کی پرستش کرنے لگے تو حق تعالیٰ اُن پر غضبناک ہُوا اور بادِ عقیم اُن پر مسلّط فرمایا جس نے اُن کے قصروں، شہروں، قلعوں، مکانوں اور منزلوں کو ریزہ ریزہ کرکے

ریت کے ٹیلے اور میدان قوم عاد کے مکانات و محلات ہیں۔

بالو بناد یا۔ وہ لوگ تیرہ قبیلے تھے اور حضرت ہود علیہ السّلام ان میں حسب و نسب اور بزرگی و ثروت والے تھے۔ ان کے پاس بہت دولت تھی اور وہ آدمؑ سے بہت مشابہ تھے ان کا رنگ گندمی تھا۔ جسم پر بال بہت تھے اور وہ خوبصورت انسان تھے۔ آدمؑ سے مشابہت میں حضرت یوسف علیہ السّلام کے علاوہ ان کا کوئی مثل نہ ہُوا۔ حضرت ہود علیہ السّلام بہت زمانہ تک اپنی قوم میں رہے۔ اُن کو خدا کی طرف دعوت دیتے تھے اور اُس کے ساتھ کسی کو شریک کرنے سے اور لوگوں پر ظلم کرنے سے روکتے اور عذاب خدا سے ڈراتے تھے۔ لیکن اُن لوگوں نے سرکشی کی اور طریقۂ باطل سے باز نہ آئے۔ وہ لوگ احقاف میں رہتے تھے۔ کوئی اُمّت تعداد اور قوت و غضب میں اُن سے زیادہ نہ ہوئی۔ جب اُن لوگوں کو محسوس ہُوا کہ ہُوا اُن کی طرف آ رہی ہے ہودؑ سے کہنے لگے کہ ہم کو ہُوا سے ڈراتے ہو اور اپنے فرزندوں، مال اور دولت کو لے کر ایک درّہ میں چلے گئے۔ خود اُس کے دروازہ پر کھڑے ہُوئے تاکہ ہُوا سے اپنے اہل و عیال اور مال کو بچائیں۔ لیکن ہُوا اُن کے پیروں تک پہنچی، اُن کو زمین سے آسمان تک بلند کرتی پھر دریاؤں میں پھینک دیتی تھی۔ حق تعالےٰ نے پہلے اُن پر چیونٹیوں کو مسلط فرمایا تھا۔ وہ اُن کے بھی رفع کرنے پر قادر نہ ہو سکے۔ چیونٹیاں اُن کے کان، ناک، آنکھ اور مُنہ میں داخل ہوتی تھیں۔ آخرکار اُن لوگوں نے اپنے شہروں کا رہنا ترک کر دیا اور مال و دولت چھوڑ کر دُور چلے گئے۔ خداوند عالم نے پہاڑوں اور پتھروں کو اُن کا مسخر قرار دیا تھا اور محنت و مشقت کی ایسی طاقت بخشی تھی کہ نہ اُن سے پہلے کسی کو بخشی، نہ اُن کے بعد کسی کو عطا فرمائی۔ اُن میں سے اکثر دہنا اور بیرین اور عالج میں رہتے تھے جن کے حدود یمن اور حضر موت تک ہیں۔ اُن کی ہلاکت کے بعد حضرت ہودؑ مکہ میں اُن لوگوں کے ساتھ مقیم ہو گئے جو آپ پر ایمان لائے تھے اور اپنی وفات تک آپ نے مکہ ہی میں قیام فرمایا۔ حضرت صالح علیہ السّلام نے بھی ایسا ہی کیا اور اُس درّہ روحا میں جو مکّہ سے قریب ہے ستّر ہزار پیغمبر حج کے قصد سے گئے ہیں سب کے لباس بال سے بُنے ہُوئے کپڑوں کے تھے۔ اُن کے اُونٹوں کی مہار بھی بال سے بٹی ہوئی ڈوریوں کی تھی اور وہ مختلف تلبیہ کہتے تھے۔ انہی پیغمبروں کی جماعت سے ہود، صالح اور ابراہیم، موسیٰ، شعیب اور یونس علیہم السّلام تھے۔ حضرت ہود علیہ السّلام مَرد تاجر تھے۔

بسند معتبر علی بن یقطین سے منقول ہے کہ منصور دوانیقی نے یقطین کو ایک عابد کے قصر میں کنوآں کھودنے کا حکم دیا۔ یقطین اس کے کھودنے میں مشغول ہُوا اور مدتوں کھدواتا رہا

یہاں تک کہ منصور کا انتقال ہوگیا۔ لیکن اُس کنویں سے پانی نہ نکلا۔ جب مہدی کو اس کی اطلاع ہوئی اُس نے کہا کہ جب تک پانی نہ نکلے گا میں اس کو یقیناً کھودواتا رہوں گا۔ خواہ تمام بیت المال صرف ہو جائے۔ تو یقطین نے اپنے بھائی ابوموسےٰ کو تعینات کیا، وہ کنواں کھودوانے میں مشغول ہوا اور اس قدر کھودوایا کہ زمین کی تہہ میں سوراخ ہوگیا۔ اس جگہ سے ایک ہوا نکلی۔ کھودنے والے ڈرے اور یہ کیفیت ابوموسیٰ سے بیان کی۔ وہ کنویں کے پاس آیا اور کہا کہ مجھ کو اس کے اندر اُتارو۔ کنویں کی کشادگی چالیس ہاتھ تھی۔ ایک محمل رسیوں سے باندھا گیا اس میں ابوموسیٰ کو بٹھا کر لوگوں نے کنویں کے اندر اُتارا۔ جب وُہ کنویں کی تہہ میں پہنچا اس سوراخ سے اُس کو سخت خطرہ محسوس ہوا۔ اُس نے اس کے نیچے ہوا کی آواز سُنی۔ حکم دیا تو سوراخ کو بڑا کیا گیا اور دو شخصوں کو ایک محمل میں بٹھا کر اس کے نیچے کی خبر لانے کے لیئے سوراخ کے اندر اُتار دیا۔ وُہ دونوں ایک عرصہ تک اس کے اندر رہے پھر رسیوں کو حرکت دی تو محمل کو اُوپر کھینچا۔ ان دونوں نے بیان کیا کہ ہم نے عجیب امور مشاہدہ کیئے۔ مردوں کو دیکھا جو سب پتھر ہو گئے ہیں ان کے مال وظروف ومکانات ہر شئے پتھر کی ہے۔ مرد و عورتیں لباس پہنے ہُوئے ہیں۔ بعض بیٹھے ہیں بعض ایک پہلو سے سو رہے ہیں۔ اور بعض تکیہ لگائے ہوئے ہیں۔ جب ہم نے ان کے کپڑوں کو ہاتھ لگایا وُہ مثل غبار کے ہوا میں اُڑ گئے۔ اُن کے مکانات اپنے حال پر باقی ہیں۔ ابوموسیٰ نے یہ کیفیت مہدی کو لکھ بھیجی جس کو سُن کر تمام علما غرق حیرت ہو گئے اور کسی کی سمجھ میں کچھ نہ آیا۔ آخر مہدی نے مدینہ میں خط بھیجا اور حضرت امام موسیٰ کاظم علیہ السلام کو اس مشکل کے حل کے لیئے طلب کیا۔ وُہ حضرتؑ عراق تشریف لے گئے۔ مہدی نے یہ واقعہ آپ کی خدمت میں عرض کیا۔ یہ سُنکر حضرتؑ بہت روئے اور فرمایا کہ یہ سب بقیۂ قوم عاد ہیں۔ خداوند عالم نے اُن پر غضب فرمایا وُہ مع اپنے مکانات کے زمین میں دھنس گئے اور یہ اصحاب احقاف ہیں۔ مہدی نے پوچھا کہ احقاف کیا ہے؟ فرمایا ریت۔

حدیث معتبر میں حضرت صادقؑ سے منقول ہے کہ جب حق تعالیٰ نے ہودؑ کو مبعوث کیا سام کی اولاد کے لوگ ایمان لائے جن کو آنحضرتؐ کے اوصاف معلوم ہو چکے تھے۔ لیکن دوسرے لوگ بادِ عقیم کے ذریعہ ہلاک ہُوئے۔ ہودؑ نے ان لوگوں کو حضرت صالحؑ کے بارے میں وصیت کی اور اُن کے مبعوث ہونے کی خوشخبری دی۔

بسند معتبر آنحضرتؐ سے منقول ہے کہ قوم ہودؑ کی عمر چار سو سال کی ہوئی تھی پہلے خدا نے تین سال تک ان کو قحط و خشک سالی میں مبتلا کیا لیکن وُہ لوگ اپنے کفر سے باز نہ

آئے۔ جب اُن پر قحط شدید ہُوا انہوں نے ایک گروہ مکّہ کی پہاڑیوں کی جانب روانہ کیا وُہ لوگ کعبہ کی جگہ نہیں پہچانتے تھے کہ بارش کی دُعا کریں۔ جب وُہ لوگ وہاں پہنچے اور دُعا کی تو تین قسم کے بادل آسمان پر بلند ہوئے۔ ان لوگوں نے پہلے اور دُوسرے ابر کو پسند نہ کیا اور تیسرے ابر کو جس میں عذاب تھا اختیار کیا، وہی بادل اُن کی ہلاکت کا باعث ہُوا۔ جب ہوا اُن کی طرف آئی اُن کے ایک رئیس خلجان نامی نے ہودؑ سے کہا کہ یہ ہوا جو آرہی ہے اس میں کچھ مخلوق اُونٹ کی طرح معلوم ہوتے ہیں جو گرز لیے ہوئے ہیں اور وہی اس بلا کو ہمارے سر پر لائے ہیں۔ ہودؑ نے فرمایا کہ یہ خدا کے فرشتے ہیں خلجان نے کہا کہ اگر ہم تمہارے خدا پر ایمان لائیں تو کیا خدا ہم کو ان فرشتوں پر مسلّط کرے گا کہ ہم ان سے اپنا انتقام لیں۔ ہودؑ نے فرمایا کہ خدا گنہگاروں کو اپنے اطاعت کرنے والوں پر مسلّط نہیں کرتا۔ خلجان نے کہا ہمارے وُہ لوگ جو ہلاک ہو چکے ان کے لیے کیا ہوگا؟ فرمایا خدا تجھ کو اُن کے عوض میں ایسے لوگ عطا کرے گا جو اُن سے بہتر ہوں گے۔ خلجان نے کہا کہ اِن کے بعد زندگی کا کوئی لُطف نہیں۔ آخر وُہ اپنی قوم کے ساتھ ہوگیا اور ہلاک ہُوا۔

بسند معتبر مروی ہے اصبغ بن نباتہ بیان کرتے ہیں کہ میں ایک نخلستان میں حضرت امیرالمومنینؑ کے ہمراہ گیا وہاں دیکھا کہ یہودیوں کا ایک گروہ اپنے ایک مُردہ کو لیے ہوئے دفن کرنے کے لیے آرہا ہے۔ جناب امیرؑ نے حضرت امام حسنؑ سے فرمایا کہ پوچھو کہ یہ لوگ اس قبر کے بارے میں کیا کہتے ہیں۔ امام حسن علیہ السّلام نے (دریافت کرکے) بیان کیا وُہ کہتے ہیں کہ ہودؑ کی قبر ہے حضرت امیرؑ نے فرمایا کہ غلط کہتے ہیں۔ میں ان سے بہتر جانتا ہوں۔ یہ قبر یعقوبؑ کے بیٹے یہودا کی ہے۔ پھر فرمایا کہ اس جگہ ایک شخص اہل مہرہ سے ہے ایک مردِ پیر نے کہا کہ میں ان میں سے ہوں۔ پُوچھا تیرا مکان کہاں ہے؟ کہا مہرہ میں دریا کے کنارے۔ پُوچھا کس قدر فاصلہ ہے اس مقام سے اس پہاڑ تک جس پر صومعہ ہے۔ کہا اُس جگہ سے قریب ہے۔ فرمایا کہ تیری قوم اس کے بارے میں کیا کہتی ہے؟ عرض کی کہتے ہیں کہ ایک ساحر کی قبر ہے۔ فرمایا کہ غلط کہتے ہیں۔ میں اُن سے بہتر جانتا ہوں۔ وُہ ہودؑ کی قبر ہے۔ [1]

روایت معتبر میں وارد ہوا ہے کہ حضرت امیرالمومنین علیہ السّلام نے ضربت کھانے کے بعد حضرت امام حسن علیہ السّلام سے فرمایا کہ مجھ کو نجف میں میرے دو بھائیوں ہودؑ اور

[1] مولف فرماتے ہیں کہ مؤرخوں اور مفسروں کے درمیان آنحضرتؑ کی قبر کے مقام میں اختلاف ہے۔ بعض کہتے ہیں کہ حضرموت میں ایک غار کے اندر ہے اور ارباب تاریخ حضرت امیرالمومنین علیہ السّلام سے روایت کرتے ہیں کہ حضرموت میں ایک سرخ ٹیلے پر ہے۔ اور بعضوں نے کہا ہے کہ ہودؑ مکہ میں حجر اسمٰعیل کے اندر مدفون ہیں۔ ۱۲ منہ

صالحؑ کی قبروں کے درمیان دفن کرنا۔ دوسری روایت میں حضرت امام حسنؑ سے منقول ہے کہ آپ نے فرمایا کہ میرے پدر امیرالمومنین علیہ السلام نے فرمایا کہ مجھ کو میرے بھائی ہودؑ کی قبر میں دفن کرنا۔ لہذا جو کچھ حدیث سابق میں بیان ہوا ہے۔ ممکن ہے کہ اس سے اولاً محلِّ دفن ہود علیہ السلام کی غرض رہی ہو۔ اور دفن کے بعد آدمؑ کے مانند آپ کے جسد مبارک کو نجف میں منتقل کر دیا ہو۔

بسند موثق حضرت صادقؑ سے منقول ہے کہ جب ہوا چلتی ہے اور سفید و سیاہ و زرد غبار اُڑاتی ہے وہ سب قوم عاد کی بوسیدہ ہڈیاں اور اُن کی عمارتوں کے ذرّات ہیں اور معتبر حدیثوں میں قولِ حق تعالیٰ۔ إِنَّا أَرْسَلْنَا عَلَيْهِمْ رِيحًا صَرْصَرًا فِي يَوْمِ نَحْسٍ مُسْتَمِرٍّ (آیت ۱۹ سورۃ القمر ۵۴) کی تفسیر میں وارد ہوا ہے جس کا ترجمہ یہ ہے کہ ہم نے قوم ہودؑ پر بادِ صرصر یعنی سخت یا سرد روز نحس میں بھیجا جس کی نحوست دائمی ہے یا ان پر ہمیشہ رہے گی۔ اور احادیث معتبر میں وارد ہوا ہے کہ اس روز نحس مستمر سے مراد مہینے کا آخری چہار شنبہ ہے۔ حضرت امام محمد باقرؑ سے منقول ہے کہ خدا نے ہوا کے لیے ایک مکان مقرر فرمایا ہے جو مقفل ہے۔ اگر اس کا قفل کھول دیا جائے تو جو کچھ آسمان و زمین کے درمیان میں ہے وہ ہوا سب کو نیست و نابود کر دے۔ وہ ہوا قوم عاد پر بقدر سوراخِ انگشتری بھیجی گئی تھی۔ اور ہودؑ اور صالح اور شعیب اور اسمٰعیل اور محمد صلوات اللہ علیہم اجمعین کی زبان عربی تھی۔

دوسری حدیث میں اُن ہی حضرتؑ سے منقول ہے کہ حضرت ہود علیہ السلام کی قوم کے لوگ بہت بڑے درخت خرما کے مانند لانبے ہوتے تھے۔ ہاتھ سے پہاڑ کے ٹکڑے اکھاڑ لیتے تھے۔

وہب سے روایت ہے کہ اُن آٹھ دنوں کو جن میں کہ ہوا قوم ہودؑ پر چلتی رہی عرب بردالعجوز کہتے ہیں۔ کیونکہ انہی دنوں میں زیادہ تر تمام ملکوں میں ہوائے سخت چلتی ہے اور شدید سردی پڑنے لگتی ہے۔ اسی سبب سے ان کو عجوز سے نسبت دی ہے کیونکہ قوم عاد میں ایک بوڑھی عورت زمین میں داخل ہوئی۔ اسی کے عقب سے ہوا چلی اور آٹھویں روز اس قوم کو ہلاک کر ڈالا۔

حق تعالےٰ نے بہت سی آیتوں میں عاد کے قصّہ کو بیان فرمایا ہے۔ چنانچہ ایک مقام پر فرمایا ہے کہ ہم نے عاد کی طرف ان کے بھائی ہودؑ کو بھیجا یعنی جو ان کے قبیلہ سے تھے۔ وہ کہتے تھے کہ اے قوم خدا کی عبادت کرو اس کے سوا تمہارا نہ کوئی پیدا کرنے والا ہے، نہ کوئی خدا ہے نہ کوئی معبود۔ کیا اس کے عذاب سے تم پرہیز نہیں کرتے ان کے بزرگ و

اشراف جو کافر تھے کہنے لگے کہ ہم تم کو احمق اور دروغ گو سمجھتے ہیں۔ ہودؑ نے فرمایا کہ اے قوم میں سفیہ و نادان نہیں ہوں بلکہ میں عالموں کے پروردگار کی جانب سے بھیجا ہوا اور اس کا رسولؐ ہوں۔ اس کی رسالت اور پیغامات تم کو پہنچائے دیتا ہوں۔ اور تمہارا خیر خواہ و امین ہوں۔ کیا تم تعجب کرتے ہو اس سے جو تمہارے پروردگار کی جانب سے یاد دلانے والا آیا ہے یا تم ہی میں سے وہ شخص جو تم کو خدا کے عذاب سے ڈراتا ہے۔ یاد کرو جب خدا نے تم کو قوم نوحؑ کے بعد خلیفہ قرار دیا اور تمہارے لیے خلق میں وسعت زیادہ کی یعنی تم کو قوی و تنومند کیا۔ لہٰذا خدا کی نعمتوں کو یاد کرو شاید نجات پاؤ۔ ان لوگوں نے کہا کیا تم ہمارے پاس اس لیے آئے ہو کہ ہم ایک خدا کی عبادت کریں اور ان بتوں کو چھوڑ دیں جن کی ہمارے آباؤ اجداد پرستش کرتے تھے۔ ایسا نہیں ہو سکتا۔ تم ہمارے لئے جو کچھ خدا کے عذاب کا وعدہ کرتے ہو لاؤ اگر تم سچے ہو۔ ہودؑ نے کہا کہ یقیناً تمہارے پروردگار کی طرف سے تم پر عذاب اور غضب نازل ہو چکا ہے۔ کیا تم لوگ اُن چند ناموں کے بارے میں مجھ سے جھگڑا کرتے ہو جن کے نام تم نے اور تمہارے باپ دادا نے رکھے ہیں یعنی بتوں کے بارے میں جن کو تم نے اپنا خدا اور روزی دینے والا سمجھ رکھا ہے حالانکہ خدا نے ان سبھوں کے بارے میں کوئی حجّت نہیں بھیجی ہے۔ لہٰذا خدا کے عذاب کا انتظار کرو میں بھی تمہارے ساتھ منتظر ہوں۔ پس ہم نے ہودؑ کو اور اُن کو جو لوگ اُن پر ایمان لائے تھے اپنی رحمت سے نجات دی اور جن لوگوں نے ہماری آیات کی تکذیب کی تھی ان کا استیصال کر دیا کیونکہ وہ لوگ ایمان لانے والوں سے نہ تھے۔ (سورۃ الاعراف پ ۸ آیت ۶۵-۷۲)

اور دوسری جگہ فرمایا ہے کہ عاد کی طرف ہم نے اُن کے بھائی ہودؑ کو بھیجا جو کہتے تھے کہ اے قوم خدا کی عبادت کرو اس کے سوا تمہارا کوئی معبود نہیں۔ اور تم لوگ بڑے افترا پرداز ہو۔ اے میری قوم کے لوگو میں تم سے اپنی رسالت کا کوئی اجر نہیں چاہتا۔ میرا اجر تو اُس کے ذمّہ ہے جس نے مجھ کو پیدا کیا ہے۔ کیا تم عقل نہیں رکھتے۔ اور اے قوم اپنے پروردگار سے آمرزش طلب کرو اور اس سے توبہ کرو تاکہ برسنے والا بادل تمہاری طرف بھیجے اور تمہاری قوت میں اضافہ کرے۔ میں تم سے جو کچھ کہتا ہوں اس سے مجرم بن کر رُو گردانی نہ کرو۔ سرکشوں نے از روئے عناد و سرکشی کہا کہ اے ہودؑ ہمارے لیے کوئی بیّنہ و معجزہ تو تم لائے نہیں ہو ہم لوگ تمہارے کہنے سے اپنے خداؤں کو ترک کرنے والے نہیں ہیں اور نہ تم پر ایمان لانے والے ہیں۔ ہم سوائے اس کے کچھ نہیں کہتے ہیں کہ ہمارے خداؤں نے تم کو دیوانہ کر دیا ہے اس سبب سے کہ تم نے

ان کے شان میں گستاخی کی ہے۔ ہودؑ نے فرمایا کہ میں خدا کو گواہ کرتا ہوں اور تم لوگ بھی گواہ رہو کہ میں اس بات سے بیزار ہوں کہ تم نے میرے پروردگار کا شریک کا قرار دیا ہے اور تم سب کے سب مل کر میرے ساتھ مکاری کرو اور مجھ کو مہلت نہ دو پھر بھی تم مجھ کو ضرر نہیں پہنچا سکتے۔ یہی میرا معجزہ ہے۔ بیشک میں نے اپنے خدا پر بھروسہ کیا ہے جو میرا بھی پروردگار ہے اور تمہارا بھی پروردگار ہے۔ اور رُوئے زمین پر جتنے چلنے والے ہیں سب کی چوٹی اسی کے ہاتھ میں ہے یعنی وہ مقہور ہے۔ یقیناً خلق ورزق واتمام حجّت وہدایت وانتقام وعذاب میں میرا پروردگار راہِ راست پر ہے۔ تو اگر قبول نہیں کرتے اور روگردانی کرتے ہو تو کرو۔ میں نے تو یقیناً تم تک وہ پیغام پہنچا دیا جس کے لیے بھیجا گیا تھا۔ اور میرا پروردگار تم سب کو ہلاک کریگا اور دوسری قوم کو تمہارا جانشین قرار دے گا جس کو تمہاری ہلاکت سے کوئی ضرر نہ پہنچے گا۔ یقیناً میرا پروردگار تمام چیز پر مطلع اور حافظ ہے۔ اور جب ہمارا حکم عذاب کی شکل میں آیا تو ہم نے ہودؑ کو اور ان لوگوں کو جو ایمان لائے تھے اپنی رحمت سے نجات دی اور عذابِ سخت سے بچا لیا۔ (آیت ۵۸/۵۴ سورۃ ہود پ۱۲)

دوسرے مقام پر فرمایا کہ قومِ عاد نے مرسلین کی تکذیب کی جس وقت کہ ان کے بھائی ہودؑ نے اُن سے کہا کہ تم لوگ عذابِ خدا سے کیوں نہیں ڈرتے۔ میں تو یقیناً تمہارے لیے رسُولِ امین ہوں۔ لہٰذا خدا سے ڈرو اور میری اطاعت کرو۔ اور میں تم سے تبلیغ رسالت کے عوض میں کوئی اُجرت نہیں مانگتا میرا اجر تو عالمین کے پروردگار پر ہے۔ کیا تم ہر بلندی پر یا ہر راستہ پر ایک نشانی بناتے ہو (حالانکہ وہ عبث و بے کار ہے) اور کھیل کرتے ہو۔

بعضوں نے کہا کہ وہ لوگ راستوں پر اور بلندیوں پر مینارے بناتے اور اُس پر بیٹھتے تاکہ جو کوئی اُدھر سے گذرے اُس سے مذاق و مسخرہ پن کریں۔ اور بعضوں نے کہا ہے کہ کبوتروں کے واسطے بے فائدہ اپنی تفریح کے لیے بُرجیاں بناتے تھے اور قصرِ بلند اور مستحکم عمارتیں تیار کرتے تھے کہ شاید ہمیشہ ان میں رہیں گے۔ جب کسی پر ہاتھ بڑھاتے تھے تو نہایت ظلم و سختی کے ساتھ۔ لہٰذا خدا سے ڈرو اور میری اطاعت کرو اور اُس سے ڈرو جس نے کہ تمہاری مدد یعنی اعانت کی ہے اس چیز سے جو تم جانتے ہو یا وہ نعمتیں پے بہ پے تمہارے لیے بھیجی ہیں جن کو تم جانتے ہو کہ اس نے چہار پایوں اور اولادوں اور باغوں اور چشموں کے ذریعہ سے تمہاری امداد کی ہے۔ میں تمہارے لیے ایک بڑے عذاب کے روز سے ڈرتا ہوں۔ ان لوگوں نے کہا کہ ہمارے لیے برابر ہے

چاہے تم نصیحت کرو یا نہ کرو۔ اور جو کچھ تم کہتے ہو سوائے جھوٹ کے کچھ نہیں ہے جیسا کہ تم سے پہلے پیغمبروں نے کہا اور ہم لوگ سزاوارِ عذاب نہیں ہیں۔ اور ہود علیہ السلام کو جھوٹ کے ساتھ متہم کرکے چھوڑ دیا۔ لہذا ہم نے ان لوگوں کو ہلاک کر دیا۔ (آیت ۱۳۶ تا ۱۳۹ سورۃ شعرا پ ۱۹)

اور دوسرے مقام پر فرمایا ہے کہ اے محمدؐ تمہاری بات سے تمہاری قوم اگر روگردانی کرے تو کہہ دو کہ ہم تم کو عاد و ثمود کی طرح عذاب اور صاعقہ سے ڈراتے ہیں جس وقت کہ اُن کے پاس پیغمبرانِ خدا اُن کے سامنے اور پیچھے سے آئے اور کہا کہ سوائے خدا کے کسی کی عبادت نہ کرو۔ تو وہ لوگ کہنے لگے کہ اگر ہمارا پروردگار چاہتا تو کوئی اپنا فرشتہ بھیجتا۔ ہم لوگ تو اُس بات کو نہیں مانتے جس کے ساتھ تم بھیجے گئے ہو۔ اور عاد کی قوم نے زمین میں ناحق تکبّر کیا اور کہنے لگے کہ کس کی طاقت ہم سے زیادہ ہوگی۔ کیا نہیں جانتے تھے کہ جس خدا نے اُن کو خلق کیا ہے اُس کی قوت اُن سے بہت زیادہ ہے۔ وہ لوگ ہماری نشانیوں سے انکار کرتے تھے لہذا ہم نے اُن پر سخت و سرد ہوا چند نحس دنوں میں بھیجی تا کہ ان کو دُنیا کی زندگی میں خوار کرنے والا عذاب دکھائیں پھر آخرت میں بھی ذلیل کرنے والا عذاب ہے۔ اور اُن لوگوں کی مدد نہ کی جائے گی۔ (آیت ۱۵ تا ۱۶ سورۃ حم سجدہ پ ۲۴)

دوسری جگہ فرمایا ہے کہ یاد کرو برادرِ عاد کو جس وقت کہ اس نے اپنی قوم کو ڈرایا جو کہ احقاف میں رہتے تھے حالانکہ اس سے پہلے ڈرانے والے اُن کے آگے پیچھے سے گذر چکے تھے (اس نے کہا) یہ کہ خدا کے سوا کسی کی پرستش نہ کرو اس لیئے کہ میں تمہارے لیئے ایک سخت روز کے عذاب سے ڈرتا ہوں۔ ان لوگوں نے کہا کہ کیا تم ہم لوگوں کو ہمارے خداؤں سے بہکانے آئے ہو (اچھا تو) ہمارے لیئے جس عذاب کا وعدہ کرتے ہو اگر تم سچے ہو تو لاؤ۔ اس نے کہا عذاب کے آنے کا علم سوائے خدا کے کسی کو نہیں ہے۔ میں تو جن احکام کے ساتھ بھیجا گیا ہوں اُس سے تم کو ڈراتا ہوں۔ لیکن میں تم میں سے ایک گروہ کو حماقت کرنے والا اور نادان پاتا ہوں۔ پھر جب ان لوگوں نے عذاب کو دیکھا کہ ایک مستقل ابر اُن کی وادیوں پر گھرا تھا تو کہنے لگے کہ یہ ہم پر برسنے والا بادل ہے۔ ہودؑ نے کہا کہ یہ وہ چیز ہے جس (کے طلب کرنے) میں تم نے تعجیل کی۔ یہ ایک ہوا ہے جس میں دردناک عذاب ہے جو ہر اُس چیز کو فنا کر دے گی جس پر اپنے پروردگار کے حکم سے چلے گی۔ اس کے بعد اُن لوگوں نے اس حال میں صبح کی کہ اُن کے مکانات کے سوا کچھ نہیں دکھائی دیتا تھا۔ ہم گنہگاروں کو ایسی ہی سزا دیتے ہیں (آیت ۲۱ تا ۲۵ سورۃ الاحقاف پ ۲۶) اہل تفسیر نے ذکر کیا ہے کہ ہودؑ نے ایک احاطہ بنا یا تھا۔ جس میں آپؑ اور وہ لوگ جو آپ پر ایمان لائے تھے پناہ گزین ہو گئے تھے وہ ہوا اُن لوگوں

تک نہیں پہنچتی تھی مگر اسی قدر کہ ان کی فرحت کا سبب ہو۔ اور قوم عاد کو اُٹھا کر اس قدر بلند کرتی تھی کہ وُہ ایک ٹڈی کے مانند معلوم ہوتے تھے اور پھر ان کو سر کے بل پہاڑوں پر پٹکتی تھی جس سے ان کی ہڈیاں چور چور ہو جاتی تھیں۔ اس کو روکنے کے لیئے ان لوگوں نے عمارتیں اور مضبوط دیواریں بنائی تھیں۔ جب ان میں وُہ لوگ داخل ہوتے تھے ان کے پیچھے ہوا بھی داخل ہوتی تھی اور اُن کو باہر نکال کر اُڑا لے جاتی تھی۔

فصل دوم } شدید اور شداد اور ارم ذات العماد کا بیان :-

ابن بابویہ اور شیخ طبرسی وغیرہ نے روایت کی ہے کہ ایک شخص عبداللہ بن قلابہ نامی اپنے اونٹ کی تلاش میں نکلا جو گُم ہو گیا تھا۔ وُہ اس کو عدن کے جنگلوں اور بیابانوں میں تلاش کرتا پھرتا تھا۔ انہی بیابانوں میں اس کو ایک شہر نظر آیا جس کے گرد ایک حصار تھا۔ چاروں طرف بہت سے قصر اور بے شمار علم بلند تھے۔ اور قریب پہنچا۔ سمجھا کہ اس میں آبادی ہوگی۔ وہاں وُہ اپنے اُونٹ کے بارے میں معلوم کرے گا۔ لیکن کسی کو اُس شہر میں داخل ہوتے ہوئے نہ دیکھا تو شہر سے باہر آیا اور اپنے ناقہ سے اُتر کر اس کو ایک طرف باندھ دیا اور اپنی تلوار نیام سے نکال کر شہر کے دروازہ سے داخل ہوا۔ اُس کو دو بڑے دروازے اور نظر آئے جس سے بڑے اور اُونچے دنیا میں کسی نے نہ دیکھے ہوں گے۔ اُن دروازوں کی لکڑیاں نہایت خوشبودار اور یاقوت زرد و سُرخ سے مرصع تھیں جن کی روشنی سے تمام مکانات روشن تھے۔ یہ دیکھ کر وُہ نہایت متعجب ہوا۔ پھر اُس نے ایک دروازہ کھولا اور اندر داخل ہوا اس میں بھی ایک شہر دیکھا جو بے مثل و بے نظیر تھا۔ اس میں ایسے قصر نظر آئے جن کے ستون زبرجد اور یاقوت سُرخ سے بنائے گئے تھے۔ ہر قصر کے اُوپر کھڑکیاں تھیں اور ہر کھڑکی کے اُوپر ایک دُوسری کھڑکی تھی۔ وُہ سب سونے، چاندی، مروارید، یاقوت اور زبرجد سے بنی ہوئی تھیں۔ اُن قصروں کے دروازے بھی شہر کے دروازوں کے مانند تھے جن کی لکڑیاں نہایت خوشبودار اور یاقوت سے مرصع تھیں۔ ان قصروں کے فرش مروارید اور مشک و زعفران کے غلولوں سے بنے ہُوئے تھے۔ اس نے ان عمارتوں کو جب دیکھا اور کسی کو وہاں نہ پایا تو خوف زدہ ہُوا ان قصروں کے چاروں طرف کیاریاں تھیں جن میں درخت لگے ہوئے تھے اور اُن میں پھل لٹک رہے تھے ان کے نیچے نہریں جاری تھیں۔ اس نے گمان کیا کہ شاید وہی بہشت ہے جس کا خدا نے نیکوں کے لیئے وعدہ کیا ہے۔ خدا کا شکر ہے کہ دُنیا ہی میں اُس نے مجھے بہشت میں داخل کیا۔ پھر اس نے ان مروارید، مشک اور زعفران کے غلولوں سے جس قدر کہ لے سکتا تھا لے لیا لیکن زبرجد و یاقوت کا کوئی دانہ نہ اکھاڑ سکا۔

اور باہر آیا اور اپنے ناقہ پر سوار ہو کر جس راہ سے آیا تھا واپس ہو کر یمن میں پہنچا۔ وہاں ان مروارید، زعفران و مشک کی گولیوں کو دکھایا اور جو کچھ دیکھا تھا بیان کیا اور ان موتیوں کو فروخت کیا جو کہ امتدادِ زمانہ کے سبب زرد و متغیر ہو گئے تھے۔ یہ خبر مشہور ہوئی اور معاویہ تک پہنچی تو اس نے والیٔ صنعا کے پاس قاصد بھیجا کہ اس شخص کو میرے پاس بھیج دو۔ چنانچہ وہ شخص معاویہ کے پاس آیا۔ اُس نے اس کو تنہائی میں بلا کر حالات دریافت کیے اُس نے معاویہ سے کل واقعہ بیان کیا۔ معاویہ نے کعب الاحبار کو بلا کر پوچھا کیا تو نے سُنا یا کتابوں میں دیکھا ہے کہ دُنیا میں کوئی ایسا شہر ہے جو سونے اور چاندی سے بنایا گیا ہے جس کے ستون اور کھمبے یاقوت اور زبرجد کے ہیں اور اس کے قصر کھڑکیاں اور فرش مروارید کے ہیں اور اس کی کیاریوں میں درختوں کے نیچے نہریں جاری ہیں۔ کعب نے کہا ہاں۔ اس شہر کو عاد کے بیٹے شداد نے تعمیر کیا تھا۔ وہی ارم ذات العماد ہے جس کا ذکر خدا نے قرآن میں کیا ہے۔ اور اس کی تعریف میں فرمایا ہے لَمْ يُخْلَقْ مِثْلُهَا فِي الْبِلَادِ۔ یعنی شہروں میں اس کا مثل نہیں خلق ہوا ہے۔" معاویہ نے کہا کہ اُس کا حال مجھ سے بیان کر۔ کعب نے کہا کہ قوم عاد کے علاوہ ایک شخص عاد اولیٰ تھا اُس کے دو پسر تھے۔ ایک کا نام شدید دُوسرے کا شداد تھا۔ جب عاد مر گیا تو اس کے یہ دونوں بیٹے بادشاہ ہوئے اور شدت کے ساتھ غلبہ حاصل کیا یہاں تک کہ اہلِ مشرق و مغرب سب نے اُن کی اطاعت کی۔ شدید پہلے مر گیا اور شداد بلا نزاع تمام دُنیا کی بادشاہی میں مستقل ہوا۔ وہ کتابوں کے پڑھنے میں نہایت حریص تھا۔ جب وہ بہشت کا ذکر سُنتا تھا کہ اُس میں یاقوت و زبرجد و مروارید کی عمارتیں ہیں تو چاہتا تھا کہ دُنیا میں بھی اُس کے مثل خدا کے مقابلہ میں ایک بہشت بنائے۔ غرض سو آدمیوں کو اُس بہشت کے بنانے پر مامور کیا اور اُن میں سے ہر ایک کی مدد کو ہزار ہزار آدمی مقرر کیے اور کہا کہ جا کر ایک بہت بہتر اور تمام بیابانوں سے کشادہ میدان تلاش کرو اور اُس میں میرے لیے ایک شہر سونے چاندی یاقوت و زبرجد اور مروارید کا تیار کرو اُس کے ستون زبرجد کے بناؤ اُس میں قصر تیار کرو اور اُن قصروں پر کھڑکیاں بناؤ اور اُن کھڑکیوں پر بھی کھڑکیاں تیار کرو۔ اُن قصروں کے نیچے مختلف میوؤں کے درخت لگاؤ اور نہریں جاری کرو جیسا کہ میں نے کتابوں میں بہشت کے اوصاف دیکھے ہیں چاہتا ہوں کہ اُسی کے مثل دُنیا میں ایک شہر تعمیر کروں اُن لوگوں نے کہا کہ اس قدر جواہرات اور سونا چاندی کہاں سے آئے گا کہ ایسا شہر تعمیر کریں۔ شداد نے کہا کہ شاید تم لوگ نہیں جانتے کہ دُنیا کے تمام ممالک میرے قبضہ میں ہیں۔ ان لوگوں نے کہا ہاں جانتے ہیں۔ اس نے کہا کہ سونے چاندی اور جواہرات کے کانوں پر ایک ایک گروہ کو موکل کرو تاکہ جس قدر تم کو

ضرورت ہو وُہ لوگ جمع کریں۔ علاوہ ازیں اور لوگوں کے پاس جس قدر سونا چاندی ہو حاصل کرو۔ چنانچہ اس غرض کے لیئے بادشاہانِ مغرب و مشرق کو فرمان لکھے گئے اور لوگ دس سال تک جواہرات جمع کرتے رہے۔ پھر تین سو سال کی مُدّت میں وُہ شہر تیار کیا گیا۔ شداد کی عُمر نو سو سال کی تھی۔ لوگوں نے اس کو اطلاع دی کہ ہم بہشت کی تعمیر سے فارغ ہو گئے تو اُس نے کہا اُس کے گرد ایک حصار تیار کرو اور اس حصار کے چاروں طرف ہزار قصر بناؤ اور ہر قصر کے پاس ہزار ہزار علم نصب کرو کیونکہ ہر قصر میں میرا ایک وزیر ساکن ہوگا۔ یہ سُنکر وہ لوگ واپس گئے اور اس کی خواہش کے مطابق سب کچھ تیار کر کے اس کے پاس واپس آئے اور اطلاع کی کہ سب کچھ تعمیر کر چکے۔ تب اُس نے حکم دیا کہ لوگ ارم ذات العماد چلنے کی تیاری کریں تو لوگ دس سال تک سامانِ سفر تیار کرتے رہے پھر شداد اپنے لشکر اور رعایا کے ساتھ روانہ ہُوا۔ جب اس ارم کے قریب پہنچا اور ایک شب کی مسافت باقی رہ گئی حق تعالیٰ نے اس پر اور اس کے ساتھیوں پر آسمان سے ایک آواز بھیجی جس کو سُنکر سب کے سب ہلاک ہو گئے۔ نہ وہ خود ارم میں داخل ہو سکا اور نہ اس کے ساتھیوں میں سے کوئی جا سکا۔ (اے معاویہ) تیرے زمانہ میں مسلمانوں میں سے ایک شخص سُرخ رُو، سُرخ بالوں والا، کوتاہ قد جس کے ابرو اور گردن خالی ہوں گے اپنا اونٹ تلاش کرتا ہُوا اُس بہشت میں داخل ہوگا۔ وُہ شخص معاویہ کے پاس موجود تھا جب کعب نے اُس کو دیکھا کہا خدا کی قسم یہی مرد ہے۔ پھر آخر زمانہ میں دینِ حق کے پیرو اُس بہشت میں داخل ہوں گے۔

ابن بابویہ فرماتے ہیں کہ ہم نے کتاب معمرین میں دیکھا ہے جس میں ہشام بن سعد سے منقول ہے۔ وُہ کہتا ہے کہ میں نے اسکندریہ میں ایک پتھر دیکھا جس میں لکھا تھا کہ میں شدّاد بن عاد ہوں جس نے ارم ذات العماد تعمیر کیا جس کے مانند کوئی شہر مخلوق نہیں ہُوا اور بہت سے لشکر تیار کیئے اور اپنے قوتِ بازو سے میدانوں کو ہموار کیا اور قصر ہائے ارم تیار کرائے جس وقت کہ پیری اور موت نہ تھی۔ اور پتھر نرمی میں پھُول کے مانند تھے۔ اور میں نے بہت سا خزانہ بارہ منزل تک دریا میں ڈال دیا جس کو کوئی نکال نہ سکے گا۔ لیکن محمد صلے اللہ علیہ وآلہ وسلم کی اُمّت اُس کو باہر لائے گی۔

باب ششم

حضرت صالح علیہ السّلام اور اُن کے ناقہ اور قوم کے حالات

واضح ہو کہ حق تعالےٰ نے اس قصّہ کو بھی قرآن میں بہت جگہ غافلوں کی تنبیہ اور اُس اُمّت کے جاہلوں کی نصیحت کے لئے بیان فرمایا ہے۔ پہلے ہم بعض آیتوں کا ظاہری ترجمہ بیان کرتے ہیں تاکہ معتبر حدیثیں اس کے مطابق بیان ہوسکیں۔ خدا نے سورۃ اعراف میں فرمایا ہے کہ ہم نے ثمود کی طرف اُن کے بھائی صالحؑ کو بھیجا جو کہتے تھے کہ اے میری قوم کے لوگو خدا کی عبادت کرو اس کے سوا تمہارا کوئی معبود نہیں ہے۔ بے شبہ تمہاری طرف اس کی جانب سے ہدایت اور معجزہ آچکا ہے یہ ہے اونٹنی خدا کی بھیجی ہوئی تمہارے واسطے آیت و نشانی ہے۔ اس کو چھوڑ دو تاکہ یہ خدا کی زمین میں گھوم پھر کر اپنا رزق کھائے اور اس کو تکلیف نہ پہنچاؤ ورنہ تم پر عذاب دردناک نازل ہوگا۔ اور اُس وقت کو یاد کرو جب کہ خدا نے تم کو عاد کے بعد خلیفہ بنایا اور زمین میں جگہ دی تاکہ نرم زمینوں میں محل بناؤ حالانکہ تم پہاڑوں میں مکانات بناتے ہو۔ تو خدا کی نعمتوں کو یاد کرو اور زمین میں فساد نہ کرو۔ ان کے سربرآوردہ لوگوں نے جو حق قبول کرنے سے تکبّر کرتے تھے ان غریبوں سے جو حضرت صالحؑ پر ایمان لائے تھے اور جن کو ان لوگوں نے کمزور کر رکھا تھا کہا کیا تم لوگ جانتے ہو کہ صالحؑ اپنے پروردگار کی جانب سے بھیجے گئے ہیں۔ ان مومنین نے جواب دیا کہ صالحؑ جن پیغامات کے ساتھ بھیجے گئے ہیں ہم اُن پر ایمان لا چکے ہیں۔ ان لوگوں نے جو مغرور تھے کہا کہ جس پر تم ایمان لائے ہو ہم لوگ تو اُس کو نہیں مانتے۔ پھر ان لوگوں نے ناقہ کے پیر قطع کر دیئے اور اپنے پروردگار کے حکم سے سرکشی کی اور حضرت صالحؑ سے کہا کہ ہمارے لئے وُہ (عذاب) لاؤ جس کا وعدہ کرتے ہو اگر تم پیغمبر ہو۔ تو ان لوگوں کو زلزلہ نے گھیر لیا بعض کہتے ہیں کہ وُہ صدائے مہیب تھی۔ بعض صاعقہ کہتے ہیں اور بعض کہتے ہیں کہ وُہ ایک ایسی آواز تھی جس کی شدت سے زمین کو زلزلہ ہُوا اور وُہ لوگ اپنے مکانوں میں مر کر سرد راکھ کے مانند ہو گئے۔ پھر صالحؑ نے ان کی طرف سے مُنہ پھیر کر کہا اے میری قوم میں نے اپنے پروردگار کی رسالت تم کو پہنچادی اور تم کو نصیحت کی لیکن تم نصیحت کرنے والوں کو دوست نہیں رکھتے (سورۃ اعراف آیت ۷۳ تا ۷۹ پ ۸)

اور سورۃ ہود میں فرمایا ہے کہ ہم نے ثمود کی طرف ان کے بھائی صالحؑ کو بھیجا جو کہتے تھے

اے میری قوم کے لوگو خدا کی عبادت کرو اس کے سوا کوئی معبود نہیں۔ اسی نے تم کو زمین کی مٹی سے پیدا کیا اور تم کو بڑی بڑی عمریں دیں یا زمین کو تمہاری زندگی تک قائم رکھا تو خدا سے آمرزش طلب کرو اور توبہ کرو اس کی طرف رجوع کرو اس لئے کہ میرا پروردگار (توبہ کرنے والوں سے نزدیک ہے اور دُعا کا قبول کرنے والا اور مددگار ہے۔ اُن لوگوں نے کہا اے صالحؑ اس سے پہلے تم یقیناً ہمارے درمیان ہماری اُمیدوں کے محل تھے۔ کیا تم ہم کو اُسے پُوجنے سے منع کرتے ہو جس کی پرستش ہمارے باپ دادا کرتے تھے ہم یقیناً اس کے بارے میں شک میں ہیں جس کی طرف تم ہم کو بُلاتے ہو اور ہم تم کو اتہام کرنے والا سمجھتے ہیں۔ صالحؑ نے فرمایا اے قوم مجھے یہ تو بتاؤ کہ اگر میں اپنے پروردگار سے روشن دلیل پر ہوں اور اُس نے مجھے اپنی جانب سے بڑی رحمت (نبوّت) عطا کی ہو تو اگر میں اس کی نافرمانی کروں تو مجھے عذاب سے کون بچائے گا۔ لہٰذا اگر بغیر کسی نقصان کے میں تمہاری بات مان لوں تو زیادتی نہ کرو۔ اور اے میری قوم کے لوگو یہ خدا کا ناقہ ہے یہ تمہارے لیئے (میری نبوّت کا) معجزہ ہے۔ لہٰذا اس کو (اس کے حال پر) چھوڑ دو کہ یہ خدا کی زمین میں چل پھر کر کھائے۔ اور اس کو تکلیف نہ پہنچاؤ (ایسا نہ ہو) کہ تم کو جلد عذاب گھیر لے۔ ان لوگوں نے ناقہ کو پے کر دیا۔ تب صالحؑ نے کہا تین روز اپنے گھروں میں (زندگی سے) اور فائدہ اٹھا لو کیونکہ اس سے زیادہ تم کو مہلت نہیں ہے یہ خدا کا وعدہ ہے جو کبھی غلط نہیں ہو سکتا۔ جب ان کے لئے ہمارے عذاب کا حکم آ پہنچا تو صالحؑ کو اور اُن لوگوں کو جو ان پر ایمان لائے تھے ہم نے اپنی رحمت سے نجات دی اور اُس روز کی ذلّت سے بچا لیا یقیناً تمہارا پروردگار ہر چیز پر قادر اور تمام امور پر غالب ہے۔ اور ان لوگوں کو صدائے عظیم نے گھیرا۔ جن لوگوں نے ظلم کیا تھا وُہ لوگ اپنے گھروں میں مُردہ ہو گئے گویا کہ کبھی اُن مکانوں میں تھے ہی نہیں۔ یقیناً ثمودؑ (کی قوم والے) اپنے پروردگار کے مُنکر ہُوئے تو خدا کی رحمت اُن سے دُور ہو گئی۔ (آیت ۶۱ تا ۶۸ سورۃ ہود پ۱۲)

اور سورۃ حجر میں فرمایا ہے کہ بے شک اصحابِ حجر نے پیغمبران مرسل کی تکذیب کی (حجر شہر یا وادی کا نام ہے جس میں قوم صالحؑ ساکن تھی) اور ہم نے اپنے معجزات و نشانیاں پیغمبروں کو عطا کیں۔ وُہ قوم ان معجزوں سے رُوگردانی کرنے والی تھی۔ اور وُہ لوگ جب کہ بلاؤں سے بے خوف تھے تو پہاڑوں کو کاٹ کر مکانات بناتے تھے تو ان لوگوں کو صبح ہوتے ہوتے صدائے مہیب نے لے ڈالا۔ پھر اُن کو اس سے کچھ فائدہ نہ ہُوا جو کچھ وُہ کر چکے تھے۔ (آیت ۸۰ تا ۸۴ سورۃ حجر پ۱۴)

پھر سورۃ شعراء میں فرمایا ہے کہ ثمود نے پیغمبروں کی تکذیب کی جس وقت کہ اُن سے صالحؑ

نے کہا کیا تم خدا کے عذاب سے خوف نہیں کرتے تحقیق کہ میں تمہارے لیئے امین رسول ہوں لہٰذا خدا سے ڈرو اور میری اطاعت کرو اور میں تبلیغ رسالت کے عوض میں کوئی مزدوری نہیں چاہتا۔ میری اُجرت تو عالموں کے پروردگار کے ذمّہ ہے۔ کیا تم گمان کرتے ہو کہ تم ہمیشہ ان نعمتوں میں چھوڑ دیئے جاؤگے جو تم کو حاصل ہیں اور اطمینان سے ان باغوں چشموں، زراعتوں اور نخلستانوں میں جن کے میوے نرم اور لطیف ہیں موت یا عذاب سے بے خوف ہو کر رہوگے؟ اور نہایت کاریگری کے ساتھ پہاڑوں کو تراش کر مکانات بناتے ہو۔ لہٰذا عذاب خدا سے پرہیز کرو اور میری اطاعت کرو اور زیادتی کرنے والوں کی پیروی نہ کرو جو زمین میں فساد پھیلاتے ہیں اور کسی امر کی اصلاح نہیں کرتے۔ ان لوگوں نے کہا کہ تم سوائے جادوگر کے کچھ نہیں ہو تم تو دیوانے ہو گئے ہو تم ہماری طرح بس انسان ہو۔ تو اگر تم سچے ہو تو کوئی نشانی لاؤ۔ صالحؑ نے کہا کہ یہ اُونٹنی ہے جس کے لیئے ایک روز پانی کا لینا مقرر ہے اور ایک روز تمہارے لیئے۔ کیونکہ یہ مقرر ہوا تھا کہ ایک روز وُہ اُونٹنی اُن کی تمام وادی کا پانی پیئے اور اس قدر دُودھ دے کہ تمام شہر والوں کے لیئے کافی ہو اور ایک روز اہل شہر کے حیوانات پانی پئیں۔ اور اُونٹنی پانی کے قریب نہ جائے۔ صالحؑ نے کہا کہ اس ناقہ کو کوئی تکلیف نہ دینا ورنہ تم کو عذاب کا ایک سخت روز دیکھنا ہوگا۔ لیکن ان لوگوں نے ناقہ کو پے کر دیا اور ندامت کے ساتھ صبح کی اور عذاب نے ان کو گھیر لیا[۱]۔ (آیت ۱۴۱ تا ۱۵۸ سورۃ شعرا پ ۱۹)

قطب راوندی نے کہا ہے کہ صالحؑ ثمود کے بیٹے وُہ عاتر کے، وُہ ارم کے، وُہ سام کے اور وُہ نوحؑ کے فرزند تھے۔ اور مشہور یہ ہے کہ صالحؑ پسر عبید پسر آصف پسر ماسخ پسر عبید پسر حاور پسر ثمود پسر عاثر پسر ارم پسر سام پسر نوحؑ تھے۔

بسند معتبر منقول ہے کہ لوگوں نے حضرت صادقؑ سے ان آیات کریمہ کی تفسیر دریافت کی جن کا لفظی ترجمہ یہ ہے کہ ثمودیوں نے ڈرانے والے پیغمبروں کو دروغ سے نسبت دی اور کہنے لگے کہ اپنے ایسے ایک انسان کی ہم لوگ کیا متابعت کریں۔ ہم تو گمراہی اور دیوانگی میں مبتلا ہو جائیں گے۔ کیا خدا کی کتاب اور پیغمبری ہمارے درمیان اُسی پر نازل ہوئی ہے بلکہ وُہ نہایت دروغ گو اور زیادتی کرنے والا ہے (آیت ۲۳ تا ۲۵ سورۃ القمر پ ۲۷) حضرتؑ نے فرمایا کہ یہ باتیں اُس وقت ہوئیں جبکہ ان لوگوں نے صالحؑ کی تکذیب کی اور حق تعالیٰ نے کسی قوم کو ہلاک نہیں کیا مگر پہلے پیغمبروں کو اُن کے پاس بھیجا تاکہ وُہ خدا کی حجت ان پر تمام کریں۔ غرض خدا نے صالحؑ کو اُن کی طرف بھیجا اُنہوں نے اُن کو خدا کی طرف بلایا لیکن ان لوگوں نے قبول نہ کیا بلکہ نہایت سختی کے

[۱] مولف فرماتے ہیں کہ اکثر آیتوں کی تفسیر احادیث کے تذکرہ کے ساتھ بیان کی جائے گی۔ ۱۲ منہ

ساتھ سرکشی کی اور کہنے لگے کہ ہم تم پر ایمان نہیں لائیں گے جب تک کہ ہمارے لیئے اس پتھر سے شتر مادہ باہر نہ لاؤ گے جو دس مہینہ کا حمل رکھتی ہو۔ وُہ لوگ اس پتھر کی تعظیم اور پرستش کرتے تھے ہر سال اس کے لیئے قربانیاں کرتے تھے اور اس کے گرد جمع ہوتے تھے۔ پھر حضرت صالحؑ سے ان لوگوں نے کہا کہ اگر تم پیغمبر اور رسُول ہو جیسا کہ بیان کرتے ہو تو اپنے پروردگار سے دُعا کرو کہ ہمارے لیئے اس پتھر سے ایک شتر مادہ جو دس ماہ کا حمل رکھتی ہو باہر لائے تو خدا نے اُن کی خواہش کے مطابق ایک ناقہ اُس پتھر سے ظاہر کیا اور حضرت صالحؑ کو وحی کی کہ اُن لوگوں سے کہہ دو کہ خدا نے پانی ایک روز ناقہ کے لیئے مخصوص کیا ہے اور ایک روز تم لوگوں کے لیئے۔ اُونٹنی اپنے باری کے دن تمام پانی پی لیتی تھی۔ پھر لوگ اس کا دُودھ دوہتے اور تمام چھوٹے اور بڑے اس روز اس کے دودھ سے سیراب ہو جاتے تھے اور دُوسرے روز شہر کے لوگ اور تمام حیوانات پانی سے سیراب ہوتے اس روز اونٹنی پانی نہیں پیتی تھی۔ اسی صورت سے جب تک خدا نے چاہا بسر ہُوئی۔ پھر ان لوگوں نے سرکشی کی اور آپس میں مشورہ کیا کہ اس ناقہ کو پے کردو اور چین کرو۔ ہم اس پر راضی نہیں ہیں کہ ایک روز پانی اس کے لئے ہو اور ایک روز ہمارے لیئے۔ جو اُس کو مار ڈالے جو کچھ مانگے ہم اُس کو اُجرت دیں گے۔ یہ سُن کر ایک مرد سُرخ رو سُرخ بالوں والا کبود چشم اُن کے پاس آیا جو ولدالزنا تھا اس کے باپ کا پتہ نہ تھا اُس کو قدار کہتے تھے۔ نہایت شقی اور اُن لوگوں کے لیئے نحس تھا۔ ان لوگوں نے اُس کے لیئے اُجرت مقرر کی۔ جب اونٹنی اپنی باری کے روز پانی کی طرف گئی اور پانی پی کر واپس ہُوئی تو اُس شخص نے اُس کو تلوار سے ایک ضربت لگائی جس کا کوئی اثر نہ ہُوا۔ پھر دُوسری ضربت لگا کر اُس کو مار ڈالا۔ وُہ ایک پہلو کے بل زمین پر گر پڑی تو اُس کا بچہ پہاڑ پر بھاگا اور تین مرتبہ آسمان کی طرف مُنہ کر کے فریاد کی۔ پھر تمام قوم صالحؑ جمع ہُوئی اور ہر ایک نے اُس اُونٹنی کو ضربت لگانے میں شرکت کی اور اُس کے گوشت کو آپس میں تقسیم کر لیا اور کوئی چھوٹا اور بڑا باقی نہ رہا جس نے اُس کا گوشت نہ کھایا ہو۔ جب حضرت صالح علیہ السّلام نے یہ حال ملاحظہ فرمایا اُن کے پاس آئے اور کہا لوگو تم نے یہ کیا غضب کیا کہ اپنے پروردگار کی نافرمانی کی۔ اس وقت حق تعالےٰ نے حضرت صالح علیہ السّلام کو وحی فرمائی کہ تمہاری قوم نے بغاوت اور سرکشی کی اور اونٹنی کو مار ڈالا جسے میں نے اُن کی طرف بھیجا تھا کہ اُن کے درمیان حجت ہو۔ اور اس اُونٹنی کے رہنے سے اُن کا کوئی نقصان نہ تھا بلکہ اُن کے لیئے بہت بڑی نعمت تھی۔ لہٰذا اُن سے کہہ دو کہ میں اپنا عذاب تین روز میں بھیجوں گا اگر انہوں نے توبہ نہ کی اور سرکشی سے باز نہ آئے تو ضرور اُن پر عذاب نازل کروں گا۔ حضرت صالحؑ اُن کے پاس آئے

اور فرمایا کہ لوگو! میں تمہارے پروردگار کا رسول ہوں وہ فرماتا ہے کہ اگر توبہ کرو گے اور سرکشی سے باز آؤ گے اور استغفار کرو گے تو تمہارے گناہ بخش دوں گا اور تمہاری توبہ قبول کروں گا۔ حضرتؑ نے جب اُن سے یہ فرمایا اُن کی بغاوت و سرکشی اور زیادہ ہوئی۔ ان لوگوں نے کہا اے صالحؑ جو کچھ ہم سے وعدہ کرتے ہو اگر سچے ہو تو لاؤ۔ صالحؑ نے فرمایا کہ یقیناً کل صبح تمہاری اس حالت میں ہوگی کہ تمہارے چہرے زرد ہوں گے اور دوسرے روز سُرخ اور تیسرے روز تمہارے چہرے سیاہ ہو جائیں گے۔ غرض وعدہ کے مطابق پہلے روز صبح کو ان کے چہرے زرد ہو گئے۔ اس وقت ایک نے دوسرے کے پاس جا کر کہا کہ صالحؑ نے جو کچھ کہا تھا وہ عذاب تمہاری طرف آپہنچا۔ تو سرکشی و بغاوت کرنے والوں نے کہا کہ ہم لوگ صالحؑ کی بات نہ قبول کریں گے اور اُن کے قول کو نہ مانیں گے خواہ صحیح ہو۔ پھر جب دُوسرا دن آیا اُن کے چہرے سُرخ ہو گئے۔ پھر اُن میں سے بعض لوگوں نے کہا کہ جو کچھ صالحؑ نے کہا تھا وہ عذاب آگیا۔ لیکن اُن کے سرکشوں نے کہا کہ ہم ہلاک ہو جائیں گے مگر صالحؑ کی بات نہ مانیں گے اور اپنے خداؤں کی عبادت ترک نہ کریں گے جن کی پرستش ہمارے باپ دادا کرتے تھے۔ نہ اُن لوگوں نے توبہ کی اور نہ اپنی سرکشی سے باز آئے۔ جب تیسرا روز آیا اُن کے چہرے سیاہ ہو گئے۔ پھر بعض نے بعض لوگوں کے پاس جا کر کہا کہ جو کچھ صالحؑ نے کہا سب واقع ہوا مغروروں نے کہا کہ بیشک جو کچھ صالحؑ نے کہا تھا وہ آن پہنچا۔ آخر جب نصف شب ہوئی جبرئیلؑ نے اُن کے پاس آکر ایک نعرہ کیا جس سے ان کے کانوں کے پردے پھٹ گئے، ان کے قلوب شگافتہ ہو گئے اور جگر ٹکڑے ٹکڑے ہو گئے۔ وہ لوگ اُس تیسرے روز حنوط و کفن کر چکے تھے اور جانتے تھے کہ اب عذاب نازل ہوگا۔ غرض سب کے سب یکبارگی مر گئے اُن میں کوئی بولنے والا باقی نہ رہا۔ خدا نے ان سب کو ہلاک کر دیا اور ان کو صبح اس حالت میں ہوئی کہ وہ اپنے مکانوں اور خوابگاہوں میں مُردہ پڑے تھے۔ پھر حق تعالےٰ نے اس آواز کے ساتھ ایک آگ آسمان سے نازل کی جس نے سب کو جلا دیا۔ یہ تھا اُن کا قصّہ۔

حدیث حسن بلکہ صحیح میں حضرت امام محمد باقرؑ سے منقول ہے کہ رسولؐ خدا نے جبرئیل سے دریافت فرمایا کہ صالحؑ کی قوم کی ہلاکت کیوں کر ہوئی؟ جبرئیلؑ نے عرض کیا کہ یا محمدؐ صالحؑ اُس وقت مبعوث ہوئے تھے جبکہ اُن کی عمر سولہ سال کی تھی۔ اور وہ اُن میں اس وقت تک رہے جبکہ اُن کی عمر ایک سَو بیس سال تک پہنچی۔ لیکن اُن کی قوم نے اُن کی کسی بہتر بات کو قبول نہ کیا۔ اُن کے ستّر بُت تھے جن کی وہ لوگ پرستش کرتے تھے۔ جب حضرتؑ نے اُن کا یہ حال مشاہدہ کیا فرمایا کہ اے قوم یقیناً میں سولہ سالہ تمہاری طرف مبعوث کیا گیا ہوں۔

اور اس وقت ایک سو بیس سال کی عمر تک پہنچا۔ میں دو باتیں تمہارے سامنے پیش کرتا ہوں۔ یا تم مجھ سے سوال کرو اور میں اپنے خدا سے عرض کروں کہ جو کچھ تم نے سوال کیا ہے وہ قبول فرمائے۔ یا میں تمہارے خداؤں سے سوال کروں اگر وہ میرے سوال کو قبول کریں تم اگر یہ بھی نہیں مانتے، تو میں تمہارے درمیان سے چلا جاتا ہوں کیونکہ میں تم سے رنجیدہ ہوں اور تم مجھ سے دل تنگ ہو۔ ان لوگوں نے کہا اے صالحؑ تم نے یہ انصاف کی بات کی ہے۔ اور وعدہ کیا کہ ایک روز صحرا میں چل کر اس کی آزمائش کریں گے۔
پھر وہ گمراہ لوگ مقررہ روز اپنے بتوں کو ایک صحرا میں لے گئے جو شہر سے قریب تھا اور طعام و شراب کھایا پیا۔ فارغ ہوئے تو حضرت صالح علیہ السلام کو بلایا اور کہا کہ سوال کرو۔ صالحؑ ان کے بڑے بت کے پاس آئے اور پوچھا اس کا نام کیا ہے۔ ان لوگوں نے بتلایا تو حضرتؑ نے اسی نام سے اس بت کو پکارا۔ اس نے جواب نہ دیا۔ صالحؑ نے پوچھا کہ یہ جواب کیوں نہیں دیتا؟ لوگوں نے کہا کہ دوسرے بت کو آواز دو۔ اس نے بھی جواب نہ دیا۔ اسی طرح تمام بتوں کے نام لے کر آواز دی اور کسی ایک نے جواب نہ دیا تو صالحؑ نے فرمایا کہ اے قوم تم نے دیکھ لیا کہ میں نے تمہارے تمام خداؤں کو آواز دی لیکن کسی ایک نے بھی جواب نہ دیا اب مجھ سے سوال کرو تاکہ میں اپنے خدا سے دعا کروں وہ اسی وقت تمہاری بات قبول کرے گا۔ ان لوگوں نے بتوں کو پکارا اور کہا کہ کیوں تم لوگوں نے صالحؑ کا جواب نہیں دیا۔ پھر بھی کوئی جواب نہ ملا۔ تب انہوں نے صالحؑ سے کہا کہ تم کچھ دیر کے لئے الگ ہو جاؤ اور ہم کو ہمارے خداؤں کے ساتھ چھوڑ دو۔ یہ سنکر حضرت صالح علیہ السلام علیحدہ ہو گئے۔ ان لوگوں نے فرش و ظروف پھینک دیئے اور ان بتوں کے سامنے خاک پر لوٹے اور کہا کہ اگر آج صالحؑ کا جواب نہ دو گے تو ہم لوگ ذلیل ہو جائیں گے۔ پھر صالحؑ کو بلایا اور کہا کہ اب سوال کرو تو یہ بت جواب دیں گے۔ پھر صالحؑ نے ایک ایک کو پکارا لیکن کچھ جواب نہ ملا۔ تو صالحؑ نے فرمایا کہ تمام دن گذر گیا اور یہ سب میرا جواب نہیں دیتے ہیں۔ اب تم سوال کرو تاکہ میں اپنے خدا سے عرض کروں اسی وقت وہ قبول فرمائے گا۔ یہ سن کر ان لوگوں نے اپنے سرداروں اور بزرگوں سے ستر آدمی انتخاب کئے۔ ان لوگوں نے حضرت صالح علیہ السلام سے کہا کہ ہم تم سے سوال کرتے ہیں۔ حضرتؑ نے کہا سب اس پر راضی ہیں یا نہیں؟ سب نے کہا ہاں۔ اگر اس جماعت نے تمہاری بات مان لی تو ہم سب کو بھی منظور ہے۔ پھر ان ستر آدمیوں نے کہا اے صالحؑ ہم تم سے سوال کرتے ہیں اگر تمہارے پروردگار نے قبول کر لیا تو ہم تمہاری متابعت کریں گے اور تمہاری بات مانیں گے اور تمام شہر والے بھی اطاعت کر لیں گے۔

حضرت صالحؑ نے اُن سے کہا کہ جو چاہو سوال کرو۔ ان لوگوں نے ایک پہاڑ کی طرف اشارہ کیا جو نزدیک تھا۔ اور کہا کہ اے صالحؑ آؤ اس پہاڑ کے نزدیک چلیں اس جگہ ہم سوال کریں گے۔ جب اس پہاڑ کے نزدیک پہنچے کہنے لگے کہ اے صالحؑ اپنے پروردگار سے سوال کرو کہ اسی وقت اس پہاڑ سے ایک سُرخ اُونٹنی بہت سُرخ بال والی اتنی بڑی کہ دس ماہ کا اُسے حمل بھی ہو اور ایک پہلو سے دُوسرے پہلو تک ثلث فرسخ لانبی ہو باہر لائے۔ حضرت صالحؑ نے فرمایا کہ تم نے مجھ سے ایسی چیز کا سوال کیا جو میرے لیئے تو دُشوار ہے مگر میرے پروردگار کے لیئے سہل اور آسان ہے۔ صالحؑ نے خدا سے دُعا کی اُسی وقت پہاڑ شگافتہ ہُوا اور ایک سخت آواز پیدا ہُوئی پھر نزدیک تھا کہ جس کی شدّت سے عقلیں زائل ہو جائیں۔ اور پہاڑ کو ایسا اضطراب ہُوا جیسے ولادت کے وقت عورت بے چین ہوتی ہے۔ ناگاہ ناقہ کا سرا اس شگاف سے ظاہر ہُوا۔ ابھی پوری گردن باہر نہ آئی تھی کہ اس نے بولنا شروع کیا۔ پھر تمام بدن باہر آیا اور ٹھیک طور سے وُہ استادہ ہُوئی جب اُن لوگوں نے یہ عجیب حالت مشاہدہ کی کہنے لگے کہ تمہارے پروردگار نے کس قدر جلد تمہاری بات قبول کر لی۔ اب سوال کرو کہ اس کا بچّہ بھی پیدا ہو۔ صالحؑ نے دُعا کی اُسی وقت ناقہ سے بچّہ جدا ہُوا اور اس کے گرد پھرنے لگا۔ اس وقت صالحؑ نے کہا اے قوم کیا کچھ اور باقی ہے؟ ان لوگوں نے کہا نہیں۔ اب آؤ اپنی قوم کے پاس چلیں اور اُن کو جو کچھ ہم نے دیکھا ہے اُس سے آگاہ کریں تاکہ وُہ لوگ تم پر ایمان لاویں۔ پھر یہ لوگ واپس ہُوئے ابھی قوم کے پاس نہ پہنچے تھے کہ اُن میں سے چونسٹھ ۶۴ آدمی مرتد ہو گئے اور کہنے لگے کہ صالحؑ نے جادو کیا۔ لیکن چھ اشخاص ثابت قدم رہے اور کہتے تھے کہ جو کچھ ہم نے دیکھا حق تھا۔ اور اُن کے درمیان بات بڑھ گئی اور صالحؑ کی تکذیب کرنے والے پھر گئے اور ان چھ شخصوں میں سے بھی ایک شخص شک میں مُبتلا ہوا اور آخر تک ان میں موجود رہا یہاں تک کہ ان لوگوں نے ناقہ کو پے کر دیا۔ راوی نے کہا میں نے شام میں اُس پہاڑ کو دیکھا کہ اس کا شگاف ایک میل ہے۔ ناقہ کے پہلو کی جگہ پہاڑ کے دونوں طرف باقی ہے جو اس میں اثر کر گئی تھی۔

بسند موثق حضرت صادقؑ سے منقول ہے کہ حضرت صالحؑ اپنی قوم سے ایک مُدّت تک غائب رہے۔ اور جس روز کہ غائب ہُوئے نہ جوان تھے نہ بڈھے۔ آپ کا جسم نہایت خوبصورت اور ریش گھنی تھی، میانہ قامت تھے۔ جب اپنی قوم کے پاس واپس آئے لوگوں نے آپ کو نہ پہچانا۔ آپ کی واپسی سے قبل لوگوں کی تین جماعت تھیں ایک گروہ انکار کرتا تھا اور کہتا تھا کہ صالحؑ زندہ نہیں ہیں اور نہ وُہ واپس آسکتے ہیں۔ دُوسرا گروہ شک میں

مبتلا تھا۔ تیسرے گروہ کو یقین تھا کہ واپس آئیں گے۔ جب حضرتؑ واپس آئے تو پہلے اس جماعت کے پاس گئے جس کو شک تھا۔ اور فرمایا کہ میں صالحؑ ہوں۔ لوگوں نے تکذیب کی اور گالیاں اور جھڑکیاں دیں اور کہا کہ صالحؑ کی شکل تمہاری طرح نہ تھی۔ پھر جو لوگ منکر تھے آپؑ اُن کے پاس آئے۔ اُن لوگوں نے بھی آپ کی بات نہ مانی اور سخت نفرت کا اظہار کیا۔ پھر آپ تیسرے گروہ کے پاس آئے جو اہلِ یقین سے تھا اور کہا میں صالحؑ ہوں۔ وُہ بولے ہم کو ایسی نشانی بتاؤ جس سے تمہارے صالحؑ ہونے میں ہم کو شک نہ ہو۔ ہم جانتے ہیں کہ خدا خالق ہے اور ہر شخص کو جس صورت پر چاہے پھیر دیتا ہے۔ ہم کو صالحؑ کی نشانیوں کی اطلاع مل چکی ہے۔ اور ہم پڑھ چکے ہیں جب کہ وُہ آویں گے۔ حضرت نے فرمایا کہ میں وُہ ہوں جو تمہارے لیئے ناقہ لایا۔ ان لوگوں نے کہا سچ کہتے ہو۔ ہم اس علامت کو کتابوں میں پڑھ چکے ہیں۔ اب کہیئے ناقہ کی علامت کیا تھی؟ فرمایا ایک روز پانی ناقہ کے واسطے مخصوص تھا اور ایک روز تمہارے لیئے۔ ان لوگوں نے کہا ہم خدا پر اور ان باتوں پر آپ جو کچھ اس کی جانب سے لائے ہیں ایمان لائے۔ اس وقت متکبّروں یعنی شک کرنے والوں کی جماعت نے کہا کہ تم لوگ جس بات پر ایمان لائے ہو ہم اُس کو نہیں مانتے راوی نے پُوچھا کہ اے فرزندِ رسُولؐ اس وقت کوئی عالم تھا؟ فرمایا کہ خدا اس سے عادل تر ہے کہ زمین کو بغیر عالم کے چھوڑ دے۔ جب صالحؑ ظاہر ہُوئے جس قدر عالم موجود تھے، آپؑ کے پاس آئے اور اس اُمّت میں علیؑ اور قائم منتظر صلوات اللہ علیہما کی مثال حضرت صالحؑ کی سی ہے کہ آخر زمانہ میں دونوں حضرات ظاہر ہوں گے اس وقت بھی لوگوں کے تین گروہ ہو جائیں گے۔ بعض ظاہر ہونے کا اقرار کریں گے اور بعض انکار۔

بسندِ معتبر حضرت موسیٰ ابن جعفرؑ سے منقول ہے آپ نے فرمایا اصحاب رس دو گروہ تھے۔ ایک وہ ہیں جن کا ذکر خدا نے قرآن میں فرمایا ہے۔ ایک دُوسرا گروہ ہے جو بادیہ نشین تھا اور بھیڑ بکریوں کا مالک تھا۔ صالحؑ پیغمبر نے ان کی طرف ایک شخص کو اپنا رسُول بنا کر بھیجا۔ اُن لوگوں نے اُس کو مار ڈالا۔ دُوسرا رسُول بھیجا اُس کو بھی مار ڈالا۔ پھر ایک رسُول بھیجا اور اس کی مدد کے لیئے ایک ولی کو بھی ساتھ کیا۔ رسُول کو اُن لوگوں نے مار ڈالا، ولی نے کوشش کی یہاں تک کہ حجت اُن پر تمام کی۔ وُہ لوگ کہتے تھے کہ ہمارا خدا دریا میں ہے کیونکہ وُہ دریا کے کنارے آباد تھے۔ اُن میں ہر سال ایک روز عید ہوتی تھی۔ اس روز دریا سے ایک بہت بڑی مچھلی نکلتی تھی۔ وُہ لوگ اس کو سجدہ کرتے تھے۔ صالحؑ کے ولی نے اُن سے کہا کہ میں یہ نہیں چاہتا کہ تم مجھ کو اپنا پروردگار سمجھو۔ لیکن اگر وُہ مچھلی جس کی پرستش تم لوگ کرتے ہو

میری اطاعت کرے تو کیا تم میری وُہ بات مانو گے جس کی میں تم کو دعوت دیتا ہوں؟ اُن لوگوں نے کہا ہاں۔ اور عہد و پیمان کیا۔ غرض مچھلی باہر آئی جو چار مچھلیوں پر سوار تھی۔ جب اُن کی نظر اُس مچھلی پر پڑی سب کے سب سجدہ میں گر پڑے۔ پھر صالحؑ کے ولی اس مچھلی کے پاس آئے اور اُس کو حکم دیا کہ میرے پاس خداوند کریم کے نام سے آ خواہ تو چاہے یا نہ چاہے۔ یہ سُن کر وُہ مچھلی اُتری۔ ولی نے کہا پھر ان مچھلیوں پر سوار ہو جا اور آ۔ تاکہ اس قوم کو میرے بارے میں کوئی شک نہ رہے۔ پھر وُہ مچھلی ان چاروں مچھلیوں پر سوار ہوئی اور سب دریا سے باہر آئیں اور ولیٔ صالحؑ کے پاس پہنچیں یہ دیکھ کر بھی سب نے تکذیب کی تو خدا نے ان کی طرف ایک ہوا بھیجی جس نے اُن کو اُن کے حیوانات سمیت دریا میں ڈال دیا۔ پھر ولیٔ صالحؑ کو وحی پہنچی کہ اُس کنویں پر جاؤ جس کو وُہ لوگ رس کہتے تھے۔ انہوں نے اس میں بہت سونا اور چاندی چھپا رکھا ہے۔ وُہ اس کنویں پر پہنچے اور تمام خزانہ اس میں سے نکال کر اپنے اصحاب پر چھوٹے اور بڑے کو برابر برابر تقسیم کر دیا۔ ممکن ہے کہ وُہ وہی کنواں ہو جو فی الحال مکہ معظمہ کے راستہ میں واقع ہے اور رس کے نام سے مشہور ہے۔

عامہ و خاصہ نے کثیر سندوں کے ساتھ صہیب سے نقل کیا ہے کہ رسولؐ خدا نے حضرت امیر المومنینؑ سے فرمایا کہ یا علیؑ پہلے اشقیا میں شقی ترین کون تھا؟ عرض کی ناقۂ صالحؑ کو پے کرنے والا۔ فرمایا تم نے سچ کہا۔ پھر فرمایا کہ بعد کے اشقیا میں سب سے زیادہ شقی اور بدبخت کون ہے عرض کی مجھے نہیں معلوم۔ فرمایا کہ وُہ شخص ہے جو تمہارے سر پر ضربت لگائے گا۔ حضرت عمار بن یاسر سے روایت ہے کہ وُہ کہتے ہیں کہ میں اور علیؑ بن ابیطالب غزوۂ عشیرہ میں خاک پر سوئے تھے ناگاہ ہم نے دیکھا کہ رسولؐ خدا نے اپنے پائے مبارک سے ہم کو بیدار کیا اور فرمایا کیا تم چاہتے ہو کہ ہم تم کو شقی ترین مردم سے آگاہ کریں؟ ہم دونوں نے کہا کہ ہاں یا رسولؐ اللہ۔ تو حضرت نے فرمایا ایک احمر ثمود (قوم ثمود کا سُرخ آدمی) جس نے ناقۂ صالحؑ کے پاؤں قطع کیے اور دُوسرا وُہ جو یا علیؑ تمہارے سر پر ضربت لگائے گا۔ جس سے تمہاری داڑھی خون میں رنگین ہو جائے گی۔

بہت سی سندوں کے ساتھ منقول ہے کہ ایک مرتبہ رسولؐ خدا علیؑ کا ہاتھ اپنے ہاتھ میں لیئے ہُوئے باہر نکلے اور فرما رہے تھے کہ اے گروہ انصار، اے گروہ فرزندانِ ہاشم و فرزندانِ عبد المطلب میں محمدؐ ہوں اور خدا کا رسُولؐ ہوں۔ یقیناً میں اس طینت سے مخلوق کیا گیا ہوں جو رحمتِ الٰہی کا محل ہے۔ میں تین یتیموں علیؑ، حمزہؑ اور جعفرؑ کے ساتھ رہتا ہوں۔ اس وقت ایک شخص نے کہا یا رسولؐ اللہ یہ لوگ آپ کے ساتھ قیامت میں سوار رہیں گے۔ فرمایا کہ تیری ماں تیرے

ماتم میں بیٹھے اس روز چار اشخاص "میں، علیؑ، فاطمہؑ اور صالح پیغمبرؑ" کے سوا کوئی سوار نہ ہوگا۔ میں تو براق پر سوار ہوں گا، اور میری بیٹی فاطمہؑ میرے ناقہ غضبا پر اور صالحؑ ناقۂ خدا پر جو پَے کر دیا گیا، اور علیؑ بہشت کے ایک ناقہ پر سوار ہوں گے جس کی مہار یاقوت کی ہوگی اور وُہ حضرت یعنی علیؑ دو سبز حلّے پہنے ہوں گے اور بہشت و دوزخ کے درمیان جا کر کھڑے ہوں گے اس حالت میں کہ لوگ ایسی سختی اٹھائے ہوں گے کہ ان کے تمام جسم پسینہ سے تر ہوں گے۔ اس وقت عرش الٰہی کی طرف سے ایک ہوا چلے گی جو اُن کے پسینوں کو خشک کر دے گی۔ فرشتے اور پیغمبر اور صدیق کہیں گے کہ یہ سوائے ملک مقرّب اور پیغمبر مرسل کے کوئی نہیں ہے۔ اس وقت ایک منادی ندا کرے گا یہ ملک مقرّب اور پیغمبر مرسل نہیں بلکہ یہ دُنیا و آخرت میں رسُولِ خدا کا بھائی علیؑ ابن ابی طالب ہے۔

معتبر روایتوں میں وارد ہُوا ہے کہ امام حسن علیہ السّلام سے لوگوں نے پوچھا کہ وُہ سات حیوان کون ہیں جو ماں کے پیٹ سے پیدا نہیں ہوئے ہیں؟ فرمایا کہ آدمؑ و حوّاؑ و گوسفندِ ابراہیمؑ و ناقۂ صالحؑ و مارِ بہشت اور وُہ کوّا جسے خدا نے اس لیئے بھیجا کہ قابیل کو ہابیلؑ کے دفن کی تعلیم کرے اور ابلیس لعنۃ اللہ علیہ۔

بعض روایتوں میں وارد ہُوا ہے کہ جب ناقہ کے پاؤں قطع کر چکے تو وہی نو آدمی جنہوں نے ناقہ کو پَے کیا تھا کہنے لگے کہ آؤ صالحؑ کو بھی مار ڈالیں کیونکہ اگر اُس نے عذاب کی خبر سچ بیان کی ہے تو ہم اس سے پہلے ہی قتل کر چکے ہوں گے۔ اور اگر اُس نے غلط کہا ہے تو ناقہ کے پاس اُسے بھی پہنچا چکے ہوں گے۔ یہ مشورہ کر کے رات کو وُہ آپ کے مکان پر آئے یا اُس غار پر آئے جہاں آپ عبادت کرتے تھے۔ حق تعالیٰ نے فرشتوں کو بھیج دیا تھا جو آپ کی حفاظت کر رہے تھے۔ اُن فرشتوں نے اُن لوگوں کو پتھر مار مار کر ہلاک کر ڈالا۔

کعب الاحبار سے روایت ہے کہ ناقہ کے پَے کرنے کا سبب یہ تھا کہ ایک عورت تھی جس کو ملکہ کہتے تھے وُہ قوم ثمود کی ملکہ ہوگئی تھی۔ جب لوگوں نے صالحؑ کی طرف رُخ کیا اور ریاست ان حضرت کی طرف منتقل ہوئی ملکہ نے آنحضرتؑ پر حسد کیا۔ قطام نامی اُس قوم کی ایک عورت تھی جو قدار بن سالف کی معشوقہ تھی اور ایک دوسری عورت جس کا نام اقبال تھا اور وُہ مصدع کی معشوقہ تھی۔ اور قدار اور مصدع ہر شب باہم بیٹھ کر شراب پیتے تھے۔ ان ملعونہ سے ملکہ نے کہا کہ اگر آج رات قدار اور مصدع تمہارے پاس آویں اُن سے تم دونوں رنجیدگی ظاہر کرو اور کہو کہ ہم ناقہ و صالحؑ کے لیئے مغموم و محزون ہیں جب تک تم ناقہ کو پے نہ کرو گے ہم تم سے خوش نہ ہوں گے۔ جب قدار اور مصدع اُن کے پاس آئے ان دونوں نے

یہ بات اُن سے کہی ان دونوں نے قبول کیا کہ ناقہ کو پَے کریں گے۔ اور سات شخصوں کو اور اپنا ہم خیال بنایا پھر ناقہ کو پَے کیا جیسا کہ حق تعالےٰ فرماتا ہے کہ شہر میں نو اشخاص تھے جو زمین میں فساد کرتے تھے اور اصلاح نہیں ہونے دیتے تھے [1]

معتبر روایتوں میں سے بعض میں وارد ہُوا ہے کہ قوم صالحؑ پر چہار شنبہ کے روز عذاب نازل ہُوا۔ اور بعض میں وارد ہُوا ہے کہ ناقۂ صالحؑ کو چہار شنبہ کے روز پے کیا ان دونوں روایتوں میں منافات ہے۔

باب ہفتم

حضرت ابراہیم خلیلؑ اور آپؑ کی اولاد امجادؑ کے حالات

فصل اوّل } حضرت ابراہیمؑ کے فضائل و مکارم اخلاق ؛ اسمائے مبارک اور نقشِ نگیں کا بیان :-

بسند معتبر حضرت موسٰی بن جعفرؑ سے منقول ہے کہ حضرت ابراہیمؑ پندرہ سال کے تھے کہ حصولِ عبرت کے ساتھ خدا کی معرفت پر مطلع ہوگئے اور اُن کی دلیلوں نے خدا پر ایمان کے جاننے کا احاطہ کر لیا۔ جناب رسولِ خدا سے منقول ہے کہ میں سب سے پہلے قیامت میں بُلایا جاؤں گا اور عرش کی داہنی جانب جا کر کھڑا ہوں گا۔ بہشت کا ایک سبز حلہ مجھے پہنایا جائیگا پھر میرے

---

[1] مولّف فرماتے ہیں کہ اس روایت کی بنا پر یہ قصہ حضرت امیرالمومنینؑ کی شہادت کے قصہ سے بہت مشابہت رکھتا ہے۔ اسی لیئے آپ کو ناقۃ اللہ کہتے ہیں کیونکہ آپ اس اُمّت میں خدا کی بہت بڑی نشانی تھے۔ اور جس طرح اس ناقہ سے دُودھ کا نفع حاصل ہوتا تھا آنحضرتؑ سے نہ ختم ہونے والے علوم کا فائدہ حاصل ہوتا تھا۔ اور جس طرح وُہ لوگ ناقہ کو پے کرنے کے بعد ظاہری عذاب میں مُبتلا ہوئے اُسی طرح آنحضرتؑ کی شہادت کے بعد ائمۂ حق مغلوب ہوگئے اور خلفائے جور اُن پر غالب آگئے اور بے شمار مخلوق جب تک کہ قائم آلِ محمدؑ نہ ظاہر ہوں گے ضلالت میں گرفتار رہے گی۔ لہذا ہر جگہ مشابہت ہوتی ہے اور ابن ملجم اور ناقہ کا پے کرنے والا دونوں باتفاق ولد الزّنا تھے۔ اور سابق باب میں ایک روایت گزری کہ حضرت صالح علیہ السلام حضرت امیرالمومنین کے پاس مدفون ہیں۔ ۱۲ منہ

پدر ابراہیمؑ اور میرے بھائی علیؑ طلب کیے جائیں گے۔ اور عرش کی داہنی طرف اس سایہ میں کھڑے ہوں گے اور بہشت کے سبز حلّے ان کو بھی پہنائیں گے۔ پھر عرش کے سامنے سے ایک منادی ندا کرے گا کہ اے محمدؐ کیا اچھے تمہارے باپ ابراہیمؑ ہیں اور علیؑ کیا اچھے بھائی ہیں۔

بسندِ معتبر حضرت موسیٰ بن جعفر صلوات اللہ علیہ سے منقول ہے کہ حق تعالیٰ نے ہر چیز سے چار باتیں اختیار کی ہیں۔ پیغمبروں میں سے شمشیر زنی و جہاد کے لئے ابراہیمؑ و داؤدؑ و موسیٰؑ کو اختیار کیا ہے اور مجھ کو خانہ آبادیوں کے لیئے جیسا کہ قرآن میں فرمایا ہے کہ خدانے آدمؑ و نوحؑ و آلِ ابراہیمؑ اور آلِ عمران کو تمام عالم پر برگزیدہ کیا۔

حضرت امیرؑ المومنین سے منقول ہے کہ ابراہیمؑ ان پیغمبروں میں سے ہیں جو ختنہ شدہ پیدا ہوئے اور وُہ پہلے شخص ہیں جنہوں نے کہ لوگوں کو ختنہ کرنے کا حکم دیا۔

بسندِ معتبر منقول ہے کہ ابراہیمؑ پہلے انسان ہیں جنہوں نے مہمانی کی اور اُن کی ڈاڑھی میں سفید بال پیدا ہوئے تو اُنھوں نے خدا سے عرض کی کہ یہ کیا ہے؟ وحی آئی کہ یہ وقار ہے دُنیا میں اور نور ہے آخرت میں۔ واضح ہو کہ حق تعالیٰ نے چند مقام پر قرآن مجید میں فرمایا ہے کہ خدا نے ابراہیمؑ کو اپنا خلیل بنایا اور خلیل اُس دوست اور محب کو کہتے ہیں جو کسی طرح دوستی کی شرطوں میں خلل نہ واقع ہونے دے۔ اس بارے میں کہ خدانے ان کو اپنا خلیل بنایا، بہت سی حدیثیں وارد ہوئی ہیں۔ منجملہ ان کے بسندِ معتبر حضرت امام رضاؑ سے منقول ہے کہ خدانے اس لیے ابراہیمؑ کو اپنا خلیل بنایا کہ کسی شخص نے اُن سے سوال نہیں کیا جسے آپ نے ردّ کر دیا ہو اور خود آپ نے خدا کے سوا کبھی کسی سے سوال نہیں کیا۔

بسندِ صحیح حضرت صادقؑ سے منقول ہے کہ حضرت ابراہیمؑ چونکہ زمین پر بہت سجدہ کرتے تھے اس لیے خدانے اُن کو اپنا خلیل بنایا۔

بسندِ معتبر امام علی نقیؑ سے منقول ہے کہ ان کو اس واسطے اپنا خلیل بنایا کہ محمدؐ و آلِ محمدؐ پر بہت صلوات بھیجتے تھے۔ حضرت رسولِ خداؐ سے منقول ہے کہ خدانے ابراہیمؑ کو اس سبب سے خلیل بنایا کہ لوگوں کو کھانا کھلاتے تھے اور شب میں اس وقت نماز پڑھتے تھے جبکہ لوگ خوابِ راحت میں ہوتے تھے[1]

بسندِ معتبر حضرت امام محمد باقرؑ سے منقول ہے کہ جب حضرت ابراہیمؑ کو خدا نے

---

[1] مؤلف فرماتے ہیں کہ ان احادیث میں کوئی منافات نہیں ہے۔ اور آنحضرتؑ کو خدانے اپنا خلیل اس لیے بنایا کہ آپ تمام اخلاق پسندیدہ سے آراستہ تھے۔ اور ہر وُہ حدیث جس کو خلت کے اظہار میں زیادہ دخل ہے انہی کے مثل اخلاق کی ترغیب میں دُنیا والوں کے لیئے بیان فرمایا ہے۔ ۱۲ منہ

اپنا خلیل بنایا۔ ایک خوش رُو جوان کی صُورت میں سفید لباس پہنے ہوئے ملکُ الموت خُلّت کی خوشخبری لے کر آئے اُن کے سر سے پانی اور تیل ٹپک رہا تھا۔ جب ابراہیمؑ اپنے مکان میں داخل ہونے لگے، ایک شخص کو اندر سے نکلتے ہوئے دیکھا۔ حضرت بہت غیور انسان تھے۔ جب گھر سے کہیں جاتے تو دروازہ کو مقفل کر کے کنجی اپنے ساتھ لے جاتے تھے ایک روز کسی ضرورت سے گئے تھے۔ واپس آئے اور دروازہ کھولا تو ایک نہایت خوبصورت مرد کو مکان میں کھڑا ہُوا پایا۔ ابراہیمؑ غیرت کے سبب بے تاب ہو گئے۔ فرمایا کہ اے بندۂ خدا تجھ کو میرے مکان میں کس نے داخل ہونے کی اجازت دی۔ اس نے کہا مکان کے پروردگار نے۔ ابراہیمؑ نے کہا بے شک پروردگار مجھ سے زیادہ حق دار ہے۔ اے بندۂ خدا تُو کون ہے؟ اس نے کہا مَیں ملکُ الموت ہوں۔ حضرت ابراہیم علیہ السّلام ڈرے اور پُوچھا کیا تم میری رُوح قبض کرنے کے لیئے آئے ہو؟ کہا نہیں بلکہ خدا نے ایک بندہ کو اپنا خلیل بنایا ہے۔ میں اس لیئے آیا ہوں کہ اس کو خوشخبری دوں۔ ابراہیمؑ نے پوچھا وُہ بندہ کون ہے شاید میں اس کی تمام عمر خدمت کروں۔ اس نے کہا اے ابراہیمؑ تم ہی وُہ بندہ ہو۔ یہ سُن کر خوش خوش حضرت ابراہیمؑ جناب سارہ کے پاس آئے اور کہا خدا نے مجھ کو اپنا خلیل قرار دیا ہے۔

بسندِ معتبر حضرت صادقؑ سے منقول ہے کہ جب خدا کی جانب سے ملائکہ رسُول بن کر ابراہیمؑ کے پاس قومِ لُوطؑ کو ہلاک کرنے آئے، حضرتؑ اُن کے لیئے گائے کے بچّے کا بُھنا ہُوا گوشت لائے اور کہا کھاؤ۔ ان فرشتوں نے کہا جب تک اس کی قیمت نہ بتلایئے گا ہم نہیں کھائیں گے فرمایا کھانے کے شروع کے وقت بسم اللہ اور فارغ ہو کر الحمد للہ کہو۔ یہی اس کی قیمت ہے تو جبرئیلؑ نے اپنے ماتحت چار فرشتوں سے کہا کہ سزاوار ہے کہ خدا ان کو اپنا خلیل قرار دے۔

حضرت صادقؑ نے فرمایا کہ جب ابراہیمؑ کو آگ میں ڈالا جبرئیلؑ نے ہُوا میں اُن سے مُلاقات کی جب کہ وُہ نیچے آرہے تھے اور کہا اے ابراہیمؑ تمہاری کوئی حاجت ہے؟ فرمایا تم سے نہیں ہے۔

بسندِ معتبر حضرت صادقؑ سے منقول ہے کہ ابراہیمؑ پہلے شخص تھے جن کے لیئے بالو (ریت) آٹا بن گیا تھا جس وقت کہ وُہ مصر میں اپنے ایک دوست کے پاس کچھ اناج قرض لینے گئے لیکن وُہ مکان پر موجود نہ تھا۔ حضرتؑ کو یہ پسند نہ آیا کہ اپنے بار برداری کے جانوروں کو خالی واپس لے جائیں تو تھیلوں کو بالو سے بھر لیا۔ جب اپنے مکان پر پہنچے چار پایوں کو جناب سارہ کے سپرد کیا اور خود خجالت کے سبب سے مکان میں نہ گئے اور ایک جگہ جا کر

سو رہے۔ جناب سارہ نے تھیلوں کو کھولا اس میں اتنا بہتر آٹا تھا کہ اُس سے عمدہ آٹا نہیں ہو سکتا۔ حضرت سارہ اُس آٹے کی روٹیاں پکا کر حضرتؑ کے پاس لائیں۔ حضرت ابراہیم نے پوچھا کہ یہ روٹیاں کہاں سے آئیں؟ کہا اُسی آٹے کی ہیں جو آپ اپنے مصری دوست سے لائے ہیں۔ آپؑ نے فرمایا کہ جس نے مجھے یہ آٹا دیا ہے یقیناً میرا دوست ہے لیکن وہ خلیلِ مصری نہیں ہے اس سبب سے خدا نے اُن کو اپنا خلیل قرار دیا۔ غرض ابراہیمؑ خدا کا شکر و حمد بجا لائے اور وہ طعام نوش فرمایا۔

معتبر سندوں کے ساتھ حضرت صادقؑ سے منقول ہے کہ جب قیامت کا روز ہوگا حضرت محمدؐ مصطفےٰ صلے اللہ علیہ وآلہ وسلم کو بلائیں گے اور اُن کو ایک سُرخ حلّہ گلاب کے رنگ کا پہنا کر عرش کی داہنی جانب کھڑا کریں گے۔ پھر ابراہیم علیہ السّلام بُلائے جائیں گے اور اُن کو ایک سفید حلّہ پہنا کر عرش کی بائیں جانب استادہ کریں گے۔ پھر امیر المومنینؑ کو طلب کریں گے اور ایک سُرخ حلّہ پہنا کر پیغمبرؐ کی داہنی جانب کھڑا کریں گے۔ پھر حضرت اسمٰعیلؑ کو طلب کریں گے اور ایک سفید حلّہ پہنا کر ابراہیمؑ کی بائیں جانب کھڑا کریں گے۔ اس کے بعد حضرت امام حسنؑ کو بلائیں گے اور ایک سُرخ جامہ پہنا کر امیر المومنین کی داہنی طرف استادہ کریں گے۔ پھر حضرت امام حسینؑ کو بلا کر سُرخ لباس پہنا کر امام حسنؑ کی داہنی طرف کھڑا کریں گے۔ اسی طرح ہر امام کو بلا کر سُرخ حلّے پہنائیں گے اور امام سابقؑ کے داہنے بازو پر استادہ کریں گے۔ اس کے بعد آئمہؑ کے شیعوں کو طلب کر کے ان کے سامنے کھڑا کریں گے۔ ان سب کے بعد جناب فاطمہ زہرا علیہا السّلام کو شیعوں کی عورتوں اور بچّوں کے ساتھ بلائیں گے اور سب کے سب بے حساب بہشت میں داخل ہوں گے۔ پھر بحکمِ خدا ایک منادی عرش کے درمیان سے ندا کرے گا کہ اے محمدؐ (صلے اللہ علیہ وسلم) ابراہیمؑ تمہارے کیا اچھے باپ ہیں اور علیؑ تمہارے کیا اچھے بھائی ہیں اور کیا اچھے تمہارے فرزندزادے ہیں اور وہ حسن اور حسین علیہم السّلام ہیں اور کیا اچھا جنین ہے تمہارا محسن جو شکم میں شہید ہوا ہے اور امام زین العابدینؑ سے آخر آئمہ علیہم السّلام تک تمہاری ذرّیت سے کیا اچھے رہنما امام ہیں اور کیا اچھے شیعہ ہیں تمہارے شیعہ یقیناً محمدؐ اور اُن کے وصیؑ اور اُن کے فرزندزادے اور ان کی ذرّیت سے آئمہ سب کے سب کامیاب و رستگار ہیں۔ پھر اُن کو بہشت میں داخل ہونے کا حکم دیا جائے گا۔ یہ ہیں معنی قولِ خدا کے جو فرماتا ہے کہ "جو آتشِ جہنم سے دُور کیا جائے گا اور دروازۂ بہشت سے داخل کیا جائے گا یقیناً وُہ کامیاب ہے"۔

حضرت امام حسنؑ سے منقول ہے کہ حضرت ابراہیم علیہ السّلام کا سینہ کشادہ اور پیشانی بلند تھی۔ اور حضرت رسولؐ اکرم سے منقول ہے کہ فرمایا جو شخص ابراہیمؑ کو دیکھنا چاہے مجھ کو دیکھے۔

قیامت کے روز جناب ابراہیمؑ اور محمدؐ و آل محمدؐ کے مراتب کا اظہار

حدیث صحیح میں حضرت صادقؑ سے منقول ہے کہ حضرت ابراہیم علیہ السلام سے پہلے لوگوں کی داڑھی سفید نہیں ہوتی تھی۔ ایک روز ابراہیمؑ نے ایک سفید بال داڑھی میں دیکھا۔ پوچھا کہ خداوندا یہ کیا ہے؟ آپؑ کو وحی ہوئی کہ یہ وقار کا سبب ہے۔ عرض کی پروردگارا میرے وقار کو زیادہ کر۔

بسند معتبر حضرت امام محمد باقرؑ سے منقول ہے کہ ایک روز جب صبح کو حضرت ابراہیمؑ سو کر اُٹھے تو اپنی داڑھی میں ایک سفید بال دیکھا۔ فرمایا اَلْحَمْدُ لِلّٰہِ رَبِّ الْعَالَمِیْنَ کہ مجھے اُس نے اس عمر تک پہنچایا اور میں نے ایک چشم زدن کے لیئے بھی خدا کی نافرمانی نہیں کی۔

بسند معتبر حضرت امیرالمومنینؑ سے منقول ہے کہ پہلے زمانہ میں آدمی کتنا ہی بڈھا ہو جاتا مگر اس کے سر اور داڑھی کے بال سفید نہیں ہوتے تھے۔ اگر کسی مجمع میں کوئی شخص اپنے باپ دادا کے ساتھ موجود ہوتا تو کوئی اجنبی شخص باپ بیٹے میں تمیز نہ کر سکتا اور پوچھتا کہ ان میں سے کون باپ ہے کون بیٹا۔ جب حضرت ابراہیم علیہ السلام کا زمانہ آیا عرض کی خداوندا میرے لیئے ایک علامت قرار دے جس سے میں پہچانا جا سکوں۔ لہذا آپؑ کے سر اور داڑھی کے بال سفید ہو گئے۔

بسند معتبر مروی ہے کہ محمد بن عرفہ نے حضرت صادقؑ سے عرض کی کہ ایک جماعت کہتی ہے کہ ابراہیم خلیلؑ نے ختنہ کر کے اُسترہ ایک تالاب میں ڈال دیا؟ فرمایا سُبحان اللہ! ایسا نہیں ہے وُہ لوگ جھوٹ کہتے ہیں بلکہ پیغمبروں کا غلافِ ختنہ اور ناف بھی ساتویں روز گر جاتی ہے۔

دُوسری حدیث میں منقول ہے کہ حضرت ابراہیمؑ بہت ضیافت کرنے والے تھے۔ ایک روز کچھ لوگ آپ کے پاس آئے اور گھر میں کوئی چیز نہ تھی۔ حضرتؑ نے سوچا کہ اگر سقفِ خانہ کی لکڑی نکال کر نجّار کے ہاتھ بیچتا ہوں تو وُہ اُس سے بت تراشے گا۔ آخر مہمانوں کو تو ضیافت خانہ میں ٹھہرایا، اور ایک تھیلا لے کر صحرا میں گئے اور دُو رکعت نماز ادا کی۔ نماز سے فارغ ہُوئے تو تھیلا نہ پایا۔ سمجھے کہ خدا نے ان کے لیئے سامان مہیّا کر دیا ہے اور واپس مکان پر آئے تو سارہ کو دیکھا کہ کچھ پکا رہی ہیں پُوچھا کہ یہ چیزیں کہاں سے تم کو ملیں؟ کہا یہ وُہی ہیں جو کسی مرد کے ہاتھ آپؑ نے بھیجی ہیں۔ دراصل خدا نے جبرئیلؑ کو مامور کیا کہ جہاں ابراہیمؑ نے نماز ادا کی ہے وہاں کا بالو تھیلے میں بھر لیں اور ان پتھروں کو بھی جو پڑے ہوئے ہیں رکھ لیں (اور سارہ کے پاس پہنچا دیں) جبرئیلؑ نے تعمیل کی۔ حق تعالیٰ نے بالو کو صاف اور بھوسی دُور کیا ہُوا باجرہ، اور گول پتھروں کو شلغم اور لانبے پتھروں کو گاجر بنا دیا۔

بسند معتبر حضرت صادقؑ سے منقول ہے کہ جب کبھی تم میں سے کوئی شخص سفر میں

جائے اور واپس آئے تو اپنے اہل و عیال کے لئے جو کچھ میسّر ہو ضرور لائے خواہ پتھر ہی ہو کیونکہ حضرت ابراہیم علیہ السّلام پر جب معیشت میں تنگی ہوتی تھی اپنی قوم کے پاس جاتے تھے۔ اور اگر اُن لوگوں پر تنگی ہوتی تو واپس چلے آتے۔ ایک مرتبہ ناکام واپس آ رہے تھے۔ مکان کے قریب پہنچے تو خچّر سے اُترے اور خرجی کو بالو سے بھر لیا تاکہ سارہ سے شرمندگی نہ ہو۔ اور مکان میں داخل ہوئے۔ خرجی کو نیچے رکھا اور خود نماز میں مشغول ہو گئے۔ سارہ نے خرجی کو کھولا دیکھا کہ آٹے سے بھری ہوئی ہے اُس میں سے لے کر خمیر کیا اور روٹیاں پکائیں اور ابراہیمؑ کو کھانے کے لئے بلایا وُہ حضرتؑ نماز سے فارغ ہو کر آئے اور دریافت کیا کہ روٹیاں کہاں سے لائیں کہا اُسی آٹے کی ہیں جو خرجی میں تھا۔ ابراہیم علیہ السّلام نے سر آسمان کی جانب بلند کیا اور کہا کہ میں گواہی دیتا ہوں کہ تو ہی خلیل ہے۔ اور حق تعالیٰ نے ابراہیم علیہ السّلام کی تعریف قرآن میں فرمائی ہے کہ براوہ تھے جس کے معنی بہت سی حدیثوں میں دُعا کرنے والے کے وارد ہوئے ہیں۔

دوسری معتبر حدیث میں منقول ہے کہ دُنیا میں ایک ایسا وقت تھا جبکہ ایک شخص کے سوا کوئی خدا کی پرستش کرنے والا نہ تھا جیسا کہ حق تعالیٰ فرماتا ہے کہ اِنَّ اِبْرَاهِيْمَ كَانَ اُمَّةً قَانِتًا لِّلّٰهِ حَنِيْفًا ؕ وَّلَمْ يَكُ مِنَ الْمُشْرِكِيْنَ۔ (آیت ۱۲۰، سورۃ النحل پ ۱۴) جس کا ترجمہ یہ ہے کہ ابراہیمؑ لوگوں کے پیشوا، خدا کے لیے خاضع اور دُنیائے باطل سے دین حق کی طرف مائل انسان تھے اور مشرک نہ تھے۔" حضرتؑ نے فرمایا کہ ابراہیم علیہ السلام کے علاوہ اگر کوئی اور بھی ہوتا تو خدا اس کو بھی ابراہیمؑ کے ساتھ یاد فرماتا۔ وُہ مدّت دراز تک یوں ہی عبادت کرتے رہے یہاں تک کہ خدا نے اُن کو اسمٰعیل و اسحٰق (علیہم السّلام سے فرزند عطا فرمائے اور اُن)، کے ساتھ محبّت پیدا کر دی اور عبادت کرنے والے تین افراد ہو گئے۔

بسند معتبر حضرت صادقؑ سے منقول ہے کہ حق تعالیٰ نے ابراہیمؑ کو اپنا بندہ قرار دیا قبل اس کے کہ اُن کو اپنا پیغمبر قرار دے۔ اور پیغمبر قرار دیا قبل اس کے کہ رسُول بنائے اور رسُول بنایا قبل اس کے کہ امام بنائے۔ جب تمام عہدے اُن کو عطا کر چکا تو فرمایا کہ میں نے تم کو لوگوں کا امام بنایا۔ چونکہ ابراہیمؑ کی نگاہوں میں یہ مرتبہ بہت عظیم معلوم ہُوا، عرض کی کہ میری ذریّت میں سے بھی امام تو نے بنایا ہے؟ خدا نے فرمایا کہ میرا عہد امامت و خلافت ظالموں تک نہ پہنچے گا امامؑ نے فرمایا کہ بے وقوف اور احمق متقی و پرہیزگار کا امام نہیں ہو سکتا۔

بسندِ معتبر حضرت صادقؑ سے منقول ہے کہ سب سے پہلے جس نے پیر میں نعلین پہنے وُہ حضرت ابراہیم علیہ السّلام تھے۔

بسند معتبر حضرت امام محمّد باقرؑ سے منقول ہے کہ پہلے زمانہ میں لوگ بے خبر مر جاتے تھے

حضرت ابراہیمؑ کے منصب عہدہ امامت اور آپ کا اپنی ذریّت کے لئے امامت کی دعا کرنا

جب ابراہیم علیہ السلام کا زمانہ آیا عرض کی پروردگار موت کے لیئے کوئی علّت قرار دے جس سے میّت کو ثواب ہو اور صاحبِ مصیبت کے لیئے تسکین کا باعث ہو۔ لہٰذا حق تعالیٰ نے پہلے ذات الجنب اور سرسام کو بھیجا اور اس کے بعد دوسری بیماریاں پیدا کیں۔

بسند معتبر حضرت صادقؑ سے منقول ہے کہ ابراہیمؑ مہمانوں کے باپ تھے۔ یعنی مہمانوں کو بہت دوست رکھتے تھے۔ جب کوئی مہمان آپؑ کے پاس نہ ہوتا تھا تو حضرتؑ تلاش کرتے تھے۔ ایک روز گھر کے دروازوں کو بند کر کے مہمانوں کی تلاش میں باہر تشریف لے گئے۔ جب واپس آئے ایک شخص کو بصورتِ مرد مکان میں دیکھا فرمایا اے بندۂ خدا کس کی اجازت سے اس گھر میں داخل ہوا؟ اس نے تین مرتبہ کہا کہ اس مکان کے پروردگار کی اجازت سے۔ ابراہیمؑ نے سمجھا کہ وہ جبرئیلؑ ہیں اور اپنے پروردگار کی حمد بجا لائے۔ جبرئیلؑ نے کہا کہ تمہارے پروردگار نے مجھ کو اپنے ایک بندہ کے پاس بھیجا ہے جس کو اپنا خلیل بنایا ہے۔ حضرت ابراہیمؑ نے کہا کہ بتاؤ وہ کون ہے تاکہ میں زندگی بھر اس کی خدمت کروں۔ جبرئیلؑ نے کہا تم ہی وہ ہو۔ پوچھا مجھ کو خلیل کیوں قرار دیا ہے؟ جبرئیلؑ نے کہا اس لیئے کہ تم نے کسی سے کسی چیز کا سوال نہ کیا اور تم نے کسی کے سوال کو رد نہیں کیا۔

بسند صحیح حضرت امام محمد باقرؑ سے منقول ہے کہ ایک روز حضرت ابراہیمؑ گھر سے نکلے اور شہروں میں گھومنے پھرنے لگے تاکہ خدا کی مخلوقات سے عبرت حاصل کریں گھومتے گھومتے ایک بیابان میں پہنچے وہاں ایک شخص کو دیکھا کہ کھڑا ہوا نماز پڑھ رہا ہے اس کی آواز آسمان تک بلند ہے اور اس کا لباس جسم سے لپٹا ہوا ہے۔ حضرت ابراہیمؑ اس کے قریب کھڑے ہو کر تعجب سے اس کی نماز دیکھنے لگے پھر آپ بیٹھ گئے اور انتظار کرتے رہے تاکہ وہ نماز سے فارغ ہو۔ جب بہت زیادہ دیر ہوئی اس کو اپنے ہاتھ سے حرکت دی اور کہا کہ میں تجھ سے ایک حاجت رکھتا ہوں اپنی نماز مختصر کر۔ اس نے نماز ختم کی اور حضرت ابراہیمؑ سے مخاطب ہوا۔ حضرتؑ نے پوچھا تو کس کی نماز پڑھتا تھا؟ کہا ابراہیمؑ کے خدا کے لیئے۔ پوچھا ابراہیمؑ کا خدا کون ہے؟ اس نے کہا وہ جس نے تجھ کو اور مجھ کو خلق کیا ہے۔ ابراہیمؑ نے کہا تمہارا طریقہ مجھے پسند آیا۔ میں چاہتا ہوں کہ تم کو خدا کی خوشنودی کے لیئے بھائی بناؤں۔ بتاؤ تمہارا گھر کہاں ہے؟ تاکہ جب کبھی چاہوں تم سے ملاقات کر سکوں۔ اس نے کہا تم وہاں نہیں پہنچ سکتے اس لئے کہ درمیان میں ایک دریا حائل ہے جس کو تم عبور نہیں کر سکتے۔ ابراہیمؑ نے کہا تم کس طرح عبور کرتے ہو اس نے کہا

میں پانی پر چلتا ہوں۔ ابراہیمؑ نے کہا جس نے تمہارے لیئے پانی کو مسخر کیا ہے شاید میرے لیئے بھی کر دے۔ اُٹھو ہم دونوں چلیں اور آج رات تمہارے ساتھ ایک منزل میں گزاریں۔ غرض وُہ دونوں چلے۔ جب پانی کے قریب پہنچے اس مرد نے بسم اللہ کہا اور پانی پر روانہ ہُوا۔ ابراہیمؑ نے بھی بسم اللہ کہا اور پانی پر چلے۔ یہ دیکھ کر وہ شخص متعجب ہُوا۔ جب اس کے جائے قیام پر پہنچے، ابراہیمؑ نے پوچھا کہ تمہارا ذریعۂ معاش کیا ہے؟ اُس نے کہا تمام سال اس درخت کا میوہ جمع کرتا ہوں یہی میرا ذریعۂ معاش ہے۔ ابراہیمؑ نے پُوچھا تمام دنوں میں سخت ترین روز کون ہے؟ کہا جس روز خدا تمام خلائق کے اعمال کا اُن کو بدلہ دیگا۔ ابراہیمؑ نے کہا اچھا آؤ دُعا کریں کہ خدا ہم کو اُس روز کے شر سے محفوظ رکھے۔ اور دُوسری روایت میں ہے کہ ابراہیمؑ نے کہا یا تو تم دُعا کرو میں آمین کہوں یا میں دُعا کروں تم آمین کہو۔ اُس نے کہا کس واسطے ابراہیمؑ نے کہا مومن گناہ گاروں کے لیئے۔ عابد نے انکار کیا۔ پُوچھا کیوں؟ عابد نے کہا اس لیئے کہ تین سال سے دُعا کر رہا ہوں اب تک مستجاب نہیں ہوئی۔ اب شرم آتی ہے کہ خدا سے کوئی حاجت طلب کروں اور وُہ مقبول نہ ہو۔ ابراہیم علیہ السلام نے کہا خدا جب بندہ کو دوست رکھتا ہے اس کی دُعا کو محفوظ کر لیتا ہے تاکہ اس سے وُہ بندہ مناجات کرتا رہے سوال کرتا رہے اور مانگتا رہے۔ اور جب کسی بندہ کو دشمن رکھتا ہے اس کی دُعا کو جلد مستجاب کر لیتا ہے یا اُس کے دل میں مایوسی ڈال دیتا ہے تاکہ دُعا نہ کرے۔ پھر حضرتؑ نے اُس سے پُوچھا کہ وُہ کیا حاجت ہے جو خدا سے کرتے رہے ہو؟ عابد نے کہا ایک روز میں اپنی نماز کی جگہ پر کام میں مشغول تھا ناگاہ ایک نہایت حسین طفل اُدھر سے گزرا جس کی پیشانی سے نور ساطع تھا اور اُس کے کاکل پُشت پر لٹکے ہُوئے تھے وُہ چند گائیں چرا رہا تھا جن پر گویا روغن ملا ہُوا تھا۔ اُس کے ساتھ نہایت عمدہ اور موٹے تازے گوسفند بھی تھے۔ جو کچھ میں نے دیکھا مجھے بہت اچھا معلوم ہُوا۔ میں نے پُوچھا اے خوبصورت لڑکے یہ گائیں اور یہ گوسفند کس کے ہیں؟ اس نے کہا میرے۔ میں نے پُوچھا تم کون ہو؟ کہا میں ابراہیم خلیل خدا کا فرزند اسمٰعیلؑ ہوں۔ اس وقت میں نے دُعا کی اور خدا سے سوال کیا کہ وُہ اپنے خلیلؑ کو مجھے دکھا دے۔ حضرت ابراہیمؑ نے کہا میں ہی ابراہیم خلیلؑ الرحمٰن ہوں اور وُہ طفل میرا فرزند ہے۔ عابد نے کہا اَلْحَمْدُ لِلّٰہِ رَبِّ الْعَالَمِیْنَ کہ اُس نے میری دُعا قبول فرمائی۔ پھر اُس شخص نے ابراہیمؑ کے دونوں طرف چہرے کو بوسہ دیا اور ہاتھ ان کی گردن میں ڈال کر کہا ہاں اب دُعا کیجیے تاکہ میں آمین کہوں۔ تو ابراہیم علیہ السلام نے اُس روز سے قیامت تک کے مومنین و مومنات کے لیئے دُعا کی کہ خدا اُن کے گناہوں کو بخش دے اور اُن سے راضی ہو۔

اور عابد نے آپ کی دُعا پر آمین کہی۔ حضرت امام محمد باقرؑ نے فرمایا کہ ابراہیمؑ کی پُوری دُعا ہمارے قیامت تک کے گنہگار شیعوں کے شامل حال ہے۔ بعض روایتوں میں وارد ہوا ہے کہ اس عابد کا نام ماریا تھا اور وُہ اوس کا فرزند تھا اُس کی عمر چھ سو ساٹھ سال کی تھی۔

فصل دوم } حضرت ابراہیم علیہ السّلام کی ولادت سے بُت توڑنے کے وقت تک کے حالات اور آپ کے اور اُس وقت کے ظالموں کے درمیان جو واقعات ہُوئے خاص کر نمرود اور آزر کے ساتھ جو گزرے۔

حسن بلکہ صحیح سند کے ساتھ امام جعفر صادقؑ سے منقول ہے کہ آزر پدر[۱] ابراہیمؑ کنعان کا بیٹا تھا جو نمرود کا منجم تھا۔ اُس نے نمرود سے کہا کہ حساب نجوم سے مجھ کو معلوم ہُوا ہے کہ اس زمانہ میں ایک مرد پیدا ہو گا جو اس دین کو باطل کرے گا اور لوگوں کو دُوسرے دین پر بُلائے گا۔ نمرود نے کہا کس شہر میں پیدا ہو گا؟ اُس نے کہا اسی شہر میں۔ نمرود کا محل کوثاریا میں تھا جو کوفہ کے موضعات میں سے ایک موضع ہے۔ نمرود نے پُوچھا کہ وُہ شخص پیدا ہو چکا ہے؟ آزر نے کہا نہیں۔ تو نمرود نے کہا کہ مناسب ہے کہ مَردوں اور عورتوں میں جُدائی ڈلوا دوں۔ پھر اُس نے حکم دے دیا کہ مَردوں سے عورتوں کو جُدا کر دیا جائے۔ لیکن ابراہیمؑ کی ماں حاملہ ہُوئیں اور ان کا حمل ظاہر نہ ہُوا۔ جب ولادت کا زمانہ قریب آیا آپ کی ماں نے آزر سے کہا کہ مجھ کو کوئی بیماری ہے یا حیض شروع ہُوا ہے۔ میں چاہتی ہوں کہ تم سے علیحدہ رہوں۔ اس زمانہ میں یہ قاعدہ تھا کہ حیض یا مرض کی حالت میں عورتیں شوہروں سے الگ رہتی تھیں۔ غرض وُہ گھر سے نکل کر ایک غار میں چلی گئیں۔ وہیں حضرت ابراہیم علیہ السّلام پیدا ہوئے ان کو ایک کپڑے میں لپیٹ کر وہیں چھوڑا اور غار کے دروازے کو پتھر سے بند کر دیا اور اپنے گھر واپس آ گئیں۔ خداوند قادر و حکیم نے ابراہیمؑ کے لیے ان کے انگوٹھے میں دُودھ پیدا کر دیا وُہ اُسے چوسا کرتے تھے۔ کبھی کبھی اُن کی ماں اُن کے پاس آتی رہتی تھیں۔ نمرود نے ہر حاملہ عورت پر قابلہ مقرر کر رکھا تھا کہ جو لڑکا پیدا ہو اُس کو مار ڈالیں لہٰذا ابراہیم کی والدہ نے مارے جانے کے خوف سے ان کو غار میں پوشیدہ کر دیا تھا۔ ابراہیم علیہ السّلام ایک روز میں اس قدر بڑھتے تھے جس قدر دُوسرے بچّے ایک ماہ میں بڑھتے ہیں یہاں تک کہ غار ہی میں آپ تیرہ سال کے ہُوئے۔ ایک مرتبہ جب آپ کی والدہ آپ کو دیکھنے گئیں اور وہاں سے واپس ہونا چاہا تو حضرت ابراہیم علیہ السّلام نے اُن کو پکڑ لیا اور کہا مادر گرامی مجھ کو بھی باہر لے چلیے۔ انہوں نے کہا کہ اگر بادشاہ کو معلوم ہو جائے گا کہ تم اس زمانہ میں پیدا ہوئے ہو تو تم کو مار ڈالے گا۔ جب ابراہیمؑ کی ماں چلی گئیں تو ابراہیم علیہ السّلام

[۱] آزر ابراہیمؑ کا باپ نہ تھا جیسا کہ تفصیل کے ساتھ اس فصل کے آخر میں مؤلفؒ نے اس کی تردید فرمائی ہے۔ ۱۲ (مترجم)

ستارہ، چاند اور سورج کی پرستش کا بطلان۔

خود غار سے باہر آئے اُس وقت آفتاب غروب ہوچکا تھا اور ستارۂ زہرہ چمک رہا تھا۔ حضرتؑ
نے اُسے دیکھ کر فرمایا کیا یہ میرا پروردگار ہے۔ جب وُہ غروب ہوگیا کہا اگر یہ میرا خدا ہوتا، تو
حرکت نہ کرتا اور غائب نہ ہوتا۔ میں غروب ہونے والوں کو دوست نہیں رکھتا یعنی ان ہستیوں
کو جو غائب ہوجاتی ہیں۔ پھر مشرق سے جب چاند طلوع ہُوا حضرت ابراہیمؑ نے کہا
کیا یہ میرا خدا ہے۔ یہ زہرہ سے بہُت بڑا ہے۔ جب اُس میں حرکت ہُوئی اور وُہ
بھی زائل ہوگیا تو کہا اگر میرا پروردگار میری حفاظت نہ کرتا تو یقیناً میں گمراہ ہوتا۔ پھر
جب صبح ہُوئی اور آفتاب طلوع ہُوا اور اس کی شعاعوں نے عالم کو روشن کردیا ابراہیمؑ
نے کہا یہ سب سے بڑا اور سب سے بہتر ہے کیا یہ میرا خدا ہے۔ جب وُہ بھی متحرک ہُوا
اور زائل ہوگیا تو حق تعالیٰ نے آسمانوں کو کھول دیا۔ ابراہیمؑ نے عرش اور جو کچھ اُس پر ہے
سب دیکھا اور خدا نے ملکوت آسمان و زمین بھی دکھائے۔ اس وقت ابراہیم علیہ السّلام نے
کہا اے میری قوم والو جن کو تم خدا کا شریک کرتے ہو میں اُس سے بیزار ہوں میں نے تو اُس
کی طرف رُخ کیا ہے جس نے آسمانوں اور زمینوں کو نُور سے خلق کیا ہے اور میں اُس حال میں
دین باطل سے کترا کر دینِ حق کی طرف رغبت کرنے والا ہوں اور میں مشرکین میں سے نہیں ہوں
پھر آپ کی ماں آزر کے مکان میں آپ کو لے گئیں اور اپنے لڑکوں کے ساتھ ان کو چھوڑ دیا۔
جب آزر گھر میں آیا اور اس نے جناب ابراہیمؑ کو دیکھا پُوچھا یہ کون ہے جو اس سلطنت میں
زندہ بچ گیا حالانکہ بادشاہ تمام لوگوں کے بچّوں کو مارے ڈالتا ہے۔ انہوں نے کہا یہ تیرا
لڑکا ہے فلاں وقت پیدا ہُوا تھا جب کہ میں تجھ سے علیحدہ ہوگئی تھی۔ آزر نے کہا افسوس
ہے تجھ پر۔ اگر بادشاہ کو یہ خبر ہوگئی اُس کی نگاہوں میں میری کچھ عزّت نہ رہے گی۔ آزر نمرود کا
وزیر اور صاحب اختیار تھا اُس کے اور تمام لوگوں کے واسطے بھی بُت بناتا تھا اور اپنے
لڑکوں کو بیچنے کے لیئے دیتا تھا۔ بتخانہ اُس کے قبضہ میں تھا۔ ابراہیمؑ کی ماں نے کہا تجھ کو
کوئی خطرہ نہیں اگر بادشاہ مطلع نہ ہُوا میرا فرزند میرے پاس زندہ و موجود ہی رہے گا۔
اگر اُس کو خبر ہوگئی تو میں جواب دے لوں گی۔ جب کبھی آزر ابراہیم علیہ السّلام کی جانب
نگاہ کرتا اُس کا دل آپ کی محبّت سے لبریز ہوجاتا۔ پھر اُن کو بھی فروخت کرنے کے لیئے
بُت دینے لگا جس طرح کہ اُن کے بھائیوں کو دیتا تھا۔ ابراہیم علیہ السّلام بُت لے کر
اُس کی گردن میں رسّی باندھتے اور زمین پر کھینچتے ہوئے کہتے کہ کون ایسی چیز کا خریدار ہے
جو نہ نقصان پہنچا سکتی ہے نہ فائدہ۔ اور اُس کے بال پکڑ کر پانی میں ڈبوتے اور کہتے کہ
پی لو اور کچھ باتیں کرو۔ یہ سب باتیں آپ کے بھائیوں نے آزر سے بیان کیں۔ اُس نے

ابراہیمؑ کو بُلا کر منع کیا۔ لیکن کوئی فائدہ نہ ہُوا تو اُن کو اپنے مکان میں بند کر دیا اور باہر نکلنے نہیں دیا۔

بسند معتبر حضرت موسیٰ ابن جعفر سے منقول ہے کہ ابراہیمؑ ماہ ذی الحجہ کی پہلی تاریخ کو پیدا ہوئے۔

بسند صحیح حضرت صادقؑ سے منقول ہے کہ ابراہیمؑ کا باپ منجم نمرود کنعان کا بیٹا تھا۔ نمرود بغیر اُس کی رائے کے کوئی کام نہیں کرتا تھا اس لیئے ایک رات ستاروں پر نظر کی۔ صبح کو نمرود سے کہا کہ آج رات میں نے ایک امر عجیب مشاہدہ کیا اس نے پُوچھا کیا کہا میں نے دیکھا کہ اس ملک میں ایک لڑکا پیدا ہونے والا ہے جو ہم کو ہلاک کرے گا۔ اور عنقریب اُس کی ماں اُس سے حاملہ ہونے والی ہے۔ نمرود کو یہ سُنکر تعجب ہُوا اور پوچھا کیا کوئی عورت اُس سے حاملہ ہوگئی؟ اُس نے کہا نہیں۔ اس نے علم نجوم سے یہ معلوم کر لیا تھا کہ وُہ آگ میں جلایا جائے گا مگر یہ علم نہ ہو سکا کہ خدا اُس کو نجات دیدے گا۔ غرض یہ معلوم کر کے نمرود نے حکم دیا کہ مَردوں کو عورتوں سے علیحدہ کر دیا جائے۔ سب مَرد اپنی اپنی عورتوں کو چھوڑ کر شہر سے باہر چلے جائیں۔ اسی رات ابراہیمؑ کا حمل قرار پایا۔ اُن کے باپ کو حمل کا شُبہہ ہُوا تو قابلہ عورتوں کو بُلا کر ابراہیمؑ کی والدہ کا معائنہ کرایا تاکہ معلوم ہو جائے کہ حمل ہے یا نہیں۔ اس وقت خدا نے مادرِ ابراہیمؑ کے رحم میں جو کچھ تھا اُن کی پُشت میں چسپاں کر دیا۔ اُن عورتوں نے آزر سے آکر بیان کیا کہ آپ کی زوجہ میں حمل کی کوئی علامت نہیں ہے جب ابراہیمؑ پیدا ہوئے آزر نے چاہا کہ آپ کو بادشاہ کے پاس لے جائے۔ زوجہ نے کہا کہ اپنے بیٹے کو نمرود کے پاس نہ لے جا ورنہ وُہ اس کو مار ڈالے گا۔ رہنے دے مَیں اس کو ایک غار میں چھوڑ آتی ہوں وہیں وُہ مر جائے گا اور تو اس کے قتل کا سبب نہ ہوگا۔ اس نے مان لیا۔ مادر ابراہیمؑ آپ کو ایک غار میں لے گئیں۔ دُودھ پلا کر باہر نکلیں اور غار کے دروازہ کو پتھر سے بند کر کے واپس آئیں۔ خداوند عالم نے ان کی روزی کو اُن کے انگوٹھے میں مقرر فرمایا کہ وُہ اپنے انگوٹھے کو چُوستے تھے اُس سے دُودھ نکلتا تھا اور آپ پیتے تھے اور ایک روز میں اس قدر بڑھتے تھے کہ دُوسرے اطفال ایک ہفتہ میں۔ اور ایک ہفتہ میں اتنے بڑے ہوتے تھے جتنا دُوسرے بچے مہینہ میں اور ہر مہینہ میں اس قدر بڑھتے تھے جس قدر دُوسرے ایک سال میں۔ غرض دن گزرتے گئے ایک روز آپ کی ماں آزر سے اجازت لے کر غار میں آئیں۔ دیکھا کہ ابراہیم علیہ السلام زندہ ہیں اور آپ کی آنکھیں دو چراغ کے مانند روشن ہیں۔ ان کو سینہ سے لگایا، پھر دُودھ پلا کر واپس آئیں اُن کے باپ نے ابراہیمؑ کا حال

پُوچھا، کہا وُہ مرگیا۔ مَیں نے اُس کو خاک میں چھپا دیا۔ ایک عرصہ تک یوں ہی ہوتا رہا کہ جب آزر کسی کام کے لیئے چلا جاتا آپ کی والدہ آپ کے پاس آتیں اور دُودھ پلا کر چلی جاتی تھیں جب ابراہیمؑ گھٹنوں چلنے لگے ایک روز آپ کی ماں غار میں آئیں اور دُودھ پلا کر واپس جانے لگیں تو ابراہیمؑ اُن سے لپٹ گئے اور کہا کہ مجھے بھی اپنے ساتھ لے چلو۔ ماں نے کہا صبر کرو، مَیں تمہارے باپ سے اجازت لے لوں۔ ابراہیمؑ غیبت کے زمانہ میں ہمیشہ اپنے کو پوشیدہ رکھتے اور امرِ دین کو چھپاتے رہے۔ پھر جب حکم خدا ہُوا، ظاہر ہُوئے اور علانیہ دینِ خدا کی تبلیغ شروع کی۔ خدا نے اُن کے حق میں اپنی قدرت کا اظہار کیا۔

دُوسری روایت میں جناب رسالتمآبؐ سے منقول ہے کہ ابراہیمؑ کی ماں اور باپ طاغی بادشاہ کے ملک سے بھاگے۔ ان کی ولادت چند ٹیلوں کے نیچے ایک بڑی نہر کے کنارے جس کو خرزان کہتے تھے غروب آفتاب سے شب ہونے تک ہوئی۔ جب ابراہیمؑ زمین پر آئے اپنے دونوں ہاتھوں کو چہرہ پر مَلا اور کئی بار اَشْهَدُ اَنْ لَآ اِلٰهَ اِلَّا اللّٰهُ فرمایا اور کپڑے لے کر پہن لیے اس عجیب حال کے مشاہدہ سے اُن کی ماں پر سخت خوف طاری ہُوا۔ پھر حضرتؑ اپنی ماں کے سامنے راستہ پر کھڑے ہو گئے اور آسمان کی جانب نظر کی۔ پھر ان ستاروں کو خالق آسمان و زمین پر دلیل میں لائے جیسا کہ خدا نے اُن کی زبانی قرآن میں ذکر کیا ہے۔

علی بن ابراہیمؒ نے روایت کی ہے کہ حضرت ابراہیم علیہ السّلام نے اپنی قوم کو بُت پرستی سے منع کیا اور اُن پر اس بارے میں حجتیں اور دلیلیں تمام کیں لیکن اُن لوگوں نے نہ مانا۔ آخر عید کا دن آیا۔ نمرود اور رعایا میں سے تمام لوگ عید گاہ چلے گئے لیکن ابراہیمؑ نے اُن کے ساتھ جانا پسند نہ کیا تو اُن لوگوں نے آپ کو بتخانے کی نگرانی سپرد کی اُن کے جانے کے بعد ابراہیمؑ نے کچھ کھانا لیا اور بُتخانہ میں گئے۔ ایک ایک بُت کے پاس کھانا لے جاتے تھے اور کہتے تھے کہ کھا لو اور بات کرو۔ جب کچھ جواب نہ ملتا تھا تو تیشہ اُٹھا کر اُس کا ہاتھ اور پیر توڑ ڈالتے تھے۔ اسی طرح ان تمام بتوں کے ساتھ کیا اور تیشہ کو سب سے بڑے بُت کی گردن میں لٹکا دیا جو صدر بتخانہ میں نصب تھا۔ جب بادشاہ اور تمام امرا و لشکری و رعایا عید گاہ سے واپس آئے اپنے بُتوں کو ٹوٹا ہوا دیکھا کہنے لگے کہ جس نے بھی یہ حرکت ہمارے خداؤں کے ساتھ کی ہے اُس نے اپنے اُوپر ظلم کیا ہے وُہ قتل کیا جائے گا۔ لوگوں نے کہا وہی آزر کا فرزند ابراہیمؑ ہے جو ان خداؤں کو بُرا کہتا ہے۔ پھر حضرتؑ کو نمرود کے پاس لائے۔ نمرود نے آزر سے کہا کہ تو نے مجھ سے خیانت کی اور اس لڑکے کو مجھ سے چھپا رکھا۔ اُس نے کہا اے بادشاہ

یہ اُس کی ماں کی حرکت ہے۔ وُہ کہتی ہے کہ اس بارے میں میرے پاس جواب ہے۔ نمرود نے ابراہیمؑ کی والدہ کو طلب کیا اور پُوچھا کہ تُو نے اس لڑکے کو کس سبب سے مجھ سے چھُپایا اس نے ہمارے خداؤں کے ساتھ جو کچھ کیا دیکھ لے۔ آپ کی ماں نے کہا اے بادشاہ میں نے یہ فعل تیری رعایا کی مصلحت کے لئے کیا ہے جبکہ میں نے دیکھا کہ تُو اپنی رعایا کی اولاد کو مارے ڈالتا ہے اور اُن کی نسل کو برباد کر رہا ہے تو میں نے سوچا کہ اگر میرا یہ فرزند وہی لڑکا ہوگا جس کی خبر بذریعہ نجوم معلوم کی گئی ہے تو میں بادشاہ کو دے دوں گی کہ اس کو مار ڈالے اور لوگوں کے بچوں کے قتل سے باز آجائے، اور اگر یہ وہی لڑکا نہیں ہے تو میرا فرزند زندہ و سلامت بچ جائے گا۔ اب اس پر تجھے اختیار ہے جو چاہے کر اور لوگوں کے قتل سے باز آ۔ نمرود نے یہ جواب پسند کیا اور اس کی رائے مناسب سمجھی۔ پھر ابراہیمؑ سے پوچھا کہ ہمارے خداؤں کے ساتھ یہ حرکت کس نے کی ہے؟ ابراہیمؑ نے کہا یہ حرکت ان کے بڑے کی ہے پُوچھ لو اگر یہ بول سکتے ہوں۔ یہ سُنکر نمرود نے ابراہیمؑ کے بارے میں اپنی قوم سے مشورہ کیا۔ سب نے کہا کہ اس کو جلا کر اپنے خداؤں کی مدد کرو۔ حضرت صادقؑ نے فرمایا کہ نمرود اور اُس کے تمام ساتھی حرامزادے تھے جو پیغمبر کے مار ڈالنے پر بہت جلد راضی ہوگئے۔ اور فرعون اور اُس کے ساتھی حلال زادہ تھے جنہوں نے یہ رائے دی کہ موسیٰؑ اور اُن کے بھائی کو چھوڑ دو، اور ساحروں کو جمع کرو اور مقابلہ کراؤ۔ انہوں نے اُن کے مار ڈالنے کا حکم نہ دیا کیونکہ پیغمبر یا امام کے قتل پر سوائے زنا زادوں کے کوئی راضی نہیں ہوتا۔ الغرض ابراہیمؑ کو قید کرلیا اور اُن کے جلانے کے لیئے لکڑیاں جمع کیں۔ جس روز ابراہیمؑ کو آگ میں ڈالنا قرار پایا تھا نمرود مع لشکر کے آیا۔ اس کے واسطے ایک بلند مقام تیار کیا گیا تھا جہاں سے وُہ ابراہیمؑ کو جلتے ہوئے دیکھ سکے۔ غرض ابراہیمؑ لائے گئے لیکن کسی کو جراُت نہ ہُوئی کہ آگ کے قریب جاسکے اور اُس میں اُن کو ڈالے کیونکہ آگ کی زیادتی اور حرارت کے سبب اس کے گرد ایک فرسخ تک طائر اُڑ نہیں سکتے تھے۔ اس وقت شیطان آیا اور ان کو منجنیق کی تعلیم دی تو ابراہیمؑ علیہ السّلام کو منجنیق میں بٹھایا۔ آزر نے آکر آپ کے روئے مُبارک پر طمانچہ مارا اور کہا اپنے خیالات سے باز آ۔ حضرتؑ نے قبول نہ کیا۔ اس وقت آسمان و زمین سے فریاد بلند ہُوئی اور کائنات کی ہر شئے نے ابراہیمؑ کی امداد کی خواہش کی۔ زمین نے کہا پروردگارا مجھ پر سوائے ابراہیمؑ کے تیری عبادت کرنے والا کوئی نہیں ہے کیا تُو راضی ہے کہ لوگ اُسے جلادیں۔ فرشتوں نے کہا تیرے خلیل ابراہیمؑ کو لوگ جلاتے ہیں۔ حق تعالیٰ نے فرمایا اگر مجھ سے وُہ مدد طلب کریگا تو یقیناً قبول کروں گا۔ جبرئیلؑ نے کہا خداوندا تیرے خلیل ابراہیم علیہ السّلام کے سوا زمین پر

تیری عبادت کوئی کرنے والا نہیں۔ تُو نے اُن کے دشمنوں کو اُن پر مسلّط کر دیا ہے تاکہ اُن کو آگ میں جلا دیں۔ حق تعالیٰ نے فرمایا کہ خاموش ہو۔ ایسی بات تیرے ایسا بندہ کہہ سکتا ہے جو ڈرتا ہے کہ کوئی امر اس کے قبضۂ و اختیار سے باہر ہو جائے گا۔ وُہ میرا بندہ ہے جس وقت چاہوں گا اُس کو بچا لوں گا۔ اگر وُہ مجھ سے دُعا کرے گا میں قبول کروں گا۔ پھر ابراہیمؑ نے اپنے پروردگار سے بصد اخلاص عرض کی۔ یَا اَللّٰہُ یَا وَاحِدُ یَا اَحَدُ یَا مَنْ لَمْ یَلِدْ وَلَمْ یُوْلَدْ وَلَمْ یَکُنْ لَّہٗ کُفُوًا اَحَدٌ نَجِّنِیْ مِنَ النَّارِ بِرَحْمَتِکَ ۔ اس وقت جبرئیلؑ نے حضرتؑ سے ہوا میں ملاقات کی جب کہ وُہ منجنیق سے جُدا ہو چکے تھے اور پُوچھا کہ اے ابراہیمؑ کوئی حاجت مجھ سے ہے؟ آپ نے فرمایا تم سے کوئی حاجت نہیں ہے۔ لیکن عالموں کے پروردگار سے میری حاجت ضرور ہے۔ اُس وقت جبرئیلؑ نے ان کو ایک انگوٹھی دی جس پر نقش تھا۔ لَآ اِلٰہَ اِلَّا اللّٰہُ مُحَمَّدٌ رَّسُوْلُ اللّٰہِ اَلْجَأْتُ ظَھْرِیْ اِلَی اللّٰہِ وَاَسْنَدْتُ اَمْرِیْ وَفَوَّضْتُ اَمْرِیْ اِلَی اللّٰہِ ۔ پھر خدا نے آگ کو وحی کی کہ کُوْنِیْ بَرْدًا ۔ یعنی سرد ہو جا اس میں اس قدر ٹھنڈک پیدا ہوئی کہ سردی کی وجہ سے حضرت ابراہیم علیہ السلام کے دانت بجنے لگے یہاں تک کہ خدا نے فرمایا وَسَلٰمًا عَلٰٓی اِبْرٰھِیْمَ اور ابراہیمؑ کے لئے باعث سلامتی ہو۔ وہاں جبرئیلؑ آئے اور آپ کے ساتھ بیٹھ کر گفتگو میں مشغول ہوئے، اُن کے چاروں طرف گل و لالہ پیدا ہو گئے۔ جب نمرود ملعون نے یہ عجیب کیفیت مشاہدہ کی کہنے لگا کہ اگر کوئی شخص خدا اختیار کرے تو ابراہیمؑ کے خدا کے ایسا خدا اختیار کرے اس وقت نمرود کے ایک بہت بڑے رفیق نے کہا کہ میں نے آگ کو قسم دیدی تھی کہ ابراہیمؑ کو نہ جلاوے۔ اسی وقت ایک گرز آتشیں آگ میں سے اُس بدبخت کی طرف آیا اور اُس کو جلا ڈالا۔ نمرود نے ابراہیمؑ کو دیکھا کہ ایک سبز باغ میں بیٹھے ہوئے ایک مردِ پیر سے گفتگو کر رہے ہیں۔ اُس نے آزر سے کہا کہ کس قدر گرامی ہے تیرا فرزند اپنے پروردگار کے نزدیک۔ چھپکلی آگ کو پھُونکتی تھی اور مینڈک اُس پر پانی لاکر ڈالتا تھا تاکہ اُسے بجھا دے۔ اور جب خدا نے آگ پر وحی کی کہ سرد ہو جا تین روز تک دُنیا کی تمام آگ میں گرمی باقی نہ رہی تھی۔

علی بن ابراہیمؒ نے روایت کی ہے کہ جب نمرود نے ابراہیمؑ کو آگ میں ڈالا اور وُہ ان پر سرد اور سلامتی کا سبب ہو گئی اور آپ زندہ و سلامت باہر آئے تو نمرود نے پُوچھا اے ابراہیمؑ تمہارا پروردگار کون ہے؟ ابراہیمؑ نے کہا میرا پروردگار وُہ ہے جو زندہ کرتا ہے اور مُردہ بناتا ہے۔ نمرود نے کہا میں بھی زندہ کرتا ہوں اور مار ڈالتا ہوں۔ ابراہیمؑ نے پُوچھا

تو کیونکر زندہ کرتا اور مار ڈالتا ہے؟ نمرود ملعون نے دو آدمیوں کو زندان سے بلوایا جو واجب القتل تھے۔ اس نے ایک کو قتل کیا اور دوسرے کو چھوڑ دیا۔ ابراہیم علیہ السلام نے فرمایا کہ اگر تو سچا ہے تو جس کو قتل کیا ہے اُسے زندہ کر۔ پھر ابراہیمؑ نے کہا کہ میرا پروردگار آفتاب کو مشرق سے نکالتا ہے تو مغرب سے نکال۔ وہ کافر مبہوت اور عاجز ہو کر رہ گیا۔

بسند ہائے معتبر حضرت امام رضا علیہ السلام سے منقول ہے کہ جب ابراہیمؑ کو منجنیق میں رکھا جبرئیلؑ غضبناک ہوئے۔ خدا نے وحی فرمائی کہ کس چیز نے تجھ کو غضبناک کیا۔ جبرئیلؑ نے کہا خداوندا ابراہیمؑ تیرے خلیل ہیں اور زمین پر اُن کے سوا کوئی نہیں ہے جو تیری یکتائی کے ساتھ پرستش کرے۔ اپنے اور اُن کے دشمن کو تو نے اُن پر مسلط کر دیا ہے۔ حق تعالیٰ نے فرمایا کہ خاموش ہو تیرے ایسا بندہ عجلت کر سکتا ہے جس کو خوف ہوتا ہے کہ معاملہ اُس کے اختیار سے باہر ہو جائے گا۔ وہ میرا بندہ ہے۔ میں جس وقت چاہوں گا اُس کو بچالوں گا۔ یہ سُن کر جبرئیلؑ خوش ہو گئے اور ابراہیم علیہ السلام کے پاس آئے اور کہا آپ کی کوئی حاجت ہے؟ ابراہیم علیہ السلام نے فرمایا تم سے کوئی حاجت نہیں۔ پس خدا نے ان کے واسطے ایک انگوٹھی بھیجی جس پر چھ کلمے نقش تھے۔ لَآ اِلٰهَ اِلَّا اللّٰهُ مُحَمَّدٌ رَّسُوْلُ اللّٰهِ لَا حَوْلَ وَ لَا قُوَّةَ اِلَّا بِاللّٰهِ فَوَّضْتُ اَمْرِیْ اِلَی اللّٰهِ وَ اَسْنَدْتُ اَمْرِیْ اِلَی اللّٰهِ حَسْبِیَ اللّٰهُ۔ اور وحی فرمائی کہ انگوٹھی کو ہاتھ میں پہن لو تاکہ میں آگ کو تم پر سرد اور باعث سلامتی کروں۔

بسندِ معتبر منقول ہے کہ حضرت صادقؑ سے لوگوں نے پوچھا کہ موسیٰؑ بن عمران نے جب فرعون کے جادوگروں کے عصاؤں اور رسیوں کو دیکھا تو اُن پر خوف کیوں طاری ہوا، اور ابراہیمؑ کو جب منجنیق میں رکھ کر آگ میں ڈالا تو وہ نہ ڈرے؟ فرمایا کہ ابراہیمؑ کو محمدؐ و علیؑ و فاطمہؑ و حسنؑ وحسین علیہم السلام اور امام حسین علیہ السلام کے امام فرزندوں کے انوار مقدسہ پر جو ابراہیمؑ کی پُشت میں تھے اعتماد و بھروسہ تھا اس لیئے وہ نہیں ڈرے۔ اور چونکہ موسیٰؑ کے صلب میں یہ انوار نہ تھے اس لیئے اُن کو خوف ہُوا۔

حدیث معتبر میں حضرت صادقؑ سے منقول ہے کہ چار اشخاص تمام روئے زمین کے بادشاہ ہوئے۔ دو مومن حضرت سلیمان بن داوٗدؑ اور ذوالقرنینؑ۔ اور دو کافر بخت نصّر اور نمرود۔

حضرت صادقؑ سے منقول ہے کہ منجنیق دُنیا میں سب سے پہلے حضرت ابراہیمؑ کے لیئے کوفہ میں ایک نہر کوثار نامی کے کنارے بنائی گئی اور وہ قریہ قنطانا میں تھی۔ اُس منجنیق کو شیطان نے بنایا اور جب ابراہیمؑ کو منجنیق میں بٹھایا تاکہ آگ میں ڈالیں۔ جبرائیلؑ آئے اور کہا اَلسَّلَامُ عَلَیْكَ یَآ اِبْرَاهِیْمُ وَرَحْمَةُ اللّٰهِ وَبَرَکَاتُهٗ۔ کیا آپ کی کوئی حاجت ہے؟

فرمایا تم سے نہیں۔ اس وقت خدا نے آگ سے خطاب فرمایا کہ سرد ہو جا۔

بسندِ معتبر حضرت صادقؑ سے منقول ہے کہ جب ابراہیمؑ کے لئے آگ روشن کی گئی تمام زمین کے جانوروں نے خدا سے شکایت کی اور اجازت طلب کی کہ آگ کو برطرف کردیں خدا نے سوائے مینڈک کے کسی کو اجازت نہ دی۔ دو تہائی آگ جل گئی ایک تہائی رہ گئی۔

دُوسری حدیث میں پشہ کی حکمت کے بارے میں فرمایا کہ خدا نے اس کو بعض طائروں کی روزی قرار دیا ہے لیکن خود اُس نے سرکش پشہ نمرود کو ذلیل کیا جس نے کہ خدا سے سرکشی کی تھی اور اس کی پروردگاری سے انکار کیا تھا۔ اس نے اُس پر سب سے کمزور مخلوق کو مسلّط کیا تاکہ اُسے اپنی قدرت و عظمت دکھلادے۔ پس اُس نے اس پشہ کی ناک میں داخل ہو کر اُس کو مار ڈالا۔

حضرت امیرالمومنینؑ سے معتبر سند کے ساتھ منقول ہے کہ چہار شنبہ کے روز ابراہیمؑ کو آگ میں ڈالا اور اُسی روز نمرود پر پشہ کو مسلّط کیا گیا[1]

اکثر مؤرخوں اور بعض مفسّروں نے ذکر کیا ہے کہ آگ سے نجات کے بعد ابراہیم علیہ السّلام نے نمرود کو دینِ حق کی دعوت دی۔ اُس شقی نے کہا کہ میں تمہارے خدا سے جنگ کروں گا۔ اور ایک دن مقرر کیا۔ اس روز نمرود بے شمار لشکر لے کر میدان میں آیا۔ ابراہیمؑ تنہا اس کے مقابلہ میں کھڑے ہوئے یہاں تک کہ حق تعالیٰ نے اتنے مچھروں کو بھیجا جن سے فضا تاریک ہوگئی اور وہ لشکر والوں پر حملہ آور ہوئے اور ان کے سر اور ناک میں لپٹ گئے یہانتک کہ سب کے سب بھاگ کھڑے ہوئے۔ نمرود بھی خجل اور منفعل واپس آیا لیکن پھر بھی ایمان نہ لایا۔ تو خدا نے ایک کمزور مچھر کو حکم دیا کہ اُس کے دماغ میں گھس جائے۔ وُہ اس کے دماغ میں جا کر اس کا مغز کھانے لگا۔ وُہ اس قدر بے چین ہُوا کہ چند آدمیوں کو مقرر کیا کہ گرز ہائے گراں سے اُس کے سر پر ماریں کہ شاید اس سے اس کے اضطراب میں تسکین ہو۔ اسی حالت میں چالیس سال گزرے اور وُہ ایمان نہ لایا بالآخر جہنّم واصل ہُوا۔

بسند ہائے معتبر حضرت موسیٰ بن جعفرؑ سے منقول ہے کہ جہنّم میں ایک وادی ہے۔ جس کو سقر کہتے ہیں جس روز سے کہ خدا نے اس کو پیدا کیا ہے اُس نے سانس نہیں لی ہے اگر خدا اس کو اجازت دیدے کہ سُوئی کے سوراخ کے برابر سانس لے تو یقیناً رُوئے زمین

[1] مؤلف فرماتے ہیں کہ ان احادیث سے ظاہر ہوتا ہے کہ نمرود اور پشہ کا قصّہ صحیح ہے لیکن اس کی تفصیل کسی معتبر حدیث میں نظر سے نہیں گزری۔ ۱۲ منہ

پر جو کچھ ہے سب کو جلا دے۔ اس وادی کی گرمی، بدبُو اور نجاست و عذاب سے جو حق تعالیٰ نے اس میں رہنے والوں کے لئے مہیّا کیا ہے اہل جہنّم بھی پناہ مانگتے ہیں۔ اس میں ایک پہاڑ ہے جس کی حرارت و گندگی و نجاست سے جو خدا نے اس میں رہنے والوں کے لیئے پیدا کیا ہے اس وادی والے پناہ مانگتے ہیں۔ اس پہاڑ میں ایک درّہ ہے جس کی حرارت و نجاست و گندگی سے جو خدا نے اس میں رہنے والوں کے لئے تیار کیا ہے پہاڑ والے پناہ مانگتے ہیں۔ اس درّہ میں ایک کنواں ہے کہ درّہ والے اس کی گرمی و بدبُو اور عذابوں سے جو خدا نے اُس میں رہنے والوں کے لیئے پیدا کیا ہے پناہ مانگتے ہیں۔ اس کنویں میں ایک سانپ ہے کہ تمام کنویں والے اس سانپ کی خباثت زہر وغیرہ سے جو خدا نے اس میں پیدا کیا ہے پناہ مانگتے ہیں۔ اس سانپ کے شکم میں سات صندوق ہیں جس میں گذشتہ اُمتوں میں سے پانچ اشخاص ہوں گے۔ قابیل جس نے ہابیلؑ کو قتل کیا، نمرودؔ جس نے ابراہیمؑ کے ساتھ خدا کے بارے میں تکرار کی کہ میں بھی زندہ کرتا ہوں اور مارتا ہوں۔ فرعونؔ جس نے کہا کہ میں تمہارا بڑا خدا ہوں۔ یہوداؔ جس نے یہودیوں کو گمراہ کیا اور پولسؔ جس نے نصاریٰ کو گمراہ کیا۔ اور دو اشخاص اس اُمّت کے ہوں گے۔

بسند معتبر حضرت امام رضا علیہ السّلام سے منقول ہے کہ جب ابراہیم علیہ السّلام کو آگ میں ڈالا، آپؑ نے ہمارے حق کے ساتھ دُعا کی تو خدا نے اُن پر آگ کو سرد و سلامت کر دیا۔

بسند ہائے معتبر حضرت امام محمّد باقرؑ و امام جعفر صادق علیہم السّلام سے منقول ہے کہ جس روز حضرت ابراہیم علیہ السّلام کو آگ میں ڈالا اُن کی یہ دُعا تھی:۔ یَا اَحَدُ یَا اَحَدُ یَا صَمَدُ یَا مَنْ لَمْ یَلِدْ وَلَمْ یُوْلَدْ وَلَمْ یَکُنْ لَّهٗ کُفُوًا اَحَدٌ تَوَکَّلْتُ عَلَى اللهِ۔ حق تعالیٰ نے آگ کو وحی کی کہ ابراہیمؑ پر سرد اور باعثِ سلامتی ہو جا۔ پس تین روز تک دُنیا میں کوئی آگ سے حرارت حاصل نہ کر سکا اور پانی تک گرم نہ ہُوا۔ نمرود کے لیئے ایک بلند عمارت بنائی گئی تھی۔ تین روز کے بعد وُہ آزر کے ساتھ اس عمارت پر آیا اور آگ میں دیکھا کہ ابراہیم علیہ السّلام ایک سبز باغ میں بیٹھے ہُوئے ایک ضعیف آدمی کے ساتھ گفتگو کر رہے ہیں۔ نمرود نے آزر سے کہا کہ کس قدر گرامی ہے تیرا فرزند اپنے پروردگار کے نزدیک۔ پھر نمرود نے حضرت ابراہیم علیہ السّلام سے کہا کہ ہمارے شہر سے چلے جاؤ ایک شہر میں میرے ساتھ نہ رہو۔

بسند موثق حضرت صادقؑ سے منقول ہے کہ جب یوسفؑ نمرودؔ کے پاس گئے اُس نے کہا ابراہیمؑ تمہارا کیا حال ہے۔ فرمایا میں ابراہیم نہیں ہوں بلکہ یوسفؑ پسر یعقوبؑ پسر اسحٰقؑ پسر ابراہیمؑ ہُوں۔ وُہ وُہی نمرود تھا جس نے ابراہیمؑ سے اُن کے پروردگار کے بارے میں تکرار کی تھی۔ وُہ

چارسو سال جوان رہا۔

بسند معتبر حضرت امام زین العابدینؑ سے منقول ہے کہ جب ابراہیمؑ آگ میں ڈالے گئے، جبرئیلؑ اُن کے لیئے بہشت سے ایک پیراہن لائے اور اُن کو پہنایا اس سبب سے آگ برطرف ہوگئی اور آپ کے گرد درخت نرگس روئیدہ ہوگیا۔ وہی پیراہن حضرت یوسفؑ کے پاس تھا جس کو انہوں نے جب مصر میں نکالا تو حضرت یعقوب علیہ السّلام نے اُس کی بُو دن میں سُونگھی اور فرمایا کہ یوسفؑ کی بُو آرہی ہے [۱]

بسند معتبر حضرت صادقؑ سے منقول ہے کہ حضرت ابراہیمؑ نے جس روز بُتوں کو توڑا وُہ نوروز کا دن تھا۔ امام حسن عسکریؑ کی تفسیر میں مذکور ہے کہ جناب رسالتمآبؐ نے فرمایا کہ خدا نے بحق محمدؐ وآل محمدؐ نوحؑ کو سختی اور شدید غم سے نجات دی۔ اُنہی کی برکت سے ابراہیمؑ پر آگ کو سرد و باعث سلامتی قرار دیا اور اُس میں اُن کو کُرسی اور ایسے نرم بستر پر متمکن فرمایا کہ اُس کے مثل اُس شیطان بادشاہ نے نہ دیکھا تھا اور نہ دُنیا میں کسی بادشاہ کو میسّر ہُوا تھا۔ اور خدا نے اُس آگ میں درختانِ سبز خوش منظر، پھول اور شگوفے اور سبزے ایسے پیدا کیئے جو چاروں فصلوں میں نہیں میسّر آتے۔

نمرود ملعون کا آسمان پر جانے کی کوشش کرنا۔

حدیث معتبر میں حضرت امیرؑ المومنین سے منقول ہے کہ جب نمرود نے چاہا کہ آسمان کا حال دریافت کرے چار کرگس گرفتار کیئے اور اُن کی تربیّت کی۔ اور لکڑی کا ایک صندوق بنایا۔ اس میں ایک شخص کو بٹھایا۔ اور کرگسوں کو چند روز بھوکا رکھا۔ پھر اُس صندوق کے پایہ سے باندھ دیا۔ اور صندوق کے بیچ میں ایک لکڑی لگا کر اس میں گوشت لٹکایا تو وُہ بھوکے کرگس گوشت کھانے کی کوشش میں اُڑے اور تابوت کو مع اُس مَرد کے آسمان کی جانب لے گئے اور اس قدر بُلند کیا کہ اُس نے جب زمین کی جانب دیکھا پہاڑ مثل مورچہ کے معلوم ہونے لگے اور آسمان کو دیکھا تو وُہ اتنا ہی بُلند نظر آیا۔ پھر ایک زمانہ کے بعد زمین کی جانب نگاہ کی تو پانی کے سوا کچھ نہ معلوم ہُوا اور جب آسمان کو دیکھا وُہ اتنا ہی بلند تھا جیسا کہ پہلے دکھائی دیتا تھا۔ پھر ایک مدّت تک اُوپر چلے گئے۔ پھر جب زمین کو دیکھا کچھ نہ دکھائی دیا۔ آسمان کو دیکھا تو وُہ اُتنا ہی بُلند تھا۔ آخر تاریکی میں پڑ گیا کہ نہ آسمان دکھائی دیتا تھا نہ زمین۔ اُس کو خوف ہُوا اور گوشت کو تابوت کے نیچے لٹکا دیا۔ کرگسوں نے

---

[۱] مولّف فرماتے ہیں کہ ان احادیث میں کوئی منافات نہیں ہے۔ ممکن ہے کہ یہ سب واقع ہُوا ہو۔ اور ابراہیمؑ نے ان دُعاؤں کو پڑھا ہو اور رسولؐ خدا اور ائمہ طاہرین کو شفیع قرار دیا ہو اور حق تعالیٰ نے ان کے لیئے پیراہن اور انگوٹھی بھیجی ہو اور آگ سے بَرْدًا وَّ سَلَامًا فرمایا۔ ۱۲ منہ۔

سر نیچے کیا اور زمین پر آئے [1]

بسندِ معتبر حضرت صادقؑ سے منقول ہے کہ حضرت ابراہیم علیہ السّلام کا محلِّ ولادت کوثاریا تھا جو کوفہ کے مقامات میں سے تھا۔ آپ کے باپ بھی وہیں کے رہنے والے تھے۔ آپ کی ماں اور لوطؑ کی والدہ دونوں بہنیں تھیں یعنی سارہ اور ورقہ۔ یہ دونوں لاحج کی بیٹیاں تھیں جو عذابِ الٰہی سے ڈرانے والے پیغمبر تھے لیکن رسول نہ تھے۔ ابراہیمؑ ابتدائے طفولیت میں اسی فطرت پر تھے جس پر کہ حق تعالیٰ نے تمام انسانوں کو خلق فرمایا ہے یہاں تک کہ خدا نے اپنے دین کی جانب اُن کی ہدایت فرمائی اور ان کو برگزیدہ فرمایا اور ابراہیمؑ نے اپنی خالہ کی بیٹی سارہ کو تزویج کیا اور اپنے نکاح میں لائے۔ سارہ فارغ البال تھیں۔ ان کے پاس بہت زمینیں اور مویشی تھے۔ آپ نے اپنے تمام اموال حضرت ابراہیمؑ کو بخش دیئے۔ حضرت ابراہیم علیہ السّلام نے کوشش کر کے تمام چیزوں کی اصلاح کی۔ مویشیوں اور زراعت میں ترقی ہوئی اس حد تک کہ کوثاریا میں کسی کا حال اُن سے بہتر نہ تھا۔

جب حضرت ابراہیمؑ آگ میں ڈالے گئے اور صحیح وسلامت اس میں سے واپس آگئے اور نمرود کو معلوم ہوا تو اس نے حکم دیا کہ ابراہیمؑ کو اس شہر سے نکال دیں اور اُن کے تمام مویشی اور سامان، مال و دولت سب ضبط کر لی جائے۔ ابراہیمؑ نے اُن پر حجّت قائم کی کہ اگر ہمارے مویشی اور مال لیے لیتے ہو تو میری وُہ عمر مجھ کو واپس دو جسے میں نے ان کے حاصل کرنے میں صرف کیا ہے۔ یہ معاملہ آخر کار قاضی کے پاس پیش کیا گیا۔ قاضی نے فیصلہ کیا کہ ابراہیمؑ نے جو کچھ ان کے مُلک میں حاصل کیا ہے ان سے لے لیا جائے اور ان کے ملک میں جو ان کی عمر صرف ہوئی ہے اُن کو واپس دے دی جائے۔ جب یہ قضیہ نمرود سے بیان کیا گیا اس نے حکم دیا کہ ابراہیمؑ کے مال واسباب ان کو دے کر ان کو اس شہر سے نکال دو کیوں کہ اگر وُہ تمہارے شہر میں رہیں گے تو تمہارے دین کو فاسد کر دیں گے اور تمہارے خداؤں کو ضرر پہنچائیں گے۔ غرض ابراہیمؑ اور لوطؑ کو اپنے ملک سے شام کی جانب نکال دیا۔ ابراہیمؑ لوطؑ اور سارہ کو لے کر چلے گئے اور کہا۔ اِنِّیْ ذَاهِبٌ اِلٰی رَبِّیْ سَیَهْدِیْنِ۔ (آیت ۹۹ سورۃ الصفت پ۲۳) میں اپنے پروردگار کی طرف یعنی بیت المقدس جا رہا ہوں وُہ عنقریب میری راہبری کرے گا۔ پھر ابراہیمؑ نے ایک صندوق بنا کر اس میں سارہ کو بٹھایا اور اپنے تمام مال اور مویشی کو لے کر روانہ ہوئے۔ نمرود کے ملک سے نکل کر ایک

[1] مؤلف فرماتے ہیں کہ مورخوں میں مشہور یہ ہے کہ نمرود خود بھی اسی تابوت میں اپنے ایک مصاحب خاص کے ساتھ بیٹھا تھا۔ ۱۲ منہ

قبطی کے ملک میں داخل ہوئے جس کو عرارہ کہتے تھے۔ چنگی لینے والوں نے روکا اور اُن میں سے ایک شخص نے آکر ابراہیمؑ کے اموال کا محصول لینا شروع کیا۔ جب نوبت صندوق کی آئی اس نے کہا اس صندوق کو کھولو تاکہ اس میں جو کچھ ہے اس کا محصول بھی لیا جائے ابراہیمؑ نے فرمایا اس صندوق کے اندر طلا و نقرہ ہے جو کچھ چاہو سمجھ کر حساب کر لو اور اس کا محصول لے لو لیکن صندوق کو نہ کھولو۔ اُس نے کہا جب تک صندوق نہ کھولا جائے گا اُس کا حساب نہیں ہو سکتا۔ آخر اُس نے بہ جبر صندوق کھولا، اس میں ایک نہایت حسین و جمیل عورت یعنی سارہ نظر آئیں۔ پُوچھا کہ یہ عورت تم سے کیا رشتہ رکھتی ہے؟ فرمایا کہ یہ میری حرمت اور میری خالہ کی دختر ہے۔ اُس نے کہا کیوں اس کو صندوق میں بند کر رکھا ہے ابراہیمؑ نے کہا اس کی غیرت کے لیئے تاکہ کوئی اس کو نہ دیکھ سکے۔ اس نے کہا جب تک میں یہ حال بادشاہ سے نہ بیان کر لوں تم کو نہ جانے دوں گا۔ پھر بادشاہ کے پاس ایک قاصد بھیجا جس نے حقیقتِ حال عرض کی۔ بادشاہ نے چند لوگوں کو بھیجا کہ صندوق اُٹھا لائیں۔ ابراہیم علیہ السّلام بھی ساتھ چلے اور فرمایا کہ میں صندوق سے جُدا نہ ہوں گا جب تک کہ میرے جسم میں جان باقی ہے۔ جب بادشاہ کو یہ اطلاع دی گئی اُس نے حکم دیا کہ ابراہیمؑ کو بھی تابُوت کے ساتھ حاضر کرو۔ چنانچہ ابراہیم علیہ السّلام کو مع تابوت اور اُن کے تمام سامان کے بادشاہ کے پاس لے گئے۔ بادشاہ نے ابراہیمؑ سے کہا کہ تابوت کو کھولو۔ آپ نے فرمایا اس میں میری خالہ کی دختر اور میری حرمت ہے میں اپنا تمام مال اس کے عوض دینے کو تیار ہوں مگر اس صندوق کو نہ کھولو۔ بادشاہ نے بہ جبر صندوق کو کھولا۔ جب جناب سارہ کا حسن و جمال مشاہدہ کیا ضبط نہ کر سکا اور ہاتھ اُن کی طرف بڑھایا۔ ابراہیمؑ نے اُس طرف سے مُنہ پھیر لیا اور کہا خداوندا میری خالہ کی دختر کی حرمت سے اس کے ہاتھ کو باز رکھ۔ بادشاہ کا ہاتھ خشک ہو گیا اور وُہ سارہ کی طرف نہ بڑھا سکا اور نہ اپنی طرف واپس لا سکا۔ بادشاہ نے ابراہیمؑ سے کہا کہ تمہارے خدا نے ایسا کیا؟ حضرت ابراہیمؑ نے فرمایا ہاں! میرا خدا صاحب غیرت ہے اور حرام کو دشمن رکھتا ہے۔ چونکہ تُو نے حرام کا ارادہ کیا تھا اس لیئے تیرے اور تیرے ارادہ کے درمیان مانع ہُوا۔ اُس نے کہا اپنے خدا سے کہو کہ میرا ہاتھ میری طرف واپس کر دے میں پھر متعرض نہ ہوں گا۔ حضرت ابراہیم علیہ السّلام نے کہا خداوندا اس کا ہاتھ اُس کی طرف واپس کر دے تاکہ پھر میری حرمت سے متعرض نہ ہو۔ خدا نے اُس کا ہاتھ اُس کی طرف پھیر دیا۔ پھر جب سارہؑ کی جانب نظر کی ضبط نہ کر سکا اور ہاتھ اُن کی طرف بڑھایا پھر ابراہیمؑ نے غیرت سے مُنہ پھیر لیا اور دُعا کی، اُس کا ہاتھ خشک ہو گیا اور جناب سارہؑ تک نہ پہنچ سکا۔ بادشاہ نے کہا تمہارا پروردگار بہت صاحبِ غیرت ہے اور تم بہت غیور ہو۔ اچھا اپنے خدا سے دُعا کرو کہ میرا ہاتھ میری طرف واپس کر دے۔ اگر تمہاری دُعا قبول کرے گا

میں پھر ایسی حرکت نہ کروں گا۔ حضرت ابراہیمؑ نے فرمایا اس شرط سے دُعا کروں گا کہ اگر پھر تُو ایسا کرے تو مجھ سے دُعا کے لیئے نہ کہنا۔ اس نے کہا اچھا۔ ابراہیمؑ نے دُعا کی کہ خداوندا اگر یہ سچ کہتا ہے، اس کا ہاتھ واپس کر دے۔ تو اُس کا ہاتھ واپس ہو گیا۔ جب بادشاہ نے یہ حالات دیکھے اس کے دل میں حضرت ابراہیمؑ کا رُعب پیدا ہو گیا۔ اور اُس نے آنحضرتؑ کی بڑی تعظیم و تکریم کی اور کہا کہ تم بے خوف رہو تمہاری حرمت یا تمہارے اموال سے اب تعرض کروں گا۔ جس جگہ مزاج چاہے جاؤ۔ لیکن تم سے میری ایک حاجت ہے۔ ابراہیم علیہ السلام نے پُوچھا وُہ کونسی حاجت ہے؟ کہا میرے پاس حسین وجمیل اور عاقل ودانا ایک کنیز ہے میں اُسے سارہؑ کی خدمت کے لیئے دینا چاہتا ہوں۔ آپؑ نے منظور فرمایا۔ اُس نے ہاجرہؑ مادرِ اسمٰعیلؑ کو سارہؑ کو عطا کیا اور ابراہیمؑ اپنے اہل و اموال کے ساتھ روانہ ہوئے۔ بادشاہ بھی ان کی تعظیم ومہابت سے اُن کی مشایعت کے لیئے اُن کے پیچھے چلا۔ خدا نے ابراہیمؑ کو وحی کی کہ کھڑے ہو جاؤ اور اُس بادشاہ کے آگے جس پہ قابو پا چکے ہو راستہ نہ چلو بلکہ اس کو آگے کرو اُس کے پیچھے چلو اور اس کی تعظیم کرو۔ کیونکہ وہ بادشاہی کے باوجود مغلوب اور ناچار ہے خواہ نیکوکار ہے یا بدکار۔ یہ سُن کر ابراہیمؑ کھڑے ہو گئے اور بادشاہ سے کہا کہ آگے چلو کیوں کہ میرے خدا نے اس وقت مجھ پر وحی کی کہ تمہاری تعظیم کروں اور تم کو مقدم رکھوں، اور تمہارے پیچھے چلوں تمہاری جلالت کے سبب سے۔ بادشاہ نے پوچھا کیا واقعی تمہارے خدا نے ایسی وحی کی ہے؟ ابراہیمؑ نے کہا ہاں۔ اس نے کہا میں گواہی دیتا ہوں کہ تمہارا خدا صاحب رفق و مدارا، بردبار اور صاحب کرم ہے۔ تم نے اپنے دین کی طرف مجھے راغب کر لیا۔ پھر بادشاہ نے حضرت ابراہیم علیہ السلام کو رخصت کیا اور وہ روانہ ہوئے۔ شہر شام میں پہنچ کر ٹھہرے اور لوطؑ کو اس کے مضافات ہی میں چھوڑ دیا۔ جب ایک مدّت گزر گئی اور کوئی فرزند نہ پیدا ہُوا تو ابراہیمؑ نے سارہؑ سے کہا کہ اگر مناسب سمجھو تو ہاجرہ کو میرے ہاتھ فروخت کر دو شاید خدا کوئی فرزند کرامت فرمائے جو کہ میرا قائم مقام ہو۔ غرض سارہؑ سے ہاجرہؑ کو خرید فرمایا اور اُن سے حضرت اسمٰعیل علیہ السلام پیدا ہوئے۔

بسند معتبر منقول ہے کہ شام کے ایک شخص نے امیرالمومنینؑ سے قولِ خدا۔ يَوْمَ يَفِرُّ الْمَرْءُ مِنْ أَخِيهِ وَأُمِّهِ وَأَبِيهِ۔ کی تفسیر دریافت کی۔ فرمایا کہ قیامت میں جو اپنے باپ سے دوری چاہے گا وُہ حضرت ابراہیم علیہ السلام ہوں گے [1]

[1] مؤلف فرماتے ہیں کہ اس فصل میں چند اشکال ہیں جن کی تفصیل میں نے بحارالانوار میں تحریر کی ہے لیکن اس جگہ اس کا اشارہ کر دینا بھی ضروری ہے۔ اوّل یہ کہ آیات و احادیث کے (باقی بر صـ ۲۲۸)

(بقیہ از صـ۲۲۷) ظاہری معنی سے یہ ثابت ہوتا ہے کہ آزر ابراہیمؑ کا باپ تھا اور یہی عامّہ میں مشہور بھی ہے۔ لیکن علمائے شیعہ میں یہ مشہور ہے بلکہ ان کا اجماع ہے کہ آزر ابراہیمؑ کا باپ نہ تھا بلکہ ان کے والد تارخ تھے اور وہ مسلمان تھے۔ اور اکابر علماء کے ایک گروہ نے علمائے امامیہ کے اجماع کا دعوےٰ اس پر کیا ہے اور بہت سی حدیثیں بھی وارد ہوئی ہیں کہ آدمؑ سے حضرت رسولؐ اکرم تک تمام انبیاء و مُرسلین کے باپ مسلمان تھے اور سب کے سب انبیاء و اوصیا تھے۔ اور چونکہ ابراہیمؑ آنحضرتؐ کے جدِّ بزرگ تھے، لہٰذا اُن کے والد کو بھی مُسلمان ہونا چاہیئے۔ ارباب نسب کا بھی اسی پر اتفاق ہے کہ آنحضرت علیہ السّلام کے والد تارخ تھے۔ لہٰذا قرآن مجید اور اکثر حدیثوں میں جو آزر کو باپ کہا گیا ہے وُہ مجاز کے طور پر ہے کیونکہ وہ آنحضرتؑ کا چچا تھا۔ اور عرب میں یہ رواج ہے کہ چچا کو باپ کہتے ہیں۔ یا نانا تھا اور مشہور ہے کہ نانا کو بھی باپ کہتے ہیں۔ یا آنحضرتؑ کا چچا ہی رہا ہو اور تارّخ کی وفات کے بعد اُن کی والدہ سے عقد کیا ہو۔ اور آنحضرتؑ کی تربیت کی ہو، اسی سبب سے اس کو باپ کہا گیا ہے۔ اور بعض حدیثیں جو قابل تاویل نہیں ہیں ممکن ہے کہ وُہ تقیہ پر محمول ہوں۔ دُوسرے یہ کہ حق تعالےٰ نے حضرت ابراہیم علیہ السّلام کے قصّہ میں فرمایا ہے فَنَظَرَ نَظْرَةً فِي النُّجُومِ فَقَالَ إِنِّي سَقِيمٌ (آیت ۸۸، ۸۹ سورۃ والصّفت پ۲۳) جس کا مضمون حدیث کے موافق یہ ہے کہ جب اُن کی قوم نے عید گاہ جانا چاہا ابراہیمؑ نے ستاروں پر نظر کی اور کہا میں بیمار ہوں اور اُن لوگوں کے ساتھ نہ گئے؛ اور پھر ان بتوں کو توڑا۔ یہ کلام کس وجہ سے تھا۔ آیا سچ تھا یا جھوٹ۔ بعضوں نے کہا ہے کہ آنحضرتؑ کو باری کا بخار عارض ہوتا تھا اس لئے ستاروں پر نظر کرکے کہا کہ یہ میری توبہ کا وقت ہے مجھے بخار آئے گا اور میں باہر نہیں آسکوں گا۔ اور بعض لوگوں نے کہا ہے کہ چونکہ وُہ لوگ منجّم تھے، حضرت ابراہیمؑ نے بھی اُن کے طریقہ کے موافق ستاروں کو دیکھ کر فرمایا کہ میں بیمار ہوں گا یا واقعہ یا بر سبیل مصلحت و عذر فرمایا۔ اور ایسا کلام جو خلافِ واقع ہوتا ہے بر سبیلِ مصلحت کہا جاتا ہے۔ توریہ کے طور پر اُس میں صحیح بات کا ارادہ ہوتا ہے۔ وُہ جھوٹ نہیں ہوتا اور جائز ہے۔ بلکہ بہت سے مقامات پر اپنے نفس یا اپنے مال یا اپنی غرض یا دُوسری معقول ضرورت کی حفاظت کے لیئے واجب ہوتا ہے۔ اور بعض لوگوں نے کہا ہے، کہ آنحضرتؑ نے جب ستاروں پر نظر کی جو صانع کی وحدت و صفات کمالیہ کے وجود پر دلالت کرتے ہیں۔ اور اپنی قوم کو دیکھا کہ ستاروں اور بتوں کی پرستش کرتے ہیں تو فرمایا کہ میرا دل بیمار ہے اور اپنی قوم کی ضلالت سے مجھے اندوہ و غم ہے۔ اور بہت سی معتبر حدیثوں کا ظاہر یہ ہے کہ یہ کلام مصلحت کے سبب سے تھا جس کی وجہ مذکور ہوئی یا یہ ہو کہ حضرتؑ نے توریہ فرمایا جس کے ظاہری مفہوم کی وجہ سے لوگوں نے معنیٰ نہ سمجھا۔

اور آنحضرت علیہ السلام کی واقعی غرض صحیح تھی۔ چنانچہ حدیث معتبر میں منقول ہے کہ لوگوں نے حضرت صادقؑ سے پوچھا کہ حضرت ابراہیم علیہ السّلام نے کس طرح کہا کہ میں بیمار ہوں؟ فرمایا کہ وُہ بیمار نہ تھے اور آپ نے جھوٹ بھی نہیں کہا۔ اُن کی غرض یہ تھی کہ میں اپنے دین میں بیمار ہوں اور دینِ حق کی تلاش کرتا ہوں یا اس کا علاج طلب کرتا ہوں تاکہ دینِ باطل کو زائل کر دوں۔ اور دوسری روایت میں وارد ہُوا ہے: یعنی میں بیمار ہوں گا۔ اور جو شخص کہ مرنے کی حالت میں مجبُور ہے وُہ بیماری کی حالت میں بھی مجبُور ہوتا ہے۔ اور دُوسری روایت میں ہے کہ حضرتؑ نے جب نجوم میں اُس علم کے ذریعہ سے جو خدا نے آپ کو عطا فرمایا تھا نظر کی اور واقعۂ کربلا اور شہادتِ امام حسین علیہ السلام سے مطلع ہُوئے فرمایا کہ میں بیمار ہوں۔ یعنی میرا دل غمگین و بیمار ہے اس واقعہ کے لیئے۔ تیسرے یہ کہ جب ثابت ہو چکا کہ پیغمبرانِ خدا ابتدائے عمر سے آخر عمر تک معصوم ہیں تو جس وقت کہ آپ نے زہرہ و مشتری اور آفتاب و ماہتاب کو دیکھا کہ اُن کی قوم اُن کی پرستش کرتی تھی تو فرمایا هٰذَا رَبِّيْ۔ یہ میرا پروردگار ہے، اور یہ بات بظاہر کفر ہے۔ یہ قول کیا معنی رکھتا ہے۔ اس شبہہ کا چند طریقہ پر جواب ہو سکتا ہے۔ اول یہ کہ یہ ایسی بات ہوتی ہے جو اپنے نفس سے غور و خوض کے موقع پر کی جاتی ہے۔ چنانچہ کوئی شخص کسی مسئلہ میں غور کرتا ہے تو ایک شق کو سامنے رکھ کر خیال کرتا ہے کہ اگر ایسا ہوگا تو پھر ایسا ہوگا۔ اور اس کے بعد فکر کرتا ہے جس سے اُس کا صحیح اور باطل ہونا ظاہر ہو جاتا ہے۔ اور حضرت صادقؑ کی حدیث اس کی تائید کرتی ہے کہ لوگوں نے آپ سے دریافت کیا کہ کیا ابراہیم علیہ السّلام خدا کے سوا (ستاروں کو) هٰذَا رَبِّيْ کہنے سے (معاذاللہ) کافر ہو گئے فرمایا کہ اگر آج کوئی شخص ایسی بات کہے تو کافر ہو جائے گا۔ لیکن ابراہیمؑ سے شرک نہیں ہُوا کیوں کہ وُہ اپنے پروردگار کی تلاش میں تھے یعنی دُوسروں کو سمجھنا چاہتے تھے۔ اور دُوسری معتبر حدیث میں فرمایا کہ ابراہیمؑ کے سوا کوئی شخص اگر دینِ حق کی جستجو اور فکر میں ایسی بات کہے تو وہ ابراہیمؑ کے ایسا ہے۔ اور اس وجہ پر بہت سی حدیثیں دلالت کرتی ہیں۔ وجہ دوم یہ کہ یہ ایسی بات تھی جس سے بظاہر تصدیق کا خیال ہوتا ہے لیکن مراد فرض اور تقدیر سے تھی۔ اور حضرتؑ نے مصلحت کی بنا پر ایسا فرمایا تھا۔ کیوں کہ اگر پہلے ہی انکار کر دیتے تو قوم آپ سے متنفر ہو جاتی اور آپ کی حجت قبول نہ کرتی۔ اس لیئے ابتداء میں اُن سے موافقت کی اور یہ بات فرمائی۔ غرض یہ تھی کہ اگر فرض کر لوں کہ میرا پروردگار یہ ہے تو ہو سکتا ہے اس کے بعد استدلال کیا کہ نہیں ہو سکتا، اور اُن پر حجّت تمام کی۔ اور اس

وجہ کی مؤیّد حضرت صادقؑ کی وُہ حدیث ہے کہ حضرتؑ نے فرمایا وہ کلام دراصل ابراہیمؑ کا نہ تھا بلکہ دُوسرے جو کہتے تھے ان کی نقل تھی۔ وجہِ سوم یہ کہ آپ کا یہ قول سوال کے طریقہ پر تھا اور سوال یا حقیقۃً کسی چیز کے دریافت کرنے کے لیئے ہوتا ہے یا کبھی انکار کے طریقہ پر۔ یعنی کیا تم کہتے ہو کہ یہ میرا پروردگار ہے جیسا کہ معتبر سند کے ساتھ منقول ہے کہ مامون نے امام رضاؑ سے اسی آیت کی تفسیر دریافت کی فرمایا کہ اُس وقت تین جماعت تھی۔ ایک زہرہ کی پرستش کرتی تھی، ایک ماہتاب کی اور ایک آفتاب کی۔ جس وقت ابراہیمؑ غار سے باہر آئے تھے جس میں کہ آپ کو ولادت کے وقت سے پوشیدہ رکھا تھا۔ رات کی تاریکی پھیل گئی تھی۔ آپ نے زہرہ کو دیکھا تو اقرار و تصدیق کی بنا پر نہیں بلکہ انکار کے طور پر فرمایا کہ یہ میرا پروردگار ہے۔ جب ستارہ غروب ہوگیا کہا میں غروب ہونے والوں کو دوست نہیں رکھتا کیوں کہ پوشیدہ ہونا اور غروب ہونا حادث کی صفت ہے قدیم واجب الوجود بالذات کی صفت نہیں ہے۔ پھر نورانی چاند کو طالع دیکھا تو انکار و خبر دینے کے طریقہ سے کہا کہ یہ میرا پروردگار ہے۔ جب وُہ بھی غروب ہوگیا تو فرمایا اگر میرا پروردگار میری ہدایت نہ کرتا تو یقیناً میں گمراہ ہو جاتا۔ امامؑ نے فرمایا یعنی اگر خدا میری ہدایت نہ کیئے ہوتا میں گمراہوں کی جماعت سے ہو جاتا۔ پھر جب صبح ہُوئی اور آفتاب طلوع ہُوا، انکار کے طور پر اور آگاہ کرنے کے طریقہ سے اور خبر دینے اور اقرار کرنے کے سوال کے طریقہ سے فرمایا کہ یہ میرا پروردگار ہے۔ یہ زہرہ اور چاند سے بڑا ہے، جب آفتاب غروب ہوگیا تینوں گروہوں سے جو زہرہ چاند اور آفتاب کی پرستش کرتے تھے فرمایا کہ اے میری قوم والو جو کچھ تم خدا کا شریک قرار دیتے ہو میں اُس سے بیزار ہوں۔ مَیں نے تو اپنا مُنہ جان اور دل اُس خدا کی طرف کر لیا ہے جو آسمانوں اور زمینوں کو عدم سے وجود میں لایا میں خدا کے لئے خالص اور تمام باطل دینوں سے متنفر ہوں اور مَیں مشرکین میں سے نہیں ہوں۔ ممکن ہے ابراہیمؑ کی غرض جو کچھ آپ نے پہلے کہا اس سے یہ ہو کہ ان بے دینوں پر ان کے دین کا باطل ہونا ظاہر ہو جائے اور آپ ان پر یہ ثابت کر دیں کہ اُس چیز کا پوجنا سزاوار اور مناسب نہیں جو زہرہ، ماہتاب اور آفتاب کے ایسی صفت رکھتی ہو، بلکہ اُس کی پرستش کرنا چاہیئے جس نے ان سب کو آسمانوں اور زمینوں کو پیدا کیا ہے۔ اور یہ حجت جو آپ نے اپنی قوم پر تمام کی ان حجتوں میں سے تھی جن کو خُدا نے آپ کو الہام فرمایا تھا۔ اور عطا کیا جیسا کہ خدا نے اس قصّہ کو ذکر کرنے کے بعد فرمایا ہے کہ یہ وُہ حجّت ہے جو میں نے ابراہیمؑ کو ان کی قوم پر عطا کی۔ مامون نے کہا یا بن رسُول اللہ

خدا آپ کو جزائے خیر دے کہ آپ نے میرے دل کی گرہ کھول دی۔

دُوسری معتبر حدیث میں منقول ہے کہ حضرت ابراہیمؑ نمرود پسر کنعان کے زمانہ میں پیدا ہوئے اور چار نفر تمام روئے زمین کے بادشاہ ہوئے دُو مومن سلیمانؑ و ذوالقرنینؑ اور دُو کافر۔ نمرود اور بخت نصر۔ اور لوگوں نے نمرود کو آگاہ کیا تھا کہ امسال ایک لڑکا پیدا ہو گا جو تجھ کو اور تیرے دین اور بتوں کو ہلاک و برباد کرے گا۔ یہ معلوم کر کے اُس نے عورتوں پر قابلہ عورتوں کو مقرر کیا اور حکم دیا کہ جو لڑکا اُس سال میں پیدا ہو اُس کو مار ڈالو۔ ابراہیمؑ کی والدہ بھی اُسی سال حاملہ ہوئیں۔ خدا نے اُن کے حمل کو بجائے شکم کے اُن کی پُشت میں قرار دیا۔ جب وُہ پیدا ہوئے اُن کی ماں نے زمین کے نیچے ایک غار میں اُن کو چھپا دیا اور اُس کا مُنہ بند کر دیا۔ وُہ بڑے ہوئے اُن کا بڑا ہونا دوسرے بچوں کے مانند نہ تھا۔ اُن کی والدہ کبھی کبھی اُن کو دیکھ آیا کرتی تھیں۔ غرض ابراہیمؑ جب زمین کے نیچے سے نکلے اُن کی نگاہ پہلے زہرہ پر پڑی کہ اس سے بہتر ستارہ آپ نے نہ دیکھا تھا کہا یہ میرا پروردگار ہے۔ پھر تھوڑی ہی دیر میں چاند نکلا۔ جب ابراہیم علیہ السلام نے اُس کو دیکھا کہا یہ بہت بڑا ہے یہ میرا پروردگار ہے۔ جب وہ غروب ہو گیا فرمایا میں غروب ہونے والوں کو دوست نہیں رکھتا۔ پھر صبح کے وقت آفتاب نکلا تو کہا یہ میرا پروردگار ہے یہ اِن سب سے بڑا ہے۔ جب آفتاب بھی غروب ہو گیا تو ہر ایک کی طرف سے رُخ پھیر کر خدائے عالمیان کی جانب کیا۔ یہ حدیث سابقہ تمام وجہوں کا احتمال رکھتی ہے۔ اس کے علاوہ دوسری وجہیں بھی ہیں جن کو میں نے بحار الانوار میں ذکر کیا ہے۔ حضرت ابراہیمؑ کا استدلال ستارہ کے غروب ہونے پر کہ وُہ خدائی کے قابل نہیں ہے اس اعتبار سے ہے کہ چونکہ ستاروں سے طلوع کے وقت ایک نُور اور روشنی ساطع ہوتی ہے لیکن جب وہ غروب ہونے لگتے ہیں تو روشنی بہت کم ہو جاتی ہے۔ اور جب غروب ہو جاتے ہیں تو نور کا اثر اور روشنی بالکل زائل ہو جاتی ہے۔ لہٰذا طلوع کے وقت وُہ لوگ پرستش کرتے تھے۔ ابراہیمؑ نے اُن کے مذہب کے بطلان پر استدلال کیا اس طرح پر کہ جو چیز کہ کبھی نفع دیتی ہے اور کبھی اُس سے فائدہ نہیں حاصل ہوتا کبھی ظاہر ہوتی ہے اور کبھی پوشیدہ ہو جاتی ہے۔ وُہ پرستش کے قابل نہیں ہے۔ پرستش اس کی کرنا چاہیئے جس کے کمالات اور وجود کے فیض سے ہمیشہ فائدہ حاصل ہو سکتا ہے۔ اور خیر کے حاصل کرنے میں وُہ کسی شرط سے مشروط نہیں ہے۔ اس کا ظہور اور ہویدا ہونا کسی وقت میں کسی وقت سے زیادہ نہیں ہے۔ یا اس اعتبار سے کہ جو حوادث سے محفوظ نہیں وُہ

وُہ خود حادث ہے۔ یا حضرت کا استدلال اس اعتبار سے ہے کہ وُہ لوگ منجّم تھے اور ستارہ کی تاثیر اس کے طلوع کے وقت قوی جانتے تھے اور انحطاط اور غروب کے وقت کمزور جانتے تھے۔ لہٰذا حضرتؑ نے یہ ثابت کیا کہ جس چیز میں عجز اور نقص ہوتا ہے وُہ صانع اشیاء نہیں ہوسکتی، چنانچہ تمام عقلیں اس پر شہادت دیتی ہیں۔ اس کے علاوہ اس بارے میں اور بہت سی وجہیں ہیں جن کے ذکر کی گنجائش اس کتاب میں نہیں ہے۔ چہارم یہ کہ ابراہیمؑ نے یہ کیوں کہا کہ بتوں کو بڑے بت نے توڑا ہے حالانکہ خود توڑا تھا، اور یہ دروغ ہے اور دروغ پیغمبروں کے لیئے جائز نہیں ہے۔ اس شبہہ کا بھی چند طرح سے جواب ہوسکتا ہے۔ اوّل یہ کہ ابراہیمؑ کا کلام ایک شرط سے مشروط تھا کیوں کہ آپ نے اس طرح فرمایا کہ بَلْ فَعَلَهٗ كَبِيْرُهُمْ هٰذَا فَاسْئَلُوْهُمْ اِنْ كَانُوْا يَنْطِقُوْنَ۔ آیت ۶۳ سورۃ انبیاء پ ۱۷۔ یعنی) اُن کے بڑے نے کیا ہے۔ تو اُن سے پُوچھ لو اگر وہ بولتے ہوں۔ جس کے معنی یہ ہیں کہ اگر وُہ بات کرسکتے ہیں اور شعور رکھتے ہیں اور پرستش کے قابل ہیں تو اُن سے صادر ہوا لہٰذا اُن سے پُوچھو کہ کس نے یہ فعل کیا ہے۔ اس کلام سے اُن بتوں کی بہت ذلّت ہوئی کہ جو بول نہ سکتا ہو اُس کی طرف کسی فعل اور حرکت کی نسبت نہیں دی جاسکتی۔ اور جو کہ اپنی ذات سے نقصان کو دفع نہیں کرسکتا کس طرح معبُودیت کا سزاوار ہوسکتا ہے اور اُس سے کیونکر کسی نفع یا نقصان کی اُمّید کی جاسکتی ہے۔ چنانچہ حضرت صادقؑ سے معتبر سند کے ساتھ منقول ہے کہ لوگوں نے اس آیت کی تفسیر دریافت کی حضرتؑ نے فرمایا کہ ابراہیمؑ نے اپنے کلام کے آخر میں کہا کہ اِنْ كَانُوْا يَنْطِقُوْنَ۔ اس کے معنی یہ ہُوئے کہ اگر وُہ بات کرتے ہیں تو ان کے بزرگ نے یہ فعل کیا ہے۔ اور بولتے نہیں تو یہ اس کا کام نہیں ہے۔ تو حضرت ابراہیمؑ نے جھُوٹ نہیں کہا۔ دُوسرے یہ کہ فعل کی نسبت اُن کے بڑے کو دینا مجاز کی صورت سے تھا چونکہ ابراہیمؑ کے نزدیک اُن کے توڑنے کا سبب یہ تھا کہ قوم اُن بُتوں کی تعظیم کرتی تھی۔ چونکہ بڑے بُت کی زیادہ تعظیم کرتی تھی لہٰذا اُن کے توڑنے میں وُہ بُت بہت زیادہ دخل رکھتا تھا اس لئے اُس کی طرف نسبت دی۔ اور یہ عرب میں رائج ہے کہ فعل کو دُوسرے اسباب کے ساتھ فاعل کے علاوہ بھی نسبت دیتے ہیں۔ تیسرے یہ کہ كَبِيْرُهُمْ ابتدائے کلام ہوگا اور فَعَلَهٗ کا فاعل مقدر۔ یعنی کیا ہے جس نے کہ کیا ہے۔ اگر تم لوگ سچ کہتے ہو کہ یہ سب خدا ہیں تو اُن کا بڑا بُت موجود ہے اس سے پُوچھ لو کہ یہ فعل کس کا ہے (باقی بر صفحہ ۲۳۳)

فصل سوم

ملکوتِ آسمان وزمین میں حضرت ابراہیمؑ کی سیر اور آپ کے علوم وغیرہ کا تذکرہ۔

حضرت امام حسن عسکریؑ کی تفسیر میں مذکور ہے کہ جناب رسولؐ خدا نے فرمایا کہ جب ابراہیمؑ خلیل کو ملکوت آسمان میں بلند کیا جیسا کہ حق تعالیٰ نے فرمایا ہے کہ "ہم نے ابراہیمؑ کو ملکوت آسمان وزمین کی اس لئے سیر کرائی کہ وُہ صاحبِ یقین تھے خدا نے ان کی آنکھوں کو قوی کیا جب کہ اُن کو آسمان پر بلند کیا اور انہوں نے زمین اور اُس کی ظاہر و پوشیدہ تمام چیزوں کو دیکھا (آیۂ سورۃ الانعام پ) حضرت ابراہیمؑ نے ایک مرد و عورت کو زنا کرتے ہوئے دیکھا، آپ نے نفرین کی کہ وُہ ہلاک ہو جائیں لہٰذا وُہ دونوں ہلاک ہوگئے۔ پھر دُو آدمیوں کو اسی حال میں دیکھا اور بددُعا کی وُہ بھی ہلاک ہوگئے۔ پھر ایک مرد وزن کو اسی طرح دیکھا پھر بددُعا کی وُہ بھی ہلاک ہوگئے۔ چوتھی مرتبہ پھر ایک جوڑے کو اسی گناہ میں مبتلا دیکھا اور چاہا کہ بددُعا کریں کہ حق تعالیٰ نے اُن کو وحی کی کہ اے ابراہیمؑ اپنی بددُعا کو میرے بندوں اور کنیزوں سے روکے رکھو بتحقیق کہ میں بخشنے والا مہربان اور جبّار و بُردبار ہوں۔ میرے بندوں کے گناہ مجھ کو ضرر نہیں پہنچاتے جس طرح کہ اُن کی عبادت فائدہ نہیں پہنچاتی۔ اور میں اُن کی سزا و تربیت اس طرح نہیں کرتا کہ جلد اپنے غضب سے اُن کا تدارک کروں جس طرح کہ تم کرتے ہو۔ لہٰذا اپنی دُعا میرے بندوں سے باز رکھو۔ بتحقیق کہ تم میرے بندوں کو میرے عذاب سے ڈرانے والے ہو میری بادشاہی میں شریک نہیں ہو نہ میرے بندوں پر حافظ و نگہبان اور شاہد ہو میں اپنے بندوں کے ساتھ تین طریقوں میں سے ایک اختیار کرتا ہوں۔ یا تو وُہ توبہ کرتے ہیں اور میں اُن کی توبہ قبول کرتا ہوں اور اُن کے گناہوں کو بخش دیتا ہوں اور اُن کے عیبوں کو پوشیدہ کر دیتا ہوں یا یہ کہ اپنے عذاب کو اُن سے روک دیتا ہوں اس لیئے کہ میں جانتا ہوں کہ اُن کے صلب سے چند مومن پیدا ہونے والے ہیں۔ لہٰذا کافر ماں باپ پر رحم و مہربانی کرتا ہوں اور عذاب کو

(بقیہ صـ۲۳۲) چوتھے یہ کہ جھُوٹ وہ کلام ہے جو واقعہ کے خلاف اور کسی مصلحت سے خالی ہوتا ہے اور یہ بات حضرت ابراہیمؑ نے مصلحت سے فرمایا تاکہ اُن کو حجت میں عاجز کردیں۔ چنانچہ معتبر حدیث میں منقول ہے کہ حضرت صادقؑ نے فرمایا کہ کسی پر جھُوٹ کا الزام نہیں ہوتا جب کہ وُہ اصلاح کی غرض سے کوئی بات کہتا ہے۔ پھر امام نے اس آیت کو پڑھا اور فرمایا کہ خدا کی قسم انہوں نے نہیں کیا تھا اور نہ ابراہیمؑ نے غلط کہا تھا۔ اور دُوسری حدیث میں فرمایا کہ خدا دوست رکھتا ہے دروغ کو ابراہیمؑ کی طرح اصلاح کے لیئے کہ آپ نے بَلْ فَعَلَهٗ كَبِيْرُهُمْ کو اصلاح کے لیئے فرمایا۔ اور یہ ظاہر کیا کہ وُہ صاحبانِ عقل نہیں ہیں۔ ۱۲ منہ

ان سے رفع کر دیتا ہوں۔ جب مومنین اُن کے صلبوں اور رحموں سے باہر آ جاتے ہیں اور علیحدہ ہو جاتے ہیں تو اُن پر میرا عذاب واجب ہو جاتا ہے۔ پھر میری بلائیں نازل ہوتی ہیں۔ اور اگر ان کے صلبوں اور رحموں میں مومنین نہیں ہوتے اور نہ وُہ توبہ ہی کرتے ہیں تو میں نے جو عذاب اُن کے لیئے آخرت میں مہیا کر رکھا ہے وُہ اس سے زیادہ سخت ہے جو تم ان کے واسطے دُنیا میں چاہتے ہو کیونکہ میرے بندوں کے لیئے میرا عذاب میرے جلال و بزرگی کے موافق ہے۔ لہٰذا مجھ کو میرے بندوں کے ساتھ چھوڑ دو اور دخل نہ دو کیونکہ میں اُن پر تم سے زیادہ مہربان ہوں اور متحمل جبار اور دانا حکیم ہوں۔ اپنے علم سے تدبّر کرتا ہوں اور اُن میں قضا و قدر کو جاری کرتا ہوں۔ اسی مضمون سے ملتی ہوئی بہت سی حدیثیں وارد ہوئی ہیں۔

بہت سی صحیح و معتبر حدیثوں میں ائمہ اطہار سے اس آیۃ کریمہ کی تفسیر میں منقول ہے وَكَذٰلِكَ نُرِيٓ اِبْرٰهِيْمَ مَلَكُوْتَ السَّمٰوٰتِ وَالْاَرْضِ وَلِيَكُوْنَ مِنَ الْمُوْقِنِيْنَ (آیت ۷۵ سورۃ الانعام پ۷) یعنی ابراہیمؑ کی آنکھوں میں اس قدر قوّت دی گئی کہ آسمانوں سے (ان کی نگاہ) گزر گئی۔ اور اُن کے لیئے زمین کے حجابات ہٹا دیئے گئے تو انہوں نے جو کچھ زمین میں تھا اور جو کچھ ہوا میں تھا مشاہدہ کیا اور آسمانوں کو دیکھا اور جو کچھ اس میں تھا۔ اور فرشتوں کو جو آسمانوں کے حامل ہیں مشاہدہ فرمایا اور عرش و کرسی کو اور اُن تمام چیزوں کو دیکھا جو اُن پر تھیں۔ اسی طرح حضرت رسولِ خدا اور تمہارے ہر امام کو تمام چیزوں کو جو زمین و آسمان میں ہیں دکھلایا[1]

بسند صحیح حضرت صادقؑ سے منقول ہے کہ جب ابراہیمؑ نے ملکوت آسمان و زمین کو دیکھا تو مثلِ سابق تین اشخاص کو زنا کرتے ہوئے دیکھا بد دُعا کی وُہ مر گئے تو خدا نے وحی کی کہ اے ابراہیمؑ تمہاری دُعا مستجاب ہے لیکن میرے بندوں پر نفرین نہ کرو کیوں کہ اگر میں چاہتا تو اُن کو پیدا ہی نہ کرتا۔ میں نے اپنی مخلوق کو تین قسم پر خلق کیا ہے۔ ایک صنف میری عبادت کرتی ہے اور کسی کو میرے ساتھ شریک نہیں کرتی اُس جماعت کو میں ثواب عطا کرتا ہوں۔ ایک قسم کے لوگ دُوسرے کی پرستش کرتے ہیں لیکن میرے اختیار سے باہر نہیں جا سکتے اور ایک طرح کے لوگ میرے غیر کی پرستش کرتے ہیں اور اُن کے صلب سے ایک گروہ کو پیدا کروں گا جو میری عبادت کریں گے۔ پھر ابراہیمؑ نے دیکھا کہ دریا کے کنارے ایک مُردار پڑا ہے اُس کا بعض حصّہ پانی میں ہے اور بعض حصّہ خشکی میں ہے۔ دریا کے جانور اُس حصّہ کو کھاتے

تین قسم کی مخلوق

[1] موَلف فرماتے ہیں کہ آئندہ بہت سی حدیثیں اس بارہ میں فضائلِ محمدؐ و آلِ محمدؐ کے ذیل میں مذکور رہوں گی۔ ۱۲

ہیں جو حصّہ پانی میں ہے۔ اور جب واپس جاتے ہیں تو اُن میں سے بعض جانور اُن بعض کو کھا جاتے ہیں۔ اسی طرح صحرائی درندے آتے ہیں اور اس کو کھا کر جب واپس جاتے ہیں تو ان میں سے بعض درندے بعض کو کھا جاتے ہیں۔ ابراہیم علیہ السّلام نے یہ دیکھ کر تعجب کیا اور اپنے پروردگار سے عرض کی کہ کیونکر تُو مردوں کو زندہ کرتا ہے۔ یہ چند گروہ ہیں جن میں سے بعض دُوسرے کو کھاتے ہیں ان حیوانات کے اجزا کس طرح آپس سے جُدا ہوتے ہیں۔ خدا نے اُن پر وحی کی کہ کیا تم ایمان نہیں رکھتے ہو اس پر کہ میں مُردہ کو زندہ کروں گا۔ عرض کی ہاں ایمان تو رکھتا ہوں لیکن چاہتا ہوں کہ میرا دل مطمئن ہو جائے۔ یعنی میں چاہتا ہوں کہ دیکھ لوں جس طرح تمام چیزوں کو دیکھا۔ حق تعالیٰ نے فرمایا کہ چار طائروں کو لو اور ریزہ ریزہ کرو۔ پھر ہر ایک کے اجزا کو آپس میں ایک دُوسرے سے مخلوط کر دو جس طرح اس مُردار کے اجزا ان حیوانوں کے بدن میں ہیں۔ اور درندے جو ایک دُوسرے کو کھا کر مخلوط ہو گئے ہیں۔ پھر دَس پہاڑوں پہ ایک ایک جزو رکھو اور اُن کے نام لے کر پکارو۔ وُہ دوڑتے ہوئے تمہارے پاس آئیں گے۔ اور دوسری روایت کے بموجب یہ کہ میرے نام بزرگ سے اُن کو بلاؤ اور اُن کو میری عظمت و جلال کی قسم دو اور وُہ طیور مُرغ اور کبوتر اور طاؤس اور زاغ صحرائی تھے۔

بسند معتبر منقول ہے کہ مامون نے حضرت امام رضاؑ سے قولِ حضرت ابراہیمؑ رَبِّ اَرِنِيْ كَيْفَ تُحْيِ الْمَوْتٰى ۔ (آیت ۲۶۰ سورۃ بقرہ پ۳) کی تفسیر دریافت کی آنحضرتؑ نے فرمایا کہ حق تعالیٰ نے ابراہیمؑ کو وحی کی کہ یقیناً میں اپنے بندوں میں سے ایک شخص کو اپنا خلیل اور دوست بناؤں گا جو اگر مجھ سے مردوں کو زندہ کرنے کا سوال کرے گا تو میں قبول کروں گا۔ ابراہیمؑ کو خیال ہُوا کہ وُہ خلیل شاید میں ہوں گا۔ اس لیے خدا سے عرض کی کہ خداوندا مجھ کو دکھا کہ تو مردوں کو کیسے زندہ کرتا ہے۔ خدا نے فرمایا کیا ایمان نہیں رکھتے۔ عرض کی ہاں ایمان تو رکھتا ہوں مگر چاہتا ہوں کہ میرا دل مطمئن ہو جائے کہ میں ہی تیرا خلیل ہُوں۔ فرمایا فَخُذْ اَرْبَعَةً مِّنَ الطَّيْرِ۔ تو چار طائروں کو لے کر فَصُرْهُنَّ اِلَيْكَ۔ ان کو کوٹ کر ایک دُوسرے میں ملا دو اور اچھی طرح دیکھ لو تاکہ زندہ ہونے کے بعد تم کو اُن پر شبہہ نہ ہو اور ثُمَّ اجْعَلْ عَلٰى كُلِّ جَبَلٍ مِّنْهُنَّ جُزْءًا پھر اُن میں سے ہر پہاڑ پر ایک جزو رکھ دو ثُمَّ ادْعُهُنَّ يَاْتِيْنَكَ سَعْيًا۔ پھر ان کو پکارو تو وُہ تمہارے پاس دوڑتے ہوئے آویں گے۔ وَاعْلَمْ اَنَّ اللّٰهَ عَزِيْزٌ حَكِيْمٌ۔ اور سمجھ رکھو کہ خدا عزیز و حکیم ہے اور جو ارادہ کرتا ہے اُس پر غالب اور اُس کے تمام کام حکمت سے بھرے ہوئے ہیں۔ حضرتؑ نے فرمایا کہ ابراہیمؑ نے کرگس اور مُرغ آبی اور طاؤس اور مُرغ خانگی

کو پکڑا اور ریزہ ریزہ کیا۔ پھر ان کے ذرّوں کو باہم مخلوط و ممزوج کر دیا پھر ہر پہاڑ پر ان پہاڑوں میں سے جو اُن کے گرد تھے ایک ایک جزو رکھا اور وُہ دس پہاڑ تھے اور ان پرندوں کی چونچیں اپنی انگلیوں میں پکڑ لیں اور اپنے پاس دانہ اور پانی رکھ لیا پھر اُن پرندوں کا نام لے کر اُن کو آواز دی تو ان حیوانوں کے بعض اجزاء بعض کی طرف اڑے اور اُن کے بدن درست ہوئے اور ہر بدن اپنی گردن اور سر سے آکر متصل ہو گئے۔ ابراہیمؑ نے اُن کی منقاریں چھوڑ دیں تو وُہ پرندے اُڑے زمین پر بیٹھے اور اس دانہ میں سے چنا اور پانی میں سے پیا اور کہا اے پیغمبرؑ خدا آپ نے مجھ کو زندہ کیا خدا آپ کو زندہ رکھے۔ ابراہیمؑ نے فرمایا نہیں بلکہ خدا مردوں کو زندہ کرتا ہے اور وہی ہر چیز پر قادر ہے۔

دُوسری معتبر حدیث میں منقول ہے کہ حضرت صادقؑ سے اس آیت کی تفسیر دریافت کی گئی۔ فرمایا کہ حضرت ابراہیم علیہ السّلام نے چار پرند ہُدہُد۔ لٹورہ۔ طاؤس اور زاغ صحرائی کو لیا اور ذبح کیا اور اُن کے سروں کو جُدا کیا اور ہاون میں رکھ کر ان کا بدن مع ہڈی گوشت اور پَر وغیرہ کے کوٹ ڈالا کہ اُن کے اجزاء باہم دگر مخلوط ہو گئے۔ پھر دس حصّے کر کے دس پہاڑوں پر رکھا اور اپنے پاس آب و دانہ رکھ لیا اُن کی منقاریں اپنی انگلیوں کے درمیان رکھیں پھر آواز دی کہ اے پرندو جلد خدا کے حکم سے آؤ۔ تو گوشت، ہڈیوں اور پروں کے اجزاء میں سے بعض نے بعض کی طرف پرواز کی یہاں تک کہ جسم درُست ہو گئے جس طرح کہ پہلے تھے اور ہر بدن اپنی گردن سے آکر مل گیا۔ حضرت ابراہیم علیہ السّلام نے ان کی منقاریں چھوڑ دیں تو وہ پرند زمین پر بیٹھے۔ دانہ کھایا اور پانی پیا۔ پھر کہا اے پیغمبرؑ خدا آپ نے ہم کو زندہ کیا خدا آپ کو زندہ رکھے۔ پس ابراہیم علیہ السّلام نے کہا کہ خدا زندہ کرتا ہے اور مارتا ہے۔ حضرتؑ نے فرمایا کہ یہ ظاہر آیت کی تفسیر ہے اور اس کی معنوی تفسیر یہ ہے کہ ایسے چار شخصوں کو اختیار کرو کہ بات سمجھنے اور ضبط رکھنے کی گنجائش رکھتے ہوں اور اپنا علم ان کو سپرد کرو پھر ان کو زمین کے چاروں طرف بھیجو تاکہ لوگوں پر تمہاری حجت ہوں۔ اور جس وقت تم چاہو تمہارے پاس وہ لوگ آسکیں۔ لہٰذا اُن کو خدا کے بزرگ تر کے نام سے بلاؤ تاکہ اُس کے حکم سے وُہ جلد آجائیں۔

دُوسری معتبر حدیث میں فرمایا کہ ابراہیمؑ نے ہاون میں تمام پرندوں کو باریک کوٹ ڈالا اور اُن کے سروں کو اپنے پاس رکھ لیا۔ پھر خدا کو اس نام سے پکارا جس کا اس نے حکم دیا تھا اور وُہ دیکھ رہے تھے کہ پروں اور گوشت وغیرہ کے اجزاء کس طرح اجزا کے درمیان سے ایک پہاڑ سے دُوسرے پہاڑ پر پرواز کرتے ہیں اور ہر ایک

کی رگیں باہر آتی ہیں اور بدنوں سے متصل ہوتی ہیں یہاں تک کہ اُن کے پَر پُورے طور پر تیار ہوگئے اور ہر ایک حضرت ابراہیمؑ کے پاس اُڑ کر آیا اور اپنے سر سے ملنے لگا۔ حضرت ابراہیمؑ دوسرے کا سر اُس کے نزدیک لاتے تھے لیکن گھوم کر وُہ اپنے ہی سر سے متصل ہوتا تھا۔

بسند معتبر حضرت امام محمدؑ باقرؑ سے منقول ہے کہ ابراہیمؑ نے شتر مُرغ، طاؤس، مرغابی اور مُرغ خانگی کو لیا۔ ان کے پروں کو اکھاڑ کر ان کو ذبح کیا۔ پھر ان کو ہاون میں رکھ کر کوٹ ڈالا اور اُردن کے پہاڑوں پر رکھ دیا۔ وُہ دس پہاڑ تھے پھر اُن کو اُن کے ناموں سے پکارا اور وُہ دوڑتے ہُوئے اُن کے پاس آئے [۱]

[۱] مولّف فرماتے ہیں کہ جو اختلاف پرندوں کے تعین میں واقع ہُوا ہے شاید بعض تقیہ پر محمول ہوں۔ اور روایات عامہ کے طریقہ پر وارد ہوئے ہوں۔ اور ممکن ہے کہ یہ امر چند بار واقع ہُوا ہو، لیکن یہ مشکل ہے۔ اور یہ شبہہ جو اس بارے میں وارد ہوتا ہے کہ کس طرح حضرت ابراہیمؑ کو خدا کے زندہ کرنے کے بارے میں شک ہُوا کہ ایسا سوال کیا؟ اس کے جواب میں چند وجوہ بیان کئے گئے ہیں۔ اوّل یہ کہ جس طرح آپ کو دلیل و بُرہان کے ذریعہ سے علم تھا اُسی طرح چاہتے تھے کہ ظاہر بظاہر اور بطریق مشاہدہ بھی سمجھ لیں چنانچہ حدیث معتبر میں منقول ہے کہ حضرت امام رضاؑ سے لوگوں نے حضرت ابراہیمؑ کے قول لٰكِنْ لِيَطْمَئِنَّ قَلْبِي۔ کہ اپنے دل کے اطمینان کے بارے میں دریافت کیا کہ کیا اُن کے دل میں شک تھا؟ فرمایا نہیں۔ لیکن خدا کے بارے میں اپنے یقین میں اضافہ چاہتے تھے۔ یہی مضمون حضرت امام موسیٰ کاظمؑ سے بھی منقول ہے۔ دوم یہ کہ اصل زندہ کرنے کو جانتے تھے اُس کی کیفیت کو چاہتے تھے کہ دیکھ لیں کہ کس طرح ہوتا ہے۔ سوم یہ کہ سابقہ حدیثوں میں بیان ہوا کہ وُہ جاننا چاہتے تھے کہ وہی خلیل خدا ہیں یا نہیں۔ چہارم یہ کہ نمرود نے اُن سے کہا تھا کہ مُردہ کو زندہ کریں۔ اور اُن پر تشدد کیا کہ اگر زندہ نہ کروگے تو تم کو مار ڈالوں گا۔ حضرتؑ نے چاہا کہ اس کے سوال کی قبولیت کے ساتھ آپ کا دل قتل سے مطمئن ہو جائے۔ لیکن حق وہی دو وجہیں ہیں جو معتبر حدیثوں میں گذریں۔ اور شیخ محمد بن بابویہ نے ذکر کیا ہے کہ محمد بن عبداللہ بن طیفور سے میں نے سُنا وُہ قولِ ابراہیمؑ۔ رَبِّ أَرِنِي كَيْفَ تُحْيِ الْمَوْتَىٰ۔ کے بارے میں کہتے تھے کہ حق تعالیٰ نے ابراہیمؑ سے کہا کہ اُس کے شائستہ بندوں میں سے کسی کی زیارت کریں جب حضرتؑ اُس کے پاس گئے، اُس سے گفتگو کی تو اُس شخص نے کہا کہ خدا کا ایک بندہ دُنیا میں ہے جس کو ابراہیمؑ کہتے ہیں خدا نے اس کو اپنا خلیل قرار دیا ہے۔ ابراہیمؑ نے کہا کہ اُس کی علامت کیا ہے اُس نے کہا خدا اس کے لئے مُردہ کو زندہ کرے گا۔ لہٰذا ابراہیمؑ کو (باقی برصفحہ ۲۳۸)

صحف ابراہیمؑ کا ذکر اور اس کے نصائح۔

بسند معتبر حضرت صادقؑ سے منقول ہے کہ صحف ابراہیمؑ ماہِ مبارک رمضان کی پہلی شب میں نازل ہُوا۔ اور ابو ذرؓ سے منقول ہے کہ رسُولِ خدا نے فرمایا کہ حق تعالیٰ نے ابراہیمؑ پر بیس صحیفے نازل کیئے۔ ابوذرؓ نے عرض کی یا رسولؐ اللہ ابراہیمؑ کے صحیفوں میں کیا تھا۔ فرمایا کہ تمام مثالیں اور حکمتیں تھیں۔ اوران صحیفوں میں یہ نصیحتیں بھی تھیں یعنی اے امتحان میں اُفتادہ مغرور بادشاہ تجھ کو میں نے اس لیئے نہیں بھیجا ہے کہ تو مالِ دنیا کو جمع کرے بلکہ اس لیئے بھیجا ہے کہ مظلوموں کی دُعا مجھ سے رد کرے، اور میں اُن کی دُعا کو رد نہیں کرتا اگرچہ کوئی کافر ہو۔ اور عاقل پر یہ لازم ہے کہ جب تک کوئی عذر نہ ہو اپنے لیئے چار ساعتیں مقرر کرے ایک وُہ جس میں وہ اپنے پروردگار سے مناجات کرے ایک ساعت وُہ جس میں وہ اپنے نفس کا حساب کرے جو کچھ اُس نے نیکی یا بدی کی ہے اور ایک ساعت وہ ہے جس میں وُہ خدا کی اُن تمام نعمتوں پر غور کرے جو کچھ اس نے عطا کی ہیں اور ایک ساعت وُہ ہے جس

(بقیہ صـ۲۳۷) گمان ہُوا کہ وُہ خود ہوں گے۔ اس لیئے خدا سے سوال کیا کہ مُردہ کو زندہ کرے خدا نے فرمایا کیا ایمان نہیں رکھتے کہا ہاں ایمان تو رکھتا ہوں لیکن چاہتا ہوں کہ میرے دل کو اطمینان ہو جائے کہ میں ہی تیرا خلیل ہوں۔ اور وُہ چاہتے تھے کہ ان کے لیئے ایک معجزہ ہو جس طرح کہ دُوسرے پیغمبروں کے لیئے تھا اس لیئے آپ نے خدا سے مُردہ کو زندہ کرنے کا سوال کیا اور خدا نے اُن کو حکم دیا کہ اس کے لیئے زندہ کو مار ڈالیں۔ لہٰذا حضرتؑ نے اپنے بیٹے اسمٰعیلؑ کو ذبح کیا اور خدا نے اُن کو حکم دیا کہ چار پرندوں کو ذبح کریں طاؤس اور لٹورہ اور مُرغ آبی اور مُرغ خانگی —! طاؤس دُنیا کی زینت تھا اور لٹورہ امیدوں کی درازی چونکہ اُس کی عمر زیادہ بڑی ہوتی ہے۔ اور مرغابی حرص تھا اور مُرغ خانگی شہوت۔ گویا خدا نے فرمایا کہ اگر یہ پسند کرتے ہو کہ تمہارا دل زندہ اور مجھ سے مطمئن ہو تو ان چار چیزوں کو اپنے دل سے نکال دو اور اپنے نفس سے اُن کو مار ڈالو کیونکہ یہ جس دل میں ہوں گے وُہ مطمئن نہیں ہو سکتا۔ (شیخ کہتے ہیں کہ) مَیں نے اس سے پُوچھا کہ خدا نے اُن سے کیوں پُوچھا کہ کیا ایمان نہیں رکھتے باوجودیکہ جانتا تھا کہ وُہ ایمان رکھتے ہیں اور اُن کے حال سے واقف تھا اس نے جواب دیا کہ چونکہ ابراہیمؑ کا سوال اس طرح کا تھا کہ گویا وُہ شک رکھتے ہیں۔ خدا نے چاہا کہ یہ تو ہّم ان سے زائل ہو جائے اور یہ تہمت اُن سے دفع ہو جائے۔ تو ابراہیمؑ نے ظاہر کیا کہ وُہ شک نہیں رکھتے لیکن یقین کی زیادتی کے لئے چاہتے ہیں یا دُوسرے امُور کے لیئے جو بیان ہُوئے۔ یہ ابن طیفور کا کلام جو حدیث کے مانند مستند نہیں محل اعتماد نہیں ہو سکتا لیکن چونکہ شیخ بزرگ نے ذکر کیا تھا میں نے بھی نقل کر دیا۔ ۱۲ منہ

ہیں وُہ حلال طریقہ پر حظِّ نفس کے لیئے خلوت کرے۔ یقیناً یہ ساعت اس کے لیئے دُوسری ساعتوں سے زیادہ محبوب ہے اس میں دلوں کے لیئے زیادہ راحت و آرام ہے۔ عاقل پہ لازم ہے کہ وُہ اپنے زمانہ اور اہلِ زمانہ پر نظر رکھے اور ہمیشہ اپنے حال کی اصلاح کا خیال رکھے اور اپنی زبان کی حفاظت کرے اُن باتوں سے جو نہ کہنا چاہیئے۔ جو شخص اپنے عمل سے اپنے قول کا حساب کرتا ہے اُس کا بولنا کم ہو جاتا ہے سوائے اس وقت کے جب کہ اُس کا نفع ہوتا ہے۔ عقلمند کو چاہیئے کہ تین باتوں کا ہمیشہ طالب رہے۔ اپنی دُنیاوی معاش کی اصلاح اپنی آخرت کے توشہ کی تحصیل اور اُس چیز سے لذّت حاصل کرنا جو حرام نہ ہو۔ ابوذرؓ نے کہا جو کچھ کہ خدا نے قرآن میں نازل کیا ہے کیا اُس میں صحف ابراہیمؑ و موسیٰؑ میں سے بھی کچھ ہے؟ فرمایا اے ابوذر ان آیات کو پڑھو۔ قَدْ اَفْلَحَ مَنْ تَزَكّٰى وَ ذَكَرَ اسْمَ رَبِّهٖ فَصَلّٰى بَلْ تُؤْثِرُوْنَ الْحَيٰوةَ الدُّنْيَا وَالْاٰخِرَةُ خَيْرٌ وَّ اَبْقٰى اِنَّ هٰذَا لَفِى الصُّحُفِ الْاُوْلٰى صُحُفِ اِبْرٰهِيْمَ وَمُوْسٰى۔ (آیہ سورۃ اعلیٰ پ) جس نے زکوٰۃ دی وُہ رُستگار ہوا یا اپنے نفس کو کفر و معصیت سے پاک کیا اور اپنے پروردگار کو یاد کیا پھر نماز ادا کی بلکہ تم تو دُنیاوی زندگی ہی کو بہتر سمجھتے ہو حالانکہ آخرت بہت بہتر اور ہمیشہ باقی رہنے والی ہے۔ بیشک یہ اگلے صحیفوں ابراہیمؑ و مُوسیٰؑ میں موجود ہے۔

بسندِ صحیح حضرت صادقؑ سے تفسیر قولِ خدا اِبْرٰهِيْمَ الَّذِىْ وَفّٰى میں منقول ہے جس کا ترجمہ یہ ہے کہ ابراہیمؑ جنہوں نے کہ پُورا کیا جس پر وُہ مامور ہوئے تھے یا خدا سے جو عہد کیا تھا اس کو اچھی طرح وفا کیا۔ حضرتؑ نے فرمایا کہ وُہ ہر صبح یہ دُعا پڑھتے تھے:۔ اَصْبَحْتُ وَرَبِّىْ مَحْمُوْدًا اَصْبَحْتُ لَا اُشْرِكُ بِاللّٰهِ شَيْئًا وَلَا اَدْعُوْا مَعَ اللّٰهِ اِلٰهًا اٰخَرَ وَلَا اَتَّخِذُ مَعَهٗ وَلِيًّا۔ اس سبب سے اُن کو بندۂ شکور کہتے تھے۔

بسندِ معتبر منقول ہے کہ مفضل بن عمر نے حضرت صادقؑ سے قولِ خدا: وَاِذِ ابْتَلٰۤى اِبْرٰهِيْمَ رَبُّهٗ بِكَلِمٰتٍ فَاَتَمَّهُنَّ (آیہ ۱۲۴ سورۃ بقرہ پ) کی تفسیر دریافت کی جس کا ترجمہ یہ ہے کہ اس وقت کو یاد کرو جبکہ ابراہیمؑ کے پروردگار نے چند امور میں ان کا امتحان لیا تو ابراہیمؑ نے پُورا کر دکھایا۔ دریافت کیا کہ وُہ کلمات کیا تھے؟ فرمایا کہ وہ کلمات وہی تھے جو آدمؑ نے خدا سے سیکھے تھے اور ان کی توبہ قبول ہُوئی تھی یعنی انہوں نے کہا کہ خداوندا میں تجھ سے بحق محمدؐ و علیؑ و فاطمہؑ و حسن و حسین علیہم السّلام سوال کرتا ہوں کہ میری توبہ قبول فرما تو خدا نے ان کی توبہ قبول کی۔ مفضل نے پُوچھا فَاَتَمَّهُنَّ کے کیا معنی ہیں؟ فرمایا

کہ حضرت ابراہیمؑ نے اُن کے اسماء مبارک بارھویں امام قائم آلِ محمدؐ تک تمام کئے جو کہ حضرت امام حسینؑ کی اولاد میں سے نو امام ہیں۔ اور ابن بابویہ نے فرمایا ہے کہ جو کچھ اس باب میں وارد ہوا ہے کلمات کے بیئے ایک وجہ ہے۔ اور کلمات کی دوسری وجہیں ہیں اوّل یہ کہ خداوند عالم نے فرمایا ہے کہ ہم نے ابراہیمؑ کو ملکوتِ آسمان وزمین دکھائے کہ وُہ صاحبان یقین میں سے ہو جائیں۔ دوم معرفت۔ یعنی اپنے خالق کو قدیم جاننا اور اس کو یکتا سمجھنا اور مخلوقات کی مشابہت سے منزّہ جاننا۔ جس وقت کہ آپ نے ستارہ و ماہتاب و آفتاب کو دیکھا اور اُن میں سے ہر ایک کے غروب ہو جانے پر استدلال کیا کہ حادث ہیں اور اُن کے محدوث پر یہ استدلال کہ وُہ ایک پیدا کرنے والا رکھتے ہیں۔ سوم شجاعت۔ اور اُن کی شجاعت بُتوں کے توڑنے میں ظاہر ہوئی جیسا کہ خدا نے فرمایا ہے جس وقت کہ ابراہیمؑ نے اپنے باپ اور اپنی قوم سے کہا کہ یہ مجسّمے اور صورتیں کیسی ہیں جن کی تم لوگ تعظیم کرتے ہو اور اُن کی عبادت کے لیئے کھڑے ہوتے ہو۔ اُن لوگوں نے کہا کہ ہم نے اپنے باپ دادا کو اُن کی پرستش کرتے ہوئے دیکھا۔ ابراہیمؑ نے کہا تم اور تمہارے باپ دادا کھلی ہوئی گمراہی میں تھے۔ وُہ لوگ کہنے لگے کہ کیا تم جو کچھ کہتے ہو سچ کہتے ہو یا مذاق و مسخرہ پن کرتے ہو۔ فرمایا کہ تمہارا پروردگار وُہ ہے جو زمین و آسمان کا خدا ہے اور جو سب کو عدم سے عالمِ وجود میں لایا ہے۔ اور میں اس بات پر گواہ ہوں۔ خدا کی قسم میں تمہارے بتوں کے ساتھ ایک تدبیر کروں گا جب کہ تم لوگ یہاں سے چلے جاؤ گے۔ جب وُہ لوگ عیدگاہ چلے گئے ابراہیمؑ نے سوائے بڑے بُت کے تمام بُتوں کو ٹکڑے ٹکڑے کر دیا اس خیال سے کہ شاید واپسی پر وُہ لوگ اس بُت سے سوال کریں اور اس طرح اُن پر حجّت تمام ہو جائے۔ اور ایک تن تنہا کا اتنے ہزار اشخاص سے مقابلہ کرنا کامل شجاعت ہے۔ چہارم حلم و بردباری ہے۔ جیسا کہ خداوند عالم فرماتا ہے کہ ابراہیمؑ بردبار اور خوفِ خدا سے بہت آہ وزاری کرنے والے یا دُعا کرنے والے یا اُس کی طرف بہت رجوع کرنے والے تھے۔ پانچویں سخاوت و جوانمردی ہے جیسا کہ خدا نے اُن کے مہمانوں کے قصّہ میں ذکر کیا ہے۔ چھٹے علیحدگی و دُوری اختیار کرنا اپنے اہل بیتؑ سے خدا کے لیئے جیسا کہ خدا نے فرمایا ہے کہ ابراہیمؑ نے آزر اور اپنی قوم سے کہا کہ میں تم سے اور اُن سے جن کو خدا کے سوا تم پُوجتے ہو علیحدگی اور دُوری اختیار کرتا ہوں۔ میں تو اپنے پروردگار کو پکارتا ہوں اور اسی کی عبادت کرتا ہوں ساتویں نیکی کا حکم اور بدی کی ممانعت کرنا جیسا کہ خدا فرماتا ہے کہ ابراہیمؑ نے آزر سے

کہا کہ اے میرے باپ کیوں تم ایسی چیز کو پُوجتے ہو جو نہ بولتی ہے نہ سُنتی ہے اور نہ تم کو کوئی فائدہ پہنچاتی ہے۔ بہ تحقیق کہ میرے پاس وُہ علم آچکا ہے جو تمہارے پاس نہیں آیا ہے۔ لہٰذا میری اطاعت کرو تاکہ میں تم کو سیدھی راہ کی ہدایت کروں۔ اے پدر شیطان کی عبادت نہ کرو اس لیئے کہ وُہ خدا کی بہت معصیت کرنے والا ہے۔ میں ڈرتا ہوں کہ تم پر خداوند رحمٰن کی جانب سے کوئی عذاب نہ نازل ہو۔ اس وقت تم شیطان کے ساتھی ہوجاؤگے۔ آٹھویں بدی کو نیکی کے ذریعہ سے روک دینا۔ جس وقت کہ آزر نے اُن سے کہا اے ابراہیمؑ کیا تم ہمارے خداؤں کو نہیں مانتے۔ اگر تم اس خیال کو ترک نہ کروگے تو تم کو سنگسار کروں گا۔ ایک مدّت کے لیئے میرے پاس سے دُور ہو جاؤ۔ آپ نے فرمایا کہ میں جلد تمہارے لیئے اپنے خدا سے آمرزش کی دُعا کروں گا کیونکہ وُہ مجھ سے زیادہ مہربان اور کریم ہے۔ نویں توکّل جیسا کہ فرمایا اے قوم تم جن کی پرستش کرتے ہو اور ہمارے گزشتہ بزرگ جن کو پُوجتے تھے سب کے سب ہمارے دُشمن ہیں سوائے عالمین کے پروردگار کے جس نے مجھ کو خلق کیا ہے۔ وہی میری رہبری فرماتا ہے اور مجھے آب و غذا دیتا ہے۔ جب میں بیمار ہوتا ہوں تو وُہی شفا عطا فرماتا ہے۔ وہی یقیناً مجھے مُردہ کرے گا اور پھر قیامت میں وُہی مجھ کو زندہ کرے گا۔ اور میری التجا ہے کہ وُہ اس روز میرے گناہوں کو بخش دے دسویں حکم اور صالحین کے ساتھ منسُوب ہونا۔ چنانچہ دُعا کی خداوندا مجھے حکم عطا فرما اور مجھ کو صالحوں میں شامل کر اور وُہ صالحین رسولؐ خدا اور ائمۂ طاہرین صلوات اللہ علیہم اجمعین ہیں۔ اور کہا میرے لیئے بعد کے لوگوں میں لسان صدق (سچّی زبان) یعنی میرا ذکرِ خیر قائم فرما۔ اور لسان صدق سے مراد امیرؑ المومنین ہیں جیسا کہ خدا نے دُوسرے مقام پر فرمایا ہے کہ وَجَعَلْنَا لَهُمْ لِسَانَ صِدْقٍ عَلِيًّا گیارھویں جان کے بارے میں امتحان جس وقت کہ ان کو منجنیق میں بٹھا کر آگ میں ڈالا۔ بارھویں فرزند کے بارے میں امتحان جس وقت کہ خدا نے ان کو حضرت اسمٰعیلؑ کے ذبح کا حکم دیا۔ تیرھویں زوجہ کے بارے میں امتحان جس وقت کہ خدا نے اُن کی حُرمت کو عزارہ قبطی سے بچایا۔ چودھویں حضرت سارہ کی کج خلقی پر صبر۔ پندرھویں اپنی ذات کو خدا کی اطاعت میں وقف کر دینا جیسا کہ آپ نے دُعا کی کہ خداوندا مجھ کو رُسوا نہ کرنا جس روز کہ لوگ مبعوث ہوں۔ سولھویں عیوب سے پاک ہونا۔ چنانچہ حق تعالیٰ فرماتا ہے کہ ابراہیمؑ نہ یہودی تھے، نہ نصرانی بلکہ باطل دینوں سے متنفر تھے اور مسلمان اور حق کے مطیع تھے اور مشرک نہ تھے۔ سترھویں تمام عبادتوں کی شرطوں کو جمع کرنا جس مقام پر کہا ہے کہ اِنَّ صَلَاتِيْ وَنُسُكِيْ وَمَحْيَايَ وَمَمَاتِيْ لِلّٰهِ رَبِّ الْعَالَمِيْنَ ﴿۱۶۲﴾ لَا شَرِيْكَ لَهٗ وَبِذٰلِكَ اُمِرْتُ وَاَنَا اَوَّلُ الْمُسْلِمِيْنَ۔ (آیت ۱۶۳/۱۶۴ سورۃ انعام پ) یعنی یقیناً میری نماز، میری قربانی، میرا حج یا میری عبادت اور زندگی اور موت اُس

خدا کے لیئے خاص ہے جو عالم کا پروردگار ہے۔ اُس کا کوئی شریک نہیں ہے اور میں اس پر مامور کیا گیا ہوں اور میں فرمانبرداروں میں سے ہوں پس جب یہ کہہ دیا کہ زندگی اور موت، تو تمام عبادتوں کو اُس میں داخل کر دیا۔ اٹھارھویں مُردوں کے زندہ کرنے میں اُن کی دُعا کا مستجاب ہونا۔ اُنیسویں خدا کا اُن کے لیئے گواہی دینا کہ وُہ صالحین میں سے ہیں جس جگہ کہ فرمایا ہے کہ بتحقیق میں نے ابراہیمؑ کو دُنیا میں برگزیدہ کیا اور وُہ آخرت میں یقیناً صالحین میں سے ہیں۔ (صالحین) یعنی رسولؐ خدا اور ائمہؑ ھدیٰ علیہم السّلام۔ بیسویں پیغمبروں کا اُن کے بعد اُن کی اقتدا کرنا۔ اسی جگہ فرماتا ہے کہ (اے محمدؐ) میں نے تم کو وحی کی کہ ملّتِ ابراہیمؑ کی متابعت کرو۔ اور پھر فرمایا کہ تمہارے باپ ابراہیمؑ کا دین سچّا ہے جس نے تمہارا نام مسلمان رکھا۔ (ابن بابویہ کا کلام تمام ہوُا)

حدیث معتبر میں حضرت صادقؑ سے منقول ہے کہ ابراہیمؑ کی ابتدا یہ تھی کہ خواب میں اُن کو حکم دیا گیا کہ اپنے بیٹے کو ذبح کرو۔ ابراہیمؑ نے اس حکم کو پُورا کیا اور اس پر آمادہ ہوئے اور خدا کا حکم بخوشی منظور کیا۔ اس وقت حق تعالیٰ نے ان پر وحی کی کہ میں نے تم کو لوگوں کا امام بنایا۔ پھر اُن پر سُنّتہائے حنیفہ کو نازل کیا جو دس چیزیں ہیں پانچ سر سے متعلق ہیں اور پانچ جسم سے۔ پانچ جو سر سے متعلّق ہیں یہ ہیں:۔ شاربؔ لینا، داڑھیؔ رکھنا، سرؔ کے بال ترشوانا، مسواکؔ و خلالؔ کرنا۔ جسم سے متعلق پانچ امور یہ ہیں: موئے زیر ناف بنانا، ختنہؔ کرنا، ناخنؔ کٹوانا، غسلِ جنابتؔ کرنا، پانیؔ سے استنجا کرنا۔ یہ ہیں حنیفۂ طاہرہ جو ابراہیمؑ لائے اور یہ قیامت تک منسوخ نہ ہوں گے اور یہ ہیں قولِ خدا کے معنی کہ ملّتِ ابراہیمؑ کی پیروی کرو۔ کیونکہ ان کا باطل سے حق کی جانب مائل (ہونے کا صحیح راستہ) ہے۔

دوسری معتبر حدیث میں فرمایا کہ ابراہیمؑ پہلے شخص تھے جنہوں نے مہمانوں کی مہمانی کی اور ختنہ کیا اور خدا کی راہ میں جہاد کیا اور اپنے مال سے خمس نکالا اور نعلین پہنی اور جنگ کے لیئے علموں کو دُرست کیا۔

ایک روایت میں منقول ہے کہ ابراہیمؑ نے ایک فرشتہ سے ملاقات کی اس سے دریافت کیا کہ تم کون ہو؟ اُس نے کہا میں ملکُ الموت ہوں۔ آپؑ نے پُوچھا کیا ہوسکتا ہے کہ تم اپنی وُہ صورت مجھے دکھاؤ جس سے کہ تم مومن کی رُوح قبض کرتے ہو؟ کہا اچھا۔ میری جانب سے ذرا مُنہ پھیر لیجئے۔ حضرتؑ نے مُنہ پھیر لیا۔ پھر جب نظر کی تو دیکھا کہ ایک خوبصورت اور خوش لباس حسین جوان ہے جس کے بدن سے خوشبو آرہی ہے۔ آپ نے فرمایا کہ اگر مومن تم کو بغیر حسن وجمال کے نہ دیکھے تو اس کے لیئے بہتر ہے۔ پھر کہا گیا

ممکن ہے کہ تم مجھے اپنی وہ صورت دکھا دو جس سے تم فاجروں کی رُوح قبض کرتے ہو؟ ملکؑ الموت نے کہا کہ آپ اس کے دیکھنے کی طاقت نہیں رکھتے۔ حضرت ابراہیمؑ نے کہا میں دیکھ سکتا ہوں۔ کہا بہتر ہے۔ میری جانب سے مُنہ پھیر لیجئے۔ تھوڑی دیر کے بعد جب حضرتؑ نے نگاہ کی تو ایک مرد سیاہ کو سیاہ لباس میں دیکھا جس کے بال جسم پر کھڑے ہیں اور بد بُو آرہی ہے اور اس کے مُنہ اور ناک سے آگ اور دُھواں نکل رہا ہے۔ پس حضرت ابراہیمؑ بے ہوش ہو گئے۔ جب ہوش آیا ملکؑ الموت صورتِ اوّل میں نظر آئے۔ فرمایا اے ملکؑ الموت اگر فاجر تم کو اسی صورت میں دیکھے تو اس کے عذاب کے لئے یہی کافی ہے۔

بسند معتبر حضرت صادقؑ سے منقول ہے کہ حق تعالیٰ نے ابراہیمؑ کو وحی کی کہ زمین کو تمہارا ستر دیکھنے سے شرم آتی ہے اور اُس نے مجھ سے شکایت کی ہے لہٰذا اپنے ستر اور زمین کے درمیان ایک حجاب قرار دو۔ پس حضرتؑ نے اپنے لئے ایک زیر جامہ تیار کیا جو آپ کے زانوؤں تک تھا۔

فصل چہارم
حضرت ابراہیم علیہ السّلام کی عمر اور وفات وغیرہ کا تذکرہ :۔

بسند معتبر حضرت صادقؑ سے منقول ہے کہ رسولؐ خدا نے فرمایا کہ حضرت ابراہیمؑ کی عمر ایک سو پچھتر سال کی تھی۔

بسند معتبر حضرت امیر المومنین سے منقول ہے کہ حضرت ابراہیمؑ کا گذر انقیا میں ہوا جو نجف اشرف کے پہلو میں واقع ہے۔ اُس شہر میں ہر شب زلزلہ آتا تھا۔ جب ابراہیمؑ نے رات بھر وہاں قیام کیا تو زلزلہ نہ آیا۔ اس شہر کے رہنے والوں کو تعجب ہُوا اور کہا کیا سبب ہے کہ ہمارے شہر میں زلزلہ نہیں آیا لوگوں نے کہا کل رات ایک مرد پیر ہمارے شہر میں وارد ہُوا ہے اس کا ایک لڑکا اس کے ساتھ ہے۔ یہ معلوم کر کے لوگ حضرتؑ کے پاس آئے اور کہا کہ ہر شب ہمارے شہر میں زلزلہ آتا تھا اس رات جب کہ آپ ہمارے شہر میں وارد ہوئے زلزلہ نہیں آیا۔ آج رات بھی قیام فرمائیے تاکہ ہم اچھی طرح سمجھ لیں۔ جب دوسری رات پھر زلزلہ نہیں آیا تو اس شہر کے لوگ حضرتؑ کے پاس آئے اور کہا کہ آپ ہمارے شہر میں قیام رکھیے آپ جو چاہیں ہم سے خدمت لیں ہم حاضر ہیں۔ فرمایا میں اس شہر میں تو نہ رہوں گا لیکن اس صحرائے نجف کو جو کہ تمہارے شہر کے پیچھے ہے میرے ہاتھ فروخت کر دو پھر تمہارے شہر میں زلزلہ نہ آئے گا۔ ان لوگوں نے کہا ہم نے یوں ہی بخشا۔ حضرتؑ نے فرمایا میں تو قیمت دے کر لوں گا۔ اُن لوگوں نے کہا جو چاہے دے دیجئے۔ پس حضرت ابراہیم علیہ السّلام نے سات گوسفند اور چار دراز گوش کے عوض اس زمین کو اُن سے خرید فرمایا اس سبب سے اس زمین کو انقیا کہتے تھے کیونکہ زبان نبطی میں انقیا کے معنی گوسفند کے ہیں۔ آپؑ کے

فرزند نے کہا اے خلیل الرحمٰن آپ اس زمین کو کیا کیجئے گا جس میں نہ زراعت کی جاسکتی ہے اور نہ حیوانات چرائے جاسکتے ہیں۔ حضرتؑ نے فرمایا خاموش رہو۔ کیوں کہ خداوند عالمیان ستّر ہزار پیغمبروں کو اس صحرا سے محشور کرے گا جو بے حساب بہشت میں داخل ہوں گے اور ان میں سے ہر ایک کثیر جماعت کی شفاعت کرے گا۔

حدیث معتبر میں حضرت محمّد باقرؑ سے منقول ہے کہ اوّل دو اشخاص جنہوں نے روئے زمین پر باہم مصافحہ کیا وہ ذوالقرنین اور ابراہیمؑ خلیل تھے۔ ابراہیمؑ نے ان سے رو برو ملاقات کی اور مصافحہ کیا۔

بسند معتبر حضرت صادقؑ سے منقول ہے کہ حضرت ابراہیمؑ جنگ عمالقہ کے لیے مسجد سہلہ سے یمن کی جانب گئے۔

بسند معتبر انہی حضرتؑ سے منقول ہے کہ حضرت ابراہیمؑ نے خدا سے سوال کیا کہ ایک دختر ان کو عطا فرمائے جو ان کے مرنے کے بعد اُن پر گریہ کرے۔

معتبر حدیث میں آنحضرتؑ سے منقول ہے کہ سارہؑ نے ابراہیمؑ سے کہا کہ اے ابراہیمؑ آپ ضعیف ہوگئے خدا سے سوال کیجئے کہ ایک فرزند عطا فرمائے جس سے ہماری آنکھیں روشن ہوں کیونکہ خدا نے آپ کو اپنا خلیل قرار دیا ہے اگر چاہے گا تو وہ آپ کی دُعا مستجاب کریگا حضرت ابراہیم علیہ السّلام نے خدا سے دُعا کی کہ اُن کو ایک فرزندِ دانا کرامت فرمائے خدا نے اُن پر وحی فرمائی کہ ہاں ایک عقلمند لڑکا عطا کروں گا۔ اور اُس کے بارے میں تمہارا امتحان بھی لوں گا۔ ابراہیمؑ اس خوشخبری کے تین سال تک منتظر رہے۔ پھر خدا کی جانب سے وعدہ موقع آیا۔ سارہؑ نے کہا کہ اے ابراہیمؑ آپ ضعیف ہوگئے اور آپ کی اجل قریب ہے۔ اگر دُعا کیجئے کہ خدا آپ کی اجل میں تاخیر کرے اور عمر دراز کرے تاکہ آپ میرے ساتھ زندگی گزاریں تو زیادہ بہتر ہو۔ ابراہیمؑ نے خدا سے سوال کیا جیسا کہ سارہؑ نے التماس کی تھی، حق تعالیٰ نے اُن کو وحی کی کہ جس قدر چاہو تم کو زندگی عطا کردوں۔ حضرت ابراہیم علیہ السّلام نے جناب سارہ کو خبر دی۔ انہوں نے کہا خدا سے دُعا کیجئے کہ جب تک آپ خود موت کے طالب نہ ہوں آپ کو موت نہ آئے۔ ابراہیمؑ نے دُعا کی اور حق تعالیٰ نے مستجاب فرمایا۔ جب ابراہیمؑ نے دُعا کی مقبولیت کی خبر سارہؑ سے بیان کی، سارہؑ نے کہا شکر کیجئے خدا کا اور کھانا پکوایئے اور فقیروں اور اہل حاجت کو بلایئے کہ وہ طعام کھائیں۔ ابراہیمؑ نے عام دعوت کی۔ جب لوگ حاضر ہوئے ان میں ایک کمزور نابینا بڈھا بھی تھا جس کے ساتھ رہبری کے لیے ایک شخص تھا۔ وہ دسترخوان پر بیٹھا۔ جب وہ لقمہ اُٹھا کر مُنہ میں لے جانا چاہتا اُس کے ہاتھ کو لرزہ ہوتا اور لقمہ داہنے او

بائیں ہو جاتا تھا یہاں تک کہ ایک مرتبہ لُقمہ اُس کی پیشانی پر جا لگا۔ اُس کے ساتھی نے اُس کا ہاتھ پکڑ کر اس کے مُنہ تک پہنچایا۔ پھر اُس نابینا نے دُوسرا لقمہ لیا۔ اُس کا ہاتھ کانپا اور لقمہ اُس کی آنکھوں تک جا پہنچا۔ ابراہیمؑ کی نگاہ اُسی کی جانب تھی۔ آپ کو یہ حال دیکھ کر حیرت ہوئی اور اس کے قائد سے اس اختلال کا سبب دریافت کیا۔ اُس نے کہا آپ اِس مرد کا جو حال ملاحظہ کر رہے ہیں یہ کمزوری اور پیری کے سبب سے ہے۔ ابراہیمؑ نے اپنے دل میں سوچا کہ میں بھی اگر بہت بوڑھا ہو جاؤں گا تو اسی مرد کی طرح ہو جاؤں گا۔ پھر تو آپ نے خدا سے دُعا کی کہ خداوندا میری موت کا وہی وقت بہتر ہے جو میرے لیے پہلے تُو مقرر کر چکا تھا۔ کیونکہ اس حال کو مشاہدہ کرنے کے بعد مجھے زیادہ عمر کی ضرورت نہیں ہے۔

حدیثِ معتبر میں حضرت امیرالمومنین علی علیہ السّلام سے منقول ہے کہ جب خدا نے چاہا کہ ابراہیم علیہ السّلام کی رُوح قبض کرے تو ملکؑ الموت کو اُن کے پاس بھیجا۔ کہا اَلسَّلَامُ عَلَيْكَ يَا اِبْرٰهِيْمُ آپ نے فرمایا:- وَعَلَيْكَ السَّلَامُ يَا مَلَكَ الْمَوْتِ۔ کیا تم اس لیے آئے ہو کہ اپنے اختیار سے مجھے آخرت کو لے چلو یا موت کی خبر لائے ہو۔ یقیناً مامور ہوئے ہو کہ میری رُوح قبض کرو۔ ملکؑ الموت نے کہا کہ میں آیا ہوں اور آپ کو آپ کی خواہش سے خدا کی ملاقات اور عالمِ قدس کی جانب دعوت دیتا ہوں۔ لہٰذا قبول کیجئے۔ ابراہیم علیہ السّلام نے فرمایا کبھی تم نے دیکھا ہے کہ دوست اپنے دوست کو مار ڈالے۔ ملکؑ الموت واپس گئے اور اپنے موقف عرض پہ کھڑے ہو کر کہا خداوندا تو نے سُنا جو کچھ تیرے خلیل ابراہیمؑ نے کہا۔ حق تعالیٰ نے ان کو وحی کی کہ ابراہیمؑ کے پاس جاؤ اور کہو کہ کبھی تم نے دیکھا ہے کہ کوئی دوست اپنے دوست کی مُلاقات کو ناپسند کرے۔ دوست وُہ ہے جو اپنے دوست کی ملاقات کا آرزومند ہو۔ یہ سُن کر ابراہیمؑ راضی ہوئے۔

بسندِ موثق حضرت امام جعفر صادقؑ سے منقول ہے کہ جناب ابراہیم علیہ السّلام جب مناسکِ حج سے فارغ ہو کر شام کی جانب واپس گئے تو وہیں آپ کی رُوح مقدس عالمِ قدس کی جانب روانہ ہوئی۔ اس کا سبب یہ تھا کہ ملکؑ الموت آئے تاکہ آپ کی رُوح قبض کریں، ابراہیمؑ نے موت کو پسند نہ کیا۔ ملکؑ الموت اپنے پروردگار کے پاس واپس گئے اور کہا ابراہیمؑ موت سے کراہت رکھتے ہیں۔ حق تعالیٰ نے فرمایا کہ ابراہیمؑ کو رہنے دو کیونکہ وُہ میری عبادت کرنا چاہتے ہیں یہاں تک کہ ابراہیمؑ نے ایک مردِ پیر کو دیکھا کہ جو کچھ وُہ کھاتا ہے اُسی وقت دُوسری جانب سے نکل جاتا ہے۔ اُنہوں نے زندگی کو ناپسند کیا اور موت کی خواہش کی۔ لہٰذا ایک روز وُہ اپنے مکان میں جب آئے تو ایک صورت بہت حسین نظر آئی

حضرت ابراہیم کی عمر

کہ اس سے پہلے کبھی نہ دیکھی تھی۔ پُوچھا تم کون ہو؟ کہا میں ملک الموت ہوں۔ فرمایا سبحان اللہ کون ایسا ہے جو تمہاری زیارت وصحبت کو پسند نہ کرے گا جبکہ تم ایسی نیک صُورت رکھتے ہو۔ ملک الموت نے کہا اے خلیل الرحمٰن جب خدا اپنے بندہ کے لیئے بہتری چاہتا ہے تو مجھ کو اس صورت میں بھیجتا ہے۔ اور اگر بندہ کے واسطے بدی پسند کرتا ہے تو مجھ کو دُوسری صورت میں اس کے پاس بھیجتا ہے۔ غرضکہ وُہ حضرتؑ شام میں رحمتِ الٰہی سے واصل ہُوئے آپ کے بعد حضرت اسمٰعیلؑ لقائے خدا سے فائز ہُوئے۔ اور حضرت اسمٰعیلؑ کی عمر مبارک ایک سو تیس سال ہُوئی اور وُہ حجر اسمٰعیلؑ میں اپنی ماں کے پاس دفن ہُوئے۔

بسند معتبر حضرت صادقؑ سے منقول ہے کہ حضرت ابراہیمؑ نے اپنے پروردگار سے مناجات میں عرض کی کہ پروردگارا اُس شخص کی عیال کا کیا حال ہو گا جس کا کوئی جانشین نہ ہو کہ جس کے ہاتھ میں اُس کے عیال کا انتظام ہو۔ خدا نے وحی کی کہ اے ابراہیمؑ کیا اپنے بعد عیال کے لیئے ایک خلیفہ وجانشین کا تم کو مجھ سے زیادہ خیال ہے۔ عرض کی پروردگارا نہیں۔ اب میرا دل مسرور ہے میں نے سمجھ لیا کہ تیرا لطف وکرم اُن کے شاملِ حال ہے [1]

مومنین کے بچے حضرت ابراہیم کی تربیت میں

بسند معتبر حضرت صادقؑ سے منقول ہے کہ رسُولِ خدا شب معراج ایک مرد پیر کی طرف گزرے جو ایک درخت کے نیچے بیٹھا تھا اور اس کے گرد بہت سے اطفال موجود تھے حضرت نے جبرئیلؑ سے پُوچھا کہ یہ مرد پیر کون ہے۔ جبرئیلؑ نے کہا کہ یہ آپ کے پدر ابراہیمؑ ہیں۔ پُوچھا یہ بچے کون ہیں جو ان کے چاروں طرف ہیں کہا یہ مومنوں کے بچے ہیں جن کو موت آچکی ہے حضرتؑ کے پاس پہنچا دیئے گئے ہیں آنحضرتؑ ان کو غذا دیتے ہیں اور ان کی تربیت کرتے ہیں۔

---

[1] مولف فرماتے ہیں کہ اگر دُنیاوی زندگی کی خواہش دُنیا کی فانی لذتوں اور فائدوں کے لیئے ہو تو بُری ہے اور اگر تحصیلِ آخرت اور جنابِ مقدس الٰہی کی عبادت کے لیئے ہو تو وہ دُنیا کی نہیں آخرت کی محبت ہے، اور وُہ خدا کی دوستی ہے اس کے سوا کسی کی نہیں۔ اسی وجہ سے بہت سی دُعاؤں میں طُولِ عمر کا طلب کرنا وارد ہے۔ پس مرتبۂ کمال یہ ہے کہ آدمی قضائے الٰہی پر راضی رہے۔ اگر وُہ سمجھتا ہے کہ خدا اُس کے لیئے موت چاہتا ہے تو وُہ اُس پر راضی ہو اور اگر جانتا ہے کہ خدا اس کے لیئے حیات پسند کرتا ہے تو وُہ اُس پر راضی رہے۔ اور اگر بندہ کچھ نہیں جانتا تو تحصیلِ معرفت کے لیئے حیات ہی کو طلب کرتا ہے اور اس سے محبتِ الٰہی مطلوب ہوتی ہے۔ جب تک پیغمبرانِ خدا نہیں جانتے کہ خدا حیات کے طلب کرنے اور موت کی تاخیر میں سفارش کرنے میں راضی ہے اس وقت تک یقیناً وُہ سفارش نہیں کرتے اگر وُہ لوگ اپنے لیئے ویسا پسند کرتے تو رضائے الٰہی حاصل کرنے کے لیئے اپنے کو بڑی بڑی ہلاکتوں میں نہ ڈالتے۔ ۱۲ منہ

فصل پنجم

حضرتؑ کی اولاد و ازواج و بناءِ کعبہ و نصبِ حجرِ اسمٰعیلؑ وغیرہ کے تذکرے۔

بسندِ حسن بلکہ صحیح حضرت امام جعفر صادقؑ سے منقول ہے کہ حضرت ابراہیمؑ نے بادیۂ شام میں نزول فرمایا اور جب ہاجرہؑ سے اسمٰعیلؑ پیدا ہوئے سارہؓ کو شدید غم ہوا کیونکہ ابراہیم علیہ السّلام کا کوئی فرزند اُن کے شکم سے نہ تھا۔ پھر وُہ ہاجرہؑ کے بارے میں ابراہیمؑ کو تکلیف پہنچانے لگی تھیں، اس سبب سے حضرت غمگین رہتے تھے۔ ابراہیمؑ نے جب اُس کی بارگاہِ خدا میں شکایت کی اُن کو وحی پہنچی کہ عورت کی مثال ٹیڑھی ہڈی کی سی ہے اگر اُس کو اپنے حال پر چھوڑ دیا جائے تو اس سے فائدہ ہوسکتا ہے۔ اگر اس کو سیدھی کرو گے تو وہ ٹوٹ جائے گی۔ پھر خدا نے اُن کو حکم دیا کہ اسمٰعیلؑ اور ہاجرہؑ کو سارہؓ سے علیحدہ کردو۔ عرض کی خداوندا کس جگہ لے جاؤں؟ فرمایا میرے حرم کی جانب اُس جگہ جس کو میں نے مامن قرار دیا ہے کہ جو شخص اُس میں داخل ہوگا بے خوف رہے گا۔ اور وُہ زمین کا پہلا قطعہ ہے جس کو مَیں نے خلق کیا ہے اور وُہ مکّہ ہے۔ جبرئیلؑ اُن کے لیے براق لائے اور ہاجرہؑ و اسمٰعیلؑ اور ابراہیمؑ کو اس پر سوار کرکے مکّہ کی جانب روانہ ہوئے۔ ابراہیمؑ جس بہتر مقام پر پہنچتے، جس جگہ درخت و نخلستان و زراعت دیکھتے دریافت کرتے تھے کہ اے جبرئیلؑ کیا وُہ جگہ یہی ہے۔ جبرئیلؑ کہتے نہیں بلکہ دُوسری جگہ ہے چلے چلیے۔ یہاں تک کہ مکہ میں پہنچے۔ جبرئیلؑ نے اُن کو خانۂ کعبہ میں اُتارا۔ ابراہیمؑ نے سارہؓ سے عہد لیا تھا کہ سواری سے نہ اُتریں گے جب تک کہ اُن کے پاس نہ واپس آجائیں۔ جب ہاجرہؑ و اسمٰعیلؑ اُس مکان میں اُترے اُس جگہ ایک درخت تھا۔ ہاجرہؑ نے ایک بساط اُس درخت کے نیچے بچھا دی اور اس کے سایہ میں اپنے فرزند کے ساتھ ٹھہر گئیں۔ اور ابراہیمؑ واپس ہونے لگے تو ہاجرہؑ نے پوچھا ہم کو اس بے آب و گیاہ مقام میں آپ کس پر چھوڑے جاتے ہیں جہاں کوئی مونس و غمخوار نہیں۔ حضرت ابراہیمؑ نے کہا اُس پر چھوڑتا ہوں جس نے مجھے حکم دیا ہے کہ تم کو اس جگہ پہنچا دوں یہ کہہ کر واپس روانہ ہوگئے۔ جب ایک پہاڑ پر پہنچے جو ذی طوی میں ہے مُڑ کر ہاجرہؑ و اسمٰعیلؑ کو دیکھا اور کہا خداوندا بتحقیق کہ میں نے اپنے فرزند کو اُس وادی میں جہاں پانی نہیں، سبزہ و گیاہ نہیں، تیرے خانۂ محترم کے نزدیک آباد کیا ہے اس لیے کہ اے پالنے والے وُہ نماز قائم کریں۔ لہٰذا تو کچھ لوگوں کے دِلوں کو پھیر دے کہ وُہ اُن کی طرف مائل اور اُن کے طالب ہوں اور اُن کو میوے نصیب کر تاکہ وُہ تیرا شکر کریں۔ یہ کہہ کر روانہ ہوئے اور جناب ہاجرہؑ اسی جگہ رہ گئیں جب سُورج بلند ہُوا اور اسمٰعیلؑ پیاسے ہُوئے تو ہاجرہؑ بے قرار ہوئیں۔ اُٹھیں اور اس وادی میں صفا اور مروہ کے درمیان گئیں اور فریاد کی کہ کیا اس وادی میں کوئی مونس ہے۔ حضرت

جناب ہاجرہؑ کا پانی کی تلاش میں صفا و مروہ کے درمیان دوڑنا

اسمٰعیلؑ اُن کی نگاہ سے اوجھل ہوگئے۔ جناب ہاجرہؑ کوہِ صفا پر گئیں وہاں سے مروہ کی جانب ایک سراب نظر آیا سمجھیں کہ پانی ہے۔ وہاں سے مروہ کی جانب گئیں۔ جب وہاں پہنچیں دیکھا کہ حاجی آہستہ آہستہ چل رہے اور دوڑ بھی رہے ہیں۔ اسمٰعیلؑ پھر نگاہوں سے پوشیدہ ہوگئے۔ ہاجرہؑ بے چین ہوکر وہاں سے دوڑیں اور اس مقام پر پہنچیں جہاں سے اسمٰعیلؑ نظر آنے لگے۔ پھر مروہ پر پہنچیں تو اُس سراب کو کوہِ صفا کی جانب دیکھا اور صفا کو روانہ ہوئیں۔ پھر جب ایسی جگہ پہنچیں جہاں سے اسمٰعیلؑ نہ دکھائی دیئے تو دوڑ کر اُس مقام پر پہنچیں جہاں سے اسمٰعیلؑ نظر آنے لگے، اسی طرح سات مرتبہ صفا و مروہ کی جانب دوڑیں۔ جب ساتویں پھیرے میں مروہ پر پہنچیں اور اسمٰعیلؑ کی جانب نگاہ کی تو دیکھا کہ پانی اُن کے پیروں کے نیچے سے جاری ہے جناب ہاجرہؑ اسمٰعیلؑ کے پاس دوڑ کر آئیں اور پانی کے چاروں طرف بالو جمع کیا تاکہ بہہ نہ جائے، اسی سبب سے اُس کا زمزم نام رکھا گیا۔ عرفات و ذوالمجاز میں قبیلۂ جرہم اترا ہوا تھا جب مکّہ میں پانی ظاہر ہوا اور پرندے اور صحرائی جانور اِن پانی کے پاس جمع ہوئے تو جرہم نے جانوروں کو دیکھا اور سمجھے کہ اس جگہ پانی ظاہر ہوا ہے، تو اُس مقام پر آئے وہاں ایک عورت اور ایک بچّہ کو ایک درخت کے نیچے مقیم دیکھا۔ ہاجرہؑ سے پوچھا کہ تم کون ہو اور تمہارا اور اس بچّہ کا کیا معاملہ ہے؟ فرمایا میں ابراہیمؑ خلیل الرحمٰن کے بیٹے کی ماں ہوں اور یہ اُن کا لڑکا ہے۔ خدا نے اُن کو حکم دیا کہ ہم کو اس جگہ چھوڑ جائیں۔ اُن لوگوں نے کہا کہ آپ اجازت دیجئے کہ ہم لوگ بھی آپ کے نزدیک آباد ہو جائیں۔ تیسرے روز حضرت ابراہیمؑ قطع مسافت کرکے اُن کے دیکھنے کے واسطے آئے۔ جناب ہاجرہؑ نے کہا اے خدا کے خلیل یہاں سے قریب جرہم کے کچھ لوگ ہیں وہ ہمارے ساتھ رہنے کی اجازت مانگتے ہیں۔ کیا آپ اُن کو اجازت دیتے ہیں؟ حضرت ابراہیمؑ نے فرمایا ہاں اُن کو اجازت ہے۔ پھر جناب ہاجرہؑ نے جرہم کو اجازت دیدی تو وہ لوگ اُن کے نزدیک مقیم ہوگئے اور اپنے خیمے برپا کیئے۔ ہاجرہؑ اور اسمٰعیلؑ کو اُن لوگوں سے موانست ہوئی۔ تیسری مرتبہ جب حضرت ابراہیمؑ اُن کے دیکھنے کے لئے آئے اُن کے چاروں طرف لوگوں کی کثرت اور آبادی ملاحظہ کرکے خوش ہوئے۔ اسمٰعیلؑ بڑے ہوئے اور قبیلۂ جرہم کے ہر شخص نے ایک ایک دو دو گوسفند اُن کو دیئے یہاں تک کہ اُن کے پاس بہت سے گلّے جمع ہوگئے اور وہ باطمینان زندگی بسر کرنے لگے یہاں تک کہ بالغ ہوئے۔ اس وقت خدا نے حضرت ابراہیمؑ کو حکم دیا کہ خانہ کعبہ کی تعمیر کریں۔ اُن دونوں نے عرض کی پروردگارا کس مقام پر تعمیر کریں؟ فرمایا اُس بقعۂ زمین پر جہاں کہ میں نے ایک قُبّہ آدمؑ کے لئے بھیجا تھا اور وہ نصب کیا گیا تھا، جس سے تمام حرم روشن ہوگیا تھا۔ وہ طوفانِ نوحؑ میں آسمان پر اٹھا لیا گیا تھا

پھر خدا نے جبرئیلؑ کو بھیجا جنہوں نے خانۂ کعبہ کی جگہ پر خط کھینچا اور خدا نے کعبہ کی بنیادوں کو پھر حضرت ابراہیمؑ کے لیے بہشت سے بھیجا اور حجرالاسود جس کو خدا نے آدمؑ کے لیے بھیجا تھا برف سے زیادہ سفید تھا کافروں کے ہاتھ ملنے سے سیاہ ہو گیا۔ الغرض ابراہیمؑ نے کعبہ کو تعمیر کیا۔ اسمٰعیلؑ ذی طویٰ سے پتھر لاتے تھے۔ جب نو ہاتھ دیواریں بلند ہو چکیں تو خدا نے اُن کو حجرالاسود کا پتہ بتایا جو ابوقبیس میں پوشیدہ تھا۔ ابراہیمؑ نے اس کو وہاں سے نکالا اور اس مقام پر نصب کیا جہاں کہ آج موجود ہے اور کعبہ کے لیے دروازے کھولے۔ ایک مشرق کی جانب دُوسرا مغرب کی جانب جس کو مستجار کہتے ہیں۔ پھر کعبہ کے اُوپر لکڑیاں لگائیں اور اُس پر گھاس پھیلا دی اور ہاجرہؑ کی چادر خانہ کعبہ کے گرد لٹکا دی اور کعبہ کے اندر رہنے لگے۔ پھر خدا نے ابراہیمؑ اور اسمٰعیلؑ کو حکم دیا کہ کنواں کھودیں۔ پھر جبرئیلؑ آٹھویں ذی الحجہ کو نازل ہوئے اور کہا اے ابراہیمؑ اُٹھیے اور پانی مہیا کیجیے کیوں کہ اس زمانہ میں منیٰ اور عرفات میں پانی نہ تھا۔ روز ہشتم کو اسی لیے ترویہ کہتے ہیں کیونکہ ترویہ کے معنی سیرابی کے ہیں۔

پھر جبرئیلؑ ابراہیمؑ کو منیٰ میں لے گئے اور شب وہیں بسر کی اور تمام اعمال حج کے اُن کو تعلیم کیے جس طرح آدمؑ کو تعلیم کیے تھے۔ جب حضرت ابراہیم علیہ السلام خانہ کعبہ کی تعمیر سے فارغ ہوئے تو دُعا کی کہ خداوندا اس مقام کو ایک ایسا با امن قرار دے جو ہر شہر سے زیادہ پُر امن ہو اور اُس کے باشندوں کو پھل روزی کر جو ان میں خدا اور روز قیامت پر ایمان لائے۔ حضرتؑ نے فرمایا کہ پھل سے مراد دلوں کے میوے ہیں۔ یعنی ان کی محبت لوگوں کے دلوں میں قائم فرما تاکہ اطرافِ عالم سے اُن کی طرف آئیں۔

دوسری صحیح حدیث میں آنحضرتؐ سے منقول ہے کہ جب ابراہیمؑ نے اسمٰعیلؑ کو مکّہ میں چھوڑ دیا۔ اسمٰعیلؑ پیاسے ہوئے۔ صفا و مروہ کے درمیان ایک درخت تھا۔ اُن کی ماں باہر آئیں اور کوہِ صفا پہ جا کر کھڑی ہوئیں اور فریاد کی کہ کیا کوئی اس وادی میں انیس و غمخوار ہے کوئی جواب نہ ملا پھر مروہ پر پہنچیں اور آواز دی جواب نہ ملا۔ پھر صفا پر واپس آئیں اور ندا کی کچھ جواب نہ آیا یہاں تک کہ سات مرتبہ اسی طرح کیا۔ پس سنت یہ جاری ہو گئی کہ صفا و مروہ کے درمیان سات مرتبہ سعی کریں۔ پھر جبرئیلؑ ہاجرہؑ کے پاس آئے اور کہا تم کون ہو کہا میں حضرت ابراہیمؑ کے فرزند کی ماں ہوں۔ کہا ابراہیمؑ نے یہاں تم کو کس پر چھوڑ دیا ہے؟ جناب ہاجرہؑ نے کہا میں نے بھی اُن سے یہی سوال کیا تھا جبکہ وہ ہم کو چھوڑ کر واپس جا رہے تھے تو انہوں نے کہا تھا کہ خداوند عالمین پر۔ جبرئیلؑ نے کہا تم کو اُس کے بھروسہ پر چھوڑا ہے جو یقیناً کافی ہے۔ حضرتؑ نے فرمایا کہ لوگ مکّہ میں گزرنے

سے پرہیز کرتے تھے کیونکہ وہاں پانی نہ تھا۔ حضرت اسمٰعیلؑ اپنے پیروں کو زمین میں پیاس کے سبب سے رگڑتے تھے ناگاہ ان کے قدموں کے نیچے سے آب زمزم جاری ہوا۔ پھر جب جناب ہاجرہؑ اسمٰعیلؑ کے نزدیک آئیں اور پانی کو جاری دیکھا اُس پانی کے گرد خاک جمع کرنے لگیں۔ اور اگر اُس کے حال پر چھوڑ دیتیں تو وہ ہمیشہ جاری رہتا۔ اُس وقت یمن کے کچھ سوار گذر رہے تھے انہوں نے چڑیوں کو دیکھا کہ اُس جگہ پر جمع ہو رہی ہیں سمجھ گئے کہ یہ طیور پانی کے سبب سے جمع ہوئے ہیں لہٰذا وہ لوگ پانی کے پاس آئے جناب ہاجرہؑ نے اُن کو پانی دیا۔ اُن لوگوں نے بہت سا کھانا ہاجرہؑ کو دیا۔ حق تعالیٰ نے اُس پانی کے سبب سے اُن کی روزی جاری کر دی کیونکہ ہمیشہ قافلے ان کے پاس آتے تھے اور اُس پانی سے فائدہ حاصل کرتے تھے اور اُن کو طعام دیتے تھے۔

دوسری معتبر سند کے ساتھ آنحضرتؑ سے منقول ہے کہ حق تعالیٰ نے حضرت ابراہیمؑ کو حکم دیا کہ حج کریں اور اسمٰعیلؑ کو اپنے ساتھ حج کے لیئے لے جائیں اور ان کو حرم میں ساکن کریں۔ دونوں باپ بیٹے حج کے واسطے ایک سُرخ اُونٹ پر روانہ ہوئے ان کے ساتھ سوائے جبرئیلؑ کے کوئی نہ تھا۔ جب حرم میں پہنچے جبرئیلؑ نے کہا اے ابراہیمؑ نیچے اُتر یئے اور حرم میں داخل ہونے سے پہلے غسل کیجئے۔ ابراہیمؑ نے غسل کیا جبرئیلؑ نے ان کو احرام کی تعلیم دی۔ پھر ان کو حج کی صدائے تلبیہ بلند کرنے کو کہا کہ ان چار تلبیوں کو کہیں جو پیغمبرانِ خدا کہا کرتے تھے۔ پھر ان کو صفا کی جانب لائے۔ وُہ اُونٹ سے اُترے جبرئیلؑ ان کے درمیان کھڑے ہوئے اور کعبہ کی طرف مُنہ کر کے اللہ اکبر کہا۔ پھر الحمدللہ کہا اور خدا کو بزرگی کے ساتھ یاد کیا اور خدا کی ثنا کی۔ ان دونوں حضرات نے بھی ایسا ہی کیا۔ پھر وہاں سے حمد و ثنا کرتے ہوئے جبرئیلؑ کے ساتھ روانہ ہوئے۔ جبرئیلؑ ان کو حجراسود کے پاس لائے اور اُن کو حکم دیا کہ ہاتھ حجراسود پر ملیں اور اس کو بوسہ دیں اور سات بار طواف کریں۔ ان کو مقام ابراہیمؑ پر کھڑا کیا کہ دو رکعت نماز ادا کریں۔ غرض تمام مناسکِ حج ان کو تعلیم کیئے۔ جب تمام اعمال سے فارغ ہوئے ابراہیمؑ واپس چلے گئے۔ اسمٰعیلؑ تنہا مکہ میں رہ گئے۔ کوئی اُن کے ساتھ نہ تھا۔ پھر آئندہ سال خدا نے حضرت ابراہیم علیہ السلام کو حکم دیا کہ حج کے لیئے جائیں اور خانہ کعبہ کی تعمیر کریں۔ اس وقت بھی اہل عرب زیادہ تر حج کو جاتے تھے۔ خانہ کعبہ خراب ہو گیا تھا صرف چند آثار باقی رہ گئے تھے لیکن اس کی وسعت معروف و معلوم تھی۔ جب عرب حج سے واپس چلے گئے اسمٰعیلؑ نے پتھروں کو جمع کر کے کعبہ کے اندر رکھا۔ حضرت ابراہیم علیہ السلام آئے اور کعبہ کی تعمیر میں مشغول ہوئے۔ مٹی اور پتھر اُٹھایا اور

اصل بنیاد تک پہنچا یا کعبہ کی زمین ایک سُرخ پتھر تھی خدا نے وحی کی کہ کعبہ کی بنیاد اس پتھر پر رکھیں اور چار فرشتوں کو اُن کے پاس بھیجا کہ پتھر جمع کریں فرشتے پتھر دیتے جاتے تھے اور ابراہیمؑ و اسمٰعیلؑ دیوار تعمیر کررہے تھے یہاں تک کہ دیواریں بارہ ہاتھ بلند ہوئیں اس کے لیئے دو دروازے قائم کئے تاکہ ایک دروازہ سے داخل ہوں اور دوسرے دروازہ سے باہر جائیں۔ پھر اس کے لیئے چوکھٹ قائم کئے اور اُن کے کواڑوں میں زنجیریں لگائیں لیکن کعبہ عریاں تھا۔ جب لوگ مکہ میں وارد ہوئے۔ اسمٰعیلؑ نے قبیلۂ حمیر کی ایک عورت کے بارے میں خدا سے سوال کیا کہ اس سے اُن کے لیئے تزویج کا موقع حاصل ہو لیکن وہ عورت شوہر دار تھی۔ خدا نے اس کے شوہر کے لیئے موت مقدر فرمایا۔ جب اس کا شوہر مر گیا تو وہ عورت اپنے شوہر کے غم میں مکہ ہی میں رہ گئی۔ خدا نے اُس کے حُزن کو صبر سے تبدیل کیا اور اسمٰعیلؑ کی خواستگاری اُس کو میسّر کی۔ وہ عورت بہت سمجھ دار اور عقلمند تھی۔ جب حضرت ابراہیم علیہ السلام حج کے لیئے آئے اسمٰعیلؑ سے ملاقات کے لیئے اُن کے گھر بھی گئے۔ وہ موجود نہ تھے روزی کی فکر میں کہیں گئے تھے۔ ان کی زوجہ نے ابراہیمؑ کو دیکھا کہ وہ ایک مرد پیر ہیں اور گرد میں بھرے ہوئے ہیں۔ حضرت ابراہیمؑ نے اس سے پوچھا کہ تم لوگ کیسے؟ کہا بہت اچھے ہیں۔ پھر اسمٰعیلؑ کا حال دریافت کیا۔ عورت نے اُن کی تعریف کی اور کہا کہ اُن کی حالت بہت اچھی ہے۔ پُوچھا کہ تم کس قبیلہ سے ہو؟ کہا قبیلۂ حمیر سے۔ یہ معلوم کر کے حضرت ابراہیمؑ واپس چلے گئے ایک خط لکھ کر اس عورت کو دے گئے کہ جب تمہارا شوہر آئے تو اس کو دے دینا۔ جب اسمٰعیلؑ واپس آئے خط کو پڑھا اور پوچھا کہ اُس مرد پیر کو تم جانتی ہو کہ کون تھے؟ اس نے کہا وہ بہت نیک اور تم سے مشابہ معلوم ہوتے تھے۔ فرمایا وہ میرے پدر تھے۔ عورت نے کہا واسوا تاہ۔ اسمٰعیلؑ نے کہا کیوں شاید اُن کی نگاہ تمہارے کسی حصۂ جسم پر پڑی۔ اُس نے کہا نہیں۔ لیکن افسوس کہ اُن کی خدمت مجھ سے نہیں ہوئی۔

اُس عاقلہ عورت نے کعبہ کے دونوں دروازوں کے لئے دو پردے بنا دیئے جن کی لمبائی بارہ ہاتھ تھی اور اُن کو دروازوں پر لٹکا دیا جو بہت اچھے معلوم ہوئے تو اُس نے تمام عمارت کعبہ کے واسطے لباس تیار کرنے کا مشورہ کیا تاکہ پتھروں کی بدنمائی پوشیدہ ہو جائے اسمٰعیلؑ نے کہا بہتر ہے۔ تو وہ نہایت عجلت کے ساتھ متوجہ ہوئی اور اپنے قبیلہ کی عورتوں کے پاس کاتنے کے لیئے اُون بھیجا۔ اسی روز سے یہ سُنّت عورتوں میں جاری ہوئی کہ اس طرح آپس میں ایک دوسرے کی مدد کرتی ہیں۔ پھر تیزی کے ساتھ اُس نے پردے بُننا شروع کیئے

اور اپنے قبیلے اور شناسا لوگوں سے مدد حاصل کی۔ پردے تیار کر کے ہر طرف لٹکاتی جاتی تھی یہاں تک کہ حج کا زمانہ آگیا اور ایک سمت کا پردہ باقی رہ گیا اور تیار نہ ہو سکا۔ اس نے حضرت اسمٰعیلؑ سے کہا کہ اب اس طرف کے لئے کیا کروں کیونکہ اس کا جامہ تیار نہ ہو سکا۔ آخر اس طرف کے لئے برگ خرما کے پردے تیار کر کے لٹکا دیئے۔ حج کا وقت آگیا اور اس مرتبہ بہت زیادہ عرب آئے کہ اس سے پہلے نہیں آئے تھے۔ انہوں نے چند نئی باتیں ملاحظہ کیں جو ان کو اچھی معلوم ہوئیں۔ تو کہنے لگے کہ اس مکان کی تعمیر کرنے والے کے لئے مناسب ہے کہ ہم ہدیہ لایا کریں۔ پس اس روز سے خانہ کعبہ کے لئے ہدیہ مقرر ہوا اور عرب کے تمام قبیلے خانہ کعبہ کے لئے ہدیئے مثل روپیہ وغیرہ کے لانے لگے یہاں تک کہ بہت سا مال جمع ہو گیا تو اُس لیف خرما کے پردے ہٹا دیئے گئے اور کعبہ کا لباس پورا کر کے اس کے گرد لٹکا دیا گیا۔ کعبہ پر چھت نہیں تھی۔ اسمٰعیلؑ نے لکڑی کے ایسے کھمبے بنائے جیسے آجکل دیکھے جاتے ہیں اور اُس کی چھت لکڑیوں اور خشک شاخوں سے درست کی اور گیلی مٹی اس پر پھیلا دی۔ جب دوسرے سال عرب آئے اور کعبہ میں داخل ہوئے دیکھا اس کی عمارت میں اور اضافہ ہوا ہے کہنے لگے سزاوار یہ ہے کہ اس عمارت کی تعمیر کرنے والے کے لئے ہدیئے اور زیادہ لائے جائیں۔ پھر آئندہ سال بہت سے ہدیئے لائے۔ حضرت اسمٰعیلؑ نہیں جانتے تھے کہ ان ہدیوں کو کیا کریں۔ خدا نے اُن کو وحی کی کہ ان کو ذبح کرو اور حاجیوں کے لئے طعام کا انتظام کرو۔ اسمٰعیلؑ نے حضرت ابراہیمؑ سے کمیٔ آب کی شکایت کی۔ خدا نے حضرت ابراہیمؑ کو وحی کی کہ ایک کنواں کھودیں جس سے حاجیوں کے پانی پینے کا انتظام ہو۔ پھر جبرئیلؑ نازل ہوئے اور چاہِ زمزم کھودا گیا۔ جبرئیلؑ نے کہا اے ابراہیمؑ چاروں طرف کنوئیں کے بسم اللہ کہہ کے پھاوڑہ مارو۔ حضرت ابراہیمؑ نے پہلی ضرب اُس زاویہ پر لگائی جو کعبہ کی جانب ہے اور بسم اللہ کہا تو چشمہ جاری ہو گیا۔ پھر بسم اللہ کہہ کے ہر طرف ضرب لگائی تو چشمہ جاری ہو گیا۔ جبرئیلؑ نے کہا اے ابراہیمؑ اس پانی کو پیو اور دعا کرو کہ خدا اس میں تمہارے فرزندوں کے لئے برکت عطا فرمائے اور جبرئیلؑ اور ابراہیمؑ دونوں کنوئیں سے باہر آئے۔ پھر جبرئیلؑ نے کہا کہ یہ پانی اپنے سر اور بدن پر چھڑکو اور کعبہ کے گرد طواف کرو کیونکہ یہ وہ پانی ہے جسے خدا نے تمہارے فرزند اسمٰعیلؑ کے لئے عطا فرمایا ہے۔ پھر حضرت ابراہیمؑ واپس ہوئے اسمٰعیلؑ نے حرم کے باہر تک آپ کی مشایعت کی۔ ابراہیمؑ چلے گئے اور اسمٰعیلؑ حرم میں واپس آئے۔ خدا نے اُس زنِ جرہمیہ سے ایک فرزند عطا فرمایا اُس سے پہلے اس عورت کے کوئی بچہ نہیں پیدا ہوا تھا

حضرت اسمٰعیلؑ نے اُس کے بعد چار عورتوں سے عقد کیا اور ہر ایک سے خدا نے اُن کو چار چار فرزند عطا فرمائے۔ اُدھر موسمی بیماری میں ابراہیمؑ نے عالم بقا کی جانب رحلت فرمائی اسمٰعیلؑ کو اس کی اطلاع نہ تھی۔ جب حج کا موسم آیا اسمٰعیلؑ اپنے پدر بزرگوار کے انتظار میں تھے، تو جبرئیلؑ نازل ہوئے اور اُن کو ابراہیمؑ کی رحلت کی اطلاع دی۔ اور تعزیت کی۔ اور کہا اے اسمٰعیلؑ اپنے باپ کی موت پر ایسی باتیں نہ کہو جو خدا کی ناراضی کا سبب ہو۔ ابراہیمؑ خدا کے بندوں میں ایک بندہ تھے۔ خدا نے اُن کو اپنے جوارِ رحمت میں بلا لیا، انہوں نے قبول کیا۔ پھر اُن کو خبر دی کہ تم بھی ایک روز اپنے باپ سے ملحق ہونے والے ہو۔ اسمٰعیلؑ کا ایک چھوٹا لڑکا تھا جس کو وُہ بہت عزیز رکھتے تھے اور چاہتے تھے کہ ان کے بعد نبوّت و خلافت اُس کو ملے۔ لیکن خدا کو منظور نہ تھا اُس نے دُوسرے فرزند کو اُن کی وصایت و خلافت کے لیئے مقرر فرمایا۔ جب حضرت اسمٰعیلؑ کی وفات کا وقت آیا اُس فرزند کو آپ نے طلب کیا جس کو خدا نے معیّن کیا تھا۔ اور وصیّت کی اور کہا اے فرزند جب تمہاری موت کا وقت آئے ایسا ہی کرنا جیسا کہ میں نے کیا۔ اور جب تک کہ خدا کسی کو خلافت کے لیئے معیّن نہ کرے تم خود معیّن نہ کرنا۔ غرض کہ ہمیشہ سے یہ طریقہ ہے کہ کوئی امام دُنیا سے نہیں جاتا مگر یہ کہ خدا اس کو خبر دیتا ہے کہ وُہ کس کو اپنا وصی قرار دے۔

دُوسری معتبر سند سے منقول ہے کہ ایک شخص نے حضرت صادقؑ سے عرض کی کہ ایک گروہ جو ہمارے پاس رہتا ہے کہتا ہے کہ حضرت ابراہیمؑ خلیل الرحمٰن نے تیشہ سے ایک تالاب پر اپنا ختنہ کیا۔ حضرتؑ نے فرمایا سبحان اللہ ایسا نہیں ہے جیسا کہ وُہ لوگ کہتے ہیں وُہ ابراہیمؑ پر جھوٹ باندھتے ہیں۔ راوی نے عرض کی فرمائیے کہ کیوں کر ہُوا ہے فرمایا انبیاءؑ کی ناف اور غلافِ ختنہ ولادت کے ساتویں روز گر جاتا ہے۔ جب حضرت اسمٰعیلؑ پیدا ہوئے اُن کا بھی غلافِ ختنہ اور ناف گر گئی۔ سارہؑ نے ہاجرہؑ کو سرزنش کی جس طرح کہ کنیزوں کو سرزنش کی جاتی ہے شاید رنگ کی سیاہی یا بدبُو کی وجہ سے کی ہو۔ ہاجرہؑ کو بہت صدمہ ہُوا اور وُہ روئیں۔ جب اسمٰعیلؑ نے ماں کو روتے ہوئے دیکھا وُہ بھی رونے لگے۔ حضرت ابراہیمؑ تشریف لائے اور اسمٰعیلؑ سے رونے کا سبب پُوچھا۔ اسمٰعیلؑ نے کہا سارہؑ نے میری ماں کو اس طرح سرزنش کی ہے۔ وُہ روئیں۔ اُن کے رونے سے سبب سے میں بھی گریاں ہُوا۔ یہ سُن کر ابراہیمؑ اپنی جائے نماز پر تشریف لے گئے۔ خدا سے مناجات کی اور سوال کیا کہ اس غم کو ہاجرہؑ سے دُور کر دے۔ حضرتؑ کی دُعا مقبول ہُوئی۔ جب سارہؑ سے اسحٰقؑ پیدا ہوئے ساتویں روز ناف تو گر گئی لیکن غلافِ ختنہ نہیں گرا۔ سارہؑ یہ حال دیکھ کر رنجیدہ ہوئیں

جب ابراہیمؑ تشریف لائے سارہؑ نے کہا یہ کیا معاملہ ہے جو آلِ ابراہیمؑ اور اولادِ پیغمبران میں ظاہر ہوا۔ یہ تمہارا فرزند اسحٰقؑ ہے جس کی ناف تو گر گئی مگر غلاف دُور نہیں ہوا۔ حضرت ابراہیمؑ اپنی جائے نماز پر گئے اور اپنے پروردگار سے اس واقعہ کی شکایت کی۔ خدا نے وحی کی کہ یہ اُس سرزنش کا سبب ہے جو سارہؑ نے ہاجرہؑ کو کی تھی۔ میں نے قسم کھائی ہے کہ پیغمبروں کی اولاد میں سے کسی کا یہ غلاف دُور نہ کروں گا۔ لہٰذا اسحٰقؑ کا ختنہ کرو اور لوہے کی گرمی کا مزہ ان کو چکھاؤ۔ غرض ابراہیمؑ نے اسحٰقؑ کا ختنہ لوہے سے کیا۔ اس کے بعد یہ سُنّت جاری ہوئی کہ تمام لوگ اپنی اولاد کا ختنہ لوہے سے کرتے ہیں۔

بسندِ معتبر حضرت امیرؑ المومنین سے مروی ہے کہ منیٰ میں رمی جمرات کا سبب یہ ہے کہ جب جبرئیلؑ حضرت ابراہیمؑ کو مناسکِ حج کی تعلیم کر رہے تھے تو شیطان جمرۂ اولیٰ میں ابراہیمؑ کے سامنے ظاہر ہوا۔ جبرئیلؑ نے ابراہیمؑ سے کہا کہ اس کو پتھر سے ماریں۔ ابراہیمؑ نے سات پتھر اُس کی طرف پھینکے۔ شیطان اُسی جگہ زمین میں غائب ہو گیا۔ پھر جمرۂ دوم میں ظاہر ہوا۔ پھر سات پتھر اُس پر پھینکے۔ وُہ زمین میں غائب ہو گیا اور جمرۂ سوم میں ظاہر ہوا۔ پھر اُس پر سات پتھر پھینکے وُہ زمین میں غائب ہو گیا پھر ظاہر نہ ہُوا۔

بسند ہائے صحیح و معتبر حضرت امام رضا علیہ السّلام سے منقول ہے کہ سکینہ ایک اچھّی ہوا ہے جو بہشت سے باہر آتی ہے اور انسان کی سی صورت رکھتی ہے اور نہایت خوشبو دار ہوتی ہے۔ وُہ ہوا ابراہیمؑ پر نازل ہوئی جبکہ وُہ خانہ کعبہ کی تعمیر کر رہے تھے۔ اساسِ خانہ حرکت میں تھی اور ابراہیمؑ اس کی بُنیاد عقب سے رکھ رہے تھے۔

ابن عباسؓ سے منقول ہے کہ عربی گھوڑے وحشی تھے۔ جب ابراہیمؑ و اسمٰعیلؑ خانہ کعبہ کے بتوں کو باہر لائے خدا نے ابراہیمؑ کو وحی کی کہ میں نے تم کو ایک خزانہ دیا ہے کہ تم سے پہلے کسی کو نہیں دیا۔ پس ابراہیمؑ اور اسمٰعیلؑ ایک پہاڑ پر گئے جس کو برجیا کہتے ہیں اور گھوڑوں کو طلب کیا اور کہا الاہلا الا ہلم۔ تو زمین عرب کے تمام گھوڑے آ کر اُن کے مطیع ہُوئے۔ اسی سبب سے اُن گھوڑوں کو جیاد کہتے ہیں۔

بہت سی معتبر حدیثوں میں امام محمّد باقرؑ اور امام جعفر صادق علیہم السّلام سے منقول ہے کہ جب ابراہیمؑ اور اسمٰعیلؑ تعمیر کعبہ سے فارغ ہُوئے حق تعالیٰ نے حضرت ابراہیمؑ کو حکم دیا کہ لوگوں کو حج کی ندا کریں۔ حضرتؑ ارکانِ کعبہ کے ایک رُکن پر کھڑے ہُوئے اور دوسری روایت کے موافق مقام پر کھڑے ہُوئے۔ وُہ مقام اس قدر بلند ہوا کہ ابوقبیس کے برابر بلند ہو گیا۔ پھر آپ نے لوگوں کو حج کے لیئے طلب کیا۔ خدا نے آپ کی آواز اُن لوگوں تک پہنچا دی

جو باپ کے صلب اور ماں کے شکم میں تھے جو قیامت تک پیدا ہونے رہیں گے۔ ان سب نے کہا: لَبَّیْکَ دَاعِیَ اللّٰہِ لَبَّیْکَ دَاعِیَ اللّٰہِ۔ جس شخص نے ایک مرتبہ لبیک کہا ایک بار حج کرتا ہے اور جس شخص نے دو بار کہا دو حج کرتا ہے اور جس نے پانچ مرتبہ کہا پانچ حج کرتا ہے اور جس شخص نے لبیک نہیں کہا وہ حج نہیں کرتا۔

حدیث معتبر میں امام رضا علیہ السّلام سے منقول ہے کہ سب سے پہلے عربی گھوڑوں پر حضرت اسمٰعیلؑ سوار ہوئے۔ گھوڑے پہلے وحشی تھے اُن پر کوئی سوار نہیں ہوسکتا تھا۔ خدا نے سب کو اسمٰعیلؑ کے لیے کوہِ منیٰ سے جمع کیا اس سبب سے اُن کو اعراب کہتے تھے کیونکہ اسمٰعیلؑ عرب تھے۔

بسندِ معتبر حضرت امام محمد باقرؑ سے منقول ہے کہ صفا و مروہ کے درمیان دوڑنے کی سنّت اس لئے ہوئی کہ ابراہیمؑ جب اُس مقام پر پہنچے اُن کے پاس شیطان آیا۔ جبرئیل نے کہا اس پر حملہ کیجئے۔ پس شیطان بھاگا اور حضرت ابراہیم علیہ السلام اُس کے پیچھے دوڑے۔ فرمایا کہ منیٰ کو اس لیے منیٰ کہتے ہیں کہ جبرئیلؑ نے حضرت سے کہا کہ جو آرزوئیں آپ کی ہوں اُس کی تمنّا کیجئے اور اپنے پروردگار سے طلب کیجئے اور عرفات کو اس لیے عرفات کہتے ہیں جب آفتاب کا زوال ہُوا جبرئیلؑ نے ابراہیمؑ سے کہا کہ اپنے گناہوں کا اعتراف کیجئے اور اپنے مناسکِ حج کو پہچانیئے۔ جب آفتاب غروب ہوگیا اُن سے کہا الف الی المشعر الحرام یعنی مشعر الحرام سے نزدیک ہو جیے۔ اس سبب سے مشعر کو مزدلفہ کہتے ہیں۔

حدیث صحیح میں ہے کہ آنحضرتؑ سے لوگوں نے پوچھا کہ سارہؑ نے کیوں یہ کہا کہ خداوندا میں نے ہاجرہؑ سے جو کچھ کیا اُس کا مؤاخذہ مجھ سے نہ کر۔ فرمایا کہ سارہؑ نے ہاجرہؑ کا ختنہ کر دیا تھا تاکہ اُن میں عیب ہو جائے۔ لیکن اُن کے حسن کی زیادتی کا سبب ہوگیا۔ اُس کے بعد سے عورتوں کا ختنہ کرنے کی سُنّت جاری ہوئی۔

بسندِ معتبر حضرت امام رضا علیہ السّلام سے منقول ہے کہ جب ابراہیمؑ نے اپنی اولاد کو مکّہ میں ساکن کیا خدا سے دُعا کی کہ معبودا اُن کو میوے عطا فرما۔ خدا نے اُردن کی زمین کے ایک ٹکڑے کو حکم دیا جو شام میں ایک مقام ہے تو وہ زمین کا ٹکڑا وہاں سے میوؤں اور باغوں کو لیے ہوئے علیحدہ ہو کر مکّہ میں آیا اور خانہ کعبہ کے گرد سات مرتبہ طواف کیا اور اس مقام پر ساکن ہُوا۔ اس سبب سے اس کا نام طائف ہُوا۔

بسندِ حسن حضرت صادقؑ سے منقول ہے کہ حضرت ابراہیمؑ کے دو لڑکے تھے ایک زنِ محصنہ سے ایک کنیز سے۔ لیکن فرزندِ کنیز بہتر تھا۔ جب ملائکہ حضرت ابراہیمؑ کے پاس ولادت

اسحٰقؑ کی خوشخبری لائے جیسا کہ حق تعالیٰ فرماتا ہے۔ وَامْرَاَتُهٗ قَآئِمَةٌ فَضَحِكَتْ فرمایا کہ ضحک سے مُراد ہنسنا نہیں بلکہ حیض کا آنا ہے یعنی ان کی زوجہ کھڑی تھیں جب اس خوشخبری کو سُنا تو حائض ہوگئیں حالانکہ اُن کی عمر نوّے برس کی ہوچکی تھی اور حضرت ابراہیمؑ کی عمر ایک سو بیس سال گذر چکی تھی۔ اور قوم نے جب اسحٰقؑ کو دیکھا تو کہنے لگے کہ عجیب حال ہے اُن دونوں مرد و زن کا کہ اس سن میں ایک لڑکا کہیں سے لے آئے ہیں اور کہتے ہیں کہ ہمارا لڑکا ہے۔ جب اسحٰقؑ بڑے ہوئے تو اپنے والد حضرت ابراہیم علیہ السّلام سے اس قدر مشابہ تھے کہ لوگوں کو شک ہوتا تھا اور اُن دونوں کے درمیان فرق نہیں کر سکتے تھے یہانتک کہ حق تعالیٰ نے حضرت ابراہیمؑ کی ریش کے بالوں کو سفید کر دیا۔ اس طرح دونوں کے درمیان فرق پیدا ہُوا۔ ایک روز ابراہیمؑ اپنی داڑھی کو حرکت دے رہے تھے اس میں ایک سفید بال مشاہدہ فرمایا۔ کہ خداوندا یہ کیا ہے؟ ان کو وحی ہوئی کہ یہ تمہارا وقار ہے۔ عرض کی خدایا میرے وقار کو زیادہ کر۔

حضرت امیرالمومنین علیہ السّلام سے منقول ہے کہ جب اسمٰعیلؑ و اسحٰقؑ بڑے ہُوئے ایک روز باہم دَوڑے اور اسمٰعیلؑ آگے نکل گئے تو ابراہیمؑ نے اُن کو اُٹھا لیا اور گود میں بٹھایا اور اسحاقؑ کو اپنے پہلو میں بٹھایا۔ سارہؑ کو یہ دیکھ کر غصّہ آیا اور کہا اب نوبت یہانتک پہنچی کہ آپ میرے فرزند اور کنیز کے فرزند کو برابر بھی نہیں سمجھتے بلکہ فرزندِ کنیز کو میرے فرزند پر فوقیت دیتے ہیں۔ میرے پاس سے اس لڑکے کو دُور کیجیے۔ لہٰذا ابراہیمؑ نے اسمٰعیلؑ اور ہاجرہؑ کو کعبہ کے پاس پہنچا دیا۔ جب ان کا کھانا ختم ہوگیا ابراہیمؑ نے چاہا کہ واپس جائیں اور اُن کے لیئے طعام کی فکر کریں، ہاجرہؑ نے پوچھا مجھ کو کس پر چھوڑتے ہیں؟ فرمایا خداوند عالمیان پر چھوڑتا ہوں۔ اُن کو بہت زیادہ بھوک لگی تھی تو ہاجرہؑ پر جبرئیلؑ نازل ہُوئے اور پُوچھا کہ ابراہیمؑ نے تم کو کس کے سہارے چھوڑا ہے؟ کہا ہم کو خدا پر چھوڑا ہے جبرئیلؑ نے کہا تم کو کفایت کرنے والے پر چھوڑا ہے۔ اور اپنا ہاتھ چاہِ زمزم میں ڈال کر گھمایا تو اُس میں پانی جاری ہوگیا۔ جناب ہاجرہؑ نے ایک مشک لی کہ پانی سے بھرلیں اس خوف سے کہ کہیں پانی زائل نہ ہوجائے۔ جبرئیلؑ نے کہا یہ پانی تمہارے لیئے باقی رہے گا اپنے لڑکے کو لاؤ۔ غرض وُہ لوگ پانی پی کر مطمئن ہُوئے۔ پھر جب حضرت ابراہیم علیہ السّلام تشریف لائے اور اُن سے واقعہ بیان کیا گیا تو حضرتؑ نے فرمایا کہ وُہ جبرئیل علیہ السّلام تھے۔

بسند حسن حضرت صادقؑ سے منقول ہے کہ اسمٰعیلؑ نے عمالقہ کی ایک عورت سے نکاح کیا جس کو سامہ کہتے تھے۔ ایک مرتبہ حضرت ابراہیم علیہ السّلام اسمٰعیلؑ کو دیکھنے کے مشتاق

حالات اسحٰقؑ کی ولادت

ہو کر دراز گوش پر سوار ہوئے تو سارہؑ نے اُن سے عہد لیا کہ وہاں پہنچ کر زمین پر نہ اُتریں جب تک کہ اُن کے پاس واپس نہ آجائیں۔ جب وُہ مکّہ میں پہنچے جناب ہاجرہؑ رحلت کر چکی تھیں۔! زوجۂ اسمٰعیلؑ سے پوچھا تمہارے شوہر کہاں ہیں؟ کہا شکار کو گئے ہیں۔ پوچھا تم لوگوں کا کیا حال ہے؟ کہا نہایت خراب اور زندگی دُشواری میں گذر رہی ہے۔ لیکن حضرت کو اُترنے کے لیئے نہ کہا۔ حضرت ابراہیمؑ نے کہا جب تمہارا شوہر آجائے تو کہنا کہ ایک مردِ پیر آیا تھا اُس نے کہا ہے کہ اپنے گھر کی چوکھٹ بدل دو۔ جب اسمٰعیلؑ گھر پر واپس آئے اپنے پدر کی خوشبو محسُوس کی۔ سامہ سے پوُچھا کہ کوئی شخص تیرے پاس آیا تھا؟ کہا ہاں ایک مردِ ضعیف آیا تھا اور حکم دیا ہے کہ اپنے گھر کی چوکھٹ میں تبدیلی کر دینا۔ اسمٰعیلؑ نے یہ سُن کر اس کو طلاق دے دیا۔ پھر دُوسری مرتبہ حضرت ابراہیم علیہ السّلام اسمٰعیلؑ کو دیکھنے کے ارادہ سے چلے تو سارہؑ نے پھر وُہی شرط کی کہ سواری سے نہ اُتریں جب تک کہ واپس نہ آجائیں۔ حضرتؑ جب مکّہ میں آئے اسمٰعیلؑ پھر موجود نہ تھے، لیکن دُوسری عورت سے نکاح کر چکے تھے۔ حضرت ابراہیمؑ نے اس سے پوُچھا کہ تیرا شوہر کہاں ہے؟ اُس نے کہا خدا آپ کو عافیت دے وُہ شکار کو گئے ہیں۔ پوُچھا تم لوگ کیسے ہو؟ کہا بہت اچھے ہیں۔ پوُچھا تمہارا حال کیسا ہے؟ کہا خدا کا فضل و کرم شاملِ حال ہے۔ آپ سواری سے اُتریئے خدا آپ پر رحمت نازل کرے جب تک کہ اسمٰعیلؑ واپس نہ آئیں قیام کیجئے۔ حضرت ابراہیمؑ نے انکار کیا۔ اس نے اصرار کیا، ابراہیمؑ نے پھر انکار کیا۔ اُس نے کہا اچھا اپنا سر آگے لایئے کہ گردِ غبار دھو دوں۔ یہ کہہ کر پانی اور ایک پتھر لائی۔ ابراہیمؑ نے اپنا ایک پاؤں اُٹھا کر پتھر پر رکھا دُوسرا پاؤں رکاب میں تھا تو ایک جانب سرِ مبارک کو اُس نے دھویا پھر دُوسری جانب دُوسرے پیر کو پتھر پر رکھ کر آپ کے دُوسرے جانب کے سر کو دھویا۔ حضرتؑ نے اُس عورت کو دُعا دی اور کہا جب تیرا شوہر آجائے اُس سے کہنا کہ ایک مردِ پیر آیا تھا اُس نے کہا ہے کہ اپنے گھر کی چوکھٹ کی رعایت اور محافظت کرنا کیونکہ یہ بہتر ہے۔ جب اسمٰعیلؑ واپس گھر آئے اپنے باپ کی خوشبو سونگھی۔ بیوی سے پوُچھا کہ کوئی اس جگہ آیا تھا؟ کہا ہاں ایک ضعیف آدمی آئے تھے۔ یہ اُن کے پیروں کی جگہ ہے جو پتھر پر باقی ہے۔ حضرت اسمٰعیلؑ گر پڑے۔ اور اپنے باپ کے قدم کے نشانات کو بوسہ دیا۔ حضرت صادقؑ نے فرمایا کہ سارہؑ پیغمبروں کی اولاد سے تھیں اور ابراہیمؑ نے اُن کے ساتھ اس شرط پر عقد کیا تھا کہ وُہ اُنکی مخالفت نہ کریں گی اور جو کچھ آپ اُن کو حکم دیں گے وُہ حق کے خلاف نہ ہوگا اور وُہ اُس کو منظور کریں گی۔ حضرت ابراہیمؑ روزانہ کوفہ کے راستہ سے مکّہ جاتے تھے اور واپس آتے تھے۔

حدیث صحیح میں آنحضرتؑ سے منقول ہے کہ ابراہیمؑ نے سارہؑ سے اجازت طلب کی کہ اسمٰعیلؑ سے ملاقات کرنے مکّہ جائیں۔ انہوں نے اس شرط سے اجازت دی کہ رات کو واپس آجائیں اور دراز گوش سے نیچے نہ اتریں۔ راوی نے پوچھا کہ ایسا کیونکر ہوسکتا تھا؟ فرمایا کہ مسافت زمین اُن کے لیئے کم ہوجاتی تھی۔

دوسری حدیث میں فرمایا کہ جب اسمٰعیلؑ پیدا ہوئے سارہؑ کو بہت غیرت معلوم ہوئی۔ خدا نے حضرت ابراہیمؑ کو حکم دیا کہ اُن کی متابعت کریں۔ انہوں نے حضرتؑ سے کہا کہ ہاجرہؑ کو لے جاکر ایسی جگہ چھوڑ آیئے جہاں نہ زراعت ہو اور نہ کوئی دودھ دینے والا جانور ہو۔ ابراہیمؑ ہاجرہؑ کو کعبہ کے قریب چھوڑ گئے۔ اُس وقت مکہ میں نہ پانی دستیاب تھا نہ کوئی آباد تھا۔ وہاں حضرتؑ نے اُن کو چھوڑا اور روتے ہوئے واپس گئے۔

قطب راوندی نے کہا ہے کہ جب اسمٰعیلؑ سن شباب کو پہنچے سات بکریاں جمع کیں۔ اور یہی اُن کا اصل مال تھا۔ اُن کی نشوونما کی۔ وہ عربی میں گفتگو کرتے تھے۔ تیر اندازی جانتے تھے انہوں نے اپنی ماں کی وفات کے بعد قبیلۂ جرہم کی ایک عورت کو اپنے حبالۂ نکاح میں لیا جس کا نام زحلہ تھا یا عماوہ۔ پھر اُس کو طلاق دے دیا۔ کوئی اولاد اُس سے نہیں ہوئی۔ اُس کے بعد سیّدہ دختر حارث بن قصاص سے عقد کیا اُس سے لڑکے پیدا ہوئے۔ اُن کی عمر مبارک ایک سو سینتیس ۱۳۷ سال ہوئی۔ اور وہ بعد وفات حجر اسمٰعیلؑ میں دفن ہوئے۔

حضرت اسمٰعیلؑ کی عمر اور مقام دفن

بسندِ معتبر حضرت صادقؑ سے منقول ہے کہ حضرت اسمٰعیلؑ کی عمر ایک سو تیس ۱۳۰ سال کی ہوئی اور وہ اپنی ماں کے پاس حجر میں دفن ہوئے اور ہمیشہ فرزندان اسمٰعیلؑ امر خلافت کے حامل اور بیت اللہ کے محافظ رہے اور ایک بزرگ کے بعد اُن کے دوسرے بزرگ نے عدنان بن اود کے زمانہ تک لوگوں کے حج اور امور دین کو قائم رکھا اور دوسری صحیح حدیث میں آنحضرتؑ سے منقول ہے کہ رسولِ خدا نے فرمایا کہ اسمٰعیلؑ و اسحٰقؑ پسران ابراہیمؑ کی عمریں ایک ایک سو بیس بیس سال ہوئیں۔[1]

بسند معتبر حضرت موسیٰ بن جعفر علیہ السّلام سے منقول ہے کہ جب ابراہیمؑ نے اسمٰعیلؑ اور ہاجرہؑ کو مکّہ میں پہنچایا اور رخصت کیا تو ہاجرہؑ اور اسمٰعیلؑ رونے لگے۔ حضرتؑ نے فرمایا کیوں روتے ہو میں نے تم کو اُس زمین میں چھوڑا ہے جو خدا کے نزدیک محبوب ترین زمین ہے اور اُس کا حرم ہے۔ جناب ہاجرہؑ نے کہا میں نہیں جانتی تھی کہ کوئی پیغمبر تمہاری طرح کرسکتا ہے جیسا کہ تم نے کیا۔ حضرتؑ نے فرمایا میں نے کیا کیا؟ ہاجرہؑ نے کہا کہ ایک کمزور عورت اور کمزور بچّہ کو جو کچھ کر نہیں سکتے اس بیابان میں چھوڑتے ہو جن کا کوئی مونس انسانوں میں

[1] مؤلف فرماتے ہیں کہ ان حدیثوں میں اسمٰعیلؑ کی عمر کے بارے میں اختلاف یا تقیہ کے اعتبار سے ہے یا بعض راویوں نے سہو کیا ہے۔ ۱۲ منہ

نہیں ہے اور نہ اس جگہ پانی ہے نہ زراعت اور نہ کوئی آبادی ہے۔ یہ سن کر حضرت ابراہیمؑ کی آنکھوں سے آنسو جاری ہوئے۔ خانہ کعبہ کے دروازہ پر آئے اور دعا کی خداوندا میں نے اپنی بعض ذریّت کو تیرے با حرمت مکان کے نزدیک اس وادی میں ساکن کیا ہے جو بے زراعت ہے۔ خداوندا اس واسطے کہ وہ نماز کو قائم رکھیں۔ لہٰذا کچھ لوگوں کے دلوں کو اُن کی طرف پھیر دے جو اُن کی جانب مائل ہوں اور اُن کو (بکثرت) پھل نصیب کرتا کہ وہ تیرے شکر گزار ہوں — خدا نے حضرت ابراہیمؑ کو وحی کی کہ کوہِ ابوقبیس پر جا کر لوگوں کو آوازدیں کہ اے گروہِ خلائق خدا تم کو اس مکان کے حج کا حکم دیتا ہے جو مکّہ میں ہے۔ وہ حرمت والا مکان ہے۔ جو شخص اس کی جانب متوجہ ہو سکے خدا کی جانب سے اُس کے لئے ایک فریضہ ہے۔ لہٰذا ابراہیمؑ کوہِ ابوقبیس پر گئے اور اپنی بلند ترین آواز سے ندا کی۔ خدا نے اُن کی صدا کو پھیلا دیا اور اہلِ مشرق و مغرب کو اور جو اُن کے درمیان میں تھے اور قیامت تک کے اُن تمام لوگوں کو جن کو خدا نے مردوں کے صلب میں نطفوں سے مقدر فرمایا تھا اور اُن تمام لوگوں کو جن کو عورتوں کے رحم میں مقرر فرمایا تھا سُنوایا۔ پس اُس وقت تمام مخلوق پر حج واجب ہوگیا۔ اور تلبیہ جو ایامِ حج میں حاجی کہتے ہیں وہ حضرت ابراہیم علیہ السّلام کی آواز کا جواب ہے جو حضرتؑ نے خدا کے حکم سے حج کے لئے بلند فرمایا تھا۔

بسندِ حسن حضرت صادقؑ سے مروی ہے کہ حرم کے کبوتروں کی اصل ان باقی ماندہ چند کبوتروں سے ہے جو حضرت اسمٰعیلؑ کے پاس تھے۔ اور دوسری معتبر حدیث میں فرمایا کہ حجرِ اسمٰعیلؑ کا مکان ہے اور اُسی جگہ اسمٰعیلؑ اور ہاجرہؑ کی قبر ہے اور حدیث صحیح میں فرمایا کہ حجر خانہ کعبہ میں داخل نہیں ہے کیوں کہ اسمٰعیلؑ نے جب اپنی ماں کو وہاں دفن کیا اس کے گرد ایک دیوار کھینچ دی تاکہ اُن کی ماں کی قبر پامال نہ ہو۔ اور اس میں اور پیغمبروں کی بھی قبریں ہیں۔ اور دوسری معتبر حدیث میں فرمایا کہ حجر میں تیسرے رُکن کے نزدیک اسمٰعیلؑ کی باکرہ بیٹیاں دفن ہیں۔ اور حدیث حسن میں فرمایا کہ خدا نے قرآن میں جو آیات بیّنات فرمایا ہے کہ مکّہ میں ہے وہ مقام ابراہیمؑ ہے کہ حضرت ابراہیمؑ ایک پتھر پر کھڑے تھے اور آپ کا پیر اُس میں دھنس گیا اور آپ کے قدم کا اثر اب تک باقی ہے اور حجرالاسود اسمٰعیلؑ کا مکان ہے[1]

فصل ششم

حضرت ابراہیم علیہ السّلام کا اپنے فرزند کے ذبح پر مامور ہونا :۔

بسندِ حسن بلکہ صحیح حضرت صادقؑ سے منقول ہے کہ جبرئیلؑ حضرت ابراہیمؑ کے پاس آٹھویں ذی الحجہ کو زوالِ آفتاب کے قریب آئے اور کہا اے ابراہیمؑ

[1] مولف فرماتے ہیں کہ حضرت ابراہیمؑ۔ اسمٰعیلؑ اور اسحٰقؑ کے بعض قصّے حضرت لوطؑ کے بیان میں مذکور ہوں گے۔ ۱۲

سیراب ہو جیئے یعنی پانی اپنے اور اپنے اہل کے لیئے جمع کیجئے ۔ اُس زمانہ میں مکّہ اور عرفات کے درمیان پانی نہ تھا۔ غرض کہ وُہ ابراہیمؑ کو منیٰ میں لائے اور وہاں ظہر و عصر اور مغرب و عشا اور صبح کی نماز ادا کی۔ جب آفتاب طلوع ہُوا عرفات کو روانہ ہُوئے اور مروہ میں پہنچ کر قیام کیا۔ پھر زوالِ آفتاب کے وقت غسل کیا اور نماز ظہر و عصر ایک اذان اور دُو اقامت کے ساتھ اُس مسجد کی جگہ پر بجا لائے جو عرفات میں ہے۔ پھر اُن کو لے گئے اور محلِ وقوف میں کھڑا کیا اور کہا اے ابراہیمؑ اپنے گناہوں کا اعتراف کیجئے اور اپنے مناسکِ حج کو شناخت کر لیجئے اور حضرت ابراہیمؑ کو اُس جگہ کھڑا رکھا یہانتک کہ آفتاب غروب ہُوا تو اُن سے کہا کہ مشعر الحرام کے قریب جائیے! وہاں جا کر مغرب و عشا کی نماز ایک اذان اور دُو اقامت سے بجا لائے اور رات وہاں قیام کیا اور صبح کے وقت جب نماز پڑھ چکے تو جبرئیلؑ نے اُن کو موقف دکھایا اور اُن کو منیٰ میں لائے پھر اُن کو حکم دیا کہ جمرۂ عقبہ میں پتھر پھینکیں کیونکہ شیطان وہاں اُن کے سامنے ظاہر ہُوا تھا پھر اُن کو ذبح کا حکم دیا۔ حضرت ابراہیم علیہ السّلام جب مشعر الحرام میں پہنچے اس جگہ رات کو شاد و خرم سوئے۔ خواب میں دیکھا کہ اپنے فرزند کو ذبح اور قربان کر رہے ہیں۔ حضرتؑ اپنے ساتھ لڑکے کی والدہ کو بھی حج کے لیئے لائے تھے۔ جب منیٰ میں پہنچے اپنے اہل کے ساتھ رمی جمرہ کیا۔ پھر سارہؑ سے کہا کہ تم کعبہ کی زیارت کے لیئے جاؤ اور لڑکے کو اپنے پاس روک لیا وہاں سے اُن کو وسطِ جمرہ میں لے گئے اُس جگہ اُس نے اپنے فرزند سے مشورہ کیا جیسا کہ حق تعالیٰ نے قرآن میں ذکر کیا ہے۔ يَا بُنَيَّ إِنِّي أَرَىٰ فِي الْمَنَامِ أَنِّي أَذْبَحُكَ فَانظُرْ مَاذَا تَرَىٰ ۚ (آیت ۱۰۲ سورۃ والصفت پ ۲۳) اے فرزند عزیز میں نے خواب میں دیکھا ہے کہ تم کو ذبح کرتا ہوں تو غور کرو اور سمجھو کہ تمہیں کیا بہتر معلوم ہوتا ہے اور کیا مصلحت سمجھتے ہو۔ اُس سعادتمند فرزند نے کہا اے پدر بزرگوار جس کام پر آپ مامور ہُوئے ہیں جلد اُس کو انجام دیجئے۔ اگر خدا چاہے گا تو آپ مجھ کو صبر کرنے والوں میں سے پائیں گے۔ اُن لوگوں نے خدا کے حکم پر گردن جھکا دی۔ ناگاہ شیطانؑ ایک مردِ پیر کی صورت میں آیا اور کہا اے ابراہیمؑ اس طفل سے کیا چاہتے ہو؟ فرمایا کہ میں اس کو ذبح کرنا چاہتا ہوں۔ اُس نے کہا اے سُبحان اللہ تم ایسے فرزند کو ذبح کرنا چاہتے ہو جس نے ایک چشم زدن کے لئے بھی گناہ نہیں کیا ہے۔ ابراہیمؑ نے کہا خدا نے مجھ کو یہ حکم دیا ہے کہا تمہارا پروردگار منع کرتا ہے۔ اس کام کا جس نے حکم دیا ہے وہ شیطان ہے حضرت ابراہیمؑ نے کہا تجھ پر وائے ہو جس نے مجھ کو اس مرتبہ تک پہنچایا ہے اُسی نے مجھ کو حکم دیا ہے اور اُسی ایک فرشتہ سے میں نے یہ حکم بھی سُنا ہے جس کی آواز ہمیشہ میرے کان میں پہنچی ہے اور اس میں کوئی شک مجھ کو نہیں ہے۔ اُس نے کہا نہیں خدا کی قسم اُس کام کا تم کو سوائے شیطان کے

جناب ابراہیمؑ کو ذبح فرزند سے شیطان کا روکنا اور ورغلانا

کسی نے حکم نہیں دیا ہے۔ حضرت ابراہیمؑ نے کہا خدا کی قسم اب تجھ سے گفتگو نہ کروں گا اور ارادہ
کیا کہ فرزند کو ذبح کریں۔ شیطان نے کہا اے ابراہیمؑ تم پیشوائے خلق ہو اور لوگ تمہاری پیروی
کرتے ہیں۔ اگر تم ایسا عمل کروگے تو لوگ تمہارے بعد فرزندوں کو ذبح کریں گے۔ حضرت
ابراہیمؑ نے اُس کا جواب نہ دیا اور بیٹے کی جانب رُخ کرکے ذبح کے بارے میں مشورہ کیا۔ جب
دونوں خدا کے حکم پر راضی ہوگئے لڑکے نے کہا بابا جان میرا مُنہ چُھپا دیجیئے اور میرے ہاتھ اور پیروں کو
مضبوط باندھ دیجئے۔ حضرت ابراہیمؑ نے کہا اے فرزند یا تم کو ذبح کروں یا تمہارے دست و پا باندھوں
خدا کی قسم یہ دونوں تمہارے لیئے جمع نہ کروں گا۔ پھر دراز گوش کا زین بچھایا اور فرزند کو اُس پر
لٹایا اور چھری اُن کے حلق پہ رکھی اور اپنا سر آسمان کی جانب بلند کیا اور چھری اپنی پوری قوّت
سے پھیری۔ جبرئیلؑ نے چھُری پھیرنے سے قبل چھری اُلٹی کردی۔ جب ابراہیمؑ نے دیکھا کہ چھُری
اُلٹی ہے اُس کو سیدھی کرکے پھر بچّہ کے حلق پر رکھی اور پھیر دی، جبرئیلؑ نے پھر اُس کو
اُلٹی کردی یہاں تک کہ کئی مرتبہ ایسا ہُوا۔ پھر جبرئیلؑ ایک گوسفند کو پہاڑ کی جانب سے لائے
اور ابراہیمؑ کے ہاتھ کے نیچے سے فرزند کو نکال کر اُس گوسفند کو اُن کی جگہ پر لٹا دیا اور مسجدِ
خیف کی بائیں جانب سے حضرت ابراہیمؑ کو آواز آئی کہ تم نے اپنے خواب کو صحیح کردکھایا
ہم ایسی ہی جزا نیک بندوں کو دیتے ہیں۔ یقیناً یہ کھُلا ہُوا امتحان اور آزمائش تھی۔ اسی
اثنا میں شیطان حضرت اسمٰعیلؑ کی ماں کے پاس پہنچا جس وقت کہ کعبہ اُن کو دُور سے
دُھوئیں کی طرح دکھائی دے رہا تھا اور کہا وُہ پیر مرد کون ہے جس کو میں نے دیکھا کہا
میرے شوہر ہیں۔ کہا وُہ طفل کون ہے جو اُن کے ساتھ ہے؟ کہا میرا فرزند ہے اُس نے کہا
میں نے دیکھا کہ وُہ مرد اُس لڑکے کو لٹائے ہُوئے تھا اور چھُری ہاتھ میں لیئے تھا تاکہ اُس کو ذبح کرے۔
فرمایا تو جھوٹ کہتا ہے۔ حضرت ابراہیمؑ تمام لوگوں سے زیادہ رحیم ہیں کس طرح اپنے
لڑکے کو ذبح کرسکتے ہیں۔ اُس نے کہا آسمانوں اور زمین کے پروردگار کے حق کی قسم اور
اس خانۂ بزرگ کے رب کی قسم میں نے دیکھا کہ اُس لڑکے کو وُہ مرد لٹائے ہُوئے تھا، چھُری
اُس کے ہاتھ میں تھی، وُہ اُس کے ذبح کا ارادہ کررہا تھا۔ پُوچھا کیوں؟ شیطان ملعون نے کہا کہ وُہ
گمان رکھتا ہے کہ اُس کے پروردگار نے اُس کو حکم دیا ہے۔ سارہؑ نے کہا کہ سزاوار ہے اُن کو کہ وُہ
اپنے پروردگار کی اطاعت کریں۔ لیکن اُن کے دل میں یہ بات آگئی کہ ابراہیمؑ کو اُن کے فرزند کے
بارے میں کوئی حکم ملا ہے۔ پھر اپنے مناسک سے جب فارغ ہوئیں وادی میں منیٰ کی جانب
رخ کیا اور دوڑیں۔ اور ہاتھ سر پہ رکھے ہُوئے کہتی تھیں خداوندا مجھ سے مواخذہ نہ کر جو کچھ
میں نے مادرِ اسمٰعیلؑ سے سلوک کیا ہے۔ جب ابراہیمؑ کے پاس پہنچیں اور فرزند کی خبر

معلوم ہوئی اور اُن کے گلے پر چھری کی خراش دیکھی بہت رنجیدہ ہوئیں اور بیمار ہوگئیں اور اُسی مرض میں عالم بقا کی جانب رحلت فرمائی۔ راوی نے پوچھا کہ ابراہیمؑ نے اُن کو کس جگہ ذبح کرنا چاہا؟ فرمایا کہ جمرۂ وسط کے قریب اور گوسفند ایک پہاڑ پر آسمان سے نازل ہوا جو مسجد منیٰ کی داہنی جانب ہے۔ وُہ تاریکی میں راہ چلتا تھا چرتا تھا اور بول و براز کرتا تھا۔ یعنی علف زار میں۔ پوچھا اُس کا کیا رنگ تھا فرمایا کہ سیاہ وسفید کشادہ چشم اور اس کے سینگ بڑے تھے[1]

بسند موثق منقول ہے کہ حضرت امام رضا علیہ السّلام سے قولِ رسولِ خدا صلے اللہ علیہ وآلہ وسلم کے معنی لوگوں نے دریافت کئے جو آنحضرتؐ نے فرمایا تھا کہ میں دو ذبیح کا فرزند ہوں امامؑ نے فرمایا کہ وُہ دو ذبیح حضرت اسمٰعیلؑ پسر ابراہیمؑ خلیل علیہما السّلام اور عبداللہ پسر عبدالمطلب تھے۔ اسمٰعیلؑ وُہ حلیم بندہ ہیں جن کی خدا نے ابراہیمؑ کو خوشخبری دی۔ جب وُہ اتنے بڑے ہوگئے کہ حضرتؑ کے ساتھ چلنے لگے تو ایک روز ابراہیمؑ نے فرمایا کہ اے فرزند میں نے خواب میں دیکھا ہے کہ تم کو ذبح کرتا ہوں۔ لہٰذا غور کرو کہ تم کیا بہتر سمجھتے ہو اور تمہاری کیا رائے ہے عرض کی بابا جان آپ وہ بجا لائیے جس پر مامور ہوئے ہیں۔ یہ نہیں کہا کہ وُہ بجا لائیے جو آپ نے دیکھا ہے۔ انشاء اللہ آپ مجھے صابروں میں سے پائیں گے۔ جب اُن کے ذبح کا ارادہ کیا تو خدا نے سیاہ گوسفند سے ذبح عظیم کا فدیہ عطا فرمایا جو تاریکی میں کھاتا پیتا تھا۔ دیکھتا تھا۔ راستہ چلتا تھا۔ بول و براز کرتا تھا اور اس سے چالیس سال قبل بہشت کے باغوں میں چرتا تھا۔ ماں کے پیٹ سے پیدا نہیں ہُوا تھا بلکہ خدا نے فرمایا کہ ہوجا اور وُہ پیدا ہوگیا تاکہ اسمٰعیلؑ کا فدیہ ہو۔

---

[1] موٴلف فرماتے ہیں کہ یہ حدیث اس پر دلالت کرتی ہے کہ جس فرزند کو ابراہیمؑ نے ذبح کرنا چاہا اور جس کا قصّہ خدا نے قرآن میں ذکر کیا ہے وُہ اسحٰقؑ تھے۔ اس باب میں علمائے خاصّہ و عامّہ میں اختلاف عظیم ہے۔ یہودی و نصاریٰ کا ظاہراً اس پر اتفاق ہے کہ وُہ حضرت اسحٰقؑ تھے۔ اور شیعوں کی حدیثیں دونوں اسمٰعیلؑ و اسحٰقؑ کے بارے میں وارد ہوئی ہیں۔ اور علمائے شیعہ میں زیادہ مشہور یہ ہے کہ وُہ ذبیح اسمٰعیلؑ تھے۔ اور شیعوں کی کثیر روایتیں اسی پر دلالت کرتی ہیں۔ اور آیۂ کریمہ کا ظاہر بھی یہی ہے۔ جیسا کہ حدیثوں کے ضمن میں معلوم ہوگا۔ اور اگر اس پر اجماع نہ ہو کہ ذبیح کون تھے تو اخبار کے درمیان یہ جمع کرنا ممکن ہے کہ دونوں واقع ہُوا ہو۔ اور احتمال ہے کہ اسحٰقؑ کا ذبح ہونا تقیہ پر محمول ہو یا یہ کہ اُن کا ذبیح ہونا اُس زمانہ میں علمائے مخالفین میں مشہور رہا ہوگا۔ اور اہلِ کتاب کا اتفاق معتبر نہیں ہے۔ بلکہ بعض نے نقل کیا ہے کہ عمر بن عبدالعزیز نے ایک عالم یہود کو طلب کیا اور اس سے پُوچھا۔ اُس نے کہا کہ علمائے اہلِ کتاب جانتے ہیں کہ ذبیح اسمٰعیلؑ تھے لیکن حسد کے سبب سے انکار کرتے ہیں کیونکہ حضرت اسحٰقؑ اُن کے جد ہیں۔ اور حضرت اسمٰعیلؑ عرب والوں کے جد ہیں۔ اور وُہ چاہتے ہیں کہ یہ فضیلت اُن کے جد کے لئے ہو نہ کہ اے عمر بن عبدالعزیز تمہارے جد کے واسطے ۱۲۔ منہ

اور قیامت تک کی ہر قربانی جو منیٰ میں ہوتی رہے گی حضرت اسمٰعیلؑ کا فدیہ ہے لہٰذا ذبیحین کا یہی مطلب ہے۔ [1]
شیخ محمد بن بابویہ نے اس حدیث کو وارد کرنے کے بعد کہا ہے کہ ذبیح کے بارے میں مختلف روایتیں ہیں۔ بعض میں وارد ہوا ہے کہ ذبیح اسمٰعیلؑ ہیں اور بعض میں وارد ہوا ہے کہ اسحٰقؑ ہیں۔ اور خبریں جن کے ذرائع صحیح ہوں تو ردّ نہیں کی جاسکتی ہیں حقیقت میں ذبیح اسمٰعیلؑ ہوئے لیکن جب اسحٰقؑ پیدا ہوئے اس واقعہ کے بعد وہ بھی متمنی ہوئے کہ کاش اُن کے پدر اُن کے ذبح پر مامور ہوتے اور وہ خدا کے حکم پر صبر کرتے اور اطاعت و فرمانبرداری کرتے جس طرح اُن کے بھائی نے صبر و اطاعت کی؛ اور ثواب میں اُن کے برابر ہوتے۔ خدا نے اُن کے دل کی یہ آرزو معلوم کی کہ وہ اس میں سچے ہیں تو ملائکہ میں اُن کا نام ذبیح رکھا۔ یہ مضمون معتبر سند کے ساتھ حضرت صادقؑ سے منقول ہے۔ اور حضرت رسولؐ کی حدیث کہ میں دو ذبیح کا فرزند ہوں اس کی مؤید ہے کیونکہ چچا کو بھی باپ کہتے ہیں۔ اور قرآن میں بھی وارد ہوا ہے۔ اور حضرت رسولؐ نے فرمایا کہ چچا بھی مثل باپ کے ہے۔ اس وجہ سے بھی آنحضرتؐ کا قول درست ہے کہ آپؐ دو ذبیح کے فرزند ہیں جو اسمٰعیلؑ اور اسحٰق علیہما السلام ہوں گے کہ اُن میں سے ایک حقیقی ذبیح ہیں یعنی حقیقی والد اور دوسرے مجازی ذبیح یعنی مجازی والد۔ اور ذبح عظیم کے لیے دوسری وجہ ہے۔ جیسا کہ فضل بن شاذان سے روایت ہے اُس نے کہا کہ میں نے حضرت امام رضاؑ کو فرماتے ہوئے سُنا کہ جب خدا نے ابراہیم علیہ السلام کو حکم دیا کہ اپنے فرزند اسمٰعیلؑ کے بجائے اُس گوسفند کو ذبح کریں جو اُن پر نازل ہوا تھا حضرت ابراہیمؑ نے تمنّا کی کہ کاش اپنے فرزند اسمٰعیلؑ کو اپنے ہاتھ سے ذبح کرتے اور اُن کے عوض گوسفند ذبح کرنے پر مامور نہ ہوتے تاکہ اُس کا عوض وہ ہوتا جو ایک باپ کے لیے اپنے عزیز ترین فرزند کو خدا کی راہ میں ذبح کرنے میں ہوتا ہے۔ تو خدا نے اُن پر وحی کی کہ تمہارے نزدیک خلق میں سب سے زیادہ محبوب کون ہے؟ عرض کی خداوندا مجھے تیرے حبیب محمد مصطفےٰ صلے اللہ علیہ وآلہ وسلم سے زیادہ کوئی محبوب نہیں۔ اُس وقت خدا نے فرمایا کہ تم کو وہ زیادہ محبوب ہیں یا تمہاری جان؟ عرض کی وہ مجھے اپنی جان سے زیادہ محبوب ہیں۔ فرمایا اُن کے فرزند تم کو زیادہ پیارے ہیں یا خود تمہارے فرزند؟ عرض کی اُنہی کے فرزند۔ حق تعالےٰ نے فرمایا کہ دشمنوں کے ہاتھ سے اُن کے فرزندوں کا مذبوح و کُشتہ ہونا تمہارے دل کو زیادہ بے چین کرے گا یا تمہارے فرزند کا میری طاعت میں تمہارے ہاتھ سے ذبح ہونا؟ عرض کی پروردگار اُن کے فرزند کا دشمنوں کے

[1] مؤلف فرماتے ہیں کہ دُوسرے ذبیح عبداللہ ہیں جن کا قصہ حضرت رسولؐ کے حالات میں مذکور ہوگا۔ ۱۲ منہ

امام حسینؑ کے مصائب سن کر جناب ابراہیمؑ کا گریہ۔

ہاتھ سے ذبح ہونا میرے دل کو زیادہ تکلیف دے گا۔ اُس وقت خدا نے وحی کی کہ اے ابراہیمؑ یقیناً ایک گروہ محمدؐ کی اُمت میں ہونے کا دعویٰ کرے گا وُہ لوگ اُن کے بعد اُن کے فرزند کو اسی طرح ذبح کریں گے جیسے گوسفند کو ذبح کرتے ہیں اور میرے غضب کے مستحق ہوں گے۔ اس جاں سوز قصّہ کو سُن کر حضرت ابراہیمؑ کا دل بے چین ہوگیا۔ اور وُہ فریاد کر کے رونے لگے۔ اُس وقت خدا نے اُن کو وحی فرمائی کہ اے ابراہیمؑ تمہارے اس اضطراب کو تمہارے فرزند اسمٰعیلؑ پر مَیں نے فدیہ کیا۔ اگر تم اُن کو اس بے چینی و اضطراب کے ساتھ ذبح کرتے جس کا اظہار تم نے حضرت امام حسین علیہ السّلام اور اُن کے ذبح ہونے پر کیا۔ اور میں نے اہلِ ثواب کے بلند ترین درجات کو تم پر واجب کیا جو اُن کی مصیبتوں پر عطا کرتا ہوں۔ یہ ہیں قولِ خدا وَفَدَيْنَاهُ بِذِبْحٍ عَظِيمٍ۔ کے معنی کہ ہم نے اُس کا فدیہ ذبحِ عظیم سے کیا۔ ابنِ بابویہ کا مضمون تمام ہُوا۔

احادیث معتبرہ میں گذرا کہ حضرت ابراہیمؑ کا گوسفند اُن میں سے تھا جن کو خدا نے خلق فرمایا ہے بغیر اُس کے کہ رحمِ مادر سے پیدا ہوں۔

حضرت اسمٰعیلؑ کے ذبیح ہونے کے متعلق حدیثیں۔

حدیث موثق میں منقول ہے کہ لوگوں نے امام رضا علیہ السّلام سے پُوچھا کہ ذبیح اسمٰعیلؑ تھے یا اسحٰقؑ؟ فرمایا کہ اسمٰعیلؑ تھے۔ شاید تُو نے قولِ خدا کو نہیں سُنا ہے جو اُس نے سُورۂ صافات میں اسمٰعیلؑ کی خوشخبری و قصّہ ذبح کے بعد فرمایا ہے کہ ہم نے ابراہیمؑ کو اسحٰقؑ کی خوشخبری دی پھر کیونکر ذبیح اسحٰقؑ ہو سکتے تھے۔

بسندِ معتبر حضرت امیر المومنین سے منقول ہے کہ ذبیح اسمٰعیلؑ ہیں۔ بسند موثق منقول ہے کہ لوگوں نے حضرت صادقؑ سے پُوچھا کہ (سپرز (تلی) کیوں حرام ہُوئی اُس حیوان کے اجزا میں جو ذبح کیئے جاتے ہیں؟ فرمایا کہ جب حضرت ابراہیمؑ کے پاس کوہِ ثبیر سے جو مکّہ میں ایک پہاڑ ہے گوسفند لایا گیا تاکہ اُس کو وُہ اپنے فرزند کے فدیہ میں ذبح کریں تو اُن کے پاس شیطان لعہ آیا اور کہا کہ اس میں سے میرا حصّہ دیجیئے۔ حضرت ابراہیمؑ نے کہا اس میں تیرا کیا حصّہ ہے؟ حالانکہ وہ میرے پروردگار کے لیئے قربانی ہے جو میرے فرزند کا فدیہ ہے۔ خدا نے وحی فرمائی کہ اُس کا بھی اس گوسفند میں کچھ حصّہ ہے اور وُہ تلی ہے کیونکہ وُہ خون کے جمع ہونے کا مقام ہے۔ اور خصیتے بھی حرام ہیں کیونکہ وُہ نطفہ کے جاری ہونے کی جگہ ہے۔ لہٰذا حضرت ابراہیمؑ نے تلی اور دونوں خصیتے شیطان ملعون کو دیدیئے۔

حلال جانوروں کے تلی اور خصیے حرام ہونے کا سبب۔

بسندِ صحیح منقول ہے کہ ایک شخص نے حضرت صادقؑ سے سوال کیا کہ اسمٰعیلؑ بڑے تھے یا اسحٰقؑ اور ذبیح کون تھا؟ فرمایا کہ اسمٰعیلؑ پانچ سال اسحٰقؑ سے بڑے تھے اور وُہی ذبیح تھے۔

وہ مکہ میں رہتے تھے۔ ابراہیمؑ نے چاہا کہ ان کو موسم حج میں منیٰ کے اندر ذبح کریں۔ اور خدا کی جانب سے ابراہیمؑ کو اسمٰعیلؑ و اسحٰقؑ کی ولادت کی خوشخبری میں پانچ سال کا فاصلہ تھا۔ کیا ابراہیمؑ کا قول تو نے نہیں سُنا کہ رَبِّ هَبْ لِيْ مِنَ الصّٰلِحِيْنَ۔ اُنہوں نے خدا سے سوال کیا کہ اُن کو ایک پسر صالح عطا فرمائے۔ اور حق تعالیٰ نے سورۃ صافات میں فرمایا ہے۔ فَبَشَّرْنٰهُ بِغُلٰمٍ حَلِيْمٍ۔ پس ہم نے اُن کو ایک بُردبار لڑکے کی خوشخبری دی یعنی اسمٰعیلؑ کی بطن ہاجرہؑ سے۔ پس ایک بڑے گوسفند سے اسمٰعیلؑ کا فدیہ کیا پھر اس ذکر کے بعد فرمایا۔ کہ ہم نے اُن کو صالحین میں سے ایک پیغمبر اسحٰقؑ کی خوشخبری دی۔ اور ہم نے اُن پر اور اسحٰقؑ پر برکت نازل کی۔ غرض اسمٰعیلؑ اسحٰقؑ کی خوشخبری سے قبل ذبیح ہو چکے تھے۔ لہٰذا کوئی اگر گمان کرتا ہے کہ ذبیح اسحٰقؑ تھے اور وُہ اسمٰعیلؑ سے بڑے تھے تو اُس نے اس خبر کی تکذیب کی جو خدا نے قرآن میں فرمائی ہے۔

بسندِ صحیح حضرت امام رضاؑ سے منقول ہے کہ اگر خدا کے نزدیک گوسفند سے زیادہ کوئی حیوان بہتر ہوتا تو یقیناً اسی کو وُہ اسمٰعیلؑ کا فدیہ قرار دیتا۔ اور دُوسری معتبر حدیث میں فرمایا کہ اگر گوسفند سے زیادہ طیّب کسی کا گوشت ہوتا تو بیشک خدا اسی کو اسمٰعیلؑ پہ فدیہ کرتا۔ ایک حدیث میں اسمٰعیلؑ کی بجائے اسحٰقؑ وارد ہُوا ہے

گوسفند کی دوسرے جانوروں پر فضیلت

دوسری حدیث میں حضرت صادقؑ سے منقول ہے کہ یعقوبؑ نے عزیزِ مصر کو لکھا کہ ہم اہل بیت مورِدِ ابتلاء و امتحان ہیں۔ ہمارے باپ ابراہیمؑ کا آگ سے امتحان لیا گیا۔ اور ہمارے پدر اسحٰقؑ کا ذبح سے امتحان کیا گیا۔

حدیث معتبر میں حضرت صادقؑ سے منقول ہے کہ سارہؑ نے حضرت ابراہیمؑ سے کہا کہ آپ پیر ہو گئے کاش دُعا کرتے کہ خدا ایک فرزند عطا کرتا جس سے ہماری آنکھیں روشن ہوتیں کیونکہ خدا نے آپ کو اپنا خلیل قرار دیا ہے اور آپ کی دُعا مستجاب ہے۔ حضرت ابراہیمؑ نے اپنے خدا سے دُعا کی کہ ان کو ایک عقلمند لڑکا عطا فرمائے۔ خدا نے ان کو وحی فرمائی کہ مَیں پسر دانا عطا کرتا ہُوں۔ اور اس کے ذریعہ سے اپنی اطاعت میں تمہارا امتحان لُوں گا۔ اس خوشخبری کے تین سال بعد دُوسری مرتبہ پھر اسمٰعیلؑ کے بارے میں بشارت ہوئی۔

حدیث حسن میں منقول ہے کہ حضرت صادقؑ سے لوگوں نے پُوچھا کہ صاحب ذبیح کون تھا؟ فرمایا کہ اسمٰعیلؑ تھے۔

معتبر حدیث میں ہے کہ آنحضرتؐ سے لوگوں نے پُوچھا کہ اسمٰعیلؑ کے بارے میں خوشخبری اور اسحٰقؑ کے متعلق خوشخبری کے درمیان کس قدر فاصلہ تھا؟ فرمایا کہ پانچ سال کا فاصلہ تھا حق تعالیٰ فرماتا ہے: فَبَشَّرْنٰهُ بِغُلٰمٍ حَلِيْمٍ۔ یہ اسمٰعیلؑ کی پہلی خوشخبری تھی، جو خدا نے حضرت ابراہیمؑ کو فرزند کے بارے

میں دی۔ اور جب سارہؑ سے اسحٰقؑ پیدا ہوئے اور تین سال کے ہوئے ایک روز حضرت ابراہیمؑ کی گود میں بیٹھے تھے۔ اسمٰعیلؑ آئے اور اسحٰقؑ کو علیحدہ کرکے اُن کی جگہ پر بیٹھ گئے۔ سارہؑ نے یہ کیفیت دیکھی تو کہا ہاجرہؑ کا فرزند میرے فرزند کو آپ کی گود سے علیحدہ کرکے اُس کی جگہ پر خود بیٹھتا ہے۔ خدا کی قسم اب ممکن نہیں ہے کہ ہاجرہؑ اور اس کا فرزند میرے ساتھ ایک شہر میں رہیں۔ ان کو میرے پاس سے دُور کیجئے۔ حضرت ابراہیمؑ سارہؑ کو بہت عزیز رکھتے تھے۔ اور ان کے حق کی رعایت کرتے تھے کیونکہ وُہ پیغمبروں کی اولاد سے تھیں اور اُن کی خالہ کی دُختر تھیں لیکن یہ اَمر حضرت ابراہیمؑ پر بہت دشوار گذرا اور اسمٰعیلؑ کی مفارقت پر غمگین ہوئے۔ اسی رات ایک فرشتہ خدا کی جانب سے ابراہیمؑ کے خواب میں آیا اور اُن کو اُن کے فرزند اسمٰعیلؑ کا مکّہ میں زمانۂ حج میں ذبح کرنا دکھایا۔ حضرت ابراہیمؑ صبح کو بہت رنجیدہ اُٹھے۔ حج کا زمانہ آیا۔ حضرت ابراہیمؑ، ہاجرہؑ اور اسمٰعیلؑ کو ذی الحجہ کے مہینہ میں شام سے مکّہ لے گئے تاکہ حج کے زمانہ میں ان کو ذبح کریں۔ اور کعبہ کے ستونوں کو بلند کیا اور حج کے ارادہ سے منیٰ کی جانب متوجّہ ہوئے۔ منیٰ کے اعمال بجا لا چکے تو اسمٰعیلؑ کو ساتھ لے کر مکّہ واپس آئے پھر کعبہ کا سات مرتبہ طواف کیا اور صفا و مروہ کے درمیان سعی کے لیئے متوجّہ ہوئے۔ جب سعی کے مقام پر پہنچے حضرت ابراہیمؑ نے اسمٰعیلؑ سے کہا۔ کہ اے فرزند میں نے خواب میں دیکھا کہ تم کو اس سال حج کے زمانہ میں ذبح کر رہا ہوں تو تمہاری کیا رائے ہے؟ عرض کی بابا جان جس امر پر آپ مامور ہوئے ہیں بجا لائیے۔ جب سعی سے فارغ ہوئے وُہ اسمٰعیلؑ کو منیٰ میں لے گئے وُہی قربانی کا دن تھا۔ جمرہ میں پہنچے تو اُن کو بائیں پہلو لٹایا! اور چھُری اُٹھائی کہ ذبح کریں اس وقت ان کو آواز آئی کہ اے ابراہیمؑ تم نے اپنا خواب سچ کر دکھایا اور میرے حکم کی تعمیل کر دی۔ پھر ایک بڑے گوسفند کو اسمٰعیلؑ کا فدیہ کیا اور اس کے گوشت کو مسکینوں پر تصدّق کر دیا۔

حضرت امام رضا علیہ السلام سے پُوچھا گیا کہ منیٰ کو کس لئے منیٰ کہتے ہیں؟ فرمایا اس لئے کہ اس جگہ پہنچ کر جبرئیلؑ نے حضرت ابراہیمؑ سے کہا کہ جو حاجت ہو اس کی تمنّا کیجئے اور خدا سے طلب کیجئے آپ نے دل میں یہ تمنّا اور آرزو کی کہ خدا اسمٰعیلؑ کی بجائے ایک گوسفند قرار دے جس کو وُہ اسمٰعیلؑ کے فدیہ میں ذبح کریں۔ لہٰذا خدا نے ان کی آرزو پُوری کی [1]

---

[1] مولّف فرماتے ہیں کہ حدیثیں جو اسمٰعیلؑ کے ذبیح ہونے پر دلالت کرتی ہیں۔ ان میں سے اس باب میں اتنے ہی پر مَیں نے اکتفا کی۔ اور بہت سی حدیثیں حضرت لوط علیہ السلام کے قصّہ میں انشاء اللہ تعالیٰ بیان کی جائیں گی۔ ۱۲

باب ہشتم: حضرت لُوط علیہ السّلام کے حالات

مفسّروں میں یہ مشہور ہے کہ لُوطؑ، حضرت ابراہیمؑ کے برادر زادے تھے ہاران پسر تارخ کے فرزند تھے۔ اور بعض نے کہا ہے کہ ابراہیمؑ کی خالہ کے بیٹے تھے۔ قولِ آخر کی بنا پر سارہؑ لُوطؑ کی بہن تھی اور یہ زیادہ قوی ہے۔ پہلے بیان ہو چکا ہے کہ لُوطؑ پیغمبروں میں سے تھے جو ختنہ کیے ہُوئے پیدا ہُوئے۔

شیخ علی بن ابراہیم نے ذکر کیا ہے کہ جب نمرودؑ نے حضرت ابراہیمؑ کو آگ میں ڈالا اور حق تعالیٰ نے اپنی قدرتِ کاملہ سے اُن پر آگ کو سرد کر دیا۔ نمرود ابراہیمؑ سے خائف ہُوا۔ اور کہا کہ اے ابراہیمؑ میرے شہروں سے نکل جاؤ میرے ساتھ ایک مُلک میں تم نہیں رہ سکتے۔ حضرت ابراہیمؑ اپنی خالہ کی دُختر سارہؑ کو اپنے نکاح میں لا چکے تھے اور لُوطؑ حضرت ابراہیم پر ایمان لا چکے تھے۔ حضرت لوطؑ اس وقت لڑکے تھے۔ ابراہیمؑ کے پاس کچھ گوسفند تھے وُہی اُن کا ذریعہ معاش تھے۔ ابراہیمؑ نمرود کے شہر سے نکلے اور سارہؑ کو ایک صندوق میں بٹھا کر اپنے ساتھ لیا کیونکہ وُہ بہت غیر تمند تھیں۔ جب شہر سے روانہ ہونے لگے، نمرود کے عمال مانع ہُوئے اور چاہا کہ ان کے گوسفندوں کو ان سے لے لیں اور کہا کہ تم نے ان کو ہمارے بادشاہ کی سلطنت و ممالک میں حاصل کیا ہے اور مذہب میں تم بادشاہ کے مخالف ہو ان کو نہ لے جانے دیں گے۔ ابراہیمؑ نے کہا کہ میرے اور تمہارے درمیان بادشاہ کا قاضی فیصلہ کرے گا۔ اس کا نام سندوم تھا۔ اس کے پاس گئے۔ بادشاہ کے عمال نے کہا کہ یہ شخص مذہب میں بادشاہ کا مخالف ہے اور جو کچھ اس کے پاس ہے اس نے ہمارے بادشاہ کے شہر میں کمایا ہے یہ تمام سامان اور چیزیں ہم نہیں چاہتے کہ ہمارے مُلک سے باہر لے جائیں سندوم نے کہا یہ لوگ سچ کہتے ہیں۔ اے ابراہیمؑ جو کچھ تمہارے پاس ہے اُن سے دست بردار ہو جاؤ —! حضرتؑ نے فرمایا کہ اگر صحیح حکم نہ کرے گا تو ابھی مر جائے گا۔ سندوم نے پُوچھا کہ حق کیا ہے؟ ابراہیمؑ نے کہا ان سے کہو کہ جس قدر عمر مَیں نے ان چیزوں کے حاصل کرنے میں صرف کی ہے مجھے واپس کر دیں مَیں یہ چیزیں ان کو دے دُوں گا۔ سندوم نے کہا ہاں ابراہیمؑ کی عمر ان کو واپس دے دی جائے پھر وُہ یہ چیزیں واپس کر دیں یہ سُنکر عمال دست بردار ہُوئے۔ نمرود نے اطرافِ عالم میں لکھا کہ ابراہیمؑ کو کسی آبادی میں ٹھہرنے نہ دیا جائے۔ ابراہیمؑ روانہ ہوئے اور نمرود کے کسی عامل کے پاس سے گزرے کہ جو اس کی طرف سے گذرتا تھا وُہ اس کے سامان کا اس سے محصُول لیا کرتا تھا۔ سارہؑ صندوق میں ابراہیمؑ کے ساتھ تھیں۔ اس نے تمام سامان کا جو ابراہیمؑ کے ساتھ تھا محصول لے لیا پھر صندوق کے پاس آیا اور اس کے کھولنے پر اصرار کیا تاکہ جو مال اس میں ہو اس کا محصول حاصل کرے حضرت ابراہیمؑ نے کہا جو سامان اس صندوق میں چاہو اس کا سمجھ کر حساب کر لو اور محصول لے لو۔ اس نے کہا

یقیناً تم کو صندوق کھولنا پڑے گا اور بجبر صندوق کھولا۔ تو اس میں جناب سارہؑ نظر آئیں۔ اُن کے حُسو
جمال کو دیکھ کر وُہ ششدر رہ گیا۔ اور پُوچھا یہ عورت کون ہے۔ حضرت ابراہیمؑ نے کہا میری بہن ہے
اور آپ کی غرض یہ تھی کہ وُہ دین میں میری بہن ہے[1] کارندے توصندوق اُٹھا کر عامل کے پاس لے گئے
اس نے اُن کی جانب ہاتھ دراز کیا۔ جناب سارہؑ نے کہا میں تجھ سے خدا کی پناہ چاہتی ہوں۔ اس کا ہاتھ
خشک ہوکر اس کے سینہ پر لپٹ گیا۔ اس کو سخت تکلیف پہنچی تو اُس نے کہا یہ کیا بلا ہے جو مجھ کو عارض
ہُوئی۔ جناب سارہؑ نے کہا یہ تیرے اس ارادہ کی وجہ سے ہے جو تُو نے کیا تھا۔ اس نے کہا میں اب تمہا
ساتھ بھلائی کا ارادہ کرتا ہوں اپنے پروردگار سے دُعا کرو کہ مجھ کو میرے حالِ سابق پر پھیر دے۔ جناب
سارہؑ نے کہا خداوندا اگر یہ سچ کہتا ہے تو اس کو پہلی حالت پر واپس کر دے۔ وُہ پھر بدستور تندرست
ہو گیا۔ اس کے پاس ایک کنیز کھڑی تھی اس نے جناب سارہؑ سے کہا کہ یہ کنیز میں نے تمہاری خدمت
کے لیئے تم کو عطا کی۔ وُہ حضرت ہاجرہؑ مادرِ اسمٰعیلؑ تھیں۔ حضرت ابراہیمؑ سارہؑ اور ہاجرہؑ کو لے کر روانہ
ہُوئے اور ایک گاؤں میں جا کر مقیم ہُوئے جو لوگوں کے راستہ پر واقع تھا۔ جہاں سے ہو کر لوگ یمن او
شام اور اطرافِ عالم میں جاتے تھے۔ غرض جو شخص اس راستہ سے گزرتا تھا حضرتؑ اس کو اسلام کی دعوت
دیتے تھے۔ اور چونکہ یہ خبر تمام عالم میں مشہور ہو چکی تھی کہ نمرود نے اُن کو آگ میں ڈالا وُہ نہیں جلے۔ غرض
جو شخص حضرت ابراہیمؑ کے پاس سے گزرتا تھا آپ اُس کی ضیافت کرتے تھے۔ ابراہیمؑ ان چند شہروں کی آبادی
سے سات فرسخ کے فاصلہ پر مقیم تھے جن میں کافی درخت اور زراعت و نعمتیں تھیں وُہ تمام شہر قافلوں کے راستہ
پر تھے اور جو ان شہروں سے گزرتا تھا ان کی زراعتوں اور میوے میں سے ضرور کچھ لے کر کھایا کرتا تھا شہر والے اس
حال سے نالاں تھے اور اس کے روکنے کی تدبیر سوچتے رہتے تھے کہ شیطان ایک مردِ پیر کی صورت میں ان کے
پاس آیا اور کہا کیا تم لوگ چاہتے ہو کہ میں تم کو ایسی ترکیب بتا دوں جس پر اگر تم عمل کرو گے تو کوئی شخص تمہارے شہروں کا
رُخ نہ کریگا۔ پُوچھا وُہ تدبیر کیا ہے؟ کہا جو شخص تمہارے شہر میں وارد ہو اُس کی دُبر میں جماع کرو۔ اور اس کا سامان
چھین لو۔ اس کے بعد پھر شیطان ایک حسین لڑکے کی صورت میں ان کے پاس آیا اور اُن سے لپٹ گیا۔ اس کے
ساتھ اُن لوگوں نے یہ فعل قبیح کیا جس طرح کہ اس نے اُن کو تعلیم دی تھی۔ ان لوگوں کو یہ عمل اچھا معلوم ہُوا، اور
لذّت حاصل ہُوئی تو مَردوں نے مَردوں سے لواطہ کرنا شروع کیا اور عورتوں سے مستغنی ہو گئے، اور
عورتوں نے عورتوں کے ساتھ مساحقہ کرنا شروع کر دیا۔ وُہ مَردوں سے بے نیاز ہو گئیں۔ لوگوں نے اس
امر کی شکایت حضرت ابراہیمؑ سے کی۔ حضرت ابراہیمؑ نے حضرت لُوطؑ کو ان کی طرف بھیجا کہ اُن کو خدا کے
عذاب سے ڈرائیں اور اس کی عقوبت سے پرہیز کرائیں۔ جب حضرت لُوطؑ ان کے پاس پہنچے انہوں نے
پُوچھا تم کون ہو؟ کہا میں حضرت ابراہیمؑ کی خالہ کا لڑکا ہوں جن کو نمرود نے آگ میں ڈالا، اور وُہ نہ جلے۔

شیطان کی تعلیم سے قوم لوط میں اغلام و مساحقہ کا رواج۔

[1] خالہ زاد بہن بھی تھیں اس لیئے جناب ابراہیمؑ نے جھوٹ نہیں کہا۔ ۱۲ مترجم۔

اور خدا نے آگ کو اُن پر سرد اور باعث سلامتی قرار دیا۔ وُہ تمہارے قریب ہی رہتے ہیں۔ لہذا خدا
سے ڈرو اور اِس فعلِ قبیح کو ترک کرو نہیں تو خدا تم کو ہلاک کرے گا۔ وُہ سب اس بات سے خوفزدہ ہوئے
اور ان کو جراٴت نہ ہوئی کہ اُن حضرتؑ کو کوئی تکلیف پہنچاتے۔ لیکن جو شخص اُن لوگوں کے راستہ سے گذرتا
وُہ لوگ چاہتے تھے کہ اس کے ساتھ فعلِ بد کریں۔ حضرت لوطؑ اس کو اُنکے ہاتھ سے بچا لیا کرتے تھے۔ لُوطؑ نے
انہی میں سے ایک عورت کے ساتھ نکاح کر لیا تھا۔ اس عورت سے چند لڑکیاں پیدا ہوئیں۔ جناب لُوطؑ ایک
طویل مدّت تک ان میں مقیم رہے اور اُن کو نصیحتیں کرتے رہے۔ لیکن ان لوگوں نے قبول نہ کیا۔ اور کہنے
لگے کہ اے لُوطؑ اگر ہماری نصیحت سے باز نہ آؤ گے تو ہم تم کو سنگسار کر دیں گے یا اس شہر سے نکال
دیں گے۔ آخر حضرت لوطؑ نے اُن پر بد دُعا کی۔ ایک روز حضرت ابراہیمؑ اپنی قیامگاہ پر کچھ مہمانوں کی ضیافت
کا سامان کر رہے تھے کوئی چیز اُن کے پاس نہ تھی۔ ناگاہ دیکھا کہ چار اشخاص آپ کے پاس کھڑے ہیں جن کی
شکلیں انسانوں سے مشابہ تھیں۔ ان چاروں افراد نے سلام کیا۔ حضرت ابراہیمؑ نے جواب دیا اور سارہؑ کے پاس
گئے اور کہا چند مہمان اور آ گئے ہیں جو انسانوں سے مشابہ نہیں ہیں۔ سارہؑ نے کہا ہمارے پاس ایک بچھڑے کے
سوا اور کچھ نہیں ہے۔ پھر اس کو ذبح کیا اور بریاں کر کے حضرت ابراہیمؑ ان کے پاس لائے جیسا کہ حق تعالیٰ فرماتا
ہے بتحقیق ہمارے رسول ابراہیمؑ کے پاس خوشخبری کیلئے آئے اور کہا سلاماً ابراہیمؑ نے کہا سلام اور فوراً بچھڑا بریاں
کر کے لائے لیکن ان رسولوں نے کھانے کی طرف توجہ نہ کی۔ تو حضرت ابراہیمؑ کو خوف محسوس ہُوا۔ سارہؑ عورتوں کی
ایک جماعت کے ساتھ آئیں اور ان اشخاص سے پوچھا کہ تم لوگ خلیلؑ خدا کے طعام سے کیوں انکار کرتے ہو۔ انہوں نے
کہا خوف نہ کرو اے ابراہیمؑ ہم رسُولانِ خدا ہیں قومِ لُوطؑ کی طرف بھیجے گئے ہیں تاکہ اُن پر عذاب نازل کریں۔ یہ سُن
کر سارہؑ کو خوف ہُوا اور وُہ حائض ہو گئیں حالانکہ مدّتوں سے بہ سبب پیری اُن کا حیض زائل ہو چکا تھا۔ خدا فرماتا
ہے کہ ہم نے جناب سارہؑ کو اسحٰقؑ کی خوشخبری دی اور اسحٰقؑ کے بعد یعقوبؑ کی جو اسحٰقؑ سے پیدا ہوں گے۔ تو سارہؑ
نے ہاتھ مُنہ پر مارا اور کہا یا ویلتا۔ کیا مجھ سے بچّہ پیدا ہو گا حالانکہ میں بُوڑھی ہوں اور میرے شوہر بھی بوڑھے
ہیں۔ یقیناً یہ عجیب امر ہے۔ جبرئیلؑ نے اُن سے کہا کیا تم تعجّب کرتے ہو خدا کے امر سے اور اے اہلِ بیت تم
پر خدا کی برکتیں اور رحمتیں ہوں (پ۱۲ آیت ۶۹ تا ۸۳ سورۃ ہُود) بتحقیق کہ وُہ عظیم المرتبت وصاحبِ بزرگی ہے۔ جب
حضرت ابراہیمؑ سے خوف رفع ہُوا اور ولادتِ اسحٰقؑ کی خوشخبری اُن کو ملی قوم لُوطؑ سے عذاب کے دُور ہونے کے
التماس میں مبالغہ شروع کیا اور جبرئیلؑ سے پُوچھا کہ کس لئے بھیجے گئے ہو؟ کہا قوم لوطؑ کو ہلاک کرنے کے
لیئے حضرت ابراہیمؑ نے کہا لوطؑ ان کے درمیان موجود ہیں اُن کو کس طرح ہلاک کرو گے؟ جبرئیلؑ نے کہا
ہم بہتر جانتے ہیں کہ کون وہاں پر ہے۔ ہم اُس کو اور اُس کے اہل کو نجات دیں گے سوائے اُس کی
زوجہ کے کہ وُہ عذاب میں باقی رہنے والوں میں ہو گی۔ حضرت ابراہیمؑ نے جبرئیلؑ سے کہا کہ اگر اس شہر میں

؎۱ آیتوں کے مطالب اسی جگہ سے بیان ہونا شروع ہوئے جو سُورۃ ہود میں ہیں۔ ۱۲

جناب ابراہیمؑ کا مومنوں کے لئے قوم لوط پر عذاب کے بارے میں سفارش کرنا۔

ستّر مومن ہوں گے تو ان کو بھی ہلاک کر دو گے؟ جبرئیلؑ نے کہا نہیں۔ کہا اگر پچاس ہوں؟ کہا نہیں
پُوچھا اگر دس مومنین ہوں۔ کہا نہیں۔ ابراہیمؑ نے کہا اگر ایک مومن ہو؟ کہا نہیں۔ جیسا کہ خدا فرماتا ہے
ہم نے اس شہر میں بھی مسلمان کا ایک گھر نہ پایا۔ حضرت ابراہیمؑ نے کہا اے جبرئیلؑ اپنے پروردگار
پاس ان کے بارے میں واپس جاؤ۔ پس خدا نے حضرت ابراہیمؑ کو مانند چشمِ زدن کے کہا اے ابراہیمؑ
کی سفارش سے باز آجاؤ۔ کیونکہ تمہارے پروردگار کا حکم آچکا ہے اور یقیناً ان پر عذاب آئے گا
رد نہ ہوگا۔ پھر ملائکہ ابراہیمؑ سے رُخصت ہو کر حضرت لُوطؑ کے پاس آئے اور اُن کے سامنے کھڑے
ہو گئے جبکہ وُہ اپنی زراعت میں آبپاشی کر رہے تھے۔ لُوطؑ نے پُوچھا کہ تم لوگ کون ہو؟ کہا کہ ہم لوگ مسا
ہیں اور ابنائے سبیل۔ آج رات ہماری ضیافت کیجئے۔ لُوطؑ نے کہا کہ اس شہر کے لوگ بہت بُرے ہیں
مَردوں سے جماع کرتے ہیں اور اُن کے مال لُوٹ لیتے ہیں۔ اُنہوں نے کہا دیر زیادہ ہو گئی ہے اور ہم اب دُوسر
جگہ نہیں جا سکتے۔ آج رات ہم کو ٹھہرنے کی جگہ دیجئے۔ لُوطؑ اپنی زوجہ کے پاس آئے جو اُسی قوم سے تھی ا
کہا آج چند مہمان میرے پاس آئے ہیں اُن کے آنے کی خبر اپنی قوم کو نہ کرنا۔ اس وقت تک تم نے جس ق
نافرمانی کی ہے میں معاف کر دوں گا۔ اس نے کہا ایسا ہی ہوگا۔ اس کے اور اس کی قوم کے درمیان یہ ط
تھا کہ جب کوئی مہمان حضرت لُوطؑ کے پاس دن کو آتا تو وُہ گھر کے بالاخانہ پر دُھواں کرتی اور جب رات
کوئی مہمان آتا تو آگ روشن کر دیتی تھی۔

جب جبرئیلؑ اور وُہ ملائکہ جو ان کے ساتھ تھے لُوطؑ کے گھر میں داخل ہُوئے ان کی زوجہ کوٹھ
پر دَوڑی ہوئی گئی اور کچھ آگ روشن کر دی جسے دیکھ کر شہر والے ہر طرف سے حضرت لُوطؑ کے مکان کی ط
دوڑے۔ جب مکان کے دروازے پر پہنچے کہنے لگے اے لُوطؑ کیا ہم نے تم کو منع نہیں کیا کہ مہمانوں کو اپ
گھر نہ لایا کرو۔ پھر چاہا کہ ان مہمانوں سے فعلِ بد کریں۔ حضرت لُوطؑ نے فرمایا ہماری لڑکیاں پاکیزہ
ہیں تمہارے لیئے۔ خدا سے ڈرو اور مجھے میرے مہمانوں کے بارے میں ذلیل نہ کرو۔ کیا تم میں ایک شخ
بھی ایسا نہیں ہے جو نیکی اور بہتری پر مائل ہو۔ مروی ہے کہ حضرت لُوطؑ کی مراد لڑکیوں سے قو
کی عورتیں تھیں کیونکہ ہر پیغمبر اپنی قوم کا باپ ہوتا ہے۔ اور ان کو امرِ حلال کی دعوت دیتا اور حرام سے
منع کرتا ہے۔ اسی لیئے فرمایا کہ تمہاری عورتیں تمہارے لیئے زیادہ بہتر ہیں۔ ان لوگوں نے کہا کہ تم جانتے
کہ ہمیں تمہاری لڑکیوں سے کوئی واسطہ نہیں اور ہم جو کچھ چاہتے ہیں اس سے بھی تم بخوبی واقف
ہو۔ جب حضرت ان سے ناامّید ہُوئے تو فرمایا کاش مجھ کو قوت ہوتی تو میں تم لوگوں میں رکن شدید
کے ساتھ پناہ لیتا۔ بسندِ معتبر حضرت صادقؑ سے منقول ہے کہ حق تعالیٰ نے حضرت لُوطؑ کے بعد
کسی پیغمبر کو نہیں بھیجا مگر یہ کہ وُہ اپنی قوم میں غالب تھا۔ اور ان میں اپنا قبیلہ اور رشتہ داروں کے
افراد رکھتا تھا۔ دوسری حدیث میں منقول ہے کہ قوت سے مُراد حضرت لُوطؑ کی قائمِ آلِ محمدؐ تھے

اور رُکن شدید سے اُن حضرت کے تین سو تیرہ اصحاب۔ غرض یہ سُنکر جبرئیلؑ نے کہا کہ کاش حضرت لُوطؑ جانتے کہ کونسی قوّت اُن کے ساتھ ہے۔ حضرتؑ نے یہ سُنکر پُوچھا کہ تم لوگ کون ہو جبرئیل علیہ السّلام نے کہا میں جبرئیل ہوں۔ پُوچھا کس امر پر مامور ہوئے ہو؟ کہا اُن کی ہلاکت پر۔ فرمایا اسی وقت عمل میں لاؤ۔ کہا ان کے لیئے صبح کا وقت مقرر ہے۔ کیا صبح قریب نہیں ہے۔ غرضکہ ان لوگوں نے خانۂ لُوطؑ کے دروازہ کو توڑا اور مکان میں داخل ہُوئے۔ جبرئیلؑ نے اپنے پَروں کو اُن کی آنکھوں پر مارا جیسا کہ حق تعالےٰ فرماتا ہے کہ بے شک اُن لوگوں نے ناجائز مطلب کی خواہش کی اور لُوطؑ سے اُن کے مہمانوں کو عملِ قبیح کے لیئے طلب کیا تو ہم نے اُن کی آنکھوں کو اندھا کر دیا۔ جب اُن لوگوں نے یہ حال مشاہدہ کیا سمجھے کہ عذاب اُن پر آ گیا۔ پھر جبرئیلؑ نے حضرت لُوطؑ سے کہا کہ جب رات کا کچھ حصّہ گزر جائے اپنے بال بچوں کو لے کر اُن کے درمیان سے چلے جاؤ۔ اور تم میں کوئی مُڑ کر پیچھے نہ دیکھے۔ لیکن تمہاری زوجہ دیکھے گی تو اس کو پہنچے گا جو کچھ پہنچنے والا ہے۔ قومِ لوطؑ میں ایک مردِ عالم تھا۔ اس نے کہا اے قوم تمہاری جانب وُہ عذاب آ گیا جس کا وعدہ حضرت لوطؑ تم سے کرتے تھے۔ لہٰذا ان کو گھیر لو اور اپنے درمیان سے جانے نہ دینا۔ جب تک وُہ تم میں موجُود ہیں عذاب نہ آئے گا۔ یہ سُنکر لوگ حضرت لوطؑ کے مکان کے گرد جمع ہُوئے اور اُن کو گھیر لیا۔ جبرئیلؑ نے کہا اے لوطؑ ان کے درمیان سے چلے جائیے۔ کہا کس طرح چلا جاؤں۔ یہ لوگ میرے مکان کے گرد تو جمع ہیں۔ جبرئیلؑ نے اُن کے سامنے ایک ستُون نُور کا قائم کیا اور کہا کہ اس ستُون کے سہارے چلے جاؤ اور تم میں سے کوئی مُڑ کر نگاہ نہ کرے۔ غرضکہ اس شہر سے زمین کے نیچے سے باہر نکلے۔ اُن کی زوجہ نے مُڑ کر دیکھا۔ حق تعالیٰ نے اُس پر ایک پتھر نازل کیا جس نے اس کو مار ڈالا۔ جب صبح ہوئی اُن چاروں فرشتوں میں سے ہر ایک ان کے شہر کے ایک ایک جانب باہر نکلے اور زمین کو ساتویں طبقہ سے کھود ا۔ اور اس حد تک بلند کیا کہ اہلِ آسمان نے اُن کے مُرغ اور کُتّوں کے چلّانے کی آوازیں سُنیں۔ پھر ان لوگوں پر اُس شہر کو اُلٹ دیا اور خدا نے اُن پر پتھر سجیل کے یعنی کھر نیچے آسمان اوّل سے یا جہنّم سے برسائے جو باہم لپٹے ہُوئے تھے یا پیاپے اور منقط اور رنگا رنگ پتھر۔

بسندِ معتبر حضرت صادقؑ سے منقول ہے کہ کوئی بندہ جو قومِ لُوطؑ کے عمل کو حلال جانتا ہے دنیا سے نہیں جاتا مگر یہ کہ خدا اس کو اُن پتھروں میں سے ایک پتھر مارتا ہے جس سے اس کی موت واقع ہوتی ہے لیکن دُنیا اُس کو نہیں دیکھتی۔

بسندِ صحیح حضرت امام محمّد باقرؑ سے منقول ہے کہ حضرت رسولِ خداؐ صبح و شام خدا سے بخل سے پناہ مانگتے تھے۔ اور ہم بھی بخل سے خدا کی پناہ مانگتے ہیں۔ حق تعالیٰ فرماتا ہے کہ جو

اپنے نفس کو بخل سے محفوظ رکھتا ہے وُہ رستگار ہے۔ اور مَیں تم کو بُخل کے نتیجہ سے آگاہ کرتا ہوں۔ بہ تحقیق کہ حضرت لُوطؑ کی قوم کے لوگ ایک شہر کے رہنے والے تھے جو اپنے طعام پر بخیل تھے۔ بخل نے اُن کو اُن کی شرمگاہوں کے ایسے درد میں مبتلا کیا جس کا علاج نہ تھا۔ پھر فرمایا کہ قوم لُوطؑ کے شہر قافلوں کے راستوں پر آباد تھے جو شام و مصر کو جاتے تھے۔ قافلے والے اُن کے پاس قیام کرتے تھے اور وُہ لوگ اُن کی ضیافت کیا کرتے تھے۔ جب اُن کی یہ ضیافت زیاد ہوئی وُہ لوگ نفس کی خباثت اور بخل کی وجہ سے تنگ آ گئے۔ لہٰذا بخل اس کا باعث ہُوا کہ جب اُن کے پاس کوئی مہمان آتا اس کو ذلیل کرتے اور اس کے ساتھ اغلام کرتے تھے بغیر اس کے کہ اس عملِ قبیح کے لیئے شہوت یا خواہش اُن کو ہوتی ہو۔ اس سے ان کی صرف یہ غرض تھی کہ قافلے اُن کے شہر میں قیام نہ کریں تاکہ اُن کو ضیافت نہ کرنی پڑے اُن کے اس بُرے عمل کی دُوسرے شہروں میں شہرت ہوئی۔ اور قافلوں نے اُن کے پاس قیام کرنے سے پرہیز کیا۔ غرضیکہ بُخل نے اُن پر وُہ بلا مسلّط کی جسے وُہ اپنے سے دفع نہ کر سکے یہاں تک کہ اُس عمل کی خواہش اُن کو اس حد تک ہُوئی کہ شہروں سے مَردوں کو اس فعل کے لیئے اُجرت پر بُلانے لگے۔ تو کون مرض بخل سے بدتر ہو سکتا ہے۔ اور اس کے انجام کا نقصان خدا کے نزدیک بخیل ہونے سے زیادہ رُسوا کرنے والا او زیادہ قبیح ہے۔ راوی نے پُوچھا کہ آیا لوطؑ کے شہر والے سب کے سب یہ فعل کرتے تھے؟ فرمایا ہاں سوائے ایک مسلمان گھر کے شاید خدا کا فرمُودہ تو نے نہیں سُنا یعنی ہم نے شہر میں مومنوں میں سے جو تھا اس کو با کر دیا۔ پس ہم نے مسلمانوں کے ایک گھر کے سوا کوئی مکان نہ پایا۔ حضرتؑ نے فرمایا کہ اُن کے درمیا حضرت لوط علیہ السّلام تیس سال تک رہے اور اُن کو خدا کی طرف بُلاتے تھے اور عذابِ الٰہی سے اُن کو بچنے کی ہدایت فرماتے تھے۔ وُہ ایسی قوم تھی جو اپنے تئیں پاخانے سے پاک نہیں کرتی تھی نہ غسل جنابت کرتی۔ حضرت لُوطؑ حضرت ابراہیمؑ کی خالہ کے فرزند تھے اور سارہؑ حضرت ابراہیمؑ کی زوجہ حضرت لُوطؑ کی بہن تھیں۔ حضرت لوطؑ اور حضرت ابراہیمؑ دو مرسل پیغمبر تھے جو لوگوں کو عذابِ خدا سے ڈراتے تھے حضرت لوطؑ ایک سخی اور صاحبِ کرم انسان تھے۔ جو مہمان اُن کے پاس آتا تھا اس کی ضیافت کرتے تھے۔ اور اپنی قوم کی شرارت سے اپنے مہمانوں کی حفاظت کرتے تھے۔ آپ کی قوم جب کسی مہمان کو دیکھتی تو حضرت لُوطؑ سے کہتی تھی کہ کیا ہم لوگوں نے تم کو منع نہیں کیا ہے کہ کہیں سے کوئی مہمان جو تمہارے پاس آئے تو اس کی مہمانی نہ کرنا ورنہ ہم لوگ تمہارے مہمانوں کو ذلیل اور تم کو ان کی نگاہوں میں رُسوا کر دیں گے۔ پھر جب حضرت لوطؑ کے پاس کوئی مہمان آتا تو اس کو پوشیدہ رکھتے اس سبب سے کہ حضرت لوطؑ کا کوئی خاندا اور کوئی قبیلہ وہاں نہ تھا۔ اور ہمیشہ حضرت لوطؑ اور حضرت ابراہیمؑ اس قوم پر عذاب نازل ہونے کے اُمیدوا تھے اور اُن کی خدا کے نزدیک منزلت بلند تھی۔ خدا جب اس قوم پر عذاب کا ارادہ کرتا حضرت ابراہیمؑ کی محبّت و خلت او

حضرت لُوطؑ کی محبت کو ملاحظہ کر کے عذاب میں تاخیر فرماتا۔ آخر خداوند عالم کا غضب ان پر شدید ہُوا اور اُن کے لیئے عذاب کو مقدر فرمایا۔ اور اس عذاب کے عوض میں مقرر فرمایا کہ ابراہیمؑ کو ایک فرزند دانا عطا فرمائے جو ان کی تسلّی کا باعث ہو اُس تکلیف میں جو قوم لُوطؑ کے ہلاک ہونے کے سبب ان کو پہنچنے والی تھی۔ حضرت ابراہیمؑ کے پاس رسُولوں (فرشتوں) کو بھیجا کہ ان کو اسمٰعیلؑ کی خوشخبری دیں۔ وُہ رات کے وقت حضرت ابراہیمؑ کے گھر میں داخل ہُوئے۔ حضرت ابراہیمؑ کو اُن سے خوف معلوم ہُوا اور وُہ ڈرے کہ چور ہوں گے۔ جب رسُولوں (فرشتوں) نے ان کو ہراساں اور خوفزدہ دیکھا، سلام کیا۔ حضرت ابراہیم علیہ السّلام نے ان کے سلام کا جواب دیا۔ اور کہا کہ ہم لوگ تم سے خائف ہیں۔ کہا خوف نہ کیجئے ہم لوگ آپ کے پروردگار کے رسُول ہیں آپ کو ایک نیک لڑکے کی خوشخبری دینے آئے ہیں۔ حضرت امام محمّد باقر علیہ السّلام نے فرمایا کہ وُہ نیک لڑکا حضرت اسمٰعیل علیہ السّلام تھے جو بطنِ جناب ہاجرہؑ سے پیدا ہوئے۔ حضرت ابراہیمؑ نے فرشتوں سے کہا کیا مجھ کو خوشخبری ہے۔ ان فرشتوں نے کہا ہاں ہم آپ کو بحق وراستی خوشخبری دیتے ہیں ناامید نہ ہوں۔ پھر حضرت ابراہیمؑ نے پوچھا اور کس کام کے لیئے آئے ہو؟ فرشتوں نے کہا ایک گنہگار قوم کی طرف بھیجے گئے ہیں اور وُہ حضرت لُوطؑ کی قوم ہے بہ تحقیق کہ وُہ ایک فاسقوں کا گروہ ہے (ہم آئے ہیں) اس لیئے کہ اُن کو عالموں کے پروردگار کے عذاب سے ڈرائیں۔ حضرت ابراہیمؑ نے کہا لُوطؑ ان لوگوں میں موجود ہیں۔ کہا ہم بہتر جانتے ہیں کہ کون اس جگہ ہے۔ یقیناً ان کو اور ان کے سب گھر والوں کو نجات ہو گی سوائے ان کی بیوی کے کہ وُہ عذاب میں باقی رہنے والی ہے۔ جب وُہ فرشتے آلِ لُوطؑ کے پاس آئے۔ حضرت لُوطؑ نے کہا تم ایسے اشخاص ہو کہ ہم تم کو نہیں پہچانتے۔ انہوں نے کہا تمہاری قوم خدا کے عذاب میں شک کرتی تھی۔ ہم حق کے ساتھ تمہارے پاس آئے ہیں تاکہ تمہاری قوم کو عذاب سے ڈرائیں۔ یقیناً ہم لوگ سچّے ہیں۔ اے لُوطؑ جب آئندہ سات روز اور سات راتیں گذر جائیں تو نصف شب کو تم اپنے گھر والوں کو لے کر اس شہر سے نکل جانا۔ تم میں سے کوئی پیچھے مُڑ کے نہ دیکھے ہاں تمہاری زوجہ دیکھے گی اور اس کو وہی عذاب ملے گا جو تمہاری قوم کو ملے گا۔ تم لوگ جہاں مامور ہو نا چلے جانا۔ جب صبح ہو گی قوم کے تمام متنفّس ہلاک کر دیئے جائیں گے۔ جب آٹھویں روز کی صبح آئی خدا نے پھر رسُولوں کو ابراہیمؑ کے پاس بھیجا کہ ان کو اسحٰقؑ کی خوشخبری دیں۔ اور قوم لُوطؑ کے ہلاک ہونے پر ان کو تعزیت دیں اور تسلّی دیں جیسا کہ دوسری جگہ فرمایا ہے کہ ہمارے رسُول ابراہیمؑ کے پاس آئے اور اُن کو سلام کیا اور خوشخبری دی۔ حضرت ابراہیمؑ نے سلام کا جواب دیا اور فوراً ہی بچھڑے کا بھُنا ہوا گوشت لائے

امامؑ نے فرمایا یعنی وہ ذبح کیا ہوا بریاں اور عمدہ پکا ہوا گوشت تھا۔ مگر جب حضرت ابراہیمؑ نے دیکھا کہ اس گوشت کی جانب وہ لوگ ہاتھ نہیں بڑھاتے ہیں حضرتؑ کو خوف ہوا۔ کیونکہ اس زمانہ میں ایک دوسرے کے ساتھ طعام میں شریک ہونا ایک دوسرے کے شر سے بے خوف ہونے کی دلیل تھی۔ اور کھانا نہ کھانا دشمنی کی علامت تھی۔ اُن لوگوں نے کہا کہ خوف نہ کیجئے ہم لوگ ایک قوم کی طرف بھیجے گئے ہیں۔ اور حضرت ابراہیمؑ کی بیوی اسی جگہ کھڑی تھیں، ان کو اسحٰقؑ کی خوشخبری دی اور اسحٰقؑ کے بعد یعقوبؑ کی۔ یہ سُن کر حضرت سارہؑ تعجّب سے ہنسیں اور کہا یا ویلتا۔ کیا فرزند مجھ سے پیدا ہوگا حالانکہ میں پیر زال ہوں اور یہ میرے شوہر بھی ضعیف ہیں۔ یقیناً یہ امر عجیب ہے۔ ان فرشتوں نے کہا کیا تم امرِ خدا میں تعجّب کرتی ہو۔ یقیناً خدا کی رحمت اور اس کی برکتیں تم اہلِ بیتؑ پر لازم ہیں بہ تحقیق کہ وہ حمید و مجید ہے۔ جب حضرت ابراہیمؑ نے اسحٰقؑ کی خوشخبری سُنی اور خوف اُن سے زائل ہوگیا تو اپنے پروردگار سے قومِ لوطؑ کی سفارش میں مناجات شروع کی اور خدا سے سوال کیا کہ بلا کو ان سے دفع کردے۔ خدا نے اُن کو وحی کی کہ ان باتوں سے درگزر کرو کیونکہ تمہارے پروردگار کا حکم آچکا ہے اور آج ہی صبح کو طلوع آفتاب کے بعد ان پر عذاب نازل ہوگا اور یہ حتمی ہے اس کا واپس ہونا ناممکن ہے۔

بسندِ معتبر حضرت امیرالمومنینؑ سے مروی ہے کہ اس اُمّت میں چھ باتیں قومِ لوطؑ کے طریقوں میں سے ہیں۔ کمان[1] سے گولی مارنا، ڈھیلے[2] پھینکنا، بغل[3] کھجانا، ازار[4] روٹے تکبّر زمین پر جامہ گھسیٹنا، اور پیراہن[5] کے اور قبا[6] کے بند کھولے رکھنا۔

دوسری روایت میں ہے کہ ان کے اعمالِ قبیحہ میں سے یہ بھی تھا کہ مجلس میں ایک دوسرے کے رُو برُو ریاح صادر کیا کرتے تھے۔ حضرت لوطؑ نے ان سے کہا کہ اپنی مجلسوں میں ایسے بُرے کام نہ کیا کرو۔

دوسری صحیح حدیث میں امام محمد باقرؑ سے منقول ہے کہ رسولِ خدا صلے اللہ علیہ وآلہ وسلّم نے جبرئیلؑ سے سوال کیا کہ قومِ لوطؑ کی ہلاکت کیونکر ہوئی جبرئیلؑ نے کہا کہ حضرت لوطؑ کی قوم ایک شہر کی رہنے والی تھی جو پاخانہ سے فارغ ہو کر آبدست نہیں لیتی تھی اور نہ غسلِ جنابت کرتی تھی اور اپنے طعام سے بخل کرتی تھی۔ حضرت لوطؑ اُن میں تیس سال رہے۔ وہ اُن میں ایک غیر شخص تھے اُن میں سے نہ تھے۔ نہ ان کا خاندان وہاں تھا نہ کوئی رشتہ دار۔ وہ اُن کو خدا کی طرف بلاتے اور اس پر ایمان لانے اور اپنی متابعت کی ہدایت کرتے اور اعمالِ قبیحہ سے روکتے۔ ان کو خدا کی عبادت کی ترغیب دیتے لیکن ان لوگوں نے آپؑ کی نصیحتوں کو قبول نہ کیا

اور آپ کی اطاعت نہ کی۔ اس لیئے جب خدا نے چاہا کہ ان پر عذاب نازل کرے ان کی طرف چند رسُول (فرشتے) بھیجے تاکہ ان کو ڈرائیں اور حجت تمام کریں۔ ان میں غذا اور سامانِ زندگی کی افراط جب ہو گئی تو فرشتوں کو حکم دیا کہ مومنوں میں سے جو ان کے شہر میں ہوں ان کو شہر سے باہر کر دیں۔ لیکن وہاں ایک گھر کے سوا مسلمانوں کا کوئی گھر نہ تھا ان لوگوں کو شہر سے علیحدہ کر دیا اور حضرت لُوطؑ سے کہا کہ رات اپنے بال بچّوں کو باہر لے جاؤ۔ جب نصف شب گذر ہی حضرت لُوطؑ اپنی دختروں کو لے کر روانہ ہوئے، ان کی زوجہ واپس اپنی قوم کی جانب دوڑی کہ اُن کو حضرت لُوطؑ کے باہر جانے کی اطلاع دے۔ جب صبح ہوئی عرش الٰہی سے مجھ کو آواز آئی کہ اے جبرئیلؑ قومِ لُوطؑ کے بارے میں خدا کا قول لازمی اور اس کا حکم حتمی ہے تو زمین کو ساتویں طبقہ سے کھود و اور آسمان کی طرف لاؤ اور انتظار کرو یہانتک کہ خدائے جبّار کا حکم اس کے اُلٹ دینے کا تم کو پہنچے۔ اور خانہ لُوطؑ کی ایک کھلی ہُوئی نشانی باقی چھوڑ دو تاکہ ہر اُس شخص کے لیئے عبرت ہو جو اُدھر سے گزرے۔ یا رسُولؐ اللہ میں اس ظالم گروہ کی جانب گیا اور اپنے داہنے پر کو اُس شہر کے شرقی جانب مارا اور بائیں کو اس کے مغرب کی جانب مارا اور زمین کو اس کے ساتویں طبقہ سے کھودا سوائے مکانِ آلِ لُوطؑ کے جس کو راہ گیروں کے لیئے ایک علامت چھوڑ دی۔ پھر ان کو اس قدر بلند کیا کہ اہلِ آسمان نے ان کے مُرغ اور کتّوں کی آوازیں سُنیں۔ جب آفتاب طلوع ہُوا عرش سے مجھ کو آواز آئی کہ اے جبرئیلؑ شہر کو اس قوم پر اُلٹ دو۔ میں نے اُلٹ دیا۔ اس طرح کہ نیچے کا حصّہ اُوپر اور اُوپر کا حصّہ نیچے ہو گیا۔ اور اُن پر سجیل یعنی کھرنجوں کی بارش ہُوئی جن میں نشانات تھے یا وہ منقط تھے اور اے محمّد صلے اللہ علیہ وآلہ وسلم یہ عذاب آپ کی اُمّت کے اُن لوگوں کو بھی ہو تو بعید نہیں جو ان کے ایسا عمل کریں۔ جناب رسالتمآبؐ نے فرمایا کہ اے جبرئیلؑ اُن کا شہر کہاں تھا؟ کہا جہاں آج بحیرۂ طبریہ شام کے نواح میں ہے۔ آنحضرتؐ نے پُوچھا کہ جب تم نے شہر کو اُن لوگوں پر اُلٹ دیا تو وُہ شہر اور اُس کے باشندے کہاں گرے؟ کہا یا حضرتؐ مصر تک دریائے شام میں۔ اور دریا میں وُہ ٹیلے بن گئے۔

دُوسری موثق حدیث میں آنحضرتؐ سے منقول ہے کہ جب ابراہیمؑ کے پاس ملائکہ آئے تو کہا ہم اس شہر کے باشندوں کو ہلاک کرنے آئے ہیں۔ جب سارہؑ نے یہ سُنا تو فرشتوں کی کمی اور قومِ لُوطؑ کی زیادتی پر تعجب کیا اور کہا کہ قومِ لُوطؑ کی اس قوت وکثرت کے ساتھ کیا برابری ممکن ہے۔ فرشتوں نے ان کو اسحٰقؑ اور یعقوبؑ کی خوشخبری دی تو وُہ ہاتھوں کو اپنے مُنہ پر مار کر کہنے لگیں کہ ایک بُوڑھی عورت کو کبھی لڑکا پیدا نہیں ہُوا کیونکر مجھ سے

فرزند ہوگا۔ اس وقت سارہؑ کی عمر نوّے[۹۰] سال کی تھی اور حضرت ابراہیمؑ ایک سو بیس[۱۲۰] سال کے تھے۔ پھر حضرت ابراہیمؑ نے قوم لوطؑ کے بارے میں شفاعت کی لیکن مؤثر نہ ہوئی اور جبرئیلؑ اور دوسرے فرشتے حضرت لوطؑ کے پاس آئے۔ جب آپ کی قوم کو معلوم ہُوا کہ لوطؑ کے پاس مہمان آئے ہیں اُن کے مکان کی طرف دوڑے۔ حضرتؑ آئے اور دروازے پر ہاتھ رکھا اور اُن کو قسم دی اور کہا خدا سے ڈرو اور میرے مہمانوں کو رُسوا نہ کرو۔ ان لوگوں نے کہا کیا ہم نے تم کو منع نہیں کیا ہے کہ مہمانوں کو گھر میں نہ بلایا کرو۔ حضرتؑ نے اپنی لڑکیوں کو پیش کیا اور کہا کہ حلال طریقہ پر نکاح میں تم کو دیتا ہوں اگر میرے مہمانوں سے دست بردار ہوجاؤ ان لوگوں نے کہا کہ تمہاری لڑکیوں میں ہمارا کوئی حق نہیں ہے اور تم جانتے ہو کہ ہم کیا چاہتے ہیں حضرت لوطؑ نے کہا کاش ایک مضبوط پناہ کے ساتھ مجھ کو قوت ہوتی۔ جبرئیلؑ نے کہا کاش یہ (حضرت لوطؑ) جانتے کہ کیا قوت ان کے ساتھ ہے۔ پھر حضرت لوطؑ کو اپنے پاس بلایا اور ان لوگوں نے دروازے کو کھولا اور مکان میں داخل ہوگئے۔ جبرئیلؑ نے اپنی انگلی سے ان کی طرف اشارہ کیا وُہ سب اندھے ہوگئے اور دیوار ہاتھ سے پکڑ کر قسم کھائی کہ صبح ہوگی تو ہم آلِ لوطؑ میں سے کسی ایک کو باقی نہیں چھوڑیں گے۔ جبرئیلؑ نے حضرت لوطؑ سے کہا کہ ہم تمہارے پروردگار کے رسُول ہیں۔ حضرت لوطؑ نے کہا جلدی کرو۔ جبرئیلؑ نے کہا ہاں۔ پھر حضرت لوطؑ نے کہا جلدی کرو۔ جبرئیلؑ نے کہا ان کے لیئے صبح کا وعدہ ہے۔ کیا صبح نزدیک نہیں ہے پھر جبرئیلؑ نے کہا تم اپنے فرزندوں کے ساتھ اس شہر سے فلاں موضع تک چلے جاؤ۔ لوطؑ نے کہا میرے خچر ضعیف ہیں۔ کہا سامان بار کرو اور چلے جاؤ۔ جب سحر ہُوئی جبرئیلؑ نیچے آئے اور اپنے پَر کو اس شہر کے نیچے لے جا کر اٹھالیا اور جب خوب بلند کر چلے تو اُن لوگوں پر اُلٹ دیا اور شہر کی دیواروں کو سنگسار کیا اور حضرت لوطؑ کی بیوی نے ایک سخت آواز سُنی اور اسی سے ہلاک ہُوئی [۱]

بسند معتبر حضرت صادقؑ سے منقول ہے کہ جو کسی شخص کے ساتھ لواطہ کرنے پر راضی ہوتا ہے۔ وُہ بقیہ سدوم میں سے ہے۔ میں یہ نہیں کہتا کہ وُہ ان کی اولاد سے ہے لیکن ان کی

---

[۱] مؤلف فرماتے ہیں کہ علماءؒ کے درمیان اس قوم پر اپنی لڑکیوں کو لُوطؑ کے پیش کرنے میں اختلاف ہے کہ کس وجہ سے تھا۔ بعض کہتے ہیں کہ دختروں سے مراد اُن کی عورتیں تھیں اس لیئے کہ ہر پیغمبر اپنی امّت کے لیئے باپ کی طرح ہے اور حضرت لوطؑ کی غرض یہ تھی کہ تمہاری عورتیں لڑکوں سے پاکیزہ اور بہتر ہیں کیوں اُن سے رغبت نہیں کرتے کیونکہ وُہ تمہارے لیئے حلال ہیں۔ بعض کہتے ہیں کہ ان لوگوں نے پہلے حضرتؑ کی لڑکیوں کی خواستگاری کی تھی اور حضرتؑ نے

(بقیہ صفحہ پر)

طینت سے ہے۔ پھر فرمایا کہ قوم لوطؑ کے چار شہر تھے جو اُن پر اُلٹ دیئے گئے۔ سدوم صیدوم۔ لدنا۔ عمیرہ۔

حدیث صحیح میں منقول ہے کہ آنحضرتؐ سے لوگوں نے پُوچھا کہ لُوطؑ کی قوم نے کیونکر جانا کہ لوطؑ کے گھر مہمان ہیں؟ فرمایا کہ ان کی بیوی باہر نکل کر صفیر کرتی تھی۔ اس کی آواز کو سُن کر لوگ جمع ہو جاتے تھے اور صفیر وُہ آواز ہے جو مُنہ سے نکالتے ہیں اور صومک کہتے ہیں۔

بسندِ معتبر حضرت امام محمد باقرؑ سے منقول ہے کہ لوطؑ کی قوم خدا کی مخلوق میں بہترین قوم تھی۔ ابلیس لعین نے ان کو گمراہ کرنے میں بے حد کوشش اور انتہائی جدّوجہد کی۔ اُن کی خوبی اور نیکی یہ تھی کہ جب کسی کام کے لیئے وُہ جاتے تمام مرد ساتھ جاتے اور عورتوں کو تنہا چھوڑ دیتے تھے۔ شیطان نے ان کے ساتھ یہ تدبیر کی کہ جب وُہ لوگ اپنی زراعت، مال و متاع کو جمع و دُرست کر کے واپس آتے تھے وہ ملعون سب کو خراب کر دیتا تھا۔ لوگوں نے آپس میں مشورہ کیا کہ آؤ اس شخص کی تاک میں بیٹھیں جو ہمارے متاع کو خراب کرتا ہے چنانچہ وُہ لوگ تاک میں رہے اور اس کو گرفتار کیا۔ دیکھا ایک لڑکا نہایت حسین و جمیل ہے۔ پُوچھا تو ہی ہے جو ہمارے اموال کو خراب کرتا ہے؟ اس نے کہا ہاں میں ہی تمہاری چیزوں کو خراب کرتا ہوں۔ تو پھر ان کی رائے ہوئی کہ اس کو مار ڈالیں۔ آخر اس کو ایک شخص کے سپرد کیا۔ رات ہوئی تو شیطان نے فریاد شروع کی۔ اس شخص نے پوچھا تجھ کو کیا ہوا؟ کہا رات کے وقت میرا باپ مجھ کو اپنے شکم پر سُلاتا تھا۔ اس نے کہا آ میرے شکم پر سو رہ۔ جب اُس کے شکم پر لیٹا چند ایسی حرکتیں کیں جن سے اُس کو آمادہ کیا اور اس کو سکھلایا تو اس نے اس کے ساتھ لواطہ کیا۔ جس سے لذّت حاصل ہوئی۔ پھر شیطان اس کے پاس سے بھاگ گیا۔ جب صبح ہوئی وُہ مرد قوم کے پاس آیا اور اُن کو جو کچھ رات کو واقع ہُوا تھا اس سے آگاہ کیا۔ یہ فعل ان سب کو پسند آیا۔ وُہ اس فعل قبیح سے پہلے واقف نہ تھے۔ پھر رفتہ رفتہ اس میں وُہ سب مشغول ہُوئے۔ یہانتک کہ مَردوں نے مَردوں کو اس فعل کے لئے کافی سمجھا اور

(بقیہ از صفحہ ۲۷۶) ان کے کفر کی وجہ سے ان کی یہ خواہش منظور نہیں کی لیکن اس وقت مجبوراً راضی ہو گئے اور ان لوگوں نے قبول نہیں کیا۔ اس کی بھی دو وجہیں ہو سکتی ہیں۔ اوّل یہ کہ اس شریعت میں لڑکی کافر کو دینا حلال رہا ہو گا۔ دُوسرے ایمان لانے کی شرط سے حضرت لوطؑ نے یہ تکلیف دی ہو گی۔ اور بیان کیا گیا ہے کہ ان میں دو شخص اُن کے سردار تھے جن کے سب مطیع تھے حضرت لوطؑ نے چاہا کہ اپنی بیٹیاں اُن دونوں شخصوں کو دیں شاید قوم اُن کی ذرّیت سے ہاتھ اٹھالے۔ اور یہ دونوں وجہیں سابقہ حدیثوں میں گذر چکیں۔ ۱۲

راہ پر تاک میں بیٹھے رہتے جس شخص کا ان کے شہر کی طرف گزر ہوتا اس کو پکڑ کر اس کے ساتھ یہ فعل کرتے یہاں تک کہ لوگوں نے اُن کے شہر کا راستہ چھوڑ دیا۔ ان لوگوں نے عورتوں کو ترک کیا اور لڑکوں کے ساتھ مشغول ہوئے۔ جب شیطان لعین نے دیکھا کہ مردوں میں اس کا عمل مستحکم ہو گیا تو ایک عورت کی شکل اختیار کر کے عورتوں کے پاس آیا اور کہا تمہارے مرد آپس میں ایک دوسرے سے مشغول ہیں تم بھی آپس میں ایک دوسرے سے مساحقہ کرو۔ عورتیں بھی آپس میں مشغول ہوئیں ہر چند حضرت لوطؑ اُن کو نصیحت کرتے تھے کچھ فائدہ نہ ہوتا تھا یہاں تک کہ خدا کی حجت اُن پر تمام ہوئی تو خدا نے جبرئیلؑ و میکائیلؑ اور اسرافیلؑ کو سادہ رُو لڑکوں کی صورت میں بھیجا جو قبائیں پہنے ہوئے اور عمامے سر پر رکھے ہوئے تھے وہ حضرت لوطؑ کے پاس آئے جبکہ وہ اپنے کھیت میں مشغول تھے حضرت لوطؑ نے پوچھا تم لوگ کہاں جاتے ہو میں نے تم سے بہتر کبھی کسی کو نہیں دیکھا ہے۔ کہا ہمارے مالک نے ہم کو اس شہر کے مالک کے پاس بھیجا ہے۔ حضرت لوطؑ نے کہا شاید تمہارے آقا کو اس شہر کے لوگوں کی خبر نہیں ملی ہے کہ کیا کرتے ہیں۔ خدا کی قسم مردوں کو پکڑتے ہیں اور اس کے ساتھ اس قدر فعل قبیح کرتے ہیں کہ خون نکلنے لگتا ہے۔ انہوں نے کہا ہمارے آقا نے ہم کو حکم دیا ہے کہ اس شہر کے درمیان سے راہ چلیں۔ حضرت لوطؑ نے کہا میں چاہتا ہوں انتظار کرو تاکہ اندھیرا ہو جائے۔ یہ سُن کر لوطؑ کے پاس وہ لوگ بیٹھ گئے تو حضرت لوطؑ نے اپنی دختر کو ان کے لیے کھانا اور ایک ظرف میں پانی لانے کو بھیجا اور ایک چادر منگائی جس کو سردی میں اوڑھیں۔ لڑکی روانہ ہوئی تھی کہ پانی برسنا شروع ہوا اور میدان بھر گیا۔ حضرت لوطؑ کو خوف ہوا کہ سیلاب سے غرق نہ ہو جائیں، کہا اٹھو چلیں۔ غرض لوطؑ دیوار سے لگے ہوئے جاتے اور وہ وسطِ راہ سے چلتے تھے۔ آنحضرتؑ اُن سے فرماتے تھے کہ اے میرے بچّو! کنارے سے چلو۔ وہ کہتے تھے کہ ہمارے مالک کا حکم ہے کہ درمیان سے راستہ چلیں۔ جس قدر تاریکی بڑھتی تھی حضرت لوطؑ غنیمت سمجھتے تھے تاکہ ان لوگوں کو ان کی قوم نہ دیکھے۔ اس وقت شیطان گیا اور زنِ لوطؑ کی گود سے لے کر ایک لڑکے کو کنوئیں میں ڈال دیا اس سبب سے قوم کے تمام لوگ حضرت لوطؑ کے دروازے پر جمع ہو گئے۔ اور جب اُن لڑکوں کو حضرت لوطؑ کے مکان میں دیکھا، کہا اے لوطؑ تم بھی ہمارے عمل میں داخل ہو گئے؟ فرمایا یہ تو ہمارے مہمان ہیں مجھ کو ذلیل و رُسوا نہ کرو۔ وہ کہنے لگے کہ یہ تین نفر ہیں۔ ایک کو تم خود رکھو اور دو ہمارے سپرد کرو۔ حضرت لوطؑ نے ان تینوں کو ایک حجرہ میں داخل کر دیا اور کہا کاش میرے بھی اہلِ خاندان اور رشتہ دار ہوتے تو تمہارے شر سے میری حفاظت کرتے۔ ان لوگوں نے زیادتی کی اور دروازے کو توڑ ڈالا۔ جبرئیلؑ نے حضرت لوطؑ سے کہا کہ ہم تمہارے پروردگار کے فرستادہ ہیں یہ لوگ تم کو کچھ نقصان نہیں پہنچا سکتے۔ پھر جبرئیلؑ نے ایک مٹھی خاک لے کر ان کی طرف پھینکی اور کہا شاهت الوجوه یعنی ان کے چہرے خراب ہو جائیں۔"

اسی وقت تمام اہل شہر اندھے ہو گئے۔ حضرت لُوطؑ نے اُن سے پُوچھا کہ اے خدا کے قاصدو اُن کے بارے میں خدا نے تم کو کیا حکم دیا ہے؟ انہوں نے کہا ہم کو حکم ہُوا ہے کہ صبح ہوتے ہوتے ان لوگوں کو عذاب میں گرفتار کریں۔ کہا میری خواہش ہے کہ اسی وقت ان کو عذاب میں گرفتار کر لو۔ ان فرشتوں نے کہا اِن کی مُوت صبح کے وقت ہے۔ کیا صبح نزدیک نہیں ہے۔ آپ جس شخص کو کہیں ہم اُسے گرفتار کر لیں۔ پھر تم اپنی لڑکیوں کو لے کر چلے جاؤ اور اپنی زوجہ کو چھوڑ دو۔ حضرتؑ نے فرمایا کہ خدا لوطؑ پر رحمت نازل کرے اگر وُہ جانتے کہ حجرہ میں ان کے ساتھ کون ہے تو یقیناً وہ سمجھتے کہ ان کی مدد کی گئی ہے جس وقت انہوں نے کہا کہ کاش تمہارے مقابلہ کی مجھ کو قوت ہوتی یا میں رُکن شدید کی طرف پناہ لیتا۔ تو جبرئیلؑ سے زیادہ کون رُکن شدید ہو سکتا ہے جو ان کے ساتھ حجرہ میں تھے۔ پھر خدا نے فرمایا کہ یہ عذاب تمہاری اُمّت کے اُن ظالموں سے دُور نہیں ہے جو قومِ لوطؑ کے فعل کو قبول کریں۔ (بسند معتبر حضرت صادق علیہ السلام سے منقول ہے کہ) جناب رسُولِ خدا صلے اللہ علیہ وآلہ وسلم نے فرمایا کہ جب قوم لوطؑ نے وُہ فعل قبیح کرنا شروع کیا تو زمین نے اپنے پروردگار سے فریاد کی اس کی فریاد آسمان تک پہنچی آسمان نے گریہ کیا اس کی فریاد عرش تک پہنچی تو خدا نے آسمان کو وحی کی کہ ان پر پتھر کی بارش کرے اور زمین کو وحی کی کہ ان ظالموں کو نیچے دبا لے۔

دُوسری معتبر حدیث میں فرمایا کہ حق تعالیٰ نے چار فرشتوں کو قوم لُوطؑ کے ہلاک کرنے کو بھیجا۔ جبرئیلؑ و میکائیلؑ اور اسرافیلؑ و کروبیلؑ یہ فرشتے حضرت ابراہیمؑ کے پاس عمامہ باندھے ہُوئے پہنچے اور سلام کیا۔ آپ نے ان کو نہیں پہچانا لیکن ان کی صُورت پاکیزہ دیکھ کر کہا میں خود ان کی خدمت کروں گا اور وُہ بڑے مہمان دوست تھے اُنہوں نے ان کے لیئے ایک فربہ بچھڑا بریاں کیا۔ جب وُہ خوب پک گیا تو ان کے سامنے لائے۔ ان فرشتوں نے اس طعام کی طرف توجہ نہ کی۔ تو حضرت ابراہیمؑ خوفزدہ ہُوئے یہ دیکھ کر جبرئیلؑ نے عمامہ سر سے اُتار دیا۔ تب حضرتؑ نے ان کو پہچانا اور کہا تم جبرئیلؑ ہو؟ کہا ہاں۔ اِتنے میں جناب سارہؑ بھی آگئیں اس وقت جبرئیلؑ نے ان دونوں کو اسحٰقؑ و یعقوبؑ کی خوشخبری دی۔ پھر حضرت ابراہیمؑ نے پوچھا کہ کس لیئے آئے ہو؟ کہا قومِ لوطؑ کے ہلاک کرنے کو۔ کہا اگر ان میں سو مومنین ہوں تب بھی ان کو ہلاک کر دو گے؟ کہا نہیں۔ پُوچھا اگر پچاس مومنین ہوں؟ کہا نہیں۔ پُوچھا کہ اگر تیس افراد ہوں؟ کہا نہیں۔ پھر پُوچھا اگر بیس افراد ہوں؟ کہا نہیں۔ پُوچھا کہ اگر صرف پانچ ہی ہوں؟ کہا نہیں۔ دریافت کیا فقط ایک مومن ہو؟ کہا نہیں۔ اس وقت حضرتؑ نے فرمایا کہ وہاں لُوطؑ ہیں۔ تو جبرئیلؑ نے کہا ہاں ہم بہتر جانتے ہیں کہ وُہ وہاں ہیں۔ اُن کو اور اُن کے عیال کو کوئی گزند نہ پہنچے گا سوائے ان کی زوجہ کے۔ پھر وہاں سے وُہ فرشتے حضرت لوطؑ کے پاس گئے۔ وُہ شہر کے قریب اپنے کھیت کی درستی میں مشغول تھے۔ فرشتوں نے ان کو سلام کیا۔ وُہ اپنے سروں پر عمامے رکھے

ہوئے تھے۔ حضرت لوط علیہ السلام نے ان کی پاکیزہ صورت مشاہدہ کی اور دیکھا کہ سفید لباس پہنے ہوئے ہیں اور سفید عمامے باندھے ہوئے ہیں۔ حضرتؑ نے ان کو اپنے مکان چلنے کی تکلیف دی انہوں نے قبول کیا۔ حضرت لوطؑ آگے چلے اور وہ ان کے عقب میں روانہ ہوئے لیکن حضرت لوطؑ ان کو اپنے مکان لے جانے پر دل میں پشیمان ہو رہے تھے کہ میں ان کو اپنی قوم کے درمیان لیئے جاتا ہوں میں نے اُن کے حق میں بُرا کیا کیونکہ میں اپنی قوم سے واقف ہوں۔ پھر ان کی طرف متوجہ ہوئے اور کہا کہ تم اُس گروہ کی طرف چلتے ہو جو بدترین خلق خدا ہیں۔ فرشتوں سے حق تعالیٰ نے فرمایا تھا کہ جب تک لوطؑ تین مرتبہ اپنی قوم کی بدی پر گواہی نہ دے دیں ان لوگوں پر عذاب نہ کرنا۔ جبرئیلؑ نے حضرت لوطؑ کا کلام سُن کر کہا یہ پہلی شہادت ہے۔ پھر تھوڑی دیر کے بعد چلتے چلتے حضرت لوطؑ نے ان فرشتوں سے متوجہ ہو کر کہا کہ تم بدترین مخلوق الٰہی کے نزدیک چل رہے ہو۔ جبرئیلؑ نے کہا یہ دُوسری شہادت ہے جب یہ لوگ شہر کے دروازے پر پہنچے پھر حضرت لوطؑ نے یہی بات فرمائی۔ جبرئیلؑ نے کہا یہ تیسری گواہی ہے۔ آخر وُہ حضرت لوطؑ کے گھر میں داخل ہُوئے۔ لوطؑ کی بیوی نے ان کی حسین صورتیں مشاہدہ کیں اور بام پر جا کر تالی بجائی۔ قوم نے اس کی آواز نہ سُنی تو اس نے بالاخانہ پر دھواں کیا۔ لوگوں نے دیکھا تو حضرت لوطؑ کے مکان کی طرف دوڑے۔ اُن کی بیوی اُن ظالموں کے پاس آئی اور کہا کہ کچھ لوگ لوطؑ کے پاس آئے ہیں جن سے زیادہ حسین و جمیل میں نے کبھی نہیں دیکھے۔ ان لوگوں نے مکان میں داخل ہونا چاہا تو حضرت لوطؑ مانع ہوئے اور پھر اُن کے درمیان جو واقع ہوا اس کا ذکر مکرر ہو چکا ہے۔ غرضیکہ وہ لوگ لوطؑ پر غالب ہُوئے اور مکان میں داخل ہو گئے۔ جبرئیلؑ نے کہا اے لوطؑ چھوڑ دو اور ان کو آنے دو اپنی انگلی سے ان کی طرف اشارہ کیا تو وُہ سب کے سب اندھے ہو گئے۔

بسند معتبر حضرت رسُولؐ سے منقول ہے کہ مجلس میں ایک دُوسرے پر ڈھیلے پھینکنا قومِ لوطؑ کے افعال میں سے ہے۔ بعضوں نے نقل کیا ہے کہ وُہ لوگ سرِ راہ بیٹھتے تھے اور جو گزرتا تھا اس پر ڈھیلے پھینکتے تھے۔ جس کا پتھر لگ جاتا تھا وہی اس پر متصرف ہوتا تھا اور اس کے ساتھ فعلِ قبیح کرتا۔

حضرت امام رضا علیہ السّلام سے منقول ہے کہ ان کے اعمالِ قبیحہ میں سے ایک یہ بھی تھا کہ مجلس میں ریاح بلند آواز سے صادر کرتے اور شرم نہیں کرتے تھے۔ اور بعضوں نے نقل کیا ہے کہ ایک دُوسرے کے رُوبرو اغلام کرتے اور پرواہ نہیں کرتے تھے۔

حضرت لُوط علیہ السّلام کی بیوی کے نام میں اختلاف ہے۔ اہلہ و والغہ دوالہہ تینوں نام لکھے ہیں۔

بابِ نہم۔ ذُوالقرنین کے حالات

قطب راوندی نے ذکر کیا ہے کہ انکا نام عیاش تھا۔ اور وہ نوحؑ کے بعد پہلے بادشاہ ہوئے جن کی سلطنت میں مشرق و مغرب کے تمام ممالک شامل تھے واضح ہو کہ اہلِ تفسیر اور ارباب تاریخ میں اختلاف ہے کہ آیا ذوالقرنین، اسکندر رومی تھے یا اس کے علاوہ، معتبر حدیثوں سے ظاہر ہوتا ہے کہ ذوالقرنین اس کے علاوہ تھے، پھر اس میں بھی اختلاف ہے کہ آیا وہ پیغمبر تھے یا نہیں حق یہ ہے کہ وہ پیغمبر نہ تھے لیکن خدا کے ایک شائستہ بندہ تھے جو خدا کی جانب سے تائید یافتہ تھے پھر یہ بھی اختلاف ہے کہ ان کو ذوالقرنین کیوں کہتے ہیں۔ اس کی چند وجہیں ہیں اوّل یہ کہ ایک ضربت ان کے قرن ایمن یعنی سر کی داہنی طرف لوگوں نے ماری اور وہ مر گئے پھر خدا نے ان کو مبعوث کیا پھر دوسری ضربت قرن ایسر پر یعنی جانب چپ اُن کے سر پہ لوگوں نے ماری وُہ پھر مر گئے پھر خدا نے ان کو مبعوث کیا۔ دوّم یہ کہ دو قرن وُہ زندہ رہے اور ان کے زمانہ میں لوگوں کا دو قرن گذرا۔ سوّم یہ کہ ان کے سر پہ دو سینگ تھے۔ یا دو بلندیاں سینگ کے مشابہ تھیں۔ چہارم یہ کہ ان کے تاج میں دو شاخیں تھیں۔ پنجم یہ کہ سر کے دونوں جانب کے حصّے قوی تھے۔ ششم یہ کہ دُنیا کے دو قرن یعنی عالم کے دونوں سرے تک وُہ اپنے قبضہ میں لائے اور مالک ہُوئے۔ ہفتم یہ کہ ان کے سر کے دونوں جانب دو گیسو تھے ہشتم یہ کہ نور و ظلمت کو خدا نے ان کا مسخر کیا تھا۔ نہم یہ کہ خواب میں انہوں نے دیکھا کہ آسمان پر گئے ہیں۔ اور آفتاب کے دو قرن یعنی اس کے دونوں طرف پلٹے ہیں۔ دسویں یہ کہ قرن بمعنی قوت یعنی وہ قوی اور شجاع تھے اور اقتدار عظیم کے مالک ہُوئے اور حق تعالیٰ نے قرآن میں ان کا ذکر فرمایا ہے (آیت ۸۴ تا ۹۸ سورۂ کہف پ۱۶) کہ بہ تحقیق کہ ہم نے اس کو زمین میں متمکن کیا اور ہر چیز کا سبب یعنی علمی وسیلہ اور ایک آلہ اور قوت کہ جس کے ذریعہ پہنچ سکتے ہیں عطا کیا پس اس نے پیروی کی ایک سبب کی جس سے محل غروب آفتاب تک پہنچا اور اس کو پایا جبکہ وہ چشمۂ لجن آلود یا گرم میں غروب ہو رہا تھا اور اس کے قریب ایک قوم کو پایا۔ ہم نے کہا۔ اے ذوالقرنین یا قتل کا عذاب کرو گے، اس پر جو کفر سے باز نہیں آتا ہے یا ان کے درمیان نیکی سے پیش آؤ گے اس نے کہا جو شخص کہ ظلم کرتا ہے اور شرک میں مبتلا ہوتا ہے اس کو معذب کروں گا۔ پھر اپنے پروردگار کی طرف وُہ واپس ہوگا اور وُہ اس پہ عذاب کرے گا ایک منکر اور سخت عذاب، اور جو کہ ایمان لائے گا۔

اور اعمال نیک کرے گا۔ تو اُس کے لیئے بہتر بدلہ ہے اور جلد ہم اس سے اپنے کاموں میں سے آسان کام کرنے کو کہیں گے۔ پھر اس نے ایک دُوسرے سبب کی پیروی کی تو آفتاب طلوع ہونے کی جگہ پہنچا اور اس کو ایک گروہ کے سر پر طلوع کرتے ہُوئے دیکھا جن کے لیئے ہم نے آفتاب سے بچنے کے لئے کوئی آڑ نہیں بنایا تھا۔ کہ اس میں وُہ پوشیدہ ہوتے۔ حدیث معتبر میں امام محمد باقرؑ سے منقول ہے کہ وہ لوگ مکان بنانا نہیں جانتے تھے اور بعض نے کہا ہے کہ برہنہ رہتے تھے اور لباس نہیں پہنتے تھے جیسا کہ آئندہ ذکر کیا جائے گا۔ پھر خدا نے فرمایا کہ ذوالقرنین کا معاملہ ایسا ہی تھا اور یقیناً ہمارا علم احاطہ کیئے ہوئے تھا۔ جو کچھ ذوالقرنین کے پاس سامان واسباب ولشکر وغیرہ تھا پھر اس نے ایک سبب کی پیروی کی اور ایک راستہ اختیار کیا یہاں تک کہ وہ دو سد کے درمیان پہنچے۔ جس کے متعلق لوگ کہتے ہیں کہ وہ سد آرمینہ اور آذربائیجان کے پہاڑ تھے یا وہ پہاڑ ہے جو شمال کے آخر میں ترکستان کا آخری حصّہ ہے۔ ذوالقرنین نے اس جگہ ایک گروہ دیکھا جو ان کی گفتگو نہیں سمجھ سکتے تھے۔ اس لیئے کہ اُن کی زبان غریب تھی اور وہ لوگ عقلمند نہ تھے۔ ان لوگوں نے کہا اے ذوالقرنین یاجُوج و ماجُوج ہمارے شہروں میں قتل و غارت کرتے اور زراعتوں کو خراب کرتے ہیں اور فساد پھیلاتے ہیں بعضوں نے کہا ہے کہ بہار کے زمانہ میں آتے اور جو کچھ سبز و خشک چیزیں ہوتیں لے کر چلے جاتے تھے بعضوں نے کہا ہے آدمیوں کو کھا جاتے تھے۔ ان لوگوں نے کہا کہ اے ذوالقرنین کیا ہم تمہارے لئے کچھ خرچ اور اُجرت قرار دیں اس لئے کہ ہمارے اور ان کے درمیان ایک ایسی دیوار بنا دو کہ وہ ہماری طرف نہ آسکیں ذوالقرنین نے کہا جو کچھ کہ خدا نے میرے لئے عطا فرمایا ہے مال اور بادشاہی سے بہتر ہے اور اس خرچ سے جو تم مجھے دوگے اور مجھ کو اس کی ضرورت نہیں ہے لیکن قوت میں میری اعانت کرو تاکہ تمہارے اور ان کے درمیان ایک بڑی دیوار تیار کروں۔ میرے لیئے لوہے کے ٹکڑے جمع کرو۔ اُن لوگوں نے لوہے کے ٹکڑے دو پہاڑوں کے درمیان جمع کیئے یہاں تک کہ ایک پہاڑ کے برابر انبار ہوگیا۔ ذوالقرنین نے کہا کہ اس میں آگ لگا کر دھونکو تاکہ پھونکتے پھونکتے آگ کی طرح لال ہو جائیں۔ پھر کہا تانبا پگھلا کر لاؤ تاکہ ان لوہوں پر پھیلائیں (غرضکہ دیوار تیار ہوئی) اور پھر یاجُوج و ماجُوج نہ اس دیوار کو پھاند سکے اور نہ دیوار میں سُوراخ کرسکے۔ ذوالقرنین نے کہا یہ خدا کی رحمت ہے اور جب میرے پروردگار کا وعدہ پورا ہوگا کہ قیامت کے قریب وہ باہر آئیں تو وہ اس دیوار کو زمین کے برابر کردے گا۔ اور میرے پروردگار کا وعدہ حق ہے۔ یہ ہے آیات کا ترجمہ مفسّرین کے قول کے مطابق۔

شیخ محمد بن مسعود عیاشی نے اپنی تفسیر میں اصبغ بن نباتہ سے روایت کی ہے کہ حضرت امیرالمومنینؑ سے لوگوں نے ذوالقرنین کا حال دریافت کیا۔ حضرت نے فرمایا کہ وہ خدا کے شائستہ بندہ تھے۔ ان کا نام عیاش تھا۔ خدا نے ان کو اخذ کیا اور مغرب کے اطراف میں طوفانِ نوحؑ کے بعد قرون گذشتہ میں مبعوث فرمایا۔ لوگوں نے ان کے سر کے داہنی جانب ضربت لگائی۔ جس کے صدمہ سے وہ شہید ہوگئے پھر سو سال کے بعد خدا نے ان کو دوسرے قرن میں مبعوث کیا۔ جو مشرق کے اطراف میں تھے پھر لوگوں نے ان کے سر کے بائیں جانب وار کیا جس سے وہ شہید ہوگئے پھر سو سال کے بعد خدا نے ان کو زندہ کیا اور ان دونوں ضربتوں کی جگہ دو شاخیں عطا فرمائیں جن کے درمیان خلا تھا۔ اور ان کے دونوں شاخوں کے بیچ میں خدا نے بادشاہی عزت اور پیغمبری کا معجزہ قرار دیا۔ پھر ان کو آسمانِ اوّل پر لے گیا۔ اور حجابات اٹھا دیئے تو مشرق و مغرب کے درمیان مثل پہاڑ اور صحرا اور راستے اور جو کچھ زمین میں تھا ذوالقرنین نے دیکھا اور خدا نے ان کو ہر چیز کا علم عطا فرمایا جس سے وہ حق و باطل کو پہچانتے تھے اور ان کو اُن کی شاخوں میں آسمان کے ایک قطعہ ابر کے ساتھ تقویت دی جس میں تاریکیاں اور رعد اور بجلی تھی اور پھر اُن کو زمین میں بھیجا اور ان کو وحی کی کہ اطرافِ مشرق و مغرب کی زمین میں سیر کرو کیونکہ میں نے تمہارے لئے شہروں کا طے کرنا آسان کیا اور لوگوں کو تمہارا مطیع کیا اور تمہارا خوف اُن کے دلوں میں پیدا کر دیا۔ ذوالقرنین ناحیہ مغرب کی طرف روانہ ہوئے اور وہ جس شہر میں گذرتے تھے صدا دیتے تھے مثل صدائے شیر غضبناک کے اور ان کی دونوں شاخوں سے تاریکی، رعد، برق اور صاعقۂ چند ظاہر ہوتی تھیں جو اُن کی مخالفت کرتا اور دشمنی پر آمادہ ہوتا وہ اس کو ہلاک کر تی تھیں ایک ہی دن میں جبکہ آفتاب مغرب تک نہیں پہنچا تھا۔ کہ اہل مشرق و مغرب سب کے سب اُن کے منقاد و مطیع ہوگئے جیسا کہ حق تعالیٰ نے فرمایا ہے۔ اِنَّا مَكَّنَّا لَهٗ فِي الْاَرْضِ وَاٰتَيْنٰهُ مِنْ كُلِّ شَيْءٍ سَبَبًا۔ پھر جب مغرب میں آفتاب پہنچا ذوالقرنین نے دیکھا کہ وہ ایک گرم چشمہ میں غروب ہو رہا ہے اور ستر ہزار فرشتے آفتاب کو آہنی زنجیروں اور قلابوں سے دریا کی تہہ سے داہنی زمین کی جانب کھینچتے ہیں جس طرح کشتی پانی پر کھینچی جاتی ہے۔ وہ آفتاب کے ساتھ گئے اس مقام تک جہاں سے آفتاب طالع ہوا۔ اور مشرق کے سامنے کے لوگوں پر چمکنے لگا جیسا کہ حق تعالیٰ نے وصف کیا ہے امیرالمومنین علیہ السلام نے فرمایا کہ اس جگہ وہ ایک گروہ پر وارد ہوئے جن کو آفتاب نے جلا دیا تھا اور ان کے جسموں اور رنگوں کو تبدیل کر دیا تھا پھر اس جگہ سے تاریکی اور ظلمت میں گئے یہاں تک کہ دو سد کے درمیان میں پہنچے جیسا کہ قرآن مجید میں ذکر کیا گیا ہے۔ وہاں کے باشندوں نے

کہا اے ذوالقرنین یقیناً یاجوج و ماجوج ان دونوں پہاڑوں کے پیچھے ہیں وہ زمین میں فساد
کرتے ہیں جب ہماری کھیتی اور پھلوں کی تیاری کا وقت آتا ہے ان دونوں دیواروں سے باہر
آجاتے ہیں اور غلے اور میوے کچھ نہیں چھوڑتے سب کھا جاتے ہیں۔ آیا ہم لوگ تمہارے لیے کچھ
خراج مقرر کر دیں جسے ہر سال دیتے رہیں گے ہمارے اور ان کے درمیان ایک دیوار بنا دو۔ انہوں
نے کہا مجھ کو تمہارے خراج کی حاجت نہیں ہے، اپنے ہاتھ پیروں سے میری مدد کرو۔ لوہے
کی سلیں جمع کرو۔ ان لوگوں نے ایک پہاڑ کھودا اور اس میں سے لوہے کے ٹکڑے اینٹ کی
مانند الگ کیے اور ایک دوسرے پر اُن دونوں پہاڑوں کے درمیان چنے ذوالقرنین پہلے
شخص تھے جنہوں نے زمین پر دیوار تعمیر کی۔ پھر لکڑیاں جمع کیں اور ان لوہے کے ٹکڑوں پر پھیلا
کر آگ لگا دی اور چھوڑ دیا پھر دھونکنا شروع کیا جب وہ لوہے پگھل کر پانی ہو گئے تو
ذوالقرنین نے کہا سُرخ تانبا لاؤ تو لوگوں نے تانبے کا پہاڑ کھود کر تانبا نکالا اور اس لوہے پر
پھیلا دیا جو اس کے ساتھ پانی کی طرح پگھل کر باہم مخلوط ہو گیا اور دیوار تیار ہو گئی جس پر نہ تو
یاجوج و ماجوج چڑھ سکتے ہیں اور نہ اس میں سوراخ کر سکتے ہیں۔ ذوالقرنین خدا کے نیک بندے تھے
خدا کے نزدیک ان کی عزّت و منزلت بہت تھی وہ خدا کو دوست رکھتے تھے اور سچّائی کے ساتھ
اس کی عبادت کرتے تھے۔ حق تعالیٰ نے ان کی مدد کی ان کے لیے شہروں میں ذرائع پیدا کیے اور ان
میں ان کو متمکن فرمایا تھا یہاں تک کہ مشرق و مغرب کے درمیان تمام ملکوں کے مالک ہوئے
ایک فرشتہ ذوالقرنین کا دوست تھا جس کا نام رقائیل تھا وُہ ان کے پاس آتا جاتا تھا۔ ان سے
گفتگو کرتا اور آپس میں ایک دُوسرے سے اپنے راز کہتے تھے ایک روز باہم بیٹھے تھے ذوالقرنین
نے اس سے کہا اہلِ آسمان کی عبادت کیسی ہے اور اہلِ زمین کی عبادت سے کیا مناسبت
رکھتی ہے رقائیل نے کہا اے ذوالقرنین اہلِ زمین کی عبادت کی کیا حقیقت ہے آسمانوں
میں ایک قدم کی جگہ نہیں ہے مگر یہ کہ اس پر ایک فرشتہ ہے جو استادہ ہے اور کبھی نہیں
بیٹھتا یا کوئی فرشتہ رکوع میں ہے اور کبھی سجدہ میں نہیں جاتا یا سجدے میں ہے جو
ہرگز سر نہیں اٹھاتا یہ سُن کر ذوالقرنین بہت روئے اور کہا کہ اے رقائیل میں چاہتا ہوں
کہ دُنیا میں اس قدر زندہ رہوں کہ اپنے پروردگار کی عبادت انتہا تک پہنچا دوں اور اس کی
عبادت کا جو حق ہے بجا لاؤں۔ رقائیل نے کہا اے ذوالقرنین زمین میں خدا کا ایک چشمہ ہے
جس کو عین الحیوٰۃ کہتے ہیں اور حق تعالےٰ نے اپنے اوپر لازم قرار دے لیا ہے کہ جو شخص
اس چشمہ کا پانی پئے گا ہرگز اس کے لیے موت نہ بھیجے گا جب تک وہ خود اس سے موت کا
سوال نہ کرے اگر اس چشمہ تک تم پہنچ جاؤ اور اس کا پانی پی لو تو جس قدر چاہو زندہ رہ سکتے ہو۔

ذوالقرنین نے پوچھا وہ چشمہ کہاں ہے رقائیل نے کہا کہ میں نہیں جانتا لیکن آسمان میں سُنا ہے کہ خدا
نے زمین میں ایک ظلمت پیدا کی ہے۔ جس کو انس وجن میں سے کسی نے طے نہیں کی پوچھا وہ ظلمت کہاں
ہے فرشتہ نے کہا میں نہیں جانتا اور آسمان پر چلا گیا۔ ذوالقرنین بہت غمگین اور محزون ہوئے اس لئے
کہ رقائیل نے چشمہ اور ظلمت کی خبر تو دی لیکن اس علم سے آگاہ نہ کیا جس کے ذریعہ سے وہ چشمہ سے
منتفع ہو سکتے پس ذوالقرنین نے اپنے ملک کے علماء اور فقہاء کو جمع کیا جو آسمانی کتابوں کو پڑھے ہوئے
اور آثار پیغمبری کو دیکھے ہوئے تھے اُن سے کہا کیا تم لوگوں نے اگلے بادشاہوں کی کتابوں میں
پڑھا ہے کہ خدا نے زمین میں ایک چشمہ خلق کیا ہے جس کو چشمۂ زندگانی کہتے ہیں۔ اور اس نے
قسم کھائی ہے کہ جو شخص اس چشمہ کا پانی پیئے گا جب تک خود موت کا طالب نہ ہوگا نہ مریگا۔ ان
لوگوں نے کہا اے بادشاہ ہم کو علم نہیں پوچھا کیا خدا کی کتابوں میں تم نے پڑھا ہے کہ خدا نے
زمین میں کہیں ظلمت پیدا کی ہے جس کو انس اور جن نے عبور نہیں کیا ہے ان لوگوں نے کہا
نہیں پھر تو ذوالقرنین بہت رنجیدہ اور مغموم ہوئے۔ اس لیئے کہ جو خبر چشمہ و ظلمت کی وہ معلوم کرنا
چاہتے تھے وہ نہیں دریافت ہو سکی ان علماء کے درمیان پیغمبروں کے وصیّوں میں سے کسی کا
ایک فرزند بھی موجود تھا۔ جب ذوالقرنین مایوس ہوئے تو اس لڑکے نے کہا اے بادشاہ آپ
اس جماعت سے اُس امر کا سوال کرتے ہیں جس کا علم ان کو نہیں ہے بلکہ وہ علم جو آپ چاہتے
ہیں میرے پاس ہے یہ سُن کر ذوالقرنین اس قدر خوش ہوئے کہ اپنے تخت سے اچھل پڑے اور
اور اس لڑکے کو اپنے پاس بُلایا اور کہا مجھ کو آگاہ کرو جو تم جانتے ہو اس نے کہا ہاں اے بادشاہ
میں نے آدمؑ کی کتاب میں دیکھا ہے جو اس روز لکھی گئی جس روز کہ درخت چشمہ وغیرہ زمین کی تمام
چیزوں کے نام رکھے گئے۔ اس میں لکھا ہے ایک چشمہ ہے جس کو عین الحیوٰۃ کہتے ہیں جس
کا تعلق خدا کے حتمی ارادہ سے ہے وہ یہ کہ جو شخص اس کا پانی پیئے گا اس وقت تک نہ مرے
گا جب تک کہ خدا سے موت کا طالب نہ ہو اور وہ چشمہ تاریکی میں ہے جس میں انس وجن میں
سے کوئی نہیں گیا ہے ذوالقرنین یہ سُن کر بہت مسرور ہوئے اور کہا صاحبزادے اور قریب آؤ
کیا تم جانتے ہو کہ وہ ظلمت کہاں ہے اس نے کہا آدمؑ کی ایک کتاب میں میں نے دیکھا ہے۔ کہ
وہ چشمہ مشرق کی جانب ہے یہ سُن کر ذوالقرنین بہت خوش ہوئے اور اپنے سلطنت کے لوگوں
کے پاس حکم بھیجا اور فقہاء و علماء اور حکماء کو طلب کیا۔ یہاں تک کہ ہزار حکیم و فقیہہ اور عالم
جمع ہو گئے۔ ذوالقرنین کافی سامان و اسباب کے ساتھ سب کو لے کر چلنے پر آمادہ
ہوئے اور آفتاب کے طالع ہونے کی طرف رُخ کر کے روانہ ہو گئے دریاؤں کو طے کرتے
شہروں اور پہاڑوں سے گذرتے اور بیابانوں کو قطع کرتے بارہ سال تک مراحل اور منازل

چشمہ آب حیات کی تلاش

طے کرتے ہوئے پہلی ظلمت تک پہنچے ایسی ظلمت اور تاریکی جو رات کی تاریکی اور دھوئیں کے اندھیرے سے بالاتر تھی وہ افق کے دونوں کناروں کو گھیرے ہوئے تھی ذوالقرنین اس ظلمت کے کنارے اُترے اور اپنے لشکر سے اہل فضل و کمال اور فقہا و عقلا کو طلب کیا۔ اور کہا میں چاہتا ہوں کہ اس ظلمات کو طے کروں یہ سن کر سب نے از روئے تعظیم ان کو سجدہ کیا اور کہا اے بادشاہ آپ وہ بات چاہتے ہیں جو کسی نے نہیں چاہا۔ اور اس راہ سے چلتے ہیں جس سے کوئی نہیں گیا۔ نہ خدا کے پیغمبروں اور رسولوں میں سے اور نہ دنیا کے بادشاہوں اور فرمانرواؤں میں سے، ذوالقرنین نے کہا مجھ کو اس میں چلنا اور اپنے مقصود کی تلاش ضروری ہے۔ ان لوگوں نے کہا کہ ہم سمجھتے ہیں کہ اگر آپ اس ظلمت کو طے کرلیں گے۔ تو اپنے مقصد تک پہنچ جائیں گے۔ لیکن ہم کو خوف ہے کہ کہیں ظلمات میں آپ کو کوئی ایسا امر نہ درپیش ہو جائے جو آپ کی بادشاہی کے زائل ہونے اور آپ کی ہلاکت کا سبب ہو پھر اس زمین کے رہنے والے بلاؤں میں گرفتار ہوں۔ ذوالقرنین نے کہا مجھ کو بغیر اس راہ کو طے کئے کوئی چارہ نہیں۔ پھر وہ لوگ سجدہ میں گر پڑے اور کہا خداوندا ہم لوگ تیری جانب اس ارادہ سے علیحدگی چاہتے ہیں جو ذوالقرنین کا ہے۔ پھر ذوالقرنین نے کہا اے گروہ علماء بتاؤ کہ کس حیوان کی بینائی زیادہ ہے ان لوگوں نے کہا باکرہ اسپ مادہ کی تو ذوالقرنین نے اپنے لشکر سے چھ ہزار باکرہ اسپ مادہ انتخاب کیا اور اہل علم و فضل و حکمت سے چھ ہزار اشخاص چُنے اور ہر ایک کو سواری کے لئے ایک ایک اسپ مادہ دیا اور حضرت خضرؑ کو دو ہزار شخصوں کا سردار بنا کر ان کو اپنے لشکر کا مقدمہ قرار دیا اور ان لوگوں کو حکم دیا کہ ظلمات میں داخل ہوں۔ اور خود چار ہزار اشخاص کے ساتھ ان کے پیچھے روانہ ہوئے اور بقیہ لشکر کو حکم دیا کہ بارہ سال تک اسی مقام پہ ٹھہرے رہیں اور ان کے واپس آنے کا انتظار کریں اگر بارہ سال میں وہ واپس نہ آئیں تو سب اپنے اپنے شہروں کو یا جہاں چاہیں چلے جائیں۔ خضر نے کہا کہ اے بادشاہ ہم ظلمات میں تو چل رہے ہیں۔ جہاں ایک دوسرے کو نہیں دیکھ سکتے اگر ہم میں سے کچھ لوگ گم ہو جائیں تو کیونکر پائیں گے۔ ذوالقرنین نے ان کو ایک لعل دیا جو ضیاء اور روشنی میں ایک مشعل کے مانند تھا اور کہا جب تم میں سے کوئی گم ہو جائے تو اس لعل کو زمین پر پھینک دینا۔ اس میں سے ایک آواز پیدا ہوگی تو گم شدہ شخص اس کی آواز کے سہارے آکر مل جائے گا خضر نے اس لعل کو لے لیا اور ظلمات میں داخل ہو گئے۔ آگے آگے خضر چل رہے تھے وہ جس منزل سے روانہ ہوتے تھے ذوالقرنین اس منزل پر پہنچ کر قیام کرتے تھے، ایک روز خضر ظلمات میں ایک دھوئیں کے اندر گذرے اپنے ساتھیوں سے کہا اس

ظلمات میں ذوالقرنین کا داخل ہونا۔

جگہ ٹھہر جاؤ اور اپنی جگہ سے حرکت نہ کرو پھر اپنے مرکب سے اُتر کر اس لعل کو اس دھوئیں میں ڈال دیا چونکہ وہ پانی میں گرا اور تہہ میں گذرتا رہا اس لیئے اس میں سے آواز پیدا نہ ہوئی خضر کو خوف ہوا کہ کہیں اس سے آواز نہ ظاہر ہو۔ جب وہ پانی کی تہہ میں پہنچ گیا اس کی آواز ظاہر ہوئی خضر اس کی روشنی میں چلے ناگاہ ایک چشمہ نظر آیا جس کا پانی دودھ سے زیادہ سفید اور یاقوت سے زیادہ صاف اور شہد سے زیادہ شیریں تھا خضر نے اس کا پانی پیا اس میں اپنے کپڑے دھوئے اور غسل کیا پھر اپنا لباس پہن کر اس لعل کو اپنے ساتھیوں کی طرف پھینکا اس سے آواز ظاہر ہوئی اُسی آواز پر آپ چلے اور اپنے اصحاب تک پہنچ گئے اور سوار ہو کر اپنے لشکر کی طرف روانہ ہوئے ذوالقرنین ان کے بعد اس مقام سے گذرے لیکن اس چشمہ پر مطلع نہ ہو سکے، چالیس شبانہ روز اس ظلمت میں چلتے رہے آخر ایک روشنی میں پہنچے جو دن اور آفتاب و ماہتاب کے مانند نہ تھی لیکن خدا کے انوار میں سے ایک نور تھا پھر ایک سُرخ زمین کے ریگستان میں پہنچے جس کے بالو نرم تھے اور سنگریزے گویا مروارید تھے۔ ناگاہ ایک قصر نظر آیا جس کا طول ایک فرسخ تھا ذوالقرنین نے اپنے لشکر کو اس قصر کے پاس ٹھہرایا اور خود تن تنہا اس قصر میں داخل ہوئے اس جگہ ایک لانبا لوہا نظر آیا جس کے دونوں کنارے قصر کے دونوں گوشوں کو چھپائے ہوئے تھے ایک سیاہ پرندہ آسمان و زمین کے درمیان ابابیل کے مانند اس لوہے میں لٹکا ہوا تھا۔ جب اس نے ذوالقرنین کے پیر کی آواز سُنی کہا کون ہے فرمایا میں ذوالقرنین ہوں اس پرندے نے کہا کیا وہ زمین جس کو تم اپنے پیچھے چھوڑ آئے ہو بایں وسعت تمہارے لئے کافی نہ تھی کہ میرے قصر کے دروازے تک پہنچے۔ ذوالقرنین کو اس حال کے مشاہدہ اور اس گفتگو کے سننے سے سخت خوف و خطرہ لاحق ہوا۔ اس نے کہا ڈرو نہیں اور جو میں پوچھوں اس کا جواب دو۔ ذوالقرنین نے کہا پوچھو، دریافت کیا کہ کیا دنیا میں اینٹیں اور گچ بہت ہو گئی ہیں کہا ہاں یہ سُن کر وہ پرندہ خود بخود کانپا اور اس لوہے کے تہائی حصّے کے برابر بڑا ہو گیا۔ ذوالقرنین بہت ڈرے۔ اس نے کہا ڈرو نہیں اور مجھ کو خبر دو کہا پوچھو اس نے کہا کیا لوگوں میں ساز کی ترقی ہو گئی ہے کہا ہاں، پھر وہ کانپا اور بڑا ہوا یہاں تک کہ اس لوہے کا دو تہائی حصّہ اس سے پُر ہو گیا اور ذوالقرنین کا خوف زیادہ ہوا۔ اس نے کہا خوف نہ کرو اور مجھے اطلاع دو۔ کہا دریافت کرو۔ کہا کیا ناحق گواہی کی عادت لوگوں میں زیادہ ہو گئی ہے ذوالقرنین نے کہا ہاں پھر اس کو لرزہ ہوا اور اس قدر بڑا ہوا کہ تمام لوہا اس سے بھر گیا یہ دیکھ کر ذوالقرنین کے خوف کی انتہا نہ رہی اس نے کہا۔ ڈرو نہیں اور مجھے آگاہ کرو کہا پوچھو۔ اس نے کہا آیا لوگوں نے خدا کی واحدانیت کی گواہی ترک کر دی ہے اور لا الہ الا اللہ کہنا چھوڑ دیا ہے۔ کہا نہیں، تو

یک ثلث وُہ پرندہ گھٹ گیا پھر ذوالقرنین کو خوف ہُوا۔ اس نے کہا ڈرو نہیں اور مجھے بتلاؤ۔ کہا پوچھو۔ اس نے کہا کیا لوگوں نے نماز ترک کر دی ہے، کہا نہیں پھر وُہ یک ثلث کم ہُوا۔ اور کہا اے ذوالقرنین خوف نہ کرو اور مجھے خبر دو کہا دریافت کرو اس نے کہا کیا لوگوں نے غسلِ جنابت ترک کر دیا ہے کہا نہیں۔ یہ سُن کر وہ چھوٹا ہو کر اپنی پہلی حالت پر آ گیا پھر ذوالقرنین نے نگاہ کی اور دیکھا کہ قصر کے اوپر جانے کے لیئے ایک زینہ ہے اس طائر نے کہا۔ کہ اے ذوالقرنین اس زینہ سے اوپر جاؤ وُہ نہایت خوفزدہ اس زینہ سے قصر کے اوپر پہنچے وہاں ایک چھت دیکھی جو اس قدر لانبی تھی جہاں تک نگاہ کام کر سکتی ہے ناگاہ اس جگہ ان کی نظر ایک خوش رُو اور نورانی نوجوان پر پڑی جو سفید لباس پہنے ہوئے تھا وُہ ایک مرد تھا۔ انسان کی شکل کا اور سر آسمان کی جانب بلند کیئے ہوئے آسمان کو دیکھ رہا تھا اپنے ہاتھ کو دہن پر رکھے ہُوئے تھا۔ جب ذوالقرنین کے پیر کی آواز سُنی پُوچھا کون ہے کہا میں ذوالقرنین ہوں کہا اے ذوالقرنین کیا وُہ کشادہ دُنیا جس کو تم چھوڑ کر یہاں آئے ہو تمہارے لئے کافی نہ تھی۔ کہ تم اس جگہ تک پہنچے ذوالقرنین نے پُوچھا کہ تم کیوں دہن پر ہاتھ رکھے ہو کہا اے ذوالقرنین میں ہی صُور پھونکوں گا اور قیامت نزدیک ہے انتظار کر رہا ہوں کہ خدا حکم دے اور میں صُور پھونکوں پھر ہاتھ بڑھا کر ایک پتھر یا کوئی چیز مثل پتھر کے ذوالقرنین کی طرف پھینکی اور کہا اے ذوالقرنین اس کو لے لو جب اس کو بھوک لگے گی تم کو بھی بھوک لگے گی جب یہ سیر ہو گا تم بھی سیر ہو گے بس اب واپس جاؤ۔ ذوالقرنین نے پتھر کو اٹھا لیا۔ اور اپنے اصحاب کی طرف واپس آئے اور جو کچھ مشاہدہ کیا تھا ان لوگوں سے بیان کیا اور پتھر بھی دکھلایا اور کہا کہ اس کے وزن سے مجھے آگاہ کرو، وُہ لوگ ترازو لائے ایک پلّہ میں اس پتھر کو اور اسی کے مثل ایک پتھر دُوسرے پلّہ میں رکھ کر اٹھایا وہ پتھر وزنی ہُوا اور اس کا پلّہ جھک گیا پھر دوسرا پتھر اضافہ کیا پھر وہی ایک پتھر وزن میں زیادہ رہا یہاں تک کہ ہزار پتھر اس کے برابر ایک پلّہ میں اور وُہ ایک پتھر ایک پلّہ میں رکھا گیا۔ پھر بھی وہی ایک پتھر زیادہ وزنی رہا۔ ان لوگوں نے کہا اے بادشاہ اس پتھر کا معاملہ ہماری سمجھ سے باہر ہے، خضرؑ نے کہا اے بادشاہ آپ اس جماعت سے وہ چیز دریافت کرتے ہیں جس کا علم ان کو نہیں ہے۔ اس پتھر کا علم میرے پاس ہے، ذوالقرنین نے کہا مجھے آگاہ کرو اور اس کی کیفیت بیان کرو خضرؑ نے ترازو اور پتھر اٹھایا جو ذوالقرنین لائے تھے اس کو ایک پلّہ میں رکھا اور دوسرا پتھر مثل اس کے دوسرے پلّہ میں رکھا اور ایک مٹھی خاک لے کر اس پتھر پر ڈال دی جو ذوالقرنین لائے تھے جس سے اس میں وزن کا اور اضافہ ہو گیا اور ترازو اُٹھائی دونوں پلّے برابر ہُوئے یہ دیکھ کر سب کو

تعجّب ہُوا اور سجدہ میں گر پڑے اور عرض کی اے بادشاہ یہ ایسا امر ہے ہمیں جس کا کوئی علم نہیں اور ہم جانتے ہیں کہ خضر ساحر نہیں ہیں پھر یہ کیا بات ہے کہ ہم نے ہزار پتھر ایک پلّہ میں رکھا اور ایک پلّہ میں یہ ایک پتھر پھر بھی یہی وزنی ہُوا اور خضرؑ نے ایک مٹھی خاک اس پر اور اضافہ کی اور اسی کے برابر ایک پتھر سے تولا اور برابر ہُوا ذوالقرنین نے کہا اے خضر اس پتھر کی حقیقت بیان کرو۔ خضر نے کہا اے بادشاہ خدا کا حکم یقیناً اس کے بندوں میں جاری ہے اور اس کی سلطنت اور بادشاہی بندوں کے لیئے قہر کرنے والی ہے۔ اور اس کا حکم حق و باطل کا جُدا کرنے والا ہے اور یقیناً خدا نے آزمائش اور امتحان کیا ہے بعض بندوں کا بعض سے اور عالم کا امتحان عالم سے کیا ہے جاہل کا جاہل سے اور عالم کا جاہل سے اور جاہل کا عالم سے اور یقیناً میرا امتحان آپ کے ذریعہ سے اور آپ کا امتحان میرے ذریعہ سے لیا ہے۔ ذوالقرنین نے کہا اے خضر خدا رحمت کرے تم کہتے ہو کہ خدا نے مجھ کو مبتلا و ممتحن کیا ہے تمہارے ذریعے سے کیونکہ تم کو مجھ سے زیادہ عقلمند بنایا اور میرا زبردست قرار دیا ہے خدا تم پر رحمت کرے مجھ کو اس پتھر کی حقیقت سے آگاہ کرو۔ خضر نے کہا اے بادشاہ اس پتھر کو صاحب صور نے تمہارے لئے مثال قرار دی ہے۔ اس کا مطلب یہ ہے کہ فرزندانِ آدم کی مثال اس پتھر کی سی ہے کہ ہزار پتھر اس کے مقابلہ میں لائے گئے اور پھر بھی ضرورت باقی رہی جب اس پر خاک ڈالی گئی وہ کافی ہوگئی اور وُہ پتھر دُوسرے پتھر کے وزن کے برابر ہوگیا اے بادشاہ آپ کی مثال بھی ایسی ہی ہے۔ حق تعالیٰ نے بادشاہی جو آپ کو عطا کی وہ ظاہر ہے۔ لیکن آپ اس پر راضی نہ ہُوئے بلکہ وہ خواہش کی کہ ویسی کسی نے خواہش نہیں کی اور اس جگہ داخل ہُوئے جہاں انسانوں اور جنّوں میں ؔسے کوئی داخل نہیں ہُوا تھا انسان کی یہی حالت ہے۔ کہ سیر نہیں ہوتا جب تک قبر میں اس پر خاک نہیں ڈال دی جاتی۔ یہ سُن کر ذوالقرنین بہت روئے اور کہا اے خضر تم نے سچ کہا یہ مثال میرے ہی واسطے دی گئی ہے اور جب اس سفر سے واپس ہوں گا پھر کسی شہر کا ارادہ نہ کروں گا۔ پھر ظلمات میں داخل ہو کر واپس ہُوئے اثنائے راہ میں گھوڑوں کے سموں کی آواز آئی جیسے دانوں پر چل رہے ہوں لوگوں نے پوچھا اے بادشاہ یہ کیا ہے کہا اٹھا لو جو شخص اٹھائے گا پشیمان ہوگا اور جو نہ اٹھائے گا وہ بھی پشیمان ہوگا یہ سُن کر بعض لوگوں نے لے لیا بعض نے نہیں لیا جب ظلمات سے باہر آئے دیکھا کہ وہ پتھر زبرجد ہیں۔ لہٰذا جن لوگوں نے لے لیا تھا اس سبب سے پشیمان ہُوئے کہ کیوں نہ زیادہ لیا اور جنہوں نے نہیں لیا تھا وہ اس وجہ سے پشیمان ہُوئے کہ کیوں نہ لیا۔ پھر ذوالقرنین دومتہ الجندل کی طرف

واپس ہوئے ان کی منزل اسی جگہ تھی اور وہ وہیں مقیم رہے یہاں تک کہ رحمت الٰہی سے واصل ہوئے راوی کہتا ہے کہ حضرت امیرالمومنینؑ جب اس قصہ کو نقل فرماتے کہتے تھے کہ خدا رحمت کرے میرے بھائی ذوالقرنین پر کہ انہوں نے اس راہ میں غلطی نہیں کی جو اختیار کی جس میں انہوں نے طلب کیا اگر جانے کے وقت زبرجد کی وادی میں پہنچتے جو کچھ وہاں تھا لوگوں کے لیئے سب نکال لاتے کیونکہ جاتے وقت دُنیا کی جانب راغب تھے اور چونکہ واپسی میں دُنیا کی رغبت برطرف ہوگئی تھی لہٰذا اس کی طرف متوجہ نہ ہوئے۔

بسند معتبر حضرت صادقؑ سے منقول ہے کہ ذوالقرنین نے ایک صندوق بلور کا بنایا۔ اور اپنے ساتھ بہت سا سامان اور کھانے کی چیزیں لے کر کشتی میں سوار ہوئے اور دریا میں ایک مقام پر پہنچکر اس صندوق میں بیٹھے اور اس پر ایک رسّی باندھی اور کہا صندوق کو دریا میں ڈال دو جب میں رسّی کو حرکت دُوں مجھے باہر نکال لینا اور اگر حرکت نہ دوں جس قدر رسّی ہے دریا میں جانے دینا اس طرح دریا میں چالیس روز تک نیچے چلے گئے ناگاہ دیکھا کہ کوئی شخص صندوق کے ایک پہلو پر ہاتھ مارتا ہے اور کہتا ہے کہ اے ذوالقرنین کہاں کا ارادہ رکھتے ہو۔ کہا چاہتا ہوں کہ دریا میں اپنے پروردگار کی سلطنت کی سیر کروں جس طرح کہ صحرا میں اس کی حکومت دیکھی ہے، اس نے کہا اس جگہ سے جہاں تم موجود ہو طوفان کے زمانہ میں نوحؑ گذرے تھے اور یہاں ان کا تیشہ گر پڑا اور آج تک وہ قعر دریا میں نیچے چلا جاتا ہے ابھی تک تہ میں نہیں پہنچا جب ذوالقرنین نے یہ سُنا رسّی کو ہلایا اور باہر آئے۔

بسند معتبر حضرت امام محمد باقرؑ سے منقول ہے کہ حضرت امیرالمومنینؑ نے فرمایا کہ وہ مقام جس کو ذوالقرنین نے دیکھا جہاں آفتاب چشمۂ گرم میں غروب ہوتا ہے شہر جابلقا کے قریب تھا۔

دوسری حدیث میں حضرت امیرالمومنینؑ سے منقول ہے کہ خدا نے ذوالقرنین کے لیئے ابر کو مسخر کیا تھا اور سببوں کو ان کے واسطے نزدیک کیا تھا اور نور کو ان کے لیئے کشادہ کیا تھا کہ وہ رات کے وقت بھی اسی طرح دیکھتے تھے، جس طرح دن کو دیکھتے تھے۔

دوسری حدیث میں منقول ہے کہ ذوالقرنین خدا کے نیک بندہ تھے اور اسباب ان کے واسطے طے ہوئے اور حق تعالےٰ نے ان کو ملکوں میں متمکن کیا اور ان کے لیئے چشمۂ حیات کی تعریف کی گئی اور ان کو بتلایا گیا کہ جو شخص اس چشمہ کا پانی پیتا ہے نہیں مرتا جب تک کہ صور کی آواز نہیں سُن لیتا۔ ذوالقرنین اس چشمہ کی تلاش میں نکلے یہاں تک کہ اس کے مقام تک پہنچے اس جگہ تین سو ساٹھ چشمے تھے۔ خضر اس لشکر کے سردار اور ہراول تھے

ان کو ذوالقرنین نے اپنے تمام اصحاب میں سے انتخاب کیا تھا اور بہت دوست رکھتے تھے ان کو اپنے تمام اصحاب کے ایک گروہ کے ساتھ طلب کیا اور ہر ایک کو نمک آلود خشک مچھلی دی اور کہا ان چشموں میں جاؤ اور ہر ایک اپنی مچھلی کو ایک چشمہ میں دھوئے کوئی دوسرا اس کے چشمہ میں نہ دھوئے یہ سن کر سب متفرق ہوئے اور ہر ایک نے اپنی مچھلی کو ان چشموں میں سے ایک چشمہ میں دھویا۔ خضر بھی ایک چشمہ پر پہونچے جب اپنی مچھلی کو اس پانی میں ڈالا وہ زندہ ہو کر پانی میں چلی گئی۔ جب خضر نے اس حال کو مشاہدہ کیا، اپنے کپڑے پانی میں دھوئے اور غسل کیا پھر وہ پانی پیا اور چاہا کہ اس مچھلی کو پکڑ لیں، لیکن نہیں پکڑ سکے پھر اپنے اصحاب کے ساتھ ذوالقرنین کے پاس آئے ذوالقرنین نے حکم دیا کہ سب کی مچھلیاں واپس لے لی جائیں۔ غرض مچھلیاں جمع کی گئیں۔ تو خضر کی مچھلی کم تھی ان کو طلب کیا اور مچھلی کا حال دریافت کیا انہوں نے کہا مچھلی پانی میں زندہ ہو کر میرے ہاتھ سے نکل گئی پوچھا تم نے کیا کیا۔ کہا میں پانی میں گیا اور کئی بار ڈوب کر چاہا کہ اس کو پکڑ لوں لیکن وہ ہاتھ نہ آئی۔ پوچھا کہ اس پانی کو تم نے پیا۔ کہا ہاں۔ پھر ذوالقرنین نے ہر چند اس چشمہ کو تلاش کیا لیکن نہ پایا۔ تو خضر علیہ السّلام سے کہا کہ وہ چشمہ تمہاری قسمت میں تھا ہماری کوشش کا کوئی فائدہ نہ ہوا۔ بہت سی حدیثوں میں آئمہ اطہار علیہم السلام سے منقول ہے کہ ہماری مثال یوشع اور ذوالقرنین کے ایسی ہے کہ وہ پیغمبر نہ تھے۔ بلکہ وہ دونوں عالم تھے اور فرشتوں کی آواز سنتے تھے،

بہت سی حدیثوں میں حضرت امیرالمومنینؑ سے منقول ہے کہ لوگوں نے آنحضرتؐ سے پوچھا کہ ذوالقرنین پیغمبر تھے یا ملک اور ان کی شاخیں سونے کی تھیں یا چاندی کی فرمایا کہ نہ وہ ملک تھے نہ پیغمبر ان کی شاخیں نہ چاندی کی تھیں نہ سونے کی بلکہ وہ ایک بندہ تھے جو خدا کو دوست رکھتے تھے خدا بھی ان کو دوست رکھتا تھا انہوں نے خدا کے لیئے کام کئے خدا نے ان کو مدد دی۔ ان کو اس لیئے ذوالقرنین کہتے ہیں۔ کہ انہوں نے اپنی قوم کو خدا کی طرف بلایا لوگوں نے ان کے سر کی بائیں جانب ایک ضربت لگائی جس سے وہ شہید ہو گئے خدا نے ان کو زندہ کر کے پھر ایک جماعت پر مبعوث فرمایا وہ ان کو خدا کی طرف بلاتے تھے ان لوگوں نے بھی ایک ضربت ان کے سر کی داہنی جانب لگائی۔ اس سبب سے ان کا نام ذوالقرنین ہوا۔

بسند معتبر منقول ہے کہ اسود قاضی نے کہا کہ میں امام موسٰیؑ کی خدمت میں گیا، حضرتؑ نے کبھی مجھ کو نہ دیکھا تھا فرمایا کہ تم اہلِ سد میں سے ہو عرض کی اہلِ باب الابواب

میں سے ہوں۔ فرمایا تم اہلِ سد میں سے ہو کہا باب الابواب میں سے ہوں۔ فرمایا کہ تم اہلِ سد میں سے ہو عرض کی ہاں۔ فرمایا کہ وہی سد جس کو ذوالقرنین نے بنایا اور دوسری معتبر حدیث میں فرمایا کہ ذوالقرنین بارہ سال کے تھے کہ بادشاہ ہوئے اور تیس سال بادشاہ رہے۔ [1]

بسندِ معتبر حضرت امام محمد باقر علیہ السّلام سے منقول ہے کہ چھ ہزار سواروں کے ساتھ ذوالقرنین حج کو گئے جب حرم میں داخل ہوئے ان کے بعض اصحاب نے خانۂ کعبہ تک ان کی مشایعت کی۔ جب واپس ہوئے تو بیان کیا کہ میں نے ایک شخص کو دیکھا کہ اس سے خوبصورت اور زیادہ نورانی کسی کو نہیں دیکھا تھا لوگوں نے کہا وُہ ابراہیم خلیل الرحمٰن ہیں جب یہ سُنا فرمایا کہ چارپایوں پر زین کسو تو ساٹھ ہزار گھوڑوں پر اتنے عرصہ میں زین کسا جتنے میں ایک گھوڑے پر زین کستے ہیں۔ ذوالقرنین نے کہا ہم سوار نہ ہوں گے بلکہ خلیل خدا کے پاس پیادہ چلیں گے ذوالقرنین حضرت ابراہیمؑ کے پاس پیادہ آئے اور مُلاقات کی ابراہیمؑ نے ان سے پوچھا کس شغل میں تم نے اپنی عمر صرف کی یہاں تک کہ دنیا کو طے کیا کہا گیارہ کلمات کے ساتھ۔ سُبْحَانَ مَنْ هُوَ بَاقٍ لَا يَفْنٰى سُبْحَانَ مَنْ هُوَ عَالِمٌ لَا يَنْسٰى سُبْحَانَ مَنْ هُوَ حَافِظٌ لَا يَسْقُطُ سُبْحَانَ مَنْ هُوَ بَصِيْرٌ لَا يَرْتَابُ سُبْحَانَ مَنْ هُوَ مَلِكٌ لَا يُرَامُ سُبْحَانَ مَنْ هُوَ عَزِيْزٌ لَا يُضَامُ سُبْحَانَ مَنْ هُوَ مُحْتَجِبٌ لَا يُرٰى سُبْحَانَ مَنْ هُوَ وَاسِعٌ لَا يَتَكَلَّفُ سُبْحَانَ مَنْ هُوَ قَائِمٌ لَا يَلْهُوْ سُبْحَانَ مَنْ هُوَ دَائِمٌ لَا يَسْهُوْ۔

بسندِ معتبر حضرت رسولؐ مقبول سے منقول ہے کہ ذوالقرنین ایک صالح بندہ تھے جن کو خدا نے اپنے بندوں پر حجت قرار دیا تھا۔ انہوں نے اپنی قوم کو دینِ حق کی طرف بُلایا۔ اور ان کو گناہوں سے پرہیز کا حکم دیا۔ لوگوں نے ان کے سر کے ایک جانب ضربت لگائی تو وُہ اپنی قوم سے غائب ہو گئے۔ یہاں تک کہ لوگوں نے سمجھا کہ وُہ مر گئے یا ہلاک ہو گئے۔ حالانکہ وُہ کسی جنگل میں چلے گئے تھے پھر ظاہر ہوئے اور اپنی قوم کی طرف واپس آئے پھر ظالموں نے ان کے سر کے دوسری جانب ایک ضربت لگائی۔ حضرت رسولؐ نے فرمایا کہ یقیناً تمہارے درمیان میں ایک شخص ہے جو ان کی سُنّت پر ہو گا یعنی امیرالمومنینؑ پھر فرمایا کہ ذوالقرنین کو حق تعالیٰ نے زمین میں متمکن کیا اور ہر چیز کا ایک سبب ان کو عطا فرمایا۔ اور وُہ دُنیا میں مغرب سے مشرق تک پہنچے اور خداوند عالم جلد ان کی سُنّت کو ہمارے فرزندوں میں سے قائمؑ

امام آخر الزماں کے بارے میں پیشین گوئی

---

[1] قولِ مؤلف:۔ شاید بادشاہی ان کی ان کے قتل ہونے یا غائب ہونے سے تیس سال قبل رہی ہو گی یا اس کے بعد ہو گی جبکہ تمام عالم پر وہ قابض ہوئے اور ان کی بادشاہی قائم ہوئی تاکہ دوسری حدیثوں کے ساتھ منافات نہ ہو۔

میں جاری کرے گا جو مشرق و مغرب کو طے کرے گا۔ یہاں تک کہ کوئی صحرا اور میدان اور پہاڑ جو ذوالقرنین نے طے کیا ہے باقی نہ بچے گا کہ وہ طے نہ کرے اور زمین کے خزانوں اور معدنوں کو خدا اس کے لئے ظاہر کرے گا۔ اور اس کی مدد کرے گا۔ دلوں میں اس کا خوف ڈال دے گا وہ زمین کو عدل اور راستی سے پُر کر دے گا بعد اس کے کہ وہ ظلم و جور سے بھر گئی ہو گی۔

بسند ہائے صحیح حضرت امام محمد باقرؑ سے منقول ہے کہ ذوالقرنین پیغمبر نہ تھے لیکن خدا کے شائستہ بندہ تھے کہ خدا کو دوست رکھتے تھے اور خدا ان کو دوست رکھتا تھا وہ خدا کی اطاعت و فرمانبرداری کرتے تھے اس لیئے خدا نے ان کی اعانت اور مدد کی اور ان کو ابر سخت اور ابر نرم و ہموار پر اختیار دیا تھا۔ انہوں نے ابر نرم کو اختیار کیا اور اس پر سوار ہوئے وُہ جس گروہ کے پاس جاتے تھے اپنے تئیں ان لوگوں تک پہنچاتے تھے تاکہ ایسا نہ ہو کہ ان کے پیغام پہنچانے والے دروغ کہیں۔

دوسری معتبر حدیث میں فرمایا کہ خدا نے ذوالقرنین کو دو ابر کے درمیان اختیار دیا۔ انہوں نے نرم و ملائم ابر کو اختیار کیا اور سخت ابر کو حضرت صاحب الامر علیہ السلام کے لیئے چھوڑ دیا پوچھا کہ ابر سخت کون ہے فرمایا کہ جس ابر میں صاعقہ، رعد اور برق ہوتی ہے۔ اور حضرت قائمؑ ایسے ہی ابر پر سوار ہوں گے اور ساتوں آسمانوں کے اسباب کے ساتھ اوپر جائیں گے اور ساتوں زمین میں گھومیں گے جس میں پانچ زمین آباد ہیں اور دو غیر آباد و بیکار ہیں۔

دوسری حدیث میں حضرت صادقؑ نے فرمایا ہے جب ذوالقرنین کو مخیر کیا گیا انہوں نے نرم ابر اختیار کیا اور ابر صعب کو اختیار نہ کر سکے اس لیئے کہ خدا نے اس کو حضرت صاحب الامرؑ کے لیئے ذخیرہ کیا ہے۔ جناب ابراہیمؑ کے حالات میں بیان ہو چکا ہے کہ پہلے پہل زمین میں جن دو شخصوں نے مصافحہ کیا وُہ ذوالقرنین اور ابراہیمؑ خلیل تھے۔ اور یہ کہ دو مومن بادشاہ تمام عالم پر متصرف ہُوئے سلیمان اور ذوالقرنین اور فرمایا کہ ذوالقرنین عبداللہ پسر ضحاکؑ اور وُہ سعد کے بیٹے تھے۔

بسند معتبر امام محمد باقر علیہ السلام سے منقول ہے کہ حق تعالیٰ نے کسی پیغمبر کو مبعوث نہیں کیا جو زمین میں بادشاہ ہوتا سوائے چار نفوس کے جو نوحؑ کے بعد ہُوئے ذوالقرنینؑ ان کا نام عیاش تھا۔ اور داؤدؑ اور سلیمانؑ اور یوسف علیہم السلام، عیاش مغرب و مشرق کے مالک ہُوئے۔ اور داؤد شامات کے درمیان کے علاقوں کے اور اصطخر اور فارس پر حکمران تھے اسی طرح سلیمانؑ بھی۔ لیکن یوسفؑ مصر اور اس کے صحرا کے مالک ہُوئے۔ اور آگے نہ بڑھے۔ [۱]

[۱] قول مؤلف۔ ذوالقرنین کی پیغمبری شاید غلبہ اور مجازی بنا پر ہو چونکہ وُہ پیغمبری کے قریب مرتبہ رکھتے تھے اور پیغمبروں کی تعداد میں مذکور ہُوئے ہیں اور ممکن ہے کہ عبداللہ اور عیاش دونوں ان کے نام رہے ہوں۔

بسند ہائے معتبر حضرت امام جعفر صادقؑ سے منقول ہے کہ ذوالقرنین جب سد سے ہوتے ہوئے ظلمات میں داخل ہوئے ایک فرشتہ کو دیکھا کہ ایک پہاڑ پر کھڑا ہے اور اس کا قد پانچ سو ہاتھ کا ہے فرشتہ نے ذوالقرنین سے کہا کیا پیچھے راستہ نہ تھا پوچھا تم کون ہو اس نے کہا میں خدا کا ایک فرشتہ ہوں کہ اس پہاڑ پر موکل ہوں اور تمام پہاڑوں کی جڑ جن کو خدا نے خلق فرمایا ہے اسی پہاڑ سے متعلق ہے جب خدا کسی شہر کو زلزلہ میں لانا چاہتا ہے مجھ پر وحی کرتا ہے میں اس شہر کو حرکت دیتا ہوں۔

ابن بابویہ نے وہب بن منبہ سے روایت کی ہے کہ خدا کی بعض کتابوں میں میں نے دیکھا ہے کہ جب ذوالقرنین سد کی تعمیر سے فارغ ہوئے اسی طرف سے اپنے لشکر کے ساتھ روانہ ہوئے ناگاہ ایک مرد پیر کے پاس پہنچے جو نماز پڑھ رہا تھا۔ ذوالقرنین اس کے پاس مع اپنے لشکر کے ٹھہر گئے۔ یہاں تک کہ وہ نماز سے فارغ ہوا ذوالقرنین نے اس سے کہا کہ کیونکر تم کو میرے لشکر کے آدمیوں سے خوف نہ ہوا۔ جو تمہارے پاس آئے اس نے کہا کہ میں اس سے مناجات کر رہا تھا جس کا لشکر تجھ سے بہت زیادہ ہے اور جس کی بادشاہی تجھ سے زیادہ غالب ہے۔ اور جس کی قوت تجھ سے زیادہ شدید ہے۔ اگر تیری طرف اپنا رُخ کرتا اپنی حاجت اس سے نہ حاصل کر سکتا ذوالقرنین نے کہا کیا تم راضی ہو کہ میرے ساتھ چلو تاکہ میں تم کو اپنے مُلک میں مساوی اور شریک کروں اور تم سے اپنے بعض امور میں مدد حاصل کروں۔ اس نے کہا ہاں راضی ہوں۔ اگر تم میرے لیے چار خصلتوں کے ضامن ہو جاؤ، اوّل ایسی نعمت کہ جو کبھی زائل نہ ہو دُوسرے ایسی صحت کہ جس میں بیماری نہ ہو۔ تیسرے ایسی جوانی کہ جس میں پیری نہ ہو۔ چوتھے ایسی زندگی کہ جس میں موت نہ ہو۔ ذوالقرنین نے کہا کہ کون مخلوق ان پر قادر ہے۔ اس نے کہا میں اس کے ساتھ ہوں جو ان سب پر قادر ہوں اور یہ تمام اُمور اس کے قبضہ میں ہیں۔ اور تم بھی اسی کے اختیار میں ہو۔ پھر ذوالقرنین کا گذر ایک عالم کے پاس ہوا اس نے ذوالقرنین سے کہا مجھے آگاہ کرو ان دو چیزوں سے جو اب تک قائم ہیں جس روز سے کہ خدا نے ان کو خلق کیا ہے اور ان دو چیزوں سے جو رواں ہیں اور ان دو چیزوں سے جو ہمیشہ ایک دُوسرے کے بعد آتی ہیں۔ اور ان دو چیزوں سے جو باہم ایک دُوسرے کی دشمن ہیں۔ ذوالقرنین نے کہا کہ وہ دو چیزیں جو قائم ہیں آسمان و زمین ہیں۔ اور وُہ دو چیزیں جو رواں ہیں آفتاب و ماہتاب ہیں اور وہ دو چیزیں جو ایک دُوسرے کے بعد آتی ہیں۔ رات و دن ہیں اور جو دو چیزیں کہ باہم ایک دُوسرے کی دشمن ہیں وُہ موت اور زندگی ہیں۔ اس نے کہا جاؤ کہ تم دانشمند ہو۔

ذوالقرنین شہروں میں گھوم رہے تھے یہاں تک کہ ایک پیر مرد کے پاس پہنچے جو مُردوں کی کھوپڑیاں جمع کئے ہوئے تھا۔ اور اس کو گھماتا اور دیکھتا تھا۔ ذوالقرنین اپنے لشکر کے ساتھ اس کے پاس ٹھہر گئے اور کہا اے شیخ بیان کر کہ کس لئے ان سروں کو حرکت دیتا ہے اس نے کہا اس واسطے کہ میں جانوں کہ کون شریف رہا ہے اور کون وضع دار کون مالدار تھا اور کون پریشان حال۔ بیس سال سے ان کو گردش دیتا ہوں اور ہر چند دیکھتا ہوں مگر شناخت نہیں ہو سکتی اور میں تمیز نہیں کر سکتا ذوالقرنین اس کو چھوڑ کر آگے بڑھے اور کہا میری تنبیہہ سے اس کی غرض تھی اور کچھ نہیں۔ پھر شہروں کی سیر کرتے ہوئے موسیٰؑ کی دانشمند قوم کے پاس پہنچے جو حق کی ہدایت اور حق کے ساتھ انصاف کرتی تھی۔ ان سے کہا کہ اپنے حالات مجھ سے بیان کرو کیونکہ میں تمام زمین کی مشرق سے مغرب تک دریا اور صحرا اور پہاڑ اور میدانوں اور روشنی اور تاریکی میں سیر کر چکا ہوں۔ لیکن تمہارے مانند کسی کو نہیں دیکھا۔ بتاؤ کہ تمہارے مُردوں کی قبریں تمہارے مکانوں کے دروازوں پہ کیوں ہیں۔ ان لوگوں نے کہا اس لئے کہ موت کو ہم فراموش نہ کریں اور اس کی یاد ہمارے دلوں سے نہ نکلے پوچھا کس لئے تمہارے مکانوں میں دروازے (کواڑ) نہیں ہیں۔ کہا اس لیئے کہ ہم میں چور اور خیانت کرنے والے نہیں ہوتے جو شخص ہم میں ہے امین ہے۔ پوچھا تم میں اُمرا کیوں نہیں ہوتے کہا اس لیئے کہ ہم آپس میں ایک دُوسرے پر ظلم نہیں کرتے۔ پوچھا تمہارے درمیان حکام کیوں نہیں ہوتے جواب دیا کہ ہم آپس میں دشمنی اور لڑائی نہیں کرتے پوچھا کیوں تم میں بادشاہ نہیں ہوتے کہا ہم زیادتی کے طالب نہیں۔ پوچھا کیوں تمہارے حالات اور اموال میں ایک دُوسرے سے فرق نہیں ہے کہا اس لئے کہ ہم آپس میں ایک دوسرے سے مساوات رکھتے ہیں اور اپنے مال کی زیادتی کو ایک دُوسرے پر تقسیم کر دیتے ہیں اور آپس میں رحم کرتے ہیں۔ پوچھا تمہارے درمیان نزاع اور اختلاف کیوں نہیں ہے کہا اس لئے کہ ہمارے قلوب میں ایک دوسرے کی الفت ہے اور ہم میں فساد نہیں ہے کہا کیوں ایک دُوسرے کو اسیر و قتل نہیں کرتے کہا صحیح ارادہ کے ساتھ ہم اپنی طبیعتوں پر غالب ہو گئے اور اپنے نفسوں کی اصلاح حلم و بُردباری کے ساتھ کی ہے۔ پوچھا کس سبب سے تمہاری باتیں ایک ہیں اور تمہارا طریقہ صحیح اور دُرست ہے کہا اس سبب سے کہ ہم جھوٹ نہیں بولتے۔ اور آپس میں ایک دُوسرے کی بُرائی نہیں کرتے اور غیبت نہیں کرتے پوچھا کس لیئے تمہارے درمیان پریشان اور فقیر کوئی نہیں ہے۔ کہا اس لیئے کہ اپنے مال کو ہم آپس میں برابر تقسیم کر لیتے ہیں پوچھا کس لئے تم میں سخت مزاج اور تند خو نہیں ہوتے کہا اس لئے کہ عاجزی اور فروتنی کو ہم نے

اپنا شعار بنا رکھا ہے پوچھا کیوں تمہاری عمریں تمام لوگوں سے زیادہ ہوتی ہیں کہا اس لیے کہ ہم لوگ حقوق عباد ادا کرتے ہیں اور انصاف کے ساتھ حکم کرتے ہیں اور ظلم نہیں کرتے پوچھا تم لوگوں میں قحط کیوں نہیں آتا کہا اس لیے کہ ہم استغفار سے غافل نہیں ہوتے۔ کہا کیوں تم لوگ محزون و غمگین نہیں ہوتے جواب دیا کہ ہم لوگ اپنے نفس کو بلاؤں پر راضی رکھتے ہیں اور اپنی ذات کو بلاؤ مصیبت پر تسلی دے چکے ہیں۔ پوچھا کیوں تم پر اور تمہارے اموال پر آفتیں نہیں آتیں کہا اس لیے کہ ہم لوگ خدا کے سوا کسی پر بھروسہ نہیں کرتے اور ستاروں کو بلاؤں کا سبب نہیں سمجھتے بلکہ تمام امور کو اپنے پروردگار کی طرف سے جانتے ہیں۔ کہا اچھا بتاؤ کہ تم نے اپنے آباؤ اجداد کو بھی اسی طریقہ پر پایا ہے کہا ہاں۔ ہمارے بزرگ بھی اپنے مسکینوں پر رحم کرتے تھے فقیروں کے ساتھ مواسات اور برابری رکھتے تھے اگر کوئی ان پر ظلم کرتا تو معاف کر دیتے تھے۔ اگر کوئی ان کے ساتھ بدی کرتا تو وہ اس سے نیکی کرتے تھے، اور امانت میں خیانت نہیں کرتے تھے۔ سچ بولتے تھے اور جھوٹ نہیں بولتے تھے۔ اس سبب سے خدا نے ان کے کاموں کی اصلاح کی یہ سب معلوم کرنے کے بعد ذوالقرنین نے ان کے پاس بود و باش اختیار کی یہانتک کہ رحمت الٰہی سے واصل ہوئے۔ انکی عمر پانچ سو سال ہوئی۔

علی بن ابراہیمؒ نے بسند معتبر حضرت صادقؑ سے روایت کی ہے کہ حق تعالیٰ نے ذوالقرنین کو انکی قوم پر مبعوث کیا۔ ان لوگوں نے ان کے سر پر داہنی جانب ایک ضربت لگائی جس سے خدا نے ان پر موت طاری کی پانچ سو سال کے بعد پھر ان کو زندہ کیا اور مبعوث کیا تو قوم نے بائیں جانب ایک ضربت لگائی وہ شہید ہو گئے پھر حق تعالےٰ نے پانچ سو سال کے بعد ان کو زندہ کیا اور اسی قوم پر مبعوث کیا اور ان کو مشرق و مغرب تک تمام روئے زمین کی بادشاہی عطا فرمائی وہ جب یاجوج و ماجوج تک پہنچے ان کے اور لوگوں کے درمیان ایک دیوار تانبے، لوہے قیر اور کانسہ سے تیار کی جو یاجوج و ماجوج کو باہر نکلنے سے مانع ہوئی حضرت نے فرمایا کہ یاجوج و ماجوج میں سے کوئی اس وقت تک نہیں مرتا جب تک کہ اس کے صلب سے ہزار فرزند نہیں پیدا ہو جاتے وہ سب سے پہلی مخلوق ہے جسے خدا نے ملائکہ کے بعد خلق فرمایا ہے پھر ذوالقرنین نے ایک سبب کی پیروی کی حضرت نے فرمایا کہ ایک راہبر کے پیچھے گئے یہاں تک کہ اس جگہ پہنچے جہاں سے آفتاب طلوع ہوتا ہے وہاں ایک جماعت دیکھی جو برہنہ تھی اور لباس استعمال کرنے کا طریقہ نہیں جانتی تھی پھر ایک راہبر کے ساتھ گئے اور دو سد (پہاڑوں) کے درمیان پہنچے لوگوں نے ان سے التماس کیا کہ یاجوج و ماجوج کے ضرر سے بچنے کے لئے ایک دیوار بنا دیں ذوالقرنینؑ نے ان کو حکم دیا تو انہوں نے لوہے کی سلیں جمع کیں اور ان دونوں پہاڑوں

کے درمیان ایک دوسرے پر چُن دیں کہ اُن پہاڑوں کے برابر اونچی دیوار ہوگئی پھر حکم دیا تو آگ اس کے نیچے روشن کی یہاں تک کہ وُہ لوہے کی سلیں آگ کی طرح سُرخ ہوگئیں پھر قطران یعنی کانسہ پگھلا کر اس پر پھیلا دیا تو وہ دیوار بن گئی۔ ذوالقرنین نے کہا کہ یہ میرے پروردگار کی ایک رحمت ہے جب اس کا وعدہ پُورا ہو جائے گا اس دیوار کو زمین کے برابر کر دے گا۔ اور میرے پروردگار کا وعدہ حق ہے امام نے فرمایا کہ آخر زمانہ میں جب قیامت کا دن قریب ہو گا۔ یاجُوج و ماجُوج دنیا میں دیوار سے باہر آویں گے اور آدمیوں کو کھا جائیں گے پھر ذوالقرنین ناحیۂ مغرب کی طرف گئے اور جس شہر میں پہنچتے تھے شیر غضبناک کی طرح نعرہ کرتے تھے۔ تو اس شہر میں تاریکیاں، رعد اور برق اور صاعقہ ظاہر ہوتی تھیں۔ اور جو ان کی مخالفت اور ان سے دُشمنی کرتا تھا اس کو ہلاک کر دیتی تھیں وُہ ابھی مغرب تک نہیں پہنچے تھے کہ تمام اہل مشرق و مغرب نے ان کی اطاعت کی پھر ان کو بتایا گیا کہ زمین میں خدا کا ایک چشمہ ہے جس کو عین الحیوٰۃ کہتے ہیں اور کوئی ذی رُوح اگر اس کا پانی پی لیتا ہے صور پھونکنے کے وقت تک زندہ رہتا ہے ذوالقرنین نے یہ معلوم کر کے حضرت خضر کو جو ان کے تمام اصحاب میں بہتر تھے تین سو ساٹھ ۳۶۰ آدمیوں کے ساتھ طلب کیا۔ اور ہر ایک کو خشک مچھلی دی اور کہا کہ فلاں مقام پر جاؤ وہاں تین سو ساٹھ چشمے ہیں اور ہر ایک اپنی مچھلی کو ایک ایک چشمہ میں دھوئے، وُہ لوگ روانہ ہوئے اور ہر ایک ایک چشمہ پر گیا۔ جب خضر نے اپنی مچھلی کو پانی میں ڈالا وُہ زندہ ہو کر پانی میں چلی گئی خضر کو تعجب ہُوا وُہ اس مچھلی کے تعاقب میں پانی میں اُتر گئے اور اس چشمہ کا پانی بھی پیا جب سب لوگ واپس آئے ذوالقرنین نے خضر سے کہا کہ اس چشمہ کا پانی تمہاری قسمت میں تھا۔

ابن بابویہ نے عبداللہ بن سلیمان سے روایت کی ہے۔ اس نے کہا کہ میں نے بعض آسمانی کتابوں میں پڑھا ہے کہ ذوالقرنینؑ اسکندریہ کے ایک شخص تھے اسی مقام کی ان کی ضعیف ماں بھی تھی اور سوائے ذوالقرنینؑ کے ان کے کوئی فرزند نہ تھا۔ اور ان کو اسکندری کہتے تھے۔ وُہ بچپن سے نیک، صاحب ادب صاحب خلقِ جمیل اور پاک نفس انسان تھے یہاں تک کہ جوان ہُوئے، انہوں نے خواب میں دیکھا، کہ وُہ آفتاب سے قریب ہو گئے ہیں اور آفتاب کے دونوں قرن یعنی اس کے دونوں کنارے پر قابض ہو گئے ہیں جب اس خواب کو اپنی قوم سے بیان کیا قوم نے ان کا نام ذوالقرنین رکھا۔ اس خواب کو دیکھنے کے بعد ان کی ہمّت بلند ہوئی اور ان کا شہرہ ہوا اور وہ اپنی قوم میں عزیز ہُوئے۔ سب سے پہلی بات جس کا انہوں نے ارادہ کیا یہ تھی کہا میں عالموں کے پروردگار کے لئے مطیع اور مسلمان ہُوں پھر اپنی قوم کو اسلام کی دعوت دی اور تمام قوم اُنکے رعب کے سبب سے مسلمان ہو گئی

انہوں نے ان لوگوں کو حکم دیا کہ ایک مسجد میرے لئے تعمیر کرواں لوگوں نے جان و دل سے قبول کیا فرمایا کہ اس مسجد کی لمبائی چارسو ہاتھ اور اس کی چوڑائی دوسو ہاتھ اور اس کی دیوار کی چوڑائی بائیس ہاتھ اور اس کی بلندی سَو ہاتھ ہونا چاہیئے۔ لوگوں نے کہا اے ذوالقرنین ایسی لکڑی کہاں سے لائی جائے جس پر اس عمارت کی دونوں دیواریں قائم ہوں جس کی بنیادیں اس لکڑی پر کھڑی کی جائیں اور اس عمارت کو بنائیں یا یہ کہ مسجد کی چھت اس پر تعمیر کریں کہا جب دونوں دیواروں کی تعمیر سے فارغ ہو جاؤ اس میں اس قدر مٹی ڈالو کہ دیواروں کے برابر ہو جائے پھر ہر مومن کو تھوڑا تھوڑا سونا اور چاندی ان کے حال کے موافق دیدو کہ ریزہ ریزہ کریں پھر اس خاک کے ساتھ مسجد میں پُر کرکے مخلوط کر دو اور مسجد کو جب مٹی سے بھر لو تو اس مٹی پر چڑھ کر تانبا و پیتل وغیرہ جس کی چاہو تختیاں بناؤ اور اسی سے چھت کو آسانی سے درست کرلو جب فراغت ہو جائے فقرا و مساکین کو اس مٹی کو باہر لے جانے کے لئے بلاؤ وہ لوگ ان چاندی سونے کی خواہش سے جو مٹی میں مخلوط ہے بخوشی اس مٹی کو باہر لے جانے میں سبقت اور عجلت کریں گے، غرضیکہ جس طرح ذوالقرنین نے کہا تھا لوگوں نے مسجد کی تعمیر کی اور چھت درُست ہوئی اور فقرا و مساکین بھی مستغنی ہوئے پھر ذوالقرنین نے اپنے لشکر کے چار حصّے کئے اور ہر حصّہ میں دس ہزار اشخاص قرار دیئے اور ان کو شہروں میں پھیلا دیا اور شہروں میں گھُومنے اور سفر کرنے کا ارادہ کیا جب ان کی قوم نے اُن کے ارادہ کی خبر پائی ان کے پاس جمع ہُوئے اور کہا اے ذوالقرنین ہم تم کو خدا کی قسم دیتے ہیں کہ ہم کو اپنی خدمت سے محروم نہ کرنا اور دوسرے شہروں میں قیام نہ کرلینا کیونکہ ہم لوگ تمہاری زیارت سے مستفیض رہنے کے زیادہ حق دار ہیں اس لئے کہ تم ہمارے شہر میں پیدا ہُوئے ہو اور ہم میں تمہاری نشوونما اور تربیت ہوئی ہے اور ہمارے اموال اور مکانات سب تمہارے لیئے حاضر ہیں جو حکم چاہو ہم کو دو اور تمہاری ماں بھی ضعیف ہیں ان کا حق تم پر تمام خلق سے بہت زیادہ ہے تمہارے لئے مناسب نہیں ہے کہ ان کی نافرمانی اور مخالفت کرو جواب دیا کہ خدا کی قسم تمہارا قول درست اور تمہاری رائے نہایت مناسب ہے لیکن میں اس شخص کے مانند ہو رہا ہوں جس کے دل اور چشم و گوش کو قبضہ میں کرلیا گیا ہو اور جس کو سامنے سے قتل کرتے اور پیچھے سے اس کو بھگاتے ہیں اور وہ نہیں جانتا کہ اس کو کس غرض سے اور کہاں لیئے جاتے ہیں لیکن اے میری قوم کے لوگو آؤ اور اس مسجد میں داخل ہو اور سب کے سب مسلمان ہو جاؤ اور مخالفت نہ کرو ورنہ ہلاک ہو جاؤ گے غرض کہ قریہ والوں اور اسکندریہ کے رئیسوں کو طلب کیا اور کہا کہ مسجد کو آباد رکھنا اور میری ماں کو میری مفارقت پر دلاسہ دیتے رہنا یہ کہہ کر ذوالقرنین روانہ ہو گئے ان کی ماں ان کی مفارقت

ذوالقرنین کا ایک عالیشان مسجد تعمیر کرنا۔

میں بہت زاری کرتی تھیں اور ان کا رونا کم نہ ہوتا تھا۔ ایک دہقان نے ان کی ماں کی تسلّی کے لیئے ایک تدبیر تجویز کی، ایک بڑی عید ترتیب دی اور منادی کو حکم دیا گیا کہ لوگوں میں جاکر ندا کرے کہ تمہارے دہقان نے تم کو آگاہ کیا ہے اور کہتا ہے کہ فلاں روز حاضر ہونا جب وُہ دن آیا اس کے منادی نے ندا کی کہ جلد آؤ لیکن وہ شخص اس عید میں شریک نہ ہو جو دنیا کی کسی مصیبت یا بلا میں گرفتار ہو، چاہیئے کہ وہ شخص شرکت کرے جو بلا و مصیبت سے محفوظ ہو یہ سن کر تمام اشخاص کھڑے ہوگئے اور کہنے لگے کہ ہم میں کوئی شخص ایسا نہیں ہے جو بلا و مصیبت سے خالی ہو اور ہم میں کوئی ایسا نہیں ہے جو کسی بلا میں یا اپنے کسی دوست یا عزیز کی موت کے غم میں مبتلا نہ ہو جب ذوالقرنین کی ماں نے یہ سُنا ان کو یہ قضیہ پسند آیا مگر یہ نہ سمجھ سکیں کہ اس سے دہقان کی غرض کیا ہے پھر چند روز کے بعد دہقان نے منادی کو بھیجا جس نے ندا کی کہ دہقان تم کو حکم دیتا ہے کہ فلاں روز حاضر ہونا لیکن وُہ لوگ نہ آئیں جن پر کوئی بلا و مصیبت نہ ہو اور جن لوگوں کا دل کسی درد سے رنجیدہ نہ ہوا اور وُہ لوگ بھی نہ آئیں جو کسی بلا میں گرفتار نہ ہوں کیونکہ اس شخص کے ساتھ نیکی نہیں ہے جو کسی بلا میں نہ مبتلا ہو جب یہ ندا کی گئی لوگوں نے کہا کہ اس مرد نے پہلے بخل کیا آخر پشیمان اور شرمندہ ہوا۔ اپنی غلطی کا تدارک کیا اور اب اپنا عیب چھپاتا ہے۔ جب سب جمع ہوئے اس نے خطبہ پڑھا کہ میں نے تم لوگوں کو اس لئے جمع نہیں کیا تھا کہ دعوت و ضیافت کی جائے بلکہ اس لئے تم کو جمع کیا ہے کہ تم سے ذوالقرنین کے بارے کچھ باتیں کروں۔ اور اس درد کے متعلق جو ان کی مفارقت میں ہمارے دلوں کو پہنچا ہے اور ان کی خدمت سے محروم ہونے میں جو تکلیف گذری ہے اس کا کچھ تذکرہ کروں، آدمؑ کو یاد کرو جن کو خدا نے اپنے دست قدرت سے بنایا اور ان میں رُوح پھونکی اور فرشتوں کو ان کے لیئے سجدہ کا حکم دیا۔ اور ان کو اپنی بہشت میں ساکن کیا اور ان کو اس کرامت سے گرامی کیا۔ جس سے خلق میں کسی کو گرامی نہیں کیا تھا پھر ان کو سخت ترین بلا میں جو دُنیا میں ہو سکتی ہے مبتلا کیا کہ ان کو بہشت سے نکالا۔ اور وُہ مصیبت وُہ تھی کہ کوئی مصیبت اس سے سخت نہیں ہو سکتی۔ پھر اس کے بعد ابراہیمؑ کو آگ میں ڈالے جانے میں اور ان کے فرزند کو ذبح ہونے میں اور یعقوبؑ کو رنج و اندوہ میں اور یوسفؑ کو غلامی میں اور ایوبؑ کو بیماری میں یحییٰؑ کو رنج میں ذکریاؑ کو مار ڈالے جانے میں اور عیسٰیؑ کو اسیر ہونے میں اور بہت سی مخلوق کو مصائب میں جن کی تعداد خدا کے سوا کوئی نہیں جانتا مبتلا کیا پھر کہا کہ آؤ چلیں سکندر کی ماں کو تسلّی دیں ہم دیکھیں کہ ان کا صبر کس قدر ہے کیونکہ ان کی مصیبت ان کے فرزند کے غم میں سب سے

زیادہ ہے۔ چنانچہ وہ لوگ ان کے پاس گئے اور کہا کیا آج اس مجمع میں آپ موجود تھیں اور ان باتوں کو آپ نے سُنا جو مجلس میں بیان کی گئیں انہوں نے کہا تمہارے تمام امور کی میں نے اطلاع پائی اور تمہاری تمام باتوں کو میں نے سُنا تمہارے درمیان کوئی نہ تھا جس کی مصیبت اسکندروس کی مفارقت میں مجھ سے زیادہ ہوتی اب خدا نے مجھ کو صبر دیا اور مجھے راضی کیا اور میرے دل کو مضبوط کردیا مجھے اُمید ہے کہ میرا اجر میری مصیبت کے مطابق ہوگا اور تمہارے لیئے تمہاری مصیبت اور اس غم و رنج کے بقدر اجر کی اُمیدوار ہوں جو تم کو تمہارے بھائی کی مفارقت میں ہے۔ اور اس نیت اور کوشش کے بقدر اجر کی امید رکھتی ہوں جو تم نے اس کی ماں کو تسلّی دینے میں کی اور امید رکھتی ہوں کہ خدا تم کو اور مجھ کو بخش دے گا۔ اور مجھ پر اور تم پر رحم کرے گا۔ جب اس گروہ نے اس عاقلہ جلیلہ کا صبر جمیل مشاہدہ کیا خوش ہوئے اور واپس گئے۔ ذوالقرنین مغرب کی جانب سیر کرتے تھے یہاں تک کہ بہت دُور چلے گئے اور ان کا لشکر اس وقت فقرا اور مساکین کا تھا یہاں تک کہ خدا نے ان کو وحی کی کہ تم جمیع خلائق پر مشرق سے مغرب تک میری حجت ہو۔ یہی تمہارے خواب کی تعبیر ہے۔ ذوالقرنین نے کہا خداوندا تو مجھ کو اس امرِ عظیم کی تکلیف دیتا ہے جس کی قدر تیرے سوا کوئی نہیں جانتا۔ میں اس عظیم گروہ کا کس لشکر سے مقابلہ کروں اور کس سامان سے ان پر غالب ہو سکتا ہوں۔ اور کس تدبیر سے ان کو مطیع کروں اور کس صبر کے ساتھ ان کی سختیوں کو برداشت کروں اور کس زبان سے ان سے گفتگو کروں اور ان کی مختلف زبانوں کو کیونکر سمجھوں اور کس کان سے ان کی باتیں سُنوں اور کس آنکھ سے ان کو دیکھوں اور کس ہمت سے ان کی مخالفت کروں اور کس دل سے ان کے مطلب کا ادراک کروں اور کس حکمت سے ان کے معاملات کی تدبیر کروں اور کس حلم سے ان کی زیادتیوں پہ صبر کروں اور کس عدالت سے ان کا انصاف کروں اور کس معرفت سے ان کے درمیان حکم کروں اور کس لشکر سے ان سے جنگ کروں اس لیے کہ ان میں سے یقیناً کوئی ایک چیز بھی میرے پاس نہیں ہے لہٰذا مجھ کو ان پر قوت دے یقیناً تو مہربان پروردگار ہے تو کسی کو اس کی طاقت سے زیادہ تکلیف نہیں دیتا اور نہ اس کی قوت سے زیادہ بار ڈالتا ہے۔ خدا نے اُن کو وحی کی کہ میں عنقریب طاقت و قوت تم کو اس امر کے لیئے دیتا ہوں جس کی تکلیف تم کو دی ہے۔ تمہارے سینہ کو کشادہ کروں گا کہ تمام چیز کو سُن سکو اور تمہاری سمجھ میں وسعت دوں گا۔ تاکہ سب چیزوں کو سمجھ سکو اور تمہاری زبان کو ہر چیز پر گویا کروں گا اور تمہارے لیئے امور کا احصا کروں گا۔ اور کوئی چیز تم سے فوت نہ ہوگی اور تمہارے لئے تمہارے اُمور کی حفاظت کروں گا تاکہ کوئی چیز تم پر مخفی نہ رہے اور تمہاری پشت قوی کروں گا تاکہ کسی خطرہ سے تم نہ ڈرو اور تم میں

ایسا رعب پیدا کردوں گا کہ تم کسی چیز سے ہراساں نہ ہو اور تمہاری رائے کو درست کردوں گا تاکہ تم سے غلطی نہ ہو اور تمہارے جسم کو تمہارا مسخر قرار دوں گا تاکہ تمام چیزوں کا تم احساس کرسکو اور روشنی اور تاریکی کو بھی تمہارا مسخر کردوں گا۔ اور ان کو تمہارا دو لشکر قرار دوں گا روشنی تمہاری ہدایت اور رہنمائی کرے گی۔ اور تاریکی تمہاری حفاظت کرے گی اور قوموں کو تمہارے پیچھے سے تمہارے سامنے جمع کرے گی۔ غرض ذوالقرنین اپنے پروردگار کی رسالت کے ساتھ روانہ ہوئے خدا نے ان کی مدد کی جو کچھ وعدہ کیا تھا پورا کیا۔ اور وہ چلے تاکہ اس مقام پر پہنچیں جہاں آفتاب غروب ہوتا ہے۔ ان کے پاس کوئی قوم نہیں پہنچی مگر یہ کہ ذوالقرنین نے اُن کو خدا کی طرف دعوت دی جو قبول کرتا ذوالقرنین اس سے راضی ہوتے اور جو قبول نہیں کرتا تھا ذوالقرنین اس پر ظلمت کو مسلط کردیتے تھے جو ان کے شہروں، قریوں، مکانوں اور منزلوں کو تاریک کردیتی تھی اور ان کے منہ ناک اور شکم میں بھر جاتی تھی اور وہ سب اسی طرح کچھ عرصہ تک متحیر رہتے آخر دعوتِ الٰہی کو قبول کرتے تھے اور تضرع و درازی کرتے ہوئے ان کے پاس آتے تھے یہاں تک کہ وہ غروب آفتاب کے مقام پر پہنچے وہاں ان کے پاس وہ قوم آئی جس کا ذکر حق تعالٰے نے قرآن میں فرمایا ہے۔ اور ذوالقرنین نے اس قوم کے ساتھ بھی وہی عمل کیا جو پہلے دوسری قوم کے ساتھ کرتے آئے تھے یہاں تک کہ مغرب کے اطراف سے فارغ ہوئے اور اتنی جماعتوں سے ملاقات کی جن کی تعداد کا خدا کے سوا کوئی نہیں احصا کرسکتا اور ان کو وہ قوت اور شوکت حاصل ہوئی جو کسی کے لئے تائید الٰہی کے بغیر نہیں حاصل ہوسکتی اور ان کے لشکر میں مختلف زبانیں اور طرح طرح کی خواہش اور پراگندہ قلوب پیدا ہوگئے پھر ظلمات میں آٹھ شبانہ روز چلتے رہے یہاں تک کہ ایک پہاڑ پر پہنچے جو تمام زمین کو گھیرے ہوئے تھا ناگاہ ایک فرشتہ کو دیکھا جو پہاڑ سے لپٹا ہوا ہے اور کہتا ہے۔

سُبْحَانَ رَبِّیْ مِنَ الْاٰنِ اِلٰی مُنْتَهَى الدَّهْرِ سُبْحَانَ رَبِّیْ مِنْ اَوَّلِ الدُّنْیَا اِلٰی اٰخِرِهَا سُبْحَانَ رَبِّیْ مِنْ مَوْضِعِ کَفِّیْ اِلٰی عَرْشِ رَبِّیْ سُبْحَانَ رَبِّیْ مِنْ مُنْتَهَى الظُّلْمَةِ اِلَی النُّوْرِ۔

یہ سن کر ذوالقرنین سجدہ میں گر پڑے اور جب تک خدا نے ان کو قوت اور مدد نہ دی اس ملک کو دیکھنے کے واسطے سر نہ اٹھایا۔ فرشتہ نے کہا اے فرزند آدم تجھ کو ایسی طاقت کیونکر ملی۔ کہ تو اس جگہ پہنچا حالانکہ فرزندانِ آدم میں سے کوئی اس جگہ تجھ سے پہلے نہیں پہنچا ذوالقرنین نے کہا کہ مجھے اس نے اس مقام تک آنے کی قوت دی۔ جس نے تجھ کو اس پہاڑ پر قابض ہونے کی طاقت بخشی ہے جو تمام زمین کو گھیرے ہوئے ہے فرشتہ نے کہا تو نے سچ کہا۔ اور اگر یہ پہاڑ نہ ہوتا زمین اپنے باشندوں سمیت ہلتی۔ اور رنگوں

زلزلہ کا سبب

ہو جاتی اور روئے زمین پر کوئی پہاڑ اس سے زیادہ بڑا نہیں ہے اور یہ پہلا پہاڑ ہے جس کو خدا نے روئے زمین پر خلق کیا ہے اور اس کی چوٹی آسمانِ اول سے ملی ہوئی ہے اور اس کی جڑ ساتویں زمین میں ہے اور تمام زمین کو مانند حلقہ کے گھیرے ہوئے ہے اور روئے زمین کے تمام شہروں کی جڑ اسی پہاڑ سے تعلق رکھتی ہے جب خدا چاہتا ہے کہ کسی شہر میں زلزلہ آوے۔ میری جانب وحی کرتا ہے میں اس شہر کی جڑ کو حرکت دیتا ہوں جو اس شہر تک پہنچتی ہے اور اس شہر کو اس جڑ کے ذریعہ سے زلزلہ میں لاتا ہوں۔ ذوالقرنین نے جب چاہا کہ واپس ہوں اس فرشتہ سے کہا کہ مجھے کوئی نصیحت کرو اس نے کہا اپنی روزی کا غم نہ کرو اور آج کے کام کو کل پر نہ اٹھا رکھو اور جو چیز تمہاری ضائع ہو جائے اس کے لئے غم نہ کرو رفق و مدارات کے ساتھ عمل کرو اور جبّار ظالم اور صاحب تکبّر نہ بنو یہ سن کر ذوالقرنین اپنے اصحاب کی طرف واپس ہوئے اور عنانِ عزیمت مشرق کی جانب پھیری اور جو گروہ ان کے اور مشرق کی جانب آباد تھا اس کی تلاش کرتے تھے اور پھر ہدایت کرتے تھے اسی طریقہ سے جس طرح جانب مغرب کی امتوں کی ہدایت کی تھی اور ان جماعتوں سے قبل ان کو مطیع کیا تھا جب مشرق و مغرب سے فارغ ہوئے اس سد کی جانب متوجہ ہوئے جس کا تذکرہ خدا نے قرآن میں کیا ہے اور اس جگہ ایسے لوگوں سے ملاقات کی جو کوئی زبان نہیں سمجھتے تھے اور سد اور اُن لوگوں کے درمیان ایک قوم آباد تھی جس کو یاجوج ماجوج کہتے تھے جو چوپایوں سے مشابہ تھے کھاتے پیتے تھے ان کے بچے بھی ہوتے تھے ان میں نر و مادہ تھے ان کا چہرہ، جسم اور خلقت انسان سے مشابہ تھی لیکن انسان سے بہت چھوٹے ہوتے تھے بلکہ اطفال کے برابر تھے۔ اور پانچ بالشت سے زیادہ بڑے نہیں ہوتے تھے اور خلقت وصورت میں سب کے سب مساوی ہوتے سب عریاں جسم اور برہنہ پا رہتے نہ کپڑے پہنتے نہ پیروں میں جوتے رکھتے اونٹ کے مانند ان کے بھی کوہان ہوتے جس سے ان کی سردی و گرمی میں حفاظت ہوتی ان کے دو کان ہوتے ایک میں اندر و باہر بال ہوتے اور دوسرے میں اندر و باہر کوہان رہتے تھے۔ ان کے ناخن کے بجائے چنگل ہوتے تھے درندوں کی طرح ان کے دانت اور کانٹے ہوتے تھے جب وہ سوتے تو اپنے ایک کان کو بچھا لیتے اور دوسرے کو اوڑھتے تھے جو ان کے جسم کو سر سے پیر تک چھپا لیتا تھا۔ ان کی روزی دریا کی مچھلیاں تھیں ہر سال ان پر ابر سے مچھلیوں کی بارش ہوتی تھی جس سے ان کی زندگی آسانی اور فارغ البالی سے بسر ہوتی جب وہ وقت آتا تھا مچھلیوں کے برسنے کے منتظر ہوتے تھے جس طرح انسان بارش آب کا انتظار کرتے ہیں۔ اگر مچھلیوں کی بارش ہو جاتی تھی تو ان میں فراوانی ہوتی اور وہ فربہ ہوتے

فرشتہ کی ذوالقرنین کو نصیحتیں۔

ان کی اولادیں پیدا ہوتیں اور وہ زیادہ ہو جاتے اور ایک سال تک وہ مچھلیاں ان کا ذریعہ معاش ہوتیں پھر وُہ کوئی چیز اس کے علاوہ نہیں کھاتے تھے اور اس قدر زیادہ ہو جاتے کہ ان کی تعداد سوائے خدا کے کوئی احصا نہ کر سکتا تھا اور اگر کسی سال مچھلیوں کی بارش نہ ہوتی تو وہ سب قحط میں گرفتار ہوتے، بھوک سے پریشان ہوتے ان کی نسل اور اولادیں منقطع ہو جاتیں ان کی عادت تھی کہ وُہ چوپایوں کی طرح راستہ چلتے اور جہاں چاہتے جماع کرتے۔ جس سال ان پر مچھلیاں نہیں برستی تھیں بھوکے ہوتے تھے اور شہروں کی جانب رُخ کرتے تھے جس جگہ پہنچ جاتے تھے فساد کرتے تھے کسی چیز کو نہیں چھوڑتے تھے ان کا فساد ٹڈیوں اور اولوں اور تمام آفتوں سے بہت زیادہ تھا اور وُہ سب جس زمین کی طرف رُخ کرتے وہاں کے باشندے اپنے مکانوں کو چھوڑ کر باہر بھاگ جاتے اور اس زمین کو خالی کر دیتے تھے کیونکہ کوئی ان سے مقابلہ نہیں کر سکتا تھا وہ جس مقام پر وارد ہوتے تھے اس پر اس طرح چھا جاتے تھے کہ کسی کو وہاں پیر رکھنے اور بیٹھنے کی جگہ نہیں رہتی تھی۔ خدا کی مخلوق میں کوئی ان کی تعداد نہیں جانتا تھا اور ممکن نہ تھا۔ کہ کوئی ان کی طرف نظر کر سکتا یا ان کے پاس جا سکتا کیونکہ وہ نہایت کریہہ منظر اور نجاست و کثافت وغیرہ سے آلودہ ہوتے تھے اس سبب سے لوگوں پر غالب ہوتے تھے۔ جس وقت کہ وہ کسی طرف کا رخ کرتے تھے ان کی آواز سو فرسخ کی مسافت سے مثل آندھی اور سخت بارش کی آواز کے ان کی تعداد کی زیادتی کے سبب سے سنائی دیتی تھی اور جس شہر میں وارد ہوتے تھے ان کا ایک ہمہمہ مثل شہد کی مکھیوں کی آواز کے بلکہ اس سے زیادہ شدید اور سخت ہوتا تھا کہ ان کی آواز کے مقابلہ میں کوئی آواز نہیں سُنائی دے سکتی تھی جب وُہ کسی زمین کا رُخ کرتے تھے تو تمام جانور اور درندے اس زمین سے بھاگ جاتے تھے کیونکہ اس ساری زمین پر وُہ بھر جاتے تھے کہ کسی دُوسرے حیوان کے لیئے جگہ نہ رہتی تھی۔ ایک امر اُن میں سب سے زیادہ عجیب یہ تھا کہ ان میں سے ہر ایک اپنے مرنے کا وقت جانتا تھا کیونکہ ان کے نر و مادہ میں سے کوئی اس وقت تک نہ مرتا جب تک کہ اس کے ہزار فرزند نہ ہو جاتے جب ہزار فرزند ہو جاتے تو وہ سمجھ لیتا کہ اب مرنا چاہیئے پھر وُہ ان کے درمیان سے نکل جاتا اور مرنے کے لئے ہاتھ پیر پھیلا دیتا تھا۔ وُہ سب ذوالقرنین کے زمانہ میں شہروں میں وارد ہوئے تھے اور ایک مقام سے دُوسرے مقام پر جاتے تھے اور شہروں کو خراب کرتے پھرتے تھے اور ایک قوم کے پاس سے دُوسری قوم کی طرف رُخ کرتے اور باشندوں کو ان کے شہروں سے نکالتے رہتے تھے اور

جس طرف متوجہ ہوتے تھے رُخ نہیں پھیرتے تھے اور داہنی اور بائیں جانب متوجہ نہیں ہوتے تھے جب اس قوم نے جس کے پاس ذوالقرنین پہنچے تھے ان کی آواز سنی سب کے سب نے ذوالقرنین کے پاس جمع ہو کر فریاد کی کہ ہم نے سُنا ہے جو کچھ خدا نے آپ کو عطا فرمایا ہے مثل بادشاہی اور ملک وسلطنت کے اور جو دبدبہ وہیبت اس نے آپ کو بخشی ہے اور نور وظلمت اور اہلِ زمین کے لشکروں سے جس طرح آپ کی مدد کی ہے ہم یاجُوج اور ماجُوج کے ہمسایہ واقع ہوئے ہیں اور ان کے اور ہمارے درمیان اس پہاڑ کے سوا کوئی آڑ اور روک نہیں ہے ہمارے اور ان کے درمیان ان دونوں پہاڑوں کے درمیان سے راہ ہے اگر وہ ہماری طرف رُخ کریں گے ہم کو ہمارے مکانوں سے نکال دیں گے۔ ہم ان کے سامنے ٹھہرنے کی تاب نہیں رکھتے۔ وہ بے انتہا مخلوق ہیں انسانوں کی سی صورت رکھتے ہیں لیکن مثل چوپایوں کے اور درندوں کے گھاس کھاتے ہیں۔ اور حیوانوں اور جانوروں کو درندوں کی طرح پھاڑ ڈالتے ہیں سانپ اور بچھو اور تمام حشرات الارض بلکہ ہر ذی رُوح کو کھا جاتے ہیں اور مخلوقاتِ خدا میں سے کوئی مخلوق ان سے زیادہ نہیں ہوتی ہم جانتے ہیں کہ زمین ان سے بھر جائے گی اور وہ اس پر بسنے والوں کو نکال دیں گے۔ اور زمین میں فساد کریں گے۔ ہم ہر وقت خائف ہیں کہ ان دونوں پہاڑوں کے درمیان سے ہماری طرف ظاہر ہوں گے۔ خدا نے آپ کو تدبیر وقوت عطا کی ہے کہ اس کے مثل تمام عالم میں کسی کو نہیں عطا کی۔ کیا ہم آپ کے لئے کچھ چندہ جمع کر دیں۔ تاکہ آپ ہمارے اور ان کے درمیان ایک دیوار بنا دیں ذوالقرنین نے کہا خدا نے جو کچھ مجھے عطا کیا ہے اس چندہ سے بہتر ہے جو تم لوگ مجھے دو گے بلکہ تم مجھے اپنی قوت سے مدد دو تاکہ تمہارے اور ان کے درمیان میں ایک سد تیار کر دوں۔ لوہے کی سلیں لاؤ۔ ان لوگوں نے کہا کہاں سے لائیں اتنے لوہے اور تانبے کہ اس سد کے لیے کافی ہو فرمایا کہ تم کو لوہے اور تانبے کی کانیں بتلاتا ہوں کہا کس طرح ان میں سے لوہے اور تانبے کو کاٹیں گے پس ان کے لیئے دُوسرے معدن کو زمین کے نیچے سے باہر نکالا جس کو سامور کہتے تھے وہ تمام چیزوں سے زیادہ سفید تھا اس میں سے جس قدر بھی کسی چیز پہ ڈال دیتے تھے۔ اس کو وہ پگھلا دیتا تھا۔ اسی سے چند آلات تیار کئے۔ جس سے وہ لوگ معدنوں میں کام کرتے تھے اور اسی آلہ سے حضرت سلیمانؑ بیت المقدس کے لیئے ستون اور ان پتھروں کو کاٹتے تھے جو شیاطین ان کے لیئے لائے تھے غرض کہ ان لوگوں نے تانبا اور لوہا ذوالقرنین کے پاس اس قدر جمع کیا جو سد کیلئے کافی تھا!

پھر لوہے کو پگھلایا اور اس کے ٹکڑے پتھر کی سلوں کی طرح بنائے اور دیوار میں پتھر کے بجائے ان ہی ٹکڑوں کو چُنا اور تانبے کو پگھلا کر مٹی کے بجائے ان آہنی ٹکڑوں کے درمیان میں رکھا۔ دونوں پہاڑوں کے درمیان ایک فرسخ کا فاصلہ تھا ذوالقرنین نے فرمایا تو اس دیوار کے لئے بنیاد کھودی یہاں تک کہ زمین کے نیچے پانی تک پہنچا یا اور سد کی چوڑائی ایک میل تک قائم کی اور آہنی ٹکڑوں کو ایک دوسرے پر چُن کر تانبے کو پانی کی طرح پگھلا کر اس میں ڈالا گویا کہ ایک طبقہ مس کا تھا۔ اور ایک آہن کا یہاں تک کہ وہ دیوار ان دونوں پہاڑوں کے برابر ہوگئی اور وہ چمکدار کپڑے کی طرح تانبے کی سرخی اور لوہے کی سیاہی کے سبب سے سُرخ و سیاہ معلوم ہوتی تھی۔ یاجوج و ماجوج ہر سال اس سد کے قریب آتے ہیں۔ کیونکہ وُہ شہروں میں گشت کرتے رہتے ہیں۔ جب سد کے نزدیک پہنچتے ہیں وہ مانع ہوتی ہے پھر واپس چلے جاتے ہیں۔ اور ہمیشہ اسی حال پر قیامت کے قریب تک رہیں گے یہاں تک کہ آثار قیامت ظاہر ہوں اور قیامت کی علامتوں میں سے ایک قائم آلِ محمد صلوات اللہ علیہ کا ظہور ہے اس وقت حق تعالیٰ سد کو ان کے لیئے کھول دے گا۔ جیسا کہ فرمایا ہے کہ جس وقت یاجُوج و ماجُوج رہا کیئے جائیں گے۔ اور وہ ہر بلندی سے تیزی کے ساتھ روانہ ہوں گے۔ [1]

باب دہم حضرت یعقوب اور حضرت یوسف علیہم السّلام کے حالات

بسند صحیح حمزہ ثمالی سے منقول ہے انہوں نے کہا کہ ایک بار جمعہ کے روز میں نے صبح کی نماز حضرت امام زین العابدین علیہ السّلام کے ساتھ مدینہ کی مسجد میں ادا کی حضرت نماز سے فارغ ہو کر دولتکدہ پر تشریف لے گئے۔ میں بھی ان حضرت کے ساتھ گیا۔ حضرت نے اپنی ایک کنیز کو جس کا نام سکینہ تھا طلب کیا اور فرمایا کہ جو سائل ہمارے مکان کے دروازے سے گذرے اس کو کھانا کھلانا کیونکہ آج روز جمعہ ہے۔ میں نے عرض کی کہ ایسا تو نہیں ہے کہ ہر سوال کرنے والا مستحق بھی ہو فرمایا کہ اے ثابت میں ڈرتا ہوں کہ اس صُورت میں بعض ان میں سے جو مستحق ہیں میں اُن کو بھی نہ دُوں اور رَد کر دوں تو مجھ پر بھی نازل ہو وہ بلا جو یعقوبؑ اور آلِ یعقوبؑ پر نازل ہُوئی۔ یقیناً

---

[1] قول مؤلف۔ اس کے بعد جو کچھ وہب کی روایت میں گذرا اس روایت میں بھی مذکور تھا لیکن میں نے تکرار کے خیال سے ذکر نہیں کیا اور جو کچھ ان دونوں روائتوں میں سابقہ روائیتوں کے خلاف ہے قابلِ اعتبار نہیں۔ ۱۲

کھانا کھلاؤ یہ تحقیق کہ یعقوبؑ ہر روز ایک گوسفند ذبح کر کے اس میں سے کچھ تصدق بھی کرتے سائل کو دیتے اور بقیہ حصہ میں سے خود کھاتے اور اپنے اہل و عیال کو کھلاتے تھے۔ ایک مرتبہ شب جمعہ افطار کے وقت ایک مسافر مومن غریب روزہ دار سائل جس کی منزلت خدا کے نزدیک بہت عظیم تھی ان کے دروازہ پر آیا اور آواز دی کہ اپنے کھانے میں سے غریب مسافر بھوکے سائل کو کھانا کھلاؤ۔ یوں ہی کئی بار سوال کیا ان لوگوں نے سُنا لیکن اس کے حق کو نہ پہچانا[1] اور اس کی بات کو باور نہ کیا آخر وہ مایوس ہوا اور رات کی تاریکی نے اس کو گھیر لیا وہ اِنَّا لِلّٰہِ وَ اِنَّا اِلَیْہِ رَاجِعُوْنَ۔ کہتا اور روتا ہوا واپس چلا گیا اور بھوکا سو گیا دُوسرے روز بھی بھوکا تھا لیکن صبر کیا اور خدا کی حمد بجالایا۔ یعقوبؑ اور ان کے اہل و عیال رات کو سیر ہو کر سوئے صبح کو ان کے پاس رات کا کھانا بچا ہوا تھا۔ حق تعالیٰ نے اس صبح کو یعقوبؑ پر وحی کی کہ تم نے میرے بندہ کو اس درجہ ذلیل کیا کہ اس کے سبب سے اپنی جانب میرے غضب کا رُخ پھیر لیا اور میرے عذاب کے سزاوار ہوئے لہٰذا میری جانب سے اپنے اور اپنے اہل و عیال پر ابتلا کے منتظر رہو اے یعقوب میرے نزدیک پیغمبروں میں سب سے زیادہ محبوب اور سب سے زیادہ گرامی وہ ہے جو میرے مسکین اور عاجز بندوں پر رحم کرے اور ان کو اپنے قرب میں جگہ دے ان کو کھانا کھلائے ان کی اُمیدگاہ اور جائے پناہ ہو اے یعقوبؑ تم نے کیوں رحم نہ کیا میرے غریب بندہ پر جو میری عبادت میں کوشش کرنے والا اور دُنیا کی قلیل مگر حلال چیزوں پر قناعت کرنے والا ہے شب گذشتہ جس وقت کہ تمہارے دروازہ پر وہ گذرا اپنے افطار کے وقت تمہارے گھر میں آواز دی کہ راہ گیر غریب اور قانع سائل کو کھانا کھلاؤ اور تم لوگوں نے اس کو کچھ نہ دیا اس نے اپنے حال کی مجھ سے شکایت کی اور بھوکا سو رہا اور میری حمد بجالایا پھر دُوسرے روز روزہ رکھا اے یعقوبؑ تم اور تمہارے فرزند سیر ہو کر سوئے اور صبح تمہارے پاس کھانا بچا ہوا تھا۔ اے یعقوبؑ شاید تم نہیں جانتے کہ میری عقوبت اور بلا بہ نسبت میرے دشمنوں کے میرے دوستوں کو بہت جلد پہنچتی ہے۔ اور یہ میرا لطف و احسان ہے میرے دوستوں کے لئے اور استدراج اور امتحان ہے دشمنوں کے واسطے اپنے عزت کی قسم کھاتا ہوں کہ تم پر بلا نازل کروں گا۔ اور تمہارے فرزندوں کو تیر ہائے مصائب کا نشانہ بناؤں گا۔ اور تم کو اپنی طرف سے آزار و مصیبت میں

[1] معلوم ہوتا ہے حضرت یعقوبؑ کے کانوں تک اس کی آواز نہیں پہنچی ورنہ نبی کی شان سے یہ بعید ہے کہ سائل کو محروم واپس کر دے۔
لیکن عتاب الٰہی شاید اس وجہ سے ہوا کہ پہلے سے حضرت نے اپنے ملازمین کو تاکید نہ کی ہوگی۔ کہ کسی سائل کو محروم واپس نہ کرنا جس طرح امام زین العابدینؑ نے اپنی کنیز کو تاکید فرمائی (مترجم) ۱۲

گرفتار کروں گا۔ لہٰذا میری بلاؤں کے لئے تیار رہو اور میرے حکم پر راضی رہو اور میری جانب سے مصیبتوں پر صبر کرو۔ ابوحمزہ نے کہا میں آپ پر فدا ہوں کس وقت یوسفؑ نے وہ خواب دیکھا فرمایا کہ اسی شب کو جبکہ یعقوبؑ اور آلِ یعقوبؑ سیر ہو کر سوئے اور سائل بھوکا سویا یوسفؑ نے خواب دیکھا اور صبح کو اپنے پدر یعقوبؑ سے بیان کیا کہ میںؑ نے خواب میں دیکھا ہے کہ گیارہ ستاروں اور آفتاب و ماہتاب نے مجھے سجدہ کیا۔ جب یعقوبؑ نے یوسفؑ سے اس خواب کو سُنا جو کچھ ان کو وحی ہو چکی تھی کہ بلا پر مستعد رہنا اس بناء پر یوسفؑ سے کہا کہ اپنے اس خواب کو اپنے بھائیوں سے بیان نہ کرنا کیونکہ میں ڈرتا ہوں کہ تمہارے ہلاک کرنے میں کوئی مکرو فریب نہ کریں یوسفؑ نے اس نصیحت پر عمل نہ کیا اور اپنے خواب کو اپنے بھائیوں سے بیان کر دیا۔ حضرت نے فرمایا کہ پہلی جو بلا یعقوبؑ اور آلِ یعقوب پر نازل ہوئی یوسفؑ کے بارے میں ان کے بھائیوں کا حسد تھا۔ اس خواب کے سبب سے جو ان لوگوں نے یوسفؑ سے سُنا تھا۔ اور یعقوبؑ کی رقت یوسفؑ کے لئے زیادہ ہوئی وُہ ڈرے کہ جو وحی ان کو کی گئی ہے کہ بلا کے لئے تیار رہنا وُہ یوسفؑ کے باب میں ہوگی اور ان کی محبت دُوسرے فرزندوں کی بہ نسبت زیادہ تھی جب برادرانِ یوسفؑ نے دیکھا کہ وہ یوسفؑ پر ان لوگوں سے زیادہ مہربان ہیں اور ان کو زیادہ عزیز رکھتے ہیں اور ان لوگوں پر ترجیح دیتے ہیں ان پر بہت گراں گذرا۔ اور آپس میں مشورہ کیا کہ ہمارے باپ کو یوسفؑ اور ان کا بھائی ہم سے زیادہ محبوب ہیں حالانکہ ہم زیادہ قوی اور تنومند ہیں اور باپ کی خدمت کرتے ہیں اور وہ دونوں بچے ہیں وہ ان کا کوئی کام بھی نہیں کرتے۔ یقیناً اس بارے میں ہمارے باپ کھلی ہوئی غلطی پر ہیں۔ یوسفؑ کو مار ڈالو یا ایسی زمین پر چھوڑ آؤ جو آبادی سے دُور ہو تاکہ پدر بزرگوار کا روئے التفات ہم سب کی طرف رہے۔ یعنی ان کی شفقت ہم سے مخصوص ہو جائے اور پھر وُہ کسی دُوسری طرف رُخ نہ کریں پھر اس کے بعد ہم سب نیک اور صالح بن جائیں گے اور توبہ کر لیں گے یہ مشورہ کر کے وُہ لوگ اُسی وقت اپنے باپ کی خدمت میں آئے اور کہا اے پدر کیوں ہم لوگوں کے ساتھ یوسفؑ کو نہیں بھیجتے اور اس کے بارے میں ہم کو امین کیوں نہیں سمجھتے۔ حالانکہ ہم ان کے ناصح اور خیر خواہ ہیں۔ ان کو کل ہمارے ساتھ بھیج دیجئے تاکہ وُہ (جنگل کے) میوے کھائیں اور کھیلیں یقیناً ہم لوگ اس کی حفاظت کرنے والے ہیں اس سے کہ کوئی ضرر اس کو پہنچے۔ یعقوبؑ نے فرمایا کہ بے شک اس کا میری نگاہوں سے علیحدہ ہونا میرے صدمہ کا سبب ہوتا ہے میں اس کی مفارقت کی تاب نہیں رکھتا ہیں

---

۵ سورۂ یوسف پ ۱۳

ڈرتا ہوں کہ کہیں اس کو بھیڑیا نہ کھا جائے اور تم اس سے غافل رہو غرض کہ یعقوبؑ عذر کرتے تھے کہ کہیں ایسا نہ ہو کہ خدا کی جانب سے وُہ بلا یوسفؑ سے متعلق ہو چونکہ اُن کو ہر ایک سے بہت زیادہ دوست رکھتے تھے آخر خدا کی قدرت اس کی قضا اور اس کا حکم جاری یعقوبؑ یوسفؑ اور ان کے بھائیوں کے باب میں غالب آیا اور حضرت یعقوبؑ اپنی ذات سے اور یوسفؑ سے بلا کو رد نہ کر سکے۔ غرضیکہ یوسفؑ کو ان کے بھائیوں کے حوالہ کیا باوجودیکہ کراہت رکھتے تھے اور یوسفؑ کے بارے میں خدا کی جانب سے بلا کے منتظر ہوئے۔ جب وُہ لوگ یوسفؑ کو مکان سے لے چلے حضرت یعقوبؑ بیتاب ہو کر ان کے پیچھے تیزی سے دوڑتے ہوئے پہنچے اور یوسفؑ کو ان سے لے لیا اور ان کی گردن میں باہیں ڈال کر روئے پھر اُن کو دے دیا اور واپس آئے ادھر وُہ لوگ روانہ ہوئے اور تیزی کے ساتھ یوسفؑ کو لے چلے تاکہ ایسا نہ ہو کہ پھر حضرت یعقوبؑ آ کر ان سے لے لیں اور واپس نہ دیں۔ وُہ لوگ ان کو بہت دُور ایک جنگل میں لے گئے۔ اور مشورہ کیا کہ یوسفؑ کو مار کر درخت کے نیچے ڈال دیں رات کو بھیڑیا کھا جائیگا۔ ان میں سب سے بڑے بھائی نے کہا کہ اگر یہی منظور ہے کہ یوسفؑ کو باپ سے جُدا کر دیا جائے تو میری بات اگر مانو تو اس کو قتل نہ کرو بلکہ اس کو قعرِ چاہ میں ڈال دو تاکہ کسی قافلہ کے لوگ نکال لے جائیں یہ مشورہ کر کے یوسفؑ کو کنوئیں پر لے گئے اور اس میں گرا دیا۔ ان کا خیال تھا کہ یوسفؑ غرق ہو جائیں گے۔ جب وُہ کنوئیں کی تہہ میں پہنچے ان لوگوں کو آواز دی کہ اے فرزندانِ رومین میرا سلام میرے پدر کی خدمت میں پہنچا دینا جب ان کی آواز سُنی ایک نے دُوسرے سے کہا کہ اس جگہ سے حرکت نہ کرو جب تک کہ معلوم نہ ہو جائے کہ وُہ مر گیا۔ آخر وُہ وہاں شام تک ٹھہرے اور سونے کے وقت روتے ہوئے باپ کی خدمت میں واپس آئے اور کہا کہ بابا جان ہم لوگ یوسفؑ کو لے کر گئے اس کو اپنے سامان کے پاس چھوڑ دیا اور خود ادھر اُدھر دوڑنے اور تیر اندازی کرنے لگے اتنے میں بھیڑیا آ کر اس کو کھا گیا۔ باپ نے جب اُن کا کلام سُنا اِنّا لِلّٰہِ واِنّا الیہ راجعون کہہ کر روئے اور سمجھ گئے کہ یہ وہی امتحان و ابتلاء ہے۔ جسکی خبر بذریعہ وحی خدا نے دیدی تھی کہ بلا پر تیار رہو لہٰذا صبر کیا اور مصیبت پر آمادہ ہو گئے اور ان لوگوں سے فرمایا کہ (جو کچھ تم کہتے ہو ایسا نہیں ہے) بلکہ تمہارے نفسوں نے ایک حیلہ کو تمہارے لئے زینت دیدی ہے خدا کبھی یوسف کا گوشت بھیڑیئے کو کھانے کے لئے نہ دے گا۔ قبل اس کے کہ میں اس سچے خواب کی تعبیر مشاہدہ نہ کرلوں جو یوسفؑ نے دیکھا تھا جب صبح ہُوئی بھائیوں نے آپس میں مشورہ کیا کہ آؤ چل کر دیکھیں کہ یوسفؑ کس حال میں ہیں آیا مر گئے یا زندہ ہیں جب کنوئیں پر پہنچے راہگیروں کی ایک جماعت کو دیکھا کہ کنوئیں پر جمع

ہیں۔ اس جماعت نے پہلے کسی کو پانی لانے کے لیے کنویں پر بھیجا تھا اُس نے ڈول کنویں میں ڈالا تو حضرت یوسفؑ اس ڈول سے لپٹ گئے اس نے ڈول اوپر نکالا اس میں ایک نہایت حسین وجمیل لڑکے کو دیکھا۔ اس نے اپنے ساتھیوں کو آواز دی کہ خوش خبری ہو تم کو کہ یہ طفل کنویں سے نکلا ہے۔ اسی وقت یوسفؑ کے بھائی پہنچ گئے اور کہنے لگے کہ یہ ہمارا غلام ہے کل اس کنویں میں گر گیا تھا آج ہم لوگ آئے ہیں کہ اس کو نکالیں یہ کہہ کر یوسفؑ کو ان سے لے لیا اور ایک طرف لے گئے اور کہا اگر تم ہماری غلامی کا اقرار نہ کرو گے تو ہم تم کو مار ڈالیں گے۔ یوسفؑ نے کہا کہ مجھ کو قتل نہ کرو اور جو کچھ چاہو کرو۔ پھر ان کے بھائی اُن کو قافلہ والوں کے پاس لے گئے اور کہا کہ اس غلام کو ہم سے خرید لو۔ یہ سُن کر ان میں سے ایک شخص نے بیسؔ درہم کے عوض یوسفؑ کو خرید لیا۔ یوسفؑ کے بھائی یوسفؑ کے لیے راہ داروں میں سے تھے یعنی ان کی شان سے واقف نہ تھے کہ اس قدر کم قیمت پر فروخت کر دیا اور جس شخص نے ان کو خرید کیا تھا مصر لے جا کر وہاں کے بادشاہ کے ہاتھ فروخت کیا جیسا کہ حق تعالےٰ فرماتا ہے کہ اس شخص نے اپنی بیوی سے کہا جس نے یوسفؑ کو خریدا تھا کہ یوسفؑ کو عزیز رکھنا شاید ہمارے کاموں میں اس سے کچھ مدد ملے یا یہ کہ ہم اس کو فرزندی میں لے لیں گے۔ راوی کہتا ہے کہ ابو حمزہ نے امام سے پوچھا کہ یوسفؑ کی کیا عمر تھی جس روز کہ ان کو کنویں میں ڈالا تھا فرمایا کہ نو سال اور بعض روایتوں کی بنا پر سات سال اور یہ زیادہ صحیح ہے۔ راوی نے پوچھا کہ یعقوبؑ کے مکان سے مصر کا کیا فاصلہ تھا فرمایا کہ بارہ روز کا اور فرمایا یوسفؑ حسن وجمال میں نظیر نہ رکھتے تھے جب بالغ ہونے کے قریب پہنچے بادشاہ کی بیوی ان پر عاشق ہوئی اور کوشش کرتی تھی کہ ان کو راضی کرلے کہ وہ اس کے ساتھ زنا کریں یوسفؑ کہتے تھے کہ معاذ اللہ ہم اس گھر کے رہنے والے ہیں جو زنا نہیں کرتے اس عورت نے ایک روز دروازوں کو بند کر دیا اور کہا خوف نہ کرو اور ان کے سامنے لیٹ گئی یوسفؑ اپنے کو چھڑا کر دروازے کی طرف بھاگے زلیخا اُن کے پیچھے دوڑی اور ان کے پیراہن کو پیچھے سے کھینچا یہاں تک کہ ان کے گریبان کو پھاڑ ڈالا۔ یوسفؑ نے اپنے کو پھر چھڑایا اور پھٹے ہوئے پیراہن کے ساتھ باہر نکل گئے اسی اثنا میں بادشاہ بھی دروازہ پر آ گیا اور ان کو اس حال سے دیکھا عورت نے اپنے گناہ کو رفع تہمت کے لیے یوسفؑ سے منسوب کیا اور کہا کیا ہے اس کی سزا جو تمہارے اہل سے بدی کا ارادہ کرے سوائے اس کے کہ اس کو قید خانہ بھیج دیا جائے یا ایک دردناک عذاب اس کو پہنچایا جاوے

بادشاہ نے ارادہ کیا کہ یوسفؑ کو سزا دے حضرت نے کہا بحق خدائے یعقوبؑ میں قسم کھاتا ہوں کہ تیرے اہل سے میں نے بدی کا ارادہ نہیں کیا بلکہ وہ خود مجھ کو لپٹی ہوئی تھی اور معصیت پر آمادہ کرتی تھی میں اس کے پاس سے بھاگ کر آیا ہوں اچھا اس بچہ سے پوچھ لے جو موجود ہے کہ ہم میں سے کس نے دوسرے کا ارادہ کیا تھا۔ اس وقت اس عورت کے پاس ایک شیر خوار بچّہ اسی خاندان کا کوئی لیئے ہوئے آ گیا تھا۔ خدا نے اس بچّہ کو گویا کیا اس نے کہا اے بادشاہ یوسفؑ کے پیراہن کو دیکھئے اگر سامنے سے پھٹا ہوا ہو تو یوسفؑ نے اس کا قصد کیا تھا اور اگر پیچھے سے پھٹا ہوا ہے تو اس نے یوسفؑ کا قصد کیا ہے جب بادشاہ نے اس طفل سے خلافِ عادت یہ بات سُنی بہت خائف ہوا پھر پیراہن لایا گیا دیکھا کہ پشت کی جانب پھٹا ہے زوجہ سے کہا یہ تمہارا مکر ہے اور تم عورتوں کے مکر سخت ہیں پھر یوسفؑ سے کہا کہ اس بات سے درگذر کرو اور اس امر کو پوشیدہ رکھنا کہ کوئی شخص تم سے نہ سُنے لیکن یوسفؑ نے اس کو مخفی نہ رکھا اور اس کی شہر میں شہرت ہوگئی حتیٰ کہ شہر کی چند عورتوں نے طعنہ زنی کی کہ عزیزِ مصر کی زوجہ اپنے غلام سے عشق بازی کرتی ہے اور اس کو اپنی طرف مائل کرتی ہے جب اس کی اطلاع عزیز کی بیوی کو ہوئی، ایک مجلس آراستہ کی اور سامانِ ضیافت کر کے ان عورتوں کو طلب کیا اور ہر ایک کے ہاتھ میں ایک نارنگی اور ایک چاقو دے دیا۔ اور یوسفؑ کو مجلس میں طلب کیا۔ جب ان عورتوں کی نظر آنحضرت کے جمال پر پڑی ان کی زیبائی اور حُسن سے مدہوش ہوگئیں اور نارنگی کے عوض اپنے ہاتھوں کو ٹکڑے ٹکڑے کر ڈالا اور کہا کہ یہ انسان نہیں بلکہ فرشتۂ مقرب ہے۔ پھر عزیز مصر کی زوجہ نے اُن سے کہا کہ تم لوگ اس کی محبت پر مجھ کو ملامت کرتی تھیں یہ اُسی کا نتیجہ ہے۔ غرض وہ عورتیں اس مجلس سے واپس گئیں پھر ہر ایک نے پوشیدہ طور سے یوسفؑ کے پاس ایک قاصد بھیجا اور ان سے التماس کیا کہ ان کی ملاقات کو آویں حضرت نے انکار کیا پھر مناجات کی کہ خداوندا میں زندان کو اس سے زیادہ پسند کرتا ہوں کہ وہ عورتیں مجھے بلائیں اگر تو ان کے مکر کو مجھ سے نہ دفع کرے گا تو میں ان کی طرف التفات کروں گا اور نافہموں میں شامل ہو جاؤں گا تو خدا نے آنحضرت سے ان کے مکر دُور کر دیئے جب یوسفؑ اور زنِ عزیز اور ان کا قصہ شہر مصر میں شائع ہُوا بادشاہ نے باوجودیکہ اُس بچّہ سے سُنا اور سمجھ لیا تھا کہ یوسفؑ کی کوئی خطا نہیں ہے تاہم ارادہ کیا کہ ان کو قید خانہ میں بھیجدے آخر آنحضرت کو قید خانہ میں بھیجا اور وہاں گذرا جو کچھ خدا نے قرآن میں ذکر کیا ہے۔

علی بن ابراہیمؒ نے جابر سے روایت کی ہے گیارہ ستارے جن کو حضرت یوسفؑ نے

خواب میں دیکھا تھا یہ تھے طارق، حوبان، ذیال، ذوالکتفین، وثاب، قابس، عمودان فیلق، مصبح، صنوع اور ضروغ۔

بسند معتبر حضرت امام محمد باقرؑ سے حضرت یوسفؑ کے خواب کے بارے میں جو انہوں نے دیکھا کہ گیارہ ستاروں اور آفتاب و ماہتاب نے اُن کو سجدہ کیا، یہ تعبیر روایت کی گئی ہے کہ وہ بادشاہ مصر ہوں گے۔ اور ان کے باپ ماں اور بھائی ان کے پاس جائیں گے آفتاب سے مراد یوسف کی ماں تھیں جن کا نام راحیل تھا اور ماہتاب حضرت یعقوبؑ تھے۔ اور گیارہ ستارے ان کے بھائی تھے۔ جب یہ لوگ ان کے پاس پہنچے خدا کے لیۓ سجدۂ شکر کیا۔ اس سبب سے کہ یوسفؑ کو زندہ دیکھا اور یہ سجدہ خدا کے لیۓ تھا یوسفؑ کے لیۓ نہ تھا۔

بسند دیگر انہی حضرتؑ سے روایت ہے کہ یوسفؑ کے پندرہ بھائی تھے۔ بنیامین اور یوسفؑ ایک ماں سے تھے یعقوبؑ کو اسرائیل اللہ کہتے تھے یعنی خدا کے لیۓ خالص یا خدا کے برگزیدہ یا صرف برگزیدہ وہ اسحٰقؑ کے فرزند تھے اور وُہ ابراہیم خلیل خدا کے بیٹے تھے۔ یوسفؑ کی عمر نو سال کی تھی جبکہ انہوں نے وُہ خواب دیکھا اور یعقوبؑ سے بیان کیا انہوں نے فرمایا کہ پیارے بیٹے اپنے خواب کو اپنے بھائیوں سے نہ کہنا۔ ورنہ وہ تمہارے ساتھ کوئی فریب کریں گے۔ اور تمہارے دفعیہ کی تدبیر کریں گے کیونکہ شیطان انسان کا دشمن ہے۔ اور دشمنی ظاہر کرنے والا ہے۔ پھر فرمایا جیسا کہ تم نے یہ خواب دیکھا ہے اس سے امّید ہے۔ کہ تمہارا پروردگار تم کو برگزیدہ فرمائے گا۔ اور احادیث کی تاویل کی تعلیم یعنی خوابوں کی تعبیر یا اس سے زیادہ عام باتیں اور تمام علوم الٰہی اور اپنی نعمت یعنی پیغمبری تم پر تمام کرے گا۔ جس طرح کہ تمہارے دو پدر ابراہیمؑ و اسحٰقؑ پر تم سے پہلے تمام کر چکا ہے۔ بہ تحقیق کہ تمہارا پروردگار دانا اور حکیم ہے یوسفؑ حسن و جمال میں اپنے تمام ہمعصروں سے زیادہ تھے اور یعقوبؑ اُن کو بہت دوست رکھتے تھے اور اپنے تمام فرزندوں پر ان کو ترجیح دیتے تھے اس سبب سے ان کے تمام بھائیوں پر حسد غالب آیا اور ان لوگوں نے آپس میں مشورہ کیا جیسا کہ خدا نے ذکر کیا ہے کہ یوسفؑ اور ان کا بھائی ہمارے باپ کے نزدیک ہم سے زیادہ محبوب ہیں حالانکہ ہم عُصبہ ہیں حضرت نے پھر فرمایا یعنی ہم ایک جماعت ہیں یقیناً ہمارے باپ اس بارے میں کھلی ہوئی غلطی پر ہیں پھر ان لوگوں نے تدبیر کی کہ یوسفؑ کو مار ڈالیں تاکہ باپ کی شفقت ان سے مخصوص ہو جائے۔ لاوی نے جو اُن میں موجود تھے کہا کہ یُوسفؑ کا مار ڈالنا مناسب نہیں ہے بلکہ اس کو اپنے باپ کی نگاہوں سے

پوشیدہ کریں تاکہ وہ اس کو نہ دیکھیں اور ہم لوگوں پر مہربان ہو جائیں غرضیکہ حضرت کے پاس آئے اور کہا بابا آپ ہم لوگوں کو یوسفؑ کے لئے امین کیوں نہیں سمجھتے حالانکہ ہم اس کے خیر خواہ ہیں اس کو ہمارے ساتھ کل بھیج دیجئے تاکہ وہ گھومے پھرے فرمایا یعنی گوسفند چرا دے اور کھیلے یقیناً ہم لوگ اس کے محافظت اور نگہبانی کریں گے۔ خدا نے یعقوبؑ کی زبان پر جاری کیا۔ انہوں نے کہا کہ تمہارا اس کو لے جانا مجھے مغموم کرتا ہے میں ڈرتا ہوں کہ بھیڑیا اس کو نہ کھا جائے اور تم اس سے غافل رہو ان لوگوں نے کہا کہ اگر بھیڑیا اس کو کھا جائے اور ہماری جماعت اس کے ہمراہ ہے تو یقیناً ہم نقصان اُٹھانے والوں میں سے ہوں گے حضرت نے فرمایا دو سے تیرہ افراد تک کو عصبہ کہتے ہیں غرض کہ یوسفؑ کو جب لے گئے تو مشورہ کر کے ان کو کنویں کے اندر ڈال دیا۔ اور ہم نے کنویں میں یوسفؑ کو وحی کی کہ تم ان لوگوں کو اس امر کی اس وقت خبر دوگے جبکہ وہ تم کو نہ پہچانیں گے۔

حضرت امام محمد باقر علیہ السلام نے فرمایا کہ جبرئیلؑ ان پر کنویں میں نازل ہوئے اور کہا کہ (خدا فرماتا ہے) کہ ہم تم کو جلالت کے ساتھ عزیز مصر بنائیں گے۔ اور تمہارے بھائیوں کو تمہارا محتاج کریں گے تاکہ وہ تمہارے پاس آویں اور تم ان کو اس برتاؤ کی خبر دو جو آج تمہارے ساتھ ان لوگوں نے کیا ہے اور وہ تم کو نہ پہچانیں گے کہ تم یوسفؑ ہو۔

حضرت صادق علیہ السلام سے منقول ہے کہ جس وقت کنویں میں اُن پر یہ وحی نازل ہوئی وہ سات سال کے تھے، علی بن ابراہیمؒ کا بیان ہے کہ جب یوسفؑ کو اپنے باپ سے علیحدہ کیا اور ان لوگوں نے چاہا کہ ان کو مار ڈالیں لاوی نے ان سے کہا کہ اگر میری بات مانو تو یوسفؑ کو قتل نہ کرو بلکہ اس کنویں میں ڈال دو تاکہ اس کو کوئی راہ گیر نکال لے جائے، یہ سُن کر ان کو کنویں پر لائے اور کہا اپنے کپڑے اتار دو یوسفؑ رونے لگے اور کہا اے میرے بھائیو مجھے برہنہ نہ کرو۔ ان لوگوں میں سے ایک شخص نے چاقو نکال لیا اور کہا اگر کپڑے نہیں اتاروگے تو تم کو مار ڈالوں گا۔ چنانچہ یوسفؑ کا لباس اتارا اور ان کو کنویں میں ڈال دیا اور واپس چلے گئے۔ یوسفؑ نے کنویں میں اپنے پروردگار سے مناجات کی اور کہا اے ابراہیمؑ و اسحٰقؑ اور یعقوبؑ کے خدا میری کمزوری اور بے بسی اور خورد سالی پر رحم کر، اسی اثنا میں مصر کے ایک قافلہ نے اس چاہ کے قریب قیام کیا اور ایک شخص کو کنویں سے پانی لانے کو بھیجا۔ جب اس نے ڈول کنویں میں ڈالا یوسفؑ اس سے لپٹ گئے ان قافلہ والوں نے ڈول کو اوپر کھینچا۔ تو اس میں ایک طفل کو دیکھا جس کے حسن و جمال کے مانند دُنیا کی آنکھوں نے نہ دیکھا تھا وہ

اپنے دوسرے ساتھیوں کے پاس دوڑتے ہوئے گئے اور کہا بشارت ہو کہ ہم نے ایک ایسا حسین و جمیل غلام پایا ہے۔ اس کو فروخت کر کے اس کی قیمت کو اپنا سرمایہ قرار دیں گے۔ جب برادران یوسفؑ کو اس کی اطلاع ہوئی قافلہ والوں کے پاس آئے اور کہا یہ ہمارا غلام ہے بھاگ گیا تھا۔ اور چپکے سے یوسفؑ سے کہا کہ اگر تم ہماری غلامی کا اقرار نہ کرو گے تو ہم تم کو مار ڈالیں گے۔ اہل قافلہ نے یوسفؑ سے پوچھا تو انہوں نے خوف سے کہہ دیا کہ ان لوگوں کا غلام ہوں۔ قافلہ والوں نے کہا کیا اس غلام کو ہمارے ہاتھ بیچو گے ان لوگوں نے کہا ہاں اس شرط پر کہ مصر لے جائیں اور اس شہر میں ظاہر نہ کریں اور ان کو نہایت کم قیمت یعنی اٹھارہ درہم پر فروخت کر دیا۔ کیونکہ وہ یوسفؑ کی قدر نہ جانتے تھے۔

بسند صحیح حضرت امام رضا علیہ السلام سے روایت ہے کہ وہ قیمت جس کے عوض میں یوسفؑ کو فروخت کیا بیس درہم تھے جو اس زمانہ کے حساب سے ایک ہزار دو سو ستر دینار فلوس ہوتے ہیں۔ اور ابو حمزہ ثمالی کی تفسیر سے منقول ہے کہ جس شخص نے حضرت یوسفؑ کو خرید کیا اس کا نام مالک بن زعر تھا۔ جس وقت سے خریدا تھا وہ اور اس کے ساتھی آنحضرت کی برکت سے اپنے حالات میں بہتری اور اس سفر میں برکت مشاہدہ کرتے تھے۔ اس وقت تک جبکہ ان کو فروخت کیا پھر وہ برکت ان سے زائل ہو گئی۔ اور برابر مالک کا دل یوسفؑ کی طرف مائل تھا اور وہ آثار جلالت و بزرگی ان کی جبین سے مشاہدہ کرتا تھا۔ ایک روز یوسفؑ سے اس نے کہا کہ مجھ سے اپنا نسب بیان کرو کہا میں یعقوبؑ کا فرزند یوسفؑ ہوں اور وہ اسحٰقؑ بن ابراہیمؑ کے بیٹے ہیں یہ سن کر مالک نے ان کو گود میں لے لیا اور رونے لگا۔ اور کہا میرے کوئی فرزند پیدا نہیں ہوا میں چاہتا ہوں کہ اپنے پروردگار سے دُعا کرو کہ مجھے لڑکے کرامت فرمائے اور سب پسر ہوں۔ حضرت یوسفؑ نے دُعا کی تو خدا نے اس کو بارہ مرتبہ فرزند عطا فرمائے اور ہر مرتبہ جوڑواں لڑکے پیدا ہوئے۔

علی بن ابراہیم نے روایت کی ہے کہ جب برادران یوسفؑ نے چاہا کہ یعقوبؑ کے پاس واپس جائیں یوسفؑ کے کپڑوں کو خون میں آلودہ کیا تاکہ باپ سے کہیں کہ یوسفؑ کو بھیڑیے نے پھاڑ ڈالا۔ حضرت امام محمّد باقر علیہ السلام نے فرمایا کہ ایک بکری کے بچے کو ذبح کر کے ان کے کپڑے کو اس کے خون میں آلودہ کیا تو لاوی نے ان سے کہا۔ بھائیو ہم یعقوبؑ اسرائیل خدا ابن اسحٰقؑ پیغمبر خدا پسر ابراہیمؑ خلیل خدا کے فرزند ہیں۔ کیا تم لوگ گمان کرتے ہو کہ خدا اس خبر کو ہمارے باپ سے پوشیدہ رکھے گا ان لوگوں نے کہا کہ پھر کیا تدبیر کرنا چاہیئے اس نے کہا آؤ غسل کر کے نماز جماعت ادا کریں اور خدا سے تضرع و زاری کریں کہ اس خبر کو ہمارے باپ سے پوشیدہ رکھے یقیناً خدا بخشنے والا مہربان ہے پس اٹھے اور غسل کیا اور

ابراہیمؑ و یعقوبؑ کی سنّت یہ تھی کہ جب تک گیارہ افراد جمع نہ ہوں نماز جماعت نہیں ہوسکتی تھی۔ اور وہ دس ہی آدمی تھے ان لوگوں نے کہا اب کیا کریں امام جماعت نہیں لاوی نے کہا ہم خدا کو اپنا امام قرار دیتے ہیں۔ غرضیکہ نماز ادا کی اور بارگاہ خدا میں گریہ وزاری کی کہ اس خبر کو ان کے پدر سے پوشیدہ رکھے پھر رات کو سونے کے وقت اپنے باپ کی خدمت میں روتے ہوئے آئے اور یوسفؑ کے خون آلود پیراہن کو دکھا کر کہا اے پدر ہم ادھر اُدھر دوڑنے اور سیر وتفریح میں مشغول تھے یوسفؑ کو اپنے سامان کے پاس چھوڑ دیا تھا۔ بھیڑیئے نے اس کو پھاڑ ڈالا لیکن آپ کو ہماری بات کا اعتبار نہ ہوگا گو کہ ہم راست گو ہیں۔ یعقوبؑ نے فرمایا کہ تمہارے لیئے تمہارے نفسوں نے کسی امر کی زینت دی ہے لہذا میں صبر جمیل کرتا ہوں اور خدا سے مدد طلب کرتا ہوں کہ مجھے صبر عطا فرمائے اس پر کہ جو کچھ تم یوسفؑ کے بارے میں کہتے ہو پھر یعقوبؑ نے کہا کہ اس بھیڑیئے کا غضب یوسفؑ پر کس قدر شدید تھا اور کس قدر مہربان تھا اس کے کپڑوں پر کہ یوسفؑ کو کھا لیا اور اس کے کپڑوں کو پھاڑا تک نہیں۔ مختصر یہ کہ وُہ قافلہ والے یوسفؑ کو مصر لے گئے اور عزیز مصر کے ہاتھ ان کو فروخت کیا عزیز نے جب یوسفؑ کے حسن وجمال کو دیکھا عظمت وجلال کا نور ان کے جبین سے مشاہدہ کیا اور اپنی زوجہ زلیخا سے سفارش کی کہ ان کو عزّت و محبّت کے ساتھ رکھیں۔ شاید ان سے ہم کو کچھ نفع حاصل ہو یا ہم ان کو اپنا فرزند قرار دیں گے کیونکہ عزیز کے کوئی فرزند نہ تھا۔ پس ان دونوں نے یوسفؑ کو گرامی رکھا اور ان کی تربیت کی جب وہ سن بلوغ کو پہنچے عزیز کی بیوی ان پر عاشق ہوئی اور ہر عورت جو یوسف کو دیکھتی تھی ان کے عشق سے بے تاب ہوجاتی تھی۔ اور کوئی مَرد ان کو نہیں دیکھتا تھا۔ مگر یہ کہ ان کی محبّت میں بیقرار ہوتا تھا حضرت کا روئے نورانی چودھویں کے چاند کی مانند تھا۔ زلیخا کوشش کرتی تھیں کہ یوسفؑ کو اپنی طرف مائل کرلیں اور ان کے ساتھ ہم بستر ہوں یہاں تک کہ ایک روز دروازوں کو بند کیا اور کہا کہ جلد آکر میرے مقصد کو پُورا کرو، یوسفؑ نے کہا میں اس عمل قبیح سے خدا کی پناہ چاہتا ہوں۔ جس کے لیئے تو مجھ کو آمادہ کرتی ہے تیرے شوہر عزیز نے میری تربیت کی ہے اور مجھ کو گرامی رکھتے ہیں یقیناً خدا ستم گاروں کو نجات نہیں دیتا لیکن وُہ یوسفؑ سے لپٹ گئیں اسی حال میں یوسفؑ نے مکان کے ایک گوشہ میں یعقوبؑ کی صورت دیکھی کہ اپنی انگلی کو دانت سے کاٹتے ہیں اور کہتے ہیں۔ کہ اے یوسفؑ تمہارا نام آسمان میں پیغمبروں کی جماعت میں لکھا ہے ایسا فعل نہ کرو کہ زمین میں تم کو زناکاروں میں لکھیں اور دُوسری حدیث میں حضرت صادق علیہ السّلام سے منقول

ہے کہ زلیخا نے جب یوسفؑ کا ارادہ کیا اس مکان میں ایک بُت تھا وُہ اٹھیں اور اس بُت پر پردہ ڈال
دیا یوسفؑ نے کہا یہ کیا کرتی ہے کہا اس بُت پر پردہ ڈالتی ہوں تاکہ ہم کو اس حال سے نہ دیکھے کیونکہ میں
اس سے شرم کرتی ہوں۔ یوسفؑ نے کہا کہ تو اس بُت سے شرم کرتی ہے جو نہ دیکھتا ہے اور نہ سُنتا ہے
اور میں اپنے پروردگار سے شرم نہ کروں جو ہر ظاہر و پوشید پر مطلع ہے پھر جست کی اور بھاگے زلیخا اُن
کے پیچھے دوڑیں اسی حال میں عزیز مکان کے دروازہ میں داخل ہوئے۔ زلیخا نے عزیز سے کہا کہ اس
شخص کی کیا سزا ہے جو تمہاری زوجہ کے ساتھ بدی کا ارادہ کرے سوائے اس کے کہ اس کو زندان میں بھیجو،
یا دردناک عذاب میں مبتلا کرو یوسفؑ نے عزیز سے کہا کہ اسی نے میری نسبت یہ ارادہ کیا ہے۔ وہیں
گہوارہ میں ایک بچّہ تھا خدا نے یوسفؑ کو الہام کیا تو عزیز سے کہا کہ اس بچّہ سے جو گہوارہ میں ہے
پوچھ لو یہ گواہی دے گا کہ میں نے خیانت نہیں کی ہے جب عزیز نے بچّہ سے سوال کیا
حق تعالیٰ نے اس کو گہوارہ میں یوسفؑ کے لئے گویا کیا اس نے کہا کہ اگر یوسفؑ کا پیراہن
سامنے سے پھٹا ہوا ہے تو زلیخا سچ کہتی ہے اور یوسفؑ جھوٹے ہیں اور اگر یوسفؑ کا پیراہن
پشت سے پھٹا ہوا ہے تو زلیخا جھوٹ کہتی ہے۔ اور یوسفؑ سچے ہیں عزیز نے یوسفؑ
کے پیراہن کو دیکھا کہ پیچھے سے پھٹا ہُوا ہے تو زلیخا سے کہا کہ یہ تمہارا مکر ہے۔ اور تم
عورتوں کا مکر تو بہت عظیم ہے۔ پھر یوسفؑ سے کہا کہ اس بات سے درگذر کرو۔ اور
کہیں ذکر نہ کرنا اور زلیخا سے کہا کہ اپنے گناہ سے توبہ کر کیونکہ تو خطا کاروں میں سے ہے۔
پھر یہ خبر شہر مصر میں مشہور ہُوئی اور عورتیں زلیخا کے عشق کا چرچا کرکے اس کو ملامت
کرنے لگیں۔ جب زلیخا نے سُنا تو ان عورتوں کو طلب کیا اور ایک مجلس آراستہ کی اور ان
میں سے ہر ایک کے ہاتھ میں ایک چھری اور ایک ترنج دیدی اور کہا اس کو ٹکڑے ٹکڑے
کرو۔ اسی وقت یوسفؑ سے کہا کہ مجلس میں داخل ہوں جب عورتوں کی نظر یوسفؑ کے
جمال پر پڑی ہاتھ اور ترنج میں تمیز نہ ہوئی اور اپنے ہاتھوں کو پارہ پارہ کر ڈالا۔ اس
وقت زلیخا نے ان سے کہا کہ مجھے معذور رکھو یہ ہے اس کا نتیجہ کہ تم اس کی محبّت
میں مجھ کو ملامت کرتی تھیں میں اس کو اپنی طرف بلاتی ہوں۔ اور وہ مجھ سے گریز کرتا ہے
اگر وہ میرا حکم نہ مانے گا تو ذلت کے ساتھ اس کو قید کروں گی۔ عورتیں وہاں سے اپنے
اپنے گھر گئیں اور رات نہیں ہونے پائی تھی کہ ان عورتوں میں سے ہر ایک نے یوسفؑ
کے پاس قاصد بھیجے۔ اور ان کو اپنے پاس بُلایا۔ یوسفؑ پریشان ہُوئے۔ اور خدا سے
مناجات کی کہ خداوندا قید خانہ میں مجھ کو جانا اس سے زیادہ محبُوب ہے جس کے لئے
یہ عورتیں مجھے طلب کرتی ہیں اگر تو ان کے مکر کو مجھ سے نہ دفع کرے گا۔ تو میں ان کی

طرف مائل ہو جاؤں گا۔ اور نادانوں میں شامل ہو جاؤں گا حق تعالیٰ نے اُن کی دُعا مستجاب کی اور ان عورتوں کے حیلوں اور مکاریوں کو ان سے دفع کیا پھر زلیخا نے حکم دیا تو یوسفؑ کو زندان میں لے گئے چنانچہ حق تعالیٰ فرماتا ہے کہ ان کے دلوں میں گذرا بعد ان نشانیوں کے جوان لوگوں نے یوسفؑ کی پاکدامنی پر مشاہدہ کیں تو یوسفؑ کو ایک مُدّت کے لئے زندان میں بھیجدیا۔ حضرت امام محمّد باقر علیہ السّلام نے فرمایا کہ وہ آیتیں بچہ کا گہوارہ میں گواہی دینا اور پیراہن یوسفؑ کا پیچھے سے پھٹنا اور یوسفؑ کے پیچھے زلیخا کا دوڑنا تھیں غرض جب یوسفؑ نے زلیخا کے قول کو قبول نہ کیا اس نے مکاریاں شروع کیں آخر اس کے شوہر نے یوسفؑ کو قیدخانہ میں بھیجدیا۔ یوسفؑ کے ساتھ بادشاہ کے غلاموں میں سے دو جوان بھی زندان میں بھیجے گئے تھے۔ جن میں ایک خبّاز (نان پُز) تھا دوسرا ساقی دوسری روایت کی بنا پر یہ ہے کہ بادشاہ نے دو شخصوں کو یوسفؑ پر موکل کیا کہ اُن کی محافظت کریں۔ جب وُہ زندان میں داخل ہُوئے یوسفؑ سے پُوچھا کہ تم کیا ہنر جانتے ہو کہا میں خواب کی تعبیر کا علم جانتا ہوں تو ان میں سے ایک نے کہا کہ میں نے خواب میں دیکھا کہ انگور شراب کے لیئے میں نے نچوڑا۔ یوسفؑ نے کہا زندان سے رہا کئے جاؤگے اور بادشاہ کے ساقی ہوگے اور تمہاری منزلت ان کے نزدیک بلند ہو گی۔ پھر دُوسرے نے کہا جو خبّاز تھا کہ میں نے خواب میں دیکھا۔ پیالے میں چند روٹیاں تھیں جن کو میں سر پر رکھے ہُوئے تھا اور پرند اس کو کھا رہے تھے۔ اس نے خواب نہیں دیکھا تھا جھوٹ بیان کیا۔ یوسفؑ نے اس سے کہا کہ بادشاہ تجھ کو قتل کرے گا۔ اور دار پر کھینچے گا اور طائر تیرے سر کا مغز کھائیں گے یہ سُن کر اس مَرد نے کہا کہ میں نے تو جھوٹ کہا ہے۔ خواب نہیں دیکھا تھا۔ یوسفؑ نے کہا جو کچھ میں نے تم لوگوں سے کہہ دیا ہے وہ یقیناً واقع ہو گا۔

یوسفؑ ہمیشہ زندان والوں کے ساتھ نیکی کرتے تھے اور بیماروں کی خبر گیری کرتے اور محتاجوں کی مدد کرتے تھے قیدخانہ میں ان لوگوں کے لئے جگہ کو وسیع رکھتے تھے آخر بادشاہ نے اس شخص کو طلب کیا جس نے خواب میں انگور نچوڑنا دیکھا تھا تاکہ اس کو قید سے رہا کرے یوسفؑ نے اس سے کہا کہ جب بادشاہ کے پاس پہنچنا میرا بھی ذکر کرنا لیکن شیطان نے اس کے دل سے فراموش کر دیا۔ کہ بادشاہ کے سامنے ذکر کرتا اور اس کے بعد برسوں یوسفؑ زندان میں رہے۔

بسند معتبر حضرت صادقؑ سے روایت ہے کہ جبرئیلؑ یوسفؑ کے پاس زندان میں آئے اور کہا اے یوسفؑ خداوند عالم تم کو سلام کہتا ہے اور فرماتا ہے کہ میں نے اپنی مخلوق میں سب سے بہتر تم کو قرار دیا ہے یہ سُن کر یوسفؑ روئے اور اپنے رخساروں کو زمین پر رکھا اور کہا تو ہی میرا

پالنے والا ہے پھر جبرئیلؑ نے کہا کہ خدا فرماتا ہے کہ تم کو تمہارے پدر کے نزدیک بہ نسبت تمہارے بھائیوں کے محبوب بنایا یوسفؑ نے اپنے رخساروں کو زمین پر رکھا اور کہا تو ہی میرا پروردگار ہے جبرئیلؑ نے کہا خدا فرماتا ہے کہ میں نے تم کو کنویں سے باہر نکالا اس کے بعد جبکہ تم کنویں میں ڈال دیئے گئے تھے اور تم کو اپنی ہلاکت کا یقین ہو چکا تھا یوسفؑ نے پھر رخساروں کو زمین پر رکھا فریاد کی اور کہا تو ہی میرا پالنے والا ہے جبرئیلؑ نے پھر کہا یقیناً خدا نے تمہارے لئے اس وجہ سے ایک سزا قرار دی ہے کیونکہ تم نے اس کے سوا دوسرے سے مدد طلب کی ۔ لہٰذا اتنے سال زندان میں اور رہو جب وہ مدت ختم ہوئی اور اُن کو اجازت دی گئی کہ دُعائے فرج پڑھیں انہوں نے اپنے رخساروں کو زمین پر رکھا اور کہا اَللّٰھم ان کانت ذنوبی قد اخلقت وجھی عندك فانی اتوجہ الیك بوجہ ابائی الصالحین ابراھیم واسحٰق ویعقوب ۔ یعنی خداوندا اگر میرے گناہوں نے میرے چہرے کو تیرے نزدیک ذلیل کر دیا ہے تو بیشک میں تیری طرف متوجہ ہوتا ہوں اپنے آبائے صالحین ابراہیمؑ و اسحٰقؑ و یعقوبؑ کی رو سے ۔ تو خدا نے ان کو نجات دی اور زندان سے رہائی بخشی ۔

راوی نے کہا یا حضرت میں آپ پر فدا ہوں کیا ہم لوگ بھی اس دُعا کو پڑھیں فرمایا کہ اس دُعا کو پڑھو اور یوں کہو ۔ اَللّٰھم ان کانت ذنوبی قد اخلقت وجھی عندك فانی اتوجہ الیك بنبیّك نبیّ الرحمۃ صلی اللّٰہ علیہ واٰلہ وعلی وفاطمۃ والحسن والحسین والائمۃ علیھم السلام ۔

علی بن ابراہیم نے روایت کی ہے کہ بادشاہ نے ایک مرتبہ خواب دیکھا کہ سات فربہ گائوں کو سات لاغر گائیں کھا رہی ہیں اور سات سبز بالیاں دیکھیں کہ جن پر سات خشک بالیاں لپٹی ہوئی تھیں اور ان پر غالب تھیں اس نے اپنے وزیروں سے اس کی تعبیر دریافت کی وُہ لوگ کچھ نہ سمجھ سکے ، اور کہا کہ یہ خواب پریشان ہے ۔ اور پریشان خوابوں کی تعبیر ہم لوگ نہیں جانتے اس وقت وہ شخص جس کے خواب کی تعبیر یوسفؑ نے بیان کی تھی اور وہ جب زندان سے رہا ہُوا تھا اور یوسفؑ نے اس سے کہا تھا کہ بادشاہ سے ان کا ذکر کرے ۔ بادشاہ کے پاس موجود تھا اس کو سات برس زندان سے رہا ہوئے گذرے تھے کہ اس کے بعد اب یوسفؑ اس کو یاد آئے اس نے بادشاہ سے کہا کہ میں آپ کو اس خواب کی تعبیر سے ابھی آگاہ کرتا ہوں مجھے زندان میں بھیجئے تاکہ یوسفؑ سے دریافت کروں غرض وُہ یوسفؑ کے پاس آیا اور کہا اے راست گو راست کردار یوسفؑ ہم کو آگاہ کرو اُن سات فربہ گایوں کے بارے میں جن کو سات لاغر گائیں کھاتی ہیں اور گیہوں کی سات سبز و خشک بالیوں سے تاکہ میں بادشاہ اور

اس کے ارکان سلطنت کو آگاہ کروں شاید کہ وہ لوگ تمہاری بزرگی اور فضیلت یا تعبیر خواب کو سمجھیں یوسفؑ نے کہا چاہئیے۔ کہ سات برس تک متواتر نہایت اہتمام سے زراعت کرو اور جو کچھ اس مدت میں حاصل کرو جمع کرو ان کو کاٹ کر صاف نہ کرو تاکہ اس میں کیڑے نہ پڑیں اور ضائع نہ ہو اور اس مدت میں کم کھاؤ پھر اس کے بعد دوسرے سات سال آئیں گے جن میں شدید قحط پڑے گا اور وہی ذخیرہ جو سات سال قبل کیا گیا ہے اس قحط کے زمانہ میں کفایت کرے گا۔ پھر اس کے بعد ایک سال آئے گا جس میں بارش بہت ہوگی اور کافی پھل اور غلہ پیدا ہوگا۔ یہ سُن کر وہ شخص بادشاہ کے پاس آیا اور جو کچھ یوسفؑ نے فرمایا تھا بادشاہ سے عرض کیا بادشاہ نے کہا یوسفؑ کو میرے پاس لاؤ اس غرض سے قاصد یوسفؑ کے پاس واپس آیا۔ یوسفؑ نے کہا کہ جا کر بادشاہ سے پہلے یہ دریافت کرو کہ ان عورتوں کا کیا حشر ہوا جن کو زلیخا نے بلایا تھا۔ اور انہوں نے جب مجھ کو دیکھا تو اپنے ہاتھ کاٹ ڈالے تھے یقیناً میرا پروردگار ان کی مکاریوں سے خوب واقف ہے بادشاہ سے کہو کہ ان عورتوں کو طلب کرے اور زلیخا کا اور میرا حال ان سے معلوم کرے وہ عورتیں اس بات سے آگاہ ہیں۔ جس کے سبب سے میں قید خانہ میں آیا کیونکہ ان کی اور زلیخا کی خواہش کو میں نے قبول نہیں کیا تھا۔ عزیز نے ان عورتوں کو طلب کیا اور پُوچھا کہ تمہارا کیا معاملہ تھا جس وقت کہ یوسفؑ کو تم لوگ اپنی طرف مائل کرتی تھیں ان عورتوں نے کہا کہ ہم خدا کی تمنزیہ کرتے ہیں۔ اور یوسفؑ سے کوئی بدی نہیں جانتے۔ زلیخا نے کہا کہ اب تو حق ظاہر ہو گیا۔ سچ یہ ہے کہ میں نے ان کو اپنی طرف مائل کیا تھا اور وہ راست گو ہیں اس کے بعد یوسفؑ نے کہا کہ میری غرض یہ تھی کہ عزیز کو معلوم ہو جائے کہ میں نے ان کی غیبت میں ان کے ساتھ خیانت نہیں کی کیونکہ خدا خیانت کرنے والوں کی ہدایت نہیں کرتا اور میں اپنے نفس کو بدی سے بری نہیں کرتا بہ تحقیق کہ نفس بدی کی جانب بہت زیادہ حکم کرنے والا ہے۔ سوائے اس وقت کے جب کہ میرا پروردگار رحم کرے بہ تحقیق کہ میرا پروردگار بخشنے والا مہربان ہے عزیز نے کہا کہ یوسفؑ کو میرے پاس لاؤ میں اپنا مقرب بناؤں گا غرض۔ یوسفؑ ان کے پاس آئے جب ان کی نظر یوسفؑ پر پڑی اور ان سے گفتگو کی تو انوار رشد و نیکی اور صلاح و عقل و دانائی ان کے روشن جبین سے مشاہدہ کیا اور کہا بہ تحقیق کہ تم آج سے ہمارے نزدیک صاحب منزلت اور امین اور مقرب ہو تمہاری جو حاجت ہو مجھ سے طلب کرو یوسفؑ نے کہا مجھ کو خزانوں اور مصر کی زمین کے انباروں پر امین قرار دو کہ اس کے تمام محاصل اور زراعتیں میرے تصرف میں رہیں یقیناً میں حفاظت کرنے والا اور نگاہ رکھنے والا ہوں اور یہ سمجھتا ہوں

کہ کس طرح صرف کرنا چاہئے۔ عزیز مصر نے مصر کے تمام محاصل کو ان حضرت کے تصرف میں دے دیا۔ چنانچہ حق تعالیٰ نے فرمایا کہ ہم نے یوسفؑ کو مصر کی زمین میں ایسا اقتدار اور ایسی تمکین عطا کی کہ وُہ جس جگہ چاہیں استقرار حاصل کریں اور ہر طرف ان کا حکم جاری رہے گا ہم ہر اس شخص کو دنیا و آخرت میں اپنی رحمت تک پہنچاتے ہیں اور نیک لوگوں کے اجر کو ضائع نہیں کرتے اور یقیناً آخرت کا اجر ان لوگوں کے لیے بہتر ہے جو ایمان لائے ہیں اور پرہیزگار ہیں۔ غرض یوسفؑ کے حکم سے سنگ و ساروج سے غلہ جمع کرنے کی جگہ تیار کی گئی اور مصر کے تمام غلے اس میں جمع کیے گئے ہر شخص کو اس کی خوراک کے مطابق دے کر باقی غلہ کو خوشہ میں رکھا اور انباروں میں اکٹھا کیا۔ اسی طرح سات سال تک جمع کرتے رہے جب خشک سالی اور قحط کا زمانہ آیا ان بالیوں کو جو جمع کی گئی تھیں باہر نکالا ان کو وُہ جس قیمت پر چاہتے فروخت کرتے تھے وہاں سے ان کے اور ان کے پدر کے درمیان اٹھارہ روز کی راہ تھی۔ لوگ اطراف عالم سے مصر میں آتے تھے تاکہ یوسفؑ سے غلہ حاصل کریں یعقوبؑ اور ان کے فرزند بھی ایک موضع میں مقیم تھے جہاں گوند بہت پیدا ہوتی تھی۔ برادرانِ یوسف کچھ گوند لے کر مصر کی طرف جاتے تھے تاکہ وہاں سے غلّہ لائیں۔ یوسفؑ بذاتِ خود فروخت کے لئے متوجہ ہوتے تھے اور کسی غیر کو مامور نہ کرتے تھے۔ جب ان کے بھائی اُن کے پاس آئے یوسفؑ نے ان کو پہچانا لیکن ان لوگوں نے یوسفؑ کو نہ پہچانا جو کچھ ان لوگوں نے طلب کیا ان کو دیا اور غلّہ کے پیمانہ سے زیادہ دیا پھر ان سے پوچھا کہ تم لوگ کون ہو کہا ہم لوگ فرزندانِ یعقوبؑ ہیں اور وُہ اسحٰقؑ کے بیٹے ہیں وُہ ابراہیمؑ خلیلِ خدا کے فرزند ہیں جن کو نمرود نے آگ میں ڈالا اور وُہ نہیں جلے اور خدا نے ان پر آگ کو سرد اور باعث سلامتی قرار دیا پوچھا تم لوگوں کے پدر کا کیا حال ہے وُہ کیوں نہیں آئے کہا وُہ ایک ضعیف اور کمزور انسان ہیں پوچھا کیا تمہارا کوئی اور بھائی ہے کہا ایک بھائی اور ہے جو دُوسری ماں سے ہے کہا جب پھر میرے پاس آنا تو اس کو لیتے آنا کیا تم نہیں دیکھتے ہو کہ میں پیمانہ بھر کر دیتا ہوں اور اس پر اور رعایت بھی کرتا ہوں اس شخص کے ساتھ جو میرے پاس آتا ہے پس اگر اپنے اس بھائی کو نہ لاؤ گے ایک پیمانہ بھی تمہارے لئے میرے پاس نہ ہوگا اور تم کو اپنے پاس تک نہ آنے دوں گا ان لوگوں نے کہا جس طرح بھی ممکن ہوگا والد کو راضی کریں گے اور اس باب میں تقصیر نہ کریں گے۔ یوسفؑ نے اپنے ملازموں سے کہا کہ جو چیزیں وُہ لوگ قیمت غلّہ کے لئے لائے ہیں ان کی لاعلمی میں ان کے سامان میں رکھ دو تاکہ جب وہ لوگ اپنے گھر پلٹ کر جائیں اور اپنے بار کو کھولیں تو دیکھیں کہ ان کے متاع کو ہم نے انہیں واپس کر دیا ہے تو پھر ہمارے پاس آئیں۔ غرض برادرانِ یوسفؑ

اپنے باپ کی خدمت میں آئے اور کہا کہ عزیز مصر نے کہا ہے کہ اگر اپنے بھائی کو اپنے ساتھ نہ لاؤگے تو
آئیندہ غلّہ نہ دیں گے لہٰذا ہمارے ساتھ بھیجد یجئے تاکہ اس سے ہم غلہ لے آویں بے شبہ ہم اس کی محافظت
کریں گے یعقوبؑ نے کہا کیا میں تم کو اس پر امین بناؤں جس کے بھائی پر اس سے قبل امین بنا چکا ہو
بے شک خدا زیادہ حفاظت کرنے والا ہے اور وہ تمام رحم کرنے والوں سے زیادہ رحم کرنے والا
ہے پھر جب ان لوگوں نے اپنے سامان کو کھولا اپنے سرمایہ کو جو غلہ خریدنے کے لئے لے گئے تھے اس
میں موجود پایا۔ کہا بابا جان اس سے زیادہ احسان نہیں ہوسکتا جو عزیز نے ہمارے ساتھ کیا ہے۔
ہمارا مال ہے جو ہم کو واپس کر دیا ہے اور ہم سے قیمت نہیں لی اگر ہمارے بھائی کو ہمارے ساتھ
بھیجد یجئے گا اپنے گھر والوں کے لئے ہم غلہ لاویں گے اور بھائی کی حفاظت کریں گے اور بھائی کو
لے جانے کے سبب سے ایک شتر بار زیادہ لیں گے اور جو کچھ ہم لائے ہیں وہ بہت تھوڑا سا غلّہ
ہے جو ہمارے آزوقہ کے لئے کافی نہ ہوگا۔ یعقوبؑ نے کہا کہ ہرگز اس کو تمہارے ساتھ
بھیجوں گا جب تک کہ خدا کی جانب سے ایک عہد مجھ کو نہ دوگے اور خدا کی قسم نہ کھاؤگے کہ
یقیناً اس کو میرے پاس لاؤگے سوائے ایسے اتفاق کے کہ تمہارے اختیار سے معاملہ باہر
جائے۔ ان لوگوں نے قسم کھائی یعقوبؑ نے کہا جو کچھ ہم نے کہا ہے خدا اس سے آگاہ ہے
اور اس پر گواہ ہے۔ جب ان لوگوں نے چاہا کہ باہر نکلیں یعقوبؑ نے ان سے کہا کہ اے میرے
فرزندو سب کے سب ایک دروازہ سے داخل نہ ہونا ایسا نہ ہو کہ تم کو لوگوں کی نظر لگ
جائے مختلف دروازوں سے داخل ہونا اور میں تم سے جو کچھ خدا نے تمہارے لئے مقدر
کیا ہے دفع نہیں کر سکتا۔ مگر خدا پر بھروسہ رکھتا ہوں اور توکل کرنے والوں کو چاہئے کہ اسی
توکل کریں۔ جب یوسفؑ کے پاس سب بھائی پہنچے ان کے پدر نے جو وصیّت کی تھی اس
سے کوئی فائدہ نہ ہُوا۔ اور جو تدبیر کہ یعقوبؑ نے ان کے لئے کی تھی تاکہ خدا کا حکم ان
سے دفع کریں مگر یہ کہ یعقوبؑ کے نفس میں جو خوف تھا اسے اپنے فرزند بنیامین پر ظاہر کر
اور وُہ یقیناً صاحب علم و دانا تھے اور جانتے تھے کہ ان کی تدبیر تقدیر خدا کو روک نہیں
سکتی لیکن اکثر انسان نہیں جانتے۔ جب وہ لوگ یعقوبؑ کے پاس سے روانہ ہُوئے بنیامین
اپنے بھائیوں کے ساتھ کوئی چیز نہ کھاتے تھے نہ ان کے ساتھ بیٹھتے اٹھتے تھے اور نہ ان سے
بات چیت کرتے تھے۔ جب یوسفؑ کے پاس پہنچے اور سلام کیا اور یوسفؑ کی نگاہ اپنے بھائی
پر پڑی تو بہت خوش ہُوئے اور جب دیکھا کہ ان لوگوں سے وہ علیحدہ بیٹھے ہیں کہا کہ تم ان
کے بھائی ہو کہا ہاں فرمایا کیوں ان کے ساتھ نہیں بیٹھتے کہا اس لئے کہ میرا ایک حقیقی بھائی تھا
لوگ اس کو اپنے ساتھ لے گئے اور واپس نہ لائے اور بتایا گیا کہ بھیڑیا اس کو کھا گیا۔ اس لئے

ہیں نے قسم کے ساتھ اپنے اوپر لازم کرلیا ہے کہ کسی امر میں ان کے ساتھ شریک نہ ہوں گا۔ جب تک زندہ ہوں۔ یوسفؑ نے پوچھا کیا تمہارے بیوی بھی ہے کہا ہاں پوچھا بچے بھی پیدا ہوئے کہا ہاں پوچھا کتنے بچے ہیں کہا تین پسر فرمایا کہ ان کے نام کیا ہیں کہا ایک کا نام بھیڑیا رکھا ہے دوسرے کا نام پیراہن اور تیسرے کا خون پوچھا ایسے نام کیوں رکھے، کہا اس لئے کہ اپنے بھائی کو بھول نہ جاؤں بلکہ جب کسی ایک کو پکاروں میرا بھائی یاد آجائے پھر۔ یوسفؑ نے اپنے دوسرے بھائیوں سے کہا کہ تم لوگ باہر جاؤ اور بنیامین کو اپنے پاس روک لیا۔ وہ لوگ باہر چلے گئے۔ بنیامین کو اپنے پاس طلب کیا اور کہا میں تمہارا بھائی یوسفؑ ہوں تو جو کچھ اُن لوگوں نے کیا اس پر غمگین نہ ہو میں چاہتا ہوں کہ تم کو اپنے پاس روک لوں۔ بنیامین نے کہا کہ اور سب بھائی نہیں مانیں گے کیونکہ بابا نے چلتے وقت ان سے خدا کا عہد و پیمان لیا ہے کہ وہ مجھ کو ان کے پاس واپس لے جائیں گے۔ یوسفؑ نے کہا میں ایک تدبیر کرتا ہوں اور حیلہ تلاش کرتا ہوں۔ لیکن جو کچھ دیکھنا اس کو ظاہر نہ کرنا اور بھائیوں کو خبر نہ کرنا پھر جب یوسفؑ نے نے ان کو غلہ دے دیا اور مزید احسان ان کے ساتھ عمل میں لاچکے اپنے ایک ملازم سے کہا کہ اس صاع کو بنیامین کے بار میں پوشیدہ کردو وہ صاع سونے کا تھا۔ جس سے غلہ ناپتے تھے۔ غرض اس کو بنیامین کے بار میں چھپا دیا اس طرح کہ ان کے بھائیوں کو خبر نہ ہو سکی جب وہ بار کر چکے اور واپس روانہ ہونے لگے تو یوسفؑ نے اپنے ملازم کو بھیجکر ان لوگوں کو روک لیا پھر یوسفؑ نے اُن لوگوں میں منادی کرائی کہ اے اہل قافلہ تم لوگ چور ہو یہ سن کر برادران یوسفؑ آئے اور پوچھا کہ تمہاری کیا چیز گم ہوئی ہے ملازموں نے کہا کہ بادشاہ کا صاع گم ہوگیا ہے جو شخص اس کو لائے گا۔ ہم اس کو ایک شتر مال دیں گے اور ہم ضامن ہیں کہ مال اس کو دلوا دیں گے۔ برادران یوسفؑ نے کہا کہ خدا کی قسم آپ لوگ سمجھ لیں کہ ہم اس لئے نہیں آئے ہیں کہ زمین میں فساد پھیلا دیں اور ہم لوگ چور بھی نہیں ہیں یوسفؑ نے کہا اس کی کیا سزا ہے جس کے پاس پیمانہ نکلے۔ ان لوگوں نے کہا اس کی سزا یہ ہے کہ اسے آپ غلام بنالیں اور ہم لوگ بھی ظالموں کو یہی سزا دیتے ہیں۔ یعقوبؑ کی شریعت میں ایسا ہی حکم تھا۔ کہ جو شخص چوری کرتا اس کو غلام بنالیتے تھے۔ یوسفؑ نے رفع تہمت کے لئے فرمایا کہ بنیامین کے بار سے پہلے دوسرے بھائیوں کے بار کو کھولیں۔ پھر ان کے بار کو دیکھیں۔ چنانچہ پیمانہ بنیامین کے بار میں نکلا تو ان کو پکڑ لیا اور قید کر دیا۔ حضرت صادق علیہ السلام سے پوچھا کہ یوسفؑ نے کیونکر یہ فرمایا کہ اہل قافلہ کو ندا کریں کہ تم لوگ چور ہو حالانکہ اُن لوگوں نے چوری نہیں کی

تھی۔ فرمایا کہ ان لوگوں نے نہ چوری کی تھی نہ یوسفؑ نے جھوٹ کہا کیونکہ یوسفؑ کی غرض یہ تھی کہ تم لوگوں نے یوسفؑ کو ان کے باپ سے چرا لیا۔ برادران یوسفؑ نے کہا کہ اگر بنیامین نے چوری کی تو اس کے بھائی یوسفؑ نے بھی پہلے چوری کی تھی یہ سن کر یوسفؑ خاموش رہے اور کچھ جواب نہ دیا اور دل میں کہا کہ تم ہی لوگ بدکردار ہو جس طرح کہ یوسفؑ کو ان کے باپ سے چرایا اور خدا بہت زیادہ جاننے والا ہے۔ جو کچھ تم کہتے ہو پھر سب بھائی جمع ہوئے اور غیظ میں ان کے بدن سے زرد خون ٹپکتا تھا۔ وہ یوسفؑ سے ان کے بھائی کے روک لئے جانے کے بارے میں تکرار کر رہے تھے۔ فرزندان یعقوبؑ کی عادت یہ تھی کہ جب ان کو غصّہ آتا تھا ان کے جسم کے بال کھڑے ہو کر کپڑوں سے باہر نکل آتے تھے، اور اُن بالوں کی نوک سے زرد خون ٹپکنے لگتا تھا۔ پھر ان لوگوں نے یوسفؑ سے کہا کہ اے عزیز بہ تحقیق کہ بنیامین کے باپ بہت ضعیف آدمی ہیں لہٰذا ہم میں سے کسی ایک کو اس کے بجائے قید کر لیجئے کیونکہ ہم آپ کو بہت نیک سمجھتے ہیں اور اس کو رہا کر دیجئے یوسفؑ نے کہا معاذ اللہ خدا کی پناہ چاہتا ہوں اس سے کہ جس کے پاس سے میری چیز نکلی ہے اس کے بجائے کسی دوسرے کو گرفتار کروں یہ نہیں کہا کہ جس نے میری چیز چرائی ہے۔ تاکہ جھوٹ نہ ہو جائے اور کہا کہ اگر کسی دوسرے کو گرفتار کروں گا تو ظالم ٹھہروں گا۔ جب وہ لوگ بنیامین سے ناامید ہوئے اور چاہا کہ اپنے باپ کے پاس واپس ہوں۔ ان کے بڑے بھائی نے جو ایک روایت کی بنا پر لاوی تھے اور دوسری روایت کے مطابق یہودا اور مشہور یہ ہے کہ شمعون تھے اور حدیث معتبر میں حضرت صادقؑ سے منقول ہے کہ یہودا تھے ان سے کہا کہ شاید تم لوگوں کو یاد نہیں ہے کہ تمہارے پدر نے تم سے پیمان خدا اس فرزند کے بارے میں لیا ہے اور اس سے پہلے تم نے یوسفؑ کے بارے میں خطا کی تم لوگ ان کے پاس واپس جاؤ، لیکن میں تو نہیں جاؤں گا اور زمین مصر سے اُس وقت تک باہر نہ نکلوں گا جب تک کہ میرے باپ اجازت نہ دیں گے۔ یا میرے لئے خدا کا حکم نازل ہو کہ اپنے بھائی کو ان سے واپس لے لوں اور وہ بہترین حکم کرنے والوں میں سے ہے پھر اُن سے کہا کہ تم لوگ واپس جاؤ اور کہو کہ بابا تمہارے لڑکے نے چوری کی اور ہم گواہی نہیں دیتے ہیں۔ مگر جو کچھ جانتے ہیں اور ہم غیب کے امور سے واقف نہیں ہیں آپ ان شہر والوں سے اور اہلِ قافلہ سے جن کے ساتھ ہم لوگ تھے دریافت کر لیجئے۔ یقیناً ہم لوگ راست گو ہیں۔ چنانچہ برادرانِ یوسفؑ باپ کی طرف واپس ہوئے اور یہودا مصر میں ٹھہر گئے اور یوسفؑ کی مجلس میں حاضر ہوئے اور بنیامین کے بارے میں بہت بحث کی یہاں تک کہ آوازیں بلند ہوئیں اور یہودا کو غصّہ آ گیا۔ ان کے شانہ پہ ایک بال تھا۔

جب ان کو غصہ آتا تھا وہ بال کھڑا ہو جاتا تھا اور اس سے خون بہنے لگتا تھا اور جب تک فرزندان یعقوبؑ میں سے کسی کا ہاتھ نہیں لگتا تھا سکون نہیں ہوتا تھا جب حضرت یوسفؑ نے دیکھا کہ خون ان کے بال سے جاری ہے یوسفؑ کے سامنے ان کے فرزندوں میں سے ایک فرزند تھا۔ اس کے ہاتھ میں سونے کا ایک انار تھا جس سے وہ کھیل رہا تھا یوسفؑ نے اس سے انار لے کر یہودا کی طرف پھینک دیا۔ وُہ لڑکا انار کے پیچھے دوڑا اور چاہا کہ اس کو پکڑے اس کا ہاتھ یہودا سے مس ہُوا اور ان کا غصہ فرو ہوگیا۔ یہودا کو شک ہُوا اور لڑکے نے انار کو لے لیا۔ اور یوسفؑ کے پاس واپس آیا پھر یوسفؑ اور یہودا کے درمیان بات بڑھی یہاں تک کہ یہودا کو غصہ آیا اور ان کے شانہ کا بال بلند ہُوا اور خون اس سے جاری ہُوا پھر یوسفؑ نے انار کو لے کر ان کی طرف پھینکا اور وہ طفل اس کے پیچھے گیا اور اس کا ہاتھ یہودا سے مس ہُوا۔ اور ان کا غصہ ساکن ہوگیا اسی طرح تین مرتبہ ہُوا تو یہودا نے کہا کہ شاید اس گھر میں فرزندانِ یعقوبؑ میں سے کوئی ہے جب برادران یوسفؑ یعقوبؑ کے پاس پہنچے اور بنیامین کے قصہ کو بیان کیا۔ فرمایا کہ تمہارے نفسوں نے کسی امر کو زینت دی ہے اور وہ تمہارے فعل سے قید ہوا ہے ورنہ عزیز کیا جانیں کہ چور کو چوری کے سبب سے غلامی میں لے لینا چاہیئے میں صبر جمیل کرتا ہوں شاید کہ حق تعالیٰ سب کو میرے پاس پہنچا دے یقیناً وُہ دانا اور حکیم ہے پھر ان کی جانب سے منہ پھیر لیا اور کہا کس قدر افسوس ہے یوسفؑ پر۔ ان کی آنکھیں یوسفؑ کے غم میں رونے اور محزون رہنے کے سبب سے سفید ہو گئی تھیں اور وُہ نابینا ہو گئے تھے۔ ان کے بھائیوں کی طرف سے ان کو بہت غصہ تھا لیکن وُہ ان لوگوں پر ظاہر نہیں کرتے تھے۔

منقول ہے کہ حضرت صادقؑ سے لوگوں نے پوچھا کہ یوسفؑ کے لئے یعقوبؑ کا صدمہ کس حد تک پہنچا تھا فرمایا کہ ستر عورتوں کے غم کے برابر جن کے فرزند مر گئے ہوں اور ان کو صدمہ ہوا اور فرمایا کہ یعقوبؑ کلمہ انا للہ وانا الیہ راجعون نہیں جانتے تھے اسی لئے وَا اَسَفَا عَلٰی یُوسُفَ کہتے تھے۔ ان کے بھائی کہتے تھے کہ خدا کی قسم آپ یوسفؑ کو یاد کرنا ترک نہیں کریں گے یہاں تک کہ ہلاکت کے قریب پہنچ جائیں گے یا ہلاک ہو جائیں گے یعقوبؑ نے کہا میں اپنے غم اور اندوہ عظیم کی شکایت نہیں کرتا مگر خدا سے اور اس کے کرم اور اس کی رحمت کو جس قدر جانتا ہوں تم نہیں جانتے۔ اے فرزند جاؤ اور یوسفؑ اور اس کے بھائی کی تلاش کرو اور خدا کی رحمت سے ناامید نہ ہو اس لئے کہ کافروں کے سوا اس کی رحمت سے کوئی ناامید نہیں ہوتا۔

حسن سند کے ساتھ روایت ہے کہ حضرت امام محمد باقرؑ سے لوگوں نے پوچھا کہ یعقوبؑ نے جس وقت کہ اپنے فرزندوں سے کہا کہ جاؤ یوسفؑ اور اس کے بھائی کو تلاش کرو کیا جانتے

تھے کہ وہ زندہ ہیں حالانکہ بیسؔ سال ان کی مفارقت کو ہو چکے تھے، اور ان کی آنکھیں ان پر بہت رونے سے نابینا ہو چکی تھیں۔ فرمایا کہ ہاں وہ جانتے تھے کہ وہ زندہ ہیں کیونکہ اپنے پروردگار سے سحر کو دُعا کی تھی کہ ملک الموت کو ان کے پاس بھیجدے۔ لہٰذا ملک الموت نہایت حسین شکل اور پاکیزہ خوشبو میں ان پر نازل ہوئے یعقوبؑ نے پوچھا کہ تم کون ہو کہا میں ملک الموت ہوں تم نے خدا سے سوال کیا تھا کہ مجھ کو تمہارے پاس بھیجدے مجھ سے کیا حاجت ہے یعقوبؑ نے کہا مجھ کو بتلاؤ کہ روحوں کو کہاں سے لیتے ہو اپنے اعوان سے یا متفرق طور پر۔ کہا متفرق طور پر لیتا ہوں یعقوبؑ نے کہا کہ میں تم کو خدائے ابراہیمؑ و اسحٰق و یعقوبؑ کی قسم دیتا ہوں کہ مجھ سے بیان کرو کہ کیا یوسفؑ کی رُوح بھی تمہارے پاس پہنچی ہے۔ جواب دیا نہیں اس وقت سے ان کو معلوم تھا کہ یوسفؑ زندہ ہیں اور اپنے فرزندوں سے کہا کہ جاؤ یوسفؑ اور اس کے بھائی کو تلاش کرو اور خدا کی رحمت سے ناامّید نہ ہو اس لئے کہ کافروں کے گروہ کے سوا کوئی اس کی رحمت سے ناامّید نہیں ہوتا۔

علی بن ابراہیم نے روایت کی ہے کہ عزیز مصر نے یعقوبؑ کو لکھا کہ یہاں تمہارا فرزند یوسفؑ ہے جس کو میں نے کم قیمت پر خرید کیا ہے اور اپنا غلام بنایا ہے اور تمہارے دُوسرے فرزند بنیامین کے پاس میری چیز ملی اس سبب سے میں نے اس کو غلامی میں لے لیا۔ پس کوئی امر یعقوبؑ پر اس نامہ سے زیادہ دشوار نہیں گذرا۔ قاصد سے کہا کہ ٹھہرو تاکہ میں جواب لکھوں اور تحریر فرمایا بسم اللہ الرحمٰن الرحیم یہ خط یعقوبؑ اسرائیل خدا ابراہیم خلیل الرحمٰن کے فرزند اسحٰقؑ ذبیح خدا کے بیٹے کا ہے امابعد میں نے تمہارے خط کا مضمون سمجھا جو تم نے ذکر کیا ہے کہ میرے فرزندوں کو تم نے خرید کیا اور غلامی میں لیا ہے بہ تحقیق کہ میرے جدّ ابراہیمؑ کو نمرود ملعون نے جو روئے زمین کا بادشاہ تھا آگ میں ڈالا اور وہ نہ جلے خدا نے اُن پر آگ کو سرد اور سلامت کر دیا اور میرے پدر اسحٰقؑ کے بارے میں میرے جدّ ابراہیمؑ کو خدا نے حکم دیا کہ ان کو اپنے ہاتھ سے ذبح کریں جب انہوں نے چاہا کہ ذبح کریں خدا نے ایک بڑے گوسفند کو ان کا فدیہ قرار دیا۔ بہ تحقیق کہ میں ایک فرزند رکھتا تھا کہ اس سے زیادہ کوئی دنیا میں مجھے محبوب نہیں تھا۔ وُہ میری آنکھ کی روشنی اور میوۂ دل تھا اس کے بھائی اس کو لے گئے اور واپس آکر کہا کہ اس کو بھیڑیے نے کھا لیا ہے اس غم سے میری کمر خم ہوگئی اور اس پر زیادہ گریہ کرنے سے میری آنکھیں بے بصارت ہوگئیں اس کی ماں کے بطن سے اس کا ایک بھائی تھا مجھے اس سے بھی انس تھا وُہ اپنے دُوسرے بھائیوں کے ساتھ تمہارے پاس گیا تاکہ وُہ سب ہمارے واسطے غلّہ لاویں وُہ لوگ میرے پاس آئے اور کہا کہ اُس نے

بادشاہ کا پیمانہ چرایا اور تم نے اس کو قید کر لیا ہے اور ہم اس خاندان کے لوگ نہیں ہیں کہ سرقہ اور گناہ کبیرہ ہمارے لیئے زیبا ہو۔ میں تم سے سوال کرتا ہوں اور خدائے ابراہیمؑ و اسحٰقؑ و یعقوبؑ کی قسم دیتا ہوں کہ مجھ پر احسان کرو اور خدا کا تقرب حاصل کرو اور اس کو مجھے واپس دے دو۔ جب یوسفؑ نے خط کو پڑھا اس کو بوسہ دیا اور آنکھوں سے لگایا اور بہت روئے اور دُوسری روایت میں ہے کہ جب نامہ کو کھولا گریہ ضبط نہ ہو سکا۔ اُٹھے اور گھر گئے خط کو پڑھا اور بہت روئے پھر اپنے مُنہ کو دھویا۔ اور دربار میں آئے۔ پھر ان پر گریہ غالب ہُوا اور گھر میں واپس گئے روئے اور پھر اپنے منہ کو دھویا اور باہر آئے اور اپنے بھائیوں کی جانب نظر کی اور کہا آیا جانتے ہو کہ تم نے یوسفؑ اور اس کے بھائی کے ساتھ کیا کیا جس وقت کہ جاہل اور نادان تھے ان لوگوں نے کہا شاید تم یوسفؑ ہو فرمایا ہاں میں یوسفؑ ہوں اور یہ میرا بھائی ہے بیشک خدا نے ہم پر احسان و انعام کیا بہ تحقیق جو شخص کہ پرہیزگاری کرتا ہے اور بلاؤں پر صبر کرتا ہے تو یقیناً خدا نیکوں کے اجر کو ضائع نہیں کرتا۔ بھائیوں نے کہا کہ یقیناً خدا نے ہم لوگوں پر تم کو صورت و سیرت میں فضیلت دی ہے بیشک ہم لوگ خطا کار تھے، جو کچھ تمہارے ساتھ کیا۔ یوسفؑ نے کہا کہ آج تم پر کوئی الزام نہیں ہے خدا تم کو بخش دے اور وہ ارحم الراحمین ہے۔ میرا یہ پیراہن لے جاؤ اور میرے باپ کی آنکھوں پر رکھو تاکہ وُہ بینا ہو جائیں اور تم لوگ مع پدر بزرگوار اور اپنے زن و فرزند کے یہاں میرے پاس آؤ۔ جب قافلہ مصر سے روانہ ہُوا یعقوبؑ نے کہا بہ تحقیق کہ میں یوسفؑ کی بُو سونگھ رہا ہوں اگر تم لوگ یہ نہ کہو کہ زیادہ بڈھے ہو گئے ہیں اور ان کی عقل زائل ہو گئی ہے اُن لوگوں نے جو حاضر تھے کہا خدا کی قسم آپ اپنی قدیم غلطی پر یوسفؑ کے انتظار میں ہیں جب خوشخبری دینے والا آیا اور پیراہن کو یعقوبؑ کی آنکھوں پر رکھا وہ بینا ہو گئے۔ اس وقت حضرت نے کہا کہ میں تم سے نہ کہتا تھا کہ میں رحمتِ خدا کو جس قدر جانتا ہوں تم نہیں جانتے بھائیوں نے کہا کہ بابا جان ہمارے لیئے استغفار کیجئے یقیناً ہم لوگ خطا کار تھے کہا اس کے بعد اپنے پروردگار سے تمہارے لیئے استغفار کروں گا بہ تحقیق کہ وہ بخشنے والا مہربان ہے یہ ہے آیتوں کا ترجمہ اور علی بن ابراہیم نے روایت کی ہے کہ جب عزیز کے قاصد نے نامہ کو یعقوبؑ سے لیا اور روانہ ہوا یعقوبؑ نے آسمان کی جانب ہاتھ بلند کیا اور کہا یاحسن الصحبۃ یا کریم المعونۃ یا خیرا کلہ یا خیر الہ ائتنی بروح منک و فرج من عندک پس جبرئیلؑ نازل ہوئے اور کہا اے یعقوبؑ کیا تم چاہتے ہو کہ تم کو چند دعائیں تعلیم کروں کہ جب اس کو پڑھو گے خدا تمہاری آنکھوں کو کھول دیگا۔ اور تمہارے

فرزندوں کو تمہارے پاس واپس لائے گا کہا ہاں جبرئیلؑ نے کہا کہو کہ۔ یا من لا یعلم احد کیف هوالا هو یا من سد الهواء بالسماء ولبس الارض على الماء واختار لنفسه احسن الاسماء ائتنی بروح منك وفرج من عندك پس ابھی صبح نہیں ہوئی تھی کہ پیراہن یوسفؑ لایا گیا اور ان کے چہرہ پر رکھا اور حق تعالیٰ نے ان کی آنکھ اور ان کے فرزند کو انہیں واپس عطا فرمایا۔

پھر روایت ہے کہ جب عزیز نے حکم دیا تو یوسفؑ کو زندان میں لے گئے حق تعالیٰ نے علم تعبیر خواب کو ان پر الہام کیا اور وہ اہل زندان کے خوابوں کی تعبیر بیان کیا کرتے تھے۔ جب ان دونوں شخصوں نے اپنے خوابوں کو ان سے نقل کیا اور حضرت نے تعبیر بیان کی تو اس شخص سے جس کے متعلق گمان رکھتے تھے کہ وہ نجات پائے گا کہا کہ مجھ کو اپنے بادشاہ کے سامنے یاد کرنا اور اس وقت ان کی توجہ جناب مقدس الٰہی کی طرف نہیں ہوئی اور اس کی درگاہ میں پناہ نہ لی اس لئے خدا نے ان کو وحی کی کہ تم کو وہ خواب جو تم نے دیکھا کس نے دکھایا یوسفؑ نے کہا اے میرے پالنے والے تو نے۔ فرمایا کس نے تم کو تمہارے باپ کا محبوب بنایا کہا اے پروردگار تو نے، فرمایا کہ کس نے قافلہ کو کنویں تک پہنچایا جس نے تم کو کنویں سے نکالا کہا خداوندا تو نے فرمایا کس نے تم کو وہ دعا تعلیم کی جس کے سبب سے تم نے اس کنویں سے نجات پائی۔ کہا پروردگارا تو نے فرمایا کہ کس نے علم تعبیر خواب تم کو الہام کیا کہا پالنے والے تو نے فرمایا پھر کس طرح تم نے میرے غیر سے مدد کی خواہش کی اور مجھ سے اعانت نہ طلب کی اور کیونکر میرے ایک بندہ سے آرزو کی کہ وہ میری ایک مخلوق کے سامنے تم کو یاد کرے جو میرے ہی قبضۂ قدرت میں ہے اور میری جانب تم نے پناہ نہ لی۔ اب اس سبب سے اتنی مدت تک اور زندان میں رہو۔ یہ سن کر یوسفؑ نے مناجات کی کہ میں تجھ سے سوال کرتا ہوں اس حق کے ساتھ جو میرے آبائے طاہرین کا تجھ پر ہے۔ کہ مجھ کو نجات دے۔ پس حق تعالیٰ نے ان کو وحی کی کہ ان کا حق مجھ پر نہیں ہے۔ اگر اپنے باپ آدمؑ کے متعلق تم کہتے ہو تو ان کو اپنے دست قدرت سے میں نے پیدا کیا اور ان کو حکم دیا کہ بہشت کے تمام درختوں میں سے صرف ایک درخت کے پاس نہ جانا۔ لیکن میری نافرمانی کی پھر جب توبہ کیا تو میں نے ان کی توبہ قبول کی۔ اور اگر اپنے باپ نوحؑ کے بارے میں تم کہتے ہو تو میں نے ان کو اپنی مخلوق میں برگزیدہ کیا اور پیغمبر بنایا اور جب ان کی قوم نے ان کی نافرمانی کی تو انہوں نے ان کے ہلاک کرنے کی دعا کی میں نے ان کی دعا مستجاب کی اور ان کی قوم کو غرق کیا اور ان کو اور ان لوگوں کو جو ان پر ایمان لائے تھے کشتی کے ذریعہ سے نجات دی۔ اور اگر اپنے باپ ابراہیمؑ کے بارے میں کہتے ہو تو

ان کو اپنا خلیلؑ بنایا اور آگ سے نجات دی اور نمرود کی آگ ان پر سرد و سلامت قرار دی۔ اور اگر اپنے باپ یعقوبؑ کے بارے میں کہتے ہو تو ان کو بارہ فرزند عطا کئے اور جب ان میں سے ایک کو ان کے سامنے سے علیحدہ کر دیا وہ اس قدر روئے کہ نابینا ہو گئے اور راستوں پر بیٹھ کر مخلوق سے میری شکایت کی پس تمہارے بزرگوں کا کون سا حق مجھ پر ہے اس وقت جبرئیلؑ نے اُن سے کہا کہ یہ دُعا پڑھو۔ اسئلک بمنک العظیم واحسانک القدیم یعنی تجھ سے سوال کرتا ہوں تیری بزرگ نعمتوں اور قدیم احسانوں کے حق سے جب یہ کہا عزیز نے وُہ خواب دیکھا اور ان کی نجات کا باعث ہُوا۔

بسند معتبر امام رضاؑ سے روایت کی ہے کہ زندان بان نے حضرت یوسفؑ سے کہا کہ میں تم کو دوست رکھتا ہوں حضرت نے فرمایا کہ مجھ پر کوئی بلا نازل نہیں ہوئی مگر لوگوں کی دوستی کے سبب سے میری پھوپھی مجھے دوست رکھتی تھیں اس لئے مجھ کو چوری میں متہم کیا۔ اور چونکہ مجھ کو میرے پدر دوست رکھتے تھے اس لئے بھائیوں نے مجھ پر حسد کیا اور بلا میں گرفتار کیا اور زلیخا مجھ کو دوست رکھتی تھی تو اس کے مکر کے سبب سے قید خانہ میں پڑا ہوں۔ امام نے فرمایا کہ یوسفؑ زندان میں حق تعالیٰ سے شکایت کرتے تھے کہ کس گناہ پر میں زندان کا مستحق ہُوا۔ خدا نے ان پر وحی کی کہ تم نے خود زندان کو اختیار کیا۔ جس وقت کہ کہا کہ پروردگارا قید خانہ کو اس سے زیادہ بہتر سمجھتا ہوں جس کی طرف یہ عورتیں مجھے مائل کرتی ہیں۔ کیوں نہ کہا کہ عافیت کو میں اس سے محبوب رکھتا ہوں جس کی طرف یہ عورتیں دعوت دیتی ہیں۔

بسند معتبر حضرت صادقؑ سے روایت کی ہے کہ جب برادرانِ یوسفؑ نے اُن کو کنویں میں ڈالا جبرئیلؑ کنویں میں ان پر نازل ہوئے اور کہا صاحبزادے تم کو کس نے یہاں پانی میں پھینک دیا کہا میرے بھائیوں نے چونکہ میں اپنے باپ کے نزدیک قرب و منزلت رکھتا تھا۔ اس سبب سے حسد کیا۔ اور مجھ کو کنویں میں ڈال دیا۔ جبرئیلؑ نے کہا، کیا چاہتے ہو کہ اس کنویں سے نکلو۔ کہا خدائے ابراہیمؑ و اسحٰقؑ و یعقوبؑ کو اختیار ہے جبرئیلؑ نے کہا وُہ فرماتا ہے کہ اس دُعا کو پڑھو۔ اللھم انی اسئلک بان لک الحمد کلہ لا الٰہ الا انت الحنّان المنّان بدیع السمٰوات والارض ذوالجلال والاکرام صل علیٰ محمد و اٰل محمد و اجعل من امری فرجا و مخرجا وارزقنی من حیث احتسب و من حیث لا احتسب۔ جب یوسفؑ نے اس دُعا کے ذریعہ سے اپنے پروردگار سے مناجات کی خدا نے ان کو کنویں سے نجات بخشی اور زلیخا کے مکر سے بچایا اور مصر

کی بادشاہی عطا فرمائی۔ اس طرح سے کہ ان کو گمان بھی نہ تھا۔
بسند معتبر حضرت صادقؑ سے روایت کی ہے کہ جب ابراہیمؑ کو آگ میں ڈالا جبرئیلؑ ان کے لئے ایک جامۂ بہشت لائے اور ان کو پہنایا کہ اس پر گرمی اور سردی کا اثر نہیں ہوتا تھا۔ جب ابراہیمؑ کی وفات کا زمانہ قریب آیا جو بازوبند ان کے پاس تھا اسحٰقؑ کو باندھ دیا۔ اور اسحٰقؑ نے یعقوبؑ کو باندھا جب یوسفؑ پیدا ہوئے یعقوبؑ نے اس کو ان کے گلے میں لٹکا دیا۔ اور وہ ان کے گلے میں ان حالات میں بھی تھا۔ جو ان پر گذر گئے۔ جب یوسفؑ نے پیراہن کو تعویذ کے درمیان سے مصر میں نکالا۔ یعقوبؑ نے فلسطین شام میں اس کی بو سونگھی اور کہا میں یوسفؑ کی بو سونگھ رہا ہوں۔ اور وہ وہی پیراہن تھا۔ جو بہشت سے لایا گیا۔ راوی نے کہا آپ پر فدا ہوں پھر وہ پیراہن کس کے پاس پہنچا۔ فرمایا کہ اپنے اہل کے پاس پہنچا پھر فرمایا کہ ہر ایک پیغمبر نے کوئی علم یا اس کے علاوہ کوئی اور چیز جو میراث میں چھوڑی سب رسولؐ خدا کو ملی اور ان سے ان کے وصیوں کو ملی یعقوبؑ فلسطین میں تھے جب قافلہ مصر سے روانہ ہوا یعقوبؑ کو پیراہن کی بو معلوم ہوئی اور اس کی خوشبو وہ تھی جو بہشت سے لائی گئی اور وہ ہم تک میراث میں پہنچی ہے۔ اور وہ ہمارے پاس ہے۔

بسند موثق حضرت امام رضاؑ سے روایت ہے کہ فرزندانِ یعقوبؑ کے درمیان ایسا حکم تھا کہ جب کوئی شخص چوری کرتا اس کو غلامی میں لے لیتے تھے یوسفؑ جبکہ بچے تھے اپنی پھوپھی کے پاس رہتے تھے اور وہ ان کو بہت دوست رکھتی تھیں۔ اسحٰقؑ کا ایک کمربند تھا جس کو انہوں نے یعقوبؑ کو دے دیا تھا۔ اور وہ کمربند ان کی بہن کے پاس تھا۔ جب یعقوبؑ نے چاہا کہ یوسفؑ کو ان کے پاس سے لے جائیں۔ تو وہ بہت رنجیدہ ہوئیں اور کہا رہنے دو میں بھیج دوں گی۔ پھر کمربند کو ان کے کپڑوں کے نیچے کمر میں باندھ دیا۔ جب یوسفؑ اپنے باپ کے پاس آئے ان کی پھوپھی بھی آئیں اور کہا میرے پاس سے کمربند چوری ہو گیا ہے۔ اور تلاش کرنے لگیں آخرکار یوسفؑ کے کمر سے کھولا اور کہا یوسفؑ نے میرا کمربند چرایا ہے۔ میں ان کو غلامی میں لیتی ہوں اسی حیلہ سے یوسفؑ کو اپنے پاس لے گئیں یہ تھی مراد برادران یوسفؑ کی۔ جبکہ بنیامین کو یوسفؑ نے روک لیا تھا۔ اور ان کے بھائیوں نے کہا کہ اگر اس نے چوری کی تو (کیا تعجب ہے) اس کے بھائی نے بھی اس سے پہلے چوری کی تھی۔

علی بن ابراہیم نے روایت کی ہے کہ جب برادرانِ یوسفؑ پیراہن کو لائے اور

یعقوب کی آنکھوں پر رکھا ان کی آنکھیں روشن ہوگئیں اور حضرت نے ان لوگوں سے فرمایا کہ میں تم سے نہیں کہتا تھا کہ میں خدا سے جو کچھ جانتا ہوں تم نہیں جانتے ان لوگوں نے کہا بابا جان خدا سے ہمارے گناہوں کے لیئے آمرزش طلب کیجیے کیونکہ ہم نے خطا کی ہے کہا اس کے بعد تمہارے لیئے طلب آمرزش کرونگا یقیناً وہ بخشنے والا مہربان ہے۔

بسند معتبر حضرت صادقؑ سے منقول ہے کہ یعقوبؑ نے دعا میں سحر تک تاخیر کی کیونکہ سحر کی دعا مستجاب ہے۔ اور دوسری روایت میں فرمایا کہ شب جمعہ کی سحر تک تاخیر کی!

روایت میں ہے کہ جب یعقوبؑ اور ان کے اہل و عیال مصر میں داخل ہوئے۔ یعقوبؑ اور برادران یوسفؑ سب کے سب سجدہ میں گر پڑے اس وقت یوسفؑ نے کہا اے پدر یہ تھی اس خواب کی تعبیر جو میں نے پہلے دیکھا تھا۔ خدا نے میرے خواب کو سچ کر دکھایا اور مجھ پر احسان کیا کہ قید خانہ سے نجات بخشی اور آپ لوگوں کو قریہ سے میرے پاس تک پہنچا دیا بہ تحقیق کہ میرا پروردگار صاحب لطف و احسان ہے۔ اور جو کچھ وہ چاہتا ہے لطف و تدبیر کے ساتھ عمل میں لاتا ہے اور یقیناً وہ دانا اور حکیم ہے۔

بسند معتبر منقول ہے کہ امام علی نقیؑ سے لوگوں نے پوچھا کہ یعقوبؑ اور ان کے فرزندوں نے یوسفؑ کو کیونکر سجدہ کیا حالانکہ وہ لوگ پیغمبر تھے فرمایا کہ ان لوگوں نے یوسفؑ کو سجدہ نہیں کیا بلکہ ان کا سجدہ طاعت خدا اور تحیّت یوسفؑ تھا جس طرح کہ ملائکہ کا سجدہ آدمؑ کے لئے طاعت خدا تھا۔ پھر یعقوبؑ اور ان کے فرزندوں نے مع یوسفؑ کے سجدۂ شکر کیا خدا کے شکریہ کے لیئے کہ ان لوگوں کو ایک دوسرے سے اس نے ملا دیا کیا تم نہیں دیکھتے ہو کہ جس وقت یوسفؑ نے مقام شکر میں کہا کہ پروردگارا بہ تحقیق کہ تو نے مجھ کو ملک و بادشاہی عطا کی اور اس سے زیادہ عام بات خوابوں کی تعبیر کا علم اور تمام علوم عطا فرمائے اور میرے امور کا دنیا و آخرت میں تو ہی متکفل اور معین ہے۔ خداوندا مجھ کو اپنی اطاعت اور دین اسلام پر موت دینا اور مجھ کو صالحین سے ملحق کرنا۔

علی بن ابراہیم نے روایت کی ہے کہ جبرئیلؑ یوسفؑ پر نازل ہوئے اور کہا اپنے ہاتھ کو باہر نکالو جب انھوں نے ہاتھ باہر کیا ان کی انگلیوں کے درمیان سے ایک نور نکل گیا یوسفؑ نے جبرئیلؑ سے پوچھا کہ یہ نور کیسا تھا۔ کہا یہ پیغمبری تھی خدا نے تمہارے صلب سے باہر کر دی اس سبب سے کہ تم اپنے باپ کی تعظیم کو نہیں اٹھے تو خدا نے نور پیغمبری کو یوسفؑ سے نکال لیا تھا۔ تاکہ ان کے فرزند پیغمبر نہ ہوں۔ اور ان کے بھائی لاوی کے فرزندوں میں پیغمبری قرار دی کیونکہ جب ان کے بھائیوں نے چاہا کہ یوسفؑ کو مار ڈالیں

لاوی نے کہا کہ مارو نہیں بلکہ کنویں میں ڈال دو۔ اس کی جزا میں کہ یوسفؑ کے قتل میں مانع ہوئے پیغمبری کو ان کے صلب میں قرار دیا اور اسی طرح جب برادرانِ یوسفؑ نے بنیامین کے قید ہونے کے بعد چاہا کہ خدمتِ پدر میں واپس آئیں لاوی نے کہا کہ زمین مصر سے حرکت نہ کروں گا جب تک کہ میرے باپ اجازت نہ دیں یا خدا کوئی حکم میرے لیئے فرمائے اور سب سے بہتر حکم کرنے والا وہی ہے خدا نے ان کی یہ بات بھی پسند کی اور اس کے بعد پیغمبری ان کی اولاد میں پھیر دی اس لئے پیغمبران بنی اسرائیل سب کے سب لاوی کے فرزندوں میں سے تھے موسیٰ بھی ان ہی کے فرزندوں میں سے تھے۔ یعنی موسیٰ پسر عمران پسر یصہر پسر قاہث پسر لاوی تھے۔

الغرض یعقوبؑ نے یوسفؑ سے کہا کہ اے پسر مجھ سے بیان کرو کہ تمہارے ساتھ بھائیوں نے کیا کیا جس وقت کہ تم کو میرے پاس سے لائے یوسفؑ نے کہا بابا جان مجھ کو اس امر سے معاف رکھیئے کہا اچھا تمام باتیں نہیں کہنا چاہتے ہو کچھ تو بیان کرو۔ کہا جس وقت مجھ کو کنویں کے پاس لے گئے اور کہا پیراہن کو اتارو۔ میں نے کہا بھائیو! خدا سے ڈرو۔ اور مجھ کو برہنہ نہ کرو تو چاقو میرے سامنے کھینچ کر کہا کہ اگر کپڑے نہ اُتارو گے تو تم کو مار ڈالیں گے پس مجبوراً میں نے کپڑے اتارے اور ان لوگوں نے مجھ کو عُریاں کنویں میں ڈال دیا۔ جب یعقوبؑ نے یہ سُنا ایک نعرہ کیا اور بیہوش ہو گئے۔ پھر جب ہوش میں آئے کہا اے فرزند بیان کرو پھر کیا ہوا کہا بابا جان میں آپ کو ابراہیمؑ و اسحٰقؑ و یعقوبؑ کے خدا کی قسم دیتا ہوں۔ کہ آپ مجھے اس امر سے مُعاف رکھیئے۔ تو یعقوبؑ خاموش ہو گئے۔

روایت میں ہے کہ قحط کے زمانہ میں عزیز مصر کا انتقال ہو گیا اور زلیخا محتاج ہو گئیں اس حد تک کہ لوگوں سے سوال کرتی تھیں اور یوسفؑ بادشاہ ہوئے اور ان کو لوگ عزیز مصر کہتے تھے۔ ایک بار لوگوں نے زلیخا سے کہا کہ عزیز کے راستہ پر بیٹھ جاؤ شاید وہ تم پر رحم کریں کہا میں ان سے خجل ہوں لوگوں نے جب اصرار کیا تو وُہ یوسفؑ کے راستہ پر بیٹھیں جب آنحضرت کوکبۂ شاہی کے ساتھ ادھر سے گذرے زلیخا اٹھیں اور کہا پاک ہے وُہ خدا جو بادشاہوں کو اپنی معصیت کے سبب سے غلام بناتا ہے اور غلاموں کو اپنی اطاعت کی وجہ سے بادشاہ بنا دیتا ہے۔ یوسفؑ نے کہا تم زلیخا ہو۔ پھر حکم دیا تو ان کو حضرت کے دولت کدہ پر لوگ لے گئے۔ اس وقت زلیخا بہت ضعیف ہو گئی تھیں یُوسفؑ نے ان سے کہا کہ کیا تم نے میرے ساتھ ایسا اور ایسا نہیں کیا کہا اے پیغمبر خدا مجھ کو ملامت نہ کیجئے کیونکہ میں تین بلاؤں میں مبتلا تھی جن میں کوئی شخص مبتلا نہیں ہوا تھا پوچھا وہ کیا۔ کہا

تمہاری محبت میں مبتلا تھی۔ اور خدا نے دنیا میں تمہاری نظیر نہیں خلق کی ہے اور حسن و جمال میں مبتلا تھی ایسی کہ مصر میں مجھ سے زیادہ کوئی مقبول عورت نہ تھی اور کسی کے پاس مجھ سے زیادہ دولت نہ تھی اور میرا شوہر نامرد تھا۔ پھر یوسفؑ نے ان سے کہا کہ کیا حاجت رکھتی ہو کہا چاہتی ہوں کہ آپ دعا کیجئے کہ خدا میری جوانی واپس کر دے۔ یوسفؑ نے دعا کی اور خدا نے ان کو جوان کر دیا۔ یوسفؑ نے ان سے عقد کیا اور وہ باکرہ تھیں۔ (یہاں تک علی بن ابراہیم کی روایت تھی اور اکثر مضامین اس روایت کے بہت سی معتبر روایتوں میں وارد ہیں جس کو ہم نے اختصار کے خیال سے ترک کر دیا۔ مولفؒ)

ابن بابویہؒ نے وہب بن منبہ سے روایت کی ہے۔ اس نے کہا کہ خدا کی بعض کتابوں میں میں نے دیکھا ہے کہ یوسفؑ اپنے لشکر کے ساتھ زلیخا کے پاس سے گذرے اور وہ ایک کھنڈر پر بیٹھی تھیں۔ جب زلیخا نے اسباب سلطنت اور آنحضرت کی شوکت مشاہدہ کی کہا۔ حمد و سپاس اس خدا کے لئے زیبا ہے جو بادشاہوں کو ان کے گناہوں کے سبب سے غلام بنا دیتا ہے اور غلاموں کو ان کی اطاعت کے سبب سے بادشاہ قرار دیتا ہے۔ میں محتاج ہو گئی مجھے کچھ صدقہ دیجئے یوسفؑ نے کہا خدا کی نعمت کو حقیر سمجھنا اور اس کا کفران کرنا اس کیلئے ہمیشہ کی رکاوٹ پیدا کر دیتا ہے۔ لہٰذا خدا کی جانب بازگشت کرو تاکہ تمہارے گناہ کے دھبہ کو آب توبہ سے دھو دے بہ تحقیق دعا کی مقبولیت کا محل اور اس کے لئے دلوں کی پاکیزگی اور اعمال کی نیکی اور صفائی کی شرط ہے۔ زلیخا نے کہا ابھی توبہ و انابت اور گذشتہ غلطیوں کے تدارک سے فراغت نہیں پائی ہے اور خدا سے شرم کرتی ہوں کہ عفو کے مقام میں آؤں اور اس ذاتِ مقدس سے طلب رحمت کروں حالانکہ ابھی آنسو نہیں بہے ہیں۔ اور دل سے اپنی ندامت کے حق کی ادائیگی نہیں ہوئی ہے۔ اور طاعات کے ظرف میں گداختہ نہیں ہوئی ہے یوسفؑ نے کہا۔ توبہ کرو اور اس کے شرائط میں پھر کوشش اور اہتمام کرو۔ کیونکہ راہِ عمل کھلی ہوئی ہے۔ اور دعا کا تیر قبولیت کے نشانہ پر پہنچتا ہے قبل اس کے کہ عمر کے ایّام اور گھڑیاں ختم ہوں اور حیات کی مدّت تمام ہو زلیخا نے کہا میرا ابھی یہی عقیدہ ہے۔ اگر آپ میرے بعد رہ گئے تو عنقریب سن لیں گے۔ پھر یوسفؑ نے فرمایا کہ گائے کی کھال سونے سے بھر کر ان کو دے دی جائے زلیخا نے کہا کہ روزی یقیناً خدا کی جانب سے مقرر ہے اور پہنچتی ہے میں روزی کی زیادتی اور راحت و عیش زندگانی کو نہیں چاہتی جب تک کہ خدا کے غضب میں گرفتار ہوں۔ اس کے بعد یوسفؑ کے بعض فرزندوں نے کہا کہ یہ عورت کون تھی جس کے لئے ہمارا جگر پارہ پارہ ہو گیا اور دل نرم ہو گیا فرمایا کہ یہ

راحت و شادمانی کی وایہ ہے جواب دام انتقام الٰہی میں گرفتار ہے۔ پھر یوسفؑ نے زلیخا کے سا
عقد کیا جب ان سے ہم بستر ہوئے ان کو باکرہ پایا پوچھا تم باکرہ کیونکر رہ گئیں حالانکہ مدتوں شو
کے ساتھ بسر کی کہا میرا شوہر نامرد تھا اور مقاربت پر قادر نہ تھا۔

حدیث معتبر میں حضرت صادقؑ سے منقول ہے کہ جب زلیخا یوسفؑ کے راستہ پر بیٹھ
اور آنحضرت نے ان کو پہچانا فرمایا واپس چلو کہ میں تم کو غنی کر دوں گا۔ پھر ایک لاکھ درہم ا
کے لئے بھیجا۔

بسند معتبر منقول ہے کہ ابوبصیر نے حضرت صادقؑ سے پوچھا کہ یوسفؑ نے کنویں میں
کون سی دعا پڑھی جس سے ان کو نجات حاصل ہوئی فرمایا کہ جب وہ کنویں میں پھینکے گئے اور نا
ہو گئے کہا۔ اَللّٰھُمَّ اِنْ کَانَتِ الْخَطَایَا وَالذُّنُوْبُ قَدْ اَخْلَقَتْ وَجْھِیْ عِنْدَكَ فَلَ
تَرْفَعَ لِیْ اِلَیْكَ صَوْتًا وَلَنْ تَسْتَجِیْبَ لِیْ دَعْوَۃً فَاِنِّیْ اَسْئَلُكَ بِحَقِّ الشَّیْخِ یَعْقُوْبَ
فَارْحَمْ ضُعْفَہٗ وَاجْمَعْ بَیْنِیْ وَبَیْنَہٗ فَقَدْ عَلِمْتَ رِقَّتَہٗ عَلَیَّ وَشَوْقِیْ اِلَیْہِ
یعنی خداوندا اگر میرے گناہوں اور خطاؤں نے میرے چہرے کو تیرے نزدیک ذلیل کر د
ہے تو میرے لئے اپنے نزدیک کوئی آواز نہیں بلند کرتا اور نہ میرے لئے کسی دعا کو مستجاب کرتا
تو میں تجھ سے مرد پیر یعقوبؑ کے حق سے سوال کرتا ہوں پس ان کے ضعف پر رحم کر اور مجھے اور ا
کو یکجا کر دے کیونکہ تو یقیناً مجھ پر ان کی رقت اور ان کے لئے میرے شوق کو جانتا ہے۔ ابوبصیر نے کہا
اس کے بعد حضرت صادقؑ روئے اور فرمایا کہ میں دعا میں یہ کہتا ہوں۔ اَللّٰھُمَّ اِنْ کَانَتِ الْخَطَا
وَالذُّنُوْبُ قَدْ اَخْلَقَتْ وَجْھِیْ عِنْدَكَ فَلَنْ تَرْفَعَ لِیْ اِلَیْكَ صَوْتًا فَاِنِّیْ اَسْئَلُكَ بِكَ
فَلَیْسَ کَمِثْلِہٖ شَیْئٌ وَاَتَوَجَّہُ اِلَیْكَ بِمُحَمَّدٍ نَبِیِّكَ نَبِیِّ الرَّحْمَۃِ یَا اَللّٰہُ یَا اَللّٰہُ
یَا اَللّٰہُ یَا اَللّٰہُ یَا اَللّٰہُ۔ حضرت صادقؑ نے فرمایا کہ اس دعا کو پڑھو اور بہت پڑھو کیونکہ میں ہ
سختیوں اور عظیم بلاؤں کے موقع پر بہت پڑھتا ہوں۔ دوسری معتبر حدیث میں فرمایا کہ جبرئی
یوسف صلوات اللہ علیہ کے پاس زندان میں آئے اور کہا ہر نماز واجب کے بعد تین مر
اس کو پڑھو۔ اَللّٰھُمَّ اجْعَلْ لِیْ مِنْ اَمْرِیْ فَرَجًا وَّمَخْرَجًا وَّارْزُقْنِیْ مِنْ حَیْثُ
اَحْتَسِبُ وَمِنْ حَیْثُ لَا اَحْتَسِبُ۔

حضرت صادقؑ کی دعا جو سختیوں اور بلاؤں میں پڑھتے تھے

شیخ طوسی نے ذکر کیا ہے کہ حضرت یوسفؑ ماہ محرم کی تیسری تاریخ کو قید خانہ سے رہا ہو
اور ابن بابویہ علیہ الرحمۃ نے بسند معتبر عبداللہ ابن عباس سے روایت کی ہے کہ جب آل یعقوب
کو بھی مثل دوسروں کے قحط سے تکلیف ہوئی یعقوب علیہ السلام نے اپنے فرزندو
کو جمع کیا اور کہا میں نے سنا ہے کہ مصر میں غلہ ارزاں فروخت ہوتا ہے اور مالک غل

لوگوں کو روکتا نہیں بلکہ غلّہ دے کر جلد روانہ کر دیتا ہے لہذا تم لوگ جاؤ اور اُس سے غلہ خرید و انشاءاللہ وہ تمہارے ساتھ احسان کرے گا۔ فرزندان یعقوبؑ نے اپنا سامانِ سفر لیا۔ اور روانہ ہوئے جب مصر میں وارد ہوئے اور یوسفؑ کی خدمت میں پہنچے آپ نے ان کو پہچانا لیکن ان لوگوں نے آپ کو نہیں پہچانا۔ یوسفؑ نے ان سے پوچھا کہ تم لوگ کون ہو کہا ہم فرزندان یعقوبؑ پسر اسحٰقؑ پسر ابراہیم خلیل خدا ہیں اور کنعان کے پہاڑ سے آئے ہیں یوسفؑ نے کہا تو تم لوگ تین پیغمبروں کی اولاد ہو لیکن تم صاحبان علم و حلم نہیں ہو اور نہ تم میں وقار و خشوع ہے شاید تم لوگ کسی بادشاہ کے جاسوس ہو گے اور میرے شہر میں جاسوسی کے لئے آئے ہو گے۔ کہا اے بادشاہ ہم لوگ جاسوس نہیں ہیں اور نہ اصحاب حرب ہیں اور اگر تم کو معلوم ہو جائے کہ ہمارے باپ کون ہیں تو یقیناً تم ہم کو گرامی رکھو گے۔ وہ پیغمبر خدا ہیں اور پیغمبر خدا کے فرزند ہیں اور بہت اندوہناک ہیں۔ یوسفؑ نے پوچھا کس سبب سے ان کو اندوہ عارض ہوا ہے حالانکہ وہ پیغمبر ہیں اور پیغمبر زادہ ہیں اور ان کی جگہ بہشت ہے اور تم لوگوں کے ایسے تندرست و توانا بہت سے ان کے فرزند ہیں شاید ان کا حزن تمہاری جہالت، بیوقوفی، جھوٹ اور مکر و فریب کی وجہ سے ہو گا۔ ان لوگوں نے کہا۔ اے بادشاہ ہم لوگ نادان و احمق نہیں ہیں اور نہ ان کا غم ہماری وجہ سے ہے لیکن ان کے ایک فرزند تھا جو سن کے لحاظ سے ہم سے بہت چھوٹا تھا۔ اس کا نام یوسفؑ تھا۔ ایک روز ہمارے ساتھ شکار کے لئے نکلا اور اس کو بھیڑیا کھا گیا اسی روز سے ہمارے والد اب تک برابر محزون اور مغموم اور گریاں رہتے ہیں۔ یوسفؑ نے پوچھا تم سب بھائی ایک باپ سے ہو کہا ہمارے باپ تو ایک ہیں لیکن ماں متفرق ہیں فرمایا کہ تمہارے باپ نے کیوں اپنے تمام فرزندوں کو بھیجا اور ایک کو اپنے پاس روک لیا تاکہ ان کا مونس ہو اور اس سے ان کو راحت ملے کہا انہوں نے ہمارے ایک بھائی کو جو ہم سب سے بہت چھوٹا تھا اپنے پاس روک لیا فرمایا کہ کیوں اسی کو تم میں سے انہوں نے اختیار کیا کہا اس لئے کہ یوسفؑ کے بعد ہم سب میں اسی کو زیادہ دوست رکھتے ہیں۔ یوسفؑ نے کہا میں تم میں سے ایک کو اپنے پاس روکے لیتا ہوں بقیہ سب لوگ اپنے باپ کے پاس جا کر میرا سلام پہنچاؤ اور کہو کہ اس فرزند کو جس کو تم کہتے ہو کہ انہوں نے اپنے پاس روک لیا ہے میرے پاس بھیجدیں تاکہ وہ مجھ سے بیان کرے کہ ان کے غم کا کیا باعث ہوا ہے۔ اور کیوں وہ پیری کے وقت سے پہلے ضعیف ہو گئے اور ان کے گریہ اور نابینا ہونے کا کیا سبب ہے۔ یہ سُن کر ان لوگوں نے اپنے درمیان قرعہ ڈالا۔ قرعہ شمعون کے نام نکلا یوسفؑ نے ان کو اپنے پاس روک لیا اور ان کے لئے کھانے کا انتظام کر دیا۔ ان کے دُوسرے بھائی واپس روانہ ہو گئے۔ جب بھائیوں نے

شمعون کو رخصت کیا۔ شمعون نے کہا بھائیو! دیکھتے ہو کہ میں کس امر میں مبتلا ہوں۔ میرے پدر کو میرا سلام کہ
جب وہ لوگ یعقوبؑ کے پاس آئے کمزور آواز سے ان کو سلام کیا۔ آپ نے پوچھا کہ کیوں اس قدر کمز
آواز سے تم نے سلام کیا۔ اور کیوں تم میں اپنے دوست شمعون کی آواز مجھ کو نہیں سنائی دیتی ہے
آپ کے پاس ہم اس کی طرف سے آئے ہیں جس کا ملک تمام بادشاہوں سے بہت زیادہ ہے ا
اس کے مقابل کا ہم نے کسی کو حکمت و دانائی و خشوع و سکینہ و وقار میں نہیں پایا بابا جان اگر کو
آپ کا مثل ہے تو وہی ہے لیکن ہم اس گھر کے رہنے والے ہیں جو بلا کے واسطے خلق ہوئے ہیں
بادشاہ نے ہم کو متہم کیا اور کہا کہ میں تمہاری باتوں کا اعتبار نہیں کرتا جب تک تمہارے پدر بنیامی
کو نہ بھیجیں اور ان کے ذریعہ سے پیغام بھیجیں کہ ان کے حزن اور پیری اور گریہ کرنے اور نا
ہونے کا کیا سبب ہے، یعقوبؑ نے گمان کیا کہ یہ بھی فریب ہے جو ان لوگوں نے کیا ہے
تاکہ بنیامین کو ان کے پاس سے جدا کر دیں۔ کہا میرے فرزندو تمہاری عادت بری عادت
جس طرف جاتے ہو تم میں سے ایک کم ہو جاتا ہے میں اس کو تمہارے ساتھ نہ بھیجوں گا۔ جب
فرزندوں نے اپنا سامان کھولا دیکھا کہ ان کے مال غلہ میں موجود ہیں اور ان کو واپس دیدی
گئے ہیں جس کی ان کو خبر نہ تھی۔ خوش خوش اپنے باپ کے پاس آئے اور کہا کوئی اس بادشا
کے مثل نہیں دیکھا گیا۔ وہ گناہ سے تمام لوگوں سے زیادہ پرہیز کرتا ہے۔ ہمارے مال
قیمت طعام کے لئے اس کے واسطے ہم لوگ لے گئے تھے گناہ کے خوف سے ہم کو واپ
کر دیا ہے۔ اسی مال کو ہم لے جائیں گے اور اپنے گھر والوں کے واسطے غلہ لائیں گے، او
اپنے بھائی کی حفاظت کریں گے۔ اور اس کے واسطے ایک شتر بار اور حاصل کریں گے یعقو
نے کہا تم جانتے ہو کہ بنیامین تم میں مجھے سب سے زیادہ محبوب ہے۔ یوسفؑ کے بعد مجھے ا
کے ساتھ اُنس ہے اور وہ تمہارے درمیان میری راحت کا باعث ہے میں اس کو تمہا
ساتھ نہ بھیجوں گا۔ جب تک کہ تم خدا کے لئے مجھ سے عہد نہ کرو گے کہ اس کو میرے پاس واپ
لاؤ گے۔ مگر یہ کہ تم کو ایسا امر در پیش ہو جس سے تمہارا اختیار نہ چلے، یہ سُن کر بھوا
ضمانت کی اور وہ لوگ بنیامین کو اپنے ساتھ لے کر مصر کی جانب متوجہ ہوئے جب یو
کی خدمت میں پہنچے حضرت نے دریافت کیا آیا میرا پیغام اپنے پدر کو پہنچا دیا ان لو
نے کہا ہاں، اور جواب میں اپنے بھائی کو لائے ہیں جو چاہے اس سے پوچھ لیجئے یو
نے پوچھا صاحبزادے تمہارے پدر نے کیا پیغام بھیجا ہے بنیامین نے کہا مجھ کو آپ
پاس بھیجا ہے اور سلام کہا ہے اور فرمایا ہے کہ آپ نے میرے پاس پیغام بھیجکر میرے
اور قبل از وقت پیر ہونے، رونے اور نابینا ہونے کا سبب دریافت کیا ہے۔ تو

شخص آخرت کو زیادہ یاد کرتا ہے اس کا حزن واندوہ زیادہ ہوتا ہے اور میرا بڑھاپا وقت سے پہلے روزِ قیامت کی یاد کے سبب سے ہے اور مجھ کو میرے حبیب یوسفؑ کے غم نے رلایا اور میری آنکھوں کو بے نور کر دیا ہے۔ اور مجھے اطلاع ہوئی ہے کہ میرے غم کے سبب سے آپ بھی محزون ہوئے۔ اور میرے معاملہ میں اہتمام کیا ہے تو خدا آپ کو جزائے خیر اور ثواب عظیم کرامت فرمائے اور آپ کا مجھ پر اس سے زیادہ کوئی احسان نہ ہوگا کہ میرے فرزند بنیامین کو جلد میرے پاس واپس بھیج کر مجھے شاد کیجئے کیونکہ یوسفؑ کے بعد اس کو تمام فرزندوں سے بہت زیادہ دوست رکھتا ہوں میں اپنی وحشت میں اس سے اُنس حاصل کروں گا۔ اور اپنی تنہائی کو اس سے دُور کروں گا۔ اور میرے لئے آزوقہ بھی جلد بھیجئے جس سے اپنے عیال کے امر میں مدد حاصل کروں گا۔ جب یوسفؑ نے اپنے پدر کا پیغام سُنا گریہ گلوگیر ہوا۔ اور صبر نہ کر سکے اُٹھے اور مکان میں داخل ہو کر بہت روئے پھر باہر آئے اور حکم دیا تو ان لوگوں کے لئے کھانا لایا گیا۔ فرمایا کہ دو دو آدمی جو ایک ماں کے بطن سے ہوں ایک ایک خوان پر بیٹھیں یہ سُن کر سب کے سب بیٹھ گئے مگر بنیامین کھڑے رہے۔ یوسفؑ نے کہا تم کیوں نہیں بیٹھتے کہا میرا کوئی بھائی موجود نہیں ہے جو میری ماں سے پیدا ہوا ہو۔ یوسفؑ نے کہا کیا تمہارا کوئی حقیقی بھائی نہ تھا۔ کہا تھا۔ پوچھا کیا ہُوا جواب دیا۔ کہ یہ لوگ کہتے ہیں کہ اس کو بھیڑیا کھا گیا۔ پوچھا تم کو اس کا غم کس قدر ہے کہا میرے بارہ فرزند ہوئے ہیں میں نے سب کے نام اپنے بھائی کے نام سے اشتقاق کیا ہے کہا ایسے بھائی کے بعد ہاتھ عورتوں کے گلے میں تم نے ڈالا۔ اور فرزند پیدا کئے بنیامین نے کہا میرے باپ مرد صالح ہیں انہوں نے مجھے حکم دیا کہ خواستگاری کرو شاید تم سے ایسی اولادیں پیدا ہوں جو زمین کو تسبیح خدا سے سنگین کریں اور دوسری روایت کے مطابق لاالہ الا اللہ کہنے سے (زمین کو قائم رکھیں) یوسفؑ نے کہا اچھا آؤ میرے خوان پر بیٹھو، برادران یوسفؑ نے کہا کہ خدا یوسفؑ اور اس کے بھائی کو ہمیشہ ہم پر فوقیت دیتا ہے یہاں تک کہ بادشاہ نے اس کو اپنے ساتھ خوان پر بٹھایا۔ اس کے بعد یوسفؑ نے فرمایا تو پیمانہ کو بنیامین کے بار میں پوشیدہ کر دیا۔ جب لوگوں نے تلاش کیا تو ان کے بار میں نکلا اس لئے روک لیا۔ جب ان کے بھائی یعقوبؑ کے پاس آئے اور قصہ بیان کیا۔ یعقوبؑ نے کہا میرا پسر چوری نہیں کرتا۔ تم نے اس بارے میں بھی فریب کیا پھر فرزندوں کو حکم دیا کہ بار دیگر مصر جائیں اور عزیز مصر کو نامہ لکھا اور ان سے لطف و مہربانی کے طالب ہوئے اور سوال کیا کہ ان کے فرزند کو ان کے پاس واپس بھیجدے، جب فرزندان یعقوبؑ یوسفؑ کی خدمت میں پہنچے اور باپ کا خط ان کو دیا۔ انہوں نے پڑھا اور ضبط نہ کر سکے گریہ غالب ہوا۔ اور اُٹھ کر مکان میں داخل ہوئے اور کچھ دیر روئے۔ جب

باہر آئے بھائیوں نے کہا اے عزیز مصر ہم کو تمہاری مہربانی اور مروّت معلوم ہو چکی ہے اور ہم قحط و گرسنگی میں گرفتار ہیں اور ہمارے پاس سرمایہ کم ہے لہٰذا ہمارے سرمایہ کا خیال نہ کیجئے اور ہم کو پورا پیمانہ دیجئے اور کافی غلہ دینے سے قبل ہمیں ہمارے بھائی کو بھیک میں دیجئے یقیناً خدا تصدّق کرنے والوں کو اچھی جزا دیتا ہے۔ یوسفؑ نے کہا آیا جانتے ہو کہ تم نے یوسفؑ اور اس کے بھائی کے ساتھ کیا کیا جس وقت کہ تم لوگ نادان تھے۔ ان لوگوں نے کہا شاید تم یوسفؑ ہو کہا ہاں میں یوسفؑ ہوں اور یہ میرا بھائی ہے خدا نے مجھ پر احسان کیا ہے اور جو بلاؤں پر صبر و پرہیزگاری اختیار کرتا ہے تو خدا نیک کام کرنے والوں کے اجر کو ضائع نہیں کرتا۔ پھر یوسفؑ نے کہا کہ وہ لوگ یعقوبؑ کے پاس واپس جائیں اور فرمایا کہ میرا پیراہن لے جاؤ اور میرے پدر کے چہرے پر رکھ دو تاکہ وہ بینا ہو جائیں اور سب لوگ مع اہل و عیال کے میرے پاس آؤ۔ اس وقت جبرئیلؑ یعقوبؑ پر نازل ہوئے اور کہا چاہتے ہو کہ تم کو کوئی دعا تعلیم کروں کہ اسے جس وقت پڑھو گے تمہاری دونوں آنکھیں تم کو واپس مل جائیں گی کہا ہاں جبرئیلؑ نے کہا وہی پڑھو جو تمہارے باپ آدمؑ نے پڑھا تھا اور (جس کے ذریعہ سے) خدا نے ان کی توبہ قبول کی تھی۔ اور جو کچھ نوحؑ نے کہا تھا جس کے سبب سے ان کی کشتی جودی پر ٹھہری تھی اور انہوں نے غرق ہونے سے نجات پائی اور جو کچھ تمہارے پدر ابراہیمؑ نے کہا تھا جس وقت کہ ان کو آگ میں ڈالا گیا اور ان کلمات کے ذریعہ سے خدا نے آگ کو ان پر سرد اور سلامت کیا یعقوبؑ نے کہا اے جبرئیلؑ بتاؤ وہ کلمات کیا ہیں جبرئیلؑ نے کہا۔ کہو پروردگارا میں تجھ سے بحق محمدؐ و علیؑ و فاطمہؑ و حسنؑ و حسینؑ سوال کرتا ہوں کہ یوسفؑ و بنیامین دونوں کو مجھ سے ملا دے اور میری آنکھیں مجھے عطا فرما۔ یعقوبؑ نے ابھی یہ دعا تمام نہیں کی تھی کہ خوشخبری دینے والا آیا اور پیراہن یوسفؑ کو ان کے چہرہ پر رکھا اور وہ بینا ہو گئے۔

حضرت امام جعفر صادق علیہ السّلام سے روایت ہے کہ جب یوسفؑ داخل زندان ہوئے ان کی عمر بارہ سال کی تھی اور اٹھارہ سال تک زندان میں رہے اور رہا ہونے کے بعد اسّی سال تک زندہ رہے تو آنحضرت کی عمر ایک سو دس سال ہوئی۔

دوسری معتبر حدیث میں ان ہی حضرت سے منقول ہے کہ یعقوبؑ نے یوسفؑ کے لئے اس قدر گریہ کیا کہ ان کی آنکھیں ضائع ہو گئیں۔ یہاں تک کہ ان سے (ان کے فرزندوں نے) کہا کہ ہمیشہ یوسفؑ کو آپ یاد کرتے ہیں نتیجہ یہ ہو گا کہ بیمار ہو جائیں گے یا ہلاکت کے قریب پہنچیں گے یا ہلاک ہو جائیں گے۔ اور یوسف علیہ السّلام نے یعقوبؑ کی مفارقت پر اس قدر گریہ کیا کہ اہل زندان کو اذیت ہونے لگی اور ان لوگوں نے کہا یا تو آپ رات کو گریہ کیجئے اور دن میں

خاموش رہیئے اور یا دن کو رویا کیجئے اور رات کو چُپ رہیئے اور اس سے قبل معتبر حدیث میں ذکر ہو چکا
کہ یُوسفؑ اُن پیغمبروں میں تھے جو پیغمبری کے ساتھ بادشاہی رکھتے تھے، اور ان حضرت کی سلطنت
میں مصر اور اُس کے صحرا تھے اور سلطنت اس سے آگے نہ بڑھی۔

بسند معتبر حضرت صادق علیہ السلام سے منقول ہے کہ یعقوبؑ اور عیص جوڑواں پیدا ہُوئے
تھے لیکن پہلے عیص پیدا ہُوئے تھے۔ اور بعد میں یعقوبؑ اسی سبب سے ان کا نام یعقوبؑ رکھا گیا
کیونکہ عیص کے عقب میں پیدا ہُوئے۔ اور یعقوبؑ کو اسرائیل کہتے تھے یعنی خدا کا بندہ اس لئے
کہ اسرا کے معنی بندہ کے ہیں اور ایل خدا کا نام ہے اور دُوسری روایت کی بنا پر اسرا کے
معنی قوّت یعنی قوّتِ خدا۔

کعب الاحبار سے روایت کی گئی ہے کہ یعقوبؑ بیت المقدس کی خدمت کرتے تھے،
اور بیت المقدس میں جو سب سے پہلے داخل ہوتا تھا۔ اور سب کے بعد نکلتا تھا آنحضرت ہی تھے
وُہ بیت المقدس کی قندیلیں روشن کر دیتے تھے اور جب صبح کو جا کر دیکھتے تھے تو قندیلوں کو بجھی
ہُوئی پاتے اس لئے ایک رات تاک میں بیٹھے ناگاہ دیکھا کہ ایک جن قندیلوں کو خاموش
کر رہا ہے، حضرت نے اس کو پکڑا اور بیت المقدس کے ایک ستون سے باندھ دیا۔ جب
صبح ہوئی تو لوگوں نے دیکھا کہ یعقوبؑ نے اس جن کو قید کر رکھا ہے وُہ مسجد کے ستون سے بندھا
ہُوا ہے۔ اس کا نام ایل تھا۔ اسی سبب سے اُن کو اسرائیل کہنے لگے۔

بسند معتبر حضرت صادق علیہ السّلام سے منقول ہے کہ جب بنیامین کو یوسفؑ نے قید کر لیا
یعقوبؑ نے خدا کی بارگاہ میں دُعا کی اور کہا خداوندا کیا مجھ پر تو رحم نہ کرے گا، میری دونوں
آنکھیں اور دونوں فرزند کو تو نے لے لیا۔ خدا نے اُن پر وحی کی کہ اگر ان کو مَیں نے مار ڈالا ہوگا
تو یقیناً زندہ کر دوں گا۔ اور ان کو تم سے ملا دُوں گا۔ لیکن کیا تم کو وُہ گوسفند یاد نہیں آتا ہے
جس کو تم نے ذبح کر کے بریاں کیا اور کھایا اور فلاں شخص تمہارے مکان کے پہلو میں روزہ دار
تھا تم نے اس کو کچھ نہ دیا۔ اس کے بعد یعقوبؑ ہر روز صبح کو حکم دیتے تھے کہ
ایک فرسخ تک ندا کریں کہ جو شخص ناشتہ کرنا چاہے آلِ یعقوبؑ کے پاس
آئے۔ اور ہر شام کو پکارتے تھے کہ جو شخص طعام چاہتا ہو آلِ یعقوبؑ کے
پاس آئے۔

بسند معتبر حضرت امام محمّد باقر علیہ السّلام سے مروی ہے کہ یعقوبؑ نے یوسفؑ سے
کہا کہ اے فرزند زنا نہ کرنا کیونکہ اگر کوئی پرندہ زنا کرتا ہے تو اس کے پر گر جاتے ہیں؛
حدیث صحیح میں حضرت صادق علیہ السّلام سے مروی ہے کہ ایک شخص رسولِ خدا

کے پاس آیا اور کہا کہ اے پیغمبر خدا میرے چچا کی لڑکی ہے جس کا حسن و جمال اور بدن مجھے پسند ہے لیکن اس سے اولاد نہیں ہوتی۔ فرمایا کہ اس کی خواستگاری نہ کر بدرستیکہ یوسفؑ نے جب اپنے بھائی بنیامین سے ملاقات کی پوچھا کہ کیونکر تم کو پسند آیا کہ میرے بعد عورتوں سے تزویج کرو کہا بابا جان نے مجھ کو حکم دیا۔ اور کہا کہ اگر تم سے ممکن ہو کہ اولاد حاصل کرسکو تاکہ وہ زمین کو تسبیح و تنزیہ خدا سے قائم رکھیں تو کرو۔

بسند معتبر امام زین العابدین علیہ السلام سے منقول ہے کہ لوگوں نے تین خصلتوں کو تین شخصوں سے اخذ کیا ہے صبر کو ایوبؑ سے شکر کو نوحؑ سے اور حسد کو فرزندان یعقوبؑ سے!

بسند معتبر منقول ہے کہ ایک جماعت نے حضرت امام رضاؑ سے اعتراض کیا کہ آپ نے کیوں عہد مامون کی ولایت کو قبول کیا فرمایا کہ یوسفؑ پیغمبر خدا تھے اور عزیز مصر سے جو کافر تھا سوال کیا کہ ان کو اپنی جانب سے ولی بنا دے جیسا کہ حق تعالیٰ نے فرمایا ہے کہ قَالَ اجْعَلْنِي عَلَىٰ خَزَائِنِ الْأَرْضِ إِنِّي حَفِيظٌ عَلِيمٌ۔ فرمایا کہ مجھ کو زمین کے خزانوں پر والی قرار دو کیونکہ میں جو کچھ میرے ہاتھ میں ہوگا اس کی حفاظت کروں گا اور زمانہ کے لئے میں عالم ہوں۔

حدیث معتبر میں منقول ہے کہ امام جعفر صادقؑ نے فرمایا کہ صبر جمیل جو یعقوبؑ نے کہا وہ صبر ہے کہ مطلق اس کی شکایت نہ ہو۔

دوسری حدیث میں فرمایا کہ یوسفؑ نے اپنے پروردگار سے زندان میں بغیر سالن کے روٹی کھانے کی شکایت کی اور روٹیاں بہت سی ان کے پاس جمع ہوگئی تھیں تو خدا نے ان کو وحی کی کہ خشک روٹیوں کو ایک برتن میں رکھ کر نمک کا پانی اس پر ڈال دو جب ایسا کیا تو آپ کامہؔ تیار ہوا اور اسے اپنا سالن بنایا۔

بسند معتبر حضرت امام محمد باقر علیہ السلام سے منقول ہے کہ جب زلیخا پریشان اور محتاج ہوگئیں بعض لوگوں نے کہا کہ یوسفؑ کے پاس جاؤ کیونکہ وہ اب عزیز مصر ہیں وہ تمہاری مدد کریں گے، بعض لوگوں نے کہا کہ اگر ان کے پاس جاؤ گی تو خوف ہے کہ وہ تم کو تکلیف پہنچائیں ان تکلیفوں کے عوض میں جو تم نے اُن کو پہنچائی ہیں زلیخا نے کہا میں اس شخص سے نہیں ڈرتی جو خدا سے ڈرتا ہے۔ پھر جب یوسفؑ کی خدمت میں گئیں اور ان کو تخت شاہی پر رونق افروز دیکھا کہا کہ تعریف اس خدا کے لئے سزاوار ہے جس نے غلاموں کو اپنی اطاعت کے سبب سے بادشاہ بنایا اور بادشاہوں کو اپنی معصیت کی وجہ سے

ؔ سالن کی ایک قسم جس کا مزہ ترش ہوتا ہے۔ (مترجم)

غلام بنا دیا۔ پھر یوسفؑ نے اُن سے عقد کیا اور اُن کو باکرہ پایا تو یوسفؑ نے ان سے کہا کہ کیا یہ اُس سے بہتر اور مستحسن نہیں ہے جو تم حرام کے طور پر چاہتی تھیں۔ زلیخا نے کہا میں آپ کے بارے میں چار باتوں میں مبتلا تھی میں اپنے ہمعصروں میں سب سے زیادہ حسین تھی۔ اور آپ اپنے زمانہ کے لوگوں میں سب سے زیادہ خوبصورت تھے میں باکرہ تھی اور میرا شوہر نامرد تھا۔ جب یوسفؑ نے بنیامین کو اپنے پاس روک لیا۔ یعقوبؑ نے اُن حضرت کو خط لکھا اور وہ نہیں جانتے تھے کہ وُہ یوسف ہیں۔ اس خط کا ترجمہ یہ ہے۔ بسم اللہ الرحمٰن الرحیم۔ یہ نامہ یعقوبؑ بن اسحٰق بن ابراہیمؑ خلیل الرحمٰن کا آلِ عزیزِ فرعون کی طرف سے تم پر سلام ہو بہ تحقیق کہ میں اُس خدا کی حمد کرتا ہوں کہ جس کے سوا خدائی کا کوئی سزاوار نہیں ہے امابعد بہ تحقیق کہ ہم اُس خاندان کے ہیں جس کی طرف اسباب بلا مہیا ہیں۔ میرے جد ابراہیمؑ کو خدا کی اطاعت کے سبب سے آگ میں ڈالا گیا خدا نے اُن پر آگ کو سرد اور باعث سلامتی قرار دیا اور خدا نے میرے جد کو حکم دیا کہ میرے پدر کو اپنے ہاتھ سے ذبح کریں۔ پھر خدا نے اُن کو بخشا جو کچھ بخشا اور میرا ایک پسر تھا جو میرے نزدیک تمام لوگوں میں سب سے زیادہ عزیز تھا وہ میری نگاہوں سے گم ہو گیا اُس کے غم میں میری آنکھوں کی روشنی جاتی رہی اُس کا ایک بھائی تھا جو اُسی کی ماں کے بطن سے تھا۔ جب وہ فرزند گم ہو گیا میں اس کو یاد کرتا تھا اور اُس کے بھائی کو اپنے سینہ سے لگاتا تھا جس سے میرے اندوہ میں تسکین ہوتی تھی وہ بھی تمہارے پاس چوری کے الزام میں قید ہو گیا۔ میں تم کو ہی گواہ کرتا ہوں کہ میں نے کبھی چوری نہیں کی اور نہ سارق فرزند مجھ سے پیدا ہو سکتا ہے جب یوسفؑ نے خط کو پڑھا روئے اور فریاد کی پھر کہا یہ میرا پیراہن لے جاؤ اور اُن کے چہرہ پر ڈال دو تاکہ وہ بینا ہو جائیں اور اپنے اہل و عیال کے ساتھ سب لوگ میرے پاس چلے آؤ۔

دوسری روایت میں وارد ہوا ہے کہ جب یعقوب علیہ السلام مصر کے پاس پہنچے یوسفؑ اپنے لشکر کے ساتھ سوار ہو کر اُن حضرت کے استقبال کو چلے۔ اثنائے راہ میں زلیخا کی طرف سے گذرے اور وُہ اپنے بالا خانہ پر عبادت میں مشغول تھیں، جب یوسفؑ کو دیکھا پہچانا اور مغموم آواز سے پکارا کہ اے جانے والے تیرے عشق میں میں نے بہت غم اُٹھایا۔ کیا خوب ہے تقویٰ و پرہیزگاری جو کس طرح بندوں کو آزاد کر دیتی ہے اور گناہ کس قدر بُری چیز ہے جو آزاد کو غلام بنا دیتا ہے۔

دُوسری حدیث میں حضرت صادق علیہ السّلام سے منقول ہے کہ حضرت یوسف علیہ السّلام جب غلہ فروخت کرنے کے لئے متوجہ ہوتے اپنے بعض وکیلوں کو حکم دیتے کہ کل کی بہ نسبت گراں فروخت کریں اور جس روز جانتے تھے کہ نرخ زیادہ ہوگیا ہے اور زیادہ گراں فروخت کرنا چاہئے کہتے تھے کہ فلاں قیمت پر فروخت کرو اور نہیں چاہتے تھے کہ لفظ گرانی اُن کی زبان پر جاری ہو۔ وکیل سے ایک بار کہا کہ فروخت کرو اور نرخ اُس کے لئے مقرر نہ کیا وکیل کچھ دور گیا اور واپس آیا اور پوچھا کہ کس نرخ سے فروخت کروں فرمایا کہ جاؤ اور فروخت کرو اور نہیں چاہا کہ نرخ کی گرانی اُن کی زبان پر جاری ہو وکیل جب انبار کے پاس آیا۔ ایک شخص آیا اور قیمت اُس کو دی وکیل نے غلہ ناپنا شروع کیا ابھی گذشتہ روز کے نرخ کے مطابق ایک پیمانہ باقی تھا کہ خریدار نے کہا بس میں نے اسی قدر قیمت دی تھی وکیل نے سمجھا کہ نرخ ایک پیمانہ گراں ہوا ہے پھر دوسرا خریدار آیا اور اُس کے غلہ میں ابھی ایک پیمانہ باقی تھا کہ پہلے شخص کے غلہ کے برابر ہو خریدار نے کہا بس اتنی ہی قیمت میں نے دی ہے وکیل نے سمجھا کہ ایک پیمانہ اور زیادہ گراں ہوا ہے۔ یہاں تک کہ اُس روز نرخ میں نصف کا فرق ہوگیا۔

بسند ہائے معتبر حضرت صادق علیہ السلام سے منقول ہے کہ جو پیراہن کہ حضرت ابراہیمؑ علیہ السّلام کے لئے بہشت سے لایا گیا اُس کو قصبہ نقرہ میں رکھا تھا جب کوئی شخص اُس کو پہنتا تھا بہت کشادہ ہوتا تھا۔ جب قافلہ مصر سے روانہ ہُوا یعقوبؑ رملہ میں یا فلسطین شام میں تھے اور یُوسفؑ مصر میں تھے یعقوبؑ نے کہا میں یوسفؑ کی بو سونگھ رہا ہوں اُن کی مراد بہشت کی خوشبو تھی جو پیراہن سے اُن کے مشام میں پہنچی۔

بسند معتبر منقول ہے کہ اسمٰعیل بن تفضل ہاشمی نے حضرت صادق علیہ السّلام سے دریافت کیا کہ جب فرزندانِ یعقوبؑ نے اُن سے التجا کی کہ اُن کے لئے استغفار کریں تو یعقوبؑ نے کس سبب سے کہا کہ اس کے بعد اپنے خدا سے تمہارے لئے آمرزش طلب کروں گا اور اُس وقت اُن کے لئے طلب آمرزش نہ کی اور جب ان لوگوں نے یوسفؑ سے کہا کہ خدا نے تم کو ہم لوگوں پر اختیار کیا اور ہم خطاکار ہیں یوسفؑ نے کہا کہ آج تم پر کوئی ملامت نہیں ہے خدا تم کو بخش دے۔ امام نے فرمایا اس لئے کہ بہ نسبت ضعیفوں کے دل کے نوجوانوں کا دل زیادہ نرم ہوتا ہے۔ پھر فرزندانِ یعقوبؑ کا گناہ یُوسفؑ کے حق میں تھا اور یعقوبؑ کے حق میں یوسفؑ کے سبب سے تھا اس لئے

یوسفؑ نے اپنے حق کو معاف کر دینے میں سبقت کی اور یعقوبؑ نے عفو میں تاخیر کی اس لئے اُن کی معافی دُوسرے کے حق سے تھی لہذا اُن کے لئے شب جمعہ کی سحر تک ملتوی کی۔

متعدد معتبر سندوں کے ساتھ حضرت صادقؑ سے منقول ہے کہ جب حضرت یُوسفؑ علیہ السلام حضرت یعقوب علیہ السلام کے استقبال کو آئے اور باہم ملاقات ہوئی یعقوبؑ پیادہ ہوگئے لیکن یوسفؑ کو شوکت شاہی مانع ہوئی اور وہ پیادہ نہ ہوئے۔ ابھی گلے مل کر فارغ نہ ہوئے تھے کہ جبرئیلؑ حضرت یوسفؑ پر نازل ہوئے اور رب الارباب کی جانب سے عتاب آمیز خطاب لائے کہ اے یوسفؑ تمام جہان کا مالک فرماتا ہے کہ ملک و بادشاہی تم کو میرے شائستہ صدیق بندہ کے لئے پیادہ ہونے سے مانع ہوئی اپنا ہاتھ کھولو جب ہاتھ بڑھایا اُن کے ہاتھ کی ہتھیلی سے اور ایک روایت کی بنا پر اُن کی انگلیوں کے درمیان سے ایک نُور نکلا یوسفؑ نے کہا یہ کیسا نور تھا جبرئیلؑ نے کہا پیغمبری کا نور تھا اب تمہارے صلب سے پیغمبر نہ ہوگا اس کی پاداش میں جو یعقوبؑ کی بابت تم نے کیا کہ اُن کے لئے پیادہ نہ ہوئے۔ [۱]

بسند معتبر حضرت صادقؑ سے منقول ہے کہ جب زلیخا حضرت یوسفؑ کے دروازہ پر اُن کی بادشاہی کے زمانہ میں آئیں اور اندر داخل ہونے کی اجازت طلب کی لوگوں نے جواب دیا کہ ہم کو خوف ہے کہ حضرت یوسفؑ تم پر عتاب نہ کریں۔ اُس سبب سے جو تم سے اُن کی نسبت واقع ہوا۔ زلیخا نے کہا کہ اُس سے کوئی خوف مجھ کو نہیں ہوتا جو خدا سے ڈرتا ہے پھر وُہ مکان میں داخل ہوگئیں۔ یوسفؑ نے کہا اے زلیخا کیوں تمہارا رنگ متغیر ہوگیا ہے زلیخا نے کہا میں حمد کرتی ہوں اُس خدا کی جو بادشاہوں کو اپنی معصیت کے سبب سے غلام بنا دیتا ہے اور غلاموں کو اپنی بندگی و اطاعت کی برکت سے شاہی کے مرتبہ تک پہنچا دیتا ہے۔ یوسفؑ نے کہا جو کچھ تم نے میرے ساتھ کیا اُس کا کیا سبب تھا کہا تمہارا بے نظیر حسن و جمال۔ یوسفؑ نے کہا تمہارا کیا حال ہوتا اگر اُس پیغمبر کو دیکھتیں جو آخر زمانہ میں مبعوث ہوگا۔ جن کا اسم مبارک محمدؐ ہے اور وہ مجھ سے بہت زیادہ خوبصورت

---

[۱] مؤلف فرماتے ہیں کہ بعضوں نے ان احادیث کو تقیہ پر محمول کیا ہے چونکہ یہ عامہ کے طریقہ سے منقول ہیں اور ممکن ہے کہ آنحضرت کا پیادہ نہ ہونا نخوت اور تکبر کی راہ سے نہ رہا ہو بلکہ تدبیر و مصلحت ملک کے لئے ہو اور چونکہ یعقوبؑ کے حق کی رعایت کرنا مصلحت ملک و بادشاہی کی رعایت سے اولیٰ تھا پس ترکِ اولیٰ اور مکروہ فعل آنحضرتؑ سے صادر ہُوا اس سبب سے عتاب کے سزاوار ہوئے۔

بہت زیادہ خوشخو اور بہت زیادہ سخی ہوں گے زلیخا نے کہا تم سچ کہتے ہو۔ یوسفؑ نے کہا کیونکر معلوم ہُوا کہ میں سچ کہتا ہوں کہا اس لئے کہ جب تم نے اُن کا نام لیا اُن کی محبت میرے دل میں قائم ہو گئی اُس وقت خدا نے یوسفؑ کو وحی کی کہ زلیخا سچ کہتی ہے میں بھی اب اُس کو دوست رکھتا ہوں اس سبب سے کہ اُس نے میرے حبیب محمدؐ کو دوست رکھا اور یوسفؑ کو حکم دیا کہ اُن سے عقد کریں۔

بسندِ معتبر حضرت صادقؑ سے منقول ہے کہ اس امّت کے مخالفین جو خنازیر سے مشابہ ہیں قائم آل محمد صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کی غیبت کے بارے میں لوگوں کی مخالفت کرتے ہیں۔ یقیناً برادرانِ یوسفؑ پیغمبروں کی اولاد میں سے تھے اور یوسفؑ کے ساتھ سودا اور معاملہ کیا اُن کے بھائی تھے اور اُن کو نہ پہچانا یہاں تک کہ یوسفؑ نے اظہار کیا کہ میں یوسفؑ ہوں تو یہ امت ملعونہ کیوں انکار کرتی ہے کہ خدا اپنی حجت کو جس وقت چاہے لوگوں سے پوشیدہ کر دے۔ بے شبہ یوسفؑ بادشاہ مصر تھے اور اُن کے اور اُن کے باپ کے درمیان اٹھارہ روز کی راہ تھی اگر خدا چاہتا کہ یوسفؑ اپنا مکان یعقوبؑ کو پہچنوا دیں تو قادر تھا۔ خدا کی قسم یعقوبؑ اور اُن کے فرزندان خوشخبری کے بعد قریہ کی راہ سے نو روز میں مصر پہنچے تو یہ امّت کیوں انکار کرتی ہے کہ حق تعالیٰ وہ کرے گا۔ اپنی حجت کے بارے میں جو کچھ یوسفؑ کے بارے میں اُس نے کیا کہ وُہ لوگوں کے پاس سے بازاروں میں گذرتے اور فرش پر اُن کے ساتھ بیٹھتے اور وہ لوگ اُن کو نہ پہچانیں جب تک خدا اجازت نہ دے کہ وہ اپنے کو پہچنوائیں جس طرح کہ یوسفؑ کو اجازت دی جس وقت کہ انہوں نے اپنے بھائیوں سے کہا کہ کیا تم سمجھتے ہو کہ تم نے یوسفؑ کے ساتھ کیا کیا۔

دُوسری معتبر حدیث میں فرمایا کہ جب فرزندانِ یعقوبؑ نے یوسفؑ کے لئے اجازت طلب کی یعقوبؑ نے اُن سے کہا کہ میں ڈرتا ہوں کہ کہیں بھیڑیا اُس کو نہ کھا جائے۔ گویا اُن کو ایک عذر خود تعلیم کر دیا تو اُسی عذر سے وُہ لوگ کامیاب ہُوئے۔

دوسری معتبر حدیث میں فرمایا کہ ایک اعرابی یوسفؑ کی خدمت میں آیا۔ حضرت نے اس کو کھانا کھلایا وہ جب فارغ ہوا یوسفؑ نے اس سے پوچھا کہ تیری منزل کہاں ہے۔ کہا فلاں موضع میں فرمایا جب فلاں وادی میں پہنچنا یعقوبؑ کو پکارنا تو تیرے پاس ایک مردِ عظیم صاحب جمال آئے گا۔ تو اُن سے کہنا کہ ایک شخص کو میں نے مصر میں دیکھا ہے جس نے تم کو سلام کہا ہے اور کہا ہے کہ تمہاری امانت خدا کے نزدیک ضائع نہ ہوگی جب اعرابی اُس مقام پر پہنچا اپنے غلاموں سے کہا کہ میرے اونٹوں کو دیکھتے رہنا۔ اور یعقوبؑ کو آواز دی

جو خنازیر سے مشابہ ہیں۔

تو ایک بلند قامت فربہ اندام خوبصورت نابینا باہر آیا اور ہاتھ سے دیواروں کو پکڑتا ہوا اس کے پاس پہنچا۔ اعرابی نے پوچھا کیا تم ہی یعقوبؑ ہو کہا ہاں۔ پھر جب یعقوبؑ کو اعرابی نے یوسفؑ کا پیغام سنایا یعقوبؑ گر پڑے اور بیہوش ہو گئے جب ہوش میں آئے کہا اے اعرابی خدا کی درگاہ میں تیری کوئی حاجت ہے کہا ہاں میں بہت مال رکھتا ہوں اور میرے چچا کی لڑکی میرے عقد میں ہے اور اس سے اولاد نہیں ہوتی چاہتا ہوں کہ خدا سے دُعا کیجئے کہ ایک فرزند مجھے کرامت فرمائے۔ یعقوب علیہ السلام نے وضو کیا۔ اور دو رکعت نماز ادا کی اور اُس کے لئے دُعا کی تو خدا نے اُس کو چار مرتبہ جوڑواں فرزند عطا کئے۔ اس کے بعد سے یعقوبؑ سمجھتے تھے کہ یوسفؑ زندہ ہیں اور حق تعالیٰ اُن کو اس غیبت کے بعد ظاہر کرے گا اور اپنے فرزندوں سے کہا کرتے تھے کہ میں خدا کے لطف کو جس قدر جانتا ہوں تم نہیں جانتے اور اُن کے فرزند اُن کو دروغ اور ضعف عقل سے نسبت دیتے تھے۔ لہٰذا جس وقت کہ بُوئے پیراہن اُن کے مشام میں پہنچی فرمایا میں یوسفؑ کی بُو سُونگھ رہا ہوں اور مجھ کو جھوٹ اور ضعف عقل سے نسبت نہ دو۔ یہودا نے کہا خدا کی قسم آپ اپنی قدیم غلطی میں مبتلا ہیں۔ جب بشارت دینے والا آیا اور پیراہن کو یعقوبؑ کی آنکھوں پر رکھا اور وہ بینا ہو گئے فرمایا کہ میں تم سے نہ کہتا تھا کہ خدا کی رحمت جس قدر میں جانتا ہوں تم نہیں جانتے۔

شیخ ابن بابویہ علیہ الرحمۃ نے اس حدیث کو وارد کرنے کے بعد کہا ہے اس کی دلیل کہ یعقوبؑ کو یوسفؑ کی حیات معلوم تھی اور ابتلا و امتحان کے لئے خدا نے یوسفؑ کو اُن کی نظر سے پوشیدہ کر دیا تھا۔ یہ ہے کہ جب فرزندانِ یعقوبؑ اُن کے پاس روتے ہوئے آئے فرمایا کہ میرے فرزندو تم کو کیا ہوا کہ تم روتے اور واویلا کرتے ہو اور میں اپنے حبیب یوسفؑ کو تمہارے درمیان کیوں نہیں دیکھتا ہوں اُن لوگوں نے کہا کہ یوسفؑ کو بھیڑیا کھا گیا اور یہ اُس کا پیراہن ہم لوگ آپ کے لئے لائے ہیں۔ فرمایا میرے سامنے رکھو۔ پھر پیراہن کو اپنے منہ پر رکھا اور بیہوش ہو گئے جب ہوش میں آئے کہا اے فرزندو تم کہتے ہو کہ میرے حبیب یوسفؑ کو بھیڑیا کھا گیا کہا ہاں فرمایا کیوں اُس کے گوشت کی بُو نہیں معلوم ہوتی اور کیوں اُس کا پیراہن درست ہے بھیڑیئے پر جھوٹی تہمت رکھتے ہو میرا فرزند مظلوم ہو گیا اور تم نے فریب کیا ہے اُسی رات کو اُن سے منہ پھیر لیا اور یوسف علیہ السلام پر نوحہ کرنے لگے اور کہتے تھے کہ میرے حبیب یوسفؑ کو جس کو میں تمام فرزندوں سے زیادہ دوست رکھتا تھا

مجھ سے جدا کر دیا میرے حبیب یوسفؑ کو جس سے میں اپنے فرزندوں میں اُمّید رکھتا تھا مجھ سے چھین لے گئے میرے حبیب یوسفؑ کو جس کے سر پر میں اپنا داہنا ہاتھ رکھتا تھا اور جس کے چہرہ پر بایاں ہاتھ رکھتا تھا مجھ سے چھین لیا میرے حبیب یوسفؑ کو جو تنہائی میں میرا مددگار اور وحشت میں میرا مونس تھا مجھ سے جدا کر دیا۔ میرے حبیب یوسفؑ کاش میں جانتا کہ تجھ کو کس پہاڑ پر پھینک دیا یا کس دریا میں غرق کر دیا میرے حبیب یوسفؑ کاش میں تیرے ساتھ ہوتا کہ مجھ پر وہی گذرتا جو تجھ پر گذرا۔

بسندِ معتبر ابوبصیر سے منقول ہے کہ امام محمد باقر علیہ السلام نے فرمایا کہ یعقوبؑ کا حزن یوسفؑ کی مفارقت پر بہت شدید ہُوا اور وُہ اس قدر روئے کہ اُن کی آنکھیں سفید ہو گئیں اور پریشانی اور احتیاج بھی اُن کو لاحق ہوئی۔ وہ ہر سال میں دو مرتبہ اپنے عیال کے لئے مصر سے گرمی اور جاڑے کے واسطے غلّہ منگاتے تھے انہوں نے اپنے فرزندوں کی ایک جماعت کو ایک قلیل سرمایہ دے کر اپنے چند رفیقوں کے ساتھ جو مصر جا رہے تھے روانہ کیا۔ جب وُہ لوگ یوسفؑ کی خدمت میں پہنچے اور وُہ وقت وُہ تھا جبکہ عزیز نے مصر کی حکومت یوسفؑ کے سپُرد کر دی تھی یُوسفؑ نے اُن لوگوں کو پہچانا اور اُن لوگوں نے یوسفؑ کو بادشاہی کی ہیبت و وقار کے سبب نہ پہچانا۔ حضرت نے اُن لوگوں سے فرمایا کہ اپنے ساتھیوں سے پہلے اپنا سرمایہ لاؤ۔ اور اپنے ملازموں کو حکم دیا کہ ان کو جلد ناپ کر غلّہ دے دو اور پورا پورا دینا اور جب فارغ ہونا اُن کے مال کو اُن کے بار میں بغیر اُن کی اطلاع کے رکھ دینا۔ پھر یوسفؑ نے بھائیوں سے کہا کہ میں نے سُنا ہے کہ تمہارے دو بھائی اور تھے وہ کیا ہو گئے کہا بڑے کو بھیڑیا کھا گیا اور چھوٹے کو اپنے باپ کے پاس چھوڑ آئے ہیں وُہ اس کو جُدا نہیں کرتے کیوں کہ وُہ اُس کے بارے میں بہت ڈرتے ہیں یوسفؑ نے کہا میں چاہتا ہوں۔ دُوسری مرتبہ جب غلہ خریدنے آؤ تو اُس کو اپنے ساتھ لیتے آنا اگر نہ لاؤ گے تو تم کو غلّہ نہ دُوں گا اور نہ اپنے پاس آنے دوں گا۔ جب وُہ لوگ باپ کی خدمت میں آئے اور اپنے مال کو کھولا دیکھا کہ اُن کا سرمایہ بھی اُن کے غلّہ میں موجود ہے کہنے لگے ہمارا سرمایہ بھی واپس کر دیا ہے اور ایک شتر بار دوسروں سے زیادہ غلہ دیا ہے لہذا باباجان ہمارے بھائی کو ہمارے ساتھ بھیج دیجئے تاکہ دُوسرا غلہ لائیں اور ہم اُس کی محافظت کریں گے۔ پھر جب چھ مہینہ کے بعد غلّہ کی ضرورت ہُوئی یعقوب علیہ السلام نے اُن کو بھیجا اور بنیامین کو ہمراہ کر دیا اور خدا کا عہد اُن سے لیا کہ جب تک اُن کے اختیار میں ہو بنیامین

کو واپس لادیں۔ جب یوسفؑ کی مجلس میں وہ لوگ داخل ہوئے پوچھا کہ بنیامین تمہارے ساتھ ہے کہا ہاں ہمارے سامان کے پاس ہے فرمایا کہ اُس کو لاؤ جب وہ لوگ اُن کو لے آئے یوسفؑ مسندِ شاہی پر بیٹھے تھے فرمایا کہ بنیامین تنہا آئیں۔ اُن کے ساتھ دُوسرے بھائی نہ آویں۔ جب وہ یوسفؑ کے قریب پہنچے یوسفؑ نے اُن کو گود میں لے لیا اور روئے اور کہا میں تمہارا بھائی یوسفؑ ہوں۔ رنجیدہ نہ ہونا جو کچھ مصلحتاً تمہارے لئے انتظام کروں اور جو کچھ میں نے تم سے کہا اپنے بھائیوں سے نہ کہنا خوف نہ کرو اور غم نہ کرو۔ پھر اُن کو بھائیوں کے پاس بھیج دیا اور اپنے ملازموں سے فرمایا کہ آلِ یعقوب جو کچھ لائے ہیں لے لو اور جلد اُن کو غلہ دے دو اور جب فارغ ہو تو اپنے پیمانہ کو بنیامین کے بار میں رکھ دو جب ملازموں نے یوسفؑ کے حکم کے موافق عمل کیا اور ان لوگوں کو رخصت کیا اور وہ سامان لاد کر اپنے رفیقوں کے ساتھ روانہ ہوئے۔ یوسفؑ بھی اپنے ملازموں کے ساتھ اُن کے پیچھے چلے اور ندا کی کہ اے اہلِ قافلہ تم سارق ہو۔ پوچھا آپ کی کون چیز گم ہوئی ہے۔ ملازموں نے کہا کہ بادشاہ کا صاع نہیں ملتا اور جو شخص اُس کو لائے گا اُس کو ایک اونٹ بار گندم دیا جائے گا۔ جب اُن کے بار کی تلاشی لی گئی۔ بنیامین کے بار میں صاع دستیاب ہوا۔ یُوسفؑ کے حکم سے اُن کو گرفتار کرکے قید کر دیا اور بھائیوں نے ہر چند رہائی کی کوشش کی فائدہ نہ ہوا آخر مایوس ہو کر واپس ہوئے اور یعقوبؑ سے واقعہ بیان کیا۔ حضرت نے انا للہ و انا الیہ راجعون فرمایا اور روئے اور اُن کو اس قدر صدمہ ہُوا کہ اُن کی پشت خم ہو گئی اور دُنیا نے بھی یعقوبؑ اور ان کے فرزندوں کی جانب پیٹھ کر لی۔ یہاں تک کہ وہ لوگ بالکل محتاج ہو گئے اور اُن کا غلہ بھی ختم ہو گیا اُس وقت یعقوبؑ نے اپنے فرزندوں سے کہا کہ جاؤ یوسفؑ اور اُس کے بھائی کو تلاش کرو اور رحمتِ خدا سے مایوس نہ ہو پھر اُن میں سے کچھ لوگ قلیل سرمایہ کے ساتھ مصر روانہ ہُوئے اور یعقوبؑ نے عزیز کو نامہ لکھا تاکہ اُس کو اپنے اور اپنے فرزندوں کے لئے مہربانی پر آمادہ کریں۔ اور فرمایا قبل اس کے کہ اپنے سرمایہ کو ظاہر کرو نامہ عزیز کو دینا۔ اور خط میں لکھا۔ بسم اللہ الرحمن الرحیم۔ یہ خط عزیز مصر اور عدالت کے ظاہر کرنے والے اور پیمانہ کو پُورا کرکے دینے والے کے نام ہے یعقوبؑ فرزندِ اسحٰق فرزند ابراہیم خلیل کی جانب سے جن کے لئے نمرود نے آگ اور لکڑیاں جمع کیں تاکہ اُن کو جلائے لیکن خدا نے اُس کو اُن پر سرد باعثِ سلامتی قرار دیا اور

اُن کو اُس سے نجات دی۔ اے عزیز میں تم کو خبر دیتا ہوں کہ ہم ایسے قدیم خاندان کے لوگ ہیں کہ ہمیشہ ہم پر خدا کی جانب سے بلاؤں کا نزول رہتا ہے اس لئے کہ وہ نعمت وبلا کے ذریعہ سے ہمارا امتحان کرے اور بیس سال سے متواتر ہم مصیبت میں گرفتار ہیں۔ اوّل یہ کہ میرا ایک فرزند تھا جس کا نام میں نے یوسفؑ رکھا تھا وہ میرے تمام فرزندوں میں میرے لئے راحت کا باعث تھا۔ وُہ میری آنکھ کی روشنی اور میوۂ دل تھا اس کے سوتیلے بھائیوں نے مجھ سے اصرار کیا کہ اُس کو اُن کے ساتھ بھیجدوں تاکہ وُہ کھیلے اور خوش ہو۔ میں نے ایک روز صبح کو اُن کے ساتھ اُس کو بھیجدیا وُہ لوگ رات کے وقت روتے ہوئے واپس آئے اور کسی کے خون سے آلودہ کرکے میرے پاس ایک پیراہن لائے اور کہا کہ بھیڑیئے نے اُس کو کھا لیا لہٰذا اُس کے گم ہو جانے سے مجھے بہت صدمہ ہُوا اور اس کی جدائی میں مَیں اس قدر رویا کہ میری آنکھیں سفید ہوگئیں۔ یوسفؑ کا ایک بھائی اُس کی خالہ کے بطن سے تھا میں اُس کو بہت دوست رکھتا تھا۔ وُہ میرا مونس تھا جب یوسفؑ مجھے یاد آتا تھا اُسی کو میں اپنے سینہ سے لگا لیتا تھا۔ اُس سے میرے صدمہ میں کچھ کمی ہو جاتی تھی۔ اُس کو بھی اُس کے بھائی میرے پاس سے لے گئے۔ اس لئے کہ تم نے اُس کے حالات ان لوگوں سے دریافت کئے تھے اور حکم دیا تھا کہ اُس کو تمہارے پاس لے جائیں اگر نہ لے جائیں گے تو اُن کو غلہ نہ ملے گا۔ بنا بریں مَیں نے اُس کو اُن کے ساتھ بھیج دیا۔ تاکہ ہمارے لئے گندم مل سکے۔ وُہ لوگ واپس آئے اور اُس کو نہیں لائے اور کہا کہ اُس نے بادشاہ کا پیمانہ چُرا لیا تھا۔ حالانکہ ہم لوگ اُس خاندان کے ہیں جو چوری نہیں کرتے۔ تم نے اُس کو قید کر لیا اور میرے دل کو رنجیدہ کیا اور میرا غم اُس کی مفارقت میں شدید ہوگیا ہے۔ یہاں تک کہ میری کمر خم ہو گئی ہے اور میری مُصیبت اُن مصیبتوں کے ساتھ اور زیادہ ہوگئی ہے جو متواتر مجھ پر وارد ہوئی ہیں لہٰذا اُس کی راہ کھول کر اور اس کو قید سے رہا کرکے مجھ پر احسان کرو اور کافی گندم ہمارے لئے بھیج دو۔ اور اُس کے نرخ میں کشادہ دلی سے کام لو۔ اور ارزاں دو اور آل یعقوبؑ کو جلد روانہ کرنا۔ جب خط لیکر فرزندانِ یعقوبؑ روانہ ہُوئے جبرئیلؑ یعقوبؑ پر نازل ہوئے اور کہا تمہارا پروردگار فرماتا ہے کہ تم کو کس نے مصیبتوں میں مبتلا کیا جو عزیز کو لکھا ہے۔ یعقوبؑ نے کہا خداوندا تو نے از روئے عقوبت و تادیب مبتلا کیا حق تعالیٰ نے فرمایا کہ آیا میرے سوا کوئی اور قادر ہے کہ ان بلاؤں کو تم سے دفع کرے

عرض کی نہیں اے پالنے والے خدا نے فرمایا کہ پھر تم نے میرے غیر سے شکایت کرنے میں شرم نہیں کی اور مجھ سے فریاد نہ کی اور اپنے بلاؤں کی مجھ سے شکایت نہ کی یعقوبؑ نے کہا پالنے والے تجھ سے آمرزش طلب کرتا ہوں اور تجھ سے توبہ کرتا ہوں اور اپنے رنج و اندوہ کی شکایت تجھ سے کرتا ہوں اُس وقت حق تعالیٰ نے فرمایا تمہاری اور تمہارے خطا کار فرزندوں کی تادیب میں نے انتہا کو پہنچا دی اور اگر اے یعقوبؑ اُسی وقت اپنے مصائب کی مجھ سے شکایت کرتے جس وقت کہ تم پر نازل ہوئے اور اپنے گناہوں سے توبہ و استغفار کرتے بیشک اُن بلاؤں کو تم سے دفع کر دیتا اُس کے بعد جبکہ تمہارے لئے مقدر کر چکا تھا۔ لیکن شیطان نے میری یاد تمہارے دل سے بھلا دی تھی اور تم میری رحمت سے ناامید ہو گئے تھے لیکن میں تو بخشنے والا اور مہربان خدا ہوں۔ میں استغفار اور توبہ کرنے والے بندوں کو دوست رکھتا ہوں جو میری جانب میری رحمت اور آمرزش کی امید پر رغبت کرتے ہیں۔ اے یعقوبؑ میں یوسفؑ اور اس کے بھائی کو واپس کرتا ہوں اور جو کچھ تمہارے مال خون اور گوشت سے ضائع ہوا ہے سب تم کو عطا کرتا ہوں۔ تمہاری آنکھوں کو بینا اور تمہاری خمیدہ کمر کو مثل تیر کے سیدھی کئے دیتا ہوں پس تمہارا دل شاد اور آنکھیں روشن ہوں۔ میں نے تمہارے ساتھ جو کچھ کیا ایک قسم کی تادیب تھی جو تم کو کی لہٰذا میرا ادب قبول کرو۔ اُدھر جب فرزندانِ یعقوبؑ یوسفؑ کے پاس پہنچے وہ شاہی تخت پر رونق افروز تھے۔ کہا اے عزیز ہماری پریشانی و بدحالی معلوم ہے ہم لوگ قلیل سرمایہ لائے ہیں لیکن ہم کو کافی غلہ دیجئے اور بنیامین کو ہمیں بھیک میں دے دیجئے۔ یہ ہے خط ہمارے باپ یعقوبؑ کا جو اُنہوں نے ہمارے بھائی کے بارے میں لکھا ہے اور سوال کیا ہے کہ اُن کے پاس اُن کے فرزند کو واپس کر کے احسان کیجئے۔ یوسفؑ نے یعقوبؑ کے خط کو لیکر بوسہ دیا اور آنکھوں سے لگایا اور روئے کہ اُن کی آواز گریہ بلند ہوئی یہاں تک کہ جو پیراہن پہنے ہوئے تھے اُن کے آنسوؤں سے تر ہو گیا پھر اپنے بھائیوں کو اپنے کو پہچنوایا اُن لوگوں نے کہا خدا کی قسم خدا نے تم کو ہم پر اختیار کیا ہے لہٰذا ہم کو سزا نہ دو اور رسوا نہ کرو آج ہمارے گناہ سے درگذر کرو یوسفؑ نے کہا آج تمہارے لئے کوئی سرزنش نہیں ہے خدا تم کو بخش دے یہ میرا پیراہن لے جاؤ جس کو میرے آنسوؤں نے تر کر دیا ہے اور میرے باپ کے چہرہ پر رکھ دو کہ جب وہ میری بو سونگھیں گے۔ بینا ہو جائیں گے اور اپنے تمام متعلقین کو میرے پاس لاؤ اور اُن

کی ہر طرح مدد کی جو کچھ اُن کو ضرورت تھی اُن کو عطا کیا اور یعقوبؑ کی خدمت میں واپس کیا جب قافلہ مصر سے باہر نکلا یعقوبؑ کو یوسفؑ کی بو معلوم ہوئی اپنے کسی فرزند سے کہا جو اُن کے پاس موجود تھا کہ میں یوسفؑ کی بو سونگھتا ہوں۔ اُس جگہ اُن کے دوسرے فرزند بھی یوسفؑ کی بادشاہی، عزت، حشم خدم وغیرہ کی خوشخبری لے کر نہایت تیزی کے ساتھ نو روز میں یعقوبؑ کے پاس پہنچے۔ اور پیراہن کو یعقوبؑ کے چہرہ پر رکھا کہ اُن کی آنکھیں روشن ہوگئیں پوچھا کہ بنیامین کہاں ہے جواب دیا کہ نہایت اچھی حالت میں ہم یوسفؑ کے پاس اس کو چھوڑ آئے ہیں۔ یہ سُن کر یعقوبؑ خدا کی حمد اور سجدۂ شکر بجا لائے اُن کی آنکھیں بینا ہوگئیں اور کمر سیدھی ہوگئی اور فرزندوں سے کہا کہ آج ہی انتظام کرو اور روانہ ہوجاؤ غرض بسرعت تمام یعقوبؑ اور یامیل یوسفؑ کی خالہ مصر کی جانب روانہ ہوئے اور نو روز میں منازل طے کر کے مصر میں داخل ہوئے جب یوسفؑ کے دربار میں پہنچے وہ باپ کے گلے میں باہیں ڈالکر روئے اور چہرہ کو بوسہ دیا اور یعقوبؑ کو مع اپنی خالہ کے تخت بادشاہی پر بٹھایا۔ پھر اپنے مکان میں داخل ہوئے اور اپنے جسم پر خوشبودار تیل ملا۔ اور سُرمہ لگایا اور شاہانہ لباس پہنا پھر اُن کے پاس آئے جب اُن لوگوں نے دیکھا سب اُن کی تعظیم اور شکر خداوند عالم کے لئے سجدے میں گر پڑے۔ اُس وقت یوسفؑ نے کہا یہ ہے میرے خواب کی تعبیر جو میں نے پہلے دیکھا تھا جسے میرے پروردگار نے سچ کر دکھایا جبکہ مجھ کو قیدخانہ سے رہا کیا اور آپ لوگوں کو قریہ سے میرے پاس پہنچایا بعد اُس کے کہ شیطان نے میرے اور میرے بھائیوں کے درمیان فساد ڈال دیا تھا۔ یوسفؑ نے اس بیسؔ سال کے عرصہ میں نہ روغن ملا تھا نہ سُرمہ لگایا تھا اور نہ کبھی اپنے جسم کو معطر کیا تھا اور نہ ہنسے تھے نہ عورتوں کے قریب گئے تھے۔ [1]

[1] مولف فرماتے ہیں کہ یہ حدیث اور بہت سی حدیثوں کا ظاہر یہ ہے کہ یوسفؑ سے یعقوبؑ کی مفارقت کی مدت بیس سال تھی، لیکن مورخین و مفسرین میں اختلاف ہے۔ بعضوں نے کہا ہے کہ یوسفؑ کے خواب دیکھنے اور اُن کے پدر سے ملاقات کے درمیان اسّی سال گذرے اور بعضوں نے کہا ہے کہ ستّر سال گذرے۔ بعض لوگوں نے چالیس اور بعض نے اٹھارہ سال کہا ہے اور حسن بصری سے روایت ہے کہ جس وقت یوسفؑ کو کنویں میں ڈالا اُن کی عمر سات سال یا دس سال تھی اور غلامی اور قید اور بادشاہی میں اسّی سال گذرے اور باپ اور عزیزوں سے ملنے کے بعد تیئیس ۲۳ سال زندگانی کی اس طرح آنحضرت کی عمر ایک سو بیس ۱۲۰ سال ہوئی۔ اور بعض شیعہ روایتوں سے یہ ظاہر ہوتا ہے کہ مفارقت کی مدت بیس سال سے زیادہ تھی۔ (باقی صہ ۳۴۹ پر)

بسند معتبر حضرت صادق علیہ السلام سے منقول ہے کہ جب عزیز کے حکم سے یُوسفؑ زندان میں ڈالے گئے حق تعالیٰ نے تعبیر خواب کا علم اُن حضرت کو تعلیم کیا۔ وُہ اہلِ زندان کے خوابوں کی تعبیر بیان کرتے تھے جب اُن دو جوانوں کے خوابوں کی تعبیر بیان کی یہ خیال کر کے کہ قید سے رہائی ہو جائے گی۔ ایک سے کہا تھا کہ مجھ کو عزیز کے سامنے یاد کرنا حق تعالیٰ نے عتاب فرمایا کہ جب میرے غیر سے تم نے توسل کیا تو اتنے سال اور قید میں رہو لہذا بیس سال زندان میں رہے اور اکثر روایتوں میں وارد ہُوا ہے کہ سات سال زندان میں رہے۔

بسند موثق منقول ہے کہ حضرت امام محمد باقر علیہ السّلام سے دریافت کیا گیا کہ آیا فرزندانِ یعقوبؑ پیغمبران خدا تھے فرمایا نہیں۔ لیکن اسباط اور پیغمبروں کی اولاد سے تھے اور دُنیا سے سعادت مند گئے اپنے اعمال کی بدی کا اقرار کیا اور توبہ کی۔

بسند صحیح منقول ہے کہ ہشام بن سالم نے حضرت صادق علیہ السلام سے پُوچھا کہ یوسفؑ کے بارے میں یعقوبؑ کا غم کس پایہ تک تھا فرمایا کہ ستّر پسر مردہ عورتوں کے حزن کے برابر۔ پھر فرمایا کہ جبرئیلؑ یوسفؑ پر زندان میں نازل ہُوئے اور کہا کہ حق تعالیٰ نے تمہارا اور تمہارے پدر کا امتحان لیا ہے۔ تم کو زندان سے نجات دے گا۔ اُس سے بحق محمدؐ و آلِ محمدؐ سوال کرو تاکہ تم کو رہائی بخشے۔ یوسفؑ نے کہا خداوندا میں تجھ سے بحق محمدؐ و آلِ محمدؐ سوال کرتا ہوں کہ مجھ کو جلد نجات بخش۔ اور راحت دے اس محنت و بلا سے جس میں گرفتار ہوں جبرئیلؑ نے کہا کہ اے صدیق خوش ہو کہ حق تعالیٰ نے مجھ کو

(بقیہ حاشیہ صد۳۴۸) بعض حدیثوں سے یہ بھی ظاہر ہوتا ہے کہ بنیامین یوسفؑ کی ماں کے بطن سے نہ تھے بلکہ اُن کی خالہ کے بطن سے تھے اور مفسروں کی کثیر جماعت بھی اسی کی قائل ہے وُہ کہتے ہیں کہ جو کچھ آیت میں واقع ہوا ہے کہ یُوسفؑ اپنے باپ ماں کو تخت پر لے گئے مجاز کے طریقہ سے ہے اور اس سے مراد باپ اور خالہ ہیں کیونکہ خالہ کو بھی ماں کہتے ہیں جس طرح چچا کو باپ کہتے ہیں اور یُوسفؑ کی ماں راحیل کا انتقال ہو چکا تھا اور بعض نے کہا ہے کہ راحیل کو خدا نے زندہ کر دیا تھا تاکہ اُن کا خواب درست ہو اور بعض نے کہا ہے کہ اُن کی ماں اُس وقت تک زندہ تھیں لیکن قول اوّل زیادہ قوی ہے چنانچہ دُوسری معتبر حدیث میں منقول ہے کہ حضرت امام رضا علیہ السّلام سے لوگوں نے پوچھا کہ جب یعقوبؑ یوسفؑ کے پاس آئے کتنے لڑکے اُن کے ساتھ تھے فرمایا کہ گیارہ پسر۔ دریافت کیا کہ بنیامین یوسفؑ کی ماں کے بطن سے تھے یا خالہ کے، فرمایا کہ اُن کی خالہ کے لڑکے تھے۔

تمہاری خوشخبری کے لئے بھیجا ہے۔ تین روز میں تم کو زندان سے رہائی ہو جائے گی۔ وُہ تم کو مصر کا بادشاہ بنائے گا۔ اشراف اہل مصر سب کے سب تمہاری خدمت کریں گے۔ اور تمہارے بھائی اور پدر کو تمہارے پاس جمع کرے گا۔ اے صدیق تم خدا کے برگزیدہ اور اس کے برگزیدہ بندہ کے فرزند ہو تم کو بشارت ہو۔ اُسی شب کو عزیز نے خواب دیکھا جس سے وہ خائف ہوئے اور اپنے اعوان سے بیان کیا۔ وُہ لوگ اُس کی تعبیر سے عاجز رہے۔ اُس وقت اُس شخص کو یوسفؑ یاد آئے جنہیں قید سے رہا کیا گیا تھا۔ اُس نے کہا اے بادشاہ مجھ کو زندان میں بھیجئے وہاں ایک شخص ہے جس کا نظیر میں نے علم و بردباری اور تعبیر میں دُنیا میں نہیں دیکھا۔ آپ نے جب مجھ پر اور فلاں شخص پر غضب فرمایا تھا اور زندان میں بھیجدیا تھا۔ ہم دونوں نے خواب دیکھا اُس نے تعبیر بیان کی جیسا کہ اُس نے کہا تھا آپ نے میرے ساتھی کو دار پر کھینچا اور مجھ کو نجات بخشی عزیز نے کہا جا کر اُس سے خواب کی تعبیر دریافت کرو۔ وہ شخص قید خانہ میں گیا اور یُوسفؑ سے تعبیر دریافت کرکے جب عزیز کے پاس واپس آیا اور اُن کا پیغام بھی پہنچایا۔ عزیز نے کہا۔ یوسفؑ کو زندان سے لاؤ۔ میں ان کو اپنا مقرب اور برگزیدہ بناؤں گا۔ یوسفؑ نے جواب میں کہا کیونکر میں اُن سے بھلائی کی امید رکھوں حالانکہ ان کو گناہ سے میری بیزاری کا علم ہو چکا تھا۔ پھر بھی اتنے سال مجھے قید رکھا۔ یہ معلوم کرکے عزیز نے عورتوں کو بُلا بھیجا اور اُن سے یوسفؑ کا حال دریافت کیا۔ انہوں نے جواب دیا حاش للہ ہم نے کوئی برائی اُن میں نہیں دیکھی۔ پھر اُس نے قید خانہ میں ملازم کو بھیج کر یوسفؑ کو اپنے پاس بُلایا اور اُن سے گفتگو کی تو اُن کی عقل و دانش اور کمال کو پسند کیا اور کہا میں چاہتا ہوں کہ میرا خواب اور اُس کی تعبیر بیان کیجئے یُوسفؑ نے پہلے خواب کو نقل کیا۔ پھر تعبیر بیان کی۔ عزیز مصر نے کہا آپ نے سچ فرمایا اب بتلایئے کہ کون میرے ہفت سالہ ذخیرہ کو جمع کرے گا اور اُس کی حفاظت کرے گا یوسفؑ نے کہا کہ حق تعالیٰ نے مجھ پر وحی فرمائی ہے کہ میں اس امر کی تدبیر کروں۔ اور اس قحط سالی میں اس امر کا انتظام کروں بادشاہ نے کہا بہتر ہے۔ یہ بادشاہی مُہر اور شاہی تخت و تاج اب آپ کے حوالے ہے۔ جو چاہیئے انتظام کیجئے۔ یوسفؑ متوجہ ہوئے اور فراوانی کے ہر سات سال میں غلہ جمع کیا اور مصر کی زراعتوں کا حاصل خوشہ سمیت خزانہ میں رکھا جب قحط کے ایام آئے غلہ فروخت کرنے پر متوجہ ہوئے پہلے سال طلا و نقرہ کے عوض فروخت کیا یہاں تک کہ مصر اور اُس کے قرب و جوار میں ایک درہم و دینار کسی کے پاس نہ بچا اور سب یوسفؑ

کے خزانہ میں داخل ہو گیا اور دُوسرے سال زیور اور جواہرات کے عوض فروخت کیا یہاں تک کہ جس قدر زیور اور جواہر اُس سلطنت میں تھا اُن کے خزانہ میں پہنچ گیا۔ تیسرے سال حیوانات اور مویشیوں کے عوض فروخت کیا اور اُن کے تمام حیوانوں کے مالک ہو گئے چوتھے سال غلاموں اور کنیزوں کے عوض فروخت کیا۔ یہاں تک کہ ہر مملوک جو اُس ملک میں تھا۔ سب کے مالک ہوئے۔ پانچویں سال مکانات عمارات وغیرہ کے عوض فروخت کیا اور ہر چیز پر متصرف ہوئے۔ چھٹے سال زمینوں اور نہروں کے عوض میں بیچا اور مصر اور اُس کے اطراف کی تمام مزروعہ اور نہریں اُن کے تصرف میں آ گئیں۔ ساتویں سال جبکہ لوگوں کے پاس کچھ نہیں رہ گیا تھا لوگوں کی خود ذاتوں کے عوض میں غلہ دیا یہاں تک کہ مصر اور اُس کے قرب جوار میں جس قدر انسان تھے یوسفؑ کے غلام ہو گئے اُس وقت یوسفؑ نے بادشاہ سے کہا کہ ان امور میں جو خدا نے مجھے عطا فرمایا ہے تم کیا مصلحت دیکھتے ہو بادشاہ نے کہا کہ رائے تو تمہاری رائے ہے جو چاہو کرو مختار رہو۔ یوسفؑ نے کہا تم کو اور خدا کو گواہ کرتا ہوں کہ میں نے تمام اہلِ مصر کو آزاد کیا اور اُن کے اموال اور غلاموں کو اُنہیں واپس دیا۔ اور تمہاری انگشتری (مہر) اور تاج و تخت تم کو واپس دیا اس شرط پر کہ جس طرح میں نے ان کے ساتھ سلوک کیا تم بھی کرو اور ان کے درمیان جس طرح میں نے حکم کیا تم بھی کرنا کیونکہ خدا نے ان کو میرے سبب سے نجات دی۔ بادشاہ نے کہا میرا دین اور میرے لئے فخر کا سبب یہی ہے۔ میں خدا کی وحدانیت کی گواہی دیتا ہوں۔ اُس کا کوئی شریک نہیں ہے اور گواہی دیتا ہوں کہ آپ اُس کے بھیجے ہوئے پیغمبر ہیں اس کے بعد اُن حضرت سے یعقوبؑ اور اُن کے بھائیوں کی ملاقات واقع ہوئی۔

بسند صحیح منقول ہے کہ محمد بن مسلم نے امام محمد باقر علیہ السلام سے پوچھا کہ یعقوبؑ مصر پہنچنے کے بعد یوسفؑ کے پاس کتنے دنوں زندہ رہے فرمایا کہ دو سال۔ پوچھا کہ اُس وقت زمین میں حجت خدا یعقوبؑ تھے یا یوسفؑ فرمایا کہ یعقوبؑ حجت خدا تھے اور یوسفؑ سے بادشاہی متعلق تھی۔ جب یعقوبؑ عالم قدس کی جانب رحلت کر گئے یوسفؑ اُن کے جسد مبارک کو ایک تابوت میں رکھ کر شام لے گئے اور بیت المقدس میں دفن کیا۔ پھر یعقوبؑ کے بعد یوسفؑ حجت خدا ہوئے۔ پوچھا کہ یوسفؑ رسول اور پیغمبر تھے فرمایا ہاں شاید تو نے نہیں سُنا کہ خدا نے قرآن میں فرمایا ہے کہ مومن آلِ فرعون نے کہا یوسفؑ تمہارے پاس روشن دلیلوں اور معجزات کے ساتھ آئے اور تم برابر اُن کی پیغمبری میں شک کرتے رہے یہاں تک کہ جب اُن کی وفات ہوئی تم لوگوں نے

کہا کہ اُن کے بعد خدا کوئی رسول نہ بھیجے گا۔

حضرت یوسفؑ کی عمر

بسند معتبر حضرت صادق علیہ السلام سے منقول ہے کہ جب یوسفؑ داخل زندان ہوئے اُن کی عمر بارہ سال کی تھی اور اٹھارہ سال وُہ زندان میں رہے اور رہا ہونے کے بعد اسیؔ سال زندہ رہے۔ آپ کی کل عمر ایک سو دس سال ہوئی اور دُوسری معتبر حدیث میں اُنہی حضرت سے منقول ہے کہ رسول خدا صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم نے فرمایا کہ یعقوبؑ اور یوسفؑ ہر ایک کی عمر ایک سو بیس سال ہوئی۔

معتبر حدیث میں حضرت صادق علیہ السلام سے منقول ہے کہ ایک شخص قوم عاد سے فرعون کے زمانہ تک زندہ رہا۔ یوسفؑ کے زمانہ میں لوگ اُس کو بہت تکلیف پہنچاتے تھے اور اس کو پتھر مارتے تھے وہ فرعون کے پاس آیا اور کہا کہ مجھ کو لوگوں کے شر سے امان دے تو میں تعجب خیز خبریں جو دُنیا میں میں نے مشاہدہ کی ہیں تجھ سے بیان کروں اور سچ کہوں گا تو فرعون نے اُس کو امان دی اور اپنا مقرب بنایا۔ وہ اُس کے دربار میں گذشتہ واقعات بیان کیا کرتا تھا۔ فرعون کو اُس کی صداقت پر بہت کافی اطمینان ہو گیا۔ اُس نے یوسفؑ سے بھی کوئی جھوٹ نہیں سُنا اور نہ اُس عادی مرد کی کوئی جھوٹی بات معلوم ہوئی۔ ایک روز فرعون نے یوسفؑ سے کہا کہ آیا کسی شخص کو جانتے ہو جو تم سے بہتر ہو فرمایا ہاں میرے پدر یعقوبؑ مجھ سے بہتر ہیں پھر جب یعقوبؑ فرعون کے دربار میں داخل ہوئے اور اس کو شاہی آداب کے ساتھ سلام کیا تو فرعون نے اُن کی بڑی عزّت کی اور اپنے پاس طلب کیا اُن کو یُوسفؑ سے بھی زیادہ معزز کیا پھر یعقوبؑ سے دریافت کیا کہ آپ کی کیا عمر ہوئی۔ فرمایا ایک سو بیس سال۔ عادی نے کہا غلط کہتے ہیں۔ یعقوبؑ خاموش رہے لیکن فرعون کو اُس کی یہ بات سخت ناگوار گذری پھر اُس نے یعقوبؑ سے پوچھا اے شیخ آپ کی کتنی عمر ہوئی فرمایا کہ ایک سو بیس سال عادی نے کہا جھوٹ کہتے ہیں۔ یعقوبؑ نے فرمایا خداوندا اگر یہ شخص جھوٹ کہتا ہے تو اس کی داڑھی اُس کے سینہ پر گر جائے اُسی وقت عادی کی تمام ریش اُس کے سینہ پر گر گئی۔ فرعون کو سخت خوف ہوا اُس نے یعقوبؑ سے کہا کہ میں نے جس شخص کو امان دی ہے اُس پر آپ نے نفرین کی۔ چاہتا ہوں کہ دُعا کیجئے کہ آپ کا خدا اُس کی ریش اُسے پھر عطا فرمائے۔ یعقوبؑ نے دُعا کی اور اُس کی داڑھی پھر بدستور ہو گئی۔ عادی نے کہا کہ میں نے اس مرد کو ابراہیم خلیل الرحمٰن کے ساتھ فلاں زمانہ میں دیکھا تھا جسے ایک سو بیس سال سے زیادہ عرصہ ہوا۔ یعقوبؑ نے فرمایا کہ جس کو تو نے

دیکھا تھا۔ وہ میں نہ تھا بلکہ اسحٰقؑ تھے اُس نے کہا تم کون ہو فرمایا میں یعقوبؑ پسر اسحٰقؑ پسر ابراہیمؑ ہوں عادی نے کہا سچ کہتے ہو۔ میں نے اسحٰقؑ کو دیکھا تھا۔ فرعون نے کہا تم دونوں سچ کہتے ہو۔

بسند معتبر ابو ہاشم جعفری سے منقول ہے کہ ایک شخص نے حضرت امام حسن عسکری علیہ السلام سے دریافت کیا کہ برادران یوسفؑ نے جو یہ کہا کہ اگر بنیامین نے چوری کی تو کوئی تعجب نہیں ، اُس کے بھائی نے بھی اس سے پہلے چوری کی تھی اس کے کیا معنی تھے فرمایا کہ یوسفؑ نے چوری نہیں کی تھی۔ لیکن یعقوبؑ کا ایک کمربند تھا جو ابراہیمؑ سے میراث میں ملا تھا۔ جب وہ گم ہو جاتا تھا جبرئیلؑ آکر بتلاتے تھے کہ کہاں اور کس کے پاس ہے پھر اُس سے لے لیا جاتا تھا اور اُس کو غلامی میں گرفتار کر لیتے تھے۔ وہ کمربند دختر اسحٰقؑ سارہ کے پاس تھا جو مادر اسحٰقؑ کی ہمنام تھیں۔ سارہ یوسفؑ سے بہت محبت کرتی تھیں اور چاہتی تھیں کہ اُن کو اپنی فرزندی میں لے لیں۔ انہوں نے اُس کمربند کو یوسفؑ کی کمر میں اُن کے کپڑوں کے نیچے باندھ دیا اور یعقوبؑ سے کہا کہ میرا کمربند چوری ہو گیا۔ اُسوقت جبرئیلؑ نازل ہوئے اور کہا کہ اے یعقوبؑ کمربند یوسفؑ کے پاس ہے اور بنا بر مصلحت الٰہی اُن پر یہ نہیں ظاہر کیا کہ سارہ نے کیا تدبیر کی ہے۔ یعقوبؑ نے جب تلاش کیا کمربند یوسفؑ کی کمر سے ملا اور اُس وقت یوسفؑ بڑے ہو چکے تھے۔ سارہ نے کہا چونکہ یوسفؑ نے اس کو چرایا ہے۔ لہٰذا میں زیادہ حق دار ہوں کہ یوسفؑ کو لیجاؤں۔ یعقوبؑ نے فرمایا کہ وہ تمہارا غلام ہے۔ بشرطیکہ اُس کو فروخت نہ کرو اور نہ کسی کو بخش دو۔ کہا میں قبول کرتی ہوں بشرطیکہ مجھ سے آپ نہ لے لیں۔ اور میں اسی وقت اُس کو آزاد کرتی ہوں۔ پھر یوسفؑ کو آزاد کیا اور لے لیا۔ ابو ہاشم نے کہا کہ میرے دل میں گذرا اور میں یعقوبؑ اور یوسفؑ کے معاملہ میں تعجب سے غور کر رہا تھا کہ باوجود آپس میں اس قدر قریب ہونے کے کیونکر یعقوبؑ سے یوسفؑ کا معاملہ پوشیدہ رہا یہاں تک کہ غم میں حضرت کی آنکھیں بے نور ہو گئیں حضرت نے باعجاز سمجھ لیا اور فرمایا کہ اے ابو ہاشم میں خدا سے اُس امر کے بارے میں پناہ مانگتا ہوں جو تیرے دل میں گذرا ہے اگر خدا چاہتا کہ جو چیز بھی یوسفؑ اور یعقوبؑ کے درمیان میں حائل ہوتی ہٹا دیتا تاکہ ایک دوسرے کو دیکھتے۔ لیکن خدا کی مصلحت تھی اور اُن کی ملاقات کی ایک مدت متعین فرمائی تھی اور خدا اپنے دوستوں کے لئے جو کچھ کرتا ہے اُسی میں اُس کے لئے بہتری ہوتی ہے۔

بسند معتبر منقول ہے کہ حضرت صادق علیہ السلام سے لوگوں نے حق تعالیٰ کے قول

کی تفسیر کہ تمام کھانے فرزندان یعقوبؑ کے لئے حلال تھے سوائے اُس کے جو کچھ یعقوبؑ نے اپنے اوپر حرام کر لیا تھا دریافت کی فرمایا کہ جس وقت یعقوبؑ اونٹ کا گوشت کھاتے تھے اُن کے جسم کے نیچے کے حصّہ میں زیادہ درد ہونے لگتا تھا اس وجہ سے اونٹ کا گوشت اپنے اوپر حضرت نے حرام کر لیا تھا اور یہ اُس وقت تھا کہ توراۃ نازل نہیں ہوئی تھی اور موسیٰ علیہ السلام نے اُس کو نہ حرام کیا اور نہ کھایا۔

دُوسری معتبر حدیث میں فرمایا کہ یوسفؑ نے اپنے زمانہ کی ایک بہت حسین عورت کی خواستگاری کی اُس نے انکار کیا اور کہا میرے بادشاہ کا غلام (مجھ سے عقد کرنا) چاہتا ہے حضرت نے اُس کے باپ سے خواستگاری کی اُس نے کہا کہ اُسی کو اختیار ہے۔ پس حضرت نے درگاہ باری میں دُعا کی اور گریہ فرمایا اور اُس کو طلب کیا۔ خدا نے وحی فرمائی کہ میں نے اُس کو تم سے تجویز کیا پھر یوسفؑ نے اُن لوگوں کے پاس قاصد بھیجا اور کہا کہ میں چاہتا ہوں کہ تمہاری ملاقات کو آؤں اُن لوگوں نے کہا کہ آؤ۔ جب یوسفؑ اُس عورت کے مکان میں داخل ہوئے آپ کے آفتاب جمال کے نور سے وُہ مکان روشن ہو گیا اُس عورت نے کہا یہ انسان نہیں بلکہ فرشتہ گرامی ہے۔ یُوسفؑ نے پانی طلب کیا اُس عورت نے سبقت کی اور پانی کا گلاس لائی جب حضرت نے پانی پی لیا اُس نے گلاس لے کر انتہائی شوق کے ساتھ اپنے مُنہ سے لگا لیا۔ یوسفؑ نے کہا صبر کر اور بیتاب نہ ہو کہ تیرا مطلب حاصل ہوتا ہے۔ پھر اُس کے ساتھ عقد کیا۔

دُوسری معتبر حدیث میں اُن ہی حضرت سے منقول ہے کہ جب یوسفؑ نے اُس شخص سے کہا کہ مجھ کو عزیز کے سامنے یاد کرنا جبرئیلؑ اُن حضرت کے پاس آئے اور زمین پر ایک ٹھوکر ماری جس سے زمین کے ساتویں طبقہ تک شگاف ہو گیا کہا اے یوسفؑ زمین کے طبقۂ ہفتم پر نگاہ کرو کیا دیکھتے ہو۔ ایک چھوٹا سا پتھر پھر اُس پتھر میں شگاف کیا اور پوچھا پتھر کے اندر کیا ہے فرمایا ایک چھوٹا سا کیڑا۔ جبرئیلؑ نے کہا کون اس کا روزی دینے والا ہے۔ کہا خداوند عالمین۔ جبرئیلؑ نے کہا تمہارا پروردگار فرماتا ہے کہ میں نے اس کیڑے کو زمین کے ساتویں طبقہ میں اس پتھر کے اندر فراموش نہیں کیا اور تم نے گمان کیا کہ میں تم کو بھول جاؤں گا کیونکہ تم نے اُس شخص سے کہا کہ بادشاہ سے میرا تذکرہ کرنا۔ لہٰذا اپنی اس نامناسب گفتگو کے سبب سے برسوں اب زندان میں رہو۔ یوسفؑ نے خدا کے اس عتاب پر اس قدر گریہ کیا کہ در و دیوار روئے اور قیدیوں کو اذیت ہوئی اور انہوں نے فریاد کی حضرت نے

اُن سے طے کیا کہ ایک روز روئیں گے اور ایک روز خاموش رہیں گے لیکن جس روز وُہ خاموش رہتے اُن کی حالت اُس روز سے بدتر ہو جاتی جس روز کہ روتے تھے۔

بسند ہائے معتبر حضرت امام محمد باقرؑ اور امام جعفر صادق علیہما السّلام سے منقول ہے کہ صبر جمیل یہ ہے کہ لوگوں سے کسی طرح کوئی شکایت نہ کی جائے۔ بہ تحقیق کہ حق تعالےٰ نے یعقوبؑ کو ایک رسالت کے ساتھ ایک راہب و عابد کے پاس بھیجا۔ جب راہب کی نظر اُن حضرت پر پڑی سمجھا کہ حضرت ابراہیمؑ ہیں جلدی سے کھڑا ہو گیا اور ہاتھ حضرت کی گردن میں ڈال کر کہا کہ خلیل خدا مرحبا۔ یعقوبؑ نے کہا میں ابراہیمؑ نہیں ہُوں بلکہ اسحٰقؑ کا فرزند ابراہیمؑ کا پوتا یعقوبؑ ہوں۔ راہب نے کہا کیوں اس قدر بڈھے ہو گئے ہو کہا غم و اندوہ نے مجھ کو ضعیف کر دیا۔ جب واپس ہوئے اور راہب کے دروازہ سے ابھی باہر نہ ہوئے تھے کہ وحی خدا اُن کو پہنچی کہ اے یعقوبؑ میرے بندوں سے میری شکایت کرتے ہو۔ حضرت اُسی چوکھٹ کے قریب سجدہ میں گر پڑے اور عرض کی پروردگارا پھر ایسے فعل کا ارتکاب نہ کرونگا۔ خدا نے وحی فرمائی کہ میں نے تم کو معاف کیا لیکن آئندہ ایسا عمل نہ کرنا پھر حضرت نے کسی سے شکایت نہ کی اس کے بعد جو کچھ حضرت پر دُنیا کی مُصیبتیں گذریں سوائے اس کے کہ ایک روز کہا کہ میں اپنے حزن و اندوہ کی شکایت کرتا ہوں مگر خدا سے اور خدا کا کرم جس قدر میں جانتا ہوں اے فرزندو تم نہیں جانتے۔

حدیث معتبر میں حضرت صادق علیہ السلام سے منقول ہے کہ حق تعالیٰ نے یوسفؑ کو وحی کی جس وقت وہ زندان میں تھے کہ کس چیز نے تم کو مجرموں کے ساتھ ساکن کیا کہا میرے جرم اور گناہ نے چونکہ اپنے گناہ کا اعتراف کیا حق تعالیٰ نے وحی کی کہ اس دُعا کو پڑھو۔ یَا کَبِیْرُ کُلِّ کَبِیْرٍ یَا مَنْ لَا شَرِیْكَ لَهٗ وَلَا وَزِیْرَ یَا خَالِقَ الشَّمْسِ وَالْقَمَرِ الْمُنِیْرِ یَا عِصْمَةَ الْمُضْطَرِّ الضَّرِیْرِ یَا قَاصِمَ کُلِّ جَبَّارٍ عَنِیْدٍ یَا مُغْنِیَ الْبَائِسِ الْفَقِیْرِ یَا جَابِرَ الْعَظْمِ الْکَسِیْرِ یَا مُطْلِقَ الْکَبِیْلِ الْاَسِیْرِ اَسْئَلُكَ بِحَقِّ مُحَمَّدٍ وَ اٰلِ مُحَمَّدٍ اَنْ تَجْعَلَ لِیْ مِنْ اَمْرِیْ فَرَجًا وَ مَخْرَجًا وَ تَرْزُقَنِیْ مِنْ حَیْثُ اَحْتَسِبُ وَ مِنْ حَیْثُ لَا اَحْتَسِبُ۔ جب صبح ہُوئی عزیز نے اُن کو طلب کیا اور اُنہوں نے قید سے نجات پائی۔

دُوسری معتبر حدیث میں فرمایا کہ جب عزیز مصر نے اپنے کو معزول کیا اور یوسفؑ کو تختِ سلطنت پر متمکن کیا۔ یوسفؑ نے دو پاکیزہ لباس پہنے اور تنہا بیابان کی

طرف گئے اور دو رکعت نماز ادا کی جب فارغ ہوئے ہاتھ آسمان کی طرف بلند کیا اور کہا۔ یَا رَبِّ قَدْ اٰتَیْتَنِیْ مِنَ الْمُلْکِ وَ عَلَّمْتَنِیْ مِنْ تَاْوِیْلِ الْاَحَادِیْثِ فَاطِرَ السَّمٰوٰتِ وَالْاَرْضِ اَنْتَ وَلِیِّیْ فِی الدُّنْیَا وَالْاٰخِرَۃِ ۔ پس جبرئیلؑ نازل ہوئے اور کہا کیا حاجت رکھتے ہو کہا۔ رَبِّ تَوَفَّنِیْ مُسْلِمًا وَّ اَلْحِقْنِیْ بِالصّٰلِحِیْنَ۔ حضرت صادق علیہ السلام نے فرمایا کہ اس لئے دعا کی کہ مجھ کو دُنیا سے مسلمان اٹھانا اور صالحین سے ملحق کرنا کیونکہ فتنہ وفساد سے ڈرتے تھے جو آدمی کو دین سے برگشتہ کر دیتا ہے یعنی جبکہ آنحضرت فتنوں سے ڈرتے تھے پھر کون اُن سے بے خوف ہو سکتا ہے۔

حضرت امیر المومنین علیہ السلام سے منقول ہے کہ چہار شنبہ کے دن یوسفؑ زندان میں داخل ہوئے۔

بسند معتبر منقول ہے کہ ایک شخص نے حضرت امام رضا علیہ السلام سے عرض کی کہ لوگوں کو کیونکر وہ شخص اچھا معلوم ہوتا ہے جو ناگوار غذائیں کھاتا ہے اور موٹے کپڑے پہنتا ہے اور خشوع کا اظہار کرتا ہے فرمایا کہ یوسفؑ پیغمبر تھے اور پیغمبر زادے تھے ریشمی قبائیں جن میں سونے کے تکمے لگے رہتے تھے پہنتے تھے اور آل فرعون کی مجلسوں میں بیٹھتے تھے اور حکم کرتے تھے۔ لوگوں کو اُن کے لباس سے کوئی تعلق نہ تھا۔ اور ثعلبی نے کتاب عرائس میں ذکر کیا ہے کہ جب بادشاہ پر یوسفؑ کا عذر ظاہر ہوا اور اُس نے اُن حضرت کی امانت کفایت علم اور عقل کو سمجھا اور اُن کو زندان سے طلب کیا تو یوسفؑ جب باہر نکلے اہل زندان کے لئے دُعا کی کہ خداوندا نیکوں کا دل ان پر مہربان کر دے اور نیکیوں کو اُن سے پوشیدہ نہ رکھ پس آنحضرت کی دُعا کا یہ اثر ہوا کہ ہر شہر میں جو قیدی ہیں تمام لوگوں سے کچھ چیزوں میں زیادہ عقلمند ہیں۔ پھر زندان کے دروازہ پر لکھا کہ یہ جگہ زندہ لوگوں کی قبر ہے اور غموں کا گھر ہے اور دوستوں کی دوستی اور دشمنوں کی ملامت کے تجربہ کا ذریعہ ہے پھر غسل کیا اور زندان کی کثافت سے جسم کو پاک کیا اور پاکیزہ لباس پہنا اور بادشاہ کے دربار کی جانب روانہ ہوئے جب دروازہ پر پہنچے کہا۔ حَسْبِیْ رَبِّیْ مِنْ دُنْیَایَ وَحَسْبِیْ رَبِّیْ مِنْ خَلْقِہٖ عَزَّ جَلَالُہٗ وَجَلَّ ثَنَاءُہٗ وَلَا اِلٰہَ غَیْرُہٗ۔ جب مجلس میں داخل ہوئے کہا۔ اَللّٰھُمَّ اِنِّیْ اَسْئَلُکَ مِنْ شَرِّہٖ وَشَرِّ غَیْرِہٖ۔ جب بادشاہ کی نظر ان پر پڑی حضرت نے عبرانی زبان میں اُس پر سلام کیا بادشاہ نے پوچھا کہ یہ کون سی زبان ہے کہا میرے چچا اسمٰعیلؑ کی زبان ہے پھر بادشاہ کے لئے زبان عربی میں دُعا کی۔ اُس نے پوچھا یہ کونسی زبان ہے۔ کہا یہ میرے آباؤ اجداد کی

زبان ہے۔ وہ بادشاہ بھی سات زبانیں جانتا تھا۔ یوسفؑ سے جس زبان میں گفتگو کی اُسی میں حضرت نے جواب دیا۔ بادشاہ بہت خوش ہوا اور اُس کو یوسفؑ کی کمسنی اور اُن کے علم و کمال کی زیادتی پر تعجب ہوا۔ اُس وقت اُن کی عمر تیس سال تھی۔ بادشاہ نے کہا اے یوسفؑ میں چاہتا ہوں کہ اپنا خواب تم سے سُنوں یوسفؑ نے کہا تم نے خواب میں دیکھا کہ سات فربہ اشہب چشم نہایت سفید گائیں دریائے نیل سے نکلیں جن کے پستانوں سے دُودھ بہہ رہے تھے جس وقت تم نے اُن کو دیکھا اُن کے حُسن پر تعجب کیا۔ ناگاہ نیل کا پانی خشک ہوگیا اور اُس کی تہہ ظاہر ہوگئی اور کیچڑ اور مٹی کے درمیان سے سات لاغر پریشان گرد آلود گائیں نکلیں جن کے شکم پشت سے لپٹے ہوئے تھے اُن کے پستان نہ تھے اُن کے دانت ناخن اور پنجے مثل درندوں کے تھے اُن کے سونڈ بھی درندوں کے سے تھے۔ اُن لاغر گایوں نے اُن فربہ گایوں کو پھاڑ ڈالا اور گوشت و پوست اور ہڈیوں کو توڑ کر اُن کا مغز تک کھا لیا۔ اور تم تعجب کرتے تھے ناگاہ تم نے دیکھا کہ گیہوں کی سات بالیاں سبز اور سات بالیاں سیاہ ایک جگہ سے اُگیں اُن کی جڑیں پانی میں چلی گئیں پھر ایک ہوا چلی اُس نے خشک بالیوں کو سبز بالیوں پر چسپاں کر دیا اور سبز بالیوں میں آگ لگ گئی۔ وُہ سب سیاہ ہوگئیں۔ عزیز نے کہا آپ نے سچ فرمایا میرا یہی خواب تھا۔ پھر اُس کی تعبیر بیان کی تو بادشاہ نے سلطنت کا انتظام اور زراعت کی حفاظت اُن کے سپرد فرمائی۔

شیخ طبرسی علیہ الرحمہ وغیرہ نے نقل کیا ہے کہ عزیزِ مصر جس نے یوسفؑ کو قید کیا تھا اُس کا نام قطفیر تھا۔ وُہ بادشاہ کا وزیر تھا۔ بادشاہ کا نام ریان ابن ولید تھا۔ خواب بادشاہ نے دیکھا تھا۔ جب یوسفؑ کو زندان سے رہا کیا عزیز نے وزیر کو معزول کر کے منصب وزارت یوسفؑ کے سپرد کیا پھر بادشاہی ترک کر کے خانہ نشین ہوگیا۔ اور تاج و تخت بھی یوسفؑ کے حوالہ کر دیا اُسی زمانہ میں قطفیر کی وفات ہوگئی۔ بادشاہ نے اُس کی زوجہ راحیل کے ساتھ یوسفؑ کا عقد کر دیا اور اُس سے افرائیم اور میشائیم پیدا ہوئے۔

عرائس میں نقل کیا ہے کہ جب یوسفؑ نے ابن یامین کو اپنے پاس طلب کیا اور تنہائی میں اُن سے گفتگو کی پوچھا تمہارا کیا نام ہے کہا ابن یامین پوچھا۔ یہ نام کیوں رکھا گیا کہا اس لئے کہ جب میں پیدا ہوا میری ماں کا انتقال ہوگیا۔ یعنی میں صاحب عزا فرزند ہوں۔ پوچھا تمہاری ماں کا کیا نام تھا کہا راحیل دختر لیان۔ پوچھا کیا تمہارے اولاد بھی ہوئی

کہا ہاں دس پسر پیدا ہوئے۔ پوچھا اُن کے نام کیا ہیں۔ کہا اُن کے نام اپنے بھائی کے نام سے مشتق کئے ہیں جو میری ماں کے بطن سے تھا اور وُہ ہلاک ہو گیا۔ یوسفؑ نے کہا کہ اُس کا صدمہ تم کو اس قدر ہوا کہ تم نے ایسا کیا۔ بتاؤ لڑکوں کے نام کیا ہیں کہا بالعاؔ۔ خیرؔ۔ اشکلؔ اخیا۔ خبیرؔ۔ نعمانؔ۔ اورؔ۔ ارسؔ۔ جیتیمؔ۔ اور ییتمؔ۔ پوچھا ان کے معنی کیا ہیں۔ کہا بالعاؔ اس لئے نام رکھا کہ زمین نے میرے بھائی کو چھپا لیا۔ اخیرؔ۔ اس لئے کہ وُہ میری ماں کے پہلے بیٹے تھے۔ اشکلؔ اس لئے کہ وُہ میرا حقیقی بھائی تھا۔ خیرؔ۔ اس لئے کہ وہ جس جگہ رہا بخیر رہا۔ نعمانؔ اس لئے کہ وُہ ماں باپ کو پیارا تھا۔ اورؔ۔ اس وجہ سے کہ وہ حسن و جمال میں مثل پھول کے تھا۔ ارسؔ۔ اس لئے کہ وہ بدن کے مقابلہ میں سر کے مانند تھا۔ جیتیمؔ اس واسطے کہ میرے باپ نے فرمایا کہ وُہ زندہ ہے۔ ییتمؔ۔ اس سبب سے کہ اگر میں اُس کو دیکھتا تھا میری آنکھیں روشن ہوتی تھیں اور بے انتہا مسرّت ہوتی تھی۔ یوسفؑ نے کہا چاہتا ہوں کہ میں اُس بھائی کے عوض جو ہلاک ہو گیا تمہارا بھائی بنوں ابن یامین نے کہا کہ آپ کے مانند کون شخص بھائی پا سکتا ہے لیکن آپ یعقوبؑ راحیل سے نہیں پیدا ہوئے ہیں۔ یوسفؑ یہ سُن کر روئے اور اُن کو گلے سے لگا لیا اور کہا میں تمہارا بھائی یوسف ہوں۔ غمگین نہ ہو اور اپنے بھائیوں کو اطلاع نہ دینا[1]۔

[1] مولف فرماتے ہیں چونکہ اس عجیب قصہ میں علمانے اشکالات وارد کئے ہیں اور اکثر لوگوں کے دل میں بہت شکوک پیدا ہوتے ہیں لہٰذا اگر اُن کے جواب میں مجمل اشارہ کر دیا جائے تو مناسب ہو گا۔ اوّل یہ کہ حضرت یعقوبؑ نے محبّت و مہربانی میں یوسفؑ کو کیوں فضیلت دی جو ان مفاسد کا باعث ہوا حالانکہ فرزندوں میں بعض سے بعض کو فضیلت جائز نہیں ہے۔ خصوصاً ایسی حالت میں جبکہ ان فسادوں کا سبب ہو۔ جواب یہ ہے کہ وُہ تفضیل جو صرف بشری محبت کے سبب سے ہو اور کوئی دینی مقصد اُس میں نہ ہو وُہ بہتر نہیں ہے لیکن یوسفؑ سے یعقوبؑ کی محبت یوسفؑ کے حقیقی کمالات علم اور فضل اور قابلیت اور رتبۂ نبوت کی وجہ سے تھی۔ یا یہ کہ قلبی محبت اختیاری نہیں ہے اور کبھی ایسا ہوتا ہے کہ اختیاری امور میں اُن کے درمیان فرق نہیں رہتا۔ اور ممکن ہے کہ اُن فسادات کے ہونے کا یہ سبب ہو کہ یعقوبؑ نے نہ سمجھا ہو گا کہ اس کا باعث یہ ہو گا۔ دوم یہ کہ یعقوبؑ نے جلالت نبوت کے ساتھ کیونکہ اس قدر اضطراب و بے چینی اور گریہ یوسفؑ کی مفارقت میں کیا کہ اُن کی آنکھیں بے نور ہو گئیں حالانکہ پیغمبروں کو مصیبتوں پر تمام مخلوق سے زیادہ صبر کرنا چاہیئے۔ جواب یہ ہے کہ محبت اور حزن کی زیادتی اور رونا اختیاری نہیں ہے جو کچھ مذموم ہے وہ جزع کرنا اور چند چیزوں کا زبان سے نکالنا ہے جو حق تعالیٰ کے غضب کا باعث ہوتا ہے یعقوبؑ سے ایسے مذموم افعال صادر نہیں ہوئے اور حسب قلب قضائے الٰہی (باقی صفحہ ۳۵۹ پر)

باب گیارھواں حضرت ایوبؑ کے عجیب قصے

ارباب تفسیر و تاریخ کے درمیان یہ مشہور ہے کہ ایوبؑ اموص کے بیٹے وہ عیص کے بیٹے وہ اسحٰقؑ ابن ابراہیم علیہ السلام کے فرزند تھے اور آپ کی مادر گرامی لوط علیہ السلام کی اولاد سے تھیں۔ بعض نے کہا ہے کہ ایوبؑ

(بقیہ حاشیہ صفحہ ۳۵۸) پر راضی تھے اور قضا پر راضی رہنا ان سب کے منافی نہیں ہے جیسا کہ اگر کسی شخص کو مرض آکلہ کی تکلیف دفع کرنے کے لئے ضرورت ہو کہ خود اس کا ہاتھ قطع کیا جائے تو وہ خود جلاد کو طلب کرتا ہے اور اس کو اپنے ہاتھ کے کاٹ ڈالنے کا حکم دیتا ہے اور اس سے راضی ہوتا ہے بلکہ اُس کا ایک حد تک احسان مند ہوتا ہے لیکن گریہ و فریاد کرتا ہے غمگین بھی ہوتا ہے اور یہ سب تکلیفوں کے دفع کرنے کا باعث نہیں ہوتا۔ چنانچہ حضرت رسول اللہ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم نے ابراہیمؑ کی وفات کے موقع پر فرمایا کہ دل بے چین ہے آنکھیں گریاں ہیں لیکن میں کوئی بات ایسی نہیں کہنا چاہتا جو غضب پروردگار کا سبب ہو کیونکہ خدا کے دوستوں کی محبت خدا کے سوا کسی سے نہیں ہوتی اور جس سے ہوتی بھی ہے تو خدا کی خوشنودی و رضامندی کے لئے اور جو شخص خدا کا محبوب ہوتا ہے وہ لوگ اُسی کو دوست رکھتے ہیں کیونکہ ان کے محبوب کا محب ہوتا ہے۔ اسی طرح اپنے قریب سے قریب تر شخص سے اگر وہ خدا کا دشمن ہے تو دشمنی کرتے ہیں اور اُس کے گلے پر تلوار پھیر دیتے ہیں اور سب سے زیادہ دُور رہنے والے انسان کے ساتھ اگر وہ خدا کا دوست ہے تو لطف و محبت کرتے ہیں اور ظاہر ہے کہ حضرت یعقوبؑ یوسفؑ کو ظاہری حسن و جمال اور دنیوی اغراض کے لئے نہیں چاہتے تھے بلکہ انوار خیر و صلاح کے سبب سے جو اُن میں مشاہدہ کرتے تھے اُن کو دوست رکھتے تھے اسی لئے برادران یوسفؑ جو ان مراتب عالیہ سے غافل اور ان دقیق معنوں سے ناواقف تھے محبّت میں اُن کے امتیاز کے سبب سے تعجب کرتے تھے اور اُن کو گمراہی اور ضلالت سے نسبت دیتے تھے اور کہتے تھے کہ ہم محبت اور رعایت کے زیادہ حق دار ہیں کیونکہ ہم تنومند اور قوت والے ہیں اور یوسفؑ سے زیادہ اُن کی خدمت کرتے ہیں۔ معلوم ہوا کہ یوسفؑ کی محبت اور اُن کی مفارقت میں یعقوبؑ کی بیقراری جناب مقدس الٰہی کی محبت کے خلاف اور اُن حضرت کے کمال کے منافی نہیں ہے بلکہ عین کمال ہے سوّم یہ کہ حضرت یعقوبؑ حضرت یوسفؑ کے خواب اور ملائکہ کے خبر دینے کے باوجود جانتے تھے کہ یوسفؑ زندہ ہیں تو کیوں اس قدر مضطرب ہوئے۔ جواب یہ ہے کہ کبھی ایسا ہوتا ہے کہ اضطراب مفارقت پر ہوتا ہے یا کبھی بداؑ اور محو و اثبات کے احتمال پر ہوتا ہے اور حدیث میں وارد ہوا ہے کہ حضرت صادق علیہ السلام سے لوگوں نے پوچھا کہ کیونکر یعقوبؑ یوسفؑ پر محزون ہوئے حالانکہ جبرئیلؑ نے اُن کو خبر دی تھی کہ یوسفؑ زندہ ہیں اور اُن کے پاس واپس آئیں گے فرمایا کہ فراموش ہو گیا تھا۔ اور وہ حدیث بھی شہرت کے موافق تاویل کی محتاج ہے۔ چہارم یہ کہ کیونکر ہو سکتا ہے کہ یعقوبؑ نابینا ہوئے حالانکہ پیغمبروں کی خلقت میں کوئی نقص نہ ہونا چاہیئے۔ جواب یہ ہے کہ بعض نے کہا ہے (باقی صفحہ ۳۶۰ پر)

عیص کے بیٹے تھے اور آپ کی زوجۂ مطہرہ رحمت افرائیم بن یوسفؑ کی دختر تھیں۔ یا ماجیر دختر میشا پسر یوسفؑ تھیں یا لیا دختر یعقوبؑ علیہ السلام علی الخلاف لیکن پہلی یعنی (رحمتؑ) سب سے زیادہ مشہور ہیں۔

بسند ہائے معتبر منقول ہے کہ ابو بصیر نے حضرت صادق علیہ السّلام سے سوال کیا

(بقیہ حاشیہ صفحہ ۳۵۹) کہ آنحضرت نابینا نہیں ہوئے تھے بلکہ آپ کی بصارت میں ضعف پیدا ہوگیا تھا اور آنکھوں کے سفید ہو جانے کو گریہ کی کثرت پر محمول کیا ہے کیونکہ جب آنکھیں پُر از آب ہوتی ہیں سفید معلوم ہوتی ہیں۔ اور بعضوں نے کہا ہے کہ ہم پیغمبروں کو ہر مرض اور نقص سے بری نہیں سمجھتے۔ لیکن انہیں کوئی نقص نہ ہونا چاہیئے جو لوگوں کی نفرت کا سبب ہو اور کور ہونا ایسا نہیں ہے کہ لوگوں کی نفرت کا باعث ہو لیکن اس طرح ہو کہ بظاہر اُن کی خلقت میں اُس کے سبب سے کوئی عیب نہ پیدا ہو۔ اور پیغمبرانِ خدا دل کی آنکھوں سے دیکھتے ہیں۔ اسی سبب سے کوئی عیب اور خلل آنحضرت میں پیدا نہ ہوا تھا اور آخری قول زیادہ قوی ہے۔ پنجم یہ کہ حق تعالیٰ نے یوسفؑ کے قصہ میں فرمایا ہے وَلَقَدْ هَمَّتْ بِهِ وَهَمَّ بِهَا لَوْلَآ اَنْ رَّاٰ بُرْهَانَ رَبِّهٖ۔ یعنی زلیخا نے یوسف کا قصد کیا اور یوسف بھی زلیخا کا قصد کرتے اگر اپنے پروردگار کی دلیل نہ دیکھ چکے ہوتے۔ عامہ میں سے بعض لوگوں نے اس آیت کی تفسیر میں رکیک باتیں بیان کیں ہیں کہ یوسف نے بھی زلیخا سے لپٹ کر چاہا کہ اُس فعل قبیح کی طرف متوجہ ہوں ناگاہ مکان کے گوشہ میں یعقوبؑ کی صورت دیکھی کہ اپنی انگلی دانتوں سے کاٹتے ہیں تو متنبہ ہوئے اور وہ ارادہ ترک کیا۔ بعضوں نے کہا ہے کہ زلیخا نے بُت پر کپڑا ڈالا تب حضرت متنبہ ہُوئے۔ اور وُہ ارادہ ترک کیا اور اسی طرح کی دوسری باطل وجہیں لکھی ہیں۔ جواب یہ ہے کہ آیت کے دو مقامات صحیح ہیں جو روایتوں میں وارد ہُوئے۔ اوّل یہ کہ مراد یہ ہے کہ اگر وہ پیغمبر نہ ہوتے اور اپنے پروردگار کی دلیل یعنی جبرئیلؑ کو نہ دیکھے ہوتے تو بیشک وہ بھی قصد کرتے لیکن چونکہ پیغمبر تھے اور پیغمبرِ خدا کی معصیت سے معصوم ہوتا ہے لہذا حضرت نے قصد نہیں کیا۔ دوئم یہ کہ مراد یہ ہے کہ زلیخا کو مار ڈالنے کا قصد کیا کیونکہ اُس کا ارادہ حرام کی غرض سے تھا اور غرض کا دفع کرنا جائز ہے ہر چند قتل سے ہو یا یہ کہ ممکن ہے کہ اُس امّت میں اُس شخص پر ایسے شخص کا قتل کرنا جائز ہوگا جو اس کو گناہ پر مجبور کرے اور حق تعالیٰ نے یوسفؑ کو چند مصلحتوں کی بنا پر اُس کے قتل سے منع کیا اور اس لیے کہ اُس کے عوض میں یوسفؑ کو قتل نہ کر دیں چنانچہ بسند معتبر منقول ہے کہ مامون نے حضرت امام رضا علیہ السلام سے دریافت کیا کہ اس آیت کی تفسیر کیا ہے فرمایا اگر ایسا نہ ہوتا کہ یوسفؑ اپنے پروردگار کی دلیل دیکھ چکے ہوں تو یقیناً وہ بھی قصد کرتے جس طرح کہ زلیخا نے قصد کیا لیکن وہ معصوم تھے اور معصوم گناہ کا قصد نہیں کرتا بہ تحقیق کہ میرے پدر نے اپنے پدر سے سُن کر مجھے خبر دی ہے کہ حضرت صادق علیہ السّلام نے فرمایا کہ زلیخا نے ارادہ کیا۔ ارتکاب فعل کا اور یوسفؑ نے قصد کیا۔ (بقیہ صفحہ ۳۶۱ پر)

کہ ایوبؑ جن بلاؤں میں مبتلا ہوئے اُس کا کیا سبب تھا۔ فرمایا کہ نعمتوں کی زیادتی کے سبب سے تھا جو حق تعالیٰ نے اُن کو عطا فرمائی تھیں اور آنحضرت اُن نعمتوں کا شکر جیسا کہ چاہیئے ادا کرتے تھے اُس وقت شیطان علیہ اللعنۃ کی آسمانوں پر جانے سے ممانعت نہ تھی۔ وُہ عرش تک جایا کرتا تھا۔ ایک روز شیطان آسمان پر گیا اور نعمتوں پر ایوبؑ کا شکر

(بقیہ حاشیہ صفحہ ۳۶۰) ترک کا اور دوسری معتبر حدیث میں منقول ہے کہ علی بن الجہم نے اسی آیت کی تفسیر اُن حضرت سے دریافت کی فرمایا۔ کہ زلیخا نے معصیت کا قصد کیا اور یوسف نے اُس کے مار ڈالنے کا ارادہ کیا اس لئے کہ اُن پر اُس کا ارادہ بہت گراں گذرا لیکن خدا نے اُن کو زلیخا کے قتل سے اور زنا سے روک دیا۔ چنانچہ فرمایا۔ كَذٰلِكَ لِنَصْرِفَ عَنْهُ السُّوْٓءَ وَالْفَحْشَآءَ یعنی ہم نے اُن سے زلیخا کا قتل اور برائی یعنی زنا کو دفع کر دیا لیکن وہ دونوں حدیثیں جو پہلے گذریں اور جو یعقوب کے دیکھنے اور زلیخا کے بُت پر پردہ ڈالنے پر مشتمل تھیں وجہ اوّل کے منافی نہیں ہیں کیونکہ اُن میں تصریح نہیں ہے کہ یوسفؑ نے زنا کا ارادہ کیا بلکہ ممکن ہے کہ وہ عصمت کی اظہار کرنے والی ہوں کہ حق تعالیٰ نے اُس وقت اُن پر ظاہر کر دیا ہو کہ وُہ ارادہ اُن کے دل میں پیدا نہ ہو اور بعض حدیثیں جن میں ان مطالب کی تصریح ہے تقیہ پر محمول ہیں۔ ششم یہ کہ یوسفؑ نے بھائیوں سے کہا کہ کوشش کر کے بنیامین کو پدر سے حاصل کریں اور لے آویں پھر اُن کو قید کر دیا باوجود اس کے کہ جانتے تھے کہ یعقوبؑ کے حزن و اندوہ کی زیادتی کا سبب ہوگا اور یہ تکلیف تھی جو یوسفؑ نے اپنے پدر کو پہنچائی۔ اسی طرح اپنی بادشاہی کی مدت میں کیوں یعقوبؑ کو اپنی حیات کی اطلاع نہ دی باوجود اس کے کہ اُن کے حزن و اندوہ کو جانتے تھے۔ جواب یہ ہے وہ جو کچھ کرتے تھے۔ وحی الٰہی کے مطابق کرتے تھے اور حق تعالیٰ اپنے دوستوں کا دنیا میں بلاؤں اور مصیبتوں کے ذریعہ سے امتحان لیتا ہے تاکہ وُہ صبر کریں اور آخرت کے عالی مرتبوں اور عظیم سعادتوں پر فائز ہوں لہٰذا جو کچھ بنیامین کے قید کر لینے اور اُس وقت معین تک باپ کو آگاہ نہ کرنے میں یوسفؑ نے کیا وہ سب خدا کے حکم سے تھا تاکہ یعقوبؑ کی تکلیف شدید تر ہو اور اُس کا ثواب بہت زیادہ ہو۔ ہفتم یہ کہ کس وجہ سے یوسف علیہ السلام نے فرمایا کہ اے اہلِ قافلہ تم لوگ سارق ہو حالانکہ وہ جانتے تھے کہ اُن لوگوں نے چوری نہیں کی ہے۔ اور جھوٹ پیغمبروں کے لئے جائز نہیں ہے۔ جواب یہ ہے بہت سی معتبر حدیثوں میں وارد ہوا ہے کہ تعبیر کے موقع پر اور جس جگہ شرعی مصلحت درپیش ہو جائز ہے مثلاً کوئی شخص ایسی بات کہے جس سے خلافِ واقع معنی اور مفہوم ہوں اور اُس کی غرض حقیقی معنی ہو تو یہ قسم کلام دروغ کی نہیں ہے بلکہ بعض وقت واجب ہو جاتی ہے اور اس موقع پر چونکہ بنیامین کو روک لینے میں مصلحت تھی اور بغیر اس حیلہ کے ممکن نہ تھا اس لئے فرمایا کہ تم لوگ چور ہو اور یوسفؑ کی مراد یہ تھی کہ تم لوگوں نے اپنے پدر سے یوسفؑ کو چرا لیا (باقی صفحہ ۳۶۲ پر)

جوالواح سماویہ پر بہت کثرت سے ثبت کیا گیا تھا دیکھا یا یہ دیکھا کہ اُن کے شکر کو نہایت عظمت کے ساتھ اوپر لے جاتے ہیں تو اُس ملعون کے دل میں حسد کی آگ مشتعل ہوئی کہا پروردگارا ایوبؑ تیرا شکر اس لئے کرتے ہیں کہ بہت کافی نعمت تو نے اُن کو عطا کی ہے جو کچھ تو نے دنیا میں اُن کو بخشا ہے اگر اُن کو لے لے تو ہرگز تیری کسی نعمت کا شکر نہ ادا کریں لہٰذا مجھ کو اُن کی دنیا پر مسلّط کر دے تب تجھ کو معلوم ہوگا کہ تیری کسی نعمت کا ہرگز شکر نہ کریں گے۔ اُس وقت شیطان کو رب الارباب کا خطاب پہنچا کہ تجھ کو اُن کے مال اور فرزندوں پر مسلط کیا یہ سنتے ہی شیطان بہت خوش ہوا اور تیزی سے زمین پر آیا اور جو کچھ اموال و فرزندانِ ایوبؑ تھے سب کو ضائع اور ہلاک کر دیا۔ جیسے جیسے وہ ہر ایک کو ہلاک کرتا تھا ایوبؑ کا شکر وحمد زیادہ ہوتا تھا پھر شیطان نے التجا کی کہ مجھ کو اُن کی زراعتوں پر مسلّط کر حق تعالیٰ نے فرمایا کہ جا اختیار دیا۔ یہ سُن کر وہ اپنے فرمانبرداروں کو لے کر آیا اور ایوبؑ کی زراعتوں میں (سم آلود ہوا) پھونک دی جس سے تمام زراعت جل گئی حضرت کا حمد وشکر اور زیادہ ہوا پھر اُس نے کہا خداوندا مجھ کو اُن کے گوسفندوں پر مسلّط فرما۔ جب اجازت ملی تمام گوسفندوں کو ہلاک کر دیا۔ حضرت نے حمد وشکر اور زیادہ کیا۔ اُس نے

(بقیہ حاشیہ صفحہ ۳۶۱) بعض لوگوں نے کہا کہ اس بات کا کہنے والا یوسفؑ کے علاوہ کوئی اور شخص تھا جس نے اُن حضرت کے حکم سے نہیں کہا تھا۔ اور بعضوں نے کہا ہے کہ اُن کی غرض استفہام اور سوال سے تھی یعنی کیا تم لوگ چور ہو۔ خبر دینا مقصود نہ تھا کہ تم لوگ چور ہو۔ اور معتبر حدیثیں وجہ اوّل پر وارد ہوئی ہیں۔ ہشتم یہ کہ یعقوبؑ اور برادرانِ یوسفؑ پر کیونکر جائز تھا کہ یوسفؑ کو سجدہ کریں حالانکہ غیر خدا کے لئے سجدہ جائز نہیں اور یوسفؑ کیونکر راضی ہوگئے کہ باپ اُن کو سجدہ کریں جواب وہی ہے جو حضرت آدمؑ کے لئے ملائکہ کے سجدہ کے بارے میں اس شبہ کے رفع کرنے میں چند وجہوں کے ساتھ میں نے لکھا ہے وجہ اوّل یہ کہ خدا کا سجدۂ شکرِ نعمت اور یوسفؑ کی ملاقات کی وجہ سے کیا۔ چنانچہ اس مضمون پر حدیثیں گذریں اور دوسری حدیث میں حضرت صادق علیہ السلام سے منقول ہے کہ اُن کا سجدہ خدا کی عبادت تھا۔ دوم یہ کہ سجدۂ پرستش نہ تھا بلکہ سجدۂ تعظیم تھا اور اُس شریعت میں سجدۂ تعظیم غیر خدا کے لئے جائز تھا۔ سوم یہ کہ حقیقی سجدہ نہ تھا بلکہ ایک قسم کی تواضع تھی جو اُس زمانہ میں مجاز کے طریقہ پر سجدہ کہی جاتی تھی۔ بہر حال وہ سجدہ خدا کے حکم سے تھا اور بھائیوں پر اور دوسروں پر یوسفؑ کی فضیلت ظاہر کرنے کے لئے تھا۔ مختصر بات یہ ہے کہ نبوت امامت اور انبیاء علیہم السلام کی عصمت کے ثابت ہونے کے بعد جو کچھ بھی اُن سے صادر ہوتا ہے اُس کو تسلیم کرنا چاہیے اور سمجھنا چاہیے کہ جو کچھ وہ کرتے ہیں خدا کے حکم کے موافق کرتے ہیں ہر چند اُس فعل کی حکمت معلوم نہ ہو اور شکوک، شبہے اور وسوسے شیطان کی طرف سے ہوتے ہیں اور ضلالت وگمراہی کا باعث ہیں۔ ۱۲

کہا ۔ خداوندا ایوبؑ جانتے ہیں کہ جو کچھ تو نے اُن کی نعمتیں لے لی ہیں عنقریب پھر عطا فرمائے گا لہٰذا مجھ کو اُن کے جسم پر اختیار دے پھر خطاب الٰہی اُس کو پہنچا کہ تجھ کو اُن کے تمام جسم پر سوائے عقل اور آنکھ کے اور دوسری روایت کے موافق سوائے دل آنکھ زبان اور کان کے تمام اعضا پر اختیار دیا جب اُس ملعون کو یہ اجازت مل گئی بہت تیزی سے نیچے آیا کہ کہیں ایسا نہ ہو کہ رحمتِ الٰہی اُن کو گھیر لے اور اس ملعون کے ارادہ میں حائل ہو جائے پھر اُس مسموم آگ کو جس سے وُہ پیدا ہوا تھا۔ اُن کے ناک میں پھونکا جس کی وجہ سے حضرت کے سر سے پیر تک تمام جسم میں زخموں اور دنبلوں کی زیادتی سے ایک زخم ہو گیا ۔حضرت کافی مدّت تک اسی تکلیف اور مصیبت میں مبتلا رہے اور حمد وشکر الٰہی میں کمی نہ فرماتے تھے یہاں تک کہ حضرت کے بدن مبارک میں کیڑے پیدا ہو گئے اور حضرت صبر کے اس درجہ میں تھے کہ کوئی کیڑا جب آپ کے جسم ممتحن سے گر پڑتا تھا اُسے پکڑ کر اپنے جسم میں رکھ لیتے تھے اور فرماتے تھے کہ اُسی جگہ واپس جا جہاں خدا نے تجھ کو خلق کیا ہے اور حضرت کے جسم اقدس سے اس قدر تعفن ظاہر ہونے لگی کہ شہر والوں نے اُن کو شہر سے باہر ایک کثیف مقام پر ڈال دیا اور رحمت اُن کی زوجہ دختر یوسف علیہ السلام جاتی تھیں اور اُن کے لئے گھوم پھر کر بھیک مانگ لاتی تھیں ۔ جب آنحضرت پر بلاؤں کو ایک مدّت گذر گئی اور شیطان نے دیکھا کہ جس قدر بلا زیادہ ہوتی ہے اُن کا شکر اُس سے زیادہ ہوتا ہے تو اصحاب ایوبؑ کی ایک جماعت کے پاس گیا جن لوگوں نے رہبانیت اختیار کر لی تھی اور پہاڑوں میں رہتے تھے کہا آؤ اُس بندۂ مبتلا شدہ کے پاس چلیں اور اُس سے دریافت کریں کہ کس سبب سے اس بلائے عظیم میں مبتلا ہوئے ۔ وُہ لوگ اشہب گھوڑوں پر سوار ہو کر آنحضرت کی جانب چلے جب اُن کے قریب پہنچے حضرت کے جسم کی بدبو سے اُن کے گھوڑے دُور بھاگنے لگے ۔ وُہ لوگ اُترے اور گھوڑوں کو الگ باندھ کر پیدل حضرت کے پاس آئے اُن کے درمیان ایک کم عمر جوان بھی تھا جب وہ لوگ بیٹھے تو کہا کاش اپنے گناہ سے آپ ہم کو بھی مطلع کرتے ہم کو جرأت نہیں کہ آپ کے گناہوں کی معافی کے لئے خدا سے التجا کریں ۔ ایسا نہ ہو کہ ہم بھی ہلاک ہو جائیں ۔ ہم کو گمان بھی نہ تھا کہ آپ ایسی بلا میں مبتلا ہوں گے جس میں کوئی شخص نہیں ہوا ۔ لیکن کسی ایسے گناہ کے سبب سے جس کو آپ نے ہم سے پوشیدہ رکھا ہے ۔ ایوبؑ نے کہا اپنے پروردگار کی عزت کی قسم کھاتا ہوں اور وہی گواہ ہے کہ کبھی میں نے کوئی طعام نہیں کھایا مگر یہ کہ غریبوں اور یتیموں کو اپنے ساتھ شریک کر لیا اور کبھی مجھ کو دو عبادتیں درپیش

نہیں ہوئیں. لیکن میں نے اُس کو اختیار کیا جو ان میں زیادہ دشوار تھی۔ یہ سُن کر اُس جوان نے
اپنے ساتھیوں سے کہا کہ تمہارا حال خراب ہو پیغمبر خدا کے پاس تم لوگوں نے آ کر اُس کو سرزنش
کی یہاں تک کہ اُس نے اپنے معبود کی جو اُس نے پوشیدہ عبادت کی تھی ظاہر کی جب وہ
لوگ واپس چلے گئے ایوبؑ نے اپنے پروردگار سے مناجات کی اور کہا کہ پروردگارا اگر
مجھ کو بات کرنے اور عرض حال کی اجازت ہو تو کچھ عرض کروں. خدا نے اُن کے سر کے
قریب ایک ابر بھیجا. جس سے آواز آئی کہ تم کو اجازت دی گئی جو حجت تمہاری ہو بیان کرو
کیونکہ میں تم سے ہر وقت قریب ہوں. ایوبؑ نے کمر باندھی اور دو زانو ہو کر بیٹھے اور عرض
کی پروردگارا تیری عزت کی قسم کھاتا ہوں مجھ کو تو نے کسی بلا میں مبتلا نہیں کیا لیکن مجھ کو
جب کبھی عبادت سے متعلق دو امور در پیش ہوئے ہیں نے اُن میں سے اُس امر کو اختیار کیا
جو میرے جسم پر زیادہ دشوار تھا اور میں نے کبھی کھانا نہیں کھایا مگر یہ کہ اپنے ساتھ کسی
یتیم کو شریک کیا. کیا میں نے تیری حمد نہیں کی تیرا شکر ادا نہیں کیا تیری تسبیح و تنزیہ
نہیں کی. پس ابر کی دس ہزار زبانوں سے آواز آئی کہ اے ایوبؑ کس نے تم کو ایسا بنایا
تم نے اُس وقت عبادت کی جبکہ دُنیا بے خبر تھی اور کس نے عبادت کو تمہارے لئے محبوب
کیا کیا تم خدا پر احسان رکھتے ہو اس مُعاملہ میں جس میں خدا کا احسان تم پر ہے یہ سُن
کر ایوبؑ نے ایک مٹھی خاک لے کر اپنے مُنہ میں ڈالی اور کہا میں نے غلط کہا اور توبہ
کرتا ہوں اور تمام نعمتیں اور عبادتیں تیری ہی طرف سے ہیں اس وقت حق تعالیٰ نے
ایک فرشتہ کو بھیجا جس نے زمین پر ٹھوکر ماری اسی وقت ایک چشمہ جاری ہُوا اُس میں
آپ نے غسل کیا اور تمام زخم و درد اور تکلیفیں زائل ہو گئیں اور اُس سے بہتر تازگی
اور حسن و جمال پیدا ہو گیا جو پہلے تھا پھر اُن کے چاروں طرف خدا نے سبز باغ پیدا کر دیا
اور اُن کے اموال، اہل و عیال اور زراعتیں سب عطا فرمائیں۔ وُہ فرشتہ حضرت
کے پاس بیٹھا ہوا گفتگو کر رہا تھا کہ آپ کی زوجہ آئیں اُن کے ہاتھ میں روٹی کا ایک خشک
ٹکڑا تھا جب وہاں پہنچیں کھنڈر کے بجائے باغ و دبستان دیکھا اور ایوبؑ کی جگہ دو جوان
نظر آئے جو بیٹھے ہوئے باتیں کر رہے تھے۔ وُہ رونے اور چلانے اور فریاد واویلا کرنے
لگیں کہ اے ایوبؑ تم پر کیا گذری۔ ایوبؑ نے اُن کو آواز دی جب وُہ قریب آئیں تو
ایوبؑ کو پہچانا اور الٰہی نعمتوں کی واپسی مشاہدہ کر کے سجدۂ شکر بجا لائیں. جس وقت
وُہ ایوبؑ کے لئے روٹیاں مانگنے روانہ ہوئی تھیں اُن کے خوبصورت گیسو موجود تھے
چونکہ ایک گروہ کے پاس جا کر ایوبؑ کے لئے طعام طلب کیا تھا اُن لوگوں نے کہا کہ اگر

اپنے گیسو ہمارے ہاتھ فروخت کرو تو کھانا دیں اُن معظمہ نے اپنے گیسو کاٹ کر دے دیئے اور ایوبؑ کے لئے کھانا لائی تھیں۔ جب ایوبؑ نے اُن کے گیسو کٹے ہُوئے دیکھے غضبناک ہُوئے اور قسم کھائی کہ سو بید اُن کو ماریں گے جب ایوبؑ سے گیسوؤں کے کاٹے جانے کا سبب بیان کیا تو ایوبؑ غمگین اور اپنی قسم پر پشیمان ہُوئے خداوند عالم نے اُن کو وحی فرمائی کہ خرما کے خوشوں کا ایک دستہ لو جن میں سو خوشے ہوں اور ایک بار اُن کے جسم پر مارو جس سے تمہاری قسم پوری ہو جائے۔ پھر خداوند عالم نے آپ کے اُن فرزندوں کو بھی زندہ کر دیا جو ان بلاؤں سے پہلے فوت ہوئے تھے اور اُن فرزندوں کو بھی جو اس بلا میں مرے تھے تاکہ اُن حضرت کے ساتھ زندگانی بسر کریں پھر اُن سے لوگوں نے پوچھا کہ ان بلاؤں میں جو آپ پر نازل ہوئیں کون سی بلا زیادہ سخت تھی۔ فرمایا کہ دشمنوں کی شماتت۔ پھر خداوند عالم نے اُن کے مکان پر سونے کے ٹکڑوں کی بارش کی حضرت جمع کرتے تھے اور ہوا سے جو ٹکڑا کسی اور طرف چلا جاتا تھا حضرت اُس کے پیچھے دوڑتے تھے اور اُس کو واپس لاتے تھے جبرئیلؑ نے کہا اے ایوبؑ آپ سیر نہیں ہوتے۔ فرمایا پروردگار کے فضل سے کون سیر ہو سکتا ہے[۱]۔ حق تعالیٰ نے فرمایا ہے کہ یاد کرو ایوبؑ کو جس وقت کہ اُس نے اپنے پروردگار کو پکارا کہ میرا حال ظاہر ہے اور میری تکلیف انتہا کو پہنچی ہے اور تو سب رحم کرنے والوں سے بہت زیادہ رحم کرنے والا ہے تو ہم نے اُس کی دُعا کو مستجاب کیا اور اُس کی تمام تکلیفوں کو دُور کر دیا اور اُس کے اہل و عیال کو اپنی رحمت سے اُس کو پھر عطا فرمایا تاکہ عبادت کرنیوالوں کے لئے باعث نصیحت ہو اور دوسرے مقام پر فرمایا کہ ہمارے بندہ ایوبؑ کو یاد کرو جس وقت کہ اُس نے اپنے پروردگار سے فریاد کی کہ مجھ کو شیطان نے مس کیا اور سخت اذیت و تکلیف میں گرفتار کیا ہے پس ہم نے اُس سے کہا کہ اپنا پیر زمین پر مارو جس سے سرد پانی جاری ہوگا۔ جس میں غسل کرو اور اسے پی لو تاکہ تکلیف اور درد سے نجات پاؤ اور اپنی رحمت سے اُس کے اہل و عیال اور مثل اُن کے تمام چیزوں کو اُسے عطا کیا۔ اور اس قصہ کو صاحبان عقل کے لئے بیان کرو۔ پھر ہم نے ایوبؑ سے کہا کہ ایک لکڑی کے دستہ کو لیکر اُس سے

سورۂ انبیاء پ ۱۷ آیت ۸۳ و ۸۴ ، سورۂ ص پ ۲۳

---

[۱] مولف فرماتے ہیں کہ سونے کے ٹکڑوں کا جمع کرنا دنیا کے حرص کے سبب سے نہ تھا بلکہ حق تعالیٰ کی نعمت کی قدر و عزت کے سبب سے تھا (جیسا کہ حضرت نے فرمایا کہ) اس سبب سے اس کو پسند کرتا ہوں کہ اُس کی جانب سے عطا ہوتا ہے اور اُس کے لطف و احسان پر دلالت کرتا ہے۔ ۱۲

اپنی زوجہ کو مارو تاکہ تمہاری قسم کی مخالفت نہ ہو۔ یقیناً ہم نے اُس کو نیک بندہ پایا اور وہ یقیٖ
ہماری طرف بہت رجوع کرنے والا تھا۔ یہ تھا آیتوں کا ترجمہ۔ اور اس قصہ میں چند دُوسر
حدیثیں وارد ہوئی ہیں۔" مثل اُن کے اہل کے"۔ جو خدا نے فرمایا ہے اس سے یہ مراد ہے
مثل ان فرزندوں کے جو اس بلا میں ہلاک ہُوئے ہیں دُوسرے فرزند جو پہلے فوت ہوئے
تھے اُن کو زندہ کر دیا اور بعضوں نے کہا ہے کہ اُن کے مثل جو زندہ ہوئے۔ دُوسرے فرز
اُن کی زوجہ سے اُن کو عطا فرمایا۔ اور شیطان کو آنحضرت کے جسم اور مال پر مسلّط کرنے
کے بارے میں بعض متکلمین شیعہ نے مثل سید مرتضٰی علیہ الرحمہ نے انکار کیا ہے اور بہت
بعید سمجھا ہے کہ حق تعالیٰ شیطان کو پیغمبروں پر مسلط کرے۔ صرف ان کے انکار کی وج
سے بہت احادیث معتبرہ سے کنارہ کرنا مشکل ہے۔ جبکہ حق تعالیٰ شقی انسانوں کو اُن کے
اختیار پر چھوڑ دیتا ہے جو پیغمبروں اور اُن کے وصیّوں کو شہید کرتے ہیں اور ان کو طرح
طرح کی اذیتیں پہنچاتے ہیں اور یہ زیادہ تر شیطان کی تحریک اور ترغیب سے واقع ہو
ہے تو اس میں کیا مشکل ہے کہ وہ شیطان کو اُس کے اختیار پر کسی مصلحت کی بنا پر چھوڑ دے تا
وہ اُن کے جسم کو تکلیف پہنچائے جو اُن کے اجر و ثواب میں زیادتی کا سبب ہو لیکن چاہیٔ
کہ شیطان کو اُن کے دین اور عقل پر اختیار نہ دے۔ اور ان روایتوں میں جو یہ وارد ہُوا ہ
کہ آپ کے جسم مبتلا میں کیڑے پیدا ہو گئے تھے اور وُہ نقص ظاہر ہو گیا جو خلائق کی نفر
کا سبب ہوا تو اکثر متکلمین شیعہ نے اس سے انکار کیا ہے اُس اصل کی بناء پر
ان لوگوں نے ثابت کیا ہے کہ پیغمبروں کو اُن امور سے پاک رہنا چاہیئے جو لوگوں
نفرت کا سبب ہو کیونکہ یہ اُن کی بعثت کی غرض کے منافی ہے لہذا ممکن ہے کہ یہ حد
عامہ کے اقوال و روایات کے موافق ہوں اور تقیہ کی بناء پر وارد ہوئی ہوں اگرچہ دلیا
کے لحاظ سے امراض تنفرہ کے اس قسم کا استحالہ ثابت کرنا مشکل ہے جو ثبوت نبوّت
اور تبلیغ رسالت سے فراغت کے بعد ہو خصوصاً اُس کے بعد اُس کے دفع کرنے میں ایسے
معجزات ظاہر ہوں جو امر نبوّت کو زیادہ مستحکم کرنے کا سبب ہوں لیکن بعض روایت ان
قول کے موافق بھی وارد ہوئی ہے۔ چنانچہ ابن بابویہ نے بسند معتبر امام محمد باقرؑ سے روایت
کی ہے کہ ایوبؑ سات سال تک مبتلا رہے بغیر کسی گناہ کے کہ اُن سے صادر ہُوا ہو کیونکہ
پیغمبرانِ خدا معصوم و مطہر ہیں۔ گناہ نہیں کرتے اور نہ باطل کی جانب رغبت کرتے ہیں ا
وہ صغیرہ اور کبیرہ کسی گناہ کے مرتکب نہیں ہوتے پھر فرمایا کہ ایوبؑ کو اُس بلائے عظیم میں جس
میں کہ وہ مُبتلا ہُوئے بدبُو پیدا نہیں ہوئی تھی اور نہ اُن کی صورت میں کوئی عیب پیدا ہُوا تھا اور

پیپ و خون اُن کے جسم سے ظاہر ہوا تھا اور ایسا بھی نہ تھا کہ کوئی اُن کی صورت دیکھ کر نفرت کرے یا کسی کو اُن کو دیکھنے سے وحشت ہو اور نہ اُن کے جسم میں کیڑے پڑے اور پیغمبروں اور اپنے دوستوں میں سے جس شخص کو خدا مبتلا کرتا ہے اُس کے ساتھ ایسا ہی کرتا ہے۔ اور ایوبؑ سے لوگ جو پرہیز کرتے تھے تو خود اُن کی بے خبری اور پریشانی کے سبب تھا اور اس لئے بھی کہ وہ حضرت اُن کی نگاہوں میں بے قدر ہو گئے تھے اور یہ بھی سبب تھا کہ وہ لوگ جاہل تھے اُس قدر و منزلت سے جو حضرت کو پیش خدا حاصل تھی لیکن لوگ گمان کرتے تھے کہ اُن کی بلاؤں کا طول پکڑنا خدا کے نزدیک اُن کی بے قدری کے سبب سے ہے حالانکہ رسولؐ خدا نے فرمایا کہ تمام لوگوں سے پیغمبروں کی بلائیں بہت زیادہ ہوتی ہیں اُن کے بعد جو زیادہ نیک ہوتا ہے اُس پر بلا زیادہ نازل ہوتی ہے۔ اور اُن کو خدا ایسی بلاؤں میں مبتلا کرتا ہے جو لوگوں کی نگاہوں میں سہل معلوم ہوتی ہیں تاکہ اُن کے لئے خدائی کا دعویٰ نہ کریں اور خدا اُن کو بزرگ نعمتیں کرامت فرماتا اس واسطے کہ اُس کے ساتھ اس پر استدلال کریں کہ خدا کا ثواب دو قسم کا ہوتا ہے۔ عمل کے ساتھ استحقاق کے رو سے اور بلا کے ساتھ اختصاص کے رو سے اور اس لئے کہ لوگ ضعیف کو اُس کے ضعف کے سبب سے اور فقیر کو اُس کی فقیری کے سبب سے اور بیمار کو اُس کی بیماری کے سبب سے حقیر نہ سمجھیں اور سمجھیں کہ خدا جس کو چاہتا ہے بیمار کرتا ہے جس کو چاہتا ہے شفا دیتا ہے ہر وقت جبکہ چاہتا ہے اور جس طرح کہ ارادہ کرتا ہے اور ان امور کو جس کے لئے چاہتا ہے عبرت اور جس کے لئے چاہتا ہے شقاوت اور جس کے لئے چاہتا ہے سعادت قرار دیتا ہے اور تمام امور میں اپنے حکم کے ساتھ عادل ہے اور اپنے افعال میں حکیم ہے اور اپنے بندوں کے لیئے وہی کرتا ہے جس میں اُن کے لئے مصلحت دیکھتا ہے اور بندوں کی قوت اُسی سے ہے۔

بسند معتبر حضرت امیر المومنین صلوات اللہ علیہ سے منقول ہے کہ ایوبؑ مال اور فرزندوں کے تلف ہونے میں چہار شنبہ کے آخر دن میں مبتلا ہوئے۔

بسند ہائے معتبر حضرت صادق علیہ السلام سے منقول ہے کہ ایوبؑ سات سال تک بے گناہ مبتلا رہے اور دوسری معتبر حدیث میں فرمایا کہ حق تعالیٰ نے بغیر کسی گناہ کے ایوبؑ کو مبتلا کیا حضرت نے صبر کیا یہاں تک کہ لوگوں نے سرزنش اور ملامت شروع کی تو حضرت نے خدا سے شکایت کی کیونکہ پیغمبران خدا سرزنش پر صبر نہیں کر سکتے اور دوسری حدیث میں فرمایا کہ ایوبؑ زمانہ ابتلا میں خدا سے عافیت طلب

کیا کرتے تھے۔ [1]

بسند صحیح حضرت صادقؑ سے منقول ہے۔ جب حق تعالیٰ نے ایوبؑ کو عافیت کرامت فرمائی حضرت نے بنی اسرائیل کی زراعتوں کو دیکھا پھر آسمان کی جانب دیکھا اور کہا اے میرے خدا اور میرے مالک اپنے بندہ ایوب مبتلا کو تونے عافیت بخشی اُس نے زراعت نہیں کی حالانکہ بنی اسرائیل نے زراعت کی ہے۔ حق تعالیٰ نے وحی فرمائی کہ ایک مٹھی اپنے تھیلے سے لے کر زمین پر پھیلا دیں اس کے بعد مسور یا چنا پیدا ہوا۔ حدیث سے ظاہر ہو ہے کہ یہ دانہ پہلے نہ تھا اُن حضرت کی برکت سے پیدا ہوا۔

دوسری معتبر حدیث میں فرمایا کہ خداوند عالم مومن کو ہر بلا میں مبتلا کرتا اور ہر قسم کی موت سے مارتا ہے لیکن اُس کو عقل کے زائل ہونے میں مبتلا نہیں کرتا کیا ایوبؑ کو نہیں دیکھتے ہو حق تعالیٰ نے کس طرح شیطان کو اُن کے مال، اولاد گھر والوں اور تمام چیزوں پر مسلط فرمایا مگر عقل پر مسلط نہیں کیا۔ عقل کو اُن کے لئے باقی رکھا تاکہ خدا کی وحدانیت کا اعتقاد رکھیں اور اُس کی یکتائی کے ساتھ عبادت کریں۔

دوسری معتبر حدیث میں فرمایا کہ ایک حسین وجمیل عورت کو قیامت میں لائیں گے جو گناہگار ہوگی۔ وُہ کہے گی کہ پالنے والے تونے میری خلقت بہتر اور حسین قرار دی۔ اُس سبب سے گناہ میں مبتلا ہوئی۔ حق تعالیٰ حکم دیگا کہ مریم کو لاویں پھر اُس سے فرمائے گا کہ تو زیادہ خوبصورت ہے یا مریمؑ، اُس کو ہم نے ایسا حسن عطا فرمایا تھا تاہم اُس نے اپنے حسن سے فریب نہ کھایا پھر ایک حسین مرد کو لائیں گے جس نے اپنے حسن کے سبب سے گناہ کیا ہوگا وُہ کہے گا خداوندا تونے مجھ کو حسین بنایا تھا عورتیں مجھ پر مائل ہوئیں اور مجھ کو زنا میں مبتلا کیا اُس وقت یوسفؑ بلائے جائیں گے اور اُس شخص سے کہا جائے گا کہ تو زیادہ خوبصورت تھا یا وہ، ہم نے اس کو سب سے زیادہ حسین بنایا لیکن اُس نے عورتوں سے فریب نہ کھایا پھر ایک صاحب مصیبت و بلا کو لائیں گے جس نے اپنی بلاؤں کے سبب سے گناہ کیا ہوگا۔ وُہ کہے گا خداوندا تونے مجھ پر بلاؤں کو سخت کیا یہاں تک کہ میں نے گناہ کیا اُس وقت ایوبؑ کو طلب کریں گے اور کہیں گے کہ اے شخص تیری بلائیں زیادہ سخت تھیں یا ایوبؑ کی ہم نے اُس کو ایسی بلاؤں میں مبتلا کیا اور وُہ گناہ کا مرتکب نہ ہوا۔

---

[1] مولف فرماتے ہیں کہ مفسرین نے آنحضرت کی ابتلا کی مدت میں اختلاف کیا ہے بعضوں نے اٹھارہ سال کہا ہے اور بعض نے سات برس۔ آخری قول صحیح ہے جیسا کہ حدیثوں میں گذرا۔ ۱۲

حضرت امام زین العابدینؑ نے فرمایا کہ لوگوں نے تین خصلتیں تین شخصوں سے سیکھی ہیں۔ صبر ایوبؑ سے، شکر نوحؑ سے حسد فرزندان یعقوبؑ سے۔

حدیث معتبر میں حضرت صادق علیہ السلام سے منقول ہے کہ حق تعالیٰ نے ایک روز ایوبؑ کی ثنا کی کہ میں نے کوئی نعمت اُس کو نہیں عطا کی۔ مگر یہ کہ اُس کا شکر زیادہ ہوتا رہا۔ شیطان نے کہا اگر بلا کو اُس پر مسلّط کرتا تو دیکھتے کہ کیونکر صبر ہوتا ہے تو خدا نے اُس کو اُن کے اونٹوں اور غلاموں پر مسلّط کیا اُس نے ہر ایک کو ہلاک کیا سوائے ایک غلام کے جس نے آکر ایوب کو اطلاع دی کہ آپ کے غلام و اونٹ سب مر گئے فرمایا میں خدا کی حمد کرتا ہوں جس نے اُن سب کو لے لیا۔ شیطان نے کہا خداوندا وُہ گھوڑوں کو زیادہ دوست رکھتے ہیں۔ خدا نے اُن پر بھی اختیار دے دیا اُس نے سب کو ہلاک کر دیا۔ ایوبؑ نے کہا حمد و ثنا سزاوار ہے اُس خدا کے لئے جس نے اُن سب کو واپس لے لیا اسی طرح شیطان نے گائیں، گوسفندیں، زراعتیں اور آپ کے تمام اہل و عیال کو ہلاک کیا۔ وہ جس جس طرح ہر ایک کو ہلاک کرتا تھا ایوبؑ شکر کرتے جاتے تھے۔ یہاں تک کہ شدید بیماری میں مبتلا کیا اور اُس نے بہت طول پکڑا لیکن ایوبؑ ہر حال میں شکر کرتے رہے یہاں تک کہ لوگوں نے آپ کو گناہ کے بارے میں سرزنش کی۔ اُس وقت حضرت نے فریاد کی اور حق تعالیٰ سے دُعا کی اُس نے شفا عطا فرمائی اور ہر چھوٹی اور بڑی چیز جو آپ کی تلف ہوئی تھی آپ کو واپس عطا کی۔

ابن بابویہ نے وہب بن منبہ سے روایت کی ہے کہ ایوبؑ یعقوبؑ کے زمانہ میں تھے اور اُن کے داماد تھے ...... ایلیا یعقوبؑ کی بیٹی اُن کی بیوی تھیں۔ اُن کے باپ اُن لوگوں میں سے تھے جو ابراہیمؑ پر ایمان لائے تھے اور ان کی ماں لوطؑ کی بیٹی تھیں۔ جب ایوبؑ پر بلائیں ہر طرح سے مستحکم ہوگئیں آپ کی زوجہ نے صبر کیا اور آپ کی خدمت ترک نہ کی۔ شیطان نے زنِ ایوبؑ پر اُن کی ملازمت اور خدمت کی وجہ سے حسد کیا۔ اُن کے پاس آکر کہا کیا تم یوسفؑ صدیق کی بہن نہیں ہو کہا ہاں۔ اُس نے کہا یہ کیا تکلیف اور مصیبت ہے جس میں تم کو دیکھتا ہوں اُس صابرہ حالہ نے جواب دیا کہ خدا نے ایسا انتظام فرمایا جس میں ہم کو اپنے فضل سے ثواب عطا فرمائے اور جب اُس نے عطا کیا اپنے فضل سے عطا کیا پھر اُس نے ہم کو مبتلا کیا تاکہ امتحان لے اور ثواب بخشے۔ کیا تو نے اُس سے بہتر انعام کرنے والا دیکھا ہے لہذا ہم اُس کی بخشش پر شکر کرتے ہیں اور اُس کی آزمائش پر اُس کی حمد کرتے ہیں۔ اُس نے

ہمارے لئے باہم دو فضیلت کو جمع کردیا ہے تاکہ صبر کریں اور ہم کو صبر کی قوت نہیں ہے مگر اُسی کی توفیق اور مدد سے لہذا اُسی کے لئے ہماری نعمتوں اور بلاؤں پر حمد سزاوار ہے۔ شیطان نے کہا تم نے سخت غلطی کی ہے تمہاری بلائیں اس لئے نہیں ہیں پھر چند شکوک پیدا کئے۔ زوجۂ ایوبؑ نے ہر ایک کو دفع کیا اور فوراً ایوبؑ کے پاس آئیں اور تمام قصہ اُن سے بیان کیا۔ ایوبؑ نے کہا وہ شیطان ہے وہ ہماری ہلاکت چاہتا ہے۔ خدا کی قسم اگر خدا نے مجھ کو شفا بخشی تو تجھ کو سو بید ماروں گا۔ اس لئے کہ تو نے اُس کی باتوں کی جانب توجہ کی جب شفا پائی اُس درخت کی باریک ٹہنیوں کا ایک دستہ لیا جس کو اثام کہتے تھے۔ ایک مرتبہ اُن سب سے زوجہ کو مارا تاکہ قسم کی مخالفت نہ ہو۔ اور ایوبؑ کی عمر جس وقت کہ وہ بلاؤں میں مبتلا ہوئے تھے تہتر سال تھی۔ پھر حق تعالیٰ نے تہتر سال اُن کی عمر اور بڑھا دی۔[1]

باب بارھواں حضرت شعیب علیہ السلام کے حالات

آنحضرت کے نسب کے بارے میں اختلاف ہے بعض نے کہا ہے کہ آپ نوبہ کے بیٹے وہ مدین بن ابراہیمؑ کے فرزند تھے۔ بعض نے کہا ہے کہ آپ کے پدر کا نام بویب تھا۔ بعض نے کہا ہے کہ آپ میکیل کے فرزند تھے وہ یسحب بن ابراہیم کے فرزند تھے اور میکیل کی ماں لوط علیہ السّلام کی دختر تھیں۔ بعض نے کہا ہے کہ آنحضرت کا نام شیرون تھا اور وہ صیقون کے بیٹے تھے وہ عنقا کے بیٹے اور وہ ثابت کے فرزند اور وہ مدین پسر ابراہیمؑ کے بیٹے تھے۔ بعض نے کہا ہے وہ حضرت ابراہیمؑ کی اولاد میں سے نہ تھے بلکہ کسی اور کی اولاد میں سے تھے جو ابراہیمؑ پر ایمان لایا تھا حق تعالےٰ نے سورۂ اعراف میں فرماتا ہے کہ ہم نے شہر مدین کے باشندوں کی جانب اُن کے بھائی شعیبؑ کو مبعوث کیا۔ وہ کہتے تھے کہ لوگو خدا کی عبادت کرو۔ اُس کے سوا تمہارا کوئی معبود نہیں ہے۔ بہ تحقیق کہ واضح حجت تمہاری طرف تمہارے پروردگار کی جانب سے آچکی ہے۔ لہذا پیمانہ اور ترازو سے پورا پورا تولو اور لوگوں کی چیزیں کم نہ کرو اور زمین

---

[1] مولف فرماتے ہیں کہ ایوبؑ کی قسم کے بارے میں جو سبب پہلے ذکر ہوا وہ قابل اعتماد ہے اگرچہ ممکن ہے دونوں باتیں ہوئی ہوں۔

میں اُس کے بعد فساد نہ پھیلاؤ جب کہ خدا نے اُس کی اصلاح فرمائی ہے یہ تمہارے لئے بہتر ہے اگر ایمان واعتقاد رکھتے ہو اور خدا کی راہ پر بیٹھ کر ایمان داروں کو اُس کے راستہ سے نہ روکو اور راہ خدا کو لوگوں کی نگاہوں میں باطل نہ کرو اور اُس وقت کو یاد کرو جب کہ تم تھوڑے سے تھے تو خدا نے تم کو کثرت عطا کی اور دیکھو کہ فساد کرنے والوں کا انجام کیا ہُوا۔ اور اگر ایسا ہو کہ ایک گروہ تم میں کا اُس پر ایمان لائے جس کے ساتھ میں مبعوث کیا گیا ہوں اور ایک گروہ اس پر ایمان نہ لائے تو صبر کرو تاکہ خدا ہمارے درمیان کوئی حکم کرے اور وہ بہترین حکم کرنے والا ہے۔ اُن کی قوم کے سرداروں اور بزرگوں نے جو قبول حق سے انکار کرتے تھے کہا کہ اے شعیبؑ یقیناً ہم تم کو اور ان لوگوں کو جو تم پر ایمان لائے ہیں اپنے قریہ سے نکال دیں گے یا یہ کہ تم لوگ ہمارے دین میں واپس آ جاؤ۔ شعیبؑ نے کہا اگرچہ ہم تمہارے (مذہب سے) نفرت ہی رکھتے ہوں (تب بھی) تمہارے مذہب میں پلٹ آئیں۔ اگر ہم تمہارے دین میں داخل ہو جائیں گے تو خدا پر غلط بہتان قائم کریں گے اُس کے بعد کہ خدا نے ہم کو اُس سے نجات دے دی ہے اور ہم کو مناسب نہیں ہے کہ بغیر حکم خدا کے ہم دین باطل کی طرف لوٹیں اور ہمارے پروردگار کا علم ہر شئے کو احاطہ کئے ہوئے ہے۔ ہم نے خدا پر بھروسہ کیا۔ خداوندا ہمارے اور ہماری قوم کے درمیان حق کے ساتھ حکم فرما اور تو بہترین حکم کرنے والا ہے۔ اُس گروہ نے کہا جو کافر تھا کہ اگر تم لوگ شعیبؑ کی متابعت کروگے تو نقصان اٹھانے والوں میں سے ہو گے لہذا اُن کو زلزلہ نے لے ڈالا اور اُن لوگوں نے صبح کی اپنے گھروں میں اس حال میں کہ مردہ تھے جن لوگوں نے شعیب کی تکذیب کی تھی گویا کبھی اُن مکانوں میں نہ تھے اور وہی لوگ نقصان اٹھانے والے تھے۔ (غرضیکہ جباروں اور مغروروں کا یہ کلام سُن کر) شعیبؑ نے اُن کی جانب سے مُنہ پھیر لیا اور کہا اے قوم میں نے تم کو اپنے پروردگار کی رسالت پہنچا دی اور تم کو بخوبی نصیحت کی لہٰذا کیوں کافر گروہ کے لئے میں افسوس کروں اور غمگین رہوں اور سورۂ ہود میں فرمایا ہے کہ مدین کی جانب اُن کے بھائی شعیبؑ کو ہم نے بھیجا۔ اس نے قوم سے کہا کہ خدا سے ڈرو اُس کے سوا تمہارا کوئی معبود نہیں ہے اور ترازو اور پیمانہ کو کم نہ کرو یقیناً میں نعمت و فراوانی میں تم کو دیکھتا ہوں اور بے شبہ میں تمہارے لئے اُس روز کے عذاب سے ڈرتا ہوں جو تم کو گھیرے گا اے میری قوم والو پیمانہ اور تول میں انصاف اور سچائی کے ساتھ لوگوں کے حقوق ادا کرو ان کے

حقوق میں کمی نہ کرو اور زمین میں فساد کی کوشش نہ کرو۔ مال حلال کا بقیہ تمہارے لئے بہتر ہے اگر تم ایمان رکھتے ہو اور میں تمہارا پاسبان نہیں ہوں میرا فرض تو صرف رسالت کا فقط پہنچا دینا ہے۔ اُن لوگوں نے جواب دیا کہ اے شعیبؑ کیا تمہاری نماز تم کو حکم دیتی ہے کہ ہم لوگوں سے اُن کی پرستش ترک کرادو جن کو ہمارے باپ دادا پوجتے تھے۔ باوجود اس کے کہ ہم اپنے مال میں جو چاہتے ہیں تصرف کرتے ہیں اور تم تو بردبار اور نیک ہو۔ شعیبؑ نے فرمایا مجھے بتلاؤ تو کہ اگر میں اپنے پروردگار کی روشن دلیل یعنی علم و پیغمبری و کمالات پر ہوں اور اُس نے مجھے اپنے فضل سے روزی دیا ہو تو کیا سزاوار ہے کہ میں اُس کی وحی میں خیانت کروں اور اُس کا پیغام تم لوگوں تک نہ پہنچاؤں اور میں جو تم کو ممانعت کرتا ہوں تو اس سے میری غرض تمہاری مخالفت کرنا نہیں ہے اور کوئی دوسری غرض بھی نہیں ہے سوائے اس کے کہ جس قدر مجھ سے ممکن ہو تمہارے حال کی اصلاح کروں اور توفیق خدا کی جانب سے ہے اُسی پر میں نے بھروسہ کیا ہے اور اُسی کی جانب میری بازگشت ہے اے میری قوم کے لوگو ایسا نہ ہو کہ جو معاندہ مجھ سے کرو اُس کے سبب سے تم کو وہ پہنچے جو قوم نوحؑ یا قوم ہودؑ یا قوم صالحؑ یا قوم لوطؑ کو پہنچا ہے اُن قوموں کے حالات سے تمہارے حالات دور نہیں ہیں نصیحت حاصل کرو اور خدا سے آمرزش طلب کرو اور اُس سے توبہ کرو یقیناً میرا پروردگار بڑا رحم کرنے والا اور مہربان ہے۔ اُن لوگوں نے کہا اے شعیبؑ ہم بالکل نہیں سمجھتے جو تم کہتے ہو اور ہم تم کو اپنے درمیان یقیناً کمزور دیکھتے ہیں اور تمہارے قبیلہ کی رعایت مدنظر نہ ہوتی تو ہم تم کو سنگسار کر دیتے حالانکہ تم ہم لوگوں پر غالب نہیں ہوسکتے۔ شعیبؑ نے فرمایا کیا میرا قبیلہ تمہارے نزدیک خدا سے زیادہ غلبہ والا ہے تم لوگوں نے خدا کو پس پشت ڈال دیا ہے اور اُس سے خوف و اندیشہ نہیں کرتے۔ جو کچھ تم کرتے ہو۔ یقیناً خدا کا علم اُن پر محیط ہے اے لوگو یہ حال جو تمہارا ہے اس پر جو کچھ چاہتے ہو مت کرو بدرستیکہ میں وہی کرتا ہوں جس پر خدا کی جانب سے مامور ہوا ہوں۔ بہت جلد تم کو معلوم ہو جائے گا کہ کس کی جانب خواری اور ذلت ابدی میں ڈالنے والا عذاب آتا ہے اور کون جھوٹ کہنے والا ہے۔ تم بھی انتظار کرو میں بھی انتظار کرتا ہوں۔ اور جب ہمارا حکم اُن کے عذاب کے بارے میں آپہنچا تو ہم نے شعیبؑ کو اور اُن لوگوں کو جو اُن پر ایمان لائے تھے۔ اپنی رحمت سے نجات دی اور اُن ستمگاروں کو ایک صدائے مہیب نے لے ڈالا تو وہ اپنے مکانوں میں مُردہ ہوگئے۔

گویا کبھی اُس میں تھے ہی نہیں (آیت ۸۴ تا ۹۴ پ۱۲) اور سورۂ شعرا میں فرمایا ہے کہ جنگل کے رہنے والوں نے پیغمبروں کی تکذیب کی۔ جو بیشہ اور درختوں کے جھنڈ میں آباد تھے۔ جس وقت کہ شعیبؑ نے اُن سے کہا کیا عذاب خدا سے نہیں ڈرتے ہو بہ تحقیق کہ میں تمہارے لئے امین رسول ہوں لہذا خدا سے ڈرو اور میری اطاعت کرو اور تم سے میں اپنی رسالت کا اجر کچھ نہیں طلب کرتا۔ میرا اجر تو عالموں کے پروردگار کے ذمہ ہے پیمانہ پورا ناپ کر دو اور کم کرنے والوں میں سے نہ ہو اور درست ترازو سے وزن کرو اور لوگوں کی چیزوں کو کم نہ کرو اور زمین میں فساد کی کوشش نہ کرو اور اُس خدا سے ڈرو جس نے تم کو اور تمام خلائق کو پیدا کیا ہے۔ آپ کی قوم نے کہا کہ تم اُن لوگوں میں سے ہو جو جادو سے دیوانہ ہوئے ہیں اور تم ہماری طرح سوائے ایک انسان کے اور کچھ نہیں ہو اور ہم تم کو جھوٹ کہنے والوں میں سے شمار کرتے ہیں۔ اگر تم اپنے دعویٰ رسالت میں سچے ہو تو ہمارے لئے آسمان کے چند ٹکڑے لا دو۔ شعیبؑ نے کہا جو کچھ تم کہتے ہو میرا پروردگار خوب واقف ہے۔ غرض اُن لوگوں نے اُن حضرت کی تکذیب کی تو اُن کو ابر والے دن کے عذاب نے گرفتار کیا بہ تحقیق کہ وہ سخت دن کا عذاب تھا۔ (پ۱۹ آیت ۱۷۶ تا ۱۸۹)

واضح ہو کہ مفسرین میں مشہور یہ ہے کہ جب شعیبؑ کی تکذیب اُن کی قوم نے انتہا کو پہنچا دی حق تعالیٰ نے اُن لوگوں پر ایک شدید گرمی نازل کی جس نے اُن کے نفسوں پر اثر کیا اور جب وہ اپنے مکانوں میں داخل ہوئے وُہ گرمی بھی داخل ہوئی نہ اُن کو سایہ میں چین ملتا تھا نہ پانی سے۔ گرمی سے بھُنے جاتے تھے۔ پھر حق تعالیٰ نے ایک ابر اُن کی جانب بھیجا تو سب نے گرمی کی شدّت سے اُس ابر کی جانب پناہ لی۔ جب وہ تمام لوگ اُس ابر کے نیچے پہنچ گئے تو اُس سے آگ کی بارش ہوئی اور زمین کو زلزلہ ہُوا یہاں تک کہ وہ لوگ جل کر راکھ ہو گئے اور مفسّرین کے ایک گروہ نے بیان کیا ہے کہ حضرت شعیبؑ دو گروہ پر مبعوث ہوئے ایک بار اہل مدین پر جو صدائے مہیب سے ہلاک ہوئے جس سے زمین کو زلزلہ ہوا۔ اُس کے بعد حضرت اہل بیشہ پر مبعوث ہُوئے اور وُہ لوگ بجلی گرانے والے ابر کے ذریعہ سے ہلاک ہو گئے۔

بسند معتبر حضرت علی بن الحسینؑ سے منقول ہے کہ سب سے پہلے شعیبؑ پیغمبر نے باٹ اور ترازو تیار کیا۔ آپ کی قوم تولتی تھی اور لوگوں کے حق کو پُورا پُورا دیتی تھی۔

اُس کے بعد لوگوں نے ناپ تول میں کم کرنا اور چرانا شروع کیا تو اُن کو زلزلہ نے لے ڈالا اور اُسی میں معذب اور ہلاک ہوئے۔

ابن بابویہ اور قطب راوندی نے اپنی سند سے ابن عباس اور وہب بن منبہ سے روایت کی ہے کہ شعیبؑ و ایوبؑ اور بلعم بن باعور اُس گروہ کی اولاد میں سے تھے جو ابراہیمؑ پر اس روز ایمان لائے جبکہ حضرت نے آتش نمرود سے نجات پائی وہ لوگ بھی اُن حضرت کے ساتھ شام کی جانب ہجرت کرکے آئے تھے حضرت ابراہیمؑ نے ان لوگوں سے دختران لوطؑ کو تزویج کیا لہذا وہ تمام پیغمبر جو ابراہیمؑ کے بعد اور فرزندان یعقوبؑ کے پہلے گذرے۔ اسی جماعت کی اولاد سے تھے اور حق تعالے نے شعیبؑ کو مدین کے باشندوں پر پیغمبر بنا کر بھیجا تھا۔ وہ لوگ شعیبؑ کے قبیلہ سے نہ تھے اُن پر ایک جبار بادشاہ حاکم تھا کہ اُس سے کسی ہمعصر بادشاہ کو مقابلہ کی تاب نہ تھی۔ وہ قوم خدا کے ساتھ کفر اور پیغمبروں کی تکذیب کرتی تھی اور دُوسروں کے لئے ناپ تول کم کرتی تھی۔ وہ لوگ جب اپنے واسطے ناپتے اور تولتے تو پورا پورا لیتے تھے اور بادشاہ اُن کو غلہ روک رکھنے اور کم تولنے ناپنے کا حکم کرتا تھا شعیبؑ نے اُن کو ہرچند نصیحت کی کوئی فائدہ نہ ہوا یہاں تک کہ بادشاہ نے شعیبؑ کو اور اُن لوگوں کو جو آپ پر ایمان لائے تھے اپنے شہر سے نکال دیا آخر خدا نے اُن پر گرمی اور جلانے والے ابر کو بھیجا جس نے اُن کو بھون ڈالا وہ سب نو روز تک اسی عذاب میں گرفتار رہے اور پانی اُن کے لئے اس قدر گرم ہو گیا تھا کہ وہ پی نہ سکتے تھے پھر وہ لوگ اُس بیشہ کی جانب چلے گئے جو اُن کے نزدیک تھا اُس وقت خدا نے ایک ابر سیاہ اُن پر بلند کیا جب سب کے سب اُس ابر کے سایہ میں جمع ہو گئے خدا نے اُس ابر سے آگ برسائی جس نے سب کو جلا دیا۔ اُن میں سے ایک بھی نہ بچا۔ جب حضرت رسولِ خدا کے سامنے شعیبؑ کا ذکر ہوتا فرماتے تھے کہ وہ قیامت میں خطیب پیغمبراں ہونگے۔ جب شعیبؑ کی قوم ہلاک ہو گئی حضرت مع اُس جماعت کے جو آپ پر ایمان لائی تھی مکہ تشریف لے گئے اور اُسی جگہ مقیم رہے یہاں تک کہ رحمت الٰہی سے واصل ہوئے۔ اور دوسری روایت میں ہے جو زیادہ صحیح ہے کہ شعیبؑ مکہ سے مدین واپس گئے وہیں قیام کیا۔ یہاں تک کہ موسیٰ علیہ السلام اُن کے پاس گئے اور ابن عباس نے روایت کی ہے کہ شعیبؑ کی عمر دو سو بیالیس (۲۴۲) سال ہوئی۔

بسند معتبر حضرت صادق علیہ السلام سے منقول ہے کہ حق تعالیٰ نے پانچ پیغمبروں

ہود و صالح و اسمٰعیل و شعیب اور محمد علیہم السّلام کے سوا عرب سے کسی کو مبعوث نہ کیا۔

حضرت امیرالمومنینؑ سے منقول ہے کہ شعیبؑ اپنی قوم کو خدا کی طرف بلاتے تھے۔ یہاں تک کہ پیر ہو گئے اور اُن کی ہڈیاں باریک ہو گئیں پھر ایک مدت تک اُن سے غائب رہے اور پھر خدا کی قدرت سے جوان ہو کر اُن کے پاس واپس آئے اور اُن کو خدا کی طرف دعوت دی۔ اُن لوگوں نے کہا جس وقت کہ تم بڈھے تھے تمہاری بات کا ہم نے اعتبار نہ کیا اب کیونکر باور کر سکتے ہیں جبکہ تم جوان ہو۔

بسند معتبر حضرت امام محمد باقرؑ سے منقول ہے کہ حق تعالیٰ نے حضرت شعیب کو وحی کی کہ میں تمہاری قوم میں سے چالیس ہزار افراد پر جو سرکش ہیں اور ساٹھ ہزار نیک لوگوں پر عذاب کروں گا۔ شعیبؑ نے کہا پروردگارا نیک لوگوں پر تو کیوں عذاب کریگا حق تعالیٰ نے وحی کی اس لئے کہ اُن لوگوں نے اہل معاصی کی رعایت کی اور اُن کو بدی کی ممانعت نہ کی اور میرے غضب کے لئے اُن پر غضبناک نہ ہوئے۔

حضرت رسالت پناہؐ سے منقول ہے کہ شعیبؑ خدا کی محبت میں اس قدر روئے کہ نابینا ہو گئے۔ خدا نے اُن کو بصارت واپس عطا فرمائی پھر اس قدر روئے نابینا ہو گئے۔ پھر خدا نے اُن کو بینا کر دیا۔ تین بار اسی طرح ہوا۔ چوتھی مرتبہ حق تعالیٰ نے اُن کو وحی کی کہ اے شعیبؑ کب تک گریہ کرو گے اگر جہنم کے خوف سے گریہ کرتے ہو تو میں نے تم کو اُس سے امان دی اور اگر بہشت کے اشتیاق میں روتے ہو تو میں نے اُس کو تمہارے لئے مباح کیا شعیبؑ نے کہا اے میرے مولا اور میرے مالک تو جانتا ہے کہ میرا گریہ نہ جہنم کے خوف سے ہے اور نہ بہشت کے شوق میں بلکہ تیری محبت نے میرے دل میں جگہ کر لی ہے۔ تیرے شوقِ ملاقات میں گریہ کرتا ہوں۔ اُس وقت اُن کو وحی ہوئی کہ میں اس سبب سے اپنے کلیم موسیٰ بن عمران کو تمہارے پاس بھیجتا ہوں تاکہ وہ تمہاری خدمت کرے۔

بسند معتبر سہل بن سعید سے منقول ہے کہ اُس نے کہا کہ مجھ کو ہشام بن عبدالملک نے رصافہ میں بھیجا کہ ایک کنواں کھودوں۔ جب دو سو قامت کھود چکا تو انسان کا ایک سر ظاہر ہوا۔ اُس کے اردگرد کی مٹی ہٹائی تو میں نے دیکھا کہ ایک مرد سفید کپڑے پہنے ہوئے ایک پتھر پر کھڑا ہے اور اپنے داہنے ہاتھ کو اپنے سر پر رکھے ہوئے ہے اُس ضربت کے سبب سے جو سر پر لگائی گئی تھی جب ہاتھ کو اُس جگہ سے ہٹا دیا جاتا تھا تو خون جاری ہو جاتا تھا۔ جب ہاتھ چھوڑ دیا جاتا تھا وہ پھر زخم پر رکھ لیتا تھا اور خون بند

ہو جاتا تھا۔ اُس کے لباس پر لکھا ہُوا تھا کہ میں شعیبؑ بن صالحؑ پیغمبر ہوں کہ خدا نے مجھ کو ایک قوم کی جانب رسول بنا کر بھیجا تھا اُس قوم نے ایک ضربت لگائی اور مجھ کو اس کنویں میں ڈال دیا اور اس کو مٹی سے پاٹ دیا۔ میں نے یہ قصہ ہشام کو لکھا اُس نے جواب میں لکھا کہ اُس کنویں کو جس طرح پہلے تھا بند کر دو اور دُوسری جگہ کنواں کھود دو۔

باب تیرھواں حضرت موسیٰؑ و ہارونؑ کے حالات

اس میں چند فصلیں ہیں

فصل اوّل اُن کے نسب اور فضائل اور بعض حالات کے بیان میں:

مفسّروں اور مورّخوں کی ایک جماعت نے ذکر کیا ہے کہ موسیٰؑ عمران کے فرزند وہ یصہر کے بیٹے وہ فاہت کے وہ لاوی بن یعقوبؑ کے بیٹے تھے۔ ہارون اُن کے بھائی تھے اور اُن کے ماں اور باپ ایک تھے۔ اُن کی ماں کے نام میں اختلاف ہے بعض نے بخیب اور بعض نے فاجیہ اور بعض نے یوحائید بیان کیا ہے۔ مشہور آخری قول ہے۔ باب اوّل میں بیان ہُوا ہے کہ موسیٰ کی انگوٹھی پر دو کلمہ نقش تھا جسے توریت سے اشتقاق کیا تھا۔ اِصْبِرْ تُوْجَرْ اِصْدِقْ تَنْجَ یعنی صبر کرو تا کہ اجر ملے اور سچ بولو تا کہ نجات پاؤ۔

بسند معتبر حضرت رسولؐ خدا سے منقول ہے کہ حق تعالیٰ نے چار پیغمبر کو شمشیر اور جہاد کے لئے اختیار کیا۔ ابراہیمؑ و داؤدؑ و موسیٰؑ و محمدؐ اور خاندانوں میں سے چار خاندانوں کو اختیار کیا جیسا کہ قرآن میں فرمایا ہے کہ خدا نے آدمؑ و نوحؑ اور آلِ ابراہیمؑ اور آلِ عمران کو تمام عالم پر برگزیدہ کیا۔

بسند حسن حضرت صادقؑ سے منقول ہے کہ حضرت رسولؐ نے فرمایا کہ جب شب معراج مجھ کو آسمان پنجم پر لے گئے میں نے ایک مرد کو سن کہولت میں نہایت عظمت کی حالت میں دیکھا جو نہ جوان تھا نہ بالکل بڈھا۔ اُس کی آنکھیں بڑی تھیں اور اس کے گرد اُس کی اُمّت کے بہت سے گروہ جمع تھے۔ میں نے جبرئیلؑ سے پوچھا کہ یہ کون ہے کہا وُہ ہیں جو اپنی قوم میں محبُوب تھے۔ یعنی ہارونؑ پسر عمران۔ یہ

حضرت موسیٰ کا نسب

سُن کر میں نے اُن پر سلام کیا اُنہوں نے بھی مجھ پر سلام کیا۔ میں نے اُن کے لئے استغفار کیا اُنہوں نے میرے لئے بھی استغفار کیا۔ پھر میں اوپر آسمان ششم پر گیا۔ اُس جگہ ایک بلند قامت گندمی رنگ انسان کو دیکھا کہ اگر وہ دو پیراہن پہنتا تو دونوں سے اُس کے جسم کے بال باہر آجاتے وُہ کہہ رہا تھا کہ بنی اسرائیل گمان کرتے ہیں کہ میں خدا کے نزدیک گرامی ترین فرزند آدمؑ ہوں حالانکہ گرامی تر خدا کے نزدیک یہ مرد (محمدؐ) ہے میں نے جبرئیلؑ سے دریافت کیا کہ یہ کون شخص ہے کہا تمہارے بھائی موسیٰؑ بن عمران ہیں میں نے اُن پر سلام کیا۔ اُنہوں نے مجھ پر۔ میں نے اُن کے لئے استغفار کی اُنہوں نے میرے لئے۔

ایک روایت میں حضرت امام حسن علیہ السّلام سے منقول ہے کہ موسیٰؑ کی عمر دو سو چالیسؑ سال تھی اور اُن کے اور ابراہیمؑ کے درمیان پانچ سو سال کا فاصلہ گذرا۔

معتبر حدیث میں حضرت امیرؑ سے قول حق تعالیٰ (یعنی جس روز کہ مرد اپنے بھائی ماں، باپ اور زن و فرزند سے گریز کریگا) کی تفسیر میں منقول ہے کہ جو شخص اپنی ماں سے گریز کرے گا وہ موسیٰ علیہ السلام ہیں۔ ابن بابویہ نے کہا ہے کہ وہ اپنی ماں سے اس خوف سے گریز کریں گے کہ ایسا نہ ہو کہ اُن کی کوئی خطا کی ہو۔ ممکن ہے کہ مجازی ماں مراد ہوں یعنی اُن عورتوں میں سے کوئی عورت جس نے خانۂ فرعون میں اُن کی تربیت کی تھی۔

ابن بابویہ نے مقاتل سے روایت کی ہے کہ حق تعالیٰ نے اُن پر شکمِ مادر میں تین سو ساٹھ برکتیں نازل کیں۔ اور فرعون نے اُس صندوق کو جس میں موسیٰؑ تھے پانی اور درخت کے درمیان پایا تھا۔ اسی سبب سے اُن کا نام موسیٰؑ رکھا اس لئے کہ قبطی زبان میں پانی کو مو اور شجر کو سیٰ کہتے ہیں۔

بہت سی معتبر سندوں کے ساتھ حضرت صادقؑ سے منقول ہے کہ حق تعالیٰ نے موسیٰ کو وحی کی کہ آیا اے موسیٰؑ تم جانتے ہو کہ میں نے تم کو اپنی مخلوق میں سے کیوں اختیار کیا اور اپنے کلام کے لئے برگزیدہ کیا۔ کہا پالنے والے میں نہیں جانتا۔ خدا نے اُن کو وحی کی کہ میں اہل زمین پر اُن کے ظاہر و باطن سے مطلع ہُوا اور اُن میں کسی کو ایسا نہ پایا جس کا نفس میرے لئے ذلیل اور اُس کی تواضع میرے لئے تم سے زیادہ ہو۔ اے موسیٰؑ میرے لئے جب نماز پڑھو اپنے دونوں رخساروں کو خاک پر رکھو۔ اور دُوسری روایت میں یہ ہے کہ جب یہ وحی موسیٰؑ کو پہنچی سجدہ میں گر پڑے اور اپنے چہرے کے دونوں پہلوؤں

کو اپنے پروردگار کے لئے تذلل وانکساری کے ساتھ خاک پر رکھے۔ اُس وقت خدا نے
اُن کو وحی کی کہ اے موسیٰؑ اپنے سر کو اُٹھاؤ اور اپنا ہاتھ اپنے چہرہ پر اور سجدوں کے
نشانات اور تمام بدن پر جہاں تک تمہارا ہاتھ پہنچ سکے ملو۔ اس عمل سے تم کو ہر
درد، بیماری اور آفت وغیرہ سے امان ملے گی۔

دوسری معتبر حدیث میں فرمایا کہ ایک مرتبہ وحی الٰہی تیس یا چالیس روز تک
جناب موسیٰؑ پر نازل نہیں ہوئی۔ تو موسیٰؑ شام کے ایک پہاڑ پر گئے جس کو اریجا کہتے
تھے اور عرض کی خداوندا اگر تو نے بنی اسرائیل کے گناہوں کے سبب سے مجھ سے اپنی
گفتگو اور وحی بند کردی ہے تو میں تیری قدیم آمرزش تجھ سے طلب کرتا ہوں حق تعالیٰ
نے وحی فرمائی کہ اے موسیٰ میں نے تم کو اس لئے اپنے وحی و کلام سے مخصوص کیا کہ اپنی
مخلوق میں تم سے زیادہ کسی کو متواضع نہیں پایا۔ حضرت نے فرمایا پھر موسیٰ جب نماز سے
فارغ ہوتے تھے۔ اُس وقت تک نہیں اُٹھتے تھے جب تک اپنے دونوں رخسار وں
کو زمین پر نہیں ملتے تھے۔

بسند موثق حضرت امام محمد باقر علیہ السّلام سے منقول ہے کہ موسیٰ علیہ السّلام ستر
پیغمبروں کے ساتھ روحا کے درّوں سے گذرے جو سب کے سب قطرانی یعنی کوا
عبائیں اوڑھے ہوئے تھے اور لبّیك وعبدك وابن عبدك لبّيك کہتے تھے۔

بسند صحیح حضرت صادق علیہ السّلام سے منقول ہے کہ موسیٰ روحا کے پہاڑوں
پر گذرے۔ وہ ایک سُرخ اونٹ پر سوار تھے جس کی مہار لیف خرما کی تھی اور قطرا
عبا اوڑھے ہوئے تھے اور کہتے تھے یاکریم لبّیك۔

معتبر حدیث میں امام محمّد باقرؑ سے منقول ہے کہ موسیٰؑ نے رملۂ بصرہ سے احرام باندھا
اور روحا کے چٹانوں سے گذرے اور اپنے ناقہ کو لیف خرما کی مہار سے کھینچ رہے تھے
اور تلبیہ کہتے تھے اور پہاڑ اُن کا جواب دیتے تھے۔

بسند معتبر حضرت امام رضا علیہ السلام سے منقول ہے کہ رسولؐ خدا نے فرمایا
موسیٰؑ نے خدا کی درگاہ میں ہاتھ بلند کیا اور کہا پروردگارا جس جگہ کہ جاتا ہوں تکلیف
اُٹھاتا ہوں۔ وحی آئی کہ اے موسیٰؑ تیرے لشکر میں ایک غمّاز ہے۔ عرض کی خداوندا مجھ
اُس کو پہچنوا دے فرمایا میں غمّاز کو دشمن رکھتا ہوں میں خود کیونکر غمّازی کروں۔

دُوسری روایت میں منقول ہے کہ موسیٰؑ نے مناجات کی۔ پروردگارا ایسا انتظام
کہ لوگ مجھ کو بُرا نہ کہیں حق تعالیٰ نے اُن کو وحی کی کہ اے موسیٰؑ میں نے یہ تو اپنے

لئے نہیں کیا تیرے لئے کیوں کر کروں۔

حدیث معتبر میں منقول ہے کہ حضرت صادقؑ سے لوگوں نے پوچھا کہ پہلے ہارون علیہ السّلام کی وفات ہوئی یا موسیٰ علیہ السلام کی۔ فرمایا کہ ہارونؑ کی۔ اُن کے فرزندوں کے نام شبّر و شبیّر تھے۔ جس کا ترجمہ عربی میں حسنؑ اور حسینؑ ہے۔

دوسری معتبر حدیث میں فرمایا کہ حجر اسمٰعیل میں خانۂ کعبہ تک ناروان کے نیچے دو ہاتھ کے برابر پسران ہارون شبّر و شبیّر کی نماز کی جگہ تھی۔

بسند حسن حضرت صادقؑ سے منقول ہے کہ (بنی اسرائیل کو گمان تھا) موسیٰ آلۂ مردمی نہیں رکھتے اور جب موسیٰ غسل کرنا چاہتے تھے ایسے مقام پر جاتے تھے۔ جہاں اُن کو کوئی دیکھ نہیں سکتا تھا ایک روز ایک نہر کے کنارے غسل کر رہے تھے اور اپنے کپڑوں کو پتھر پر رکھ دیا تھا۔ خدا نے پتھر کو حکم دیا کہ موسیٰ سے دُور ہو جائے۔ موسیٰ اُس کے پیچھے چلے۔ یہاں تک کہ بنی اسرائیل کی نگاہ موسیٰ پر پڑی تو اُن لوگوں نے سمجھا کہ جیسا وہ گمان کرتے تھے نہیں ہے۔ اور اس آیت کے معنی یہی ہیں جسے خدا نے قرآن میں فرمایا ہے۔ يَآ اَيُّهَا الَّذِيْنَ اٰمَنُوْا لَا تَكُوْنُوْا كَالَّذِيْنَ اٰذَوْا مُوْسٰى فَبَرَّاَهُ اللّٰهُ مِمَّا قَالُوْا وَكَانَ عِنْدَ اللّٰهِ وَجِيْهًا۔ یعنی اے وُہ لوگو جو ایمان لائے ہو اُن لوگوں کی طرح نہ ہو جانا جن لوگوں نے موسیٰ کو ایذا دی تو خدا نے اُن کو اُس سے بری کیا جو وہ لوگ کہتے تھے اور وُہ خدا کے نزدیک روشناس تھے۔[1]

---

[1] مؤلف فرماتے ہیں کہ اس آیت کی تفسیر میں بہت سی وجہیں بیان کی گئی ہیں جن کو میں نے بحار الانوار میں ذکر کیا ہے اور سید مرتضیٰ نے اس وجہ کے بعد جو حدیث میں ذکر ہوئی بیان کیا ہے کہ عقل کی رو سے یہ جائز نہیں ہے کہ خدا اپنے پیغمبر کے ستر کی ہتک کرے اس لئے کہ اس کو لوگوں کے درمیان ہر آفت و بلا سے پاک رکھتا ہے اور خدا قادر تھا کہ اُس علت سے اُن حضرت کے بری ہونے کا اظہار دوسرے طریقہ سے کرے جس کے ضمن میں کوئی فضیحت نہ ہو اور جو کچھ اس بارے میں صحیح ہے اور روایت میں وارد ہوا ہے یہ ہے کہ جب ہارون فوت ہوئے بنی اسرائیل نے موسیٰؑ کو متہم کیا کہ انہوں نے ہارونؑ کو مار ڈالا۔ اس لئے کہ بنی اسرائیل کی رغبت ہارونؑ کی جانب زیادہ تھی تو خدا نے اُن حضرت کی برأت کا اظہار کیا۔ اس طرح کہ ملائکہ کو حکم دیا تو ہارون کو بنی اسرائیل کی مجلس میں مردہ لائے اور لٹا دیا اور کہا کہ خود اپنی موت سے مرے ہیں اور موسیٰؑ بری ہیں۔ یہ وجہ حضرت امیر المومنینؑ سے منقول ہے اور دوسری روایت یہ ہے کہ موسیٰؑ ہارونؑ کی قبر پر آئے اور اُن کو آواز دی۔ ہارونؑ خدا کے حکم سے قبر سے باہر آئے اور کہا موسیٰؑ نے مجھ کو نہیں مارا ہے اور پھر قبر میں واپس گئے۔

فصل دوم

موسیٰؑ اور ہارون کی ولادت اور اُن کے تمام حالات۔

بسند موثق بلکہ صحیح حضرت صادق علیہ السّلام سے منقول ہے کہ جب حضرت یوسفؑ کی وفات کا وقت آیا۔ انہوں نے آلِ یعقوبؑ کو جمع کیا وُہ اُس وقت اسّی اشخاص تھے اور فرمایا کہ قبطی تم پر غالب ہوں گے اور تم کو سخت تکلیفیں پہنچائیں گے تم کو اُن سے نجات ایک مرد کے ذریعہ سے ہوگی جو فرزندانِ لادی پسر یعقوبؑ میں سے ہوگا اور اُس کا نام موسیٰؑ پسر عمران ہوگا وُہ ایک جوان بلند قامت پیچیدہ مو اور گندم گوں ہوگا۔ اُس وقت سے بنی اسرائیل اپنے بعض فرزند کا نام عمران اور عمران اپنے فرزند کا نام موسیٰؑ رکھتے تھے کہ شاید وہی موسیٰؑ ہو جس کی خبر یوسف علیہ السّلام نے دی ہے۔

حضرت امام محمّد باقرؑ نے فرمایا کہ موسیٰؑ نے خروج نہیں کیا یہاں تک کہ اُن سے پہلے چالیس کذّاب بنی اسرائیل میں ہو لئے اور ہر ایک نے دعویٰ کیا کہ میں وہی موسیٰ بن عمران ہوں جس کی یوسفؑ نے خبر دی ہے۔ یہ خبر فرعون کو پہنچی کہ بنی اسرائیل ایک ایسے شخص کا چرچا کرتے ہیں جس کے ذریعہ سے تیرے ملک کی بربادی ہوگی اور وُہ اُس کی تلاش میں ہیں۔ فرعون کے کاہنوں اور ساحروں نے کہا کہ تیرے دین اور قوم کی ہلاکت اُس لڑکے کے ہاتھ سے ہوگی جو امسال بنی اسرائیل میں پیدا ہوگا۔ یہ سُن کر فرعون نے بنی اسرائیل کی عورتوں پر قابلہ عورتوں کو مقرر کیا اور حکم دیا کہ ہر لڑکے کو جو امسال پیدا ہو مار ڈالیں۔ مادر موسیٰؑ پر بھی ایک قابلہ مقرر تھی۔ جب بنی اسرائیل نے دیکھا کہ لڑکے مار ڈالے جاتے ہیں اور لڑکیاں زندہ چھوڑ دی جاتی ہیں تو کہا ہم سب ہلاک ہو جائیں گے اور ہماری نسل منقطع ہو جائے گی۔ لہٰذا عورتوں سے مقاربت نہ کرنا چاہیئے۔ عمران پدر موسیٰ نے اُن سے کہا بلکہ اپنی عورتوں سے مقاربت ضرور کرو کیونکہ خدا کا حکم ظاہر ہوگا اور وہ فرزند موعود ضرور پیدا ہوگا۔ ہر چند مشرکین نہ چاہیں پھر کہا جو چاہے عورتوں سے اپنے اوپر جماع حرام کرے۔ لیکن میں تو حرام نہیں کروں گا اور جو چاہے ترک کردے میں تو ترک نہ کروں گا اور موسیٰؑ کی ماں سے مجامعت کی اور وہ حاملہ ہوئیں۔ تو اُن پر بھی قابلہ موکل کی گئی کہ اُن کی نگہبانی کرے۔ جب مادر موسیٰ اُٹھتی تھیں وہ بھی اُٹھتی تھی اور جب وُہ بیٹھتی تھیں وہ بھی بیٹھتی تھی اور جب وُہ موسیٰؑ سے حاملہ ہوئیں اُن کی محبّت دلوں میں پیدا ہو گئی اور اسی طرح تمام حجتہائے خدا خلق پر ہوتے ہیں۔ قابلہ نے کہا کہ تم کو کیا ہو گیا ہے کہ اس طرح زرد ہوتی جاتی اور پگھلی جاتی ہو کہا مجھ کو اس حال پر ملامت نہ کرو کیونکہ ایسا نہ ہو حالانکہ جب میرا فرزند پیدا ہوگا وہ بھی مار ڈالا جائے گا۔ قابلہ نے کہا غمگین نہ ہو

حضرت موسیٰؑ کی ولادت

میں تمہارے فرزند کو اُن سے پوشیدہ رکھوں گی۔ مادر موسیٰ کو یقین نہ آیا۔ جب موسیٰ
علیہ السلام پیدا ہوئے آپ کی ماں بیچین ہونے لگیں۔ قابلہ نے کہا میں نے تم سے
نہیں کہا ہے کہ تمہارے فرزند کو چھپا لوں گی۔ پھر اُس نے موسیٰ علیہ السلام کو ایک کپڑے
میں لپیٹ کر تہہ خانے میں چھپا دیا اور فرعون کے پاسبانوں کے پاس آئی۔ جو دروازہ
پر جمع تھے اور کہا جاؤ کہ اُس کے شکم سے ایک ٹکڑا خون کا پیدا ہوا اُس کے پیٹ
میں لڑکا نہ تھا۔ پھر مادر موسیٰؑ نے اُن کو دودھ پلایا لیکن خائف تھیں کہ ایسا نہ ہو کہ
موسیٰؑ کی آواز بلند ہو اور فرعون کی قوم آگاہ ہو جائے۔ حق تعالیٰ نے اُن کو وحی کی
کہ ایک صندوق بنائیں۔ موسیٰؑ کو اُس میں رکھ کر بند کردیں اور رات کو دریائے نیل میں
لے جا کر ڈال دیں۔ مادر موسیٰؑ نے ایسا ہی کیا۔ جب صندوق کو پانی میں ڈالا وُہ اُن
کی طرف واپس آگیا۔ ہرچند ہاتھ سے اُس کو ڈھکیلتی اور دُور کرتی تھیں وہ صندوق
واپس آجاتا تھا۔ یہاں تک کہ روانی آب میں وُہ صندوق پہنچ گیا اور ہوا اُس
کو لے چلی۔ یہ دیکھ کر وُہ بیتاب ہوئیں اور چاہا کہ فریاد کریں۔ حق تعالیٰ نے اُن کو
صبر عطا کیا۔ وُہ خاموش ہو گئیں۔ اُدھر آسیہ زن فرعون نے جو تمام بنی اسرائیل کی
عورتوں میں نیک تھیں۔ فرعون سے کہا کہ بہار کا زمانہ ہے مجھ کو باہر لے چلو اور حکم
دو کہ میرے لئے رود نیل کے کنارے ایک خیمہ نصب کریں تاکہ میں ان ایام میں
بہار کی سیر کروں۔ اُس نے حکم دیا اور ایک خیمہ اُن کے لئے رود نیل کے کنارے نصب
ہوا۔ ایک روز وُہ اُس خیمہ میں بیٹھی تھیں ناگاہ دیکھا کہ ایک صندوق اُن کی طرف بہتا
ہُوا آرہا ہے اپنی کنیزوں سے کہا کیا تم لوگ نہیں دیکھتی ہو جو میں پانی میں دیکھ رہی
ہوں۔ سب نے کہا ہاں خدا کی قسم اے ہماری خاتون اور سردار ہم ایک چیز دیکھ رہے
ہیں۔ جب صندوق اُن کے پاس پہنچا وہ جلدی سے اُٹھیں اور پانی کے کنارے پہنچیں
اور اُس کی طرف ہاتھ بڑھایا پھر اُس کے اور قریب ہو گئیں یہاں تک کہ پانی میں پہنچ
گئیں اور بے قابو ہو گئیں تو فریاد کی اُن کی کنیزیں دوڑیں اور جس طرح ممکن ہوا اُن
کو پانی سے نکالا اور کنارہ پر پہنچایا پھر اُس صندوق کو کھولا۔ اس میں ایک نہایت
حسین وجمیل بچہ تھا۔ اس کو دیکھتے ہی بے اختیار ہو گئیں اور اُس کی محبت اُن کے
دل میں جاگزیں ہو گئی۔ بچے کو گود میں لیا اور کہا میں اس کو اپنا لڑکا بناؤں گی۔ اُن کی کنیزوں
نے کہا ہاں خدا کی قسم اے خاتون آپ کے کوئی فرزند نہیں ہے اور نہ بادشاہ کے
کوئی لڑکا ہے۔ اس خوش جمال فرزند کو اپنی فرزندی میں لے لیجئے۔ یہ سُن کر آسیہ اُٹھیں اور

فرعون کے گھر میں حضرت موسیٰؑ کی پرورش

فرعون کے پاس جاکر بولیں۔ میں نے ایک لڑکا نہایت پاکیزہ اور خوش اندام پایا ہے
چاہتی ہوں کہ اس کو فرزندی میں لے لوں جو میری اور تمہاری آنکھوں کی روشنی کا سبب
ہو۔ اُس کو قتل نہ کرنا۔ اُس نے پوچھا کہاں سے ملا۔ کہا یہ تو نہیں معلوم کہ کس کا لڑ
ہے۔ دریا میں بہتا ہُوا جا رہا تھا وہیں سے نکالا ہے۔ پھر اس قدر اصرار و التماس
کہ فرعون راضی ہو گیا۔ جب لوگوں نے سُنا کہ فرعون نے ایک لڑکے کو فرزندی میں
ہے۔ امراؤ اراکین نے اپنی عورتوں کو بھیجا کہ موسیٰؑ کو دُودھ پلائیں اور پرورش کریں مو
نے کسی کا دودھ منہ نہ لگایا تو زوجۂ فرعون نے کہا کہ ایک دایہ میرے بچے کے
تلاش کرو۔ کسی کو حقیر نہ سمجھو بلکہ جو ملے اُس کو لاؤ۔ جو عورت آتی تھی موسیٰؑ اُس
دودھ قبول نہ کرتے تھے۔ موسیٰؑ کی ماں نے بھی سُنا۔ بیٹی سے کہا کہ جاؤ اور تحقیق کر
شاید موسیٰؑ کا پتہ چلے۔ موسیٰؑ کی بہن فرعون کے دروازے تک آئیں اور کہا میں نے
سُنا ہے کہ تمہارے فرزند کے لئے ایک دایہ کی ضرورت ہے۔ قریب ہی ایک نیک عو
رہتی ہے جو تمہارے فرزند کو دُودھ پلائے گی اور اس کی اچھی طرح حفاظت اور پرو
کرے گی۔ یہ سُن کر زن فرعون کو لوگوں نے اطلاع دی کہا اُس کو حاضر کرو۔ موسیٰؑ کی ب
آسیہ کے پاس آئیں۔ پُوچھا کس گروہ کی لڑکی ہے۔ کہا بنی اسرائیل کی جماعت سے
ہوں کہا لڑکی تو چلی جا مجھے تجھ سے کوئی کام نہیں ہے۔ عورتوں نے اُس سے کہا بی بی خ
آپکو عافیت دے اُس کو بلا کر دیکھئے تو کہ بچّہ اس کی پستان قبول کرتا ہے یا نہیں آسیہ نے کہا
بچہ قبول کرلے گا تو کیا فرعون بھی راضی ہو جائے گا۔ کہ لڑکا بنی اسرائیل کا اور دا
بھی بنی اسرائیل کی ہو۔ وُہ ہرگز راضی نہ ہو گا۔ عورتوں نے کہا کیا حرج ہے اگر
اُس کا امتحان کرلیں کہ آیا اُس کا دُودھ پیتا ہے یا نہیں۔ آسیہ نے کہا اچھا جا اور اُس
عورت کو بُلا لا۔ موسیٰؑ کی بہن اپنی ماں کے پاس آئیں اور کہا چلو کہ بادشاہ کی بیوی۔
تم کو بلایا ہے۔ وُہ آسیہ کے پاس آئیں اور جب موسیٰؑ کو گود میں لے کر دُودھ پلایا وُ
خُوش ہو کر پینے لگے۔ آسیہ یہ دیکھ کر فرعون کے پاس خوش خوش دوڑی گئیں اور
اپنے فرزند کے لیئے مجھے دایہ مل گئی۔ بچہ دودھ اُس کا پینے لگا اس نے پُوچھا دایہ کس
جماعت کی ہے۔ کہا بنی اسرائیل کی۔ فرعون نے کہا یہ ہرگز نہیں ہوسکتا کہ بچہ بھی بنی اسر
کا اور دایہ بھی۔ آسیہ نے کہا اس بچّہ سے تم کو کیا خوف ہے۔ اس لئے کہ یہ تو اب تمہا
پسر ہے تمہاری گود میں بڑا ہو گا اور اسی طرح کی بہت سے وجوہ بیان کئے اور کوشش
کرکے فرعون کو اُس کی رائے سے پھیر دیا اور راضی کرلیا۔ غرض موسیٰؑ کی آلِ فرعو

میں نشو و نما ہوئی اُن کی ماں بہن اور قابلہ نے اُن کے معاملہ کو پوشیدہ رکھا یہاں تک کہ اُن کی ماں اور قابلہ کی وفات ہو گئی۔ بنی اسرائیل کو موسیٰؑ کی خبر نہ تھی وُہ لوگ اُن کی تلاش میں تھے اور لوگوں سے پوچھتے تھے اور حقیقت حال اُن سے پوشیدہ تھی جب فرعون کو معلوم ہوا کہ وُہ لوگ اُس فرزند کی تلاش و جستجو میں ہیں تو اُن پر تکلیفیں اور سختیاں زیادہ کر دیں اور آپس میں اُن کے درمیان جدائی ڈلوا دی اور اُن کو ممانعت کی کہ موسیٰؑ کے بارے میں کچھ دریافت کریں یا اُن کے آنے کی خبر دیں۔ ایک بار بنی اسرائیل چاندنی رات میں نکلے اور اپنے ایک بوڑھے عالم کے پاس جمع ہوئے۔ وُہ صحرا میں رہتا تھا۔ اُس سے کہا کہ ان شدتوں اور بلاؤں میں ہم کو جو کچھ ملا وُہ صرف خبریں اور وعدے تھے کب تک اور کس حد تک ہم اس بلا میں گرفتار رہیں گے اُس نے کہا خدا کی قسم اُس وقت تک اس بلا میں مبتلا رہو گے جب تک کہ خدا فرزندانِ لاوی بن یعقوب علیہ السلام میں سے ایک فرزند کو نہ بھیجے جس کا نام موسیٰؑ بن عمران ہوگا وہ بلند قامت اور پیچیدہ بال والے ہوں گے۔ اسی گفتگو میں مشغول تھے کہ موسیٰؑ ایک اونٹ پر سوار اُن کے پاس آ کر کھڑے ہوئے۔ اُس مرد پیر نے آنحضرت کو دیکھا اور ان میں وہ علامتیں مشاہدہ کیں جن کو سُنا اور کتابوں میں دیکھا تھا۔ اُن حضرت کو پہچانا۔ اور اُن سے پوچھا کہ تمہارا کیا نام ہے۔ خدا تم پر رحم کرے۔ فرمایا موسیٰؑ پوچھا کس کے بیٹے ہو۔ کہا عمران کے۔ یہ سُن کر وُہ مرد پیر جست کر کے اُٹھا اور حضرت کے ہاتھوں کو بوسہ دیا۔ بنی اسرائیل نے اُن کے چاروں طرف ہجوم کیا اور اُن کے پیروں کو بوسہ دیا۔ موسیٰؑ نے اُن لوگوں کو پہچانا اور اُن لوگوں نے موسیٰؑ کو پہچانا۔ حضرت نے اُن لوگوں کو اپنا شیعہ بنایا۔ پھر ایک مدّت کے بعد ایک روز موسیٰؑ روانہ ہوئے۔ اور فرعون کے ایک شہر میں داخل ہوئے۔ ناگاہ دیکھا کہ اُن کے ایک شیعہ اور ایک قبطی میں جنگ ہو رہی ہے جو آلِ فرعون میں سے ہے۔ آپ کے شیعہ نے استغاثہ کیا اور اُس قبطی سے جنگ کے لیئے جو موسیٰؑ کا دشمن تھا امداد طلب کی۔ موسیٰؑ نے اُس قبطی کے سینہ پر ایک ہاتھ مارا تاکہ اُس کو دُور کریں۔ قبطی گر پڑا اور مر گیا۔ حق تعالیٰ نے موسیٰؑ کو جسم میں کشادگی اور عظیم ہیبت اور قوت عطا کی تھی۔ لوگوں نے آپس میں اس بات کا تذکرہ کیا اور یہ خبر مشہور ہو گئی کہ موسیٰؑ نے آلِ فرعون کے ایک مرد کو مار ڈالا۔ وُہ رات موسیٰؑ نے خوف میں بسر کی اور خبروں کے انتظار میں تھے۔ جب صبح ہوئی ناگاہ اُسی شخص نے جس نے موسیٰؑ سے مدد طلب کی تھی

پھر دُوسرے کے بارے میں امداد چاہی۔ موسیٰؑ نے اُس سے کہا یقیناً تو گمراہی کا ظاہر
کرنے والا ہے کل ایک شخص سے منازعت کی اور آج پھر ایک شخص سے جنگ پر
آمادہ ہے۔ پھر جب ارادہ کیا کہ ہیبت اور غضب کا اظہار کریں اُس شخص پر جو دونوں
کا دشمن تھا۔ اُس نے کہا اے موسیٰؑ تم چاہتے ہو کہ مجھ کو مار ڈالو جس طرح کل ایک شخص
کو مار ڈالا تم زمین میں جبار ہونے کا ارادہ رکھتے ہو اور اصلاح کرنے والے نہیں ہونا چاہتے
اور ایک شخص شہر کے کنارے سے دوڑتا ہوا آیا اور کہا اے موسیٰؑ سرداران آلِ فرعون
آپس میں مشورہ کر رہے ہیں کہ تم کو مار ڈالیں لہذا شہر سے باہر چلے جاؤ میں تو یقیناً تمہارا
خیر خواہ ہوں۔ یہ سُن کر موسیٰؑ شہر مصر سے بغیر کسی پشت پناہ اور سواری اور خادم
کے نکلے جنگلوں اور بیابانوں کو طے کرتے ہوئے شہر مدین میں پہنچے اور ایک درخت
کے نیچے بیٹھ رہے۔ وہاں ایک کنواں تھا جس کے گرد آدمیوں کا ایک ہجوم تھا جو پانی
کھینچ رہے تھے۔ ناگاہ دیکھا کہ دو لڑکیاں چند گوسفند کو لیئے ہوئے آئیں۔ تاکہ اُن
کو پانی پلائیں اور دُور کھڑی ہو گئیں۔ موسیٰؑ نے پوچھا تم کس کام کے لئے آئی ہو کہا
ہمارے باپ ایک بوڑھے آدمی ہیں اور ہم دو کمزور لڑکیاں ہیں اور مردوں سے مزاحمت
کی قوت نہیں رکھتے۔ اسی لیئے انتظار کرتے ہیں کہ جب لوگ پانی کھینچنے سے فارغ
ہو جائیں اس کے بعد ہم اپنے گوسفندوں کو پانی پلائیں۔ موسیٰؑ کو اُن پر رحم آ گیا اُن کی ڈول
لے لی اور کہا اپنے گوسفندوں کو قریب لاؤ۔ پھر اُن کے لئے پانی کھینچا اور اُن کو سیراب
کر دیا۔ وہ دونوں اور لوگوں کے جانے سے پہلے واپس چلی گئیں۔ اور موسیٰؑ پھر اُسی درخت
کے نیچے جا کر بیٹھ رہے اور کہا خداوندا میرے لئے جو نیکی بھی تو بھیجے میں اُس کے لئے
محتاج اور فقیر ہوں۔ روایت میں ہے کہ جس وقت آپ نے یہ دُعا کی نصف دانہ خرما کے
لئے محتاج تھے۔ جب وہ لڑکیاں اپنے باپ شعیبؑ کے پاس پہنچیں حضرت نے پوچھ
کہا باعث ہُوا کہ تم اس قدر جلد واپس آ گئیں۔ اُن دونوں نے کہا ایک نیک، رحیم اور
مہربان مرد وہاں تھا۔ جس نے ہمارے لئے پانی کھینچ دیا۔ شعیبؑ نے ایک دختر سے
کہا کہ جاؤ اور اُس مرد کو ہمارے پاس بُلا لاؤ۔ یہ سُن کر ایک لڑکی نہایت شرم وحیا
کے ساتھ موسیٰؑ کے پاس آئی اور کہا میرے پدر بزرگوار آپ کو بلاتے ہیں تاکہ پانی کھینچنے کا
عوض آپ کو دیں۔ روایت میں ہے کہ موسیٰؑ نے اُس سے کہا کہ مجھ کو راستہ بتاؤ۔ اور
میرے پیچھے چلو کیونکہ ہم فرزندانِ یعقوبؑ عورتوں کے پیچھے نظر نہیں کرتے غرض موسیٰؑ
شعیبؑ کے پاس آئے اور اپنے حالات اُن سے بیان کیئے۔ فرمایا خوف نہ کرو تم نے

ظالموں سے نجات پائی حضرت کی ایک لڑکی نے کہا اے پدر ان کو اجرت پر روک لیجئے کیونکہ یہ کسی دُوسرے شخص سے زیادہ قوی اور امین ہوں گے جن کو آپ اُجرت پر بلائیں گے پھر شعیبؑ نے موسیٰؑ سے فرمایا کہ میں چاہتا ہوں کہ ان لڑکیوں میں سے ایک کا تمہارے ساتھ نکاح کردوں۔ اس شرط پر کہ تم آٹھ سال کے لئے اجیر بن جاؤ۔ اور اگر دس سال پورے کردو تو پھر یہ تمہاری ہے اور تم کو اختیار ہے۔ روایت میں ہے کہ موسیٰؑ نے دس سال پورے خدمت میں گذارے اس لئے کہ پیغمبرانِ خدا اختیار نہیں کرتے مگر وُہ امر جو بہتر اور مکمل ہوتا ہے۔ جب موسیٰؑ نے وعدہ کو پورا کردیا اپنی بیوی کو لے کر بیت المقدس کی جانب روانہ ہوئے۔ اور شب تاریک میں راہ بھول گئے۔ اسی اثنا میں دُور سے ایک آگ نظر آئی۔ اپنی زوجہ سے کہا اسی جگہ انتظار کرو۔ میں نے آگ دیکھا ہے شاید تمہارے لئے اُس میں سے کچھ لے آؤں یا راستہ کا پتہ معلوم ہو۔ جب آگ کے نزدیک پہنچے ایک ہرے درخت کو دیکھا جس کے نیچے سے اُوپر تک آگ ظاہر ہے جب اُس کے پاس پہنچے درخت اُن سے اور دُور ہو گیا تو موسیٰؑ واپس ہوئے اور اپنے نفس میں ایک قسم کا خوف محسوس کیا۔ پھر درخت اُن کے قریب ہو گیا اور اس درخت کے بقعہ مبارکہ میں داہنی جانب کی وادی سے آواز آئی کہ اے موسیٰؑ بہ تحقیق کہ میں وُہ خدا ہوں جو تمام عالموں کا پالنے والا ہے۔ اپنے عصا کو زمین پر ڈال دو۔ موسیٰؑ نے یہ سُن کر اپنا عصا زمین پر ڈالدیا تو وہ ایک اژدھا بن گیا اور جست کرنے لگا پھر وہ خرمے کے ایک درخت کے برابر بن گیا۔ اُس کے دہن سے ایک مہیب آواز نکل رہی تھی اور آگ کی ایک زبان سے شعلہ نکل رہا تھا۔ موسیٰؑ نے یہ حال مشاہدہ کیا تو پیٹھ پھیر کر بھاگے اُن کو آواز آئی کہ واپس آؤ یہ سُن کر وُہ واپس تو آئے مگر اُن کا تمام جسم کانپ رہا تھا اور زانو ایک دُوسرے سے ٹکرا رہے تھے۔ عرض کی پروردگارا یہ آواز جو میں سنتا ہوں کیا تیری آواز ہے۔ فرمایا ہاں میری آواز ہے لہذا ڈرو نہیں۔ جب یہ خطاب اُن کو پہنچا واپس ہوئے اور پیر کو اژدھے کے دُم پر رکھا اور ہاتھ اُس کے دہن میں ڈالا وُہ پھر اپنی شکل میں واپس ہو کر عصا بن گیا جیسے کہ پہلے تھا۔ پھر خدا نے اُن کو نعلین اُتار دینے کا حکم دیا۔ اس لئے کہ وہ گدھے کے چمڑے کی تھی اور دُوسری روایت میں ہے کہ نعلین سے مراد دو خوف تھے جو اُن کے دل میں تھے ایک فرعون کا اور دُوسرا اُس کی قوم کے رئیسوں کا۔ پھر خدا نے اُن کو فرعون اور اُس کی قوم کے رئیسوں کی طرف دو نشانیوں کے ساتھ بھیجا۔ ایک نشانی ید بیضا تھی اور دُوسری عصا۔

منقول ہے کہ حضرت صادقؑ نے اپنے بعض اصحاب سے کہا انتظار کرو جس کی امید تم کو نہ ہو بہ نسبت اُس کے جس کی امید رکھتے ہو بہ تحقیق کہ موسیٰؑ اپنے اہل کے لئے آگ لینے کے واسطے گئے اور جب واپس ہوئے تو پیغمبر مرسل تھے اور خدا نے اُن کی پیغمبری کے معاملہ کو ایک رات میں درست کر دیا اور اسی طرح جس وقت خدا قائم آل محمدؐ کو ظاہر کرنا چاہے گا ایک شب میں اُن کے امر کی اصلاح فرما دے گا اور غیبت اور حیرت سے اُن کو ظاہر فرمائے گا۔

ثعلبی نے بعض راویان عامہ سے روایت کی ہے کہ جب موسیٰؑ کی ماں کو خوف ہوا کہ فرعون کے چوبدار گھر میں آ کر موسیٰؑ کو دیکھیں گے تو اُن کو ایک تنور میں جو گرم تھا ڈال دیا۔ اور کچھ عرصہ کے بعد تنور کے پاس گئیں تو دیکھا کہ موسیٰؑ آگ سے کھیل رہے ہیں۔

روایت ہے کہ موسیٰؑ نے جب اپنی ماں کا دودھ قبول کر لیا۔ آسیہ نے اُن کو فرعون کے گھر میں رہنے کی تکلیف دی اور کہا کہ وہیں رہ کر دودھ پلایا کریں وہ راضی نہیں ہوئیں اور موسیٰؑ کو اپنے گھر لے گئیں جب ان کا دودھ چھڑا دیا۔ آسیہ نے کسی کو بھیجا کہ میں اپنے فرزند کو دیکھنا چاہتی ہوں اور جب موسیٰؑ کو فرعون کے گھر لے چلے تو لوگوں نے طرح طرح کے تحفے اور ہدیے پیش کئے اور بر سر راہ آپ کے سر پر زر و مال نثار کرتے ہوئے فرعون کے مکان تک لائے۔

بسند معتبر حضرت امام زین العابدین علیہ السلام سے منقول ہے کہ جب یوسفؑ کی وفات کا وقت آیا انہوں نے اپنے اہلبیت اور شیعوں کو جمع کیا اور خدا کی حمد و ثنا کی پھر اُن کو اُن سختیوں کی خبر دی جو پہنچنے والی تھی کہ مرد مار ڈالے جائیں گے اور حاملہ عورتوں کے شکم کو چاک کر کے بچے ذبح کئے جائیں گے یہاں تک کہ خدا فرزندانِ لاوی پسر یعقوبؑ کے قائم میں حق کو ظاہر کریگا اور وہ ایک گندمی رنگ بلند قامت انسان ہوں گے۔ پھر اُن کے صفات اُن سے بیان کئے۔ بنی اسرائیل اس وصیّت پر متمسک ہوئے۔ اُس کے بعد مصیبتیں اُن پر ظاہر ہوئیں اور اُن میں سے انبیا اور اوصیا غائب ہو گئے اور چار سو سال تک وہ لوگ قائم کے قیام کا انتظار کرتے رہے یہاں تک کہ اُن کو موسیٰؑ کے پیدا ہونے کی خوشخبری ملی اور آنحضرت کے ظہور کی علامتیں نظر آئیں اور بلائیں اُن پر شدید ہوئیں۔ اُن پر لوگ لکڑی اور پتھر بار کرنے لگے تو ان لوگوں نے اُس عالم کو تلاش کیا جس کی باتوں سے مطمئن ہوتے تھے اور اُس کی خبروں

سے راحت پاتے تھے وُہ اُن سے پوشیدہ ہوگیا تھا تو اُس کے پاس مراسلے روانہ کئے کہ
ہم نے ان تکلیفوں سے تمہاری باتوں کے سبب سے راحت پائی تو اُس نے اُن لوگوں
سے کسی صحرا میں ملنے کا وعدہ کیا۔ وُہ لوگ وہاں گئے اور اُس سے ملے اُس نے حدیث
قائم اُن سے بیان کی اور اُن کے صفات بتلائے اور اُن لوگوں کو خوشخبری دی کہ اُس کا
خروج نزدیک ہے اور مُلاقات شب ماہ میں ہوگی۔ اسی اثناء میں حضرت موسیٰؑ اُن پر
مثل آفتاب کے طالع ہُوئے اُس وقت آنحضرت کی جوانی کا آغاز تھا اور فرعون کے
گھر سے سیر و تفریح کے بہانہ سے نکلے تھے اور اپنے لشکر اور غلاموں سے علیحدہ ہوکر تنہا
اُن کے پاس آئے تھے وُہ ایک خچر پر سوار تھے اور ریشمی چادر اوڑھے ہُوئے
تھے۔ جب عالم کی نظر آنحضرت پر پڑی اُن صفات کے ذریعہ سے جو سُن چکا تھا ان
کو پہچانا۔ جلدی سے اُٹھا اور آپ کے قدموں پر گر پڑا اور بوسہ دیا اور کہا اُس
خدا کی حمد کرتا ہوں جس نے مجھ کو موت نہیں دی اور آپ کی زیارت کرادی۔ وہ
لوگ جو اُن کے شیعوں میں سے موجود تھے یہ دیکھ کر سمجھے کہ اُن کے قائم موعود وہی
ہیں تو سب زمین پر گر پڑے اور سجدۂ شکر الٰہی بجالائے۔ موسیٰؑ نے اُن سے صرف اتنی
بات کی کہ میں امّیدوار ہوں کہ خدا تمہاری آسائش کا سامان جلد کرے گا اور اُن کی
نگاہوں سے غائب ہوگئے اور شہر مدین کی جانب چلے گئے اور شعیبؑ کے پاس رہے
جب تک کہ رہے پھر دوسری غیبت پہلی غیبت سے زیادہ شدید تھی اور وہ پچاس
سے چند سال زیادہ مقدر ہوئی تھی پھر اُن پر بلائیں زیادہ سخت ہوئیں اور وُہ عالم بھی
اُن سے پوشیدہ ہوگیا پھر لوگوں نے اُس کے پاس کسی کو بھیجا کہ ہم کو آپ کے پوشیدہ
ہونے سے صبر نہیں ہوتا۔ وُہ عالم کسی صحرا میں ظاہر ہُوا اور اُن کو طلب کیا اور اُن کو تسلّی
دے کر مسرور کیا اور بیان کیا کہ حق تعالیٰ نے اُس کو وحی فرمائی ہے کہ تم کو چالیس سال
میں تکالیف سے نجات دے گا۔ سب نے کہا الحمدللہ پھر حق تعالیٰ نے اُس کو وحی
فرمائی کہ اُن سے کہہ دو کہ میں نے .... ان کے الحمدللہ کہنے سے اُن کی مدّت کم کرکے
تیس سال کردی۔ یہ سُن کر سب نے کہا کہ تمام نعمتیں خدا کی جانب سے ہیں۔ خدا نے فرمایا
کہ ان سے کہہ دو کہ بیس سال کی مدت کردی سب نے کہا کہ نیکی خدا کے سوا کسی
کی جانب سے نہیں۔ خدا نے وحی فرمائی اب دس سال کی مدت کردی سب نے کہا
خدا کے سوا کوئی بدی کو دُور نہیں کرتا اُس وقت خدا نے فرمایا کہ ان سے کہہ دو کہ
اپنی جگہ سے حرکت نہ کریں کیونکہ میں نے اُن کے لئے بلاؤں سے نجات کی اجازت دے

دی۔ یہی گفتگو ہو رہی تھی ناگاہ خورشید جمال موسیٰؑ غیبت افق سے اُن پر طالع ہوا۔ وُہ ایک دراز گوش پر سوار تھے۔ اُس عالم نے چاہا کہ اُن لوگوں کو چند باتیں بتائے جو موسیٰؑ کے معاملہ میں اُن کے لئے بصارت اور بصیرت کا سبب ہو۔ موسیٰؑ اُن کے قریب آئے اور کھڑے ہو گئے اور سلام کیا۔ اُس عالم نے پوچھا آپ کا کیا نام ہے۔ فرمایا موسیٰؑ۔ پوچھا کس کے لڑکے ہیں۔ کہا عمران کے۔ اُس نے پوچھا۔ وہ کس کے فرزند تھے فرمایا فاہت ابن لاوی پسر یعقوبؑ کے۔ پوچھا کس کام کے لئے آپ آئے ہیں کہا خدا کی طرف سے پیغمبری کے واسطے۔ اُس وقت عالم اُٹھا اور آپ کے ہاتھوں کو بوسہ دیا۔ موسیٰؑ خچر سے اُتر کر اُن کے ساتھ بیٹھے۔ اُن کو تسلی دی اور خدا کی جانب سے چند باتوں پر مامور کیا اور فرمایا کہ متفرق ہو جاؤ۔ اُس کے بعد سے فرعون کے غرق ہونے تک چالیس سال کا زمانہ گذرا۔

بسند حسن حضرت امام محمد باقر علیہ السّلام سے منقول ہے کہ جب مادر موسیٰؑ اُن سے حاملہ ہوئیں اُن کا حمل ظاہر نہیں ہوا مگر جس وقت کہ وضع حمل ہوا اور فرعون نے بنی اسرائیل کی عورتوں پر قبطیوں کی چند عورتوں کو موکل کیا تھا تاکہ اُن کی محافظت کریں۔ اُس خبر کے سبب سے جو اُس کو پہنچی تھی کہ بنی اسرائیل کہتے ہیں کہ ہم میں ایک مرد پیدا ہو گا جس کا نام موسیٰؑ بن عمران ہو گا اور فرعون اور اُس کے ساتھیوں کی ہلاکت اُسی کے ہاتھ سے ہوگی۔ اُس وقت فرعون نے کہا کہ یقیناً میں اُن کے لڑکوں کو قتل کروں گا تاکہ جو کچھ وُہ چاہتے ہیں واقع نہ ہو اور اُس نے مردوں اور عورتوں میں جدائی ڈلوا دی۔ اور مردوں کو قید خانوں میں قید کر دیا۔ جب موسیٰؑ پیدا ہوئے اور اُن کی ماں کی نگاہ اُن پر پڑی غمگین و اندوہناک ہوئیں اور روئیں کہ اسی وقت اس کو قتل کر ڈالیں گے۔ تو خدا نے اُن پر اُس عورت کے دل کو مہربان کر دیا جو موکل ہوئی تھی اُس نے مادر موسیٰؑ سے کہا کہ کیوں تمہارا چہرہ زرد ہو رہا ہے کہا ڈرتی ہوں کہ میرے فرزند کو مار ڈالیں گے کہا خوف نہ کرو۔ موسیٰؑ ایسے تھے کہ جو اُن کو دیکھتا تھا اُن کی محبت سے بیتاب ہو جاتا تھا جیسا کہ حق تعالیٰ نے آنحضرت سے خطاب کیا کہ میں نے اپنی جانب سے تیرے لئے محبت ڈال دی تو اُس زن قبطیہ نے جو اُن پر موکل تھی اُن کو دوست رکھا اور خدا نے موسیٰؑ کی ماں پر آسمان سے ایک صندوق بھیجا اور اُن کو آواز آئی کہ اپنے فرزند کو اس میں رکھ کر دریا میں ڈال دو اور مغموم نہ ہو اس لئے کہ میں اس کو پیغمبر مرسل بناؤں گا۔ یہ سُن کر اُن کی ماں نے موسیٰؑ کو صندوق میں رکھا اور اُس

موسیٰؑ کی ولادت اور صندوق میں رکھ کر دریا میں ڈالا جانا۔

کو بند کرکے دریائے نیل میں ڈال دیا۔ فرعون کے چند قصر نیل کے کنارے تھے۔ جن کو
سیر و تفریح کے لئے بنایا تھا۔ اُن قصروں میں سے ایک میں وہ اپنی زوجہ آسیہ کے
ساتھ بیٹھا ہوا تھا۔ ناگاہ اُس کی نظر نیل میں ایک سیاہی پر پڑی جس کو موج بلند کرتی
اور ہوا سے ٹکراتی ہے یہاں تک کہ وُہ صندق قصر فرعون کے دروازہ پر پہنچا۔ اُس
نے حکم دیا تو لوگ اُس کو نکال کر اُس کے پاس لائے جب صندوق کو کھولا اُس میں
ایک لڑکے کو دیکھا۔ کہا بنی اسرائیل کا ہے لیکن خدا نے اُس کے دل میں موسیٰؑ کی شدید
محبّت ڈال دی اور آسیہ بھی اُن کی محبت سے بیتاب ہوگئیں۔ فرعون نے اُن کو مار ڈالنے
کا قصد کیا تو آسیہ نے کہا اُس کو نہ مارو شاید ہم کو اس سے کچھ نفع حاصل ہو یا اپنی فرزندی
میں لے لیں۔ (ترجمہ آیت ۹ سورہ القصص پ ۲۰) وُہ نہیں جانتے تھے کہ جس فرزند
موعود سے وہ ڈرتا تھا یہی فرزند ہے۔ فرعون کے کوئی اولاد نہ تھی۔ اُس نے کہا اچھا اس
کے لئے دایہ تلاش کرو جو اس کی تربیت کرے پس اُن عورتوں میں سے بہت سی عورتیں
لائی گئیں جن کے بچے مار ڈالے گئے تھے۔ موسیٰؑ نے کسی کا دُودھ نہیں پیا۔ چنانچہ حق
تعالیٰ نے فرمایا ہے کہ ہم نے پہلے ہی دُودھ پلانے والی عورتوں کا دودھ موسیٰؑ پر
حرام کردیا۔ جب اُن کی ماں کو خبر ملی کہ فرعون نے موسیٰؑ کو دریا سے نکال لیا ہے
بہت محزون ہوئیں جیسا کہ خداوند عالم نے فرمایا ہے کہ مادر موسیٰؑ کا دل غم و اندوہ
کی زیادتی کے سبب عقل و شعور سے خالی ہوگیا تھا اور نزدیک تھا کہ اپنے پوشیدہ
درد کا وہ اظہار کریں یا مرجائیں اگر میں اُن کے دل کو صبر سے مضبوط نہ کردیتا اس لئے
کہ وہ خدا کے وعدوں پر ایمان لانے والوں میں سے تھیں۔ لہٰذا خدا کی مدد سے ضبط
و صبر کیا اور موسیٰؑ کی خواہر سے کہا کہ موسیٰؑ کے حال کی تلاش میں جائیں اور اُن کی خبر دریافت
کریں۔ اُن کی بہن فرعون کے گھر میں آئیں اور دُور سے ان کی جانب نگاہ کی۔ اُن
لوگوں کو نہ معلوم ہوسکا کہ وُہ موسیٰؑ کی بہن ہیں۔ جب موسیٰؑ نے اُن میں سے
کسی کا دُودھ قبول نہ کیا فرعون کو نہایت فکر ہوئی اُس وقت خواہر موسیٰؑ نے کہا۔
کیا آپ چاہتے ہیں کہ آپ کو میں ایسا خاندان بتا دوں جو اس بچّہ کی محافظت کریں
اور اس کے خیر خواہ ہوں۔ لوگوں نے کہا ہاں۔ یہ سُن کر وُہ اُن کی ماں کو بُلا لائیں۔
جب موسیٰؑ کی ماں نے گود میں لے کر موسیٰؑ کے مُنہ میں دُودھ دیا وہ نہایت شوق
سے پینے لگے۔ فرعون اور اُس کی زوجہ کو بھی خوشی ہوئی اور اُن کی ماں کو گرامی کیا۔
اور کہا اس بچّہ کی ہمارے لئے پرورش کرو ہم تم کو خوش کردیں گے اور انعام و اکرام

سے مالا مال کردیں گے۔ جیسا کہ حق تعالیٰ نے فرمایا ہے کہ ہم نے موسیٰؑ کا رُخ اُن کی ماں کی جانب کر دیا تاکہ اُن کی آنکھیں روشن ہوں اور غمگین نہ رہیں یا سمجھیں کہ خدا کا وعدہ حق ہے لیکن زیادہ تر لوگ نہیں جانتے۔ فرعون فرزندان بنی اسرائیل کو جو پیدا ہوتے تھے مار ڈالتا تھا لیکن موسیٰؑ کی تربیت کر رہا تھا اور ان کو عزیز رکھتا تھا اور نہیں جانتا تھا کہ اُس پر اُن ہی کے ہاتھ سے بلا آئے گی۔ غرضکہ موسیٰؑ کی تربیت ہونے لگی۔ ایک روز وہ فرعون کے پاس تھے کہ فرعون کو چھینک آئی۔ موسیٰؑ نے کہا الحمد للہ ربّ العالمین۔ فرعون نے اس کلام کو اُن پر رد کیا اور اُن کے مُنہ پر طمانچہ مارا اور کہا یہ کیا ہے جو تو کہتا ہے۔ موسیٰؑ کود کر اُس کی داڑھی سے لپٹ گئے اور چند بال توڑ ڈالے۔ فرعون کی داڑھی لمبی تھی۔ یہ دیکھ کر فرعون نے اُن کے مار ڈالنے کا ارادہ کیا۔ آسیہ نے کہا کمسن بچہ ہے کیا جانے کہ کیا کہتا ہے اور کیا کرتا ہے۔ اُس نے کہا نہیں بلکہ دانستہ کہتا اور کرتا ہے۔ آسیہ نے کہا امتحان کرلو۔ ایک طبق میں خرمے اور ایک طبق میں آگ بھر کر اس کے سامنے رکھو اگر آگ اور خرمے میں تمیز کرے تو تمہارا خیال درست ہے۔ جب اُن کے پاس دونوں چیزیں لائی گئیں موسیٰؑ نے چاہا کہ خرما کی جانب ہاتھ بڑھائیں۔ جبرئیلؑ نازل ہوئے اور اُن کا ہاتھ آگ کی جانب کر دیا۔ وُہ ایک انگارہ اُٹھا کر منہ میں لے گئے اور اُن کی زبان جل گئی۔ وُہ چلّا اُٹھے اور رونے لگے۔ اُس وقت آسیہ نے فرعون سے کہا کہ میں نہ کہتی تھی کہ وُہ نادان ہے۔ یہ دیکھ کر فرعون نے معاف کیا۔ راوی نے حضرت سے دریافت کیا کہ کب تک موسیٰؑ اپنی ماں سے جُدا رہے۔ فرمایا کہ تین روز تک۔ پوچھا کہ ہارونؑ موسیٰؑ کے حقیقی بھائی تھے۔ فرمایا ہاں۔ پوچھا کہ وحی دونوں پر نازل ہوتی تھی فرمایا کہ موسیٰؑ پر وحی ہوتی تھی وہ ہارونؑ سے بیان کرتے تھے۔ پوچھا کہ حکم قضا اور امر و نہی کے معاملہ میں دونوں کا ساتھ تھا فرمایا کہ موسیٰؑ اپنے پروردگار سے مناجات کرتے تھے علم کو لکھتے تھے اور بنی اسرائیل میں حکم کرتے تھے۔ جب موسیٰؑ خدا سے مناجات کے لئے اپنی قوم سے علیحدہ ہوتے تھے ہارونؑ اُن کی قوم میں اُن کے جانشین ہوتے۔ پوچھا اُن میں سے پہلے کون فوت ہُوا۔ فرمایا کہ ہارونؑ موسیٰؑ سے پہلے فوت ہوئے۔ اور دونوں کا صحرائے تیہ میں انتقال ہُوا۔ پوچھا کہ موسیٰؑ کی اولاد تھی فرمایا نہیں۔ اولاد ہارونؑ کی تھی۔ پھر فرمایا کہ موسیٰؑ نہایت حرمت و عزّت کے ساتھ فرعون کے پاس رہے یہاں تک کہ بڑے ہو کر مردوں کی حد میں پہنچے۔ وُہ فرعون سے توحید کے بارے میں

جو کچھ گفتگو کرتے تھے فرعون اُس سے انکار کرتا تھا یہاں تک کہ اُن کے مار ڈالنے کا ارادہ کیا۔ تو موسیٰؑ فرعون کے پاس سے چلے گئے اور شہر میں داخل ہوئے۔ دو مردوں کو دیکھا جو باہم لڑ رہے تھے اُن میں سے ایک شخص موسیٰؑ کی باتوں کا قائل تھا۔ اور دوسرا فرعون کا ماننے والا تھا۔ موسیٰؑ ان کے پاس آئے اور فرعون کے ماننے والے کو ایک ہاتھ مارا وہ ہلاک ہو گیا۔ موسیٰؑ خوف سے پنہاں ہو گئے۔ جب دُوسرا دن آیا دوسرا قبطی موسیٰؑ کے ماننے والے اُسی شخص سے لڑنے لگا۔ اُس نے پھر موسیٰؑ سے مدد چاہی تو اُس فرعونی نے موسیٰؑ سے کہا کہ کیا تم مجھ کو بھی مار ڈالنا چاہتے ہو۔ جس طرح ایک شخص کو کل مار ڈالا۔ موسیٰؑ نے اُس کو چھوڑ دیا اور چلے گئے۔ فرعون کا خزانچی بھی موسیٰؑ پر ایمان لا چکا تھا جیسا کہ حق تعالیٰ فرماتا ہے کہ آل فرعون میں سے ایک مومن نے کہا جو اپنے ایمان کو چھپائے ہوئے تھا کہ کیا ایسے شخص کو قتل کرتے ہو جو کہتا ہے کہ میرا پروردگار وہ ہے جو تمام عالم کا پالنے والا ہے۔ جب فرعون کو اس کی اطلاع ہوئی کہ موسیٰؑ نے ایک شخص کو مار ڈالا تو موسیٰ کی تلاش و فکر میں ہوا کہ اُن کو قتل کرے۔ مومن آل فرعون نے موسیٰ کے پاس کہلا بھیجا کہ قوم فرعون کے رؤسا تمہارے مار ڈالنے کا مشورہ کر رہے ہیں لہٰذا یہاں سے باہر چلے جاؤ اور میں تو یقیناً تمہارا خیر خواہ ہوں۔ یہ معلوم کرکے وہ شہر سے باہر چلے گئے۔ جیسا کہ خدا نے فرمایا ہے کہ خوفزدہ موسیٰؑ اس کے منتظر تھے کہ اب فرعون کے آدمی اُن کی گرفتاری کے لئے اُن کے پاس پہنچتے ہیں اور وُہ داہنے اور بائیں دیکھتے تھے اور کہتے تھے کہ پالنے والے مجھے ظالموں سے نجات دے پھر وُہ شہر مدین کو روانہ ہوئے۔ وُہ شہر تین روز کی راہ پر تھا۔ جب مدین کے دروازہ پر پہنچے۔ ایک کنواں نظر آیا جس میں سے لوگ اپنے جانوروں اور گوسفندوں کے لئے پانی کھینچ رہے تھے۔ وہاں ایک طرف بیٹھ گئے اور تین روز سے کچھ نہ کھایا تھا۔ پھر اُن کی نظر دو لڑکیوں پر پڑی جو علیحدہ کھڑی تھیں اور چند گوسفندیں اُن کے ہمراہ تھیں وُہ کنوئیں کے قریب نہیں آتی تھیں۔ موسیٰؑ نے اُن سے کہا کہ پانی کیوں نہیں کھینچتی ہو؟ انہوں نے کہا ہم انتظار میں ہیں کہ یہ لوگ واپس جائیں۔ چونکہ ہمارے پدر ضعیف ہیں اس لئے ہم اپنے گوسفندوں کو پانی پلانے آئے ہیں۔ موسیٰؑ کو اُن پر رحم آ گیا۔ کنوئیں کے قریب گئے اور اس شخص سے کہا جو کنوئیں پر استادہ تھا کہ مجھے اجازت دو کہ میں بھی پانی لے لوں۔ ایک ڈول تمہارے لئے کھینچوں گا اور ایک اپنے واسطے۔ اُن کے ڈول کو دس آدمی مل کر کھینچتے تھے موسیٰؑ نے تنہا ایک ڈول اُس کے لئے

حضرت شعیبؑ کی لڑکیاں ۔۔۔

اور ایک ڈول دختران شعیبؑ کے لئے کھینچا اور اُن کے گوسفندوں کو پانی پلایا پھر جاکر سایہ میں بیٹھے اور کہا۔ رَبِّ اِنِّی لِمَا اَنْزَلْتَ اِلَیَّ مِنْ خَیْرٍ فَقِیْرٌ وُہ بہت بھوکے تھے۔ حضرت امیر المومنینؑ نے فرمایا کہ موسیٰؑ بیشک کلیم خدا تھے کہ یہ دعا کی اور خدا سے ایک روٹی کے علاوہ سوال نہ کیا کیونکہ اُس مدت میں حضرت زمین کی گھاس کھاتے تھے اور اُس کی سبزی اُن کے شکم کی کھال سے دکھائی دیتی تھی کیونکہ وُہ بہت لاغر ہوگئے تھے۔ جب شعیبؑ کی لڑکیاں واپس مکان میں آئیں حضرت نے فرمایا کہ آج اس قدر جلد کیسے واپس آگئیں۔ لڑکیوں نے اُن سے موسیٰؑ کا قصّہ بیان کیا۔ شعیبؑ نے ایک لڑکی سے کہا کہ جاکر اُس مرد کو بلا لاؤ تاکہ ہم اُس کو پانی کھینچنے کی اجرت دیں۔ وُہ لڑکی موسیٰؑ کے پاس حیا وشرم میں ڈوبی ہوئی آئی اور کہا کہ میرے والد تم کو پانی کھینچنے کی اجرت دینے کو بلاتے ہیں۔ موسیٰؑ اُٹھے اور اس لڑکی کے ساتھ خانہ شعیبؑ کی جانب روانہ ہوئے چونکہ ہوا سے اُس لڑکی کے کپڑے اُڑنے لگے اور جسم دکھائی دیا تو موسیٰؑ نے کہا کہ میں اُس جماعت سے ہوں جو عورتوں کی پشت کی جانب نظر نہیں کرتے لہٰذا تم میرے پیچھے چلو اور میری رہنمائی کرو۔ غرض موسیٰؑ نے شعیبؑ سے ملاقات کی اور اپنا واقعہ بیان کیا۔ جناب شعیبؑ نے فرمایا کہ اب خوف نہ کرو کیونکہ ظالموں کے گروہ سے تم کو نجات ملی۔ پھر شعیبؑ کی...... دختر نے کہا بابا جان اس شخص کو اُجرت پر مقرر کر لیجئے کیونکہ یہ کسی دوسرے سے توانائی اور امانت میں بہتر ہوگا۔ شعیبؑ نے کہا۔ توانائی اُس کی تو پانی کھینچنے سے ظاہر ہوگئی لیکن تم کو اس کی امانت کیونکر معلوم ہوئی۔ عرض کی اس لئے کہ وُہ راضی نہیں ہوا کہ میں اُس کے آگے چلوں تاکہ ایسا نہ ہو کہ اُس کی نظر میری پشت کے کسی حصّہ پر پڑے۔ پس شعیبؑ نے موسیٰؑ سے کہا کہ میں چاہتا ہوں کہ اپنی ایک دختر کا نکاح تمہارے ساتھ کردوں۔ اس مہر پر کہ آٹھ سال تک تم میرے اجیر رہو اور اگر دس سال پورے کردو تو پھر تمہیں اختیار ہے اور میں تم پر دشواری ڈالنا نہیں چاہتا۔ اگر خدا نے چاہا تو...... تم مجھ کو شائستہ لوگوں میں سے پاؤ گے۔ موسیٰؑ نے کہا میرے اور آپ کے مابین یہ شرط ہے کہ دو وعدوں میں سے کسی ایک کو پورا کروں تو میرے لئے کوئی رکاوٹ نہ ہوگی۔ اگر میں چاہوں دس سال کی مدت کو تمام کروں یا چاہوں آٹھ سال کی اور جو کچھ میں کہتا ہوں خدا اس پر وکیل اور گواہ ہے۔ حضرت صادق علیہ السلام سے لوگوں نے پوچھا کہ کس وعدہ کو موسیٰؑ عمل میں لائے فرمایا دس سال کے وعدہ کو۔ پوچھا کہ وعدہ کی مدت ختم ہونے کے بعد زفاف واقع ہوا یا پہلے۔ فرمایا کہ پہلے۔ دریافت کیا

دختر شعیبؑ سے جناب موسیٰؑ کا نکاح

کہ اگر کوئی شخص کسی عورت کی خواستگاری کرے اور اُس کا باپ دو ماہ کے اجارہ کی شرط کرے تو جائز ہے۔ فرمایا کہ موسیٰؑ جانتے تھے کہ شرط کو پورا کریں گے۔ یہ شخص کیسے جانتا ہے کہ شرط کو پورا کرے گا اور زندہ رہے گا۔ پوچھا کہ شعیبؑ نے کس دختر کو اُن کے نکاح میں دیا۔ فرمایا اُس کو جو موسیٰؑ کو بُلا کر لائی اور اپنے باپ سے کہا اُس کو اُجرت پر مقرر کر لو کہ وہ توانا اور امین ہے۔ جب موسیٰؑ نے دس سال کی مدت تمام کی شعیبؑ سے کہا کہ اب میں اپنی ماں اور رشتہ داروں کے پاس وطن جانا چاہتا ہوں آپ مجھے کیا دینا چاہتے ہیں۔ شعیبؑ نے کہا ہر ابلق گوسفند جو اس سال میرے گوسفندوں سے پیدا ہوں گے۔ تمہارے ہیں۔ تو موسیٰؑ نے نر و مادہ گوسفندوں سے جوڑا لگایا اور اپنے عصا کو ابلق کر دیا۔ یعنی اُس کی کھال بعض مقامات سے چھیل دی اور بعض جگہ چھوڑ دی اور گوسفندوں کے درمیان نصب کر دیا اور ایک ابلق عبا اُس پر ڈال دی۔ اُس کے بعد نر و مادہ نے جوڑا کھایا تو اُس سال جتنے گوسفند کے بچے ہوئے سب ابلق تھے۔ جب سال ختم ہو گیا موسیٰؑ نے گوسفندوں کو لیا اور اپنی زوجہ کے ہمراہ شہر سے نکلے۔ شعیبؑ نے توشۂ سفر ساتھ کیا۔ روانگی کے وقت موسیٰؑ نے شعیبؑ سے کہا کہ وہ عصا جو تمہارے پاس ہے میں چاہتا ہوں کہ میرے پاس رہے۔ حضرت شعیبؑ کو میراث میں پیغمبروں کے عصا ملے تھے اور گھر میں ایک جگہ رکھے ہوئے تھے۔ شعیبؑ نے کہا جا کر ایک عصا لے آؤ۔ جناب موسیٰؑ مکان میں گئے۔ عصائے نوحؑ و ابراہیمؑ نے حرکت کی اور اُن کے ہاتھ میں آ گیا۔ اُسے لے کر شعیبؑ کے پاس آئے۔ آپ نے فرمایا اس کو واپس لے جاؤ اور دُوسرا عصا لاؤ۔ موسیٰؑ اُس کو واپس لے گئے اور تمام عصاؤں میں ملا کر رکھ دیا اور چاہا کہ کوئی دوسرا عصا لاویں پھر اُس میں حرکت ہوئی اور وہی اُن کے ہاتھ میں آیا۔ یہاں تک کہ تین مرتبہ ایسا ہی ہوا تو شعیب علیہ السلام نے یہ مشاہدہ کر کے فرمایا کہ اسی کو لے جاؤ کیوں کہ خدا نے اس کو تم سے مخصوص کیا ہے موسیٰؑ روانہ ہوئے اور مصر کی جانب چلے اثنائے راہ میں ایک بیابان میں پہنچے رات کا وقت تھا سخت سردی اور ہوا سے اُن کو اور اُن کی زوجہ کو تکلیف تھی ناگاہ موسیٰؑ کی نظر دور سے ایک آگ پر پڑی جیسا کہ حق تعالیٰ نے قرآن میں فرمایا ہے کہ جب موسیٰؑ نے مدّتِ اجارہ کو ختم کیا اور اپنی زوجہ کو لے کر روانہ ہوئے طور کی جانب سے ایک آگ دیکھی۔ زوجہ سے کہا کہ مجھے آگ نظر آتی ہے۔ تم ٹھہرو میں جاتا ہوں شاید اُس میں سے کچھ مل جائے جس کے سبب سے سردی سے تم کو آرام

ملے۔ پھر وہ آگ کی جانب رخ کرکے روانہ ہوئے ناگاہ ایک درخت کو دیکھا جس میں آگ مشتعل تھی جب وہ اُس کے قریب گئے تاکہ اس میں سے آگ لیں آگ خود اُن کی جانب بڑھی یہ دیکھ کر وہ ڈرے اور بھاگے وہ آگ پھر درخت کی جانب واپس ہوگئی۔ جب دیکھا کہ آگ درخت کی طرف واپس گئی پھر اس کی جانب متوجہ ہوئے۔ پھر آگ کے شعلے اُن کی جانب بڑھے دو مرتبہ ایسا ہی ہوا جب تیسری مرتبہ بھاگے تو مڑ کر پھر پیچھے نہ دیکھا اس وقت حق تعالیٰ نے اُن کو ندا کی کہ میں ہی خدا اور تمام عالموں کا پالنے والا ہوں۔ موسیٰؑ نے کہا اس کی دلیل کیا ہے حق تعالیٰ نے فرمایا کہ تمہارے ہاتھ میں کیا ہے عرض کی یہ میرا عصا ہے، فرمایا کہ اس کو زمین پر ڈال دو۔ موسیٰؑ نے عصا کو پھینک دیا وہ ایک سانپ بن گیا موسیٰؑ ڈرے اور بھاگے۔ آواز آئی کہ اُس کو اُٹھالو اور خوف نہ کرو۔ اس لئے کہ تم محفوظ ہو اور اپنے ہاتھ کو اپنے گریبان میں ڈالو جب نکالو گے تو سفید اور نورانی ہوگا بغیر کسی بیماری اور مرض کے کیونکہ موسیٰؑ سیاہ رنگ تھے جب ہاتھ گریبان سے نکالتے تھے اُس کی روشنی سے عالم منوّر ہوجاتا تھا۔ خدا نے فرمایا کہ یہ دو معجزے تمہاری حقیقت کی دلیل ہیں۔ تم کو چاہئے کہ فرعون اور اس کی قوم کی جانب جاؤ کیونکہ وہ یقیناً فاسقوں کے گروہ ہیں موسیٰؑ نے کہا پالنے والے میں نے اُن کے ایک آدمی کو مارڈالا ہے۔ ڈرتا ہوں کہ وہ لوگ مجھے نہ مارڈالیں اور میرے بھائی ہارونؑ کی زبان مجھ سے زیادہ فصیح ہے۔ لہٰذا اُن کو میرے ساتھ بھیجدے تاکہ وہ رسالت کی تبلیغ میں میرے معین و یاور ہوں اور میری تصدیق کریں۔ کیونکہ مجھے خوف ہے کہ وہ لوگ میری تکذیب کریں گے۔ حق تعالیٰ نے فرمایا کہ عنقریب تمہارے بازو کو تمہارے بھائی ہارون سے مضبوط کروں گا اور تمہارے لئے سلطنت قوت اور برہان قرار دوں گا۔ فرعون تم کو کوئی ضرر نہ پہنچا سکے گا۔ اُن معجزات اور نشانیوں کے سبب سے جو میں نے تم کو عطا کی ہیں اور جو تمہاری متابعت کرے گا غالب[1] ہوگا۔

---

[1] مؤلف فرماتے ہیں کہ اُس جماعت کے نزدیک جو پیغمبروں سے گناہ اور خطا کے قائل ہیں۔ منجملہ اور شبہوں کے ایک یہ بھی ہے کہ موسیٰؑ نے ایک قبطی کو قتل کیا ان لوگوں نے کہا ہے کہ اگر اُس مرد کا قتل کرنا جائز نہ تھا تو موسیٰؑ نے گناہ کیا اور اگر جائز تھا تو کیوں موسیٰؑ نے کہا کہ یہ عمل شیطان کا تھا اور کیوں کہا کہ پروردگارا میں نے اپنے نفس پر ظلم کیا لہٰذا مجھے بخش دے اور جس وقت کہ فرعون نے اعتراض کیا اور کہا کہ تو نے وہ (بقیہ صفحہ ۳۹۵ پر)

حدیث معتبر میں منقول ہے کہ مامون نے امام رضا علیہ السلام سے ان مذکورہ آیات کی تفسیر دریافت کی۔ فرمایا کہ فرعون کے کسی شہر میں موسیٰؑ کا گذر ہوا جس وقت کہ اُس شہر کے رہنے والے نماز شام اور نماز شب کے وقت سے غافل تھے۔ وہاں دو شخصوں کو آپس میں لڑتے ہوئے دیکھا ایک موسیٰؑ کا ماننے والا تھا اور دُوسرا دشمن۔ جو آپکا ماننے والا تھا اُس نے آپ کے دشمن کے مقابلہ میں مدد مانگی۔ موسیٰؑ نے اپنے دشمن پر خدا کے حکم سے عمل کیا اور ایک ہاتھ مارا جس سے وُہ مرگیا۔ موسیٰؑ نے کہا کہ یہ شیطانی فعل تھا اور ان دونوں کی جنگ شیطان کا کام تھا نہ کہ موسیٰؑ کا اس لئے کہ شیطان گمراہ کرنے والا اور دشمنی ظاہر کرنیوالا دشمن ہے مامون

(بقیہ حاشیہ صفحہ ۳۹۴) کام کیا جو کیا اور کافروں میں سے ہوگیا۔ موسیٰؑ نے اس وقت کیوں کہا کہ میں گمراہوں میں سے تھا۔ اس کا جواب چند طریقہ سے ہوسکتا ہے۔ اول یہ کہ موسیٰؑ مار ڈالنے کا ارادہ نہ رکھتے تھے بلکہ اُن کا مطلب مظلوم سے ظلم کا دفع کرنا تھا اگرچہ اُن کا فعل اُس کے قتل پر منتہی ہوا اور کوئی شخص اپنے یا کسی مومن کے دفع ضرر کے لیئے کوشش کرے اور آخر بے ارادہ وہ فعل اُس ظالم کے قتل پر منتہی ہو تو کوئی گناہ اُس پر نہیں ہے۔ دوم یہ کہ وُہ کافر تھا اور اُس کا خون حلال تھا اس سبب سے موسیٰؑ نے اُس کو مار ڈالا۔ اور موسیٰؑ نے جو یہ کہا کہ یہ شیطانی فعل تھا اُس کی توجیہ میں چند وجہیں ہوسکتی ہیں۔ اوّل یہ کہ ہرچند کافر کا مار ڈالنا مباح تھا اور ایک مسلمان سے اُس کا دفع کرنا مناسب تھا۔ لیکن زیادہ بہتر یہ تھا کہ اُس وقت وہ فعل واقع نہ ہوتا اور موسیٰؑ اُس وقت تک صبر کرتے جب تک کہ اُس کے معاوضہ پر مامور نہ ہوتے لہذا یہ سبقت کرنا مکروہ اور ترکِ اولیٰ تھا۔ اس لیئے فرمایا کہ یہ شیطانی فعل تھا۔ دوم یہ کہ اشارہ اُسی مقتول کی طرف کیا کہ اُس کا شیطانی عمل تھا نہ کہ اپنا عمل اور مطلب اُس کے مار ڈالنے کے عذر سے تھا۔ سوم یہ کہ اشارہ اپنے مقتول کی جانب تھا کہ وہ شیطانی عمل کا نتیجہ تھا اور یہ اصطلاح عرف عرب میں رائج ہے اور اپنے نفس پر ظلم کا جو اعتراف کیا وہ بھی اسی نہج پر ہے جیسا کہ حضرت آدمؑ کے حالات میں مذکور ہوا کہ درگاہِ باری تعالیٰ میں اپنی عاجزی کے اظہار کے لیئے تھا بغیر اس کے کہ کوئی گناہ کیا ہو یا فعل مکروہ یا ترکِ اولیٰ ہو جیسا کہ گذرا۔ یا یہ مراد ہو کہ خداوندا میں نے اپنی ذات پر ظلم کیا کہ اپنے کو فرعون کی اذیت وعقوبت میں ڈال دیا کیونکہ اگر فرعون کو معلوم ہوگا تو وہ مجھے اُس کے عوض میں قتل کردیگا فَاغْفِرْ لِيْ لہذا میرے لیئے چھپادے اور ایسا کر کہ فرعون نہ جانے کہ میں نے یہ فعل کیا فَغَفَرَ لَهٗ پس خدا نے اُن کے فعل کو چھپادیا اور ایسا انتظام کیا کہ فرعون کو اُن پر قابو نہ ہوا اور جو فرعون نے کہا کہ موسیٰ تم کافروں میں سے تھے یعنی تم نے کفرانِ نعمت کیا اور میرے حق تربیت کی رعایت نہ کی موسیٰؑ نے کہا میں ظالموں اور گمراہوں میں سے تھا یعنی میں نہیں جانتا تھا کہ میرا دفع کرنا اُس قبطی کے قتل پر منتہی ہوگا یا میں مکروہ اور ترکِ اولیٰ کرنے پر گمراہ تھا یا میں راستہ بھول گیا تھا اور اُس شہر میں جا پڑا اور کافر کے ہاتھ سے ایک مومن کو بچانے کے لیئے مجھے ایسا کام مجبوراً کرنا پڑا۔ ۱۲

نے کہا کہ موسیٰ کے اس قول رَبِّ اِنِّیْ ظَلَمْتُ نَفْسِیْ فَاغْفِرْ لِیْ کے کیا معنی ہیں
(آیت ۱۶ سورۃ القصص پ ۲۰) فرمایا کہ ظلم وضع شے ہے اپنے غیر مقام میں
یعنی اپنے نفس کو اُس مقام سے میں نے ہٹا کر قائم کیا کہ اس شہر میں داخل ہوا لہذا
مجھے میرے دشمنوں سے پوشیدہ رکھ کہ وُہ مجھ پر قابو نہ پائیں تو خدا نے اُن کو پوشیدہ
رکھا اور وُہ یقیناً چھپانے والا اور رحیم ہے۔ موسیٰؑ نے کہا خداوندا تونے جو قوت
مجھ کو عطا فرمائی جس سے میں نے ایک ہاتھ میں اُس شخص کو مار ڈالا تو میں کافرو
مجرموں کا اُس کے ذریعہ سے معین و مددگار نہ ہوں گا۔ بلکہ ہمیشہ اُس قوت سے تیری
رضا کے لئے تیرے دشمنوں سے جہاد کروں گا۔ تاکہ تو مجھ سے راضی ہو۔ غرضیکہ موسیٰؑ
کو اس شہر میں صبح ہوئی اس حال میں کہ خوفزدہ اور ہراساں تھے کہ دشمن اُن کو گرفتا
نہ کرلیں ناگاہ دیکھا کہ کل جس شخص نے اُن سے مدد طلب کی تھی آج پھر ایک
دوسرے شخص سے برسرپیکار ہے اور موسیٰؑ سے مدد چاہتا ہے۔ موسیٰؑ نے نصیحت
کے طور پر اُس سے فرمایا تو یقیناً گمراہی میں ہے۔ کل ایک شخص سے تونے جنگ
کی اور آج دُوسرے شخص سے لڑتا ہے۔ میں تیری تادیب کروں گا تاکہ پھر ایسا
نہ کرے اور جب اُس کی تادیب پر آمادہ ہوئے اُس نے کہا اے موسیٰؑ کل ایک شخص
کو تم نے مار ڈالا آج چاہتے ہو کہ مجھے مار ڈالو تمہاری خواہش اس کے سوا کچھ نہیں ہے کہ
تم زمین میں ایک جبار بن جاؤ اور اصلاح کرنے والوں میں سے نہیں ہونا چاہتے ہو
مامون نے کہا اے ابوالحسن خدا آپ کو جزائے خیر عطا فرمائے۔ موسیٰؑ کے اس قول
کے کیا معنی ہیں جو آپ نے فرعون سے فرمایا۔ فَعَلْتُهَآ اِذًا وَّاَنَا مِنَ الضَّآلِّيْنَ۔ اما
رضا علیہ السلام نے فرمایا کہ جس وقت موسیٰ فرعون کے پاس آئے اور چاہا کہ تبلیغ
رسالت کریں اُس نے کہا وَفَعَلْتَ فَعْلَتَكَ الَّتِیْ فَعَلْتَ وَاَنْتَ مِنَ الْكٰفِرِيْنَ آیۃ ۱۹
سُورۃ شعرا۔ پ ۱۹۔ موسیٰؑ نے فرمایا قَالَ فَعَلْتُهَآ اِذًا وَّاَنَا مِنَ الضَّآلِّيْنَ۔ یعنی میں نے
یہ فعل اُس وقت کیا جبکہ میں راستہ بھول گیا تھا اور تیرے ایک شہر میں جا پہنچا تھا۔ پھر
میں نے تم لوگوں سے گریز کی۔ جبکہ مجھے تم سے خوف ہوا پھر میرے پروردگار
نے مجھے حکم عطا کیا اور پیغمبر مرسل قرار دیا۔

دوسری روایت میں ہے کہ حق تعالیٰ نے وحی فرمائی کہ اے موسیٰ اپنی عزت کی
قسم کھاتا ہوں کہ اگر وہ شخص جس کو تم نے مار ڈالا۔ ایک چشم زدن کے لئے بھی
اقرار کئے ہوتا کہ میں اُس کا پیدا کرنے والا اور روزی دینے والا ہوں تو یقیناً اپنے

عذاب کا مزہ میں تم کو چکھاتا لیکن اس لئے تم کو معاف کیا کہ اُس نے اقرار نہیں کیا تھا۔ کہ میں اُس کا خالق اور رازق ہوں۔

بسندِ معتبر حضرت صادقؑ سے منقول ہے کہ زمین کے ٹکڑوں نے آپس میں ایک دوسرے پر فخر کیا ہے اور کعبہ نے زمین کربلا پر فخر کیا۔ حق تعالیٰ نے اُس پر وحی کی کہ خاموش ہو اور کربلا پر فخر نہ کر کیونکہ وہ ایک ایسا مُبارک ٹکڑا ہے جہاں میں نے درخت کے ذریعہ سے موسیٰؑ کو ندا کی اور دوسری معتبر حدیث میں فرمایا کہ وادی ایمن کی ایک نہر ہے جس کو خدا نے قرآن میں ذکر فرمایا ہے۔ وہ نہر فرات ہے اور وہ زمین کربلا کا ایک مبارک ٹکڑا ہے اور وُہ روشن درخت جس کو موسیٰؑ نے دیکھا تھا محمد صلّی اللہ علیہ وآلہ وسلم اور اُن کی آل کا نور تھا جو اُس وادی میں اُن پر ظاہر ہُوا۔[1]

بسندِ معتبر حضرت امام باقرؑ سے منقول ہے کہ جب موسیٰؑ نے مدّتِ اجارہ کو ختم کیا اور اپنی زوجہ کے ساتھ بیت المقدس روانہ ہوئے۔ راہ بھُول گئے دور سے ایک آگ دیکھی۔ اور اس کی طرف گئے۔

بسندِ صحیح منقول ہے کہ بزنطی نے حضرت امام رضا علیہ السّلام سے دریافت کیا کہ جس لڑکی کے ساتھ موسیٰ علیہ السلام نے نکاح کیا وہی دختر تھی جو موسیٰ کے پاس گئی اور اُن کو شعیبؑ کے پاس بلا کر لائی کہا ہاں پھر فرمایا کہ جب موسیٰؑ نے چاہا کہ شعیبؑ سے جُدا ہوں اور مصر واپس جائیں۔ شعیبؑ نے کہا اس مکان میں داخل ہو اور اُن عصاؤں میں سے ایک عصا نکال لاؤ اور اپنے پاس رکھو جس سے درندوں کو اپنے سے دفع کرنا۔ شعیبؑ کو اُس عصا کے بارے میں اطلاع تھی۔ جو موسیٰؑ نے انتخاب کیا تھا کہ اُس سے کیا کیا کام لئے جا سکتے ہیں۔ موسیٰؑ اُسی عصا کو شعیبؑ کے پاس لائے۔ حضرت نے پہچان کر کہا دوسرا عصا لاؤ۔ موسیٰؑ نے واپس لے جا کر اُس کو رکھ دیا اور چاہا کہ دوسرا عصا اُٹھاویں پھر وہی حرکت کر کے اُن کے ہاتھ میں آ گیا۔ وُہ اس کو جب شعیب کے پاس لائے فرمایا میں نے تم سے نہیں کہا کہ دوسرا لاؤ۔ موسیٰؑ نے کہا تین مرتبہ اس کو واپس رکھا مگر پھر یہی ہاتھ میں آتا ہے فرمایا اچھا اسی کو لے جاؤ کیونکہ یہ تمہارے لئے مقدر ہو چکا ہے۔ اس کے بعد ہر سال

---

[1] مولّف فرماتے ہیں کہ حق تعالیٰ موسیٰؑ کو ایک شب میں حوالیٔ شام سے کربلا میں زمین طے کرا کے لایا، ہو تو بعید نہیں ہے۔

ایک مرتبہ موسیٰؑ شعیبؑ کی زیارت کے لئے آتے تھے اور اُن کا حق خدمت بجا لاتے تھے۔ جب شعیبؑ کھانا کھاتے تھے موسیٰؑ اُن کے پاس کھڑے ہو کر روٹیاں توڑ توڑ کر اُن کو دیتے تھے۔

حدیث معتبر میں امام محمد باقرؑ سے منقول ہے کہ وہ عصا آدمؑ کا تھا جو شعیبؑ کو ملا تھا اور شعیبؑ سے موسیٰؑ کے پاس آیا اور اب ہمارے پاس ہے اور اب بھی جب میں اس کو دیکھتا ہوں تو وہ اسی طرح سبز ہے جیسا کہ اُس روز تھا جبکہ درخت سے علیحدہ کیا گیا تھا۔ اُس سے گفتگو کرو گے تو وہ بولے گا۔ وُہ قائمؑ آل محمدؐ کے لئے باقی رکھا گیا ہے۔ وہ اس سے وہی کام لیں گے جو موسیٰؑ لیا کرتے تھے۔ ہم جب چاہتے ہیں وہ حرکت میں آتا ہے جس چیز کے کھانے کو کہتے ہیں کھا لیتا ہے۔ جب اس کو کسی چیز کے کھانے کا حکم دیا جاتا ہے تو وہ اپنے مُنہ کو کھولتا ہے ایک حصہ زمین سے اور دوسرا حصہ اُس کے دہن کا چھت سے مل جاتا ہے۔ اُس کا دہن چالیس ہاتھ کے برابر کُھلتا ہے جو اُس کے پاس موجود ہوتا ہے اُس کو اپنی زبان سے اُچک لیتا ہے۔

اور دوسری حدیث میں فرمایا کہ حضرت آدمؑ اُس کو بہشت سے ہمراہ لائے تھے۔ وُہ بہشت کے درخت عوسج کا تھا اور دوسری معتبر روایت کی بنا پر بہشت کے درخت مورد کا تھا۔ اُس میں دو شاخیں تھیں۔ شعیبؑ اُس کو ہمیشہ اپنے فرش کے پاس رکھتے تھے۔ جب سوتے تھے اپنے بستر میں چھپا کر رکھتے تھے۔ ایک روز موسیٰؑ نے اُس کو اُٹھا لیا۔ شعیبؑ نے فرمایا کہ میں تم کو امین جانتا تھا کیوں عصا کو بلا اجازت تم نے لیا۔ موسیٰؑ نے کہا اگر عصا میرا نہ ہوتا میں نہ اُٹھاتا۔ شعیبؑ نے سمجھا کہ انہوں نے خدا کے حکم سے اُٹھایا ہے اور وُہ پیغمبر ہیں۔ اس لئے عصا اُن کو دے دیا۔ دوسری حدیث معتبر میں حضرت صادقؑ سے منقول ہے کہ موسیٰؑ کا عصا بہشت کے درخت مورد کی ایک لکڑی تھی جس کو جبرئیلؑ اُن حضرت کے لئے لائے تھے۔ جس وقت کہ وُہ شہر مدین کی جانب متوجہ ہوئے۔ [1]

ثعلبی نے روایت کی ہے کہ عصائے موسیٰؑ میں دو شاخیں اور پر تھیں اور نیچے دو ٹیڑھی شاخیں اور سرا آہنی تھا۔ جب موسیٰؑ کسی بیابان میں اس وقت جاتے تھے جبکہ سورج نکلا نہ ہوتا

عصائے موسیٰؑ کے صفات

[1] مولف فرماتے ہیں کہ ممکن ہے کہ اُن حضرت کے پاس دو عصا رہا ہو ایک وہ جو جبرئیلؑ لائے تھے اور دوسرا وہ جو شعیبؑ نے دیا تھا۔

عصائے موسیٰ کے اوصاف۔

توان دونوں شاخوں سے ایک نور ساطع ہوتا اور جہاں تک نظر کام کرتی اُس کی روشنی معلوم ہوتی۔ جب اُن کو پانی کی ضرورت ہوتی عصا کو کنویں میں داخل کرتے تھے۔ پانی کنویں کے اوپر کھنچ آتا تھا۔ اس کے سرے پر ایک ڈول پیدا ہو جاتا اور پانی نکل آتا۔ جب کھانے کی ضرورت ہوتی۔ عصا کو زمین پر مارتے تو زمین سے اُس روز کی خوراک کے موافق کھانا باہر آجاتا۔ اگر میوے کی خواہش ہوتی زمین میں اُس کو گاڑ دیتے اُسی وقت وہ ایک درخت ہو جاتا اور اس سے میوہ حاصل ہوتا۔ اور جب دشمن سے جنگ کی نوبت آتی اُس کی دونوں شاخیں دو بڑے بڑے سانپ بن جاتے جو حضرت موسیٰؑ سے دشمن کو دفع کر دیتے جب اُن کے راستہ میں کوئی پہاڑ یا جنگل پڑ جاتا عصا کو مارتے تھے تو راستہ اُن کے لئے کھُل جاتا تھا۔ جب چاہتے تھے کہ کسی بڑی نہر کو عبور کریں عصا کو مارتے۔ نہر اُن کے واسطے پھٹ جاتی کبھی دُوسری شاخ سے شہد جوش مارتا۔ جب راستہ چلنے سے عاجز ہوتے اُس پر سوار ہوتے اور جس جگہ وُہ چاہتے وُہ ان کو لے جاتا اور اُن کی رہنمائی کرتا۔ اُن کے دشمنوں سے جنگ کرتا اُس میں سے ایسی خوشبو پیدا ہوتی کہ پھر دوسری خوشبو کی ضرورت نہ رہتی۔ جب اس کو معجزہ کے لئے زمین پر ڈال دیتے ایک اژدھا ہوجاتا کہ اُس سے زیادہ بڑا ہو نہیں سکتا۔ اُس کا رنگ نہایت سیاہ ہوتا اور چار پیر اُس کے لئے پیدا ہو جاتے اور دونوں شاخوں کے بجائے ایک بڑا سا دہن ہو جاتا اور بارہ ڈنک اور بہت سے دانت اُس میں نکل آتے اور اُس کے دانتوں سے ایک ڈراؤنی آواز آتی اور اُس کے دہن سے آگ کی زبان باہر نکل آتی اور اس کچی کے بجائے پَر نکل آتے جس کے ہر بال مثل شہاب کے چمکنے لگتے اور اُس کی آنکھیں مثل برق کے چمکتیں اور اُس سے ایک ہوا مانند بادِ سموم کے نکلتی کہ جس کو لگتی اُس کو جلا دیتی جب کسی اتنے بڑے پتھر کے پاس پہنچتا جو اونٹ کے برابر ہوتا اُس کو بھی نِگل جاتا اور اُس کے پیٹ میں پتھروں کی آواز معلوم ہوتی۔ بڑے بڑے درختوں کو جڑ سے اکھاڑتا اور کھا لیتا۔

شاذان بن جبرئیل نے حضرت رسولؐ سے روایت کی ہے کہ فرعون موسیٰؑ کی تلاش میں حاملہ عورتوں کے شکم کو چاک کر کے بچوں کو نکالتا اور مار ڈالتا۔ جب موسیٰؑ پیدا ہوئے اُسی وقت گفتگو کرنے لگے اور اپنی ماں سے بولے کہ مجھے ایک صندوق میں رکھ کر دریا میں ڈال دو۔ آپ کی ماں یہ عجیب حال دیکھ کر ڈریں اور کہا اے فرزند ڈرتی ہوں کہ تو غرق نہ ہو جائے۔ موسیٰؑ نے کہا خوف نہ کرو خداوند عالم مجھ کو تمہارے پاس جلد پہنچا

دے گا۔ اُن کی ماں اس معاملہ میں متعجب اور حیران تھیں یہاں تک کہ موسیٰؑ نے دوبارہ پھر کہا کہ مجھ کو ایک صندوق میں رکھ کر دریا میں ڈال دو۔ تب آپ کی ماں نے آپ کو دریا میں ڈال دیا وہ اُس میں ایک مدّت تک رہے نہ کچھ کھایا نہ پیا یہاں تک کہ حق تعالیٰ نے اُن کو کنارہ پر پہنچا دیا اور ان کی ماں سے ملا دیا ایک روایت ہے کہ ستر روز کے بعد وہ اپنی ماں کے پاس پہنچے اور دوسری روایت کے موافق سات ماہ تک ماں سے جدا رہے۔ یہاں تک شاذان کی روایت تھی۔

حدیث معتبر میں حضرت صادق سے منقول ہے کہ وہ تین روز سے زیادہ اپنی ماں سے جدا نہ رہے۔ اور دوسری معتبر حدیث میں فرمایا کہ جب فرعون مطلع ہوا کہ اُس کے مُلک کی بربادی موسیٰؑ کے ہاتھ سے ہوگی۔ کاہنوں کو طلب کیا اور اُن سے معلوم کیا کہ موسیٰؑ بنی اسرائیل سے ہوں گے لہذا برابر اپنے ملازموں کو حکم دیتا رہا کہ بنی اسرائیل کی حاملہ عورتوں کے شکم چاک کریں۔ یہاں تک کہ موسیٰؑ کی تلاش میں بیس ہزار سے زیادہ بنی اسرائیل کے بچوں کو مار ڈالا اور موسیٰؑ کو نہ قتل کر سکا اس لئے کہ خداوندعالم نے اُس کے شر سے اُن کی حفاظت کی۔

امام حسن عسکری کی تفسیر میں اس آیت وَاِذْ نَجَّيْنَاكُمْ مِّنْ اٰلِ فِرْعَوْنَ کے بارے میں مذکور ہے یعنی اے بنی اسرائیل اُس وقت کو یاد کرو جبکہ ہم نے تمہارے آبا و اجداد کو آل فرعون یعنی اُن لوگوں سے نجات دی۔ جو فرعون کی جانب منسوب تھے اور اس کے دین و مذہب میں اُس سے متحد تھے۔ يَسُوْمُوْنَكُمْ سُوْٓءَ الْعَذَابِ وُہ لوگ تم پر بدترین عذاب کرتے اور سخت تکلیفیں پہنچاتے تھے تم پر بوجھ لادتے تھے۔ فرمایا اُن کے شدید عذاب یہ تھے کہ فرعون ان لوگوں سے عمارات اور تعمیرات میں کام لیتا اور اس خوف سے کہ کام چھوڑ کر بھاگ نہ جائیں اُن کے پیروں میں زنجیریں ڈلوادی تھیں۔ اور وہ زنجیر و طوق پہنے ہُوئے سیڑھیوں سے بالاخانوں پر جاتے تھے بہت دفعہ ایسا ہوتا کہ اُن میں سے کوئی سیڑھی پر سے گر پڑتا مر جاتا یا ہاتھ پیروں سے بیکار ہوجاتا تو اُس کی کوئی پرواہ نہیں کی جاتی تھی یہاں تک کہ حق تعالیٰ نے موسیٰؑ پر وحی کی کہ ان لوگوں سے کہو کہ ہر کام شروع کرنے سے پہلے محمدؐ و آل محمدؐ پر صلوات بھیجیں تاکہ اُن کی مصیبتیں کم ہوں۔ وُہ لوگ یہ عمل کرنے لگے تو اُن پر بلائیں آسان اور سبک ہوتی جاتی تھیں۔ اُن کو یہ بھی بتا دیا کہ جو شخص صلوات بھول جائے اور سیڑھی پر سے گر کر بیکار ہوجائے تو محمدؐ و آلِ محمدؐ پر صلوات بھیجے اگر اُس سے ممکن نہ ہو کوئی دُوسرا

اُس پر صلوات پڑھے تو اسی وقت صحت پائے گا یُذَبِّحُوْنَ اَبْنَآءَ کُمْ فرمایا کہ جب فرعون سے لوگوں نے کہا بنی اسرائیل میں ایک فرزند پیدا ہو گا۔ جس کے ذریعہ سے تیری ہلاکت ہوگی اور تیری سلطنت کو زوال ہو گا تو اُس نے حکم دیا کہ اُن کے فرزندوں کو ذبح کر دیا جائے بنی اسرائیل کی عورتیں قابلہ عورتوں کو رشوت دیتی تھیں کہ اُس کے حمل کا اظہار نہ کرے۔ جب بچّہ پیدا ہوتا تو اُس کو کسی صحرا یا غار وغیرہ میں ڈال دیتیں اور اُس پر دس مرتبہ صلوات پڑھتیں تو حق تعالیٰ ایک فرشتہ کو مقرر کرتا کہ اُس کی تربیت کرے اور بچہ کے ایک انگلی سے دُودھ جاری ہوتا جس کو وہ پیتا تھا اور دُوسری انگلی سے نرم و ہلکی غذا پیدا ہوتی جسے وہ کھاتا تھا اسی طرح بنی اسرائیل کی نشو و نما ہوئی اور جو بچے اُن کے بچ گئے وہ اُن سے بہت زیادہ تھے جو مار ڈالے گئے۔ وَیَسْتَحْیُوْنَ نِسَآءَ کُمْ۔ یعنی تمہاری عورتوں کو زندہ چھوڑ دیتے تھے اور کنیزی میں لیتے تھے۔ موسیٰؑ سے اُن لوگوں نے فریاد کی کہ ہماری بہنوں اور بیٹیوں کو کنیز بنا لیتے ہیں اور اُن کی بکارت زائل کرتے ہیں۔ خدا نے وحی فرمائی کہ ان عورتوں سے کہو کہ جب لوگ اُن کے ساتھ ایسا ارادہ کریں محمدؐ اور اُن کی آل طاہرہ پر صلوات بھیجیں۔ جب اُن عورتوں نے ایسا کیا قوم فرعون کے مظالم ان سے خدا نے دفع فرمایا۔ لہٰذا جب فرعونی ایسا ارادہ کرتے تو یا کسی دُوسرے کام میں مشغول ہو جاتے یا بیمار ہو جاتے یا کسی سخت مرض میں گرفتار ہو جاتے تھے۔ خدا کے لطف و کرم سے کسی ایک بنی اسرائیل کی عورت کی بے عزتی پر قادر نہ ہو سکتے تھے۔ بلکہ حق تعالیٰ محمدؐ و آل محمدؐ پر صلوات کی برکت سے اُن سے یہ بلائیں دفع کر دیتا تھا وَفِیْ ذٰلِکُمْ یعنی اس نجات دینے میں بَلَآءٌ مِّنْ رَّبِّکُمْ عَظِیْمٌ پ سورہ بقرۃ آیت ۴۹۔ تمہارے پروردگار کی جانب سے ایک بڑی آزمائش تھی۔ خدا نے فرمایا کہ اے بنی اسرائیل یاد کرو اور سوچو کہ خدا نے جب تمہارے آباؤ اجداد سے محمدؐ و آل محمدؐ پہ صلوات بھیجنے کے سبب سے بلاؤں کو دفع کر دیا تو جب آنحضرتؐ کو دیکھو گے اور اُن پہ ایمان لاؤ گے تو تم پر خدا کا کس قدر فضل و کرم ہوگا اور اُس کی نعمتیں تمام ہوں گی۔

نہج البلاغہ میں مذکور ہے کہ حضرت امیر المومنینؑ نے زہد کے بارے میں بیان فرمایا کہ اپنے پیغمبر کی تاسّی کرو۔ اُس کے بعد آنحضرت کا کچھ زہد بیان کیا پھر فرمایا کہ اگر چاہو موسیٰؑ کلیم اللہ کی تاسّی کرو۔ جس وقت کہ آپ نے فرمایا رَبِّ اِنِّیْ لِمَآ اَنْزَلْتَ اِلَیَّ مِنْ خَیْرٍ فَقِیْرٌ (پ۲۰ سورۃ القصص آیت ۲۴) خدا کی قسم آپ نے سوال نہ کیا مگر ایک روٹی کا کیوں کہ زمین کی گھاس کھاتے تھے اور اُس کی سبزی آپ کے

شکم کی کھال سے نمایاں تھی اور دکھائی دیتی تھی کیونکہ وُہ بہت لاغر تھے اور گوشت بالکل جسم پر کم ہوگیا تھا اور دُوسرے خطبہ میں فرمایا ہے کہ حق تعالیٰ نے موسیٰؑ سے باتیں کیں جو بات کرنے کے قابل تھی اور ان کو اپنی نشانیوں میں سے ایک امرِ عظیم کا مشاہدہ کرایا یعنی اُن سے بغیر کسی عضو یا زبان یا دہن کے گفتگو کی۔ بلکہ ایک آواز ہوا میں پیدا کی اور موسیٰؑ نے سُنا۔ [1]

---

[1] مولف فرماتے ہیں۔ کہ حق تعالیٰ نے موسیٰؑ سے بقعۂ مبارکہ میں خطاب فرمایا کہ اپنی نعلین کو اتار دو اس لئے کہ تم وادیٔ مقدس میں ہو جس کا نام طویٰ ہے۔ مفسروں نے اس میں چند وجہیں بیان کی ہیں کہ کیوں خدا نے موسیٰؑ کو نعلین اُتارنے کا حکم دیا۔ اوّل یہ کہ مردہ گدھے کے چمڑہ کی تھی۔ اس لئے فرمایا کہ اتار دو اور یہ مضمون بسندِ موثق حضرت صادقؑ سے منقول ہے ۔ دوم یہ کہ گائے کے پاک کئے ہوئے چمڑہ کی تھی اور اُس کے اُتارنے کا حکم دیا کہ آپکا پیر وادی مقدس سے مس ہو۔ اور حضرت رسولؐ سے منقول ہے کہ اُس وادی کو اس واسطے مقدس کہتے ہیں کہ روحوں کو اُس جگہ پاک کیا اور ملائکہ اُسی جگہ برگزیدہ کئے گئے اور خدا نے اُس جگہ موسیٰؑ سے کلام کیا۔ سوم یہ کہ تواضع اور عاجزی پاؤں کو برہنہ کرنے میں ہے اس لئے حکم دیا کہ پاؤں کو برہنہ کریں چہارم یہ کہ موسیٰؑ نے نعلین کو نجاسات سے بچنے اور اذیت دینے والے جانوروں سے محفوظ رہنے کے لئے پہنا تھا۔ اور خدا نے اُن کو حشرات الارض سے بے خوف کر دیا تھا اور اُس وادی کی طہارت سے آپ کو مطلع کر دیا تھا یعنی یہ کہ اس وادی مقدس میں نعلین اور کفش پہننے کی ضرورت نہیں ہے۔ پنجم یہ کہ نعلین دنیا و آخرت سے کنایہ ہے ۔ یعنی جب وادی میں تم میرے پاس پہنچ گئے تو دل کو دُنیا و عقبیٰ کی محبت سے اٹھا لو اور مخصوص ہماری محبت میں لگاؤ۔ ششم یہ کہ نعلین کنایہ ہے مال اور اہل کی محبت سے یا محبت اہل و عیال سے چونکہ موسیٰؑ اپنی زوجہ کے لئے آگ لینے آئے تھے اور آپ کا دل اُن کی جانب لگا ہوا تھا۔ لہٰذا ان کو وحی پہنچی کہ اُن کی محبت کو دل سے نکال دو اور ہماری یاد کے سوا خانہ دل میں جو ہماری محبت کا حرم سرا اور ہمارے ذکر کا خلوت خانہ ہے ۔ دوسرے کی یاد کو راہ نہ دو۔ مثال اس کی یہ ہے کہ اگر کوئی شخص خواب دیکھے کہ اُس کا جوتا گم ہوگیا تعبیر کے لحاظ سے اُس کی زوجہ کے مرجانے کی دلیل ہوتی ہے جیسا کہ حدیث معتبر میں منقول ہے کہ سعد بن عبداللہ نے حضرت صاحب الامر صلوات اللہ علیہ سے اس آیت کی تفسیر دریافت کی جس وقت کہ حضرت بچہ تھے اور گود میں امام حسن عسکری علیہ السلام کے بیٹھے تھے اور کہا کہ فقہائے سنّی و شیعہ کہتے ہیں کہ خدا نے نعلین اُتارنے کے لئے اس وجہ سے فرمایا کہ وہ مردہ کے کھال کی تھی اُن حضرت نے فرمایا کہ جو یہ بات کہتا ہے موسیٰؑ پہ افترا باندھتا ہے اور اُن حضرت کو مرتبۂ پیغمبری کے ساتھ جہالت کو نسبت دیتا ہے کیونکہ دو صورت سے خالی نہیں ہے یا موسیٰؑ کی نماز اُس نعلین سے جائز تھی یا ناجائز تھی (باقی صفحہ ۴۰۳ پر)

ثعلبی نے روایت کی ہے کہ ایک شب میں حق تعالیٰ نے موسیٰؑ کو پیغمبری پر مبعوث کیا وہ ایک پیراہن پہنے ہوئے تھے جس میں بند کی جگہ پر ایک خلال لگائے ہوئے تھے اور اُن کا جبہ اور جامہ اُون کا تھا۔ حق تعالیٰ اُن سے ہمکلام تھا اور کہتا تھا کہ میری رسالت کے ساتھ فرعون کے پاس جاؤ میں تم کو دیکھتا ہوں اور تمہارے احوال سے مطلع ہوں میری قوت اور مدد تمہارے ساتھ ہے میں تم کو اپنی ضعیف مخلوق کی جانب بھیجتا ہوں جو میری نعمتوں کی زیادتی کے سبب مغرور اور میرے عذاب سے بیخوف ہوگئی ہے۔ دُنیا نے اُس کو مغرور بنادیا ہے اس درجہ کہ میرے حق اور ربوبیّت سے انکار کرتی ہے اور گمان کرتی ہے کہ مجھ کو نہیں پہچانتی۔ اپنے عزت و جلال کی قسم کھاتا ہوں کہ اگر ایسا نہ چاہتا کہ اپنی مخلوق پر اپنی حجت کو تمام کروں یقیناً اُس پر غضب ناک ہوتا ایسے جبّار کے غضب کی طرح جس کے غضب کے سبب سے زمین و آسمان پہاڑ و دریا و درخت و چارپائے غضبناک ہوتے ہیں اگر آسمان کو اجازت دیتا اُس پر وہ پتھروں کی بارش کرتا اگر زمین کو اجازت دیتا اُس کو نگل جاتی اگر پہاڑوں کو اجازت دیتا اُس کو پیس ڈالتے اگر دریاؤں کو حکم دیتا اُس کو غرق کرتے لیکن چونکہ میری عظمت و جلال کے مقابلہ میں حقیر و ذلیل ہے

(بقیہ حاشیہ صفحہ ۴۰۲) اگر جائز تھی تو اُس وادی میں بھی نعلین کا پہننا جائز تھا۔ ہرچند وہ وادی مقدس اور مطہر تھی اور اُن کی نماز اُس نعلین سے جائز نہ تھی تو اس بات کا کہنے والا قائل ہوگا کہ موسیٰؑ حلال و حرام کو نہیں جانتے تھے اور نہ اُن کو یہ معلوم تھا کہ کس چیز میں نماز جائز ہے اور کس چیز میں ناجائز۔ اور یہ قول کفر ہے سعد نے کہا تو میرے مولا اس آیت کی تاویل ارشاد فرمائیے۔ فرمایا کہ جب موسیٰؑ وادیٔ مقدس میں پہنچے کہا خداوندا میں نے اپنی محبت کو تیرے لئے خالص کیا ہے اور اپنے دل کو تیرے غیر کی خواہش کے داغ سے دھو رکھا ہے حالانکہ ابھی اُن کے دل میں زوجہ کی محبت تھی۔ خدا نے فرمایا کہ اپنی نعلین کو اُتار دو یعنی اپنے دل سے اپنی بیوی کی محبّت دور کردو اور نکال دو۔ اگر تم سچ کہتے ہو کہ تمہاری محبت میرے لئے خالص ہے اور تمہارا دل میرے سوا کسی طرف مشغول نہیں ہے۔ حدیث معتبر میں حضرت صادقؑ سے منقول ہے کہ نعلین اُتارنے سے مراد دو خوف کا دور کرنا تھا جو اُن حضرت کے دل میں تھا۔ ایک خوف اپنی زوجہ کے ضائع ہونے کا تھا کیونکہ وہ اُن کو زائیدگی کے درد میں چھوڑ گئے تھے اور آگ لینے آئے تھے اور دوسرا خوف فرعون کا تھا یعنی جب وادیٔ ایمن میں تم محفوظ ہو تو چاہئے کہ دُنیا کے خوف سے مطمئن ہو۔ لہٰذا ممکن ہے کہ روایت اوّل جو عامہ کی روایات کے موافق ہے۔ تقیہ کی بنا پر وارد ہوئی ہو۔ ۱۲

اس لئے اُس کو مہلت دی۔ میرا علم اُس کے شامل حال ہُوا اور میں تو اُس سے بلکہ تمام خلق سے بے نیاز ہوں اور میں ہی غنی و فقیر کا خلق کرنے والا ہوں۔ دُنیا میں کوئی غنی نہیں ہے سوائے اُس کے جس کو میں بے نیاز کر دوں اور فقیر نہیں ہے مگر یہ کہ میں اُس کو فقیر بنا دوں۔ لہذا میری رسالت اُس کو پہنچاؤ اور اس کو میری عبادت اور یکتائی کی جانب دعوت دو اور میرے عذاب و عقاب سے ڈراؤ اور قیامت کو یاد دلاؤ اور اُس کو بتادو کہ میرے غضب کی تاب کسی چیز کو نہیں لیکن نرمی سے گفتگو کرنا سختی نہ کرنا شاید اُس کی سمجھ میں آجائے یا اُس کو خوف ہو جائے اور اُس کو تعظیم کے ساتھ اس کی کنیت سے خطاب کرنا۔ میں نے جو لباس دُنیا اس کو عطا کیا ہے اُس سے مرعوب نہ ہونا۔ یقیناً وہ میری قدرت کے اندر ہے اور اُس کی پیشانی میرے ہاتھ میں ہے اُس کی پلک نہیں جھپکتی اور نہ وہ بات کرتا ہے نہ سانس لیتا ہے مگر میرے علم اور تقدیر کے ساتھ اُس کو آگاہ کرو کہ میں غضب و عقوبت کرنے سے عفو و مغفرت کے ساتھ زیادہ نزدیک ہوں اور اُس سے کہو کہ اپنے پروردگار کی اجابت کرے کہ اُس کی بخشش گنہگاروں کے لئے کھلی ہوئی ہے اور تجھ کو اس مدت میں مہلت دے دی ہے باوجودیکہ تو نے خدائی کا دعویٰ کیا اور لوگوں کو اُس کی پرستش سے باز رکھا۔ پھر بھی اس مدت میں اس نے تجھ پر بارش کی اور تیرے لئے زمین سے گھاس اُگائی اور تجھ کو عافیت کا لباس پہنایا۔ اگر وہ چاہتا تو تجھ کو بہت جلد اپنی سزا میں گرفتار کرتا اور جو کچھ تجھ کو عطا کیا ہے تجھ سے سلب کر لیتا لیکن وہ صاحب حلم عظیم ہے۔ چونکہ موسیٰ کا دل اُن کے فرزند میں لگا ہُوا تھا خدا نے ایک فرشتہ کو حکم دیا جس نے ہاتھ بڑھا کر اُن کے فرزند کو اُن کے پاس حاضر کر دیا۔ موسیٰؑ نے اس کو لیا اور ایک پتھر سے اُس کا ختنہ کیا اُسی وقت اُس کا زخم اچھا ہو گیا اور فرشتہ نے پھر اُس کو اُسی جگہ پہنچا دیا۔ موسیٰؑ اپنی بیوی کے ساتھ اُسی جگہ مقیم رہے یہاں تک کہ اہل مدین میں سے ایک چرواہے کا اُن کی طرف گذر ہوا۔ وہ اُن کے اہل و عیال کو شعیبؑ کے پاس لے گیا۔ وہ ان کے پاس مقیم رہے یہاں تک کہ خدا نے فرعون کو غرق کیا۔ اُس کے بعد شعیبؑ نے ان کو موسیٰؑ کے پاس بھیج دیا۔[1]

فصل سوم

موسیٰؑ و ہارونؑ کا فرعون اور اس کے اصحاب پر مبعوث ہونا اور وہ تمام واقعات جو فرعون اور اس کے ساتھیوں کے غرق ہونے تک گذرے

[1] مولف فرماتے ہیں کہ بعض روایتوں سے معلوم ہوتا ہے کہ موسیٰؑ اپنی زوجہ کے پاس واپس آئے۔

بسند معتبر حضرت صادقؑ سے منقول ہے کہ فرعون نے سات شہر اور سات قلعے تعمیر کئے تھے وہ اُن ہی میں موسیٰؑ کے خوف سے محصور تھا۔ ایک قلعہ سے دوسرے قلعہ تک جنگل بنوائے تھے۔ اُن میں درندہ شیروں کو چھوڑ رکھا تھا تاکہ جو شخص بغیر اس کی اجازت کے داخل ہو وہ اُس کو ہلاک کر ڈالیں۔ جب حق تعالیٰ نے موسیٰؑ کو رسالت کے ساتھ اُس کی طرف بھیجا وہ دروازہ اوّل پہ پہنچے اور اس پر عصا کو مارا وہ کھل گیا وہ اُس میں داخل ہوئے شیروں کی نظر اُن پر پڑی تو سب بھاگ گئے۔ اسی طرح جس دروازہ پر پہنچتے تھے وہ کھل جاتا تھا اور تمام شیر ذلیل ہو کر بھاگ جاتے تھے۔ آخر وہ قصر فرعون کے دروازہ پر پہنچ کر بیٹھ گئے۔ بالوں کے بُنے ہوئے کپڑے پہنے تھے اور عصا ہاتھ میں تھا۔ جب فرعون کا چوبدار جو لوگوں کے لیے اجازت طلب کرتا تھا باہر آیا۔ موسیٰؑ نے اُس سے کہا کہ میرے لئے مجلس فرعون میں آنے کی اجازت طلب کر۔ اُس نے توجہ نہ کی۔ پھر اُس سے کہا اُس نے جواب دیا کہ پروردگار عالم کو کوئی اور نہ ملا جو اُس نے تم کو پیغمبری کے لئے بھیجا۔ موسیٰؑ کو غصّہ آیا اور عصا کو دروازہ پہ مارا تو جتنے دروازے اُن کے اور فرعون کے درمیان تھے سب کھل گئے۔ فرعون نے موسیٰؑ کو دیکھا تو ان کو بلوایا۔ موسیٰؑ اُس کی مجلس میں آئے۔ وُہ سب سے بلند درجہ پر بیٹھا ہُوا تھا۔ جو اسّی ہاتھ اونچا تھا۔ موسیٰؑ نے کہا میں عالموں کے پروردگار کا تیری طرف رسول ہوں۔ فرعون نے کہا اگر سچے ہو تو کوئی علامت اور معجزہ دکھاؤ۔ یہ سُنکر موسیٰؑ نے عصا کو زمین پر ڈال دیا۔ اُس کی دو شاخیں تھیں۔ وُہ فوراً ایک زبردست اژدھا بن گیا اور اپنے منہ کو کھولا۔ ایک حصّہ کو قصر کے اُوپر اور دوسرے کو قصر کے نیچے رکھا۔ فرعون نے دیکھا کہ اُس کے شکم سے آگ کے شعلے نکلتے ہیں۔ اُس نے فرعون کی جانب رُخ کیا۔ فرعون کا اُس کے خوف سے پیشاب خطا ہو گیا۔ چلّایا اور فریاد کی کہ اسے موسیٰؑ اس کو پکڑ لو۔ جو لوگ اُس کی مجلس میں حاضر تھے سب کے سب بھاگ گئے۔ موسیٰؑ نے عصا کو اُٹھا لیا تو فرعون ہوش میں آیا اُس نے چاہا کہ موسیٰؑ کی تصدیق کرے اور اُن پر ایمان لائے۔ اُس کے وزیر ہامان نے کھڑے ہو کر کہا اے اپنے وقت کے خدا تجھ کو لوگ پوجتے ہیں اور تو ایک بندہ کا فرمانبردار ہونا چاہتا ہے۔ اُس کے اُمراء و رؤسا اُس کے پاس جمع ہوئے اور کہنے لگے۔ کہ یہ مرد ساحر ہے اور ایک روز مقابلہ کے واسطے مقرر کیا اور ساحروں کو جمع کیا کہ موسیٰؑ سے مقابلہ کریں۔ ساحروں نے رسیوں اور لکڑیوں کو پھینکا جو جادو کے ذریعہ سے حرکت میں آئے تو موسیٰؑ نے اپنے عصا کو زمین پر ڈال دیا اُس نے سب کو کھا لیا۔ وُہ بہتّر ساحر فرعون کی قوم سے تھے۔ جب اُن لوگوں نے یہ کھلا

ہُوا معجزہ دیکھا سجدہ میں گر پڑے اور فرعون سے کہا کہ موسیٰؑ کا کام جادو نہیں ہے اگر جادو ہوتا تو چاہیئے تھا کہ ہماری رسیاں اور لکڑیاں باقی رہتیں۔ آخر موسیٰؑ بنی اسرائیل کو لے کر مصر سے روانہ ہوئے۔ فرعون نے آپ کا تعاقب کیا۔ جب دریا میں شگاف ہوا اور بنی اسرائیل اُس میں داخل ہُوئے فرعون اپنے لشکر کے ساتھ دریا کے کنارے پہنچا وہ سب نر گھوڑوں پر سوار تھے۔ فرعون دریا میں داخل ہونے سے ڈرا تو جبرئیلؑ ایک مادہ گھوڑے پر سوار ہو کر آئے اور اُن لوگوں کے آگے دریا میں چلے یہ دیکھ کر اُن لوگوں کے گھوڑے اُس ماد کے پیچھے دریا میں داخل ہوئے اور سب غرق ہوگئے اور حق تعالیٰ نے پانی کو حکم دیا کہ فرعون کے مردہ جسم کو اُوپر کردے تاکہ بنی اسرائیل یہ نہ سمجھیں کہ وُہ نہیں مرا بلکہ پوشیدہ ہوگیا ہے۔ پھر حق تعالیٰ نے موسیٰؑ کو حکم دیا کہ بنی اسرائیل کے ساتھ مصر واپس جائیں خدا نے بنی اسرائیل کو فرعون اور اُس کے ساتھیوں کے تمام اموال و مکانات میراث میں عطا فرمائے کہ بنی اسرائیل کا ایک ایک آدمی اُن کے کئی کئی مکانوں پر قابض ہوا۔ پھر خدا نے اُن کو حکم دیا کہ شام کی جانب جائیں۔ وہ جب دریا سے عبور کر چکے تو ایک جماعت کے پاس پہنچے جو ایک بت کے گرد جمع تھی اور اُس کی پرستش کرتی تھی۔ بنی اسرائیل نے یہ دیکھ کر موسیٰؑ سے کہا کہ ہمارے لئے بھی ایک خدا بناؤ جیسا کہ اس جماعت کا خدا ہے موسیٰؑ نے کہا تم ایک جاہل گروہ ہو کیا خداوند عالم کے سوا کوئی اور خدا چاہتے ہو۔

بسند موثق حضرت امام جعفر صادق علیہ السلام سے منقول ہے کہ جب حق تعالیٰ نے فرعون کی جانب موسیٰؑ کو بھیجا وہ فرعون کے قصر کے دروازہ پر پہنچے اور اجازت طلب کی۔ اجازت نہ ملی تو عصا کو دروازہ پر مارا سب دروازے کھل گئے اور آپ فرعون کے دربار میں آئے اور کہا میں خدا کا رسول ہوں۔ اُس نے مجھ کو تیری طرف بھیجا ہے۔ بنی اسرائیل کو میرے حوالے کردے۔ میں اُن کو اپنے ساتھ لے جاؤں اُس نے کہا کیا میں نے تمہاری تربیت نہیں کی جب تم بچّے تھے اور تم نے وہ کام کیا جو کیا یعنی اُس مرد کو مار ڈالا اور کافروں میں ہوگئے یعنی میری نعمتوں کو بھول گئے موسیٰؑ نے کہا کہ ہاں میں نے کیا میں راستہ بھول گیا تھا پھر میں نے تم لوگوں سے گریز کی چونکہ مجھے خوف تھا پھر میرے پروردگار نے مجھے علم و حکمت عطا کی اور اپنا پیغمبر بنایا اور وہ نعمت جس کا تو مجھ پر احسان رکھتا ہے کہ میری تربیت کی وہ اس سبب سے تھی کہ بنی اسرائیل کو تو نے غلام بنا لیا تھا۔ اُن کے فرزندوں کو ہلاک کرتا تھا۔ لہٰذا وہ تیری نعمت اُس بلا کے سبب سے تھی۔ جس کا باعث تو خود تھا۔ فرعون نے پوچھا پروردگار عا

کیا ہے۔ اور کیا حقیقت رکھتا ہے کیونکر ہے۔ اُس کا مطلب خدا کی کیفیت معلوم کرنا تھا چونکہ وہ آثار سے پہچانا جاتا ہے اس کی کنہ حقیقت کو کوئی نہیں سمجھ سکتا اس لیئے اس کے بارے میں کیونکر اور کیسے کا سوال غلط ہے لہذا موسیٰؑ نے کہا کہ وہ آسمانوں اور زمینوں کا خالق ہے اور جو کچھ اُن کے درمیان میں ہے سب کا پالنے والا ہے اگر تم کو یقین آئے۔ فرعون نے تعجب کے ساتھ اپنے ساتھیوں سے کہا کہ کیا نہیں سُنتے ہو میں کیفیت کے بارے میں پوچھتا ہوں اور وہ خلق کے بارے میں جواب دیتا ہے۔ پھر موسیٰؑ سے کہا کہ اگر میرے سوا کسی اور خدا کے قائل ہوگے تو میں تم کو زندان میں بھیج دوں گا موسیٰؑ نے کہا اگر ظاہری معجزہ لاؤں پھر بھی تو اعتقاد نہ کرے گا۔ فرعون نے کہا اگر تم سچے ہو تو لاؤ۔ موسیٰؑ نے اپنے عصا کو زمین پر رکھ دیا اور وہ ایک اژدھا بن گیا۔ یہ دیکھ کر جو لوگ فرعون کے پاس بیٹھے تھے سب کے سب بھاگ گئے۔ فرعون خوف سے ضبط نہ کر سکا اور چلّا اٹھا کہ اے موسیٰؑ تم کو قسم دیتا ہوں اُس دُودھ کے حق کی جو تم نے ہمارے پاس رہ کر پیا ہے کہ اُس کو ہم سے دفع کرو۔ موسیٰؑ نے عصا کو اٹھا لیا اور اپنا ہاتھ گریبان سے نکالا جس کے نور کی روشنی سے آنکھیں خیرہ ہوگئیں۔ جب فرعون حیرت و وحشت سے ہوش میں آیا۔ ارادہ کیا کہ موسیٰؑ پر ایمان لائے۔ ہامان نے اُس سے کہا کہ مدتوں تو نے خدائی کی اور لوگوں نے تیری پرستش کی اب تو چاہتا ہے کہ اپنے بندہ کا فرمانبردار بنے فرعون نے اپنے امرا و رؤسا سے جو اُس کے پاس موجود تھے کہا کہ یہ مرد ساحر اور بڑا چالاک ہے۔ تم کو زمین مصر سے جادو کے ذریعہ سے نکالنا چاہتا ہے لہذا اس کے بارے میں تم کیا حکم دیتے ہو اور تمہاری کیا رائے ہے۔ اُن لوگوں نے کہا کہ موسیٰؑ اور اُن کے بھائی ہارونؑ کے معاملہ میں تامل کرو اور لوگوں کو مصر کے شہروں میں بھیجو کہ تمہارے پاس جادوگروں کو تلاش کر کے حاضر کریں۔ فرعون و ہامان خود بھی جادو جانتے تھے اور لوگوں پر سحر میں غالب ہو چکے تھے بلکہ فرعون تو جادو کے ذریعہ سے خدائی کا دعویٰ کرتا تھا۔ غرض مصر کے شہروں سے ہزار ساحروں کو جمع کیا۔ ہزار میں سے ایک سَو اور سَو میں سے اسّی افراد کو انتخاب کیا جو سب سے زیادہ ماہر اور جاننے والے تھے۔ اُن جادوگروں نے فرعون سے کہا کہ ہم سحر میں کمال رکھتے ہیں دنیا میں ہم سے زیادہ جادو جاننے والا کوئی نہیں ہے اگر موسیٰؑ پر ہم غالب ہوں گے تو ہمیں کیا انعام ملے گا کہا اگر تم اُس پر غالب ہو جاؤ گے تو یقیناً میرے مقرب ہو جاؤ گے اور تم کو اپنی بادشاہی میں شریک کروں گا۔ ساحروں نے کہا اگر موسیٰؑ ہم لوگوں پر غالب ہوگئے

جادوگروں سے جناب موسیٰؑ کا مقابلہ

اور انہوں نے ہمارے سحر کو باطل کر دیا تو ہم سمجھ لیں گے کہ جو کچھ وہ لائے ہیں سحر کے قسم سے نہیں ہے نہ مکرو حیلہ ہے۔ ہم لوگ اُن پر ایمان لائیں گے اور اُن کی تصدیق کریں گے۔ فرعون نے کہا اگر موسیٰؑ تم پر غالب ہوں گے تو میں بھی اُن کی تصدیق کروں گا۔ لیکن اپنی تدبیر و کوشش کرو۔ غرضکہ ان لوگوں نے وعدہ کیا کہ عید کے روز جو اُن میں مقرر تھا موسیٰؑ میدان میں آئیں جب وہ دن آیا اور آفتاب بلند ہوا۔ فرعون کے تمام ساحر اور اُس کی تمام رعایا جمع ہوئی اور فرعون کے لئے ایک قبہّ بنایا گیا جس کی بلندی اسّی گز تھی۔ اُس قبہ کو فولاد سے مڑھ دیا گیا۔ اُس فولاد پر صیقل کیا گیا کہ جب آفتاب اُس پر چمکتا اُس فولاد کی چمک سے کسی کو اُس کی طرف نظر کرنے کی تاب نہ تھی۔ فرعون و ہامان آ کر اُس قصر میں بیٹھے تاکہ موسیٰؑ اور ساحروں کی جنگ دیکھیں۔ موسیٰؑ آسمان کی جانب دیکھتے تھے اور اپنے پروردگار کی وحی کے منتظر تھے۔ ساحروں نے موسیٰؑ کا یہ حال مشاہدہ کر کے فرعون سے کہا کہ ہم اس شخص کو آسمان کی جانب متوجہ دیکھتے ہیں اور ہمارا سحر آسمان پر نہیں پہنچ سکتا ہم تو تمہارے لئے اہل زمین کے سحر کے دفع کرنے کے ضامن ہوئے ہیں، ہم آسمانی معجزہ کا کوئی علاج نہیں کر سکتے۔ پھر ساحروں نے موسیٰؑ سے کہا کہ ابتدا تم کرو گے یا ہم کریں۔ موسیٰؑ نے کہا کہ جو کچھ تم کو کرنا ہو کرو۔ یہ سنکر ان لوگوں نے رسّیاں اور لکڑیاں جن پر جادو کیا تھا سب کو موسیٰؑ کی طرف پھینکا اور کہا کہ فرعون کی عزّت کی قسم ہم لوگ غالب ہوں گے۔ وہ سب سانپ اور اژدھوں کی طرح حرکت میں آئے لوگ ڈرے اور موسیٰؑ کے دل میں بھی خوف پیدا ہوا۔ اُن کو ربّ اعلیٰ کی جانب سے آواز آئی کہ مت ڈرو کیونکہ تم بلند تر ہو اور غالب آؤ گے۔ اپنے عصا کو زمین پر ڈال دو تاکہ جو کچھ ان ساحروں نے بنایا ہے سب کو وہ اُچک لے اور کھا جائے کیونکہ اُن کا بنایا ہوا جادو ہے اور تمہارا فعل معجزہ خداوند عالم ہے جب موسیٰؑ نے عصا کو زمین پر ڈال دیا وہ قلعہ کے مانند بلند ہوا اور ایک بہت بڑا اژدھا ہو گیا اور زمین سے سر اُٹھایا اور اپنے دہن کو کھولا اور اپنے منہ کے اوپر کا سرا قصرِ فرعون کے اُوپر لے گیا اور نیچے کا سرا قصر کے نیچے رکھا پھر واپس ہوا اور ساحروں کے تمام عصا اور رسیّوں کو کھا گیا لوگ اُس کے خوف سے منہزم ہوئے۔ اُن کے بھاگنے میں دس ہزار مرد اور عورتیں اور بچے پامال ہو گئے۔ اُدھر سے واپس آ کر اُس نے پھر فرعون اور ہامان کے قصر کا رُخ کیا۔ اُس کی دہشت سے ان دونوں کے پیشاب و پاخانے خطا ہو گئے کہ اُن کے کپڑے نجس ہو گئے اور سر کے بال سفید ہو گئے موسیٰؑ بھی لوگوں کے ساتھ بھاگے تو خدا نے ان کو ندا کی کہ عصا کو اُٹھا لو اور خوف نہ

کرو کیونکہ میں اُس کو حالت اوّل میں پھیر دوں گا۔ حضرت نے اپنی چادر اپنے ہاتھ میں لپیٹ کر اُس کے دہن میں ڈالا اور اُس کی زبان کو پکڑا تو وہی عصا ہو گیا جو پہلے تھا۔ جب ساحروں نے اس ظاہر اور کھلے ہوئے معجزہ کو دیکھا سب سجدہ میں گر پڑے اور کہا ہم موسیٰؑ و ہارونؑ کے خدا پر ایمان لائے۔ فرعون اُن پر غضبناک ہُوا کہ اس پر ایمان لاتے ہو قبل اس کے میں اجازت دوں۔ کیا موسیٰؑ تمہارا بزرگ ہے اُس نے تم کو جادو سکھایا ہے تم کو جلد معلوم ہو جائے گا کہ تمہارے ساتھ کیا برتاؤ کروں گا یقیناً تمہارے ہاتھ پیروں کو ایک دوسرے کے مخالف جانب سے قطع کروں گا اور سب کو خرمے کے درختوں پر سولی دوں گا۔ ان لوگوں نے کہا کہ تیری کوشش سے ہم کو کوئی ضرر نہیں پہنچ سکتا۔ اس لئے کہ ہم اپنے پروردگار کی جانب واپس ہوئے ہیں اور ہم کو اُمید ہے کہ وہ ہمارے گناہوں کو بخش دے گا۔ اس سبب سے کہ ہم پہلے گروہ ہیں جو اُس کے پیغمبر پر ایمان لائے ہیں۔ یہ سُن کر فرعون نے اُن لوگوں کو قید کر دیا یہاں تک کہ خدا نے اُن پر طوفان ٹڈی جوں اور مینڈک اور خون مسلّط کیا تو فرعون نے اُن کو رہا کیا۔ پھر خدا نے موسیٰؑ کو وحی کی رات کو میرے بندوں کو لے کر مصر سے نکل جاؤ فرعون اور اُس کے لشکر والے تمہارے پیچھے آئیں گے۔ موسیٰؑ بنی اسرائیل کو لے کر دریائے نیل کے کنارے آئے تا کہ دریا سے گذریں۔ فرعون کو خبر پہنچی تو اُس نے اپنے لشکر کو جمع کیا۔ ساٹھ ہزار شخصوں کو مقدمۂ لشکر بنا کر آگے بھیجا اور خود ایک لاکھ سواروں کے ساتھ روانہ ہُوا جیسا کہ حق تعالیٰ نے فرمایا ہے کہ ہم نے اُن لوگوں کو باغوں، چشموں اور خزانوں اور عمدہ منزلوں سے نکالا اور اُن چیزوں کو بنی اسرائیل کو عطا کیا۔ وہ لوگ طلوع آفتاب کے وقت موسیٰؑ کے تعاقب میں روانہ ہوئے جب موسیٰؑ دریا کے کنارے پہنچے اور فرعون اُن کے نزدیک ہوا۔ اصحابِ موسیٰؑ نے کہا کہ یہ لوگ ہمارے قریب آ گئے۔ موسیٰؑ نے کہا اُن کو ہم پر قابو نہیں ہو سکتا ہمارا خدا ہمارے ساتھ ہے۔ وہ ہم کو دشمنوں کے شر سے نجات دے گا۔ پھر موسیٰؑ نے دریا سے خطاب کیا کہ شگافتہ ہو جا۔ دریا سے آواز آئی کہ اے موسیٰؑ تکبّر کرتے ہو کہ مجھ کو حکم دیتے ہو کہ تمہارے لئے شگافتہ ہو جاؤں حالانکہ میں نے یک چشم زدن کے لئے کبھی خدا کی معصیت نہیں کی ہے اور تمہارے پاس بہت سے ایسے لوگ ہیں جنھوں نے بہت معصیت کی ہے موسیٰؑ نے کہا اے دریا خدا کی نافرمانی سے پرہیز کر اور تو جانتا ہے کہ آدمؑ نافرمانی کی وجہ سے بہشت سے نکالے گئے اور شیطان خدا کی معصیت کے سبب ملعون ہُوا۔ دریا نے کہا میرا پروردگار بہت

بلند ہے اور اُس کا حکم قابل اطاعت ہے اور کسی چیز کو مناسب نہیں ہے کہ اس کی نافرمانی کرے اگر وہ فرمائے تو میں اطاعت کروں۔ پس یوشعؑ بن نون موسیٰؑ کے پاس آئے اور کہا اے پیغمبر خدا حق تعالیٰ نے تم کو کس چیز کا حکم دیا ہے۔ موسیٰؑ نے کہا کہ اس دریا سے گذرنے کا۔ یوشعؑ نے یقین کی قوت کے ساتھ اپنے گھوڑے کو پانی پر رواں کیا اور دریا سے گذر گئے اور گھوڑے کا سُم تر نہ ہُوا۔ چونکہ بنی اسرائیل نے قبول نہ کیا کہ پانی پر چلیں خدا نے موسیٰؑ کو حکم دیا کہ اپنے عصا کو دریا پر ماریں۔ جب عصا کو مارا دریا شگافتہ ہُوا اور بارہ راہیں اُس میں پیدا ہو گئیں۔ آفتاب نے دریا کی زمین کو خشک کر دیا۔ بنی اسرائیل بارہ اسباط تھے ہر سبط ایک ایک راہ پر روانہ ہُوا۔ پانی اُن کے سر کے اُوپر بلند اور پہاڑ کے مانند رُکا ہوا تھا۔ اُس سبط نے جو موسیٰؑ کے ساتھ تھا شور و غل مچایا کہ ہمارے بھائی یعنی دوسرے اسباط کیا ہُوئے۔ موسیٰؑ نے کہا وہ تمہارے مثل دریا کی سیر کر رہے ہیں۔ لوگوں نے موسیٰؑ کی تصدیق نہ کی۔ یہاں تک کہ خدا نے دریا کو حکم دیا تو وہ مشبک ہو گیا اور پانی کی دیواروں میں بہت سے طاق پیدا ہو گئے۔ جس سے ایک دوسرے کو دیکھتے تھے اور گفتگو کرتے تھے۔ جب فرعون اپنے لشکر کے ساتھ دریا کے کنارے پہنچا اور اس عظیم معجزہ کو مشاہدہ کیا اپنے اصحاب کی جانب رُخ کر کے بولا کہ میں نے اس دریا کو تمہارے لئے شگافتہ کیا ہے تاکہ عبور کرو لیکن کوئی جرأت نہیں کرتا تھا کہ دریا میں داخل ہو، اُن کے گھوڑے بھی پانی کے ہول سے بھاگ رہے تھے۔ جب فرعون اپنے گھوڑے کو دریا میں لے چلا۔ اُس کا منجم اُس کے پاس آیا اور کہا کہ اس میں داخل نہ ہوجئے اُس نے نہ مانا اور گھوڑے کو مارا کہ دریا میں داخل کرے۔ گھوڑا رُکا۔ وُہ سب نر گھوڑوں پر سوار تھے۔ جبرئیلؑ ایک اسپ مادہ پر سوار ہو کر آئے اور فرعون کے گھوڑے کے سامنے روانہ ہُوئے اور دریا میں داخل ہُوئے۔ فرعون کا گھوڑا بھی مادہ کی خواہش سے داخل ہوا پھر تو اُس کے اصحاب بھی اُس کے پیچھے داخل ہوئے اور جب موسیٰؑ کا آخری ساتھی دریا سے نکلا فرعون کا آخری ہمراہی دریا میں داخل ہوا اور جب فرعون کے تمام اصحاب دریا میں داخل ہو گئے حق تعالیٰ نے ہوا کہ حکم دیا کہ دریا کو ملا دے اور پانی کے پہاڑ آپس میں یکبارگی اُن لوگوں پر گر پڑے اُس وقت فرعون نے کہا کہ میں اُس خدا پر ایمان لایا۔ جس پر بنی اسرائیل ایمان لائے ہیں اور اُس کے سوا کوئی معبود نہیں ہے اور میں مسلمان ہوا اُس وقت جبرئیلؑ نے ایک مٹھی کیچڑ لے کر اُس کے مُنہ میں بھر دیا اور کہا جبکہ عذاب خدا تجھ پر نازل ہُوا تب ایمان لاتا ہے قبل

جناب موسیٰ کا بنی اسرائیل کو لیکر دریا سے عبور کرنا

اس کے زمین میں فساد کرنے والا تھا۔[1]

علی بن ابراہیم نے اس آیۂ کریمہ کی تفسیر میں روایت کی ہے جس کا ترجمہ یہ ہے کہ فرعون نے کہا کہ میری قوم کے سردارو میں تمہارے لئے بجز اپنے کوئی خدا نہیں جانتا۔ اے ہامان مٹی سے اینٹ بنا کر آگ میں پختہ کرو اور میرے لئے ایک قصر بلند تیار کرو شاید اُس پر جا کر موسیٰ کے خدا کا پتہ لگاؤں اور میں تو اُس کو دروغ گو سمجھتا ہوں۔ بیان کیا گیا ہے کہ ہامان نے ایک قصر اس قدر بلند تیار کیا کہ اُس پر کوئی ہوا کی زیادتی کے سبب ٹھہر نہیں سکتا تھا۔ اُس نے فرعون سے کہا کہ اس سے زیادہ بلند قصر نہیں بنایا جا سکتا۔ وہ قصر تیار ہوا تو خدا نے ایک ہوا بھیجی جس نے قصر کو جڑ سے اُکھیڑ پھینکا

---

[1] مؤلف فرماتے ہیں کہ ساحروں کے جادو سے موسیٰؑ کے ڈرنے کے سبب میں اختلاف ہے بعض کہتے ہیں کہ وہ حضرت اس لئے ڈرے کہ مبادا معجزہ اور جادو کا معاملہ جاہلوں میں مشتبہ نہ ہو جائے اور وہ گمان کریں کہ جو کچھ موسیٰ کرتے ہیں وہ بھی اُن ہی ساحروں کے فعل کی طرح ہے۔ اس کی تائید میں ایک روایت حضرت امیرؑ سے منقول ہے اور بعض کہتے ہیں کہ آنحضرت کا خوف بمقتضائے بشریت تھا اور وہ یقین اور مرتبہ کے منافی نہیں ہے اور بعض کا خیال ہے کہ چونکہ حضرت کو عصا زمین پر ڈالنے کا دیر میں حکم ہوا وہ ڈرے کہ قبل اس کے متفرق نہ ہو جائیں اور گمان نہ کریں کہ وہ ساحر سچے ہیں۔ لیکن وجہ اول زیادہ واضح ہے۔ اور جاننا چاہیئے کہ فرعون نے ان ساحروں کو قتل کیا یا نہیں مشہور یہ ہے کہ اُن کو دار پر کھینچا اور اُن کے ہاتھوں اور پیروں کو کاٹ ڈالا وہ لوگ روز اول ساحر اور کافر تھے اور روز آخر صاحبان ایمان بزرگ اور شہید ہوئے بعض نے کہا کہ اُن لوگوں کو قید کر دیا تھا اور آخر میں جبکہ عذاب اُن پر نازل ہوا تمام بنی اسرائیل کے ساتھ رہا ہوئے اور خدا نے فرعون کے ساتھ اُن کے مکالمہ کا ذکر کیا ہے کہ اُن لوگوں نے کہا کہ ہم لوگوں پر کیا طعن کرتا ہے اس کے سوا کہ جب ہم نے اپنے پروردگار کی نشانیاں مشاہدہ کیں۔ اُس پر ایمان لائے۔ خداوندا ہم کو فرعون کے مظالم پر صبر عطا فرما اور دنیا سے مسلمان اُٹھانا اور دوسری جگہ فرمایا ہے۔ کہ فرعون نے اُن سے کہا کہ موسیٰؑ تمہارا بزرگ ہے کہ تم لوگوں کو جادو سکھایا ہے۔ تمہارے ہاتھ پیر کاٹ کر خرما کے درخت پر دار پہ کھینچوں گا۔ اُس وقت تم کو معلوم ہو گا کہ میرا عذاب زیادہ سخت ہے یا موسیٰؑ کے خدا کا عذاب اُن لوگوں نے کہا۔۔۔۔ کہ اُس خدا کے مقابلہ میں جس نے ہم کو پیدا کیا ہے ان کھلے معجزات کے ظاہر ہونے کی وجہ سے ہم تجھ کو نہیں مانتے۔ لہذا جو تجھ کو کرنا ہو کر لے کیونکہ تیرا حکم صرف زندگانی دُنیا تک ہے یقیناً ہم اپنے پروردگار پر ایمان لائے ہیں وہ ہمارے گناہ اور جادو کو جس پر تو نے ہم کو مجبور کیا بخش دے گا وہی خدا ہمارے لئے تجھ سے بہتر اور ہمیشہ باقی رہنے والا ہے۔

تو فرعون نے ایک صندوق بنوایا اور چار گدھ کے چوزے لے کر اُن کی تربیت کی جب
وُہ بڑے ہوگئے صندوق کے ہر طرف لکڑیاں جوڑی گئیں۔ ہر لکڑی کے سرے پر گوشت
کے ٹکڑے باندھے گئے اور گدھوں کو بہت بھوکا رکھا پھر ہر گدھ کے پیر کو اُن لکڑیوں
سے باندھا اور فرعون اور ہامان اُس صندوق میں بیٹھے۔ وہ گدھ اُس گوشت کی خواہش
میں اُڑے اور ہوا میں بلند ہوئے۔ تمام دن اُڑتے رہے۔ فرعون نے ہامان سے کہا کہ
آسمان کی جانب نظر کرو اور دیکھو کہ ہم آسمان پر پہنچ گئے۔ ہامان نے دیکھا اور کہا کہ آسمان
کو اتنی ہی دور دیکھتا ہوں جتنا کہ زمین سے دیکھتا تھا۔ کہا اچھا زمین کی جانب نظر کرو
اُس نے دیکھا اور کہا زمین تو نہیں مگر دریا اور پانی دکھائی دیتا ہے۔ پھر اس قدر پرواز
کی کہ آفتاب غروب ہوگیا اور دریا بھی نگاہوں سے اوجھل ہوگئے۔ جب آسمان کو دیکھا
اتنی ہی دُور نظر آیا جتنا کہ پہلے دکھائی دیتا تھا۔ جب رات ہوگئی۔ ہامان نے آسمان کو
دیکھا۔ فرعون نے پوچھا کیا ہم آسمان پر پہنچ گئے۔ اُس نے کہا ستاروں کو اُسی دُوری
پر دیکھتا ہوں جیسے کہ زمین سے دیکھتا تھا اور زمین پر سیاہی اور تاریکی کے سوا کچھ نہیں
دکھائی دیتا پھر وہ واپس ہو کر نیچے زمین پر آئے۔ فرعون کی سرکشی اور گمراہی پہلے سے بھی
زیادہ ہوگئی۔ علی بن ابراہیم نے شیخ طبرسی سے اور قطب راوندی رضی اللہ عنہم نے حضرت
امام محمد باقر و امام جعفر صادق علیہما السلام سے روایت کی ہے اور تمام عامہ و خاصہ مفسّرین
سے منقول ہے کہ جب عصا کا معجزہ ظاہر ہوا اور جادوگر موسیٰؑ پر ایمان لائے فرعون مغلوب
ہوا مگر پھر بھی ایمان نہ لایا اور اپنی قوم کے ساتھ اپنے کفر پر اڑا رہا۔ اور ابن عباس سے
روایت کی ہے کہ اُس روز ساٹھ ہزار بنی اسرائیل موسیٰؑ پر ایمان لائے اور ان کے مطیع ہوئے
تو ہامان نے فرعون سے کہا کہ جو لوگ موسیٰؑ پر ایمان لائے ہیں اُن کی جستجو کر اور جو تجھ کو مل جائے
اُس کو قید کردے۔ جب فرعون نے بنی اسرائیل کو قید کیا۔ متواتر علامتیں اُس پر ظاہر ہوئیں اور وُہ
قحط اور میووں کی کمی میں مبتلا ہوا اور قطب راوندی کی روایت کی بنا پر جب فرعون اور اس کی
قوم کے لوگوں نے ارادہ کیا کہ موسیٰؑ کے ساتھ مکر و حیلہ کریں اور اذیت پہنچائیں سب سے پہلے فرعون
نے یہ تدبیر کی کہ حکم دیا کہ ایک بلند عمارت تیار کریں۔ تاکہ عوام کو دکھائے کہ میں آسمان پر جا کر
موسیٰؑ کے خدا سے جنگ کرنا چاہتا ہوں لہذا ہامان کو قصر تیار کرنے کا حکم دیا یہاں تک کہ
پچاس ہزار کاریگروں کو اُس نے جمع کیا علاوہ ان لوگوں کے جنہوں نے اینٹیں بنائیں۔ اور
لکڑیاں تراشیں اور دروازے بنائے اور میخیں تیار کیں اور اتنی بلند عمارت بنائی کہ ابتدائے
دُنیا سے اُس وقت تک کوئی عمارت اُس کے برابر بلند نہیں بنائی گئی تھی۔ اُس عمارت کی بنیاد

ایک پہاڑ پر رکھی گئی تھی۔ جب وہ تیار ہوگئی تو حق تعالیٰ نے پہاڑ میں زلزلہ پیدا کیا اور وہ عمارت بنانے والوں اور کام کرنے والوں اور تمام موجودہ لوگوں پر منہدم ہوگئی اور سب ہلاک ہوگئے۔ اس وقت فرعون نے موسیٰؑ سے کہا کہ تم کہتے ہو کہ تمہارا پروردگار عادل ہے اور ظلم نہیں کرتا۔ یہ اُس کی عدالت تھی کہ اتنے لوگوں کو ہلاک کر دیا۔ بس ہمارے پاس سے دُور ہو اپنے ساتھیوں کو لے جاؤ اور اپنے پروردگار کی رسالت انہیں کو پہنچاؤ۔ حق تعالیٰ نے موسیٰؑ کو وحی کی کہ اُس سے علیحدہ ہو جاؤ اور اُس کو اُس کے حال پر چھوڑ دو۔ کیونکہ وہ تمہارے واسطے لشکر جمع کرنا چاہتا ہے تاکہ تم سے جنگ کرے۔ لہذا اُس سے ایک مدّت طے کرلو اور اپنے لشکر کو اُس سے الگ کر لو کہ تمہاری امان میں رہیں اور عمارتیں بناؤ اور اپنے مکانات ایک دُوسرے کے پاس تیار کرو یا قبیلہ کے موافق بناؤ روایت معتبر میں وارد ہوا ہے کہ خدا نے ہر ایک کو حکم دیا کہ اپنے مکانوں میں نمازیں پڑھیں موسیٰؑ نے فرعون سے چالیس روز کی مدّت طے کی۔ خدا نے وحی فرمائی کہ وہ تمہارے لئے لشکر جمع کرتا ہے۔ تم خوف نہ کرو۔ میں اُس کا مکر وضرر تم سے دفع کردوں گا۔ پھر موسیٰؑ فرعون کے دربار سے نکلے۔ اُس وقت تک عصا اُسی طرح ایک خوفناک اژدہا بنا ہوا تھا۔ حضرت موسیٰؑ اس کے پیچھے دوڑتے اور چلاتے اور اُس کے گرد گھومتے تھے۔ لوگ دیکھتے اور تعجب کرتے اور ترساں اور ہراساں اُس سے بھاگتے۔ یہاں تک کہ وہ اپنے لشکر میں داخل ہوئے اور عصا کو اُٹھا لیا۔ وہ اپنی اصلی صورت میں ہوگیا۔ حضرت نے اپنی قوم کو جمع کیا اور ایک مسجد بنائی۔ جب چالیس روز کی مہلت ختم ہوگئی حق تعالیٰ نے موسیٰؑ کو وحی کی کہ عصا کو دریائے نیل پر ماریں جب حضرت نے عصا کو مارا دریا تمام خون ہوگیا۔

علی بن ابراہیم کی روایت میں وارد ہوا ہے کہ جس وقت بنی اسرائیل موسیٰؑ پر ایمان لائے فرعون کی قوم کے رُوسا نے اس سے کہا کیا تو موسیٰؑ اور اُس کی قوم کو چھوڑے دیتا ہے تاکہ زمین میں فساد پھیلائیں اور تجھ کو اور تیرے خداؤں کو ترک کردیں۔ امام نے فرمایا کہ فرعون پہلے بتوں کی پرستش کرتا تھا۔ آخر میں خدائی کا دعویٰ کرنے لگا۔ یہ سُن کر فرعون نے کہا کہ عنقریب اُن کے لڑکوں کو قتل کردوں گا۔ اور اُن کی لڑکیوں کو قید کروں گا اور ہم لوگ تو اُن پر مسلط ہیں۔ پس جب فرعون نے بنی اسرائیل کو قید کیا اس لئے کہ موسیٰؑ پر ایمان لائے تھے۔ بنی اسرائیل نے موسیٰؑ سے عرض کی کہ آپ کے آنے سے قبل ہمارے لڑکوں کے قتل سے ہم کو اذیت پہنچتی تھی اور آپ کے آنے کے بعد ہم کو یہ آزار پہنچتا ہے کہ ہم قید کئے جاتے ہیں۔ موسیٰؑ نے کہا کہ نزدیک ہے کہ خدا تمہارے دشمن کو ہلاک کریگا۔

اورتم کو زمین میں اُس کا جانشین قرار دے گا۔ لہذا غور کرو کہ اُس کا شکر کیونکر ادا کرو گے
پھر حق تعالیٰ نے قوم فرعون کو قحط اور طرح طرح کی بلاؤں میں مبتلا کیا۔ جب کوئی نعمت
اُن کو ملتی کہتے تھے کہ ہماری برکت کے سبب سے ہے اور جب کوئی بلا اُن پر نازل ہوتی
کہتے تھے کہ یہ موسیٰؑ اور اُس کی قوم کی نحوست کے سبب سے ہے۔ غرض جب قحط
اور پھلوں کی کمی اور طرح طرح کی بلاؤں میں گرفتار ہوئے پھر بھی بنی اسرائیل کی تکلیف
سے باز نہیں آئے۔ موسیٰؑ نے فرعون کے پاس جاکر کہا کہ بنی اسرائیل سے دست بردار
ہوجا اُس نے قبول نہ کیا۔ موسیٰؑ نے ان لوگوں پر نفرین کی۔ حق تعالیٰ نے طوفانِ آب
اُن پر بھیجا۔ جس نے قبطیوں کے تمام مکانات و عمارات کو برباد کردیا اور سب نے
جنگلوں میں جاکر خیمے نصب کئے۔ قبطیوں کے مکانات برباد ہوگئے لیکن ایک قطرہ
پانی بنی اسرائیل کے مکانوں میں داخل نہ ہوا۔ پانی اُن کی زمینوں میں جمع ہوگیا کہ زراعت
بھی وہ نہ کرسکتے تھے تو فرعون نے موسیٰؑ سے کہا کہ اپنے پروردگار سے دُعا کرو کہ اس
طوفان کو ہم سے دفع کردے تو ہم تم پر ایمان لائیں گے اور بنی اسرائیل کو تمہارے ساتھ
بھیج دیں گے۔ حضرت نے دُعا کی اور اُن سے طوفان دور ہوگیا لیکن وہ لوگ ایمان نہ لائے
ہامان نے فرعون سے کہا کہ اگر بنی اسرائیل سے ہاتھ اٹھا لوگے تو موسیٰؑ تم پر غالب
آجائیں گے اور تمہاری بادشاہی کو زائل کردیں گے اس لئے اس نے بنی اسرائیل کو
قید سے نہ رہا کیا۔ حق تعالیٰ نے اُس سال اُن کو کافی غلہ اور بیحد میوے عطا کئے
ان لوگوں نے کہا کہ یہ طوفان ہمارے لئے ایک نعمت تھا۔ پھر اُن کی سرکشی میں اور
زیادتی ہوگئی۔ علی بن ابراہیم کی روایت کے موافق دوسرے سال اور دُوسروں کی
روایت کی بنا پر دوسرے مہینے حق تعالیٰ نے موسیٰؑ پر وحی کی تو آپ نے عصا سے مشرق
و مغرب کی جانب اشارہ کیا۔ دونوں طرف سے ٹڈیاں ابر سیاہ کے مانند ان لوگوں
کی جانب آئیں اور اُن کی تمام زراعتوں، پھلوں اور درختوں کو کھا گئیں اُس کے بعد
اُن کے کپڑے، سامان، دروازوں، جالیوں، لکڑیوں اور آہنی میخوں کو کھایا پھر اُن کے
جسموں پر حملہ آور ہوئیں اور اُن کی داڑھی اور سروں کے بال کھا گئیں لیکن بنی اسرائیل
اور راحیل کے مکانوں میں داخل نہ ہوئیں اور اُن کے اموال کو کوئی نقصان نہ پہنچایا۔
پس فرعون کی قوم اُس کے پاس فریاد کے لئے آئی۔ اُس نے موسیٰؑ کے پاس سب کو بھیج
دیا۔ کہ اگر اس بلا کو ہم سے دور کردو تو ہم تم پر ایمان لائیں اور بنی اسرائیل کو قید سے رہا
کردیں۔ موسیٰؑ صحرا کی جانب گئے اور آپ نے اپنے عصا سے مشرق و مغرب کی جانب

قوم فرعون پر ٹڈی کا عذاب

اشارہ کیا اُسی وقت وہ ٹڈیاں جس طرف سے آئی تھیں واپس چلی گئیں۔ ایک بھی باقی نہ رہی۔ پھر ہامان نے بہکایا اور فرعون کو بنی اسرائیل کی رہائی سے باز رکھا پھر علی بن ابراہیم کی روایت کے موافق تیسرے سال اور دوسروں کی روایت کے موافق تیسرے مہینے قمل کو اُن پر مسلط کیا، بعض قمل کو بڑی جوئیں کہتے ہیں اور بعض چھوٹی ٹڈیاں بتلاتے ہیں جن کے پَر نہ تھے وہ اُن کی زراعتوں پر مسلط ہوئیں اور جڑ سے اُکھاڑ ڈالا۔ اور بعض روایتوں میں یہ ہے کہ حق تعالیٰ نے موسیٰؑ کو حکم دیا تو وہ مصر کے ایک شہر کے ایک سفید ٹیلہ پر گئے جس کو عین الشمس کہتے تھے اور اپنے عصا کو زمین پر مارا۔ خدا کے حکم سے زمین سے اس قدر جوئیں نکلیں کہ فرعونیوں کے تمام کپڑوں اور ظروف میں بھر گئیں اور اُن کے کھانوں میں داخل ہوئیں جو چیز بھی وہ لوگ کھاتے تھے۔ اُس میں وہ جوئیں مخلوط تھیں ان کے جسموں کو مجروح کرتی تھیں۔ دُوسروں کی روایت کی بناء پر وہ چھوٹے کیڑے تھے جو گیہوں اور تمام غلہ میں پڑ جاتے ہیں اور اُن کو خراب کرتے ہیں۔ لہذا دس جریب گیہوں اگر چکّی میں پیسے جاتے تو تین قفیز[۱] واپس نہ نکلتے۔ بہر حال اُن کے لئے کوئی بلا اس سے زیادہ سخت نہ تھی۔ وُہ ان کی داڑھی سر کے بال ابرو اور پلک کے بال تک کھا گئیں۔ اُن کے جسم آبلوں سے بھر گئے۔ اُن کے لئے نیند حرام ہوگئی اور بنی اسرائیل کو کوئی گزند نہ پہنچا۔ قبطیوں نے فرعون سے فریاد کی۔ اُس نے پھر موسیٰؑ سے استدعا کی کہ اگر یہ بلا ہم سے برطرف ہو جائے تو بنی اسرائیل کو رہا کر دوں گا۔ موسیٰؑ نے دُعا کی اور وہ بلا بھی اُن سے دُور ہوگئی اُس کے بعد ایک ہفتہ تک موسیٰؑ اُن کے پاس رہے اور وہ لوگ ایمان نہ لائے اور نہ بنی اسرائیل کو رہا کیا۔ پھر چوتھے سال یا چوتھے مہینے موسیٰؑ دریائے نیل کے کنارے آئے اور خدا کے حکم سے دریا کی جانب اشارہ کیا۔ ناگاہ بہت سے مینڈک دریا سے نکلے اور قبطیوں کے مکانوں کی جانب متوجہ ہوئے اور اُن کے کھانے پینے کی چیزوں میں داخل ہوگئے۔ تمام مکانوں میں بھر گئے۔ اس طرح کہ جس کپڑے کو اُٹھاتے اور جس برتن کو دیکھتے اُس میں مینڈک بھرے ہوئے تھے۔ اُن کے دیگوں میں داخل ہوتے اور کھانے کو خراب کرتے۔ یہاں تک کہ ہر شخص اپنی ٹھڈی تک مینڈکوں میں ڈوبا رہتا جب وہ گفتگو کا ارادہ کرتے مینڈک اُن کے منہ کے اندر داخل ہو جاتے اور کھانا کھانے کا قصد

---

[۱] ایک قفیز بارہ صاع اور ایک صاع چار سیر کے برابر ہوتا ہے۔ (غیاث اللغات) مترجم

کرتے تو لقمہ سے پہلے دہن میں پہنچ جاتے تھے۔ آخر وہ روتے ہوئے موسیٰ کی خدمت میں آئے اور اس بلا کے دور کرنے کی استدعا کی اور عہد و پیمان کئے کہ جب یہ بلا اُن سے دُور ہو جائے گی موسیٰ پر ایمان لائیں گے اور بنی اسرائیل کو رہا کر دیں گے۔ لہٰذا موسیٰ اس بلا کے سات روز بعد نیل کے کنارے گئے اور اپنے عصا سے اشارہ کیا تو وہ تمام مینڈک ایک ہی دفعہ دریا کے اندر چلے گئے۔ ان لوگوں نے پھر اپنی انتہائی شقاوت کی وجہ سے اپنے عہد پر وفا نہ کی۔ پھر پانچویں سال کے یا پانچویں مہینے موسیٰ نیل کے کنارے آئے اور بحکم خدا اپنے عصا کو پانی پر مارا۔ اُسی وقت وہ تمام دریا اور نہریں قبطیوں کے لئے خون کے رنگ کی ہو گئیں یعنی اُن کو خون دکھائی دیتا تھا اور بنی اسرائیل کو پانی نظر آتا تھا۔ جب بنی اسرائیل پیتے تھے پانی ہوتا تھا اور جب قبطی پیتے تھے خون ہوتا تھا۔ قبطیوں نے بنی اسرائیل سے کہا کہ پانی اپنے منہ سے ہمارے منہ میں ڈال دیا کرو۔ اُن لوگوں نے ایسا ہی کیا لیکن جب تک بنی اسرائیل کے دہن میں رہتا پانی ہوتا تھا اور جب وہ پانی قبطیوں کے دہن میں داخل ہوتا تو خون ہو جاتا۔ فرعون پیاس سے اس درجہ بیقرار تھا کہ درختوں کی سبز پتیاں پانی کے عوض چوستا تھا اور اُن پتیوں کا عرق اُس کے منہ میں جمع ہو کر خون ہو جاتا اور قطب راوندی کی دوسری روایت کے موافق آب شور ہو جاتا تھا۔ سات روز تک اسی حال پر گذرے اور راوندی کی روایت کے موافق چالیس روز گذرے کہ اُن کا کھانا اور پینا سب خون تھا۔ آخر موسیٰ سے شکایت کی اور یہ بلا بھی اُن سے زائل ہو گئی لیکن اُن کا کفر و غرور زیادہ ہی ہوتا گیا۔ علی ابن ابراہیم نے حضرت صادقؑ سے روایت کی ہے کہ اس کے بعد حق تعالیٰ نے رجز یعنی سرخ برف ان پر برسائی جس کو کبھی اُن لوگوں نے نہ دیکھا تھا اور اُن کی کثیر جماعت اس سے ہلاک ہوئی۔ پھر اُن لوگوں نے فریاد کی اور موسیٰ سے کہا کہ اپنے پروردگار سے ہمارے لئے دُعا کرو اُس بارہ میں جو اس نے تم سے عہد کیا ہے کہ ہم قسم کھاتے ہیں کہ اگر رجز کو ہم سے برطرف کر دو گے تو یقیناً ہم تم پر ایمان لائیں گے اور بنی اسرائیل کو تمہارے ساتھ بھیج دیں گے۔ پھر موسیٰ نے دعا کی تو حق تعالیٰ نے اُس برف کو اُن سے برطرف کر دیا۔ اور راوندی کی روایت کی بنا پر اُن کی سرکشی میں اور اضافہ ہوا حضرت موسیٰ نے درگاہ خدا میں مناجات کی کہ خداوندا تو نے فرعون اور اُس کی قوم کے رئیسوں کو مال و دولت دُنیاوی زندگی کے لئے عطا کی ہے جس کے سبب سے وہ لوگوں کو گمراہ کرتے ہیں۔ خداوندا اُن کے مالوں کو زائل و متغیر کر دے۔ حق تعالیٰ نے اُن کے تمام اموال کو پتھر بنا دیا حتیٰ کہ گندم و جو اور تمام غلّہ اور کپڑے اور اسلحے

جو کچھ بھی اُن کے پاس تھا سب پتھر ہوگیا جس کی وجہ سے کسی چیز کو کام میں نہ لاسکتے تھے جب اس تنبیہہ سے بھی متنبہ نہ ہوئے خدا نے حضرت موسیٰؑ کو وحی کی کہ آج رات آلِ فرعون کی باکرہ لڑکیوں پر طاعون بھیجتا ہوں بلکہ ہر مادہ جو اُن میں ہوں گی خواہ انسان ہوں یا حیوان سب ہلاک ہوجائیں گی۔ جب موسیٰؑ نے یہ خوشخبری اپنی قوم کو دی فرعون کے جاسوسوں نے یہ خبر فرعون کو بھی پہنچا دی۔ اُس نے کہا کہ بنی اسرائیل کی عورتوں کو لاؤ اُن میں سے ہر ایک کو ہم اپنی عورتوں کے ساتھ قید کردیں تاکہ جب رات کو موت آئے بنی اسرائیل کی عورتوں کو تمہاری عورتوں سے نہ پہچان سکے اس تدبیر سے تمہاری عورتیں بچ جائیں۔ حقیقت یہ ہے کہ جب تک کسی کی عقل اس درجہ خراب نہیں ہوجاتی۔ جناب مقدس الٰہی کے مقابلہ میں خدائی کا دعویٰ نہیں کرتا۔ غرض جب رات آئی حق تعالیٰ نے اُن پر طاعون بھیجا تو اُن کی عورتیں اور مادہ حیوانات سب ہلاک ہوگئیں۔ صبح کو آلِ فرعون کی عورتیں تمام مردہ اور متعفن تھیں اور بنی اسرائیل کی عورتیں صحیح و سالم تھیں۔ اُس رات علاوہ چوپایوں کے اسّی ہزار جانیں ضائع ہوئیں۔ فرعون اور اس کی قوم کی عورتوں کے پاس مالِ دنیا زر و جواہرات وغیرہ اس قدر زیادہ تھے کہ بغیر خدا کے کوئی احصا نہیں کرسکتا تھا۔ پھر حق تعالیٰ نے موسیٰؑ کو وحی کی کہ میں چاہتا ہوں کہ آلِ فرعون کے اموال بنی اسرائیل کو میراث میں دوں۔ بنی اسرائیل سے کہو کہ اُن کے زیورات اور زینت کی چیزیں عاریت طلب کریں کیونکہ وہ لوگ بلاؤں کے خوف سے اور جو کچھ عذاب اُن پر نازل ہوچکا ہے اُس کے سبب سے دینے میں مضائقہ نہ کریں گے جب اُن کے تمام مال عاریتاً لے چکے تو حق تعالیٰ نے موسیٰؑ کو حکم دیا کہ بنی اسرائیل کو مصر سے باہر نکال لے جائیں۔

علی بن ابراہیم نے حضرت امام محمد باقر علیہ السّلام سے روایت کی ہے کہ بنی اسرائیل نے موسیٰؑ سے فریاد کی کہ خدا سے دُعا کریں کہ ہم کو فرعون کی بلاؤں سے نجات بخشے۔ اُس وقت خدا نے وحی فرمائی کہ اے موسیٰؑ رات کو ان لوگوں کو مصر سے باہر لے جاؤ۔ موسیٰؑ نے کہا خداوندا دریا ان کے درمیان حائل ہے کیونکر دریا کو عبور کریں گے۔ حق تعالیٰ نے فرمایا کہ میں دریا کو حکم دیتا ہوں وہ تمہارا مطیع ہوجائے گا اور تمہارے لئے شگافتہ ہوگا۔ موسیٰؑ نے بنی اسرائیل کو جمع کیا اور رات ہی میں ساحل کو روانہ ہوگئے۔ جب اُن کے چلے جانے کی خبر فرعون کو ہوئی۔ اُس نے اپنا لشکر جمع کیا اور اُن کے تعاقب میں روانہ ہوا اور جب وہ لوگ دریا کے کنارے پہنچے موسیٰؑ نے دریا سے خطاب کیا کہ میرے لئے شگافتہ ہوجا۔

کہا بغیر حکم خدا شگافتہ نہیں ہو سکتا۔ اسی اثنا میں فرعون کے لشکر کا طلیعہ نمودار ہوا بنی اسرائیل نے موسیٰؑ سے کہا کہ تم نے ہم کو فریب دیا اور ہلاک کیا۔ اگر چھوڑ دیتے تو آل فرعون ہم کو صرف غلام بناتے وہ بہتر تھا۔ اس سے کہ اب ہم اُن کے ہاتھ سے مارے جائیں گے۔ موسیٰؑ نے کہا ایسا نہیں ہے یقیناً میرا پروردگار میرے ساتھ ہے اور نجات کے راستہ پر میری رہبری کرتا ہے۔ موسیٰؑ کو قوم کی بیوقوفی ناگوار معلوم ہوئی۔ وہ لوگ کہتے تھے کہ اے موسیٰؑ تم نے ہم سے وعدہ کیا تھا کہ دریا ہمارے لئے شگافتہ ہو جائے گا۔ اب فرعون اور اس کے لشکر والے ہمارے پاس آن پہنچے اور قریب ہو گئے۔ اُس وقت موسیٰؑ نے دُعا کی۔ حق تعالےٰ نے اُن کو وحی فرمائی کہ عصا کو دریا پر مارو۔ جب دریا پر مارا وہ شگافتہ ہو گیا۔ اور موسیٰؑ اور آپ کی قوم کے لوگ دریا میں داخل ہو گئے۔ اسی حال میں فرعون کے لشکر والے دریا کے کنارے پہنچے اور دریا کو اس حال سے مشاہدہ کیا۔ فرعون سے کہا کیا تم کو یہ حال دیکھ کر تعجب نہیں ہے اُس نے کہا میں نے ہی ایسا کیا ہے اور میرے ہی حکم سے دریا شگافتہ ہوا ہے دریا میں داخل ہو جاؤ اور اُن لوگوں کا پیچھا کرو۔ جب فرعون اور جو لوگ کہ اُس کے ساتھ تھے دریا میں داخل ہو گئے اور دریا کے بیچ میں پہنچ گئے حق تعالیٰ نے دریا کو حکم دیا کہ اُن کو غرق کرے تو وہ سب غرق ہو گئے جب فرعون ڈوبنے لگا بولا کہ میں ایمان لایا کہ کوئی خدا نہیں ہے بجز اُس خدا کے جس پر بنی اسرائیل ایمان لائے ہیں اور میں مسلمان ہوا۔ حق تعالیٰ نے فرمایا کہ اب ایمان لاتا ہے حالانکہ پہلے نافرمان اور زمین میں فساد کرنے والا تھا۔ ہاں آج تیرے جسم کو نجات دوں گا۔ امامؑ نے فرمایا کہ فرعون کی تمام قوم دریا میں ڈوب گئی اُن میں سے کوئی نہ بچا اور دریا سے جہنم کی طرف گئے۔ لیکن تنہا فرعون کو حق تعالیٰ نے کنارے پر ڈال دیا تاکہ وہ لوگ جو اس کے بعد باقی بچ رہے ہیں اُس کو دیکھیں اور پہچانیں اور ان لوگوں کے لئے ایک نشانی ہو اور کوئی اُس کے ہلاک ہونے میں شک نہ کرے۔ اور چونکہ وہ سب اپنا پروردگار جانتے تھے۔ حق تعالیٰ نے اُس کے مردہ جسم کو ساحل پر ڈال دیا تاکہ دیکھنے والوں کی عبرت اور نصیحت کا سبب ہو۔

مروی ہے کہ جب موسیٰؑ نے بنی اسرائیل کو خبر دی کہ فرعون کو خدا نے غرق کر دیا۔ اُن لوگوں کو یقین نہ ہوا کہنے لگے کہ اُس کی خلقت ایسی نہ تھی کہ مر جائے تو خدا نے دریا کو حکم دیا کہ فرعون کو ساحل پر پہنچا دے تو اُن لوگوں نے اُس کو مردہ دیکھا۔ حدیث معتبر میں حضرت صادقؑ سے منقول ہے کہ جبرئیلؑ رسولؐ خدا کے پاس جس روز سے خدا نے

ایمان دریا میں مقبول نہیں۔

فرعون کو غرق کیا تھا ہمیشہ مغموم و محزون آتے تھے۔ خدا نے اُن کو حکم دیا کہ یہ آیت رسولؐ خدا کے پاس لے جائیں جو فرعون کے قصہ میں ہے آلْئٰنَ وَقَدْ عَصَيْتَ قَبْلُ وَكُنْتَ مِنَ الْمُفْسِدِيْنَ (آیت ۹۱ سورہ یونس پ ۱۱) اس کو لے کر جناب جبرئیلؑ شاد و خرم حضرت رسول صلی اللہ علیہ وآلہ کے پاس آئے۔ حضرت نے دریافت فرمایا کہ اے جبرئیلؑ اس کے قبل میں تم کو رنجیدہ دیکھتا تھا۔ آج شاد و مسرور دیکھتا ہوں کہا ہاں یا حضرت جب خدا نے فرعون کو غرق کیا اور وہ ایمان لایا میں نے ایک مٹھی کیچڑ اُس کے منہ میں بھر دیا اور کہا آلْئٰنَ وَقَدْ عَصَيْتَ قَبْلُ وَكُنْتَ مِنَ الْمُفْسِدِيْنَ۔ اور چونکہ میں نے یہ بغیر اذن خدا کہا تھا خائف تھا کہ شاید رحمتِ خدا اُس پر نازل ہو اور میں معذب کیا جاؤں۔ جب اس وقت خدا نے مجھ کو حکم دیا کہ وہ جملہ آپ کے پاس لاؤں تو اطمینان ہوا اور میں نے سمجھا کہ خدا میرے قول و عمل سے راضی ہے۔

حضرت امام رضاؑ سے منقول ہے کہ جب فرعون موسیٰؑ کے تعاقب میں دریا کی جانب روانہ ہوا اُس کے مقدمۂ لشکر میں چھ لاکھ سپاہی تھے اور ساقۂ لشکر میں ایک لاکھ۔ جب یہ تمام لشکر دریا کے کنارے پہنچا۔ فرعون کا گھوڑا بھڑکا اور دریا میں داخل نہ ہوا تو جبرئیل اسپ مادہ پر سوار ہو کر اُس کے آگے ہو کر دریا میں داخل ہوئے فرعون کا گھوڑا بھی اُس کے پیچھے چلا اور تمام لشکر اُس کے عقب میں چلے۔

بسند موثق اور صحیح حضرت امام رضا علیہ السلام سے منقول ہے کہ حق تعالیٰ نے موسیٰؑ سے فرمایا تھا کہ جب چاند طلوع ہو تو وہ لوگ دریا میں داخل ہوں اور حضرت یوسفؑ کے جسد مبارک کو مصر سے نکال لے جائیں تاکہ فرعون پر عذاب نازل ہو۔ اس روز چاند نکلنے میں تاخیر ہوئی تو موسیٰؑ نے سمجھا کہ چونکہ یوسفؑ کے جسد مبارک کو مصر سے باہر نہیں کیا گیا اس لئے عذاب میں دیر ہو رہی ہے۔ اُن کا جسد کس مقام پر مدفون ہے لوگوں نے کہا ایک ضعیفہ جانتی ہے۔ اُس کو حاضر کیا گیا وہ ایک نہایت بوڑھی نابینا اور کمزور عورت تھی۔ موسیٰ علیہ السلام نے اُس سے پوچھا کہ یوسفؑ کے قبر کی جگہ تو جانتی ہے اُس نے کہا ہاں مگر بتاؤں گی نہیں۔ جب تک کہ چار چیزیں آپ مجھے نہ دیں گے۔ اور دوسری روایت کے بموجب اُس نے کہا کہ اپنے درجہ میں بہشت میں مجھے جگہ دیجئے اُن حضرت پر اُس کے سوالات دشوار معلوم ہوئے۔ حق تعالیٰ نے وحی فرمائی کہ اے موسیٰؑ جو وہ چاہتی ہے اُس کو عطا کرو جو کچھ تم دے دوگے میں اُس کو مرحمت کروں گا۔ حضرت نے اُس وقت دُعا کی اور اُس کی حاجتیں پوری ہوئیں تو اُس نے دریائے نیل کے کنارے

یوسف کی قبر کی جگہ بتائی۔ اُن حضرت کا جسد مبارک سنگِ مرمر کے ایک صندوق میں تھا
اُس کو نکال لیا تو اُسی وقت چاند طلوع ہوا۔ پھر یوسفؑ کے جسم اقدس کو شام کی جانب لے
گئے اور اُسی جگہ دفن کیا۔ اسی سبب سے اہلِ کتاب اپنے مردوں کو شام میں منتقل کرتے ہیں۔
بسندِ صحیح حضرت صادقؑ سے منقول ہے کہ جب اُس عورت کو موسیٰؑ نے طلب کیا
اور فرمایا کہ مجھے یوسفؑ کی قبر سے آگاہ کر تاکہ تجھ کو بہشت میں جگہ ملے اُس نے کہا نہیں
خدا کی قسم اس وقت تک نہیں بتاؤں گی جب تک کہ آپ مجھ سے وعدہ نہ کریں کہ میں جو مانگوں
وُہ مجھے آپ دیں گے حق تعالیٰ نے موسیٰؑ پر وحی کی کہ تم کو اُسے اختیار دینے میں کیا دشواری
ہے تو موسیٰؑ نے فرمایا کہ جو تو مانگے وہ تیرا ہے اُس نے کہا کہ میری خواہش ہے کہ
بہشت میں آپ کے درجہ میں رہوں۔

دوسری حدیث میں منقول ہے کہ فرعون کی تدبیروں میں سے ایک یہ بھی تھی۔ کہ
بنی اسرائیل کے طعام میں زہر ملوا دیتا تھا اور ان کو ہلاک کرتا تھا۔ اُس نے ایک مرتبہ یکشنبہ
کے دن جو فرعون کی عید کا دن تھا۔ بنی اسرائیل کو ضیافت کے لئے طلب کیا اور دسترخوان
بچھوایا۔ اُس کے حکم سے تمام کھانوں میں زہر ملا دیا گیا۔ اس وقت حضرت موسیٰؑ کو خدا
نے وحی کی کہ فلاں دوا ان لوگوں کو کھلا دو تاکہ فرعون کا زہر اُن پر اثر نہ کرے موسیٰؑ
چھ سو بنی اسرائیل کے ساتھ فرعون کے ضیافت خانہ میں تشریف لائے۔ عورتوں اور
بچوں کو واپس کر دیا اور بنی اسرائیل کو تاکید کر دی کہ جب تک فرعون خود اجازت نہ
دے ہاتھ کھانے کی طرف نہ بڑھانا اور اُس دوا کو تمام لوگوں کو کھلا دیا اُس کی خوراک
اسی قدر تھی جتنی کہ سوئی کے ناکہ میں آ سکتی ہے۔ جب بنی اسرائیل نے کھانے کے
خوانوں کو دیکھا اُن پر جمع ہو گئے اور جس قدر ممکن ہوا کھایا۔ فرعون نے مخصوص طعام
حضرت موسیٰؑ و ہارونؑ اور یوشعؑ بن نون اور تمام نیک لوگوں کے لئے ایک خاص مقام
پر ترتیب دیا تھا۔ اُن میں زیادہ زہر ملایا تھا۔ جب اُن لوگوں کو بُلایا کہا میں نے قسم کھائی
ہے کہ سوا اپنے اور اپنے بڑے بڑے امراء کے کسی کو تم لوگوں کی خدمت کی اجازت نہ دوں گا
پھر خود کھلانے پر آمادہ ہوا اور ہر لحظہ کھانے میں تازہ زہر ملایا جاتا تھا۔ جب وُہ لوگ
کھانے سے فارغ ہوئے موسیٰؑ نے کہا ہم بنی اسرائیل کی عورتوں اور اُن کے بچوں کو اپنے
ساتھ نہیں لائے۔ اُس نے کہا ہم اُن لوگوں کے لئے بھی کھانا دیتے ہیں جب وہ لوگ بھی
کھانے سے فارغ ہو گئے موسیٰؑ اپنی قوم کے ساتھ اپنے لشکرگاہ کو واپس گئے۔ فرعون نے
اپنے لشکر والوں کے لئے بغیر زہر کا کھانا تیار کرایا تھا۔ لیکن جس نے بھی وُہ کھانا کھایا اُسی وقت

فرعون کی طرف سے موسیٰ و بنی اسرائیل کی دعوت اور کھانے میں زہر

آہ کی اور مرگیا۔ غرضکہ اس سبب سے ستر ہزار مرد اور ایک لاکھ ساٹھ ہزار عورتیں قوم فرعون کی ہلاک ہوئیں۔ علاوہ چوپایوں اور حیوانات کے۔ لیکن موسیٰؑ کی قوم کا ایک آدمی بھی ہلاک نہ ہوا۔ یہ واقعہ فرعون اور اُس کے اصحاب کے انتہائی تعجب کا سبب ہُوا لیکن پھر بھی وُہ لوگ ایمان نہ لائے۔

بسند معتبر حضرت امیرالمومنین صلوات اللہ علیہ سے منقول ہے کہ چھ انسان و حیوان ماں کے رحم سے نہیں پیدا ہوئے۔ آدمؑ و حواؑ۔ گوسفند ابراہیمؑ۔ عصائے موسیٰؑ۔ ناقۂ صالحؑ۔ اور خفاش[1] جس کو حضرت عیسیٰؑ نے بنایا اور وہ بقدرت خدا زندہ ہوگیا۔

بسند معتبر حضرت صادق علیہ السلام سے منقول ہے کہ حضرت موسیٰؑ پر جو لوگ ایمان لائے تھے ان میں سے ایک گروہ فرعون کے لشکر سے مل گیا تاکہ جب تک کہ موسیٰ کے غلبہ کا اثر ظاہر نہ ہو ہم فرعون کی دنیا سے منتفع ہوں گے۔ اور اُس سے ملے رہیں گے جب موسیٰؑ اور آپ کی قوم کے لوگ فرعون سے بھاگے وُہ جماعت اپنے گھوڑوں پر سوار ہوکر دوڑی کہ موسیٰؑ کے لشکر سے مل جائے اور اُن میں شامل ہوجائے۔ حق تعالیٰ نے ایک فرشتہ کو بھیجا کہ ان کو طمانچے مار کر واپس کرے اور فرعون کے لشکر سے ملادے۔ چنانچہ وہ لوگ اُس کے ساتھ غرق ہُوئے۔

بسند معتبر حضرت امام رضا علیہ السلام سے منقول ہے کہ موسیٰؑ کے ساتھیوں میں سے ایک شخص کا باپ فرعون کے اصحاب میں سے تھا جب فرعون کے لشکر والے موسیٰؑ کے کے پاس پہنچے وہ شخص واپس آیا تاکہ اپنے باپ کو نصیحت کرے اور موسیٰؑ سے ملحق کردے۔ وہ اپنے باپ سے گفتگو کرتا ہُوا اور اُس کو سمجھاتا ہوا دریا میں داخل ہُوا اور وہ دونوں غرق ہوگئے۔ جناب موسیٰؑ کو معلوم ہُوا تو فرمایا کہ وُہ تو رحمتِ خدا سے واصل ہوا لیکن جب عذاب الٰہی نازل ہوتا ہے اُن لوگوں سے جو گناہگاروں کے ہمسایہ ہیں دفع نہیں ہوتا بلکہ اُن کو بھی گھیر لیتا ہے۔

حدیث سابقہ میں گذرا کہ فرعون اُن پانچ افراد میں سے ہے جن پر قیامت کے روز سب سے زیادہ سخت عذاب ہوگا۔

حدیث معتبر میں حضرت صادق علیہ السلام سے منقول ہے کہ حق تعالیٰ نے فرعون کو دو کلموں کے درمیان چالیس سال تک مہلت دی۔ اوّل اس نے یہ کہا کہ میرے سوا

[1] خفاش ایک طائر کا نام ہے (غیاث) مترجم

تمہارا کوئی خدا نہیں ہے۔ اور آخر میں کہا کہ میں تمہارا بلند تر پروردگار ہوں۔ لہٰذا اُس کو دو کلموں کی وجہ سے دنیا و عقبیٰ میں معذب کیا جس وقت کہ موسیٰؑ و ہارونؑ نے فرعون پر نفرین کی اور حق تعالیٰ نے اُن پر وحی فرمائی کہ تمہاری دعا مقبول ہوئی اور جس وقت کہ اجابت دعا ظاہر ہوئی یعنی فرعون غرق ہوا تو چالیس سال گذر چکے تھے۔

حدیث معتبر میں حضرت امام محمد باقرؑ سے منقول ہے کہ جبرئیلؑ نے فرعون کی سرکشی کے زمانہ میں مناجات کی کہ پروردگارا تو فرعون کو مہلت دیتا ہے اور اس کو چھوڑے جاتا ہے حالانکہ وہ خدائی کا دعویٰ کرتا ہے اور کہتا ہے اَنَا رَبُّکُمُ الۡاَعۡلٰی حق تعالیٰ نے فرمایا کہ یہ خیال تیرے ایسے بندہ کا ہو سکتا ہے جو ڈرتا ہو کہ موقع اُس کے ہاتھ سے نکل جائے گا۔ اور پھر قابو حاصل نہ ہو سکے گا۔

شہر مصر کی مذمت

حضرت امام رضاؑ سے منقول ہے کہ حضرت نے مصر کے شہر کی مذمت میں فرمایا کہ بنی اسرائیل پر خدا نے غضب نہ فرمایا جب تک کہ اُن کو مصر میں داخل نہ کر لیا اور اُن سے راضی نہ ہوا جب تک کہ مصر سے نکال نہ لیا۔

بسند معتبر حضرت موسیٰ بن جعفرؑ سے منقول ہے کہ جناب موسیٰؑ فرعون کے دربار میں داخل ہوتے ہوئے یہ دعا پڑھ رہے تھے۔ اَللّٰھُمَّ اِنِّیۡ اَدۡرَءُ بِکَ فِیۡ نَحۡرِہٖ وَاسۡتَجِیۡرُ بِکَ مِنۡ شَرِّہٖ وَاسۡتَعِیۡنُ بِکَ۔ خدا نے فرعون کے دل کے اطمینان کو خوف سے بدل دیا۔

انبیا اور ان کی اولاد کے قاتل حرامزادے ہی ہوتے ہیں۔

بسند معتبر دیگر منقول ہے کہ حضرت صادقؑ سے لوگوں نے پوچھا کہ جس وقت فرعون کہتا تھا کہ مجھ کو چھوڑ دو تا کہ موسیٰؑ کو قتل کر دوں تو کون مانع تھا۔ فرمایا کہ وہ حلال زادہ تھا اور وہی اُس کو مانع تھا اس لئے کہ پیغمبروں اور اُن کی اولاد کو حرامزادہ کے سوا کوئی قتل نہیں کرتا۔

دوسری حدیث میں انہی حضرت نے فرمایا کہ جب موسیٰؑ و ہارونؑ فرعون کی مجلس میں داخل ہوئے اُس کے حاضرین دربار حلال زادہ تھے اُن میں کوئی ولدالزنا نہیں تھا۔ اگر اُن میں کوئی شخص زنازادہ ہوتا تو موسیٰؑ کے مار ڈالنے کا مشورہ دیتا یہی سبب تھا کہ جس وقت فرعون نے موسیٰؑ کے بارے میں اُن لوگوں سے مشورہ کیا کسی ایک نے بھی نہ کہا کہ اُن کو مار ڈالو بلکہ اُن کے بارے میں تاخیر غور و خوض اور دوسری تدبیروں کا مشورہ دیا۔ امام نے فرمایا کہ ہم لوگ بھی ایسے ہی ہیں یعنی جو ہمارے قتل کا ارادہ کرے وہ ولدالزنا ہے۔

حدیث حسن میں اُن ہی حضرت سے منقول ہے کہ فرعون جب کسی کو سزا دینے کا

ارادہ کرتا حکم دیتا تو اُس کو منہ کے بل زمین پر یا تختہ پر لٹاتے اور اُس کے چاروں ہاتھ پیروں پر میخ ٹھونک کر اسی حال میں اُس کو چھوڑ دیتے تھے یہاں تک کہ وہ مرجاتا تھا اسی لئے اُس کو ذی الاوتاد یعنی میخوں والا کہتے تھے۔

حق تعالیٰ کے اس قول کی تفسیر میں کہ ہم نے موسیٰ کو نو کھلی ہوئی نشانیاں عطا کیں۔ چند معتبر حدیثیں وارد ہوئی ہیں معصوم نے فرمایا کہ وہ نشانیاں تھیں۔ عصا۔ ید بیضا۔ ٹڈی۔ جوئیں۔ مینڈک۔ خون۔ طوفان۔ دریا کا پھٹنا۔ اور وہ پتھر جس سے پانی کے بارہ چشمے جاری ہوئے۔

دوسری معتبر حدیث میں انہی حضرت نے فرمایا کہ جب حق تعالیٰ نے ابراہیمؑ پر وحی بھیجی کہ تمہارے لئے سارہ سے اسحٰق علیہ السلام پیدا ہوں گے اور سارہ نے کہا کہ کیا مجھ سے فرزند پیدا ہوگا حالانکہ میں بوڑھی ہوں اور میرا شوہر مرد پیر ہے تو حق تعالیٰ نے اُن کو وحی کی کہ ہاں سارہ سے فرزند پیدا ہوگا۔ اُس کی اولاد میں سے بہت سے لوگ چارسو سال کے بعد فرعون کے ہاتھ سے معذب ہوں گے۔ اس سبب سے کہ سارہ نے میری بات کو رد کر دیا۔ جب عذاب نے بنی اسرائیل پر طول پکڑا انہوں نے خدا کی بارگاہ میں چالیس روز تک فریاد اور گریہ وزاری کی۔ تو خدا نے موسیٰؑ و ہارونؑ پر وحی فرمائی کہ اُن کو عذاب فرعون سے نجات دلوائیں۔ اُن کی گریہ وزاری کے سبب سے چارسو سال میں سے ایک سو ستر سال کم کر دیئے۔ حضرت صادقؑ نے فرمایا کہ اگر تم بھی خدا کی بارگاہ میں تضرع وزاری کروگے تو غموں سے تمہاری رہائی جلد ہوگی اور قائم آلِ محمدؑ جلد ظاہر ہوں گے اگر ایسا نہ کروگے تمہاری سختی کی مدت انتہا کو پہنچے گی۔

حضرت امیر المومنینؑ سے منقول ہے کہ خداوند عالم اپنے سرکش بندوں کا امتحان اپنے دوستوں کے ذریعہ سے لیتا ہے جو ان کی نظر میں کمزور دکھائی دیتے ہیں۔ موسیٰؑ و ہارونؑ فرعون کے پاس دو اُونی لباس پہنے ہوئے آئے اور عصا اُن دونوں حضرات کے ہاتھ میں تھے اور یہ شرط کر کے آئے تھے کہ اگر وہ مسلمان ہوجائے گا تو اُس کی بادشاہی قائم اور اُس کی عزت باقی رہے گی۔ فرعون نے یہ سُن کر اپنے امراء سے کہا کیا ان دونوں کی حالت انتہائی تعجب کے قابل نہیں کہ میرے لئے دوام عزت اور بقائے ملک کی شرط کرتے ہیں اور خود ایسی فقر و مذلت کی حالت میں ہیں کیوں ان کو سونے کے خزانے نہیں مل گئے۔ اُس کے نزدیک مال و زر جمع کر لینا ہی بہت رفیع تھا اور وہ بال کے بُنے ہوئے کپڑے پہننا بہت حقیر سمجھتا تھا۔

دوسری معتبر حدیث میں اُن ہی حضرت سے منقول ہے کہ آخر ماہ کے چہار شنبہ کو فرعون غرق ہوا۔ اُسی روز اُس نے موسیٰؑ کو مار ڈالنے کے لئے طلب کیا تھا اور اُسی روز حکم دیا تھا کہ بنی اسرائیل کو مار ڈالیں۔ اُسی روز صبح کو فرعون کی قوم پر عذاب نازل ہوا۔

حدیث معتبر میں امام محمد باقرؑ سے منقول ہے کہ جب موسیٰؑ اپنی زوجہ کے پاس واپس آئے پوچھا کہاں سے آتے ہو فرمایا اس آگ کے خالق کے پاس سے جسے تم نے دیکھا۔ پھر صبح فرعون کے پاس آئے۔ امام نے فرمایا کہ خدا کی قسم گویا میری نظر میں ہے کہ وہ دونوں ہاتھ بلند کئے ہوئے تھے۔ اُن کے جسم پر بہت بال تھے اور حضرت گندمی رنگ کے تھے۔ بال کا ایک جبّہ پہنے ہوئے تھے۔ عصا آپ کے ہاتھ میں تھا کمر میں لیف خرما کا پٹکا باندھے ہوئے اور گدھے کے چمڑہ کی نعلین پہنے ہوئے تھے۔ لوگوں نے فرعون سے کہا کہ تیرے قصر کے دروازہ پر ایک جوان استادہ ہے اور کہتا ہے کہ میں پروردگار عالم کا رسول ہوں۔ فرعون نے اُس شخص سے جو شیروں پر موکل تھا کہا کہ شیروں کی زنجیر کھول دے۔ فرعون کی یہ عادت تھی کہ جب کسی پر غضبناک ہوتا تو اس پر شیروں کو چھوڑ دیتا اور وہ اُس کو پھاڑ ڈالتے۔ حضرت موسیٰؑ نے پہلے دروازہ پر عصا کو مارا۔ عصا کے لگتے ہی وہ نو۹ دروازے جو فرعون نے اپنی حفاظت کے لئے بند کئے تھے سب یکبارگی کھل گئے اور شیروں نے آکر موسیٰؑ کے قدموں پر سر رکھ دیا۔ دم زمین پر گھسنے لگے اور عجز و انکساری کے ساتھ آنحضرت کے گرد پھرنے لگے۔ فرعون نے جب یہ حال دیکھا اپنے اہل دربار سے کہا کیا تم لوگوں نے کبھی ایسی کیفیت دیکھی تھی جب موسیٰؑ فرعون کی مجلس میں داخل ہوئے اُن کے درمیان جو گفتگو ہوئی خدا نے اُس کا ذکر قرآن میں فرمایا ہے۔ فرعون نے اپنے اصحاب میں کسی سے کہا کہ اُٹھ کر موسیٰؑ کے ہاتھوں کو پکڑ لے اور دوسرے سے کہا کہ آپ کی گردن مار دے۔ اس غرض سے جو شخص بھی موسیٰؑ کے پاس آیا جبرئیلؑ نے اُس کو تلوار سے ہلاک کر دیا۔ یہاں تک کہ چھ اشخاص قتل ہوئے۔ فرعون نے یہ دیکھ کر کہا کہ موسیٰؑ کو چھوڑ دو۔ پھر موسیٰؑ نے اپنا ہاتھ گریبان سے نکالا جو آفتاب کے مانند روشن تھا جس کے دیکھنے کی آنکھوں کو تاب نہ تھی۔ پھر حضرت نے عصا کو زمین پر ڈال دیا وہ ایک اژدہا بن گیا اور قصرِ فرعون کو اپنے دہن میں پکڑ کر چاہا کہ نگل جائے۔ فرعون نے موسیٰؑ سے فریاد کی کہ مجھے کل تک کی مہلت دو۔ پھر ان کے درمیان جو گذرا وہ گذرا۔[1]

---

[1] مولف فرماتے ہیں کہ ان احادیث میں کچھ اختلاف ہے۔ ان میں سے بعض سے یہ ظاہر ہوتا ہے (باقی صفحہ ۴۲۵ پر)

ابن بابویہ علیہ الرحمہ نے روایت کی ہے کہ آب نیل فرعون کے زمانہ میں کم ہوگیا۔ تو اس کی رعایا میں سے کچھ لوگ اس کے پاس آئے اور کہا اسے بادشاہ ہمارے لئے نیل کا پانی زیادہ کر دے۔ فرعون نے کہا میں تم سے خوش نہیں ہوں اس لئے پانی کم کر دیا۔ پھر دوسری مرتبہ لوگ اُس کے پاس آئے اور کہا ہمارے تمام حیوانات پیاس سے ہلاک ہوگئے اگر آب نیل کو تو زیادہ نہ کرے گا تو تیرے سوا دوسرا خدا ہم اختیار کرلیں گے۔ کہا اچھا جنگل میں چلو اور خود بھی اُن کے ساتھ گیا۔ اور اُن سے علیحدہ ہوکر ایک طرف پہنچا کہ اس کو وہ لوگ نہ دیکھ سکیں اور نہ اُس کی باتیں سُن سکیں۔ پھر اپنا رخسارہ خاک پر رکھا اور انگشت شہادت سے آسمان کی جانب اشارہ کرکے کہا خداوندا تیری جانب اس بندۂ ذلیل کی طرح میں نے رخ کیا جو اپنے آقا کی جانب رخ کرتا ہے اور میں جانتا ہوں کہ تیرے سوا کوئی بھی آب نیل جاری کرنے پر قادر نہیں ہے لہٰذا اُس کو جاری کردے۔ اُسی وقت دریائے نیل میں اس قدر سخت طغیانی آئی کہ اس سے قبل نہیں آئی تھی۔ پھر اُن لوگوں کے پاس واپس آیا اور کہا کہ میں نے آب نیل کو تمہارے واسطے جاری کردیا۔ یہ سُن کر سب نے اُس کو سجدہ کیا۔ اُسی وقت جبرئیلؑ اُس کے پاس آئے اور کہا مجھے اپنے غلام سے ایک شکایت ہے اس کے بارے میں بھی فیصلہ کردے۔ اُس نے کہا کیا شکایت ہے کہا کہ میں نے اپنے ایک غلام کو دوسرے تمام غلاموں پر مسلط کردیا ہے اور سب کا اختیار اُسی کو دے دیا ہے۔ اب وہ مجھ سے دشمنی کرتا ہے اور میرے دشمن کا دوست ہوگیا ہے۔ اور میرے دوستوں سے دشمنی رکھتا ہے۔ فرعون نے کہا کہ تیرا غلام بُرا غلام ہے اگر میرے قبضہ میں آئے تو اُس کو دریا میں غرق کردوں۔ جبرئیلؑ نے کہا کہ اے بادشاہ اس بارہ میں ایک حکم نامہ لکھ دے۔ فرعون نے دوات و کاغذ منگوا کر اپنا حکم لکھ دیا کہ ایسے بندہ کی جو اپنے آقا کی مخالفت کرے اور اُس کے دشمنوں سے دوستی اور دوستوں سے دشمنی رکھے سوائے اس کے کوئی سزا نہیں ہے کہ اس کو ایک بہت گہرے دریا میں غرق کردیا جائے۔ جبرئیلؑ نے کہا اے بادشاہ اس پر مُہر کردے۔ اُس نے اُس پر مُہر کرکے جبرئیلؑ کو دے دیا۔ جب دریا میں داخل ہوا۔ جس روز وہ غرق ہوا۔ دریا میں داخل ہونے

(بقیہ حاشیہ ص۴۲۴) کہ فرعون نے موسیٰؑ کے مار ڈالنے کا ارادہ نہیں کیا اور بعض سے معلوم ہوتا ہے کہ ارادہ کیا۔ لہٰذا ممکن ہے کہ ان میں سے ایک روایت عامہ کے موافق تقیہ کی بنا پر وارد ہوئی ہو اور ممکن ہے کہ فرعون کا مطلب سختی اور ڈرانے سے رہا ہو اور قتل کا ارادہ نہ رکھتا ہو۔ ۱۲

ہی جبرئیلؑ نے وہ نامہ لا کر اُس کے ہاتھ میں دیا اور کہا کہ یہ وہ حکم ہے جو تو نے خود اپنے ہاتھ سے لکھا ہے۔

بسند معتبر حضرت امام جعفر صادق علیہ السلام سے اور امام موسیٰ کاظم علیہ السلام سے قول خدا کی تفسیر میں منقول ہے جو اُس نے موسیٰؑ و ہارونؑ کو خطاب کیا تھا کہ فرعون کے پاس جاؤ۔ اُس نے سرکشی اختیار کی ہے۔ اُس سے نرمی سے گفتگو کرنا شاید وہ نصیحت حاصل کرے یا خوفزدہ ہو جائے۔ حضرت نے فرمایا کہ سخن نرم سے مراد یہ ہے کہ اُس کو کنیت سے مخاطب کریں۔ یا ابا مصعب کہیں کیونکہ کنیت سے خطاب کرنے میں تعظیم ظاہر ہوتی ہے۔ اور جو یہ فرمایا کہ نصیحت حاصل کرے یا خوف کرے باوجود اس کے کہ جانتا تھا کہ وہ نصیحت پذیر نہیں ہے اور نہ ڈرنے والا ہے تو یہ اس لئے فرمایا کہ موسیٰؑ کو اس کے پاس جانے میں زیادہ رغبت ہو۔ اور اُس نے نصیحت بھی حاصل کی اور خوف بھی کیا۔ مگر جس وقت کہ عذاب کو دیکھا لیکن اُس وقت کچھ فائدہ نہ ہوا جیسا کہ حق تعالیٰ نے فرمایا ہے کہ جس وقت وہ ڈوبنے لگا کہا میں ایمان لایا کہ کوئی خدا نہیں ہے سوائے اس کے جس پر بنی اسرائیل ایمان لائے ہیں اور مسلمان ہوں اُس وقت خدا نے اُس کے ایمان کو قبول نہ کیا اور فرمایا کہ اب ایمان لاتا ہے جب عذاب دیکھ چکا اور پہلے نافرمانی کرتا تھا اور فساد کرنیوالا تھا۔ آج میں تیرے جسم کو زمین سے بلند کر دوں گا تاکہ تو اُن لوگوں کے لئے باعث عبرت اور ایک علامت قرار پائے جو تیرے بعد باقی رہیں گے تاکہ وہ تیرے حال سے نصیحت حاصل کرے (آیت ۹۰ تا ۹۱ سورہ یونس پ۱۱)

بسند معتبر منقول ہے کہ حضرت امام رضاؑ سے لوگوں نے پوچھا کہ خدا نے کس علت میں فرعون کو غرق کیا حالانکہ وہ ایمان لایا تھا اور اُس کی یکتائی کا اُس نے اقرار کیا تھا۔ فرمایا اس لئے کہ وہ اُس وقت ایمان لایا جب عذاب میں گرفتار ہو گیا ایسے وقت کا ایمان مقبول نہیں ہوتا اور خدا کا حکم اہل گذشتہ و آئندہ کے لئے ایسا ہی ہے جیسا کہ اگلے لوگوں کے حالات قرآن مجید میں ذکر کئے گئے ہیں۔ "یعنی جب ہمارے عذاب کو دیکھا کہا ہم خدائے یکتا پر ایمان لائے اور جس کو اُس کا شریک قرار دیتے تھے اُس سے انکار کیا لیکن اُن کو اُن کے ایمان نے کوئی فائدہ نہ پہنچایا جب ہمارا عذاب آ گیا۔" اور آئندہ لوگوں کے احوال میں فرمایا ہے کہ جس روز (اے رسولؐ) تمہارے پروردگار کی بعض نشانیاں ظاہر ہو جائیں گی۔ اُس روز کسی متنفس کا ایمان لانا

پہلے ایمان نہیں لایا تھا یا ایمان کے ساتھ کارِ خیر نہیں کیا تھا نفع نہ بخشے گا" اسی طرح فرعون کے ایمان کو نزول عذاب کے وقت قبول نہ کیا اور فرمایا کہ آج تیرے بدن کو بلندی پر پھینک دوں گا تاکہ اُن لوگوں کے لئے جو تیرے بعد رہیں گے ایک نشانی ہو۔ فرعون سر سے پیر تک لوہے میں غرق تھا۔ جب ڈوب گیا خدا نے اُس کے جسم کو ایک بلند مقام پر ڈال دیا تاکہ ہر اُس شخص کے لئے جو اُس کو دیکھے ایک نشانی ہو کہ باوجود لوہے کے وزن کے قدرتِ الٰہی سے پانی کے اوپر قائم رہا حالانکہ ڈوب جانا چاہئے تھا۔ یہ ایک آیت اور علامت تھی لوگوں کے لئے اور دوسرا سبب فرعون کے غرق ہونے کا یہ تھا کہ جب ڈوبنے لگا تو موسیٰؑ سے فریاد کی اور خدا سے نہ کی تو خدا نے موسیٰؑ کو وحی کی کہ فرعون کی فریاد کو اس لئے نہیں پہنچے کہ تم نے اُس کو پیدا نہیں کیا تھا اگر وہ مجھ سے فریاد کرتا تو یقیناً میں اُس کی مدد کرتا۔ [1]

تفسیر امام حسن عسکریؑ میں حق تعالیٰ کے قول۔ وَإِذْ فَرَقْنَا بِكُمُ الْبَحْرَ فَأَنْجَيْنَاكُمْ وَأَغْرَقْنَا آلَ فِرْعَوْنَ وَأَنْتُمْ تَنْظُرُونَ (آیت ۵۰ سورہ بقرہ پ ۱) کی تفسیر میں مذکور ہے کہ خدا فرماتا ہے کہ اُس وقت کو یاد کرو جب ہم نے تمہارے لئے دریا کے پانی کو پھاڑا اور تم کو نجات دی اور فرعون اور اُس کی قوم کو غرق کیا اور تم ان کو دیکھ رہے تھے اور وہ ڈوب رہے تھے۔ یہ اُس وقت ہوا جب موسیٰؑ دریا پر پہنچے۔ اور حق تعالیٰ نے اُن پر وحی کی کہ میری توحید کے اقرار کی تجدید کریں اور اپنے دلوں میں محمدؐ کو یاد کریں جو میرے تمام بندوں میں سب سے زیادہ بہتر ہیں اور برادرِ محمدؐ علیؑ اور ان کی اولاد طاہرہؑ کی ولایت کا اعادہ کریں اور دعا کریں کہ خداوندا محمدؐ و آلِ محمدؐ کی جو قدر و منزلت تیرے نزدیک ہے۔ ہم اُسی کی تجھ کو قسم دیتے ہیں کہ ہم کو پانی سے گذار دے۔ کہدو کہ اگر ایسا کروگے۔ تو خداوند عالم تمہارے لئے پانی کو زمین کے مانند

---

[1] مولف فرماتے ہیں کہ ان احادیث میں جو سبب مذکور ہے۔ فرعون کی توبہ نہ قبول ہونے کی سب سے زیادہ واضح وجہ یہ ہے جو مفسرین نے ذکر کیا ہے اور کہا ہے کہ چونکہ اُس کا اضطرار خدا پر بھروسہ کی حد میں پہنچ گیا تھا۔ تکلیف اُس سے ساقط ہو چکی تھی۔ اس وجہ سے اُس کی توبہ مقبول نہ ہوئی۔ بعض کہتے ہیں کہ یہ کلمہ اُس نے خلوص سے نہیں کہا تھا بلکہ اُس کا ایک حیلہ تھا کہ ہلاکت سے نجات ہو جائے پھر اپنی سرکشی پر قائم رہے گا۔ بعض کہتے ہیں کہ صرف توحید کا اقرار کیا تھا۔ موسیٰ کی پیغمبری کا اقرار بھی کرنا چاہیئے تھا۔ تاکہ صحیح طور پر مسلمان ہوتا۔ اس کے علاوہ دوسری وجہیں بھی بیان کی ہیں جن کا ذکر کرنا بے فائدہ ہے۔ ۱۲

سخت کر دیگا۔ تاکہ اُس پر سے تم لوگ گذر جاؤ بنی اسرائیل نے کہا کہ ہمیشہ تم ہم لوگوں پر چند چیزیں وارد کرتے ہو جسے ہم نہیں پسند کرتے۔ ہم فرعون کے خوف سے بھاگے اور تم کہتے ہو کہ یہ کلمات کہو اور بے پایاں دریا میں پیر رکھو اور چلو حالانکہ ہم نہیں جانتے کہ اگر ایسا کریں تو ہمارے سر پر کیا گذرے گی۔ اُس وقت قالب بن یوقنا موسیٰؑ کے پاس آیا۔ وہ ایک گھوڑے پر سوار تھا اور وہ خلیج جسے عبور کرنا چاہتے تھے۔ چار فرسخ تھی۔ اُس نے کہا اے پیغمبر خدا کیا آپ کو خدا نے یہ حکم دیا ہے کہ ہم لوگ ان کلمات کو زبان پر جاری کریں اور دریا میں داخل ہوں۔ موسیٰؑ نے کہا ہاں اُس نے کہا کیا آپ حکم دیتے ہیں کہ ہم ایسا کریں فرمایا ہاں۔ یہ سُن کر وہ کھڑا ہوا اور توحید کا اقرار کیا اور محمدؐ کی پیغمبری اور علیؑ اور اُن کی آل طاہرہ کی ولایت کا دل میں اعادہ کیا جس طرح کہ مامور ہوا تھا اور کہا خداوندا اُن کے مرتبہ کی تجھ کو قسم دیتا ہوں کہ مجھ کو اس پانی سے عبور کرادے پھر اپنے گھوڑے کو پانی میں ڈالا تو پانی گھوڑے کے پیروں تلے نرم زمین کی طرح ہوگیا اور آخر خلیج تک پہنچا پھر وہاں سے گھوڑے کو دوڑاتا ہوا واپس آیا اور بنی اسرائیل کی جانب رُخ کرکے بولا کہ موسیٰؑ کی اطاعت کرو یہ دعا نہیں ہے بلکہ بہشت کے دروازوں کی کنجی اور جہنم کے دروازوں کا قفل ہے اور روزیوں کے نازل ہونے کا سبب اور خدا کے بندوں اور کنیزوں کے لئے رضائے الٰہی حاصل کرنے کی ضامن ہے۔ لیکن بنی اسرائیل نے انکار کیا اور کہا ہم تو زمین ہی پر چلیں گے تو خدا نے موسیٰؑ پر وحی بھیجی کہ اپنے عصا کو دریا پر مارو اور کہو بحق محمدؐ و آل محمدؐ ہمارے لئے دریا کو شگافتہ فرما جب ایسا کیا۔ دریا کی زمین آخر تک ظاہر ہوگئی۔ موسیٰؑ نے کہا اب چلو اُن لوگوں نے کہا کہ دریا کی زمین میں کیچڑ ہے ہم کو خوف ہے کہ کیچڑ میں کہیں پھنس نہ جائیں۔ تو خدا نے موسیٰؑ کو وحی کی کہ کہو خداوندا محمدؐ اور اُن کی آل طاہرہ و پاکیزہ کی عزت کی تجھ کو قسم کہ دریا کی زمین کو خشک کر دے۔ اسی وقت خدا نے بادِ صبا کو بھیجا اُس نے دریا کی زمین کو خشک کر دیا۔ موسیٰؑ نے کہا اب داخل ہو اُن لوگوں نے کہا کہ ہم بارہ اسباط ہیں۔ بارہ باپ کی اولاد۔ اگر دریا میں ایک ہی راستہ سے چلیں گے تو ہر سبط ایک دوسرے سے پہلے چلنا چاہے گا۔ اس لئے ہم لوگوں کو اندیشہ ہے کہ ہمارے درمیان فتنہ و نزاع واقع نہ ہو۔ اگر ہر سبط علیحدہ راستہ سے چلے گا تو فتنہ و فساد سے بیخوف رہے گا۔ خدا نے موسیٰؑ کو حکم دیا کہ دریا میں بارہ طرف عصا ماریں اور کہیں کہ محمدؐ اور اُن کی آل طاہرہؑ کے حق

سے میں سوال کرتا ہوں کہ دریا کی زمین کو ہمارے لئے ظاہر کردے اور ہمارے الم کو رفع فرمادے۔ اس طرح بارہ راستے پیدا ہو گئے اور بادِ صبا نے زمین کو خشک کر دیا۔ تو موسیٰؑ نے کہا چلو اُن لوگوں نے کہا ہم میں سے ہر گروہ ایک راستہ سے چلے گا۔ اور کسی کو معلوم نہ ہو سکے گا کہ دوسرے پر کیا گذری۔ یہ سُن کر موسیٰؑ نے اپنے عصا سے اُن پانی کے پہاڑوں پر جو راستوں کے درمیان بحکم خدا استادہ ہو گئے تھے مارا اور کہا خداوندا بحق محمدؐ و آل محمدؐ میں سوال کرتا ہوں کہ کھلے ہوئے طاق ان پانی کی دیواروں میں بنا دے تاکہ ایک دوسرے کو دیکھ سکے۔ اسی وقت کھلے ہوئے طاق دیواروں میں پیدا ہو گئے۔ جب بنی اسرائیل سب دریا میں داخل ہو گئے فرعون مع لشکر کے کنارے آ پہنچا اور وہ بھی دریا میں داخل ہو گیا۔ جب اُس کے سب سے آخری ساتھی دریا میں داخل ہوئے اور سب سے آگے والوں نے چاہا کہ دریا سے نکلیں حق تعالیٰ نے دریا کو حکم دیا تو اُن پر رواں ہو گیا اور سطح برابر ہو گئی اور وہ سب غرق ہو گئے۔ موسیٰؑ کے اصحاب دیکھ رہے تھے اور وہ غرق ہو رہے تھے۔ حق تعالیٰ نے ان اسرائیلیوں سے خطاب کیا جو حضرت رسول اللہ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کے زمانہ میں تھے کہ جب خدا نے ان نعمتوں کو تمہارے آباؤ اجداد پر محمدؐ و آلِ محمدؐ کے صدقہ میں تمام کیا تو اس وقت تم ان کو دیکھتے ہو پھر ایمان کیوں نہیں لاتے۔

فصل چہارم

آسیہ زن فرعون اور مومن آل فرعون کے فضائل اور حالات۔

حق تعالیٰ نے سورہ مومن میں فرمایا ہے کہ ہم نے موسیٰؑ کو اپنے معجزات اور ظاہری دلیلوں کے ساتھ فرعون، ہامان اور قارون کے پاس بھیجا اُن لوگوں نے کہا کہ وُہ ایک جھوٹ بولنے والا ساحر ہے۔ پھر جب اُن کے پاس حق کے ساتھ آئے تو اُن لوگوں نے کہا جو لوگ اُس پر ایمان لائے ہیں اُن کے لڑکوں کو مار ڈالو اور لڑکیوں کو زندہ چھوڑ دو اور کافروں کی تدبیر تو گمراہی کی ہے۔ اور فرعون نے کہا کہ مجھے موسیٰؑ کو قتل کر ڈالنے دو اور وہ اپنے پروردگار کو مدد کے لئے پکارے میں تو ڈرتا ہوں کہ وہ تمہارے دین کو خراب کر دے گا اور زمین میں فساد پھیلائے گا۔ قوم فرعون میں سے ایک مومن نے جو اپنا ایمان پوشیدہ رکھتا تھا کہا کیا تم لوگ ایسے شخص کو مار ڈالنا چاہتے ہو جو کہتا ہے کہ میرا پروردگار عالموں کا خدا ہے حالانکہ وہ تمہارے پاس تمہارے پروردگار کی جانب سے ظاہر معجزات لے کر آیا ہے۔ اگر وہ جھوٹ کہتا ہے تو اُس کا ضرر خود اُس پر عائد ہو گا اور اگر سچ کہتا ہے تو اُن نیکیوں میں سے جس کا وُہ تم سے وعدہ کرتا ہے کچھ تم کو ضرور

پہنچے گی۔ اس لئے کہ خدا اُس کی ہدایت نہیں کرتا جو گناہ میں زیادتی کرنے والا اور بہت جھوٹ بولنے والا ہوتا ہے۔ اے میری قوم کے لوگو آج تم کو ملک اور بادشاہی حاصل ہے اور تم زمین مصر میں سب پر غالب ہو (لیکن یہ تو بتلاؤ) اگر خدا کا عذاب ہماری جانب آئے تو کون ہماری مدد کرے گا۔ فرعون نے کہا میں تم کو وہی سمجھاتا ہوں جو خود سمجھے ہوئے ہوں اور تمہاری ہدایت نیکی اور صلاح کی طرف ہی کرتا ہوں۔ تو جو شخص در پردہ ایمان لاچکا تھا اُس نے کہا کہ اے میری قوم والو یقیناً میں تمہارے لئے بھی روز بد سے دوسری جماعت کی طرح ڈرتا ہوں جن نے اگلے زمانہ میں پیغمبروں کی تکذیب کی اور اُن پر قوم نوح، عاد و ثمود کی طرح عذاب نازل ہوا تھا۔ اور اُس جماعت کی طرح جو اُن کے بعد ہوئی اور خدا اپنے بندوں پر ظلم کرنا نہیں چاہتا۔ اے میری قوم والو میں تمہارے لئے قیامت کے روز سے ڈرتا ہوں جس روز کہ جہنم کی طرف ۔ ۔ ۔ ۔ جاؤ گے اور کوئی تم کو عذاب خدا سے بچانے والا نہ ہوگا اور جس کو خدا چھوڑ دے اُس کی کون ہدایت کرنے والا ہے اور بیشک تمہارے پاس پہلے معجزات اور واضح حجتوں کے ساتھ یوسفؑ آئے اور تم برابر ان کی رسالت میں شک کرتے رہے۔ یہاں تک کہ وہ دنیا سے چلے گئے اور تم نے کہا کہ خدا اُن کے بعد ہرگز کوئی پیغمبر نہ بھیجے گا۔ اسی طرح خدا اس کو گمراہی میں چھوڑ دیتا ہے جو بہت زیادہ گناہ کرنے والا اور شک کرنے والا ہے۔ پھر اُس نے کہا جو ایمان لایا تھا کہ اے میری قوم کے لوگو میری پیروی کرو تاکہ میں تمہاری ہدایت خیر و صلاح کی راہ پر کروں اے قوم والو اس دُنیا کی زندگی میں بہت تھوڑا نفع ہے لیکن آخرت ہمیشہ کا مستقر اور مقام ہے۔ اے قوم والو میں تم کو نجات کے راستہ پر بلاتا ہوں اور تم مجھ کو جہنم کی دعوت دیتے ہو اور چاہتے ہو کہ میں کافر ہو جاؤں اور خدا کا اُس چیز کو شریک قرار دوں جس کا مجھے کوئی علم نہیں اور میں تم کو غالب اور بخشنے والے خدا کی طرف بلاتا ہوں اور تم مجھ کو جن کی طرف بلاتے ہو اُن کی طرف دعوت کا کوئی حق نہیں ہے اس لئے کہ ہماری بازگشت خدا کی طرف ہے اور یقیناً زیادہ نافرمانی کرنے والے اصحابِ جہنم ہیں اور بہت جلد میری باتوں کو یاد کرو گے اور میں تو اپنے کام خدا کو سپرد کرتا ہوں۔ اور اُس پر چھوڑتا ہوں۔ یقیناً وہ بندوں کے حالات سے بخوبی واقف ہے تو خدا نے اُس کو بدی کے نقصانات سے جو اُس کے لئے وہ لوگ کرتے تھے محفوظ رکھا اور آل فرعون پر بدترین عذاب نازل ہوا۔

اور سورۂ تحریم میں فرمایا ہے کہ خدا نے ان عورتوں کی مثال جو ایمان لائی ہیں زن فرعون سے دی ہے جس وقت کہ اُس نے دُعا کی کہ پروردگارا میرے لئے اپنے نزدیک بہشت میں ایک

مکان بنا اور فرعون اور اُس کے عمل سے نجات دے اور ظالموں کے گروہ سے مجھ کو محفوظ رکھ (آیت ۱۱ سورہ تحریم پ ۲۸) عامہ و خاصہ کے طریقہ سے بہت سی سندوں کے ساتھ حضرت رسولِ خدا سے منقول ہے کہ تین اشخاص مومن آلِ فرعون، علی بن ابیطالب اور آسیہ زن فرعون ایک چشم زدن کے لئے بھی وحی خدا سے کافر نہیں ہوئے۔

بسند ہائے بسیار ابن عباس وغیرہ سے منقول ہے کہ حضرت رسولؐ نے فرمایا کہ بہترین زنانِ بہشت چار عورتیں ہیں خدیجہؑ بنت خویلد و فاطمہؑ زہرا و مریم دختر عمران اور آسیہ بنت مزاحم زن فرعون۔

حضرت امام حسن عسکری علیہ السلام سے منقول ہے کہ حزبیل مومن آلِ فرعون قوم فرعون کو خدا کی یگانہ پرستی اور موسیٰؑ کی پیغمبری کی طرف دعوت دیتے تھے اور محمدؐ کو تمام پیغمبروں اور کل مخلوقات سے اور علیؑ بن ابیطالب اور ائمہ طاہرینؑ کو تمام اوصیائے پیغمبران سے افضل کہتے تھے اور فرعون کی خدائی سے بیزار رہنے کی تبلیغ کرتے تھے۔ چغلخوروں نے فرعون سے جا کر کہا کہ حزبیل لوگوں کو تیری مخالفت پر آمادہ کرتے ہیں اور تیرے دشمنوں کی تیری دشمنی میں امداد کرتے ہیں۔ فرعون نے کہا کہ وہ میرے چچا کا لڑکا ہے۔ میری مملکت پر میرا خلیفہ اور میرا ولی عہد ہے۔ اگر جیسا کہ تم لوگ کہتے ہو اُس نے کیا ہو گا تو میرے عذاب کا مستحق ہو گا۔ اس لئے کہ پھر اُس نے میری نعمتوں کو ضائع کیا اور اگر تم لوگوں نے جھوٹ کہا ہے تو میرے بدترین عذاب کے مستحق ہوئے ہو کیونکہ تم نے اُس پر افترا کیا۔ پھر حکم دیا تو اُن لوگوں کے ساتھ حزبیل کو حاضر کیا۔ اُن لوگوں نے حزبیل سے اُس کے روبرو کہا کہ تو فرعون کی خدائی سے انکار اور اس کی نعمتوں کو پامال کرتا ہے۔ حزبیل نے کہا اے بادشاہ کیا آپ نے کبھی مجھ سے جھوٹ سُنا ہے۔ اُس نے کہا نہیں۔ انہوں نے کہا تو ان لوگوں سے دریافت کیجئے کہ اُن کا خدا کون ہے کہا فرعون ہمارا پروردگار ہے کہا ان سے پوچھئے کہ کس نے ان کو پیدا کیا ہے۔ اُن لوگوں نے کہا فرعون نے۔ کہا ان سے پوچھئے کہ کون ان کا روزی دینے والا اور ان کی ضروریات کا کفالت کرنے والا ہے اور کون برائیوں کو ان سے دفع کرتا ہے۔ اُن لوگوں نے کہا فرعون۔ حزبیل نے کہا اے بادشاہ میں آپ کو اور تمام حاضرین کو گواہ کرتا ہوں کہ ان کا پروردگار میرا پروردگار ہے ان کا خالق میرا خالق ہے ان کا رازق میرا رازق ہے۔ ان کی معیشت کی اصلاح کرنے والا میری معیشت کی بھی اصلاح کرنے والا ہے اور میرا پالنے والا، پیدا کرنے والا اور روزی دینے والا ان کے پروردگار خالق

اور روزی دینے والے کے سوا اور کوئی دوسرا نہیں ہے اور اے بادشاہ تجھ کو اور کل حاضرین کو میں گواہ کرتا ہوں کہ ہر پروردگار، خالق اور رازق جو ان لوگوں کے پروردگار خالق اور رازق کے علاوہ ہے میں اُس سے بیزار ہوں اور اُس کی پروردگاری سے بھی اور اُس کی خدائی سے انکار کرتا ہوں۔ حزبیل کی غرض اُن کے واقعی خالق و رازق اور پروردگار سے تھی جو تمام جہانوں کا خدا ہے۔ اس لئے یہ نہیں کہا کہ وہ پروردگار جس کو یہ لوگ کہتے ہیں بلکہ یہ کہا کہ ان کا پروردگار۔ یہ مفہوم فرعون اور اُس کے دربار کے حاضرین پر پوشیدہ تھا۔ اُن لوگوں نے سمجھا کہ وہ کہتے ہیں کہ فرعون میرا پروردگار، خالق و رازق ہے غرض کہ فرعون نے اُس جماعت پر عتاب کیا اور کہا اے بدکردار و میرے اور میرے ابن عم اور میرے یاور کے درمیان فساد کرنے والو تم لوگ میرے عذاب کے مستحق ہوئے کیونکہ تم لوگ چاہتے ہو کہ میرے معاملہ کو خراب کرو اور میرے ابن عم کو ہلاک کرو اور میری بادشاہی میں رخنہ ڈالو پھر حکم دیا تو لوگوں نے اُن سب کو لٹا کے اُن کے زانوؤں کو سینہ پر رکھ کے کیلیں ٹھونک دیں اور آرے چلانے والوں کو بلا کر حکم دیا تو ان لوگوں نے اُن کے گوشت کو آرے سے ہڈی سے جدا کیا۔ یہ ہے جو خدا فرماتا ہے کہ حق تعالیٰ نے اُس کو اُن کے بُرے فریبوں سے محفوظ رکھا جبکہ اُس کی بُرائی فرعون سے لوگوں نے بیان کی تا کہ وہ اُس کو ہلاک کرے (لیکن بجائے اُس کے) آل فرعون پر بدترین عذاب نازل ہوا یعنی اُس جماعت کو جس نے فرعون سے اُس کی بُرائی بیان کی زمین پر میخوں سے سی دیا اور ان کے گوشت کو آرے سے ٹکڑے ٹکڑے کیا۔

علی بن ابراہیم نے روایت کی ہے کہ مومن آل فرعون نے چھ سو سال تک اپنا ایمان پوشیدہ رکھا۔ وہ ایک مرض میں مبتلا تھے جس سے اُن کی انگلیاں کر گئی تھیں اور اُن ہی ہاتھوں سے اُن کی طرف اشارہ کرتے تھے اور کہتے تھے اے قوم میری اطاعت کرو تاکہ میں راہِ حق کی ہدایت کروں تو خدا نے اُن کے مکر سے اُن کو محفوظ رکھا۔

بسندِ صحیح حضرت صادق سے منقول ہے کہ آلِ فرعون نے اُس مومن پر غلبہ کیا اور اُس کو پارہ پارہ کیا لیکن خدا نے اُس کو محفوظ رکھا اس سے کہ وہ دین حق سے برگشتہ ہو۔

قطب راوندی نے روایت کی ہے کہ فرعون نے دو شخصوں کو حزبیل کو بلانے کے لئے بھیجا۔ اُن دونوں نے حزبیل کو پہاڑوں میں پایا اور وہ نماز میں مشغول تھے اور صحرا کے جانوران کے گرد جمع تھے۔ جب اُن دونوں نے ارادہ کیا کہ اثنائے نماز

حزبیل کی شہادت

میں اُن کو گرفتار کریں حق تعالیٰ نے ایک جانور کو حکم دیا جو اونٹ کے مانند بڑا تھا وہ حزبیل اور اُن دونوں کے درمیان حائل ہوگیا اور اُن دونوں کو دفع کیا یہاں تک کہ حزبیل نماز سے فارغ ہوئے۔ اُن کی نظر اُن دونوں پر پڑی۔ ڈرے اور کہا خداوندا مجھ کو فرعون کے شر سے پناہ دے اس لئے کہ تو میرا خدا ہے اور تجھ پر میں نے بھروسہ کیا ہے اور تجھ پر ایمان لایا ہوں اور تیری ہی طرف میری بازگشت ہے اے میرے مالک میں تجھ سے سوال کرتا ہوں۔ اگر یہ دونوں میرے ساتھ بدی کا ارادہ کریں تو ان پر جلد فرعون کو مسلط کر اور نیک ارادہ رکھتے ہوں تو ان کی ہدایت کر۔ اُن کو دیکھ کر وہ دونوں واپس ہوئے اثنائے راہ میں ایک نے دوسرے سے کہا کہ میں تو فرعون سے اُس کا حال پوشیدہ رکھوں گا۔ اگر وہ مارا جائے تو ہم کو کیا فائدہ ہوگا۔ دوسرے نے کہا کہ فرعون کی عزت کی قسم میں تو ضرور کہوں گا۔ جب دربار میں آیا لوگوں کے سامنے جو کچھ دیکھا تھا بیان کیا اور دوسرے نے پوشیدہ کیا۔ جب حزبیل فرعون کے پاس آئے فرعون نے ان دونوں شخصوں سے پوچھا کہ تمہارا پروردگار کون ہے کہا تو ہے۔ پھر حزبیل سے پوچھا کہ تمہارا پروردگار کون ہے۔ کہا جو ان کا پروردگار ہے وہی میرا ہے۔ فرعون نے سمجھا کہ خود اُسی کو کہتے ہیں لہذا خوش ہوگیا اور اُسی شخص کو مار ڈالا جس نے بیان کیا تھا۔ اور حزبیل اور اُس شخص کو جس نے واقعہ کو پوشیدہ رکھا تھا نجات دی تو وہ شخص بھی موسیٰؑ پر ایمان لایا اور ساحروں کے ساتھ فرعون کے حکم سے قتل ہوا[1]۔ بہت سی حدیثیں عامہ اور خاصہ کے طریقہ پر وارد ہوئی ہیں کہ پیغمبروں کی بخوبی تصدیق کرنے والے صدیق تین ہیں۔ مومنؑ آل فرعون۔ مومنؑ آل یاسین اور اُن میں سب سے افضل علیؑ بن ابیطالب صلوات اللہ علیہ ہیں۔

صدیق تین ہیں

ثعلبی نے نقل کیا ہے کہ حزبیل فرعون کے اصحاب میں نجار تھے۔ وہ وہی تھے جنہوں نے مادر موسیٰؑ کے لئے تابوت بنایا تھا۔ بعض نے کہا ہے کہ وہ فرعون کے خزانچی تھے۔ سو سال تک اپنا ایمان پوشیدہ رکھا۔ یہاں تک کہ جس روز موسیٰؑ ساحروں پر غالب ہوئے اُس روز اپنا ایمان ظاہر کیا اور ساحروں کے ساتھ قتل کئے گئے

[1] مولف کہتے ہیں کہ مومن آل فرعون کے قتل ہونے اور نجات پانے کے بارے میں حدیثیں مختلف ہیں۔ ممکن ہے کہ پہلے قتل سے نجات ہوگئی ہو لیکن آخر میں درجۂ شہادت پر فائز ہوئے ہوں اور احتمال ہے کہ نجات پانے کی حدیثیں تقیہ کی بنا پر وارد ہوئی ہوں۔

حزبیل کی مومنہ زوجہ اور اس کے بچوں کی شہادت۔

اور حزبیل کی زوجہ فرعون کی لڑکیوں کی مشاطہ تھی اور مومنہ تھی۔ ایک روز کنگھی اُس کے ہاتھ سے گر پڑی کہا بسم اللہ۔ فرعون کی دختر نے کہا کیا میرے باپ کے لئے کہا نہیں بلکہ اس کے بارے میں کہتی ہوں جو میرا اور تیرا اور تیرے باپ کا پروردگار ہے اُس نے کہا میں اپنے باپ سے بیان کروں گی اُس نے کہا کہہ دینا۔ لڑکی نے وہ قصہ فرعون سے بیان کیا۔ اُس نے اُس مومنہ کو مع اُس کے بچوں کے طلب کیا اور پوچھا تیرا پروردگار کون ہے۔ جواب دیا میرا پروردگار اور تیرا وہی ہے جو تمام جہانوں کا خدا ہے تو اُس نے ایک تانبے کا تنور منگایا اور اُس میں آگ روشن کرکے اُس مومنہ کو مع اُس کے بچّوں کے طلب کیا۔ اُس عورت نے کہا میری خواہش ہے کہ میری اور میرے بچوں کی ہڈیاں جمع کرکے زمین میں دفن کرا دینا۔ اُس نے کہا چونکہ ہم پر تیرا حق ہے لہٰذا ایسا ہی کروں گا پھر حکم دیا تو اُس کے ایک ایک فرزند کو آگ میں ڈالا۔ جب آخری بچّہ کو جو شیر خوار تھا آگ میں ڈالا وہ بحکم خدا گویا ہوا کہ اے مادر مہربان صبر کیجئے کیونکہ آپ حق پر ہیں پھر اُس مومنہ کو بھی تنور میں ڈال دیا۔

حضرت آسیہ کی شہادت

آسیہ کے بارے میں یہ ہے کہ وہ بنی اسرائیل سے تھیں اور مومنہ مخلصہ تھیں۔ فرعون کے محل میں پوشیدہ طور پر خدا کی عبادت کرتی تھیں۔ یہاں تک کہ فرعون نے زن حزبیل کو قتل کیا۔ اُس وقت آسیہ نے دیکھا کہ اُس مومنہ کی روح فرشتے آسمان پر لے جاتے ہیں اُن کا یقین اور بھی زیادہ ہوگیا اسی اثنا میں فرعون اُن کے پاس آیا اور اس مومنہ کا قصہ آسیہ سے بیان کیا۔ آسیہ نے کہا اے فرعون تجھ پر وائے ہو یہ کیا جرأت ہے جو خدا کے مقابلہ میں تو کر رہا ہے۔ فرعون نے کہا تو بھی اُسی عورت کی طرح دیوانی ہوگئی ہے۔ آسیہ نے کہا نہیں بلکہ میں اُس خدا پر ایمان لائی ہوں جو میرا اور تیرا اور تمام عالم کا پروردگار ہے۔ یہ سُن کر فرعون نے مادر آسیہ کو طلب کیا اور کہا کہ تیری لڑکی دیوانی ہوگئی ہے اُس سے کہہ دے کہ موسیٰؑ کے خدا سے انکار کرے ورنہ موت کا مزہ اُس کو بھی چکھاتا ہوں۔ ماں نے ہر چند سمجھایا مگر کچھ فائدہ نہ ہوا تو فرعون کے حکم سے اُن کو جلادوں نے چار میخوں پر کھینچا اور عذاب کیا یہاں تک کہ وہ شہید ہوگئیں۔ ابن عباس سے منقول ہے کہ جس وقت اُن پر عذاب کیا جا رہا تھا ان کے پاس حضرت موسیٰؑ کا گذر ہوا آپ نے دُعا کی تو خدا نے سزا کی تکلیف اُن سے زائل کردی۔ یعنی فرعون کے عذاب کی اُن کو کوئی تکلیف نہیں پہنچی۔ اُس حال میں آسیہ نے کہا خدایا میرے لئے بہشت میں ایک مکان بنا تو خطاب ہوا کہ اُوپر نگاہ کرو۔ جب دیکھا اپنی جگہ بہشت میں نظر آئی تو خنداں ہوئیں۔ فرعون نے

کہا دیکھو اس کے جنون کو کہ میں اُس کو عذاب کرتا ہوں اور وہ ہنستی ہے۔ غرضکہ وہ رحمت الٰہی سے واصل ہوئیں۔ اور سلمانؓ سے روایت ہے کہ آسیہ پر دھوپ میں عذاب کیا جا رہا تھا۔ حق تعالیٰ نے فرشتوں کو بھیجا انہوں نے اُن پر سایہ کیا۔

فصل پنجم دریائے نیل سے گذرنے کے بعد بنی اسرائیل کے حالات۔

علی بن ابراہیم نے روایت کی ہے کہ جب بنی اسرائیل دریا سے باہر آئے اور ایک صحرا میں مقیم ہوئے تو جناب موسیٰؑ سے کہنے لگے کہ ہم لوگوں کو تم نے ہلاک کیا کہ آبادی سے ایک جنگل میں پہنچا دیا جہاں نہ سایہ ہے نہ کوئی درخت نہ پانی۔ تو حق تعالیٰ نے اُن پر ایک ابر بھیجا جو دن میں اُن پر سایہ کرتا تھا اور رات کو اُن پر نازل ہوتا تھا جو گھاس پتھر اور درخت پر بیٹھتا تھا تاکہ اُن کی غذا ہو۔ اُس کے بعد بھنے ہوئے مرغ اُن کے دسترخوان پر گراتا تھا جسے وہ لوگ کھاتے تھے جب وہ لوگ سیر ہو جاتے تھے تو وہ تمام مرغ خدا کے حکم سے زندہ ہو کر اُڑ جاتے تھے۔ جناب موسیٰؑ کے پاس ایک پتھر تھا جسے وہ اپنے لشکر کے درمیان رکھ دیتے تھے اور اپنا عصا اُس پر مارتے تھے اُس میں سے ہر سبط کی جانب ایک چشمہ جاری ہو جاتا تھا۔ وہ لوگ بارہ سبط تھے جب اسی حال سے ایک مدت گذری کہا اے موسیٰؑ ہم ایک کھانے پر نہیں صبر کر سکتے خدا سے دُعا کرو کہ ہمارے لئے زمین سے سبزی ترکاری ککڑی گیہوں (یا لہسن) مسور اور پیاز پیدا کرے فرمایا فوم گندم کو کہتے ہیں اور بعض نے کہا ہے کہ لہسن ہے اور بعض کہتے ہیں کہ روٹی ہے۔ موسیٰؑ نے اُن سے کہا کہ کیا ایسی معمولی چیزوں سے عمدہ اور بہتر چیزوں (من و سلویٰ) کو تبدیل کرنا چاہتے ہو تو مصر یا کسی دوسرے شہر میں چلو وہاں تمہاری خواہش کے مطابق چیزیں مل جائیں گی۔

بسند معتبر حضرت امام محمد باقرؑ سے منقول ہے کہ حق تعالیٰ نے موسیٰؑ کو حکم دیا۔ کہ بنی اسرائیل کو ارض مقدس کی طرف لے جائیں وہاں سے وہ کفار کو نکال دیں اور خود ساکن ہوں۔ اُس وقت بنی اسرائیل کی تعداد چھ لاکھ تھی جناب موسیٰؑ نے اُن سے کہا کہ خدا نے تمہارے لئے لکھ دیا اور مقرر کر دیا ہے کہ ارض مقدس میں چل کر قیام کرو اور مرتد نہ ہو اور حکم خدا سے انحراف نہ کرو ورنہ نقصان اٹھاؤ گے۔ وہ کہنے لگے لے موسیٰؑ ارض مقدس میں جباروں کا گروہ رہتا ہے جن کے مقابلہ کی ہم تاب نہیں رکھتے لہٰذا ہم ہرگز اُس شہر میں داخل نہ ہوں گے جب تک کہ وہ اُس شہر سے نکل نہ جائیں۔ اُن میں سے دو شخصوں نے یعنی یوشع بن نون اور کالب بن یوقنا نے کہا کہ خدا سے ڈرو۔ خدا نے ان دونوں

کو اپنی اطاعت و فرمانبرداری کی توفیق عطا کی تھی۔ انہوں نے کہا کہ سرکشان عمالقہ کے بارہ شہر ہیں۔ جب تم اُن میں داخل ہو گے تو اُن پر غالب ہو گے۔ خدا پر بھروسہ رکھو اگر اُس پر ایمان رکھتے ہو۔ اُن لوگوں نے کہا اے موسیٰؑ ہم ہرگز اس شہر میں داخل نہ ہوں گے جب تک کہ یہ جبار شہر میں موجود رہیں گے۔ تم مع اپنے پروردگار کے جا کر جنگ کرو ہم یہیں بیٹھے ہیں۔ موسیٰؑ نے کہا خداوندا مجھے اپنی ذات پر اختیار ہے اور اپنے بھائی پر۔ مجھے گروہِ فاسقاں سے الگ کر دے۔ حق تعالیٰ نے فرمایا کہ جب اُن لوگوں نے ارضِ مقدس میں داخل ہونا قبول نہیں کیا تو اُن پر چالیس سال تک اُس میں داخل ہونا میں نے حرام کر دیا وہ اسی زمین میں حیران و پریشان پھرا کریں گے۔ تم فاسقوں کی وجہ سے رنجیدہ نہ ہو۔ یہاں تک آیتوں کا ترجمہ تھا۔ حضرت امام محمد باقرؑ نے فرمایا کہ وہ لوگ چار فرسخ زمین میں چالیس سال تک حیران پھرا کئے۔ اس سبب سے کہ انہوں نے خدا کے حکم کو رد کر دیا اور راضی نہیں ہوئے کہ اُس شہر میں داخل ہوں۔ شام کو منادی اُن کو ندا دیتا تھا کہ بار کرو وہ لوگ گاتے اور رجز پڑھتے ہوئے روانہ ہوتے تھے اور سحر تک راستہ چلتے تھے پھر خدا زمین کو حکم دیتا تو وہ ان لوگوں کو اسی جگہ پہنچا دیتی تھی جہاں سے روانہ ہوتے تھے۔ جب صبح ہوتی تو وہ لوگ اپنے کو اسی سابق منزل میں پاتے تھے اور کہتے تھے کہ رات کو ہم لوگ راستہ بھول گئے غرضکہ چالیس سال تک اسی حال میں رہے حق تعالیٰ اُن کے لئے من سلویٰ بھیجتا تھا۔ اُن کے ہمراہ ایک پتھر تھا جہاں وہ ٹھہرتے تھے موسیٰؑ اس پتھر پر عصا مارتے تھے اور اُس سے بارہ چشمے جاری ہو جاتے تھے یعنی ہر سبط کی طرف ایک چشمہ جاری ہوتا تھا اور جب اُس کو دوسری جگہ لے جانا چاہتے تھے پانی واپس ہو کر اُسی پتھر میں داخل ہو جاتا تھا۔ اُسی پتھر کو ایک چوپائے پر بار کر لیا کرتے تھے اسی حال میں سوائے یوشعؑ بن نون اور کالبؑ بن یوقنا کے سب مر گئے کیونکہ ان دونوں نے ارضِ مقدس میں داخل ہونے سے انکار نہیں کیا تھا اور موسیٰؑ اور ہارونؑ بھی صحرائے تیہ میں رحمتِ خدا سے واصل ہوئے۔

امام محمد باقرؑ اور جعفر صادق علیہما السلام سے بہت سی حدیثوں میں منقول ہے کہ حق تعالیٰ نے اُن لوگوں کے لئے لکھ دیا اور مقدر کر دیا تھا کہ ارضِ مقدس میں داخل ہوں جب انہوں نے نافرمانی کی تو اُن پر ان شہروں میں داخل ہونا حرام کر دیا۔ (اور مقدر ہوا) کہ اُن کے فرزند داخل ہوں لہٰذا وہ تمام لوگ اُس صحرا میں مر گئے اُن

بنی اسرائیل کو قوم عمالقہ سے لڑنے کا حکم اور ان کا انکار

صحرائے تیہ میں بنی اسرائیل کا چالیس سال تک حیران پھرنا۔

کی اولاد یوشعؑ بن نون اور کالبؑ بن یوقنا کے ساتھ اس شہر میں داخل ہوئی اور خدا جو چاہتا ہے محو کر دیتا ہے جو چاہتا ہے ثبت فرماتا ہے اور اُس کے پاس ام الکتاب ہے۔ اور دوسری روایت میں یہ ہے کہ اُن کے فرزند بھی داخل نہیں ہوئے بلکہ اُن کے فرزندوں کے فرزند داخل ہوئے۔

دوسری معتبر حدیث میں امام محمد باقرؑ سے منقول ہے کہ شام کی زمین نہایت نیک و بہتر ہے لیکن وہاں کے لوگ بہت بُرے ہیں اور مصر بدترین شہر ہے کیونکہ وُہ اس کا قید خانہ ہے جس پر خدا غضب فرماتا ہے اور بنی اسرائیل کا مصر میں داخل ہونا کسی سبب سے نہ تھا بجز اس کے کہ خدا اُن پر غضبناک تھا اُس گناہ کے سبب سے جو ان لوگوں نے کیا تھا۔ کیوں کہ حق تعالیٰ نے اُن سے فرمایا کہ ارض مقدسہ یعنی شام میں داخل ہو کیونکہ اُس نے تمہارے لئے لکھ دیا ہے۔ لیکن اُن لوگوں نے انکار کیا اس لئے چالیس سال تک مصر اور اُس کے بیابانوں میں حیران و پریشان پھرا کئے۔ اور مصر سے باہر نکلنا اور شام میں داخل ہونا اُن کو نصیب نہ ہوا مگر اُن کے توبہ کرنے اور خدا کے اُن سے راضی ہو جانے کے بعد۔ حضرت نے فرمایا کہ میں اس سے کراہت رکھتا ہوں کہ اُس مٹی کے برتن میں کوئی غذا کھاؤں جو مصر میں پختہ کیا گیا ہو اور پسند نہیں کرتا کہ اپنا سر مصر کی مٹی سے دھوؤں۔ اس خوف سے کہ کہیں اُس کی خاک میری ذلت کا باعث نہ ہو اور میری عزت کو زائل نہ کر دے۔

علی بن ابراہیم نے روایت کی ہے کہ جناب موسیٰؑ سے جب بنی اسرائیل نے کہا کہ تم اپنے پروردگار کے ہمراہ جا کر جنگ کرو ہم اسی جگہ بیٹھے ہیں۔ موسیٰؑ نے ہارونؑ کا ہاتھ پکڑ کر چاہا کہ اُن کے درمیان سے نکل جائیں تو بنی اسرائیل کو خوف ہوا کہ اگر وہ چلے گئے تو ہم پر عذاب نازل ہو جائے گا۔ اس لئے موسیٰؑ کے پاس گریہ وزاری کرتے ہوئے آئے اور التجا کی کہ وہ ان کے پاس رہیں اور خدا سے دُعا کریں کہ اُن کی توبہ قبول فرمائے تو خدا نے موسیٰ علیہ السلام پر وحی بھیجی کہ میں نے اُن کی توبہ قبول کی لیکن ان کو اس سرکشی کی سزا میں چالیس سال تک سرگشتہ اور پریشان رکھوں گا پھر وہ قارون کے سوا سب توبہ کے لئے تیہ میں داخل ہوئے۔ وُہ لوگ ابتدائے شب سے توریت پڑھتے ہوئے مصر کی طرف روانہ ہوئے تھے۔ اُن کے اور مصر کے درمیان چار فرسخ کا فاصلہ تھا جب مصر کے دروازہ تک پہنچتے تھے۔ زمین اُن کو اُسی جگہ واپس کر دیتی تھی۔

ف: یہ امام کا حکم استحباب و کراہت کے طور پر ہے ترجمہ حیات القلوب مصنف [illegible]

ایضاً روایت ہے کہ جب بنی اسرائیل دریا سے گذرے تو ایک بُت پرست جماعت کے پاس پہنچے۔ موسیٰؑ سے کہا کہ ہمارے لئے بھی ایسا ہی خدا بنا دیجئے جیسا کہ ان لوگوں کا ہے موسیٰؑ نے کہا تم لوگ ایک جاہل گروہ ہو یہ لوگ اپنے اس عمل سے ہلاک ہونے والے ہیں کیونکہ ان کا عمل باطل ہے کیا خداوند عالم کے علاوہ کوئی اور خدا تمہارے لئے تلاش کروں حالانکہ اُس نے تم کو تمام عالم پر فضیلت دی ہے۔

ابن بابویہ نے ابن عباس سے روایت کی ہے کہ جب بنی اسرائیل دریا سے عبور کر چکے کہنے لگے کہ اے موسیٰ کس قوت وارادہ و سامان کے ساتھ ہم ارض مقدسہ میں پہنچیں گے حالانکہ اطفال اور عورتیں اور بڈھے ہمارے ساتھ ہیں موسیٰؑ نے کہا کہ مجھ کو یقین نہیں ہے کہ خدا نے کسی گروہ یا کسی فرد کو دنیا میں وہ دیا ہوگا جو دنیا کے مال وسامان تم کو فرعون کی قوم سے میراث میں دلوایا ہے اور اب بھی وہی تمہارے ہر معاملہ کا انتظام کریگا لہذا خدا کو یاد کرو اور اپنا کام اُسی پر چھوڑ دو کہ وہ تم پر تم سے زیادہ مہربان ہے اُن لوگوں نے کہا اے موسیٰؑ دُعا کرو کہ خدا ہم کو آب و غذا اور لباس عطا فرمائے اور ہم کو پیادہ رہنے سے نجات بخشے اور گرمی سے سایہ میں رکھے۔ خدا نے موسیٰؑ کو وحی فرمائی کہ میں نے حکم دے دیا کہ آسمان من وسلویٰ اُن کے لئے بھیجے۔ ہوا سلویٰ کو بریاں کرے پتھر اُن کو پانی دے اور ابر کو مامور کیا کہ اُن پر سایہ کرے اور اُن کے لباس کو حکم دیا۔ کہ جس قدر وہ بڑھتے جائیں لباس بھی بڑھتا جائے غرض موسیٰؑ نے اُن کو لے کر ارض مقدس کا رُخ کیا جو بلاد شام میں فلسطین کے نام سے مشہور ہے۔ اُس کو اس لئے مقدس کہتے ہیں کہ وہاں یعقوبؑ پیدا ہوئے تھے اور وہ اسحٰقؑ و یوسفؑ کا مسکن تھا اور وفات کے بعد سب کو اُسی جگہ منتقل کر دیا گیا۔

حضرت امام حسن عسکری صلوات اللہ علیہ کی تفسیر میں خداوند عالم کے قول وَظَلَّلْنَا عَلَيْكُمُ الْغَمَامَ کے متعلق مسطور ہے یعنی یاد کرو اے بنی اسرائیل اُس وقت کو جبکہ تم پر ہم نے ابر کو سایہ فگن کیا جس وقت کہ تم لوگ تیہ میں تھے تاکہ تم کو آفتاب کی گرمی اور ماہتاب کی سردی سے محفوظ رکھے وَاَنْزَلْنَا عَلَيْكُمُ الْمَنَّ وَالسَّلْوٰى اور ہم نے تم پر مَن نازل کیا جس کو ترنجبین کہتے ہیں جو اُن درختوں سے نیچے گرتی تھیں اور وہ اُٹھا لیتے تھے اور سلویٰ خدا نے اُن کے لئے بھیجا جو آسمانی پرندہ تھا۔ جس کا گوشت تمام پرندوں سے بہتر تھا اور وہ لوگ بلا محنت اُسکا شکا

کرتے اور کھاتے تھے غرض خدا نے اُن سے کہا کُلُوا مِنْ طَيِّبَاتِ مَا رَزَقْنَاكُمْ یعنی پاکیزہ چیزیں کھاؤ جو ہم نے تم کو عطا کی ہیں اور میری نعمتوں پر شکر کرو اور میرے اُن خاص بندوں یعنی محمدؐ و آلِ محمدؐ کی تعظیم کرو کیونکہ میں نے اُن کو قابل تعظیم بنایا ہے اور اُن کو بڑا سمجھو۔ اس لئے کہ میں نے اُن کو بڑا کیا ہے اور اُن کی ولایت کا تم سے عہد و پیمان لے چکا ہوں۔ وَمَا ظَلَمُونَا اُن لوگوں نے ہم پر ظلم نہیں کیا کہ جو کچھ ہم نے ان سے اُن بزرگواروں کے باب میں عہد لیا تھا انہوں نے اس کو بدل دیا اور اُس پر وفا نہیں کی لہذا کافروں کے کفر سے ہماری بادشاہی کو کوئی ضرر نہیں پہنچتا جس طرح مومنوں کے ایمان سے ہماری سلطنت میں کچھ اضافہ نہیں ہوتا وَلٰكِنْ كَانُوٓا اَنْفُسَهُمْ يَظْلِمُوْنَ لیکن انہوں نے کافر ہو کر ہمارے حکم تبدیل کر کے اپنی جانوں پر ظلم کیا۔ وَاِذْ قُلْنَا ادْخُلُوْا هٰذِهِ الْقَرْيَةَ اور اُس وقت کو یاد کرو جبکہ ہم نے تمہارے آباؤ اجدادِ گذشتگان کو حکم دیا کہ اس شہر میں یعنی شہر اریحا میں داخل ہو جو ملک شام کا ایک شہر ہے جبکہ بنی اسرائیل صحرائے تیہ سے رہا ہوئے تھے۔ فَكُلُوْا مِنْهَا حَيْثُ شِئْتُمْ رَغَدًا اور اُس شہر میں جس جگہ چاہو بلا مشقت فراخی کے ساتھ روزی کھاؤ وَّادْخُلُوا الْبَابَ سُجَّدًا اور شہر کے دروازہ میں سجدہ کر کے داخل ہو حضرت نے فرمایا کہ حق تعالیٰ نے اُن کے لئے شہر کے دروازہ پر محمدؐ اور علیؑ صلوات اللہ علیہ کی صورت ممثل فرمائی تھی اور اُن کو حکم دیا تھا کہ اُن تصویروں کی تعظیم کے لئے سجدہ کریں اور اُن کی بیعت و محبت اپنے دلوں میں تازہ کریں اور اُن کی ولایت کا عہد و پیمان اور اُن کی فضیلت کا اعتقاد جو اُن سے لیا گیا تھا یاد کریں وَقُوْلُوْا حِطَّةٌ اور کہیں کہ یہ ہمارا سجدہ خدا کے لئے محمدؐ و علیؑ کی تصویر کی تعظیم کے جہت سے ہے اور اُن کی ولایت کا اعتقاد ہمارے گناہوں کو کم کرنے والا اور ہماری خطاؤں کو محو کرنے والا ہے۔ نَّغْفِرْ لَكُمْ خَطٰيٰكُمْ تاکہ ہم تمہارے گناہوں کو بخش دیں وَسَنَزِيْدُ الْمُحْسِنِيْنَ اور عنقریب ہم نیک لوگوں کے ثواب کو اور زیادہ کریں گے۔ یعنی جو لوگ ایسا کریں گے اور پہلے گناہ نہ کئے ہوں گے تو ہم اُن کے درجات و منازل کو اور زیادہ کریں گے فَبَدَّلَ الَّذِيْنَ ظَلَمُوْا قَوْلًا غَيْرَ الَّذِيْ قِيْلَ لَهُمْ تو جن لوگوں نے اپنے اوپر ظلم کیا تھا انہوں نے اُس قول کو بدل دیا۔ امام نے فرمایا کہ سجدہ نہیں کیا جیسا کہ حق تعالیٰ نے اُن کو حکم دیا تھا اور نہ وہ بات کہی جو خدا نے

فرمائی تھی اور دروازہ کی جانب پشت کر کے داخل ہوئے۔ نہ خم ہوئے نہ داخل ہوتے وقت سجدہ کیا اور کہا کہ دروازہ کی اس قدر بلندی کے باوجود ہم کیوں خم ہو کر داخل ہوں کہ ان دونوں موسیٰؑ اور یوشعؑ میں سے کوئی ہمارا مذاق اڑائے۔ اور ہم سے باطل اور مہمل باتوں کے لئے وہ سجدہ کرائیں اور داخل ہوتے وقت حطّہ کے بجائے حنطہ سمقانا کہنے لگے یعنی سرخ گندم جسے ہم اپنی غذا بنائیں گے ہم کو اس قول و فعل سے زیادہ محبوب ہے۔ فَاَنْزَلْنَا عَلَى الَّذِيْنَ ظَلَمُوْا رِجْزًا مِّنَ السَّمَآءِ بِمَا كَانُوْا يَفْسُقُوْنَ. تو ہم نے اُن لوگوں پر جنہوں نے ظلم کیا تھا اُن کے فسق کے سبب سے آسمان سے رجز اور ایک قسم کا عذاب بھیجا اس لئے کہ انہوں نے محمدؐ و آلِ محمدؐ کی ولایت کے لئے اطاعت نہیں کی اور وہ رجز یہ تھا کہ ایک روز سے کم وقت میں ان میں سے ایک لاکھ بیس ہزار اشخاص طاعون میں مر گئے اور وہ لوگ وہ تھے جن کو خدا جانتا تھا کہ ایمان نہ لائیں گے اور توبہ نہ کریں گے وُہ عذاب اُس پر نازل نہیں ہوا جس کے بارے میں خدا کو علم تھا کہ توبہ کرنے گا یا اُس کے صلب سے کوئی مومن پیدا ہو گا جو خدا کی اُس کی یکتائی کے ساتھ عبادت کرے گا اور محمدؐ کی رسالت پر ایمان لائے گا اور علیؑ کی ولایت کو پہچانے گا۔ پھر خدا نے فرمایا کہ وَاِذِ اسْتَسْقٰى مُوْسٰى لِقَوْمِهٖ۔ اے بنی اسرائیل اس وقت کو یاد کرو جب موسیٰؑ نے اپنی قوم کے لئے پانی طلب کیا جبکہ وہ لوگ موسیٰؑ کے پاس صحرائے تیہ میں فریاد کرتے اور روتے ہوئے پیاسے آئے اور کہا ہم تشنگی کے سبب سے ہلاک ہوئے جاتے ہیں تو موسٰیؑ نے کہا خداوندا بحق محمدؐ سیدِ انبیا اور بحق علیؑ سیدِ اوصیا اور بحق فاطمہؑ سیدۂ نسا اور بحق حسنؑ بہترین اولیا اور بحق حسینؑ افضل شہداء اور اُن کے خلفا اور عترت کا واسطہ جو تمام اذکیا اور پاک لوگوں میں بہتر ہیں اپنے ان بندوں کو سیراب کر فَقُلْنَا اضْرِبْ بِّعَصَاكَ الْحَجَرَ تو خدا نے وحی کی کہ اے موسیٰؑ اپنے عصا کو پتھر پر مارو فَانْفَجَرَتْ مِنْهُ اثْنَتَا عَشْرَةَ عَيْنًا۔ جب عصا کو پتھر پر مارا تو اُس سے بارہ چشمے جاری ہو گئے۔ قَدْ عَلِمَ كُلُّ اُنَاسٍ مَّشْرَبَهُمْ۔ یعنی اولادِ یعقوبؑ کے اسباط میں سے ہر قبیلہ نے اپنے پانی پینے کی جگہ معلوم کر لی تاکہ دوسرے گروہ و قبیلہ سے پانی کے بارے میں مزاحمت و منازعت نہ کریں پھر خدا نے اُن سے خطاب کیا کہ كُلُوْا وَاشْرَبُوْا مِنْ رِّزْقِ اللّٰهِ یعنی اس رزق میں سے کھاؤ اور پیو۔ وَلَا تَعْثَوْا فِي الْاَرْضِ مُفْسِدِيْنَ اور زمین میں فساد کرنے والے نہ بنو

وَاِذْ قُلْتُمْ یٰمُوْسٰی لَنْ نَّصْبِرَ عَلٰی طَعَامٍ وَّاحِدٍ - اور اُس وقت کو یاد کرو جبکہ تمہارے گذشتہ آباؤ اجداد نے جو موسیٰؑ کے زمانہ میں تھے اُن سے کہا کہ ہم سے ایک قسم کے کھانے پر یعنی من و سلویٰ پر نہیں رہا جاتا ہم کو دوسرے کھانوں کی ضرورت ہے جس کو مخلوط کریں فَادْعُ لَنَا رَبَّکَ یُخْرِجْ لَنَا مِمَّا تُنْبِتُ الْاَرْضُ لہٰذا اپنے پروردگار سے دُعا کرو۔ کہ ہمارے لئے وہ چیزیں مہیا کرے جو زمین سے اُگاتا ہے ۔ مِنْۢ بَقْلِهَا وَقِثَّآئِهَا وَفُوْمِهَا وَعَدَسِهَا وَبَصَلِهَا سبزی (ساگ پات) ککڑی لہسن (یا گندم) مسور اور پیاز میں سے قَالَ اَتَسْتَبْدِلُوْنَ الَّذِیْ هُوَ اَدْنٰی بِالَّذِیْ هُوَ خَیْرٌ ۔ موسیٰؑ نے کہا آیا یہ چاہتے ہو کہ بہتر چیز تم سے لے لی جائے اور اُس سے بدتر تم کو دی جائے۔ اِهْبِطُوْا مِصْرًا فَاِنَّ لَكُمْ مَّا سَاَلْتُمْ ۔ تو اُتر پڑو یعنی صحرائے تیہ سے کسی شہر میں چلو وہاں تمہارے لئے جو تم چاہتے ہو سب چیزیں حاصل ہو جائیں گی۔

بسند معتبر حضرت محمد باقرؑ سے قول خدا وَادْخُلُوا الْبَابَ سُجَّدًا (آیت ۵۰ تا ۶۱ سورہ بقرہ پ ۱) کی تفسیر میں منقول ہے حضرت نے فرمایا کہ یہ اُس وقت کا واقعہ ہے جبکہ موسیٰؑ زمین تیہ سے نکلے اور تمام بنی اسرائیل آبادی میں داخل ہوئے۔ اور اُن لوگوں نے گناہ کیا تھا حق تعالیٰ نے چاہا کہ اُن لوگوں کو گناہ سے نجات دے اور اگر توبہ کریں تو بخشدے اس وجہ سے اُن سے کہا کہ جب شہر کے دروازہ پر پہنچیں سجدہ کریں اور حطہ (یعنی بخشش) کہیں تاکہ اُن کے گناہ بخش دیئے جائیں اور خطائیں محو کر دی جائیں۔ اُن میں جو نیک لوگ تھے اُنہوں نے ایسا ہی کیا تو اُن کی توبہ قبول ہوئی لیکن ظالموں نے بجائے حطہ کے حنطۂ حمراء یعنی سرخ گندم طلب کیا اس لئے اُن پر عذاب نازل ہُوا۔

متواتر حدیثوں میں عامّہ اور خاصہ سے منقول ہے کہ حضرت رسولؐ نے فرمایا کہ اس امت میں میرے اہل بیت کی مثال بنی اسرائیل کے باب حطہ کی سی ہے جس طرح بنی اسرائیل میں سے جو از روئے تواضع و انقیاد باب حطہ میں داخل ہوا اُس نے نجات پائی اور جو شخص اس طرح داخل نہ ہوا یعنی تکبر کیا اور نافرمانی کی وہ ہلاک ہوا اسی طرح اس اُمّت میں جو شخص از روئے تسلیم و انقیاد میرے اہلبیت کی محبت میں داخل ہو گا۔ اُن کی امامت کا اعتقاد کرے گا۔ اُن کی متابعت اپنے اوپر لازم کرے گا اور اُن کو اپنی بخشش کا وسیلہ سمجھے گا وہ نجات پائے گا اور جو شخص اُن

باب حطہ ۔ اہلبیتؑ رسولؐ کی مثل ۔

کی اطاعت سے سرتابی کرے گا اور دنیائے باطل کی پیروی کرے گا جس طرح سے اُن لوگوں نے سُرخ گندم طلب کیا وہ کافر اور ہلاک ہوگا۔

حدیث معتبر میں حضرت صادقؑ سے منقول ہے کہ طلوع آفتاب سے قبل سونا نحس ہے چہرہ کا رنگ زرد کرتا ہے روزی سے محروم کرتا ہے اس لئے کہ حق تعالیٰ روزی طلوع صبح سے آفتاب نکلنے کے درمیان تقسیم فرماتا ہے اسی وقت بنی اسرائیل پر من وسلویٰ نازل ہوتا تھا۔ جو اس وقت تک سوتا رہتا تھا اس کا حصّہ نہیں نازل ہوتا تھا۔ وہ بیدار ہوتا تو اپنا حصہ نہیں پاتا تھا بلکہ دُوسروں سے طلب وسوال پر مجبور ہوتا تھا۔

بسند ہائے معتبر حضرت امام محمد باقرؑ اور امام جعفر صادقؑ سے منقول ہے کہ جب قائم آل محمدؑ مکہ سے ظہور فرمائیں گے اور کوفہ کی جانب متوجہ ہونا چاہیں گے اُن حضرت کا منادی اُن کے اصحاب کے درمیان ندا کرے گا کہ کوئی شخص اپنے ساتھ آب و غذا نہ رکھے۔ سنگ حضرت موسیٰ اُن کے ساتھ ہوگا اور وہ ایک اونٹ کا بار ہوگا جس منزل میں وہ لوگ قیام کریں گے اُس پتھر سے ایک چشمہ جاری ہوگا۔ جس سے ہر بھوکا و پیاسا جو پانی پیئے گا سیر و سیراب ہو جائے گا یہی اُن کا توشہ ہوگا۔ یہاں تک کہ حضرت نجف اشرف میں نزول اجلال فرمائیں گے۔ [1]

---

[1] مؤلف فرماتے ہیں کہ مفسرین نے ارضِ مقدسہ کے بارے میں اختلاف کیا ہے کہ وہ کون سی زمین ہے۔ بعض لوگوں نے بیت المقدس کہا ہے بعض نے دمشق اور فلسطین۔ بعض نے شام اور بعض نے طور اور اس کے اطراف کی زمین بیان کی ہے۔ حدیثیں اس بارے میں مذکور ہو چکیں۔ ایضاً۔ اس میں بھی اختلاف ہے کہ آیا موسیٰؑ ارضِ مقدسہ میں داخل ہوئے یا نہیں۔ لیکن احادیث معتبرہ سے ظاہر ہوتا ہے کہ موسیٰؑ نے تیہ میں رحلت فرمائی اور یوشعؑ بن نون اُن حضرت کے وصی نے بنی اسرائیل کو تیہ سے نکالا اور ارض مقدس میں پہنچایا۔ جیسا کہ اس کے بعد مذکور ہوگا۔ اور اس میں بھی اختلاف ہے کہ آیا باب حطہ صحرائے تیہ میں واقع ہُوا یا وہاں سے نکلنے کے بعد۔ اکثر لوگوں کا یہ عتقاد ہے کہ باہر نکلنے کے بعد بنی اسرائیل مامور ہوئے کہ اس طرح بیت المقدس کے دروازہ میں یا شہر اریحا کے دروازہ میں داخل ہوں۔ اس اعتقاد کی بنا پر چاہیئے کہ موسیٰؑ اُس وقت اُن کے ساتھ نہ رہے ہوں۔ بعض نے کہا ہے کہ موسیٰؑ نے تیہ میں ایک قُبّہ بنایا تھا۔ جس کی طرف رُخ کرکے نماز پڑھتے تھے۔ بنی اسرائیل کو حکم دیا کہ اُس قُبّہ کے دروازہ سے خم ہو کر داخل ہوں اور تواضع و انکساری کے ساتھ اپنے گناہوں کی آمرزش طلب کریں جس سے رکوع مراد ہوگا بعض نے کہا ہے کہ سجود سے مراد خضوع عاجزی اور تواضع ہے بعض نے کہا (بقیہ حاشیہ ۴۴۴)

ثعلبی نے عرائس میں روایت کی ہے کہ حق تعالیٰ نے موسیٰؑ سے وعدہ کیا تھا کہ ان کو اور اُن کی قوم کو ارض مقدس شام عطا فرمائے گا اور اُن کا مسکن قرار دے گا اور قوم عمالقہ کو جو اُس وقت شام پر قابض تھے ہلاک کرے گا۔ جب بنی اسرائیل فرعون کے غرق ہونے کے بعد مصر میں داخل ہوئے حق تعالیٰ نے اُن کو حکم دیا کہ ملک شام کے شہر اریحا کی جانب متوجہ ہوں کیوں کہ میں نے مقدر فرمایا ہے کہ وہ شہر تمہارا مستقر ہو لہذا جاؤ اور عمالقہ سے جنگ کرو اور اریحا پر تصرف کرو اور موسیٰؑ کو حکم دیا کہ اپنی قوم کے بارہ نقیب مقرر کریں ہر سبط کا ایک نقیب ہو جو اُن کا سردار ہو۔ بنی اسرائیل نے کہا کہ جب تک اُن کا حال ہم پر ظاہر نہ ہو ہم اُن سے جنگ کے لیئے نہ جائیں گے۔ جناب موسیٰؑ نے ان نقیبوں کو قوم عمالقہ کا حال دریافت کرنے کے لیئے بھیجا۔ جب وہ شہر اریحا کے قریب پہنچے ایک سرکش شخص عوج بن عناق سے اُن کی ملاقات ہوئی۔ روایت میں ہے کہ اُس کا قد تئیس[۲۳] ہزار تین سو[۳۳۳] تیس ہاتھ تھا وہ مچھلی دریا کی تہہ میں سے پکڑ کر آفتاب سے بھون کر کھا لیا کرتا تھا۔ طوفان نوحؑ میں پانی اُس کے زانوؤں تک تھا۔ اُس کی عمر تین ہزار سال کی تھی۔ اُس کی ماں خناق حضرت آدمؑ کی دختر تھی۔ بیان کرتے ہیں کہ وہ پہاڑ سے ایک چٹان موسیٰؑ کے لشکر گاہ کے برابر اُکھاڑ لایا۔ تاکہ اُن کے لشکر پر پھینکے حق تعالیٰ نے ہدہد کو بھیجا کہ اُس پتھر میں سوراخ کر دے تو وہ پتھر اُس کے گلے میں طوق کی طرح پڑ گیا اور وہ زمین پر گر پڑا۔ حضرت موسیٰؑ آئے۔ آپ کا قد دس ہاتھ تھا اور عصا دس ہاتھ لمبا تھا آپ نے دس ہاتھ جست کی تو عصا عوج کے ٹخنے پر مارا اور وہ ہلاک ہوا۔ غرضکہ جب عوج نے نقیبوں کو دیکھا اُن کو اپنے دامن میں اٹھا لیا اور اپنی زوجہ کے پاس لا کر رکھ دیا اور کہا کہ یہ جماعت مجھ سے لڑنے آئی ہے اور چاہا کہ پیر سے اُن سب کو کچل کر ہلاک کر دے۔ زوجہ نے کہا کہ ان کو چھوڑ دو تاکہ تمہارا حال جا کے اپنی قوم سے بیان کریں۔ وہ لوگ وہاں سے آئے اور تمام شہر میں گھوم پھر کر اُن کے حالات دریافت کیئے۔ اُن کے ایک خوشۂ انگور کو اُس کی ٹہنیوں کے ساتھ بنی اسرائیل کے پانچ آدمی اُٹھا سکتے تھے اور انار کے نصف پوست پر چار آدمی بیٹھ سکتے تھے۔ جب نقبا اپنی قوم کی طرف روانہ ہوئے انہوں نے

(بقیہ حاشیہ صفحہ ۴۴۲) ہے کہ داخل ہونے کے بعد سجدہ کرنے اور طلب مغفرت سے مراد ہے اور سابقہ حدیثوں سے ان دونوں وجوہ کے درمیان ترجیح ظاہر ہوتی ہے۔

آپس میں مشورہ کیا کہ جو کچھ ہم نے دیکھا ہے اگر بنی اسرائیل سے بیان کریں گے تو وہ لوگ جناب موسیٰؑ کے اقوال میں شک کریں گے اور کافر ہو جائیں گے ۔ لہذا بہتر ہے کہ اس خبر کو لوگوں سے پوشیدہ رکھیں اور موسیٰؑ و ہارونؑ سے مخفی طور پر بیان کریں وہ لوگ جیسی مصلحت سمجھیں گے کریں گے یہ طے کرکے آپس میں عہد کیا ۔ غرض چالیس روز کے بعد موسیٰؑ کی خدمت میں پہنچے اور جو کچھ دیکھا تھا بیان کیا ۔ پھر ہر ایک نقیب اپنے سبط کے پاس آیا او پیمان کو توڑ کر قوم عمالقہ کے حالات اُن سب لوگوں سے بیان کردیا اور اُن کو جہاد سے ڈرایا ۔ لیکن یوشعؑ بن نون اور کالبؑ بن یوقنا اپنے عہد پر قائم رہے ۔ موسیٰؑ کی بہن مریم کالب کی زوجہ تھیں ۔ غرض یہ خبر بنی اسرائیل میں مشہور ہو گئی تو وہ چلّا کر رونے لگے اور کہنے لگے کاش ہم مصر ہی میں مر گئے ہوتے یا اس بیابان میں مر جاتے او اس شہر میں داخل نہ ہوتے تاکہ ہمارے مال اور زن و فرزند عمالقہ کی غنیمت نہ بنتے ۔ پھ آپس میں کہنے لگے کہ آؤ اپنا ایک سردار بنا کر مصر کی طرف واپس چلیں ۔ موسیٰؑ ہر چند اُن کو نصیحت کرتے تھے کہ جس خدا نے تم کو فرعون پر غالب کیا وہ ہی اس قوم پر بھی غالب کرے گا ۔ اُس نے فتح کا وعدہ فرمایا ہے اور وہ خلاف وعدہ نہیں کرتا لیکن اُن لوگوں نے نہ مانا اور چاہا کہ مصر کی جانب واپس جائیں ۔ یہ دیکھ کر کالبؑ اور یوشع نے اپنے اپنے گریبان کو پھاڑ ڈالا اور کہا کہ خدا سے ڈرو اور ان سرکشوں کے شہر اریحا میں چلو اُن پر خدا کی مد سے غالب ہو گے ۔ ہم لوگوں نے اُن کو آزمایا ہے ۔ اگرچہ اُن کے جسم قوی ہیں لیکن اُن کے دل کمزور ہیں اُن سے ڈرو نہیں ۔ خدا پہ بھروسہ رکھو ۔ بنی اسرائیل نے اُن کی بات نہ مانی اور چاہا کہ اُن کو سنگسار کردیں اور موسیٰؑ سے کہا کہ ہم ہرگز اُس شہر میں داخل نہ ہوں گے تم اپنے پروردگار کے ساتھ جاؤ اور اُن سے جنگ کرو ہم تو اس جگہ سے حرکت نہ کریں گے ۔ موسیٰؑ کو غصّہ آیا اور اُن پر نفرین کی اور کہا خداوندا میں تو صرف اپنی جان کا مالک ہوں اور اپنے بھائی کا ۔ خداوندا مجھے فاسقوں کے گروہ سے الگ کر دے اس وقت ایک ابر قبہ الزمر کے دروازہ پر ظاہر ہوا اور خدا نے موسیٰؑ کو وحی کی کہ کب تک یہ گروہ نافرمانی کرتا رہے گا اور میری نشانیوں کی تصدیق نہ کرے گا ۔ میں ان سب کو ہلاک کردوں گا اور تمہارے لئے ان میں سے ایک قوم زیادہ قوی قرار دوں گا ۔ موسیٰؑ نے کہا خداوندا اگر یکبارگی اُن کو تو ہلاک کردے گا اور دوسری قومیں سُنیں گی تو کہیں گی کہ موسیٰؑ نے اُن لوگوں کو اس لئے ہلاک کر دیا کہ اُن کو ارضِ مقدسہ میں داخل نہ کر سکے ۔ پروردگارا تیرا صبر تو یقیناً طولانی اور تیری نعمت بے پایاں ہے اور تو ہی گناہوں کا بخشنے والا او

باپ کی فرزندوں کے لئے اور فرزندوں کی باپ کے لئے حفاظت کرنے والا ہے۔ لہٰذا ان کے گناہوں کو بخش دے اور ان کو اس بیابان میں ہلاک مت کر حق تعالیٰ نے وحی کی کہ تمہاری دعا کے سبب میں نے ان کو بخش دیا لیکن چونکہ تم نے اُن کو فاسق کہہ دیا ہے اور اُن پر نفرین کی ہے اس لئے قسم کھاتا ہوں کہ ارض مقدس میں داخل ہونا اب اُن پر حرام کر دیا۔ سوائے یوشعؑ اور کالبؑ کے اور اس بیابان میں اُن کو چالیس سال تک سرگشتہ اور پریشان رکھوں گا۔ اُن چالیس دنوں کے عوض جن میں ان لوگوں نے عمالقہ کے حالات دریافت کئے پھر میرے حکم سے روگردانی کی۔ یہ لوگ اسی بیابان میں مریں گے۔ اور ان کے فرزندان ارض مقدسہ میں داخل ہوں گے۔
پھر حق تعالیٰ نے تیہ میں اُن پر ایک چھوٹا ابر بھیجا جو ابر باراں کے مانند نہ تھا بلکہ بہت چھوٹا ٹھنڈا اور نہایت بہتر تھا۔ ہمیشہ اُن کے سروں پر سایہ فگن رہتا۔ جہاں وہ لوگ جاتے اُن کے ساتھ جاتا۔ آفتاب کی گرمی سے اُن کو محفوظ رکھتا۔ خدا نے اُن کے لئے نور کا ایک عمود پیدا کیا جو اندھیری رات میں روشنی دیتا اور اُن کے لئے منّ بھیجا اس میں اختلاف ہے بعض کہتے ہیں کہ وہ ایک گوند تھا جو اُن کے درختوں پر جمتا تھا اور شیرینی میں شہد کے مانند تھا۔ بعض نے ترنجبین کہا ہے بعض نے شہد بتایا ہے بعض کہتے ہیں کہ چھوٹی روٹیاں تھیں بعض کہتے ہیں کہ گاڑھا شیرہ تھا بہر حال ہر شب کو برف کی طرح اُن پر برستا تھا۔ اُن لوگوں نے کہا کہ میٹھی چیز کھاتے کھاتے ہم مرے جاتے ہیں۔ اے موسیٰؑ دعا کرو کہ خدا ہم کو گوشت عطا کرے۔ تو حق تعالیٰ نے سلویٰ اُن کے لئے نازل کیا اس میں بھی اختلاف ہے بعض کہتے ہیں کہ سمانی سے مشابہ ایک طائر تھا بعض کہتے ہیں کہ سرخ پرندے تھے جو آسمان سے اُن پر ایک میل کے برابر آتے تھے اور ایک دوسرے پر بیٹھتے ہوئے ایک نیزہ بلند ہو جاتے تھے اور بعض کہتے ہیں کہ کبوتر کے چوزوں کی طرح تھے جن کے بال و پر دور کئے ہوئے اور بھنے ہوئے ہوتے تھے۔ ہوا اُن کو اُڑا لاتی تھی اور بعض نے کہا ہے کہ طائر آتے تھے وہ لوگ ان کو اپنے ہاتھ سے پکڑتے تھے۔ وہ کنجشک سے بہت بڑے ہوتے تھے۔ بعض کہتے ہیں کہ سلویٰ شہد تھا۔ جو ہر ایک کو ایک رات دن کے لئے ملتا تھا اور جمعہ کے روز دو شبانہ روز کے لئے کیونکہ روز شنبہ کو وہ نازل نہیں ہوتا تھا اور جو شخص زیادہ لے لیتا تھا اُس میں کیڑے پڑ جاتے تھے پھر دوسرے روز اُس کے لئے وہ نازل نہیں ہوتا تھا جیسا کہ اس امت میں جو شخص کہ حرام روزی حاصل کرتا ہے حلال روزی سے

محروم ہو جاتا ہے۔ جو خدا اُس کے لئے مقدر کئے ہوتا ہے۔ جب وہ لوگ پانی طلب
کرتے تھے موسیٰ عصا کو پتھر مارتے تھے تو بارہ بڑی بڑی نہریں جاری ہو جاتی تھیں
جن میں سے ہر سبط کے لئے ایک نہر ہوتی تھی جب وہ لباس طلب کرتے تھے خدا
اُسی لباس کو جو وہ پہنے رہتے تھے نیا کر دیتا تھا۔ وہ کبھی پرانا نہیں ہوتا تھا بلکہ ہر رو
نیا اور تازہ رہتا تھا اُن کے بچے لباس پہنے ہوئے پیدا ہوتے تھے۔ جوں جوں بڑے
ہوتے تھے اُن کے کپڑے بھی بڑے ہوتے جاتے تھے۔ تیہ کی چوڑائی کے بارے میں
ہے کہ ستّرہ فرسخ تھی اور بعض چھ فرسخ کہتے ہیں۔

ثعلبی نے وہب بن منبہ سے روایت کی ہے کہ حق تعالیٰ نے موسیٰؑ پر وحی بھیجی۔ ک
مسجد ان کی نماز جماعت کے لئے تعمیر کریں اور بیت المقدس کو توریت و تابوت سکینہ
کے لئے بنائیں اور ایک قبہ اُن کی قربانی کے لئے تیار کریں اور مسجد کے لئے سراپرد
بنائیں جس کا رو و پشت قربانی کی کھال کا ہو۔ اُن کے بند جانوران قربانی کے بال کے
ہوں اور ان بندوں کو حائضہ عورت نہ چھوئے اور اُن کھالوں کو مرد جنب نہ بنائے
اور مسجد کے ستون تانبے کے ہوں۔ ہر ایک کی لمبائی چالیس ہاتھ ہو اور اُس کے بار
حصّے کریں ہر حصہ کو ایک گروہ اُٹھائے اور وہ سراپردے چھ سو ہاتھ لمبے ہوں او
سات قبے برپا کریں اُن میں سے چھ قربانی کے لئے مُشک و طلا و نقرہ کے ہوں اور اُ
کو چاندی کے ستونوں پر نصب کریں اور ہر ستون کی لمبائی چالیس ہاتھ ہو اور چار پرد
اُن قبوں پہ کھینچیں اور نیچے کا پردہ سبز سندس کا ہو دوسرا ارغوانی ہو تیسرا دیبا ک
اور چوتھا قربانی کی کھال کا ہو جو دوسرے پردوں کو غبار اور بارش سے محفوظ
رکھے۔ اُن کے بند بھی قربانی کے بال کے ہوں۔ اُن کے ستون چالیس ہاتھ ہوں اُن
کے درمیان چاندی کے مربع خوان نصب کریں جس پہ قربانی کو رکھیں ہر خوان چا
ہاتھ لمبا اور ایک ہاتھ چوڑا ہو اور ہر خوان کے چار پائے نقرہ کے ہوں ہر ایک کی
بلندی تین ہاتھ ہو تا کہ کوئی شخص جب تک کھڑا نہ ہو اُس پہ سے کوئی چیز نہ اُٹھا سکے
اور بیت المقدس کو جو ساتواں قبہ ہے سونے کے ستون پہ نصب کریں جس کا طول ستّ
ہاتھ ہو اور اُس کو طلا کے سیبا کہ پہ رکھیں جس کی لمبائی ستّر ہاتھ ہو اور جس کو مختلف
قسم کے جواہرات سے مرصع کیا ہو اُس کے نیچے سونے اور چاندی کی سلائیوں کی
جالیاں بنائیں۔ اُس کی طنابیں قربانی کے بالوں کی تیار کریں اور اُس کو مختلف رنگوں
سُرخ و زرد و سبز سے رنگ دیں اور وہ ساتوں پردے ایک دوسرے پہ رکھیں

سب کے نیچے کا پردہ موٹے سبز ریشم کا ہو۔ دوسرا ارغوانی اُس کے بعد حریر و دیبا کا سفید و زرد رنگا ہوا اور ساتواں جو سب کے اوپر ہو قربانی کی کھال کا ہو جو بارش اور گرد و غبار سے دوسرے پردوں کی حفاظت کرے۔ اُس کی وسعت ستر ہاتھ رکھیں۔ قبوں کے فرش حریر سُرخ کے ہوں اور ایک سونے کا صندوق اُس قبہ میں نصب کریں جو میثاق کا صندوق ہوگا۔ اس کو طرح طرح کے جواہرات سے مرصع کریں اُس کے پائے سونے کے ہوں۔ اُس کی لمبائی نو ہاتھ چوڑائی چار ہاتھ اور بلندی موسیٰؑ کے قد کے برابر ہو۔ اُس قبہ کے چار دروازے ہوں۔ ایک سے ملائکہ داخل ہوں دوسرے سے موسیٰؑ۔ تیسرے سے ہارونؑ اور چوتھے سے فرزندانِ ہارونؑ۔ اور فرزندانِ ہارونؑ کو اُس قبہ کا اختیار ہوگا۔ اور صندوق کی محافظت کا اُن سے تعلق ہوگا۔ حق تعالیٰ نے موسیٰؑ کو حکم دیا کہ بنی اسرائیل میں سے جو شخص مانع ہوا ہو اُس سے ایک مثقال سونا لیکر بیت المقدس میں صرف کریں اور زیادہ جو کچھ ضرورت ہو فرعون اور اُس کے ساتھیوں کے مال و زیور میں سے جو حاصل ہوا ہے صرف کریں۔ موسیٰؑ نے ایسا ہی کیا۔ اُس وقت بنی اسرائیل چھ لاکھ تھے جن لوگوں سے یہ رقم وصول کی گئی اُن کی تعداد سات سو آسی تھی۔ پھر خدا نے موسیٰؑ پر وحی کی کہ میں آسمان سے تمہارے پاس ایک طرح کی آگ نازل کرتا ہوں جس میں دھواں نہ ہوگا نہ وہ کسی چیز کو جلائے گی نہ کبھی بجھے گی بلکہ جو قربانیاں مقبول ہوں گی اُن کو جلائے گی اور بیت المقدس کی قندیلیں اُس سے روشن ہوں گی۔ وہ قندیلیں سونے کی تھیں اور سونے کی زنجیروں میں لٹکی ہوئی تھیں جن میں یاقوت و مروارید اور طرح طرح کے جواہرات جڑے ہوئے تھے اور حکم دیا کہ مکان کے بیچ میں ایک بڑا پتھر رکھیں۔ اُس کے درمیان میں گڑھا کریں کہ جو آگ آسمان سے نازل ہو اُس میں رہے۔ پھر موسیٰؑ نے ہارونؑ کو طلب کیا کہ خدا نے مجھے ایک آگ کے ذریعہ سے برگزیدہ کیا ہے جو آسمان سے بھیجے گا تاکہ جو قربانیاں مقبول ہوں گی اُس کو جلائے گی اور بیت المقدس کی قندیلیں روشن کرے گی۔ اور مجھے اُس گھر کے بارے میں وصیت کی ہے اور میں اُس کے لئے تم کو اختیار کرتا ہوں اور وصیت کرتا ہوں۔ تو ہارونؑ نے اپنے دونوں فرزندوں شبر و شبیر کو طلب کیا اور کہا کہ خدا نے موسیٰؑ کو ایک امر کے لئے اختیار کیا ہے اور اُس کے بارے میں وصیت کی ہے اور موسیٰؑ نے اُس کے لئے مجھے اختیار کیا اور وصیت کی اور میں تم کو اختیار کرتا ہوں اور اُس امر کے بارے میں وصیت کرتا ہوں لہذا ہمیشہ بیت المقدس

کی تولیت اور تابوت اور آتش آسمانی کی محافظت اولاد ہارون علیہ السلام سے متعلق رہی۔ [1]

فصل ششم | توریت کا نازل ہونا اور بنی اسرائیل کی سرکشی وغیرہ۔

حق تعالیٰ نے سورۂ بقرہ میں فرمایا ہے کہ اے بنی اسرائیل اُس وقت کو یاد کرو جبکہ ہم نے موسیٰؑ سے چالیس راتوں کا وعدہ کیا تو جب موسیٰؑ تمہارے درمیان سے چلے گئے تو تم نے بچھڑے کو اپنا خدا بنا لیا حالانکہ تم نے اپنے اُوپر ظلم کیا۔ اور اُس وقت کو یاد کرو جبکہ ہم نے موسیٰؑ کو کتاب وبیان شرائع واحکام دیئے تاکہ تم ہدایت پاؤ اور

[1] مؤلف فرماتے ہیں کہ اگرچہ ثعلبی کی روایت اس قدر قابل اعتبار نہیں مگر ہم نے اس لئے نقل کیا کہ چند عجیب حالات پر مشتمل تھی اور اس لئے کہ اہل بصیرت پر ظاہر ہو کہ خاصہ و عامہ کی متواتر حدیث کی بناء پر حضرت رسولؐ نے حضرت امیرالمومنینؑ سے فرمایا کہ تم مجھ سے وہی نسبت رکھتے ہو جو ہارونؑ کو موسیٰؑ سے تھی لیکن میرے بعد کوئی نبی نہ ہوگا۔ ایضاً عامہ وخاصہ کے طریقہ سے جو استفاضہ کی بنا پر وارد ہوا ہے یہ ہے کہ حضرت رسولؐ نے امام حسنؑ اور امام حسینؑ کا نام عربی میں ہارونؑ کے فرزندوں کے ناموں پر اس لئے رکھا کہ جس طرح بیت المقدس کی تولیت جو بنی اسرائیل کا قبلہ اور بیت الشرف تھا اور تابوت کی محافظت جو اُن کے آسمانی علوم کا مخزن تھا اور آسمانی آگ کی نگہبانی جو اُن کے اعمال کے رد اور قبول ہونے کا معیار تھی۔ ثعلبی کے نقل کرنے کے مطابق جو اُن کے اکابر مفسرین محدثین میں سے ہیں ہارونؑ اور اولاد ہارونؑ سے متعلق تھی۔ اُسی طرح چاہیئے کہ اس امت میں بھی صوری ومعنوی کعبہ کی محافظت و ولایت اور قرآن اور تمام علوم الٰہی اور آثار پیغمبری حضرت امیرالمومنینؑ اور اُن کی اولاد طاہرین صلوات اللہ علیہم اجمعین سے متعلق ہو۔ یہی حضرات انوار ربانی کے نزول کی جگہ اور علوم واسرار فرقانی کے مخزن ہوں اور اعمال خلق کا رد و قبول ان کے ہاتھ میں ہو اور اس امت کے طاعات وعبادات ان کے انوار ولایت سے وابستہ ہوں بلکہ اس امت کا بیت المقدس اُن بزرگواروں کا خانۂ ولایت ہے جیسا کہ حق تعالیٰ نے فرمایا ہے۔ فِي بُيُوتٍ أَذِنَ اللّٰهُ أَنْ تُرْفَعَ وَيُذْكَرَ فِيهَا اسْمُهُ اور اُس گھر والوں کی شان میں فرمایا ہے۔ يُسَبِّحُ لَهُ فِيهَا بِالْغُدُوِّ وَالْآصَالِ رِجَالٌ لَا تُلْهِيهِمْ تِجَارَةٌ وَلَا بَيْعٌ عَنْ ذِكْرِ اللّٰهِ پھر فرمایا ہے وَإِنَّمَا يُرِيدُ اللّٰهُ لِيُذْهِبَ عَنْكُمُ الرِّجْسَ أَهْلَ الْبَيْتِ وَيُطَهِّرَكُمْ تَطْهِيرًا۔ اور اگر اُس مکان کی چھت اور دیوار کو بنی اسرائیل کی ضعیف عقل کے لئے سونے چاندی اور جواہرات سے زینت دی تھی تو خانۂ وحی آشیانہ کی دیوار و چھت کو انوار ربانی کے جواہرات اور اسرار سبحانی کی روشنی (باقی صفحہ ۴۴۹ پر)

یاد کرو جس وقت کہ موسیٰؑ نے اپنی قوم سے کہا کہ تم لوگوں نے بچھڑے کی پرستش کرکے اپنے نفسوں پر ظلم کیا لہٰذا اپنے پیدا کرنے والے سے توبہ کرو اور آپس میں ایک دوسرے کو قتل کرو یہ خدا کے نزدیک تمہارے لئے بہتر ہے پھر خدا نے اُن کی توبہ قبول کی اور وہ بہت توبہ قبول کرنے والا اور مہربان ہے اور وہ وقت یاد کرو جبکہ تم لوگوں نے موسیٰؑ سے کہا کہ ہم تم پر ہرگز ایمان نہیں لائیں گے جب تک ظاہر بظاہر خدا کو نہ دیکھ لیں گے تو تم کو بجلی نے لے ڈالا اور تم اُس کو دیکھتے ہی رہے پھر ہم نے تم کو اُٹھایا اور تمہارے مرنے کے بعد تم کو زندہ کیا تاکہ تم شکر کرو۔ اور اُس وقت کو یاد کرو جبکہ ہم نے تم سے توریت پر عمل کرنے کا عہد لیا اور کوہِ طور کو تمہارے سروں پر لٹکا دیا اور کہا کہ جو کچھ ہم نے تم کو عطا کیا ہے اُس کو دل سے اختیار کرو۔ اور جو کچھ اُس میں ہے اُس کو یاد کرو مثل موعظہ و احکام کے شاید پرہیزگار ہو جاؤ تو اس کے بعد تم نے منہ پھیر لیا اور عہد کو توڑ ڈالا۔ اور اگر خدا کا فضل اور اُس کی رحمت شامل نہ ہوتی تو یقیناً تم لوگ خسارہ میں رہتے۔ پھر فرمایا ہے کہ یقیناً تمہارے پاس موسیٰؑ معجزات اور روشن دلیلوں کے ساتھ آئے تو اُس کے بعد تم لوگوں نے گوسالہ کی پرستش کی اور تم لوگ ستمگار تھے ہی۔ اور اُس وقت کو یاد کرو جب کہ تم پر

(بقیہ صفحہ ۴۴۸) اور جمال رحمانی کی شعاعوں سے آراستہ کیا اور اُس میں کَاَنَّهَا كَوْكَبٌ دُرِّيٌّ کی پاک قندیلیں لٹکائیں اور مَثَلُ نُوْرِهٖ كَمِشْكٰوةٍ فِيْهَا مِصْبَاحٌ کے نور سے ان کو روشن کیا اور اس کا روغن اپنے دست قدرت سے وادی قدس کے مبارک درخت زیتون سے نکالا اور اپنی رحمت کی انگلیوں سے نچوڑا وہ اس حد تک ضیا بار ہوئیں کہ يَكَادُ زَيْتُهَا يُضِيْٓءُ وَلَوْ لَمْ تَمْسَسْهُ نَارٌ۔ کی مصداق ہوگئیں اور نور پر نور زیادہ کیا جس سے جہالت کی تاریکیوں میں سرگشتہ و پریشان رہنے والوں کو اُن کو انوار ہدایت کی تجلیوں سے بمقتضائے۔ يَهْدِى اللّٰهُ لِنُوْرِهٖ مَنْ يَّشَآءُ حیاتِ ابدی کے سرچشمہ تک پہنچایا اور اُس مکان کے چمن کو شَجَرَةٌ طَيِّبَةٌ اَصْلُهَا ثَابِتٌ وَّفَرْعُهَا فِى السَّمَآءِ کے بلند اشجار سے نزہت افزا بنایا اور اُس کے محراب میں وَاْتُوا الْبُيُوْتَ مِنْ اَبْوَابِهَا کا کتبہ نقش کیا اور اُس کے بلند دروازہ پر اَنَا مَدِيْنَةُ الْعِلْمِ وَعَلِیٌّ بَابُهَا کی ندا سے وادیٔ حیرت کے گم گشتہ لوگوں کی رہنمائی فرمائی ہے۔ پس افسوس ہے اُس آنکھ پر جو ایسی بلند عمارت کو نہ دیکھے اور لعنت ہے اُس پر جو ایسی نفع بخش آواز کو نہ سُنے۔ انشاء اللہ اس کلام کا تتمہ کتاب امامت میں مذکور ہوگا۔ اس جگہ صرف اشارہ پر ختم کیا جاتا ہے۔

ہم نے کوہ طور کو لٹکا دیا اور کہا کہ جو کچھ ہم نے تم کو عطا کیا ہے اس کو دلی اور جسمانی
قوت کے ساتھ اختیار کرو اور سنو اور قبول کرو تو ان لوگوں نے کہا کہ ہم نے سُنا اور
نافرمانی کی اور ان کے کفر کے سبب سے اُن کے دلوں میں بچھڑے کی محبت جڑ پکڑ گئی
تھی۔ تو اے محمدؐ ان سے کہو کہ تمہارا ایمان جس چیز کا حکم دیتا ہے وہ بُری شے ہے
اگر تم ایمان رکھتے ہو۔ اور سورہ مائدہ میں فرمایا ہے کہ بیشک خدا نے بنی اسرائیل سے
عہد لیا اور اُن میں سے بارہ نقیبوں کو اختیار کیا جو اُن کے حالات سے آگاہ اور اُن
کے امور کے ضامن تھے۔ اور خدا نے کہا کہ میں تمہارے ساتھ ہوں اگر نماز کو
قائم رکھو اور زکوٰۃ ادا کرو اور میرے رسولوں پر ایمان لاؤ اور اُن کی تعظیم اور
مدد کرو اور خدا کی راہ میں مال خرچ کر کے اس کو قرض حسنہ دو۔ تو یقیناً ہم تمہارے گناہوں
کو برطرف کر دیں گے اور تم کو اُن بہشتوں میں داخل کریں گے جن میں نہریں جاری ہوں
گی پھر اس کے بعد تم سے جو کافر ہو جائے گا تو وہ راہ راست سے بھٹک گیا۔ اور سورہ
اعراف میں فرمایا ہے۔ کہ ہم نے موسیٰؑ سے توریت بھیجنے میں تیس راتوں کا وعدہ کیا۔ پھر اس
کو دس راتیں اور بڑھا کر چالیس راتوں میں پورا کیا۔ غرضکہ اُن کے پروردگار کی مدت چالیس
راتوں میں تمام ہوئی اور موسیٰؑ نے اپنے بھائی ہارونؑ سے کہا کہ میری قوم میں میرے خلیفہ
رہو اور اُن کے امور کی اصلاح کرو اور فساد کرنے والوں کی پیروی نہ کرنا پھر جب موسیٰؑ
ہماری وعدہ گاہ پر آئے تو اُن کا پروردگار اُن سے ہمکلام ہوا۔ موسیٰؑ نے کہا خداوندا مجھے
اپنے کو دکھلا دے تاکہ میں تجھ کو دیکھوں۔ خدا نے فرمایا کہ تم مجھ کو ہرگز نہیں دیکھ سکتے۔
لیکن پہاڑ کی طرف دیکھو اگر وہ اپنے مقام پر میری تجلی کے وقت قائم رہے تو تم
بھی دیکھ سکتے ہو جب پروردگار عالم نے پہاڑ پر تجلی نازل کی اور اپنے انوار عظمت
میں سے کچھ نور اُس پر ظاہر کیا تو پہاڑ (ٹکڑے ٹکڑے ہو کر) زمین سے ہموار ہو گیا اور
موسیٰؑ بیہوش ہو کر گر پڑے۔ جب موسیٰؑ ہوش میں آئے تو عرض کی کہ پالنے والے میں تجھ
کو پاک جانتا ہوں۔ اس سے کہ کوئی دیکھ سکے اور میں پہلا ایمان لانے والا ہوں اس
پر کہ تجھ کو کوئی نہیں دیکھ سکتا۔ خدا نے فرمایا کہ اے موسیٰؑ میں نے تم کو لوگوں پر اپنی
رسالت کے ساتھ اور اپنے ساتھ گفتگو کرنے سے برگزیدہ کیا لہٰذا جو کچھ یعنی توریت
ہم تم کو دیتے ہیں اس کو لو اور شکر کرو اور اُن کے لیے ہر قسم کی نصیحتیں اور ہر چیز کے احکام
کی تفصیل ہم نے لوحوں پر لکھ دیں۔ لہٰذا اس کو مضبوطی کے ساتھ اختیار کرو اور اپنی قوم
کو حکم دو کہ اس کو اختیار کریں اور بہتر طریقہ سے عمل کریں اور ہم تم کو عنقریب جہنم میں فاسقوں

جناب موسیٰ کا طور پر جانا اور خدا کا اُن سے کلام کرنا اور موسیٰ کا خدا کو دیکھنے کی خواہش کرنا

کی جگہ مصر یا شام میں دکھادیں گے۔ اور فرمایا ہے کہ موسیٰؑ کی قوم نے اُن کے طور پر جانے کے بعد اپنے زیورات (طلا) سے ایک گوسالہ بنایا جس سے بچھڑے کی آواز ظاہر ہوتی تھی کیا ان لوگوں نے نہیں دیکھا کہ وہ اُن سے گفتگو نہیں کرتا اور نہ اُن کو کسی راستہ کی ہدایت کرتا ہے اُن لوگوں نے خدا کے بجائے اُس بچھڑے کی پرستش کی اور وہ لوگ تو اپنے نفسوں پر ظلم کرنے والے تھے ہی پھر جب پشیمان ہوئے اور اپنی گمراہی کو سمجھے تو کہنے لگے کہ اگر اے پروردگار تو ہم پر رحم نہ کرے گا اور ہم کو نہ بخشے گا تو ہم لوگ نقصان اُٹھانے والے ہوں گے۔ جب موسیٰؑ اپنی قوم کی جانب غضبناک اور اندوہناک واپس ہوئے اور کہا کہ میرے بعد تم نے بُری قائم مقامی کی کیا اپنے پروردگار کے امر میں تعجیل کی۔ اور موسیٰؑ نے توریت کی تختیوں کو زمین پر پھینک دیا اور اپنے بھائی ہارونؑ کا سر پکڑ کر اپنی طرف کھینچا۔ ہارونؑ نے کہا اے میرے ماں جائے بیشک قوم نے مجھ کو ضعیف کیا اور نزدیک تھا کہ مجھ کو مار ڈالیں لہذا دشمنوں کو مجھ پر ہنسنے کا موقع نہ دو اور ظالموں کے ساتھ مجھ کو نہ پھراؤ۔ موسیٰؑ نے کہا خدایا مجھ کو اور میرے بھائی کو بخش دے اور اپنی رحمت میں داخل فرما اور تو ارحم الراحمین ہے بہ تحقیق کہ اُن لوگوں نے گوسالہ کی پرستش کی اور بہت جلد اُن کے پروردگار کا غضب ان کو پہنچے گا اور دنیا کی زندگی میں اُن کو ذلت نصیب ہوگی اور میں ایسی ہی سزا افترا کرنے والوں کو دیتا ہوں۔ ان لوگوں نے گناہ کیا ہے۔ لہذا توبہ کریں۔ اور ایمان لائیں ہیں۔ یقیناً تمہارا پروردگار بخشنے والا اور مہربان ہے۔ جب موسیٰؑ کا غصہ کم ہوا انہوں نے توریت کی تختیوں کو اُٹھا لیا۔ اُن نسخوں میں اُن کے لئے ہدایت اور رحمت تھی تاکہ اپنے خدا سے ڈریں اور موسیٰؑ نے اپنی قوم سے ستر آدمیوں کو ہماری میقات کے لئے اختیار کیا۔ وہ لوگ زلزلہ میں گرفتار ہوئے تو موسیٰؑ نے کہا اگر تو ان کو ہلاک ہی کرنا چاہتا تھا۔ تو پہلے ہی ہلاک کر دیتا کیا تو ہم کو ہلاک کرے گا۔ اُس کے عوض میں جو ان کے بیوقوفوں نے کیا۔ یہ تو ہمارے لئے امتحان اور آزمائش کے سوا کچھ بھی نہیں اور تو جس کو چاہتا ہے اسی طرح گمراہی میں چھوڑ دیتا ہے اور جس کی چاہتا ہے ہدایت کرتا ہے اور تو ہی ہمارا مالک و ناصر ہے۔ پس ہم پر رحم فرما اور بخش دے اور تو سب سے زیادہ بخشنے والا ہے اور ہمارے لئے دنیا و آخرت میں حسنہ یعنی بہتر نعمت مقرر فرما اور ہم تیری طرف رجوع کرتے ہیں خدا نے فرمایا کہ میں اپنا عذاب جس کو چاہتا ہوں پہنچاتا ہوں اور میری رحمت تو تمام چیزوں کو گھیرے ہوئے ہے لہذا عنقریب اپنی رحمت اُن لوگوں کے لئے لکھوں گا اور واجب قرار دوں گا جو لوگ کہ پرہیزگار ہیں زکوٰۃ دیتے ہیں اور میری نشانیوں پر ایمان لاتے ہیں (پرہیزگاروں سے مراد)

بیان کرتے ہیں کہ پیغمبر آخرالزمان اور ان کے اوصیا اور آنحضرت کی امت میں نیک لوگ ہیں پھر فرمایا ہے کہ اس وقت کو یاد کرو جبکہ کوہ طور کو زمین سے اٹھا کر ہم نے اُن کے سروں پر ایک ابر یا ایک چھت کے مانند بلند کیا۔ ان لوگوں کو گمان ہوا کہ اُن کے سروں پر وہ گر پڑے گا۔ اور اُن سے کہا گیا کہ جو تم کو دیا گیا ہے اُس کو لو اور قبول کرو۔ اور جو کچھ اُس میں ہے حفظ کرو شاید پرہیزگار ہو جاؤ اور سورۂ طٰہٰ میں فرمایا ہے کہ اے بنی اسرائیل بیشک ہم نے تم کو تمہارے دشمن سے نجات دی اور تم سے وعدہ کیا کہ کوہ طور کی داہنی جانب سے تمہارے پاس توریت بھیجتا ہوں اور تم پر من وسلویٰ نازل کیا اور کہا کہ پاکیزہ چیزیں جو ہم نے تم کو روزی کی ہے اُس میں سے کھاؤ اور ہماری روزی کی ہوئی چیزوں میں زیادتی اور سرکشی نہ کرو ورنہ ہمارا غضب تم پر نازل ہوگا اور جس پر ہمارا غضب نازل ہوا تو وہ جہنم میں جاتا ہے اور ہلاک ہوتا ہے اور میں تو یقیناً اس کو بخشنے والا ہوں جو توبہ کرتا ہے اور آئمہ حق کی ولایت سے ہدایت پاتا ہے۔ اور ہم نے موسیٰؑ سے کہا کہ کیا سبب ہے کہ اپنی قوم سے پہلے تم کوہ طور پر آگئے۔ عرض کی وہ میرے پیچھے آتے ہیں اور پالنے والے میں نے تیری جانب اس لئے آنے میں عجلت کی تاکہ تو خوش ہو۔ حق تعالیٰ نے فرمایا کہ تمہارے چلے آنے کے بعد میں نے تمہاری قوم کا امتحان لیا اور اُن لوگوں کو سامری نے گمراہ کر دیا تو موسیٰؑ اپنی قوم پر غصہ کرتے ہوئے اور محزون واپس ہوئے۔ اور فرمایا کہ لوگو کیا خدا نے تم سے بہتر وعدہ نہ کیا تھا کیا تم پر وعدے دراز ہو گئے کیا تم لوگ چاہتے ہو کہ تم پر تمہارے پروردگار کی جانب سے غضب نازل ہو کیونکہ تم نے میرے وعدہ کے خلاف عمل کیا۔ لوگوں نے کہا کہ ہم نے اپنے اختیار سے آپ کے وعدہ کے خلاف نہیں کیا لیکن چونکہ فرعونیوں کی دولت و زیورات سے ہم لوگوں نے بہت کافی مال پایا تھا۔ لہذا اُس کو آگ میں ڈال کر پگھلایا۔ سامری نے بھی جو کچھ اُس کے پاس تھا اُسی میں ملا دیا۔ پھر اُس نے اُس سے سونے کا ایک بچھڑا نکالا جس میں سے آواز نکلتی تھی تو اُن لوگوں نے کہا کہ یہ تمہارا اور موسیٰؑ کا خدا ہے اور فراموش ہو گیا کہ موسیٰؑ خدا کی ملاقات کے لئے طور پر گئے ہیں۔ کیا اُن لوگوں نے نہیں دیکھا کہ وہ بچھڑا اُن کے جواب میں کوئی بات نہیں کہہ سکتا اور نہ اُن کے نفع و نقصان کا مالک تھا۔ یقیناً ہارونؑ نے اُن سے پہلے ہی کہا تھا کہ تم نے بچھڑے کے ذریعہ سے دھوکا اور فریب کھایا کیونکہ تمہارا پروردگار تو خداوند رحمان ہے لہذا میری پیروی اور فرمانبرداری کرو اُن لوگوں نے کہا کہ ہم اس بچھڑے کی پرستش ترک نہیں کریں گے جب تک کہ موسیٰؑ نہ واپس

آئیں۔ موسیٰ نے کہا اے ہارونؑ تم کو کون امر مانع ہوا اس سے کہ تم میرے پاس طور پر آتے جبکہ تم نے دیکھا کہ وہ گمراہ ہو رہے ہیں کیا تم نے میرے حکم کی نافرمانی نہیں کی ہارونؑ نے کہا اے میرے ماں جائے میرے سر اور داڑھی کو پکڑ کر نہ کھینچئے میں آپ کے پاس آنے سے اس لئے ڈرا کہ آپ کہیں گے کہ بنی اسرائیل کو تو نے پراگندہ کر دیا اور میرے حکم کی تعمیل نہ کی۔ پھر موسیٰؑ نے سامری سے کہا کہ تیرے ایسا کرنے کا سبب کیا ہے اُس نے کہا میں نے وہ دیکھا جو ان لوگوں نے نہیں دیکھا جس وقت کہ جبرئیلؑ آئے تاکہ فرعون کو غرق کریں۔ میں نے اُن کو دیکھا کہ اُن کے گھوڑے کا سُم جس جگہ پڑتا ہے اُس جگہ کی خاک متحرک رہتی ہے تو میں نے ایک مٹھی وہ خاک اُٹھائی تھی اور اس بچھڑے میں ڈال دی تو یہ بولنے لگا۔ یہ میرے نفس نے مجھے پسند کرا دیا۔ موسیٰؑ نے کہا کہ جا تجھ کو دنیا کی زندگی میں یہی نصیب ہو گا کہ تجھ کو کوئی نہ چھوئے گا نہ تیرے نزدیک آئیگا اور آخرت میں تیرے لئے عذاب ہے اور اس وعدہ کے خلاف نہ ہو گا اور دیکھ اُس خدا کو جس کی پرستش کرتا تھا میں اُس کو جلائے دیتا ہوں اور اُس کی راکھ دریا میں ڈال دُوں گا۔ کیونکہ اُس خدا کے علاوہ تم لوگوں کا کوئی خدا نہیں ہے جس کا علم تمام چیزوں پر محیط ہے۔ سامری کی دنیا کے بارے میں اختلاف ہے کہ کیا تھی بعض نے کہا ہے کہ موسیٰؑ نے حکم دے دیا تھا کہ کوئی شخص اُس کے پاس نہ بیٹھے نہ اُس سے گفتگو کرے اور نہ اُس کو کچھ کھلائے اور نہ وہ کسی کے نزدیک آئے۔ بعض نے کہا ہے کہ خدا کا فرمان یوں ہی ہوا کہ جو شخص بھی اُس کے پاس بیٹھتا تھا وہ اور سامری دونوں بیمار ہو جاتے تھے۔ اس سبب سے وہ کسی کو اپنے نزدیک آنے نہیں دیتا تھا اور آج بھی اُس کی اولاد میں وہی اثر ہے کہ جب کوئی اُن کو مس کر لیتا ہے دونوں تپ میں مبتلا ہو جاتے ہیں۔ بعض نے کہا ہے کہ وہ دوزخ کے خوف سے بھاگا اور صحرا کے وحشیوں کے ہمراہ گھومتا پھرتا تھا یہاں تک کہ جہنم واصل ہوا۔

علی بن ابراہیم نے روایت کی ہے کہ حق تعالیٰ نے موسیٰؑ سے وعدہ کیا کہ تیس روز میں توریت اور لوحیں اُن کے پاس بھیجی جائیں گی آپ نے بنی اسرائیل کو وعدۂ خدا کی اطلاع کی اور طور کی جانب روانہ ہوئے اور اپنی قوم میں ہارونؑ کو اپنا خلیفہ بنایا جب تیس روز گزر گئے اور موسیٰؑ واپس نہ آئے اُن لوگوں نے ہارونؑ کی اطاعت ترک کر دی اور چاہا کہ اُن کو مار ڈالیں اور کہنے لگے کہ موسیٰؑ نے ہم سے غلط کہا اور ہمارے پاس سے بھاگ گئے۔ اس وقت شیطان ایک مرد کی صورت میں اُن کے پاس

آیا اور اُس نے کہا کہ موسیٰؑ تمہارے درمیان سے بھاگ گئے اور اب واپس نہ آئیں گے لہٰذا اپنے زیورات جمع کرو تاکہ میں تمہارے لئے ایک خدا بنادوں۔ سامری موسیٰؑ کے مقدمۃ لشکر کا سردار تھا جس روز کہ خدا نے فرعون اور اُس کے ساتھیوں کو غرق کیا اُس نے جبرئیلؑ کو دیکھا کہ ایک مادہ حیوان پر سوار ہیں اور وہ جانور جس جگہ قدم رکھتا ہے وہ زمین حرکت کرنے لگتی ہے تو سامری نے جبرئیلؑ کے گھوڑے کے ٹاپ کے نیچے کی خاک اُٹھالی۔ دیکھا کہ وُہ حرکت کر رہی ہے اُس نے اُس کو ایک تھیلی میں رکھ لیا اور بنی اسرائیل پر ہمیشہ فخر کیا کرتا تھا کہ میرے پاس ایسی خاک ہے۔ جب شیطان نے بنی اسرائیل کو فریب دیا تو ان لوگوں نے بچھڑا بنایا۔ پھر وہ سامری کے پاس آیا اور کہا وہ خاک جو تیرے پاس ہے لا۔ اور اُس سے لے کر اُس بچھڑے کے شکم میں رکھ دیا تو اُسی وقت وہ بچھڑا حرکت میں آیا اور بولنے لگا اور بال اور دُم اُس کے پیدا ہو گئی۔ اس وقت بنی اسرائیل نے اُس کو سجدہ کیا وہ ستر ہزار اشخاص تھے ہر چند ہارونؑ اُن کو نصیحت فرماتے تھے لیکن کوئی فائدہ نہیں ہوا وہ لوگ کہنے لگے کہ ہم اس بچھڑے کی پرستش ترک نہ کریں گے۔ جب تک موسیٰؑ نہیں آئیں گے اور چاہا کہ ہارونؑ کو ہلاک کریں۔ ہارونؑ نے گریز کی۔ غرض وُہ اسی حال خسران مآل پر قائم رہے۔ یہاں تک کہ موسیٰؑ کو چالیس روز طور پہ گذر گئے۔ خدا نے اُن کو دسویں ذی الحجہ کو توریت عطا فرمائی جو تختیوں پر نقش تھی۔ اُس میں وُہ سب کچھ مثل احکام و موعظے اور قصّے کے جن کی اُن لوگوں کو ضرورت تھی موجود تھے۔ پھر خدا نے موسیٰؑ پر وحی کی کہ ہم نے تمہاری قوم کا تمہارے بعد امتحان لیا۔ سامری نے اُن لوگوں کو گمراہ اور وُہ لوگ سونے کے بچھڑے کی جو بولتا ہے پرستش کرنے لگے ہیں۔ موسیٰؑ نے عرض کی الٰہی گوسالہ تو سامری نے بنایا آواز اُس میں کس نے پیدا کی فرمایا میں نے۔ اے موسیٰؑ جب میں نے دیکھا کہ اُن لوگوں نے میری جانب سے منہ پھیر لیا اور گوسالہ کی طرف مائل ہو گئے میں نے اُن کے امتحان کو اور زیادہ کر دیا۔ تو موسیٰؑ غصّہ میں بھرے ہوئے اپنی قوم کی جانب روانہ ہوئے اور جب اُن لوگوں کو اس حال میں مشاہدہ کیا توریت کی تختیوں کو پھینک دیا اور ہارونؑ کے سر اور داڑھی کو پکڑ کر اپنی جانب کھینچا اور کہا کہ جبکہ تم نے دیکھا کہ وہ لوگ گمراہ ہو رہے ہیں تو میرے پاس آنے میں تم کو کون سا امر مانع ہُوا۔ ہارونؑ نے کہا بھائی میرے سر و ریش کو نہ کھینچو میں خائف ہُوا کہ کہیں یہ نہ کہو کہ تونے بنی اسرائیل میں جُدائی ڈال دی اور میری بات کو نہ مانا۔ پھر بنی اسرائیل نے

سامری کا بنی اسرائیل کو گمراہ کرنا اور بچھڑے کی پرستش

کہا کہ ہم نے اپنے اختیار سے آپ کے وعدہ کے خلاف عمل نہیں کیا۔ لیکن فرعون اور اُس کی قوم کے بیشمار مال و دولت ہم کو حاصل تھی۔ یعنی اُن کے زیورات وغیرہ تو ہم نے اُن سب کو آگ میں پگھلا دیا اور ایک گوسالہ بنایا سامری نے وہ خاک اُس کے شکم میں ڈال دی تو وہ بولنے لگا۔ اس سبب سے ہم نے اُس کی پرستش کی۔ موسیٰؑ نے سامری پر اعتراض کیا کہ کیوں تو نے ایسا کیا اُس نے کہا کہ میں نے ایک مٹھی خاک دریا کی اسپ جبرئیلؑ کے سم کے نیچے سے اُٹھالی تھی۔ اُسی کو گوسالہ کے شکم میں ڈالی تو وہ بولنے لگا اور میرے نفس نے میرے لیئے یوں ہی زینت دی۔ یہ سُن کر موسیٰؑ نے گوسالہ کو آگ میں جلا کر اُس کی راکھ دریا میں بہا دی اور سامری سے کہا کہ جا تیرے لئے جب تک تو زندہ ہے یہی روزی ہوگا کہ تو کہتا رہے لا مساس۔ یعنی کوئی مجھ کو نہ چھوئے اور یہ علامت تیرے فرزندوں میں بھی باقی رہے گی تاکہ لوگ تم کو پہچانیں اور تمہارے فریب میں نہ آئیں۔ چنانچہ آج تک اولاد سامری مصر و شام میں مشہور ہیں اور اُن کو لوگ لامساس کہتے ہیں۔ غرضکہ موسیٰؑ نے ارادہ کیا کہ سامری کو مار ڈالیں لیکن خدا نے وحی فرمائی کہ اُس کو قتل نہ کرو کیونکہ وہ سخی ہے۔

بسند حسن حضرت صادقؑ سے روایت کی گئی ہے کہ خدا نے کسی پیغمبر کو نہیں بھیجا مگر یہ کہ اُن کے ساتھ دو شیطان اُن کو تکلیف پہنچانے کے لئے موجود رہتے تھے اور اُن کی امت کے درمیان فتنہ و فساد برپا کرتے تھے اور اُس پیغمبر کے بعد لوگوں کو گمراہ کرتے تھے۔ نوحؑ کے زمانہ میں فنطیفوس اور حزام تھے۔ ابراہیمؑ کے عہد میں کمیل اور ردام تھے۔ موسیٰؑ کے زمانہ میں سامری اور مرعقبا۔ اور عیسیٰؑ کے وقت میں مولوس اور مریسان۔

ایضاً روایت ہے کہ خدا نے موسیٰؑ پر وحی کی کہ میں تم پر توریت چالیس روز یعنی ماہ ذیقعدہ اور ماہ ذی الحجہ کے دس روز میں بھیجوں گا جس میں احکام ہوں گے۔ موسیٰؑ نے اپنے اصحاب سے کہا کہ حق تعالیٰ نے مجھ سے وعدہ کیا ہے کہ تیس روز میں توریت اور الواح کو مجھ پر نازل فرمائے گا۔ خدا نے اُن کو یہی حکم دیا تھا کہ بنی اسرائیل سے تیس روز بتلائیں تاکہ وہ لوگ دل تنگ نہ ہوں موسیٰؑ نے بنی اسرائیل میں ہارونؑ کو اپنا جانشین بنایا اور کوہِ طور کی جانب گئے۔ جب تیس روز گذر گئے اور موسیٰؑ واپس نہ آئے۔ بنی اسرائیل غضبناک ہوئے اور چاہا کہ ہارونؑ کو قتل کر دیں۔ اور کہنے لگے کہ موسیٰؑ نے ہم سے جھوٹ کہا یا ہمارے پاس سے بھاگ گئے اور ایک

بچھڑا بنایا اور اُس کی پرستش کرنے لگے۔ اور دسویں ذی الحجہ کو خدا نے جناب موسیٰؑ پر توریت کی تختیاں نازل کیں جن میں احکام، خبریں، قصے اور سنتیں سب کچھ موجود تھیں جن کی ان کو ضرورت تھی۔ جب خدا نے موسیٰؑ پر توریت نازل کی اور اُن سے گفتگو کی موسیٰؑ نے کہا خداوندا مجھے تو اپنے تئیں دکھا دے تاکہ تیری جانب نظر کروں تو حق تعالیٰ نے اُن پر وحی کی کہ میں نظر آنے والا نہیں ہوں اور میری عظمت کی نشانیوں کے دیکھنے کی کسی کو تاب نہیں ہے لیکن اس پہاڑ کی طرف دیکھو اگر یہ اپنی جگہ پر قائم رہے تو تم دیکھ سکتے ہو۔ غرض خدا نے پردہ اُٹھا دیا اور اپنی آیات عظمت کی ایک نشانی پہاڑ پر ظاہر کی۔ تو پہاڑ دریا میں ڈوب گیا اور قیامت تک ڈوبتا جائے گا۔ فرشتے نیچے اُتر آئے اور آسمان کے دروازے کھل گئے اور خدا نے فرشتوں کو وحی کی کہ موسیٰؑ کو دیکھیں تاکہ وہ بھاگیں نہیں۔ ملائکہ نازل ہوئے اور موسیٰؑ کے گرد احاطہ کرکے کہنے لگے کہ اے پسر عمران کھڑے ہو تم نے خدا سے بہت بڑا سوال کیا جب موسیٰؑ نے پہاڑ کو دیکھا کہ غرق ہوگیا اور فرشتوں کو اس حال میں مشاہدہ کیا، منہ کے بل خدا کے خوف اور اُس کیفیت کی ہیبت سے گر پڑے اور اُن کے بدن سے روح نے مفارقت کی۔ پھر خدا نے اُن کی روح دوبارہ اُن کے جسم میں واپس کی تو سر اُٹھایا اور کہا کہ میں تجھ کو پاک سمجھتا ہوں اس سے کہ تو دیکھا جا سکے اور میں تجھ سے توبہ کرتا ہوں اور میں پہلا شخص ہوں کہ ایمان لایا یہ کہ تجھ کو کوئی دیکھ نہیں سکتا، اس وقت خدا نے وحی فرمائی کہ اے موسیٰؑ میں نے تم کو اپنی رسالت و گفتگو سے لوگوں پر برگزیدہ کیا اور اختیار کیا لہٰذا جو کچھ تم کو میں نے عطا کیا ہے اُس کو لو اور شکر کرنے والوں میں سے ہو جاؤ تو جبرئیلؑ نے اُن کو آواز دی کہ میں تمہارا بھائی ہوں۔

تفسیر امام حسن عسکری علیہ السلام میں قول خدا وَاِذْ وٰعَدْنَا مُوْسٰى اَرْبَعِيْنَ لَيْلَةً ثُمَّ اتَّخَذْتُمُ الْعِجْلَ مِنْۢ بَعْدِهٖ وَاَنْتُمْ ظٰلِمُوْنَ۔ کی تفسیر میں منقول ہے کہ امام نے فرمایا کہ موسیٰ نے بنی اسرائیل سے کہا کہ جب خدا تم کو مصیبتوں سے نجات دے گا اور تمہارے دشمن کو ہلاک کر دے گا تو میں خدا کی جانب سے تمہارے لئے ایک کتاب لاؤں گا جو اوامر و نواہی، موعظوں، مثالوں اور نصیحتوں پر مشتمل ہوگی۔ جب خدا نے اُن لوگوں کو نجات دی تو موسیٰؑ کو حکم دیا کہ اپنی وعدہ گاہ پر آویں اور پہاڑ کے نیچے تیس روز روزہ رکھیں۔ موسیٰؑ کو

گمان ہوا کہ تیس روز کے بعد خدا اُن کو کتاب عطا فرمائے گا تو تیس روز روزہ رکھا
جب تیس روز پورے ہو گئے موسیٰؑ نے افطار کرنے سے پہلے مسواک کی تو خدا
نے اُن پر وحی کی کہ اے موسیٰؑ شاید تم کو نہیں معلوم کہ روزہ دار کے دہن کی بُو
میرے نزدیک مُشک کی بُو سے زیادہ بہتر ہے لہذا دس روز اور روزہ
رکھو۔ افطار کے وقت مسواک مت کرنا۔ موسیٰؑ نے ایسا ہی کیا۔ خدا نے وعدہ
کیا تھا کہ کتاب چالیس شب و روز میں اُن کو عطا فرمائے گا غرض چالیس روز
کے بعد کتاب اُن پر نازل کی اُدھر سامری نے بنی اسرائیل کے ضعیف اعتقاد
لوگوں کو شبہ میں ڈالا کہ موسیٰؑ نے تم سے چالیس شب و روز میں واپس آنے کا
وعدہ کیا تھا۔ اور اس وقت تک بیس دن اور بیس راتیں گذر گئیں (یعنی شب
و روز ملا کر چالیس کی تعداد ہو گئی) اور موسیٰؑ کا وعدہ ختم ہو گیا۔ موسیٰؑ نے اپنے
پروردگار کو نہیں دیکھا۔ وُہ تو تمہاری طرف آیا ہے اور چاہتا ہے تم کو اپنے تئیں دکھا
دے کیونکہ وہ قادر ہے کہ تم کو اپنی طرف بُلائے بغیر اس کے کہ موسیٰؑ درمیان میں ہوں
اور سمجھ لو کہ موسیٰؑ کو اس لئے نہیں بھیجا ہے کہ اُن کی اُس کو ضرورت تھی۔ پھر سامری
نے جو گوسالہ بنایا تھا۔ پیش کیا بنی اسرائیل نے کہا کیونکہ گوسالہ ہمارا خدا ہو سکتا
ہے اُس نے کہا کہ تمہارا پروردگار اس گوسالہ کے ذریعے سے تم سے بات کرے گا
جس طرح کہ موسیٰؑ کے ساتھ درخت کے ذریعہ سے ہمکلام ہوا تھا۔ پھر اُن
لوگوں نے گوسالہ میں سے نکلتی ہوئی آواز سنی تو کہنے لگے کہ بیشک خدا اس
بچھڑے میں آ گیا۔ جس طرح درخت میں داخل ہو گیا تھا جب موسیٰؑ واپس آئے
اور یہ حالات معلوم کئے تو گوسالہ سے پوچھا کیا تیرا پروردگار تجھ میں تھا جیسا کہ یہ
لوگ بیان کرتے ہیں گوسالہ گویا ہوا اور بولا میرا پروردگار اس سے منزہ ہے کہ گوسالہ
یا درخت اُس کو احاطہ کر سکے یا وہ کسی مکان میں ہو۔ خدا کی قسم اے موسیٰؑ ایسا
ممکن نہیں۔ لیکن سامری نے میرا پچھلا حصہ ایک دیوار سے متصل کر کے دیوار کی دوسری
جانب زمین میں نقب لگایا پھر اپنے گمراہوں میں سے ایک شخص کو اُس جگہ چھپا دیا۔ وُہ
میری دُم کی جانب منہ ڈال کر اُن سے گفتگو کرتا تھا۔ چونکہ بنی اسرائیل محمدؐ و آلِ محمدؐ
پر صلوات بھیجنے میں سستی کرنے لگے۔ اُن کی محبت سے انکار کیا۔ اور پیغمبر
آخر الزمانؐ کی پیغمبری اور اُن کے برگزیدہ وصی کی امامت کے اعتقاد سے منحرف ہو
گئے تھے۔ اس وجہ سے میری عبادت کے لئے مخذول ہوئے اور مجھ کو اپنا خدا

سمجھا یہ اُن کی تقصیر کا سبب ہوئی کہ خدا کی توفیق اُن سے زائل ہوگئی۔ یہاں تک کہ اپنے پروردگار کے امر کو جانا۔ حق تعالیٰ نے فرمایا کہ جب وہ لوگ محمدؐ اور ان کے وصی پر صلوات میں تقصیر کے سبب سے ذلیل ہوئے یعنی گوسالہ پرستی میں مبتلا ہوئے تو اے بنی اسرائیل محمدؐ اور علیؑ کے ساتھ عداوت کرنے میں تم لوگ نہیں ڈرتے حالانکہ اُن کو دیکھتے ہو اور معجزات اور دلائل تم پر ظاہر ہیں۔ ثُمَّ عَفَوْنَا عَنْكُمْ مِنْ بَعْدِ ذٰلِكَ لَعَلَّكُمْ تَشْكُرُوْنَ۔ یعنی میں نے تمہارے آباؤ اجداد کی ابتدا میں گوسالہ پرستی کی خطا معاف کردی شاید کہ اے زمانۂ محمدؐ کے بنی اسرائیل تم شکر کرو اس نعمت کا جو تم پر اور تمہارے بزرگوں پر نازل کی۔ حضرت نے فرمایا کہ خدا نے اُن کو معاف نہ کیا مگر اس لئے کہ ان لوگوں نے محمدؐ اور ان کی آل طاہرہؑ کے واسطہ سے خدا سے دُعا کی اور اُن کی محبت کا اقرار کیا اُس وقت خدا نے اُن پر رحم کیا اور اُن کی خطا سے درگذر کی۔ وَاِذْ اٰتَيْنَا مُوْسَى الْكِتَابَ وَالْفُرْقَانَ لَعَلَّكُمْ تَهْتَدُوْنَ۔ اُس وقت کو یاد کرو کہ ہم نے موسیٰؑ کو کتاب عطا کی یعنی توریت جبکہ بنی اسرائیل سے عہد لیا تھا کہ ایمان لائیں اور ہر اس حکم پر عمل کریں جو توریت میں اُن پر واجب کیا گیا ہے اور ہم نے موسیٰؑ کو فرقان بھی دیا جو حق و باطل کو جدا کرنے والا ایک حکم ہے اور وہ حق اور باطل والوں کو بھی جُدا کرنے والا ہے۔ اس لئے کہ جب خدا نے بنی اسرائیل کو کتاب توریت اور اُس پر ایمان لانے اور اُس کی فرمانبرداری کرنے کی وجہ سے گرامی کیا تو اُس کے بعد خدا نے موسیٰؑ پر وحی کی کہ اے موسیٰؑ وہ لوگ کتاب پر ایمان تو لائے۔ لیکن فرقان باقی ہے جو مومنوں اور کافروں اور اہل حق اور اہل باطل میں فرق کرنے والا ہے لہٰذا اُن پر اُس کا عہد تازہ کرو کیونکہ میں نے اپنے ذات مقدس کی قسم کھائی ہے اور وہ قسم حق ہے کہ خدا کسی کے ایمان و عمل کو قبول نہیں کرتا جب تک کہ اُس پر ایمان نہ لائے۔ موسیٰؑ نے پُوچھا وُہ فرقان کیا ہے۔ فرمایا کہ وہ یہ ہے کہ بنی اسرائیل سے عہد لو کہ محمد صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم بہترین خلق ہیں۔ اور پیغمبروں میں سب سے بڑے اور سب کے سردار ہیں اور یہ کہ علیؑ اُن کے بھائی اور وصی صلوٰۃ اللہ علیہ بہترین اوصیائے پیغمبراں ہیں اور یہ کہ اُن کے اولیا اور اوصیا خلق میں امامت کے ساتھ مقرر ہوں گے اور وہ ذوات مقدسہ بھی بہترین خلق ہیں اور یہ کہ اُن کے شیعہ جو اوامر و نواہی میں اُن کی پیروی کریں گے وہ بہشت میں فردوس اعلیٰ کے ستارے

موسیٰؑ پر نزول کتاب و فرقان۔ فرقان سے مراد محمدؐ و آل محمدؐ

اور جنّات عدن کے بادشاہ ہوں گے تو موسیٰؑ نے اُن سے وُہ عہد لیا بعضوں نے زبان و دل سے قبول کیا اور ایمان لائے اور بعض نے صرف زبان سے کہا اور دل سے قبول نہ کیا لہٰذا نورِ ایمان ان کو حاصل نہ ہوا۔ یہ تھا وہ فرقان جو حق تعالیٰ نے موسیٰؑ کو عطا فرمایا۔ حق تعالیٰ نے فرمایا کہ شاید تم لوگ ہدایت پاؤ یعنی سمجھو کہ خدا کے نزدیک بندہ کا شرف ولایت کے اعتقاد سے ہے جیسا کہ تمہارے آباؤ اجداد نے یہ شرف پایا۔ وَاِذْ قَالَ مُوْسٰی لِقَوْمِهٖ اِنَّكُمْ ظَلَمْتُمْ اَنْفُسَكُمْ بِاتِّخَاذِكُمُ الْعِجْلَ فَتُوْبُوْٓا اِلٰی بَارِئِكُمْ فَاقْتُلُوْٓا اَنْفُسَكُمْ ذٰلِكُمْ خَيْرٌ لَّكُمْ عِنْدَ بَارِئِكُمْ فَتَابَ عَلَيْكُمْ اِنَّهٗ هُوَ التَّوَّابُ الرَّحِيْمُ۔ اے بنی اسرائیل یاد کرو اُس وقت کو جبکہ موسیٰؑ نے اپنی قوم سے کہا جن لوگوں نے کہ گوسالہ کی پرستش کی تھی کہ تم نے اپنی جانوں پر ظلم کیا اور اپنے کو ضرر پہنچایا کیونکہ گوسالہ کو اپنا خدا قرار دیا لہٰذا رجوع اور توبہ اُس خدا کی جناب میں کرو جس نے تم کو پیدا کیا اور تمہاری صورت درست کی اور اپنے نفسوں کو قتل کرو یعنی وہ لوگ جنہوں نے گوسالہ کی پرستش نہیں کی اُن لوگوں کو قتل کریں جن لوگوں نے پرستش کی ہے یہ قتل ہونا تمہارے لئے تمہارے پیدا کرنے والے کے نزدیک بہتر ہے اس سے کہ تم دنیا میں زندہ رہو اور بخشے نہ جاؤ اور دُنیا کی نعمتیں تو تم کو حاصل ہو جائیں اور آخرت میں تمہاری بازگشت جہنم کی طرف ہو اور جب کشتہ ہو گے اور توبہ کر لو گے تو خدا تمہارے قتل ہونے کو تمہارے گناہوں کا کفارہ قرار دیگا اور تم کو ہمیشہ کی بہشت میں نعمتیں عطا فرمائے گا پھر خدا نے تمہاری توبہ قبول کی قبل اس کے کہ تم سب قتل ہو جاؤ۔ اور تم کو توبہ کی مہلت دی اور تم کو عبادت کے لئے باقی رکھا اور وہ یقیناً توبہ کا بہت قبول کرنے والا اور مہربان ہے واقعہ یہ تھا کہ جب موسیٰؑ کے ہاتھ سے امر گوسالہ کا باطل ہونا ظاہر ہوا اور گوسالہ نے سامری کے فریب کی خبر دی تو موسیٰؑ نے ان لوگوں کو جنہوں نے پرستش نہیں کی تھی حکم دیا کہ اُن کو قتل کریں جن لوگوں نے گوسالہ کی پرستش کی ہے۔ پرستش کرنے والوں میں سے بہت سے لوگوں نے انکار کیا کہ ہم نے پرستش نہیں کی تھی تو خدا نے موسیٰ علیہ السّلام کو حکم دیا کہ اُس بچھڑے کو ہتھوڑے سے ٹکڑے ٹکڑے کر کے دریا میں ڈال دیں اور اُس کا پانی سب کو پلائیں جس شخص نے اُس کی پرستش کی ہو گی دریا کا پانی پیتے ہی اُس کے ہونٹ اور ناک سیاہ ہو جائیں گی اس طرح وہ پہچان لئے گئے۔ جن لوگوں نے اُس کی پرستش نہیں کی تھی وُہ بارہ ہزار اشخاص تھے۔

موسیٰؑ نے اُن کو حکم دیا کہ تلواریں لے کر میدان میں نکلیں اور گناہگاروں کو قتل کریں اس وقت منادی نے ندا کی کہ خدا کی اُن لوگوں پر لعنت ہے جو اپنے ہاتھ پیروں کو حرکت دیں۔ بس خاموشی سے قتل ہو جائیں اور قتل کرنے والوں میں سے جو شخص دیکھے کہ وہ کس کو قتل کر رہا ہے اور عزیز و بیگانہ میں فرق کرے وہ بھی ملعون ہے۔ یہ سُن کر گنہگاروں نے سرکشی نہ کی اور قتل ہونے کے لئے گردنیں جھکا دیں اس وقت بے قصور لوگ موسیٰؑ کے پاس فریاد کرتے ہوئے اور کہنے لگے کہ ہم نے گوسالہ کی پرستش نہیں کی پھر بھی ہماری سزا اُن سے بہت زیادہ ہے کہ ہم کو حکم ہو رہا ہے کہ ہم اپنے ہاتھ سے اپنے باپ ماں بھائیوں اور عزیزوں کو قتل کریں اُس وقت حق تعالیٰ نے موسیٰؑ پر وحی کی کہ میں نے ان لوگوں کو اس شدید امتحان میں اس لئے بتلا کیا ہے کہ ان لوگوں نے اُن سے علیحدگی اختیار نہ کی جنہوں نے گوسالہ کی پرستش کی تھی نہ اُن سے انکار کیا نہ ان پر غضبناک ہوئے اچھا ان سے کہو کہ محمدؐ و آلِ محمدؐ کا واسطہ دیکر دعا کریں تاکہ میں اُن پر اُن لوگوں کا قتل آسان کر دوں۔ لہذا ان لوگوں نے دعا کی اور رسولؐ خدا اور آئمہ ہدیٰ کے انوار سے متوسل ہوئے تو حق تعالیٰ نے اُن پر آسان کر دیا کہ کوئی رنج و الم ان کے قتل سے نہیں پہنچا۔ جب وہ چھ ہزار قتل ہونا شروع ہوئے تو خدا نے اُن میں سے بعض کو توفیق دی کہ ایک نے دُوسرے سے کہا کہ جب محمدؐ اور اُن کی آل پاکؑ کا توسل ایسا امر ہے کہ جو شخص اُس کو عمل میں لاتا ہے کسی حاجت سے نا امید نہیں ہوتا اور اس کا کوئی سوال درگاہِ خدا سے رد نہیں کیا جاتا اور تمام پیغمبروں نے بلاؤں میں اُن کا وسیلہ اختیار کیا ہے تو ہم کیوں نہ اُن کا توسل اختیار کریں یہ مشورہ کر کے سب جمع ہوئے اور فریاد کرنے لگے کہ پالنے والے بجاہ محمدؐ جو تیرے نزدیک گرامی ترین خلق ہیں اور بجاہ علیؑ جو محمدؐ کے بعد افضل و اعظم خلق ہیں اور بجاہ ذریتؑ طیبینؑ و طاہرین آل طٰہٰ ویٰسین تجھ کو ہم قسم دیتے ہیں کہ ہمارے گناہوں کو بخش دے اور ہماری لغزش سے درگذر فرما اور یہ قتل ہونا ہم سے برطرف کر دے اس وقت حق تعالیٰ نے موسیٰؑ پر وحی کی کہ کہدو کہ قتل سے لوگ ہاتھ روک لیں کیونکہ اُن میں سے بعض نے مجھ سے سوال کیا اور قسم دی۔ اگر ابتدا ہی میں یہ قسم مجھ کو دیتے تو ان کو توفیق نیک عطا فرماتا اور گوسالہ پرستی سے محفوظ رکھتا اور اگر شیطان بھی مجھ کو یہ قسم دیتا یقیناً میں اُس کی ہدایت کرتا اور اگر نمرود یا فرعون ایسی قسم دیتے ان کو بھی میں نجات دیتا غرضکہ اُن سے قتل کی سزا دفع کر دی گئی۔ وُہ لوگ کہتے تھے کہ افسوس

گوسالہ پرستی کرنے والوں پر عذاب کا سبب

تقدیر الہٰی سے بنی اسرائیل کا محمدؐ و آل محمدؐ کا واسطہ دیکر خدا سے معافی مانگنا۔

ہے کہ ابتدا کار میں ہم لوگ انوار محمدؐ و اُن کی آلِ اطہار کے توسل سے غافل رہے ورنہ خداوند عالم ہم کو اس فتنہ کے شر سے محفوظ رکھتا وَاِذْ قُلْتُمْ يٰمُوْسٰى لَنْ نُّؤْمِنَ لَكَ حَتّٰى نَرَى اللّٰهَ جَهْرَةً فرمایا یعنی اُس وقت کو یاد کرو۔ جبکہ تمہارے اسلاف نے کہا کہ اے موسیٰؑ ہم تم پر ہرگز ایمان نہ لائیں گے جب تک خدا کو ظاہر بظاہر نہ دیکھ لیں فَاَخَذَتْكُمُ الصّٰعِقَةُ تو اُن کو بجلی نے لے ڈالا۔ وَاَنْتُمْ تَنْظُرُوْنَ اور تم ان کو دیکھتے ہی رہے۔ ثُمَّ بَعَثْنٰكُمْ مِّنْۢ بَعْدِ مَوْتِكُمْ پھر ہم نے تمہارے اسلاف کو اُن کی موت کے بعد زندہ کیا لَعَلَّكُمْ تَشْكُرُوْنَ شاید کہ وہ لوگ شکر کریں۔ اُس زندگی پر جس کے سبب سے وُہ خدا کی بارگاہ میں توبہ و رجوع کر سکے اور ہم نے اُن کو موت دی اور وہ ہمیشگی کی موت نہ تھی جس کی بازگشت جہنم ہو جس میں وہ ہمیشہ رہیں۔ حضرت نے فرمایا کہ اس بجلی کا سبب یہ تھا کہ جب موسیٰؑ نے فرقان کا عہد محمد صلی اللہ علیہ وآلہ کی پیغمبری اور علی بن ابیطالبؑ اور تمام ائمہ طاہرینؑ کی امامت سے اُن سے لینا چاہا تو اُن لوگوں نے کہا کہ ہم کو یقین نہیں کہ یہ تمہارے پروردگار کا حکم ہے ہم اس پر ایمان نہیں لائیں گے جب تک کہ ہم خدا کو ظاہر بظاہر نہ دیکھ لیں جو خود ہم کو یہ حکم دے تو اُن پر بجلی گری اور ان لوگوں نے دیکھا کہ اُن پر بجلی آ رہی ہے۔ حق تعالیٰ نے فرمایا کہ اے موسیٰؑ میں اپنے اُن دوستوں کو گرامی رکھتا ہوں۔ جو میرے برگزیدہ بندوں کی تصدیق کرتے ہیں اور اس بارے میں کسی کی پرواہ نہیں کرتا اور میں عذاب کرنے والا ہوں اُن دشمنوں پر جو انکار و سرتابی کرتے ہیں میرے برگزیدہ بندوں کے حقوق سے اور اس بارے میں بھی کسی کی پرواہ نہیں کرتا تو موسیٰؑ نے اُن باقی ماندہ لوگوں سے کہا جن کو بجلی سے ضرر نہیں پہنچا تھا۔ آیا قبول کرتے ہو اور اعتراف کرتے ہو۔ ورنہ تم لوگ بھی اُن ہی لوگوں سے ملحق ہو جاؤ گے۔ اُن لوگوں نے کہا اے موسیٰؑ ہم نہیں جانتے کہ اُن لوگوں پر یہ بجلی کس سبب سے گری اگر تم سچ کہتے ہو کہ محمدؐ اور اُن کی آلِ طاہرہ کی ولایت قبول نہ کرنے کے سبب سے یہ بجلی نازل ہوئی ہے تو خدا سے بحق محمدؐ و آل محمدؐ دعا کرو کہ وہ ان لوگوں کو زندہ کر دے تاکہ ہم اُن سے پوچھیں کہ کس سبب سے ان پر بجلی گری۔ موسیٰؑ نے دُعا کی اور وُہ لوگ زندہ ہو گئے۔ بنی اسرائیل نے اُن سے پوچھا انہوں نے بتایا کہ یہ عذاب ہم کو اس سبب سے پہنچا کہ ہم نے محمدؐ کی پیغمبری اور علیؑ اور اُن کی ذریت کے اماموں کی امامت کے اعتقاد سے انکار کیا تھا۔ پھر ہم نے مرنے کے بعد اپنے پروردگار کی سلطنت آسمانوں میں دیکھی۔ حجابات، کرسی، عرش اور دوزخ میں

دیکھا وہاں کسی کی حکومت محمد و علی و فاطمہ و حسن و حسین علیہم السلام سے زیادہ جاری اور بزرگ تر نہیں پائی۔ جب ہم اس بجلی کے سبب سے مرگئے اور ہماری روحیں فرشتے جہنم کی طرف لے چلے تو محمدؐ و علیؑ نے ملائکہ کو آواز دی کہ اس جماعت سے اپنے عذاب کو روکے رہو۔ یہ لوگ اس کی دعا سے پھر زندہ کئے جائیں گے جو ہمارے اور ہماری آل طاہرہ کے حق سے خدا سے سوال کرنے گا یہ آواز اُس وقت پہنچی جبکہ قریب تھا کہ ہم ہاویہ میں پھینک دیئے جائیں۔ مگر یہ سُن کر فرشتے ہمارے عذاب سے رُک گئے یہاں تک کہ اے موسیٰؑ تمہاری دعا سے ہم زندہ ہوئے لہذا حق تعالیٰ نے محمدؐ کے اہل عصر سے فرمایا جبکہ تمہارے ظالم بزرگ محمدؐ اور اُن کی آل اطہارؑ کے توسل سے زندہ ہوئے تو تم اُن کے حق سے انکار نہ کرو اور خود سے غضب الٰہی کے سزا وار نہ بنو۔ وَاِذْ اَخَذْنَا مِيْثَاقَكُمْ اُس وقت کا یقین کرو جبکہ ہم نے تمہارے آباؤ اجداد سے عہد لیا کہ اُس پر عمل کریں جو ہم نے توریت میں نازل کیا اور اُس مخصوص نام کے ساتھ جو محمدؐ اور اُن کی آل طیبینؑ کے بارے میں بھیجا تھا کہ وہ بہترین خلق ہیں اور حق کے ساتھ دُنیا میں قیام کرنے والے ہیں لازم ہے کہ تم لوگ اس کا اقرار کرو اور اپنی اولاد کو بھی اس حکم خدا سے آگاہ کرو اور اُن کو مامور کرو کہ وُہ اپنے فرزندوں تک یہ عہد پہنچائیں اسی طرح آخر دنیا تک عمل کیا جائے کہ پیغمبر خدا محمدؐ پر ایمان لائیں۔ اور وہ باتیں جو خدا کی جانب سے اُس کے ولی علی بن ابیطالبؑ کے حق میں وہ حضرت فرمائیں اور جو علیؑ کے بعد خدا کے حق کے ساتھ قیام کرنے والے آئمہؑ کے بارے میں ارشاد کریں ان کو قبول و منظور کریں لہذا اے بنی اسرائیل تمہارے اسلاف نے اُن کو قبول کرنے سے انکار کیا وَرَفَعْنَا فَوْقَكُمُ الطُّوْرَ تو ہم نے جبرئیلؑ کو حکم دیا تو فلسطین کے پہاڑ سے اُس نے موسیٰ کے لشکرگاہ کے برابر ایک فرسخ مربع ایک ٹکڑا جدا کیا اور ان کے سروں پر لاکر ٹھہرا رکھا تو موسیٰؑ نے کہا کہ آیا قبول کرتے ہو جس کا میں نے تم لوگوں کو حکم دیا ہے ورنہ یہ پہاڑ تمہارے سروں پر گرادیا جائے گا۔ تو اُن لوگوں نے پناہ مانگی اور خوف جان کے سبب قبول کیا اور جن لوگوں نے دل کی رغبت و اختیار سے مانا خدا نے اُن کو دشمنوں سے محفوظ رکھا غرض جب قبول کیا تو سجدہ میں گر پڑے اور اپنے رخساروں کو خاک پر رکھا لیکن اکثر لوگوں نے اپنے رخساروں کو اس لیئے زمین پر رکھا کہ دیکھیں کہ پہاڑ اُن کے سروں پر گرتا ہے یا نہیں اور بہت کم لوگوں نے دلی رغبت سے خدا کے نزدیک عجز و انکساری کے

لئے سر کو زمین پر رکھا خُذُوْا مَآ اٰتَيْنٰكُمْ بِقُوَّةٍ ۔ یعنی لو اور قبول کرو جو کچھ ہم نے تم کو عطا کیا ہے اُن فرائض میں سے جو ہم نے تم پر واجب کیا اُس قوت کے ساتھ جو ہم نے تم کو عطا کی ہے اور شرائط تکلیف ہم نے تم میں پوری عطا کی ہے اور علتوں کو تم سے اٹھا لیا ہے وَاسْمَعُوْا اور سنو جس کا تم کو حکم دیتا ہوں قَالُوْا سَمِعْنَا وَعَصَيْنَا اُن لوگوں نے کہا تمہارے قول کو ہم نے سُنا اور انکار کیا یعنی اُس کے بعد معصیت کی یا اُسی وقت دل میں ٹھان لیا کہ اطاعت نہ کریں گے۔ وَاُشْرِبُوْا فِيْ قُلُوْبِهِمُ الْعِجْلَ یعنی وہ لوگ مامور ہوئے کہ وہ پانی پئیں جس میں گوسالہ کے ٹکڑے پھینکے تھے تاکہ ظاہر ہو جائے کہ کون گوسالہ پرست ہے اور کس نے اُس کی پرستش نہیں کی ہے بِكُفْرِهِمْ یعنی اپنے کفر کے سبب سے وہ اس پر مامور ہوئے۔ قُلْ بِئْسَمَا يَاْمُرُكُمْ بِهٖٓ اِيْمَانُكُمْ اِنْ كُنْتُمْ مُّؤْمِنِيْنَ ۔ اے محمدؐ اُن سے کہو کہ اگر تم توریت پر ایمان رکھتے ہو تو سمجھ لو کہ بُری چیز ہے جس کا وُہ لوگ تم کو حکم دیتے ہیں یعنی تمہارا موسیٰؑ پر ایمان لانا تاکہ تم لوگ محمدؐ اور علیؑ اور اُن کے اہلبیتؑ سے جو دوستان خدا ہیں انکار کرو۔ لیکن خدا کی پناہ ہرگز توریت کا ایمان تم کو حکم نہیں دیتا کہ محمدؐ و علیؑ سے انکار کرو بلکہ وہ تم کو حکم دیتا ہے کہ اُن بزرگواروں پر ایمان لاؤ امام نے فرمایا کہ حضرت امیر المومنینؑ نے فرمایا کہ جب موسیٰؑ بنی اسرائیل کی جانب واپس ہوئے اور جن لوگوں نے گوسالہ کی پرستش کی تھی اُن حضرت کے پاس آئے اور توبہ و پشیمانی کا اظہار کیا تو موسیٰؑ نے کہا کہ کس نے بچھڑے کی پرستش کی بتاؤ کہ خدا کا حکم اُس پر جاری کروں سب نے انکار کیا اور ہر ایک نے کہا کہ میں نے یہ فعل نہیں کیا بلکہ دُوسروں نے کیا۔ اُس وقت موسیٰؑ نے سامری سے کہا کہ نظر کر اپنے خدا کی جانب جس کی تو پرستش کرتا تھا اُس کو ٹکڑے ٹکڑے کر کے دریا میں پھینکے دیتا ہوں۔ پھر حکم دیا تو اُس کو ہتھوڑے سے پاش پاش کر کے شیریں دریا میں ڈال دیا اور بنی اسرائیل کو حکم دیا کہ اس دریا کا پانی پئیں۔ تو جس نے اُس کی پرستش کی تھی اگر وہ گورا چٹا تھا تو اُس کی ناک اور ہونٹ سیاہ ہو گئے اور اگر وہ سیاہ فام تھا تو اُس کے یہ اعضا سفید ہو گئے۔ پھر اُس وقت اُن میں حکم الٰہی جاری فرمایا۔ حضرت امیر المومنینؑ نے فرمایا کہ موسیٰؑ نے بنی اسرائیل سے وعدہ کیا تھا کہ جب تم لوگ فرعون سے نجات پاؤ گے تو حق تعالیٰ تمہارے لئے ایک کتاب بھیجے گا جو اوامر و نواہی پر مشتمل ہو گی اور اُس میں حدود و احکام اور فرائض ہوں گے۔ جب اُن لوگوں

نے نجات پائی اور شام کے قریب پہنچے تو موسیٰؑ کتاب لائے۔ اس میں یہ لکھا تھا کہ میں اُس شخص کے عمل کو قبول نہیں کرتا جو محمدؐ اور علیؑ اور اُن کے آلؑ اطہار کی تعظیم نہیں کرتا۔ اور اُن کے دوستوں اور اصحاب کو گرامی نہیں رکھتا جیسا کہ حق ہے۔ اے خدا کے بندو سمجھو اور گواہ رہنا کہ محمدؐ میری مخلوق میں سب سے بہتر اور افضل خلائق ہیں اور اُن حضرت کے بھائی علیؑ اُن کی امت میں اُن کے وصی اور علم کے وارث اور جانشین ہیں اور اُن کے بعد بہترین خلق ہیں اور آلِ محمدؐ بہترین آل پیغمبراں ہیں اور اُن حضرت کے اصحاب بہترین صحابۂ پیغمبراں ہیں اور اُن کی اُمت بہترین امتہائے پیغمبراں ہے۔ تو بنی اسرائیل نے کہا کہ ہم یہ قبول نہیں کرتے۔ اے موسیٰؑ یہ ہمارے لئے سخت اور دشوار ہے بلکہ ہم اُس کے شرائع قبول کرتے ہیں کہ یہ آسان ہے اور کیونکہ ہم یہ قبول کریں جبکہ ہم یہ سمجھتے ہیں کہ ہمارا پیغمبر تمام پیغمبروں سے بہتر اور اُس کی آل تمام پیغمبروں کی آل سے بہتر ہے۔ اور ہم جو اُس کی امت میں ہیں تمام پیغمبروں کی امتوں سے بہتر ہیں ہم اُس گروہ کی فضیلت کا اعتراف نہیں کرتے جس کو نہ ہم نے دیکھا ہے نہ پہچانتے ہیں اُس وقت حق تعالیٰ نے جبرئیل کو حکم دیا تو انہوں نے اپنے بازوؤں سے فلسطین کے ایک پہاڑ کو موسیٰؑ کے لشکر گاہ کے برابر جو ایک فرسخ مربع تھا اکھاڑا اور اُن کے سروں پر لاکر بلند کیا اور کہا کہ جو کچھ موسیٰؑ تمہارے لئے لائے ہیں اس کو قبول کرو ورنہ اس پہاڑ کو تمہارے اوپر گرائے دیتا ہوں کہ تم کچل کر فنا ہو جاؤ گے۔ تو وہ لوگ بیقرار ہو کر فریاد کرنے لگے کہ اے موسیٰؑ ہم کیا کریں۔ موسیٰؑ نے فرمایا کہ خدا کا سجدہ کرو اور اپنی پیشانی اور دونوں رخساروں کو خاک پر ملو اور کہو خداوندا ہم نے سنا اطاعت کی قبول کیا۔ اعتراف کیا۔ تسلیم کیا اور راضی ہوئے۔ پھر جو کچھ موسیٰؑ نے اُن سے کہا اُن لوگوں نے عمل کیا اُن میں سے اکثر لوگوں نے جو کچھ بظاہر کہا اور کیا دل میں اس کے مخالف تھے اور کہہ رہے تھے کہ ہم نے سنا اور مخالفت کی برخلاف اس کے جو کچھ زبان سے کہتے تھے اور اپنے داہنے رخسار کو زمین پر رکھے ہوئے تھے لیکن خدا کی بارگاہ میں اُن کا قصد عاجزی اور انکساری اور اپنے اعمال گذشتہ کی پشیمانی کا نہ تھا بلکہ یہ اس لئے انہوں نے کیا تھا کہ دیکھیں پہاڑ اُن پر گرتا ہے یا نہیں پھر بائیں رخسار کو اسی قصد سے رکھا۔ تو جبرئیلؑ نے موسیٰؑ سے کہا ان میں سے اکثر لوگوں کو برباد کر دوں گا کیونکہ انہوں نے ظاہری طور پر اعتراف کیا ہے اور چونکہ حق تعالیٰ بھی دنیا میں لوگوں کے ظاہر حال کے موافق سلوک کرتا ہے اس لئے اُن کا خون محفوظ ہے اور وہ امان

میں رہیں گے لیکن آخرت میں اُن کا معاملہ خدا پر ہے کہ وہاں وہ اُن کے بُرے اعتقاد اور فاسد نیّت کے سبب سے ان پر عذاب کرے گا۔ پھر بنی اسرائیل نے دیکھا کہ وہ پہاڑ دو ٹکڑے ہوا ایک ٹکڑا مروارید سفید کا ہو کر آسمان کی جانب گیا اور آسمانوں کو پھاڑتا ہوا اُن کی نگاہوں سے غائب ہوگیا اور دوسرا ٹکڑا آگ بن کر زمین میں چیرتا ہوا اُن کی آنکھوں سے اوجھل ہوگیا۔ اُن لوگوں نے موسیٰؑ سے اس کا سبب دریافت کیا آپ نے فرمایا کہ جو ٹکڑا آسمان کی جانب گیا وہ جا کر بہشت سے ملحق ہوگیا خدا نے اُس میں بیشمار اضافہ فرمایا۔ جس کی تعداد سوائے اُس کے کوئی نہیں جان سکتا اور اُس نے حکم دیا کہ اس سے اُن لوگوں کے لئے قصر۔ عمارات اور منزلیں تعمیر کی جائیں جو حقیقت میں ایمان لائے ہیں۔ ان عمارتوں میں ہر ایک طرح طرح کی نعمتوں پر مشتمل ہوگی مثل درخت، باغات، میوہ جات، خوش سیرت حوروں اور ہمیشہ حسن رکھنے والے غلاموں کے جو بکھرے ہوئے موتیوں کی طرح ہوں گے۔ انہیں بہشت کے مانند وہ تمام نعمتیں ہوں گی جن کا خدا نے اپنے پرہیزگار بندوں سے وعدہ کیا ہے۔ اور وہ ٹکڑا جو زمین میں گیا وہ جہنم سے ملحق ہوا اور حق تعالیٰ نے اُس میں بھی بیشمار ٹکڑوں کا اضافہ کیا اور حکم دیا کہ اُس سے ان کافروں کے لئے جو اس کتاب کے حکم سے منکر ہوئے قصر و مکانات اور منزلیں بنائیں جو طرح طرح کے عذاب سے بھری ہوں گی مثل آتشیں دریاؤں غسلین[1] و غساق[2] کے حوضوں خون و پیپ اور میل کچیل کے رود خانوں کے اور اُن میں موکلان دوزخ اُن کے عذاب کے لئے ہاتھ میں گرزلئے ہوں اور تھوہڑ کے درخت اور زہر دار گھاس سانپ بچھو اور گولیاں، غُلّے اور زنجیریں اور تمام قسم کے عذاب اور ہر طرح کی بلائیں ہوں گی۔ خدا نے اہل دوزخ کے لئے مہیّا کی ہیں۔ حضرت رسولؐ نے اپنے زمانہ کے بنی اسرائیل سے فرمایا کہ کیا خدا کے عذاب سے نہیں ڈرتے ان فضائل کے انکار کرنے میں جن سے خدا نے مجھ کو اور میرے پاک و پاکیزہ عترت کو مخصوص کیا ہے۔

بسند معتبر منقول ہے کہ طاؤس یمانی نے جو علمائے عامہ میں سے ہے حضرت امام محمّد باقرؑ سے سوال کیا کہ وہ کون سا پرندہ ہے۔ جس نے صرف ایک مرتبہ پرواز

---

[1] وہ پانی جس سے زخم دھویا گیا ہو۔

[2] سرد و گندہ چیز مثل پیپ وغیرہ۔

کی وُہ نہ اُس کے قبل اُڑا تھا نہ بعد اور نہ آئندہ پرواز کرے گا فرمایا کہ وُہ طورسینا ہے جس کو حق تعالیٰ نے بنی اسرائیل کے سر پر بلند کیا۔ اُس میں مختلف قسم کے عذاب تھے یہاں تک کہ اُن لوگوں نے قبول کیا جیسا کہ حق تعالیٰ نے فرمایا ہے کہ اُس وقت کو یاد کرو جبکہ پہاڑ کو ہم نے کھودا اور بنی اسرائیل کے سر پہ بلند کیا مثل ایک چھت کے اور اُن لوگوں نے گمان کیا کہ وُہ اُن کے سروں پر گر پڑے گا۔

دوسری حدیث میں حضرت صادقؑ نے اس آیت کی تفسیر میں فرمایا کہ جب حق تعالیٰ نے توریت بنی اسرائیل کے لئے بھیجا اور اُن لوگوں نے قبول نہ کیا تو کوہ طور اُن کے سروں پر بلند کیا۔ موسیٰؑ نے اُن سے کہا کہ اگر قبول نہیں کرتے ہو تو یہ پہاڑ تم پر گرا دیا جائے گا۔ اُس وقت اُن لوگوں نے منظور کیا اور سر سجدہ میں رکھا۔

علی بن ابراہیم نے روایت کی ہے کہ جب حضرت موسیٰؑ نے بنی اسرائیل سے کہا کہ خدا مجھ سے ہمکلام ہوتا ہے اور گفتگو کرتا ہے۔ اُن لوگوں نے آپ کی تصدیق نہ کی۔ آپ نے فرمایا کہ ایک گروہ اپنے لوگوں میں سے انتخاب کرو جو میرے ساتھ چلے اور خدا کی گفتگو سُنے تو ان لوگوں نے اپنی جماعت میں سے ستر نیک لوگوں کو انتخاب کر کے موسیٰؑ کے ساتھ ان کے محل مناجات پر بھیجا جب جناب موسیٰؑ مقامِ مناجات کے نزدیک گئے اور حق تعالیٰ نے ہوا میں آواز پیدا کر کے اُن سے باتیں کیں تو موسیٰؑ نے اُس جماعت سے کہا کہ سُنو اور بنی اسرائیل کے سامنے گواہی دینا۔ اُن لوگوں نے کہا ہم ایمان نہیں لائیں گے کہ یہ آواز خدا کی ہے جب تک کہ ظاہر بظاہر اُس کو دیکھ نہ لیں گے تو بجلی گری اور وہ سب جل کر خاک ہو گئے موسیٰؑ یہ دیکھ کر غمگین ہوئے اور عرض کی پالنے والے آیا تو ہم کو ہلاک کرتا ہے اُس سبب سے جو کچھ ہمارے بیوقوف لوگوں نے کیا۔ موسیٰؑ کو خیال ہوا کہ یہ لوگ بنی اسرائیل کے گناہوں کے سبب سے ہلاک ہوئے۔

معتبر سندوں کے ساتھ حضرت امام محمد باقر اور حضرت امام جعفر صادق علیہما السلام سے منقول ہے کہ جب موسیٰؑ نے حق تعالیٰ سے سوال کیا کہ پروردگارا مجھے اپنے کو دکھلا دے تاکہ میں تجھ کو دیکھوں۔ حق تعالیٰ نے اُن کو وحی فرمائی کہ تم مجھ کو کبھی نہ دیکھو گے اور نہ کبھی دیکھ سکو گے مگر یہ وعدہ کیا کہ پہاڑ پر تجلّی کروں گا تاکہ موسیٰؑ سمجھیں کہ وُ

دیکھا نہیں جا سکتا پھر موسیٰؑ کوہ پر گئے اور آسمان کے دروازے کھولے گئے اور فرشتوں کا لشکر نیچے اترا اور فوج فوج رعد و برق و صاعقہ و ہوا کے ساتھ ہاتھ میں نور کے گرز لئے ہوئے موسیٰؑ کے پاس سے گزرنے لگے۔ ہر فوج کہتی تھی کہ اے پسر عمران تم نے اپنے پروردگار سے بہت بڑا سوال کیا اور موسیٰؑ اُن کی جس فوج کو دیکھتے خوف سے اُن کا تمام جسم کانپ جاتا تھا اور خدا کے حکم سے آگ اُن کے گرد احاطہ کئے ہوئے تھی جس سے وہ کسی طرف جا نہیں سکتے تھے یہاں تک کہ حق تعالیٰ نے اپنے انوار عظمت کا کچھ حصہ پہاڑ پر جلوہ گر فرمایا۔ پہاڑ زمین میں دھنس گیا اور موسیٰؑ بے ہوش ہو کر گر پڑے[1]

بسند معتبر منقول ہے کہ مامون نے حضرت امام رضا علیہ السلام سے اس مسئلہ کو پوچھا آنحضرت نے فرمایا کہ کلیم خدا موسیٰؑ بن عمران جانتے تھے کہ خدا اس سے منزہ ہے کہ آنکھوں سے دیکھا جا سکے لیکن چونکہ خدا نے اُن سے گفتگو کی اور ان کو اپنا ہمراز بنایا تھا اور موسیٰؑ نے اپنی قوم سے جا کر یہ بیان کیا تو ان لوگوں نے کہا

---

[1] مؤلف فرماتے ہیں جاننا چاہیئے کہ یہ اعتقاد شیعوں کی ضروریات دین سے ہے اور عقلی و نقلی دلیلوں سے ثابت ہے کہ حق تعالیٰ دیدنی نہیں ہے۔ اُس کی ذات مقدس آنکھ سے نہیں دیکھی جا سکتی۔ بلکہ دل کی آنکھیں اُس کی ذات و صفات مقدس کی کنہ سے عاجز اور قاصر ہیں۔ وہ کیونکر دیکھا جا سکتا ہے جبکہ جسم و جسمانیات اور محل و مکان نہیں رکھتا اور نہ کسی سمت میں ہو سکتا ہے تو حضرت موسیٰؑ نے باوجود پیغمبری کے عظیم مرتبہ کے کس طرح یہ سوال کیا۔ اس شبہ کا جواب دو طرح دیا جا سکتا ہے۔ اوّل یہ کہ موسیٰؑ کا سوال آنکھ سے دیکھنے کا نہ تھا۔ بلکہ وہ چاہتے تھے کہ کنہ ذات و صفات الٰہی کی معرفت حاصل ہو۔ اُسی کے ساتھ معرفت بشری کے مرتبہ کی انتہا اُن کو میسر ہو جائے اور چونکہ پہلی تمنا ممتنع اور دوسری آنحضرت کے درجہ سے بلند تھی۔ اس لئے حق تعالیٰ نے کوہ پر اپنے انوار عظمت و جلال کے کچھ حصّہ کے اظہار سے اور موسیٰؑ کے تاب نہ لانے سے یہ ظاہر کر دیا کہ کسی کو اُس کے کنہ جلال کے ادراک کی قوت نہیں ہے اور اُن کو انتہائے مرتبۂ معرفت کی قابلیت نہیں ہے کیونکہ یہ پیغمبر آخرالزمانؐ سے مخصوص ہے۔ دُوسرے یہ کہ موسیٰؑ کا سوال قوم کی جانب سے تھا کیونکہ وہ قوم کی خاطرداری پر مامور تھے کہ جو کچھ وہ سوال کرے اُس کو ظاہر کریں۔ لہٰذا اپنی قوم کی خواہش پر یہ سوال کیا حالانکہ وہ جانتے تھے کہ یہ امر ممتنع ہے اور خدا دیدنی نہیں ہے۔ لیکن چاہا کہ اُن کی قوم پر بھی یہ ظاہر ہو یہ وجہ زیادہ واضح ہے۔ جیسا کہ اس کے بعد کی حدیث سے ظاہر ہے جو امام رضاؑ سے منقول ہے۔

ہم ایمان نہیں لائیں گے جو کچھ تم کہتے ہو جب تک کہ خدا کی گفتگو نہ سُن لیں گے جس طرح تم نے سنا ہے۔ وہ لوگ سات لاکھ اشخاص تھے۔ موسیٰؑ نے اُن میں سے ستّر ہزار اشخاص کو انتخاب کیا پھر اُن میں سے سات ہزار اشخاص کو پھر اُن میں سے سات سو لوگوں کو چُنا اور اُن میں سے ستّر شخصوں کو منتخب کیا اور اپنے ساتھ طور سینا پر لے گئے جو اُن کے مناجات کا مقام تھا اور اُن لوگوں کو دامن کوہ میں ٹھہرایا اور خود پہاڑ پر گئے اور خدا سے سوال کیا کہ اُن سے گفتگو کرے۔ اس طرح کہ وُہ ستّر اشخاص سنیں۔ تو خدا اُن سے ہمکلام ہوا اور اُن لوگوں نے کلام الٰہی کو اپنے سر کے اُوپر، پیر کے نیچے داہنی و بائیں جانب اور سامنے اور پیچھے غرضکہ ہر سمت سے بیک دفعہ سُنا کیونکہ خدا نے درخت میں آواز پیدا کر دی تھی اور وہ ہر طرف پھیلی ہوئی تھی اس لئے اُن لوگوں نے ہر سمت سے آواز سنی تاکہ سمجھیں کہ خدا کا کلام ہے کیونکہ اگر دوسرے کا کلام ہوتا تو ایک ہی طرف سے سنائی دیتا پھر اُن ستّر آدمیوں نے کہا کہ ہم ایمان نہیں لاتے کہ یہ خدا کا کلام ہے جب تک کہ خدا کو ظاہر بظاہر نہ دیکھ لیں چونکہ اُن سے یہ بات بہت بڑی جرأت، سخت گستاخی تکبّر اور سرکشی کے ساتھ صادر ہوئی اس لئے حق تعالیٰ نے اُن پر بجلی گرائی۔ جس نے اُن کے ظلم کے سبب سے اُن کو ہلاک کیا۔ تو موسیٰؑ نے کہا خداوندا میں جب واپس جاؤں گا تو قوم سے کیا کہوں گا وہ لوگ کہیں گے کہ موسیٰؑ تم ہمارے بھائیوں کو لے گئے اور چونکہ تم اپنے دعوے میں کہ خدا تم سے گفتگو کرتا ہے سچے نہ تھے اس لئے ان لوگوں کو مار ڈالا تو حق تعالیٰ نے موسیٰؑ کی دُعا سے ان لوگوں کو زندہ کر دیا۔ جب وہ لوگ زندہ ہو گئے کہنے لگے چونکہ اے موسیٰؑ تم نے ہمارے دکھانے کے لئے سوال کیا تھا اس لئے ایسا ہُوا اب سوال کرو کہ خدا تمہیں اپنے کو دکھا دے تاکہ تم اُس کی جانب نظر کرو کیونکہ وہ تمہاری خواہش کو قبول کرے گا اور جب تم دیکھ لینا ہم لوگوں سے بیان کر دینا کہ خدا کیسا ہے تو ہم لوگ اُس کو پہچان لیں گے جیسا کہ اس کے پہچاننے کا حق ہے موسیٰؑ نے کہا خداوندا تو بنی اسرائیل کی باتیں سنتا ہے اور اُن کی صلاح کو بہتر جانتا ہے۔ تو خدا نے موسیٰؑ پر وحی کی کہ مجھ سے سوال کرو جیسا وہ لوگ کہتے ہیں کیونکہ میں ان کی جہالت اور نادانی کا تم سے مواخذہ نہ کروں گا تو اس وقت موسیٰؑ نے کہا کہ خداوندا مجھے تو اپنے کو دکھا دے تاکہ تیری جانب نظر کروں۔ خدا نے فرمایا کہ تم مجھ کو ہرگز نہیں دیکھ سکتے لیکن پہاڑ کی جانب دیکھو اگر وہ اپنی جگہ پر قائم رہے تو تم مجھے دیکھ سکتے ہو پھر خدا نے اپنی آیتوں میں سے ایک آیت کے ساتھ پہاڑ پر

تجلی کی تو اُس کو زمین سے ہموار کر دیا اور موسیٰؑ بیہوش ہو کر گر پڑے۔ جب وہ ہوش میں آئے کہا میں خدا کی تنزیہ کرتا ہوں اور اے معبود تجھ سے توبہ کرتا ہوں یعنی اپنی قوم کی جہالت و نادانی سے منہ پھیر کر اُسی معرفت کی طرف رجوع ہوتا ہوں جو معرفت تیری مجھ کو پہلے تھی۔ اور میں بنی اسرائیل میں سب سے پہلا شخص ایمان لانے والا ہوں اس پر کہ تجھ کو کوئی دیکھ نہیں سکتا۔

حدیث معتبر میں منقول ہے کہ حضرت صادق علیہ السلام سے لوگوں نے دریافت کیا کہ ہارونؑ نے کیوں موسیٰؑ سے کہا کہ اے میری ماں کے فرزند میری داڑھی اور سر کو نہ پکڑو۔ میرے باپ کے فرزند کیوں نہ کہا۔ حضرت نے فرمایا اس لئے کہ بھائیوں میں اُس وقت دشمنی ہوتی ہے جبکہ ایک باپ سے اور متفرق ماؤں سے ہوتے ہیں اور جب ایک ماں کے فرزند ہوتے ہیں تو اُن کے درمیان دشمنی کم ہوتی ہے سوائے اس کے کہ شیطان اُن میں فساد پیدا کرے اور وہ اُس کی اطاعت کریں۔ پس ہارونؑ نے موسیٰؑ سے کہا کہ میرے وہ بھائی کہ میری ماں کے بطن سے پیدا ہوئے ہو کسی دوسرے کے بطن سے نہیں ہو میری داڑھی اور سر کو نہ پکڑو یہ نہیں کہا اے میرے باپ کے بیٹے کیونکہ ایک باپ کے بیٹوں میں جن کی مائیں جدا جدا ہوتی ہیں عداوت بعید نہیں ہے سوائے اُن کے جن کو خدا محفوظ رکھے۔ اس کے بعد سائل نے حضرت سے پوچھا کہ موسیٰؑ نے ہارونؑ کی داڑھی اور سر کس سبب سے پکڑا اور اپنی طرف کھینچا۔ حالانکہ بنی اسرائیل کی گوسالہ پرستی میں اُن کا کوئی قصور نہ تھا۔ فرمایا اس لئے کہ جس وقت بنی اسرائیل نے گوسالہ پرستی کی اور کافر ہو گئے وہ اُن سے کیوں نہ الگ ہو کر موسیٰؑ سے جا کر مل گئے۔ جب اُن سے جدا ہو جاتے تو اُن پر عذاب نازل ہوتا کیا نہیں دیکھتے ہو کہ موسیٰؑ نے ہارونؑ سے کہا کہ کون امر مانع تھا اس سے کہ میرے پاس تم چلے آتے جبکہ تم نے دیکھا کہ وہ لوگ گمراہ ہو گئے۔ ہارونؑ نے کہا اگر میں ایسا کرتا تو بنی اسرائیل پراگندہ ہو جاتے اور مجھ کو یہ خوف ہوا کہ آپ کہیں گے کہ تو نے بنی اسرائیل کے درمیان جدائی ڈال دی اور ان کی اصلاح کے بارے میں میری بات کی رعایت نہ کی[1]

---

[1] مولف فرماتے ہیں کہ جو لوگ پیغمبروں کے گناہ و خطا کے بارے میں شبہ کرتے ہیں ان کے شبہوں میں سے ایک عظیم شبہ موسیٰؑ و ہارونؑ کا یہ قصہ ہے کیونکہ دونوں بزرگوار پیغمبر تھے اگر ہارونؑ نے ایسا فعل کیا تھا کہ موسیٰؑ کے اس زجر و اہانت کے مستحق ہوئے تھے کہ موسیٰؑ اُن کی داڑھی اور سر مبارک پکڑ کر اپنی (باقی صفحہ ۴۷۰ پر)

بسند معتبر امام رضاؑ سے منقول ہے کہ حضرت امیرالمومنینؑ سے لوگوں نے پوچھا کہ کس سبب سے چوپاؤں میں گائے کی آنکھیں نہیں اٹھتیں اور وہ آسمان کی جانب سر بلند نہیں کرتی فرمایا چونکہ موسیٰؑ کی قوم نے بچھڑے کی پرستش کی تھی اس لئے وہ خدا سے شرم کی وجہ سے سر جھکائے رہتی ہے اور آسمان کی جانب نگاہ نہیں کرتی اور حضرت رسولؐ سے منقول ہے کہ گائے کو عزیز رکھو کہ وہ چوپایوں میں سب سے بہتر ہے اور وہ آسمان کی جانب خدا سے اُس روز کی شرمندگی کی وجہ سے سر بلند نہیں کرتی جس روز کہ بچھڑے کی پرستش کی گئی۔

(حاشیہ بقیہ ص۴۶۹) جانب کھینچیں اور اُن سے سخت لہجہ میں گفتگو کریں تو ہارونؑ سے گناہ صادر ہوا تھا۔ اور اگر اُن کی خطا نہ تھی تو موسیٰؑ کا اپنے بھائی کی جو پیغمبر تھے اس طرح اہانت کرنا خطا اور گناہ تھا بالخصوص توریت کی تختیوں کو زمین پر پھینکنا اور اُن کو توڑنا جو کتاب خدا کی اہانت ہے۔ اس کا جواب چند وجوہ سے ہوسکتا ہے۔ وجہ اوّل جو سب سے زیادہ واضح ہے یہ ہے کہ یہ بظاہر دو پیغمبروں کے درمیان ایک نزاع تھی امت کی اصلاح اور اُس کو تائب کرنے کے لئے اس لئے کہ جب بنی اسرائیل نے ایسے امر شنیع کا ارتکاب کیا اور اس کو معمولی سمجھا تو لازم تھا کہ موسیٰؑ کامل طریقہ سے اُن کے اس فعل کی خرابی کا اظہار فرمائیں اور کوئی طریقہ اس سے زیادہ کامل نہ تھا کہ اپنے عظیم المرتبت بھائی کی نسبت جو نسبی قرابت کے ساتھ پیغمبری کے منصب جلیل پر سرافراز تھا۔ موسیٰؑ ایسی سختی کریں اور الواح کو زمین پر پھینک دیں اور ظاہر کریں کہ میں نے تمہاری اصلاح سے ہاتھ اٹھا لیا اور تمہارے لئے کتاب لانا کوئی فائدہ نہیں رکھتا تاکہ اُن کی سمجھ میں بھی آئے کہ اُن لوگوں نے بڑا گناہ کیا ہے جو ایسے امور عجیب و غریب کا سبب ہوا جس نے موسیٰؑ کے کوہ حلم کو جگہ سے ہلا دیا اور یقیناً موسیٰؑ سے کوئی خطا نہیں ہوئی تھی اور موسیٰؑ کی غرض بھی اُن کے آزار پہنچانے کی نہ تھی اور اس قسم کے امور سیاست ملوک اور اُن کے آداب میں بہت واقع ہوتے ہیں کہ اپنے مقربین میں سے کسی پر عتاب کرتے ہیں تاکہ دوسرے متنبہ ہوں اور حق تعالیٰ نے قرآن مجید میں بہت مقامات پر رسالت مآب صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کی نسبت عتاب آمیز کلام فرمایا ہے لیکن مقصود امت کی تادیب ہے جیسا کہ اس کے بعد آنحضرتؐ کے احوال میں مذکور ہوگا انشاءاللہ تعالیٰ۔ دوسری وجہ یہ ہے کہ موسیٰؑ کے یہ حرکات امت پر انتہائی غیظ و غضب و اندوہ کے سبب سے تھے۔ جیسے کہ انسان نہایت غضب و اندوہ کی حالت میں اپنے لب کاٹتا ہے اور اپنی داڑھی کھینچتا ہے چونکہ ہارونؑ موسیٰؑ کی جان و نفس کی طرح تھے حضرت نے یہ افعال اُن کے ساتھ کئے اور حضرت ہارونؑ نے اس لئے استدعا کی کہ یہ حرکتیں مجھ سے نہ کیجئے ایسا نہ ہو کہ بنی اسرائیل ان حرکتوں کا سبب نہ سمجھیں اور عداوت پر محمول کریں (باقی ص۴۷۱ پر)

دوسری حدیث میں فرمایا کہ جس وقت کہ حق تعالیٰ نے موسیٰؑ کے دیدار خدا کے سوال پر پہاڑ پر تجلی کی سات پہاڑ اُس میں سے ٹوٹ کر اڑے اور حجاز و یمن کی طرف گرے جو پہاڑ مدینہ میں آیا اُحَد و وَرقان تھا اور مکہ میں ثَور و ثَبیر و حَریٰ گئے اور یمن میں صَبر و حضور پہنچے۔

حدیث معتبر میں حضرت امیر المومنینؑ سے منقول ہے کہ جب میری وفات کے بعد میری لاش نجف اشرف کی جانب لے جانا تو ایک ہوا تمہارے سامنے آئے گی اور تم لوگوں کو زمین پر گرا دے گی جس جگہ ایسا ہو مجھ کو وہیں دفن کر دینا کہ

(بقیہ حاشیہ صفحہ ۴۷۲) اور اُن کی شماتت کا سبب ان حضرت پر ہو۔ تیسری وجہ یہ کہ ہارونؑ کے سر و ریش کو مہربانی و شفقت و دلداری کے طور پر اپنی طرف کھینچا کہ اُن کو تسلی دیں اور ہارونؑ ڈرے کہ قوم اس کا مطلب کچھ اور سمجھے گی۔ اس لئے اس کو ترک کرنے کی استدعا کی تاکہ کوئی موسیٰؑ کے لئے گمانِ بد نہ کرے۔ چوتھی وجہ یہ ہے کہ ہارون کا فعل موسیٰؑ کے ساتھ یا دونوں کا فعل ترک اولیٰ اور مکروہ تھا اور گناہ و معصیت کی حد تک نہ پہنچا تھا۔ کہ منافی نبوت ہو۔ ان کے علاوہ دوسری وجہیں بھی بیان کی گئی ہیں لیکن پہلی وجہ سب سے زیادہ واضح ہے اور الواح کے پھینکنے کے بارے میں احتمال ہے کہ غصہ کے سبب سے بے اختیار آنحضرت کے ہاتھ سے گر پڑی ہو یا غضب ربانی اور دین میں سختی اور مخالفین سے انکار کے لئے پھینکی ہو اور ان طریقوں سے پھینکنا استخفاف کا مستلزم نہیں ہے۔ جاننا چاہیئے کہ موسیٰؑ کے اپنی قوم سے وعدہ کرنے کے بارے میں حدیثیں مختلف ہیں اکثر روایتیں اس پر دلالت کرتی ہیں کہ موسیٰؑ نے پہلے اُس سے وعدہ کیا کہ میں تم سے تیس روز غائب رہوں گا اور حق تعالیٰ نے چند مصلحتوں کے لئے بداء کے جہت سے اس وعدہ کو چالیس روز کا کر دیا۔ تیس روز کا وعدہ ایک شرط سے مشروط تھا کہ وہ شرط پوری نہ ہوئی اور بعض آیتوں سے بھی ایسا ہی ظاہر ہوتا ہے اور بعض آیتیں اور حدیثیں اس پر دلالت کرتی ہیں کہ موسیٰؑ نے اُن سے چالیس روز کا وعدہ کیا تھا اور وعدہ کی مدت ختم ہونے سے پہلے محض طول زمانہ کے سبب سے اُن لوگوں نے ایسا کیا یہاں تک کہ شیطان نے ان کو ورغلایا تو اُن لوگوں نے رات و دن کا علیحدہ علیحدہ حساب کیا اور اس حساب سے بیس روز گذرنے پر ان لوگوں نے کہا کہ چالیس روز گذر گئے۔ اور آیتوں میں اتحاد آسان ہے۔ کیونکہ آیت صریح نہیں ہے اس میں کہ وعدہ تیس روز کا تھا اگر آیت صریح ہوتی جب بھی جمع کرنا ممکن ہے اسلئے کہ موسیٰؑ سے فرمایا تھا کہ وعدہ چالیس روز کا ہوگا اور ان کو کسی مصلحت سے حکم دیا تھا کہ تیس روز کا وعدہ کریں۔ اس وجہ کے ساتھ بعض حدیثوں کا اجتماع بھی ممکن ہے اور دوسری وجہ کے ساتھ بھی جمع کرنا ممکن ہے کہ موسیٰ کا وعدہ قوم سے تیس یا چالیس روز کا رہا ہو اس طرح کہ آپ نے فرمایا ہو کہ تیس روز تک تم میں موجود رہوں گا۔ اور ممکن ہے کہ بعض حدیثیں تقیہ پر محمول ہوں ۔

وہ پہلا طور سینا ہے۔

بسند معتبر حضرت صادقؑ سے منقول ہے کہ نجف اشرف اُس پہاڑ کا ایک ٹکڑا ہے جس پر موسیٰؑ کے ساتھ حق تعالیٰ نے گفتگو کی۔

دوسری حدیث معتبر میں فرمایا کہ جب حق تعالیٰ نے کوہ طور پر تجلی کی وہ دریا میں غرق ہوگیا اور قیامت تک نیچے جاتا رہے گا۔

دوسری معتبر روایت میں فرمایا کہ کرّوبیاں ہمارے شیعوں کا ایک گروہ ہے جن کو خدا نے پہلے خلق کیا اور اُن کو عرش کی پشت پر مقیم رکھا ہے اُن میں سے کسی کے نور کو اگر اہل زمین پر تقسیم کرے تو وہ یقیناً سب کے لئے کافی ہوگا۔ اور جب موسیٰؑ نے دیدار کا سوال کیا۔ خدا نے اُن کرّوبیوں میں سے ایک کو حکم دیا تو اُس نے پہاڑ پر تجلّی کی اور وہ اُس کے نور کی تاب نہ لا سکا اور دریا میں غرق ہوگیا۔[1]

کروبیین شیعوں کا گروہ ہے

علی بن ابراہیم نے روایت کی ہے کہ جب بنی اسرائیل نے توبہ کی اور موسیٰؑ نے اُن سے کہا کہ ایک دوسرے کو قتل کرو۔ اُن لوگوں نے پوچھا کس طرح۔ فرمایا تم لوگ کل صبح کو بیت المقدس کے پاس آؤ اور اپنے ہمراہ چاقو۔ تلوار یا کوئی دوسرا حربہ لیتے آؤ اور اپنے چہروں کو چھپا لو تاکہ ایک دوسرے کو نہ پہچانو۔ میں جب منبر پر جاؤں اُس وقت قتل کرنا شروع کرو۔ دوسرے روز وہ ستر ہزار اشخاص جنہوں نے بچھڑے کی پرستش کی تھی بیت المقدس کے پاس جمع ہوئے موسیٰؑ نے نماز ادا کی اور منبر پر گئے اُس وقت قتل شروع ہوا۔ جب دس ہزار اشخاص قتل ہوگئے جبرئیلؑ نازل ہوئے اور کہا اے موسیٰؑ کہو کہ قتل سے ہاتھ روک لیں کیونکہ حق تعالیٰ نے اپنے فضل سے اُن کی توبہ قبول کرلی۔

حدیث معتبر میں حضرت صادقؑ سے منقول ہے کہ موسیٰؑ نے ستر اشخاص کو اپنی قوم میں سے انتخاب کیا اور اپنے ساتھ طور پر لے گئے۔ جب ان لوگوں نے رویت کا سوال کیا۔ اُن پر بجلی گری اور وہ جل کر مرگئے تو موسیٰؑ نے مناجات کی کہ خداوندا یہ میرے اصحاب تھے اُن کو وحی ہوئی کہ اے موسیٰؑ میں تم کو ایسے اصحاب دوں گا جو ان سے بہتر ہوں گے۔ موسیٰؑ نے کہا خداوندا مجھے ان سے انس ہے۔ میں ان کو

رویت کے سوال پر بجلی کا گرنا

---

[1] مؤلف فرماتے ہیں کہ ممکن ہے کہ وہ پہاڑ چند تعداد پر تقسیم ہوگیا ہو اور بعض حصہ زمین میں چلا گیا ہو اور بعض حصے اطراف عالم میں پرواز کر گئے ہوں اور بعض حصے بالو ہوگئے ہوں چنانچہ اس کا ذکر بھی کیا گیا ہے اور پہاڑ پر تجلی کے معنی میں کافی بحث کی ضرورت ہے اس کتاب میں اُس کی گنجائش نہیں ہے۔

اوران کے ناموں کو پہچانتا اور جانتا ہوں۔ تین مرتبہ یہی دُعا کی تو خدا نے اُن کو زندہ کیا اور سب کو پیغمبر بنا دیا۔ [1]

[1] مؤلف فرماتے ہیں کہ اصول شیعہ کے موافق ان لوگوں کا پیغمبر ہونا مشکل ہے کیونکہ اُن کا ظاہری حال یہ ہے کہ اُن کا سوال گناہ تھا جس کے سبب سے وہ معذب ہوئے لہذا باوجود گناہ صادر ہونے کے وہ کیونکر پیغمبر ہو گئے۔ اس حدیث کا جواب چند وجہ کے ساتھ ممکن ہے۔ اوّل یہ کہ اُن کی پیغمبری کا ذکر تقیہ کی بناء پہ ہوا ہوگا کیونکہ اکثر عامہ نے یوں ہی روایت کی ہے دوم یہ کہ جب وہ لوگ مر گئے تو حیات اوّل جس میں گناہ کیا تھا ختم ہوگئی اور دُوسری زندگی میں معصوم ہوں گے جو اُن کی پیغمبری کے لئے کافی ہے اور اس وجہ کے بارے میں کلام کی گنجائش ہے۔ سوم یہ کہ اُن لوگوں کا سوال بھی قوم کی جانب سے رہا ہوگا اور اُن کی ہلاکت عذاب کے لئے نہیں بلکہ قوم کی تادیب کے لئے ہوگی اور یہ بھی دشوار ہے۔ چہارم یہ کہ اُن کی پیغمبری کا اطلاق مجاز پہ ہوگا۔ یعنی اس قدر پاک و بہتر زندہ ہونے کے بعد ہوئے کہ گویا پیغمبر ہو گئے۔ لیکن وجہ اوّل زیادہ واضح ہے۔ جاننا چاہئے کہ یہ واقعہ حقیقت رجعت کے گواہوں میں سے ہے جو اس میں ہے اسی طرح حضرت قائم علیہ السلام کے زمانہ میں کچھ مرے ہوئے لوگ دنیا میں رجوع ہوں گے اس لئے جناب رسالتمآبؐ نے فرمایا ہے کہ جو کچھ بنی اسرائیل میں واقع ہوا اس امت میں بھی واقع ہوگا جو انشاء اللہ اس کے بعد علیحدہ باب میں مذکور ہوگا۔ جاننا چاہئے کہ اسی مذکورہ متواتر حدیث کے موافق یعنی جو کچھ بنی اسرائیل میں واقع ہوا اس امت میں بھی واقع ہوگا حضرت رسولؐ نے حضرت امیرالمومنینؑ سے فرمایا کہ تم مجھ سے بمنزلہ ہارونؑ کے موسیٰؑ سے ہو۔ اور اس امت میں سامری اور گوسالہ کی نظیر پہلے ظالم کا قصّہ ہے جو بچھڑے سے بدتر تھا اور دوسرا سامری سے بھی زیادہ مکار تھا اور جس طرح اُن لوگوں نے ہارونؑ کی اطاعت نہ کی اُسی طرح یہاں لوگوں نے پیغمبر آخر الزمان کے وصیٔ برحق کی اطاعت نہیں کی اور جب حضرت امیرؑ کو جبراً کھینچتے ہوئے مسجد میں لائے تاکہ ان سے بیعت لی جائے حضرت نے قبر رسالتمآبؐ کی جانب رُخ کر کے وہی خطاب کیا جو ہارونؑ نے موسیٰؑ سے کیا تھا حضرتؑ نے فرمایا یَابْنَ اُمَّ اِنَّ الْقَوْمَ اسْتَضْعَفُوْنِیْ وَکَادُوْا یَقْتُلُوْنَنِیْ اور جب وہ زمانۂ خلافت جو بجائے گوسالہ و سامری و قارون کے تھا گذر گیا اور لوگوں نے امیرالمومنینؑ سے بیعت کی تو بنی اسرائیل کی طرح تلواریں غلاف سے نکل آئیں۔ اور ایک دوسرے کو قتل کرنے لگے۔ اور جس طرح بنی اسرائیل بظاہر تیہ میں چالیس سال تک حیران رہے۔ یہ امّت حکم خدا کے خلاف اپنے اختیار و انتخاب کی وجہ سے قائم آل محمدؐ کے زمانہ تک اپنے امور دین و دُنیا میں حیران رہے گی۔ اور ان ہر ایک باتوں پر بہت سی حدیثیں عامّہ و خاصّہ کے طریقہ سے وارد ہوئی ہیں۔ جن کو انشاء اللہ اُن کی جگہ پہ ذکر کروں گا۔

بسند معتبر صادق علیہ السلام سے منقول ہے کہ جب حق تعالیٰ نے حضرت موسیٰؑ پر توریت نازل کی جس میں تمام چیزوں کا بیان تھا وہ اُن تمام حالات پر جو قیامت تک ہوں گے مشتمل تھی تو جب موسیٰؑ کی عمر آخر ہوئی خدا نے اُن کو وحی فرمائی کہ وہ تختیاں پہاڑ کے سپرد کردو۔ وہ لوحیں بہشت کے زبرجد کی تھیں۔ تو موسیٰؑ تختیوں کو پہاڑ کے پاس لائے وہ بحکم خدا شگافتہ ہوا موسیٰؑ نے لوحوں کو کپڑے میں لپیٹ کر شگاف کوہ میں رکھ دیا وہ شگاف برابر ہوگیا اور لوحیں ناپید ہوگئیں یہاں تک کہ رسولؐ خدا مبعوث ہوئے ایک مرتبہ اہل یمن کا قافلہ اُن حضرت کے پاس آیا۔ جب وہ اُس پہاڑ کے قریب پہنچا۔ پہاڑ میں شگاف ہوا اور وہ لوحیں ظاہر ہوئیں اُن لوگوں نے اُن کو لے کر آنحضرت کی خدمت میں حاضر کیا وہ سب اس وقت تک ہمارے پاس ہیں۔

دوسری معتبر حدیث میں امام محمد باقر علیہ السلام سے منقول ہے کہ جب موسیٰؑ نے لوحوں کو زمین پر پھینک دیا توان میں سے کچھ ایک پتھر سے ٹکرا کر ٹوٹ گئیں اور اُس پتھر کے اندر چلی گئیں اور اُس میں محفوظ ہوگئیں۔ یہاں تک کہ حضرت رسولؐ مبعوث ہوئے تو اُس پتھر نے اپنے کو حضرت تک پہنچایا۔ اور اس بارے میں بہت سی حدیثیں ہیں کہ کوئی کتاب کسی پیغمبر پر نازل نہیں ہوئی اور کوئی معجزہ خدا نے کسی پیغمبر کو نہیں دیا مگر یہ کہ وہ سب اہلبیتؑ رسالت کے پاس ہیں۔ انشاء اللہ وہ حدیثیں اُس کے باب میں اپنے مقام پر ذکر کی جائیں گی۔

حضرت صادقؑ سے منقول ہے کہ رومیوں کے مہینے حزیران میں موسیٰؑ نے بنی اسرائیل پر نفرین کی تو ایک شبانہ روز میں بنی اسرائیل کے تین لاکھ اشخاص مر گئے۔

حضرت رسولؐ سے منقول ہے کہ قرآن کو اس لئے فرقان کہتے ہیں کہ اُس کے آیات و سورے متفرق طور پر نازل ہوئے بغیر اس کے کہ لوح پر مرقوم ہوں اور توریت و انجیل و زبور ہر ایک یکجا تختیوں اور اوراق پر لکھی ہوئی نازل ہوئیں۔

بسند ہائے معتبر حضرت صادقؑ سے منقول ہے کہ توریت چھٹی ماہ رمضان کو نازل ہوئی [1]

فصل ہفتم | قارون کے حالات:۔ حق تعالیٰ نے سورۂ قصص میں فرمایا ہے کہ

[1] مولف فرماتے ہیں کہ ممکن ہے کہ توریت نازل ہونے کی ابتدا ماہ رمضان میں ہوئی ہو اور وہ ماہ ذی الحجہ میں پوری ہوئی ہو یا لوحیں ٹوٹ جانے کے بعد دوبارہ نازل ہوئی ہوں۔

اِنَّ قَارُوْنَ کَانَ مِنْ قَوْمِ مُوْسٰی بیشک قارون موسیٰؑ کی قوم سے تھا۔ حضرت صادقؑ سے منقول ہے کہ وہ موسیٰؑ کی خالہ کا فرزند تھا۔ بعض نے کہا ہے کہ اُن کے چچا کا لڑکا تھا فَبَغٰی عَلَیْھِمْ تو اُس نے ان لوگوں سے بغاوت و سرکشی اور زیادتی کی۔ اُس کی بغاوت میں اختلاف ہے بعض کہتے ہیں کہ جب وہ لوگ مصر میں تھے فرعون نے اُس کو بنی اسرائیل پر حاکم بنایا تھا اس وقت اُس نے اُن پر ظلم کیا تھا۔ بعض کہتے ہیں کہ وہ اپنا لباس دوسروں سے ایک بالشت بلند رکھتا تھا اور بعض کا قول ہے کہ مال کی زیادتی کے سبب سے غرور و تکبر کرتا تھا۔ وَاٰتَیْنٰہُ مِنَ الْکُنُوْزِ مَآ اِنَّ مَفَاتِحَہٗ لَتَنُوْٓءُ بِالْعُصْبَۃِ اُولِی الْقُوَّۃِ۔ اور ہم نے اُس کو خزانے عطا کئے تھے جن کی کنجیاں بہت قوت رکھنے والی جماعت کو اٹھانا دشوار تھا۔ علی بن ابراہیم نے کہا ہے کہ عصبہ دس سے پندرہ کی تعداد تک کو کہتے ہیں۔ بعضوں نے دس سے چالیس تک بیان کی ہے اور بعض کا قول ہے کہ اس مقام پر چالیس کی تعداد مراد ہے۔ بعضوں نے ساٹھ اور بعض نے ستر بیان کیا ہے۔ روایت میں ہے کہ اس کی کنجیاں ساٹھ خچروں پر بار ہوتی تھیں اور کوئی کنجی ایک انگلی سے زیادہ بڑی نہ تھی اور چونکہ لوہے کی کنجیاں وزنی تھیں لہذا اُس نے لکڑی کی بنوائیں۔ جب اُن کا وزن بھی زیادہ ہی رہا تو چمڑے کی بنوائیں۔ اِذْ قَالَ لَہٗ قَوْمُہٗ لَا تَفْرَحْ اِنَّ اللّٰہَ لَا یُحِبُّ الْفَرِحِیْنَ۔ سورہ القصص آیت ۷۶ پ۲۰۔ جب اُس کی قوم نے اُس سے کہا کہ بہت مت اِترا اور اپنے خزانوں کے سبب غرور و سرکشی نہ کر اس لئے کہ خدا اموالِ دُنیا اور اس کی زینتوں پر خوش ہونے والوں کو دوست نہیں رکھتا۔ بعض کہتے ہیں کہ یہ کہنے والے موسیٰؑ تھے۔ وَابْتَغِ فِیْمَآ اٰتٰکَ اللّٰہُ الدَّارَ الْاٰخِرَۃَ۔ اور جو کچھ خدا نے تجھ کو دیا ہے اُس کے ذریعہ سے خانۂ آخرت کو طلب کر وَلَا تَنْسَ نَصِیْبَکَ مِنَ الدُّنْیَا اور مال دنیا سے اپنے حصہ کو فراموش نہ کر یعنی آخرت کے لئے حاصل کر یا ضرورت کے موافق لینے پر قناعت کر وَاَحْسِنْ کَمَآ اَحْسَنَ اللّٰہُ اِلَیْکَ۔ اور لوگوں سے نیکی و احسان کر جس طرح خدا نے تجھ پر احسان فرمایا ہے۔ وَلَا تَبْغِ الْفَسَادَ فِی الْاَرْضِ۔ اور زمین میں فساد کی کوشش نہ کر اِنَّ اللّٰہَ لَا یُحِبُّ الْمُفْسِدِیْنَ ○ یقیناً خدا فساد کرنے والوں کو دوست نہیں رکھتا قَالَ اِنَّمَآ اُوْتِیْتُہٗ عَلٰی عِلْمٍ عِنْدِیْ۔ اُس نے کہا کہ مجھ کو یہ مال کسی نے نہیں دیا ہے مگر میں نے اپنے علم سے جو میرے پاس ہے حاصل کیا ہے۔ علی بن ابراہیم نے روایت کی ہے کہ اُس کا مطلب تھا کہ ان اموال کو میں نے علم کیمیا سے

حاصل کیا ہے۔ کہتے ہیں کہ حضرت موسیٰ علیہ السلام نے علم کیمیا اُس کو سکھایا تھا بعض کا قول ہے کہ اس کا خیال تھا کہ چونکہ میں تم سے زیادہ علم داں اور افضل تھا خدا نے یہ مال اور اعتبار مجھے عطا فرمایا اور بعض کہتے ہیں کہ اُس کی مراد علم تجارت و زراعت اور دُوسرے ذرائع سے تھی اَوَلَمۡ يَعۡلَمۡ اَنَّ اللّٰهَ قَدۡ اَهۡلَكَ مِنۡ قَبۡلِهٖ مِنَ الۡقُرُوۡنِ مَنۡ هُوَ اَشَدُّ مِنۡهُ قُوَّةً وَّاَكۡثَرُ جَمۡعًا ؕ کیا اُس نے نہیں سمجھا کہ خدا نے اُن لوگوں کو ہلاک کر دیا جو اُس سے قرنوں پہلے تھے جن کی قوتیں، مال اور لشکر اس سے کہیں زیادہ تھے وَلَا يُسۡـَٔلُ عَنۡ ذُنُوۡبِهِمُ الۡمُجۡرِمُوۡنَ ﴿۷۸﴾ اور مجرمین و کافرین سے قیامت میں اُن کے گناہوں کے بارہ میں سوال نہ کیا جائے گا۔ کیونکہ خدا اُن کے اعمال سے مطلع ہے۔ فَخَرَجَ عَلٰى قَوۡمِهٖ فِىۡ زِيۡنَتِهٖ ؕ غرض قارون اپنی قوم کے پاس اپنی زینتوں کے ساتھ آیا یعنی مختلف رنگوں سے رنگے ہوئے کپڑے پہنے ہو جن کو از روئے تکبر زمین پر کھینچتا تھا۔ بعضوں نے کہا ہے کہ چار ہزار سواروں کے سا آیا جن کے گھوڑوں کے زین سونے کے تھے اور ان پر ارغوانی کپڑے پڑے ہوئے تھے اور تین ہزار خوبصورت کنیزیں اُس کے ساتھ کبود یا سفید خچروں پر سوار تھیں جن میں ہر ایک طرح طرح کے زیوروں سے آراستہ تھی اور سب سُرخ لباس پہنے ہوئے تھیں اور بعضوں نے کہا ہے کہ ستر ہزار اشخاص ساتھ تھے جو تمام سُرخ لباس پہنے ہوئے تھے قَالَ الَّذِيۡنَ يُرِيۡدُوۡنَ الۡحَيٰوةَ الدُّنۡيَا يٰلَيۡتَ لَـنَا مِثۡلَ مَاۤ اُوۡتِىَ قَارُوۡنُۙ اِنَّهٗ لَذُوۡ حَظٍّ عَظِيۡمٍ ﴿۷۹﴾ اُن لوگوں نے (اُس کو دیکھ کر) کہا جو دنیاوی لذتوں کی خواہش رکھتے تھے کہ اے کاش جو کچھ قارون کو دیا گیا ہے اُسی کے مثل ہمارے لئے بھی ہوتا یقیناً وہ دنیا میں خوش نصیب انسان ہے۔ وَقَالَ الَّذِيۡنَ اُوۡتُوا الۡعِلۡمَ وَيۡلَكُمۡ ثَوَابُ اللّٰهِ خَيۡرٌ لِّمَنۡ اٰمَنَ وَعَمِلَ صَالِحًا ۚ وَلَا يُلَقّٰٮهَاۤ اِلَّا الصّٰبِرُوۡنَ ۔ (آیت سورہ مذکور) اور جن کو خدا نے علم عطا فرمایا تھا اور جو آخرت پر یقین رکھتے تھے ان لوگوں نے کہا کہ تم پر وائے ہو آخرت کا ثواب اُس کے لئے بہتر ہے جو ایمان لائے اور اچھے اعمال بجا لائے اور اس بات کی توفیق زینت دُنیا کو ترک کر کے صبر کرنے والوں کے لئے ہوتی ہے فَخَسَفۡنَا بِهٖ وَبِدَارِهِ الۡاَرۡضَ تو ہم نے قارون اور اس کے مکان کو زمین میں دھنسا دیا فَمَا كَانَ لَهٗ مِنۡ فِئَةٍ يَّنۡصُرُوۡنَهٗ مِنۡ دُوۡنِ اللّٰهِ ۖ وَمَا كَانَ مِنَ الۡمُنۡتَصِرِيۡنَ ﴿۸۱﴾ اور کوئی گروہ نہ تھا جو اُس کو عذاب خدا سے بچاتا اور وہ خود بھی اپنی ذات سے عذاب کو دفع

نہ کر سکا۔ وَاَصْبَحَ الَّذِیْنَ تَمَنَّوْا مَکَانَهٗ بِالْاَمْسِ یَقُوْلُوْنَ وَیْکَاَنَّ اللّٰهَ یَبْسُطُ الرِّزْقَ لِمَنْ یَّشَآءُ مِنْ عِبَادِهٖ وَیَقْدِرُ ۚ لَوْلَآ اَنْ مَّنَّ اللّٰهُ عَلَیْنَا لَخَسَفَ بِنَا ؕ وَیْکَاَنَّهٗ لَا یُفْلِحُ الْکٰفِرُوْنَ (آیت ۸۲ سورہ مذکور) اور جو لوگ کل قارون کی منزلت کی تمنا کرتے تھے اُن لوگوں نے صبح کی اُس حال میں کہ کہتے تھے کہ یقیناً خدا اپنے بندوں میں جس کی روزی چاہتا ہے اُس کی مصلحت کے موافق کشادہ کرتا ہے اور جس کی چاہتا ہے تنگ کرتا ہے۔ اگر خدا ہم پر احسان نہ کرتا اور ہماری آرزوئیں اُس پر رہتیں تو یقیناً ہم بھی زمین کے نیچے دھنس جاتے جیسے کہ قارون دھنس گیا اور بیشک کفرانِ نعمت کرنے والے فلاح نہیں پاتے یا روزِ قیامت کافروں کو نجات نہ ملے گی۔ تِلْکَ الدَّارُ الْاٰخِرَةُ نَجْعَلُهَا لِلَّذِیْنَ لَا یُرِیْدُوْنَ عُلُوًّا فِی الْاَرْضِ وَلَا فَسَادًا ؕ وَالْعَاقِبَةُ لِلْمُتَّقِیْنَ (آیت ۸۳ سورہ مذکور) یہ آخرت کا مکان ہم اُن لوگوں کے لئے بناتے ہیں جو زمین میں عظمت و بزرگی نہیں چاہتے اور نہ فساد کرتے ہیں اور بہتر انجام تو بس پرہیزگاروں کے لئے ہے۔

علی بن ابراہیم نے روایت کی ہے کہ قارون کی ہلاکت کا یہ سبب تھا کہ جب موسیٰؑ نے بنی اسرائیل کو دریا سے نکالا اور خدا نے اپنی نعمتیں اُن پر تمام کیں تو اُن کو عمالقہ سے جنگ کرنے کا حکم دیا۔ اُن لوگوں نے قبول نہ کیا تو اُن کے لئے مقرر فرمایا کہ چالیس سال تک صحرائے تیہ میں سرگشتہ و حیران پھرا کریں۔ وہ لوگ شروع رات سے اُٹھتے تھے اور گریہ و زاری کے ساتھ توریت و دعا پڑھنے میں مشغول ہوتے تھے۔ قارون بھی انہیں میں تھا وہ بھی توریت پڑھتا تھا۔ اُس سے زیادہ خوش آواز اُن میں کوئی نہ تھا۔ قرأت کی خوبی کی وجہ سے اُس کو منوں کہتے تھے وہ کیمیا جانتا تھا اور بناتا تھا۔ جب بنی اسرائیل کے معاملہ کو طول ہوا اُن لوگوں نے توبہ و انابت شروع کی۔ لیکن قارون نے پسند نہ کیا کہ توبہ میں اُن کے ساتھ شریک ہو۔ چونکہ موسیٰؑ اُس کو دوست رکھتے تھے اس لئے اُس کے پاس تشریف لے گئے اور فرمایا کہ تیری قوم توبہ میں مشغول ہے اور تو یہاں بیٹھا ہے جا کر اُن کے ساتھ شریک ہو ورنہ تجھ پر عذاب نازل ہوگا۔ اُس نے حضرت کے حکم کی کوئی حقیقت نہ سمجھی اور آپ کا مذاق اُڑانے لگا۔ حضرت غمگین ہو کر چلے آئے اور اُس کے قصر کے سایہ میں قریب ہی بیٹھ گئے۔ حضرت بال کا بنا ہوا جُبّہ پہنے ہوئے تھے اور عصا ہاتھ میں تھا۔ قارون کے حکم سے راکھ پانی میں مخلوط کر کے حضرت کے سر پر پھینکی گئی۔ آنحضرت کو بہت غصہ آیا آپ کے شانے پر بال تھے جب آپ کو غصہ آتا وہ بال کپڑے سے باہر نکل آتے اور اُن سے خون جاری ہو جاتا اُس وقت موسیٰؑ نے کہا خداوندا

اگر میری وجہ سے قارون پر تو غضبناک نہیں ہوگا تو میں تیرا پیغمبر نہیں۔ حق تعالیٰ نے اُن
پر وحی فرمائی کہ میں نے آسمانوں اور زمینوں کو تمہارا تابع فرمان بنا دیا۔ جو حکم چاہو اُن کو
دو۔ قارون نے اپنے قصر کے دروازے موسیٰؑ کے لئے بند کرا دیئے تھے موسیٰ علیہ السلا
یہ سُن کر آئے اور دروازوں کی جانب اشارہ کیا آپ کے اعجاز سے تمام دروازے
کھل گئے۔ آپ قصر میں داخل ہوئے۔ جب آنحضرت پر اُس کی نگاہ پڑی سمجھ گیا کہ
عذاب کے لئے آتے ہیں تو کہا اے موسیٰؑ میں آپ سے رحم اور قرابت کے حق سے جو
میرے اور آپ کے درمیان ہے سوال کرتا ہوں کہ مجھ پر رحم فرمایئے۔ موسیٰؑ نے کہ
اے فرزند لادی مجھ سے بات نہ کر۔ پھر زمین کو حکم دیا کہ قارون کو لے لے پس قص
اور جو کچھ اُس میں تھا زمین میں دھنس گیا اور قارون بھی زانو تک زمین کے اند
ہوگیا۔ اور رونے لگا اور موسیٰؑ کو رحم کرنے کی قسم دی۔ موسیٰؑ نے پھر کہا کہ اے
فرزند لادی مجھ سے گفتگو نہ کر۔ اُس نے ہر چند استغاثہ کیا مگر کوئی فائدہ نہ ہوا یہاں
تک کہ زمین میں پوشیدہ ہوگیا۔ جب موسیٰؑ اپنے مناجات کے مقام پہ آئے حق تعالیٰ
نے فرمایا اے فرزند لادی مجھ سے بات نہ کر موسیٰؑ سمجھ گئے قارون پر رحم نہ
کرنے کے سبب سے یہ خدا کا عتاب ہے۔ عرض کی پروردگار قارون نے مجھ کو بغی
تیرے پکارا اور بغیر تیرے قسم دی اگر تیری قسم دیتا میں قبول کرتا۔ پھر خدا نے اُسی
جواب کا اعادہ فرمایا جو موسیٰؑ نے قارون کو دیا تھا۔ موسیٰؑ نے کہا خداوندا اگر میں
جانتا کہ تیری رضا اُس کی خواہش قبول کرنے میں ہے تو میں یقیناً قبول کر لیتا۔ اُس وقت
خدا نے کہا کہ اے موسیٰؑ اپنے عزّت و جلال اور جود و بزرگی اور عظمت و منزلت کی
قسم کھاتا ہوں کہ جس طرح قارون نے تم سے رحم کی خواہش کی۔ اگر مجھ سے کرتا تو میں
قبول کر لیتا۔ لیکن چونکہ تم سے مدد مانگی تھی اور تم سے متوسل ہُوا تھا لہذا میں نے اُس
کو تم پر ہی چھوڑ دیا تھا۔ اے پسر عمران موت کے خوف سے گھبراؤ مت۔ کیونکہ میں نے
ہر نفس کے لئے موت کو مقرر کیا ہے اور تمہارے لئے راحت کا مقام مہیا کیا
ہے جس کو اگر تم دیکھ لو اور اُس جگہ پہنچ جاؤ تو تمہاری آنکھیں روشن ہوجائیں۔ اس
کے بعد پھر ایک روز موسیٰؑ طور پر گئے۔ اُن کے ساتھ یوشعؑ بھی تھے۔ جب آپ
طور پر پہنچے ایک مرد کو دیکھا کہ ایک بیلچہ اور ایک زنبیل لئے ہوئے جا رہا
ہے۔ پوچھا کہاں جاتے ہو کہا خدا کا ایک دوست رحلت کر گیا ہے اُس
کے لئے قبر تیار کرنا ہے۔ موسیٰؑ نے کہا کیا میں بھی تمہاری مدد کروں اُس نے کہا

ہاں۔ غرض دونوں نے قبر کھودی۔ جب فارغ ہوئے اُس مرد نے قبر میں اُترنا چاہا۔ موسیٰؑ نے پوچھا یہ کیا کرتے ہو کہا کہ چاہتا ہوں کہ قبر کے اندر جا کر دیکھوں کہ اچھی کھودی گئی ہے موسیٰؑ نے کہا میں جاتا ہوں۔ چنانچہ آپ قبر میں اُترے اور لیٹے اور قبر کو پسند کیا۔ ملک الموت نے آ کر وہیں آپ کی روح قبض کر لی۔ پہاڑ برابر ہو گیا اور قبر ناپید ہو گئی۔

حدیث حسن میں حضرت صادقؑ سے منقول ہے کہ جب حضرت یونسؑ مچھلی کے شکم میں دریا کی سیر کرتے ہوئے اُس جگہ پہنچے جہاں قارون پہنچا تھا کیونکہ قارون جب حضرت موسیٰؑ کی نفرین سے زمین میں دھنس گیا تو خدا نے ایک فرشتہ کو موکل کیا کہ روزانہ اس کو ایک مرد کے قد کے برابر نیچے کرتا جائے۔ یونسؑ مچھلی کے شکم میں تسبیح خدا اور استغفار کرتے تھے۔ جب قارون نے۔ یونسؑ کی آواز سنی اُس فرشتہ سے التماس کیا کہ مجھ کو مہلت دے کیونکہ انسان کی آواز سنتا ہوں۔ حق تعالیٰ نے اُس فرشتہ کو وحی کی کہ اُس کو مہلت دے دے۔ اُس وقت قارون نے یونسؑ سے خطاب کیا کہ تم کون ہو کہا میں گنہگار ہوں اور خطا کرنے والا یونسؑ بن متی ہوں اُس نے کہا کہ وہ خدا کے لیے بہت غضب کرنے والا موسیٰؑ بن عمران کیا ہوا۔ یونسؑ نے کہا کہ افسوس مدت ہوئی کہ وہ دنیا سے چلے گئے۔ پوچھا کہ وہ اپنی قوم پر رحم کرنے والا انسان ہارونؑ کیا ہوا کہا وہ بھی رحلت کر گئے پوچھا کہ کلثوم دختر عمران کیا ہوئیں جو مجھ سے نامزد تھیں۔ یونسؑ نے کہا افسوس آل عمران میں سے کوئی باقی نہیں ہے قارون نے کہا آلِ عمران پر سخت افسوس ہے۔ حق تعالیٰ نے اُس کے افسوس کو پسند کیا اور اس کی جزا میں اُس فرشتہ کو جو اُس پر موکل تھا۔ حکم دیا کہ اُس کے عذاب سے جب تک دُنیا قائم ہے رُک جائے۔

قطب راوندی اور ثعلبی نے روایت کی ہے کہ حق تعالیٰ نے موسیٰؑ پر وحی کی کہ بنی اسرائیل کو حکم دیں کہ اپنی چادروں میں چار کبود ڈورے ہر طرف لگائیں اور ایک ایک آسمانی ڈورا لٹکائیں۔ موسیٰؑ نے بنی اسرائیل کو بلا کر فرمایا کہ خدا نے تم کو حکم دیا ہے کہ اپنی رداؤں میں آسمانی رنگ کے ڈورے لٹکاؤ تاکہ جب اُن کو دیکھو اپنے خدا کو یاد کرو وہ عنقریب اپنی کتاب تمہارے لئے نازل کرے گا۔ یہ سُن کر قارون نے سرکشی کے کہا یہ سب باتیں آقا اپنے غلاموں کے لئے کرتے ہیں تاکہ دوسروں سے ممتاز رہیں۔ اور جب موسیٰؑ بنی اسرائیل کے ساتھ دریا سے باہر آئے مذبح

اور مقام قربانی کی حکومت اور تولیت ہارونؑ کے سپرد کی جہاں بنی اسرائیل اپنی قربانیاں ہارونؑ کو دیتے تھے وہ مذبح میں رکھ دیتے تھے اور ایک آگ آسمان سے آتی تھی اور اُس کو جلا دیتی تھی۔ ہارونؑ کے بارے میں قارون پر حسد غالب ہوا اُس نے موسیٰؑ سے کہا کہ پیغمبری تم نے لے لی اور جسورہ ہارونؑ کو دے دیا میرا کچھ حصہ نہ تھا حالانکہ میں توریت کو تم دونوں سے بہتر پڑھتا ہوں۔ موسیٰؑ نے کہا خدا کی قسم میں نے جسورہ ہارونؑ کو نہیں دیا خدا نے ان کو عطا فرمایا ہے قارون نے کہا خدا کی قسم میں اس کی تصدیق نہ کروں گا جب تک کہ تم اس پر کوئی دلیل پیش نہ کرو گے یہ سُن کر موسیٰؑ نے بنی اسرائیل کے سرداروں کو جمع کیا اور کہا اپنے اپنے عصا کو لاؤ سب نے لا کر اکٹھا کیا۔ حضرت نے اُن سب کو اُس مکان میں رکھا جس میں عبادتِ الٰہی کرتے تھے اور فرمایا تم سب لوگ رات کو ان عصاؤں کی نگرانی کرو۔ دوسرے روز حکم دیا کہ تمام عصا باہر نکالے جائیں۔ جب باہر لائے گئے تو کسی میں کوئی تغیر نہیں ہوا تھا مگر ہارونؑ کا عصا سبز ہو گیا تھا اور اُس میں بادام کی پتیوں کی طرح پتیاں نکل آئی تھیں موسیٰؑ نے فرمایا اے قارون اب تو نے سمجھا کہ ہارونؑ کا امتیاز خدا داد ہے۔ قارون نے کہا یہ اور جادوؤں سے زیادہ تعجب خیز جادو نہیں ہے جو تم نے کیا۔ پھر غضبناک ہو کر اُٹھ آیا اور اپنے ساتھیوں کو لے کر موسیٰؑ کے لشکر سے جدا ہو گیا۔ تاہم موسیٰؑ اُس کے ساتھ مہربانی سے پیش آتے رہے اور اُس کی قرابت کی رعایت کرتے رہے۔ وہ ہمیشہ موسیٰؑ کو آزار پہنچاتا رہا اور ہر روز اُس کی سرکشی اور دشمنی زیادہ ہوتی گئی یہاں تک کہ اُس نے ایک مکان بنوایا اور اُس کی دیواروں پر صیفہائے طلا نصب کئے بنی اسرائیل ہر صبح و شام اُس کے پاس جاتے تھے وہ اُن کو کھانا کھلاتا اور لوگ موسیٰؑ کا مذاق اُڑایا کرتے یہاں تک کہ حق تعالیٰ نے موسیٰؑ پر زکوٰۃ کا حکم نازل فرمایا کہ بنی اسرائیل کے امیروں سے وصول کریں موسیٰؑ قارون کے پاس تشریف لے گئے۔ اور اُس سے ہزار دینار پر ایک دینار اور ہزار درم پر ایک درم اور ہزار گوسفند پر ایک گوسفند اسی طرح اُس کے تمام اموال پر زکوٰۃ طلب کی۔ قارون نے اپنے مکان پر جا کر حساب کیا تو اُس کو زکوٰۃ میں زیادہ مال جاتا ہوا معلوم ہوا جس کو وہ دینے پر راضی نہیں ہوا۔ بنی اسرائیل نے اُس سے کہا کہ تم ہمارے سردار اور بزرگ ہو جو حکم دو ہم اُس کی اطاعت کریں اُس نے کہا کہ فلاں فاحشہ کو بُلا لاؤ اُس کے ذریعہ سے ہم مل کر ایک مکر کریں یعنی وہ موسیٰؑ پر زنا کی تہمت لگائے تاکہ بنی اسرائیل

قارون کا زکوٰۃ دینے سے انکار

اُن سے متنفر ہو جائیں اور ہم کو اُن سے نجات ملے۔ اُس کو بُلا لائے۔ قارون نے اُس سے ہزار اشرفی یا ایک طلائی طشت کا وعدہ کیا یا کہا کہ جو کچھ تو طلب کرے گی دوں گا۔ بشرطیکہ تو بنی اسرائیل کے سامنے کل موسیٰؑ پر زنا کا اتہام لگا دے (اُس نے منظور کر لیا) دوسرے روز قارون تمام بنی اسرائیل کو لے کر موسیٰؑ کے پاس آیا اور کہا کہ لوگ جمع ہیں اور چاہتے ہیں کہ آپ باہر تشریف لائیں اور ان کو امر و نہی فرمائیں اور اُن کے لئے احکام شریعت بیان کریں۔ موسیٰؑ باہر آئے اور منبر پر تشریف لے گئے خطبہ پڑھا وعظ فرمایا اور کہا کہ تم میں سے جو شخص چوری کریگا اُس کے ہاتھ قطع کر دوں گا اور جو فحش عمل کرے گا اُس کو اسّی تازیانے ماروں گا اور جو شخص زنا کرے گا اگر نا کتخدا ہے تو اُس کو سو کوڑے ماروں گا اور اگر زوجہ رکھتا ہو گا تو سنگسار کروں گا تاکہ مر جائے۔ اُس وقت قارون بولا خواہ آپ ہی کیوں نہ ہوں۔ فرمایا ہاں خواہ میں ہی ہوں۔ قارون نے کہا بنی اسرائیل کہتے ہیں کہ آپ نے فلاں فاحشہ کے ساتھ زنا کی ہے موسیٰؑ نے پوچھا کیا میں نے؟ کہا ہاں آخر وہ عورت حاضر کی گئی۔ حضرت نے اُس سے پوچھا کیا میں نے تیرے ساتھ زنا کی ہے اُسی خدا کے حق سے کہنا جس نے بنی اسرائیل کے لئے دریا کو پھاڑا اور مجھ پر توریت نازل فرمائی اُس عورت نے کہا نہیں یہ لوگ جھوٹ کہتے ہیں بلکہ قارون نے مجھ کو مال کی لالچ دے کر آمادہ کیا ہے کہ میں آپ کو متہم کروں۔ یہ سُن کر قارون نے سر جھکا لیا اور بنی اسرائیل ساکت ہو گئے۔ موسیٰؑ سجدے میں گر پڑے اور تضرع و زاری کے ساتھ درگاہِ باری میں عرض کی کہ خداوندا تیرا دشمن میرے درپئے آزار ہے اور چاہتا ہے کہ مجھے رسوا کرے خداوندا اگر میں تیرا پیغمبر ہوں تو میری خاطر سے اُس پر غضب فرما اور مجھے اُس پر مسلط کر۔ خداوند عالم نے اُن پر وحی فرمائی کہ سر سجدہ سے اُٹھاؤ اور زمین کو جو چاہو حکم دو وہ تمہاری اطاعت کرے گی۔ یہ سُن کر موسیٰؑ نے بنی اسرائیل سے کہا کہ خدا نے مجھ کو اُسی طرح قارون پر مسلط کیا ہے جس طرح فرعون پر مبعوث کیا تھا اور حکم دیا کہ جو شخص اُس کے ساتھیوں میں سے ہو اُس کے ساتھ رہے جو اس کو دوست نہ رکھتا ہو اُس سے جُدا ہو جائے۔ یہ سُن کر سوائے دو شخصوں کے سب اُس سے علیحدہ ہو گئے پھر موسیٰؑ نے زمین سے خطاب فرمایا کہ ان کو نگل لے تو اُن کے قدم زمین میں دھنس گئے پھر فرمایا کہ اور نگل تو وہ زانو تک زمین کے اندر ہو گئے پھر فرمایا تو کمر تک زمین میں چلے گئے پھر فرمایا تو

گردن تک نیچے ہو گئے۔ وہ لوگ موسیٰؑ سے فریاد اور استغاثہ کرتے رہے اور قارون رحم کرنے کی حضرت کو قسم دیتا تھا۔ بعض روایتوں کی بناء پر اُس نے ستر مرتبہ قسم دی مگر موسیٰؑ نے التفات نہ کیا یہاں تک کہ وُہ لوگ زمین میں دھنس گئے۔ اُس وقت حق تعالیٰ نے موسیٰؑ پر وحی نازل فرمائی کہ اُن لوگوں نے ستر مرتبہ فریاد کی اور تم نے رحم نہ کیا میں اپنے عزّت وجلال کی قسم کھاتا ہوں کہ اگر مجھ سے ایک مرتبہ استغاثہ کرتے تو وہ یقیناً اپنی امداد اور فریاد رسی کے لئے اپنے نزدیک مجھ کو پاتے۔ اُس کے بعد بنی اسرائیل نے کہا کہ موسیٰؑ نے قارون کی ہلاکت کی اس لئے دُعا کی کہ وہ زمین میں دھنس جائے تو خود اُس کے اموال اور خزانوں پر متصرف ہوں۔ جب موسیٰؑ نے یہ سُنا تو پھر دُعا کی اور قارون کے مکانات، اموال اور خزانے سب زمین میں دھنس گئے۔ [1]

جناب موسیٰؑ کا قارون پر غضب اور اس کا زمین میں دھنسنا۔

[1] مؤلف فرماتے ہیں کہ بہت سی حدیثوں میں منقول ہے کہ حضرت امیرالمومنینؑ اور تمام ائمہ اطہارؑ نے اس امّت کا فرعون ظالم اول کو ہامان دوسرے کو اور قارون تیسرے کو فرمایا ہے اور یہ حدیث بھی اُن احادیث کی مؤید ہے کہ جو کچھ بنی اسرائیل میں واقع ہوا اس امت میں بھی واقع ہو گا۔ ادنیٰ تامل سے معلوم ہو گا کہ کس قدر مشابہ ہے اُن تینوں منافقوں کا حال ان تینوں اشخاص سے اس لئے کہ اگر فرعون نے ناحق خدائی کا دعویٰ کیا تو پہلے نے ناحق خلافتِ الٰہیہ حاصل کی اور یہ بھی عین شرک ہے اور جناب مقدس الٰہی کے ساتھ مقابلہ اور جس طرح فرعون برابر موسیٰؑ کی اطاعت کا ارادہ کرتا تھا اور ہامان مانع ہوتا تھا۔ اُسی طرح وُہ اقیلونی (مجھ سے ہاتھ اُٹھا لو) کہتا تھا اور بظاہر پشیمانی کا اظہار کرتا تھا لیکن دوسرا منافق مانع ہوتا تھا جس طرح وہ لوگ اپنے ساتھیوں سمیت ظاہری دریا میں غرق اور کھلی ہُوئی ہلاکت میں ہلاک ہُوئے اُسی طرح یہ سب دریائے کفر و ضلالت میں غرق ہو کر ابدی ہلاکت میں گرفتار ہوئے اور رجعت میں پھر قائم آل محمد صلوات اللہ علیہ کے آب شمشیر میں غرق ہوں گے اور قارون کے ساتھ تیسرے منافق کی مشابہت کا حال باہم دگر مال جمع کرنے، حرص اور دنیا کی آرائش اور زینت وغیرہ کسی عاقل پر پوشیدہ نہیں ہے۔ اگر قارون موسیٰؑ سے قرابت نسبی رکھتا تھا تو وہ بھی رسول اللہؐ سے قرابت سببی بلکہ ظاہراً نسبی قرابت بھی رکھتا تھا اور اگر وہ موسیٰؑ کی دُعا سے زمین کے اندر مع اپنے اموال کے دھنس گیا تو وہ بھی جناب رسولؐ خدا اور امیرالمومنینؑ کی نفرین سے ہلاک ہوا چنانچہ امیرالمومنینؑ نے پہلا خطبہ جو خلافت واپس ملنے کے بعد فرمایا اُس میں فرمایا ہے کہ حق تعالیٰ نے فرعون و ہامان و قارون کو ہلاک کیا اگر ان لوگوں کے حالات میں اور ذرا غور کرو گے تو مشابہت کی دوسری وجہیں بھی ظاہر ہونگی جن کو انشاء اللہ اُن کے مقام پر بیان کروں گا۔ اس جگہ صرف چند اشاروں پر اکتفا کرتا ہوں

فصل ہشتم

بنی اسرائیل کا گائے ذبح کرنے پر مامور ہونا وغیرہ :-

حضرت امام حسن عسکری علیہ السلام کی تفسیر میں قول خدا وَ اِذْ قَالَ مُوْسٰی لِقَوْمِہٖۤ اِنَّ اللّٰہَ یَاْمُرُکُمْ اَنْ تَذْبَحُوْا بَقَرَۃً کے بارے میں مذکور ہے کہ حق تعالیٰ نے مدینہ کے یہودیوں سے خطاب فرمایا کہ یاد کرو اُس وقت کو جبکہ موسیٰ نے اپنی قوم سے کہا کہ خدا تم کو بیشک حکم دیتا ہے کہ ایک گائے ذبح کرو اور اُس کے کسی ٹکڑے کو مقتول کی لاش پر مارو کہ وہ بحکم خدا زندہ ہو کر بتائے کہ کس نے اُس کو قتل کیا ہے۔ یہ اُس وقت کا واقعہ ہے جبکہ بنی اسرائیل کے ایک قبیلہ کے درمیان ایک مقتول پڑا تھا اور موسیٰ نے اُس قبیلہ کے لوگوں پر لازم کیا کہ اُن کے پچاس سربرآوردہ اشخاص خداوند قوی و شدید کی قسم کھائیں وہ جو بنی اسرائیل کا خدا اور جو محمدؐ اور اُن کی آل اطہار کو فضیلت دینے والا ہے کہ ہم لوگوں نے اُس کو نہیں قتل کیا ہے اور نہ اُس کے قاتل کو جانتے ہیں۔ اگر وہ لوگ قسم کھالیں اور خونبہا دے دیں تو بہتر ہے۔ اگر قسم نہ کھائیں تو قاتل کا پتہ بتادیں تاکہ اس کے عوض اس کو قتل کیا جائے اگر قتل نہ کریں تو اُس کو ایک تنگ قید خانہ میں قید کردیں۔ غرض کہ دو میں سے ایک کام کریں۔ ان لوگوں نے کہا کہ اے پیغمبر خدا ہم قسم بھی کھائیں اور خونبہا بھی دیں حالانکہ خدا کا ایسا حکم نہیں ہے۔ یہ قصّہ یوں ہے کہ بنی اسرائیل میں ایک نہایت حسین و جمیل، صاحب فضل و کمال، صاحب حسب و نسب اور پردہ نشین عورت تھی۔ بہت سے لوگ اُس کے خواستگار تھے۔ اُس کے چچا کے تین لڑکے تھے اُن میں سے ایک جو سب سے زیادہ عالم اور پرہیزگار تھا اُس کے ساتھ وہ عورت راضی ہوگئی اور چاہا کہ اُس کے عقد میں آجائے اُس کے دُوسرے دونوں چچازاد بھائیوں نے اُس پر حسد کیا اور ایک رات اُس کو ضیافت کے حیلہ سے بلا کر مار ڈالا۔ پھر اس کی لاش کو بنی اسرائیل کے سب سے بڑے قبیلے کے درمیان ڈال دیا۔ جب صبح ہوئی تو وہ دونوں بھائی جو قاتل تھے گریباں چاک کئے سر پر خاک ڈالے حضرت موسیٰ کے پاس دادخواہی کے لئے آئے حضرت نے اُس قبیلہ کے تمام لوگوں کو بلا کر اُس مقتول کے بارے میں دریافت کیا اُن لوگوں نے کہا کہ ہم نے اس کو نہیں قتل کیا ہے اور نہ ہم جانتے ہیں کہ کس نے قتل کیا ہے۔ موسیٰ نے کہا کہ حکم خدا یہ ہے کہ تم پچاس آدمی قسم کھاؤ اور خونبہا دو یا قاتل کا پتہ بتاؤ اُن لوگوں نے کہا کہ جب ہم کو قسم کھانے کے باوجود خونبہا دینا بھی ضروری ہے تو قسم کھانے سے کیا

فائدہ اور خونبہا دینے کے ساتھ ہم قسم بھی کھائیں تو خونبہا دینے کا کیا نتیجہ۔ موسیٰؑ نے کہا تمام فائدے خدا کی فرمانبرداری میں ہیں جو کچھ وہ فرماتا ہے عمل میں لانا چاہیئے ان لوگوں نے کہا اے پیغمبر خدا یہ جرمانہ اور گناہ کا الزام بہت سخت ہے حالانکہ ہم نے کوئی خیانت نہیں کی ہے اور یہ قسم بہت گراں ہے کیونکہ ہماری گردنوں پر کسی کا کوئی حق نہیں ہے۔ لہٰذا درگاہ خدا میں دعا کیجئے کہ وہ ہم پر قاتل کو ظاہر کردے تاکہ جو مستحق ہو اُس کو سزا دیجئے اور ہم جرمانہ اور سزا سے نجات پائیں۔ حضرت موسیٰؑ نے کہا کہ حق تعالیٰ نے اس واقعہ کا حکم مجھ سے بیان کر دیا ہے اور مجھ میں تاب نہیں ہے کہ جرأت کروں اور اُس کے کسی امر کا سوال کروں بلکہ ہم لوگوں پر لازم ہے کہ اُس کے حکم پر سر تسلیم خم کریں اور اپنے اوپر لازم سمجھیں اور اُس پر اعتراض نہ کریں کیا تم لوگ نہیں دیکھتے ہو کہ اُس نے ہم پر دوشنبہ کے روز کام کرنا اور اونٹ کا گوشت کھانا حرام کر دیا ہے تو ہم کو لازم نہیں ہے کہ اُس کے حکم میں تغیر کریں بلکہ چاہیئے کہ اطاعت کریں۔ حضرت نے چاہا کہ اُس حکم کو اُن لوگوں پر لازم قرار دیں تو حق تعالیٰ نے اُن پر وحی فرمائی کہ اُن کے سوال کو قبول کر لیں تاکہ میں قاتل کو ظاہر کروں اور دُوسرے لوگ گناہ اور تہمت سے نجات پائیں اس لئے کہ اس سوال کی اجابت کے ضمن میں اُس شخص کی روزی کو فراخ کروں گا جو تمہاری امت کے نیک لوگوں میں سے ہے اور محمدؐ و آلِ محمدؐ صلوات اللہ علیہم اجمعین پر درود بھیجنے اور محمدؐ کو اور ان کے بعد علیؑ کو تمام خلائق پر فضیلت دینے کا معتقد ہے میں چاہتا ہوں کہ اس سلسلہ میں دُنیا میں اُس کو غنی کر دوں تاکہ محمدؐ اور اُن کی آلِ اطہار صلوات اللہ علیہم کے فضیلت دینے پر اُس کے ثواب کا کچھ حصہ ادا ہو۔ موسیٰ علیہ السلام نے کہا کہ پروردگارا مجھ سے اُس کے قاتل کو بیان فرما۔ وحی آئی کہ بنی اسرائیل سے کہو کہ خدا تم سے قاتل کا پتہ اس طرح بتائے گا کہ ایک گائے کو ذبح کرو اور اُس کا گوشت مقتول کی لاش پر مارو تو میں اُس کو زندہ کر دوں گا اگر تم لوگ فرمانِ خدا کی اطاعت کرتے ہو اور جو کچھ میں کہتا ہوں اُس کو عمل میں لاتے ہو ورنہ حکم اوّل کو قبول کرو لہٰذا قولِ خدا وَاِذْ قَالَ مُوْسٰی لِقَوْمِهٖٓ اِنَّ اللّٰهَ یَاْمُرُكُمْ اَنْ تَذْبَحُوْا بَقَرَةً کے معنی یہ ہیں۔ کہ موسیٰؑ نے اُن سے کہا کہ خدا تم کو حکم دیتا ہے کہ ایک گائے کو ذبح کرو اگر اُس مقتول کے قاتل کا پتہ چاہتے ہو اور اُس کے کسی حصہ کو مقتول کی لاش پر مار تو وہ زندہ ہو جائے گا۔ اور اپنے قاتل کو بتا دے گا۔ قَالُوْٓا اَتَتَّخِذُنَا هُزُوًا

قَالَ اَعُوذُ بِاللّٰہِ اَنْ اَکُونَ مِنَ الْجَاھِلِیْنَ ۔ اُن لوگوں نے کہا کہ اے موسیٰ کیا ہم لوگوں سے مذاق کرتے ہو کہ ہم ایک میت کے ٹکڑے کو دوسری میت پر ماریں تو وہ زندہ ہو جائے گی۔ موسیٰ نے کہا کہ میں خدا کی پناہ مانگتا ہوں کہ جاہل اور بے عقل ہوں یعنی خدا کی جانب اُس چیز کی نسبت دوں جسے اُس نے نہیں فرمایا ہے یا خدا کے حکم کو اپنے باطل قیاس اور اپنی ناقص عقل کے خلاف سمجھ کر انکار کر دوں جس طرح تم لوگ کرتے ہو۔ پھر فرمایا کہ کیا مرد اور عورت کا نطفہ بیجان نہیں ہے اور جب دونوں رحم میں جمع ہوتے ہیں تو خدا دونوں سے زندہ انسان پیدا کرتا ہے کیا ایسا نہیں ہے کہ مردہ تخم و بیج مردہ زمین میں پہنچنے سے خدا طرح طرح کی گھاس اور درخت کو زندہ کر دیتا ہے۔ قَالُوا ادْعُ لَنَا رَبَّکَ یُبَیِّنْ لَنَا مَا ھِیَ ۔ فرمایا کہ جب موسیٰ کی حجت اُن پر تمام ہوئی تو اُن لوگوں نے کہا کہ اے موسیٰ اپنے پروردگار سے دُعا کرو کہ وہ ہمارے لئے اُس گائے کی صفت بیان کرے کہ وہ گائے کیسی ہو قَالَ اِنَّہٗ یَقُوْلُ اِنَّھَا بَقَرَۃٌ لَّا فَارِضٌ وَّلَا بِکْرٌ عَوَانٌ بَیْنَ ذٰلِکَ فَافْعَلُوْا مَا تُؤْمَرُوْنَ ۔ یعنی پھر موسیٰ نے اپنے پروردگار سے سوال کیا اور اُن لوگوں سے کہا کہ خدا فرماتا ہے کہ وہ گائے نہ بڈھی ہو نہ بہت جوان بلکہ درمیانی عمر کی ہو تو تم جس پر مامور ہوئے ہو اُسے بجا لاؤ قَالُوا ادْعُ لَنَا رَبَّکَ مَا لَوْنُھَا اُن لوگوں نے کہا کہ اے موسیٰ اپنے پروردگار سے سوال کرو کہ اُس گائے کا رنگ بیان کرے قَالَ اِنَّہٗ یَقُوْلُ اِنَّھَا بَقَرَۃٌ صَفْرَآءُ فَاقِعٌ لَّوْنُھَا تَسُرُّ النّٰظِرِیْنَ ۔ موسیٰ نے خدا سے سوال کے بعد کہا کہ حق تعالیٰ فرماتا ہے کہ وہ گائے زرد ہو اور اُس کی زردی خالص اور کھری ہو نہ کہ کم رنگ ہو کہ سفیدی ظاہر ہو اور نہ ایسی زیادہ رنگین ہو کہ سیاہی مائل ہو بلکہ اُس کی خوش رنگی اور حسن دیکھنے والوں کو خوش اور مسرور کر دے۔ قَالُوا ادْعُ لَنَا رَبَّکَ یُبَیِّنْ لَّنَا مَا ھِیَ اِنَّ الْبَقَرَ تَشَابَہَ عَلَیْنَا وَاِنَّآ اِنْ شَآءَ اللّٰہُ لَمُھْتَدُوْنَ ۔ اُن لوگوں نے کہا کہ اے موسیٰ اپنے پروردگار سے دُعا کرو کہ جس قدر اُس گائے کے اوصاف بتائے گئے اُن کے علاوہ اُس کی کچھ اور صفت بیان کرے اس لئے کہ وہ ہم پر مشتبہ ہو گئی ہے کیونکہ اس صفت کی بہت سی گائیں ہیں اب اگر خدا نے چاہا تو ہم اُس گائے کو سمجھ لیں گے جس کے ذبح کرنے کا حکم اُس نے دیا ہے قَالَ اِنَّہٗ یَقُوْلُ اِنَّھَا بَقَرَۃٌ لَّا ذَلُوْلٌ تُثِیْرُ الْاَرْضَ وَلَا تَسْقِی الْحَرْثَ مُسَلَّمَۃٌ

لَّا شِیَةَ فِیْهَا۔ موسیٰؑ نے کہا خدا فرماتا ہے کہ وہ گائے نہ تو اتنی سدھائی ہوئی ہو کہ زمین جوتے اور نہ زراعت میں آب پاشی کرے بلکہ ان کاموں سے اُس کو علیحدہ رکھا ہوا اور عیبوں سے پاک ہو یعنی اُس کی خلقت میں کوئی عیب نہ ہو اور نہ اس میں اُس کے اصل رنگ کے علاوہ کوئی اور رنگ ہو۔ قَالُوا الْئٰنَ جِئْتَ بِالْحَقِّ ۚ فَذَبَحُوْهَا وَمَا كَادُوْا يَفْعَلُوْنَ۔ اُن لوگوں نے کہا اب جا کے گائے کے اوصاف بیان ہوئے جیسا کہ حق اور سزاوار تھا۔ آسان نہ تھا کہ وہ لوگ اُس گائے کی زیادہ قیمت کی وجہ سے اُس حکم کی تعمیل کرتے لیکن ان کے لئے ضروری تھا اور چونکہ اُن لوگوں نے موسیٰؑ کو متہم کیا کہ وہ اُس چیز پر قادر نہیں ہیں جس کا وہ لوگ سوال کرتے ہیں اس لئے گائے ذبح کرنے پر وہ لوگ مجبور ہوئے۔ امام نے فرمایا کہ جب اُن لوگوں نے ان صفات کو سنا کہا اے موسیٰؑ کیا ہمارے خدا نے ہم کو ایسی گائے کے ذبح کرنے کا حکم دیا ہے جو ان صفات کی ہو فرمایا ہاں حالانکہ موسیٰؑ نے ابتدا میں جب اُن سے کہا تھا اور وہ لوگ بلا چوں وچرا کسی گائے کو ذبح کر دیتے تو وہ کافی تھا۔ اور اُن کے سوال کے بعد ضرورت نہیں تھی کہ موسیٰؑ خدا سے گائے کی کیفیت کے بارے میں سوال کرتے بلکہ چاہئے تھا کہ اُن کے جواب میں فرما دیتے کہ جس گائے کو بھی ذبح کرو کافی ہے غرض جب اس صفت کی گائے پر معاملہ ٹھہرا تو اُن لوگوں نے اُس کی تلاش کی کہیں نہ ملی مگر ایک جوان کے پاس جو بنی اسرائیل ہی سے تھا اور جس کو خدا نے خواب میں محمدؐ و علیؑ اور اُن کی ذریت میں سے اماموں کو دکھایا تھا ان بزرگواروں نے اس سے فرمایا تھا کہ چونکہ تو ہم کو دوست رکھتا ہے اور دوسروں پر فضیلت دیتا ہے لہٰذا ہم چاہتے ہیں کہ تیری جزا میں سے کچھ تجھ کو دُنیا ہی میں عطا کریں لہٰذا جب تیرے پاس لوگ گائے خریدنے کے لئے آئیں تو تو بغیر اپنی ماں کے مشورہ کے فروخت نہ کرنا اگر تو ایسا کرے گا تو خدا تیری ماں کو چند امور الہام فرمائے گا جو تیری اور تیرے فرزندوں کی تونگری کا باعث ہوگا۔ وہ جوان یہ خواب دیکھ کر خوش ہوگیا۔ صبح ہوئی تو بنی اسرائیل اُس کے پاس گائے خریدنے کے واسطے آئے اور گائے کی قیمت پوچھی۔ اُس نے کہا دو دینار لیکن کم و بیش کا میری ماں کو اختیار ہے اُن لوگوں نے کہا ہم ایک دینار دیں گے۔ جوان نے اپنی ماں سے مشورہ کیا اُس نے کہا چار دینار پر فروخت کرو۔ اُس نے بنی اسرائیل سے آکر کہا کہ میری ماں چار دینار قیمت کہتی ہے اُن لوگوں نے دو دینار منظور کئے اُس نے پھر اپنی ماں

بنی اسرائیل کے ایک جوان کا قصہ جو محمد و آل محمد پر درود بھیجا کرتا تھا

سے رائے لی اُس نے سو دینار کہے بنی اسرائیل نے پچاس منظور کیئے اسی طرح وہ لوگ جتنی قیمت پر راضی ہوتے تھے اُس کی ماں اُس پر اور اضافہ کرتی جاتی تھی جس قدر وہ اضافہ کرتی تھی وہ اُس کا نصف منظور کرتے تھے یہاں تک کہ اُس کی قیمت اس حد کو پہنچی کہ اُس گائے کی کھال کو سونے سے بھردیں چنانچہ اسی قیمت پر اُن لوگوں نے اُس گائے کو خرید کیا اور ذبح کرکے اُس کی دم کو پکڑ کے جس سے آدمی ابتدا میں مخلوق ہوتے ہیں اور قیامت میں بھی آدمی کے اجزا اُس پر ترکیب پائیں گے اُس مقتول کی لاش پر مارا اور کہا خداوندا بجاہ محمدؐ و آل محمدؐ صلوات اللہ علیہ اس مُردہ کو زندہ اور گویا کردے کہ وہ بتائے کہ کس نے اُس کو قتل کیا تھا تو وہ شخص فوراً صحیح و سالم اُٹھ بیٹھا اور کہا اے پیغمبر خدا میرے چچا کے ان دونوں لڑکوں نے میری چچازاد بہن کے بارے میں مجھ پر حسد کیا اور مجھ کو مار ڈالا اُس کے بعد مجھ کو اس محلہ میں پھینک دیا تاکہ میرا خونبہا یہاں کے رہنے والوں سے وصول کریں۔ موسیٰؑ نے اُن دونوں کو قتل کیا۔
جب پہلی بار اُس گائے کے جزو کو میت پر مارا تو وہ شخص زندہ نہ ہوا۔ بنی اسرائیل نے کہا اے پیغمبر خدا وہ وعدہ کیا ہُوا جو آپ نے ہم سے کیا تھا۔ حق تعالیٰ نے موسیٰؑ پر وحی فرمائی کہ میرا وعدہ خلاف نہیں ہوتا لیکن جب تک اس گائے کی کھال کو سونے سے نہ بھریں گے اور اُس کے مالک کو نہ دیں گے یہ مُردہ زندہ نہ ہوگا۔ یہ سُن کر اُن لوگوں نے اپنے اموال کو جمع کیا حق تعالیٰ نے اُس گائے کی کھال کو اور کشادہ کردیا یہاں تک کہ اُس میں پچاس لاکھ دینار کی مقدار تک سونا بھر گیا۔ اور جب سونے کو اُس جوان کے سپرد کردیا پھر اُس گائے کے عضو کو میت پر مارا تو وہ شخص زندہ ہوگیا۔ اُس وقت بنی اسرائیل کے بعض لوگوں نے کہا کہ خدا کے اس مُردہ کو زندہ کرنے اور اُس جوان کو اس قدر مال فراوان سے غنی کرنے سے زیادہ تعجب خیز کوئی بات نہیں ہوسکتی۔
پھر خدا نے موسیٰؑ پر وحی فرمائی کہ بنی اسرائیل سے کہو کہ جو شخص تم میں سے چاہے کہ میں اُس کو دُنیا میں پاک و بہتر زندگی عطا کروں اور بہشت میں اُس کا مقام بلند کروں اور آخرت میں بھی اُس کو محمدؐ اور اُن کی آل اطہارؑ کے ساتھ رکھوں تو وہ بھی ایسا ہی عمل کرے جیسا کہ اس جوان نے کیا اُس نے موسیٰؑ سے محمدؐ و علیؑ اور اُن کی آل طاہرہؑ کا نام سُنا تھا اور ہمیشہ اُن پر صلوات بھیجا کرتا تھا اور اُن بزرگواروں کو جن و انس و ملائکہ پر فضیلت دیتا تھا اس سبب سے میں نے اس قدر مال اُس کو عطا فرمایا تاکہ وہ نیک لوگوں کے ساتھ اچھا برتاؤ کرے اور اپنے

دوستوں پر مہربانی کرے اور اپنے دشمنوں کو ذلیل کرے پھر اُس جوان نے موسیٰ سے کہا کہ اے پیغمبر خدا میں ان اموال کی حفاظت کیونکر کروں اور کیسے دشمنوں کی عداوت اور حاسدوں کے حسد سے محفوظ رہوں فرمایا کہ اس مال پر درست اعتقاد سے محمدؐ و آل محمدؐ پر درود پڑھ جیسا کہ پہلے پڑھا کرتا تھا تو خدا اس مال کی حفاظت کریگا اگر کوئی چور، ظالم یا حاسد تیرے ساتھ بدی کا ارادہ کرے گا خدا اپنے احسان وکرم سے اُس کے ضرر کو تجھ سے دفع کریگا۔ اُس وقت اس جوان نے جو زندہ ہوا تھا یہ گفتگو سنی تو کہا خداوندا میں تجھ سے بحق محمدؐ وآل محمدؐ اور اُن کے انوار مقدسہ سے متوسل ہو کر تجھ سے سوال کرتا ہوں کہ مجھ کو دنیا میں باقی رکھ تاکہ میں اپنے چچا کی لڑکی سے بہرہ مند ہوں اور میرے دشمنوں اور حاسدوں کو ذلیل کر اور مجھ کو اس کے سبب سے کثیر نیکیاں روزی فرما خدا نے اسی وقت موسیٰ پر وحی فرمائی کہ اس جوان کو اُن کے انوار مقدسہ کے توسل کی برکت سے میں نے ایک سو تیس سال عمر عطا فرمائی کہ وہ اس مدت میں صحیح و سالم رہے گا اور اس کے قویٰ میں کمزوری نہ ہو گی اور اپنی زوجہ سے بہرہ مند ہو گا۔ جب یہ مدت ختم ہو جائے گی دونوں کو ایک دوسرے کے ساتھ دنیا سے اُٹھاؤنگا اور اپنی بہشت میں جگہ دوں گا جہاں وہ دونوں نعمات سے فیض یاب ہوں گے اے موسیٰ اگر وہ قاتل بدبخت بھی مجھ سے اسی طرح سوال کرتے جیسا کہ اس جوان نے کیا اور اُن بزرگواروں کے انوارِ مقدسہ سے صحیح اعتقاد کے ساتھ متوسل ہوتے تو یقیناً میں اُن کو حسد سے محفوظ رکھتا اور جو کچھ اُن کو عطا فرمایا تھا اُس پر قانع رکھتا اور اگر اس فعل کے بعد بھی توبہ کر لیتے اور اُن انوار مقدسہ سے متوسل ہو جاتے کہ میں اُن کو رسوا نہ کروں تو یقیناً میں اُن کو رسوا نہ کرتا اور نہ قاتل کے پتہ لگانے میں بنی اسرائیل کی خاطر کرتا اور اگر رسوائی کے بعد توبہ کر لیتے اور اُن انوارِ پاک و پاکیزہ سے توسل کرتے تو میں اُن کے اس فعل کو لوگوں کے دلوں سے فراموش کر دیتا اور مقتول کے وارثوں کے دل میں ڈال دیتا کہ وہ قصاص سے اُس کو معاف رکھیں۔ لیکن ان بزرگواروں کی محبت و ولایت اور اُن کی افضلیت کے ساتھ اُن سے توسل کرنا جس کو چاہتا ہوں اپنی رحمت سے عطا کرتا ہوں اور جس سے چاہتا ہوں اپنی عدالت سے اُس کے اعمال کی بدی کے سبب سے روک دیتا ہوں اور میں غالب اور حکیم خدا ہوں۔ پھر بنی اسرائیل کے اُس قبیلہ نے موسیٰ سے فریاد کی کہ ہم نے بوجہ فرمانبرداری اپنے تئیں پریشانی میں مبتلا کر دیا اور اپنا سب قلیل وکثیر

مال اُس گائے کی قیمت میں دے دیا۔ لہٰذا دعا کیجئے کہ خدا ہماری روزی کو فراخ کرے موسیٰؑ نے کہا افسوس ہے تم پر تمہارے دل کی آنکھیں کس قدر اندھی ہیں۔ شاید تم نے اس جوان اور اس زندہ ہونے والے مقتول کی دعائیں نہیں سُنیں اور نہیں دیکھا کہ کیا فائدہ اُن کو حاصل ہوا تم بھی اُسی طرح دُعا کرو اور اُن بزرگواروں کے انوارِ مقدسہ سے توسل حاصل کرو۔ خدا تمہارے فاقہ اور احتیاج کو بند کر دے گا اور تمہاری روزی کو فراخ کر دے گا۔ تو اُن لوگوں نے کہا خداوندا ہم لوگ تجھ سے التجا کرتے ہیں اور تیرے فضل و کرم پر بھروسہ رکھتے ہیں لہٰذا بحق محمدؐ و علیؑ و فاطمہؑ و حسنؑ و حسینؑ و ائمہ طاہرینؑ ہمارے فقر و احتیاج کو زائل کر دے۔ اُس وقت حق تعالیٰ نے موسیٰؑ پر وحی فرمائی کہ اُن سے کہیں کہ فلاں خرابہ میں جائیں اور فلاں مقام کو کھودیں اُس جگہ ایک کروڑ دینار مدفون ہیں اُس کو لے لیں اور جن جن اشخاص سے گائے کی قیمت وصول کی گئی ہے اُن کو واپس دے دیں اور باقی اپنے درمیان تقسیم کر لیں تاکہ اُن کے مال میں اور اضافہ ہو جائے اُس جزا میں کہ ارواحِ مقدسۂ محمدؐ و آلِ محمدؐ سے متوسل ہوئے اور تمام مخلوق پر اُن کے فضل و کرامت کی زیادتی کا اعتقاد کیا اسی قصہ پر قولِ خدا۔ وَاِذْ قَتَلْتُمْ نَفْسًا فَادّٰرَءْتُمْ فِيْهَا ؕ کا اشارہ ہے یعنی اُس وقت کو یاد کرو اے بنی اسرائیل جب کہ تم نے ایک شخص کو قتل کیا اور قاتل کے بارے میں اختلاف کیا اور تم میں سے ہر ایک نے الزامِ قتل سے اپنے کو بری اور دُوسرے کو ملزم قرار دیا۔ وَاللّٰهُ مُخْرِجٌ مَّا كُنْتُمْ تَكْتُمُوْنَ اور خدا عیاں اور ظاہر کرنے والا ہے۔ جو کچھ تم موسیٰؑ کی تکذیب کے ارادہ سے پوشیدہ رکھتے تھے۔ اس گمان پر کہ جو کچھ تم نے موسیٰؑ سے اُس مُردہ کے زندہ کرنے کا سوال کیا ہے خدا اُس کو قبول نہ کرے گا۔ فَقُلْنَا اضْرِبُوْهُ بِبَعْضِهَا ؕ تو ہم نے کہا کہ اُس گائے کے کسی حصہ جسم کو اس کشتہ پر مارو كَذٰلِكَ يُحْيِ اللّٰهُ الْمَوْتٰى ۙ خدا یوں ہی ملاقاتِ میت سے مُردوں کو دنیا و آخرت میں زندہ کرتا ہے۔ یعنی جو آبِ مرد آبِ زن سے ملتا ہے اُس سے خدا جو عورتوں کے رحم میں ہوتا ہے زندہ کرتا ہے اور آخرت میں بحرِ مسجور سے جو آسمانِ اول کے نزدیک ہے اُس کا پانی مرد کی منی کے مانند ہے پہلی مرتبہ صور پھونکنے کے بعد جبکہ تمام زندہ ہستیاں مر جائیں گی پھر خدا اُن بوسیدہ اور خاک شدہ جسموں پر اُسی پانی کی بارش کرے گا تو تمام اجسام تیار ہوں گے۔ اور دوسری بار صور پھونکتے ہی زندہ ہو جائیں گے۔

وَيُرِيكُمْ آيَاتِهِ اور تم کو تمام نشانیاں اور علامتیں دکھاتا ہے جو اُس کی یکتائی اور موسیٰؑ کی پیغمبری اور تمام مخلوق پر محمدؐ و علیؑ اور اُن کی آل کی فضیلت پر دلالت کرتی ہیں۔ لَعَلَّكُمْ تَعْقِلُونَ۔ شاید تم غور و فکر کرو کہ وہ خدا جس سے عجیب علامتیں ظاہر ہوتی ہیں اپنی مخلوق کو حکم نہیں دیتا مگر اُس چیز کا جس میں اُن کی بہتری ہوتی ہے اور محمدؐ اور ان کی آل طاہرینؑ کو برگزیدہ نہیں کیا مگر اس لئے کہ وہ تمام صاحبان عقل سے افضل و برتر ہیں۔

علی بن ابراہیم نے بسند حسن حضرت صادقؑ سے روایت کی ہے کہ بنی اسرائیل کے ایک عالم اور نیک شخص نے بنی اسرائیل کی ایک عورت کی خواستگاری کی۔ اُس نے قبول کر لیا اُس عورت کا ایک چچا زاد بھائی بڑا فاسق اور بدکار تھا اُس نے بھی خواستگاری کی تھی اور اُس عورت نے منظور نہیں کیا تھا لہٰذا اُس نے اُس مرد پر حسد کیا اور اُس کی تاک میں رہا آخر اُس کو قتل کر ڈالا اور اُس کو اُٹھا کر حضرت موسیٰؑ کے پاس لایا اور کہا کہ یہ میرا چچا زاد بھائی ہے اور مار ڈالا گیا ہے موسیٰؑ نے پوچھا کس نے مارا ہے اُس نے کہا میں نہیں جانتا۔ بنی اسرائیل میں قتل کا حکم بہت سخت تھا غرض بنی اسرائیل جمع ہوئے اور کہا اے پیغمبر خدا اس بارے میں آپ کی کیا رائے ہے۔ اُنہی میں سے ایک شخص اور تھا جس کے پاس ایک گائے تھی اُس کا ایک نہایت نیک اور فرمانبردار لڑکا تھا اُس کے پاس کوئی چیز تھی جس کے خریدنے کے لئے لوگ آئے۔ جہاں وہ چیز رکھی ہوئی تھی اُس مقام کی کنجی اُس کے باپ کے سر کے نیچے تھی اور وہ سو رہا تھا لڑکے نے حق پدری کی رعایت سے نہ چاہا کہ اُس کو خواب سے بیدار کرے اس لئے اُس نے خریداروں کو جواب دے دیا۔ جب اُس کا باپ بیدار ہوا لڑکے سے دریافت کیا کہ اپنے متاع کو تو نے کیا کیا۔ اُس نے کہا جہاں رکھا تھا موجود ہے میں نے اُس کو اس لئے فروخت نہیں کیا کہ اُس مقام کی کنجی آپ کے سرہانے رکھی ہوئی تھی اور مجھے اچھا نہیں معلوم ہوا کہ آپ کو بیدار کروں۔ باپ نے کہا کہ اُس نفع کے عوض میں جو مال نہ فروخت ہونے کا سبب سے تجھ سے ضائع ہوا میں نے اس گائے کو تجھے بخشا۔ خدا کو بھی اس کا یہ فعل پسند آیا جو اُس نے اپنے باپ کے ساتھ کیا یعنی باپ کے حق کی رعایت ملحوظ رکھی۔ اُس کے عمل کی جزا میں خدا نے بنی اسرائیل کو حکم دیا کہ اُس گائے کو اُس سے خرید کر ذبح کریں۔ غرض جب بنی اسرائیل حضرت موسیٰؑ کے پاس

جمع ہوئے اور رو رو کے اُس مقتول کے بارہ میں فریاد کی تو موسیٰؑ نے فرمایا کہ خدا تم کو ایک گائے ذبح کرنے کا حکم دیتا ہے۔ بنی اسرائیل نے تعجب کیا اور کہا کیا تم ہم سے مذاق کرتے ہو ہم تو اپنے کشتہ کو تمہارے پاس لائے ہیں اور اُس کے قاتل کا پتہ دریافت کرتے ہیں اور تم کہتے ہو کہ گائے ذبح کرو۔ موسیٰؑ نے کہا میں خدا کی پناہ چاہتا ہوں اس سے کہ جاہل ہوں یا تم سے مذاق کروں۔ اُن لوگوں نے سمجھا کہ ہم سے موسیٰؑ کی شان میں گستاخی اور بے ادبی ہوئی تو عرض کی کہ دُعا کیجئے کہ خدا بیان فرمائے کہ وہ کیسی گائے ہو موسیٰؑ نے کہا کہ خدا فرماتا ہے کہ وہ نہ فارض ہو نہ بکر۔ فارض وہ ہے جو جوڑا کھا چکی ہو اور حاملہ نہ ہوئی ہو اور بکر وہ ہے جو جوڑا نہ کھائے ہوئے ہو۔ اُن لوگوں نے کہا کہ دُعا کرو کہ خدا اُس کا رنگ بیان فرمائے۔ کہا خدا فرماتا ہے کہ وہ ایسی گائے ہو کہ زرد اور بہت زرد ہو جو دیکھنے والوں کو اچھی معلوم ہو اور لوگ اُس کے دیکھنے سے خوش ہوں پھر اُن لوگوں نے کہا کہ دُعا کرو کہ تمہارا پروردگار بیان فرمائے کہ اُس گائے میں اور کیا صفت ہو کہا خدا فرماتا ہے کہ وہ ایسی گائے ہو کہ جس سے ہل جوتنے کا کام نہ لیا گیا ہو اور نہ اُس سے آب کشی کرائی گئی ہو۔ سوائے زرد رنگ کے اُس میں کوئی اور رنگ کے نقطے اور دھبے نہ ہوں اُن لوگوں نے کہا اب جا کے ٹھیک ٹھیک بیان کیا۔ ایسی گائے فلاں شخص کے پاس ہے اُس نے اپنے لڑکے کو اُس کی نیکی کے عوض دے دی ہے۔ وہ لوگ اُس لڑکے کے پاس گائے خریدنے گئے اُس نے کہا کہ اُس کی کھال کو سونے سے بھر دو۔ یہ سُن کر وہ لوگ موسیٰؑ کے پاس آئے اور کہا وہ اس قدر قیمت طلب کرتا ہے فرمایا تم کو اُسے خریدنے کے سوا چارہ نہیں یقیناً وہی گائے ذبح ہونی چاہیئے اُسی قیمت پر خریدو غرض اُس کو اُن لوگوں نے خرید کیا اور ذبح کیا اور کہا اے پیغمبر خدا اب کیا کریں حق تعالیٰ نے وحی کی کہ اے موسیٰؑ اُن سے کہو کہ اُس گائے کے گوشت کا ایک ٹکڑا لے کر اُس کشتہ پر ماریں اور اُس سے پوچھیں کہ اُسے کس نے قتل کیا ہے اُن لوگوں نے اُس گائے کی دم لے کر اُس پر مارا اور اس سے پوچھا کہ تجھ کو کس نے قتل کیا۔ اُس نے کہا فلاں پسر فلاں نے یعنی چچا کے اُس لڑکے نے جو اُس کے خون کا دعویدار تھا۔

حدیث صحیح میں حضرت امام رضا علیہ السلام سے منقول ہے کہ بنی اسرائیل کے ایک شخص نے اپنے ایک عزیز کو قتل کیا اور اُس کو بنی اسرائیل کے بہترین اسباط

کے راستہ میں ڈال دیا پھر موسیٰؑ کے پاس آکر اُس کے خون کا دعویٰ کیا۔ بنی اسرائیل نے کہا اے موسیٰؑ ہم پر ظاہر کرو کہ کس نے اس کو قتل کیا ہے۔ موسیٰؑ نے کہا ایک گائے لاؤ۔ بنی اسرائیل کوئی گائے لے آتے وہی کافی تھی۔ لیکن حجت اور تکرار کرنے لگے یعنی سوال کرنا شروع کیا خدا اُن پر سختی کرتا گیا یہاں تک کہ وُہ گائے طے ہوئی جو بنی اسرائیل کے ایک جوان کے پاس تھی جس کو اُس نے اس شرط پر فروخت کرنا منظور کیا کہ گائے کی کھال کو سونے سے بھر دیں۔ مجبوراً اُن لوگوں نے اُسی قیمت پر خریدا اور ذبح کیا پھر موسیٰؑ کے حکم سے اُس گائے کی دم کو اُس میت پر مارا تو وہ شخص زندہ ہوگیا اور کہا یا رسول اللہ میرے پسرِ عم نے مجھے قتل کیا ہے ان لوگوں نے قتل نہیں کیا جن پر یہ دعویٰ کرتا ہے۔ ایک شخص نے موسیٰؑ سے کہا کہ اس گائے کے متعلق ایک واقعہ ہے۔ پوچھا کیا کہا وہ جوان جو اس گائے کا مالک تھا اپنے باپ کا بہت فرمانبردار ہے ایک روز اُس نے کوئی چیز خرید کی اور آیا کہ اُس کی قیمت ادا کرے اُس نے دیکھا کہ اُس کا باپ سو رہا ہے اور کنجیاں اُس کے سر کے نیچے ہیں۔ اُس کو اچھا نہیں معلوم ہوا کہ اپنے باپ کو خواب سے بیدار کرے۔ اس سبب سے اُس چیز کے نفع کو ترک کر دیا اور اُس کو واپس کر دیا جب اُس کا باپ بیدار ہوا اور اُس نے یہ حال اُس سے بیان کیا۔ باپ نے کہا بہت اچھا کیا۔ میں نے اس گائے کو تجھے بخشا اُس نفع کے عوض میں جو تجھ سے ضائع ہوا۔ حضرت موسیٰؑ نے کہا کہ غور کرو کہ باپ ماں کے ساتھ نیکی کرنا انسان کو کس مرتبہ پر پہنچا دیتا ہے۔ اس بارے میں بہت سی حدیثیں وارد ہوئی ہیں۔ چونکہ اُن کا مکرر تذکرہ طوالت کا باعث ہے اس لئے میں نے اسی قدر ذکر پر اکتفا کی۔

فصل نہم | موسیٰؑ اور خضرؑ کی ملاقات اور حضرت خضرؑ کے تمام حالات۔

حق تعالیٰ نے قرآن میں فرمایا ہے۔ وَاِذْ قَالَ مُوْسٰی لِفَتٰىهُ لَآ اَبْرَحُ حَتّٰٓى اَبْلُغَ مَجْمَعَ الْبَحْرَيْنِ اَوْ اَمْضِىَ حُقُبًا۔ (آیت ۶۰ تا ۸۲ سورہ کہف پ۱۵ ر۱۶) یعنی اُس وقت کو یاد کرو جبکہ موسیٰؑ نے اپنے ایک جوان یعنی اپنے ہمیشہ کے مددگار مصاحب سے کہا کہ میں اپنا سفر ترک نہ کروں گا جب تک کہ دو دریاؤں کے ملنے کی جگہ تک نہ پہنچ جاؤں چلنے سے باز نہ آؤں گا یا بہت مدت تک چلتا رہونگا جس کو بعض نے اسّی اور بعض نے ستر سال بیان کیا ہے۔ قول اوّل جناب امام محمد باقرؑ سے منقول ہے۔ واضح ہو کہ اس آیت میں موسیٰؑ سے مراد موسیٰؑ بن عمران

اور اُن کے مصاحب یوشعؑ بن نون ہیں جو آنحضرت کے وصی تھے۔ اس معنی پر خاصہ اور عامہ کی حدیثیں متفق ہیں اور ایک ضعیف قول اہل کتاب کا بھی نقل کیا گیا ہے۔ وُہ یہ کہ جس موسیٰؑ کا ذکر ہے وہ میشا بن یوسف کے فرزند ہیں وہ موسیٰؑ بن عمران سے پہلے گذرے ہیں۔ اور مشہور یہ ہے کہ وہ دو دریا دریائے فارس اور دریائے روم ہیں۔ اور بعض نے کہا ہے کہ دو دریائے علم سے مراد ہے کہ ظاہری دریائے علم موسی اور باطنی دریائے علم خضرؑ تھے۔

علی بن ابراہیم نے روایت کی ہے کہ جب حق تعالیٰ نے موسیٰؑ سے کلام کیا اور الواح اُن پر نازل فرمائیں جن میں بہت سے علوم تھے موسیٰؑ بنی اسرائیل کی جانب واپس ہوئے اور خبر دی کہ خدا نے اُن پر توریت نازل کی ہے اور اُن سے کلام کیا ہے اُس وقت اُن کے دل میں گذرا کہ خدا نے مجھ سے دانا تر کسی کو خلق نہیں فرمایا۔ تو خدا نے جبرئیل کو موسیٰؑ کے بارے میں خبر کی کہ نزدیک ہے کہ موسیٰؑ کا یہ غرور اُس کو ہلاک کردے لہٰذا اُس سے کہو کہ ایک پتھر کے قریب دو دریاؤں کے اجتماع کی جگہ پر ایک شخص تم سے زیادہ صاحب علم ہے اُس سے جا کر ملاقات کرو اور کچھ علم حاصل کرو۔ جبرئیل نازل ہُوئے اور وحی الٰہی کو موسیٰؑ تک پہنچایا۔ موسیٰؑ اپنے دل میں شرمندہ ہوئے۔ سمجھے کہ غلطی ہوئی اور خائف ہوئے اور اپنے وصی یوشعؑ سے کہا کہ خدا نے مجھ کو حکم دیا ہے کہ ایک شخص کے پاس جاؤں جو دو دریاؤں کے ملنے کی جگہ پر رہتا ہے اور علم سیکھوں۔ لہٰذا یوشعؑ نے ایک مسلم مچھلی نمک آلودہ ساتھ میں رکھ لی اور دونوں صاحبان روانہ ہوئے جب اُس مقام پر پہنچے خضر کو دیکھا کہ چت سو رہے ہیں۔ حضرت موسیٰؑ نے اُن کو نہیں پہچانا۔ یوشعؑ نے مچھلی نکالی اور پانی میں دھوکر پتھر پر رکھ دی۔ مچھلی زندہ ہوکر پانی کے اندر چلی گئی کیونکہ وہ آب حیات تھا۔ پھر وہاں سے روانہ ہوئے اور جب تھک کر ایک جگہ بیٹھے تو موسیٰؑ نے یوشعؑ سے کہا کہ لاؤ ناشتہ کریں۔ اس سفر سے بہت پریشان ہوگئے ہیں۔ اُس وقت یوشعؑ نے موسیٰؑ سے مچھلی کا قصہ بیان کیا کہ وُہ زندہ ہوکر پانی میں چلی گئی۔ موسیٰؑ نے کہا کہ جس شخص کی تلاش میں ہم لوگ تھے وہ وہیں تھا جو پتھر کے پاس لیٹا ہوا تھا۔ لہٰذا اُسی راہ سے واپس ہوئے۔ جب اس مقام پر پہنچے دیکھا کہ خضر نماز میں مشغول ہیں۔ وُہ بیٹھ گئے۔ جب خضر نماز سے فارغ ہُوئے تو اُن پر سلام کیا اور بعض روایتوں میں مذکور ہے کہ حق تعالیٰ

نے موسیٰؑ کو وحی کی کہ جس جگہ مچھلی غائب ہو جائے سمجھنا کہ خضرؑ وہیں ملیں گے۔ موسیٰؑ نے یوشعؑ سے فرمایا کہ جب مچھلی غائب ہو جائے مجھے مطلع کرنا۔ فَلَمَّا بَلَغَا مَجْمَعَ بَيْنِهِمَا۔ تو جب موسیٰؑ اور اُن کے ساتھی دو دریاؤں کے محل اجتماع پر پہنچے نَسِيَا حُوتَهُمَا تو اپنی مچھلی بھول گئے یا چھوڑ دی۔ موسیٰؑ نے مچھلی کا حال نہیں پوچھا۔ لیکن یوشعؑ نے بتایا فَاتَّخَذَ سَبِيلَهُ فِي الْبَحْرِ سَرَبًا۔ کہ مچھلی نے دریا کی راہ اختیار کی اور پانی میں چلی گئی۔ بعض لوگوں نے کہا ہے کہ موسیٰؑ سو گئے تھے اور اُن حضرت کے اعجاز سے مچھلی زندہ ہوکر پانی میں چلی گئی بعض نے بیان کیا ہے کہ یوشعؑ نے وضو کیا اور اُن کے وضو کا پانی مچھلی تک پہنچا اور وہ زندہ ہو گئی اور کود کر پانی میں چلی گئی فَلَمَّا جَاوَزَا قَالَ لِفَتَاهُ آتِنَا غَدَاءَنَا لَقَدْ لَقِينَا مِنْ سَفَرِنَا هَٰذَا نَصَبًا۔ جب وہ لوگ مجمع البحرین سے گذر گئے موسیٰؑ نے اپنے ہمراہی سے کہا کہ ہمارے لئے ہمارا ناشتہ لاؤ یقیناً اس سفر میں ہم کو بہت زحمت و پریشانی ہوئی۔ قَالَ أَرَأَيْتَ إِذْ أَوَيْنَا إِلَى الصَّخْرَةِ فَإِنِّي نَسِيتُ الْحُوتَ وَمَا أَنْسَانِيهُ إِلَّا الشَّيْطَانُ أَنْ أَذْكُرَهُ وَاتَّخَذَ سَبِيلَهُ فِي الْبَحْرِ عَجَبًا۔ یوشعؑ نے کہا کیا آپ نے دیکھا جس وقت ہم لوگ اُس پتھر کے پاس مقیم ہوئے کیا ہوا۔ میں تو مچھلی کا قصہ آپ سے کہنا بھول گیا۔ یا میں نے ترک کر دیا اور نہیں کہا اور فراموشی یا اُس کے ترک کا باعث شیطان کے سوا کوئی نہیں ہوا۔ وہ مچھلی زندہ ہوکر عجیب طرح دریا میں چلی گئی قَالَ ذَٰلِكَ مَا كُنَّا نَبْغِ۔ موسیٰؑ نے کہا وہی جگہ تو تھی جس کی تلاش میں ہم تھے۔ اور وہی ہمارا مقصود ہے جس کو تم بیان کرتے ہو۔ فَارْتَدَّا عَلَىٰ آثَارِهِمَا قَصَصًا لہٰذا اسی راہ سے اپنے قدم کا نشان دیکھتے ہوئے واپس ہوئے جس راہ سے آئے تھے۔ فَوَجَدَا عَبْدًا مِنْ عِبَادِنَا آتَيْنَاهُ رَحْمَةً مِنْ عِنْدِنَا وَعَلَّمْنَاهُ مِنْ لَدُنَّا عِلْمًا وہاں اُن لوگوں نے میرے ایک بندہ کو پایا جس کو ہم نے اپنی بارگاہ سے رحمت عطا کی تھی یعنی اُس کو اپنی جانب سے وحی اور پیغمبری اور چند علوم کی تعلیم دی تھی۔ قَالَ لَهُ مُوسَىٰ هَلْ أَتَّبِعُكَ عَلَىٰ أَنْ تُعَلِّمَنِ مِمَّا عُلِّمْتَ رُشْدًا۔ موسیٰؑ نے اس سے کہا (کیا آپ کی اجازت ہے) کہ میں آپ کے ساتھ اس شرط سے رہوں کہ آپ مجھے اُس علم سے جس کو خدا نے آپ کو تعلیم کیا ہے کچھ سکھا دیں جو میری صلاح و بہتری کا سبب ہو۔ قَالَ إِنَّكَ لَنْ تَسْتَطِيعَ مَعِيَ صَبْرًا خضرؑ نے

کہا یقیناً آپ کو اس کی طاقت و قوت نہیں ہے کہ آپ میرے ساتھ رہ کر اُن امور پر صبر کرسکیں جو مجھ سے مشاہدہ کریں۔ وَكَيْفَ تَصْبِرُ عَلٰى مَا لَمْ تُحِطْ بِهٖ خُبْرًا۔ اور آپ کیونکر اُس امر پر صبر کرسکتے ہیں جو بظاہر بُرا ہو اور باطن میں آپ کا علم اُس کی حقیقت تک نہیں پہنچا ہے۔ قَالَ سَتَجِدُنِيْٓ اِنْ شَآءَ اللّٰهُ صَابِرًا وَّلَآ اَعْصِيْ لَكَ اَمْرًا۔ موسیٰؑ نے کہا انشاء اللہ آپ مجھ کو صبر کرنے والا پائیں گے اور میں آپ کی کسی امر میں نافرمانی نہیں کروں گا۔ قَالَ فَاِنِ اتَّبَعْتَنِيْ فَلَا تَسْـَٔلْنِيْ عَنْ شَيْءٍ حَتّٰٓى اُحْدِثَ لَكَ مِنْهُ ذِكْرًا۔ خضرؑ نے کہا اگر میرے ساتھ آتے ہو تو مجھ سے کسی بارے میں سوال نہ کرنا جب تک میں خود تم سے بیان نہ کردوں فَانْطَلَقَا حَتّٰٓى اِذَا رَكِبَا فِي السَّفِيْنَةِ خَرَقَهَا۟ غرض موسیٰؑ وخضرؑ روانہ ہوئے یہاں تک کہ کشتی میں سوار ہوئے اور خضرؑ نے کشتی میں سوراخ کردیا۔ قَالَ اَخَرَقْتَهَا لِتُغْرِقَ اَهْلَهَا۟ لَقَدْ جِئْتَ شَيْـًٔا اِمْرًا۔ موسیٰؑ نے کہا کیا کشتی میں آپ نے اس لئے سوراخ کردیا کہ کشتی والے غرق ہو جائیں یقیناً یہ بہت سخت فعل کیا۔ قَالَ اَلَمْ اَقُلْ اِنَّكَ لَنْ تَسْتَطِيْعَ مَعِيَ صَبْرًا خضرؑ نے کہا کیا میں نے تم سے پہلے ہی نہیں کہہ دیا تھا کہ تم طاقت نہیں رکھتے ہو کہ میرے ساتھ رہ کر صبر کرسکو قَالَ لَا تُؤَاخِذْنِيْ بِمَا نَسِيْتُ وَلَا تُرْهِقْنِيْ مِنْ اَمْرِيْ عُسْرًا۔ موسیٰؑ نے کہا جو کچھ میں بھول گیا اُس بارہ میں مجھ سے مواخذہ نہ کیجئے یا پہلی بار جو مجھ سے سرزد ہوگیا اُسے گرفت نہ کیجئے اور میرے معاملہ کو مجھ پر دشوار نہ کیجئے۔ فَانْطَلَقَا حَتّٰٓى اِذَا لَقِيَا غُلٰمًا فَقَتَلَهٗ پھر کشتی سے اُترنے کے بعد ایک لڑکے کو دیکھا اور خضرؑ نے اُس کو قتل کردیا۔ قَالَ اَقَتَلْتَ نَفْسًا زَكِيَّةًۢ بِغَيْرِ نَفْسٍ۝ لَقَدْ جِئْتَ شَيْـًٔا نُكْرًا موسیٰؑ نے کہا آیا آپ نے ایک معصوم کو مار ڈالا بغیر اس کے کہ اُس نے کسی کا خون کیا ہو یقیناً آپ نے یہ بُرا کام کیا۔ قَالَ اَلَمْ اَقُلْ لَّكَ اِنَّكَ لَنْ تَسْتَطِيْعَ مَعِيَ صَبْرًا خضرؑ نے کہا کیا میں نہیں کہہ چکا ہوں کہ تم کو میرے ساتھ رہ کر صبر کی طاقت نہیں ہوسکتی۔ قَالَ اِنْ سَاَلْتُكَ عَنْ شَيْءٍۭ بَعْدَهَا فَلَا تُصٰحِبْنِيْ قَدْ بَلَغْتَ مِنْ لَّدُنِّيْ عُذْرًا۔ موسیٰؑ نے کہا اگر اب اس کے بعد آپ سے کسی چیز کا سوال کروں تو آپ مجھے اپنے ساتھ نہ رکھئے گا یقیناً میری جانب سے آپ عذر کی حد کو پہنچ گئے یعنی اگر تین مرتبہ کے بعد مخالفت کروں تو آپ مجھے علیحدہ کردیجئے گا

اور آپ معذور ہوں گے فَانْطَلَقَا حَتّٰٓى اِذَآ اَتَيَآ اَهْلَ قَرْيَةِ اِسْتَطْعَمَآ اَهْلَهَا فَاَبَوْا اَنْ يُّضَيِّفُوْهُمَا فَوَجَدَا فِيْهَا جِدَارًا يُّرِيْدُ اَنْ يَّنْقَضَّ فَاَقَامَهٗ پھر روانہ ہوئے اور ایک قریہ میں پہنچے بیان کرتے ہیں کہ وہ قریہ انطاکیہ تھا یا ابلہ بصرہ یا باجروان ارمینیہ غرض وہاں کے لوگوں سے کھانا طلب کیا اُن لوگوں نے کھانا دینے سے انکار کیا۔ اُس قریہ میں ایک دیوار نظر آئی جو بوسیدہ ہو چکی تھی اور گرا چاہتی تھی۔ خضرؑ اس دیوار کو درست کرنے لگے یا ایک کھمبا اُس سے لگا دیا یا ہاتھ اُس دیوار پر پھیرا اور وہ باعجاز درست ہوگئی قَالَ لَوْ شِئْتَ لَتَّخَذْتَ عَلَيْهِ اَجْرًا۔ موسیٰؑ نے کہا کاش اگر دیوار بنانے کی اُجرت اہلِ قریہ سے چاہتے تو لے سکتے تھے جس کے درست کرنے میں ہم کو شام ہوگئی یا یہ کہ اشارۃً کہا کہ بیکار کام کیا جس کی کوئی اُجرت نہیں۔ قَالَ هٰذَا فِرَاقُ بَيْنِيْ وَبَيْنِكَ سَاُنَبِّئُكَ بِتَاْوِيْلِ مَا لَمْ تَسْتَطِعْ عَّلَيْهِ صَبْرًا خضرؑ نے کہا اب میرے اور تمہارے فراق کا وقت ہے جو کچھ تم نے دیکھا اور اُن پر صبر نہ کرسکے اُن کی تاویل سے میں اب تم کو آگاہ کرتا ہوں۔ اَمَّا السَّفِيْنَةُ فَكَانَتْ لِمَسٰكِيْنَ يَعْمَلُوْنَ فِي الْبَحْرِ فَاَرَدْتُّ اَنْ اَعِيْبَهَا وَكَانَ وَرَآءَهُمْ مَّلِكٌ يَّاْخُذُ كُلَّ سَفِيْنَةٍ غَصْبًا۔ سنو! وہ کشتی چند مساکین و محتاج لوگوں کی تھی جو دریا میں کام کرتے ہیں۔ میں نے چاہا کہ اُس میں عیب پیدا کردوں کیونکہ اُن کے سامنے یا پیچھے ایک بادشاہ تھا جو درست کشتی کو غصب کرلیتا تھا میں نے اس لئے اُس میں عیب پیدا کردیا تاکہ وہ غصب نہ کرے۔ وَاَمَّا الْغُلٰمُ فَكَانَ اَبَوٰهُ مُؤْمِنَيْنِ فَخَشِيْنَآ اَنْ يُّرْهِقَهُمَا طُغْيَانًا وَّكُفْرًا اور اس لڑکے (کو جو میں نے مار ڈالا تو اُس) کے ماں باپ مومن تھے۔ مجھ کو خوف تھا کہ وہ لڑکا اُن کو کفر و سرکشی سے اذیت پہنچائے گا یا خود اُن کو سرکش و کافر بنا دے گا۔ فَاَرَدْنَآ اَنْ يُّبْدِلَهُمَا رَبُّهُمَا خَيْرًا مِّنْهُ زَكٰوةً وَّاَقْرَبَ رُحْمًا۔ میں نے چاہا کہ اُس فرزند کے عوض اُن کا پروردگار اُس سے بہت زیادہ نیک فرزند عطا فرمائے جو بُری باتوں اور گناہوں سے پاک ہو اور ماں باپ پر مہربانی اور رحم کے سبب سے اُن کو زیادہ محبوب ہو۔ وَاَمَّا الْجِدَارُ فَكَانَ لِغُلٰمَيْنِ يَتِيْمَيْنِ فِي الْمَدِيْنَةِ وَكَانَ تَحْتَهٗ كَنْزٌ لَّهُمَا۔ اور اُس دیوار کے بارے میں یہ ہے کہ اس شہر میں دو یتیم ہیں اور اس دیوار کے نیچے اُن کے لئے

خزانہ مدفون ہے وَكَانَ أَبُوهُمَا صَالِحًا فَأَرَادَ رَبُّكَ أَنْ يَبْلُغَا أَشُدَّهُمَا وَيَسْتَخْرِجَا كَنْزَهُمَا رَحْمَةً مِنْ رَبِّكَ اور ان یتیموں کا باپ صالح اور نیک شخص ہے تو تمہارے پروردگار نے چاہا کہ وہ دونوں لڑکے بالغ ہوں اور اُن کی عقل کامل ہو جائے تو اس دیوار کے نیچے سے اپنے خزانہ کو نکال لیں اور یہ تمہارے پروردگار کی اُن بچوں پر رحمت ہے وَمَا فَعَلْتُهُ عَنْ أَمْرِي اور میں نے یہ سب اپنی رائے سے نہیں بلکہ اپنے پروردگار کے حکم سے کیا ذٰلِكَ تَأْوِيلُ مَا لَمْ تَسْطِعْ عَلَيْهِ صَبْرًا یہ تھی اُن افعال کی تاویل جن کے دیکھنے سے تم صبر نہیں کر سکے۔ [1]

علی بن ابراہیم نے بسند صحیح روایت کی ہے کہ یونس اور ہشام بن ابراہیم نے اس بارے میں نزاع کی کہ وہ عالم جس کے پاس موسیٰؑ گئے تھے زیادہ جاننے والا تھا یا موسیٰ۔ اور کیا یہ جائز ہے کہ موسیٰؑ پر کوئی حجت اور امام ہو حالانکہ مخلوق پر وہ خود حجت خدا تھے۔ آخر کار اس بارے میں حضرت امام رضا علیہ السلام کی خدمت میں عریضہ لکھا اور یہ مسئلہ آنحضرت سے دریافت کیا۔ حضرت نے جواب میں لکھا کہ جب موسیٰؑ اُس عالم کی تلاش میں گئے اور اُس کو دریا کے ایک جزیرہ میں پایا جو کبھی بیٹھتا تھا اور کبھی لیٹتا اور کبھی تکیہ کرتا تھا۔ موسیٰؑ نے اُس کو سلام کیا اس نے سلام کو ایک عجیب فعل سمجھا اس وجہ سے کہ وہ اُس زمین میں تھا جہاں سلام کا وجود ہی نہ تھا۔ اُس نے پوچھا تم کون ہو کہا موسیٰؑ بن عمران اُس نے کہا کیا تم ہی وہ موسیٰؑ بن عمران ہو جس سے خدا نے کلام کیا ہے فرمایا ہاں عالم نے پوچھا موسیٰؑ آپ کی کیا حاجت ہے موسیٰؑ نے کہا اس لئے آیا ہوں کہ آپ مجھے اُس علم میں سے جو خدا نے آپ کو تعلیم کیا ہے کچھ سکھا دیجئے عالم نے کہا خدا نے مجھے اُس امر پر موکل فرمایا ہے جس کی طاقت آپ نہیں رکھتے اور جس امر پر آپ کو موکل کیا ہے میں اُس کی طاقت نہیں رکھتا پھر عالم نے اُن بلاؤں کا ذکر کیا جو آل محمدؐ پر نازل ہونے والی تھیں تو دونوں بزرگوار بہت روئے پھر اُس نے موسیٰؑ سے آل محمدؐ کی بزرگی اور فضائل کا اس قدر ذکر کیا کہ موسیٰؑ بار بار کہتے تھے کہ کاش میں اُن کی آلؑ سے ہوتا پھر

[1] مولف فرماتے ہیں کہ یہ آیات کا ترجمہ مفسرین کی تفسیر کے موافق تھا۔ اب اہل بیت کی تفسیری احادیث کے ضمن میں معلوم ہوں گی۔

اُس نے جناب رسول خدا کا اُن کی قوم پر مبعوث ہونا اور قوم کی تکذیب و ایذا رسانی کا حال بیان کیا اور اس آیت کی تاویل اُن سے کی وَنُقَلِّبُ اَفْئِدَتَهُمْ وَاَبْصَارَهُمْ كَمَا لَمْ يُؤْمِنُوْا بِهٖٓ اَوَّلَ مَرَّةٍ[1] یعنی ہم اُن لوگوں کے دلوں اور آنکھوں کو پلٹ دیں گے جو پہلی مرتبہ ایمان نہیں لائے۔ فرمایا کہ پہلی مرتبہ سے مراد روزِ میثاق ہے جبکہ حق تعالیٰ نے ارواح سے اُن کے جسم خلق کرنے سے پہلے عہد لیا۔ غرض موسیٰؑ نے عالم سے استدعا کی کہ وہ اُن کو اپنے ہمراہ رکھے اس نے انکار کیا اور کہا آپ کو میرے کاموں کے دیکھنے کی تاب نہیں ہے۔ لیکن موسیٰؑ کے زیادہ اصرار سے اُس نے عہد لیا کہ جو کچھ آپ میرے کاموں سے مشاہدہ کریں نہ اُس پر اعتراض کریں اور نہ اُس سے مجھ کو روکیں جب تک کہ میں اُس کا سبب نہ بیان کردوں۔ موسیٰؑ نے منظور کرلیا۔ غرض موسیٰؑ، یوشعؑ اور وہ عالم تینوں بزرگوار ہمراہ چلے اور دریا کے کنارے پہنچے اُس جگہ ایک کشتی تھی جس کو آدمیوں اور بوجھ سے بھر لیا تھا۔ اور چاہتے تھے کہ روانہ ہوں لیکن ان اشخاص کو دیکھا تو کشتی کے مالکوں نے کہا کہ ان تین آدمیوں کو بھی کشتی میں داخل کرلیں کہ یہ لوگ نیک ہیں۔ غرض وہ لوگ بھی سوار ہو گئے اور کشتی روانہ ہوئی جب بیچ دریا میں پہنچی خضرؑ اُٹھ کر کشتی کے کنارے گئے۔ اُس میں سوراخ کر کے کیچڑ اور پرانے کپڑوں سے اُس کو بھر دیا۔ موسیٰؑ نے جب خضرؑ کا یہ فعل دیکھا تو غصہ آگیا اور کہا اس کشتی میں سوراخ کر دیا تاکہ کشتی والوں کو غرق کردو عجیب فعل تم نے کیا۔ خضرؑ نے کہا کیا میں نے تم سے نہیں کہا تھا کہ میرے ساتھ رہ کر تم صبر نہیں کرسکتے اور نہ میرے کاموں کو دیکھنے کی تاب رکھتے ہو موسیٰؑ نے کہا اس مرتبہ مجھ سے جو پیمان شکنی ہوگئی اُسے معاف کیجئے اور کام مجھ پر دشوار نہ کیجئے پھر جب کشتی سے اُترے خضرؑ کی نگاہ ایک لڑکے پر پڑی جو دوسرے لڑکوں کے ساتھ کھیل رہا تھا اور نہایت حسین وجمیل تھا گویا چاند کا ایک ٹکڑا تھا اُس کے کانوں میں مروارید کے دو گوشوارے تھے خضرؑ نے تھوڑی دیر تک اُس کو دیکھا پھر اُس کو پکڑ کر مار ڈالا۔ یہ دیکھ کر موسیٰؑ جھپٹے اور خضر کو اُٹھا کر زمین پر پٹک دیا اور کہا کیا بے گناہ ایک پاکیزہ بچے کو تم نے مار ڈالا حالانکہ اُس نے کسی کا خون نہیں کیا تھا بیشک تم نے یہ بہت بڑا کام کیا۔ خضرؑ نے کہا کیا میں نے تم سے نہیں کہا تھا کہ میرے کاموں پر صبر نہیں کرسکتے موسیٰؑ نے (شرمندہ ہوکر) کہا کہ اب اگر اس کے بعد میں آپ سے کسی دوسری چیز کے بارے میں سوال کروں تو آپ مجھ کو اپنے ساتھ سے علیحدہ

[1] آیت ۱۱۰ سورۃ الانعام پ ۷

کر دیجئے گا کیونکہ اس کے بعد آپ معذور ہیں۔ غرض پھر روانہ ہوئے اور شام کے قریب ایک قریہ میں پہنچے جس کو ناصرہ کہتے تھے اُسی قریہ سے نصاریٰ منسوب ہیں۔ وہاں کے رہنے والوں نے کبھی کسی کی ضیافت نہیں کی تھی اور نہ کبھی کسی غریب کو کھانا کھلایا تھا ان لوگوں نے اُن سے کھانا طلب کیا لیکن وہ لوگ نہ اپنے گھر سے باہر آئے اور نہ کھانا دیا۔ خضرؑ نے قریب ہی ایک دیوار دیکھی جو خراب ہو رہی تھی اُس کے پاس آئے اور ہاتھ اُس پر رکھ کر فرمایا کہ خدا کے حکم سے درست ہو جا تو وہ درست ہوگئی۔ موسیٰؑ نے کہا کہ مناسب نہ تھا کہ تم اس دیوار کو درست کرتے جب تک کہ وہ لوگ ہم کو کھانا نہ کھلاتے اور اپنے مکانوں میں ہم کو ٹھہرنے کی جگہ نہ دیتے۔ یہی مطلب ہے موسیٰؑ کے قول کا کہ اگر اس دیوار کے درست کرنے کی کوئی اُجرت چاہتے تو لے سکتے تھے۔ اُس وقت خضرؑ نے کہا کہ اب میری اور تمہاری جدائی کا وقت آگیا لہٰذا اب میں تم کو اُن اُمور سے آگاہ کرتا ہوں جو تم نے دیکھے اور صبر نہ کر سکے۔ سنو! کشتی میں سوراخ کرنے کا یہ سبب تھا کہ وہ کشتی چند مسکینوں کی تھی جو دریا میں کام کیا کرتے ہیں۔ اُس کشتی کے پیچھے ایک بادشاہ آرہا تھا جو ہر اچھی کشتی چھین لیتا تھا۔ میں نے اُس میں عیب پیدا کر دیا۔ تاکہ وہ اُس کو غضب نہ کرے اور وہ اُن مسکینوں کے لئے باقی رہے یہ آیت اہلبیتؑ کے قرآن میں اس طرح ہے۔ يَأْخُذُ كُلَّ سَفِينَةٍ غَصْبًا ﴿٧٩﴾ وَأَمَّا الْغُلَامُ فَكَانَ أَبَوَاهُ مُؤْمِنَيْنِ فَخَشِينَا أَنْ يُرْهِقَهُمَا طُغْيَانًا وَكُفْرًا ﴿٨٠﴾ فرمایا کہ آیت یوں ہی نازل ہوئی۔ یعنی اُس لڑکے کے بارے میں یہ ہے کہ اُس کے والدین مومن تھے اور وہ کفر پر مائل تھا۔ خضرؑ نے کہا کہ جب میں نے اُس کو دیکھا اُس کی پیشانی پر لکھا تھا وَطُبِعَ كَافِرًا یعنی خدا کے علم میں یہ ہے کہ اگر وہ زندہ رہ جائے گا تو کافر ہوگا لہٰذا مجھ کو خوف ہوا کہ اُس کا کفر اُس کے ماں باپ کو نہ گھیر لے تو میں نے چاہا کہ خدا اُس کے عوض میں اُن کو ایسا فرزند عطا کرے جو زیادہ نیک اور مہربانی میں ماں باپ سے زیادہ قریب ہو پھر خدا نے اُس پسر کے عوض ان کو ایک دختر عطا فرمائی جس سے ایک پیغمبر پیدا ہوا۔ دوسری معتبر روایتوں کی بنا پر اُس کی نسل سے بنی اسرائیل کے پیغمبروں میں سے ستر پیغمبر پیدا ہوئے۔

بہت سی معتبر سندوں کے ساتھ حضرت امیرالمومنینؑ اور امام زین العابدینؑ اور امام محمد باقرؑ اور امام جعفر صادقؑ اور امام رضا صلوات اللہ علیہم اجمعین سے

منقول ہے کہ جو خزانہ اُن دونوں لڑکوں کا اُس دیوار کے نیچے تھا وہ سونے کی ایک تختی تھی جس پر کلمہ اور موعظہ نقش تھا۔ لَآ اِلٰہَ اِلَّا اللّٰہُ مُحَمَّدٌ رَّسُوْلُ اللّٰہِ۔ مجھے اُس شخص پر تعجب ہے جو جانتا ہے کہ موت حق ہے کیونکر شاد ہوتا ہے اور تعجب ہے اُس شخص پر جو قضا و قدر پر ایمان رکھتا ہے کیونکر ڈرتا ہے۔ دوسری روایت کی بناء پر کیونکر بلاؤں پر اندوہناک ہوتا ہے اور تعجب ہے اُس شخص پر جو جہنم کو یاد کرتا ہے اور ہنستا ہے اور تعجب ہے اُس شخص پر جو دنیا کو دیکھتا ہے اور اُس کے ایک حال سے دوسرے حال میں بدلنے کو مشاہدہ کرتا ہے کیونکر اُس میں دل لگاتا ہے۔ دوسری روایت کی بناء پر تعجب ہے مجھ کو اُس پر جو آخرت کے حساب پر یقین رکھتا ہے کیونکر گناہ کرتا ہے اُس شخص کو سزاوار ہے جس کو عقل ربانی دی گئی ہو یہ کہ خدا کی جانب سے سمجھے جو کچھ اُس نے اُس کے لئے مقدر کیا ہے یعنی تصدیق کرے کہ یقیناً اُس کے لئے بہتر ہے اور خدا پر اعتراض نہ کرے کہ کیوں اُس کی روزی دیر میں اُس کو ملی۔

بسند صحیح حضرت امام محمد باقر علیہ السلام سے منقول ہے کہ وہ خزانہ خدا کی قسم سونے اور چاندی کا نہ تھا وہ ایک تختی تھی جس پر یہ کلمے تحریر تھے کہ میں وہ خدا ہوں جس کے سوا کوئی خدا نہیں ہے اور محمدؐ میرے رسُول ہیں۔ مجھے تعجب ہے اُس شخص پر جو قیامت کے حساب کا یقین رکھتا ہے کیونکر اُس کا دل شاد ہوتا ہے اور تعجب ہے اُس پر جو قیامت کے حساب کا یقین رکھتا ہے کیونکر اُس کے دانت ہنسنے کے لئے کھلتے ہیں اور تعجب ہے اُس پر جو تقدیر پر یقین رکھتا ہے کیونکر رنجیدہ ہوتا ہے اُس کی روزی دیر میں پہنچنے سے کیونکر گمان کرتا ہے کہ خدا اُس کی روزی دیر میں دے گا اور تعجب ہے اُس شخص پر جو دنیا کو دیکھتا ہے تو آخرت کی دنیا سے انکار کرتا ہے۔

دوسری معتبر حدیث میں فرمایا کہ موسیٰؑ کے ساتھ جو مجمع البحرین کے سفر میں تھے وہ یوشعؑ بن نون تھے اور فرمایا کہ موسیٰؑ جو خضرؑ پر اعتراض کرتے تھے اس سبب سے تھا کہ اُن کو ظلم سے سخت نفرت تھی اور وہ کام بظاہر ظلم تھے۔

بسند معتبر حضرت صادق علیہ السلام سے منقول ہے کہ حضرت خضرؑ پیغمبر مرسل تھے خدا نے ان کو ایک قوم کی جانب مبعوث کیا تھا وہ اُس قوم کو خدا کی یگانہ پرستی کی جانب بُلاتے تھے اور پیغمبروں اور کتاب ہائے خدا کی جانب دعوت دیتے تھے۔ اُن کا

حضرت خضرؑ کے اوصاف

معجزہ یہ تھا کہ دنیا کی کسی خشک زمین پر جب بیٹھ جاتے تھے تو وہ سبز و شاداب ہو جاتی تھی جس خشک لکڑی پر بیٹھتے یا تکیہ کرتے وہ بھی سبز ہو جاتی اُس میں پتیاں نکل آتیں اور شگوفہ پیدا ہو جاتا اسی سبب سے اُن کو خضر کہتے ہیں۔ اُن حضرت کا نام تالیا تھا اور وہ ملکان بن عابر بن ارفحشد بن سام بن نوح کے فرزند تھے۔ خدا جب حضرت موسیٰؑ سے ہمکلام ہوا اور الواح میں ہر چیز کا موعظہ اور ہر حکم کی تفصیل اُن کے لئے تحریر کر دی اور ید بیضا اور عصا اور ٹڈی اور کھٹمل اور جوں اور خون کے طوفان اور دریا پھاڑنے کا معجزہ اُن کو عطا فرمایا اور اُن کے لئے فرعون اور اُس کی قوم کو غرق کیا تو موسیٰ میں ایک قسم کی خودستائی جو بشریت کا لازمہ ہے پیدا ہوئی آپ نے اپنے دل میں سمجھا کہ مجھ کو گمان نہیں ہے کہ خدا نے مجھ سے زیادہ جاننے والا کسی کو پیدا کیا ہوگا تو حق تعالیٰ نے جبرئیل کو وحی کی کہ میرے بندے موسیٰؑ سے قبل اس کے کہ اُس کو غرور ہلاک کرے کہدو کہ دو دریاؤں کے ملنے کی جگہ پر ایک عابد ہے اُس کے پاس جاؤ اور علم حاصل کرو جب جبرئیلؑ نازل ہوئے اور رسالت الٰہی کو موسیٰؑ تک پہنچایا۔ موسیٰؑ نے سمجھا کہ یہ وحی اُس سبب سے ہوئی جو اُن کے دل میں گذرا تھا۔ لہذا موسیٰؑ اپنے جوان کے ساتھ جو یوشع بن نون تھے دو دریاؤں کے محل اجتماع پر گئے۔ وہاں خضرؑ کو پایا وہ عبادت الٰہی میں مشغول تھے جیسا کہ حق تعالیٰ نے فرمایا ہے کہ اُن دونوں نے میرے ایک بندہ سے ملاقات کی جس کو ہم نے اپنی جانب سے رحمت عطا کی تھی اور اپنے خاص علوم میں سے کچھ علم دیا تھا۔ تو موسیٰؑ نے خضر سے کہا کہ میں چاہتا ہوں کہ آپ کے ساتھ رہوں اس لئے کہ اُس علم میں سے جو خدا نے آپ کو تعلیم کیا ہے مجھے آپ سکھائیں خضر نے کہا تم میرے ساتھ نہیں رہ سکتے نہ میرے کاموں کے دیکھنے کی تم میں طاقت ہے کیونکہ میں ایسے علم کے ساتھ موکل ہوا ہوں جس کی برداشت تم کو نہیں۔ اور تم ایسے چند علموں کے ساتھ موکل ہوئے ہو جس کا تحمل میں نہیں کر سکتا موسیٰؑ نے کہا کہ میں آپ کے ساتھ صبر و تحمل کی طاقت رکھتا ہوں خضرؑ نے کہا اے موسیٰؑ خدا کے علم اور امر میں قیاس کو دخل نہیں ہے کیونکر تم صبر کر سکتے ہو اُس امر پر جو تمہارے احاطۂ علم سے باہر ہے موسیٰؑ نے کہا انشاء اللہ ...... آپ مجھ کو صبر کرنے والا پائیں گے اور میں آپ کے کسی امر میں آپ کی نافرمانی نہ کروں گا۔ جب انشاء اللہ کہہ دیا اور اپنے صبر کو مشیتِ الٰہی پر چھوڑ دیا تو خضرؑ نے کہا کہ اگر میرے ساتھ آتے

ہو تو کسی چیز کا مجھ سے سوال نہ کرنا یہاں تک کہ میں خود تم سے بیان کروں موسیٰؑ نے کہا منظور ہے اور دونوں روانہ ہوئے اور ایک کشتی پر سوار ہوئے۔ خضرؑ نے کشتی میں سوراخ کر دیا موسیٰؑ نے اُن پر اعتراض کیا خضرؑ نے کہا کیا میں نے تم سے نہیں کہا تھا کہ تم میرے ساتھ نہیں رہ سکتے موسیٰؑ نے کہا مجھ سے مواخذہ نہ کیجئے مجھ سے سہو ہوا۔ حضرت نے فرمایا کہ نسیان سے اس جگہ ترک کرنا مراد ہے فراموشی نہیں۔ یعنی مجھ سے جو ایک مرتبہ ترک عہد ہوا اُس کا مواخذہ نہ کیجئے اور کام کو مجھ پر دشوار نہ کیجئے۔ غرض وہ پھر روانہ ہوئے۔ ایک لڑکے کو دیکھا خضرؑ نے اُس لڑکے کو قتل کر دیا۔ موسیٰؑ کو غصّہ آیا اور خضرؑ کا گریبان پکڑ کر کہا کہ ایک بے گناہ شخص کو آپ نے مار ڈالا یہ بہت بُرا کام کیا خضرؑ نے کہا کہ خدا کے امور میں عقلیں حکم نہیں کر سکتیں بلکہ امور حق تعالیٰ عقلوں پر حکم کرنے والے ہیں جو چیز خدا کے حکم سے واقع ہو اُس کو تسلیم و قبول کرنا چاہیئے اور اُس کی فرمانبرداری لازم ہے ہر چند عقل اُس کے سبب تک نہ پہنچ سکے اور میں جانتا ہوں کہ تم میرے کاموں کے دیکھنے کی تاب نہیں رکھتے ہو۔ موسیٰؑ نے کہا اگر اس کے بعد میں کسی امر کا سوال کروں تو مجھے اپنے ساتھ نہ رکھیئے گا کیونکہ آپ کا عذر پُورا ہو جائے گا۔ پھر روانہ ہوئے یہاں تک کہ ناصرہ کے ایک قریہ میں پہنچے جس سے نصاریٰ منسوب ہوئے ہیں اور وہاں کے باشندوں سے طعام طلب کیا اُن لوگوں نے انکار کیا کہ اُن کو اپنے پاس ٹھہرائیں اور کھانا کھلائیں۔ پھر موسیٰؑ اور خضرؑ نے ایک دیوار کو دیکھا جو اُسی قریہ میں قریب ہی تھی اور گرا چاہتی تھی۔ خضرؑ اس دیوار کے پاس گئے اور اپنے اعجاز سے اس دیوار کو درست کر دیا۔ موسیٰؑ نے اعتراض کیا۔ جیسا کہ بیان ہوا اُس وقت خضرؑ نے کہا کہ یہ میری اور تمہاری جدائی کا وقت ہے اب میں تم کو اُن کے سببوں سے آگاہ کرتا ہوں جن کے دیکھنے سے تم صبر نہ کر سکے۔ سُنو! کشتی کے بارے میں کہ وہ چند مسکینوں کی تھی جو دریا میں کام کرتے تھے لہٰذا میں نے چاہا کہ اُس میں عیب پیدا کر دوں "تاکہ وہ اُن کے پاس باقی رہ جائے کیونکہ اُن کے پیچھے ایک بادشاہ (اپنی کشتی پر آرہا تھا) جو ہر بے عیب کشتی کو غصب کر لیتا تھا لہٰذا یہ کام میں نے اُن کی بھلائی کے لئے کیا حضرت نے فرمایا کہ خضرؑ نے کہا کہ میں نے چاہا کہ اُس کو معیوب کر دوں "تاکہ خدا کی جانب معیوب کرنے کی نسبت نہ ہو بلکہ خدا اُس کی اصلاح چاہتا تھا معیوب کرنا نہیں۔ اور لڑکے کے بارے میں

خدا کے امور میں عقلیں حکم نہیں کر سکتیں

یہ ہے کہ اُس کے ماں باپ مومن تھے اور وہ کافر پیدا ہوا تھا حق تعالیٰ جانتا تھا کہ اگر وہ لڑکا بڑا ہوگا اس کے ماں باپ اُس کی محبت میں شیفتہ ہو کر کافر ہو جائیں گے۔ وہ اُن کو گمراہ کرے گا تو خدا نے مجھ کو حکم دیا کہ اُس کو مار ڈالوں اور خدا نے چاہا کہ اس کے ماں باپ کو اپنی بخشش کے محل تک پہنچائے اور اُن کی عاقبت نیک کرے امام نے فرمایا کہ حضرت خضرؑ نے اس مقام پر کہا کہ ہم کو خوف ہوا کہ اُن کو وہ کافر کر دیگا لہذا ہم نے چاہا کہ اُس کے عوض خدا ان کو ایک فرزند عطا فرمائے جو اُس سے بہتر ہو اور یہ بشریت کی قسم کی گفتگو تھی جو اُن میں اثر کئے ہوئے تھی کیونکہ وہ موسیٰؑ علیہ السلام سے پیغمبر کے معلم ہوئے تھے جیسا کہ موسیٰؑ میں پہلے اثر کئے ہوئے تھیں۔ اس لئے کہ ادب کے لحاظ سے مناسب یہ تھا کہ خوف کو اپنی جانب نسبت دیتے اور کہتے کہ مجھ کو خوف ہوا یہ نہ کہتے کہ ہم (یعنی خضر و خدا) کو خوف ہوا کیونکہ ڈر اور خوف خدا کو نہیں ہوتا بلکہ وہ ڈرتے تھے کہ کہیں خدا کی جانب سے اُس لڑکے کے قتل کا حکم فسخ نہ ہو جائے یا خلق کی جانب سے کوئی رکاوٹ نہ پیدا ہو جس سے اُس لڑکے کے بارے میں خدا کا حکم نہ بجا لا سکیں اور اُس عمل کے ثواب اور خدا کے حکم کی اطاعت میں کامیاب نہ ہو سکیں اور چاہیئے تھا کہ اُس کے عوض کے ارادہ کو خدا کی جانب نسبت دیتے۔ اپنے کو اس میں شریک نہ کرتے۔ جیسا کہ کہا تھا کہ ہم نے چاہا بلکہ کہتے کہ خدا نے چاہا کہ اس کے عوض میں اُن کو (ایک فرزند) دے اور ایسا نہ تھا کہ خضرؑ کو موسیٰؑ کی تعلیم کا مرتبہ ملا ہو بلکہ موسیٰؑ خضرؑ سے افضل تھے لیکن حق تعالیٰ نے چاہا کہ موسیٰؑ پر ظاہر کر دے کہ علم اتنے ہی پر منحصر نہیں ہے جتنا وہ جانتے ہیں اور اگر اُن کو خدا کی جانب سے علوم نہ عطا ہوتے رہیں تو وہ جاہل رہیں گے۔ پھر خضرؑ نے دیوار درست کرنے کا سبب بیان کیا۔ حضرت نے فرمایا کہ وہ خزانہ طلاء و نقرہ کا نہ تھا بلکہ علم کا خزانہ تھا سونے کی ایک تختی تھی جس پر یہ کلمات لکھے ہوئے تھے کہ تعجب ہے اُس شخص پر جو موت کا یقین رکھتا ہے تو کیونکر خوش ہوتا ہے اور حیرت ہے اُس پر جو قیامت پر یقین رکھتا ہے تو کیونکر ظلم کرتا ہے اور تعجب ہے اُس پر جو دُنیا کو ایک حال سے دوسرے حال میں بدلتے ہوئے دیکھتا ہے تو کیونکر اُس پر مائل ہوتا ہے اور دل اُس میں لگاتا ہے۔ پھر فرمایا کہ اُن دونوں لڑکوں اور اُن کے صالح باپ کے درمیان ستر پشت کا فاصلہ تھا خدا نے اس باپ کے صالح ہونے کی وجہ سے اُن دونوں

لڑکوں کی حرمت کی محافظت کی۔ غرض خضرؑ نے کہا کہ تمہارے پروردگار نے چاہا کہ جب وہ دونوں لڑکے حدِ کمال کو پہنچیں تو اپنے خزانہ کو حاصل کریں۔ اس جگہ اپنے ارادہ کو علیحدہ کردیا اور خدا کے ارادہ سے نسبت دی اس لیے کہ یہ آخری قصہ تھا اور پھر اُس کا معلوم ہونا موسیٰؑ کے لیے ختم ہوچکا تھا اور کوئی چیز باقی نہیں رہ گئی تھی کہ اُس کے بارہ میں وہ کچھ کہتے اور اس لیے کہ موسیٰؑ غور سے سُنیں اور خضرؑ نے چاہا کہ جو کچھ پہلے اور درمیانی قصہ میں بشریت کے سبب سے یا موسیٰؑ کی تنبیہہ کی غرض سے اپنی جانب نسبت دی تھی اُس کا تدارک کریں لہٰذا اپنی عبودیت کو اپنے ارادہ سے علیحدہ کیا مثل بندۂ مخلص کے اور مقام معذرت میں آئے اپنے ارادہ کے دعوے سے جو اُن معاملات میں کرچکے تھے اور کہا کہ یہ تمہارے پروردگا کی جانب سے رحمت تھی اور میں نے خود کچھ نہیں کیا بلکہ جو کچھ کیا اپنے پروردگار کے حکم سے کیا۔

بسند معتبر حضرت صادقؑ سے منقول ہے کہ جب حضرت موسیٰؑ نے چاہا کہ حضرت خضر سے رخصت ہوں کہا مجھے کچھ وصیت کیجئے۔ تو اُن کی وصیتوں میں سے یہ کلمات بھی تھے کبھی لجاجت نہ کرو اور بغیر ضرورت و احتیاج راہ نہ چلو۔ اور بے موقع نہ ہنسو اور اپنے گناہوں کو یاد کرو اور ہرگز دوسرے کے گناہوں کی جانب توجہ نہ کرو۔ اور حدیث معتبر میں امام زین العابدین علیہ السّلام سے منقول ہے کہ آخری وصیت یہ تھی جو خضرؑ نے موسیٰؑ سے کی کہ کسی کو اُس کے گناہ پر ملامت نہ کرو۔ اور تین چیزوں کو خدا سب سے زیادہ دوست رکھتا ہے تونگری میں میانہ روی اور انتقام پر طاقت کے وقت معاف کرنا اور خدا کے بندوں کے ساتھ مدارا اور نرمی کرنا اور کوئی شخص کسی کے ساتھ احسان و نیکی نہیں کرتا مگر یہ کہ حق تعالیٰ قیامت میں اُس پر نیکی و احسان کرتا ہے اور حکمتوں کا راز خداوند عالم کا خوف ہے۔

بسند معتبر حضرت صادق علیہ السّلام سے منقول ہے کہ خضرؑ نے موسیٰؑ سے کہا کہ اے موسیٰؑ تمہارا بہترین روز وہ ہے جو تمہارے آگے آنے والا ہے یعنی روز قیامت لہٰذا یہ دیکھو کہ وہ دن تمہارے لئے کیسا ہوگا اور اُس روز کے لئے جواب تیار رکھو کہ تم کو کھڑا رکھیں گے اور سوال کریں گے اور تم اپنی نصیحت زمانہ اور اُس کے حالات کے تغیر سے حاصل کرو اور سمجھ لو کہ دُنیا کی عمر اُس کے لئے

حضرت موسیٰؑ سے حضرت خضرؑ کی نصیحتیں

درازہے جو نیک اعمال کرے اور قلیل ہے اُس کے لئے جو غفلت میں بسر کرے لہٰذا اس طرح عمل کرو کہ گویا اپنے عمل کا ثواب دیکھتے ہو تاکہ آخرت کے ثواب میں تمہاری طمع کی زیادتی کا سبب ہو بیشک جو اُس جگہ دنیا سے جاتا ہے۔ اُن کے مانند ہے جو گذر گیا ہے جس طرح کہ گذری ہوئی چیزوں میں سے کچھ تمہارے ساتھ نہیں رہ جاتی سوائے عمل خیر کے جو تم نے کیا ہوگا آئندہ بھی ایسا ہی ہوگا۔

دوسری معتبر حدیث میں فرمایا کہ جب خضرؑ نے یتیموں کی دیوار اُن کے پدر کی اصلاح کے لئے درست کردی حق تعالیٰ نے موسیٰؑ کو وحی کی کہ میں لڑکوں کو اُن کے باپ دادا کی کوششوں کے سبب سے جزا دیتا ہوں اگر نیک جزا ہے تو نیک اور اگر بد ہے تو بد۔ لوگوں کی عورتوں سے زنا مت کرو تاکہ لوگ تمہاری عورتوں سے نہ زنا کریں اور جو شخص کسی مسلمان کی عورت کے بستر پر قدم رکھتا ہے تو وہ بھی اُس کی عورت کے بستر پر بدی کے ارادہ سے قدم رکھتا ہے اور جو تم کروگے اُس کا بدلہ پاؤگے۔

بسند صحیح حضرت صادقؑ سے منقول ہے کہ جب حضرت موسیٰؑ جناب خضرؑ کی ملاقات پر مامور ہوئے خدا نے اُن کے لئے ایک زنبیل بھیجی جس میں نمک ملی ہوئی مچھلی تھی اور اُن کو وحی کی کہ مچھلی تم کو اُس چشمہ کے قریب خضرؑ کو بتائے گی جس کا پانی اگر مردہ پر پہنچ جاتا ہے تو وہ زندہ ہو جاتا ہے۔ اُس کو چشمۂ زندگانی کہتے ہیں۔ موسیٰؑ اور یوشعؑ روانہ ہوئے اور اُس چشمہ اور پتھر تک پہنچے یوشعؑ چشمہ کے کنارے آئے۔ مچھلی کو پانی میں لے گئے۔ اُس کو دھویا وہ زندہ ہوگئی اور اُن کے ہاتھ میں حرکت کرنے لگی اور اس قدر تڑپی کہ اُن کا ہاتھ زخمی کرکے نکل گئی۔ اور دریا میں داخل ہوگئی وہ یہ حال موسیٰؑ سے کہنا بھول گئے یا قصداً نہیں کہا۔ اور روانہ ہوگئے تھوڑی مسافت طے کی تھی چونکہ موسیٰؑ وعدہ گاہ سے گذر گئے تھے اس لئے تکان غالب ہوئی وہ اُس جگہ تک جو راہِ مقصود تھی نہیں تھکے تھے غرض یوشعؑ سے کہا کہ کھانا لاؤ کیونکہ اس سفر میں بہت تکلیف اٹھائی۔ اُس وقت یوشعؑ نے مچھلی کا قصہ بیان کیا تو موسیٰؑ اور یوشعؑ واپس آئے جب اُس پتھر کے پاس پہنچے دیکھا کہ مچھلی جانے کی جگہ پانی میں بنی ہوئی ہے پھر دریا کے ایک جزیرہ میں خضرؑ کو دیکھا کہ ایک چادر اوڑھے ہوئے بیٹھے ہیں۔ موسیٰؑ نے اُن کو سلام کیا۔ انہوں نے جواب دیا اور سلام سے متعجب ہوئے اس لئے کہ وہ

اُس سرزمین میں تھے جہاں سلام کارواج نہ تھا۔ خضرؑ نے پوچھا تم کون ہو موسیٰؑ نے کہا میں موسیٰؑ ہوں کہا پسرِ عمران جس سے خدا ہمکلام ہوا کہا ہاں پوچھا کس کام سے آئے ہو کہا اس لئے کہ آپ کے علم میں سے کچھ میں بھی سیکھوں کہا میں ایسے امر پر مو کل ہوا ہوں جس کی تاب تم نہیں رکھتے پھر خضرؑ نے محمدؐ و آل محمدؐ کے حالات اور اُن کی بلاؤں کا موسیٰؑ سے تذکرہ کیا اور دونوں بزرگوار بہت روئے اور محمدؐ و علیؑ و فاطمہؑ وحسنؑ وحسینؑ اور اُن کی ذریت سے اماموں کی اس قدر فضیلتیں بیان کیں کہ موسیٰؑ بار بار کہتے تھے کہ کیا اچھا ہوتا کہ میں بھی امتِ محمدؐ میں سے ہوتا۔
پھر حضرت صادقؑ نے کشتی اور لڑکے اور دیوار کا قصہ بیان کیا اور فرمایا کہ اگر موسیٰؑ صبر کرتے تو خضرؑ تعجب خیز ستر امور ان کو دکھاتے۔ اور دوسری روایت میں فرمایا کہ خدا موسیٰؑ پر رحمت فرمائے کہ خضرؑ سے عجلت کی اگر صبر کرتے تو یقیناً بہت سے عجیب امور دیکھتے جو کبھی نہیں دیکھے تھے اور دوسری معتبر حدیث میں فرمایا کہ ربِ کعبہ کی قسم کھاتا ہوں کہ اگر میں موسیٰؑ اور خضرؑ کے درمیان ہوتا تو میں اُن کو آگاہ کرتا کہ میں اُن دونوں سے زیادہ جاننے والا ہوں اور یقیناً اُن کو چند ایسی باتوں کی خبر دیتا جو اُن کے علم میں نہ تھی اس لئے کہ خدا نے موسیٰؑ اور خضرؑ کو علم گذشتہ عطا فرمایا تھا اور ہمارے پاس آئندہ قیامت تک کا علم ہے جو پیغمبروں کی وراثت سے ہم تک پہنچا ہے۔

حضرت امام محمد باقرؑ سے منقول ہے کہ جب موسیٰؑ نے خضرؑ سے سوالات کئے اور جواب معلوم کر لئے تو دیکھا کہ ایک ابابیل دریا کے بیچ میں اُڑ رہی ہے اور چلا رہی ہے، اور بلند و پست ہوتی ہے تو خضرؑ نے موسیٰؑ سے کہا کہ تم جانتے ہو کہ یہ ابابیل کیا کہتی ہے پوچھا کیا کہتی ہے کہا کہتی ہے کہ خداوندِ آسمان و زمین و دریا کے حق کی قسم کہ تمہارا علم خدا کے علم کے مقابلہ میں بس اتنا ہے جتنا کہ میں اپنی منقار میں اس دریا سے لے سکتی ہوں بلکہ اُس سے بھی بہت کم۔

دوسری حدیث میں منقول ہے کہ جب موسیٰؑ اپنی قوم کے پاس خضرؑ سے رخصت ہو کر واپس آئے۔ ہارونؑ نے اُس علم کے بارے میں جو خضرؑ سے معلوم ہوا تھا اور اُن عجائبات کے بارے میں جو دریا میں دیکھا تھا سوال کیا موسیٰؑ نے کہا میں اور خضرؑ دریا کے کنارے کھڑے تھے ناگاہ ہم نے دیکھا کہ ایک پرندہ دریا کی جانب ہوا سے آیا اور اپنی منقار میں ایک قطرہ اُٹھا لیا اور مشرق کی جانب پھینک

دریا پھر ایک قطرہ لے کر مغرب کی جانب پھینکا پھر ایک قطرہ لے کر آسمان کی جانب پھینکا اور پھر ایک قطرہ زمین کی جانب پھینکا اور ایک قطرہ پھر اُٹھا کر دریا میں ڈال دیا۔ میں نے اُس کے اس فعل کا سبب خضرؑ سے دریافت کیا خضرؑ کو بھی نہیں معلوم تھا ناگاہ ایک شکاری کو میں نے دیکھا جو دریائے کے کنارے مچھلی کا شکار کر رہا تھا اُس نے میری جانب تعجب سے دیکھا اور پوچھا کہ تم لوگوں کو تعجب کیوں ہے میں نے کہا کہ اس طائر کے فعل سے اُس نے کہا کہ میں صیاد ہوں اور اس کے فعل کا سبب جانتا ہوں لیکن تم دونوں حضرات پیغمبر ہوتے ہوئے نہیں جانتے ہم نے کہا کہ ہم تو بس اتنا ہی جانتے ہیں جتنا خدا نے ہم کو سکھا دیا ہے۔ صیاد نے کہا کہ یہ وہ پرندہ ہے جس کو دریا میں مسلم کہتے ہیں کیونکہ وہ اپنی آواز میں بھی مسلم کہتا ہے۔ اُس کے اس فعل سے اشارہ یہ ہے کہ خدا تمہارے بعد ایک پیغمبر بھیجے گا۔ جس کی امت مشرق و مغرب زمین کی مالک ہوگی اور آسمان کے اوپر جائے گی اور زمین کے نیچے دفن ہوگی اور اُس پیغمبر کے نزدیک دوسرے عالموں کا علم اس قطرہ کی طرح ہوگا جس کی نسبت اس دریا سے ہے اور اُس کا علم اُس کے پسر عم اور وصی کو میراث میں پہنچے گا۔ اے ہارونؑ اُس وقت ہم دونوں کا علم خود ہم کو کم معلوم ہوا اور وہ صیاد نظروں سے غائب ہوگیا تو ہم لوگوں نے سمجھا کہ وہ فرشتہ تھا اور خدا نے ہماری تادیب کے لئے بھیجا تھا۔

بسند معتبر حضرت صادقؑ سے منقول ہے کہ حضرت موسیٰؑ حضرت خضرؑ سے زیادہ جاننے والے تھے اور دوسری معتبر حدیث میں فرمایا کہ خضرؑ اور ذوالقرنینؑ عالم تھے اور پیغمبر نہ تھے [1] اور دوسری معتبر حدیث میں حضرت صادقؑ سے منقول ہے کہ فرمایا کہ اس امت میں علیؑ بن ابیطالب کی اور ہماری مثال موسیٰؑ اور خضرؑ کے مانند ہے جس وقت موسیٰؑ نے اُن سے ملاقات کی باتیں کیں اور خواہش کی کہ اُن کے ساتھ رہیں پھر اُن کے درمیان گذرا جو کچھ خدا نے قرآن میں فرمایا ہے کہ حق تعالیٰ نے موسیٰؑ کو وحی فرمائی کہ میں نے تم کو لوگوں پر اپنی رسالت اور اپنی ہمکلامی کے ساتھ برگزیدہ کیا لہٰذا جو کچھ میں نے تم کو عطا کیا ہے اس کو لو اور شکر کرتے رہو اور فرمایا ہے کہ ہم نے الواح میں موسیٰؑ کے لئے ہر چیز کا بیان

[1] مؤلف فرماتے ہیں کہ شاید مراد یہ ہو کہ خضرؑ جس وقت کہ ذوالقرنین کے ہمراہ تھے پیغمبر نہ تھے۔

اور ہر ایک شے کی تفصیل اور موعظے لکھ دیئے اور یقیناً خضرؑ کے پاس وہ علم تھا جو موسیٰؑ کے لیے الواح میں نہیں لکھا تھا اور موسیٰؑ کو یہ گمان تھا کہ تمام چیزیں جن کی لوگوں کو ضرورت ہوتی ہے توریت میں موجود ہے اور الواح میں سب کچھ لکھا ہوا ہے جس طرح اس جماعت کا دعویٰ ہے کہ وہ خود ہی اس امت کے فقہا و علماء ہیں اور ہر علم و دانائی جس کی دین میں ضرورت اور امت کو احتیاج ہے وہ لوگ جانتے ہیں اور پیغمبر سے اُن تک یہ علم پہنچا ہے اور اُن لوگوں نے سمجھ لیا ہے حالانکہ یہ لوگ جھوٹ کہتے ہیں جو کچھ پیغمبر جانتے تھے ان کو نہیں معلوم نہ ان لوگوں نے سمجھا۔ بہت سے حلال و حرام اور احکام کے مسئلے اُن کے پاس آتے ہیں جن کو وہ لوگ نہیں جانتے اور اس سے کراہت رکھتے ہیں کہ لوگ ان سے سوال کریں تاکہ ایسا نہ ہو کہ لوگ ان کو جہالت سے نسبت دیں۔ کیونکہ وہ علم کو اُس کے خزانہ سے نہیں طلب کرتے اور اپنی باطل رائے اور قیاس کو خدا کے دین میں دخل دیتے ہیں اور آثار پیغمبری سے ہاتھ اُٹھائے ہوئے ہیں اور خدا کی پرستش خود ساختہ عبادتوں کے ذریعہ سے کرتے ہیں حالانکہ رسولؐ خدا نے فرمایا ہے کہ ہر بدعت ضلالت اور گمراہی ہے اور ہماری عداوت و حسد اُن کو اس سے مانع ہے کہ وہ ہم سے طلب علم کریں خدا کی قسم موسیٰؑ نے باوجود اس بزرگی اور رفعت کے خضرؑ پر حسد نہیں کیا اور علم اور دانش کا وہ مرتبہ جو اُن کو حاصل تھا خضرؑ سے سوال کرنے سے مانع نہ ہوا اور جب موسیٰؑ نے خضرؑ سے خواہش کی کہ اُن کو علم سکھائیں اور خضرؑ جانتے تھے کہ وہ اُن کی رفاقت کی طاقت نہیں رکھتے نہ اُن کے افعال کا مشاہدہ کر سکتے ہیں اس لئے کہا کیونکہ تم اُن امور کے دیکھنے کی تاب لا سکتے ہو جو تمہارے احاطۂ علم سے باہر ہیں تو موسیٰؑ نے عجز و انکساری کے ساتھ کوشش کی کہ اُن کو اپنے اُوپر مہربان کرلیں شاید ہمراہی قبول کرلیں اس لئے کہا انشاء اللہ آپ مجھ کو صبر کرنے والا پائیں گے اور میں کسی امر میں آپ کی نافرمانی نہ کروں گا خضرؑ جانتے تھے کہ موسیٰؑ ان کے علم کی طاقت نہیں رکھتے ہیں نہ قبول کریں گے نہ اُس کے سمجھنے کی قوت رکھتے ہیں اور نہ اس کو حاصل کریں گے چنانچہ موسیٰؑ نے عالم کے علم پر صبر نہیں کیا جس وقت کہ اُن کے ہمراہ تھے اور اُن کے کاموں کو دیکھا جو موسیٰؑ کے لیئے مکروہ تھے حالانکہ خدا کو پسند تھے اسی طرح ہمارا علم جاہلوں پر مکروہ ہے اور خداوند عالم کے نزدیک حق ہے۔

دوسری معتبر حدیث میں فرمایا کہ ایک روز موسیٰؑ ممبر پر گئے آپ کا ممبر تین پائے کا تھا اُس وقت اُن کے دل میں گذرا کہ خدا نے کسی کو خلق نہیں فرمایا ہے جو اُن سے زیادہ عالم ہوگا لہذا جبرئیلؑ اُن کے پاس آئے اور کہا کہ غرور میں تم ہلاک ہوئے اور خدا کے محل امتحان میں داخل ہوگئے منبر سے اُترو کیونکہ زمین میں ایک شخص ہے جو تم سے زیادہ جاننے والا ہے اُس کو تلاش کرو۔ موسیٰؑ نے یوشعؑ کے پاس کہلا بھیجا کہ حق تعالیٰ نے مجھ کو مبتلا اور ممتحن کیا ہے میرے لئے توشہ مہیا کرو اور آؤ کہ ہم دونوں اُس عالم کی تلاش میں چلیں جس کا خدا نے ہم کو حکم دیا ہے۔ یوشعؑ نے مچھلی خریدی اور اُس کو بریان کر کے زنبیل میں رکھا اور لیکر آذربائیجان کی طرف روانہ ہوئے اور اُس طرف سے دریا کے کنارے پہنچے ناگاہ اس جگہ ایک مرد پیر کو دیکھا جو پیٹھ کے بل لیٹا ہوا ہے اپنے عصا کو اپنے پہلو میں رکھے ہوئے ہے اور چادر منہ پر ڈالے ہوئے ہے۔ جب چادر کو سر کی جانب کھینچتا ہے تو پیر کھل جاتے ہیں اور جب پیروں کو ڈھانکتا ہے تو سر کھل جاتا ہے موسیٰؑ نماز میں مشغول ہوگئے اور یوشعؑ سے کہا کہ ہمارے توشہ کی نگرانی کرتا ناگاہ آسمان سے ایک قطرہ پانی کا زنبیل پر ٹپکا اور مچھلی حرکت میں آئی اور زنبیل کو دریا کی جانب کھینچ لے گئی پھر ایک پرندہ آیا اور دریا کے کنارے بیٹھا اور اپنی چونچ پانی میں لے گیا اور کہا اے موسیٰؑ اپنے پروردگار کے علم سے تم نے اتنا بھی نہیں لیا ہے جتنا کہ میری چونچ نے اس تمام دریا سے حاصل کیا ہے۔ پھر موسیٰؑ اُٹھے اور یوشعؑ کے ساتھ روانہ ہوئے تھوڑی راہ طے کی تھی کہ تھک گئے حالانکہ اس سے زیادہ مسافت طے کر چکے تھے اور نہیں تھکے تھے اس لئے کہ جب کوئی پیغمبر کسی کام کے لئے چلتا ہے اُس مقام تک نہیں تھکتا جہاں تک کے لئے مامور ہوتا ہے غرض اُس وقت یوشعؑ سے مچھلی کا قصہ سُنا تو سمجھ گئے کہ محل ملاقات سے جو خدا نے فرمایا تھا آگے بڑھ گئے پھر اُسی مقام تک واپس آئے تو دیکھا کہ وُہ پیر مرد اُسی حال سے سو رہا ہے۔ موسیٰؑ نے اُس سے کہا السلام علیک اے عالم۔ خضرؑ نے بھی جواب دیا وعلیک السلام اے عالم بنی اسرائیل اور جست کر کے اُٹھے اور اپنا عصا لیا کہ چلے جائیں موسیٰؑ نے اُن سے کہا کہ میں خدا کی جانب سے مامور ہوا ہوں کہ آپ کے ساتھ رہوں تاکہ اُس علم سے جو آپ نے سیکھا ہے مجھے سکھا دیجئے غرض قول و اقرار کے بعد جیسا کہ حق تعالیٰ نے اُن کے مکالمہ کا ذکر کیا ہے موسیٰؑ اور خضرؑ چلے یہانتک کہ کشتی

تک پہنچے اہل کشتی نے ان کو نیک سمجھتے ہوئے کشتی میں بغیر اجرت حاصل کئے داخل کر لیا۔ جب وہ دریا کے بیچ میں پہنچے خضرؑ نے کشتی میں سوراخ کر دیا اور موسیٰؑ اور اُن کے درمیان جو گفتگو ہوئی بیان ہو چکی پھر کشتی سے باہر آئے دریا کے کنارے ایک لڑکے کو دیکھا کہ دوسرے لڑکوں کے ساتھ کھیل رہا ہے اور سبز ریشم کا لباس پہنے ہوئے ہے اُس کے کانوں میں دُومروارید لٹک رہے ہیں۔ خضرؑ نے اُس لڑکے کو پکڑ کے پیروں سے دبایا اور سر جُدا کر دیا پھر دریا کے کنارے قریہ ناصرہ میں پہنچے وہاں کے لوگوں نے اُن کی ضیافت نہیں کی۔ وہ لوگ گرسنہ تھے جب اسی حال میں خضرؑ دیوار بنانے کی طرف متوجہ ہوئے موسیٰؑ نے کہا کاش اس کی مزدوری میں ہمارے لئے روٹی ہی لے لیتے کہ ہم کھاتے۔

حدیث معتبر میں امام محمد باقر علیہ السلام سے منقول ہے کہ ایک روز موسیٰؑ اشراف بنی اسرائیل کے ساتھ بیٹھے ہوئے تھے ناگاہ ایک شخص نے کہا کہ میں سمجھتا ہوں کہ کوئی آپ سے زیادہ خدا کا جاننے والا نہ ہوگا موسیٰؑ نے کہا میں بھی یہی سمجھتا ہوں تو خدا نے اُن کو وحی بھیجی کہ خضرؑ تم سے زیادہ عالم ہے جاؤ اور اس کو تلاش کرو۔ اور جس جگہ کہ مچھلی غائب ہو جائے خضرؑ کو اُسی مقام پر تم پاؤ گے۔

حدیث معتبر میں حضرت صادقؑ سے منقول ہے کہ جب موسیٰؑ اور خضرؑ اُس لڑکے کے پاس پہنچے جو لڑکوں کے ساتھ کھیل رہا تھا خضرؑ نے اُس کو ایک ہاتھ مارا وہ مر گیا موسیٰؑ نے جب اعتراض کیا خضرؑ نے اُس کے جسم پر ہاتھ رکھ کر اُس کا شانہ جُدا کر دیا اور موسیٰؑ کو دکھلایا اُس پر لکھا ہُوا تھا کہ کافر ہے اور اس کی خمیر کُفر سے ہوئی ہے پھر کہا کہ میں نے اس کو اس لئے قتل کیا کہ اس کے باپ ماں موافق تھے اور میں ڈرا کہ اگر یہ بالغ ہوگا اپنے باپ ماں کو کفر کی طرف دعوت دے گا اور وہ اس کے ساتھ محبت کی زیادتی کے سبب سے قبول کریں گے اور کافر ہو جائیں گے۔ حضرت نے فرمایا کہ حق تعالیٰ نے اُس لڑکے کے عوض اُن کو ایک دختر عطا کی جس کی نسل سے ستّر پیغمبر پیدا ہوئے اور اُن دونوں یتیم لڑکوں اور اُن کے باپ کے درمیان جن کے لئے خضرؑ نے دیوار بنائی سات سو سال کا فاصلہ تھا۔[1]

دوسری حدیث میں فرمایا کہ خدا ایک مومن کی نیکی کے سبب سے اُس کے فرزندوں کے فرزندوں کو اور اس کے گھر والوں کو اور اُس کے قرب وجوار کے گھر والوں کو نجات دیتا ہے اور اُس مومن کی بزرگی کے سبب سے سب کی حفاظت

[1] غالباً کئی نسلیں گذر چکی تھیں۔ ۱۲ مترجم

فرماتا ہے پھر فرمایا کہ کیا تم نے نہیں دیکھا کہ خدا نے صالح ماں باپ کی بہتری کے لئے خضرؑ کو بھیجا کہ اُن کے فرزندوں کے لئے دیوار بنائیں۔[1]

[1] مولف فرماتے ہیں کہ ناقص عقلوں پر اس عجیب و غریب قصہ میں شیطان کے لئے بہت سی شبہ کی راہیں ہیں لیکن دیانتدار مومن کو نہ چاہیئے کہ اس کے سبب میں خاص کر ان میں سے ہر ایک کے (سبب میں غور و) فکر کرے کیونکہ ایسا نہ ہو کہ کہیں اُس کی لغزش کا باعث ہو۔ اور پہلے شیطان کو جواب دیدے کہ مضبوط دلیلوں سے ثابت ہے کہ جو کچھ خدا فرماتا ہے وہ عین عدالت اور حکمت ہے اور جو کچھ پیغمبرانِ خدا کرتے ہیں وہ حق و مناسب کرتے ہیں اگرچہ ہماری عقلیں اس کے مخصوص چند امور کو نہ سمجھ سکیں۔ اور شبہات کے مفصل جواب کے بارے میں یہ ہے۔ پہلا شبہ یہ کہ پیغمبر کو چاہیئے کہ اپنے زمانہ کا سب سے بڑا عالم ہو لہٰذا کیونکر ہو سکتا ہے کہ موسیٰؑ دوسرے کے علم میں محتاج ہوں گے جواب یہ ہے کہ پیغمبر کو چاہیئے کہ اپنی امّت میں سب سے زیادہ علم رکھتا ہو اور خضرؑ خود پیغمبر تھے اور ہو سکتا ہے کہ موسیٰؑ کی امت میں نہ رہے ہوں اور وہ علم جس میں کہ پیغمبر کو دوسرے کا محتاج نہ ہونا چاہیئے علم شرائع و احکام ہے اگر بعض علوم کو جو شرائع و احکام سے تعلق نہ رکھتے ہوں حق تعالیٰ کسی انسان کے توسط سے کسی پیغمبر کو سکھائے جس طرح فرشتوں کے ذریعہ سے سکھاتا ہے تو کوئی حرج نہیں ہے اور اس سے کہ موسیٰؑ بعض علم میں خضرؑ کے محتاج ہوں لازم نہیں آتا کہ خضر اُن سے افضل ہوں۔ اس لئے کہ ممکن ہے کہ کوئی علم موسیٰؑ سے مخصوص ہو اور خضرؑ اُس کو نہ جانتے ہوں اور وہ علم بہت زیادہ اور شریعت تو ہو اُس علم سے جو خضرؑ سے مخصوص ہو جیسا کہ معتبر حدیثوں کے ضمن میں مذکور ہوا۔

دوسرے یہ کہ خضرؑ نے کیونکر اُس طفل کو مار ڈالا حالانکہ ابھی کوئی گناہ اُس سے ظاہر نہیں ہوا تھا جواب یہ ہے کہ ممکن ہے کہ وہ بالغ ہو چکا ہو اور کفر اختیار کر چکا ہو اور اس اعتبار سے کہ ابتدائے بلوغ میں تھا اُس کو (قرآن میں) غلام کہا ہو اور کفر کے اعتبار سے قتل کا مستحق ہوا ہو اور بالغ نہ ہوا ہو تو خدا کو اختیار ہے کہ کسی مصلحت سے وہ جان جو اُسی کی بخشی ہوئی ہے لے لے جس طرح کہ ملک الموت کو آج اختیار ہے کہ لوگوں کی رُوح قبض کریں لیکن ظاہری پیغمبروں کو زیادہ تر اسی پر مامور کیا ہے کہ لوگوں کے ظاہری حالات پر عمل کریں اور عقلاً جائز ہے کہ اُن میں سے بعض کو مامور کرے واقعی علم کے ساتھ اُن سے عمل کریں اور اُس کفر کے اعتبار سے جو جانتے ہیں اُن کو مار ڈالیں کیونکہ یہ اُن ہی کے لئے بہتر ہے کہ کافر نہ ہوں اور جہنم کے مستحق نہ ہوں اور دوسروں کے لئے بھی بہتر ہے یعنی وہ دوسروں کو گمراہ نہ کریں۔ تیسرے یہ کہ موسیٰؑ نے کیونکر ان امور پر اعتراض میں جلدی کی باوجود اس کے کہ خضرؑ کے مرتبہ کی بزرگی جانتے تھے اور اُن سے کہا کہ آپ نے گناہ و معصیت کیا۔ جواب یہ ہے کہ ممکن ہے کہ موسیٰؑ کو ظاہری علم (باقی صہ۵۱۲ پر)

حضرت خضرؑ کے بقیہ حالات ابن بابویہ نے بیان کیا ہے کہ آنحضرت کا نام خضرویہ تھا اور قابیل بن آدمؑ کے فرزند تھے اور بعض نے کہا ہے کہ اُن کا نام خضرون تھا اور بعض نے خلیعا کہا ہے۔ اور اُن کو خضر اس سبب سے کہتے ہیں کہ جس خشک زمین پر وہ بیٹھتے تھے وہ سبز اور گھاسوں سے پُر ہو جاتی تھی۔ اور اُن کی عمر تمام فرزندان آدمؑ سے زیادہ ہے۔ صحیح یہ ہے کہ اُن کا نام تالیا پسر ملکان پسر عابر پسر ارفخشد پسر سام پسر نوح علیہم السلام ہے۔ ؂۱

بسند معتبر حضرت صادق علیہ السلام سے منقول ہے کہ جب رسولؐ خدا معراج میں تشریف لے گئے راہ میں آپ کو مثل مشک کے خوشبو معلوم ہوئی حضرتؐ نے جبرئیلؑ سے پوچھا کہ یہ کیسی خوشبو ہے عرض کی یہ اُس مکان سے آتی ہے جس میں خدا کی عبادت کی وجہ سے لوگوں پر سختی کی گئی اور وہ ہلاک ہوئے۔ پھر جبرئیلؑ نے کہا کہ خضرؑ بادشاہوں کی اولاد سے تھے۔ خدا پر ایمان رکھتے تھے انھوں نے اپنے باپ کے مکان کے ایک حجرہ

(بقیہ حاشیہ صفحہ ۵۱۱) کی تکلیف دی گئی ہو کیونکہ جو امر کہ بظاہر مکلف ہوتا ہے اور جو فعل بظاہر گناہ معلوم ہوتا ہے اور اس کا سبب اس کو نہیں معلوم ہوتا تو وہ اُس سے انکار کرتا ہے۔ اور موسیٰؑ نے جو یہ کہا کہ منکر تم نے کیا یعنی تم نے وہ کام کیا کہ جو بظاہر منکر اور قبیح معلوم ہوتا ہے تو بعض نے کہا ہے کہ موسیٰؑ کا قول شرط پر مشروط تھا یعنی عجیب کام کیا جس میں عقل حیران ہے۔ چوتھے یہ کہ موسیٰؑ نے وعدہ اور اقرار کیا تھا کہ میں سوال اور اعتراض نہ کروں گا یہاں تک کہ آپ خود اپنے کاموں کا سبب بیان کریں تو پھر کیونکر اُس کی مخالفت کی۔ جواب یہ ہے کہ وعدہ کا ایفا مطلق معلوم نہیں ہے کہ واجب تھا خصوصاً جبکہ مشیت الٰہی پر منحصر کیا ہوگا اور جب شروع ہی میں انشاء اللہ کہہ دیا تھا تو لازم نہ تھا کہ اُس کو ضرور وفا کریں اور اُس کے ترک میں کوئی معصیت لازم نہیں آتی۔ پنجم یہ کہ موسیٰؑ نے کیونکر کہا کہ لَا تُؤَاخِذْنِي بِمَا نَسِيتُ - اور نسیان کے معنی فراموشی کے ہیں اور علمائے امامیہ کے اعتقاد میں اُن پر نسیان جائز نہیں ہے۔ جواب یہ ہے کہ احادیث کے ضمن میں مذکور ہوا کہ اس جگہ نسیان اور اُس مقام پر جہاں کہ یوشعؑ نے فَإِنِّي نَسِيتُ الْحُوتَ کہا ترک کے معنی میں ہے اور لغت میں نسیان ترک کے معنی میں بھی آیا ہے۔ ان شکوک کے دوسرے تمام جوابات چونکہ کتاب بحار الانوار میں مذکور ہیں اور اس کتاب میں اس سے زیادہ کی گنجائش نہ تھی اس لئے میں نے ذکر نہیں کیا اور اب حضرت خضرؑ کے تمام حالات لکھتا ہوں۔ چونکہ اُن حضرت کے اکثر حالات اس قصہ کے سلسلہ میں مذکور ہوئے لہٰذا اُن کے حالات کے لئے میں نے علیحدہ باب قرار نہیں دیا۔

؂۱ مولف فرماتے ہیں کہ بعض نے اُن حضرت کا نام بلیا اور بعض نے لیسع اور بعض نے الیاس بیان کیا ہے ۔ ۱۲ ۔

میں خلوت اختیار کی تھی اور خدا کی عبادت کیا کرتے تھے ان کے سوا ان کے باپ کے کوئی اولاد نہ تھی۔ لوگوں نے اُن کے باپ سے کہا کہ خضرؑ کے علاوہ تمہارے فرزند نہیں ہے کوئی عورت اُن کے ساتھ تزویج کر دو شاید خدا اُن کو کوئی فرزند عطا فرمائے تاکہ بادشاہی اُن میں اور اُن کے فرزندوں میں باقی رہے۔ غرض ایک باکرہ لڑکی کو اُن کے لئے تزویج کیا لیکن خضرؑ نے اُس کی جانب التفات نہ کیا۔ دوسرے روز اُس سے کہا کہ میرا معاملہ پوشیدہ رکھنا اگر تجھ سے پوچھا جائے کہ جو کچھ مردوں کی جانب سے عورتوں کے ساتھ واقع ہوتا ہے تیرے ساتھ بھی ہوا تو کہہ دینا کہ ہاں خضرؑ کے حکم کے بموجب اُس نے عمل کیا اور ہاں کہہ دیا لوگوں نے بادشاہ سے کہا کہ وہ عورت جھوٹ کہتی ہے۔ عورتوں کو حکم دیجئے کہ اُس کو ملاحظہ کریں کہ اُس کی بکارت باقی ہے یا زائل ہوگئی۔ جب عورتوں نے اُس کو دیکھا وہ اپنے حال پر باقی تھی تو بادشاہ سے کہا کہ آپ نے دو بیوقوفوں کو ایک دوسرے سے وابستہ کر دیا ہے۔ جن میں سے کسی ایک نے ایسا کام نہیں کیا ہے اور نہیں جانتے ہیں کہ کیا کرنا چاہیئے۔ ایسی عورت کو اُس کے عقد میں لایئے جو باکرہ نہ ہو بلکہ دوسرے شوہر کے پاس رہ چکی ہو تاکہ وُہ یہ کام اُس کو تعلیم کرے جب ایسی عورت خضرؑ کے پاس لائی گئی خضرؑ نے اُس سے بھی یہی التماس کیا۔ کہ اُن کے معاملہ کو اُن کے پدر سے مخفی رکھے اُس نے بھی قبول کر لیا۔ لیکن جب بادشاہ نے اُس عورت سے دریافت کیا اُس نے کہا آپ کا لڑکا عورت ہے۔ کیا کبھی آپ نے دیکھا ہے کہ عورت عورت سے حاملہ ہوئی ہے۔ یہ سُن کر بادشاہ کو خضرؑ پر بہت غصّہ آیا اُن کو حجرہ میں بند کر کے دروازے کو مٹی اور پتھر سے چُنوا دیا لیکن دوسرے ہی دن اُس کی پدری شفقت جوش میں آئی اور فرمایا کہ دروازے کو کھول دو۔ دروازہ کھولا گیا تو لوگوں نے اُن کو حجرہ میں نہ پایا۔ حق تعالیٰ نے اُن کو ایسی قوت عطا فرمائی کہ جس شکل کو چاہیں اختیار کر سکیں اور لوگوں کی نگاہوں سے پوشیدہ ہو سکیں۔ پھر وُہ ذوالقرنین کے ہمراہ ہو کر اُن کے لشکر کے ہراول ہُوئے یہاں تک کہ آب حیات پیا اور جو شخص وُہ پانی پی لیتا ہے صور پھونکنے کے وقت تک زندہ رہتا ہے۔ پھر اُن کے باپ کے شہر سے دو آدمی تجارت کے لئے چلے کشتی پر سوار ہوئے وُہ کشتی تباہ ہوگئی اور وہ ایک جزیرہ میں جا پڑے۔ وہاں خضرؑ کو دیکھا کہ کھڑے ہُوئے نماز میں مشغول ہیں۔ جب وہ نماز سے فارغ ہُوئے اُن دونوں کو بُلا کر اُن کے حالات دریافت کئے۔ اُن لوگوں نے جب حالات اپنے بیان کئے تو فرمایا کہ اگر آج میں تم کو

تمہارے شہر پہنچا دوں تو اپنے شہر والوں سے میرا حال پوشیدہ رکھو گے۔ اُن لوگوں نے کہا ہاں۔ لیکن ایک مرد نے نیت کی کہ عہد پر قائم رہے گا اور دوسرے نے اپنے دل میں سوچا کہ جب اپنے شہر پہنچ جائے گا تو خضرؑ کا حال اُن کے باپ سے بیان کرے گا۔ غرض خضرؑ نے ایک ابر کو طلب کیا اور کہا ان دونوں شخصوں کو ان کے مکانوں تک لے جا کر پہنچا دے۔ ابر نے اُن کو اُٹھا لیا اور اسی روز اُن کے شہر میں پہنچا دیا ایک شخص نے تو اپنے عہد پر وفا کی اور اُن کا حال پوشیدہ کیا لیکن دوسرے نے بادشاہ کے پاس جا کر خضرؑ کا حال بیان کر دیا۔ بادشاہ نے پوچھا کون گواہی دے گا کہ تو سچ کہتا ہے اُس نے کہا کہ فلاں تاجر جو میرے ساتھ تھا۔ بادشاہ نے اُس کو طلب کیا۔ اس نے انکار کیا اور کہا میں اس واقعہ سے آگاہ نہیں ہوں اور اس شخص کو بھی نہیں پہچانتا۔ تو اُس پہلے شخص نے کہا کہ اے بادشاہ میرے ساتھ ایک لشکر بھیجئے۔ میں اُس جزیرہ میں جا کر خضرؑ کو لے آؤں اور اس شخص کو قید کر لیجئے تاکہ میں اس کا جھوٹ ظاہر کروں۔ بادشاہ نے ایک لشکر اُس کے ساتھ روانہ کیا۔ . . . . اور اُس مرد کو جس نے خبر کو پوشیدہ رکھا تھا رہا کر دیا پھر اُس شہر کے باشندوں نے بہت گناہ کیا جس کے سبب سے حق تعالیٰ نے اُن کو ہلاک کر دیا اور اُن کے شہر کو اُلٹ دیا اور سب کے سب برباد ہو گئے سوائے اُس مرد اور اُس عورت[1] کے جنہوں نے خضرؑ کا حال اُن کے باپ سے پوشیدہ رکھا تھا اور وہ دونوں الگ الگ شہر کے ایک جانب نکل گئے۔ جب وہ ایک دوسرے کے پاس پہنچے تو اپنا قصّہ ایک دوسرے سے بیان کیا اور کہا کہ ہم نے نجات پائی تو اس لئے کہ خضرؑ کی خبر کو چھپایا۔ پھر وہ دونوں پروردگارِ خضرؑ پر ایمان لائے اور مرد نے اُس عورت سے عقد کیا اور دونوں دوسرے بادشاہ کی سلطنت میں چلے گئے۔ اُس عورت کی اُس بادشاہ کے محل میں رسائی ہو گئی اور وہ بادشاہ کی لڑکیوں کی مشاطگی کرنے لگی ایک روز اثنائے مشاطگی میں کنگھی اُس کے ہاتھ سے گر گئی اُس نے کہا لَاحَوْلَ وَلَا قُوَّۃَ اِلَّا بِاللّٰہِ۔ لڑکی نے جب یہ کلمہ سُنا پوچھا یہ کیسی بات ہے اُس نے کہا یقیناً میرا ایک خدا

---

[1] وہ عورت خضر کی پہلی بیوی تھی جس کی طرف خضر نے التفات نہیں کیا تھا اور صبح کو اس سے تاکید کر دی تھی کہ اُن کا حال پوشیدہ رکھے۔ ۱۲ مترجم

ہے کہ تمام امور اُسی کی طاقت اور قوت سے جاری ہوتے ہیں لڑکی نے کہا کیا میرے باپ کے علاوہ کوئی اور تیرا خدا ہے۔ کہا ہاں وہ تیرا اور تیرے باپ کا بھی خدا ہے۔ لڑکی یہ سُن کر اپنے باپ کے پاس گئی اور اُس عورت کی گفتگو بیان کی۔ بادشاہ نے اُس عورت کو طلب کیا اور پوچھا عورت نے اپنے کلام سے انکار نہ کیا بادشاہ نے پوچھا کہ کون تیرے ساتھ اس دین میں شریک ہے اُس نے کہا میرا شوہر اور میرے بچے۔ بادشاہ نے کسی کو بھیج کر اُن سب کو بلا لیا اور اُن کو مجبور کیا کہ خدا کی یگانہ پرستی سے باز آئیں۔ ان لوگوں نے انکار کیا تو اُس کے حکم سے ایک دیگ حاضر کی گئی اور پانی بھر کر بہت جوش دیا گیا اور ان لوگوں کو اُس میں ڈال دیا پھر اُن کا مکان اُن پر منہدم کرا دیا۔ جبرئیلؑ نے یہ قصہ بیان کر کے کہا کہ (یا رسول اللہ) یہ وہی خوشبو ہے جسے آپ سونگھ رہے ہیں یہ اُسی مکان کی ہے جس میں خدا کی وحدانیت کے اقرار کرنے والوں کو ہلاک کیا گیا۔

بسند موثق حضرت امام رضا علیہ السلام سے منقول ہے کہ حضرت خضرؑ نے آبِ حیات پیا ہے اور وہ صور پھونکنے کے وقت تک زندہ رہیں گے اور جو زندہ لوگ مر جاتے ہیں خضرؑ کے ساتھ ہمارے پاس آتے ہیں اور سلام کرتے ہیں ہم خضرؑ کی آواز سنتے ہیں مگر اُن کو نہیں دیکھتے۔ جس جگہ اُن کا نام ذکر کیا جاتا ہے وہ پہنچ جاتے ہیں لہٰذا جو شخص اُن کو یاد کرے لازم ہے کہ اُن پر سلام کرے۔ وہ حج کے ہر موسم میں مکہ آتے ہیں حج کرتے ہیں اور عرفات میں کھڑے ہوتے ہیں اور مومنوں کی دعا پر آمین کہتے ہیں اور عنقریب حق تعالیٰ خضر علیہ السلام کو قائم آلِ محمد صلوات اللہ علیہ کا مونس قرار دے گا جس وقت کہ وہ حضرت لوگوں کی نگاہوں سے پوشیدہ ہوں گے تو تنہائی میں حضرت خضرؑ آپ کے رفیق ہوں گے۔

بسند ہائے حسن و موثق حضرت امام باقر علیہ السلام سے منقول ہے کہ جب ذوالقرنینؑ نے سُنا کہ دنیا میں ایک چشمہ ہے کہ جو شخص اُس چشمہ سے پانی پیتا ہے۔ صور پھونکنے کے وقت تک زندہ رہتا ہے تو وہ اُس چشمہ کی تلاش میں روانہ ہوئے۔ حضرت خضرؑ اُن کے لشکر کے سپہ سالار تھے ذوالقرنینؑ اُن کو اپنے تمام لشکر میں سب سے زیادہ دوست رکھتے تھے۔ غرض وہ لوگ اُس جگہ پہنچے جہاں تین سو ساٹھ چشمے تھے۔ ذوالقرنین نے تین سو ساٹھ آدمیوں کو اپنے ساتھیوں میں سے طلب کیا جن میں خضرؑ بھی تھے اور ہر ایک کو نمک ملی ہوئی ایک ایک مچھلی دی۔

اور کہا کہ ہر ایک اپنی مچھلی کو الگ الگ چشموں میں دھو کر میرے پاس لائے۔ خضرؑ نے جب اپنی مچھلی پانی میں ڈالی وہ زندہ ہو کر اُن کے ہاتھ سے چھوٹ گئی۔ خضرؑ نے اپنے کپڑے اُتارے اور پانی میں کود پڑے اور مچھلی کی تلاش میں کئی مرتبہ ڈبکیاں لگائیں۔ پانی بھی پیا۔ مچھلی اُن کے ہاتھ نہ آئی وہ باہر نکلے اور ذوالقرنین کے پاس واپس آئے۔ ذوالقرنین نے مچھلیوں کو جمع کیا تو ایک کم تھی دریافت کرنے سے معلوم ہُوا کہ خضرؑ اپنی مچھلی نہیں لائے۔ خضرؑ کو بلا کر پوچھا تو آپ نے مچھلی کا حال بیان کیا۔ ذوالقرنین نے پوچھا کہ پھر تم نے کیا کیا کہا میں اُس مچھلی کی تلاش میں پانی میں کود پڑا لیکن اُس کو نہیں پایا تو باہر نکل آیا پوچھا کہ اُس چشمہ کا پانی بھی پیا کہا ہاں۔ ذوالقرنین نے پھر ہر چند تلاش کیا لیکن وہ چشمہ نہ ملا تو خضرؑ سے کہا کہ تم اُس چشمہ کے لئے پیدا ہوئے تھے اور وہ تمہارے واسطے مقدر ہوا تھا۔

بہت سی معتبر حدیثوں میں ائمہ اطہار سے مروی ہے کہ جب جناب رسولؐ نے دنیا سے مفارقت کی اور اہلبیتؑ رسالت پر مصائب و آلام کا ہجوم ہوا تو جس حجرہ میں کہ حضرت رسولؐ کو لٹایا گیا تھا وہاں حضرت امیر المومنینؑ اور فاطمہؑ اور حسنؑ اور حسینؑ صلوات اللہ علیہم موجود تھے۔ ناگاہ ایک آواز بلند ہُوئی کہ السلام علیکم اے اہل بیت نبوت ہر ذی روح موت کا مزہ چکھے گا۔ تمہارا اجر تم کو قیامت میں پورا پورا دیا جائیگا۔ جس کا کوئی مرجاتا ہے تو یقیناً خدا اُس کا عوض اور قائم مقام ہے۔ وہی ہر مصیبت میں صبر عطا کرنے والا اور ہر اُس امر کا تدارک کرنے والا ہے جو فوت ہو جاتا ہے لہذا خدا پر توکل کرو اور اسی پر بھروسہ رکھو کیونکہ محروم تو وہ ہے جو ثواب خدا سے محروم ہے اُس وقت حضرت امیر المومنینؑ نے فرمایا کہ یہ میرے بھائی خضرؑ ہیں۔ آئے ہیں کہ تم کو تمہارے پیغمبر کی وفات پر تعزیت دیں۔

معتبر حدیثوں میں منقول ہے کہ مسجد سہلہ محل نزول خضرؑ ہے اور کتب مزار وغیرہ میں بہت سی خبریں مذکور ہیں کہ صالحوں کی ایک جماعت نے مسجد سہلہ میں اور صعصعہ وغیرہ نے اماکن مشرفہ میں اُن حضرت (خضرؑ) سے ملاقات کی جن کا ذکر کرنا طوالت کا باعث ہے۔

ابن طاؤس نے روایت کی ہے کہ خضرؑ اور الیاسؑ ہر حج کے موسم میں ایک دوسرے سے ملاقات کرتے ہیں اور جب ایک دوسرے سے جدا ہوتے ہیں تو یہ دُعا پڑھتے ہیں۔ بسم اللہ ماشاء اللہ ولا حول ولا قوۃ الا باللہ ماشاء اللہ کل نعمہ فمن اللہ ماشاء اللہ الخیر کلہ بید اللہ عزّ وجل ماشاء اللہ لا یصرف السوء الا اللہ

حضرت خضرؑ کے بہت سے حالات ذوالقرنین کے حالات کے باب میں بیان ہو چکے۔

فصل دہم وہ موعظے اور حکمتیں جو خدا نے حضرت موسیٰؑ پر بذریعہ وحی نازل کیں یا اُن حضرت سے منقول ہیں اور اُن کے بعض تعجب خیز حالات۔

بسند معتبر حضرت امام علی نقی علیہ السلام سے منقول ہے کہ جب حق تعالیٰ نے حضرت موسیٰؑ نے مناجات کی کہ خداوندا اُس شخص کی جزا کیا ہے جو شہادت دے کہ میں تیرا رسول اور پیغمبر ہوں اور تو مجھ سے ہمکلام ہوا ہے۔ فرمایا کہ اے موسیٰ میرے فرشتے اُس کی موت کے وقت اُس کے پاس آتے ہیں اور اُس کو بہشت کی خوشخبری دیتے ہیں۔ موسیٰؑ نے عرض کی کہ اس کی جزا کیا ہے جو تیرے سامنے کھڑا ہو اور نماز پڑھے فرمایا کہ اُس پر ملائکہ کے ساتھ فخر کرتا ہوں جس وقت وہ رکوع میں ہوتا ہے یا سجدہ میں۔ یا کھڑا ہوتا ہے یا بیٹھا رہتا ہے اور جس پر میں اپنے فرشتوں کے ساتھ مباہات کرتا ہوں اُس پر عذاب نہیں کرتا۔ موسیٰؑ نے پوچھا اُس کی کیا جزا ہے جو کسی مسکین کو محض تیری رضا کے لئے کھانا کھلائے فرمایا کہ اے موسیٰؑ قیامت کے روز منادی کو حکم دوں گا کہ اس طرح ندا کرے کہ تمام خلائق سنے کہ فلاں پسر فلاں آتش جہنم سے خدا کا آزاد کیا ہوا ہے۔ موسیٰؑ نے کہا خداوندا اس کی کیا جزا ہے جو عزیزوں کے ساتھ نیکی کرے فرمایا کہ اے موسیٰؑ اُس کی عمر بڑھاتا ہوں اور سکرات موت کو اُس پر آسان کرتا ہوں اور قیامت میں خزینہ داران بہشت اُس کو ندا دیں گے کہ ہماری جانب آ اور بہشت کے جس دروازہ سے چاہے داخل ہو۔ موسیٰؑ نے پوچھا خداوندا اُس کی کیا جزا ہے جو کسی کو تکلیف نہیں پہنچاتا بلکہ لوگوں کے ساتھ نیکی کرتا ہے۔ فرمایا بروز قیامت جہنم اُس کو ندا کرے گا کہ میری طرف تیری راہ نہیں ہے۔ موسیٰؑ نے کہا کہ اُس کی جزا کیا ہے جو تجھ کو دل و زبان سے یاد کرتا ہے فرمایا کہ اُس کو قیامت میں اپنے عرش کے سایہ میں جگہ دوں گا اور اپنی پناہ میں رکھوں گا۔ موسیٰؑ نے کہا خداوندا اُس کا اجر کیا ہے جو تیرے کتاب کی ظاہر بظاہر اور پوشیدہ طور سے تلاوت کرے فرمایا کہ اے موسیٰؑ وہ صراط پر سے برق جہندہ کی طرح گذر جائے گا۔ موسیٰؑ نے کہا خداوندا اُس کی کیا جزا ہے جو تیری خوشنودی کے لئے لوگوں کے آزار اور اُن کی گالیوں پر صبر کرتا ہے فرمایا کہ ہول روز قیامت سے اُس کو محفوظ رکھوں گا۔ موسیٰؑ نے کہا خداوندا اُس کی کیا جزا ہے جو تیرے خوف سے گریاں ہو فرمایا کہ اے موسیٰؑ اُس کے چہرہ کو آتش جہنم کی گرمی

سے بچاؤں گا۔ اور اُس کو قیامت کے سخت خوف سے ایمن کر دوں گا۔ موسیٰؑ نے کہا خداوندا اُس شخص کی جزا کیا ہے جو تجھ سے حیا کے سبب سے خیانت ترک کرے فرمایا کہ اے موسیٰؑ قیامت کے روز اُس کو امان بخشوں گا۔ موسیٰؑ نے کہا خداوندا کیا ہے اُس کی جزا جو تیرے عبادت کرنے والوں کو دوست رکھے فرمایا کہ اے موسیٰؑ اُس پر آتشِ جہنم کو حرام کر دوں گا۔ موسیٰؑ نے کہا خداوندا اُس کا بدلا کیا ہے جو کسی مومن کو جان بوجھ کر قتل کرے۔ فرمایا کہ قیامت کے روز اُس کی جانب نظرِ رحمت نہ کروں گا اور اُس کے کسی گناہ کو نہ بخشوں گا۔ موسیٰؑ نے پوچھا الٰہی اُس کی جزا کیا ہے جو کسی کافر کو اسلام کی دعوت دے فرمایا کہ اُس کو قیامت کے روز اجازت دوں گا کہ جس کی چاہے سفارش کرے۔ موسیٰؑ نے پوچھا کہ الٰہی اُس کا ثواب کیا ہے جو نمازوں کو وقت پر بجا لاوے فرمایا کہ جو کچھ وہ سوال کرے گا اس کو عطا کرونگا اور اپنی بہشت اُس کے لئے مباح کر دوں گا۔ موسیٰؑ نے پوچھا کہ الٰہی کیا ثواب ہے اُس کا جو تیرے عذاب کے خوف سے مکمل وضو کرے فرمایا کہ جب قیامت کے روز اُس کو مبعوث کروں گا۔ اُس کی دونوں آنکھوں کے درمیان ایک نور ہوگا جس سے محشر میں روشنی ہوگی۔ موسیٰؑ نے پوچھا کہ اُس کا ثواب کیا ہے جو رمضان کے مبارک مہینہ کا تیری رضا کے لئے روزہ رکھے فرمایا کہ اُس کو قیامت کے روز ایسی جگہ کھڑا کروں گا جہاں اُس کو کوئی خوف نہ ہوگا۔ موسیٰؑ نے کہا الٰہی اُس کی جزا کیا ہے جو ماہِ رمضان میں لوگوں کے دکھانے کے لئے روزہ رکھے فرمایا کہ اُس کا اجر اُس کے مانند ہے جس نے روزہ نہیں رکھا ہے۔

حدیث حسن میں امام محمد باقرؑ سے منقول ہے کہ توریت میں لکھا ہے کہ اے موسیٰؑ میں نے تم کو اپنی پیغمبری کے لئے خلق کیا اور اپنی عبادت کے لئے قوت بخشی تم کو اپنی عبادت کا حکم دیا اور معصیت سے منع کیا۔ اگر میری اطاعت کروگے تو اپنی اطاعت میں مدد دوں گا اور اگر میری معصیت کروگے تو امداد نہ کروں گا اے موسیٰؑ اطاعت میں تم پر میرا احسان ہے اور معصیت میں تم پر میری حجت ہے۔ اے موسیٰؑ مجھ سے اپنے پوشیدہ عیوب میں ڈرو تاکہ تمہارے عیبوں کو لوگوں سے پوشیدہ رکھوں اور اپنی خلوتوں میں مجھ کو یاد کرو اور اپنی خواہشوں اور لذتوں میں مجھے دل میں یاد رکھو تاکہ میں تمہاری غفلتوں میں تم کو یاد رکھوں اور لغزشوں سے تمہاری حفاظت کروں اور اپنے غصّہ کو اُن لوگوں سے روکے رہو

جن پر میں نے تم کو مسلّط کیا ہے تاکہ اپنے غضب کو تم سے باز رکھوں۔ اور اپنے دل میں میرے رازوں کو پوشیدہ رکھو اور میرے دشمن سے ظاہر بظاہر مدارت کا اظہار کرو۔ اپنے دشمن کو میرے خلق اور راز سے آگاہ نہ کرو کیونکہ وہ میرے بارے میں ناسزا کہیں گے اور تم اُن کے ناسزا کہنے میں گناہ میں اُن کے شریک رہو گے۔

پھر موسیٰؑ نے کہا کہ خداوندا کون خطیرۂ قدس میں ساکن ہوگا فرمایا وُہ لوگ جن کی آنکھوں نے نامحرم عورتوں کو نہیں دیکھا جن کے اموال سود اور ربا میں مخلوط نہیں ہوئے اور جنہوں نے حکم خدا میں رشوت نہیں لی۔

بسند معتبر حضرت صادق علیہ السلام سے منقول ہے کہ حق تعالیٰ نے موسیٰؑ سے فرمایا کہ اے پسر عمران جو دعویٰ کرتا ہے کہ مجھ کو دوست رکھتا ہے اور رات کو سو رہتا ہے وہ اپنے دعوے میں جھوٹا ہے۔ کیا ایسا نہیں ہے کہ ہر دوست اپنے دوست کو تنہائی میں چاہتا ہے۔ اے پسر عمرانؑ میں اپنے دوستوں پر مطلع ہوں جب رات اُن پر چھا جاتی ہے اُن کے دل اور آنکھوں کو اپنے غیر کی جانب سے اپنی طرف پھیر دیتا ہوں اور اپنے عذاب کو اُن کی آنکھوں کے سامنے ممثل کر دیتا ہوں وہ لوگ مشاہدہ کے عنوان سے مجھ سے مخاطب ہوتے ہیں جس طرح کہ حاضر لوگ مجھ سے بات کرتے ہیں۔ اے پسر عمرانؑ اپنے دل سے خشوع اور اپنے جسم سے خضوع اور اپنی آنکھوں سے آنسو مجھے رات کی تاریکیوں میں بخش دو اور مجھ سے دُعا کرو کیونکہ مجھ کو اپنے نزدیک اور قبول کرنے والا پاؤ گے۔

بسند معتبر حضرت صادقؑ سے منقول ہے کہ جب موسیٰؑ طور پر تشریف لے گئے اپنے پروردگار سے مناجات کی کہا پالنے والے اپنے خزانے مجھے دکھا دے۔ حق تعالیٰ نے فرمایا اے موسیٰؑ میرے خزانے وہ ہیں کہ جب کسی چیز کا ارادہ کرتا ہوں کہتا ہوں ہو جا پس وہ ہو جاتی ہے۔ مجھ کو خزانے کی ضرورت نہیں ہے۔ میں جو کچھ چاہتا ہوں اپنی قدرت کاملہ سے عدم سے وجود میں لاتا ہوں۔

بسند معتبر حضرت امام محمد باقر علیہ السلام سے منقول ہے کہ موسیٰؑ نے مناجات کی کہ خداوندا مجھے وصیت کر۔ فرمایا کہ میں تم کو وصیت کرتا ہوں اپنے لئے یعنی میرے حق کی رعایت کرو اور میری نافرمانی نہ کرو یہاں تک کہ تین مرتبہ سوال کیا۔ اور ہر مرتبہ حق تعالیٰ نے یہی جواب دیا۔ جب موسیٰؑ نے چوتھی مرتبہ کہا کہ مجھ کو کوئی وصیت کر فرمایا کہ تم کو تمہاری ماں کے حق کی رعایت کے بارے میں وصیت کرتا ہوں

پھر پوچھا یہی جواب ملا چھٹی مرتبہ جب پوچھا فرمایا کہ میں تم کو وصیت کرتا ہوں تمہارے باپ کے حق کی رعایت کے لئے۔ حضرت نے فرمایا کہ اسی سبب سے کہا ہے کہ دو ثلث نیکی ماں کے لئے ہے اور ایک ثلث باپ کے لئے۔

بسند معتبر منقول ہے کہ موسیٰؑ کے ساتھ حق تعالیٰ کی جملہ مناجات میں سے یہ ہے کہ اے موسیٰؑ دنیا میں اپنی آرزوؤں کو دراز نہ کرو کیونکہ تمہارا دل سخت ہو جائے گا۔ اور سخت دل مجھ سے دور رہتا ہے۔ اے موسیٰؑ ایسے ہو جاؤ جیسا کہ میں چاہتا ہوں۔ میں چاہتا ہوں کہ میرے بندے میری اطاعت کریں اور معصیت نہ کریں اور دنیا کی خواہشوں سے اپنے دل کو میرے خوف کی وجہ سے مردہ کرلو۔ پرانے لباس سے دل خوش رکھو تاکہ اہل زمین پر تمہارا حال پوشیدہ رہے اور اہل آسمان میں نیکی کے ساتھ مشہور رہو۔ اندھیری راتوں کو نور عبادت سے روشن کرتے رہو۔ اور صابروں کے قنوت کے مانند قنوت پڑھ پڑھ کر میرے نزدیک خضوع اختیار کرو۔ اور میری درگاہ میں گناہوں سے نالہ و فریاد کرو اُس شخص کی طرح جو اپنے دشمن سے بھاگ کر قدرت رکھنے والے خدا کی جانب پناہ لے گیا ہو اور بندگی میں مجھ سے مدد طلب کرو کیونکہ میں بہتر معین و مددگار ہوں۔ اے موسیٰؑ میں وہ خدا ہوں کہ اپنے بندوں پر مسلط ہوں۔ بندے میری قدرت کے اندر ہیں اور سب مجھ سے عاجز ہیں۔ لہٰذا اپنے نفس کو اپنے اوپر متہم رکھو اور اپنے نفس کے فریب میں نہ آؤ اور اپنے فرزندوں کو اپنے دین میں بے خوف نہ کرو مگر جبکہ تمہارا فرزند تمہاری طرح صالحوں کو دوست رکھتا ہو۔

اے موسیٰؑ اپنے کپڑوں کو وضو اور غسل کرو اور میرے شائستہ بندوں کی صحبت میں رہو۔ اے موسیٰؑ اُن کی نماز میں اُن کے امام ہوا کرو اور جس معاملہ میں وہ لوگ نزاع کریں اُس میں اُن کے درمیان حکم کرو۔ ظاہری حکم، روشن دلیل اور اس کے نور کے ساتھ جو ہم نے تم پر نازل ہے وہ نور بتلانے والا ہے جو کچھ گذر گیا اور جو آخر زمانہ میں ہونے والا ہے۔ اے موسیٰؑ میں تم کو وصیت کرتا ہوں۔ مہربان دوست کی سی وصیت ایک بزرگ فرزند یعنی عیسیٰ بن مریم کے بارہ میں جو دراز گوش پر سوار ہوگا۔ بندوں کی سی ٹوپی سر پر رکھے گا۔ صاحب زیت و زیتون و محراب ہوگا۔ اس کے بعد تم کو وصیت کرتا ہوں صاحب شتر سرخ کے بارے میں، وہ پاکیزہ طینت پاکیزہ اخلاق، گناہوں اور برائیوں سے مطہر ہوگا اُس کے اوصاف تمہاری کتاب

میں یہ ہیں کہ وہ خدا کی تمام کتابوں پر ایمان لانے والا اور گواہی دینے والا ہے وہ رکوع و سجود کرنے والا ثواب کی جانب رغبت کرنے والا اور عذاب سے ڈرنے والا ہوگا مساکین اور محتاج لوگ اُس کے بھائی ہوں گے۔ اُس کے انصار و مصاحب غیر قبیلہ کے ہوں گے اور اُس کے زمانہ میں تنگیاں، شدتیں، فتنے، فسادات اور مال کی کمی ہوگی اُس کا نام احمدؐ۔ محمدؐ اور امین ہے اور وہی گذشتہ پیغمبروں کا خلاصہ ہوگا۔ وہ خدا کی تمام کتابوں پر ایمان لائے گا اور جمیع پیغمبروں کی تصدیق کریگا۔ اور اُن تمام پیغمبروں کی خلوص کے ساتھ شہادت دے گا اور اُس کی امت ایسی امت ہے جس پر رحم کیا گیا ہے اور با برکت ہے تاکہ اُس کے دین حق پر باقی رہے اور اُس کے دین کو ضائع نہ کرے ان لوگوں کو چند ایسی ساعتیں معلوم ہیں جن میں اُس غلام کی طرح نمازیں ادا کریں گے جو اپنے زیادہ وقت کو اپنے آقا کی خدمت میں صرف کرتا ہے لہٰذا اُس پیغمبر کی تصدیق کرو اور اُس کے طریقوں کی پیروی کرو کیونکہ وہ تمہارا بھائی ہے اے موسیٰؑ وہ اُمیّ ہے کسی سے پڑھنا نہ سیکھے گا وہ ایک نیک بندہ ہے وہ جس چیز میں ہاتھ ڈال دے گا۔ میں اس میں برکت دوں گا اور اُس کے علم میں بھی برکت و زیادتی عطا کروں گا اس کو میں نے خود با برکت خلق کیا ہے اُسی کے زمانہ میں قیامت قائم ہوگی۔ اُسی کی اُمت پر دنیا کا خاتمہ کروں گا لہٰذا بنی اسرائیل کے ظالم لوگوں کو حکم دو کہ اُس کے نام کو میری کتابوں سے محو نہ کریں حالانکہ میں جانتا ہوں کہ وہ مٹا دیں گے اُس کی محبت میرے نزدیک ایک بہت بڑی نیکی ہے۔ میں اُس کے ساتھ ہوں اُس کے مددگاروں میں سے ہوں وہ میرے لشکر میں سے ہے اور میرا لشکر تمام لشکروں پر غالب ہے غرض میرا کلمہ اور میری تقدیر پوری ہو چکی ہے کہ یقیناً اُس کے دین کو تمام دینوں پر غالب کر دوں گا تاکہ ہر مکان میں لوگ میری یکتائی کے ساتھ پرستش کریں اور میں اُس پر ایسا قرآن نازل کروں گا جو علوم کا مجموعہ اور باطل سے حق کو جدا کرنے والا ہوگا اور شیطان کے وسوسوں سے دلوں کو شفا بخشنے والا ہوگا لہٰذا اے پسر عمران تم اُس پر صلوات بھیجو کیونکہ میں اور میرے فرشتے اُس پر صلوات بھیجتے ہیں۔

اے موسیٰؑ تم تو میرے بندے ہو۔ میں تمہارا خدا ہوں کسی فقیر اور پریشان کو ذلیل نہ سمجھو۔ امیروں کے حال کی اُن چند چیزوں میں آرزو نہ کرو جو مال دنیا سے میں نے اُن کو عطا کیا ہے اور مجھے یاد کرنے کے وقت خشوع اختیار کرو۔ توریت کی تلاوت کے

وقت میری رحمت کے امیدوار رہو اور خوفزدہ اور محزون آواز سے مجھ کو توریت سنایا کر
اپنا دل مجھ سے مطمئن رکھو۔ جس کا دل میری طرف مائل ہوتا ہے مجھ کو بھی اُس کی یاد آ
ہے۔ میری ہی عبادت کرو کسی کو میرے ساتھ شریک نہ کرو اور میری خوشنودی کے
لئے کوشش کرتے رہو یقیناً میں تمہارا بزرگ آقا ہوں۔ میں نے تم کو ایک بے مقدا
گندہ پانی سے خلق کیا اور تمہاری بنیاد اُس مٹی سے قائم کی جس کو کئی طرح کی مخلوط ایک
ذلیل زمین سے لیا تھا پھر میں نے اس میں روح پھونکی اور اُس کو ایک بشر بنا دیا۔
لہٰذا میں ہی خلائق کا پیدا کرنے والا ہوں اور میری ذات بابرکت ہے اور میری صنعت
پاک ہے اور کسی چیز کو مجھ سے مشابہت نہیں ہے اور میں ہی ہمیشہ زندہ رہنے والا
ہوں۔ کیونکہ زوال مجھ پر محال ہے۔ اے موسیٰ جس وقت کہ مجھ سے دُعا کر
خائف و ہراساں رہو اور میرے سامنے اپنے منہ کو خاک پر رکھو اور میرے لئے
اپنے بہترین اعضا سے سجدہ کرو اور جس وقت کہ میرے سامنے کھڑے ہو تو عاجزی
فروتنی کرو اور مناجات کے وقت خوفزدہ دل سے خوف کے ساتھ مجھ سے راز کہو
اور توریت کے ذریعہ سے اپنی ساری عمر میں اپنے کو زندۂ معنوی رکھو میری حمد
ناوانوں کو تعلیم کرو اور اُن کو میری نعمتیں یاد دلاؤ اور کہو کہ اس قدر گمراہی اور نافرمانی
میں نہ رہیں۔ کیونکہ جس وقت میں گرفت کروں گا تو سخت گرفت کروں گا اور میرا عذاب
دردناک ہے اے موسیٰ مجھ سے اگر تمہارا وسیلہ ٹوٹ جائے گا تو دوسروں کا وسیلہ
تم کو کوئی فائدہ نہ بخشے گا لہٰذا میری عبادت کرو اور میرے سامنے بندۂ حقیر کے
مانند کھڑے ہو اور اپنے نفس کی مذمت کرو کیونکہ وہ مذمت کا زیادہ مستحق ہے اور
اُس کتاب کی وجہ سے جو میں نے تم کو دی ہے بنی اسرائیل پر فخر و تکبر نہ کرو۔ کیونکہ وہی
کتاب تم کو نصیحت حاصل کرنے اور تمہارے دل کو روشن کرنے کے لئے کافی ہے اور
وہ جہانوں کے پروردگار کا کلام ہے۔ اے موسیٰ جب مجھ سے دُعا کرو میری رحمت
کے امیدوار رہو تو میں تم کو بخشدونگا۔ ہر چند کہ گنہگار ہو گے۔ آسمان میرے خوف
سے میری تسبیح کرتا ہے اور فرشتے میرے خوف سے کانپتے رہتے ہیں زمین میری
رحمت کی طمع سے میری تسبیح کرتی ہے۔ تمام مخلوق میری پاکی بیان کرتی ہے اور میرے
سامنے ذلیل ہے۔ تم کو نماز خوشگوار ہو کیونکہ وہ میرے نزدیک عظیم منزلت رکھتی
ہے اُس کا ایک مضبوط عہد میرے نزدیک ہے کیونکہ وہ ہر شخص کو جیسا کہ چاہیئے میرے
دربار میں پیش کرتی ہے اور میں بخش دیتا ہوں اور نماز سے وہ کام ملحق کرو جو نماز

کی مقبولیت کی شرطوں میں سے ہے اور وہ زکوٰۃ قربانی ہے اور میری راہ میں اپنے پاک و نیک ترین مال و طعام میں سے دو کیونکہ میں قبول نہیں کرتا مگر جو حلال اور پاک ہو اور جس کو محض میری رضا کے لئے دیا جاتا ہے اپنے قرابت داروں سے زکوٰۃ کے ساتھ احسان و نیکی بھی کرو اس لئے کہ میں خداوند رحمٰن و رحیم ہوں اور قرابت کو میں نے پیدا کیا ہے اور اپنی رحمت سے مقدر کیا ہے تاکہ اُس کے سبب سے ایک دُوسرے کے ساتھ میرے بندے مہربانی کریں اور رحم کرنے والے کو قیامت میں ایک سلطنت عطا کروں گا اور جو قطع رحم کرے گا اُس سے اپنی رحمت منقطع کردوں گا اور جو شخص رحم کے ساتھ پیش آیا ہوگا اور اپنے عزیزوں کے ساتھ نیکی کئے ہوگا میں بھی اپنی رحمت کے ساتھ اُس سے پیش آؤں گا۔ اسی طرح اس شخص کے ساتھ عمل کرونگا جس نے میرے حکم کو ضائع کر دیا ہوگا۔ اے موسیٰؑ سوال کرنے والے کو گرامی رکھو جب وہ تمہارے پاس آئے تو نرمی سے جواب دیدو یا کچھ عطا کرو۔ کیونکہ تمہارے پاس جن و انس میں کوئی نہیں آتا بلکہ خداوند رحمٰن کی جانب سے وہ چند فرشتے ہیں وہ تمہارا امتحان کرتے ہیں کہ کیونکر صرف کرتے ہو اُس کو جو میں نے تم کو عطا کیا ہے اور کیونکر اُس کا شکر ادا کرتے ہو اور کس طرح اس میں برادران مومن کے ساتھ مساوات کرتے ہو۔ جو میں نے تم کو عطا کیا ہے اور گریہ و تضرع کے ساتھ میرے لئے خاشع رہو اور توریت پڑھنے اور رونے میں آواز بلند کرو اور سمجھو کہ میں تم کو اپنی درگاہ میں بلاتا ہوں جس طرح آقا اپنے غلام کو بلاتا ہے تاکہ اُس کو شریف ترین منازل پر پہنچائے اور اس کو اپنے نزدیک بلند مرتبہ قرار دے اور یہ تم پر اور تمہارے گذشتہ باپ داداؤں پر میرا فضل و احسان ہے۔ اے موسیٰؑ مجھ کو کسی حال میں فراموش نہ کرو اور مال کی زیادتی پر خوش نہ ہو اس لئے مجھ کو بھول جانے سے دل سخت ہو جاتا ہے اور مال کی زیادتی کے ساتھ گناہوں کی زیادتی ہوتی ہے۔ زمین اور آسمان اور دریا سب میرے مطیع و فرمانبردار ہیں اور نافرمانی انس و جن کی شقاوت کا سبب ہوگئی ہے اور میں خداوند رحیم و رحمٰن ہر زمانہ کے لوگوں پر رحم کرنے والا ہوں۔ راحت کے بعد سختی لاتا ہوں اور تکلیف کے بعد نعمت عطا کرتا ہوں۔ بادشاہوں کو بادشاہوں کے بعد لاتا ہوں اور میری بادشاہی قائم و دائم ہے اور کبھی زائل نہیں ہوتی۔ مجھ پر کوئی چیز آسمان و زمین کی مخفی نہیں ہے اور کیونکر پوشیدہ رہ سکتی ہے۔ جبکہ میں نے ہی سب کو پیدا کیا ہے اور کیونکر تمہارا دل میری رضا اور ثواب حاصل کرنے کی جانب متوجہ نہ ہوگا۔

حالانکہ تمہاری بازگشت میری جانب ہے۔ اَے موسیٰؑ مجھ کو اپنی پناہ اور جائے پناہ قرار دو اور اپنے اعمال صالحہ کے خزانہ کو میرے پاس جمع کرو۔ مجھ سے ڈرو دوسرے سے نہ ڈرو کیونکہ تمہاری بازگشت میری ہی طرف ہے۔

اَے موسیٰؑ اُس پر رحم کرو جو میری مخلوق میں تم سے پست تر ہے اور اُن پر حسد نہ کرو جو تم سے بلند تر ہے کیونکہ حسد نیکیوں کو کھا جاتا ہے جس طرح آگ لکڑی کو کھا جاتی ہے۔ اَے موسیٰؑ آدم کے دو بیٹوں نے میرے نزدیک تواضع کی اور میری بارگاہ میں قربانی لائے تاکہ میرا فضل و کرم اُن کے شامل ہو اور میں تو پرہیزگاروں کی قربانی قبول کرتا ہوں۔ اس سبب سے ایک کی قربانی مقبول ہوتی ہے اور دوسرے کی نامقبول پھر آخر اُن کا معاملہ جس حد تک پہنچا اُسے تم جانتے ہو۔ لہٰذا اپنے وزیر[1] و مصاحب پر تم کیونکر اعتماد کرتے ہو اُس کے بعد جبکہ بھائی نے بھائی کے ساتھ ایسا کیا۔ اَے موسیٰؑ فخر و غرور کو ترک کرو اور یاد رکھو کہ قبر میں تم کو ساکن ہونا ہوگا یہ خیال تم کو خواہشاتِ دُنیا سے مانع ہوگا۔ اَے موسیٰؑ توبہ کرنے میں عجلت کرو اور گناہ کو تاخیر میں ڈالو۔ میرے سامنے نماز میں دیر تک ٹھہرو میرے علاوہ کسی اور سے اُمّید نہ رکھو۔ سختیوں کے دفع کرنے میں مجھ کو اپنی سپر قرار دو اور بلاؤں کے دفع کے لیئے اپنا قلعہ سمجھو۔ اَے موسیٰؑ وہ بندہ مجھ سے کیونکر ڈرتا ہے جو میرے فضل و نعمت کو اپنے اوپر سمجھتا ہے حالانکہ اُس پر غور نہیں کرتا اور ایمان نہیں لاتا اور کیونکر اُس پر ایمان لاتا ہے اور ثواب کی اُمّید رکھتا ہے حالانکہ دنیا پہ قانع ہے اور اُس کو اپنی جائے پناہ بنائے ہوئے ہے اور دنیا کی جانب ظالموں کی طرح رجوع ہے۔

اَے موسیٰؑ اہلِ خیر کے ساتھ نیکی و خیر کرنے میں سبقت کرو کیونکہ نیکی اُس کے نام کی طرح خوش آیند ہے اور بدی کو اُس کے لیئے چھوڑ دو جو دنیا پر فریفتہ ہے۔ اَے موسیٰؑ اپنی زبان کو اپنے دل کے پیچھے قرار دو تاکہ زبان کے شر سے محفوظ رہو یعنی جو کچھ کہو پہلے اُس میں غور کرو اور جب سمجھ لو کہ اس میں کوئی خرابی نہیں ہے تو کہو اور شب و روز میں مجھ کو بہت یاد کرو جب تک کہ موقع پاؤ۔ اور گناہوں کی پیروی نہ کرو تاکہ پشیمان نہ ہو یقیناً گناہوں کی وعدہ گاہ آتشِ جہنم ہے۔

---

[1] یہاں وزیر سے مراد حضرت یوشع بن وصیؑ جناب موسیٰؑ نہیں بلکہ یہ عام موعظ ہے کہ جب بھائی نے بھائی کو قتل کر دیا تو دوسروں پر کیا اعتبار کیا جا سکتا ہے۔ یہاں بھائی سے مراد قابیل بھی ہو سکتا ہے جس نے اپنے بھائی ہابیل کو قتل کیا تھا۔ ۱۲۔ مترجم

اے موسیٰ اپنی گفتگو اُن لوگوں کے لئے جنہوں نے گناہوں کو ترک کر دیا ہے۔ نرم کرو اور اُس کے ہمنشین رہو اور اُن کو اپنا بھائی قرار دو اور اُن کے ساتھ میری عبادت میں کوشش کرو تاکہ وہ لوگ بھی تمہارے ساتھ کوشش کریں۔ اے موسیٰ یقیناً تم کو موت آئے گی لہذا بہتر توشہ آخرت کے لئے بھیجو اُس شخص کے بھیجنے کی طرح جو کہ جانتا ہے کہ وہ اپنے توشہ تک پہنچے گا۔ اے موسیٰ جو کچھ میری خوشنودی کے لئے کیا جاتا ہے اُس کا تھوڑا حصّہ بہت ہے اور جو میرے غیر کے لئے کیا جاتا ہے اُس کا زیادہ حصّہ کم ہے اور یقیناً تمہارا سب سے بہتر روز وہ ہے جو آنیوالا ہے۔ یعنی روز قیامت لہذا غور کرو کہ وہ دن تمہارے لئے کیسا ہوگا اور اُس روز کے جواب کے لئے تیار رہو کیونکہ بیشک اُس روز تم کو کھڑا رکھیں گے اور تمہارے عمل کا سوال کریں گے اور اپنے زمانہ واہلِ زمانہ سے نصیحت حاصل کرو جس کا راز اہلِ غفلت پر کوتاہ ہے اور اہلِ طاعت کے لئے دراز ہے۔ تمام شئے فنا ہونے والی ہے لہذا ایسے کام کرو کہ گویا اپنے عمل کا ثواب دیکھتے ہو تاکہ آخرت کی طرف تمہاری طمع زیادہ ہو اس لئے کہ دنیا کی جو چیز باقی ہے اُس کی طرح ہے جو گذر گئی۔ اسی طرح گذری ہوئی چیزوں میں سے عبادت کے سوا کوئی چیز تمہارے ساتھ باقی نہیں ہے آئندہ بھی ایسا ہی ہوگا اور ہر عمل کرنے والا غرض کے لئے عمل کرتا ہے تم اپنے لئے ہر وہ مقصود جو بہتر ہو اختیار کرو۔ تاکہ خدا کے ثواب پر فائز ہو جاؤ جس روز کہ اہلِ باطل نقصان میں رہیں گے۔ اے موسیٰ میرے سامنے اُس غلام کی طرح مذلت کا خیال نہ کرو جو اپنے آقا کے پاس فریاد رسی کے لئے حاضر ہوتا ہے۔ جب ایسا کرو گے میری رحمت تمہارے شامل ہو گی اور میں قدرت رکھنے والوں میں سب سے زیادہ کریم ہوں۔ اے موسیٰ میرا فضل اور میری رحمت مجھ سے طلب کرو کیونکہ دونوں میرے اختیار میں ہیں اور میرے سوا کوئی فضل و رحمت پر قادر نہیں ہے اور جس وقت مجھ سے سوال کرو تو غور کرو کہ تمہاری رغبت اس چیز میں کس قدر ہے جو میرے پاس ہے۔ اور ہر عمل کرنے والے کے لئے میرے پاس ایک جزا ہے اور میں انکار کرنے والوں کو بھی عملِ خیر کی جزا دیتا ہوں۔ اے موسیٰ خوشی دل سے دنیا ترک کرو اور دنیا سے پہلو تہی کرو کیونکہ تم دُنیا کے لئے نہیں ہو اور نہ دنیا تمہارے لئے ہے۔ ظالموں کے مکان سے تم کو کیا غرض۔ مگر اُس شخص کو ہے جو دنیا میں رہ کر آخرت کے کاموں میں مشغول ہو اُس کے لئے دُنیا بہتر جگہ ہے۔ اے

موسیٰؑ جو کچھ میں تم کو حکم دوں اُس کو سنو اور جو کچھ میں تمہارے لئے مصلحت سمجھوں اُس کو اور توریت کے حقائق کو اپنے سینہ میں جگہ دو اور خواب غفلت سے اُس کے ساتھ شب و روز کے اوقات میں بیدار رہو اور دنیا والوں کی باتوں یا اُن کی محبت کو اپنے سینہ میں جگہ نہ دو کیونکہ وہ مرغ کے آشیانہ کی طرح اپنا آشیانہ بنالیتی ہیں۔ اَے موسیٰؑ فرزندان دنیا و اہل دُنیا ایک دُوسرے کے فتنہ و فساد کا باعث ہیں اور دنیا اُن ہر ایک کے لئے زینت یافتہ ہے جو اُس میں ہے اور مومن کے لئے آخرت کی زینت ہے اس لئے وہ ہمیشہ آخرت کا طالب رہتا ہے اور اُس کے علاوہ کسی پر نظر نہیں کرتا اور آخرت کی خواہش اُس کے اور دنیا کی لذتوں کے درمیان حائل ہوگئی ہے۔ لہذا وہ جنگلوں کو عبادت اور قرب الٰہی کے درجات کے لئے طے کرتا ہے اُس سوار کے مانند جو میدان میں گھوڑا دوڑاتا ہے تاکہ دُوسروں پر سبقت حاصل کرے اور نیکی کا پالا مار لے اور جلد اپنے مقصود کو پہنچے۔ دنوں کو اپنی آخرت کے غم میں اندوہناک رہے اور راتوں کو محزون بسر کرے پھر کیا کہنا ہے اُس کا اگر اُس کی آنکھوں کے سامنے سے پردہ اُٹھ جائے تو پھر وہ کس قدر زیادہ وہ چیزیں دیکھے گا جو اُس کی مسرّت کا سبب ہوں گی۔ اَے موسیٰؑ دنیا تھوڑی ہے اور ناچیز جس کو ثبات نہیں ہے اور نہ اُس میں مومنوں کے ثواب کی گنجائش ہے۔ اور نہ فاجروں کے عذاب کی لہذا ابدی مضرت اُس کے لئے ہے جو اپنی آخرت کا ثواب دنیا کی لذتوں کے عوض فروخت کرے جو باقی نہ رہے گی اور زبان کے ذائقہ کے لئے بیچ دے جو جلد زائل ہو جاتا ہے۔ لہذا اس طرح رہو جیسے کہ میں تم کو حکم دوں اور جو کچھ میں حکم دوں گا وہ رشد و صلاح کا باعث ہوگا۔ اَے موسیٰؑ جب تم دیکھو کہ امیری کا رُخ تمہاری جانب ہے تو سمجھ لو کہ تم نے کوئی گناہ کیا ہے جس کی سزا تم کو دُنیا میں ملی ہے اور جب دیکھو کہ پریشانی نے تمہاری جانب رُخ کیا ہے تو کہو مرحبا صالحوں کے طریقے مرحبا۔ اور جباروں اور ظالموں کے ساتھ نہ رہو اور نہ اُن کے پاس جاؤ اور نہ بیٹھو۔ اَے موسیٰؑ عمر کتنی ہی دراز ہو آخر فانی ہے اور جو چیز کہ دنیا میں تم سے لے لی جاتی ہے۔ درآنحالیکہ اُس کا انجام آخرت کی باقی رہنے والی نعمت ہوتی ہے تو وہ تم کو نقصان نہیں پہنچاتی۔ اَے موسیٰؑ میری کتاب تم کو بلند آواز سے پکارتی ہے کہ تمہاری بازگشت کہاں ہوگی۔ تو کیونکر ایسی حالت میں آنکھوں کو نیند آتی ہے اور کس طرح کوئی جماعت زندگانی دُنیا سے لذّت حاصل کرتی ہے اگر ایسا نہ ہوتا کہ مدتوں سے وہ غفلت

میں پڑے ہیں۔ اور اپنی شقاوت کی پیروی میں گرفتار رہیں اور طرح طرح کی خواہشوں سے واقف ہیں تو سچے لوگ اُس سے بہت تھوڑے مواعظ میں فریاد کرنے لگتے جو میں نے اپنی کتاب میں بیان کئے ہیں۔ اے موسیٰ میرے بندوں کو حکم دو کہ میرے متعلق اقرار کریں کہ میں تمام رحم کرنے والوں سے زیادہ رحم کرنے والا ہوں اور مضطر و بیقرار لوگوں کی دُعا کا قبول کرنے والا ہوں اور بلاؤں کو دفع کرتا ہوں اور زمانوں کو بدل دیتا ہوں اور بلاؤں کے بعد نعمتیں عطا کرتا ہوں اور تھوڑے عمل پر شکریہ ادا کرتا ہوں اور بہت جزا دیتا ہوں اور فقیر کو غنی کر دیتا ہوں اور ہمیشہ رہنے والا غالب اور قادر خدا ہوں اس کے بعد مجھ کو پکاریں تو جو گنہگار شخص پناہ چاہے اور تم سے التجا کرے تو اُس سے کہو کہ مرحبا کشادہ ترین فضا میں تم نے منزل کی اور پروردگار عالم کی عزت و کرم کی کشادگی میں سوار ہوئے خوش ہو کہ خدا تمہاری توبہ قبول کرے گا اور (اے موسیٰؑ) مجھ سے اُن کے لئے آمرزش طلب کرو اور اُن کے ساتھ مثل اُن کے رہو اور فخر و غرور اُس نعمت پر نہ کرو جو میں نے تم کو دی ہے اور اُن سے کہو کہ میرے احسان و کرم کا مجھ سے سوال کریں کیونکہ کوئی میرے سوا فضل و رحمت کا مالک نہیں ہے اور میں فضل عظیم کا مالک ہوں کیا کہنا ہے تمہارا اے موسیٰؑ کہ گمراہوں کے لئے پناہ اور گنہگاروں کے لئے بھائی اور پریشانوں کے ہم نشین اور گناہگاروں کے لئے استغفار کرنے والے ہو اور میرے نزدیک پسندیدہ منزلت رکھتے ہو لہذا پاک دل اور راست گو زبان سے مجھ سے دُعا کرو اور اُس طرح رہو جیسا کہ میں نے تم کو حکم دیا ہے میرے حکم کی اطاعت کرو اور میرے بندوں پر تکبر اور زیادتی نہ کرو اُن چند نعمتوں کے سبب سے جو میں نے تم کو عطا کی ہیں۔ حالانکہ اُن کی ابتدا تمہاری طرف سے نہیں ہوئی ہے۔ اور میری قربت حاصل کرو کیونکہ میں تمہارے قریب ہوں یقیناً میں نے تم سے ایسی چیز کا سوال نہیں کیا ہے جس کا تحمل تم پر گراں ہو۔ تم سے اتنا ہی چاہتا ہوں کہ دعا کرو تو میں تمہاری دُعا کو قبول کروں گا پھر عطا کروں گا اور مجھ سے میرے پیغامات پہنچانے میں جو میں نے تم پر نازل کئے ہیں اور جن کی تاویل تم سے بیان کر دی ہے تقرب حاصل کرو۔ اے موسیٰؑ زمین کی جانب نظر کرو جو عنقریب تمہاری قبر ہو گی اور اپنی آنکھوں کو آسمان کی طرف اُٹھاؤ کہ تمہارے پروردگار کا ملک عظیم تر ہے اور جب تک دُنیا میں رہو اپنے نفس پر گریہ کرو اور مہلکوں سے خائف رہو اور تم کو دُنیا کی زینت فریب نہ دے علم پر راضی نہ ہو اور ستمگار نہ بنو کیونکہ میں ستمگاروں

کی تاک میں رہتا ہوں اور مظلوموں کو اُن پر غالب کروں گا۔ اے موسیٰؑ نیکی کا دس گنا ثواب اور گناہ کا عوض اُسی کے برابر دیتا ہوں۔ پھر وُہ لوگ گناہ کرتے ہیں تو اس ایک کو دس کے برابر بڑھا دیتے ہیں اور ہلاک ہوتے ہیں اور کسی کو میرے ساتھ عبادت میں شریک نہ کرو اور تمام امور میں میانہ روی اختیار کرو اور ایسے امیدوار کی طرح دعا کرو جو میرے ثواب کی رغبت رکھتا ہے اور اپنے اعمال سے پشیمان ہو اس لئے کہ شب کی تاریکی کو دن زائل کر دیتا ہے اسی طرح نیکیاں گناہوں کو مٹا دیتی ہیں اور جس طرح شب کی تاریکی دن کی روشنی کو زائل کر دیتی ہے اُسی طرح گناہ نیکیوں کو سیاہ کر دیتے ہیں۔

حدیث معتبر میں حضرت صادق علیہ السلام سے منقول ہے کہ شیطان ایک روز حضرت موسیٰؑ کے پاس آیا۔ جس وقت کہ وہ اپنے پروردگار سے مناجات کر رہے تھے۔ ایک فرشتہ نے اُس سے کہا کہ ایسی حالت میں تو ان سے کیا امید رکھتا ہے شیطان نے کہا کہ وہی امید رکھتا ہوں جو ان کے پدر (آدمؑ) سے رکھتا تھا۔ جبکہ وہ بہشت میں تھے۔ امام نے فرمایا کہ اُن موعظوں میں سے کچھ یہ ہیں جو حق تعالیٰ نے موسیٰؑ سے فرمائے یعنی کہا اے موسیٰؑ میں نماز اُس کی قبول کرتا ہوں جو تواضع اور فروتنی کرتا ہے میری عظمت کے لئے اور اپنے دل پر میرا خوف لازم کر لیتا ہے اور اپنا دن میری یاد میں گذارتا ہے اور رات اپنے گناہوں کے اقرار میں بسر کرتا ہے اور میرے ولیوں اور دوستوں کے حق کو پہچانتا ہے موسیٰؑ نے پوچھا خداوندا ولیوں اور محبوں سے کیا تیری مراد ابراہیمؑ و اسحٰقؑ اور یعقوبؑ سے ہے فرمایا کہ اے موسیٰؑ وُہ لوگ ایسے ہی ہیں اور میرے دوست ہیں مگر میری مراد اُن سے نہیں بلکہ میرا مقصود وُہ ہے جس کے لئے آدمؑ و حوّاؑ کو میں نے بنایا اور بہشت و دوزخ کو پیدا کیا موسیٰؑ نے کہا اے میرے پروردگار وہ کون ہے فرمایا کہ محمدؐ اور اُس کا نام احمدؐ ہے اور اُس کے نام کو میں نے اپنے نام سے مشتق کیا ہے اس لئے کہ میرا ایک نام محمود ہے موسیٰؑ نے کہا خداوندا مجھ کو اُن کی اُمت میں قرار دے حق تعالیٰ نے فرمایا کہ اے موسیٰؑ جب اُن کو پہچان لوگے اور اُن کی اور اُن کے اہلبیتؑ کی میرے نزدیک قدر و منزلت سمجھ لوگے تو تم اُن کی امت میں ہو۔ یقیناً میری تمام مخلوق میں اُن کی اور اُن کے اہلبیتؑ کی مثال تمام باغوں میں فردوس کی سی مثال ہے جس کی پتیاں کبھی خشک نہیں

ہوتیں اور جس کا مزہ تبدیل نہیں ہوتا تو جو شخص اُن کے اور اُن کے اہلبیتؑ کے حق کو پہچانے اُس کے لئے ناوانی کے نزدیک واناتی اور تاریکی کے نزدیک روشنی قرار دوں گا اُس کی دُعا قبول کروں گا قبل اس کے کہ وہ مجھ سے دُعا کرے اور عطا کروں گا قبل اس کے کہ مجھ سے سوال کرے۔ اے موسیٰؑ جبکہ دیکھو کہ پریشانی کا رخ تمہاری جانب ہے اُس سے کہو مرحبا اے نیکوں کی روش خوب آئی اور جب دیکھو کہ توانگری کا رخ تمہاری جانب ہے کہو کہ اس کا سبب کوئی گناہ ہے جس کا عذاب جلد مجھ کو پہنچا یا گیا ہے اس لئے کہ دنیا عذاب کا مقام ہے آدمؑ نے جب خطا کی تو اُن کو اُن کے عمل کی سزا میں میں نے دنیا میں بھیجا اور دنیا اور جو کچھ اُس میں ہے سب پر میں نے لعنت کی سوائے اُس چیز کے جو میرے لئے ہو اور جس میں میری خوشنودی حاصل ہو۔ اے موسیٰؑ یقیناً میرے نیک بندوں نے اپنے علم کے موافق جس قدر اُن کو میرے متعلق ہے اور مجھ کو پہچاننے کی وجہ سے ترک و زہد دنیا اختیار کیا ہے اور میری بہت سی مخلوق نے اپنی نادانی اور مجھے نہ پہچاننے کی وجہ سے دنیا کی جانب رغبت کی ہے اور جس نے بھی دنیا کی تعظیم کی اور اُس کو بزرگ سمجھا تو دنیا سے اس کی آنکھیں روشن نہیں ہوئیں اور نہ اُس سے کچھ فائدہ حاصل ہُوا اور جس نے دُنیا کو حقیر سمجھا تو وہ اُس سے منتفع ہُوا۔

بسند معتبر حضرت امام رضا علیہ السلام سے منقول ہے کہ جب حق تعالیٰ نے حضرت موسیٰؑ کو مبعوث فرمایا اور اُن کو برگزیدہ کیا اور دریا کو اُن کے لئے شگافتہ کیا۔ اور بنی اسرائیل کو فرعون کے شر سے نجات دی اور الواح و توریت ان کو عطا فرمایا۔ تو موسیٰؑ نے کہا خداوندا تو نے مجھ کو گرامی فرمایا اُس کرامت و بخشش سے جس سے مجھ سے پہلے کسی کو گرامی نہیں کیا۔ حق تعالیٰ نے فرمایا کہ اے موسیٰؑ شاید تم کو معلوم نہیں ہے کہ محمدؐ میرے نزدیک میرے تمام فرشتوں اور مخلوق سے بہتر ہے۔ موسیٰؑ نے کہا اگر محمدؐ تیرے نزدیک تیری تمام مخلوق سے بہتر ہیں تو کیا پیغمبروں کی آل میں کوئی میری آل سے زیادہ بلند مرتبہ ہے فرمایا اے موسیٰؑ شاید تم نہیں جانتے کہ آل محمدؐ کی فضیلت تمام پیغمبروں کی آل پر اُسی طرح ہے جیسے محمدؐ کی فضیلت تمام پیغمبروں پر موسیٰؑ نے کہا خداوندا جب آلِ محمدؐ ایسے ہیں تو کیا پیغمبروں کی امت میں کوئی اُمت ایسی ہے جو میری امت سے بہتر ہو کیونکہ تو نے اُن پر ابر کو سایہ فگن کیا۔ اُن کے لئے من و سلویٰ نازل کیا اور دریا کو اُن کے واسطے شگافتہ کیا۔

حق تعالیٰ نے فرمایا کہ اے موسیٰؑ شاید تم کو نہیں معلوم کہ (محمد صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم) کی اُمت کی

فضیلت تمام امتوں پر ویسی ہی ہے جیسی تمام مخلوق پر آنحضرتؐ کی فضیلت موسیٰؑ نے کہا خداوندا کیا اچھا ہوتا کہ میں اُن کو دیکھتا فرمایا کہ اے موسیٰؑ تم ہرگز اُن کو نہیں دیکھو گے کیونکہ یہ وقت اُن کے ظہور کا نہیں لیکن اُن لوگوں کو محمدؐ کے سامنے جنت عدن و فردوس میں دیکھو گے کہ بہشت کی نعمتوں میں گریدہ اور ان کی لذتوں سے آسودہ ہوں گے کیا تم چاہتے ہو کہ اُن کی باتیں میں تم کو سنوا دوں کہا ہاں خداوند عالم نے فرمایا کہ میرے سامنے کمربستہ ہو کر اس طرح کھڑے ہو جاؤ کہ جیسے بادشاہ جلیل کے سامنے بندۂ ذلیل کھڑا ہوتا ہے۔ موسیٰؑ نے تعمیل کی۔ حق تعالیٰ نے ندا کی کہ اے محمدؐ کی امت توسب نے ماؤں کے شکم اور باپوں کے صلب سے بقدرت خدا جواب دیا کہ لَبَّيْكَ اَللّٰهُمَّ لَبَّيْكَ لَا شَرِيْكَ لَكَ لَبَّيْكَ اِنَّ الْحَمْدَ وَالنِّعْمَةَ لَكَ وَالْمُلْكَ لَا شَرِيْكَ لَكَ - تو حق تعالیٰ نے ان کی اس اجابت کو ان کے حج کا شعار قرار دے دیا پھر آواز دی کہ اے امت محمدؐ میری قضا اور حکم تم پر یہ ہے کہ میری رحمت میرے غضب سے پہلے ہے اور میرا عفو میرے عذاب سے قبل ہے۔ میں نے تمہارے سوال کو قبول کیا قبل اس کے کہ مانگو اور تم میں سے جو شخص میرے پاس آئے اس طرح کہ میری وحدانیت کی گواہی دے اور شہادت دے کہ محمدؐ میرا بندہ اور رسول ہے اور گفتار میں صادق اور اپنے افعال میں امت میں محق ہے اور گواہی دے کہ علیؑ بن ابیطالب اُن حضرتؐ کا بھائی، وصی اور خلیفہ ہے اور اطاعت علیؑ کو اپنے اوپر لازم کرلے جس طرح اطاعت محمدؐ کو لازم کیا ہے اور گواہی دے کہ اُس کے معصوم برگزیدہ دوست و اولیا جو عجائب معجزات خدا اور اُس کی حجتوں کی دلیلوں کے ساتھ اُن کے بعد ممتاز ہیں خلیفہائے خدا ہیں تو اُس کو بہشت میں داخل کروں گا ہرچند اُس کے گناہ دریاؤں کے کف کے برابر ہوں۔ امامؑ نے فرمایا کہ جب خدا نے ہمارے پیغمبر محمدؐ کو مبعوث کیا اُن حضرتؐ کو وحی بھیجی مَا كُنْتَ بِجَانِبِ الطُّوْرِ اِذْ نَادَيْنَا یعنی اے محمدؐ تم کوہ طور پر نہ تھے جس وقت کہ میں نے تمہاری امت کو ندا دی اس بزرگی کے ساتھ پھر آنحضرتؐ کو وحی کی کہ کہو اُس خدا کی حمد و ثنا کرتا ہوں جو عالموں کا پروردگار ہے اُس نعمت کی وجہ سے کہ اُس نے مجھ کو اس فضیلت سے مخصوص فرمایا۔ اور اُن حضرتؐ کی امت سے فرمایا کہ کہو اَلْحَمْدُ لِلّٰهِ رَبِّ الْعَالَمِيْنَ عَلٰى مَا اخْتَصَّنَا مِنْ هٰذِهِ الْفَضَائِلِ یعنی ہم اُس خدا کی حمد بجا لاتے ہیں جو تمام جہانوں کا

خدا ہے اس لئے کہ اُس نے ہم کو ان فضیلتوں سے مخصوص کیا۔ اور دوسری معتبر حدیث میں منقول ہے کہ حضرت امام رضاؑ نے راس الجالوت سے جو علمائے یہود میں سب سے بڑا عالم تھا فرمایا کہ تجھ کو قسم دیتا ہوں۔ دس آیتوں کی جن کو خدا نے موسیٰؑ پر نازل کیا کہ کیا توریت میں محمدؐ کی خبر اس طرح نہیں ہے کہ جب آخر امت کے لوگ آئیں گے جو شتر سوار پیغمبر کے پیرو ہوں گے خدا کی تسبیح و تنزیہ بہت طرح سے اپنی نئی نئی عبادت گاہوں میں کریں گے تو بنی اسرائیل اُن سے اور اُن کے پیغمبر سے پناہ حاصل کریں گے یہاں تک کہ اُن کے دل مطمئن ہو جائیں گے اور یقیناً اُن کے ہاتھوں میں شمشیریں ہوں گی جن سے وہ لوگ اُس پیغمبر کے منکر گروہوں سے دُنیا میں انتقام لیں گے۔ کیا اس طرح توریت میں نہیں لکھا ہے راس الجالوت نے کہا کہ ہاں پھر فرمایا کہ اے یہودی موسیٰؑ نے بنی اسرائیل کو وصیت کی اور اُن سے کہا کہ تمہارے پاس جلد تمہارے بھائیوں میں سے ایک پیغمبر آئے گا۔ لہٰذا اُس کی تصدیق کرنا اور اُس کا حکم ماننا تو کیا فرزندانِ اسمٰعیل کے سوا بنی اسرائیل کے اور بھائی ہیں۔ راس الجالوت نے کہا میں موسیٰؑ کے اس کلام سے انکار نہیں کرتا لیکن چاہتا ہوں کہ توریت سے مجھ پر ظاہر فرما دیجئے فرمایا کیا تو انکار کرتا ہے کہ توریت میں ہے کہ کوہِ طور سینا سے نور آیا اور ہم کو کوہِ ساعیر سے روشنی بخشی اور کوہِ فاران سے ظاہر ہوا لہٰذا جو نور کوہِ طور پر تھا وہ وحی تھا جسے خدا نے حضرت موسیٰؑ پر بھیجا اور وحی تھا جسے حضرت عیسیٰؑ پر بھیجا۔ اور کوہِ فاران مکہ کے پہاڑوں میں سے ہے اور اُس میں اور مکہ میں ایک روز کی راہ ہے اور وہ وہی وحی ہے جو محمدؐ پر نازل کی۔ یہ حدیث بہت طویل ہے اس جزو کی مناسبت سے اس مقام پر ہم نے بقدر ضرورت ذکر کیا۔

حدیث معتبر میں حضرت صادقؑ سے منقول ہے کہ بنی اسرائیل موسیٰؑ کی خدمت میں آئے اور کہا کہ حق تعالیٰ سے سوال کریں کہ جب وہ بارش طلب کریں تو بارش ہو اور جب نہ چاہیں نہ برسے۔ موسیٰؑ نے اُن کی جانب سے یہ سوال کیا خدا نے قبول فرمایا۔ اُن لوگوں نے کھیت جوتا اور جس چیز کا بیج چاہا بو دیا پھر بارش طلب کی اور جس قدر انھوں نے چاہا پانی برسا اور جب نہ چاہا رُک گیا۔ اسی طرح جب بارش چاہتے تھے ہوتی تھی جب روک دیتے تھے رُک جاتی تھی یہاں تک کہ اُن کی زراعتیں بہت مضبوط اور بلند بیستانوں کے مانند ہوئیں جب اُن کو کاٹا کسی میں

دانہ نہ تھا۔ سب گھاس ہوگئی تھیں۔ وُہ لوگ موسیٰؑ کے پاس فریاد کرتے ہوئے آئے
اور کیفیت بیان کی۔ حق تعالیٰ نے موسیٰؑ پر وحی فرمائی کہ میں نے بنی اسرائیل کے لئے مقدر
نہ کیا بلکہ جیسی اُن کی مصلحت تھی عمل میں لایا۔ چونکہ وہ لوگ میری تقدیر پر رضامند نہ تھے
اس لئے اُن کو اُن کی تدبیر پر چھوڑ دیا تو ایسا ہُوا جو تم نے دیکھا۔

بسند ہائے صحیح حضرت امام محمد باقرؑ وامام جعفر صادق اور امام رضا علیہم السلام
سے منقول ہے کہ اُس توراۃ میں جس میں تغیّر نہیں ہُوا لکھا ہے کہ موسیٰؑ نے اپنے
پروردگار سے سوال کیا کہ آیا تو مجھ سے نزدیک ہے کہ تجھ سے آہستہ سوال کروں
یا دُور ہے کہ تجھ کو زور سے پکاروں اور ندا کروں تو خدا نے اُن کو وحی کی کہ اے
موسیٰؑ میں اُس شخص کا ہمنشین ہوں جو مجھ کو یاد کرے تو موسیٰؑ نے کہا خداوندا تیرے
سایہ میں کون ہو گا جس روز کہ تیرے عرش کے سایہ کے سوا کوئی سایہ نہ ہوگا۔ فرمایا
کہ جو لوگ کہ مجھ کو یاد کرتے ہیں میں اُن کو یاد کرتا ہوں اور آپس میں ایک دُوسرے
سے جو لوگ میری خوشنودی کے لئے محبت کرتے ہیں میں اُن کو دوست رکھتا
ہوں۔ پس جب میں چاہتا ہوں کہ اہل زمین پر عذاب نازل کروں تو وہی لوگ
ہیں جن کی برکت سے عذاب نہیں نازل کرتا کہا خداوندا مجھ پر چند ایسے موقعے
آتے ہیں جن میں تجھ کو اس سے بزرگ تر سمجھتا ہوں کہ یاد کروں خدا نے کہا مجھ کو
ہر حال میں یاد کرو کیونکہ میرا ذکر ہر حال میں بہتر ہے۔ [1]

بسند معتبر حضرت امام جعفر صادق علیہ السلام سے منقول ہے کہ حق تعالیٰ نے موسیٰؑ
کو وحی بھیجی کہ اے موسیٰؑ کون امر تم کو میری مناجات سے مانع ہے کہا خدایا تیری جلالت
کہ تجھ کو اپنے گندہ دہن روزہ سے پکاروں تو حق تعالیٰ نے اُن کو وحی کی کہ اے موسیٰؑ
روزہ داروں کے دہن کی بُو میرے نزدیک بُوئے مُشک سے زیادہ
خوشش آئند ہے۔

---

[1] مولف فرماتے ہیں کہ شاید حضرت موسیٰؑ کی مراد یہ ہو کہ کیا دعا کے آداب تیری درگاہ میں یہ ہیں۔ کہ نزدیک
والوں کے طریقہ سے تجھ کو پکاروں یعنی آہستہ یا دور رہنے والوں کے طریقہ سے چلّا کر آواز دوں
فرمایا کہ مجھ کو اپنا ہمنشین سمجھو اور آہستہ دُعا کرو۔ ورنہ موسیٰؑ جانتے تھے کہ خدا علم اور عظمت
ہر چیز سے نزدیک ہے اور ہر چیز کے ساتھ نزدیک تر ہے اور ممکن ہے کہ یہ سوال بھی رویت کے
سوال کی طرح اپنی قوم کی جانب سے کیا ہو۔ ۱۲

بسند معتبر حضرت امام رضا علیہ السلام سے منقول ہے کہ قرآن میں جس جگہ یَا اَیُّھَا الَّذِیْنَ اٰمَنُوْا واقع ہوا ہے توریت میں اُس کے بجائے یَا اَیُّھَا الْمَسَاکِیْنَ ہے یعنی اے گروہ مسکیناں وبیچارگاں۔

دوسری روایت میں منقول ہے کہ توریت میں لکھا ہُوا ہے کہ اگر تم لوگ خدا کے دوست ہو تو موت کی تمنا کرو لہٰذا حق تعالیٰ نے قرآن میں یہودیوں سے خطاب کیا سورۂ جمعہ میں ہے کہ اے یہودیوں کے گروہ اگر تم گمان کرتے ہو کہ خدا کے دوست ہو اور دوسرے تمام لوگ نہیں ہیں تو اگر تم سچے ہو تو موت کی آرزو کرو۔

ابن عباس سے منقول ہے کہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم نے فرمایا کہ حق تعالیٰ نے موسیٰؑ سے تین شبانہ روز میں ایک لاکھ چوبیس ہزار باتیں کیں جس مدت میں موسیٰؑ نے کوئی چیز نہ کھائی نہ کچھ پیا۔ پھر جب بنی اسرائیل کے پاس واپس آئے اور انسانوں کی آواز سنی تو اُن کے کلام سے آپ کو نفرت ہوئی اُس سبب سے کہ آپ کے کانوں میں کلام خداوند عالم کی لذت باقی تھی۔

بسند معتبر حضرت امیر المومنینؑ سے منقول ہے کہ خداوند عالم نے موسیٰؑ بن عمران کو وحی کی کہ اے موسیٰؑ میری وصیت کو حفظ کرو۔ تمہارے لئے چار چیزیں ہیں۔ اوّل یہ کہ جب تک تم کو نہ معلوم ہو جائے کہ تمہارے گناہ بخش دیئے گئے دوسروں کے عیوب نہ پکڑو۔ دوّم یہ کہ جب تک تم کو نہ معلوم ہو جائے کہ میرا خزانہ ختم ہوگیا۔ اپنی روزی کے لئے غمگین نہ ہو۔ سوّم یہ کہ جب تک تم یہ نہ سمجھ لو کہ میری بادشاہی زائل ہوگئی۔ میرے سوا دوسروں سے امید نہ رکھو۔ چہارم یہ کہ جب تک تم کو یہ نہ معلوم ہو جائے کہ شیطان مرگیا اُس کے مکر و فریب سے بے خوف نہ ہو۔

دو صحیح سندوں کے ساتھ حضرت صادق علیہ السلام سے منقول ہے کہ توریت میں چار کلمے لکھے ہیں اور اُس کے پہلو میں چار کلمے دُوسرے لکھے ہیں۔ پہلے چاروں کلمے یہ ہیں کہ جو شخص صبح کو امورِ دنیا کے لئے اندوہناک اُٹھتا ہے تو وہ اپنے پروردگار پر غضبناک ہوتا ہے اور جو شخص صبح کرتا ہے اُس حال میں کہ کسی مصیبت کی جو اُس پر نازل ہوئی ہے شکایت کرتا ہے تو یقیناً وہ اپنے پروردگار کی شکایت کرتا ہے اور جو شخص کسی مال دار کے پاس اس لئے جاتا ہے تاکہ اُس کی دنیا سے کچھ حاصل کرے تو دو تہائی دین اُس کا برباد ہوتا ہے اور جو شخص کہ خدا کی کتاب پڑھتا ہے اور ایسے افعال کرتا ہے جس سے جہنم میں جائے تو اُس نے کتاب خدا کا مذاق کیا۔ اور دُوسرے چاروں کلمے یہ

ہیں یعنی جو کچھ تو کریگا اُس کا عوض پائے گا۔ اور جو شخص بادشاہ اور صاحب اختیار ہوا وہ چاہتا ہے کہ تمام مال اُسی کا ہوجائے اور جو شخص کہ کاموں میں لوگوں سے مشورہ نہیں کرتا پشیمان ہوتا ہے اور پریشانی اور احتیاج لوگوں سے بڑی ہے۔

دوسری صحیح حدیث میں فرمایا کہ حق تعالیٰ نے موسیٰؑ کو وحی فرمائی کہ اے موسیٰؑ میں نے کوئی مخلوق نہیں پیدا کی جس کو اپنے بندۂ مومن سے زیادہ دوست رکھوں اور اُس کو مبتلا نہیں کرتا مگر اُس کی مصلحت کے سبب سے اور اُس کو راحت نہیں بخشتا مگر اُس کی بہتری کے لئے اور میں اس سے زیادہ واقف ہوں جس میں میرے بندہ کی بہتری ہے لہذا چاہیئے کہ وُہ میری بلاؤں پر صبر کرے اور میری نعمتوں پر شکر کرے اور میرے قضا پر راضی رہے تاکہ میں اپنے پاس اُس کو صدیقوں میں لکھوں جبکہ وہ میری خوشنودی کے لئے عمل کرے اور میری اطاعت کرے۔

بسند معتبر حضرت امام محمد باقرؑ سے منقول ہے کہ منجملہ اُن کلمات کے جو حق تعالیٰ نے موسیٰؑ سے کوہِ طور پر بیان کئے یہ تھے کہ اے موسیٰؑ اپنی قوم سے کہہ دو کہ مجھ سے تقرب حاصل کرنے والے نہیں تقرب حاصل کرتے مگر میرے خوف سے رونے کے ساتھ اور عبادت کرنے والے میری عبادت نہیں کرتے مگر اُن چیزوں سے پرہیز کے ساتھ جو میں نے حرام کی ہیں۔ اور زینت حاصل کرنے والے زینت نہیں کرتے مگر دُنیا میں چند چیزوں کے ترک کرنے سے جس کی اُن کو ضرورت نہیں ہے تو موسیٰؑ نے کہا کہ اے سب سے زیادہ کرم کرنے والے اُن لوگوں کو ان کاموں کے عوض میں تو کیا ثواب عطا کرے گا فرمایا کہ اے موسیٰؑ جو لوگ کہ مجھ سے میرے خوف کی وجہ سے گریہ وزاری کے ساتھ تقرب چاہتے ہیں بہشت کے بلند ترین مقام میں ہوں گے اور اُس مرتبہ میں کوئی اُن کا شریک نہ ہوگا اور جو لوگ میری عبادت میری حرام کی ہوئی چیزوں سے بچتے ہوئے کرتے ہیں تو میں قیامت میں لوگوں کے حالات کی تحقیق کروں گا لیکن اُن کے حالات کی تفتیش سے شرم کرتا ہوں اور جو لوگ کہ ترک دنیا کرکے میرا تقرب چاہتے ہیں تو اُن کے لئے تمام بہشت کو مباح کردونگا تاکہ اُس میں جس جگہ چاہیں ساکن ہوں۔

حدیث معتبر میں منقول ہے کہ ایک روز موسیٰؑ بیٹھے تھے ناگاہ شیطان مختلف رنگوں کی ٹوپی پہنے ہوئے اُن حضرت کے پاس آیا اور کلاہ اُتار کر آنحضرت کے قریب آگیا موسیٰؑ نے پوچھا تو کون ہے کہا ابلیس موسیٰؑ نے کہا خدا تیرا گھر کسی کے گھر کے

پاس نہ بنائے تو یہ ٹوپی کس لئے سر پر رکھے ہوئے ہے اُس نے کہا فرزندانِ آدمؑ کے دلوں کو ان رنگ آمیزیوں سے راغب کرتا ہوں موسیٰؑ نے کہا مجھ کو اُس گناہ سے آگاہ کر کہ جب فرزند آدمؑ اُس کو کرتا ہے تو تُو اُس پر مسلط ہوتا ہے اُس نے کہا اُس وقت جبکہ اپنی ذات پر اپنے عمل کو زیادہ خیال کر کے تعجب کرتا ہے اور اپنے گناہ کو کم سمجھتا ہے پھر کہا کہ اے موسیٰؑ ہرگز اُس عورت کے ساتھ تنہا نہ رہو جو تم پر حرام ہو کیونکہ جو شخص ایسی عورت کے ساتھ خلوت کرتا ہے میں اُس کے گمراہ کرنے پر متوجہ ہوتا ہوں اور اُس کو اپنے اصحاب کے سپرد نہیں کرتا اور کوشش کرتا ہوں یہاں تک کہ اُس کو گناہ میں مبتلا کر دیتا ہوں اور ہرگز خدا سے کوئی عہد نہ کرو کیونکہ جو شخص خدا سے عہد کرتا ہے میں خود اُس کی جانب متوجہ ہوتا ہوں اور اپنے اصحاب پر اُس کو نہیں چھوڑتا اور کوشش کرتا ہوں کہ اُس کو اُس کے عہد پر وفا کرنے نہ دوں ۔ اور جب (اے موسیٰؑ) صدقہ دینے کا ارادہ کرو جلد اُس کو عمل میں لاؤ کیونکہ جو صدقہ کا ارادہ کرتا ہے میں پھر اُس کی طرف متوجہ ہوتا ہوں اور اُس کو اپنے مددگاروں پر نہیں چھوڑتا اور حتی الامکان کوشش کرتا ہوں کہ اُس کو پشیمان کروں۔

حدیث معتبر میں حضرت صادق علیہ السلام سے منقول ہے کہ موسیٰؑ کے عہد میں ایک ظالم بادشاہ تھا اسی زمانہ میں ایک مردِ صالح بھی تھا وہ ایک مومن کی حاجت برآری کی سفارش کے لئے بادشاہ کے پاس گیا۔ بادشاہ نے اُس کی سفارش قبول کی اور اُس مومن کی حاجت پوری کر دی اس بادشاہ اور مردِ صالح دونوں کا ایک ہی روز انتقال ہوا لوگوں نے بادشاہ کے انتقال پر تو تین روز تک بازاروں کو بند رکھا اور اُس کے دفن و تعزیت میں مشغول رہے لیکن وہ بندۂ صالح اپنے مکان میں مردہ پڑا تھا کوئی اُس کی جانب متوجہ نہ ہوا یہاں تک کہ زمین کے جانوروں نے اُس کو کھانا شروع کیا۔ تین روز کے بعد موسیٰؑ نے اُس کو دیکھا اور مناجات کی کہ خداوندا وہ تیرا دشمن تھا اور لوگوں نے اُس کو اس اکرام و عزت کے ساتھ دفن کیا۔ یہ تیرا دوست ہے اور اس حال سے پڑا ہے حق تعالیٰ نے اُن پر وحی فرمائی کہ اس بادشاہ جبّار سے میرے اس دوست نے ایک مومن کی ایک حاجت طلب کی اور اُس نے اس کو رفع کر دیا لہٰذا بادشاہ کو اس کے عوض میں اس طرح عزت دی اور زمین کے جانوروں پر اس لئے مسلط کیا کہ اُس نے اُس بادشاہِ جبّار سے سوال کیا۔

بسند معتبر حضرت امام زین العابدینؑ سے منقول ہے کہ حضرت موسیٰؑ نے حق تعالیٰ سے مناجات کی کہ خداوندا تیرے مخصوص بندے کون ہیں جن کو قیامت کے روز عرش کے سایہ میں تو جگہ دیگا جبکہ عرش کے سایۂ کے سوا کوئی سایہ نہیں ہوگا۔ تو حق تعالیٰ نے اُن کو وحی کی کہ وہ وہ لوگ ہیں جن کے دل پاک ہیں صفات ذمیمہ اور گناہوں کی خواہش سے اور جن کے ہاتھ مالِ دنیا سے خالی ہیں اور وہ جب مجھ کو یاد کرتے ہیں میری بزرگی اور جلالت اُن کی نظروں میں جلوہ گر ہوتی ہے اور وہ لوگ ہیں جو میری طاعت پر اکتفا کرتے ہیں جس طرح دُودھ پینے والا بچہ دُودھ پر اکتفا کرتا ہے اور وہ وہ لوگ ہیں جو میری مسجدوں میں پناہ لیتے ہیں جس طرح کرگس اپنے گھونسلوں میں پناہ لیتے ہیں اس سبب سے کہ جب وہ لوگ دیکھتے ہیں کہ لوگ میری معصیت کے مرتکب ہوتے ہیں تو وہ لوگ اُس چیتے کی طرح غضبناک ہوتے ہیں جو غصّہ میں بپھرا ہوتا ہے۔

بسند معتبر حضرت صادقؑ سے منقول ہے کہ حق تعالیٰ نے موسیٰؑ کو وحی کی کہ اے موسیٰؑ میرا شکر کرو جیسا کہ شکر کا حق ہے موسیٰؑ نے کہا خداوندا کیونکر تیرا شکر کروں جیسا کہ حق ہے حالانکہ جو شکر میں کروں گا وہ ہر ایک شکر تیری ہی نعمت ہے کہ تو نے مجھ کو اُس کی توفیق عطا فرمائی حق تعالیٰ نے فرمایا کہ اے موسیٰؑ جب تم نے یہ سمجھ لیا کہ میرے شکر سے عاجز ہو اور شکر بھی میری نعمت ہے تو تم نے شکر کیا جو حق تھا۔

حدیث معتبر میں امام محمد باقرؑ سے منقول ہے کہ حق تعالیٰ نے موسیٰؑ کو وحی کی کہ مجھ کو دوست رکھو اور میری مخلوق میں مجھ کو دوست قرار دو عرض کی خداوندا تو جانتا ہے میرے نزدیک کوئی مخلوق میں تجھ سے زیادہ محبوب نہیں ہے لیکن بندوں کے دل پر میرا کیا اختیار ہے حق تعالیٰ نے اُن کو وحی کی کہ میری نعمتیں اُن کو یاد دلاؤ تاکہ مجھ کو دوست رکھیں۔

اُن ہی حضرت سے صحیح حدیث میں منقول ہے کہ موسیٰؑ نے حق تعالیٰ سے سوال کیا کہ اوّل زوالِ آفتاب جو نماز ظہر کا اوّل وقت ہے اُن کو پہنچوا دے۔ حق تعالیٰ نے ایک فرشتے کو موکل کیا کہ جب زوال کا وقت ہو اُن حضرت کو آگاہ کرے تو ایک روز اُس فرشتہ نے کہا کہ زوال ہوگیا موسیٰؑ نے کہا کون وقت کہا جس وقت کہ میں نے تم سے کہا تھا مگر جب تک کہ تم نے اس حال کو دریافت کیا آفتاب نے پانچ سو سال کی راہ طے کرلی۔ بسند معتبر حضرت صادق علیہ السّلام سے منقول ہے کہ موسیٰؑ

کو خدا کی وحی پہنچی کہ تمہارے دوستوں میں سے ایک شخص تمہاری چغلخوری کر رہا ہے اور تمہاری بات تمہارے دشمنوں سے کہتا ہے اُس سے پرہیز کرو کہا خداوندا میں اس کو نہیں پہچانتا کیونکر اُس سے پرہیز کروں تو اس کو مجھے پہچنوا دے فرمایا کہ میں نے اُس کی سخن چینی کا عیب بیان کیا اور مجھ کو تکلیف دیتے ہو کہ میں بھی چغلخوری کروں موسیٰؑ نے کہا خداوندا میں کیا کروں فرمایا کہ اپنے اصحاب میں سے دس دس آدمی کو جُدا کرو اور اُن کے درمیان قرعہ ڈالو اور قرعہ اُن دس آدمیوں کے نام نکلے گا جن میں وہ ہوگا پھر اُن دس آدمیوں کے نام قرعہ ڈالو تا کہ وہ ظاہر ہو جائے۔ اور جب اُس شخص نے دیکھا کہ موسیٰ قرعہ ڈالتے ہیں اور وہ رسوا ہوا چاہتا ہے اُٹھا اور بولا یا رسول اللہ میں ہی تھا جس نے یہ کام کیا اور اب نہ کروں گا۔

دوسری معتبر حدیث میں منقول ہے کہ حضرت موسیٰؑ نے ایک شخص کو عرش الٰہی کے نیچے دیکھا اور کہا خداوندا وہ کون ہے جس کو تو نے اپنا مقرب قرار دیا ہے۔ یہاں تک کہ اپنے عرش کے نیچے جگہ عطا فرمائی ہے حق تعالیٰ نے فرمایا کہ یہ ماں باپ کا عاق کیا ہُوا نہیں تھا اور لوگوں پر ان چیزوں میں حسد نہیں کرتا تھا جو میں نے اپنے فضل سے ان کو عطا کی تھیں۔

بسند معتبر حضرت صادق علیہ السلام سے منقول ہے کہ حق تعالیٰ نے موسیٰؑ سے کلام کیا کہ دنیا کی جانب ظالموں کی طرح رغبت نہ کرنا اور نہ اُس کی طرح جس نے دنیا کو اپنا باپ اور ماں قرار دے لیا ہے اگر میں تم کو چھوڑ دوں تو یقیناً تم دُنیا اور اس کی زینتوں پر فریفتہ ہو جاؤ گے۔ اے موسیٰؑ دنیا کی اُن چیزوں کو ترک کرو جن کی تم کو ضرورت نہیں اور اُن لوگوں پر نگاہ نہ کرو جو دُنیا پر فریفتہ ہیں میں نے اُن کو چھوڑ دیا ہے اور سمجھ لو کہ جس قدر فتنے ہیں اُن کا بیج دنیا کی محبت ہے اور اُس شخص کے حال کی تمنا نہ کرنا جس سے لوگ راضی ہیں جب تک کہ تم کو یہ نہ معلوم ہو جائے کہ میں بھی راضی ہوں اور اُس شخص کے حال کی آرزو نہ کرنا جس کی لوگ فرمانبرداری اور ناحق پیروی کرتے ہیں کیونکہ وہ اپنے پیروؤں کی ہلاکت کا سبب ہے۔

دوسری معتبر حدیث میں امام محمد باقر علیہ السلام سے منقول ہے کہ موسیٰؑ نے مناجات کی کہ خداوند تو کس بندے کو سب سے زیادہ دشمن رکھتا ہے فرمایا کہ اُس کو جو رات کو مردہ کی طرح بستر پر پڑتا ہے اور دن کو خرافات میں بسر کرتا ہے۔ پوچھا کہ خداوندا اُس کا ثواب کیا ہے جو کسی بیمار کی عیادت کرے فرمایا کہ ایک فرشتہ

کو اُس پر موکل کرتا ہوں کہ اُس کی قبر میں رفاقت کرے یہاں تک کہ وہ محشور ہو پوچھا کہ پروردگارا کیا ثواب ہے اُس شخص کے لئے جو کسی میّت کو غسل دے فرمایا کہ اُس کو گناہوں سے میں پاک کر دیتا ہوں اس طرح جیسے ماں کے پیٹ سے پیدا ہوا تھا پوچھا کہ خداوندا اُس کا کیا ثواب ہے جو کسی مومن کے جنازہ کی مشایعت کرے فرمایا کہ چند فرشتوں کو موکل کرتا ہوں جن کے ساتھ عَلم ہوتے ہیں تاکہ محشر میں اُس کی مشایعت کریں پوچھا کہ اُس شخص کا کیا ثواب ہے جو فرزند مردہ کی تعزیت کرے فرمایا کہ اُس کو عرش کے سایہ میں جگہ دوں گا۔ جس روز کہ کوئی سایہ عرش کے سایہ کے سوا نہ ہوگا۔

بسند معتبر حضرت صادقؑ سے منقول ہے کہ حضرت موسیٰؑ کا گذر ایک شخص کے پاس سے ہوا جو آسمان کی جانب ہاتھ بلند کئے ہوئے تھا اور دعا کرتا تھا۔ موسیٰ اپنے کام سے چلے گئے اور سات روز کے بعد اُسی طرف سے واپس ہوئے دیکھا کہ پھر اُس کا ہاتھ دُعا کے لئے بلند ہے اور وہ روتا ہے اور اپنی حاجت طلب کرتا ہے حق تعالیٰ نے اُن کو وحی فرمائی کہ اے موسیٰؑ اگر یہ شخص اس قدر دعا کرے کہ اس کی زبان گر پڑے تاہم اُس کی دُعا قبول نہ کروں گا جب تک کہ میرے سامنے اُسی طریقہ سے نہ حاضر ہو گا جیسا کہ میں نے حکم دیا ہے یعنی تمہاری محبت رکھتا ہو اور تمہاری پیروی کرے اور وہ شخص چاہتا تھا کہ موسیٰؑ کی پیروی کے علاوہ دُوسرے طریقہ سے خدا کی پرستش کرے۔

حدیث حسن میں اُن ہی حضرت سے منقول ہے کہ ایک روز حضرت موسیٰؑ کوہ طور پر گئے تو اپنے ساتھ اپنے اصحاب میں سے ایک نیک شخص کو بھی لے گئے اُس کو دامن کوہ میں بٹھا دیا اور خود پہاڑ پر پہنچے اور اپنے پروردگار سے مناجات میں مشغول ہوئے واپس ہوئے تو دیکھا اُس شخص کو درندہ نے پھاڑ ڈالا ہے اور اُس کا چہرہ کھا گیا حق تعالیٰ نے اُن کو وحی کی کہ اُس شخص کا میرے نزدیک ایک گناہ تھا اور میں نے چاہا کہ جب وہ میرے پاس آئے کوئی گناہ اُس پر نہ رہے لہذا اُس کو اس طرح دُنیا سے اُٹھایا۔

بسند معتبر حضرت امام محمد باقر علیہ السلام سے منقول ہے کہ حق تعالیٰ نے موسیٰؑ پر وحی کی کہ کبھی ایسا ہوتا ہے کہ میرا کوئی بندہ مجھ سے تقرب چاہتا ہے ایک نیکی کے ساتھ اور اُس کے لئے حکم دیتا ہوں کہ بہشت میں جو مقام وہ پسند کرے اُس کو دیا جائے۔ موسیٰؑ نے پوچھا کہ وہ حسنہ کیا ہے فرمایا کہ برادر مومن کی حاجت کے لئے

سفر کرنا ہے۔

بسند معتبر حضرت امام محمد باقر علیہ السلام سے منقول ہے کہ حضرت موسیٰؑ نے اپنے خدا سے مناجات کی کہ خداوندا مخلوق میں سے کس کو تو سب سے زیادہ دشمن رکھتا ہے۔ فرمایا کہ اُس کو جو مجھ کو متہم کرتا ہے کہا پروردگارا کیا تیری مخلوق میں کوئی ایسا بھی ہے جو تجھ پر اتہام لگاتا ہے فرمایا کہ ہاں وہ شخص جو مجھ سے طلب کرتا ہے اور میں جس امر میں اُس کے لئے بہتری ہوتی ہے مقدر کرتا ہوں تو وہ اُس سے راضی نہیں ہوتا اور مجھ کو متہم کرتا ہے۔

حدیث صحیح میں حضرت صادقؑ سے منقول ہے کہ توریت میں لکھا ہے کہ اے فرزند آدم اپنے کو دنیا کے کاموں سے میری عبادت کے لئے فارغ کر تاکہ تیرے دل کو اپنے خوف سے بھر دوں ورنہ تیرے دل کو دنیا کی مشغولیت سے بھر دوں گا اور تجھ کو طلب دنیا کے لئے چھوڑ دوں گا۔ پھر ہرگز تیری حاجت ختم نہ ہوگی۔

بسند معتبر حضرت امام محمد باقرؑ سے منقول ہے کہ موسیٰؑ بن عمران سے تیس[30] روز تک وحی بند کر دی گئی تو وہ شام میں ایک پہاڑ پر گئے جس کو اریحا کہتے تھے اور کہا پروردگارا کیوں مجھ سے اپنی وحی اور کلام تو نے روک دیا کیا کسی گناہ کے سبب سے جو مجھ سے سرزد ہوا۔ تو اب میں تیرے سامنے کھڑا ہوں اس قدر مجھ کو سزا دے جس میں تو خوشنود ہو جائے اور اگر بنی اسرائیل کے گناہوں کے سبب سے تو نے روک دیا ہے تو تیری قدیم معافی کا اُن کے لئے طالب ہوں۔ حق تعالیٰ نے اُن کو وحی کی کہ اے موسیٰؑ تم جانتے ہو کہ تم اپنی تمام مخلوق میں کیوں اپنے کلام اور وحی سے مخصوص کیا ہے۔ عرض کی پالنے والے میں نہیں جانتا فرمایا کہ اے موسیٰؑ میرا علم تمام خلق کو گھیرے ہوئے ہے اُن میں میں نے کسی کو نہیں پایا کہ میرے نزدیک اُس کی عاجزی اور فروتنی تم سے زیادہ ہو لہذا تم کو اپنے کلام و وحی سے مخصوص کیا پھر موسیٰؑ جب نماز پڑھتے تھے تو اُس وقت تک جائے نماز سے نہیں اُٹھتے تھے۔ جب تک کہ اپنے چہرہ کو داہنے اور بائیں زمین پر نہیں رگڑ لیتے تھے۔

حضرت رسولؐ سے منقول ہے کہ الواح میں لکھا تھا کہ میرا اور اپنے ماں باپ کا شکر ادا کرو تاکہ تم کو بلاؤں اور فتنوں سے جو تمہاری ہلاکت کا سبب ہیں محفوظ رکھوں اور تمہاری عمر کو دراز کروں اور بہتر زندگی کے ساتھ تم کو زندہ رکھوں اور دنیا کی زندگی کے بعد تم کو اس زندگی سے بہتر زندگی بخشوں۔

بسند ہائے معتبر منقول ہے کہ اسم اعظم تہتر۷۳ حروف ہیں جن میں سے خدا نے چار حروف موسیٰؑ پر نازل فرمائے۔

حدیث موثق میں حضرت صادق علیہ السلام سے منقول ہے کہ توریت میں لکھا ہے کہ اے فرزند آدم مجھ کو یاد کر جس وقت کہ کسی پر تجھ کو غصّہ آئے تاکہ میں اپنے غصّہ کے وقت تجھ کو یاد رکھوں۔ پھر میں تجھ کو اُن لوگوں کے درمیان ہلاک نہ کروں گا جن کو کہ ہلاک کرنا چاہتا ہوں۔ اور جب کوئی تجھ پر کوئی ظلم کرے تو میرے خیال سے مجھ پر انتقام کو چھوڑ دے۔ کیونکہ میرا انتقام لینا تیرے لئے بہتر ہے اس سے کہ تو خود انتقام لے۔

دوسری حدیث صحیح میں اُنہی حضرت نے فرمایا کہ رسولؐ خدا نے فرمایا۔ کہ حق تعالیٰ نے موسیٰؑ بن عمران پر وحی کی کہ اے پسر عمران لوگوں پر حسد نہ کر اُس میں جو اُن کو میں نے اپنے فضل سے عطا فرمایا ہے۔ اور اُن کی جانب خواہش کی آنکھ نہ اُٹھا اس لئے کہ میری نعمتوں پر جو میں نے اُن لوگوں کو عطا کی ہیں حسد کرنے والا راضی نہیں ہوتا بلکہ میری صحیح تقسیم کو جو میں نے اپنے بندوں پر کی ہے روکنے والا ہوتا ہے اور جو شخص ایسا ہوتا ہے میں اُس کا نہیں ہوں اور نہ وُہ میرا ہے۔

حضرت امام محمد باقرؑ سے منقول ہے کہ بنی اسرائیل نے موسیٰؑ سے شکایت کی کہ ہم میں بہت مبروص ہوگئے ہیں تو خداوند عالم نے موسیٰؑ پر وحی کی کہ اُن کو حکم دیں کہ گائے کا گوشت چقندر کے ساتھ کھائیں۔

برص کا علاج

حدیث معتبر میں حضرت صادقؑ سے منقول ہے کہ توریت میں لکھا ہے کہ اُس کا شکریہ ادا کرو جو تم کو کوئی نعمت دے اور اُس پر انعام کرو جو تمہارا شکر کرے اس لئے کہ نعمتوں کو زوال نہیں ہوتا جب ان پر شکر کیا جاتا ہے۔ اور وہ باقی نہیں رہتیں جب ناشکری کی جاتی ہے اور شکر نعمت کی زیادتی کا سبب اور بلاؤں سے حفاظت کا باعث ہے اور حدیث موثق میں اُن ہی حضرت سے منقول ہے کہ توریت میں لکھا ہے کہ جو شخص کسی زمین کو پانی کے ساتھ فروخت کرے اور اُس کے عوض میں زمین و آب نہ خریدے تو اُس کی قیمت باطل ہو جاتی ہے اور اُس سے فائدہ نہیں ہوتا۔

دوسری روایت میں وارد ہے کہ بنی اسرائیل کے ایک شہر میں حضرت موسیٰؑ کا گذر ہُوا دیکھا کہ وہاں کے اُمرا ٹاٹ کا لباس پہنے ہُوئے ہیں اور خاک سر پر ڈالے

کھڑے ہیں اور آنسو اُن کی آنکھوں سے ان کے چہروں پر جاری ہیں۔ حضرت کو اُن پر رحم آ گیا اور حضرت خود بھی روئے اور دعا کی کہ خداوندا یہ لوگ یعقوب کی اولاد سے ہیں جو تیری درگاہ میں پناہ لائے ہیں۔ اُس کبوتر کی طرح جو اپنے آشیانہ کی طرف پناہ حاصل کرتا ہے اور بھیڑیوں کی طرح فریاد کرتے ہیں اور کتوں کی طرح چلّاتے ہیں۔ حق تعالیٰ نے موسیٰ پر وحی کی کہ وہ لوگ کیوں ایسا کرتے ہیں۔ شاید اُن کی دانست میں میری رحمت کا خزانہ ختم ہو گیا ہے یا میری تونگری کم ہو گئی ہے یا میں سب سے زیادہ رحم کرنے والا نہیں ہوں۔ اُن کو آگاہ کر دو کہ میں اُس سے واقف ہوں جو اُن کے دلوں میں ہے۔ مجھ کو پکارتے ہیں اور اُن کا دل میری طرف نہیں بلکہ دُنیا کی طرف مائل ہے۔

دوسری معتبر حدیث میں فرمایا کہ ایک روز حضرت موسیٰ اپنے اصحاب کو وعظ و نصیحت کرتے تھے ناگاہ ایک شخص اُٹھا اور اُس نے اپنے لباس کو پھاڑ ڈالا حق تعالیٰ نے موسیٰ پر وحی کی کہ اس سے کہو کہ اپنا دل پھاڑے اور میں جو پسند نہیں کرتا اُس کو اپنے دل سے نکال دے۔ جامہ چاک کرنے سے کیا فائدہ۔ پھر فرمایا کہ ایک روز موسیٰ اپنے اصحاب میں سے ایک شخص کے پاس سے گذرے اُس کو سجدہ میں دیکھا جب اپنی ضرورت سے فارغ ہو کر واپس آئے دیکھا کہ وہ اب تک سجدہ میں ہے۔ موسیٰ نے فرمایا کہ اگر تیری حاجت میرے اختیار میں ہوتی تو میں برلاتا۔ حق تعالیٰ نے وحی کی کہ اے موسیٰ اگر اس قدر سجدہ کرے کہ اُس کی تمام گردن ٹوٹ جائے تب بھی اُس کی دُعا قبول نہ کروں گا جب تک کہ اس سے باز نہ آئے جو میں نہیں پسند کرتا اور اُس کی طرف رجوع نہ ہو جو میں پسند کرتا ہوں [1]

فصل گیارھویں | موسیٰ و ہارونؑ کی وفات کا حال۔ اور یوشع بن نون اور بلعم بن باعور کا قصہ

بسند معتبر حضرت امام محمد باقر علیہ السلام سے منقول ہے کہ حضرت موسیٰؑ نے مناجات کی کہ جو کچھ تو نے مقرر اور مقدر فرمایا ہے میں اُس پر راضی ہوں۔ کیا تو بزرگ کو مار ڈالتا ہے اور نادان بچّہ کو چھوڑ دیتا ہے۔ حق تعالیٰ نے فرمایا کہ اے موسیٰ آیا تو راضی نہیں ہے کہ میں اُن کا روزی دینے والا اور اُن کی

[1] مولف فرماتے ہیں کہ ممکن ہے کہ اس سے مراد اس کے اعتقادات بد ہوں جو حق تعالیٰ جانتا تھا۔ واللہ اعلم۔

کفالت کرنے والا ہوں عرض کی خداوندا میں راضی ہوں بیشک تو سب سے بہتر وکیل اور سب سے بہتر کفیل ہے۔

بسند حسن حضرت صادقؑ سے منقول ہے کہ ایک روز موسیٰ ہارون علیہ السلام کو ہمراہ لے کر کوہ طور پر روانہ ہوئے۔ اثنائے راہ میں ایک مکان دیکھا جس کے دروازے پر ایک درخت تھا اس سے پہلے نہ کبھی اُس مکان کو دیکھا تھا نہ اُس درخت کو۔ اُس درخت کے اُوپر دو کپڑے رکھے ہوئے تھے اور مکان کے اندر ایک تخت تھا۔ موسیٰؑ نے ہارونؑ سے کہا کہ اپنے کپڑے اُتار دو اور ان دونوں کپڑوں کو پہن لو اور مکان کے اندر جاؤ اور تخت پر لیٹو ہارون نے ایسا ہی کیا۔ جب وہ تخت پر لیٹے حق تعالیٰ نے اُن کی رُوح قبض کر لی اور تخت اور مکان اک ساتھ آسمان کی جانب چلے گئے۔ موسیٰؑ بنی اسرائیل کے پاس واپس آئے اور اُن کو اطلاع دی کہ حق تعالیٰ نے ہارونؑ کی روح قبض کر لی اور اُن کو آسمان پر اٹھا لیا۔ بنی اسرائیل نے کہا جھوٹ کہتے ہو تم نے اُن کو مار ڈالا اس لئے کہ ہم لوگ اُن کو دوست رکھتے تھے اور وہ ہم پر مہربان تھے۔ موسیٰؑ نے حق تعالیٰ سے اپنی نسبت بنی اسرائیل کے افترا کی شکایت کی تو حق تعالیٰ کے حکم سے فرشتوں نے ہارونؑ کو ایک تخت پر آسمان سے نیچے اُتارا اور زمین و آسمان کے درمیان قائم رکھا یہاں تک کہ بنی اسرائیل نے اُن کو دیکھا اور سمجھا کہ وہ مر گئے اور موسیٰؑ نے اُن کو قتل نہیں کیا ہے۔

دوسری روایت میں ہے کہ ہارونؑ تخت پر سے گویا ہوئے اور کہا کہ میں اپنی موت سے مرا ہوں۔ موسیٰؑ نے نہیں مارا ہے۔

دوسری حدیث میں فرمایا کہ گریبان باپ اور بھائی کے مرنے پر پھاڑ سکتے ہیں جیسا کہ موسیٰؑ نے ہارونؑ کے مرنے پر اپنا گریبان چاک کیا۔

بسند معتبر حضرت امام رضا علیہ السلام سے منقول ہے کہ حضرت موسیٰؑ نے حق تعالیٰ سے سوال کیا کہ خداوندا میرا بھائی مر گیا تو اُس کو بخش دے حق تعالیٰ نے موسیٰؑ پر وحی کی کہ اے موسیٰؑ اگر گذرے ہوؤں اور آئندہ کے لوگوں کی بخشش کی خواہش کرو تو سب کو بخش دوں سوائے حسینؑ بن علیؑ کے قاتلوں کے کہ یقیناً اُن کے قتل کرنے والوں سے انتقام لوں گا۔

چند معتبر اور حسن حدیثوں میں حضرت صادقؑ سے منقول ہے کہ جب موسیٰؑ

حضرت ہارون کی وفات

قاتلان امام حسین پر خدا کا غضب

کی عمر کی مدت تمام ہوئی ملک الموت اُن کے پاس آئے اور کہا اے کلیم خدا السلام علیک موسیٰؑ نے کہا وعلیک السلام تم کون ہو کہا میں ملک الموت ہوں۔ پوچھا کس لیئے آئے ہو کہا اس لیئے کہ آپ کی روح قبض کروں۔ موسیٰؑ نے کہا کہاں سے قبض کروگے کہا آپ کے دہن سے کہا کیونکر میرے دہن سے قبض کروگے حالانکہ اسی دہن سے میں نے اپنے پروردگار سے گفتگو کی ہے کہا اچھا آپ کے ہاتھوں سے قبض کروں گا کہا کیونکر میرے ہاتھوں سے قبض کروگے حالانکہ ان ہی ہاتھوں سے میں نے توریت کو اٹھایا ہے کہا آپ کے پیروں سے موسیٰ نے کہا ان ہی پیروں سے میں کوہ طور پر گیا ہوں اور اپنے خدا سے مناجات کی ہے کہا پھر آپ کی آنکھوں سے قبض کروں گا کہا ان ہی آنکھوں سے ہمیشہ میں نے اُمید کے ساتھ اپنے پروردگار کی رحمت کی جانب نگاہ کی۔ کہا تو آپ کے کانوں سے۔

فرمایا کہ ان ہی کانوں سے میں نے اپنے پروردگار کا کلام سُنا ہے اس وقت خدا نے ملک الموت کو وحی کی کہ اُن کی روح قبض نہ کریں جب تک وہ خود نہ خواہش کریں۔ ملک الموت واپس گئے اور موسیٰؑ اُس کے بعد ایک مدت تک زندہ رہے پھر ایک روز یوشعؑ کو طلب کیا اور اُن سے وصیّت کی اور اُن کو اپنا وصی قرار دیا اور اُن کو حکم دیا کہ وصیت کو یا موسیٰؑ کے (دنیا سے) جانے کو پوشیدہ رکھیں اور یہ بھی حکم دیا کہ یوشعؑ اپنے عمر کی مدت ختم ہونے کے وقت کسی دوسرے سے جس کو خدا فرمائے وصیت کریں۔ یہ فرما کر موسیٰؑ اپنی قوم سے غائب ہوگئے اپنے غیبت کے ایام میں ایک روز ایک مرد کے پاس پہنچے جو ایک قبر کھود رہا تھا موسیٰؑ نے کہا میں چاہتا ہوں کہ اس قبر کے کھودنے میں تمہاری امداد کروں اُس نے کہا بہتر ہے۔ تو وہ خود بھی قبر کھودنے میں مشغول ہوگئے یہاں تک کہ دونوں نے قبر کو کھودا اور لحد کو درست کیا۔ پھر اُس مرد نے ارادہ کیا کہ جا کر لحد میں لیٹے تاکہ معلوم ہو کہ قبر درست ہوگئی یا نہیں موسیٰؑ نے کہا ٹھہرو میں جاتا ہوں تاکہ ملاحظہ کروں یہ کہہ کر موسیٰؑ قبر کے اندر گئے اور لیٹے خدا نے پردہ اُن کی آنکھ کے سامنے سے ہٹا دیا تو آپ نے بہشت میں اپنی جگہ دیکھی اُس وقت کہا خداوندا مجھ کو اپنی طرف بُلا لے تو ملک الموت نے اُسی جگہ آپ کی رُوح مطہر کو قبض کرلیا۔ اُسی قبر میں اس مرد نے اُن کو دفن کردیا اور خاک ڈال کر قبر بند کردی۔ وہ مرد جو قبر کھود رہا تھا آدمی کی شکل میں ایک فرشتہ تھا۔ اور آپ کی وفات مدت تیہ میں واقع ہوئی اُس

وقت منادی نے آسمان سے ندا کی کہ موسیٰؑ کلیم اللہ نے رحلت کی اور کون زندہ ہے جو نہ مرے گا (امام نے) فرمایا کہ اسی سبب سے موسیٰؑ کی قبر معروف نہیں ہے اور بنی اسرائیل اُن حضرت کی قبر کا مقام نہیں جانتے۔ اور رسولؐ خدا سے لوگوں نے پوچھا کہ موسیٰؑ کی قبر کہاں ہے فرمایا کہ بڑی راہ کے نزدیک سرخ ٹیلے کے پاس غرض یوشعؑ موسیٰؑ کے بعد بنی اسرائیل کے مقتدا اور پیشوا ہوئے۔ وہ اُن امور میں مشغول رہتے تھے اور سختیوں اور تکلیفوں پر صبر کرتے تھے جو اُن کو اُن کے زمانہ کے بادشاہوں سے پہنچتی تھیں۔ یہاں تک کہ تین بادشاہ اُن میں سے ہلاک ہوئے۔ اُس کے بعد یوشع کا معاملہ قوی ہوا اور وہ امر و نہی میں مستقل ہوئے۔ پھر موسیٰؑ کی قوم کے دو منافقوں نے صفراء دختر شعیب کو جو موسیٰؑ کی بیوی تھی فریب دے کر اپنے ساتھ لیا اور ایک لاکھ آدمیوں کے ساتھ یوشعؑ پر خروج کیا۔ یوشعؑ اُن پر غالب ہوئے اُن کی بہت سی جماعتیں قتل ہوئیں اور جو لوگ باقی بچ گئے تھے وہ بحکم خدا بھاگ گئے اور صفراء دختر شعیب اسیر ہوئی۔ یوشعؑ نے اس سے فرمایا کہ میں دنیا میں تجھ سے درگذرا تا کہ جب قیامت میں پیغمبر خدا موسیٰؑ سے ملاقات کروں تو تیری اور تیری قوم کی اُن سے شکایت کروں۔ اُس وقت جو کچھ تجھ سے میں نے تکلیف پائی ہے۔ صفراء نے کہا خدا کی قسم اگر بہشت کو میرے لئے مباح کر دیا جائے تا کہ میں اُس میں داخل ہوں تو یقیناً میں شرم کروں گی کہ اُس جگہ پیغمبر خدا جناب موسیٰؑ کو دیکھوں حالانکہ اُن کا پردہ میں نے چاک کیا اور اُس کے بعد اُن کے وصی پر میں نے خروج کیا۔ ؎۱

امت موسیٰ سے اس امت کی مشابہت

۱؎ مولف فرماتے ہیں کہ اگر غور کرو تو معلوم ہوگا اس امت کا حال امت موسیٰؑ سے کس قدر مشابہ ہے جیسا کہ پیغمبرؐ نے باتفاق عامہ و خاصہ خبر دی ہے کہ جو کچھ بنی اسرائیل میں واقع ہوا اس امت میں بھی واقع ہوگا گو شہائے فعل کی طرح اور پر ہائے تیر کی طرح جو باہم موافق ہیں۔ جس طرح یوشع تین کافر بادشاہوں سے بظاہر مغلوب ہوئے امیرالمومنین بھی بظاہر مغلوب رہے۔ اُس کے بعد جبکہ وہ لوگ عالم آخرت کی جانب روانہ ہوئے۔ حضرت خلافت پر مستقل ہوئے پھر اس امت کے دو شخص طلحہ و زبیر نے حمیرہ زن پیغمبر کے ساتھ اُن حضرت پر خروج کیا جس طرح اُس امت کے دو منافقوں نے صفراء زوجہ موسیٰؑ کے ساتھ وصیٔ موسیٰؑ پر خروج کیا اور جس طرح اُن لوگوں نے ہزیمت پائی اور صفراء اسیر ہوئی اور یوشعؑ نے دنیا میں اُس سے انتقام نہیں لیا، اسی طرح امیرالمومنینؑ جب ان پر غالب ہوئے حمیرہ کو اسیر کیا تو اُس کا احترام کیا اور اُس کے انتقام کو روز جزا پر اٹھا رکھا۔ ۱۲

علامہ نے عبداللہ بن مسعود سے روایت کی ہے۔ اُس نے کہا کہ میں نے رسولؐ خدا سے پوچھا کہ آپ کی وفات کے بعد آپ کو کون غسل دے گا۔ فرمایا کہ ہر پیغمبر کو اُس کا وصی غسل دیتا ہے میں نے کہا یا رسول اللہؐ آپ کا وصی کون ہے فرمایا کہ علیؑ بن ابی طالب پوچھا کہ یا رسول اللہؐ آپ کے بعد کے سال تک وہ زندہ رہیں گے فرمایا تیس سال تک اس لئے کہ یوشعؑ بن نون وصی موسیٰؑ اُن کے بعد تیس سال تک زندہ رہے اور صفراء دختر شعیبؑ نے جو موسیٰؑ کی بیوی تھی اُن پر خروج کیا اور کہا میں تم سے بنی اسرائیل کی بادشاہی کی زیادہ مستحق ہوں۔ یوشعؑ نے اُس سے جنگ کی اور اُس کے لشکر کو قتل کیا اور اُس کو قید کیا اور اسیر کرنے کے بعد اُس کے ساتھ نیکی کی اور فلاں کی بیٹی میری امت کے کئی ہزار شخصوں کے ساتھ علیؑ پر خروج کرے گی۔ علیؑ اُس کے لشکر کو قتل کریں گے اور اُس کو اسیر کریں گے اور اسیر کرنے کے بعد اُس کے ساتھ نیکی کریں گے اُس کی شان میں یہ آیت نازل ہوئی ہے جس میں خدا نے پیغمبر کی زبان میں خطاب فرمایا۔ وَقَرْنَ فِیْ بُیُوْتِکُنَّ وَلَا تَبَرَّجْنَ تَبَرُّجَ الْجَاهِلِیَّةِ الْاُوْلٰی۔ یعنی (اے نبی کی بی بیو) اپنے مکانوں میں بیٹھی رہو اور اپنے .... قدیم جاہلیت کی طرح باہر نہ نکلو فرمایا کہ قدیم جاہلیت سے مراد صفرا بنت شعیب کا میدان میں نکلنا ہے۔

حدیث معتبر میں امام محمد باقرؑ سے منقول ہے کہ زوجۂ موسیٰؑ نے یوشعؑ بن نون پر زرافہ پر سوار ہو کر خروج کیا ...... وہ جانور شتر گاؤ اور چیتے سے مشابہ ہوتا ہے اُس کو شتر گاؤ پلنگ کہتے ہیں۔ پہلے روز زن موسیٰؑ غالب تھی دوسرے روز یوشعؑ اس پر غالب ہوئے۔ بعض لوگوں نے یوشعؑ سے کہا کہ اُس کو سزا دیں یوشعؑ نے فرمایا چونکہ موسیٰؑ اس کے پہلو میں سوئے تھے اس لئے میں نے موسیٰؑ کی حُرمت کی اُس کے حق میں رعایت کی ہے اور اُس کے انتقام کو خدا پر چھوڑتا ہوں۔

حدیث حسن میں حضرت صادقؑ سے منقول ہے کہ ملک الموت موسیٰؑ کے پاس آئے اور اُن پر سلام کیا موسیٰؑ نے کہا کس لئے آئے ہو کہا آپ کی رُوح قبض کرنے آیا ہوں لیکن مجھے حکم ہے کہ جب آپ کا ارادہ ہو اُس وقت میں آپ کی رُوح قبض کروں۔ پھر ملک الموت چلے گئے۔ ایک مدّت کے بعد موسیٰؑ نے یوشعؑ کو طلب کیا اور اُن کو اپنا وصی بنایا اور اپنی قوم سے غائب ہو گئے۔ غیبت کے زمانہ میں ایک روز چند فرشتوں کے پاس پہنچے۔ جو ایک قبر کھود رہے تھے پوچھا

کہ کس کے لئے اس قبر کو کھودتے ہو اُن فرشتوں نے کہا خدا کی قسم ایک ایسے بندہ کے لئے کھودتے ہیں جو خدا کے نزدیک بہت بلند ہے موسیٰؑ نے کہا کہ اُس بندہ کی منزلت خدا کے نزدیک عظیم ہونی چاہیئے اس لئے کہ کبھی میں نے ایسی بہتر قبر نہیں دیکھی تھی ملائکہ نے کہا اے بندۂ خدا تو چاہتا ہے کہ وہ بندہ تو ہی ہو کہا ہاں۔ فرشتوں نے کہا تو جاؤ اور اس میں لیٹو اور اپنے پروردگار کی جانب متوجہ ہو غرض موسیٰؑ گئے اور قبر میں لیٹے۔ اپنی جگہ بہشت میں دیکھی اور خدا سے موت طلب کی۔ اُسی جگہ آپ کی روح قبض کی گئی اور فرشتوں نے آپ کو دفن کیا۔ دُوسری معتبر حدیث میں فرمایا کہ موسیٰؑ کی عمر ایک سو چھبیس سال کی تھی اور ہارونؑ کی عمر ایک سو تیس سال تھی اور دُوسری صحیح حدیث میں فرمایا کہ اکیسویں شب ماہِ رمضان مبارک کی وہ شب ہے جس میں پیغمبروں کے اوصیاء دنیا سے گئے۔ اسی رات میں عیسیٰؑ اُٹھا لئے گئے اسی رات کو موسیٰؑ نے دُنیا سے رحلت کی۔

بسندِ معتبر امام محمد باقرؑ سے منقول ہے کہ جس شب امیرالمومنینؑ شہید ہُوئے جس پتھر کو زمین سے اُٹھاتے تھے طلوعِ صبح تک اُس کے نیچے سے تازہ خون جوش مارتا تھا اور اسی طرح وہ رات تھی جس میں یوشعؑ بن نون شہید ہُوئے۔

بسندِ معتبر حضرت صادقؑ سے منقول ہے کہ موسیٰؑ نے یوشعؑ سے وصیت کی اور اُن کو اپنا وصی قرار دیا اور یوشعؑ بن نون نے فرزند ہارونؑ کو اپنا وصی اور خلیفہ قرار دیا اور اپنے اور موسیٰؑ کے فرزندوں کو خلیفہ نہیں بنایا اس لئے کہ خلیفہ یا امام کا تعین خدا کی جانب سے ہوتا ہے کسی کو اس میں کوئی اختیار نہیں۔

بعض معتبر روایت میں مذکور ہے کہ جب تیہ میں موسیٰؑ اور ہارونؑ رحمتِ الٰہی سے فائز ہوئے حضرت یوشعؑ بن نون نے بنی اسرائیل کو آمادہ کیا اور شام کی جانب عمالقہ کی جنگ کو گئے وہ شام کے جس شہر میں پہنچتے تھے اُس کو فتح کرتے تھے یہاں تک کہ بلقا میں پہنچے وہاں ایک بادشاہ تھا جس کو بالق کہتے تھے کئی بار اُس سے اور یوشعؑ سے جنگ ہوئی اور کوئی اُن میں سے مقتول نہیں ہُوا۔ لوگوں نے اس کا سبب پوچھا۔ فرمایا کہ ان کے درمیان کوئی عَلَم نہیں رکھتا اس سبب سے اُن میں سے کوئی قتل نہیں ہوتا پھر اُن لوگوں سے صلح کر لی اور آگے بڑھے اور دوسرے شہر میں پہنچے۔ جب اُس شہر کے بادشاہ نے دیکھا کہ لڑائی میں یوشعؑ کے مقابلہ کی تاب نہیں رکھتا ہوں تو کسی کو بھیج کر بلعم بن باعور کو

طلب کیا کہ وہ اسم اعظم کے ذریعہ سے دُعا کرے تاکہ وہ لوگ غالب ہو جائیں۔ بلعم نے اپنے گدھے پر سوار ہوکر بادشاہ کے پاس جانے کا ارادہ کیا۔ گدھا سر ورمیں آیا اور وہ گر پڑا پوچھا تونے کیوں ایسا کیا گدھا بقدرتِ خدا گویا ہوا اور کہا کیونکر مسرور نہ ہوں حالانکہ یہ جبرئیلؑ ایک ہتھیار ہاتھ میں لئے ہوئے ہیں اور تجھ کو ان کے مقابلہ پر جانے کو منع کرتے ہیں۔ اس بات کا اُس پر کوئی اثر نہ ہوا اور وہ روانہ ہوا۔ جب اس بادشاہ کے پاس پہنچا۔ بادشاہ نے اُس سے خواہش کی کہ اسم اعظم پڑھے اور یوشعؑ کی قوم پر نفرین کرے بلعم نے کہا خدا کا رسولؑ اُن کے ساتھ ہے اُن پر نفرین کا اثر نہ ہوگا لیکن میں تیرے لئے ایک دوسری تدبیر کرتا ہوں یعنی تو بہت سی خوبصورت عورتوں کو آراستہ کرکے خرید و فروخت کے بہانہ سے اُن کے لشکر میں بھیجدے۔ کہ مردوں میں پیش کریں تاکہ وہ لوگ زنا کریں۔ اس لئے کہ جس گروہ میں زنا زیادہ ہوتی ہے یقیناً خدا طاعون کو اُن کے لئے بھیجتا ہے۔ جب اُس نے ایسا کیا یوشعؑ کی قوم نے بہت زنا کی حق تعالیٰ نے یوشعؑ کو وحی فرمائی کہ اُن لوگوں نے ایسا (فعل قبیح) کیا اور میرے غضب کے مستحق ہوئے اگر تم چاہو تو دشمن کو ان پر مسلط کروں اور اگر تم کو پسند ہو تو اُن کو قحط میں ہلاک کروں اور اگر تم چاہو تو ان کو سختی اور عجلت کی موت سے ہلاک کروں۔ یوشعؑ نے عرض کی خداوندا یہ فرزندان یعقوبؑ ہیں مجھ کو گوارا نہیں ہے کہ ان پر دشمن کو غلبہ ہو اور نہ یہ چاہتا ہوں کہ قحط میں مریں لیکن جلدی کی موت میں اگر تو چاہتا ہے تو ان کو معذب فرما۔ تو تین گھڑی میں اُن کے ستر ہزار اشخاص طاعون میں مر گئے۔

عامّہ و خاصّہ کی روایت میں مذکور ہے کہ اُس کے بعد جبکہ یوشعؑ نے اُن سے جنگ کی اور قریب تھا کہ اُن پر غالب ہو جائیں کہ آفتاب غروب ہوگیا۔ یوشعؑ نے دُعا کی تو حق تعالیٰ نے اپنی قدرت کاملہ سے آفتاب کو واپس کیا یہاں تک کہ وُہ لوگ غالب ہوئے تو آفتاب غروب ہوا اسی طرح پیغمبر آخرالزماںؐ کے وصی حضرت امیرالمومنینؑ کے لئے آفتاب واپس ہُوا۔

بسند معتبر حضرت امام رضا علیہ السلام سے منقول ہے کہ خدا نے بلعم بن باعور کو اسم اعظم عطا فرمایا تھا وہ اُس کے ذریعہ سے جو دعا کرتا مستجاب ہوتی۔ آخر اس کی رغبت فرعون کی جانب ہُوئی۔ فرعون نے جب چاہا کہ موسیٰؑ اور اُن کی قوم کے تعاقب میں جائے بلعم سے استدعا کی کہ دُعا کرے تاکہ خدا موسیٰؑ اور اُن

کے اصحاب کو روک دے اور فرعون اُن لوگوں تک پہنچ جائے۔ بلعم اپنے گدھے پر سوار ہوا تاکہ موسیٰؑ کے لشکر کے تعاقب میں فرعون کو لے جائے اُس کا گدھا رُک گیا۔ ہرچند اُس نے مارا لیکن وہ نہیں بڑھا اس وقت خدا نے اس کو گویا کیا اُس نے کہا وائے ہو تجھ پر مجھے کیوں مارتا ہے کیا تو چاہتا ہے کہ تیرے ساتھ رہوں تاکہ تو پیغمبر خدا اور مومنوں کے گروہ پر نفرین کرے۔ پھر اُس نے اس قدر مارا کہ وہ حیوان مرگیا اور اسم اعظم اس سے جاتا رہا اور اُس کے دل سے محو ہوگیا جیسا کہ حق تعالیٰ نے قرآن میں اُس کے قصہ میں اشارہ فرمایا ہے۔ [1] وَاتْلُ عَلَيْهِمْ نَبَأَ الَّذِيٓ اٰتَيْنٰهُ اٰيٰتِنَا (اے رسول) اپنی قوم سے اُس شخص کی خبر بیان کردو جسے ہم نے اپنی نشانیاں عطا کی تھیں یعنی اپنی حجتیں اور دلیلیں یا اسم اعظم فَانْسَلَخَ مِنْهَا فَاَتْبَعَهُ الشَّيْطٰنُ فَكَانَ مِنَ الْغٰوِيْنَ۝ تو وہ ان نشانیوں اور علوم سے باہر آیا اور اسم اعظم اس سے سلب ہوگیا تو وہ تابع شیطان ہوگیا پھر تو وہ گمراہ ہوگیا۔ وَلَوْ شِئْنَا لَرَفَعْنٰهُ بِهَا وَلٰكِنَّهٗٓ اَخْلَدَ اِلَى الْاَرْضِ وَاتَّبَعَ هَوٰىهُ اور اگر ہم چاہتے تو اُس کو اُن ہی آیات کے ذریعہ سے بلند کرتے لیکن اُس نے زمین کا رُخ کیا اور دنیا پر راغب ہوا اور اُس نے اپنے نفس کی خواہش کی پیروی کی فَمَثَلُهٗ كَمَثَلِ الْكَلْبِ اِنْ تَحْمِلْ عَلَيْهِ يَلْهَثْ اَوْ تَتْرُكْهُ يَلْهَثْ [2] اُس کی مثال کُتّے کی سی ہے کہ اگر اُس پر تو حملہ کرے تو وہ اپنی زبان نکال دیتا ہے اور اگر چھوڑ دے تب بھی اپنی زبان نکالے رہتا ہے۔ روایت میں ہے کہ بلعم کی زبان مثل کتّے کی زبان کے اُس دہن سے لٹکتی تھی اور اُس کے سینہ پر پہنچ جاتی تھی۔ امام رضا علیہ السلام نے فرمایا کہ حیوانات داخل بہشت نہ ہوں گے۔ سوائے تین جانوروں کے بلعم کا گدھا۔ اصحاب کہف کا کتّا اور ایک بھیڑیا۔ (جس کا قصّہ یہ ہے کہ) ایک ظالم بادشاہ نے چوبدار کو مومنوں کے ایک گروہ کے حاضر کرنے کے لئے بھیجا تاکہ اُن پر عذاب کرے۔ اُس چوبدار کے ایک لڑکا تھا جس کو وہ بہت دوست رکھتا تھا۔ وہ بھیڑیا آیا اور اُس کے لڑکے کو کھا گیا جس سے وہ چوبدار اندوہناک ہوا اس سبب سے اُس بھیڑیے کو خداوند عالم بہشت میں لے جائے گا کیونکہ اُس نے اُس چوبدار کو اندوہناک کردیا۔

بہت سی سندوں کے ساتھ منقول ہے کہ جب امیرالمومنین علیہ السلام شہید ہوئے اُسی روز حضرت امام حسن علیہ السلام منبر پر تشریف لے گئے اور فرمایا کہ ایّھا النّاس اسی رات کی طرح وہ رات تھی جس میں حضرت عیسیٰؑ بن مریم

[1] سورۃ الاعراف آیت ۱۷۵

[2] سورۃ الاعراف آیت ۱۷۶

آسمان پر گئے۔ اسی رات کی طرح وہ رات تھی جس میں یوشعؑ بن نون کشتہ ہوئے یعنی اکیسویں ماہ رمضان۔

بسند معتبر حضرت امام رضا علیہ السلام سے منقول ہے کہ حضرت رسول اللہ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کے اصحاب میں سے ایک شخص نے ایک نامہ پایا جس کو آنحضرتؐ کی خدمت میں لایا۔ حضرتؐ نے فرمایا کہ ندا کریں کہ تمام اصحاب حاضر ہوں۔ پھر حضرت منبر پر تشریف لے گئے اور فرمایا کہ یوشعؑ بن نون وصیٔ موسیٰؑ نے یہ نامہ لکھا ہے جس کا مضمون یہ ہے۔ بسم اللہ الرحمٰن الرحیم یقیناً تمہارا پروردگار تمہارا دوست اور تم پر مہربان ہے۔ یقیناً خدا کے تمام بندوں میں سب سے زیادہ بہتر گمنام پرہیزگار ہے اور بدترین خلق خدا وہ ہے جو ریاست باطل کے ساتھ لوگوں میں انگشت نما ہو۔ پس جو شخص کہ چاہے کہ اس کو کامل ثواب دیا جائے اور خدا کی نعمتوں کا شکر ادا ہو جائے تو چاہیئے کہ وہ ہر روز یہ دعا پڑھے۔ سُبْحَانَ اللهِ كَمَا يَنْبَغِيْ لِلّٰهِ لَا اِلٰهَ اِلَّا اللهُ كَمَا يَنْبَغِيْ لِلّٰهِ وَالْحَمْدُ لِلّٰهِ كَمَا يَنْبَغِيْ لِلّٰهِ وَلَا حَوْلَ وَلَا قُوَّةَ اِلَّا بِاللهِ وَصَلَّى اللهُ عَلٰى مُحَمَّدٍ وَّاَهْلِ بَيْتِهِ النَّبِيِّ الْعَرَبِيِّ الْهَاشِمِيِّ وَصَلَّى اللهُ عَلٰى جَمِيْعِ الْمُرْسَلِيْنَ وَالنَّبِيِّيْنَ حَتّٰى يَرْضَى اللهُ۔

دوسری معتبر حدیث میں فرمایا کہ بنی اسرائیل کے زمانہ میں چار مومن تھے جو آپس میں ایک دوسرے سے وابستہ تھے ایک روز ان میں سے تین شخص کسی کام کے لئے کسی ایک مکان میں جمع ہوئے۔ پھر وہ چوتھا شخص بھی آیا اس نے دروازہ کھٹکھٹایا۔ ایک غلام باہر آیا۔ اس نے پوچھا کہ تیرا مولا کہاں ہے غلام نے کہا گھر میں نہیں ہے۔ وہ مرد واپس چلا گیا۔ غلام اپنے آقا کے پاس آیا اس نے پوچھا کون تھا جس نے دروازہ کھٹکھٹایا تھا۔ کہا فلاں شخص تھا میں نے اس سے کہہ دیا کہ میرا مالک مکان میں نہیں ہے تو صاحب خانہ اور ان تینوں میں سے کسی نے اس بارے میں کچھ نہ کہا۔ خاموش ہو گئے اور اس مومن کے واپس چلے جانے کی پرواہ نہ کی اور پھر اپنی باتوں میں مشغول ہو گئے جب دوسرے روز صبح کو وہی مرد مومن اسی مکان پر آیا دیکھا کہ وہ لوگ مکان سے نکلے اور ان میں سے کسی کے کھیت پر جانے کا ارادہ رکھتے ہیں۔ اس نے ان پر سلام کیا اور کہا کیا میں بھی تمہارے ساتھ آؤں ان لوگوں نے کہا ہاں آؤ اور روز گذشتہ کے اس کے

آنے اور واپس چلے جانے پر اُس سے معذرت نہیں کی وہ مرد اُن میں مفلس و پریشان تھا۔ اثنائے راہ میں ایک ابر ظاہر ہوا اور اُن کے سروں پر گھر گیا۔ اُن لوگوں نے سمجھا کہ بارش ہو گی اس لئے دوڑنا شروع کیا۔ ناگاہ ابر سے ایک منادی نے ندا دی کہ اے آگ ان کو جلا دے اور میں جبرئیلؑ ہوں خدا کا رسول۔ دفعتہً ایک آگ ابر سے جدا ہوئی اور اُن تینوں اشخاص پر گری وہ مرد اُس بلا سے خائف اور متعجب ہوا جو اُن تینوں پر نازل ہوئی اور اس کا سبب نہ سمجھ سکا۔ شہر میں واپس آیا۔ حضرت یوشعؑ بن نون کی خدمت میں پہنچا۔ اور آنحضرت سے کُل کیفیت بیان کی۔ یوشعؑ نے کہا خدا نے تیرے سبب سے اُن پر غضب نازل کیا۔ اُس کے بعد کہ اُن سے راضی تھا۔ پھر یوشعؑ نے اُس سے روز گذشتہ کے قصّہ کو بیان کیا اُس وقت اُس مرد نے کہا کہ میں نے اُن پر اُن کا یہ فعل حلال کیا اور معاف کیا۔ یوشعؑ نے کہا اگر عذاب نازل ہونے سے پہلے ایسا ہوتا تو اُن کو تیرا یہ حلال کرنا اور معاف کرنا فائدہ دیتا اب تو دنیا کے لئے اُس سے کچھ فائدہ نہیں ہو سکتا۔ شاید آخرت میں اُن کو کچھ نفع بخشے۔ روایت میں ہے کہ حضرت یوشعؑ کی عمر ایک سو تیئیس ۱۲۳ سال کی ہوئی اور آپ نے کالبؑ بن یوقنا کو اپنے بعد اپنا وصی و خلیفہ بنایا۔

باب چودھواں

حضرت حزقیل علیہ السّلام کے حالات

خدا نے قرآن مجید میں فرمایا ہے۔ اَلَمْ تَرَ اِلَی الَّذِیْنَ خَرَجُوْا مِنْ دِیَارِهِمْ وَهُمْ اُلُوْفٌ حَذَرَ الْمَوْتِ فَقَالَ لَهُمُ اللّٰهُ مُوْتُوْا ثُمَّ اَحْیَاهُمْ اِنَّ اللّٰهَ لَذُوْ فَضْلٍ عَلَی النَّاسِ وَلٰکِنَّ اَکْثَرَ النَّاسِ لَا یَشْکُرُوْنَ۔ کیا تم نے اُس جماعت کا حال نہیں دیکھا جو موت سے بچنے کے لئے اپنے گھر سے نکلے تو خدا نے اُن سے کہا کہ مرجاؤ (تو وہ مرگئے) پھر (خدا نے) اُن کو زندہ کیا۔ یقیناً خدا اپنے بندوں پر فضل کرنے والا ہے۔ لیکن بہت سے لوگ اس کا شکر نہیں ادا کرتے۔ (آیت ۲۴۳ سورہ بقرہ پ۲)

شیخ طبرسی قدس اللہ روحہ نے کہا ہے کہ وہ بنی اسرائیل کا ایک گروہ تھا جو طاعون کے خوف سے بھاگے تھے۔ جبکہ اُن کی آبادی میں طاعون پھیلا ہوا تھا۔ بعض نے کہا ہے کہ وہ لوگ جہاد سے بھاگے تھے اور بعضوں کا قول ہے کہ وہ لوگ قوم حزقیل سے تھے جو موسیٰؑ کے تیسرے خلیفہ تھے کیونکہ بنی اسرائیل میں حضرت موسیٰؑ کے پہلے خلیفہ یوشعؑ بن نون تھے ان کے بعد کالبؑ بن یوقنا اور ان کے بعد حزقیلؑ تھے۔ ان کو ابن العجوز بھی کہتے تھے۔ کیونکہ ان کی ماں نے پیرانہ سالی کے زمانہ میں خدا سے فرزند طلب کیا تھا اور خدا نے ان کو حزقیلؑ سا فرزند عطا فرمایا۔ اور بعضوں کا قول ہے کہ حزقیلؑ ہی ذوالکفل ہیں اور ان کو ذوالکفل اس لئے کہتے ہیں کہ انھوں نے ستر پیغمبروں کی ضمانت وکفالت کی اور ان کو قتل سے رہائی دلوائی اور اُن سے کہا کہ تم لوگ آزاد ہو چلے جاؤ اگر میں تمہارے عوض قتل کر دیا جاؤں تو بہتر ہے اس سے کہ تم سب کے سب قتل کئے جاؤ۔ اس کے بعد جب یہودی آئے اور اُن سے اُن پیغمبروں کو دریافت کیا تو آپ نے فرمایا کہ میں نہیں جانتا کہ وہ لوگ کہاں گئے۔ اور خدا نے حضرت ذوالکفل کو ان کے شر سے حفاظت میں رکھا اور اس جماعت کی تعداد میں

اختلاف ہے تین ہزار۔ دس ہزار۔ چالیس ہزار۔ ساٹھ ہزار اور ستر ہزار تک تعداد بیان کی جاتی ہے کہ وہ لوگ حضرت شمعونؑ کی بددعا سے فوت ہوئے تھے۔ اُن کے شہر کا نام اُوردان تھا۔ بعض نے کہا ہے کہ حزقیلؑ بھی اُن کی بددعا میں واسطہ تھے۔

علی بن ابراہیم نے روایت کی ہے کہ وہ لوگ شام کے کسی شہر کے رہنے والے تھے اور طاعون اُن میں پھیلا تھا کہ لوگ ان کی ہڈیوں کو کچلتے گذرتے تھے۔ پھر خدا نے کسی پیغمبر کی دعا سے ان کو زندہ کیا تو وہ لوگ اپنے گھروں کو واپس گئے اور بہت دنوں تک زندہ رہے پھر رفتہ رفتہ مرتے رہے اور ایک دوسرے کو دفن کرتے رہے۔

بسند حسن منقول ہے کہ حمران نے حضرت امام محمد باقرؑ سے پوچھا کہ کیا کوئی چیز بنی اسرائیل میں ایسی بھی رہی ہے۔ جس کی نظیر اس امت میں نہیں ہے؟ فرمایا کوئی بات ایسی نہیں گذری۔ اس کے بعد اس آیت کی تفسیر دریافت کی۔ فرمایا کہ وہ لوگ دوبارہ زندہ ہوئے اور اتنی دیر زندہ رہے کہ اور لوگوں نے ان کو (اچھی طرح) دیکھا۔ پوچھا کہ اُسی روز مر گئے یا اپنے مکانوں کو واپس گئے۔ فرمایا کہ اپنے اپنے مکانوں میں واپس گئے۔ آباد ہوئے۔ عورتوں سے نکاح کیا اور مدتوں زندہ رہے اس کے بعد اپنی موت سے مرے اور وہ لوگ جو اس امت میں رجعت کے زمانہ میں زندہ ہوں گے ایسے ہی ہوں گے۔ [۱]

دوسری حدیث معتبر میں حضرت امام محمد باقر و امام جعفر صادق علیہم السّلام سے منقول ہے جب اس آیت کی تفسیر اُن حضرات سے پوچھی گئی تو فرمایا کہ وہ لوگ بلاد شام کے ایک شہر کے رہنے والے تھے۔ جس میں ستر ہزار مکانات تھے۔ جب طاعون کی وبا پھیلتی تو امیر لوگ شہر سے نکل جاتے اور غریب جن کو مقدرت نہ تھی رہ جاتے اور کثرت سے مرتے تھے۔ اور کہتے تھے کہ اگر ہم بھی شہر میں رہ جاتے تو ہم میں سے بھی بہت مرتے اور شہر میں رہ جانے والے کہتے کہ اگر ہم بھی باہر چلے جاتے تو ہم میں سے بھی کم مرتے۔ آخر ان میں یہ رائے قرار پائی کہ اب اگر طاعون آئے تو ہم سب کے سب شہر سے باہر چلے جائیں گے۔ پھر جب طاعون پھیلا تو

رجعت کا ثبوت۔

[۱] مولف فرماتے ہیں کہ یہ قصہ رجعت کی حقیقت کا ثبوت ہے اُس حدیث کی بنا پر جو مکرر مذکور ہوئی۔ کہ جو کچھ بنی اسرائیل میں واقع ہوا ہے وہ سب اس امت میں بھی ہوگا اور علمائے شیعہ نے مخالفین پر اسی آیت سے استدلال کیا ہے۔

سب نے شہر کو چھوڑ دیا اور بہت سے دوسرے شہروں میں گھومتے پھرتے۔ ایک ویران شہر میں پہنچے جس کے باشندے سب طاعون سے مرگئے تھے اور ان کے مکانات خالی پڑے تھے۔ یہ لوگ اُس شہر میں اُتر پڑے اور مقیم ہوگئے تو خدا نے فرمایا کہ تم سب مرجاؤ۔ تو اکبارہ وہ تمام انسان مرگئے اور اسی طرح پڑے رہے یہاں تک کہ لاشیں گل سڑ کر صرف ہڈیاں رہ گئیں۔ وہ شہر قافلہ کے راستہ میں تھا۔ اہل قافلہ نے ہڈیوں کو راستہ سے دُور کرکے ایک جگہ جمع کردیا تھا۔ ایک مرتبہ بنی اسرائیل کے ایک پیغمبر حضرت حزقیلؑ کا گذر اُس طرف سے ہوا جب آپ کی نظر اُن ہڈیوں پر پڑی تو آپ بہت روئے اور عرض کی پالنے والے اگر تو چاہے تو ان سب کو ابھی زندہ کرسکتا ہے جس طرح ایک آن میں اُن پر موت طاری کی ہے تاکہ تیرے شہروں کو یہ لوگ آباد کریں اور تیرے بندے ان کے ذریعہ سے پیدا ہوں اور عبادت کرنے والوں کے ساتھ تیری عبادت کریں۔ تو خدا نے ان پر وحی فرمائی کہ کیا تم چاہتے ہو کہ میں ان کو زندہ کردوں۔ عرض کی ہاں میرے پالنے والے۔ تو خدا نے ان کو اسم اعظم بذریعہ وحی تعلیم فرمایا اور حکم دیا کہ مجھ کو اس نام سے پکارو تو میں ان کو زندہ کردوں۔ جب حزقیلؑ نے اسم اعظم پڑھا دیکھا کہ ہڈیاں ایک دوسرے کی جانب پرواز کررہی تھیں یہاں تک کہ اُن کے اعضا درست ہوئے اور وہ زندہ ہوکر ایک دوسرے کو دیکھنے اور خدا کی تسبیح و تکبیر و تہلیل کرنے لگے۔ تو حزقیل نے کہا کہ میں گواہی دیتا ہوں کہ خدا ہر چیز پر قادر ہے۔

دوسری معتبر حدیث میں حضرت صادقؑ سے منقول ہے کہ یہ جماعت نوروز کے دن زندہ ہوئی تھی۔ جس پیغمبر کی دعا سے وہ لوگ زندہ ہوئے تھے خدا نے ان کو وحی کی تھی کہ ان ہڈیوں پر پانی چھڑکیں۔ انھوں نے پانی چھڑکا تو وہ سب کے سب زندہ ہوگئے ان کی تعداد تیس ہزار تھی۔ عجم میں اسی سبب سے یہ رواج ہوگیا ہے کہ نوروز کے دن ایک دوسرے پر پانی چھڑکتے اور پھینکتے ہیں اور اس کا سبب نہیں جانتے۔ ؎

دوسری معتبر حدیث میں انہی حضرت سے منقول ہے اُن دلیلوں کے ضمن میں جو حضرت نے ایک زندیق کے سامنے پیش کرکے اس کو مشرف بہ اسلام کیا تھا۔ حضرت نے فرمایا کہ وہ ایک

؎ شیعیان ہندو پاک میں سے اکثر ناواقف وجہال نوروز میں مثل اہل ہنود کے رنگ کھیلتے اور ایک دوسرے پر کیچڑ اچھالتے ہیں۔ حالانکہ یہ فعل مذموم نہ کسی کتاب سے ثابت ہے اور نہ جائز ہے بلکہ سراسر معصیت ہے اور خدا و رسول کی ناراضی کا باعث۔ خدا رحم فرمائے اور ہدایت کرے ۱۲ (مترجم)

جماعت تھی اور طاعون سے بھاگ کر اپنے وطن سے نکلی تھی ان کی تعداد کا احصا نہیں ہوسکتا کہ کتنے زیادہ لوگ تھے خدا نے ان کو ہلاک کر دیا اور وہ اتنے دنوں پڑے رہے کہ گل سڑ کر ان کے بند بند الگ ہو کر خاک ہو گئے تھے۔ جب خدا نے چاہا کہ اپنی قدرت خلق پر ظاہر کرے ایک پیغمبر حزقیلؑ کو بھیجا انہوں نے دعا کی اور اُن سب کو آواز دی تو اُن کے اعضا جمع ہوئے۔ روحیں اُن کے جسموں میں داخل ہوئیں اور اُسی صورت سے جیسے ایک ساتھ مرے تھے اک بار زندہ ہو گئے اُن میں سے ایک بھی کم نہ ہوا تھا۔ اس کے بعد مدتوں زندہ رہے۔

بسند معتبر منقول ہے کہ امام رضا علیہ السلام نے جب مامون کے سامنے جاثلیق عالم نصرانی پر حجت تمام کی فرمایا کہ اگر عیسیٰؑ کو اس وجہ سے خدا کہتے ہو کہ وہ مُردوں کو زندہ کرتے تھے تو یسعؑ نے بھی زندہ کیا اور ان کو لوگ خدا نہیں کہتے اور حزقیلؑ پیغمبر نے پینتیس ۳۵ ہزار اشخاص کو زندہ کیا جبکہ ساٹھ سال اُن کو مرے ہوئے گذر چکے تھے (پھر ان کو بھی خدا کیوں نہیں کہتے) پھر فرمایا کہ کیا تجھ کو نہیں معلوم کہ یہ لوگ بنی اسرائیل میں سے تھے جن کا بیان توراۃ میں مذکور ہے اور بخت نصرؔ نے ان کو بابل میں قید کر دیا تھا جس وقت کہ بیت المقدس کو برباد کر کے بنی اسرائیل کو قتل کر ڈالا تھا۔ خدا نے حزقیل کو مبعوث کر کے بنی اسرائیل کی طرف بھیجا انہوں نے ان کو زندہ کیا۔ اے نصرانی یہ لوگ عیسیٰؑ سے قبل تھے یا بعد جاثلیق نے کہا پہلے۔ حضرت نے فرمایا کہ عیسیٰؑ کو مُردوں کو زندہ کرنے کی وجہ سے خدا سمجھتے ہو تو پھر یسعؑ اور حزقیلؑ کو بھی خدا مانو کیونکہ انہوں نے بھی مُردوں کو زندہ کیا (اس کے بعد حضرت نے ایک گروہ کا اپنے شہر سے بخوف طاعون بھاگنا اور مرنا وغیرہ بیان فرمایا جو مذکور ہوا) اس کے بعد فرمایا کہ جب وہ لوگ مر گئے تو اہل شہر نے اُن کے گرد ایک حصار کھینچ دیا۔ وہ سب اُسی حصار میں گل سڑ کر پڑے ہوئے تھے۔ بنی اسرائیل کے ایک پیغمبر کا اُن کی طرف گذر ہوا۔ انہوں نے ان کی اس کثرت سے بوسیدہ ہڈیوں کو دیکھ کر تعجب کیا خدا نے اُن پر وحی کی کہ آیا تم چاہتے ہو کہ میں تمہاری خاطر سے ان کو زندہ کروں تاکہ تم ان پر تبلیغ رسالت کرو۔ عرض

ف مولف فرماتے ہیں کہ اس روایت سے ایسا ظاہر ہوتا ہے کہ اس جماعت کو جو طاعون کے خوف سے بھاگی تھی کسی اور پیغمبر نے زندہ کیا تھا اور حزقیلؑ نے بخت نصر کے کشتوں کو زندہ کیا تھا۔ یہ حدیث گذشتہ حدیثوں کی مخالف ہے ممکن ہے کہ امام رضاؑ نے اس حدیث میں اس کی موافقت سے فرمایا ہو جو اہل کتاب میں مشہور تھا۔ تاکہ اُس پر (جاثلیق پر) حجت تمام ہو سکے اور اس حدیث کی عبارت میں بھی تاویل کی جا سکتی ہے تاکہ گذشتہ حدیثوں کی موافقت ہو سکے۔ ۱۲

کی ہاں میرے پروردگار پس خدا نے وحی بھیجی کہ ان کو ندا کرو۔ پیغمبر نے آواز دی کہ اے بوسیدہ استخوانو خدا کے حکم سے اُٹھو تو سب زندہ ہو کر اُٹھ کھڑے ہوئے اور اپنے سروں سے خاک جھاڑ رہے تھے۔

بسند معتبر امام محمد باقر علیہ السّلام سے منقول ہے کہ جب بادشاہ قبط نے بیت المقدس کو برباد کرنے کے ارادہ سے لشکرکشی کی اور بیت المقدس کا محاصرہ کر لیا۔ تو لوگ حضرت حزقیلؑ کے پاس جمع ہوئے اور اس تکلیف و مصیبت کے دفع کرنے کی آپ سے فریاد کی حضرت نے فرمایا کہ ضرور آج رات اس بارے میں اپنے خدا سے میں مناجات کروں گا۔ پھر رات کے وقت حضرت نے مناجات کی وحی ہوئی کہ میں اُن کے شر سے بچا لوں گا۔ تو خدا نے ایک ملک کو وحی کی جو ہوا پر موکل تھا کہ ان کی جانیں نکال لے تو وہ سب یکبارگی مر گئے صبح کو حزقیلؑ نے اپنی قوم کو خبر دی کہ خدا نے ان سب کو ہلاک کر دیا۔ بنی اسرائیل نے شہر سے نکل کے ان کو دیکھا تو وہ سب مُردہ تھے۔ پس حزقیلؑ کے نفس میں گذرا کہ مجھ میں اور سلیمانؑ میں کیا فرق ہے۔ اس سبب سے اُن کے جگر میں ایک زخم ہو گیا اُن کی تنبیہہ کے لئے۔ اور اُن کو اُس سے سخت اذیت پہنچی۔ تو انہوں نے خدا سے عاجزی و انکساری کے ساتھ دُعا کی اور خاک پر بیٹھ کر فریاد کی کہ اس مرض کو دفع کر دے حکم ہوا کہ انجیر کے درخت کا دودھ اپنے سینہ پر ملو۔ جب انہوں نے استعمال کیا زخم زائل ہو گیا۔ [1]

بسند حسن حضرت صادقؑ سے منقول ہے کہ حق تعالیٰ نے وحی فرمائی کہ فلاں بادشاہ کو اطلاع دے دو کہ فلاں روز اس کو موت آ جائے گی۔ حزقیلؑ نے اس کو اطلاع دے دی۔ اس بادشاہ نے اپنے تخت سے گر کر گریہ وزاری اور دعا شروع کی کہ پالنے والے اتنے دنوں میری موت میں توقف فرما کہ میرا لڑکا بڑا ہو جائے اور میں اس کو اپنا جانشین کر دوں۔ خدا نے حزقیلؑ کو وحی کی کہ بادشاہ سے جا کر کہدو کہ میں نے تمہاری عمر پندرہ سال بڑھا دی۔ حزقیلؑ نے کہا خداوندا کبھی میری قوم نے مجھ سے کوئی جھوٹ نہیں سُنا۔ جب میں یہ کہوں گا تو لوگ مجھے جھوٹا کہیں گے خدا نے فرمایا کہ تو بندہ ہے میں۔ جو کچھ کہتا ہوں تجھ کو چاہیئے کہ اُس کو سُنے اور میری رسالت کی تبلیغ اُس پر کرے ۔

---

[1] مولف فرماتے ہیں کہ اس حدیث اور اس سے قبل کی حدیث سے ایسا ظاہر ہوتا ہے کہ حضرت حزقیلؑ حضرت سلیمانؑ کے بعد گزرے ہیں۔ برعکس اس کے جو مفسّرین میں مشہور ہے کہ حضرت موسیٰؑ کے زمانہ سے قریب تھے اور اُن کے تیسرے خلیفہ تھے۔ ۱۲

باب پندرھواں

حضرت اسمٰعیل علیہ السلام کے حالات

خدا نے قرآن میں ان کو صادق الوعد کے نام سے یاد فرمایا ہے جیسا کہ ارشاد ہے۔

وَاذْكُرْ فِي الْكِتَابِ إِسْمَاعِيلَ إِنَّهُ كَانَ صَادِقَ الْوَعْدِ وَكَانَ رَسُولًا نَّبِيًّا ۝ وَكَانَ يَأْمُرُ أَهْلَهُ بِالصَّلَاةِ وَالزَّكَاةِ ۝ وَكَانَ عِندَ رَبِّهِ مَرْضِيًّا۔

یاد کرو اسمٰعیل کو قرآن میں یقیناً وہ وعدہ کے سچے تھے اور وہ پیغمبر مرسل تھے اور اپنے گھر والوں کو نماز ادا کرنے اور زکوٰۃ دینے کا حکم دیتے تھے اور اپنے پروردگار کے نزدیک پسندیدہ تھے۔ (آیت ۵۴ و ۵۵ سورہ مریم پ۱۶)

حضرت امام رضا علیہ السلام سے حدیث معتبر میں منقول ہے کہ حق تعالیٰ نے اُن کو اس لئے صادق الوعد فرمایا کہ انہوں نے ایک شخص سے ایک مقام پر ملنے کا وعدہ کیا اور ایک سال تک اُس مقام پر اُس کا انتظار کرتے رہے اور وہاں سے حرکت نہ کی۔

حضرت امام جعفر صادقؑ سے بسند ہائے معتبر بسیار منقول ہے کہ یہ اسمٰعیلؑ جن کو خدا نے صادق الوعد کہا ہے اسمٰعیلؑ پسر ابراہیمؑ کے علاوہ تھے اور ایک پیغمبر تھے جن کو خدا نے اُن کی قوم پر مبعوث فرمایا تھا۔ اُن کی قوم نے پکڑ کر اُن کے سر و چہرے کا چمڑہ اُتار لیا تھا۔ خدا نے ایک فرشتہ کو اُن کے پاس بھیجا اُس نے آ کر کہا کہ خداوند عالم تم کو سلام کہتا ہے اور فرماتا ہے کہ میں نے دیکھا جو کچھ تمہاری قوم نے تمہارے ساتھ کیا اور مجھ کو اس لئے بھیجا ہے کہ آپ اُن کے بارے میں جو حکم دیں میں عمل میں لاؤں۔ اسمٰعیلؑ نے کہا میں نہیں چاہتا کہ اس دنیا میں اُن سے انتقام لوں اور چاہتا ہوں کہ صبر کروں اور پیغمبر آخر الزمان کے فرزند حسینؑ ابن علیؑ کی تاسّی کروں تاکہ آنحضرت کے ثواب میں سے کچھ حصہ مجھے بھی ملے۔

موثق سند کے ساتھ مثل صحیح کے منقول ہے کہ برید عجلی نے حضرت صادقؑ سے سوال کیا کہ جس اسمٰعیلؑ کو خدا نے صادق الوعد فرمایا ہے وہ اسمٰعیلؑ حضرت ابراہیمؑ کے بیٹے تھے یا اُن کے علاوہ۔ لوگ کہتے ہیں کہ وہ اسمٰعیلؑ پسر ابراہیم تھے۔ حضرت فرمایا کہ وہ اسمٰعیلؑ حضرت ابراہیمؑ کے سامنے ہی رحمت الٰہی سے واصل ہو چکے تھے اور ابراہیم خود حجت خدا اور صاحب

ایک نبی کا امام حسین [illegible] اسمٰعیل [illegible] امام حسین [illegible]

شریعت تھے۔ کوئی پیغمبر مرسل ان کے وقت میں نہیں ہو سکتا تھا تو ان کے بیٹے اسمٰعیلؑ کیسے رسول ہو سکتے تھے وہ نبی تھے رسول نہ تھے۔ اور یہ اسمٰعیلؑ جن کا ذکر خدا نے اس آیت میں کیا ہے حزقیلؑ کے فرزند تھے خدا نے اُن کی قوم پر ان کو مبعوث کیا۔ ان لوگوں نے ان کی تکذیب کی اور ان کو قتل کر دیا اور ان کے سر و چہرے کی کھال پہلے ہی اُتار لی تھی۔ خداوند عالم اُن پر غضبناک ہوا اور سطا طائیل فرشتۂ عذاب کو اُن حضرت کے پاس بھیجا۔ اس نے حضرت سے آ کر کہا کہ میں عذاب کا فرشتہ ہوں خدا نے مجھ کو آپ کے پاس اس لئے بھیجا ہے کہ اگر آپ چاہیں تو میں آپ کی قوم کو طرح طرح کے عذاب میں مبتلا کروں فرمایا مجھے اُن کے عذاب کی ضرورت نہیں۔ حق تعالیٰ نے ان کو وحی کی کہ کیا حاجت رکھتے ہو۔ عرض کی پالنے والے تو نے مجھ سے اپنی خدائی اور محمد صلّی اللہ علیہ و آلہ کی پیغمبری اور ان کے اوصیا کی ولایت کا عہد لیا اور اپنی مخلوق کو تو نے خبر دی (ان مظالم کی) جو ان کی امت اپنے پیغمبر کے بعد حسینؑ بن علیؑ کے ساتھ کرے گی اور یہ وعدہ کیا ہے کہ امام حسینؑ کو پھر دنیا میں واپس بھیجے گا تاکہ وہ اپنے قاتلوں سے انتقام لیں لہٰذا میری بھی یہی حاجت ہے کہ تو مجھے بھی دنیا میں دوبارہ واپس بھیجیو تاکہ میں بھی اپنے دشمنوں سے انتقام لوں جنہوں نے میرے ساتھ ایسا برتاؤ کیا۔ تو خدا نے وعدہ فرمایا کہ حسینؑ بن علیؑ کے ساتھ زمانہ رجعت میں اسمٰعیل بن حزقیل کو بھی بھیجے گا۔

دوسری حدیث معتبر میں اُنہی حضرت سے منقول ہے کہ جناب رسولؐ خدا نے فرمایا کہ سب سے بہتر صدقہ یہ ہے کہ نیک باتوں سے تو لوگوں کی حفاظت کرے اور برائیوں کو زائل کرے اور اپنے مسلمان بھائی کو فائدہ پہنچائے۔ پھر فرمایا کہ بنی اسرائیل میں سب سے بڑا عبادت گذار وہ شخص تھا جو بادشاہ وقت سے مومنین کی حاجت بر آری کی سفارش و کوشش کرتا تھا۔ ایک روز ایک عابد ایک مومن کی کارسازی کی غرض سے بادشاہ کے پاس جا رہا تھا کہ راستہ میں اسمٰعیلؑ بن حزقیلؑ سے ملاقات ہوئی ان سے کہا کہ آپ اس جگہ ٹھہریئے جب تک میں واپس نہ آؤں۔ جب بادشاہ کے پاس پہنچا بھول گیا۔ حضرت اسمٰعیلؑ اس کے انتظار میں اُس مقام پر ایک سال تک ٹھہرے رہے۔ خدا نے اُن کے لئے اُس جگہ ایک چشمہ جاری کر دیا اور سبزہ اُگا دیا جس سے وہ کھاتے پیتے رہے اور خدا نے ایک ابر بھیجا جو حضرت پر سایہ کرتا تھا۔ پس ایک روز بادشاہ سیر و تفریح کے لئے نکلا وہ عابد بھی ساتھ تھا۔ جب اُس مقام پر پہنچا جہاں حضرت اسمٰعیلؑ نے وعدہ کیا تھا عابد نے حضرت کو دیکھ کر پوچھا کہ آپ اب تک یہیں ہیں؟ حضرت نے فرمایا کہ تو نے

کہا تھا کہ اس جگہ سے مت جائے گا جب تک میں نہ آجاؤں لہٰذا میں ٹھہرا ہوں۔ اس سبب سے خدا نے اُن کو صادق الوعد فرمایا۔ بادشاہ کے ساتھ ایک جابر شخص بھی تھا اس نے کہا یہ جھوٹ کہتے ہیں میں بارہا اس مقام سے گذرا ہوں لیکن اِن کو اس جگہ نہیں دیکھا۔ اسمٰعیلؑ نے فرمایا کہ تو جھوٹ بولتا ہے خدا نے بہتر چیزیں جو تجھے عطا کی ہیں اُن میں سے کوئی ایک زائل کر دیگا۔ پس اُسی وقت اُس بدبخت کے تمام دانت گر گئے۔ تب وہ بادشاہ سے بولا کہ میں نے جھوٹ کہا تھا اور اس مرد صالح پر افترا کیا تھا آپ ان سے التماس کیجئے کہ خدا سے دُعا کریں کہ وہ میرے دانت پھر عطا فرمائے کیونکہ میں بوڑھا ہو گیا ہوں اور دانتوں کا محتاج ہوں۔ بادشاہ نے حضرت سے سفارش کی آپ نے فرمایا کہ دعا کروں گا۔ اُس نے کہا ابھی دُعا کیجئے فرمایا وقت سحر دُعا کروں گا۔ پھر حضرت نے وقت سحر دعا کی خدا نے اُس مرد کے دانت واپس عطا فرمائے۔ پھر حضرت صادقؑ نے فرمایا کہ دُعا کے لئے بہترین وقت سحر کا وقت ہے جیسا کہ خداوند عالم ایک جماعت کی مدح میں فرماتا ہے۔ وَبِالْاَسْحَارِ هُمْ يَسْتَغْفِرُوْنَ۔ یعنی وہ لوگ سحر کے اوقات میں خدا سے طلب آمرزش کرتے ہیں۔

فضیلت دعا کا وقت وقت سحر ہے۔

اُن ہی حضرت نے دوسری حدیث میں فرمایا کہ اسمٰعیلؑ پیغمبر خدا نے ایک شخص سے ایک مقام پر ٹھہرنے کا وعدہ کیا جس کو صفاح کہتے ہیں جو مکہ کے حوالی میں ہے وہ ایک سال تک اُس مقام پر منتظر رہے۔ اس اثناء میں اہل مکہ آپ کو تلاش کرتے رہے اُن کو معلوم نہ تھا کہ حضرت کہاں ہیں۔ اتفاقاً ایک شخص حضرت کے پاس پہنچا اور عرض کی اے خدا کے رسول آپ کے بعد ہم لوگ ضعیف و کمزور ہو گئے اور ہلاک ہو رہے ہیں آپ ہم لوگوں سے کیوں کنارہ کش ہو گئے۔ حضرت نے فرمایا کہ فلاں شخص نے جو اہلِ طائف سے ہے مجھ سے وعدہ لیا ہے کہ اس جگہ سے حرکت نہ کروں جب تک وُہ نہ آئے۔ اہل مکہ نے جب یہ سُنا اُس مرد طائفی کے پاس گئے اور کہا اے دشمن خدا تو نے رسولؑ خدا سے وعدہ کیا اور اب تک وفا نہ کی اور ایک سال سے ان کو تکلیف میں مبتلا کر رکھا ہے۔ وہ مرد حضرت کی خدمت میں دوڑتا ہُوا آیا اور معافی خواہ ہوا اور عرض کی یا نبی اللہ خدا کی قسم میں بھول گیا تھا حضرت نے فرمایا کہ اگر تو نہ آتا واللہ میں اسی مقام پر رہتا یہاں تک کہ مجھے موت آتی اور اسی جگہ سے بروز قیامت مبعوث ہوتا لہٰذا خدا نے حضرت کی مدح میں فرمایا۔ واذکر فی الکتاب اسمٰعیل انہ کان صادق الوعد ط

باب سولھواں

حضرت الیاس و یسع و الیا علیہم السّلام کے حالات

ابن بابویہؒ نے ابن عباس سے روایت کی ہے کہ حضرت یوشع بن نون نے حضرت موسٰی کے بعد بنی اسرائیل کو شام کے شہروں میں آباد کیا اور شام کو اُن میں تقسیم فرما دیا۔ اُن میں سے ایک گروہ کو بعلبک میں جگہ دی جن میں حضرت الیاس بھی تھے اور وہ انہی پر مبعوث بھی کیے گئے۔ اُس وقت وہاں ایک بادشاہ تھا جو لوگوں کو بَعل نامی ایک بُت کی پرستش پر ورغلائے ہوئے تھا جیسا کہ خداوند عالم فرماتا ہے وَاِنَّ اِلْیَاسَ لَمِنَ الْمُرْسَلِیْنَ۔ آیت ۱۲۳ یقیناً الیاس پیغمبروں میں سے تھے۔ اِذْ قَالَ لِقَوْمِہٖٓ اَلَا تَتَّقُوْنَ۔ آیت ۱۲۴۔ جب اُس (الیاس) نے اپنی قوم سے کہا کہ کیا تم لوگ عذاب خدا سے نہیں ڈرتے۔ اَتَدْعُوْنَ بَعْلًا وَّتَذَرُوْنَ اَحْسَنَ الْخَالِقِیْنَ آیت ۱۲۵۔ آیا بَعل کو پکارتے اور پوجتے ہو اور خدا کی عبادت ترک کرتے ہو جو بہترین پیدا کرنے والا ہے۔ اللّٰہَ رَبَّکُمْ وَرَبَّ اٰبَآئِکُمُ الْاَوَّلِیْنَ۔ آیت ۱۲۶۔ خدا تمہارا رب ہے اور تمہارے گذشتہ آباؤ اجداد کا۔ فَکَذَّبُوْہُ تو ان لوگوں نے الیاس کی تکذیب کی اور اُن کے کلام کو باور نہ کیا۔ اُس بادشاہ کی ایک فاجرہ زوجہ تھی۔ جب وہ کہیں چلا جاتا تو اُس عورت کو اپنا جانشین کر جاتا تاکہ لوگوں پر حکومت کرے۔ اُس ملعونہ کا محرر ایک عقلمند مومن تھا جس نے تین سو مومنین کی جانیں اُس ملعونہ کے ہاتھ سے بچائی تھیں۔ اُس ملعونہ سے بڑھ کر روئے زمین پر کوئی زناکار عورت نہ تھی۔ بنی اسرائیل کے سات بادشاہوں نے اُس سے نکاح کیا تھا اُس کے نوّے فرزند ہو چکے تھے۔ علاوہ اس کے فرزندوں کی اولاد کے۔ بادشاہ کا ہمسایہ ایک مرد صالح بنی اسرائیل میں سے تھا جس کا ایک باغ بادشاہ کے محل کے پہلو میں تھا اُسی باغ کی آمدنی اُس مرد دیندار کی روزی کا ذریعہ تھی۔ بادشاہ بھی اُس شخص کی عزّت کرتا تھا۔ ایک بار بادشاہ سفر میں گیا تھا اُس عورت نے موقع کو غنیمت سمجھ کر اُس مرد مومن کو مار ڈالا۔ اور اُس کے اہل و عیال سے وہ باغ چھین لیا۔ اس سبب سے خداوند عالم ان پر غضبناک

سورۂ والصّفت

ہُوا۔ جب بادشاہ سفر سے واپس آیا اور اس کی اطلاع اس کو دی گئی تو اُس نے اُس عورت سے کہا کہ تو نے یہ اچھا نہ کیا۔ تو خدا نے الیاسؑ کو ان پر مبعوث فرمایا کہ اُن لوگوں کو خدا کی عبادت پر آمادہ کریں ان لوگوں نے حضرت کی تکذیب کی اور اپنے پاس سے بھگا دیا اور ان کو ذلیل و خوار کیا اور ان کو قتل کی دھمکی دی الیاسؑ نے صبر کیا اور پھر ان لوگوں کو خدا کی طرف بُلایا جس قدر ان کو خدا کی جانب دعوت دیتے اور نصیحت کرتے ان کی سرکشی اور مفسدہ پردازی بڑھتی جاتی۔ آخر خدا نے اپنی ذات اقدس کی قسم کھا کر فرمایا کہ اگر بادشاہ اور اس کی زن فاحشہ نے توبہ نہ کی تو دونوں کو ہلاک کروں گا۔ الیاسؑ نے خدا کا یہ پیغام اُن کو پہنچا دیا تو اُن کو الیاسؑ پر اور زیادہ غصّہ آیا اور اُن کے مار ڈالنے اور عذاب و تکلیف میں مبتلا کرنے کا ارادہ کیا۔ الیاسؑ ان کے شہر سے چلے گئے اور ایک بڑے پہاڑ پر پناہ لی۔ سات سال تک اسی جگہ درختوں کے پھل کھا کر زندگی بسر کی۔ خدا نے اُن کے قیام کی جگہ ان ظالموں سے پوشیدہ کر دی تھی۔ اسی اثنا میں بادشاہ کا بیٹا بیمار ہُوا اور ایک سخت مرض میں مبتلا ہوا جس سے لوگ اس کی زندگی سے نا امید ہو گئے۔ وہ لڑکا بادشاہ کو سب سے زیادہ پیارا تھا۔ لوگ بُت پرستوں سے بُت کے پاس سفارش کراتے رہے کہ بادشاہ کے فرزند کو شفا بخشے مگر لڑکا اچھا نہ ہوا تو بادشاہ نے کچھ لوگوں کو پہاڑ کے نیچے بھیجا جس کے بارے میں گمان تھا کہ حضرت الیاس اُس پر رہتے ہیں وہ لوگ حضرت کو پکار کر التجا کرنے لگے کہ وہ نیچے آئیں اور اُس لڑکے کے واسطے دعا کریں۔ حضرت الیاسؑ پہاڑ کے نیچے تشریف لائے اور ان لوگوں سے فرمایا کہ خدا نے تمہاری طرف اور تمام اہل شہر و بادشاہ کی طرف مجھ کو رسول بنا کر بھیجا ہے۔ لہذا اپنے پالنے والے کا پیغام سُنو وہ فرماتا ہے کہ بادشاہ کے پاس جاؤ اور کہو کہ میں خدا ہوں میرے سوا کوئی خدا نہیں ہے۔ میں بنی اسرائیل کا پروردگار ہوں میں نے ہی ان کو پیدا کیا ہے اور میں ہی ان کو روزی دیتا ہوں ان کو زندہ کرتا ہوں اور مارتا ہوں اور ہر طرح کا فائدہ و نقصان میرے اختیار میں ہے اور تو اپنے لڑکے کے لئے شفا میرے غیر سے طلب کرتا ہے۔ وہ لوگ بادشاہ کے پاس واپس آئے اور سارا قصّہ بیان کیا بادشاہ کو یہ سُن کر بہت غصّہ آیا اور حکم دیا کہ جاؤ اور الیاسؑ کو دیکھو اور اُن کو باندھ کر میرے پاس لاؤ کیونکہ وہ میرا دشمن ہے وہ سب بولے کہ جب ہم نے الیاسؑ کو دیکھا ایک قسم کا خوف ہمارے دِلوں میں ان کی طرف سے پیدا ہُوا اور ہم ان کو گرفتار نہ کر سکے۔ بادشاہ نے اپنے لشکر میں سے پچاس مضبوط بہادروں کو انتخاب کر کے کہا کہ جاؤ اور الیاسؑ سے پہلے اظہار کرو کہ ہم لوگ تم پر ایمان لائے ہیں تاکہ وہ تمہارے

نزدیک آئیں تو تم ان کو گرفتار کرو اور میرے پاس لاؤ۔ وہ پچاس اشخاص پہاڑ پر گئے اور اِدھر اُدھر متفرق ہو گئے اور بلند آواز سے ان کو پکارنے لگے کہ اے پیغمبر خدا ہم آپ پر ایمان لائے ہیں آپ ہم سے آکر ملاقات کریں۔ اُس وقت حضرت الیاسؑ جنگل میں تھے ان کی آواز سن کر آپ کو لالچ ہوئی کہ شاید ایمان لائیں۔ دُعا کی کہ پالنے والے اگر یہ لوگ اپنے قول میں سچے ہیں تو مجھے اجازت دے کہ میں ان کے پاس جاؤں اور اگر یہ جھوٹے ہیں تو مجھ کو اُن کے شر سے محفوظ رکھ اور ایک آگ بھیج جو ان کو جلا دے۔ ابھی حضرت الیاسؑ کی دُعا تمام نہ ہوئی تھی کہ آگ اُن پر نازل ہوئی جس نے اُن سب کو جلا دیا۔ جب یہ خبر بادشاہ کو پہنچی تو اس کو اور زیادہ غصہ آیا اور اپنی زوجہ کے کاتب کو جو مومن تھا طلب کیا اور ایک جماعت اس کے ساتھ کی اور کہا کہ اب وقت آ گیا ہے کہ ہم الیاسؑ پر ایمان لائیں اور توبہ کریں اور تم جاؤ اور اُن کو راضی کر کے لاؤ تاکہ ہماری ہدایت کریں اور جو کچھ خدا کو پسند ہو ہم کو تعلیم دیں اور اپنی قوم کو حکم دیا کہ بُت پرستی ترک کر دیں۔ کاتب اس جماعت کو لے کر پہاڑ پر آیا اور حضرت الیاسؑ کو ندا کی حضرت نے کاتب کی آواز پہچانی۔ خدا نے ان کو وحی کی کہ اپنے برادر ایمانی کے پاس جائیں سلام کریں اور اُس سے مصافحہ کریں۔ الیاسؑ اُن کے پاس آئے اُس کاتب نے بادشاہ کا سارا حال سُنایا اور کہا کہ اگر میں جاتا ہوں اور آپ نہیں چلتے تو وہ مجھ کو قتل کر دے گا۔ خدا نے الیاسؑ پر وحی کی کہ جو کچھ بادشاہ نے تم کو پیغام بھیجا ہے سب مکر و حیلہ ہے۔ وہ چاہتا ہے کہ تم پر قابو پائے اور قتل کر دے اس مومن سے کہہ دو کہ بادشاہ سے خوف نہ کرنے میں اس کے فرزند کو موت بھیجتا ہوں۔ بادشاہ اُس کے غم میں مبتلا ہو جائے گا اور مومن کو کوئی گزند نہ پہنچا سکے گا۔ وہ مومن واپس گیا۔ جب وہ بادشاہ کے پاس پہنچا تو اس کے لڑکے کی حالت خراب ہو رہی تھی اور موت اُس کا گلا پکڑ چکی تھی۔ بادشاہ ان لوگوں کی طرف متوجہ نہ ہوا۔ ایک مدّت کے بعد جب بادشاہ کو غم فرزند سے کچھ فرصت ملی تو اس مومن سے حضرت الیاسؑ کے بارے میں دریافت کیا اُس نے جواب دیا کہ مجھے الیاسؑ نہیں ملے تھے۔ الیاسؑ اس کے بعد پہاڑ سے نیچے آئے اور ایک سال تک حضرت یونسؑ بن متی کے مکان میں پوشیدہ رہے اور جب حضرت یونسؑ پیدا ہوئے تو وہ پھر پہاڑ پر واپس چلے گئے اور اپنی جگہ پر مقیم ہو گئے۔ ان کے چلے جانے کے تھوڑے عرصہ بعد ماں نے حضرت یونسؑ کا دودھ چھوڑا دیا اور وہ فوت ہو گئے تو اُن کی ماں کو سخت صدمہ ہوا۔ وہ حضرت الیاسؑ کی تلاش میں

پہاڑ پر گئیں جستجو کے بعد الیاسؑ سے ملاقات کی اور اپنے بیٹے کا قصد اُن سے بیان کیا اور کہا کہ خدا نے مجھے الہام کیا ہے کہ میں آپکے پاس آؤں اور آپ کو اس کی بارگاہ میں شفیع قرار دوں تا کہ وہ میرے بچے کو زندہ کرے۔ میں نے یونسؑ کو اسی حال میں چھپا رکھا ہے۔ نہ اُس کے مرنے کی خبر کسی کو دی ہے اور نہ اس کو دفن ہی کیا ہے۔ الیاسؑ نے پوچھا کہ تمہارے فرزند کو مرے ہوئے کتنے دن ہوئے کہا سات روز غرض حضرت الیاسؑ سات روز کے بعد حضرت یونسؑ کے گھر پہنچے اور بارگاہ الہٰی میں دعا کے لئے ہاتھ اُٹھائے اور دعا میں بہت مبالغہ کیا تو خداوند عالم نے اپنی قدرت کاملہ سے یونسؑ کو زندہ فرمایا۔ پھر الیاسؑ اپنی جگہ پر واپس چلے گئے۔ جب یونسؑ کی عمر چالیس سال ہوئی وہ اپنی قوم پر مبعوث ہوئے۔ اور جب حضرت الیاسؑ خانۂ یونسؑ سے واپس گئے تو سات سال کے بعد خدا نے ان کو وحی کی کہ مجھ سے جو چاہو مانگو۔ میں عطا کروں گا۔ الیاسؑ نے عرض کی کہ پالنے والے مجھے دُنیا سے اٹھالے اور میرے آباؤ اجداد سے ملحق فرما کیونکہ بنی اسرائیل سے مجھے اذیت ہے اور میں تیرے سبب سے اُن کو دشمن رکھتا ہوں۔ خدا نے اُن کو وحی کی کہ اے الیاسؑ یہ موقع نہیں ہے کہ اس زمین اور اہلِ زمین کو تم سے خالی کروں۔ آج زمین کا قیام تمہارے سبب سے ہے اور ہر زمانہ میں میرا ایک خلیفہ زمین میں ہونا چاہیئے۔ کوئی دوسرا سوال کرو۔ الیاسؑ نے عرض کی کہ خداوندا پھر میرا انتقام ان سے لے اور سات برس تک اُن پر پانی نہ برسا مگر جبکہ میں سفارش کروں کیونکہ تیرے بارے میں وُہ سب مجھ سے دشمنی رکھتے ہیں (الغرض الیاسؑ کی بد دعا کے بعد بارش رُک گئی) اور بنی اسرائیل میں قحط پڑا اور وہ بھوکے مرنے لگے تب انہوں نے سمجھا کہ یہ قہر حضرت الیاسؑ کی نفرین کے سبب سے ہے تو وہ لوگ حضرت کے پاس آئے اور فریاد کی اور کہا کہ ہم لوگ آپ کے فرمانبردار ہیں آپ جو حکم دیجئے بجا لائیں۔ یہ معلوم کرکے الیاسؑ پہاڑ سے اُترے اُن کے شاگرد حضرت یسعؑ اُن کے ساتھ تھے بادشاہ کے پاس گئے۔ اُس نے کہا آپ نے بنی اسرائیل کو قحط میں فنا کر دیا الیاسؑ نے فرمایا اُسی نے ان کو ہلاک کیا ہے جس نے ان کو گمراہ کیا بادشاہ نے کہا اب دعا کیجئے کہ خدا پانی برسائے۔ جب رات ہوئی الیاسؑ کھڑے ہوئے اور دعا کی۔ اور حضرت یسعؑ سے فرمایا کہ آسمان کے چاروں طرف دیکھیں۔ یسعؑ نے کہا کچھ ابر دیکھتا ہوں جو بلند ہو رہا ہے الیاسؑ نے فرمایا کہ بشارت ہو کہ بارش آ رہی ہے لوگوں سے کہہ دو کہ غرق ہونے سے اپنی اور اپنے اموال کی حفاظت کریں۔ غرضیکہ

بارش ہوئی اور شادابی پھیلی اور قحط دُور ہوا۔ حضرت الیاسؑ ایک مدت تک اُن میں رہے اور وہ لوگ بھی نیکی و شائستگی کے ساتھ بسر کرتے رہے۔ پھر سرکشی اور فساد کی طرف پلٹے اور حق الیاسؑ سے مُنکر ہوگئے اور اُن سے بغاوت شروع کردی۔ خدا نے ایک دشمن کو اُن پر مسلّط فرمایا جو اچانک حملہ آور ہو کر اُن پر غالب آیا۔ بادشاہ اور اس کی زوجہ کو قتل کیا اور اُن کو اُسی مرد صالح کے باغ میں جس کی زوجہ کو قتل کیا تھا ڈال دیا حضرت الیاسؑ نے یسعؑ کو اپنا وصی مقرر کیا۔ الیاسؑ کو خدا نے پَر عنایت فرمائے اور ان کو نگاہِ خلق سے پوشیدہ کرکے آسمان پر اُٹھالیا۔ الیاسؑ نے اپنی عبا یسعؑ کے لئے ہوا کے درمیان سے پھینک دی۔ حضرت یسعؑ کو خدا نے بنی اسرائیل کا پیغمبر قرار دیا اور ان پر وحی نازل فرمائی اور اُن کو تعزیت دی۔ بنی اسرائیل آپ کی تعظیم کرتے تھے اور آپ کے اخلاق حسنہ سے ہدایت حاصل کرتے تھے۔

حدیث معتبر میں مفضل بن عمر سے منقول ہے وہ بیان کرتے ہیں کہ ایک روز ہم حضرت امام جعفر صادقؑ کے در دولت پر حاضر ہوئے اور اجازت چاہی تو ہم نے حضرت کی آواز سُنی کہ کسی زبان میں گفتگو فرما رہے ہیں جو عربی نہ تھی اور ہم کو گمان ہوا زبان سریانی ہے۔ پھر حضرت بہت روئے اور ہم بھی حضرت کے رونے پر روئے پھر ایک غلام باہر آیا اور اُس نے اجازت دی تو ہم لوگ اندر داخل ہوئے۔ میں نے عرض کی کہ حضور پر فدا ہوں ہم نے آپ کی آواز دروازہ پر سنی۔ آپ ایسی زبان میں گفتگو فرما رہے تھے جو عربی نہ تھی ہم نے سمجھا کہ وہ سریانی زبان ہے اور آپ نے گریہ فرمایا تو ہم بھی روئے۔ حضرت نے فرمایا کہ ہاں مجھے حضرت الیاسؑ پیغمبر یاد آئے وہ بنی اسرائیل کے عبادت گذار پیغمبروں میں سے تھے اور یہ دُعا جو وہ سجدے میں پڑھا کرتے تھے میں نے پڑھی اور حضرت نے زبان سریانی میں وُہ پڑھنا شروع کی۔ خدا کی قسم میں نے علمائے یہود و نصاریٰ میں سے کسی کو اس فصاحت سے پڑھتے ہوئے کبھی نہ دیکھا تھا۔ وُہ دعا حضرت نے عربی میں ہمارے لئے ترجمہ فرمائی جو سجدہ میں حضرت الیاسؑ پڑھتے تھے۔ اَتَرَاکَ مُعَذِّبِیْ وَقَدْ اَظْمَأْتُ لَکَ هُوَ اَجْرِیْ اَتَرَاکَ مُعَذِّبِیْ وَقَدْ عَفَّرْتُ لَکَ فِی التُّرَابِ وَجْهِیْ اَتَرَاکَ مُعَذِّبِیْ وَقَدْ اَجْتَنَبْتُ لَکَ الْمَعَاصِیْ اَتَرَاکَ مُعَذِّبِیْ وَقَدْ اَسْهَرْتُ لَکَ لَیْلِیْ۔ یعنی آیا تو مجھ پر عذاب کرے گا اور دیکھے گا حالانکہ میں تیرے لئے گرم ہواؤں میں روزہ رکھ کر پیاسا رہا ہوں۔ کیا تو دیکھے گا مجھ پر عذاب کرکے حالانکہ میں نے اپنا مُنہ تیرے سامنے خاک پر رگڑا ہے۔ کیا تو دیکھے گا مجھ پر عذاب

کرکے حالانکہ میں نے اپنی راتیں تیری یاد میں بحالت بیداری گذاری ہیں (حضرت الیاسؑ نے جب یہ دعا پڑھی تو امام نے فرمایا کہ) خدا نے ان کو وحی کی کہ سر سجدہ سے اٹھاؤ کہ میں تم پر عذاب نہ کروں گا۔ حضرت الیاسؑ نے مناجات شروع کی کہ پروردگارا تو اگر فرماتا ہے کہ میں عذاب نہ کروں گا اور (میرے اعمال کے سبب) تو عذاب میں مبتلا فرمائے تو کیا ہوگا کیا میں تیرا بندہ اور تو میرا پروردگار نہیں ہے خدا نے فرمایا کہ سر اٹھاؤ میں نے جو وعدہ کیا ہے ضرور وفا کروں گا۔ دوسری حدیث معتبر میں بعینہ یہی قصہ حضرت امام محمد باقرؑ سے موسیٰ بن اکیل نے روایت کی ہے اور اس میں بجائے الیاس کے الیا بیان کیا ہے۔

دوسری حدیث معتبر میں حضرت صادقؑ سے منقول ہے کہ تم کو کرفس (ا جوائن کے قسم کی ایک دوا جس کی بُو ناگوار اور تیز ہوتی ہے جس کو اجمود ولایتی بھی کہتے ہیں) کھانا گوارا ہو وہ الیاسؑ۔ یسعؑ اور یوشعؑ بن نون کی غذا تھی۔

حدیث معتبر میں امام محمد تقی علیہ السلام سے منقول ہے کہ حضرت امام جعفر صادق علیہ السلام نے فرمایا کہ میرے پدر بزرگوار امام محمد باقرؑ طواف میں تھے ناگاہ ایک شخص اُن حضرت سے ملا اور حضرت کا طواف قطع کرکے ایک مکان میں لے گیا جو کوہِ صفا کے پہلو میں تھا۔ اُن حضرت نے کسی کو بھیج کر مجھے بھی بُلا لیا۔ وہاں ہم تین اشخاص کے علاوہ اور کوئی نہ تھا۔ اُس شخص نے مجھ سے کہا اے فرزند رسولؐ مرحبا آپ خوب آئے اور اپنا ہاتھ میرے سر پر پھیر کر بولا کہ اے امین خدا آپ کے علوم وکمالات میں خدا برکت دے پھر میرے پدر بزرگوار کی جانب رُخ کرکے کہا کہ اگر آپ چاہیں تو خود مجھے خبر دیں یا چاہیں تو میں خبر دوں۔ یا آپ مجھ سے سوال کریں یا میں آپ سے سوال کروں اگر چاہیں تو مجھ سے سچ فرمائیں میں سچ کہوں میرے پدر نے فرمایا میں سب طرح راضی ہوں۔ اُس نے کہا اچھا میں جس وقت آپ سے سوال کروں آپ ہرگز زبان سے کوئی ایسی چیز نہ کہیئے گا جس کے علاوہ آپ کے دل میں کوئی اور چیز ہو۔ میرے پدر نے فرمایا ایسا وہ کرتا ہے جس کے پاس دو علم ایک دوسرے کے مخالف ہوتے ہیں اور اُس کا علم از روئے اجتہاد وگمان ہوتا ہے لیکن علم خدا میں کوئی اختلاف نہیں ہوتا اُس نے کہا میرا سوال یہی تھا جس کے متعلق کچھ آپ نے بیان فرمادیا اب مجھے یہ بتلائیے کہ وہ علم جس میں کچھ اختلاف نہیں ہے کون جانتا ہے حضرت نے فرمایا کہ وہ تمام علم خدا کو ہے اور اُس میں جس قدر لوگوں کے لئے ضروری ہے پیغمبروں کے اوصیا کے پاس ہے۔ یہ سُن کر اُس مرد نے اپنے چہرہ سے نقاب اُلٹ دی اور درست ہوکر بیٹھ گیا اور بہت خوش ومسرور ہوا اور کہا میں یہی

چاہتا تھا اور اسی لئے آیا ہوں۔ آپ نے کہا ہے کہ جس قدر علم لوگوں کے ضروری ہے اوصیا کو حاصل ہے پس فرمائیے کہ اوصیا کس طرح جانتے ہیں فرمایا اُسی طریقہ سے جیسے کہ پیغمبر کو خدا سے حاصل ہوتا تھا۔ ان کو الہام ہوتا ہے اور وہ فرشتہ کی آواز سُنتے ہیں لیکن پیغمبر گفتگو کے وقت ان کو دیکھتا ہے اور وہ (اوصیا) نہیں دیکھتے اس لئے کہ وہ پیغمبر ہوتا ہے اور یہ لوگ محدث ہیں یعنی ملک کے کہے ہوئے کلام کے متکلم۔ اور پیغمبر کو معراج ہوتی ہے وہ کلام خدا بغیر کسی واسطہ کے سنتا ہے اور اوصیا کو یہ صورت نہیں حاصل ہے اُس شخص نے کہا اے فرزند رسولؐ آپ نے سچ فرمایا اب ایک دشوار مسئلہ پوچھتا ہوں فرمائیے کہ علم اوصیا کیوں اس وقت پوشیدہ ہے اور کیوں وہ تقیہ کرتے ہیں اور اپنے علم کو اُسی طرح ظاہر کیوں نہیں کرتے جیسے پیغمبر ظاہر کرتے تھے۔ یہ سُن کر میرے پدر بزرگوار ہنسے اور فرمایا کہ خدا نہیں چاہتا کہ اپنے علم پر کسی کو مطلع کرے سوائے اُس کے کہ جس کے دل کو ایمان کے ذریعہ آزما چکا ہے چنانچہ رسول حضرت رسالت مآبؐ نے مکہ میں خدا کے حکم سے قوم کی زیادتیوں پر صبر فرمایا اور ان کو اجازت نہ تھی کہ وہ کفار سے جہاد کریں اور مدتوں اپنے دین اور پیغمبری کو حضرت نے اپنی قوم سے پوشیدہ رکھا۔ یہاں تک کہ خدا نے ان کو وحی کی کہ ظاہر کرو اور علانیہ بیان کرو جو کچھ خدا نے حکم دیا اور مشرکین سے اعراض کرو۔ خدا کی قسم اگر پہلے ہی کہتے تو تکلیفوں سے محفوظ رہتے لیکن اس لئے صبر کیا کہ چاہتے تھے کہ ایسے وقت اعلان کریں جب وہ لوگ آپ کی اطاعت کریں حضرت کو ان کی مخالفت کا خوف تھا اس لئے ابتدا ہی میں آپ نے اعلان نہ فرمایا اور ہم بھی اپنے علم کا اظہار اس لئے نہیں کرتے ہیں کہ ہم جانتے ہیں کہ لوگ ہماری اطاعت نہیں کریں گے اور ہم کو خدا کی جانب سے حکم نہیں ہے کہ ہم اُن سے جہاد کریں میں چاہتا ہوں کہ وہ وقت تم اپنی آنکھوں سے دیکھو جبکہ مہدی امت ظاہر ہوں اور ملائکہ تلواروں سے آلِ داؤد کو قتل کریں اور ہوا میں کافران گذشتہ کو عذاب کریں اور اُن کے ہم خیال لوگوں کی رُوحوں کو ان کے مُنہ اور دانتوں سے ملائیں پس اُس شخص نے اپنی تلوار نکالی اور کہا کہ یہ شمشیر بھی انہیں شمشیروں میں سے ہے (جن سے اُن کافروں سے جہاد کیا جائیگا) اور میں بھی اُن حضرت کے انصار میں سے ہوں گا حضرت نے فرمایا ہاں اُس خدا کی قسم جس نے محمد صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کو تمام خلق سے برگزیدہ فرمایا ہے ایسا ہی ہے جیسا تم کہتے ہو اس کے بعد اُس مرد نے نقاب پھر اپنے چہرہ پر ڈالی اور کہا میں الیاسؑ ہوں۔ میں نے جو کچھ آپ سے پوچھا وہ سب جانتا ہوں اور آپ کو پہچانتا ہوں

لیکن میں چاہتا تھا کہ (ان سوالات سے) آپ کے اصحاب کے ایمان میں تقویت پہنچے۔ پھر بہت سے سوالات حضرت سے کئے اور اُٹھ کر غائب ہوگئے۔

ڈوبنے جلنے اور لقمہ گلے میں پھنسنے سے حفاظت کی دعا۔

امام حسن عسکری علیہ السلام کی تفسیر میں مذکور ہے کہ جناب رسالتمآبؐ نے زید بن ارقم سے فرمایا کہ اگر تم چاہتے ہو کہ خداوند عالم تم کو ڈوبنے جلنے اور لقمہ گلے میں پھنسنے سے بے خوف کردے تو صبح کے وقت یہ دُعا پڑھا کرو۔ بِسْمِ اللّٰهِ مَا شَآءَ اللّٰهُ لَا يَصْرِفُ السُّوْٓءَ اِلَّا اللّٰهُ بِسْمِ اللّٰهِ مَا شَآءَ اللّٰهُ لَا يَسُوْقُ الْخَيْرَ اِلَّا اللّٰهُ بِسْمِ اللّٰهِ مَا شَآءَ اللّٰهُ مَا يَكُوْنُ مِنْ نِعْمَةٍ فَمِنَ اللّٰهِ بِسْمِ اللّٰهِ مَا شَآءَ اللّٰهُ لَا حَوْلَ وَلَا قُوَّةَ اِلَّا بِاللّٰهِ الْعَلِيِّ الْعَظِيْمِ بِسْمِ اللّٰهِ مَا شَآءَ اللّٰهُ صَلَّى اللّٰهُ عَلٰى مُحَمَّدٍ وَّاٰلِهِ الطَّيِّبِيْنَ۔ جو شخص تین بار صبح کو یہ دُعا پڑھے شام تک محفوظ رہے گا اور جو شخص شام کے بعد تین بار پڑھے صبح تک تمام بلاؤں سے محفوظ رہے گا۔ (پیغمبرؐ نے فرمایا کہ) جناب خضر و الیاس علیہم السلام ہر زمانۂ حج میں ایک دوسرے سے ملاقات کرتے ہیں اور رخصت ہوتے وقت ان کلمات کو کہہ کر ایک دوسرے سے جُدا ہوتے ہیں۔ [1]

رسالت حضرت الیاؑ۔

حضرت صادقؑ سے بسند موثق منقول ہے کہ بنی اسرائیل کے زمانہ میں ایک شخص الیا نامی تھے وہ بنی اسرائیل کے چار سو افراد کے سردار تھے۔ بنی اسرائیل کا بادشاہ بُت پرستوں کی ایک عورت پر عاشق ہوا جو بنی اسرائیل کے علاوہ تھی۔ بادشاہ نے خواستگاری کی اُس عورت نے کہا کہ اس شرط پر تیرے عقد میں آؤں گی کہ تو اجازت دے کہ میں

---

[1] مولف فرماتے ہیں کہ اس حدیث اور حدیث سابق سے معلوم ہوتا ہے کہ حضرت الیاسؑ حضرت خضرؑ کی طرح زمین پر ہیں اور زندہ ہیں اور تا ظہور حضرت صاحب الامرؑ زندہ رہیں گے اور اس کی موید وہ روایت ہے۔ جو شیخ محمد بن شہر آشوب نے عوام کے طریقہ سے روایت کی ہے کہ ایک روز حضرت رسولِ خداؐ نے پہاڑ کی چوٹی سے ایک آواز سُنی کہ کوئی کہتا تھا کہ خداوندا مجھ کو پیغمبر آخرالزمانؐ کی اُمّت مرحومہ و آمرزیدہ سے قرار دے۔ یہ سُن کر حضرت پہاڑ پر تشریف لے گئے وہاں ایک شخص کو دیکھا جس کے تمام بال سفید ہوگئے تھے۔ اُس کا قد تین سو ہاتھ لمبا تھا جب اُس نے پیغمبرؐ کو دیکھا اُٹھ کھڑا ہوا۔ اور حضرت کی گردن میں ہاتھ ڈال دیئے اور کہا میں سال میں ایک مرتبہ کچھ کھاتا ہوں اور یہ میرے کھانے کا وقت ہے ناگاہ ایک خوان آسمان سے اُترا جس میں قسم قسم کے کھانے تھے۔ جناب رسولِ خداؐ نے اُس بزرگ کے ساتھ کھانا تناول فرمایا۔ وہ حضرت الیاؑ پیغمبر تھے۔ ۱۲

اپنے بُت کو بھی تیرے شہر میں لا کر اس کی پرستش کرتی رہوں۔ بادشاہ نے انکار کیا لیکن دوبارہ خط و کتابت کی پھر بھی وہ عورت بغیر اس شرط کے راضی نہ ہوئی تو آخر بادشاہ نے اُس کی شرط قبول کر لی اور اُس سے عقد کر لیا اور اُس عورت کو مع اُس کے بُت کے اپنے شہر میں لایا وہ عورت آٹھ سو بُت پرستوں کو بھی اپنے ساتھ لائی جو اُس کے شہر میں اس بُت کی پرستش کرتے تھے۔ اس وقت الیاؑ اُس بادشاہ کے پاس آئے اور کہا خدا نے تجھ کو بادشاہ بنایا اور تیری عمر دراز کی اور تو اس سے بغاوت و سرکشی کرتا ہے بادشاہ نے الیاؑ کی باتوں پر کچھ توجہ نہ کی تو الیاؑ نے اُس پر نفرین کی کہ خدا ایک قطرہ باراں کا اُن پر نہ برسائے۔ تین سال تک اُن میں شدید قحط پڑا۔ یہاں تک کہ ان لوگوں نے اپنے چوپایوں کو ذبح کر کے کھا لیا۔ اور سوائے ایک ٹٹو کے کوئی چوپایہ نہ بچا جس پر بادشاہ سوار ہوتا تھا۔ بادشاہ کا وزیر مسلمان تھا اور حضرت الیاؑ کے اصحاب وزیر کے پاس ایک سرداب میں پوشیدہ تھے وہ ان کو کھلاتا تھا۔ خدا نے حضرت الیاؑ پر وحی کی کہ جا کر بادشاہ کو سمجھاؤ میں چاہتا ہوں کہ اُس کی توبہ قبول کروں۔ الیاؑ بادشاہ کے پاس گئے اُس نے کہا بنی اسرائیل کے ساتھ آپ نے کیا کیا سب کو مار ڈالا۔ الیاؑ نے فرمایا کہ میں جو کچھ حکم تجھے دوں اُس کی اطاعت کرے گا۔ بادشاہ نے کہا ہاں الیاؑ نے اُس سے عہد و اقرار لیا۔ پھر اپنے اصحاب کو جو پوشیدہ تھے باہر لائے اور دو کام کر کے خدا کا تقرب حاصل کیا۔ قربانی کی اور زن بادشاہ کو طلب کر کے قتل کیا اور اُس کے بت کو جلا دیا۔ بادشاہ نے خوب توبہ کی اور لباس مومنین کا پہنا تو خداوند عالم نے اُن سے قحط کو دور فرمایا۔ اُن پر بارش بھیجی اور اُن کے درمیان فراوانی ہوئی۔

بسند موثق حضرت امام رضا علیہ السلام سے منقول ہے جو آپ نے جاثلیق نصرانی سے اثنائے گفتگو میں فرمایا تھا اور اُس پر حجت تمام کی تھی کہ (اگر حضرت عیسیٰؑ کو تم لوگ اس لئے خدا کہتے ہو کہ انہوں نے مُردوں کو زندہ کیا وغیرہ وغیرہ تو حضرت یسعؑ کو بھی خدا کیوں نہیں کہتے کیونکہ) یسعؑ پانی پر چلتے تھے۔ مُردے کو زندہ کرتے تھے اندھے اور برص کو اچھا کرتے تھے۔ [1]

---

[1] مولف فرماتے ہیں ممکن ہے کہ الیاؑ اور الیاسؑ ایک ہی رہے ہوں اس لئے کہ اُن کے حالات اور نام ایک دوسرے سے ملتے جلتے ہیں اور ارباب تفسیر و تاریخ نے الیاؑ کا کوئی تذکرہ نہیں کیا ہے اور شیخ طبرسیؒ (بقیہ ص۵۶۸ پر)

باب سترھواں

حضرت ذوالکفلؑ کے حالات

بسند معتبر امام زادہ عبدالعظیمؓ سے منقول ہے کہ انہوں نے امام محمد تقی علیہ السلام سے لکھ کر دریافت کیا کہ ذوالکفل کا کیا نام تھا اور وہ پیغمبر تھے یا نہیں امام نے جواب میں تحریر فرمایا کہ خدا نے ایک لاکھ چوبیس ہزار پیغمبر خلق پر مبعوث فرمائے اُن میں سے تین سو تیرہ مرسل تھے اُنہی میں ذوالکفلؑ بھی تھے اور وہ سلیمان ابن داؤدؑ کے بعد مبعوث ہوئے اور اُنہی کی شریعت کے مطابق تبلیغ کرتے تھے انہوں نے سوائے دینی معاملات کے کسی امر میں کبھی غصہ نہ کیا اُن کا نام عویدیا تھا اور وہ وہی ہیں جن کا ذکر حق تعالیٰ نے قرآن میں فرمایا ہے چنانچہ فرماتا ہے کہ یاد کرو اسمٰعیلؑ و ذوالکفلؑ و یسعؑ کو اُن میں سے ہر ایک نیک بندوں میں تھے۔

ابن بابویہ نے دوسری سند سے روایت کی ہے کہ لوگوں نے ذوالکفل کا حال جناب رسولؐ خدا سے دریافت کیا۔ فرمایا وہ حضر موت کے رہنے والے تھے ان کا نام عویدیا تھا اُن کے والد کا نام اوریم تھا اُن کے پہلے یسعؑ پیغمبر تھے انہوں نے ایک روز کہا کہ میرا خلیفہ کون ہوگا جو میرے بعد لوگوں کی ہدایت کرے اس شرط کے ساتھ کہ

(بقیہ حاشیہ ص۵۶۷) نے فرمایا ہے کہ علماء نے الیاسؑ کے بارے میں اختلاف کیا اور کہا ہے کہ وہ ادریس ہیں بعض کہتے ہیں کہ وہ ہارونؑ پسر عمران کی نسل سے تھے اور یسعؑ کے چچا کے بیٹے تھے اور بنی اسرائیل کے پیغمبروں میں سے تھے اور اُن کے باپ بسیر فنحاص کے بیٹے تھے پسر ہارون ابن عمران کے علاوہ۔ مشہور یہی ہے اور وہ حزقیلؑ پیغمبر کے بعد مبعوث ہوئے جبکہ وہ آسمان پر چلے گئے یسعؑ پیغمبر مبعوث ہوئے بعض کہتے ہیں کہ الیاسؑ صحرا میں بھٹکے ہوؤں کی رہنمائی کرتے ہیں اور کمزوروں کی مدد کرتے ہیں اور خضر علیہ السّلام دریاؤں کے جزیروں میں (لوگوں کی رہنمائی کرتے ہیں) اور عرفات میں روز عرفہ ایک دوسرے سے ملاقات کرتے ہیں بعضوں نے کہا ہے کہ الیاس ہی ذوالکفل ہیں۔ بعض کا قول ہے کہ خضر والیاس ایک ہی ہیں۔ بعض کہتے ہیں کہ یسعؑ اخطوب کے فرزند ہیں جن کو اہل العجوز کہتے ہیں۔ ۱۲

کبھی غصہ میں نہ آئے۔ دوسری روایت کے مطابق یہ شرط تھی کہ دنوں کو روزہ رکھے اور راتیں عبادت میں بسر کرے اور کسی پر غصّہ نہ کرے یہ سُن کر عویدیا اُٹھ کھڑے ہوئے اور کہا میں حاضر ہوں۔ تو یسعؑ نے پھر ان شرطوں کو دوہرایا۔ پھر وہی کھڑے ہوئے اور کہا میں عمل کروں گا۔ غرضکہ جب یسعؑ نے رحلت فرمائی تو خدا نے عویدیا کو اُن کے بعد پیغمبر بنایا وہ دن کے ابتدائی حصہ میں لوگوں کے درمیان حکم کرتے تھے ایک روز شیطان لعنہ نے اپنے مریدوں سے کہا کہ کون ہے تم میں جو اُن کو اپنے عہد سے منحرف کرے اور غصہ دلائے۔ ایک شیطان ابیض نامی نے کہا میں یہ کام کروں گا۔ ابلیس نے کہا جا اور کوشش کر شاید تو اُن کو غصہ میں لائے۔ جب ذوالکفلؑ لوگوں کے معاملات سے فارغ ہوئے اور اپنے دولتخانہ پر جا کر آرام میں مشغول ہوئے۔ ابیض آکر چلّانے لگا کہ مجھ پر ظلم کیا گیا ہے۔ حضرت نے اُس سے فرمایا جا جس نے تجھ پر ظلم کیا ہے اُس کو بلا لا اُس نے کہا وہ میرے کہنے سے نہیں آئے گا۔ حضرت نے اپنی انگشتری اُس کو دی کہ یہ نشانی میری اس کو دکھلا کر بلا لا۔ ابیض انگوٹھی لے کر چلا گیا اور حضرت ذوالکفلؑ آج آرام نہ کر سکے۔ رات کو بھی نہ سوئے دوسرے روز جب لوگوں کے معاملات سے فارغ ہوئے اور جا کر چاہا کہ سو رہیں ابیض ملعون آیا اور فریاد کی کہ مجھ پر ظلم ہوا اور ظالم کے پاس میں آپ کی انگوٹھی لے گیا تھا اُس نے قبول نہ کیا اور آنے کے لئے راضی نہیں ہوتا۔ حضرت ذوالکفلؑ کے دربان نے کہا کہ اس وقت جاؤ حضرت آرام کر رہے ہیں۔ کیونکہ کل تمام دن اور رات بھی نہیں سوئے ہیں ابیض نے کہا کہ یہ نہیں ہوگا میں مظلوم ہوں اور چاہیئے کہ میرا انصاف کیا جائے۔ یہ سن جا جب اُس نے حضرت ذوالکفلؑ کو اطلاع دی۔ حضرت نے ایک خط لکھ کر دیا کہ وہ اپنے دشمن کو دکھا کر حاضر کرے۔ وہ خط لے کر چلا گیا اور حضرت آج بھی نہ سو سکے اور رات عبادت میں گذاری۔ جب دُوسرے روز خلقِ خدا کے امور سے فرصت ملی اور آرام کے لئے بستر پر لیٹے ہی تھے کہ ابیض اُسی وقت آیا اور چلّانے لگا کہ آپ کے خط کو بھی اُس نے نہیں مانا اور آنے پر راضی نہیں ہُوا۔ آنحضرت یہ سُن کر اُٹھے اور اُس کا ہاتھ پکڑ کر اُس کے ساتھ روانہ ہو گئے۔ اُس روز گرمی سخت تھی کہ اگر دھوپ میں گوشت ڈال دیا جاتا تو بھُن جاتا۔ ابیض نے حضرت کا یہ صبر جب دیکھا تو ناامید ہو گیا کہ آپ پر اُس کا قابو نہیں چل سکتا حضرت کا ہاتھ چھوڑ کر بھاگا اور غائب ہو گیا۔ اسی سبب سے اُن حضرت کو ذوالکفلؑ کہتے ہیں کہ آپ وصیت حضرت یسعؑ کے متکفل

ہوئے اور عمل میں لائے اور خدا نے اُن کے حالات آنحضرت صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کے لئے بیان کئے تاکہ آنحضرتؐ بھی صبر فرمائیں اُن تکلیفوں پر جو امت سے اُن پر پہنچیں جیسا کہ اُن سے قبل پیغمبروں نے صبر کیا۔

شیخ طبرسیؒ نے کہا کہ مفسرین نے ذوالکفلؑ کے بارے میں اختلاف کیا ہے بعض کہتے ہیں کہ وہ مرد صالح تھے پیغمبر نہ تھے لیکن پیغمبری کے لئے متکفل ہوئے کہ دنوں کو روزہ رکھیں اور راتوں کو عبادت کریں اور غصہ میں نہ آئیں اور حق پر کاربند رہیں۔ حضرت ذوالکفلؑ نے اس پر پورا پورا عمل کیا۔ بعض لوگوں نے کہا کہ وُہ پیغمبر تھے جن کا نام ذوالکفلؑ تھا یا اُن کو ذوالکفلؑ کہا ہے اس لئے کہ خدا نے اُن کے ثواب کو دونا کر دیا۔ بعض کہتے ہیں کہ وہ الیاسؑ تھے اور بعض کے نزدیک وہ یسعؑ پسر اخطوب تھے جو الیاسؑ کے ساتھ تھے اور یہ ذوالکفلؑ جن کا ذکر خدا نے قرآن میں کیا ہے اُن کے علاوہ تھے [۱]

[۱] مولف فرماتے ہیں کہ ثعلبی کا قول ہے کہ ذوالکفلؑ ایوب صابر کے فرزند ہیں خدا نے ان کو پدر بزرگوار کے بعد اُن کو رسالت پر مبعوث کیا اور اہل روم کی طرف بھیجا۔ وہ لوگ اُن پر ایمان لائے اور ان حضرت کی تصدیق اور پیروی کی تو خدا نے ان کو جہاد کا حکم دیا۔ ان لوگوں نے عرض کی کہ اے ہمارے بشیر ہم دنیا کی زندگی کو دوست رکھتے ہیں اور مرنا نہیں چاہتے اور اس حال میں یہ نہیں چاہتے کہ خدا و رسول کی معصیت کریں۔ آپ خدا سے دُعا کریں کہ جب تک ہم نہ چاہیں ہم کو موت نہ آئے۔ تاکہ خدا کی عبادت کریں اور اس کے دشمنوں سے جہاد کریں۔ بشیر نے اُٹھ کر نماز ادا کی اور مناجات کی کہ پالنے والے تو نے مجھے حکم دیا کہ تیرے دشمنوں سے جہاد کروں۔ میں اپنے نفس کا مالک ہوں اور تو جانتا ہے کہ میری قوم کیا کہتی ہے لہٰذا ان کے گناہ کے عوض مجھ سے مواخذہ نہ کیجیو۔ اس لئے کہ میں تیری خوشنودی کی طرف تیرے غضب سے اور تیرے عفو و کرم کی طرف تیرے عذاب سے پناہ لایا ہوں۔ تو خدا نے ان کو وحی کی کہ میں نے تمہاری بات سُنی اور جو کچھ وہ لوگ چاہتے ہیں میں نے اُن کو دیا۔ وہ جب تک موت خود سے طلب نہ کریں گے ان کو موت نہ آئے گی۔ تم ان کی کفالت میری جانب سے کرو۔ انہوں نے خدا کی رسالت قوم تک پہنچائی۔ اسی وجہ سے ان کو ذوالکفلؑ کہتے ہیں۔ غرض ان میں توالد و تناسل کا سلسلہ جاری رہا اور اپنی کثرت پر ان کو بے حد اذیت ہونے لگی۔ پھر اپنے بشیر (نبی) سے التجا کی کہ خدا سے دعا کریں کہ اُن کی حالت بطور سابق کر دے (یعنی جس طرح وفات کا سلسلہ جاری تھا پھر قائم ہو جائے) خدا نے بشیر کو وحی کی کہ تمہاری قوم نے نہیں سمجھا تھا کہ جو کچھ ان کے لئے میں نے مصلحت دیکھا اور اختیار کیا بہتر ہے اس سے جو کچھ وہ لوگ خود اپنے لئے بہتر سمجھتے ہیں۔ پھر خدا نے اُن کو پہلی سی حالت پر قائم کر دیا کہ اپنی موت سے مرتے تھے۔ اسی سبب سے روم والے تمام گروہوں سے زیادہ ہوئے [۲] (بقیہ حاشیہ صا۵۷۱ پر)

باب اٹھارواں

حضرت لقمانؑ کے حالات اور ان کی حکمت کا تذکرہ

خداوند عالم نے حضرت لقمانؑ کا ذکر قرآن مجید میں کیا ہے کہ یقیناً ہم نے لقمانؑ کو حکمت عطا کی اور کہا کہ خدا کا شکر کرو اور جو بھی شکر کرتا ہے وہ اپنے نفع کے واسطے کرتا ہے اُس کا نفع خدا کو نہیں پہنچتا اور جو کفرانِ نعمت کرتا ہے (تو وہ خدا کا کچھ نقصان نہیں کرتا بلکہ خود اپنا ہی نقصان کرتا ہے) اور خدا تو شکر کرنے والوں کے شکر سے اور عبادت کرنے والوں کی عبادت سے بے نیاز اور ہر حال میں حمد کے لائق ہے۔ اور یاد کرو اس وقت کو جبکہ لقمان نے اپنے بیٹے سے کہا جبکہ وہ اس کو نصیحت کر رہے تھے کہ اے میرے پیارے فرزند کسی کو خدا کا شریک مت قرار دینا کیونکہ یہ اپنے اوپر ظلم عظیم ہے۔ اے فرزند تیری نیکی یا بدی اگر رائی کے دانہ کے برابر بھی ہو گی خدا اس کو قیامت میں (ضرور) حاضر کرے گا اور اس کا حساب تجھ سے لے گا بیشک خدا لطیف یعنی صاحب لطف و کرم ہے یا اُس کا علم امور کے لطائف پر محیط ہے اور وہ خبیر ہے یعنی اُس کا علم ہر پوشیدہ سے پوشیدہ شئے تک پہنچا ہوا ہے اے میرے فرزند نماز کو قائم رکھو اور لوگوں کو نیکی کا حکم کرو اور بدی سے باز رکھو اور جو کچھ بلائیں تم پر نازل ہوں اُن پر صبر کرو اس لئے کہ یہ سب ایسے اُمور ہیں کہ جن کی رعایت خدا نے لوگوں پر لازم قرار دی ہے اور لوگوں کی طرف سے غرور کے ساتھ اپنا رُخ نہ پھیر لینا اور زمین پر سرکشی کے ساتھ اتراتے ہوئے نہ چلنا اس لئے کہ خدا اُس شخص کو دوست نہیں

(بقیہ حاشیہ صفحہ ۵۷۰) ۲ے مولف فرماتے ہیں کہ ہم نے کتاب کی ابتداء میں ایک حدیث نقل کی ہے جو اس بات پر دلالت کرتی ہے کہ ذوالکفلؑ یوشع ہیں اور اس بارے میں جو روایت شروع میں ہم نے لکھی ہے وہ زیادہ معتبر ہے۔ اس قصہ کو انشاء اللہ ہم کتاب کے آخر میں بعنوانِ حدیث ایراد کریں گے۔ لیکن حدیث میں یہ ہے کہ کسی پیغمبر سے ایسا سوال ان کی قوم نے کیا تھا لیکن اُس میں پیغمبر کا تعین نہیں ہے۔ مسعودی نے مروج الذہب میں لکھا ہے کہ حزقیلؑ الیاسؑ۔ ذوالکفلؑ اور ایوبؑ سب حضرت سلیمانؑ کے بعد اور حضرت عیسٰیؑ سے پہلے گذرے ہیں۔ اُس حدیث سے ذوالکفلؑ کے بارے میں ایسا ہی معلوم ہوتا ہے اور ہم نے شہرت کے موافق ان کا ذکر اس جگہ کیا ہے۔ ۱۲

رکھتا جو تکبر و شیخی کے ساتھ چلتا ہے۔ اور لوگوں پر فخر کرتا ہے۔ اور میانہ روی اختیار کرو نہ بہت تیز نہ بالکل آہستہ۔ اور اپنی آواز پست رکھو۔ چلا کر باتیں نہ کرنا کیونکہ بدترین آواز گدھے کی آواز ہے۔ پ۲۱ سورہ لقمان آیتیں ۱۲ و ۱۳ و ۱۶ تا ۱۹۔

شیخ طبرسیؒ نے ذکر کیا ہے کہ لقمان کے بارے میں اختلاف ہے بعض کا قول ہے کہ وہ حکمت ہائے ربّانی کے عالم تھے پیغمبر نہ تھے بعض کہتے ہیں کہ وہ پیغمبر تھے ان کے علاوہ مفسرین نے کہا ہے کہ لقمانؑ باعور کے فرزند تھے آزر کے قبیلہ سے۔ اور ایوبؑ کی بہن کے یا خالہ کے فرزند تھے اور حضرت داؤد کے زمانہ تک زندہ رہے اور اُن سے علم حاصل کیا۔

بسند معتبر حضرت صادق علیہ السلام سے منقول ہے کہ حضرت نے فرمایا کہ میں خدا کی قسم کھا کر کہتا ہوں کہ خدا نے حضرت لقمانؑ کو ان کے حسب، مال، اہل یا جسیم ہونے کے سبب سے یا اُن کے حسن و جمال کے سبب سے حکمت نہیں عطا کی تھی بلکہ وہ خدا کی فرمانبرداری میں مستحکم اور اس کی نافرمانی سے پرہیز کرنے والے تھے۔ وہ ایک مرد خاموش تھے بجز کلام حکمت کے گفتگو نہ کرتے نہایت مطمئن دل والے نہایت غور و فکر کرنے والے تھے ان کی نگاہیں عبرت حاصل کرنے میں بہت تیز تھیں۔ دوسروں کی نصیحت سے وُہ مستغنی تھے۔ دن میں کبھی نہ سوتے کسی نے ان کو عام عادت کے موافق پاخانہ پیشاب کرتے یا نہاتے نہیں دیکھا کیونکہ وُہ یہ تمام امور لوگوں سے پوشیدہ ہو کر بجا لاتے۔ اُن کی نگاہ گہری تھی مگر لوگوں کے پوشیدہ امور پر ہرگز مطلع ہونا پسند نہ کرتے اور اپنے گناہ کے خوف سے کبھی کسی بات پر نہ ہنستے اور نہ کبھی اپنے لئے کسی پر غصّہ کرتے انہوں نے نہ کسی سے کبھی مزاح کیا نہ وہ کبھی اُمورِ دنیا کے حاصل ہو جانے پر خوش ہوئے نہ ضائع ہونے پر رنجیدہ ہوئے۔ بہت سی عورتوں سے شادی کی اور آپ کے بہت اولاد ہوئی۔ ان میں سے اکثر بچے مر گئے نہ اُن کی زیادتی کا حساب کیا نہ کسی کے مرجانے پر روئے اور ہرگز دو اشخاص کو لڑتے جھگڑتے دیکھ کر اُن سے علیحدہ نہ ہوئے جب تک اُن میں مصالحت نہ کرا دی اور وہ لڑنے والے جب تک ایک دُوسرے سے الگ نہ ہو گئے۔ اور ہرگز کسی نیک بات کو جس سے وہ خوش ہُوئے کسی سے نہ سُنا مگر یہ کہ اس کے معانی و مطالب بھی اُس سے دریافت کر لیتے۔ اور یہ بھی دریافت کر لیتے کہ اُس نے یہ بات کس سے سنی۔ زیادہ تر فقہا، حکما اور عقلمندوں کے پاس بیٹھتے اور قاضیوں اور بادشاہوں اور سلاطین کے پاس اُن کے حالات سے عبرت حاصل کرنے کے لئے جایا کرتے۔ قاضیوں کے حالات معلوم کرکے اُن پر لطف و مہربانی کرتے ان حالات کے

سبب جن میں وہ اپنے عہدے کے لحاظ سے مبتلا رہا کرتے۔ اور بادشاہوں پر رحم کرتے اس لئے کہ (وہ اپنی نادانی کے سبب) خدا سے مغرور اور راحت دنیا پر مطمئن ہو جاتے ہیں۔ اُن کے حالات سے نصیحت حاصل کرتے اور اُن کے ناشائستہ امور میں سے چند باتوں کو یاد رکھتے تھے جن کے ذریعہ سے حضرت اپنے نفس پر غالب آتے تھے اور اپنی خواہشوں کے ساتھ جہاد کرتے اور شیطان کے مکر سے پرہیز کرتے اور اپنے دلوں کے دردوں کا علاج تفکر سے کرتے اور نفس کی بیماریوں کا علاج دنیا والوں کے احوال سے عبرت حاصل کر کے کیا کرتے۔ اپنی جگہ سے حرکت نہ کرتے جب تک کہ کسی امر سے اُن کو فائدہ پہنچنے کی امید نہ ہوتی۔ انہی وجوہ سے خدا نے اپنی حکمتیں ان کو عطا کیں اور ان کو گناہوں سے معصوم قرار دیا اور خدا نے کچھ فرشتوں کو دن کے درمیانی حصہ میں جبکہ لوگ قیلولہ میں مشغول تھے لقمانؑ کے پاس بھیجا۔ فرشتوں نے ان کو ندا دی اس طرح کہ لقمانؑ نے ان کی آواز سنی مگر ان کو نہیں دیکھا۔ فرشتوں نے کہا اے لقمانؑ تم چاہتے ہو کہ خداوند عالم تم کو اپنا خلیفہ بنائے۔ تاکہ تم لوگوں کے اُمور کا فیصلہ کیا کرو۔ لقمانؑ نے کہا کہ اگر خداوند عالم مجھ کو حکم دیتا ہے تو اس کی اطاعت کروں گا کیونکہ اگر اس کے حکم سے میں قبول کروں گا تو وہ میری مدد کرے گا اور جو کچھ اُس عہدے کے لئے ضروری ہے مجھ کو تعلیم دے گا اور مجھ کو لغزشوں سے محفوظ رکھے گا۔ اور اگر اُس نے مجھے اس عہدے کے قبول کرنے میں اختیار دیا ہے تو میں عافیت اختیار کروں گا۔ ملائکہ نے پوچھا اے لقمانؑ کیوں ایسا کرو گے فرمایا لوگوں کے درمیان حکم کرنا اگرچہ خدا کے دین میں بہت بلند مرتبہ رکھتا ہے۔ لیکن اُس کی بلائیں اور آزمائشیں بھی بہت سخت ہیں۔ اگر خدا کسی کو اُسی کے حال پر چھوڑ دے اور اُس کی اعانت نہ کرے تو ظلم یا تاریکی اس کو ہر طرف سے گھیرے گی۔ ایسا شخص مردود ہے۔ دو امور کے درمیان یا صحیح حکم کرے گا اور سلامت رہے گا یا غلطی کرے گا اور گمراہ ہو گا۔ جو شخص دُنیا میں خوار و ذلیل ہو جائے اس کے لئے آخرت میں بہتری ہے کیونکہ حکم کرنے والا لوگوں میں بزرگ و بلند ہوتا ہے اور جو شخص دُنیا کو آخرت کے بدلے اختیار کرتا ہے وہ دونوں جہان میں نقصان اُٹھاتا ہے کیونکہ دنیا جلد اُس سے زائل ہو جاتی ہے اور آخرت میں اُس کا کوئی حصہ نہیں ہوتا۔ ملائکہ نے یہ سُن کر ان کی حکمت و عقلمندی کی زیادتی پر تعجب کیا اور خداوند عالم نے اُن کی گفتگو کو پسند کیا۔ جب رات ہوئی اور حضرت لقمانؑ بستر خواب پر گئے خداوند عالم نے انوار حکمت ان پر نازل کر کے ہمہ تن اُن کو منور کر دیا۔ وہ خواب میں تھے اور خدا نے خلعت حکمت ان کو

پہنایا جب وہ بیدار ہوئے تو اپنے وقت کے حکیم ترین مردم تھے۔ وُہ باہر لوگوں کے پاس آئے۔ اس حال میں کہ ان کی زبان سے کلام حکمت جاری تھے اور علوم و حِکَم اور معارف ربّانی لوگوں کے لئے بیان کرتے تھے۔ اور جب انہوں نے پیغمبری قبول نہ کی تو خدا نے ملائکہ کو حکم دیا کہ حضرت داؤدؑ کو اس کی دعوت دیں۔ داؤدؑ نے قبول کرلیا اور وُہ شرطیں جو حضرت لقمان نے پیش کی تھیں اُنہوں نے نہ کیں۔ تو خدا نے ان کو زمین پر اپنا خلیفہ بنایا خدا نے اکثر اُن حضرت کی آزمائش کی اور اُن سے چند ترک اولیٰ صادر ہوئے۔ جن کو خدا نے معاف فرمایا۔ حضرت لقمانؑ اکثر حضرت داوُدؑ سے مُلاقات کے لئے آتے اور اُن کو نصیحتیں کرتے اپنے علم وحکمت و مواعظ کی زیادتی کے ساتھ۔ حضرت داوُدؑ اُن سے کہتے کہ خوشا حال آپ کا کہ آپ کو حکمت عطا کی گئی اور ابتلا و امتحان آپ سے اُٹھا لیئے گئے اور خلافت داؤدؑ کو دی گئی اور اس کو معرض امتحان میں لایا گیا۔ لقمانؑ نے اپنے فرزند کو اس قدر نصیحتیں کیں کہ سراپا حکمت سے معمور ہوگیا اور اسرار حکمت لقمانی اس کے دل میں پیوست ہوگئے۔

حضرت لقمانؑ نے اپنے فرزند کو جو نصیحتیں کیں اُن میں سے چند یہ تھیں کہ اے فرزند جس روز سے تونے دنیا میں قدم رکھا ہے درحقیقت تو نے دنیا کی جانب پشت اور آخرت کی جانب مُنہ کرلیا ہے۔ (یعنی آخرت کی طرف چل رہا ہے) اور مراحل آخرت طے کررہا ہے لہٰذا وہ گھر جس کی طرف تونے رُخ کیا ہے تجھ سے بہت نزدیک ہوتا جارہا ہے اور وہ گھر (دنیا) جس میں تو موجود ہے ہر روز تجھ سے دُور ہورہا ہے۔ اے فرزند عقلمند عالموں کی صحبت اختیار کر اور اُن کے قریب بیٹھ اور اُن سے مجادلہ مت کر کہ اپنا علم تجھ سے روک دیں اور دنیا سے اتنا ہی لے جو تیرے لئے کافی ہو اور بالکل حصول دنیا کو ترک مت کر کہ تو لوگوں کا عیال بن جائے (یعنی تیری فکر دوسروں کو کرنا پڑے) اور تو اُن کا محتاج ہوجائے۔ اور دنیا میں بھی اس طرح منہمک نہ ہوجا کہ اپنی آخرت کو تو کھو بیٹھے اور روزہ اس قدر رکھ کہ تیری خواہشیں دور ہوجائیں۔ نہ اتنا کہ تجھ میں نماز کی طاقت نہ رہے کیونکہ خدا کے نزدیک روزے سے زیادہ محبوب نماز ہے۔ دُنیا ایک گہرا دریا ہے جس میں بے انتہا لوگ ڈوب چکے اور ہلاک ہوچکے لہٰذا تجھ کو چاہیئے کہ اس دنیا کے مہلکوں سے نجات کے لئے تو ایمان کو کشتی قرار دے اور اُس کشتی کا بادبان تو توکل علی اللہ کو بنائے اور اُس کشتی میں اپنا توشہ حرام و مکروہات سے پرہیز کو قرار دے پھر اگر نجات تو پاگیا تو خدا کے رحمت کے سبب اور اگر تو ہلاک ہوا تو اپنے گناہوں کے

سبب۔ دوسری روایت کے مطابق یہ ہے کہ (اے فرزند) پرہیزگاری کو تو اپنی کشتی قرار دے اور جو سرمایہ تو اس میں رکھے وہ چاہیئے کہ خدا پر، انبیا و مرسلین پر اور اُن کے ارشادات پر ایمان ہو اور اس کشتی کا بادبان توکل ہو۔ ناخدا عقل ہو جس کی تدبیر سے وہ رواں ہو معلم و رہنما اس کا علم ہو۔ لنگر اس کا بلاؤں پر، ترکِ محرمات و اطاعت کی تکلیفوں پر صبر ہو۔

اے فرزند اگر بچپنے میں تو نے ادب سیکھ لیا تو بڑا ہو کر اُس سے فائدہ اٹھائے گا۔ اور جو شخص آدابِ حسنہ کی فضیلت جانتا ہے۔ اس کے حاصل کرنے میں اہتمام کرتا ہے اور جو شخص اس میں اہتمام رکھتا ہوگا اُس کی حصول کی تکلیف کو برداشت کرتا ہے اور جس نے آدابِ حسنہ کو اس طرح حاصل کیا وہ سعی بلیغ کرتا ہے (اس کو قائم رکھنے میں) اور جب حاصل کر لیتا ہے تو اپنے تئیں اُن آداب سے متصف کرتا ہے اور جب اپنی ذات میں اُن آداب کو سمو لیتا ہے تو دنیا و آخرت میں اُس کا نفع پاتا ہے۔ پس آدابِ پسندیدہ کی عادت ڈال تاکہ تو نیکیوں کا جانشین ٹھہرے اور اپنے بعد والوں کو تو اُن سے نفع پہنچائے۔ تاکہ وہ اُن اطوار میں تیری پیروی کریں اور دوست تجھ سے نیکی کی امید رکھیں اور دشمن خوفزدہ رہیں۔ ہرگز اُن کے حاصل کرنے میں کاہلی و سستی نہ کرنا اور اُن آدابِ حسنہ کے سوا کسی اور چیز کے حاصل کرنے کی طرف متوجہ مت ہونا۔ لوگ اگر تجھ کو دنیا میں مغلوب کر دیں اور دنیا تجھ سے چھین لیں تو غم مت کرنا بلکہ کوشش کر کہ آخرت کے امور میں تو مغلوب نہ ہونے پائے۔ اور آخرت تجھ سے کوئی نہ چھین لے اور امرِ آخرت میں مغلوب ہونے کا یہ مطلب ہے کہ تو علم اُس جگہ سے نہ حاصل کرے جہاں سے کرنا چاہیئے اور دن و رات کے اوقات کے کچھ حصے طلبِ علم کے لئے تجھ کو مقرر کرنا چاہیئے کیونکہ کوئی چیز انسان کے علم کو ضائع نہیں کرتی مثل ترکِ تحصیلِ علم کے۔ یعنی ترکِ علم اس سبب سے ہوتا ہے کہ جو کچھ تو نے علم حاصل کیا ہے وہ بھی ضائع ہو جائے (لہٰذا اس کی مداومت کرتا رہ) اور جھگڑالو کے ساتھ مجادلہ مت کر اور نہ کسی دانا و عقلمند سے منازعت کر اور کسی رئیس کے ساتھ دشمنی مت کر اور ظلم کرنے والوں کے ساتھ ہمراہی اور ہم نشینی مت کر اور کسی فاسق سے برادرانہ رشتہ مت جوڑ اور کسی بدنام کی صحبت میں مت بیٹھ اور اپنے علم کو ضبط اور پوشیدہ رکھ جس طرح کہ اپنی دولت کو پوشیدہ رکھتا ہے۔

اے فرزندِ گرامی خدا سے ڈر جو ڈرنے کا حق ہے اگر تو جن و انس کی نیکیوں کے برابر نیکیاں رکھتا ہو اور موقفِ حساب پر آجائے تو ڈرتا رہ کہ تجھ پر عذاب کریں گے

اور خدا سے امیدوار رہ اس طرح کہ اگر تو جن وانس کے گناہوں کے برابر گناہ لے کر محشر میں آئے تب بھی خدا تجھ کو بخش دے گا۔ یہ سن کر آپ کے فرزند نے کہا اے پدر بزرگوار میں ایسی طاقت کہاں سے لا سکتا ہوں کہ امید و خوف کو ایک جگہ جمع کر دوں حالانکہ میرے سینہ میں صرف ایک ہی دل ہے فرمایا کہ اے فرزند اگر دل مومن باہر نکال کر شگافتہ کیا جائے تو یقیناً اس میں سے دو نور نکلیں گے۔ ایک نور خدا سے خوف کا دوسرا خدا سے امید کا اگر دونوں کو وزن کیا جائے تو ایک ذرہ کے برابر دونوں میں سے کوئی نہ زیادہ ہوگا نہ کم لہٰذا جو شخص خدا پر ایمان لاتا ہے اُس کے ارشادات کی تصدیق کرتا ہے اور جو شخص تصدیق کرتا ہے وہ اُس کے ارشادات پر عمل کرتا ہے اور جو شخص عمل نہیں کرتا تو یقیناً اُس نے ارشادات الٰہی کو باور نہیں کیا کیونکہ ان اخلاق میں سے بعض گواہی دیتے ہیں بعض کی پس جو سچے دل سے خدا پر ایمان لایا ہے وہ خلوص سے خدا کے لئے طلب خیر میں عمل کرے گا اور جو شخص اس طرح عمل کرتا ہے تو وہ درحقیقت خدا پر ایمان لایا ہے اور جو شخص اطاعت خدا کرتا ہے وہ خدا سے ڈرتا ہے اور جو خدا سے ڈرتا ہے وہ اُس کو دوست رکھتا ہے۔ اور جو خدا کو دوست رکھتا ہے اُس کے حکم کی تابعداری کرتا ہے اور جو شخص پیروی کرتا ہے بہشت اور خدا کی خوشنودی کا مستحق ہوتا ہے اور جو شخص خوشنودی کا طالب نہیں ہوتا تو اُس پہ خدا کا غضب آسان ہو جاتا ہے اور میں غضب خدا سے اس کی پناہ مانگتا ہوں۔

اے میرے پیارے فرزند دنیا کی خواہش مت کر اور اُس میں مشغول مت ہو کیونکہ کوئی مخلوق خدا کے نزدیک دُنیا سے زیادہ بے حقیقت نہیں ہے کیا تو نہیں دیکھتا ہے کہ خدا نے دُنیا کی نعمتوں کو اپنے فرمانبرداروں کا ثواب واجر نہیں قرار دیا اور نہ دنیا کی تکلیفوں اور عذاب کو گنہگاروں کا عقاب بنایا۔

دوسری حدیث معتبر میں (حضرت صادقؑ نے) فرمایا کہ حضرت لقمانؑ نے اپنے بیٹے ناتان کو وصیت کی کہ اے فرزند تجھ کو چاہیئے۔ کہ اپنے دشمن کے لئے تو کوئی حربہ تیار رکھے جس سے اُس کو زمین پر گرا دے اور وہ حربہ یہ ہے کہ تو اُس سے مصافحہ کرے اور خوشنودی ظاہر کرتا رہے اور اس سے علیحدگی اختیار مت کر اور نہ دشمنی کا اظہار کر تاکہ جو کچھ وہ دل میں تیرے نقصان کی باتیں رکھتا ہو وہ تجھ پر ظاہر کر دے۔

اے فرزند میں نے پتھر و لوہا اور ہر وزنی چیز کو اُٹھایا اور برداشت کر لیا ہے لیکن کسی بوجھ کو ہمسایہ بد سے گراں تر نہیں پایا اور تلخ چیزوں کا مزہ میں نے چکھا ہے لیکن کسی چیز کو

پریشانی اور دنیا والوں کے سامنے محتاجی سے زیادہ تلخ نہیں پایا۔

دوسری حدیث میں منقول ہے کہ لقمانؑ نے کہا کہ اے فرزند ہزار دوست بنا کیونکہ ہزار دوست کم ہیں اور ایک کو بھی دشمن نہ بنا کہ ایک بھی بہت ہے۔

انہی حضرت سے دوسری حدیث میں منقول ہے کہ جناب امیرؑ نے فرمایا کہ لقمان کی نصیحتوں میں سے جو انہوں نے اپنے فرزند کے لئے کیں یہ بھی ہے کہ اے فرزند چاہیئے کہ وہ شخص عبرت حاصل کرے جس کا یقین خدا کی رزاقیت پر کم ہو اور اس کی نیت طلب روزی میں کمزور ہو اس لئے کہ خدا اس کو کتم عدم سے عالم وجود میں لایا اور تین ایسی حالتوں میں اس کو روزی پہنچائی جن میں سے کسی ایک حالت میں اس کا کوئی وسیلہ و ذریعہ حصولِ روزی کا نہ تھا۔ لہٰذا اس کو یقین رکھنا چاہیئے کہ وہ اس کو چوتھی حالت میں بھی روزی دے گا (اُن تین حالتوں میں سے) پہلی وہ ہے کہ خدا نے اس کو رحم مادر میں روزی پہنچائی اور اس کو محل آرام و اطمینان میں پناہ دی کہ جہاں اس کو نہ سردی نے تکلیف پہنچائی نہ گرمی نے اور دوسری وہ حالت جبکہ اُس کو رحم مادر سے باہر لایا۔ اور روزی اس کے لئے اس کی ماں کے پستان کی پاکیزہ نہر سے جاری کیا جو اس کے لئے کافی تھی اور اس کی اُس حالت میں تربیت کی اور نشو و نما فرمائی بغیر اس کے کہ اس کا کوئی حیلہ و ذریعہ ہو اور اس کو کسب معاش کی طاقت اور حصولِ نفع و دفع ضرر کی قوت دی ہو اور تیسری حالت وہ تھی جبکہ اس کی دودھ کی روزی ختم کی تو ماں باپ کی کمائی سے اس کو رزق پہنچایا جو اپنی خوشی اور نہایت شفقت و مہربانی کے ساتھ اس پر صرف کرتے رہے اور اس کو اکثر و بیشتر اپنی ذات پر مقدم کرتے رہے یہاں تک کہ عاقل و بزرگ ہو کر روزی حاصل کرنے کے قابل ہوا اور حالات کو اپنے اوپر تنگ کر لیا اور اپنے پروردگار کی جانب گمان بد کرنے لگا اور اپنے مال سے حقوق الٰہی ادا کرنے میں انکار کرنے لگا اپنے اور اپنے اہل و عیال پر کمی کے خوف سے اور عدم یقین کے سبب روزی تنگ کرنے لگا باوجود اس کے کہ جو کچھ وہ رضائے الٰہی کی راہ میں صرف کرتا ہے خدا اس کو دنیا و آخرت میں اس کا عوض عطا فرماتا ہے تو ایسا بندہ کیا برا بندہ ہے۔

اے فرزند ہر چیز کے لئے ایک علامت ہے جس سے وہ چیز پہچانی جاتی ہے اور وہ علامت اُس چیز کے لئے گواہی دیتی ہے اور دین کے لئے بھی تین علامتیں ہیں ایمان، علم اور عمل۔ ایمان کی تین علامتیں ہیں۔ خدا کی تصدیق۔ پیغمبران خدا کی تصدیق اور کتاب ہائے خدا کی تصدیق۔ اور علم کی بھی تین علامتیں ہیں اوّل یہ کہ اپنے خدا کو پہچانے۔ اور یہ معلوم کرے کہ خدا کس عمل کو دوست رکھتا ہے۔ اور یہ کہ کس عمل کو ناپسند کرتا ہے اور علم پر عمل

کرنے والے کی تین علامتیں ہیں۔ نماز۔ روزہ اور زکوٰۃ۔ اور جو شخص دروازہ علم اپنے اُوپر بند کرلیتا ہے اور عالم نہیں ہوتا اس کی بھی تین علامتیں ہیں اُس شخص سے جھگڑا کرتا ہے جو اس سے زیادہ عقلمند ہے اور چند چیزیں ایسی بیان کرتا ہے جو اس کی استعداد و حیثیت سے بلند ہوتی ہیں باوجود اس کے کہ ان کے خلاف کرتا ہے اور اپنے کمزوروں پر ظلم کرتا ہے اور ظالموں کی اعانت کرتا ہے اور منافقوں کی تین علامتیں ہیں اُس کی زبان اس کے دل سے موافق نہیں ہوتی اور اس کا دل اس کے کردار سے موافق نہیں ہوتا اور اُس کا ظاہر باطن سے موافق نہیں ہوتا۔ اور گنہگار کی تین علامتیں ہیں۔ لوگوں کے مال میں خیانت کرتا ہے۔ جھوٹ بولتا ہے۔ اور جو کچھ کہتا ہے اُس کے خلاف کرتا ہے۔ اور ریاکار کی تین علامتیں ہیں۔ تنہائی میں عبادت الٰہی میں سستی کرتا ہے اور جب لوگوں کے سامنے ہوتا ہے۔ عبادات میں بیحد آمادگی و انہماک کا اظہار کرتا ہے اور جو کچھ کرتا ہے اس لئے کرتا ہے کہ لوگ اس کی تعریف کریں۔ اور حسد کرنیوالے کی تین علامتیں ہیں لوگوں کی پیٹھ پیچھے برائیاں کرتا ہے اور سامنے چاپلوسی کرتا ہے اور جب لوگوں پر کوئی مصیبت پڑتی ہے تو خوش ہوتا ہے اور فضول خرچ کی تین علامتیں ہیں۔ وہ چیزیں کھاتا ہے جو اُس کی حیثیت سے زیادہ ہیں اور ایسا ہی لباس بھی پہنتا ہے اور لوگوں کو اپنی حیثیت سے زیادہ کھلاتا بھی ہے۔ اور کاہل کی تین علامتیں ہیں۔ کار خیر میں سستی کرتا ہے اور پیچھے ڈال دیتا ہے جب تک وہ ڈرایا نہ جائے اور اس قدر تساہلی کرتا ہے کہ وہ کام ضائع ہوجاتا ہے اور خود گنہگار ہوتا ہے۔ اور غافل کی تین علامتیں ہیں عبادات میں سہو و شک کرنا۔ یاد خدا سے غفلت برتنا اور کار خیر کو بھول جانا

اے فرزند ایسے امر کو مت طلب کر جس پر تجھ کو قدرت نہ ہو اور اُس کے اسباب حاصل نہ ہوں اور ایسے امر کو ترک کر جس کے حصول کا امکان ہو اور اس کے اسباب تجھ کو حاصل ہوں تاکہ تیری رائے غلط نہ ہو اور تیری عقل ضائع نہ ہو۔

اے فرزند اپنے دشمن کے خلاف . . . . . محرمات کے ترک سے۔ اپنے دین میں کسب فضیلت اور مروت کے ذریعہ سے اپنی مدد کر اور اپنے نفس کو معصیت الٰہی اور اخلاق ناپسندیدہ سے پاک رکھ کر اور اپنے راز کو پوشیدہ رکھ اور اپنے باطن کو نیک کر جب تو ایسا کرے گا تو خدا کے راز کے سبب تو اس سے بیخوف رہے گا کہ دشمن تیرے عیب سے خبردار ہو یا کوئی لغزش تجھ میں پائے اور اُس کے مکر و فریب سے بے خوف مت رہ ایسا نہ ہو کہ کسی حال میں تجھ کو غافل پائے اور تجھ پر غالب ہوجائے اور پھر کوئی عذر نہ قبول کرے

اور چاہیئے کہ تو ہر حال میں اُس سے خوشنودی کا اظہار کرتا رہے۔

اے فرزند ایسے امر کے حصول میں جس سے تجھ کو نفع پہنچے بہت محنت و تکلیف کو کم سمجھ اور ایسے امر کے ارتکاب میں جس سے تجھ کو نقصان کا اندیشہ ہو تھوڑی محنت کو بھی بہت شمار کر۔

اے فرزند لوگوں کے ساتھ ان کے طریقہ کے خلاف اُن سے ہمنشینی مت کر اور ایسے امور کی اُن سے امید مت رکھ جو اُن پر دشوار ہو ورنہ ساتھی تجھ سے ہمیشہ متنفر رہیں گے اور دوسرے لوگ بھی کنارہ کش ہو جائیں گے پھر تو تنہا ہو جائے گا اور تیرا کوئی ساتھی نہ ہو گا جو تیرا مونس ہو اور نہ تیرا کوئی بھائی ہو گا جو تیرا مددگار ہو۔ اور جب تو تنہا ہو جائے گا ذلیل و خوار اور بیقدر ہو گا۔ ایسے شخص سے عذر خواہی مت کر جو تیرا عذر قبول نہ کرے اور کچھ تیرا حق اپنے اوپر نہ سمجھے اور اپنی حاجت برآری میں کسی سے مدد مت طلب کر سوائے اُس کے جو اُس کام کے کرنے کی تجھ سے کچھ اُجرت لے۔ کیونکہ جب ایسا ہو گا تو وہ تیرے کام کو کرے گا۔ اس طرح جس طرح اپنے لئے کرتا ہے۔ اس لئے اُس حاجت کے پورا ہونے کے بعد دنیائے فانی میں بھی اس کو کچھ فائدہ پہنچے گا اور آخرت میں بھی وہ ماجور و مثاب ہو گا لہذا وہ اُس حاجت برآری میں کوشش کرے گا۔ اور تجھ کو چاہیئے کہ اپنے لئے رفیق اور احباب اگر تو اختیار کرے اور جن سے اپنے کاموں میں مدد چاہے وہ اہل مروت و صاحب مال و دولت اور اہل عقل و مالک عزت و عفت ہوں کہ اگر تو ان کو کوئی نفع پہنچائے تو وہ تیرا شکر کریں اور اگر تو ان سے جُدا ہو جائے تو وہ تجھے یاد کریں۔

اے فرزند جن اہل علم سے تو نے اخوت قائم کی ہے اور جن کو اپنا دوست بنایا ہے اگر وہ لوگ تیرے وفادار ہوں تو تجھ کو ان کی اصلاح کا خیال رہنا چاہیئے۔ اور اگر وہ تجھ سے برگشتہ ہو جائیں تو اُن سے پرہیز کر کیونکہ اُن کی دشمنی سے بہ نسبت غیروں کی دشمنی کے تجھ کو بہت نقصان پہنچے گا کیونکہ جو کچھ وہ لوگ تیرے حق میں کہیں گے لوگ اس کی تصدیق کریں گے اس لئے کہ وہ لوگ تیرے حال سے واقف ہیں۔

اے فرزند ضرور پرہیز کر دل تنگ ہونے۔ بد خلقی کرنے اور بے صبر ہونے سے اُن اُمور پر جو تو اپنے دوستوں سے دیکھے کیونکہ اس طرح دوستی قائم نہیں رہتی اور اپنے لئے معاملات میں تاخیر کرنا لازم قرار دے لے۔ کسی معاملہ میں بغیر اُس کے نتیجہ پر غور کئے ہوئے جلدی مت کر اور اپنے بھائیوں اور دوستوں کی زحمت و تکلیف دہی پر صبر کر اور اپنے اخلاق

کو تمام انسانوں کے لیے بہتر قرار دے۔

اے فرزند اگر اتنا مال تیرے پاس نہ ہو کہ اپنے عزیزوں کے ساتھ تو سلوک کر سکے۔ اور اپنے برادران ایمانی پر صرف کر سکے تو ان کے ساتھ خوش خوئی و خوشروئی میں کمی مت کر۔ اس لئے کہ جو شخص اپنے اخلاق کو اچھا رکھتا ہے نیک لوگ اس کو دوست رکھتے ہیں۔ اور بُرے لوگ اُس سے کنارہ کش رہتے ہیں اور تو راضی رہ اُس پر جو کچھ خدا نے تیرے لئے مقدر فرمایا ہے تاکہ ہمیشہ مسرّت و شادمانی کے ساتھ تو بسر کرے اور اگر تو چاہتا ہے کہ دُنیا کی تمام عزتیں تجھے حاصل ہو جائیں تو تو اُن چیزوں کی لالچ دل سے نکال دے جو دوسروں کے قبضہ میں ہیں اس لئے کہ اس مرتبہ پر نہ کوئی پیغمبر نہ کوئی صدیق پہنچا مگر یہ کہ اُس نے اُن چیزوں کی پرواہ نہ کی جو لوگوں کے اختیار میں تھیں۔

اے فرزند اگر تو کسی معاملہ میں بادشاہ کا محتاج ہو تو اُس سے بہت عاجزی اور خوشامد مت کرنا اور کوئی حاجت اُس سے مت طلب کرنا جب تک کہ اُس کا مناسب وقت اور موقع نہ آجائے اور وہ وقت وہ ہے جبکہ وہ تجھ سے خوش ہو اور اُس کا دل فکر و پریشانی سے خالی ہو اور تو دل تنگ نہ ہو اس سے کہ تو کوئی حاجت طلب کرے اور وہ پوری نہ ہو کیوں کہ اُس کا پُورا کرنا خدا کے اختیار میں ہے اور اُس کے لئے وقت (معین ہوتا) ہے جب وقت آجاتا ہے تو وہ حاجت پوری ہو جاتی ہے لیکن خدا کی جانب لو لگا اور اُسی سے طلب کر اور دعا کے وقت اپنی انگلیوں کو ذلت و عاجزی کے ساتھ حرکت دیتا رہ۔

اے فرزند دنیا تھوڑی ہے اور تیری عمر کوتاہ اور اپنی قلیل عمر میں دنیائے قلیل کو حاصل کرنے میں توجہ مت کر۔ اے فرزند حسد سے پرہیز کر اور اس کو اپنی شان کے لائق اور اپنا عمل مت قرار دے اور دُنیا والوں کے ساتھ بدی کرنے سے گریز کر اور اُس کو اپنی خواہش مت بنا۔ کیونکہ ان دونوں خصلتوں سے تو سوائے اپنے نفس کے کسی کو ضرر نہیں پہنچا سکتا اور جب تو نے خود اپنی ذات کو نقصان پہنچایا تو تو نے اپنے دشمن کی کارسازی خود ہی کی اس لئے کہ اپنی ذات سے تیری دشمنی (تیرے لئے) بہت زیاد نقصان دہ ہے بہ نسبت دوسروں کی دشمنی کے۔

اے فرزند نیکی اس شخص سے کر جو اُس کا اہل اور مستحق ہو اور اس سے تیری غرض خوشنودی خدا ہو دنیا کا فائدہ نہ ہو۔ اور لوگوں کے ساتھ احسان کرنے میں میانہ روی اختیار کر نہ کمی کر کہ تیرے پاس ہو اور تو نہ دے اور نہ زیادتی کر کہ خود دوسروں کو دے کر محتاج بن جائے۔

دنیا والوں کے اختیار کی چیزوں میں لالچ نہ کرنا چاہیئے ۱۲

حاجتوں کو خدا سے طلب کرنا چاہیئے ۱۲

اے فرزند بہترین اخلاق حکمت ہے جس کا حاصل کرنا سب سے زیادہ ضروری ہے وُہ دین خدا ہے اور دین خدا کی مثال اُگے ہوئے درخت کی سی ہے۔ جس کا پانی خدا پر ایمان لاتا ہے جس سے وہ درخت زندہ اور باقی ہے۔ اس کی جڑ نماز ہے جس سے وہ قائم اور برقرار ہے۔ اس درخت کا تنہ زکوٰۃ ہے اور اس کی شاخیں اپنے برادران ایمانی سے محض خدا کے لئے برادری قائم رکھنا ہے اور اس کی پتیاں اخلاق پسندیدہ ہیں اُس کے پھل خدا کی نافرمانیوں سے باہر آنا ہے اور کوئی درخت کامل نہیں ہوتا جب تک اُس کا پھل عمدہ نہ ہو اسی طرح آدمی کا دین کامل نہیں ہوتا جب تک محرمات الٰہی ترک نہ کرے۔

اے فرزند سب سے بدتر پریشانی عقل کی پراگندگی ہے اور سب سے بڑی معصیت معصیتِ دین ہے اور سب سے بدتر آفت آفتِ ایمان ہے اور سب سے زیادہ نفع بخش دل کی توانگری ہے لہٰذا اپنے دل کو علم ویقین واخلاق حسنہ سے توانگر بنا اور دنیا کی روزی پر قناعت کر جو مل جائے اور خدا کے معین کئے ہوئے پر راضی رہ اس لئے کہ جو چوری یا لوگوں کے مال میں خیانت کرتا ہے خدا اُس سے روزی حلال کو روک دیتا ہے۔ جو اُس نے اُس کے لئے مقدر فرمایا ہے اور گناہ اُس کے لئے رہ جاتا ہے اگر جو شخص صبر کرتا ہے روزی حلال ان کو پہنچتی ہے اور دنیاؤ آخرت کا عذاب اُس کے لئے نہیں ہوتا۔

اے فرزند اپنی طاعت کو خالص قرار دے اور کسی معصیت سے اس کو آلودہ نہ ہونے دے اور اپنی طاعت کو اہل حق کی متابعت سے زینت دے اس لئے کہ اہل حق کی اطاعت خدا کی اطاعت ہے اُس کو علم و دانائی کے ساتھ زینت دے اور بردباری سے اپنے علم کی حفاظت کر جس میں کوئی حماقت نہ ہو اور اپنے علم کو جمع کر نرمی کے ساتھ جس میں کوئی بیوقوفی اور بے عقلی شامل نہ ہو اور اُس کے دروازہ کو مضبوط کر دُور اندیشی سے جس کے ساتھ بردباری نہ ہو اور اپنی دور اندیشی کو لطف کے ساتھ مخلوط کر جس میں سختی و درشتی نہ ہو۔

اے فرزند کسی جاہل کو کسی جگہ پیغام پہنچانے کے لئے مت بھیج اگر کوئی عاقل نہ ملے تو خود اپنا پیغام پہنچا۔ اے فرزند بدی سے دوری اختیار کر تاکہ وہ خود تجھ سے دوری اختیار کرے۔

جناب امیر علیہ السلام نے فرمایا کہ لوگوں نے حضرت لقمانؑ سے پوچھا کہ لوگوں میں کون شخص افضل ہے فرمایا کہ مومن غنی۔ پوچھا کہ آپ کا مطلب مال میں غنی ہونا ہے فرمایا نہیں بلکہ علم میں کہ لوگ اگر اُس کے محتاج ہوں تو اس کے علم سے فائدہ حاصل کریں۔ اور اگر لوگ اُس سے مستغنی ہوں تو وہ خود اپنے علم پر اکتفا کر سکتا ہے۔ لوگوں نے پوچھا لوگوں میں سب سے بدتر کون شخص ہے فرمایا وہ شخص جو پرواہ نہیں کرتا اس کی کہ لوگ اُس کو

گنہگار دیکھیں۔ اور لقمانؑ نے اپنے لڑکے سے فرمایا کہ اے فرزند جب کبھی تو کسی جماعت کے ساتھ سفر کرے اپنے معاملات میں اُن سے بہت مشورہ کرتا رہ اور ان کے معاملات میں بھی۔ اور اُن کے سامنے زیادہ متبسم مت رہ اور اپنے توشہ میں صاحبِ کرم رہ۔ جب وہ لوگ تجھ کو بلائیں تو اُن کے پاس جا۔ جب تجھ سے کسی کام میں مدد مانگیں اُن کی مدد کر اور تین باتوں میں اُن سے بڑھ کر رہنا۔ خاموشی میں۔ نماز کی ادائیگی میں اپنے اموال سے سخاوت و جوانمردی میں جو کچھ رکھتا ہو۔ جب وہ لوگ تجھ سے کسی حق کی گواہی کے خواستگار ہوں تو توان کا گواہ ہو جب تجھ سے مشورہ کریں تو اپنی رائے دینے میں ان کی بھلائی کی بہت زیادہ کوشش کر۔ اور رائے دینے میں جلدی مت کر جو اُن کے لئے تو پسند کرے جب تک کہ اُس میں تو خوب غور و خوض نہ کرلے اور اُس مشورہ میں اپنا جواب اُس وقت تک مت دے جب تک تو وہاں سے اُٹھے چلے پھرے سوئے نماز پڑھے اور ان تمام حالات میں اپنی فکر و حکمت کو اُن کے مشورہ میں صرف نہ کرلے اس لئے کہ جو شخص کسی کے لئے اپنی نصیحت و خیر خواہی کو خالص نہیں کرلیتا خداوند عالم اس کی عقل کو سلب کرلیتا ہے اور امانت داری اُس سے زائل کر دیتا ہے۔ (اے فرزند) جب تو دیکھے اپنے ساتھیوں کو کہ پیدل چل رہے ہیں۔ ان کے ساتھ تو بھی پیدل روانہ ہو اور جب وہ کسی کام میں مشغول ہوں تو بھی ان کا شریک ہو اور جب کوئی تصدیق کریں یا کسی کو قرض دیں تو بھی اُن کے ساتھ شامل رہ اور اُس کی بات سُن جس کی عمر تجھ سے زیادہ ہو اور جب تجھ کو کسی کام کے لئے کہیں یا تجھ سے کچھ مانگیں تو انکار مت کر۔ کیونکہ انکار نفس کی خرابی اور عجز کی دلیل ہے۔ اور جب تم لوگ راستہ بھول جاؤ تو قیام کرلو اور اگر اس میں شک ہو کہ کون تمہارا راستہ ہے تو کھڑے ہو جاؤ اور آپس میں مشورہ کرو اور اگر ایک شخص کو دیکھو اور اُس سے (منزل کا) حال پوچھو تو اُس کے کہنے پر بھروسہ مت کرو کیونکہ ایک شخص جنگل میں انسان کو شک میں مبتلا کرتا ہے اور کبھی ایسا ہوتا ہے کہ ایک شخص چوروں کا جاسوس ہوتا ہے یا کوئی شیطان ہوتا ہے جو چاہتا ہے کہ تم کو راہ میں حیران و سرگرداں کرے اور دو شخصوں سے بھی پرہیز کرو لیکن اگر ان میں سچائی کی کچھ علامتیں پاؤ جو میں نہیں بتا سکتا تو اُن پر اعتماد کرو کیونکہ عقل جب اپنی آنکھ سے کسی چیز کو دیکھتی ہے۔ حق اس سے حاصل کرلیتی ہے اور جو موجود ہوتا ہے وہ موقع کے حالات جو ملاحظہ کرتا ہے اُس کو شخص غائب نہیں دیکھتا اور نہ سمجھ سکتا ہے۔ اے فرزند جب نماز کا وقت آجائے تو کسی کام کے سبب سے اس کو تاخیر میں مت

ڈال پہلے نماز پڑھ لے اور اُس سے مطمئن ہو لے کیونکہ نماز اصل دین ہے اور نماز جماعت کو ترک مت کر اگرچہ بر سر نیزہ تو ہو اور سواری چوپایہ پر مت سو کیونکہ جلد اُس کی پیٹھ پر زخم ہو جاتا ہے اور یہ عقلمندوں کا کام نہیں ہے ہاں اگر کجادہ میں تو چاہے تو سو رہ مگر اپنے جسم کے جوڑ بند کو سیدھا رکھ اور جب منزل کے نزدیک تو پہنچے تو چاہیئے کہ سواری سے اُتر آ اور منزل تک پیدل جا وہاں پہنچکر اپنے کھانے پینے سے قبل جانوروں کو چارہ دے۔ اور جب تو قیام کرنا چاہے تو ایسی زمین اختیار کر جو زیادہ خوش رنگ اور اُس کی مٹی زیادہ نرم اور گھاس زیادہ ہو اور جب تو منزل کرے تو قبل اس کے کہ تو بیٹھے دو رکعت نماز پڑھ لے اور جب رفع حاجت کے لئے تو جائے تو لوگوں سے بہت دور جا اور جب منزل سے روانہ ہو تو دو رکعت نماز پڑھ کے اُس زمین کو وداع کر اور اُس زمین اور وہاں کے رہنے والوں پر سلام کر کیونکہ زمین کے ہر ٹکڑے پر کچھ ملائکہ ہوتے ہیں اور ممکن ہو تو جب تک کچھ صدقہ نہ دیے لے کھانا مت کھا۔ اور چاہیئے کہ جب تک تو سوار رہے تلاوتِ کتابِ خدا کرتا رہے اور تسبیح و ذکر خدا ہر کام کے ساتھ کرتا رہ اور جب کام سے تجھ کو فراغت ملے تو چاہیئے کہ تو دُعا کرے اور کبھی رات کے ابتدائی حصہ میں (سفر کیلئے) مت روانہ ہو بلکہ تجھ کو نصف شب سے آخر تک چلنا چاہیئے اور ہرگز راہ میں اپنی آواز بلند مت کر۔

بسند معتبر امام محمد باقر علیہ السلام سے منقول ہے کہ حضرت لقمان سے لوگوں نے پوچھا کہ آپ کے مسائل و امورِ حکمت میں کون سا امر ایسا ہے جس پر سب سے پہلے آپ اعتقاد رکھتے ہیں اور اس کو کبھی ترک نہیں کرتے۔ فرمایا ایسے امر کا ارتکاب میں نہیں کرتا جس کا میرے واسطے خدا متکفل ہو چکا ہے اور جو کام مجھ پر اُس نے چھوڑ دیا ہے اُس کو میں ضائع نہیں کرتا۔ انہی حضرت سے دوسری معتبر حدیث میں منقول ہے کہ لقمانؑ نے اپنے فرزند کو نصیحت کی۔

اے فرزند سو آدمیوں سے دوستی کر مگر ایک شخص سے دشمنی مت کر۔ اے فرزند تیرے اخلاق اور خلق کے سوا کوئی تیرے کام نہیں آئے گا۔ تیرا اخلاق تیرے اور تیرے خدا کے درمیان تیرا دین ہے۔ اور تیرا خُلق تیرے اور لوگوں کے درمیان (رابطہ) ہے۔ لہذا لوگوں کے ساتھ دشمنی مت کر بلکہ اخلاق پسندیدہ کا ہمیشہ اظہار کر۔ اے فرزند نیکوں کا غلام بن جا مگر بدوں کا بیٹا بننا مت گوارا کر۔ اے فرزند تجھ کو کوئی شخص امانت سپرد کرے تو اس کو (اُسی طرح) واپس کرنا تاکہ تیری دنیا و آخرت محفوظ رہے اور تو امین بننا تاکہ تو انگر

و بے نیاز رہے۔

حدیث معتبر میں حضرت امام موسیٰ کاظم علیہ السلام سے منقول ہے کہ حضرت لقمانؑ نے اپنے فرزند سے فرمایا کہ اے فرزند لوگ عذاب سے کیونکر نہیں ڈرتے جس کا ان سے وعدہ کیا گیا ہے۔ حالانکہ روز بروز ان کی حالت پست ہوتی رہتی ہے اور کیونکر خدا کے وعدے (موت) کے لئے تیار و آمادہ نہیں رہتے حالانکہ ان کی عمر تیزی سے آخر کو پہنچ رہی ہے۔ اے فرزند علم اس لئے مت حاصل کر کہ تو اس کے ذریعہ سے علما و عقلمندوں پر فخر کرے یا بیوقوفوں اور نادانوں سے جھگڑا کرے یا مجلسوں میں تو خود نمائی اور ناز کرے اور ان امور سے نفرت کے لئے ترک علم بھی مت کر۔ اے فرزند جلسوں اور مجلسوں میں جا اور عبرت کی نگاہ سے نظر کر اگر تو دیکھے کسی جماعت کو جو یاد خدا کر رہی ہو اُن کے ساتھ بیٹھ کیونکہ اگر تو عالم ہے تو تیرا علم تجھ کو نفع پہنچائے گا اور تیرے علم میں اضافہ ہوگا اور اگر تو بے علم ہے تو اُن سے علم حاصل کرے گا۔ شاید رحمت خدا اُن پر نازل ہو اور وہ تجھ کو بھی گھیر لے۔

حدیث معتبر میں حضرت امام محمد باقرؑ سے منقول ہے کہ حضرت لقمان کی نصیحتوں میں سے جو انہوں نے اپنے فرزند کو کیں یہ بھی ہے کہ اے فرزند اگر موت میں تجھ کو شک ہو تو نیند اپنے سے الگ کر دے۔ اور تو یہ نہیں کر سکتا اور اگر تجھ کو مرنے کے بعد زندہ ہونے میں شک ہو تو خواب سے بیداری کو اپنے سے دور کر دے لیکن تو ہرگز دور نہ کر سکے گا لہٰذا جب ان دونوں حالتوں پر غور کرے گا تو سمجھ لے گا کہ تیری جان دوسرے کے اختیار میں ہے تو خواب بمنزلہ مرگ ہے اور بیداری موت کے بعد مبعوث ہونے کے مانند ہے۔ اے فرزند لوگوں کے ساتھ ضرورت سے زیادہ راہ و رسم قائم مت کر کہ جدائی اور دوری کا سبب بن جائے اور لوگوں سے علیحدگی بھی اختیار مت کر ورنہ تو خوار و ذلیل ہو جائے گا۔ ہر حیوان اپنی جنس کو دوست رکھتا ہے مگر انسان آپس میں ایک دوسرے کو عزیز نہیں رکھتا اور لطف و احسان بہت زیادہ وسیع نہ کر مگر اس شخص کے ساتھ جو طالب ہو جس طرح بھیڑیئے اور بکری میں دوستی نہیں ہو سکتی نیک اور بد میں دوستی نہیں ہوتی۔ جو شخص بُرائی سے نزدیک ہوتا ہے ضرور اس میں وہ بُرائی کچھ نہ کچھ پیدا ہو جاتی ہے اسی طرح جو شخص کسی بدکار کا شریک و مصاحب ہوتا ہے اس کی برائیوں سے (ضرور) کچھ سیکھتا ہے۔ جو شخص لوگوں کے ساتھ لڑائی جھگڑا پسند کرتا ہے گالی کھاتا ہے۔ جو شخص بُروں کی مجلس میں داخل ہوتا ہے تہمت لگایا جاتا ہے اور جو شخص

عذاب سے نہ ڈرنے والوں کے پاس اس سے نہ ڈرنے کی کوئی دلیل نہیں ۱۲

علم پر فخر و ناز نہیں کرنا چاہیئے ۱۲

اہل علم کی ہمنشینی بہتر ہے ۱۲

موت کے یقین کی دلیل ۱۲

لوگوں سے زیادہ راہ و رسم بہتر نہیں اور زیادہ قطع تعلق بھی مستحسن نہیں ۱۲

نیک و بد میں دوستی نہیں ۱۲

بُروں کے ساتھ اُٹھتا بیٹھتا ہے اُن کی بُرائیوں سے محفوظ نہیں رہتا اور جو شخص اپنی زبان کو قابو میں نہیں رکھتا پشیمان ہوتا ہے۔ اے فرزند ہمیشہ امین رہ کیونکہ خیانت کرنے والوں کو خدا دوست نہیں رکھتا۔ اے فرزند لوگوں پر اپنے تئیں ایسا ظاہر کر (گویا) کہ تیرا دل فاجر و بدکار ہے اور تو خدا (کے قہر و غضب) سے خوفزدہ ہے۔

دوسری حدیث میں منقول ہے کہ حضرت لقمانؑ نے فرمایا کہ اے فرزند جو شخص یہ کہتا ہے کہ شر و فساد کو شر و فساد کے ذریعہ مٹایا جا سکتا ہے غلط کہتا ہے اگر (وہ سمجھتا ہے کہ) وہ سچ کہتا ہے تو آگ جلا کر دیکھے کہ آگ آگ کو بجھاتی ہے (ہرگز نہیں) بلکہ صبر و نیکی آتش شر و فتنہ کو بجھاتی ہے جس طرح پانی آگ کو بجھاتا ہے۔ اے فرزند اپنی دنیا کو آخرت کے لیئے فروخت کر تاکہ دنیا و آخرت دونوں میں تو فائدہ پائے۔ اور آخرت کو دُنیا کے عوض مت بیچ۔ ورنہ دونوں جہان میں تو نقصان میں رہے گا۔

منقول ہے کہ حضرت لقمانؑ زیادہ تر تنہائی میں بسر کرتے۔ ایک مرتبہ ایک غلام آپ کے پاس آیا اور بولا یا حضرت آپ ہمیشہ تنہا رہتے ہیں اگر لوگوں کے ساتھ رہیں تو زیادہ موانست ہوگی آپ نے فرمایا کہ تنہا رہنے میں غور و فکر کا زیادہ موقع ملتا ہے اور غور و فکر بہشت کی رہنمائی کرتا ہے۔

حضرت صادقؑ سے بسند معتبر منقول ہے کہ حضرت لقمانؑ نے اپنے فرزند کو وصیت کی کہ اے فرزند تجھ سے پہلے لوگوں نے اپنے اہل و عیال کے لیئے مال جمع کیے تو نہ وہ خود باقی رہے نہ وہ باقی رہا جو کچھ جمع کیا تھا اور نہ وہی لوگ باقی رہے جن کے واسطے جمع کیا تھا۔ اور تو ایک بندۂ مزدور ہے کہ تجھ کو چند کاموں کا حکم دیا گیا ہے اور اس کے لیئے کچھ اُجرت مقرر کی گئی ہے لہذا اپنا کام کر اور اپنی مزدوری لے اور اس دنیا میں اُس بھیڑ کی طرح مت رہ جو کسی چراگاہ میں جا پڑتی ہے تو خوب کھا کھا کر موٹی ہو جاتی ہے تو اس کو اُس کی موٹائی کی وجہ سے ذبح کر دیا جاتا ہے۔ تو اس کی موت کا سبب اُس کی فربہی ہوتی ہے لیکن گذر دُنیا سے اُس پل کی طرح جو کسی دریا پہ بنایا گیا ہو جس پہ تو گذرتا ہے اور کبھی اُس پہ واپس نہیں آتا۔ اور اپنی دنیا کو آباد مت کر کیونکہ تجھ کو اس کا حکم نہیں دیا گیا ہے اور سمجھ لے کہ جب تو قیامت میں اپنے پروردگار کے سامنے کھڑا کیا جائے گا۔ تو چار چیزوں کے بارے میں تجھ سے سوال ہوگا۔ تیری جوانی کے بارے میں کہ کس چیز میں تو نے ختم کی۔ تیری عمر کے بارے میں کہ کس مشغلہ میں فنا کیا۔ تیرے مال کے بارے میں کہ کہاں سے حاصل کیا اور کس طرح صرف کیا۔ پس ان باتوں کے جواب کے لیئے تیار رہ اور جو کچھ

دنیاوی مال ومتاع ضائع ہوجائے اُس کا غم کبھی مت کر کیونکہ تھوڑا مال باقی نہیں رہتا اور زیادہ کے وبال سے بے خوف و مطمئن نہ رہنا چاہیئے۔ لہذا ہمیشہ دُنیا کے شر سے پرہیز رکھ اور آخرت کے کاموں میں مشغول رہ اور غفلت کا پردہ اپنی آنکھوں سے ہٹا دے اور اپنے کو اعمال صالحہ کے ساتھ اپنے پروردگار کی نیکیوں میں داخل کر۔ اور ہر وقت دل میں توبہ کرتا رہ اور کوشش کر و امور نیک کی تحصیل میں جب تک تجھ کو مہلت ہے قبل اس کے کہ تیرا ارادہ کریں اور قضائے الٰہی تیری طرف متوجہ ہو اور (کارکنان قضا و قدر) تیرے اور تیرے ارادوں کے درمیان حائل ہوں۔

دوسری روایت میں منقول ہے کہ لقمانؑ نے کہا اے فرزند اگر حکما و عقلا تجھ کو ماریں اور آزار پہنچائیں تو تیرے لئے بہتر ہے بہ نسبت اس کے کہ جاہل و نادان تجھ کو تیل و خوشبو کی مالش کریں۔

منقول ہے کہ کسی نے حضرت لقمانؑ سے کہا کہ کیا آپ فلاں خاندان کے غلام نہ تھے فرمایا ہاں میں تھا۔ لوگوں نے پوچھا کس چیز نے تم کو اس مرتبہ تک پہنچایا فرمایا کہ میں راست گوئی سے۔ امانت میں خیانت نہ کرنے کی وجہ سے۔ ایسی گفتگو اور ایسے عمل کے ترک سے جس سے مجھے کوئی فائدہ نہیں پہنچ سکتا تھا اور جن چیزوں کو خدا نے مجھ پر حرام کر دیا ہے اُن کی طرف سے آنکھ بند کر لینے سے اور لغو باتوں سے اپنی زبان کو روکنے سے اور حلال روزی کھانے سے اس درجہ تک پہنچا۔ لہذا جو شخص ان باتوں پر مجھ سے کم عمل کرے گا مجھ سے کم مرتبہ ہوگا اور جو شخص مجھ سے زیادہ عمل کرے گا مجھ سے زیادہ مرتبہ تک پہنچے گا اور جو شخص میرے ہی جتنا عمل کرے گا مجھ جیسا ہوگا۔

اور حضرت لقمانؑ نے فرمایا کہ اے فرزند توبہ کرنے میں دیر نہ کر کیونکہ موت بغیر خبر و اطلاع کے آتی ہے اور کسی کی موت پر طعنہ زن نہ ہو کیونکہ موت تجھے بھی آئے گی اور اُس شخص کا مذاق مت اڑا جو کسی بلا میں مبتلا ہو جائے اور اپنی نیکی و احسان لوگوں سے مت قطع کر۔ اے فرزند امین بن تاکہ لوگوں کے مال سے تو بے نیاز رہے۔ اے فرزند پرہیزگاریٔ خدا کو ایک تجارت سمجھ جس کا فائدہ تجھ کو پہنچے گا بغیر اس کے کہ تو سرمایہ رکھتا ہو اور جب تجھ سے کوئی گناہ ہو جائے تو پہلے سے کچھ صدقہ بھیج دے جو اُس کو مٹا دے۔ اے فرزند بے عقل پر نصیحت و موعظہ دشوار ہوتا ہے جس طرح بوڑھے آدمی کو بلندی پر چڑھنا دشوار ہوتا ہے۔ اے فرزند اُس پر رحم مت کر جس پر تو ظلم کر رہا ہے بلکہ اپنے اوپر رحم کر کیونکہ اُس ظلم کا ضرر تو اپنی ذات کو پہنچا رہا ہے۔

اور جب تجھ کو تیری طاقت کسی پر ظلم کرنے کی دعوت دے تو اپنے اوپر خدا کی طاقت کو یاد کر۔ اے فرزند جو تو نہیں جانتا علما سے حاصل کر اور جو کچھ تو جانتا ہے اُسے لوگوں کو تعلیم دے۔

دوسری حدیث میں منقول ہے کہ جب حضرت لقمانؑ اپنے شہر سے نکلے موصل کے ایک گاؤں میں مقیم ہوئے جس کو ماس کہتے تھے۔ جب اُس جگہ کسی نے آپ کی متابعت نہیں کی اور وہاں آپ نے کسی کو اپنا ہمنوا نہ پایا دل تنگ ہوئے اور اپنے مکان کا دروازہ بند کرکے اپنے فرزند کے ساتھ گوشہ نشین ہو گئے اور اُن کو نصیحت و موعظہ فرمایا جن میں یہ باتیں بھی تھیں کہ اے فرزند بات کم کر اور خدا کو ہر مقام پر یاد کر کیونکہ خدا نے تجھ کو اپنے عذاب سے ڈرایا ہے اور تجھ کو دانا و بینا قرار دیا ہے اے فرزند لوگوں سے نصیحت حاصل کر اس لئے کہ لوگ تجھ سے نصیحت لیں۔ اور چھوٹی بلا پر متنبہ ہو جا۔ قبل اس کے کہ کوئی بڑی بلا تجھ پر آئے اور تو اس کا تدارک نہ کر سکے۔ اے فرزند غصّہ کے وقت اپنے کو سنبھال تاکہ تو جہنم کا کندہ نہ بنے۔ اے فرزند پریشانی اُس مال سے بہتر ہے جس کو تو ظلم سے حاصل کرے اور ظالم ٹھہرے اے فرزند لوگوں کی جانیں اُن کے کردار کے عوض گرو ہیں۔ لہذا اُن پر اُن کے دلوں اور ہاتھوں کے گناہوں کے سبب وائے ہو۔ اے فرزند جب تک شیطان دنیا میں ہے گناہوں سے مطمئن مت ہو۔ اے فرزند گذشتہ زمانہ کے نیک لوگ دنیا کے فریب میں آ گئے تو اُن کے بعد والے اُس کے فریب سے کیونکر بچ سکتے ہیں۔ اے فرزند دنیا کو اپنے لئے قید خانہ قرار دے تاکہ آخرت میں بہشت تیرے لئے ہو۔ اے فرزند بادشاہوں کا قرب مت اختیار کر ورنہ تجھ کو وہ مار ڈالیں گے اور جو کچھ وہ کہیں اس کی اطاعت مت کر ورنہ تو کافر ہو جائے گا۔ اے فرزند فقیروں اور غریب مسلمانوں کے ساتھ ہمنشینی اختیار کر اور یتیموں کے لئے پدر مہربان بن کر رہ اور بیوؤں کے واسطے شفیق شوہر کے مانند ہونا۔ اے فرزند جو شخص کہتا ہے کہ مجھے بخش دے اُس کو نہیں بخشتے بلکہ نہیں مُعاف کرتے مگر اُس شخص کے گناہ کو جو اپنے پروردگار کی فرمانبرداری پر عمل کرتا ہے۔ اے فرزند پہلے ساتھی پیدا کر پھر سفر کر۔ اے فرزند مصاحب بد سے تنہائی بہتر ہے اور تنہائی سے نیک ساتھی بہتر ہے۔ اے فرزند جو شخص تیرے ساتھ نیکی کرے تو اس کے بدلے اُس کے ساتھ نیکی کر۔ اور جو شخص تیرے ساتھ بدی کرے اُس کو اُس کی بدی پر چھوڑ دے

کیونکہ جو کچھ تو اُس کے لئے کرے گا وہ اُس سے بھی بدتر خود اپنے لئے کرتا ہے جو کہ تو اُس کے لئے نہیں کر سکتا۔ اے فرزند کس نے خدا کی اطاعت کی جس کی خدا نے مدد نہ کی۔ اور کس نے خدا کو تلاش کیا کہ نہ پایا اور کس نے خدا کو یاد کیا کہ خدا نے اسکو یاد نہ کیا اور کس نے خدا پر بھروسہ کیا کہ اس کو خدا نے دُوسرے پر چھوڑ دیا اور کس نے خدا کی بارگاہ میں گریہ وزاری کی کہ خدا نے اس پر رحم نہ کیا۔ اے فرزند بزرگوں سے مشورہ کر اور کم عمر والوں سے مشورہ کرنے میں شرم کر۔ اے فرزند فاسقوں کے ساتھ ہرگز مصاحبت نہ کر کیونکہ وہ مثل کتوں کے ہیں اگر تیرے پاس کچھ پائیں تو کھالیں اور اگر نہ پائیں تو تیری مذمت کریں اور تجھ کو رسوا کریں اور اُن کی محبت ایک گھڑی سے زیادہ نہیں ہوتی۔ اے فرزند نیکوں کی دشمنی فاسقوں کی دوستی سے بہتر ہے۔ کیونکہ اگر مومن صالح پر اگر تو ظلم کرے گا تو وہ تجھ پر ظلم نہیں کرے گا اور اگر اس کی بدخواہی کرے گا تو وہ تجھ سے راضی رہے گا اور فاسق اپنے ہی حق نعمت کی رعایت نہیں کرتا تو تیرے حق کی رعایت کب کرے گا۔ اے فرزند زیادہ سے زیادہ دوست بنا اور دشمنوں کے شر سے بے خوف مت رہ کیونکہ اُن کے سینوں میں کینہ اُسی طرح پوشیدہ رہتا ہے جس طرح زمین کے اندر پانی چھپا ہُوا ہے۔ اے فرزند جس سے بھی تو ملاقات کرے پہلے سلام اور مصافحہ کر بعد اس کے ہمکلام ہو۔ اے فرزند لوگوں کو تکلیف مت پہنچا ورنہ تجھ کو دشمن رکھیں گے اور اُن سے بُرائی مت لے ورنہ تجھ کو ذلیل سمجھیں گے اور بہت میٹھا نہ بن کہ تجھ کو کھالیں اور ایسا تلخ بھی نہ بن کہ تجھ کو دُور پھینک دیں۔ اے فرزند خدا سے ڈر جو ڈرنے کا حق ہے اور اُس کی رحمت سے ناامید نہ ہو اور امید رکھ خدا سے مگر ایسی امید نہیں کہ تو اُس کے عذاب سے بے خوف ہو جائے۔ اے فرزند اپنے نفس کو خواہشوں سے باز رکھ کیونکہ ہلاکت اُس کی خواہشوں میں ہے۔ اے فرزند ہرگز فخر و غرور و تکبر نہ کر ورنہ جہنم میں شیطان کا ہمسایہ ہوگا اور تجھ کو معلوم ہونا چاہیئے کہ تیرا آخری مقام قبر ہے۔ اے فرزند افسوس اُس شخص پر جو فخر و غرور کرتا ہے کیونکہ اپنے کو بزرگ سمجھتا ہے حالانکہ خاک سے پیدا ہوا ہے اور اس کی بازگشت خاک کی طرف ہے اس کے بعد وہ نہیں جانتا کہ بہشت میں جائیگا اور فائز و کامیاب ہوگا یا جہنم میں پہنچے گا اور خسارہ و نقصان میں رہے گا۔ اور کوئی شخص کیونکر تکبر کرتا ہے حالانکہ دو مرتبہ پیشاب کے مقام سے نکلا ہے۔ اے فرزند کیونکر فرزند آدم کو نیند آجاتی ہے حالانکہ موت اس کی تلاش میں ہے اور کس طرح وہ موت سے غافل ہو جاتا ہے حالانکہ وُہ اس سے غافل نہیں ہے۔ اے فرزند پیغمبرانِ خدا اور اس کے دوست اور برگزیدہ لوگ موت سے

نہیں بچے تو اُن کے بعد کون دُنیا میں ہمیشہ رہے گا۔ اَے فرزند راز کو اپنی زوجہ سے مت بیان کر اور اپنے گھر کے دروازہ کو اپنی نشستگاہ مت قرار دے۔ اَے فرزند عورت ٹیڑھی ہڈی سے خلق ہوئی ہے اگر تو اُس کو سیدھا کرنا چاہے گا تو وہ ٹوٹ جائے گی۔ اگر اُسی کی حالت پر تو چھوڑ دے تو وہ ٹیڑھی ہی رہے گی۔ اُن کو آزاد مت کر دے کہ وہ گھر سے باہر جائیں پس اگر وُہ نیکی کریں تو قبول کر اور بدی کریں تو صبر کر کیونکہ اس کے سوا چارہ نہیں۔ اَے فرزند عورتوں کی چار قسمیں ہیں دو شائستہ اور دو ملعونہ۔ اور شائستہ میں ایک وہ قسم ہے جو اپنی قوم میں شریف و عزیز ہوتی ہے اور اپنے شوہر کے لئے ذلیل۔ اگر شوہر اس پر لطف و مہربانی کرتا ہے تو وہ خوش ہوتی ہے اگر وہ تکلیف میں مبتلا ہوتی ہے تو صبر کرتی ہے۔ تھوڑا مال بھی اُس کے نزدیک بہت ہوتا ہے دوسری قسم نیک عورت کی یہ ہے کہ اُس کے اولاد زیادہ ہوتی ہے وہ شوہر کو دوست رکھتی ہے اور اُس کی بہتری چاہتی رہتی ہے۔ اور شوہر کے عزیزوں اور بچوں سے مثل مادر مہربان کے محبّت کرتی ہے اور بزرگوں کے ساتھ نیک برتاؤ کرتی ہے۔ بچوں پر رحم کرتی ہے اور شوہر کے اُن بچوں کی عزیز رکھتی ہے جو دوسری عورت کے بطن سے ہوتے ہیں۔ اپنی اور گھر و مال اور بچوں کی اصلاح کرنے والی ہوتی ہے۔ اگر شوہر اُس کے سامنے ہے تو ہر کام میں اس کی مدد کرتی ہے اگر موجود نہیں ہوتا تو ہر حال میں اس کی رعایت کا خیال رکھتی ہے۔ ایسی عورت گوگرد سُرخ کی طرح نایاب ہے۔ زہے قسمت اس شخص کی جس کو ایسی عورت نصیب ہو۔ اور اُن دونوں ملعونہ عورتوں میں سے ایک قسم وُہ ہے کہ اپنے کو بہت بڑا سمجھتی ہے مگر اپنی قوم میں ذلیل ہوتی ہے۔ اگر شوہر اس کو کچھ دیتا ہے تو غصّہ کرتی ہے اگر نہیں دیتا تو عتاب کرتی ہے لہذا شوہر اُس کے افعال سے شرمندہ اور آزاری اور ہمسائے تکلیف و پریشانی میں رہتے ہیں پس وہ مثل شیر کے ہے اگر تو اُس کے ساتھ رہے تو وہ کھا جائے گی اور اگر اُس سے تو گریز کرے تو مار ڈالے گی۔ اور ملعونہ کی دُوسری قسم وہ ہے کہ جلد غصہ میں آجاتی ہے اور بہت جلد رونے لگتی ہے اگر اس کا شوہر موجود ہوتا ہے تو اس کو کوئی فائدہ نہیں پہنچاتی۔ اگر وہ موجود نہیں ہوتا تو اس کو رسوا و بدنام کرتی ہے۔ ایسی عورت زمین شور کے مانند ہے۔ اگر اس میں تو پانی ڈالے تو وہ جذب ہو جائے گا اور کچھ فائدہ نہ بخشے گا اگر پانی تو اس میں نہ دے تو پیاسی رہے گی۔ اگر ایسی عورت کے کوئی فرزند پیدا ہو تو اُس سے تو کوئی فائدہ نہ پائے گا۔ اَے فرزند کسی کنیز سے عقد مت کر ایسا نہ ہو کہ اُس سے کوئی فرزند پیدا ہو تو وہ تیرے مقابلہ

میں اس کو فروخت کر ڈالے۔ اے فرزند اگر عورتوں کو چکھتے اور کھاتے جس طرح دوسری چیزوں کو چکھتے اور کھاتے ہیں تو کوئی شخص بُری عورت کو اپنی زوجیت میں نہ لاتا۔ اے فرزند احسان کر اُس کے ساتھ جو تیرے ساتھ بدی کرے۔ اور دنیا کو بہت مت حاصل کر کیونکہ تجھ کو اُس سے نکل جاتا ہے۔ اور دیکھ کہ وہاں سے تو کہاں جاتا ہے۔ اے فرزند یتیم کے مال کو مت کھا ورنہ قیامت میں تو رسوا ہوگا اور اُس روز تجھ کو اُس مال کو واپس دینے پر مجبور کیا جائے گا۔ مگر تو اُس جگہ نہ رکھتا ہوگا۔ اے فرزند جہنم کی آگ قیامت کے روز ہر شخص کو گھیر لے گی۔ اور کوئی شخص نجات نہیں پائے گا سوائے اُس شخص کے جس پر خدا رحم فرمائے۔ اے فرزند تجھ کو ایسا شخص اچھا نہیں معلوم ہوتا جو بد زبان ہوتا ہے اور لوگ اُس کی زبان سے ڈرتے ہیں۔ قیامت میں ایسے شخص کی زبان و دل پر مہر لگادی جائے گی۔ اور اُس کے اعضا و جوارح گواہی دیں گے۔ جو کچھ اُس نے کیا ہے۔ اے فرزند لوگوں کو گالی مت دے کیونکہ یہ ایسا ہے کہ تو نے خود اپنے ماں باپ کو گالی دی۔ اے فرزند ہر روز نیا روز ہوتا ہے تو وہ خداوند عالم کے نزدیک تیرے اعمال کی گواہی دے گا۔ اے فرزند یاد رکھ کہ تجھ کو کفن میں لپیٹ کر قبر میں ڈال دیں گے۔ اور جو کچھ تو نے کیا ہے سب وہاں تو دیکھے گا۔ اے فرزند غور کر کہ ایسے شخص کے مکان میں کیونکر رہ سکتا ہے جبکہ تو نے اُس کی نافرمانی کی اور اُس کو برافروختہ کیا ہو۔ اے فرزند کسی کو اپنی ذات پر اختیار مت کر اور مال اپنے دشمنوں[1] کے لئے ترکہ میں مت چھوڑنا۔ اے فرزند اپنے مہربان باپ کی وصیت (نصیحت) قبول کر اور عمل نیک میں جلدی کر قبل اس کے تجھ کو موت آئے اور قبل اس کے قیامت میں پہاڑ گر پڑیں اور آفتاب و ماہتاب ایک جگہ جمع ہوں اور حرکت کرنے سے باز رہیں اور آسمانوں کو تہہ کر دیں اور صفوف ملائکہ خوف زدہ زمین پر آئیں اور تجھ کو صراط پر گذرنے کو کہا جائے۔ اُس وقت تو اپنے عمل کو دیکھے گا اور ترازو اعمال تولنے کے لئے قائم کی جائے گی اور خلائق کے اعمال کا دفتر کھولا جائے گا۔ اے فرزند سات

[1] چونکہ صاحب مال کے عموماً لوگ دشمن ہوتے ہیں اور اس کی اولاد بھی اکثر دیکھا گیا ہے کہ یہ چاہتی ہے کہ جلد باپ کو موت آئے تاکہ اُس کا مال و زر میراث میں حاصل ہو۔ اور جب یہ خواہش پوری ہوتی ہے تو ظاہر ہے کہ اولاد اپنے عیش و راحت کی فکر میں پڑ جاتی ہے اور مرحوم باپ کو جس کے مال کے سبب سے اُس کو آرام حاصل ہوا ہے بھول جاتی ہے اور اس کے لئے کبھی کار خیر کا خیال بھی نہیں آتا ۱۲ مترجم

ہزار کلمات حکمت میں نے تجھ کو تعلیم دے تو (اگر) چار کلمات یاد رکھے تو وہ تیرے لئے کافی ہیں اگر تو اُن پر عمل کرے (اول یہ کہ) اپنی کشتی کو مضبوط بنا کیونکہ دریا بہت عمیق ہے (دوسرے یہ کہ) اپنا بار ہلکا کر کیونکہ جو راستہ تجھے درپیش ہے اُس سے گذرنا بہت دشوار ہے (تیسرے یہ کہ) زاد راہ زیادہ رکھ کیونکہ تیرا سفر بہت لانبا (چوتھے یہ کہ) اپنے اعمال کو خالص کر کیونکہ عمل کا قبول کرنے والا بہت دانا و بینا ہے دوسری روایت میں منقول ہے کہ حضرت لقمانؑ کے حکم سے بیت الخلا کے دروازوں پر لکھا گیا تھا کہ پاخانے میں دیر تک بیٹھنے سے بواسیر کا مرض پیدا ہوتا ہے۔

باب انیسواں

حضرت اسمٰعیلؑ اور طالوت وجالوت کے حالات

خداوند عالم قرآن مجید میں ارشاد فرماتا ہے اَلَمْ تَرَ اِلَى الْمَلَاِ مِنْ بَنِيْٓ اِسْرَآءِيْلَ مِنْۢ بَعْدِ مُوْسٰى ۘ اِذْ قَالُوْا لِنَبِيٍّ لَّهُمُ ابْعَثْ لَنَا مَلِكًا نُّقَاتِلْ فِيْ سَبِيْلِ اللّٰهِ ۭ (یعنی) کیا تم موسیٰؑ کے بعد اشراف بنی اسرائیل کے قصہ میں نہیں دیکھتے ہو جس وقت کہ ان لوگوں نے اپنے وقت کے پیغمبر سے کہا کہ ہمارے لئے ایک بادشاہ مقرر کر دیجئے تاکہ ہم خدا کی راہ میں جنگ کریں۔

علی بن ابراہیم وغیرہ نے بسند ہائے صحیح وحسن امام محمد باقر علیہ السلام سے روایت کی ہے کہ حضرت موسیٰؑ کے بعد بنی اسرائیل نے بے حد گناہ کئے اور دین خدا میں تغیر پیدا کر دیا اور خدا کے حکم سے سرتابی کی اور اپنے پیغمبر کی جو اُن کو امر و نہی کرتا تھا اطاعت نہ کی تو خدا نے جالوت کو جو قبطی بادشاہوں میں سے تھا اُن پر مسلط کیا جس نے ان لوگوں کو ذلیل کیا ان کے مردوں کو قتل کیا اور ان کو ان کے گھروں سے نکال دیا ان کی عورتوں کو کنیز بنایا ان کے مال و اسباب چھین لئے۔ تب وہ لوگ خدا کے رسول کے پاس پناہ لے گئے اور فریاد کی کہ خدا سے سوال کریں کہ وہ ایک بادشاہ ہمارے لئے بنا دے جس کے ساتھ ہم کافروں سے راہ خدا میں جہاد کریں۔ بنی اسرائیل کے درمیان یہ قاعدہ تھا کہ پیغمبر

ایک خاندان سے ہوتا تھا اور بادشاہ دوسرے خاندان سے کیونکہ اس وقت خدا نے بادشاہی و پیغمبری ایک ہی خاندان میں نہیں جمع کیا تھا۔ اس سبب سے اُن لوگوں نے کہا کہ ہمارے لئے ایک بادشاہ مقرر کر دے۔ قَالَ هَلْ عَسَيْتُمْ إِنْ كُتِبَ عَلَيْكُمُ الْقِتَالُ أَلَّا تُقَاتِلُوا ؕ اُن کے پیغمبر نے کہا کہیں ایسا نہ ہو کہ جب تم پر جہاد واجب کیا جائے تو تم نہ لڑو۔ قَالُوا وَمَا لَنَا أَلَّا نُقَاتِلَ فِي سَبِيلِ اللَّهِ وَقَدْ أُخْرِجْنَا مِنْ دِيَارِنَا وَأَبْنَائِنَا ؕ تو ان لوگوں نے کہا کہ ہم اپنے گھروں سے نکالے گئے۔ اور اپنے اہل و عیال سے الگ کئے گئے تو ہمارے لئے کیا ہے کہ ہم راہ خدا میں جنگ نہ کریں۔ فَلَمَّا كُتِبَ عَلَيْهِمُ الْقِتَالُ تَوَلَّوْا إِلَّا قَلِيلًا مِنْهُمْ ۗ وَاللَّهُ عَلِيمٌ بِالظَّالِمِينَ ۲۴۶ پھر اُن لوگوں پر جہاد واجب کیا گیا تو چند آدمیوں کے سوا سب نے روگردانی کی اور خدا ظالموں سے خوب واقف ہے۔ وَقَالَ لَهُمْ نَبِيُّهُمْ إِنَّ اللَّهَ قَدْ بَعَثَ لَكُمْ طَالُوتَ مَلِكًا ؕ اور اُن کے نبی نے اُن لوگوں سے کہا کہ خدا نے (تمہاری خواہش کے مطابق طالوت کو تمہارا بادشاہ بنایا۔ قَالُوا أَنَّىٰ يَكُونُ لَهُ الْمُلْكُ عَلَيْنَا وَنَحْنُ أَحَقُّ بِالْمُلْكِ مِنْهُ وَلَمْ يُؤْتَ سَعَةً مِنَ الْمَالِ ؕ تب وہ لوگ کہنے لگے اُس کی حکومت ہم پر کیونکر ہو سکتی ہے حالانکہ سلطنت کے حقدار اُس سے زیادہ ہم ہیں کیونکہ اُس کو تو مال کے اعتبار سے ہم پر کچھ بھی فوقیت نہیں۔ حضرت امام محمد باقرؑ نے فرمایا کہ پیغمبری فرزندان لادی میں تھی اور بادشاہی اولاد یوسفؑ میں اور طالوت بنیامین کے فرزندوں میں سے تھے جو حضرت یوسفؑ کے حقیقی بھائی تھے۔ وہ نہ پیغمبر کے خاندان سے تھے نہ بادشاہوں کے خاندان سے۔ قَالَ إِنَّ اللَّهَ اصْطَفَاهُ عَلَيْكُمْ وَزَادَهُ بَسْطَةً فِي الْعِلْمِ وَالْجِسْمِ ؕ وَاللَّهُ يُؤْتِي مُلْكَهُ مَنْ يَشَاءُ ؕ وَاللَّهُ وَاسِعٌ عَلِيمٌ آیت ۲۴۷ اُن کے نبی نے کہا کہ خدا نے اُس کو تم پر فضیلت دی ہے اور علم و جسم میں تم سے زیادہ اس کو کشادگی عطا فرمائی ہے اور خدا جس کو چاہتا ہے اپنا ملک دیتا ہے اور خدا بڑی گنجائش والا اور واقف کار ہے۔ حضرت نے فرمایا کہ طالوت جسمانی لحاظ سے بہتر شجاع اور قوی تھے اور سب سے زیادہ عقلمند تھے لیکن مال و دولت نہ رکھتے تھے اس لئے ان لوگوں نے ان کو ذلیل سمجھا اور کہا کہ خدا نے اس کو مال میں وسعت نہیں عطا کی ہے۔ وَقَالَ لَهُمْ نَبِيُّهُمْ إِنَّ آيَةَ مُلْكِهِ أَنْ يَأْتِيَكُمُ التَّابُوتُ فِيهِ سَكِينَةٌ مِنْ رَبِّكُمْ وَبَقِيَّةٌ مِمَّا تَرَكَ آلُ مُوسَىٰ وَآلُ هَارُونَ تَحْمِلُهُ

الْمَلٰٓئِكَةُ ط اِنَّ فِیْ ذٰلِكَ لَاٰیَةً لَّكُمْ اِنْ كُنْتُمْ مُّؤْمِنِیْنَ۔ آیت ۲۴۸ اُن کے پیغمبر نے اُن سے کہا کہ اُس کی بادشاہی کی (خدا کی طرف سے) یہ شناخت ہے۔ کہ تمہارے پاس وہ صندوق آ جائے گا جس میں تمہارے پروردگار کی طرف سے تسکین دینے والی چیزیں اور اُن تبرکات کا باقیماندہ ہوگا جو موسیٰؑ و ہارونؑ کی اولاد یادگار چھوڑ گئی اور اس صندوق کو فرشتے اُٹھائے ہوں گے اور تمہارے پاس لائیں گے۔ اگر تم ایمان رکھتے ہو تو بیشک تمہارے واسطے پوری نشانی ہے۔ حضرت نے فرمایا کہ جو تابوت کہ حق تعالیٰ نے موسیٰ علیہ السلام کے لئے آسمان سے بھیجا تھا اور مادر موسیٰؑ نے اُن کو اُس میں رکھ کر دریا میں ڈالا تھا۔ وہی تابوت (صندوق) بنی اسرائیل کے پاس تھا اُس سے وہ لوگ برکت حاصل کیا کرتے تھے۔ جب حضرت موسیٰؑ کی وفات کا وقت آیا۔ اپنی زرہ۔ الواح توریت اور جو کچھ اُن کے آثار پیغمبری وغیرہ سے تھا سب اُس میں رکھ کر آپ نے اپنے وصی یوشعؑ کو سپرد فرمایا تھا۔ اور وہ تابوت ہمیشہ اُن میں موجود تھا۔ یہاں تک اُس کا احترام کرتا ان لوگوں نے ترک کردیا اور بے حرمتی کرنے لگے۔ کہ بچے راستوں میں تابوت سے کھیلتے۔ جب تک وُہ تابوت بنی اسرائیل کے پاس تھا وہ باعزت وحرمت زندگی گذارتے رہے۔ جب ان لوگوں نے گناہ بہت کیا اور تابوت کی بے حرمتی کرنے لگے تو خدا نے اُس تابوت کو اُن کے درمیان سے اُٹھا لیا۔ اور اب بادشاہی طالوت کے وقت اس تابوت کو اُن کے لئے ظاہر فرمایا۔ اور حدیث صحیح میں فرمایا ہے کہ ملائکہ تابوت کو بنی اسرائیل کے پاس لائے۔ دوسری حدیث معتبر میں فرمایا کہ ملائکہ تابوت کو گائے کی صورت میں بنی اسرائیل کے پاس لائے۔ اور بسند حسن فرمایا کہ (بَقِيَّةٌ مِّمَّا تَرَكَ اٰلُ مُوْسٰى وَاٰلُ هٰرُوْنَ) سے مراد بقیہ پیغمبران ہیں۔ جن کے پاس تابوت رہتا تھا۔ اور تفسیر سکینہ میں فرمایا ہے کہ تابوت کو بنی اسرائیل نے مسلمانوں اور کافروں کی صف کے درمیان چھوڑ دیا تھا۔ اُس میں سے ایک خوشبودار ہوا نکلی اور آدمی کی شکل میں ظاہر ہوئی جس کو دیکھ کر کفار بھاگ گئے۔

بسند معتبر حضرت امام رضاؑ سے منقول ہے کہ سکینہ ایک ہوا ہے جو بہشت سے آئی تھی جس کا چہرہ آدمی کی طرح تھا۔ جب اس تابوت کو مسلمان اور کافرون کے درمیان رکھ دیتے تھے تو جو تابوت سے آگے ہو جاتا تھا تو وہ قتل ہو جاتا تھا یا مغلوب ہوتا تھا اور جو تابوت سے برگشتہ ہوتا اور بھاگتا وہ کافر ہو جاتا اور امام اس کو قتل کر ڈالتا۔

حدیث حسن میں حضرت صادقؑ سے منقول ہے کہ حضرت موسیٰؑ کے بعد جب بنی اسرائیل نے زیادہ سرکشی اور گناہ کئے تو خداوند عالم اُن پر غضبناک ہوا اور تابوت کو آسمان پر اٹھالیا۔ جب جالوت بنی اسرائیل پر غالب ہوا اور (بنی اسرائیل نے) اپنے پیغمبر سے استدعا کی کہ وہ خدا سے دعا کریں کہ حق تعالیٰ اُن کے لئے ایک بادشاہ مقرر فرمائے تاکہ وہ لوگ خدا کی راہ میں جہاد کریں تو خدا نے طالوت کو اُن کا بادشاہ بنایا اور تابوت اُن کے لئے بھیجا جس کو ملائکہ زمین پر لائے۔ جب تابوت اُن کے اور اُن کے دشمنوں کے درمیان رکھ دیا گیا۔ تو جو شخص تابوت سے پھر جاتا کافر ہو جاتا۔ (مولف فرماتے ہیں کہ) اب ہم حدیث اوّل کی تکمیل کرتے ہیں) پس خداوند عالم نے اُن کے پیغمبر کو وحی کی کہ جالوت کو وہ شخص قتل کریگا جس کے جسم پر حضرت موسیٰؑ کی زرہ درست و ٹھیک آ جائے گی اور وہ فرزندانِ لاوی میں سے ہوگا۔ اُس کا نام داؤدؑ ہوگا حضرت داؤد کے والد چرواہے تھے جن کے دس لڑکے تھے اور سب سے چھوٹے حضرت داؤدؑ تھے۔ غرض جب طالوت نے بنی اسرائیل کو جالوت سے جنگ کے لئے جمع کیا۔ حضرت داؤد کے پدر بزرگوار کو کہلا بھیجا کہ مع اپنے فرزندوں کے آئیں۔ جب وہ آئے تو اُن کے فرزندوں کو ایک ایک کر کے طلب کیا اور زرہ پہنا ئ مگر کسی کے جسم پر زرہ ٹھیک نہ اُتری۔ کسی کو بڑی ہوئی کسی کو چھوٹی۔ طالوت نے اُن سے پوچھا کہ کیا اپنے فرزندوں میں سے کسی کو ہمراہ نہیں لائے ہو انہوں نے کہا ہاں میری بھیڑیں ابھی بچّہ ہیں (ان کی نگرانی و حفاظت کے لئے) سب سے چھوٹے لڑکے کو چھوڑ آیا ہوں۔ طالوت نے کسی کو بھیجکر اُن کو بلایا وہی حضرت داؤدؑ تھے۔ جب حضرت داؤدؑ گھر سے روانہ ہوئے تو اپنے ساتھ گوپھن اور توبڑہ لے لیا اثنائے راہ میں تین پتھروں نے اُن کو آواز دی کہ اے داؤدؑ ہم کو اُٹھا لو۔ حضرت داؤد نے اُن پتھروں کو اپنے توبڑہ میں رکھ لیا۔ حضرت داؤد نہایت قوی توانا اور شجاع تھے۔ جب طالوت کے پاس پہنچے حضرت موسیٰؑ کی زرہ آپ کو پہنائی گئی جو آپ کے جسم پر بالکل ٹھیک اُتری جب طالوت لشکر جالوت کی سمت روانہ ہوئے جیسا کہ حق تعالیٰ ارشاد فرماتا ہے

فَلَمَّا فَصَلَ طَالُوتُ بِالْجُنُودِ قَالَ إِنَّ اللّٰهَ مُبْتَلِيكُم بِنَهَرٍ فَمَن شَرِبَ مِنْهُ فَلَيْسَ مِنِّي وَمَن لَّمْ يَطْعَمْهُ فَإِنَّهُ مِنِّي إِلَّا مَنِ اغْتَرَفَ غُرْفَةً بِيَدِهِ فَشَرِبُوا مِنْهُ إِلَّا قَلِيلًا مِّنْهُمْ ۔ (سورہ بقرہ آیت ۲۴۹)

کہ جب طالوت اپنے لشکر کے ساتھ روانہ ہوئے تو لشکر سے کہا کہ یقیناً خدا تمہارا امتحان لے گا ایک نہر کے ذریعہ سے تو جو شخ

اُس نہر کا پانی پئے گا وہ مجھ سے نہیں ہے اور جو اُس میں سے نہ پئے گا وُہ مجھ سے ہے لیکن اگر کوئی اپنے ہاتھ سے ایک چلو پی لے (تو چنداں مضائقہ نہیں) تو سوائے چند اشخاص کے سب نے اُس میں سے (خوب سیر ہوکر) پیا۔ اُن کے پیغمبر نے فرمایا کہ اس بیابان میں تمہارے راستہ میں ایک نہر ظاہر ہوگی۔ پس جو شخص اس میں سے پئے گا خدا سے اُس سے کوئی واسطہ نہیں اور جو نہ پئے گا وہ خدا کا فرمانبردار ہوگا جب وہ لوگ اُس نہر کے قریب پہنچے تو خدا نے اُن کے لئے تجویز کیا کہ ایک ایک چلو پانی پی لینے میں اُن پر الزام نہیں۔ مگر سوائے تھوڑے لوگوں کے سب نے ڈگڈگا کر پیا اور جن لوگوں نے خوب سیر ہوکر پیا وہ ساٹھ ہزار اشخاص تھے اور یہ خدا کی طرف سے اُن کا ایک امتحان تھا۔ ابن بابویہؒ کی روایت کے مطابق جو بسند صحیح حضرت امام محمد باقرؑ سے روایت کی ہے کہ وہ تھوڑے اشخاص جنہوں نے پانی نہیں پیا تھا۔ ساٹھ ہزار تھے۔ اور علی ابن ابراہیم نے حضرت صادقؑ سے روایت کی ہے کہ وہ لوگ جنہوں نے ایک چلو پانی بھی نہیں پیا تھا تین سو تیرہ مرد تھے۔ تو جب نہر سے گذر گئے اور جالوت کے لشکروں کو ان لوگوں نے دیکھا اور اُس کی اور اُس کے لشکر کی قوت وصولت مشاہدہ کی اُن لوگوں نے جنہوں نے پانی خوب پیا تھا کہا ہم آج تو جالوت اور اُس کے لشکر سے مقابلہ کی تاب نہیں رکھتے جیسا کہ خداوند عالم فرماتا ہے۔ فَلَمَّا جَاوَزَهُ هُوَ وَالَّذِينَ آمَنُوا مَعَهُ قَالُوا لَا طَاقَةَ لَنَا الْيَوْمَ بِجَالُوتَ وَجُنُودِهِ ط تو جب وہ لوگ اُس نہر سے گذرے (یعنی طالوت اور وُہ لوگ) جو اُن کے ساتھ ایمان لائے تھے بولے کہ آج ہم کو جالوت اور اُس کے لشکر سے لڑنے کی طاقت نہیں ہے۔ قَالَ الَّذِينَ يَظُنُّونَ أَنَّهُمْ مُلَاقُوا اللَّهِ كَمْ مِنْ فِئَةٍ قَلِيلَةٍ غَلَبَتْ فِئَةً كَثِيرَةً م بِإِذْنِ اللَّهِ ط وَاللَّهُ مَعَ الصَّابِرِينَ[۲۴۹]۔ اور اُن لوگوں نے کہا جو خدا و روز قیامت پر یقین رکھتے تھے کہ اکثر ایسا ہوتا ہے کہ گروہ قلیل جماعت کثیر پر خدا کے حکم سے غالب آجاتا ہے اور خدا تو صبر کرنے والوں کے ساتھ ہے۔ وَلَمَّا بَرَزُوا لِجَالُوتَ وَجُنُودِهِ قَالُوا رَبَّنَا أَفْرِغْ عَلَيْنَا صَبْرًا وَثَبِّتْ أَقْدَامَنَا وَانْصُرْنَا عَلَى الْقَوْمِ الْكَافِرِينَ آیت ۲۵ اور جب وُہ لوگ جالوت اور اُس کے لشکر سے مقابلہ کے لئے نکلے تو کہا پالنے والے تو ہم کو صبر کی توفیق عطا فرما اور جنگ میں ثابت قدم رکھ اور کافروں پر فتح عنایت فرما۔ حضرت نے فرمایا یہ کلام اُن لوگوں کا تھا جنہوں نے نہر سے پانی پیا تھا۔ (غرض جنگ شروع ہوئی اور)

حضرت داؤدؑ آکر جالوت کے مقابلہ پر کھڑے ہوگئے۔ وُہ ایک ہاتھی پر سوار تھا۔ سر پر تاج رکھے ہوئے تھا اور اُس کی پیشانی پر ایک یاقوت تھا جس سے نور ساطع تھا اور لشکر اُس کے گرد صف باندھے ہوئے تھا۔ حضرت داؤدؑ نے اُن تین پتھروں میں سے جن کو راستہ میں اٹھایا تھا ایک پتھر نکالا اور گوپھن میں رکھ کر جالوت کے داہنے طرف والے لشکر پر پھینکا وہ پتھر ہوا میں بلند ہوا پھر اُس کے میمنہ پر آکر گرا جس کو وہ پتھر لگتا تھا وہ فوراً فنا ہو جاتا یہاں تک کہ سب بھاگ کھڑے ہوئے۔ دوسرا پتھر اُس کے میسرہ لشکر پر پھینکا اور اُس طرف کے لوگ بھی بھاگے اور تیسرا پتھر جالوت کی طرف پھینکا۔ وُہ پتھر بلند ہوکر جالوت کی پیشانی کے یاقوت پر پڑا اور یاقوت میں سوراخ کرتا ہوا اُس کے مغز تک پہنچا اور جالوت زمین پر گر کر جہنم واصل ہوا جیسا کہ حق تعالیٰ فرماتا ہے۔ فَهَزَمُوهُمْ بِإِذْنِ اللَّهِ وَقَتَلَ دَاوُدُ جَالُوتَ وَآتَاهُ اللَّهُ الْمُلْكَ وَالْحِكْمَةَ وَعَلَّمَهُ مِمَّا يَشَاءُ وَلَوْلَا دَفْعُ اللَّهِ النَّاسَ بَعْضَهُمْ بِبَعْضٍ لَفَسَدَتِ الْأَرْضُ وَلَٰكِنَّ اللَّهَ ذُو فَضْلٍ عَلَى الْعَالَمِينَ۔ آیت ۲۵۱ یعنی خدا کے حکم سے ہزیمت دی۔ ان لوگوں کو اور داؤدؑ نے جالوت کو قتل کیا اور خدا نے اُن کو ملک و حکمت عطا کی۔ اور اس میں سے جو کچھ چاہا اُن کو تعلیم کیا اور اگر لوگوں سے خدا ان کے بعض (دشمنوں) کو نہ دفع کرتا تو یقیناً زمین میں فساد پھیل جاتا لیکن خدا عالم والوں پر صاحب فضل و احسان ہے۔

سکینہ جنت کی ایک ہوا ہے اور اس کے صفات

حضرت امام رضا علیہ السّلام سے چند معتبر و موثق حدیث میں منقول ہے کہ سکینہ ایک ہوا ہے جو بہشت سے آتی ہے جس کی صورت مانند صورت انسان ہے اور نہایت عمدہ خوشبو رکھتی ہے اور وہی ہے جو حضرت ابراہیم علیہ السلام پر اُس وقت نازل ہوئی جب وُہ خانہ کعبہ (کی دیواریں) تعمیر کر رہے تھے۔ وہ سکینہ خانہ کعبہ کے بتوں کی جگہ پر حرکت کرتی جاتی تھی اور ابراہیم کعبہ کی بنیاد اُس کے پیچھے پیچھے (اسی جگہ پر) رکھتے جاتے تھے۔ اور یہی سکینہ درمیان تابوت بنی اسرائیل تھی۔ اور وہ طشت بھی تابوت میں تھا۔ جس میں پیغمبروں کے قلوب دھوئے گئے تھے۔ بنی اسرائیل میں یہ رسم تھی کہ تابوت جس گھر میں ہوتا۔ پیغمبری بھی اُسی گھر میں ہوتی تھی اور اس امّت کا تابوت آنحضرت کی تلوار و دیگر اسلحے ہیں یہ چیزیں جس جگہ ہوں گی وہیں امامت ہوگی۔ اور دوسری معتبر حدیث میں فرمایا کہ تابوت موسیٰؑ (وہ صندوق جس میں جناب موسیٰؑ کی والدہ نے آپ کو رکھ کر دریا میں بہا دیا تھا (مترجم) تین ہاتھ (لانبا اور) دو ہاتھ (چوڑا) تھا۔ اور

حضرت موسیٰؑ کا عصا اور سکینہ بھی اُس میں تھی۔ لوگوں نے پوچھا کہ سکینہ کیا ہے۔ حضرت نے فرمایا کہ وہ روح خدا تھی۔ جب وہ لوگ کسی چیز کے بارے میں اختلاف کرتے تھے تو سکینہ اُن سے باتیں کرتی اور ان لوگوں کو اُس سے آگاہ کرتی جو وہ چاہتے۔

بسند ہائے معتبر حضرت صادق علیہ السلام سے منقول ہے کہ جب حضرت یوشعؑ نے دار بقا کی جانب رحلت فرمائی اور آپ کے اوصیا اور ائمہ اور پیشواؤں میں اپنے اپنے زمانہ کے ظالموں سے جو حضرت یوشعؑ کے بعد سے حضرت داؤدؑ کے زمانہ تک ہوئے خوفزدہ ہوکر چار سو سال تک پوشیدہ رہے اور اس مدّت میں پندرہ امام ہوئے اور ہر ایک کے زمانہ میں اُن کے ماننے والے پوشیدہ طور پر آ آکر اُن سے مسائل دین حاصل کرتے جب اُن کے آخری امام کا زمانہ منتہی ہوا تو وہ ظاہر ہوئے اور اُن لوگوں کو بشارت دی۔ کہ حضرت داؤد علیہ السلام (عنقریب) مبعوث ہوں گے اور تم لوگوں کو ظالموں کے شر سے نجات دیں گے اور زمین کو جالوت اور اُس کے لشکر سے پاک کریں گے اور تم لوگوں کو اس تکلیف و مصیبت سے نجات دیں گے۔ پھر وہ لوگ ہمیشہ اُن حضرت کے ظہور کے منتظر رہنے یہاں تک کہ جب آپ کے ظہور کا زمانہ قریب آیا تو حضرت داؤدؑ چار بھائی تھے اُن کے پدر بزرگوار بوڑھے ہو چکے تھے۔ حضرت داؤدؑ سب بھائیوں سے چھوٹے تھے۔ اُن کے بھائی نہیں جانتے تھے کہ جس داؤدؑ کے وہ لوگ منتظر ہیں اور جو جالوت اور اُس کے لشکر سے دنیا کو نجات دیں گے یہی داؤد ہیں۔ آپ کے شیعہ علاوہ اُس امام کے جو پیشتر تھے یہ جانتے تھے کہ حضرت داؤدؑ پیدا ہو چکے ہیں اور حد کمال کو پہنچ چکے ہیں۔ اور حضرت داؤد کو دیکھتے تھے۔ اُن سے گفتگو کرتے تھے لیکن نہیں جانتے تھے کہ داؤدؑ موعود یہی ہیں۔ جب طالوت نے بنی اسرائیل کو جمع کیا تاکہ جالوت سے جنگ کریں حضرت داؤدؑ کے پدر بزرگوار اپنے چاروں بیٹوں کو لے کر لشکر طالوت کے ہمراہ چلے۔ لیکن بھائیوں نے حضرت داؤد کو کمزور وحقیر سمجھ کر ساتھ نہ لیا اور کہا کہ اس سے سفر میں کیا کام ہو سکتا ہے اس کو گوسفند چرانے میں مشغول رہنا چاہیئے۔ غرضکہ بنی اسرائیل و جالوت کے درمیان جنگ شروع ہوئی۔ بنی اسرائیل بہت خائف ہوئے اور اُن میں جنگ سے بددلی پھیلنے لگی۔ (اُسی اثنا میں) پدر داؤدؑ گھر واپس ہوئے اور حضرت داؤدؑ کے ہاتھ اُن کے بھائیوں کے لیے کھانا بھیجا تاکہ دشمن کے ساتھ جہاد میں ان کو قوت ہو۔ حضرت داؤدؑ پستہ قد کبود چشم تھے جن کے بال کم تھے۔ نہایت پاک دل اور پاکیزہ اخلاق تھے حضرت داؤدؑ اس وقت روانہ ہوئے جبکہ دونوں لشکر ایک دوسرے کے مقابل پہنچ چکے تھے

اور ہر ایک اپنی اپنی جگہ پر کھڑا ہو چکا تھا۔ وہ راستہ میں ایک پتھر کے پاس سے گذرے۔ اس پتھر نے بآواز بلند پکارا کہ اے داؤدؑ مجھ کو اٹھا لو اور مجھ سے جالوت کو قتل کرو۔ کیونکہ میں اس کو قتل کرنے کے لئے پیدا کیا گیا ہوں۔ حضرت نے وہ پتھر اٹھا لیا اور اپنے تھیلے میں رکھ لیا جس میں اپنے گوپھن کے پتھروں کو گوسفند چرانے کے سلسلہ میں رکھا کرتے تھے۔ جب بنی اسرائیل کے لشکر میں داخل ہوئے ان کو معلوم ہوا کہ ان لشکر والوں پر معاملۂ جالوت بہت سخت ہو گیا ہے۔ کہنے لگے اس کو کیا بڑا سخت سمجھتے ہو واللہ اگر میں اس کو دیکھوں تو فوراً قتل کر دوں۔ آپ کا یہ کلام لشکر میں مشہور ہوا۔ یہاں تک کہ طالوت نے بھی سُنا اور اُن حضرت کو بلایا اور کہا اے جوان تجھ میں کتنی طاقت ہے اور اپنی بہادری کا تجھ کو کیا تجربہ ہے کہ طالوت سے لڑنے کی جرأت رکھتا ہے۔ فرمایا (ایک بار) شیر میرے گوسفند کے گلہ میں جھپٹ پڑا اور ایک گوسفند لے کر چلا۔ میں نے اُس کا پیچھا کیا اور اس کی گردن مروڑ کر اُس کے منہ سے گوسفند چھین لیا۔ خدا نے طالوت کو بذریعہ وحی اطلاع دی تھی کہ جس شخص کو تمہاری زرہ ٹھیک ہو جائے اس طرح کہ گویا اُسی کے جسم کے لئے بنی تھی تو وہی شخص جالوت کو قتل کرے گا۔ طالوت نے اپنی زرہ طلب کی اور داؤدؑ کو پہننے کے لئے دیا۔ داؤدؑ نے زرہ پہنی باوجودیکہ اُن کا جسم دُبلا پتلا تھا مگر زرہ اُن کے جسم پر درست اور ٹھیک ثابت ہوئی۔ تو طالوت اور بنی اسرائیل اُن سے خائف ہوئے اور اُن کے مرتبہ کی بلندی کو سمجھے طالوت نے کہا امید ہے کہ جالوت کو یہ جوان قتل کرے گا۔ دُوسرے روز جب دونوں طرف سے لشکر مقابلہ پر آمادہ ہوئے داؤدؑ نے طالوت سے کہا کہ جالوت کو مجھے دکھا دیجئے۔ (لوگوں نے) جالوت کو پہچنوایا۔ حضرت داؤدؑ نے اُسی پتھر کو جس کو راستہ میں اُٹھا کر اپنے تھیلے میں ڈال رکھا تھا نکالا اور گوپھن میں رکھ کر جالوت کی طرف پھینکا۔ وہ اُس کی دونوں آنکھوں کے درمیان لگا اور اس کے سر کے مغز تک پہنچ گیا۔ وہ گھوڑے سے زمین پر گر پڑا اور لشکر میں مشہور ہو گیا کہ داؤدؑ نے جالوت کو قتل کر دیا ان کو اُن لوگوں نے اپنا بادشاہ بنا لیا۔ پھر اس کے بعد کسی نے طالوت کی فرمانبرداری نہ کی۔ بنی اسرائیل اُن کے پاس جمع ہوئے اور اُن کی اطاعت کی۔ خدا نے زبور اُن پر نازل کی اور زرہ بنانا اُن کو سکھایا اور لوہے کو اُن کے ہاتھ میں موم کے مانند نرم کر دیا۔ اور (خدا نے) طائروں کو پہاڑوں کو حکم دیا کہ اُن کے ساتھ تسبیح و تہلیل کیا کریں اور وہ لحن عطا فرمایا کہ اُن سے پہلے کسی نے ویسا لحن نہ سُنا تھا

اور ان کو عبادت کی کمال طاقت عطا کی تھی۔ وہ بنی اسرائیل کے درمیان پیغمبری اور خلافت الٰہی کے ساتھ قائم رہے۔

دوسری حدیث میں فرمایا کہ بنی اسرائیل میں پیغمبری اور بادشاہی الگ الگ تھی خدا نے حضرت داؤدؑ کے زمانہ میں دونوں کو ایک ذات میں جمع فرما دیا۔ بادشاہ وہ ہوتا تھا جو لشکر کے ساتھ جہاد کرتا اور پیغمبر اُس کے معاملات کا انتظام کرنے والا ہوتا اور خدا کی جانب سے خبریں اس کو پہنچاتا۔ اسی لئے بنی اسرائیل نے جالوت کے زمانہ میں اپنے پیغمبر سے ایک بادشاہ کی خواہش کی انہوں نے ارشاد فرمایا کہ تم لوگوں میں وفا۔ سچائی اور جہاد کی رغبت نہیں ہے۔ ان لوگوں نے عرض کی ہم جہاد کیوں نہ کریں گے جبکہ ان (ظالموں) نے ہم کو ہمارے گھروں سے نکال دیا اور ہم کو ہمارے اہل وعیال سے جدا کر دیا ہے تو خداوند عالم نے طالوت کو ان کا بادشاہ مقرر کیا تب وہ کہنے لگے۔ کہ طالوت ایسا مرتبہ کہاں رکھتا ہے کہ ہمارا بادشاہ بنے۔ وہ نہ پیغمبروں کے خاندان سے ہے نہ بادشاہی خاندان سے اور پیغمبر لاوی کے خاندان سے اور بادشاہ یہودا کے خاندان سے ہوا کرتا ہے اور وہ بنیامین کی اولاد سے ہے۔ پیغمبر نے فرمایا خدا نے اس کو جسم و شجاعت ودانائی عطا فرمائی ہے۔ اور بادشاہی خدا کے اختیار میں ہے وہ جس کو چاہتا ہے عطا فرماتا ہے تم لوگوں کو لازم نہیں ہے کہ جس کو خدا مقرر فرمائے تم اس کو رد کرو۔ اور اُس کی بادشاہی کی نشانی یہ ہے کہ وہ تابوت جو ایک مدت سے تمہارے ہاتھ سے جاتا رہا ہے۔ فرشتے اس کو تمہارے واسطے لے آویں گے اور تم ہمیشہ تابوت کی برکت سے لشکروں کو شکست دو گے۔ تب وہ بولے کہ اگر تابوت آجائے تو ہم راضی ہیں اور اس کی اطاعت کریں گے۔ امام نے فرمایا کہ تابوت میں الواح حضرت موسٰیؑ کے ٹکڑے تھے جن میں وہ علوم درج تھے جو حضرت موسٰیؑ پر آسمان سے نازل ہوئے تھے۔

دوسری حدیث معتبر میں فرمایا کہ داؤد علیہ السلام مسجد سہلہ سے جالوت کی جنگ کو متوجہ ہوئے۔

جناب امیر علیہ السلام سے حدیث معتبر میں آخر ماہ کے چہار شنبہ کی نحوست کے بارے میں منقول ہے کہ اسی روز قوم عمالقہ نے بنی اسرائیل سے تابوت حاصل کیا تھا[1]

[1] مولف فرماتے ہیں کہ اُس زمانہ کے پیغمبر کے بارے میں اختلاف ہے۔ بعض کہتے ہیں کہ شمعونؑ بن صفیہ تھے جو فرزندانِ لاوی سے تھے۔ بعضوں کا قول ہے کہ یوشع علیہ السلام تھے اور اکثر لوگوں نے کہا ہے (باقی صفحہ پر)

جاننا چاہیئے کہ اکثر مورخین و مفسرین عامّہ نے طالوت کو خطا و کفر سے نسبت دی ہے اور کہا ہے کہ وہ جالوت کے قتل کے بعد حضرت داؤدؑ کے دشمن ہوگئے تھے اور اور اُن حضرت کو مار ڈالنے کا ارادہ رکھتے تھے اور بہت سی نامناسب باتوں کی آنحضرت کی طرف نسبت دینے لگے تھے۔ لیکن احادیث شیعہ سے یہ امر ظاہر نہیں ہوتے بلکہ آیات کے ظاہری معانی سے اور اکثر روایتوں سے یہ ظاہر ہوتا ہے کہ وہ حق و صداقت پر قائم رہے اور غیر مشہور خطبوں سے بعض لوگوں نے نقل کیا ہے کہ حضرت امیرالمومنینؑ نے فرمایا کہ میں اس امت کا طالوت ہوں۔

(بقیہ حاشیہ صفحہ ۵۹۹) کہ اشموئیل تھے جس کا ترجمہ عربی زبان میں اسمٰعیل ہے حضرت امام محمد باقرؑ کا ارشاد ہے کہ اشموئیل تھے۔ علی ابراہیم نے کہا ہے کہ ایک روایت میں ہے کہ ارسیا تھے۔

شیخ طبرسی کہتے ہیں کہ بعضوں نے کہا ہے کہ جب بنی اسرائیل نے بہت زیادہ اعمال بد کئے تو حق تعالیٰ نے قوم عمالقہ کو اُن پر مسلط کیا۔ جنہوں نے اُن کے ہاتھ سے تابوت چھین لیا اُنہی کے پاس تابوت رہا یہاں تک کہ ملائکہ اُس تابوت کو اُن کے درمیان سے اٹھا لے گئے۔ پھر بنی اسرائیل کے واسطے لائے۔ حضرت صادقؑ سے بھی ایسا ہی منقول ہے اور بعضوں نے کہا ہے کہ جب عمالقہ کے لوگ تابوت کو لے گئے اور اپنے بت خانہ میں لے جا کر رکھا تو تمام بُت سرنگوں ہوگئے۔ پھر وہاں سے نکال کر شہر کے ایک کنارے پر رکھا تو اُن میں گلے کا درد اور طاعون پیدا ہوگیا۔ غرض جس جگہ اُن لوگوں نے اس تابوت کو رکھا کوئی نہ کوئی بلا اُن پر نازل ہوئی۔ آخر کار اس کو عَرَّادَہ عــه میں رکھ کر دو بیلوں پر باندھ دیا اور شہر سے باہر نکال دیا۔ ملائکہ آئے اور اُن بیلوں کو ہنکا کر بنی اسرائیل کے پاس لائے۔

بعضوں کا قول ہے کہ یوشع نے اس کو صحرائے تیہ میں رکھا تھا اور فرشتے وہاں سے لائے۔ بعضوں نے کہا کہ تین ہاتھ لانبا اور دو ہاتھ چوڑا تھا۔ شمشاد کی لکڑی کا بنا ہوا تھا۔ اُس پر سونے کے پتّر چسپاں تھے اُس کو جنگ میں آگے رکھتے تھے۔ ایک آواز اس میں سے نکلتی۔ جب وہ تیز ہوتی لوگ (جوش میں) آگے بڑھتے اور جنگ کو فتح کر لیتے تھے اور جب اُس کی آواز بند ہو جاتی تھی یہ لوگ بھی لڑائی سے رُک جاتے تھے۔ اور مشہور یہ ہے کہ طالوت کے ساتھ والے اسّی ہزار اشخاص تھے بعضوں نے ستّر ہزار کہا ہے اور زیادہ مشہور یہ ہے کہ جن لوگوں نے ایک گھونٹ عــه (باقی صفحہ ۶۰۱ پر)

عــه جب طالوت جنگ جالوت کے لیے روانہ ہوئے تو اپنے لشکر والوں سے کہا تھا کہ خدا ایک نہر کے ذریعہ تمہارا امتحان لے گا تو جو شخص اس نہر سے پانی پیئے گا وہ مجھ سے نہیں اور جو نہ پیئے گا وہ مجھ سے ہے یا اگر کوئی ایک چلّو پانی پی لے گا۔ تو اس پر بھی کوئی الزام نہیں ہے۔ جیسا کہ اس کے قبل مذکور ہو چکا ہے۔ ۱۲ مترجم

عــه عرادہ ایک آلہ منجنیق کی طرح کا ہوتا ہے جس میں پتھر وغیرہ رکھ کر دشمن پر پھینکتے ہیں ۱۲ مترجم

واضح ہو کہ یہ آیتیں دلیل ہیں اس پر کہ امیرالمومنین علیؑ اُن لوگوں سے زیادہ خلافت و امامت کے حقدار ہیں جن لوگوں نے کہ آپ کی خلافت کو غصب کیا اس لئے کہ یہ آیتیں صریح اس بات کی دلیل ہیں کہ بادشاہی و ریاست خدا کے لئے شجاعت وعلم کی زیادتی ضروری ہے اور باتفاق تمام امت جناب امیر علیہ السّلام تمام صحابہ سے بہت زیادہ شجاع اور بہت زیادہ عالم تھے۔ اس امر میں کسی کو اختلاف نہیں ہے اس لئے وہ خلافت و امامت کے زیادہ مستحق تھے۔ ان لوگوں سے جو اکثر جہاد سے بھاگتے رہے اور اکثر مقدمات میں اپنی جہالت کا اظہار کرتے رہے اور حضرت علی علیہ السلام کی جانب رجوع کرتے رہے۔

(بقیہ حاشیہ صفحہ ۶۰۰) سے زیادہ نہیں پیا تھا۔ تین سو تیرہ افراد تھے اُن اصحاب رسول صلعم کی عدد کے موافق جو جنگ بدر میں تھے اور وہ لوگ جنگ میں اُن کے ساتھ ثابت قدم رہے اور خدا کی نصرت و مدد پر ایمان رکھتے تھے اور جن لوگوں نے زیادہ پانی پیا تھا وہ لوگ جہاد سے بھاگ گئے تھے۔ جناب امیرؑ کے خطبہ طالوتیہ اور دوسری تمام حدیثوں سے بھی ظاہر ہوتا ہے کہ جو لوگ ان کے ساتھ ثابت قدم رہ گئے تھے یہی تین سو تیرہ اصحاب تھے اور بعض حدیثوں سے ظاہر ہوتا ہے کہ جن لوگوں نے بالکل پانی نہیں پیا تھا وہ یہی تین سو تیرہ اصحاب تھے اور جن لوگوں نے ایک چلو سے زیادہ پانی نہیں پیا تھا وہ ان لوگوں سے زیادہ تھے۔ اس طرح مختلف حدیثوں کو جمع کیا جا سکتا ہے۔

بیسواں باب

حضرت داؤد علیہ السلام کے حالات

فصل اول - فضائل وکمالات ومعجزات و وجہ تسمیہ وکیفیت حکم وقضا وعمر و وفات حضرت داؤد علیہ السلام

پہلے بیان ہو چکا ہے کہ حضرت داؤد پیغمبروں میں سے تھے اور ختنہ شدہ پیدا ہوئے تھے اور اُن چار پیغمبروں میں سے تھے جن کو خدا نے شمشیر سے جہاد کرنے کے لئے اختیار فرمایا تھا۔ اور آئندہ بیان ہوگا کہ آپ کا نام اس لئے داؤدؑ ہوا کہ آپ نے اپنے دل کے زخم کا جو ترک اولیٰ کی وجہ سے ہوا تھا مودت الٰہی کے ذریعہ علاج کیا۔

حضرت امام محمد باقرؑ سے بسند معتبر منقول ہے کہ حق تعالیٰ نے حضرت نوحؑ کے بعد کوئی ایسا پیغمبر نہیں بھیجا جو بادشاہ ہوتا سوائے ذوالقرنین اور داؤد اور سلیمان اور حضرت یوسف علیہم السلام کے۔ حضرت داؤدؑ کی بادشاہی بلاد شام سے بلاد اصطخر فارس تک تھی۔

حدیث معتبر میں حضرت صادقؑ سے منقول ہے کہ حضرت داؤدؑ نے روز یکشنبہ کو رحلت فرمائی۔ مرغان ہوا نے آپ پر اپنے پروں سے سایہ کیا۔ حق تعالیٰ نے فرمایا ہے۔ وَسَخَّرْنَا مَعَ دَاوُدَ الْجِبَالَ يُسَبِّحْنَ وَالطَّيْرَ ۚ وَكُنَّا فَاعِلِينَ (سورۂ انبیاء آیت ۷۹ پ) یعنی ہم نے داؤدؑ کے لئے پہاڑوں کو مسخر کیا تاکہ اُن کے ساتھ تسبیح کریں۔ اور طائروں کو بھی جو اُن کے ساتھ تسبیح کرتے تھے۔ اور ہم اس قسم کے امور کرنے والے ہیں۔ (یعنی یہ امور ہماری قدرت وطاقت سے بعید نہیں ہیں)۔ بعض کہتے ہیں کہ جب وہ ذکر الٰہی اور تسبیح کا آغاز کرتے تھے۔ پہاڑ اور طیور آپ کے ساتھ ہم آواز ہو کر تسبیح کرنے لگتے تھے۔ بعض کہتے ہیں کہ پہاڑ اور مرغان ہوا آپ کے ہمراہ چلتے تھے۔ وَعَلَّمْنَاهُ صَنْعَةَ لَبُوسٍ لَّكُمْ لِتُحْصِنَكُم مِّن بَأْسِكُمْ ۖ فَهَلْ أَنتُمْ شَاكِرُونَ (سورۂ انبیاء آیت ۸۰) اور ہم نے ان کو تمہارے لئے لباس (زرہ) کا بنانا سکھایا تاکہ وہ تم کو جنگ میں ہتھیار سے محفوظ رکھے تو کیا خدا کی ان نعمتوں پر

شکر کرتے ہو سب سے پہلے جس نے زرہ بنائی وُہ حضرت داؤد تھے۔ پہلے لوگ آہنی ٹکڑے سینہ پر باندھتے تھے اور اُس کی گرانی سے جنگ نہیں کر سکتے تھے پس خدا نے لوہے کو اُن کے ہاتھ میں مثل خمیر کے نرم کر دیا اور وہ اپنے ہاتھ سے زرہ بناتے تھے جو ہلکی ہونے کی وجہ سے آلات حرب سے جسم کی حفاظت کرتی تھی پھر خدا نے فرمایا ہے کہ۔ وَلَقَدْ آتَيْنَا دَاوُدَ مِنَّا فَضْلًا ۖ يَا جِبَالُ أَوِّبِي مَعَهُ وَالطَّيْرَ (آیت سورۃ السبا پ۲۲) یعنی ہم نے اپنی جانب سے داؤد کو فضل عطا کیا (اور شرف تمام لوگوں پر یہ کہ ہم نے کہا) اے پہاڑو اور طائرو جب وہ تسبیح و استغفار کے ساتھ ہماری طرف رجوع ہوں تو تم بھی اُن کی موافقت کرو۔ لوگ بیان کرتے ہیں کہ جس وقت حضرت داؤد تسبیح و تقدیس کرتے تھے خداوند عالم اُن کے ساتھ پہاڑوں اور طائروں کو گویا کر دیتا تھا (تو وہ بھی آپ کے ساتھ حمد الٰہی میں شریک و ہم آواز ہوتے تھے) بعض کہتے ہیں کہ خدا اُن کو اس وقت شعور و زبان عطا فرماتا تھا تو وہ آنحضرت کے ساتھ شریکِ ذکر خدا ہوتے تھے۔ بعضوں نے کہا کہ وہ سب آنحضرت کے ساتھ حرکت کرتے تھے۔ بعضوں کا قول ہے کہ ان سب کو آنحضرت کا مسخر فرما دیا تھا کہ آپ جو ارادہ پہاڑوں کے بارے میں کرتے مثلاً معاون کا ظاہر ہونا اور نکل آنا یا کنواں کھودنا وغیرہ آسانی سے ممکن تھا۔ اور جو حکم طائروں کو دیتے تھے وہ اطاعت کرتے تھے۔ وَأَلَنَّا لَهُ الْحَدِيدَ ۝ أَنِ اعْمَلْ سَابِغَاتٍ وَقَدِّرْ فِي السَّرْدِ ۖ وَاعْمَلُوا صَالِحًا ۖ إِنِّي بِمَا تَعْمَلُونَ بَصِيرٌ ۝ (سورۂ سبا) ہم نے لوہے کو ان کے لئے (مثل موم کے) نرم کر دیا اور حکم دیا کہ کشادہ زرہیں اور اندازہ کے موافق اُن کے حلقے بناؤ اور نیک اعمال بجا لاؤ کیونکہ جو کچھ تم لوگ کرتے ہو میں سب دیکھتا ہوں۔ اور دوسری جگہ ارشاد فرماتا ہے۔ وَلَقَدْ آتَيْنَا دَاوُدَ وَسُلَيْمَانَ عِلْمًا ۖ وَقَالَا الْحَمْدُ لِلَّهِ الَّذِي فَضَّلَنَا عَلَىٰ كَثِيرٍ مِّنْ عِبَادِهِ الْمُؤْمِنِينَ ۔ (آیت ۱۵ سورۂ النمل پ۱۹) اور ہم نے (داؤد و سلیمان علیہم السلام) کو علم بزرگ عطا کیا انہوں نے کہا کہ تمام تعریفیں اور ستائش خدا کے لئے سزاوار ہے جس نے ہم کو فضیلت و برتری اپنے بہت سے مومن بندوں پر عطا فرمائی۔ علی بن ابراہیم نے روایت کی ہے کہ حق تعالیٰ نے داؤدؑ و سلیمانؑ کو وہ آیات و معجزات عطا فرمائے جو کسی پیغمبر کو نہیں عطا فرمایا (یعنی) تعلیم کی ان کو زبان طیور اور ان کے لئے آہن اور رانگے کو نرم کیا بغیر آگ کے اور پہاڑ ان کے ساتھ تسبیح کرتے تھے اور اُن پر زبور نازل کیا جس میں

توحید و تمجید الٰہی اور دُعا و مناجات تھی اور زبور میں پیغمبر خدا صلّی اللہ علیہ وآلہ وسلم اور امیر المومنین حضرت علیؑ اور ائمہ طاہرین صلوات اللہ علیہم اجمعین کے بارے میں خبریں تھیں۔ اور ائمہؑ و مومنین کے رجعت کے حالات اور حضرت صاحب الامر علیہ السّلام کے ظہور کی خبریں مذکور تھیں جیسا کہ خداوند عالم قرآن میں فرماتا ہے۔ وَلَقَدْ كَتَبْنَا فِي الزَّبُورِ مِنْ بَعْدِ الذِّكْرِ أَنَّ الْأَرْضَ يَرِثُهَا عِبَادِيَ الصَّالِحُونَ۔ (آیتؐ سورۂ انبیاء پ۱۷) یعنی ہم نے زبور میں (پیغمبرؐ آخر الزمان کے) ذکر کے بعد لکھا تھا کہ زمین ہمارے نیک بندوں کو میراث میں پہنچے گی۔ جس سے بہت سی حدیثوں کے موافق ائمہ معصومین مراد ہیں پھر علی بن ابراہیم نے روایت کی ہے کہ جب داؤدؑ صحرا میں زبور کی تلاوت فرماتے تھے پہاڑ اور مرغان ہوا اور وحشیان صحرا ان کے ساتھ تسبیح کرتے تھے اور لوہا موم کی طرح ان کے ہاتھ میں نرم ہو جاتا تھا۔ جس سے جو کچھ وہ چاہتے تھے بغیر آگ پر پگھلائے ہوئے آسانی سے بنا لیتے تھے۔

حضرت صادق علیہ السلام سے بسند معتبر منقول ہے کہ جب اُن حضرت (صادقؑ) پر کوئی کام دشوار ہوتا تو اُس کو روز سہ شنبہ کو کرتے جس روز خدا نے حضرت داؤدؑ کے لئے لوہا نرم فرمایا۔ اور دوسری معتبر حدیث میں فرمایا کہ خدا نے حضرت داؤد پر وحی نازل فرمائی کہ تم ایک نیک و شائستہ بندہ ہوتے اگر اپنے ہاتھ سے محنت کر کے اپنا رزق حاصل کرتے اور بیت المال سے نہ کھاتے۔ حضرت یہ سُن کر بہت روئے تو خدا نے لوہے کو وحی کی کہ میرے بندے داؤد کے لئے نرم ہو جا غرض حضرت داؤد ایک زرہ روز تیار کرتے اور ایک ہزار درم پر فروخت کرتے تھے۔ یہاں تک کہ تین سو ساٹھ زرہیں بنائیں اور تین لاکھ ساٹھ ہزار میں فروخت کیں اور بیت المال سے بے نیاز ہو گئے اور حضرت علی علیہ السلام نے اپنے کسی خطبہ میں ارشاد فرمایا ہے کہ اگر تم چاہو تو تاسّی کرو۔ داؤدؑ صاحب مزامیرؑ کی جو زبور کو خوش الحانی سے تلاوت فرماتے تھے۔ وُہ قاریٔ اہل بہشت ہوں گے۔ وہ زنبیلیں خرما کے چھال کی بُنتے تھے اور اپنے اصحاب سے فرماتے کہ تم میں کون ایسا ہے جو اس کو لے جا کر فروخت کرے وہ اس کی قیمت سے جَو کی روٹی خرید کر نوش فرماتے تھے ؎۱

فضیلت روز سہ شنبہ ، ؎۲ مزامیر یعنی خوش الحانی [illegible] ۱۲ [illegible]

؎۱ مولف فرماتے ہیں کہ شاید زنبیل کا بننا لوہا نرم ہونے سے پہلے کا مشغلہ رہا ہوگا۔ اور لوگ بیان کرتے ہیں کہ آنحضرتؑ کی آواز اس قدر دلکش تھی کہ جب محراب عبادت میں (زبور) کی تلاوت فرماتے تو مرغان ہوا آپ کے سر پہ ہجوم کر لیتے اور وحشیان صحرا آواز سنتے ہی بے تابانہ لوگوں کے درمیان سے حضرت کے پاس آ کر جمع ہو جاتے جن کو ہاتھ سے پکڑ لیا جا سکتا۔ (باقی ص۶۰۵ پر)

بسند معتبر حضرت صادق علیہ السلام سے منقول ہے کہ ایک روز حضرت داؤدؑ نے فرمایا کہ آج خدا کی ایسی عبادت کروں گا اور زبور کی اس طرح تلاوت کروں گا کہ ایسی کبھی نہ کی ہو گی۔ پھر اپنے محراب عبادت میں تشریف لے گئے اور بندگی کی جو شرط تھی بجا لائے۔ جب نماز سے فارغ ہوئے ناگاہ ایک مینڈک وہیں ظاہر ہوا اور بحکم خدا بولا کہ اے داؤد کیا تمہیں یہ عبادت و قرأت جو تم نے آج کی ہے پسند آئی۔ حضرت نے فرمایا ہاں۔ مینڈک نے کہا تم کو اس عبادت و قرأت پر خوش نہ ہونا چاہیئے۔ میں ہر شب خدا کی ہزار تسبیح کرتا ہوں جن میں ہر ایک سے تین ہزار تسبیحیں مجھ پر (شاخ کی طرح) پھیلتی اور پیدا ہوتی ہیں حالانکہ میں پانی کی تہ میں ہوتا ہوں اور کسی طائر کی آواز ہوا میں سنتا ہوں تو خیال ہوتا ہے کہ وہ بھوکا ہے اس لئے پانی کی سطح پر ابھر آتا ہوں تاکہ وہ مجھے کھالے بغیر اس کے کہ کوئی گناہ مجھ سے ہوا ہو۔

حدیث معتبر میں حضرت امام محمد باقرؑ سے منقول ہے کہ حضرت داؤدؑ ایک روز محراب عبادت میں تھے ناگاہ ایک سرخ کیڑا محراب کی جانب حرکت کرتا ہوا اُن کے سجدے کی جگہ تک پہنچا۔ حضرت داؤدؑ نے دیکھا تو یہ خیال پیدا ہوا کہ خدا نے اس کو کس واسطے پیدا کیا ہے۔ تو خدا نے آپ کو تنبیہ و تادیب کے لئے اُس کیڑے کو گویا فرمایا اُس نے بحکم خدا کہا کہ اے داؤدؑ تم نے میری آواز سنی یا سخت پتھر پر میرے پیروں کا نشان دیکھا۔ حضرت نے فرمایا نہیں اُس نے کہا یقیناً عالموں کا پروردگار میرے پیروں کی چاپ اور سانس کی صدا اور میری آواز سنتا ہے اور میرے قدموں کا اثر سنگ سخت پر دیکھتا ہے لہذا اپنی آواز کو دھیمی کرو اور اُس کی بارگاہ میں اس قدر فریاد نہ کرو۔

دوسری حدیث معتبر میں حضرت صادقؑ سے منقول ہے کہ حضرت داؤدؑ حج کے لئے آئے اور عرفات میں حاضر ہوئے اور وہاں لوگوں کی کثرت ملاحظہ فرمائی تو پہاڑ کی بلندی پر تشریف لے گئے اور تنہا دعا میں مشغول ہوئے۔ جب مناسک حج سے فارغ ہوئے جبرئیلؑ اُن کے پاس آئے اور کہا کہ تمہارا پروردگار فرماتا ہے کہ تم پہاڑ پر کیوں گئے تھے کیا تم نے سمجھا تھا کہ تمہاری آواز دوسروں کی آوازوں کی وجہ سے مجھ سے پوشیدہ رہ جاتی؟ پھر حضرت جبرئیلؑ داؤد علیہ السلام کو جدہ کی جانب لے گئے اور وہاں سے اُن کو دریا کی تہہ میں پہنچایا اور چالیس روز کی راہ تک لے گئے جیسے کہ میدانوں

(بقیہ حاشیہ صفحہ ۶۰۴) اور بہت سی احادیث معتبرہ میں منقول ہے کہ وہ ایک روز روزہ رکھتے اور ایک روز افطار فرماتے تھے۔ ۱۲

میں چلتے ہیں یہاں تک کہ ایک پتھر تک پہنچے اور اُس کو شگافتہ کیا اُس میں ایک کیڑا نظر آیا۔ تو حضرت جبرئیلؑ نے کہا کہ تمہارا پروردگار فرماتا ہے کہ میں دریا کی گہرائی میں اس پتھر کے اندر اس کیڑے کی آواز سنتا ہوں اور اس کے حال سے غافل نہیں ہوں اور تم نے یہ گمان کیا کہ میں تمہاری آواز دوسروں کی آوازوں کے مل جانے سے نہ سُن سکتا۔ [۱]

بہ سندہائے معتبر حضرت صادقؑ سے منقول ہے کہ حضرت داؤدؑ نے خدا سے دُعا کی کہ جو معاملہ بھی اُن کے پاس آئے خدا کے علم میں جو اُس کا حکم واقع ہو اُن پر وحی فرمائے تاکہ اُس معاملہ کا وہ اُسی طرح فیصلہ کردیں خداوند عالم نے فرمایا کہ اے داؤدؑ لوگ اس کا تحمل نہ کرسکیں گے لیکن میں تمہاری خواہش پوری کروں گا۔ اُس کے بعد ایک شخص اُن حضرت کے پاس آیا اور فریاد کی اور ایک شخص کے بارے میں بیان کیا کہ اُس نے مجھ پر ظلم کیا ہے خدا نے حکم دیا کہ مدعیٰ علیہ جو لوگ ہیں اُن کو حکم دے دو کہ اس شخص کی گردن ماردیں اور اس کا مال بھی اُن ہی لوگوں کو دلوا دو۔ حضرت داؤدؑ نے ایسا ہی کیا تو بنی اسرائیل نے چیخ و پکار شروع کی اور کہنے لگے کہ مظلوم کے ساتھ آپ نے ایسا کیا (جو عدل کے خلاف تھا) پھر حضرت داؤدؑ نے دُعا کی کہ خداوندا مجھے اس بلا سے نجات عطا فرما۔ وحی نازل ہوئی کہ اے داؤدؑ تم نے حکم واقع کی مجھ سے خواہش کی تھی (تو حکم واقع یہی تھا کیونکہ) جو شخص دعویٰ لیکر آیا تھا وہ خود مدعا علیہ کے باپ کا قاتل تھا اور اس نے اس کا مال غصب کرلیا تھا۔ میں نے حکم دے دیا کہ مدعیٰ علیہ اپنے باپ کے قتل کے عوض مدعی کو قتل کرے اور اپنے باپ کا مال اُس سے حاصل کرلے۔ اُس کا باپ فلاں باغ میں فلاں درخت کے نیچے مدفون ہے۔ اُس جگہ جاؤ اور اُس کا نام لیکر آواز دو وہ جواب دیگا اُس سے دریافت کرو کہ کس نے اُس کو قتل کیا ہے۔ حضرت داؤدؑ یہ معلوم کرکے بہت خوش ہوئے اور بنی اسرائیل سے کہا خدا نے مجھ کو اس بلا سے نجات بخشی۔ اور سب کو ہمراہ لے حضرت اس درخت کے پاس پہنچے۔ اُس مقتول کا نام لے کر پکارا۔ اس نے جواب دیا کہ لبیک

قعر دریا کے اندر پتھر میں کیڑے کی آواز خدا سنتا ہے ۱۲

آنحضرت کے فیصلے کے مطابق دنیا میں ایک فیصلہ ۱۲

---

[۱] مولف فرماتے ہیں کہ یہ ظاہر ہے کہ حضرت داؤدؑ پر یہ امر پوشیدہ نہ تھا کہ علم الٰہی تمام چیزوں پر محیط ہے لیکن چاہا کہ دُعا میں لوگوں سے ممتاز رہیں۔ چونکہ یہ فعل ایسے گمان کا مظہر تھا اس لئے حق تعالیٰ نے آپ کو تنبیہہ فرمائی کہ جب کوئی امر خدا سے پوشیدہ نہیں ہے تو دوسروں کے ساتھ دعا میں شریک رہنا بہتر ہے اس سے کہ اُن سے کنارہ کیا جائے۔ شاید آنحضرت کے اس فعل سے دوسروں کو یہ توہّم ہوا ہو اور خدا نے آنحضرت کی تنبیہہ اور دُوسروں کی تعلیم کے لئے یہ امر آنحضرت پر ظاہر فرمایا ہو کہ اُن لوگوں پر ظاہر کریں تاکہ یہ توہّم اُن کا زائل ہو واللّٰہ اعلم ۱۲

اے خدا کے رسول حضرت نے پوچھا تجھ کو کس نے قتل کیا ہے اس نے کہا فلاں شخص نے۔ اور میرا سب مال وہی لے گیا۔ یہ معلوم ہوا تو بنی اسرائیل راضی ہوئے۔ پھر حضرت داؤد نے خدا سے التجا کی کہ حکم واقعی اُن سے اُٹھالے۔ تو خدا نے وحی فرمائی کہ میرے بندے دُنیا میں حکم واقع کی تاب نہیں لا سکتے لہٰذا مدعی سے گواہ طلب کیا کرو اور مدعیٰ علیہ کو قسم دے کر حالات معلوم کر کے فیصلہ کرو اور حکم واقع مجھ پر چھوڑ دو کہ میں بروز قیامت (اسی کے مطابق) اُن کے درمیان فیصلہ کروں گا۔

حضرت امام محمد باقرؑ سے بسند صحیح روایت ہے کہ حضرت داؤدؑ نے خدا سے سوال کیا کہ اپنے بندوں کے درمیان جس طرح تو فیصلہ آخرت میں کرے گا اُن میں سے ایک فیصلہ مجھے بھی دکھادے۔ حق تعالیٰ نے وحی فرمائی کہ جس امر کا تم نے سوال کیا اپنی مخلوق میں کسی پر میں نے ظاہر نہیں کیا اور سزاوار نہیں ہے کہ کوئی میرے سوا اس طرح حکم کرے۔ حضرت نے دوبارہ یہی خواہش کی تو جبرئیلؑ نازل ہوئے اور کہا کہ تم نے وہ سوال کیا ہے جو کسی پیغمبر نے نہیں کیا تھا۔ خدا نے تمہاری دُعا قبول فرمائی کل جو پہلا مقدمہ تمہارے سامنے آئے گا اس میں حکم آخرت خداوند عالم تم پر ظاہر فرمائے گا۔ دوسرے روز جب حضرت نے اجلاس فرمایا ایک بوڑھا شخص ایک جوان سے دست و گریباں داخل ہوا۔ اُس جوان کے ہاتھ میں انگور کا ایک خوشہ تھا۔ مرد پیر نے کہا یا حضرت یہ شخص بغیر میری اجازت کے میرے باغ میں داخل ہوا۔ میرے انگور کے درختوں کو خراب کیا انگور بھی کھایا۔ حضرت نے اُس جوان سے پوچھا اس نے کہا بیشک میں نے ایسا کیا ہے۔ خدا نے حضرت پر وحی فرمائی کہ اگر ان کے درمیان آخرت کے مطابق حکم کروں گا تو تم اُس کے متحمل نہ ہوسکو گے اور نہ بنی اسرائیل قبول کریں گے۔ اے داؤدؑ وہ باغ اسی جوان کے باپ کا ہے اس شخص نے اس کے باغ میں جاکر اُس کو قتل کیا اور اُس کا چالیس ہزار درم غصب کیا اور باغ کے ایک کنارے دفن کر دیا ہے۔ لہٰذا اُس جوان کے ہاتھ میں تلوار دے کر حکم دو کہ اس بڈھے شخص کو قتل کر کے اپنے باپ کا قصاص لے اور باغ اسی جوان کو دے دو اور کہہ دو کہ باغ کے فلاں مقام کو کھود کر اپنا مال نکال لے۔ داؤدؑ کو اندیشہ ہوا مگر خدا کے ارشاد کے مطابق حکم جاری فرمایا۔

دوسری روایت میں ہے کہ دو شخصوں کے درمیان ایک گائے کے بارے میں جھگڑا ہوا اور دونوں نے گائے کو اپنی مِلک ثابت کرنے کے لئے گواہ پیش کئے۔ حضرت داؤدؑ نے محراب عبادت میں جاکر مناجات کی کہ پروردگارا میں ان دونوں کے درمیان فیصلہ

حضرت کے علم امام باقرؑ
ایضاً

کرنے سے عاجز ہوں تو حکم کر۔ خدا نے وحی فرمائی کہ جس شخص کے ہاتھ میں گائے کی ڈور ہے اُس سے لیکر گائے کو دوسرے شخص کے سپرد کردو اور اُس کی گردن مار دو۔ حضرت نے ایسا ہی کیا تو بنی اسرائیل نے شور مچایا کہ یہ کیسا فیصلہ ہے۔ حضرت داؤد پھر محراب عبادت میں آئے اور دعا کی کہ خدایا بنی اسرائیل اُس حکم پر راضی نہیں ہیں۔ خدا نے وحی فرمائی کہ اُس شخص نے جس کے ہاتھ میں گائے تھی دوسرے شخص کے باپ کو قتل کیا تھا اور گائے اس سے لے لی تھی۔ لہذا آئندہ جب ایسا معاملہ تمہارے پاس آئے تو شرع کے حکم ظاہری پر عمل کرو اور مجھ سے سوال مت کرنا کہ ان کے درمیان فیصلہ کروں۔ میرا فیصلہ روز قیامت پر چھوڑ دو۔

حدیث معتبر میں حضرت صادقؑ سے منقول ہے کہ حضرت داؤدؑ کے زمانہ میں آسمان سے ایک زنجیر لٹکی رہتی۔ جس کے ذریعہ سے لوگ اپنا فیصلہ کرتے تھے یعنی جو سچا ہوتا اُس کا ہاتھ زنجیر تک پہنچ جاتا تھا اور جو جھوٹا ہوتا اُس کا ہاتھ نہ پہنچتا چنانچہ ایک شخص نے ایک شخص کو ایک موتی سپرد کیا (طلب کرنے پر) اُس نے انکار کیا۔ اور اپنی لاٹھی کے درمیان چھپا دیا تھا۔ مالک گوہر نے اُس سے کہا کہ زنجیر کے پاس چلو تاکہ حق و باطل کا اظہار ہو (وہ شخص راضی ہوگیا اور زنجیر کے پاس دونوں پہنچے) پہلے اصل مالک نے زنجیر پکڑنا چاہا زنجیر اُس کے ہاتھ میں آگئی (گویا یہ ثابت ہوا کہ اس نے موتی اس شخص کو دیا اور اپنے اس دعوے میں سچا ہے) پھر دوسرے کی باری آئی تو اس نے اپنا عصا (جس میں موتی چھپا رکھا تھا) صاحب مال کو دے کر کہا کہ اس کو لے لو تو میں زنجیر پکڑوں۔ اس حیلہ سے زنجیر اُس کے ہاتھ میں بھی آگئی کیونکہ موتی عصا کے اندر تھا اور عصا اُس نے موتی کے اصل مالک کو اُس وقت دے دیا تھا۔ غرض ایسی مکاری جب کی گئی تو خدا نے زنجیر آسمان پر اُٹھالی اور حضرت داؤدؑ کو حکم دیا کہ گواہ اور قسم کے ذریعہ لوگوں کے درمیان فیصلہ کریں۔

بہت سی معتبر حدیثوں میں منقول ہے کہ حضرت قائم آل محمدؐ جب ظاہر ہوں گے تو حضرت داؤدؑ کے فیصلہ کے مطابق خود اپنے علم سے فیصلہ فرمایا کریں گے حکم واقع کے طور پر اور گواہ وغیرہ طلب نہ کریں گے۔

بسند معتبر حضرت امام محمد باقرؑ سے منقول ہے کہ ایک روز جناب امیر علیہ السلام داخل مسجد ہوئے۔ ناگاہ ایک جوان آپ کی خدمت میں روتا ہوا آیا۔ اس کے گرد لوگوں کا ہجوم تھا۔ جو اس کو تسلی و تشفی دے رہے تھے۔ حضرت نے اس سے پوچھا کہ کیوں

عہد داؤد میں آسمان سے زنجیر لٹکی تھی جو حق و صداقت کا فیصلہ کیا کرتی تھی

حضرت علیؑ کا حضرت داؤدؑ کے فیصلے کے مطابق انوکھا فیصلہ

روتا ہے عرض کی یا حضرت شریح قاضی نے میرے معاملہ کا وہ فیصلہ کیا ہے جس کو میں نہیں سمجھ سکتا۔ یہ لوگ میرے باپ کو اپنے ساتھ سفر میں لے گئے تھے۔ اب یہ لوگ واپس آئے ہیں اور میرے باپ کو نہیں لائے۔ میں نے پوچھا وہ کہاں ہے کہتے ہیں مر گیا۔ میں نے پوچھا کہ اس کا سارا مال کیا ہوا۔ کہتے ہیں کہ اس نے کچھ مال نہیں چھوڑا ہے۔ میں ان کو قاضی شریح کے پاس لے گیا۔ اُس نے ان لوگوں کو قسم دے کر حال معلوم کیا (اور چھوڑ دیا) حال آنکہ یا امیر المومنینؑ میں جانتا ہوں کہ میرا باپ اپنے ہمراہ بہت مال لے گیا تھا۔ حضرت امیر المومنینؑ نے فرمایا واپس چلو اور قاضی شریح کے پاس تشریف لائے اور پوچھا ان کے درمیان تو نے کس طرح فیصلہ کیا۔ اُس نے عرض کی اس جوان نے دعویٰ کیا۔ میرا باپ ان لوگوں کے ساتھ سفر کو گیا تھا واپس نہیں آیا اور نہ اُس کا کچھ مال ہی یہ لوگ لائے اور کہتے ہیں کہ اس نے کچھ مال نہیں چھوڑا۔ میں نے جوان سے پوچھا کہ تیرا کوئی گواہ ہے اُس نے کہا نہیں تو میں نے ان لوگوں کو قسم دے کر معلوم کیا۔ حضرت امیر المومنینؑ نے فرمایا افسوس اس معاملہ میں اس طرح حکم و فیصلہ تو کرتا ہے۔ خدا کی قسم اس قضیہ کا اُس طرح فیصلہ کروں گا کہ میرے قبل سوائے داؤدؑ پیغمبر کے کسی نے نہیں کیا ہے۔ پھر قنبر سے فرمایا کہ لشکر کے پہلوانوں کو بلاؤ وہ حاضر ہوئے تو اُن میں سے ہر ایک کو اُس جماعت کے ایک ایک شخص پر موکل فرمایا پھر اُن لوگوں سے پوچھا کہ کیا کہتے ہو شاید تم یہ گمان کرتے ہو کہ جو کچھ تم نے اس کے باپ کے ساتھ کیا ہے میں نہیں جانتا اگر اتنا بھی نہ سمجھ سکا تو پھر نادان و ناسمجھ ہی ٹھہرا۔ پھر حکم دیا کہ ان کو الگ الگ کر کے مسجد کے ایک ایک ستون کے پیچھے کھڑا کرو اور اُن کے سروں کو اُن کے کپڑوں سے چھپا دیا تاکہ وہ ایک دوسرے کو نہ دیکھ سکیں۔ پھر اپنے کاتب (پیشکار) عبداللہ بن رافع کو طلب کیا وہ قلم و کاغذ لے کر حاضر ہوا اور حضرت خود تخت عدالت پر متمکن ہوئے۔ لوگ حضرت کے گرد جمع تھے ان سے فرمایا کہ جب میں اللہ اکبر کہوں اُن میں سے ایک کو حاضر کرو۔ چنانچہ پہلے اُن میں سے ایک شخص کو طلب فرما کر اپنے سامنے بٹھایا اور اُس کے سر و چہرہ سے کپڑا ہٹایا اور عبداللہ بن رافع کو حکم دیا کہ جو کچھ میں کہوں لکھتے جاؤ۔ اور اُس سے سوال کرنا شروع کیا کہ کس روز اپنے اپنے گھروں سے تم لوگ روانہ ہوئے اور اس کا باپ تمہارے ساتھ تھا۔ اُس نے کہا۔ فلاں روز۔ فرمایا کون مہینہ تھا اُس نے مہینہ کا نام لیا۔ پوچھا کس منزل پر پہنچے کہا فلاں منزل پر۔ پوچھا کس کے مکان میں قیام کیا۔ کہا فلاں کے۔ پوچھا وہ کس مرض میں

مبتلا ہوا تھا کہا فلاں مرض میں۔ پوچھا وہ کتنے دن بیمار رہا کہا اتنے دن۔ اسی طرح اور تمام سوالات کیئے کہ کس روز اس نے انتقال کیا۔ کس نے اس کو غسل دیا کس نے کفن پہنایا اور کفن اس کا کیسا تھا۔ کس نے نماز میت پڑھی۔ کون اُس کو قبر میں لے گیا پھر حضرت نے اللہ اکبر فرمایا۔ تمام حاضرین نے تکبیر کہی۔ اُس شخص کے ساتھیوں نے یقین کر لیا کہ اُس نے اپنے اور اپنے تمام ساتھیوں کے متعلق اقرار کر لیا کہ اُس کے باپ کو قتل کیا ہے۔ اسی لئے تمام حاضرین صدائے تکبیر بلند کر رہے ہیں۔ پھر حضرت کے حکم سے اُس کے سر اور مُنہ کو چھپا کر اس کی جگہ پر پہنچا دیا۔ اور دوسرے شخص کو بُلایا اور اپنے سامنے بٹھایا اور فرمایا کہ تو سمجھتا تھا کہ میں نہیں جانتا ہوں کہ تم لوگوں نے کیا کیا ہے۔ اُس نے کہا یا امیر المومنینؑ میں بھی اُن میں سے تھا (مگر) اُس کے قتل پر راضی نہ تھا اور اقرار جرم کر لیا۔ اسی طرح ایک ایک کر کے سب کو طلب کیا۔ سب نے اقرار جرم کیا آخر میں پھر اُسی شخص کو بُلایا جسے سب سے پہلے طلب کیا تھا اور اُس نے بھی اقرار کیا۔ کہ ہم سب نے اس شخص کے باپ کو قتل کیا ہے اور اس کا مال لیا ہے۔ غرض حضرت نے ان سب پر اس جوان کا مال اور خون ثابت کر دیا۔ شریح قاضی نے عرض کی یا مولا حضرت داؤدؑ نے کس طرح فیصلہ کیا تھا وہ بھی ارشاد فرمائیے۔ حضرت نے فرمایا کہ ایک روز حضرت کا گذر ہُوا کچھ لڑکوں کی طرف جو کھیل رہے تھے اور ایک لڑکے کو مَاتَ الدِّیْنُ کہہ کر پکارتے تھے (یعنی دین مرگیا) حضرت داؤدؑ نے اُس لڑکے کو اپنے پاس بُلایا اور پوچھا کہ تیرا یہ نام کس نے رکھا ہے۔ اُس نے کہا میری ماں نے تو داؤدؑ اُس لڑکے کو ساتھ لے کر اُس کی ماں کے پاس گئے اور پوچھا کہ تمہارے اس فرزند کا نام کس نے رکھا ہے اُس نے کہا اُس کے باپ نے آپ نے دریافت فرمایا کہ کس طرح؟ واقعہ بیان کرو عورت نے کہا اس کا باپ ایک جماعت کے ساتھ سفر میں گیا اُس وقت یہ لڑکا میرے شکم میں تھا۔ وہ جماعت سفر سے واپس آئی اور میرا شوہر نہیں آیا۔ میں نے اُن لوگوں سے اُس کا حال پوچھا تو اُن لوگوں نے بتایا کہ وہ مرگیا۔ میں نے پوچھا کہ اُس کا مال و سامان سب کیا ہوا۔ انہوں نے جواب دیا کہ اُس نے کچھ مال نہیں چھوڑا۔ میں نے اُن سے پوچھا کہ کوئی وصیت کی ہے کہا ہاں اور وہ یہ کہ میری زوجہ حاملہ ہے اُس سے کہہ دینا کہ لڑکی ہو یا لڑکا اُس کا نام مَاتَ الدِّیْنُ رکھنا۔ اس لیئے میں نے اس کا نام مات الدین رکھا ہے حضرت نے پوچھا کہ تم اُس جماعت کو پہچانتی ہو آیا وہ لوگ

حضرت داؤدؑ کا فیصلہ

زندہ ہیں یا مر گئے۔ عورت نے کہا وہ سب زندہ ہیں اور میں ان کو پہچانتی ہوں۔ آپ نے فرمایا مجھے چل کر ان سب کو بتلاؤ۔ حضرت داؤدؑ اُس عورت کے ساتھ ہر ایک کے گھروں پر گئے اور سب کو بلایا اور اسی طرح اُن کے درمیان فیصلہ کیا یہاں تک اُن سب نے اپنے جرم کا اقبال کیا۔ اور خون اور مال اُن پر ثابت کیا اور عورت سے فرمایا کہ اب اس لڑکے کا نام عاش الدین رکھو۔ یعنی دین زندہ ہو گیا۔

بسند معتبر حضرت صادق علیہ السلام سے منقول ہے کہ پیغمبر خدا صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم نے فرمایا کہ حضرت داؤدؑ کی عمر سٹو سال کی ہوئی۔ ان میں سے چالیس سال بادشاہی کی مدت ہے۔

بسند معتبر حضرت امام محمد باقرؑ سے منقول ہے کہ خداوند عالم نے حضرت آدمؑ کے پاس وادیٔ روحا میں فرشتوں کی جماعت بھیجی جو طائف اور مکہ معظمہ کے درمیان واقع ہے اور اُن کی ذریت کو آواز دی جو عالم ارواح میں چیونٹیوں کے مانند تھے۔ سب پشت آدمؑ سے باہر آئے شہد کی مکھیوں کی طرح اور جمع ہوئے۔ پھر حضرت آدمؑ کو خدا نے ندا دی کہ نظر کرو کیا دیکھ رہے ہو۔ آدمؑ نے کہا چھوٹی چھوٹی بہت سی چونٹیاں وادی کے دامن میں دیکھتا ہوں۔ خدا نے فرمایا یہ سب تمہاری ذریت ہیں جن کو تمہاری پشت سے میں نے نکالا ہے تاکہ ان سے عہد و پیمان لوں اپنی ربوبیت اور محمد صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کی پیغمبری کا جیسا کہ میں آسمان میں ان سے پیمان لے چکا ہوں۔ آدمؑ نے کہا خداوندا میری پشت میں کیونکر ان سب کی گنجائش ہو سکتی ہے فرمایا اپنی لطیف صنعت اور قدرت نافذہ کے ذریعہ ان سب کو تمہاری پشت میں میں نے جگہ دی ہے۔ عرض کی پالنے والے عہد و پیمان میں تو ان سے کیا چاہتا ہے فرمایا یہ چاہتا ہوں کہ میری ربوبیت اور معبودیت میں کسی کو میرا شریک نہ کریں اور کسی کو میرا ہمسر نہ قرار دیں آدمؑ نے عرض کی پالنے والے جو شخص تیری اطاعت کرے گا اُس کی کیا جزا ہے۔ فرمایا اُس کو اپنی بہشت میں ساکن کروں گا آدمؑ نے کہا اور جو تیری نافرمانی کرے گا اُس کی کیا سزا ہے فرمایا اُس کو جہنم میں ڈال دوں گا۔ آدمؑ نے عرض کی پالنے والے تو نے ان کے بارے میں انصاف فرمایا۔ لیکن اگر تو ان کی حفاظت نہ کرے گا اور (عمل نیک کی) توفیق نہ عطا فرمائے گا ان میں سے زیادہ تر معصیت میں مبتلا ہوں گے۔ پھر خدا نے حضرت آدمؑ کو پیغمبروں کے نام اور اُن کی عمریں بتلائیں۔ جب حضرت آدمؑ کو حضرت داؤدؑ کی عمر معلوم ہوئی کہ صرف

حضرت داؤدؑ کی عمر

چالیس سال ہے تو عرض کی پروردگارا میرے اس فرزند کی عمر کس قدر کم ہے اور میری عمر کس قدر زیادہ ہے اگر میں اپنی عمر سے تیس سال اس کو دے دوں تو کیا تو منظور فرمائے گا۔ فرمایا ہاں۔ عرض کی خداوندا میں نے اپنی عمر سے تیس سال داؤدؑ کو دیئے میری عمر سے کم کر دے اور اُس کی عمر میں زیادہ فرما۔ لہٰذا حق تعالیٰ نے ایسا ہی کیا جیسا کہ قرآن میں ارشاد فرماتا ہے کہ خدا جو چاہتا ہے محو کرتا ہے اور جو چاہتا ہے ثابت کرتا ہے۔ اُس کے پاس ام الکتاب یعنی تمام کتابوں کی ماں ہے اور دوسری کتابیں اس سے لکھی جاتی ہیں جب آدم علیہ السّلام کی عمر کی مدت ختم ہوئی ملک الموت قبض رُوح کے لئے اُن کے پاس آئے آدمؑ نے کہا کہ ابھی میری عمر کے تیس سال باقی ہیں ملک الموت نے کہا وہ آپ اپنی اولاد میں سے داؤدؑ کو دے چکے ہیں۔ آدمؑ نے کہا مجھے یاد نہیں آتا ملک الموت نے کہا تم نے خود خدا سے سوال کیا تھا۔ خدا نے زبور میں تمہاری عمر تیس سال کم کر کے داؤدؑ کی عمر میں اضافہ فرما دیا۔ آدمؑ نے کہا کہ اگر اس بارے میں کوئی تحریر ہو تو لاؤ اور واقعی حضرت آدمؑ کو یاد نہ تھا۔ لہٰذا اس روز سے خدا نے اپنے بندوں کو حکم دیا کہ اپنے قرض و دیگر معاملات میں قبالہ و تمسکات تحریر کر لیا کریں تاکہ اُن کے دل سے محو نہ ہو جائے اور انکار نہ کریں۔

دوسری معتبر روایت میں ہے کہ حضرت آدمؑ نے پچاس سال اضافہ فرمایا تھا اور جب انکار کیا تو جبریلؑ و میکائیلؑ نے آ کر گواہی دی۔ تب وہ راضی ہوئے اور ملک الموت نے رُوح قبض کی۔ دوسری روایت میں ہے کہ داؤدؑ کی عمر چالیس سال تھی اور حضرت آدمؑ نے ساٹھ سال اضافہ فرمایا تھا۔ اور حدیثیں اس بارہ میں حضرت آدمؑ کے حالات میں ذکر کی جا چکی ہیں اور اُن چند اعتراضات کا جواب بھی اُسی جگہ مذکور ہے جو اس بارے میں ہو سکتے ہیں۔ علی بن ابراہیم نے کہا ہے کہ حضرت موسیٰؑ اور حضرت داؤدؑ میں پانچ سو سال کا فاصلہ تھا اور حضرت داؤدؑ و جناب عیسیٰؑ کے درمیان گیارہ سو سال کا فاصلہ تھا۔

فصل دوم — حضرت داؤدؑ کے ترک اولیٰ کا بیان۔

خداوند عالم نے فرمایا ہے وَاذْكُرْ عَبْدَنَا دَاوُدَ ذَا الْأَيْدِ إِنَّهُ أَوَّابٌ ﴿۱۷﴾ میرے بندے داؤدؑ کو یاد کرو وہ بندگی و طاعت میں صاحب قوت و توانائی تھے اور خدا کی جانب بہت رجوع کرنے والے تھے۔ إِنَّا سَخَّرْنَا الْجِبَالَ مَعَهُ يُسَبِّحْنَ بِالْعَشِيِّ وَالْإِشْرَاقِ ﴿۱۸﴾ بیشک ہم نے پہاڑوں کو (ان کے واسطے) تسخیر کیا کہ ان کے

حضرت آدمؑ کا اپنی عمر سے تیس سال حضرت داؤدؑ کو عطا فرمانا۔

سورۂ ص آیت ۱۷ تا ۲۶

ساتھ شام و صبح تسبیح کریں وَالطَّيْرَ مَحْشُورَةً ۖ كُلٌّ لَّهُ أَوَّابٌ ﴿١٩﴾ ہم نے مسخر کیا تھا طائروں کو کہ اُن کے پاس پہاڑوں سے آ کر جمع ہوتے تھے۔ جبکہ وہ تسبیح کرتے تھے وہ سب بھی اُن کے ساتھ تسبیح کیا کرتے تھے وَشَدَدْنَا مُلْكَهُ وَآتَيْنَاهُ الْحِكْمَةَ وَفَصْلَ الْخِطَابِ ﴿٢٠﴾ اور ہم نے اُن کی بادشاہی کو مضبوط کیا اور اُن کو حکمت عطا کی یعنی پیغمبری کمال علم و عمل کے ساتھ اور حق و باطل میں فرق کرنے والا خطاب (عطا فرمایا) وَهَلْ أَتَاكَ نَبَأُ الْخَصْمِ إِذْ تَسَوَّرُوا الْمِحْرَابَ ﴿٢١﴾ اور (اے ہمارے حبیب) کیا تمہارے پاس اُن کی خبر بھی آئی۔ جنہوں نے اپنے باہمی مخاصمہ و نزاع کو دیوارِ محراب سے کوٹھے پر داؤدؑ کے پاس پہنچ کر پیش کیا إِذْ دَخَلُوا عَلَىٰ دَاوُودَ فَفَزِعَ مِنْهُمْ جب وہ لوگ داؤدؑ کے پاس پہنچے تو وہ خوفزدہ ہو گئے۔ قَالُوا لَا تَخَفْ ۖ خَصْمَانِ بَغَىٰ بَعْضُنَا عَلَىٰ بَعْضٍ فَاحْكُم بَيْنَنَا بِالْحَقِّ وَلَا تُشْطِطْ وَاهْدِنَا إِلَىٰ سَوَاءِ الصِّرَاطِ ﴿٢٢﴾ - ان دونوں فریق نے کہا (یا حضرت) آپ خوف نہ کیجئے ہم دونوں انصاف کے لئے آپ کے پاس آئے ہیں ہم میں سے ایک نے دوسرے پر ظلم کیا ہے لہٰذا ہمارے درمیان حق و انصاف کے ساتھ فیصلہ کر دیجئے اس طرح کہ کسی پر ظلم نہ ہو اور راہِ راست کی ہم کو ہدایت کیجئے۔ إِنَّ هَٰذَا أَخِي لَهُ تِسْعٌ وَتِسْعُونَ نَعْجَةً وَلِيَ نَعْجَةٌ وَاحِدَةٌ فَقَالَ أَكْفِلْنِيهَا وَعَزَّنِي فِي الْخِطَابِ ﴿٢٣﴾ بلاشبہ یہ میرا بھائی ہے اس کے پاس ننانوے بھیڑیں ہیں اور میرے پاس صرف ایک بھیڑ ہے اور یہ چاہتا ہے کہ میری اس بھیڑ کو بھی لے لے اور مجھ پر زیادتی کرتا ہے اور لڑائی جھگڑا کرتا ہے۔ قَالَ لَقَدْ ظَلَمَكَ بِسُؤَالِ نَعْجَتِكَ إِلَىٰ نِعَاجِهِ - داؤدؑ نے کہا کہ پھر تو اس نے تجھ پر ظلم کیا یہ سوال کر کے کہ تیری بھیڑ بھی لے کر اپنی بھیڑوں میں شامل کر لے۔ وَإِنَّ كَثِيرًا مِّنَ الْخُلَطَاءِ لَيَبْغِي بَعْضُهُمْ عَلَىٰ بَعْضٍ إِلَّا الَّذِينَ آمَنُوا وَعَمِلُوا الصَّالِحَاتِ وَقَلِيلٌ مَّا هُمْ ۗ کوئی شک نہیں کہ بعض شرکا، بعض پر ظلم کرتے ہیں سوائے ان لوگوں کے جو ایمان لائے اور نیک اعمال بجا لائے اور وہ بہت کم ہیں۔ وَظَنَّ دَاوُودُ أَنَّمَا فَتَنَّاهُ فَاسْتَغْفَرَ رَبَّهُ وَخَرَّ رَاكِعًا وَأَنَابَ ۩ ﴿٢٤﴾ اور داؤدؑ نے سمجھا کہ ہم نے اس فیصلہ کے ذریعہ سے ان کا امتحان لیا تو وہ خدا سے طلبِ آمرزش کرنے لگے اور سجدہ میں گر پڑے اور خدا کی جانب رجوع کی۔ حضرت امام محمد باقرؑ نے فرمایا کہ ظن

(گمان) سے اس جگہ علم مراد ہے یعنی اُن کو یقین ہوگیا کہ خدا نے ان کا امتحان لیا۔ فَغَفَرْنَا لَهُ ذٰلِكَ ۖ وَإِنَّ لَهُ عِنْدَنَا لَزُلْفٰى وَحُسْنَ مَاٰبٍ ﴿۲۵﴾ پھر ہم نے اُن کو بخشدیا اور یقیناً ان کی قرب و منزلت ہمارے نزدیک اور باز گشت بہتر ہے۔ يَا دَاوُدُ إِنَّا جَعَلْنَاكَ خَلِيفَةً فِي الْأَرْضِ (اور کہا) اے داؤدؑ بدرستیکہ میں نے تم کو زمین میں اپنا جانشین بنایا فَاحْكُمْ بَيْنَ النَّاسِ بِالْحَقِّ تو لوگوں کے درمیان حق کے ساتھ حکم کرو وَلَا تَتَّبِعِ الْهَوٰى فَيُضِلَّكَ عَنْ سَبِيلِ اللّٰهِ ۚ اور اپنے خواہش نفسانی کی پیروی مت کرنا کیونکہ وہ تم کو خدا کی راہ سے دور کردے گی۔ إِنَّ الَّذِينَ يَضِلُّونَ عَنْ سَبِيلِ اللّٰهِ لَهُمْ عَذَابٌ شَدِيدٌ بِمَا نَسُوا يَوْمَ الْحِسَابِ ﴿۲۶﴾ بیشک جو لوگ خدا کی راہ سے بھٹک جاتے ہیں روز آخرت بھول جانے کی وجہ سے ان کے لئے سخت عذاب ہے۔

علی ابن ابراہیم نے بسند حسن حضرت صادقؑ سے روایت کی ہے کہ جب جناب مقدس ایزدی تعالیٰ شانہ نے حضرت داؤدؑ کو زمین میں اپنا خلیفہ بنایا اور زبور اُن پر نازل کی پہاڑوں اور پرندوں کو حکم دیا کہ ان کے ساتھ تسبیح کریں اور اس کا سبب یہ تھا کہ جب حضرت داؤدؑ نماز سے فارغ ہوتے حضرت کے وزیر کھڑے ہوتے اور خدا کی حمد و تسبیح و ثنا بجالاتے اور گذشتہ پیغمبروں میں سے ایک ایک کی مدح کرتے اور اُن کے فضائل اور افعال پسندیدہ کا ذکر کرتے اور ان کے شکر و عبادات اور بلاؤں پر صبر کو بیان کرتے اور داؤدؑ کا ذکر نہ کرتے۔ تو داؤدؑ نے مناجات کی کہ پالنے والے تونے اپنے پیغمبروں کی ثنا کی میری نہ کی وحی نازل ہوئی کہ ان بندوں کا میں نے امتحان لیا ان کو بلاؤں میں مبتلا کیا اس پر انہوں نے صبر و شکر سے کام لیا اس لئے میں نے ان کی مدح و ثنا کی۔ داؤدؑ نے کہا پالنے والے میرا بھی امتحان لے مجھے بھی مبتلا کرتا کہ میں بھی صبر کروں اور ان کے درجہ تک پہنچوں ارشاد ہوا کہ اے داؤد عافیت کے بدلے بلا کو اختیار کرتے ہو تو بہتر ہے میں نے ان پیغمبروں کا امتحان ان کی لاعلمی میں لیا لیکن تم کو آگاہ کئے دیتا ہوں کہ فلاں مہینے فلاں روز فلاں سنہ میں تم کو مبتلا کروں گا اور امتحان لوں گا۔ حضرت داؤدؑ کا معمول تھا کہ ایک روز لوگوں کے مقدمات کا فیصلہ کرتے اور ایک روز عبادت الٰہی کے لئے تنہائی اختیار کرتے جب وہ دن آیا۔ جس روز امتحان میں مبتلا کرنے کا خدا نے وعدہ کیا تھا۔ حضرت داؤدؑ نے اپنے کو عبادت میں بہت منہمک کردیا اور محراب عبادت میں جا کر تنہا بیٹھے اور لوگوں کو منع کردیا

کہ کوئی ان کے پاس نہ آئے۔ اور اوریا کا قصہ جس کو حضرت داؤد کے بارے میں بیان کیا جاتا ہے اہلسنت میں سے ان لوگوں کا افترا ہے پیغمبران خدا سے گناہ کا صدور جائز سمجھتے ہیں چونکہ پہلے بیان ہو چکا ہے کہ گناہوں سے پیغمبروں کے معصوم ہونے کا اعتقاد ضروریات دین شیعہ سے ہے لہذا فرقہ حقہ شیعہ کثرہم اللہ تعالیٰ کے نزدیک اس کی کوئی اصلیت نہیں جیسا کہ ابوبصیر سے منقول ہے کہ حضرت صادق علیہ السلام سے میں نے پوچھا کہ حضرت کیا فرماتے ہیں زن اوریا اور حضرت داؤدؑ کے بارے میں جیسا کہ لوگ بیان کرتے ہیں۔ حضرت نے فرمایا کہ عامہ افترا کرتے ہیں اور دوسری حدیث موثق میں منقول ہے کہ انہی حضرت علیہ الصلوۃ والسلام نے فرمایا کہ اگر اس شخص پر مجھے قابو حاصل ہو جائے جو یہ کہتا ہے کہ داؤدؑ نے اوریا کی زوجہ کو حاصل کیا تو اس پر دو حد جاری کروں ایک محض جھوٹ بولنے کی وجہ سے اور دوسری خدا کے پیغمبر کی شان میں ناسزا کہنے سے۔ اسی مضمون (کی حدیث) عامہ نے حضرت امیرالمومنین علیہ السلام سے بھی روایت کی ہے۔

مذہب شیعہ کی بنا پر اور بعض مخالفین فرقے کی مختار کے مطابق جو پیغمبروں سے صدور گناہ جائز نہیں جانتے حضرت داؤدؑ کے استغفار کرنے کے بارے میں اختلاف ہے کہ کس سبب سے تھا اور خدا کی جانب سے اُن کا کیا امتحان تھا اس کی چند وجہیں ہیں۔ اول یہ کہ استغفار کرنا اس لئے نہیں تھا بلکہ خدا کی بارگاہ میں اظہار عجز و خشوع کے سبب سے تھا۔ دوم یہ کہ اوریا نے ایک عورت کی خواستگاری کی تھی۔ اس کے بعد حضرت داؤدؑ نے بھی اس کی خواستگاری کی اوریا کے لئے کوئی زوجہ نہ تھی۔ اور حضرت داؤدؑ کی ننانوے بیبیاں تھیں۔ اس لئے اولیٰ یہ تھا کہ اُس عورت کو اوریا ہی کے لئے چھوڑ دیتے (اور اس کے لئے پیغام نہ بھیجتے) لیکن ایسا نہیں کیا اس سبب سے خدا نے اس طرح عتاب فرمایا۔ سوم یہ کہ داؤد علیہ السلام نے اوریا کو جنگ کے لئے بھیجا تھا۔ اس کی شہادت کی خبر سُن کر زیادہ متاثر نہیں ہوئے کیونکہ اس کی زوجہ حسین تھی اور آپ نے اس کو اپنی زوجیت میں لے لیا۔ یہ بھی مکروہ بات تھی جو آنحضرتؑ کی شان کے مناسب نہ تھی لیکن گناہ نہ تھا۔ پھر خدا نے دو فرشتوں کو حضرت کی تنبیہہ کے لئے بھیجا۔ چہارم یہ کہ وہ دونوں (جو حضرت کے پاس فیصلہ کرانے آئے تھے) ملک نہ تھے بلکہ چور تھے۔ حضرت کو نقصان پہنچانے آئے تھے چونکہ ان کو موقع نہ ملا اس لئے اپنی حرکت پوشیدہ رکھنے کی غرض سے یہ بات بنائی اور داؤدؑ نے سمجھا کہ وہ (درحقیقت)

چور ہیں اور اُن کو سزا دینا چاہا اور یہ حضرت کا گمان تھا (یقین نہ تھا) جو ترک اولیٰ تھا اس لئے استغفار کیا اور ان دونوں سے معترض نہ ہوئے۔ پنجم یہ کہ عتاب خدا اس لئے تھا کہ جب مدعی نے اپنا بیان دیا تو قبل اس کے کہ مدعا علیہ سے دریافت کرتے فرما دیا کہ اس نے تجھ پر ظلم کیا ہے اور حضرت کی غرض یہ تھی کہ اگر تو سچ کہتا ہے تو اُس نے ظلم کیا اور بہتر یہ تھا کہ جب تک مدعا علیہ سے جواب اور صفائی نہ سُن لیتے نہ کہتے اس لئے اس ترک اولیٰ پر استغفار کیا۔ جیسا کہ بسند معتبر منقول ہے کہ علی بن الجہم نے مجلس مامون میں حضرت امام رضا علیہ وعلیٰ آبائہ الصلوٰۃ والسلام سے اس بارے میں دریافت کیا حضرت نے فرمایا تمہارے علماء کیا کہتے ہیں۔ علی بن الجہم نے کہا کہ وہ بیان کرتے ہیں کہ ایک روز داؤد علیہ السلام اپنے عبادت خانہ میں نماز پڑھ رہے تھے ناگاہ شیطان ایک خوبصورت پرندہ کی شکل میں ظاہر ہوا۔ حضرت داؤدؑ نے اپنی نماز قطع کردی اور اس طائر کو پکڑنے لگے۔ وہ پرندہ گھر میں چلا گیا حضرت اُس کے پیچھے دوڑے وہ کوٹھے پر جا کر بیٹھ گیا۔ حضرت بھی اوپر پہنچے اور حضرت کی نظر اوریا کے گھر پر پڑی۔ دیکھا کہ زن اوریا برہنہ غسل کررہی ہے۔ حضرت دیکھتے ہی اس کی محبت میں بیقرار ہو گئے۔ اوریا کو کسی جنگ پر بھیجا تھا۔ سپہ سالار کو لکھا کہ اوریا کو لشکر مخالف کے سامنے تمام صفوں سے مقدم رکھے۔ اوریا کو لشکر کے سب سے آگے رکھا گیا اُس نے جنگ فتح کرلی اور کافروں پر غالب ہوا جب حضرت داؤدؑ کو اطلاع ہوئی تو آپ غمگین ہوئے۔ دوسری بار پھر لکھا کہ اس کو جنگ میں تابوت (سکینہ) سے بھی آگے رکھنا جب ایسا کیا گیا تو وہ شہید ہو گیا۔ حضرت داؤدؑ نے اس کی عورت سے نکاح کیا۔ حضرت امام رضاؑ نے اس قصہ کو اس ذلیل وجہ کے ساتھ سنا تو اپنی پیشانی پر ہاتھ مار کر فرمایا انا للہ وانا الیہ راجعون (ارے کیا غضب ہے) تم لوگ ایک پیغمبر کو ایسی نسبت دیتے ہو کہ اُس نے نماز کو حقیر سمجھا اور ایک پرندے کے لئے نماز قطع کردی اور ایک عورت پر عاشق ہوا۔ اس سبب سے اُس کے شوہر کو قتل کرا دیا۔ علی بن الجہم نے عرض کی یا ابن رسول اللہ پھر ان کی کیا غلطی تھی۔ حضرت نے فرمایا کہ داؤد علیہ السلام کو گمان ہوا کہ خدا نے اُن سے زیادہ عقلمند اور سمجھدار (ان کے زمانہ میں) کسی اور کو پیدا نہیں کیا۔ خدا نے دو فرشتوں کو بھیجا جو ان کے مکان کے کوٹھے کی دیوار سے گذر کر اوپر پہنچے۔ مدعی نے اپنا دعوےٰ بیان کیا جیسا کہ خدا نے قرآن میں ذکر فرمایا ہے۔ حضرت داؤد علیہ السلام نے قبل اس

کے کہ دوسرے سے اُس کا بیان سنتے کہ جو کچھ تیرے حق میں مدعی کہہ رہا ہے صحیح ہے یا نہیں اور مدعی سے اس کے بیان پر گواہ طلب کرتے فرمادیا کہ اس نے تجھ پر ظلم کیا ہے کہ تیری ایک بھیڑ بھی لیکر اپنی بھیڑوں میں ملا لینا چاہتا ہے۔ یہی غلطی اور ترکِ اولیٰ تھا جو فیصلہ کرنے میں حضرت سے صادر ہوا نہ وہ سب کچھ جو تم (اوریا کی زوجہ سے متعلق) بیان کرتے ہو کیا تم نے غور نہیں کیا کہ حق تعالیٰ اس کے بعد ارشاد فرماتا ہے کہ اے داؤدؑ ہم نے تم کو زمین میں اپنا خلیفہ بنایا لہذا لوگوں کے درمیان حق و انصاف کے ساتھ فیصلہ کرو۔ پھر علی بن الجہم نے پوچھا یا بن رسول اللہ پھر اوریا کا کیا معاملہ تھا حضرت نے فرمایا کہ جناب داؤدؑ کے زمانہ میں قانونِ شریعت یہ تھا کہ جس عورت کا شوہر مرجائے یا قتل ہوجائے تو اس کی بیوہ تمام عمر کوئی دوسرا نکاح نہیں کرسکتی تھی اور حضرت داؤدؑ پہلے شخص ہیں جن کے لئے خدا نے ایسی عورت حلال کردی جس کا شوہر مارڈالا گیا جب اوریا قتل ہوگیا تو ایام عدۃ گذر جانے کے بعد حضرت داؤدؑ نے اُس کی عورت کی خواستگاری کی یہ امر اوریا کی روح پر گراں ہوئی کہ سب سے پہلی مرتبہ حضرت نے یہ حکم اُس کی زوجہ کے بارے میں جاری فرمایا [۱]

[۱] مولف فرماتے ہیں کہ غیر پیغمبران اولوالعزم کے زمانہ میں حکم کا منسوخ ہونا خلاف مشہور ہے ممکن ہے کہ حضرت موسیٰ نے (جو پیغمبران اولوالعزم میں سے تھے) خبر دی ہو کہ یہ حکم داؤدؑ کے زمانہ تک باقی رہے گا بعد میں (منسوخ ہوجائے گا اور) دوسرا حکم جاری ہوگا۔ یا یہ کہ نسخ کلی پیغمبران اولوالعزم سے متعلق ہے اور اس میں کوئی اشکال نہیں کہ بعض احکام جزئیہ میں دوسرے پیغمبر مرسل کے زمانہ میں تبدیلی ہوسکتی ہے اور جاننا چاہیئے کہ ایک وجہ یہ بھی دوسری وجہوں میں سے ہے جس کا ذکر اس قصہ میں کیا گیا ہے اور آخری وجہ موافق حدیث ہے اور بہترین وجہ ہے اور تمام وجہوں کو میں نے کتاب بحارالانوار میں بیان کردیا ہے۔ مجملاً سمجھنا چاہیئے کہ پیغمبروں سے گناہ صادر نہیں ہوتا لیکن چونکہ کمال انسانی کے مرتبہ کی انتہا عجز و ناتوانی و تذلل و شکستگی اور انکساری کا اظہار ہے اور یہ صورت بغیر کسی امر مخالف (طبیعت و خواہش) کے واقع ہوئے حاصل نہیں ہوتا لہذا حق تعالیٰ کبھی انبیاء اور اپنے دوستوں کو ان کے حال پر چھوڑ دیتا ہے جس سے کوئی مکروہ امر اور ترک اولیٰ صادر ہوجاتا ہے تاکہ پورے یقین (و وثوق) کے ساتھ سمجھ لیں کہ ان کا امتیاز تمام مخلوق میں عصمت اور خدا کی تائید کے سبب سے ہے اور انکے انتہائے کمال کے مراتب ہدایت ربانی کے باعث ہیں اور ایسے امور مکروہ کے صادر ہوجانے کی وجہ سے توبہ و عاجزی و انکساری کا اظہار کریں اور یہ انکے کمالات و درجات کی بلندی اور قرب و محبت کی زیادتی کا سبب ہو اور ان کے مراتب میں زیادہ سے زیادہ ترقی ہو اسی لئے خداوند عالم نے شیطان سے خطاب فرمایا تھا کہ تو میرے خاص بندوں پر قابو نہیں پائے گا سوائے ان گمراہوں کے جو تیری متابعت کریں گے۔ اگر کبھی شیطان ان سے کوئی لغزش کرادیتا ہے تو فوراً ہی الطاف الٰہی ان کے شامل حال (باقی صفحہ ۶۱۸ پر)

فصل سوم اُن وحیوں کے بیان میں جو اُن حضرت پر نازل ہوئیں اور وہ حکمتیں جو حضرت سے ظاہر ہوئیں اور حضرت کے چند نادر حالات بسند معتبر حضرت صادقؑ سے منقول ہے کہ حضرت داؤدؑ پر زبور اٹھارھویں ماہ رمضان کی شب میں نازل ہوئی اور جناب رسولخداؐ سے منقول ہے کہ زبور یکجا بصورت کتاب لکھی ہوئی نازل ہوئی۔

(بقیہ حاشیہ ص ۶۱۷) ہو کر شیطان کی مرضی کے خلاف ان کے درجات و مراتب کی بلندی اور ان کی خدا سے محبت کی زیادتی کا باعث ہوتے ہیں جیسا کہ خداوند تعالیٰ آدم کے حق میں فرماتا ہے کہ آدمؑ نے نافرمانی کی اور راہ راست سے الگ ہو گئے تو خدا نے اُن کو برگزیدہ کیا۔ اور ان کی توبہ قبول فرمائی اور درجات معرفت اور اپنے قرب منزلت کی ہدایت فرمائی اور اس قصہ میں داؤدؑ سے لغزش ہونے کے بعد فرماتا ہے کہ ہم نے ان کو بخشدیا کیونکہ ہمارے نزدیک انکا تقرب اور انکی منزلت بڑی ہے اور وہ ہماری طرف بہتر بازگشت رکھتے ہیں۔ اس کے بعد ان کو اپنا نائب و جانشین زمین میں بنایا اگر اس معاملہ میں تھوڑا سا عقل سلیم کے ساتھ غور و فکر کیا جائے تو شیطان کے وجود اور نفس انسانی میں اُسکا خواہشات کی تزئین کرکے دکھانا وغیرہ کی حکمت بخوبی ظاہر ہو جائے اور یہ بالکل واضح ہے کہ (آدمؑ کا) ترک اولیٰ جو ان کے لئے خدا کی بارگاہ میں تین سو سال تک گریہ و زاری کا سبب ہوا عین مصلحت تھا اگرچہ بظاہر ان کو بہشت سے باہر کر دیا تھا لیکن توبہ و انابت اور تضرع و زاری کے سبب ان کو قرب و محبت اور معرفت کی بہشتوں میں داخل فرمایا اور آنسوؤں کے ہر قطرہ کے عوض جو ان کی آنکھ سے ٹپکا ان کے تقرب و محبت کے باغ میں پھل پیدا ہوئے اور انکی معرفت کے گلزار میں طرح طرح کے پھول لگے اور انکی ہر آہ سیکڑوں سال کے گناہوں اور خطاؤں کے خرمن کو جلا کر خاک کر دینے والی ٹھہری اور اپنے ہر نالہ و فریاد کے بدلے درگاہ عزت و جلال ربانی سے لبیک کی (روح پرور) آواز سُنی اور ہر افسوس و صدمہ کے عوض ابدی خوشی حاصل کی اور ہر آنسو جو ان کی دریا بار آنکھوں سے گرا عزت کے تاج کا در شہوار بن گیا اور ہر خونی قطرۂ اشک جو ان کے محبت گزیں چہرے پر روان ہوا ان کی بلندی کے تاج کے لئے لعل آبدار ہو گیا۔ اور ایک وجہ انسان کی فرشتوں پر فضیلت کی یہ بھی ہے اور غالباً بغیر کسی (لغزش و ترک اولیٰ) کے کمال مرتبہ معرفت حاصل نہیں ہوتا۔ اگر ترک اولیٰ نہیں ہوتا پھر بھی کسی بہتر حال کے تغیر یا درجۂ قرب و موانست سے منتقل ہونے اور امور ضروریہ کی ہدایت کے لئے خلق کی جانب متوجہ ہونے اور ان کے ساتھ معاشرت رکھنے میں یا بعض لذات حلال کے ارتکاب کی وجہ سے مقربان بارگاہ الٰہی جب بلند درجہ کی جانب رجوع ہوتے ہیں تو درگاہ عالم اسرار میں عجز و انکساری کے ساتھ قیام کرتے ہیں اور توبہ و معذرت کا اظہار کرتے ہیں اور گناہان بزرگ اور جرمہائے عظیم کی اپنی جانب نسبت دیتے ہیں۔ اپنی بے نصیبی اور اس بلند درجہ سے دوری ملاحظہ کرکے۔ جیسا کہ انبیاء و مرسلین اور ائمہ طاہرین خصوصاً حضرت سید الساجدین صلوٰۃ اللہ علیہم اجمعین کی مناجات میں ظاہر ہے یہ وہ مقام ہے جس کی تصریح و تشریح کے لئے بہت کچھ ہونا چاہیئے مگر زبان کھولنے کی مجال نہیں جس کے اظہار میں عقلیں قاصر ہیں اور جس نے اس دریا کا ایک قطرہ چکھ لیا یا رحیق مختوم محبت سے کچھ حصہ اس کو مل گیا اور مقام قرب و مناجات سے کچھ لذت حاصل ہو گئی اور ساحلِ دریائے محبت سے دامن تر کر لیا (باقی ص ۶۱۹ پر)

دوسری حدیث میں حضرت صادق سے منقول ہے کہ حضرت داؤدؑ پر خدا نے وحی نازل فرمائی کہ اے داؤدؑ تم نے تنہائی کیوں اختیار کر رکھی ہے عرض کی تیری ہی خوشنودی حاصل کرنے کے لیئے لوگوں سے علیحدہ رہتا ہوں اور وہ بھی مجھ سے دور رہتے ہیں خدا نے فرمایا تم خاموش کیوں رہتے ہو عرض کی اے معبود تیرے خوف نے مجھے خاموش کر رکھا ہے ارشاد ہوا کیوں (عبادت میں) اس قدر محنت و مشقت کرتے ہو عرض کی تیری محبت نے تیری بندگی میں مجھے تعب انگیز بنا دیا ہے۔ فرمایا فقیر کیوں بنے ہو حالانکہ میں نے تم کو مال کثیر دے رکھا ہے کہا تیری نعمتوں کے حقوق کی یاد نے مجھے فقیر بنا دیا ارشاد فرمایا کیوں اس قدر عاجزی و انکساری کرتے ہو عرض کی تیرے عظمت و جلال نے جس کی انتہا نہیں مجھ کو تیرے نزدیک ذلیل بنا دیا اور تیرے سامنے اے میرے معبود عاجزی ہی مناسب و بہتر ہے تو حق تعالیٰ نے ارشاد فرمایا تم کو میرے فضل و کرم کی زیادتی کا مژدہ ہو جب تم میرے پاس آؤ گے تمہارے واسطے سب کچھ مہیا ہوگا جو تم چاہتے ہو۔ لوگوں کے ساتھ رہو اور اُن کے ساتھ معاشرت اختیار کرو لیکن ان کے بُرے اعمال سے بچتے رہنا تاکہ جو کچھ چاہتے ہو روز قیامت مجھ سے حاصل کر سکو۔

دوسری معتبر حدیث میں فرمایا کہ پروردگار عالم نے حضرت داؤدؑ پر وحی نازل فرمائی کہ اے داؤدؑ بس مجھ ہی سے خوش رہو اور میری ہی یاد سے لذت حاصل کرو اور مجھ ہی سے اپنے راز بیان کرنے میں لطف اُٹھاؤ میں بہت جلد دنیا کو بدکاروں سے

(بقیہ حاشیہ صفحہ ۶۱۸) اور زاہدان خشک کے مرتبہ سے کچھ واقف ہوگیا یا آب شور گریہ محبت کی حلاوت سے کچھ لطف اندوز ہوگیا یا توبہ کرنے والوں کی آنکھوں کے آنسوؤں کی چاشنی کچھ پہچان سکا وہ اس حقیقت کی قدر جانتا ہے اور اس شراب کی لذت کو پاتا ہے اور سمجھتا ہے کہ تاثیر نغمۂ داؤدؑ راگ راگنی نہیں بلکہ رحیم و ودود کی بارگاہ کے ہجر میں شور انگیز نالہ ہے اور جانتا ہے کہ مجرموں کے آہ کا دھواں دل لبھانے والا لطیف دھوآں خداوند معبود اور قبول کنندۂ ہر خطا کار مردود کی بخشش کی امید کے سبب سے ہے۔ چنانچہ بسند حضرت مبین الحقائق و مربی الخلائق جعفر بن محمد الصادق علیہ السلام سے منقول ہے کہ کسی نے حضرت آدمؑ و یوسفؑ و داؤدؑ کے مانند گریہ نہیں کیا۔ آدمؑ کو جب بہشت سے نکالا تو وہ اس قدر دراز قد تھے کہ اُن کا سر آسمان سے قریب تھا وہ اس قدر روئے کہ اُن کے رونے سے اہل آسمان کو اذیت ہونے لگی اور خداوند عالم سے شکایت کی تو خدا نے اُن کے قد کو چھوٹا کر دیا۔ حضرت داؤد اس قدر روئے کہ ان کے آنسوؤں کی ندی سے گھاس اُگ آئی اور ایسی گرم آہیں کیں کہ وہ گھاس جل گئی۔ اور یوسف علیہ السلام حضرت یعقوبؑ کے فراق میں اس قدر روئے کہ اہل زندان کو اذیت ہونے لگی اور اُن سے التجا کی کہ ایک روز روئیں اور ایک روز خاموش رہا کریں۔

خالی کر دونگا۔ اور ظالموں پر اپنی لعنت قائم کر دونگا۔

دوسری معتبر حدیث میں فرمایا کہ خدا نے وحی کی کہ اے داؤد جس طرح آفتاب اپنا عکس اُس سے نہیں روکتا جو اس کی روشنی (دھوپ) میں بیٹھتا ہے اسی طرح میری رحمت تنگ نہیں اُس کے لئے جو اُس میں داخل ہونا چاہے اور جس طرح فال بد اور شگون اس کو نقصان نہیں پہنچاتا جو اس کی پروا نہیں کرتا اُسی طرح نجات نہیں پاتے فتنہ و بلا سے وہ لوگ جو شگون بد سے اثر لیتے ہیں چنانچہ قیامت کے روز میرے نزدیک سب سے بلند مرتبہ عاجزی و فروتنی کرنے والے اور سب سے زیادہ حقیر غرور کرنے والے ہوں گے۔

دوسری حدیث حسن و معتبر میں اُنہی حضرت سے منقول ہے کہ خدا نے داؤدؑ کو وحی فرمائی کہ بندوں میں سے ایک بندہ میری خوشنودی کے لئے ایک نیک کام کرتا ہے تو میں اُس کے لئے بہشت کو مباح کر دیتا ہوں۔ داؤدؑ نے پوچھا وہ کون سا نیک کام ہے فرمایا کہ وہ نیک کام وہ ہے جو بندہ مومن میری خوشنودی کے لئے کرتا ہے۔ اگر دانۂ خرما (کسی مستحق کو دیکر) مجھے خوش کرے۔ داؤدؑ نے عرض کی میرے معبود سزاوار ہے اس کے لئے بھی جو تجھے نہیں پہچانتا (تیری خدائی تیرے رحم و کرم پر ایمان نہیں رکھتا) یہ کہ تجھ سے اپنی امید کو قطع نہ کرے (اور تجھ سے ناامید نہ ہو)

بسند معتبر حضرت امام محمد باقرؑ سے منقول ہے کہ حضرت داؤد نے جناب سلیمانؑ سے فرمایا کہ اے فرزند ہرگز مت ہنسو کیونکہ بہت ہنسنا انسان کو روز قیامت فقیر و تنگدست بنا دیتا ہے۔ اے فرزند زیادہ خاموش رہنا ہی تیرے لئے بہتر ہے سوائے اس وقت کے جبکہ تو سمجھے کہ بولنے میں تیرے لئے بھلائی ہے کیونکہ خاموشی کے سبب جو پشیمانی ہوتی ہے بہتر ہے اس پشیمانی سے جو زیادہ بولنے کی وجہ سے حاصل ہوتی ہے۔ اے فرزند اگر بولنا مثل چاندی کے ہے تو خاموش رہنا مثل سونے کے ہے۔

دوسری حدیث معتبر میں فرمایا کہ آل داؤدؑ کی حکمت کے بارے میں لکھا ہے کہ اے فرزند آدمؑ دوسروں کی نصیحت و ہدایت میں کیونکر تیری زبان کھلتی ہے حالانکہ تو خود خواب غفلت سے بیدار نہیں ہوا۔ اے فرزند آدمؑ تونے صبح کی قساوت اور اپنے معبود کی عظمت و جلالت سے فراموشی میں، اگر اپنے پروردگار کی عظمت و جلالت سے آگاہ ہوتا تو یقیناً اس کے عذاب سے ڈرتا اور اس کے وعدوں پر امید رکھتا افسوس ہے تجھ پر تو کیوں اپنی قبر اور اس کی تنہائی اور وحشت کو یاد نہیں کرتا۔

شگون اور فال بد

مومن اور غیر مومن کا خدا کی رحمت سے امید رکھنا داؤدؑ خوش ہوا

زیادہ ہنسنے کی ممانعت

دوسروں کو نصیحت اور خود غافل رہنے کی مذمت

بسند معتبر حضرت رسول اللہ سے منقول ہے کہ حق تعالیٰ نے داؤدؑ پر وحی کی کہ بے شبہ کوئی بندہ روز قیامت ایک نیکی میرے پاس لائے گا تو میں اس کو اختیار دے دوں گا کہ بہشت میں جو مقام پسند کرے اس کو دیدیا جائے داؤدؑ نے پوچھا خداوندا وہ کون بندہ ہوگا فرمایا کہ وہ مومن جو برادر مسلم کی حاجت روائی میں کوشش کرتا ہے خواہ وہ حاجت پوری ہو یا نہ ہو۔

معتبر روایتوں میں اس قول حق تعالیٰ وَلَقَدْ كَتَبْنَا فِي الزَّبُورِ مِنْ بَعْدِ الذِّكْرِ أَنَّ الْأَرْضَ يَرِثُهَا عِبَادِيَ الصَّالِحُونَ ۔ کی تفسیر میں منقول ہے۔ کہ مراد یہ ہے کہ ہم نے زبور میں لکھا ہے بعد اس کے جو تمام کتب پیغمبروں میں تحریر کیا تھا کہ زمین ہمارے شائستہ بندوں کو جو قائم آل محمدؐ اور اُن کے اصحاب ہیں میراث میں پہنچے گی۔ اور فرمایا کہ زبور میں آئندہ کے واقعات کی خبریں ہیں اور تحمید و تمجید و ذکر خدا و دعا پر مشتمل ہے۔

حدیث صحیح میں حضرت صادقؑ سے منقول ہے کہ حق تعالیٰ نے داؤدؑ کو وحی کی کہ اپنی قوم کو آگاہ کردو کہ ہر وہ بندۂ مومن جس کو میں نے کسی کام پر مامور کیا ہے میری طاعت کرتا ہے تو بیشک مجھ پر لازم ہے کہ میں اپنی فرمانبرداری میں اس کی مدد کروں۔ وہ اگر مجھ سے کوئی حاجت طلب کرتا ہے تو میں اس کی حاجت پوری کرتا ہوں وہ اگر مجھ کو پکارتا ہے تو قبول کرتا ہوں۔ اگر وہ مجھ سے حفاظت کی التجا کرتا ہے تو میں حفاظت کرتا ہوں اگر مجھ سے اپنے دشمنوں کے شر سے پناہ مانگتا ہے تو پناہ دیتا ہوں اگر مجھ پر بھروسہ کرتا ہے میں اس کو (تمام بلاؤں سے) محفوظ رکھتا ہوں۔ اگر تمام دنیا کے لوگ اُس کے ساتھ مکروفریب پر آمادہ ہوجائیں تب بھی ان کے مکروفریب کو اس سے دفع کرتا ہوں۔

دوسری معتبر حدیث میں فرمایا کہ حق تعالیٰ نے داؤدؑ پر وحی بھیجی کہ میرے (اکثر) بندے آپس میں ایک دوسرے کے ساتھ زبانی دوستی رکھتے ہیں اور دل سے دشمنی رکھتے ہیں۔

دوسری حدیث میں منقول ہے کہ خدا نے وحی فرمائی کہ اے داؤدؑ مجھ کو عیش و راحت میں یاد رکھو تاکہ میں تمہاری دعا شدت و بلا کے ایام میں قبول کروں۔ اور فرمایا کہ اے داؤدؑ مجھ کو دوست رکھو اور میری خلقت کے نزدیک بھی مجھ کو محبوب بناؤ داؤدؑ نے کہا کہ خداوندا میں تجھ کو دوست رکھتا ہوں لیکن تیری مخلوق کے نزدیک

کیونکر تجھ کو دوست اور محبوب بناؤں (جبکہ ان پر مجھے قابو نہیں) فرمایا کہ ان کے سامنے میری نعمتوں کا ذکر کرو تاکہ وہ مجھے دوست رکھیں۔

دوسری حدیث میں حضرت صادقؑ سے منقول ہے کہ آلِ داؤدؑ کی حکمتوں کے تذکرہ میں لکھا ہے کہ عاقل پر لازم ہے کہ اپنی زبان سے آگاہ ہو اور اپنے اہلِ زمانہ کو پہچانے اور ہمیشہ اپنے نفس کی اصلاح پر آمادہ رہے اور اپنی زبان کو لغو اور بیہودہ باتوں سے محفوظ رکھے۔

دوسری معتبر حدیث میں فرمایا کہ خدا نے حضرت داؤدؑ پر وحی فرمائی کہ گنہگاروں کو خوشخبری دو اور صدیقوں کو ڈراؤ عرض کی معبود گنہگاروں کو ان کی بدی کے باوجود خوشخبری کیونکر دوں اور سچوں اور نیکوں کو ان کی فرمانبرداری کے باوجود کیونکر ڈراؤں فرمایا کہ اے داؤدؑ گنہگاروں کو بشارت دو کہ میں توبہ قبول کرنے والا ہوں اور گناہوں کو اپنی رحمت سے معاف کر دیتا ہوں اور صدیقوں کو ڈراؤ کہ اپنے نیک اعمال پر غرور نہ کریں کیونکہ جس بندہ کا حساب لوں گا وہ یقیناً ہلاک ہوگا۔

حدیث معتبر میں امام محمد باقرؑ سے منقول ہے کہ ایک روز حضرت کے پاس ایک شخص پریشان حال پھٹے پرانے کپڑے پہنے ہوئے بیٹھا تھا جو اکثر حضرت کی خدمت میں حاضر ہوا کرتا تھا۔ اُس وقت وہ خاموش تھا۔ ملک الموت اسی اثنا میں داؤدؑ کے پاس آئے۔ سلام کیا اور اس شخص پر تیز نظر ڈالی۔ حضرت نے ملک الموت سے اس کا سبب پوچھا انہوں نے کہا یا حضرت مجھے حکم ملا ہے کہ آٹھویں روز اسی مقام پر اس کی روح قبض کروں۔ داؤدؑ کو اس شخص پر رحم آیا۔ اُس شخص سے پوچھا اے جوان تیری شادی ہو چکی ہے اور زوجہ موجود ہے اس نے کہا نہیں میں نے شادی ہی نہیں کی حضرت نے فرمایا اچھا فلاں شخص کے پاس جا جو بنی اسرائیل کا ایک معزز آدمی ہے اور کہنا کہ داؤدؑ نے مجھ کو حکم دیا ہے کہ اپنی لڑکی کے ساتھ میری شادی کر دے اور آج ہی شب کو زفاف بھی کرنا اور خرچ جس قدر ضرورت ہو لے جا اور سات روز تک اپنی زوجہ کے ساتھ رہنا اور ساتویں روز یہیں آجانا۔ اُس جوان نے حسب الحکم اس شخص کو پیغام پہنچایا اُس نے فوراً اپنی لڑکی کا عقد اُس کے ساتھ کر دیا اور وہ سات روز اپنی زوجہ کے ساتھ رہا۔ آٹھویں روز حضرت داؤدؑ کی خدمت میں حاضر ہوا حضرت نے پوچھا یہ سات روز کیسے گذرے عرض کی یا حضرت کبھی اس سے پہلے مجھے ایسی مسرت و شادمانی حاصل نہ ہوئی تھی۔ حضرت نے فرمایا اچھا بیٹھو اور

ملک الموت کے آنے کی انتظار کرنے لگے تاکہ وہ آکر اس کی روح قبض کریں جب وقت مقررہ گذر گیا اور ملک الموت نہ آئے تو حضرت نے اُس سے فرمایا کہ جا اور اپنی زوجہ کے ساتھ اپنے گھر رہ۔ آٹھویں روز پھر آنا۔ وہ جوان چلا گیا اور آٹھویں روز پھر حضرت کی خدمت میں حاضر ہوا۔ ملک الموت اس روز بھی نہ آئے تو اس شخص کو حضرت نے پھر رخصت کردیا اور فرمایا آٹھویں روز آنا۔ اس مرتبہ جب وہ شخص حضرت کے پاس آیا تو ملک الموت بھی آئے۔ حضرت داؤدؑ نے ملک الموت سے پوچھا کیا سبب ہوا کہ تم نے وعدہ کے مطابق اس کی روح قبض نہ کی۔ تین ہفتے گذر گئے اور وہ زندہ ہے۔ ملک الموت نے عرض کی یا نبی اللہ آپ کے رحم کرنے سے خدا نے اُس پر رحم کیا اور اُس کی عمر تیس سال اور بڑھا دی۔

بسند موثق و معتبر حضرت صادقؑ سے منقول ہے کہ خداوند عالم نے حضرت داؤد پر وحی کی کہ خلاوہ دختر اوس کو بہشت کی خوشخبری دے دو اور اس کو بتادو کہ وہ بہشت میں تمہارے قریب رہے گی۔ حضرت داؤدؑ نے اس کے گھر جا کر دروازہ کھٹکھٹایا وہ عورت باہر آئی اور پوچھا کہ میرے متعلق کیا کوئی حکم نازل ہوا ہے فرمایا ہاں اُس نے پوچھا وہ کیا حضرت نے ارشاد بارتعالیٰ اُس سے بیان فرمایا۔ اُس نے کہا کوئی دوسری عورت بھی میرے نام کی ہے؟ حضرت نے کہا نہیں۔ خدا نے تجھ کو مخصوص طور پر خوشخبری دی ہے۔ اُس نے عرض کی اے خدا کے رسول میں آپ کو جھٹلا نہیں سکتی۔ لیکن خدا کی قسم میں اپنے میں کوئی ایسی بات نہیں پاتی ہوں جو اس مرتبہ کا سبب ہو سکے۔ حضرت نے فرمایا مجھے اپنے پوشیدہ حالات سے آگاہ کر اُس نے کہا بس یہ ہے کہ کبھی کوئی درد۔ تکلیف۔ پریشانی یا فاقہ کی حالت مجھ پر نہیں گذری مگر یہ کہ میں نے اس پر صبر کیا اور خدا ہی سے دعا کی کہ میری تکلیف دور کرے اور اس حال پر راضی رہی اور شکر و حمد خدا بجا لایا کرتی رہی ہوں۔ حضرت داؤدؑ نے فرمایا۔ اسی خصلت کی وجہ سے تجھ کو یہ مرتبہ حاصل ہوا اور یہ وہ طریقہ و دین ہے جسے خدا نے اپنے نیک بندوں کے لئے پسند فرمایا ہے۔

بعض روایتوں میں منقول ہے کہ زبور میں ایک سو پچاس سورتیں تھیں اور اُن میں تحریر تھا کہ اے داؤدؑ جو میں کہتا ہوں اُسے سنو اور میں جو کچھ کہتا ہوں حق کہتا ہوں جو بھی میرے پاس آئے گا۔ اُس حال میں کہ مجھے دوست رکھتا ہوگا۔ میں اس کو بہشت میں داخل کروں گا۔ اے داؤدؑ مجھ سے سنو میں جو کچھ کہتا ہوں حق کہتا

ہوں جو شخص میرے پاس آئے بشرطیکہ وہ اپنے گناہوں سے شرمندہ ہو تو میں اس کو بخش دوں گا اور اُس کے گناہوں کو اُس کے نامہ اعمال سے محو کر دوں گا۔

دوسری روایت میں وارد ہے کہ خدا نے حضرت داؤدؑ پر وحی کی کہ اے داؤدؑ جو لوگ دنیا کی لذتوں میں چمٹے ہوئے ہیں اُن سے پرہیز کرو کیونکہ ان کی عقلوں پر پردے پڑے ہیں اور میرا فضل و کرم اُن تک نہیں پہنچے گا۔ اے داؤدؑ جو شخص کسی سے محبت کرتا ہے اُس کے قول کی تصدیق کرتا ہے اور جو شخص اپنے حبیب سے الفت رکھتا ہے اُس کی باتوں کو قبول کرتا ہے اور اس کے کردار کو پسند کرتا ہے اور اپنے حبیب پر اعتبار و بھروسہ کرتا ہے اپنے کاموں کو اُس پر چھوڑ دیتا ہے اور جو اپنے حبیب کا مشتاق ہوتا ہے چلنے میں تیزی کرتا ہے تاکہ جلد اُس کے پاس پہنچ جائے اے داؤدؑ میری یاد مجھے یاد کرنے والوں کے لئے ہے اور میری بہشت میرے اطاعت کرنے والوں کے واسطے ہے اور میرا قرب میرے مشتاقوں کے لئے ہے اور میں اپنے اطاعت کرنے والوں کا نگران ہوں۔

منقول ہے کہ خدا نے حضرت پر وحی کی کہ فلاں بادشاہ سے کہہ دو کہ میں نے تجھ کو سلطنت اس لئے نہیں عطا کی ہے کہ دنیا کے لئے جمع کرے (یعنی مال و دولت جمع کرے اور غریبوں کا خون چوسے عیش و عشرت کرے) بلکہ اس واسطے قوت و حکومت بخشی ہے کہ مجھ سے مظلوموں کی دعا رد کرے (یعنی مظلوموں کی فریاد کو پہنچے تاکہ وہ مجھ سے اپنی تکلیفوں کی شکایت نہ کریں) اور ان کی مدد کرے۔ اس لئے کہ میں نے اپنی ذات کی قسم کھائی ہے کہ مظلوموں کی مدد کروں اور ان کے روبرو اُس شخص سے انتقام لوں جس نے اُن پر ظلم کیا ہے اور اُن سے جس نے ان کی مدد نہیں کی۔

منقول ہے کہ خدا نے وحی فرمائی کہ اے داود میرا شکر کرو جو حق ہے شکر کا عرض کی مولا جو شکر کا حق ہے کیونکر ادا کر سکتا ہوں حالانکہ میرا شکر کرنا بھی تیری ایک نعمت ہے۔ ارشاد ہوا کہ جب یہ اقرار کر لیا کہ میرا شکر ادا ہی نہیں ہو سکتا تو یہی شکر ہے جیسا کہ شکر کا حق ہے۔

دوسری روایت میں وارد ہے کہ حضرت داؤدؑ ایک روز تنہا جنگل میں پہنچے خدا نے وحی فرمائی اے داؤدؑ تنہائی کیوں اختیار کی عرض کی تیری ملاقات اور تجھ سے مناجات کا شوق مجھ پر غالب ہوا اور مجھ میں اور تیری مخلوق میں حائل ہو گیا۔ ارشاد ہوا میری خلقت کے پاس جاؤ اگر ایک گمراہ بندہ کی ہدایت کر کے میرے راستہ پر لگا دو گے تو میں لوح

محفوظ میں تم کو حمد کرنے والوں میں لکھ لوں گا۔

دوسری روایت حکمت آل داودؑ میں تحریر ہے کہ عاقل پر لازم ہے کہ چار ساعتوں سے غافل نہ ہو[1] ایک ساعت میں اپنے پروردگار کی عبادت و مناجات میں مشغول ہو[2] ایک ساعت میں اپنے نفس کا حساب لے (کہ کتنے کام حکم خدا کے مطابق کئے اور کتنے خلاف حکم خدا)[3] ایک وقت ایسے مومن بھائیوں سے ملاقات کا مقرر کرے جس میں وہ لوگ اس کو اس کے عیبوں سے سچ سچ آگاہ کریں۔[4] اور ایک وقت اپنے نفس کی لذت کے لئے معین کرے یہی وقت اس کے دوسرے (مذکورہ) وقتوں کا مددگار ہو گا۔

بسند صحیح منقول ہے کہ ایک عورت تھی حضرت داودؑ کے زمانہ میں جس کے پاس ایک مرد آتا اور اس کو زنا پر مجبور کرتا۔ خدا نے ایک روز اس عورت کے دل میں ڈال دیا اور اس نے مرد سے کہا کہ جب تو میرے پاس آتا ہے دوسرا مرد تیری زوجہ کے پاس زنا کیلئے جاتا ہو تو کیا تعجب ہے یہ سن کر وہ مرد اسی وقت اپنے گھر واپس آیا دیکھا کہ واقعی ایک شخص اس کی عورت سے زنا کر رہا تھا۔ وہ اس مرد کو پکڑ کر حضرت داودؑ کے پاس لے گیا اور کہا اے پیغمبر خدا مجھ پر یہ کیسی بلا نازل ہوئی ہے کہ شاید کسی پر نہ نازل ہوئی ہو گی حضرت داودؑ نے پوچھا وہ کیا عرض کی اس مرد کو میں نے اپنی زوجہ کے پاس پکڑا ہے۔ اس وقت خدا نے داودؑ پر وحی فرمائی کہ اس سے کہو کہ جو کچھ تو کرتا ہے اسی کا بدلہ تجھ کو ملتا ہے۔

بسند معتبر حضرت صادقؑ سے منقول ہے کہ خدا نے داودؑ پر وحی نازل کی کہ جو بندہ بلاؤں سے محفوظ رہنے کیلئے میری جانب پناہ لایا اور نعمتوں کے حاصل کرنے میں مجھ پر بھروسہ کیا غیروں سے کوئی تعلق نہ رکھا اور چونکہ میں اس کی نیت سے واقف ہوتا ہوں کہ وہ اپنے دعوے میں سچا ہے تو اگر آسمان و زمین اور جو کچھ اس میں ہے سب مل کر اس کے ساتھ فریب و مکر کرنا چاہیں تو بلاشبہ میں ان میں سے جو اس کے لئے بہتر ہو گا وہی قرار دوں گا۔ اور ان کے شر سے اس کو محفوظ رکھوں گا اور جس بندہ کی نیت سے مجھے معلوم ہو گا کہ مجھ پر بھروسہ نہیں رکھتا اور میرے غیر کی جانب پناہ لے گیا ہے تو یقیناً میں اس کے اسباب منقطع کر دوں گا اور زمین کو اس کے زیر قدم سخت بنا دوں گا۔ جس وادی میں وہ ہلاک ہو جائے مجھے اس کی پرواہ نہ ہو گی۔

دوسری معتبر حدیث میں حضرت صادقؑ نے فرمایا کہ خدا نے حضرت داؤدؑ پر وحی فرمائی کہ اے داؤدؑ جباروں اور ظالموں سے کہہ دو کہ مجھے یاد نہ کریں کیونکہ جو بندہ مجھ کو یاد کرتا ہے میں اس کو یاد کرتا ہوں اور جب ستمگار اپنے ظلم و ستم کی حالت میں مجھے یاد کرتا ہے تو میں اس پر لعنت بھیجتا ہوں۔

بسند معتبر حضرت امام محمد باقرؑ سے منقول ہے کہ حضرت داؤد علیہ السلام کے زمانہ میں ایک عابد تھا جس کی عبادت حضرت کو پسند تھی۔ خدا نے وحی فرمائی کہ اے داؤدؑ اُس کا کوئی کام تمہیں پسند نہ ہونا چاہیئے اس لئے کہ وہ جو کچھ کرتا ہے دنیا والوں کو دکھانے کے لئے کرتا ہے۔ جب اُس کا انتقال ہوگیا۔ لوگ حضرت کے پاس آئے اور کہا فلاں عابد کا انتقال ہوگیا۔ آپ نے فرمایا جاؤ اس کو دفن کردو اور خود شریک نہ ہوئے۔ بنی اسرائیل کو حضرت داؤدؑ کی یہ بات پسند نہ آئی ان کو تعجب ہوا کہ داؤدؑ ایسے شخص کے جنازہ میں شریک کیوں نہ ہوئے۔ جب اُس کے غسل سے فارغ ہوئے پچاس آدمیوں نے کھڑے ہوکر کہا ہم نے اس شخص سے نیکی کے سوا کوئی اور کام نہیں دیکھا اور اس کی نماز جنازہ میں بھی پچاس شخصوں نے یہی گواہی دی۔ اُس وقت خدا نے حضرت داؤدؑ پر وحی نازل فرمائی کہ فلاں عابد کے جنازے میں تم کیوں نہ گئے۔ عرض کی اسی خبر کی وجہ سے جو تو نے اس کے بارے میں مجھے پہنچائی تھی۔ فرمایا ہاں ہے تو ایسا ہی لیکن علما اور راہبوں کے ایک گروہ نے میرے روبرو اُس کے متعلق نیکی کی گواہی دی میں نے ان کی گواہی قبول کرلی اور جو کچھ خود جانتا ہوں اُسے میں نے بخش دیا۔

حدیث معتبر میں منقول ہے کہ امام رضاؑ نے مجلس مامون میں راس الجالوت سے فرمایا جو یہودیوں کے تمام عالموں میں سب سے بڑا عالم تھا کہ خدا نے حضرت داؤدؑ کی زبانی زبور میں کہا ہے کہ خداوندا مبعوث کر سنت کو قائم رکھنے والا فترت کے بعد یعنی اُس وقت جبکہ ایک عرصہ تک کوئی رسول مبعوث نہ ہوا ہو۔ تو حضرت نے فرمایا کہ تو پہچانتا ہے محمدؐ کے سوا کسی اور پیغمبر کو جس نے فترت کے بعد سنت قائم کی۔

سید طاؤس نے ذکر کیا ہے کہ میں نے حضرت داؤدؑ کی زبور کی سورۂ دوم میں دیکھا ہے کہ حق تعالیٰ نے وحی کی کہ اے داؤدؑ میں نے زمین میں تم کو اپنا خلیفہ قرار دیا اور اپنی پاکی بیان کرنے والا اور پیغمبر بنایا۔ اور عنقریب میرے پیغمبر عیسٰیؑ کو ایک گروہ میرے سوا خدا کہنے لگے گا۔ اس معجزہ کے سبب سے جو میں اُس کو عطا کروں گا جس سے وہ مردوں کو زندہ کرے گا۔ اے داؤدؑ میری خلقت کو میرے رحم و کرم

سے آگاہ کرو باوجود اس کے کہ میں ہر چیز پر قادر ہوں۔ اے داؤدؑ کون ایسا ہے جس کی رسن امید مخلوق سے ٹوٹی ہو اور میں نے اس کو ناامید کیا ہو اور کون میری بارگاہ کی جانب رجوع ہوا اور میں نے اس کو اپنی درگاہ انابت سے بھگا دیا۔ پھر کیوں خدا کو تقدس اور پاکی کے ساتھ یاد نہیں کرتے کہ وہی تمہاری صورتیں بنانے والا اور تم کو مختلف رنگوں کا پیدا کرنے والا ہے کیوں اپنی عبادتوں کی رات و دن میں حفاظت نہیں کرتے اور اُس کے ذریعہ سے اپنے گناہوں کو جو میری جناب میں کر چکے ہو دفع نہیں کرتے۔ شاید کبھی مروگے نہیں اور گویا دنیا ہمیشہ تمہارے واسطے باقی رہے گی اور کبھی تم سے زائل نہ ہوگی حالانکہ تمہارے لئے میری بہشت میں دنیا سے بے انتہا زیادہ نعمتیں موجود ہیں اگر غور کرو اور سمجھو۔ اور بہت جلد جان لوگے اُس وقت جبکہ میرے پاس آؤگے کیونکہ میں خلقت کے افعال کو دیکھ رہا ہوں اور اُن پر مطلع ہوں۔ پاک ہے وہ خدا جو نور کا خلق کرنے والا ہے۔

اور زبور کے دسویں سورہ میں لکھا ہے کہ اے گروہ مردم آخرت سے غافل مت ہو اور تم کو یہ زندگی دنیا کی طراوت اور حسن فریب نہ دے۔ اے بنی اسرائیل آخرت کی طرف اپنی واپسی کے بارے میں سوچو اور قیامت کو یاد کرو اور جو کچھ میں نے اس روز اپنے نافرمانوں کے لئے (عذاب) مہیا کر رکھا ہے اُس کے متعلق غور کرو تو تمہارا ہنسنا کم ہو جائے گا اور رونا زیادہ ہو جائے گا لیکن تم موت سے غافل ہو گئے ہو اور تم نے میرے عہد کو پس پشت ڈال دیا ہے اور میرے حق کو سبک قرار دے لیا ہے گویا تم گنہگار ہی نہیں ہو اور نہ تمہارا حساب ہی لیا جائے گا کتنے وعدے کرتے ہو اور لیکن اس کے خلاف کرتے رہتے ہو اور کتنے عہد کرتے ہو اور توڑ ڈالتے ہو اگر فشار قبر اور تنہائی لحد کو یاد کرو تو بیشک تمہارا بولنا کم ہو جائے اور مجھے بہت یاد کرنے لگو اور عبادت میں بیحد مشغول ہونے لگو۔ بیشک کمال حقیقی کمال آخرت ہے اور کمال دنیا متغیر اور زائل ہے آیا غور نہیں کرتے زمین و آسمانوں کی خلقت میں اور جو کچھ میں نے اُس میں مہیا کیا ہے اپنی قدرت کی نشانیوں میں سے اور ڈرانیوالی چیزوں میں سے اور طائروں کو میں نے ہوا میں معلق کر کے محفوظ کر رکھا ہے جو میری تسبیح کرتے ہیں اور روزی طلب کرنے میں مجھ سے رجوع کرتے ہیں اور میں ہوں بخشنے والا مہربان اور پاک اور میں ہوں نور خلق کرنے والا خدا۔

اور سترھویں سورہ میں لکھا ہے کہ اے داؤدؑ میں جو کہتا ہوں اُس کو سنو اور

سلیمان کو حکم دو کہ تمہارے بعد لوگوں کو سمجھاویں کہ زمین کو محمدؐ اور ان کی امت کو میراث میں دوں گا اور وہ تمہارے برعکس ہوں گے ان کی نماز طنبور اور ساز اور گانا نہ ہوگی لہذا میری پاکیزگی زیادہ بیان کرو جب میری تقدیس کا نغمہ بلند کرو تو بہت گریہ وزاری کیا کرو۔ اے داؤدؑ بنی اسرائیل سے کہہ دو کہ مال حرام جمع نہ کریں ورنہ میں ان کی نماز قبول نہ کروں گا (کہدو کہ اے شخص) اگر تیرا باپ میری نافرمانی کرتا ہے تو اُس سے الگ ہو جا اور اگر تیرا بھائی حرام میں مبتلا ہو تو اس سے کنارہ کر اور بنی اسرائیل کو ان دو مردوں کا قصہ سُنا دو جو ادریسؑ کے زمانہ میں تھے اور عین نماز کے وقت دونوں کے مال فروخت کرنے کا موقع آ گیا۔ ایک نے کہا نماز پڑھ کے مال بیچوں گا دوسرے نے کہا مال بیچ کر اطاعت خدا میں مشغول ہوں گا تو ایک اپنی تجارت میں مشغول ہوگیا اور دوسرا نماز میں۔ تو میرے حکم سے تجارت میں مشغول ہونے والے کو ابر و باد و برق و بجلی نے ہلاک کر دیا اور وہ ابر و ظلمت میں گرفتار ہوگیا۔ تجارت اور نماز دونوں ہاتھ سے گئی اور اُس کے گھر کے دروازہ پر لکھ دیا گیا کہ دیکھو دنیا طلبی اپنے شائق کے ساتھ کیا کرتی ہے۔

اے داؤدؑ جب کسی ظالم کو دیکھو کہ دنیا نے اس کو بلند کر رکھا ہے تو اس کے حال کی آرزو و تمنا مت کرو بے شبہ ان دو باتوں میں سے ایک بات اُس کے لئے ضرور ہوگی یا اُس پر کسی ظالم کو مسلط کر دوں گا جو اُس سے زیادہ ظالم ہوگا جو اُس سے انتقام لے گا۔ یا قیامت کے روز اُس کو مجبور کروں گا کہ لوگوں کے حقوق ادا کرے۔ اے داؤدؑ اگر تم ان لوگوں کو قیامت کے روز دیکھو جن کے ذمہ لوگوں کے حقوق ہیں تو بے شبہ آگ کا طوق ان کی گردنوں میں پاؤ گے لہذا اپنے نفسوں کا حساب کرتے رہو اور ہمیشہ لوگوں کے ساتھ انصاف پر عمل پیرا رہو اور دنیا اور اس کی زینتوں کو ترک کر دو۔ اے بہت غافل شخص کیا کرے گا ایسی دنیا کو جس میں آدمی صحیح و سالم زندہ جاتا ہے اور وہ اس کو مردہ کر کے نکالتی ہے وائے ہو تم پر اگر بہشت کو۔ اور جو کچھ میں نے اس میں اپنے دوستوں کے واسطے نعمتیں مہیا کی ہیں تم دیکھو تو دنیا کی کسی چیز میں تم کو لذت محسوس نہ ہو میں اپنے دوستوں کو قیامت کے روز پکاروں گا کہ وہ لوگ کہاں ہیں جو دنیا میں طعام و شراب کے مشتاق تھے لیکن میری خوشنودی کے لئے ترک کر رکھا تھا۔ کہاں ہیں وہ لوگ جنہوں نے ہنسنے کو رونے کے ساتھ مخلوط کر رکھا تھا۔ کہاں ہیں وہ لوگ جو جاڑوں اور گرمیوں میں میری مسجدوں میں جمع ہوتے تھے۔ آج دیکھیں کہ کیسی کیسی نعمتیں میں نے انکے واسطے مہیا کی ہیں۔ (میں اُنسے کہونگا کہ

پیغمبروں کی نماز گانا بجانا نہ ہوگی۔ پیغمبر آخر الزمان کے اصحاب۔

دو تاجروں کا مال (ایک اطاعت خدا میں اور دوسرا دنیا میں مشغول تھا)۔

ظالم پر اس سے بڑا ظالم مسلط کر دیا جاتا ہے۔

تم دنیا میں میری عبادت کے لئے جاگتے تھے۔ جبکہ لوگ سوتے رہتے تھے۔ آج جو کچھ چاہو تمہارے لئے موجود ہے بیشک تمہارے پاکیزہ اعمال اہلِ دنیا سے میرے غضب کو دُور رکھتے تھے۔ اے رضوان ان کو پانی پلا۔ جب وہ پانی پئیں گے ان کے چہرہ کی تازگی اور حسن زیادہ ہو جائے گا۔ اس وقت رضوان اُن سے کہے گا کہ خدا نے یہ نعمتیں اس وجہ سے تم کو عطا کی ہیں کہ تمہاری شرمگاہیں حرام شرمگاہوں سے مس نہیں ہوئیں۔ اور تم نے بادشاہوں اور امیروں کے حال کی تمنّا نہیں کی تو (خدا کہتا ہے کہ) میں رضوان سے کہوں گا کہ اے رضوان جو کچھ میں نے اپنے بندوں کے لئے (دنیا کی نعمتوں سے) آٹھ ہزار گنا (زیادہ) مہیا کر رکھا ہے ان پر ظاہر کر۔

اے داؤدؑ جو شخص میرے ساتھ تجارت کرتا ہے وہ بہترین فائدہ اٹھانے والا تاجر ہے اور جو شخص دنیا میں دل لگاتا ہے دنیا اُس کو زمین کے اندر پہنچا دیتی ہے اور وہ سب سے زیادہ نقصان اُٹھانے والا ہے۔ افسوس ہے تجھ پر اے فرزند آدمؑ کس قدر سخت ہے تیرا دل تیرے ماں باپ مرتے رہتے ہیں اور تو ان کے حال سے عبرت نہیں حاصل کرتا۔ اے فرزند آدمؑ کیا تو نہیں دیکھتا کہ حیوان مرجاتا ہے ہوا اُس کو مردار و گندیدہ بنا دیتی ہے حالانکہ وہ حیوان کوئی گناہ اپنے ذمہ نہیں رکھتا (لیکن) اگر تیرے گناہ پہاڑوں پر ڈال دیئے جائیں تو وہ ٹکڑے ٹکڑے ہو جائیں۔ اے داؤدؑ میں اپنے عزت و جلال کی قسم کھا کر کہتا ہوں کہ کوئی چیز تمہارے مال و اولاد سے زیادہ تمہارے لئے نقصان رساں نہیں ہے اور کسی چیز کا فساد ان کے فساد سے زیادہ تمہارے دلوں میں (گھر کرنیوالا) نہیں۔ تمہارا نیک عمل میرے نزدیک بلند ہے اور میرا علم ہر چیز کو گھیرے ہوئے ہے۔ پاک ہے وہ خدا جو نور کا خالق ہے۔

تینتسویں[۲۳] سورہ میں ہے کہ اے فرزندانِ خاک و آبِ گندیدہ اور اے غافل اور بہت مغرور ہونے والو۔ توجہ کرتے ہو اس کی طرف جسے میں نے حرام کیا ہے۔ تو اگر تم جانتے ہو کہ حرام تم کو کہاں لے جاتا ہے بیشک اس کو بہت بُرا سمجھتے اور اگر بہشت کی خوشبو سے آراستہ عورتوں کو تم دیکھتے جو بشری طبیعتوں کے ہیجان سے محفوظ ہیں (تو دنیا کی جانب کبھی نگاہ نہ کرتے) وہ ہمیشہ خوش و خرم رہتی ہیں کبھی ان کو غصہ نہیں آتا ہمیشہ باقی ہیں کبھی مرنے والی نہیں ہر چند ان کے شوہر ان کی بکارت زائل کرتے رہیں پھر بھی باکرہ ہی ہوتی ہیں۔ وہ مسکہ سے زیادہ نرم شہد سے زیادہ شیریں ہیں۔ اُن کے تخت کے سامنے شراب و شہد کی نہریں موجیں مارتی ہوں گی۔ تجھ پر

افسوس ہے (کہ تو سمجھتا نہیں) بادشاہی بزرگ اور ہمیشہ کی نعمتیں اور بے تکلیف کی زندگی اور مسرّت دائمی اور باقی رہنے والی نعمتیں میرے پاس ہیں۔ پاک ہے وہ خدا جو نور کا خلق کرنے والا ہے۔

اور اکتیسویں سورہ میں لکھا ہے۔ اے لوگو تم موت میں گرو ہو کوئی کام اپنی آخرت کے لئے کرو اور دنیا کے عوض اس کو خرید لو اور اس گروہ کی طرح مت ہو جاؤ جس نے دنیوی زندگی کو غفلت اور کھیل میں گذار دیا اور سمجھو کہ جس نے مجھے قرض دیا اُس کا سرمایہ بہت نفع کے ساتھ اس کو پہنچے گا اور جو شخص شیطان کو قرض دیتا ہے جہنم میں اُس کے پاس ہو گا۔ کیا ہو گیا ہے تم کو کہ دنیا سے رغبت کرتے ہو اور حق سے منحرف ہوتے ہو کیا تمہارے حسبوں نے تمہیں فریب دے رکھا ہے اُس کا حسب ہی کیا جو خاک سے خلق ہوا ہو۔ اے فرزند آدمؑ خدا کے علاوہ جس کی بھی تم پرستش کرو گے جہنم میں جاؤ گے۔ تم مجھ سے بیزار ہو تو میں بھی تم سے بیزار ہوں۔ مجھ کو تمہاری عبادت کی ضرورت نہیں۔ جب تک اسلام خالص قبول نہ کرو۔ میں ہوں غالب اور منزہ ہے خالق نور۔

اور چھیالیسویں سورہ میں لکھا ہے کہ اے فرزندان آدمؑ تم نے میرا حق سبک قرار دیا ہے تو میں بھی تمہارا حق سبک کردوں گا۔ سود کھانے والوں کے دل و جگر جہنم میں پارہ پارہ ہوں گے۔ جب تم سائل کو کچھ دیتے ہو تو وہ چیز سائل سے پہلے میرے ہاتھ میں آتی ہے۔ اگر وہ شے مال حرام سے ہے تو میں اُس کو دینے والے کے منہ پر مارتا ہوں۔ اگر وہ چیز از قسم حلال ہے تو میں حکم دیتا ہوں کہ اُس کے لئے جنت میں محل تعمیر کئے جائیں۔ ریاست حقیقت میں ریاست دنیا اور عالم کی بادشاہی نہیں بلکہ آخرت کی بادشاہی و ریاست ہے۔ پاک ہے خالق نور۔

سینتالیسویں سورہ میں لکھا ہے کہ اے داؤدؑ تم جانتے ہو کہ میں نے بنی اسرائیل کو کیوں مسخ کرکے بندر و سور بنا دیا۔ اس لئے کہ جب کوئی غنی اور مالدار گناہ کرتا تو نظر انداز کر دیتے اور سبک و ہلکا سمجھتے اور جب کسی غریب و مسکین سے کوئی ہلکا گناہ ہو جاتا تو اس کو سزا دیتے تھے۔ لہذا میری لعنت اُس کے لئے واجب و لازم ہے جس کو زمین میں اقتدار و حکومت حاصل ہو جائے اور وہ غریب و امیر پر ایک طرح سے (انصاف کے ساتھ) حکم نہ کرے۔ تم لوگ دنیا میں اپنی خواہش نفس کی پیروی کرتے ہو مجھ سے کہاں بھاگ کے جاؤ گے اُس وقت جب کہ میرے پاس تنہا آؤ گے۔ میں نے کس قدر تم کو

تاکید کے ساتھ ممانعت کی ہے کہ مومنین کی عزت پامال مت کرنا لیکن تمہاری زبانیں لوگوں کے مقابلہ میں دراز ہو چکی ہیں۔ نور کا پیدا کرنے والا پاک ہے۔

پینسٹھویں سورہ میں لکھا ہے کہ اے داؤد بنی اسرائیل کو اُس شخص کا حال سُنا دو کہ جس کی حکومت تمام روئے زمین کے لوگوں پر تھی یہاں تک کہ جب اس کو پوری پوری قوت حاصل ہو گئی تو اُس نے فساد کرنا شروع کر دیا۔ حق کو مٹانے لگا اور باطل کا اظہار کرنے لگا۔ عمارتیں تعمیر کیں، قلعے تیار کیے اور مال جمع کیے تو میں نے ایک بھڑ کو حکم دیا جس نے عین عالم عیش و نشاط میں داخل ہو کر اس کے جسم اور چہرے پر ڈنگ مارنا شروع کیا کہ اُسی وقت اس کا چہرہ سوج گیا۔ اور اُس کی آنکھوں سے خون اور اُس کے چہرے سے مواد جاری ہوا جس سے اُس کا تمام چہرے کا گوشت گل سڑ گیا اور اُس کے پاس بدبو اور گندگی کے سبب کسی کو جانے کی جرأت نہ ہوتی تھی۔ یہاں تک کہ وہ اُسی حالت میں مر گیا۔ اور اس کے جسم کو بغیر سر کے دفن کیا گیا۔ اگر لوگوں کو عبرت ہوتی تو یہ حال سُن کر میری نافرمانی کی کسی کو جرأت و ہمت نہ ہوتی لیکن لوگ لہو و لعب میں مشغول ہیں لہٰذا ان کو ان کے کھیل کود میں مشغول رہنے دو یہاں تک کہ اُن پر میرا حکم جاری ہو اور میں نیکوں کا اجر ضائع نہیں کرتا۔ سبحان من خلق النور۔

اکیسواں باب

اصحاب سبت کے حالات

خداوند عالم نے فرمایا ہے۔ وَلَقَدْ عَلِمْتُمُ الَّذِيْنَ اعْتَدَوْا مِنْكُمْ فِى السَّبْتِ فَقُلْنَا لَهُمْ كُوْنُوْا قِرَدَةً خَاسِئِيْنَ ﴿۶۵﴾ تم کو ان لوگوں کا حال معلوم ہوا۔ جنہوں نے تمہیں میں سے روز شنبہ کے بارے میں حد سے تجاوز کیا اور خدا کی نافرمانی کی کہ سنیچر کے روز مچھلی کا شکار کیا تو ہم نے اُن کو کہا ذلیل اور رحمت خدا سے دور نافرمانو بندر بن جاؤ۔ حضرت امام حسن عسکری ع

سورۂ بقرہ آیۃ ۶۶ — خدا کے حکم کے خلاف روز شنبہ (سینچر) کو مچھلی کا شکار کرنے والوں پر عذاب۔

کی تفسیر میں مرقوم ہے (خاسئین کے معنی) ہر شے سے علیحدہ اور دور پھینکے ہوئے
فَجَعَلْنٰهَا نَكَالًا لِّمَا بَيْنَ يَدَيْهَا وَمَا خَلْفَهَا وَمَوْعِظَةً لِّلْمُتَّقِيْنَ ﴿۶۶﴾ اور
ہم نے اُس عذاب کو اُن کے اور بعد کے زمانہ والوں کے لئے ایک زجر
کرنے والی عقوبت بنائی اور متقین کے واسطے نصیحت قرار دی۔ بعضوں نے کہا
ہے کہ ان کا مسخ ہونا عبرت قرار دیا گیا۔ اُن شہروں کے لئے جو ان کے شہر
کے سامنے اور پیچھے تھے اور بعض کا قول ہے وہ ایک عقوبت تھی اُن کاموں
کی جو شکار ماہی سے قبل اور بعد وہ لوگ عمل میں لائے۔ اور حضرت امام جعفر
صادقؑ سے منقول ہے کہ وہ (مسخ ہونا) عبرت ہے ان لوگوں کے لئے جو ان کے
زمانہ میں تھے اور ان کے لئے جو بعد اُن کے پیدا ہوئے اور انہوں نے ان کے
قصے کو سنا جس طرح ہم ان کے واقعات سے نصیحت حاصل کرتے ہیں۔ اور تفسیر
امام حسن عسکریؑ میں مذکور ہے یہ مسخ کرنا جس کے ذریعہ سے ہم نے ان نافرمانوں
کو خوار و ذلیل بنایا اور اپنی رحمت سے دور قرار دیا ایک سزا تھی اور باز رکھنے
والی (نصیحت) تھی ان لوگوں کے لئے جو مسخ سے پہلے ہلاک کرنے والے گناہوں
کے مرتکب ہوتے تھے اور بچانے والی تھی اُس گروہ کو جس نے اُن (گنہگار
مسخ ہونے والوں) کو اُس حالت (مسخ) میں مشاہدہ کیا تاکہ اُن کے ایسے اعمال
قبیحہ نہ بجا لائیں اور نصیحت آمیز تھی پرہیزگاروں کے لئے کہ اُن کی سزا سے
نصیحت حاصل کریں اور حرام امور سے پرہیز کریں اور لوگوں کو نصیحت کریں اُن
گناہوں کے ترک کی جو ایسی سزاؤں کا سبب ہیں پھر حضرت نے فرمایا کہ امام
زین العابدین علیہ السلام نے فرمایا ہے کہ یہ وہ جماعت تھی جو دریا کے کنارے
رہتی تھی اور خدا اور اُس کے رسولوں نے ان کو روز شنبہ (سینچر) کو مچھلی کا شکار
کرنے سے منع کیا تھا لہذا انہوں نے ایک حیلہ بنایا جس سے جو خدا نے حرام کیا
ہے اُسے حلال کریں اور (وہ یہ کہ) انہوں نے دریا کے قریب حوض بنائے اور دریا
سے حوض تک نالیاں اور گڑھے تیار کئے تاکہ حوض میں مچھلیاں آ کر واپس نہ جا سکیں
اور ہفتہ کے روز جب مچھلیاں امان الٰہی میں آ جاتی تھیں اور نالیوں اور سوراخوں
کے ذریعے اُن کے حوضوں اور تالابوں میں داخل ہو جاتی تھیں اور شام کے وقت
چاہتیں کہ دریا میں واپس چلی جائیں اور شکاریوں کے شر سے محفوظ ہو جائیں تو نہیں
جا سکتی تھیں اور رات کو انہیں حوضوں میں قید ہو جاتی تھیں اور ہاتھوں سے بآسانی

پکڑی جا سکتی تھیں اُس گروہ کے لوگ اتوار کو جا کر ان مچھلیوں کو پکڑ لیتے تھے اور کہتے تھے کہ ہم نے سنیچر کو تو شکار کیا نہیں بلکہ اتوار کو شکار کیا ہے اور دشمنان خدا یہ جھوٹ بولتے تھے بلکہ اسی حیلے اور بہانے سے جو روز شنبہ کیا کرتے تھے وہ مچھلیوں کا شکار کرتے رہے اور اسی حال پر مدتوں قائم رہے یہاں تک کہ وہ بہت مالدار ہو گئے۔ اور فارغ البالی کے سبب عیاشی بہت کرنے لگے اور عیش و عشرت سے رہنے لگے۔ وہ سب کے سب اسی ہزار اشخاص تھے اُن میں ایک ہزار آدمی اس طرح شکار کیا کرتے اور باقی لوگ اُن کی اس حرکت کو پسند نہ کرتے تھے جیسا کہ خداوند عالم نے قرآن مجید میں دوسرے مقام پر ارشاد فرمایا ہے۔ وَسْئَلْهُمْ عَنِ الْقَرْيَةِ الَّتِي كَانَتْ حَاضِرَةَ الْبَحْرِ یعنی اے محمدؐ اُن سے (یہودیوں سے) دریافت کرو اُس شہر کا حال جو دریا کے کنارے تھا۔ اِذْ يَعْدُوْنَ فِي السَّبْتِ جبکہ وہ خدا کے حکم سے انحراف کرکے روز شنبہ شکار کے لئے جاتے تھے اِذْ تَأْتِيْهِمْ حِيْتَانُهُمْ يَوْمَ سَبْتِهِمْ شُرَّعًا وَّيَوْمَ لَا يَسْبِتُوْنَ لَا تَأْتِيْهِمْ جب روز ہفتہ اُن کی طرف مچھلیاں آتی تھیں بہت زیادہ تعداد میں اُن کے سر باہر نکلے ہوتے تھے اور دوسرے روز یعنی یکشنبہ کو نہیں آتی تھیں۔ كَذٰلِكَ نَبْلُوْهُمْ بِمَا كَانُوْا يَفْسُقُوْنَ ﴿۱۶۳﴾ اس طرح ہم نے اُن کی بداعمالی کا امتحان لیا۔ وَاِذْ قَالَتْ اُمَّةٌ مِّنْهُمْ لِمَ تَعِظُوْنَ قَوْمَا نِ اللّٰهُ مُهْلِكُهُمْ اَوْ مُعَذِّبُهُمْ عَذَابًا شَدِيْدًا اور یاد کرو اُس وقت کو جبکہ اُن میں سے ایک گروہ نے کہا کہ ایسے لوگوں کو کیا نصیحت کرتے ہو جن کو خدا دنیا میں (ان کی بداعمالی کے سبب) ہلاک کرے گا اور آخرت میں سخت ترین عذاب میں مبتلا فرمائے گا۔ امام علیہ السلام نے فرمایا کہ ہلاک کرنے سے مراد اُن کے مٹا دینے کا عذاب اور دوسری بلائیں ہیں۔ اور فرمایا کہ یہ باتیں بدکار شکار کرنے والے نصیحت کرنے والوں کے جواب میں کہا کرتے تھے۔ اور مشہور یہ ہے کہ وہ تین گروہ تھے ایک گروہ شکار کرتا تھا ایک گروہ ان کو منع کرتا تھا اور ایک گروہ خاموش رہتا تھا۔ نہ خود شکار کرتا نہ منع کرتا اور یہ بات آخری گروہ کہا کرتا تھا۔ قَالُوْا مَعْذِرَةً اِلٰى رَبِّكُمْ وَلَعَلَّهُمْ يَتَّقُوْنَ ﴿۱۶۴﴾ وعظ و پند کرنے والوں نے کہا کہ ہم اس لئے ان کو نصیحت کرتے ہیں کہ اپنے پروردگار کے نزدیک اپنے کو معذور ثابت کر سکیں اور شاید ہماری نصیحتوں سے یہ باز آجائیں اور خدا کی نافرمانی ترک کر دیں۔ فَلَمَّا نَسُوْا مَا ذُكِّرُوْا بِهٖۤ اَنْجَيْنَا الَّذِيْنَ يَنْهَوْنَ عَنِ السُّوْٓءِ وَاَخَذْنَا

سورۃ الاعراف آیت ۱۶۳ تا ۱۶۴

الَّذِينَ ظَلَمُوا بِعَذَابٍ بَئِيسٍ بِمَا كَانُوا يَفْسُقُونَ ﴿١٦٥﴾ تو جب اُن لوگوں نے فراموش کر دیا جو اُن کو یاد دلایا گیا اور وہ لوگ نصیحت پذیر نہ ہوئے تو ہم نے ان لوگوں کو جو نصیحت کرنے والے تھے نجات دی اور اُن کو سخت عذاب میں گرفت کر لی جو اپنے اوپر ظلم ڈھاتے رہے ان کی نافرمانی و بداعمالی کے سبب سے۔ فَلَمَّا عَتَوْا عَن مَّا نُهُوا عَنْهُ قُلْنَا لَهُمْ كُونُوا قِرَدَةً خَاسِئِينَ ﴿١٦٦﴾ تو انہوں نے حد سے تجاوز کیا اور اس سے باز نہ آئے جس سے اُن کو روکا جا رہا تھا تو ہم نے اُن سے کہا رحمت خدا سے دور رہو اور بندر بن جاؤ۔ پھر حضرت امام زین العابدینؑ نے فرمایا جب ان دس ہزار آدمیوں نے دیکھا جو خدا کے مطیع اور اُن کو نصیحت کرنے والے تھے کہ اُن ستر ہزار اشخاص نے ان کی نصیحت قبول نہ کی اور خدا کی جانب سے نزولِ عذاب کی پروا نہیں کرتے تو ان سے کنارہ کش ہو گئے اور اُن کے درمیان سے نکل کر دوسرے شہر میں چلے گئے جو اُن کے شہر سے قریب تھا اور وہیں مقیم ہوئے تاکہ ایسا نہ ہو کہ اگر عذاب اُن نافرمانوں پر نازل ہو تو ان کو بھی گھیر لے۔ تو اُسی وقت اُن پر عذاب الٰہی نازل ہوا اور سب بندر بن گئے اور اُن کے شہر کا دروازہ بند تھا اور کوئی باہر نہیں نکل سکتا تھا اور نہ باہر سے کوئی شہر میں داخل ہو سکتا تھا۔ جب دوسرے شہروں کے لوگوں نے یہ حال سُنا آئے اور شہر کی دیواروں پر چڑھے تو دیکھا کہ ان کے مرد و عورت سب بندر ہو گئے ہیں اور گھوم رہے تھے۔ پھر اُس کے بعد شہر میں داخل ہوئے اور وہ لوگ بھی جو نصیحت کیا کرتے تھے شہر میں آئے اور اپنے دوستوں عزیزوں اور رشتہ داروں کے پاس پہنچے۔ پوچھتے تھے کہ تم فلاں ہو تم فلاں ہو تم فلاں ہو۔ یہ سُن کر اُن کی آنکھوں سے آنسو بہنے لگتے اور وہ سر ہلا کر اشارہ کرتے کہ ہاں ہم وہی ہیں۔ غرض وہ سب تین روز تک زندہ رہے پھر خدا نے ان پر ہوا اور بارش بھیجی۔ جس نے اُن کو دریا میں ڈال دیا اور ہلاک کر دیا اور مسخ ہونے والوں میں ایک بھی تین روز کے بعد زندہ اور باقی نہ رہا اور ان (بندروں کو جن) کو تم دیکھتے ہو اُنہی کی نسل سے ان کی صورت پر پیدا ہوئے ہیں۔ غرض حضرت امام زین العابدینؑ نے فرمایا کہ صرف مچھلی کے شکار کی وجہ سے اس جماعت کا یہ حال ہوا پھر ان لوگوں کا حشر پیش خدا کیا ہو گا جنہوں نے فرزندان پیغمبر کو قتل کیا اور اُن کی ہتک حرمت کی خدا نے اگرچہ دنیا میں ان کو مسخ نہیں کیا لیکن

وہ عذاب جو ان کے لئے آخرت میں مہیا کر رکھا ہے (اس مسخ کے عذاب سے) ہزاروں گنا سخت اور زیادہ ہوگا۔ پھر فرمایا کہ جس گروہ نے روز شنبہ کے بارے میں سرکشی کی اگر محمدؐ و آل محمدؐ کے انوار سے توسل کرتے تو اس معصیت میں مبتلا نہ ہوتے اور اگر وہ لوگ جو ان کو نصیحت کیا کرتے تھے۔ خدا سے بہ تصدق محمدؐ و آل محمدؐ دعا کرتے کہ وہ ان کو گناہوں سے باز رکھے بیشک ان کی دعا مستجاب ہوتی لیکن ان لوگوں نے دعا نہیں کی اور وہ امر ظاہر ہوا جسے خدا نے لوح محفوظ میں لکھ دیا تھا۔

حضرت امام جعفر صادقؑ سے حدیث معتبر میں منقول ہے کہ خدا نے یہودیوں کو حکم دیا کہ روز جمعہ دنیا کے کاموں کو ترک کر دیا کرو۔ انہوں نے قبول نہ کیا بلکہ بجائے جمعہ روز شنبہ کو اختیار کیا (اور سنیچر کے روز دنیا کے کاموں میں مشغول نہ ہوتے تھے) اس سبب سے خدا نے ان پر روز شنبہ شکار کو حرام کر دیا تھا۔

دوسری حدیث معتبر میں فرمایا کہ حق تعالیٰ نے بنی اسرائیل کے ایک گروہ کو مسخ کیا وہ دریا میں پھینک دیئے گئے اور جری اور مارماہی اور دریا کے تمام مسخ شدہ حیوانات انہی میں سے ہیں اور کچھ لوگ صحرا میں ہنکا دیئے گئے جو سور بندر۔ دراسو اور سوسمار اور جنگلی تمام مسخ شدہ حیوانات ان میں سے ہیں۔

علی ابن ابراہیم نے روایت کی ہے کہ خدا نے اصحاب سبت کو اس قدر مہلت دی کہ وہ کثرت سے بڑھ گئے اور بہت مال و دولت والے ہو گئے اور کہنے لگے کہ روز شنبہ کو شکار ہمارے لئے حلال ہے۔ ہم سے پہلے والوں کے لئے حرام تھا۔ اس لئے کہ جب سے ہم روز شنبہ شکار کرنے لگے ہیں ہم میں نعمت و مال و دولت کی کثرت ہو گئی اور صحت و تندرستی بھی زیادہ ہو گئی ہے۔ غرض ایک رات جبکہ وہ لوگ غفلت میں (پڑے سو رہے) تھے خدا نے ان کی گرفت کی (اور عذاب میں مبتلا کیا)۔

انہی سے روایت ہے کہ وہ لوگ بنی اسرائیل میں سے تھے اور دریا سے قریب ایک شہر میں آباد تھے اور دریا کی مد و جزر کی وجہ سے پانی شہر میں اور ان کے کھیتوں میں داخل ہو جاتا اور مچھلیاں ان کے کھیتوں کے آخری حصہ تک روز شنبہ کو آجاتی تھیں۔ روز یکشنبہ کو نہیں آتی تھیں۔ وہ لوگ سنیچر کو اپنی نہروں میں جال لگا دیتے۔ جب پانی کم ہو جاتا مچھلیاں جالوں اور نہروں میں رہ جاتیں۔ تو وہ مچھلیوں کو اتوار کے روز پکڑ لیتے۔ ان کے عالموں نے ان کو ہر چند نصیحت کی اور اس حرکت سے باز رکھنے

کی کوشش کی مگر وہ نہ مانے آخر وہ سب مسخ ہو کر سور اور بندر بن گئے۔ اور روز شنبہ کو مچھلی کا شکار ان کے لئے اس وجہ سے حرام کر دیا گیا تھا کہ تمام مسلمانوں اور غیروں کی عید روز جمعہ کو ہوتی تھی۔ یہودیوں نے اس کی مخالفت کی اور سنیچر کو اپنی عید قرار دی تو خدا نے اُن پر روز شنبہ مچھلی کا شکار حرام کر دیا اور (اس کی مخالفت کی وجہ سے) وہ سب سوّر اور بندر ہو گئے۔

اور انہی (علی ابن ابراہیم) سے بسند حسن اور دوسروں سے بسند صحیح امام محمدؑ باقرؑ سے روایت ہے کہ حضرت نے فرمایا کہ امیر المومنینؑ کی کتاب میں مندرج ہے کہ اہل بصرہ سے ایک جماعت قوم ثمود سے تھی اور خداوند عالم ان کے امتحان کے لئے سنیچر کے روز بہت مچھلیاں ان کی طرف بھیجتا جو ان کے گھروں کے دروازوں تک پہنچ جاتی تھیں اور ان کے تمام حوضوں اور نہروں میں داخل ہو جاتی تھیں۔ دوسرے دنوں میں نہیں آتی تھیں تو اس جماعت کے بیوقوفوں اور بے عقلوں نے ان مچھلیوں کا شکار کرنا شروع کر دیا اور ایک مدت تک کرتے رہے۔ علما اور عابد لوگ ان کو منع کرتے تھے یہاں تک کہ شیطان اُن کے ایک گروہ کے پاس آیا اور کہا کہ خدا نے تم کو مچھلیاں کھانے سے روکا نہیں ہے اور نہ روز شنبہ شکار کرنے سے منع کیا ہے۔ لہٰذا روز شنبہ شکار کیا کرو اور دوسرے دنوں میں ان کو کھایا کرو۔ تو ان میں تین گروہ ہو گئے ایک نے کہا کہ ہم شنبہ کو شکار کریں گے کیونکہ حلال ہے۔ ایک گروہ نے حق کی متابعت کی اور کہا کہ ہم تم کو شکار سے منع کرتے ہیں خدا کے حکم کے خلاف مت کرو۔ اور ایک گروہ نہ شکار کرتا تھا نہ ان کو منع کرتا تھا اور اُس گروہ سے کہتا کہ ایسی جماعت کو پند و موعظہ کیوں کرتے ہو جن کو خدا ہلاک کرے گا یا سخت عذاب میں مبتلا فرمائیگا تو (ایک مرتبہ) وہ لوگ جو نصیحت کیا کرتے تھے کہنے لگے آج شب خدا کی قسم ہم اس شہر سے چلے جائیں گے جس میں خدا کی نافرمانی کی جاتی ہے ایسا نہ ہو کہ ان پر بلائیں نازل ہوں اور ہم بھی ان کے لپیٹ میں آ جائیں۔ چنانچہ وہ لوگ اُس شہر سے قریب ایک صحرا میں چلے گئے اور زیر آسمان سو رہے صبح کو شہر کی طرف چلے تاکہ ان گنہگاروں کا حال معلوم کریں۔ جب وہاں پہنچے دیکھا شہر کا دروازہ بند ہے ہر چند کھٹکھٹایا کوئی جواب نہ ملا اور کسی آدمی کی آواز نہ آئی بلکہ چند جانوروں کی سی آوازیں اُن کے کانوں میں پہنچتی رہیں تو ایک سیڑھی لا کر شہر کی دیوار پر لگائی اور ایک آدمی کو چڑھایا جب اُس نے شہر کے اندر جھانک کر دیکھا

تو معلوم ہوا کہ سب کے سب بندر ہو گئے ہیں ان کی دُمیں پیدا ہو گئی ہیں اور وہ بندروں کی طرح چیخ رہے ہیں تو لوگوں نے دروازہ کو توڑا اور شہر میں داخل ہوئے تو بندروں نے اپنے عزیزوں کو پہچانا اور اُن کے پاس آئے لیکن وہ انسان اپنے عزیزوں کو جو بندر ہو گئے تھے نہ پہچان سکے، پھر ان لوگوں نے کہا کہ کیا ہم نے تم کو خدا کی نافرمانی کرنے سے منع نہیں کیا تھا۔

دوسری روایت میں وارد ہوا ہے کہ جو لوگ شکار کیا کرتے تھے وہ تو بندر بنا دیئے گئے اور جو لوگ شکار نہیں کرتے تھے اور شکار کرنے والوں کو منع بھی نہیں کرتے تھے وہ چیونٹیوں کی شکل میں مسخ کر دیئے گئے۔ اس لیے کہ خدا کے حکم کو حقیر سمجھ رہے تھے۔

دوسری حدیث میں امیرالمومنینؑ سے منقول ہے کہ ایک شہر دریا کے کنارے پر واقع تھا وہاں کے رہنے والوں نے اپنے پیغمبر سے کہا کہ دعا کرو کہ خدا ہم کو جُرّیث بنا دے اور وہ ایک چھلکے دار مچھلی ہوتی ہے جب رات ہوئی تو وہ شہر دریا میں غرق ہو گیا اور اُس کے تمام رہنے والے بڑی بڑی جُرّیث مچھلیاں بن گئے کہ جن کے منہ میں ایک سوار مع گھوڑے کے داخل ہو سکتا تھا۔

دوسری روایت میں منقول ہے کہ ایک روز کچھ اہل کوفہ حضرت علیؑ کی خدمت میں آئے اور عرض کی یا امیرالمومنینؑ ہمارے بازاروں میں مار ماہی اور جُرّیث مچھلیاں فروخت ہوتی ہیں حضرت نے تبسّم کرتے ہوئے فرمایا اٹھو میرے ساتھ آؤ تو تم کو ایک عجیب امر کا مشاہدہ کراؤں۔ تاکہ اپنے پیغمبرؐ کے وصیؑ کے بارے میں سخن نیک تمہاری زبانوں پر جاری ہو۔ حضرت ان لوگوں کو فرات کے کنارے لائے اور اپنے آب دہن کو فرات میں ڈالا اور کچھ فرمایا تو ایک بڑی جُرّیث مچھلی نے سر پانی سے نکالا اور اپنا منہ کھولا حضرت نے اُس سے پوچھا تو کون ہے تجھ پر اور تیری قوم پر افسوس ہے۔ اُس نے کہا ہم اُس شہر کے رہنے والوں میں سے ہیں جو دریا کے کنارے واقع تھا جس کا ذکر خدا نے قرآن میں فرمایا ہے۔ خدا نے آپ کی ولایت کی ہم کو تاکید فرمائی اور ہم نے قبول نہ کی تو خدا نے ہم کو مسخ کر دیا۔ ہم میں سے کچھ تو دریا میں ڈال دیئے گئے اور کچھ صحرا میں پھینک دیئے گئے۔ دریا میں تو ہماری قسم کی مچھلیاں ہیں یعنی مار ماہی اور جُرّیث۔ اور جنگل میں جو بھیجے گئے سوسمار اور چوہے بنا دیئے گئے اسوقت حضرت نے اپنے اصحاب کی جانب رُخ کیا اور فرمایا تم نے سُنا؟ عرض کی ہاں یا حضرت۔ سُنا۔ حضرت

نے فرمایا اُس خدا کی قسم جس نے محمدؐ کو پیغمبر بنا کر بھیجا کہ یہ مچھلیاں (جُریث) مثل عورتوں کے حائض ہوتی ہیں۔ [1]

بائیسواں باب

حضرت سلیمانؑ کے حالات

اس میں چند فصلیں ہیں۔

فصل اوّل حضرت سلیمان کے فضائل و کمالات اور آپ کے معجزات کا مجمل تذکرہ۔ حق تعالیٰ نے قرآن مجید میں ارشاد فرمایا ہے۔ وَ لِسُلَیْمٰنَ الرِّیْحَ عَاصِفَةً تَجْرِیْ بِاَمْرِهٖۤ اِلَى الْاَرْضِ الَّتِیْ بٰرَكْنَا فِیْهَا ؕ وَ كُنَّا بِكُلِّ شَیْءٍ عٰلِمِیْنَ ﴿۸۱﴾ اور ہم نے سلیمان کے لئے ہوا کو مسخر کیا اُس حال میں جبکہ وہ بہت سخت و تیز ہوتی تھی اور اس کے حکم سے جاری ہوتی تھی اُس زمین پر جس میں ہم نے برکت نازل کی تھی اور ہم ہر شے سے واقف و آگاہ ہیں۔ علی بن ابراہیم نے روایت کی ہے کہ وہ زمین مبارک شام و بیت المقدس کی ہے۔ وَ مِنَ الشَّیٰطِیْنِ مَنْ یَّغُوْصُوْنَ لَهٗ وَ یَعْمَلُوْنَ عَمَلًا دُوْنَ ذٰلِكَ ۚ وَ كُنَّا لَهُمْ حٰفِظِیْنَ ﴿۸۲﴾ اور دیو اور شیطانوں کا ایک گروہ تھا جو دریا میں غوطہ لگا کر ان کے لئے عمدہ چیزیں (لولو و مرجان) نکالتا تھا اس کے علاوہ اور کام بھی کرتا تھا مثل شہروں کے بنانے قصروں کے تیار کرنے پہاڑوں کو کھودنے اور عجیب و غریب صنعتیں تیار کرنے کے اور ہم اُن کی حفاظت کرنے والے تھے اس سے کہ وہ سلیمان کی نافرمانی کریں یا کسی کو کوئی اذیت پہنچائیں۔ وَ وَرِثَ

سورۂ انبیاء پ ۱۷ آیت ۸۱ و ۸۲

---

[1] مولف فرماتے ہیں کہ ظاہری مفہوم حدیث اور مفسروں کے مابین مشہور یہ ہے کہ وہ مسخ شدہ بشکل جریث مچھلی اہل بصرہ سے تھے اور بعض کہتے ہیں کہ اہل طبریہ سے تھے اور بظاہر حدیث سے مستفاد ہے کہ وہ لوگ حضرت داؤدؑ کے زمانہ میں تھے اور بعض حدیثوں سے معلوم ہوتا ہے کہ بعض سور بنا دیئے گئے اور بعض بندر اور بعض کا قول ہے کہ ان کے جوان تو بندر بنا دیئے گئے اور اُن کے بوڑھے سور کی شکل میں مسخ ہوئے۔ ۱۲

سُلَیْمَانُ دَاوُدَ اور سلیمان نے داؤد کی میراث پائی مال اور علم پیغمبری کی۔ وَقَالَ یَآ اَیُّهَا النَّاسُ عُلِّمْنَا مَنْطِقَ الطَّیْرِ وَاُوْتِیْنَا مِنْ کُلِّ شَیْءٍ اِنَّ هٰذَا لَهُوَ الْفَضْلُ الْمُبِیْنُ ۝ اور سلیمان نے کہا کہ لوگو ہم کو جانوروں (پرندوں) کی زبان تعلیم کی گئی ہے اور ہر شے میں سے حصہ عطا کیا گیا ہے اور بیشک یہ خدا کا فضل عظیم ہے۔ پھر خدا نے فرمایا ہے۔ وَلِسُلَیْمٰنَ الرِّیْحَ غُدُوُّهَا شَهْرٌ وَّرَوَاحُهَا شَهْرٌ اور ہم نے ہوا کو سلیمانؑ کیلئے مسخر کیا جو صبح کو ایک مہینے کی راہ طے کرتی تھی اور شام کو ایک مہینے کی راہ طے کرتی تھی وَاَسَلْنَا لَهٗ عَیْنَ الْقِطْرِ اور ہم نے ان کے لئے تانبے کا چشمہ جاری کیا۔ بیان کیا جاتا ہے کہ تین شبانہ روز تانبا پانی کی طرح جاری تھا اور اب بھی جو تانبا پایا جاتا ہے اُسی تانبے میں سے ہے وَمِنَ الْجِنِّ مَنْ یَّعْمَلُ بَیْنَ یَدَیْهِ بِاِذْنِ رَبِّهٖ اور ہم نے جنوں کو اُن کا تابع بنایا جو اُن کی خدمت میں رہ کر خدا کے حکم اور اجازت سے کام کیا کرتے تھے۔ وَمَنْ یَّزِغْ مِنْهُمْ عَنْ اَمْرِنَا نُذِقْهُ مِنْ عَذَابِ السَّعِیْرِ۔ اور جنوں میں جو بھی ہمارے حکم کے خلاف ان کی نافرمانی کرتا تھا ہم اس کو آخرت یا دنیا کی جلانے والی روشن آگ کا مزہ چکھاتے تھے چنانچہ بیان کیا جاتا ہے کہ خدا نے ایک فرشتے کو اُن پر موکل کیا تھا جس کے ہاتھ میں آگ کا تازیانہ تھا جو حضرت سلیمانؑ کے حکم کی تعمیل نہیں کرتا تھا وہ فرشتہ اس کو تازیانہ سے مارتا تھا کہ وہ جل جاتا تھا یَعْمَلُوْنَ لَهٗ مَا یَشَآءُ مِنْ مَّحَارِیْبَ وَتَمَاثِیْلَ وَجِفَانٍ کَالْجَوَابِ وَقُدُوْرٍ رّٰسِیٰتٍ جن اُن کے لئے قصر اور بلند عمارتیں اور صورتیں مثل حوض کے بڑے بڑے پیالے اور بڑی دیگیں بناتے اور اُن کو زمین میں نصب کر دیا تھا کہ لوگ ان کو حرکت نہیں دے سکتے نہ اکھاڑ سکتے تھے۔ اِعْمَلُوْٓا اٰلَ دَاوٗدَ شُکْرًا وَقَلِیْلٌ مِّنْ عِبَادِیَ الشَّکُوْرُ ۝ اور ہم نے کہا کہ اے آلِ داؤد ان نعمتوں کے شکر میں عمل نیک کرو اور عبادت بجا لاؤ اور شکر کرنے والے بندے تو بہت کم ہیں۔ دُوسری جگہ ارشاد فرمایا ہے کہ وَلَقَدْ فَتَنَّا سُلَیْمٰنَ وَاَلْقَیْنَا عَلٰی کُرْسِیِّهٖ جَسَدًا ثُمَّ اَنَابَ ۝ بیشک ہم نے سلیمانؑ کا امتحان لیا اور کرسی پر ایک جسم کو ڈال دیا تو انہوں نے ہماری بارگاہ میں توبہ و انابت کی قَالَ رَبِّ اغْفِرْ لِیْ وَهَبْ لِیْ مُلْکًا لَّا یَنْۢبَغِیْ لِاَحَدٍ مِّنْۢ بَعْدِیْ اِنَّکَ اَنْتَ الْوَهَّابُ ۝ سلیمانؑ نے دُعا کی اے پالنے والے مجھ کو بخشدے اور مجھ کو ایسی بادشاہی اور ایسا ملک عطا فرما کہ پھر میرے بعد کسی کے لئے ایسی حکومت سزاوار نہ ہو اور بیشک تو بڑا عطا کرنے والا ہے فَسَخَّرْنَا

آیت ۳۶ تا ۳۸ سورۂ ص پ ۲۳

لَهُ الرِّيحَ تَجْرِي بِأَمْرِهِ رُخَاءً حَيْثُ أَصَابَ ﴿٣٦﴾ پھر ہم نے اُن کے لئے ہوا کو مسخر کیا جو ان کے حکم سے جہاں وہ چاہتے تھے نرم اور مناسب طور پر جاری ہوتی تھی۔ کہا جاتا ہے کہ پہلے ہوا بہت تیز چلتی تھی اور بساط سلیمان کو زمین سے اُٹھاتی تھی اور جب وہ بلند ہو جاتی تو نرم رفتار سے چلتی بعض کہتے ہیں کہ کبھی تیز چلتی اور کبھی آہستہ اور بعض کا قول ہے کہ تیز چلتی اور ہموار رواں ہوتی اور بعض کہتے ہیں کہ ہموار چلنے سے کنایہ ہے کہ حضرت سلیمان کی فرمانبردار تھی۔ وَالشَّيَاطِينَ كُلَّ بَنَّاءٍ وَغَوَّاصٍ ﴿٣٧﴾ وَآخَرِينَ مُقَرَّنِينَ فِي الْأَصْفَادِ ﴿٣٨﴾ اور ہم نے ان کا مسخر دیووں کو کیا جو عمارتیں تعمیر کرتے تھے اور دریا میں غوطہ لگا کر جواہرات نکال لیتے تھے اور دوسرے سرکش) دیووں پر ان کو اختیار و قابو دے دیا جو زنجیروں میں بندھے رہتے تھے یعنی سرکش یا کافر دیووں کو جو دو تین اور اس سے زیادہ کو ایک دوسرے کے ساتھ زنجیر میں کھینچتے تھے۔ هَٰذَا عَطَاؤُنَا فَامْنُنْ أَوْ أَمْسِكْ بِغَيْرِ حِسَابٍ ﴿٣٩﴾ ہم نے سلیمانؑ سے کہا کہ یہ تم پر ہماری بخشش و احسان ہے چاہو لوگوں کو عطا کرو یا محفوظ رکھو قیامت کے روز تم سے اس کا کچھ حساب نہیں لیا جائے گا۔

آیت ۳۹ ایضاً

حضرت سلیمانؑ کا تخت اور حشم و خدم

شیخ طبرسی نے روایت کی ہے کہ شیاطین نے حضرت سلیمانؑ کے لئے سونے اور ریشم کا ایسا تخت بنایا تھا جو ایک فرسخ لمبا چوڑا تھا (یعنی ۳½ میل) اور حضرت کے لئے سونے کا ایک منبر اُس تخت کے وسط میں تیار کیا تھا جس پر وہ بیٹھتے تھے اور اس کے چاروں طرف سونے اور چاندی کی تین ہزار کرسیاں تھیں۔ سونے کی کرسیوں پر پیغمبران وقت اور چاندی کی کرسیوں پر علماء بیٹھتے تھے اور ان کے گرد تمام انسان شیاطین اور جن کھڑے ہوتے اور پرندے اپنے پروں سے ان سب کے سروں پر سایہ کرتے تھے۔ بادِ صبا اُس بساط کو لے کر فضا میں چلتی اور صبح سے شام تک ایک مہینے کی راہ طے کرتی اور شام سے صبح تک ایک مہینے کی راہ طے کرتی۔

دوسری روایت میں حضرت امام محمد باقرؑ سے روایت ہے کہ خدا نے مشرق و مغرب کی سلطنت حضرت سلیمانؑ کو عطا کی انہوں نے سات سو برس اور سات مہینے تک تمام دنیا پر حکومت کی تمام انس و جن، دیو اور شیاطین، چرند و پرند اور درندے ان کے محکوم تھے اور خدا نے ان کو ہر شے کا علم تعلیم فرمایا تھا۔ ان کے زمانہ میں عجیب عجیب صنعتیں پیدا ہوئیں جو یادگار ہیں۔ [1]

[1] مولف فرماتے ہیں کہ یہ حدیث حضرت سلیمان کی عمر اور ان کے تمام دنیا کے مالک ہونے کے بارے میں غریب ہے اور یہ دونوں حدیثیں دوسری حدیثوں کے خلاف ہیں۔ واللہ اعلم ۱۲

نیز روایت ہے کہ آنحضرت کا لشکر سو۱۰۰ فرسخ کے فاصلہ میں آتا تھا۔ پچیس فرسخ میں
آدمی ہوتے تھے۔ پچیس میں جن، پچیس فرسخ میں جانوران صحرائی اور پچیس میں مرغان ہوا
ہوتے تھے۔ اور ہزار گھر شیشے اور لکڑی کے اوپر بنائے تھے جن میں تین سو
نکاحی عورتیں اور سات سو کنیزیں رہتی تھیں۔ حضرت سخت ہوا کو حکم دیتے جو ان
مکانات کو زمین سے بلند کرتی پھر نرم ہوا کو حکم دیتے تو وہ آہستہ آہستہ لے چلتی۔
غرض خدا نے زمین و آسمان کے درمیان ان کو وحی کی تمہاری بادشاہی میں ہم نے یہ
اور اضافہ کیا کہ کوئی کہیں پر کوئی بات کریگا اسے ہوا تم تک پہنچا دیا کرے گی۔

ثعلبی نے روایت کی ہے کہ جب سلیمانؑ بساط پر سوار ہوتے تھے اپنے اہل خانہ
کو اور خدمت گاروں اور منشیوں کو اور اپنے تمام لشکر کو اپنے ساتھ لے جاتے۔ یہ
لوگ چھتوں پر ایک دوسرے کے سامنے اپنے درجوں میں کنارے کنارے ہوتے
اور حضرت کا باورچی خانہ لوہے کے تنوروں سمیت ہمراہ ہوتا اور بڑی دیگیں ہوتیں جن
میں ایک ساتھ بیس اونٹ کا گوشت پکایا جاتا اور جلسہ گاہ کے سامنے چہارپایوں کے
واسطے میدان ہوتا تھا جس میں وہ چرا کرتے تھے۔ باورچی کھانا پکانے میں مشغول رہتے
اور کاریگر لوگ اپنے کاموں میں لگے رہتے اور گھوڑے حضرت کے سامنے بندھے ہوتے
اور بساط ہوا پر رواں ہوتی۔ ایک روز اصطخر شیراز سے یمن کی طرف گئے اور مدینہ طیبہ
سے گذرے تو حضرت سلیمانؑ نے فرمایا کہ یہ پیغمبرؐ آخرالزمان کی ہجرت کی جگہ ہے کیا
کہنا ہے اس کا جو حضرت پر ایمان لائے اور آپ کی متابعت کرے۔ جب مکہ معظمہ سے
گذرے بتوں کو دیکھا کہ کعبہ کے گرد رکھے ہوئے ہیں۔ حضرت سلیمانؑ کو دیکھ کر کعبہ
نے گریہ کیا خدا نے اس پر وحی کی کہ کیوں روتا ہے کعبہ نے عرض کی کہ پالنے والے تیرا
ایک پیغمبر اور تیرے دوستوں کی جماعت میرے پاس سے گذری اور نہ میرے پاس
اترے نہ نماز پڑھی۔ اور کفار میرے چاروں طرف بتوں کو رکھے ہوئے ان کی
پرستش کرتے ہیں۔ تو خدا نے وحی کی کہ گریہ مت کر بہت جلد تیری زمین کو سجدہ کرنے
والوں کی پیشانیوں سے بھردوں گا اور قرآن نازل کروں گا اور آخر زمانہ میں ایک
پیغمبر کو بھیجوں گا جو میرے تمام پیغمبروں میں برتر ہوگا اور ایک گروہ کو مقرر کروں گا
جو تجھے آباد رکھیں گے اور فریضہ حج ان پر واجب قرار دوں گا کہ اطراف عالم سے
تیری طرف آئیں گے جس طرح پرندے اپنے گھونسلوں کی طرف دوڑتے ہیں۔ اور
جس طرح اونٹنی اپنے بچے کی جانب رجوع ہوتی ہے اور تجھ کو بتوں اور بت پرستوں

سے پاک کر دوں گا۔

روایت ہے کہ جب سلیمانؑ اپنے پدر بزرگوار کے بعد بادشاہ ہوئے۔ آپ کے حکم سے ایک تخت نہایت عمدہ اور نادر بنایا گیا تاکہ اُس پر بیٹھ کر آپ لوگوں کے درمیان فیصلہ کیا کریں اور کوئی باطل پسند اور ناحق گواہی دینے والا اُس کے قریب جانے سے ڈرے اور جھوٹ نہ کہے اور غلط دعویٰ نہ کرے اور جھوٹی گواہی نہ دے۔ وُہ تخت ہاتھی دانت کا بنایا گیا اُس میں یاقوت و مروارید و زبرجد اور قسم قسم کے جواہرات جڑے گئے اور اُس کے گرد سونے کے چار درخت لگائے گئے جن کے گچھے یاقوت سُرخ اور سبز زمرد کے تھے اور دو درختوں پر دو مور سونے کے بنائے گئے اور دو درختوں پر ان موروں کے مقابل دو گدھ سونے کے تیار کئے گئے اور تخت کے دو طرف سونے کے دو شیر بنائے گئے جن کے سروں پر زمرد کے گرز تھے اور اُن چاروں درختوں پر طلائے سُرخ کے انگور کے درخت بنائے گئے جن کے گچھے یاقوت سُرخ کے تھے۔ وُہ انگور کی بیلیں اور وہ چاروں درخت تخت پر سایہ افگن تھے۔ جب حضرت سلیمانؑ اُس تخت پر بیٹھنا چاہتے تھے اور پہلے زینے پر قدم رکھتے تو وُہ پورا تخت چکی کی طرح گردش کرتا اور وہ گدھ اور مور اپنے پروں کو کھول دیتے اور شیر زمین سے اپنا پیٹ لگا کر چاروں ہاتھ پیر پھیلا دیتے اور اپنی دُمیں ہلانے لگتے اسی طرح جس جس پایہ پر پیر رکھتے تخت گردش کرتا اور شیر وغیرہ اسی طرح عمل کرتے یہاں تک کہ حضرت تخت پر پہنچ جاتے اور بیٹھتے۔ وُہ دونوں گدھ حضرت کے سر پر تاج رکھتے اور وہ تخت مع اُن درختوں اور پرندوں کے گردش میں آتا اور پرندے اپنی منقاروں سے اُن حضرت پر مشک و عنبر چھڑکتے اور وہ کبوتر جو سونے اور جواہرات سے تیار کیا ہُوا تخت کے پائے میں آراستہ کیا ہوا رہتا تھا حضرت کے ہاتھ میں توریت دیتا اور وہ لوگوں کے سامنے اس کو پڑھتے پھر لوگ حضرت کے سامنے حاضر ہوتے اور بنی اسرائیل کے بڑے بڑے لوگ (صاحبان علم وفضل) حضرت کی داہنی جانب سونے کی کرسیوں پر بیٹھتے پھر پرندے ان کے سروں پر اپنے پروں سے سایہ کرتے پھر کوئی شخص اگر کسی پر دعوےٰ کرتا اور حضرت سلیمانؑ اُس سے گواہ طلب فرماتے تو تخت اپنے تمام لوازمات کے ساتھ گردش کرتا اور شیر اپنی دُمیں زمین پر مارنے لگتے اور مرغان مرصع اپنے پروں کو کھول دیتے۔ اُس وقت مدعیوں اور گواہوں پر ایک زبردست رُعب پڑتا۔ جس سے حقیقت کے

خلاف کچھ نہ کہہ سکتے۔ ؎۱

احادیث معتبرہ میں حضرت صادقؑ سے منقول ہے کہ تصویریں جن کا ذکر خدا نے قرآن میں فرمایا ہے جن کو حضرت سلیمانؑ کے لئے بناتے تھے وہ مردوں اور عورتوں کی نہ تھیں بلکہ درختوں کی اور انہیں کے مانند تصویریں ہوتی تھیں۔

بسند صحیح حضرت امام محمد باقرؑ سے منقول ہے کہ حضرت سلیمانؑ کی سلطنت بلاد اصطخر سے شام کے شہروں تک تھی۔ ؎۲

بسند معتبر حضرت موسیٰؑ بن جعفر سے منقول ہے کہ خدا نے کسی پیغمبر کو مبعوث نہ فرمایا مگر یہ کہ وہ صاحب عقل ہوتا تھا اور بعض عقل میں بعض پیغمبروں سے کامل تر ہوتے تھے اور حضرت داؤدؑ نے حضرت سلیمانؑ کو جب تک ان کی عقل کی آزمائش نہ کرلی۔ خلیفہ نہیں بنایا اور سلیمانؑ جب خلیفہ ہوئے تیرہ برس کے تھے اور آپ کی بادشاہی کی مدت چالیس سال تھی۔ اور ذوالقرنین جب بادشاہ ہوئے بارہ سال کے تھے اور انہوں نے تیس برس حکومت کی۔

بسند معتبر منقول ہے کہ حضرت صادقؑ سے لوگوں نے قول خداوند تعالےٰ "اے آل داؤد شکر کرو" کی تفسیر پوچھی فرمایا کہ آل داؤد اسّی مرد اور ستر عورتیں تھیں جن میں سے کسی نے ایک روز بھی اپنی عبادت کے معمول میں فرق نہ آنے دیا۔ حضرت داؤدؑ کے بعد جب حضرت سلیمانؑ بادشاہ ہوئے تو آپ نے فرمایا کہ اے لوگو! خدا نے مجھے پرندوں کی زبان سکھائی ہے اور آدمیوں اور جنوں کو میرا تابع بنایا ہے۔ حضرت سلیمانؑ ہر بادشاہ کو جو زمین کے کسی حصہ میں ہوتا اور اس کی خبر آپ کو ہوتی تو آپ مع لشکر کے اُس کی طرف جاتے اور اس کو اپنا تابع و فرمانبردار بنا کر اپنے دین میں شامل کر لیتے تھے۔ خدا نے ہوا کو اُن کا مسخر قرار دیا تھا۔ جب وہ اپنی مجلس میں تشریف رکھتے پرندے آپ کے سر پر اپنے پروں سے سایہ کرتے اور انس و جن آپ کی خدمت میں صف بستہ حاضر رہتے۔ جب کہیں مع

؎۱ مولف فرماتے ہیں کہ یہ تمام امور جو اس روایت میں بیان کئے گئے وہ سب عامہ کی روایت کے موافق ہیں اور مفسروں نے کہا ہے کہ حضرت سلیمانؑ کی شریعت میں حیوانوں کی صورتیں بنانا حرام نہ تھا اس امت کے لئے حرام قرار دیا گیا ہے۔ ۱۲

؎۲ مولف فرماتے ہیں کہ ممکن ہے ابتدا میں حضرت کی بادشاہی اسی حد تک رہی ہو۔ ۱۲

لشکر کے جنگ کے لیے جانا چاہتے بساط کے کنارے پر لکڑی کا ایک مقام حضرت کے لیے تیار کیا جاتا۔ اور بساط میں لشکر۔ چوپائے اور آلات چوبی سب جو کچھ ضروری ہوتا مہیا کیا جاتا۔ پھر حضرت ہوائے سخت کو حکم دیتے وہ بساط کے نیچے داخل ہو کر بساط کو اُٹھاتی اور جس جگہ حکم فرماتے لے جاتی اور صبح کو ایک مہینے کی راہ اور شام کو ایک مہینہ کی راہ طے کرتی۔ موثق سند سے جو مثل صحیح کے ہے حضرت امیرالمومنینؑ سے منقول ہے کہ ایک روز حضرت سلیمانؑ بیت المقدس سے نکلے اور اپنی بساط پر بیٹھے داہنی جانب تین لاکھ کرسیوں پر آدمی اور اسی طرح بائیں جانب تین لاکھ کرسیوں پر جن بیٹھے تھے اور حضرت کے حکم سے پرندے سب کے سروں پر سایہ کیے ہوئے تھے۔ حضرت نے ہوا کو حکم دیا اس نے بساط کو اُٹھایا اور مدائن میں لائی اور مدائن سے اُٹھایا تو رات اصطخر شیراز میں بسر کی صبح کو حکم دیا تو ہوا ان کو جزیرہ برگاواں میں لے گئی پھر حضرت کے حکم سے وہ اس قدر نیچے بساط کو لے چلی کہ نزدیک تھا کہ لوگوں کے پیر پانی تک پہنچ جائیں۔ اُس وقت ان میں سے بعض نے بعض سے کہا کہ دنیا نے کبھی اس سے بڑھ کر بادشاہی نہیں دیکھی ہوگی تو ایک فرشتے نے آسمان سے ندا دی کہ لوگو خدا کے نزدیک خلوص کے ساتھ ایک مرتبہ سبحان اللہ کہنا اس بادشاہی سے بہت بلند ہے۔

بسند صحیح حضرت امام محمد باقرؑ سے منقول ہے کہ حضرت سلیمانؑ کا ایک قلعہ تھا جسے آپ کے واسطے شیاطین نے بنایا تھا جس میں ہزار کمرے تھے اور ہر کمرہ میں آپ کی ایک زوجہ رہتی تھیں۔ جن میں سے تین سو نکاحی بی بیاں تھیں اور سات سو قبطی کنیزیں تھیں اور خدا نے چالیس مردوں کی قوت مجامعت حضرت کو عطا کی تھی حضرت شبانہ روز ان سب عورتوں سے ملاقات کرتے اور ان کی خواہشوں کو پورا کرتے حضرت نے شیاطین کو مامور کیا تھا جو پتھر ایک مقام سے دوسرے مقام تک پہنچایا کرتے تھے (اسی حال میں) ابلیس شیطانوں کے پاس آیا اور پوچھا تمہارا کیا حال ہے اُن سب نے جواب دیا کہ ہماری طاقت ختم ہو چکی ہے۔ ابلیس نے کہا پتھر جب پہنچاتے ہو۔ تو خالی واپس جاتے ہو ان سب نے کہا ہاں اُس نے کہا پھر تو تم راحت میں ہو۔ ہوا نے یہ گفتگو حضرت سلیمانؑ تک پہنچا دی حضرت نے حکم دیا کہ جب شیاطین پتھر مقررہ مقام پر پہنچا دیں تو اتنی ہی خاک وہاں سے واپس لے جا کر وہاں ڈالیں جہاں سے پتھر لے جائیں۔ پھر ابلیس ان کے پاس پہنچا اور ان کا حال پوچھا اُن سب نے کہا ہماری

سبحان اللہ ایک بار کہنے کا ثواب سلیمان کی بادشاہی سے زیادہ افضل و برتر ہے

حالت تو اور بدتر ہوگئی اُس نے کہا کیا راتوں کو سوتے نہیں ہو۔ کہا کیوں نہیں ابلیس نے کہا پھر تو راحت میں ہو۔ ہوا نے یہ خبر بھی حضرت کو پہنچادی تو فرمایا کہ وہ سب رات و دن کام کیا کریں۔ اسی حال میں تھوڑا زمانہ گذرا تھا کہ حضرت سلیمانؑ نے دُنیا سے رحلت فرمائی۔ ۱

حدیث معتبر امام رضا علیہ السلام سے منقول ہے کہ ایک ضعیفہ نے حضرت سلیمانؑ کی خدمت میں حاضر ہو کر ہوا کی شکایت کی حضرت نے ہوا کو طلب فرما کر پوچھا کہ تو نے اس بڑھیا کو کیوں تکلیف پہنچائی۔ ہوا نے عرض کی کہ پروردگار عزت نے مجھے ایک جماعت کی کشتی کو غرق ہونے سے نجات دینے کے لئے حکم فرمایا جو ڈوبنے کے قریب تھی میں بہت تیزی کے ساتھ رواں ہوئی تاکہ اُن کشتی والوں کو بچاؤں۔ یہ عورت چھت پر کھڑی تھی میری لپیٹ میں آکر گری اور اس کا ہاتھ ٹوٹ گیا (اس میں میری کیا خطا ہے) حضرت نے مناجات کی کہ الٰہی اس قضیہ میں کیا فیصلہ دوں۔ وحی نازل ہوئی کہ اہلِ کشتی کو حکم دو کہ اس ضعیفہ کے ہاتھ کی دیت (عوض) ادا کریں کیونکہ ہوا کشتی والوں کو بچانے کے لئے چلی تھی (لیکن) میری طرف سے عالم کے کسی متنفس پر ظلم نہیں کیا جا سکتا۔ (لہذا اس کا عوض کشتی والوں کے ذمّہ ہونا چاہیئے۔) ۲

معتبر دو حدیثوں میں حضرت صادقؑ سے منقول ہے کہ حضرت سلیمانؑ بادشاہی دنیا کی (آرزو کرنے) وجہ سے تمام پیغمبروں کے بعد جنت میں جائیں گے۔

دوسری معتبر حدیث میں فرمایا کہ پہلے جس نے خانہ کعبہ پر غلاف بُن کر چڑھایا۔ وہ حضرت سلیمانؑ تھے۔ حضرت جن و انس اور پرندوں کے ساتھ ہوا پر حج کو تشریف لے گئے تھے اس وقت کعبہ کو قبطی لباس سے آراستہ فرمایا اور ایک حدیث میں بیان ہو چکا ہے کہ حضرت سلیمانؑ ختنہ شدہ پیدا ہوئے تھے۔ ۳

---

۱ مولف فرماتے ہیں کہ اس مقام پر اشارہ ہے کہ لوگوں کو تنگ کرنا مناسب نہیں خواہ وہ بدکار ہی کیوں نہ ہوں ۱۲ (ممکن ہے حضرت سلیمانؑ کی شیاطین پر سختی ان کی شرارت و سرکشی کی وجہ سے ہو ورنہ بلاوجہ فرمانبرداروں پر جبر و تشدد ایک نبی کے شایانِ شان نہیں اور وہ اس سے ایسا مذموم فعل صادر ہو سکتا ہے۔ مترجم)

۲ اس روایت سے بظاہر حضرت سلیمانؑ کی حکومت و اختیار کا اظہار معلوم ہوتا ہے اور یہ کہ خدا کسی پر ظلم کو برداشت نہیں کرتا۔ مترجم

۳ حضرت سلیمان کے ذکر میں یہ حدیث مندرج نہیں ہے انبیائے سابقین کے تذکرہ کے ساتھ پہلے ذکر کی گئی ہے۔ مترجم

حضرت کا نقش نگین انگشتری تھا سُبحَانَ مَنْ اَلجَمَ الجِنَّ بِکَلِمَاتِہ یعنی پاک ہے وہ خدا جس نے جنوں کو اپنے کلمات سے لگام دی یعنی اپنے بزرگ ناموں کے ذریعہ یا اپنے واجب الاطاعت حکم سے مسخر کیا۔

دوسری حدیث معتبر میں امام محمد باقرؑ سے منقول ہے کہ ایک رات حضرت امیرالمومنینؑ کچھ دیر سونے کے بعد (بیدار ہوئے اور) گھر سے برآمد ہوئے اور آہستہ فرمانے لگے کہ تمہارا امام تمہاری طرف آیا ہے۔ پیراہن آدمؑ پہنے ہوئے اُس کے ہاتھ میں سلیمانؑ کی انگوٹھی اور موسٰیؑ کا عصا ہے۔

دوسری روایت میں منقول ہے کہ ایک روز حضرت سلیمانؑ اپنی شان و شوکت کے ساتھ بنی اسرائیل کے ایک عابد کے پاس سے گذرے۔ عابد نے کہا اے پسر داؤدؑ خدا کی قسم خدا نے تم کو بادشاہی عظیم عطا فرمائی ہے۔ ہوا نے یہ آواز حضرت سلیمانؑ کے کانوں تک پہنچا دی حضرت سلیمانؑ نے اس کے جواب میں فرمایا خدا کی قسم مومن کے نامہ عمل میں ایک تسبیح (سبحان اللہ) کا ثواب اُس سے بہتر ہے جو خدا نے داؤدؑ کے فرزند کو عطا فرمایا ہے کیونکہ جو کچھ اس کو دیا گیا ہے وہ زائل ہو جائے گا اور اس تسبیح کا ثواب ہمیشہ باقی رہنے والا ہے۔

منقول ہے کہ ہر روز صبح کو حضرت سلیمانؑ امیروں اور رئیسوں کی طرف سے گذرتے جب مسکینوں کے پاس پہنچتے تو ان کے پاس بیٹھتے اور فرماتے ایک محتاج ایک محتاج کے پاس بیٹھا ہے۔ اور باوجود ایسی بادشاہی کے مومی جامہ پہنتے اور رات کے وقت اپنے ہاتھوں کو اپنی گردن میں باندھ لیتے اور صبح تک کھڑے رہتے اور رویا کرتے۔ اور زنبیل بُن کر فروخت کرتے اُسی سے اپنا پیٹ پالتے اور بادشاہی صرف اس لئے طلب کی تھی کہ کافر بادشاہوں کو مغلوب کر کے دین اسلام میں اُن کو لائیں (اور خدا کا مطیع و فرمانبردار بنائیں)۔

بسند معتبر منقول ہے کہ ایک شخص نے امام محمد تقیؑ کی خدمت میں عرض کی کہ لوگ آپ کی کمسنی کے بارے میں چہ می گوئیاں کرتے ہیں اور کہتے ہیں کہ کیسے ممکن ہے کہ نو برس کا لڑکا امام ہو۔ فرمایا کہ حق تعالیٰ نے حضرت داؤدؑ کو وحی کی کہ سلیمانؑ کو اپنا خلیفہ مقرر کریں اور حضرت سلیمانؑ لڑکے تھے اور بکریاں چرایا کرتے تھے۔ حضرت سلیمانؑ خلیفہ مقرر کئے گئے تو عبّاد و علمائے بنی اسرائیل نے نہیں مانا۔ حضرت کو وحی ہوئی کہ ان لوگوں کی لاٹھیاں سلیمانؑ کی لاٹھی کے ساتھ لے کر ایک مکان میں رکھو اور

حضرت علیؑ وارث انبیاء تھے آپ کے پاس تبرکات انبیاء تھے

ایک مرتبہ سبحان اللہ کہنے کا ثواب ملک سلیمانؑ سے بہتر ہے

حضرت سلیمانؑ کا زہد

کمسنی میں حضرت امام محمد تقیؑ کے امام ہونے پر اعتراض کا جواب

ان لوگوں سے کہو کہ اپنے اپنے تالے لگا دیں اور تم بھی ایک تالا لگا دو اور کل کھول کر دیکھنا جس کے عصا میں برگ و بار لگے ہوں وہی میرا خلیفہ ہے۔ حضرت نے جب یہ پیغام الٰہی ان کو پہنچایا تو وہ اس فیصلہ پر راضی ہو گئے اور اسی کے مطابق عمل کیا گیا تو حضرت سلیمانؑ کے عصا میں پتیاں اور پھل لگے ہوئے ملے۔ پھر ان لوگوں نے خلافت سلیمانؑ کو قبول کیا اور مطیع ہوئے۔

حدیث معتبر میں منقول ہے کہ ایک شخص نے حضرت صادقؑ سے دریافت کیا کہ شیاطین آسمانوں پر کیونکر چلے جاتے ہیں جبکہ خلقت و کثافت میں انسانوں کی طرح ہوتے ہیں اور اگر ایسے نہیں ہوتے تو پھر حضرت سلیمانؑ کے لئے عمارتیں کیسے بناتے تھے اور سخت سے سخت کام کیونکر انجام دیتے تھے جن سے انسان عاجز ہیں حضرت نے فرمایا کہ شیطانوں کے جسم لطیف ہیں اور ان کی غذا نسیم (ہوا) ہے۔ اس وجہ سے بغیر کسی واسطہ کے آسمان پر پہنچ جاتے ہیں لیکن جب خدا نے ان کو حضرت سلیمانؑ کا تابع بنایا تو ان کے جسموں کو بھی موٹا اور کثیف (مادہ سے بھرا ہوا) بنا دیا تاکہ اُن سے کام ہو سکے۔

حدیث معتبر میں منقول ہے کہ علی بن یقطین نے حضرت امام موسیٰ کاظمؑ سے پوچھا کہ آیا خدا کے (کسی) پیغمبر کا بخیل ہونا جائز ہے فرمایا نہیں تو سوال کیا کہ پھر حضرت سلیمانؑ کا یہ کہنا کہ خداوندا مجھے بخشش دے اور مجھ کو ایسا ملک عطا فرما کہ میرے بعد کسی کو نہ ملے کیا معنی رکھتا ہے۔ حضرت نے ارشاد فرمایا کہ بادشاہی دو قسم کی ہے ایک وہ جو ظلم و جور سے حاصل کی جائے اور دوسری وہ جو خدا کی جانب سے ہو جیسے آلِ ابراہیمؑ، طالوت اور ذوالقرنین کی بادشاہی۔ حضرت سلیمانؑ نے کہا تھا کہ خدایا مجھے ایسی بادشاہی عطا فرما جو میرے بعد کسی کو غلبہ اور جور و ستم سے نہ حاصل ہو سکے تاکہ لوگ سمجھیں کہ سلیمانؑ کی بادشاہی انسانی اختیار سے بالاتر ہے۔ اور وہ معجزہ ہو اور ان کی حقیقت اور پیغمبری پر دلالت کرے لیکن حضرت سلیمانؑ کی یہ غرض نہ تھی کہ خدا انبیا اور اوصیاء کو بھی جائز طور پر مثل ان کی بادشاہی کے نہ عطا فرمائے۔ خدا نے ہوا کو ان کا تابع بنایا کہ جہاں وہ چاہتے تھے ہوا ان کو لے جاتی تھی اور ہر روز دو مہینے کی راہ طے کرتی تھی اور شیطانوں کو ان کا مطیع قرار دیا۔ تاکہ ان کے لئے عمارتیں بنائیں اور غواصی کریں اور طائروں کی زبان تعلیم کی اس وجہ سے لوگوں نے سمجھا کہ ان کے زمانہ میں اور ان کے بعد ان کی بادشاہی مشابہت نہیں رکھتی ان لوگوں کی بادشاہی سے جو

لوگوں پر ظلم وجور اور غلبہ کے سبب مسلط ہوجاتے ہیں۔ پھر حضرت نے فرمایا کہ خدا کی قسم جو کچھ خدا نے سلیمانؑ کو بخشا تھا ہم کو بھی عطا فرمایا ہے اور جو کچھ سلیمانؑ یا ان کے علاوہ کسی اور کو عطا نہیں فرمایا وہ سب طاقت وقوت ہم کو بخشی ہے۔ خدا نے سلیمانؑ کے حالات میں ارشاد فرمایا کہ اے سلیمانؑ یہ بادشاہی ہماری بے حساب عطا ہے تم کو اختیار ہے چاہے کسی کو بخش دو یا محفوظ رکھو اور حضرت محمد مصطفےٰؐ کے بارے میں ارشاد فرمایا ہے کہ جو کچھ (اے مسلمانو) رسول تم کو دے وہ لے لو اور جس سے منع کریں اس سے باز رہو اور دین و دنیا کا کل اختیار حضرت رسولِ عربیؐ کو دیدیا۔[1]

حدیث معتبر میں منقول ہے کہ حضرت صادقؑ سے لوگوں نے پوچھا کہ حضرت سلیمانؑ نے جو کچھ اس آیت میں سوال کیا خدا نے ان کو عطا فرمایا؟ ارشاد ہوا ہاں اور ان کے بعد خدا نے کسی کو ویسا ملک عطا نہیں فرمایا پھر غلبہ شیطان پر خدا نے پیغمبر آخرالزمانؐ کو عطا فرمایا تھا کہ شیطان کی گردن مسجد کے ایک ستون سے باندھ دی اور اس طرح دبائی کہ اس کی زبان نکل آئی اور فرمایا کہ اگر حضرت سلیمانؑ کی دعا کا خیال نہ ہوتا تو میں اُس کو تم لوگوں کو دکھا دیتا۔

ابن بابویہ نے بسند معتبر انہی حضرت سے روایت کی ہے کہ جب خدا نے داؤدؑ کو وحی کی کہ سلیمانؑ کو اپنا خلیفہ مقرر کریں تو بنی اسرائیل نے چیخ پکار مچائی اور کہنے لگے کہ ایک بچہ کو ہم پر خلیفہ بنایا جارہا ہے حالانکہ ہم میں اُس سے بزرگ لوگ موجود ہیں، حضرت داؤدؑ نے (جب یہ سُنا تو) اسباط بنی اسرائیل کے سب سے بڑے سردار کو طلب فرمایا اور کہا کہ تم لوگ جو کچھ سلیمانؑ کی خلافت کے بارے میں کہتے ہو مجھ کو معلوم ہوا۔ تم اپنی اپنی لاٹھیاں لاؤ اور ہر شخص اپنے اپنے عصا پر اپنا نام لکھ کر دے ہم سلیمانؑ کے عصا کے ساتھ رات کو ایک مکان میں رکھ دیں صبح کو نکالیں جس کا عصا سبز و پھلدار نکلے وہی خلافت کا مستحق ہوگا۔ لوگوں نے ایسا ہی کیا۔ لاٹھیاں ایک مکان میں رکھ دی گئیں اور تمام بنی اسرائیل اس کے گرد پہرہ دیتے رہے صبح کو حضرت داؤدؑ نماز سے فارغ ہوکر آئے اور دروازہ کو کھولا لاٹھیاں نکالیں۔ بنی اسرائیل نے دیکھا کہ سلیمانؑ کا عصا سبز و میوہ دار ہے تو اُن کی خلافت پر راضی

حضرت داؤدؑ کا جناب سلیمانؑ کو اپنا خلیفہ بنانا۔

[1] مولف فرماتے ہیں کہ اس شبہ کے جواب میں میں نے کتاب بحارالانوار میں بہت سی وجہیں ذکر کی ہیں اور یہ وجہ جو معدن وحی و الہام کی زبانِ اقدس سے ظاہر ہوئی ہے بہترین وجوہ ہے اس کتاب میں میں نے اسی پر اکتفا کی۔

ہوئے۔ پھر حضرت داؤدؑ نے بنی اسرائیل کے سامنے حضرت سلیمانؑ کا امتحان لیا۔
اور پوچھا اے فرزند کون سی چیز زیادہ ٹھنڈی اور بہت میٹھی ہے حضرت سلیمانؑ
نے عرض کی خدا کا بندوں کے گناہوں کو معاف کرنا اور لوگوں کا باہم ایک دوسرے
کے جرم و خطا سے درگذر کرنا۔ پھر پوچھا اے فرزند کونسی شئے شیریں تر ہے عرض
کی محبت و دوستی اور یہ بندوں کے درمیان خدا کی رحمت ہے۔ یہ سُن کر داؤدؑ
ہنسے اور خوش ہوئے اور بنی اسرائیل سے فرمایا کہ یہ تمہارے درمیان میرے بعد
میرا خلیفہ ہے۔ اس کے بعد سلیمانؑ اپنے معاملہ کو پوشیدہ رکھتے تھے اور ایک عورت
سے شادی کرلی اور ایک مدت تک اپنے شیعوں سے مخفی رہے۔ آپ کی زوجہ
نے ایک روز کہا میرے ماں باپ آپ پر فدا ہوں آپ کی بہترین سیرت و خصلت
ہے آپ کی کسی عادت سے مجھے کراہت نہیں۔ سوائے اس کے کہ آپ کے اخراجات
میرے والد کے ذمہ ہیں اگر بازاروں میں گھوم پھر کر اپنی روزی خدا سے طلب کیجئے
تو مجھے امید ہے کہ وُہ آپ کو ناامید نہ واپس کرے گا۔ سلیمانؑ نے کہا خدا کی قسم میں
نے دنیا کا کوئی کام اب تک نہیں کیا ہے اور نہ جانتا ہوں۔ پھر اُس روز بازار
تشریف لے گئے اور تمام دن گھومتے پھرتے رہے کچھ حاصل نہ ہوا۔ شام کو واپس
آئے اور کہا آج تو کچھ نہ ملا زوجہ نے کہا کوئی پروا نہیں کل انشاء اللہ ملے گا۔ دوسرے
روز بھی ایسا ہی ہوا۔ زوجہ نے تسلی دی اور کہا انشاء اللہ کل ملے گا۔ تیسرے
روز دریا کے کنارے پہنچے۔ ایک شخص کو مچھلی کا شکار کرتے ہوئے دیکھا اُس
سے کہا کیا میں تمہاری کچھ مدد شکار میں کروں اور تم اس کے عوض مجھے کچھ دو
شکاری راضی ہوگیا۔ اور سلیمانؑ مچھلی پکڑنے میں اس کے شریک ہوگئے۔ شکاری
نے دو مچھلیاں اجرت میں دیں سلیمان نے خدا کی حمد کی اور مچھلیوں کا شکم
چاک کیا تو ایک مچھلی کے شکم میں سے ایک انگوٹھی ملی اُس کو الگ رکھ لیا اور شکر
خدا بجا لائے۔ پھر مچھلیوں کو صاف و پاک کرکے گھر آئے زوجہ بہت خوش ہوئی
اور کہا چاہتی ہوں کہ میرے ماں باپ کو بلا کر دکھا دیجئے کہ آپ نے محنت کرکے
یہ روزی حاصل کی ہے (مچھلیاں پکا کر تیار کی گئیں) پھر حضرت سلیمانؑ نے اپنی زوجہ
کے والدین کو بلایا۔ انہوں نے مچھلیوں میں سے کچھ کھایا۔ تو سلیمانؑ نے اُن سے
کہا آپ لوگ مجھے پہچانتے ہیں۔ انہوں نے کہا نہیں خدا کی قسم ہم نے تمہارے
جیسا کسی کو نہیں دیکھا۔ حضرت سلیمانؑ نے اس وقت وُہ انگوٹھی نکال کر انگلی میں

پہنچی اُسی وقت تمام پرندے اور جن اُن کے پاس حاضر ہو کر ان کے تابع فرمان ہوئے اور آپ کی بادشاہی کا اظہار ہوا۔ حضرت اپنی زوجہ کو مع اُن کے والدین کے بلا اصطخر لائے اور آپ کے شیعہ اطراف عالم سے اُن کے پاس جمع ہوئے اور بہت خوش ہوئے۔ ان کی تکلیفیں جو حضرت سلیمانؑ کی غیبت میں گھیرے ہوئے تھیں دور ہوئیں۔ حضرت نے مدتوں حکومت کی۔ جب آپ کی وفات کا زمانہ قریب آیا آصفؑ بن برخیا کو خدا کے حکم سے اپنا وصی بنایا۔ آپ کے پیرو ہمیشہ حضرت آصفؑ کے پاس آتے اور اپنے مسائل دینی اُن سے دریافت کرتے۔ پھر خدا نے آصفؑ کو ان کے درمیان سے ایک طویل مدت تک کے لئے پوشیدہ کر دیا۔ پھر وہ ظاہر ہوئے اور ایک عرصہ تک ان کے ساتھ رہے۔ پھر حضرت آصفؑ نے ان کو وداع کیا۔ انہوں نے پوچھا اب آپ سے کب ملاقات ہو گی۔ فرمایا روز قیامت صراط کے نزدیک اور ان سے روپوش ہو گئے ان کی غیبت میں بنی اسرائیل سخت بلاؤں میں مبتلا ہوئے اور بُخْتُ النَّصَّر ان پر غالب ہُوا اور جو ظلم چاہا اُس نے اُن پر کیا۔

شیخ طوسی نے کتاب امالی میں دوسری معتبر سند سے اُنہی حضرت سے روایت کی ہے کہ جب حضرت سلیمانؑ کی بادشاہی برطرف ہو گئی۔ حضرت لوگوں کے درمیان سے نکل گئے اور ایک مرد بزرگ کے مہمان ہوئے اُس نے حضرت کی خوب خاطر مدارات کی اور حضرت کے ساتھ بہت نیکی و محبت سے پیش آیا اور آپ کی بہت تعظیم و تکریم کرتا تھا اُن فضائل و کمالات اور عبادتوں کے سبب سے جو حضرت سے مشاہدہ میں آتے تھے۔ اور اپنی دختر اُن حضرت کے ساتھ تزویج کر دی۔ ایک روز اُس لڑکی نے حضرت سلیمانؑ سے کہا کہ آپ کے اخلاق و عادات، کس قدر بلند و برتر ہیں لیکن بس ایک یہی بات ہے کہ آپ کے اخراجات میرے والد کے ذمّہ ہیں۔ حضرت سلیمانؑ (کو اس کا خیال ہوا اور) ایک روز دریا کے کنارے پہنچے اور مچھلی کے شکار میں ایک شکاری کی مدد کی اُس نے ایک مچھلی آپ کو دی جس کے پیٹ سے انگوٹھی ملی۔ اور اس کی وجہ سے آپ نے بادشاہی پائی۔

واضح ہو کہ اس معاملہ میں علمائے خاصہ و عامہ کے درمیان اختلاف عظیم ہے، حق تعالیٰ قرآن مجید میں ارشاد فرماتا ہے کہ وَوَهَبْنَا لِدَاوُدَ سُلَيْمَانَ ۚ نِعْمَ الْعَبْدُ ۖ إِنَّهُ أَوَّابٌ ﴿۳۰﴾ یعنی ہم نے داؤدؑ کو سلیمانؑ سا بیٹا عنایت کیا۔

سورۂ ص پ ۲۳ آیت ۳۰ تا ۳۲۔

وہ کس قدر اچھا فرزند اور ہماری طرف بہت رجوع کرنے والا تھا۔ اِذْ عُرِضَ عَلَيْهِ بِالْعَشِيِّ الصّٰفِنٰتُ الْجِيَادُ ﴿۳۱﴾ یاد کرو اس وقت کو جبکہ اُن کے سامنے اسپان نجیب شام کو پیش کیے گئے جو تین ہاتھ پیروں سے کھڑے ہوجاتے اور ایک پیر کے سُم کو زمین پر رکھتے اور بہت تیز رفتار اور عمدہ چلنے والے تھے۔ بیان کیا جاتا ہے کہ ہزار گھوڑے حضرت داؤدؑ سے جناب سلیمانؑ کو ترکہ میں ملے تھے۔ بعض کہتے ہیں کہ پال رکھنے والے گھوڑے تھے جو دریا سے حضرت کے لئے نکالے گئے تھے۔ فَقَالَ اِنِّيْٓ اَحْبَبْتُ حُبَّ الْخَيْرِ عَنْ ذِكْرِ رَبِّيْ ۚ حَتّٰى تَوَارَتْ بِالْحِجَابِ ﴿۳۲﴾ تو انہوں نے کہا میں نے گھوڑوں کو اپنے پروردگار کے ذکر سے زیادہ پسند کیا۔ یہاں تک کہ آفتاب غروب ہوگیا۔ رُدُّوْهَا عَلَيَّ ۖ فَطَفِقَ مَسْحًا بِالسُّوْقِ وَالْاَعْنَاقِ ﴿۳۳﴾ (تو کہا) گھوڑوں کو میری طرف پھیر لاؤ اور اُن کی پنڈلیوں اور گردنوں پر مارنا شروع کیا یا آفتاب کو میری جانب پھیر دو اور وضو کے لئے اپنے پیروں اور گردن کا مسح کیا۔ وَلَقَدْ فَتَنَّا سُلَيْمٰنَ وَاَلْقَيْنَا عَلٰى كُرْسِيِّهٖ جَسَدًا ثُمَّ اَنَابَ ﴿۳۴﴾ اور بے شبہ ہم نے سلیمانؑ کا امتحان لیا اور اُن کی کرسی پر ایک جسم کو ڈال دیا تو انہوں نے میری بارگاہ میں توبہ و انابت کی۔ علی بن ابراہیم نے ان آیات کی تفسیر میں بیان کیا ہے کہ حضرت سلیمانؑ گھوڑوں سے بہت شوق رکھتے تھے اور بار بار ان کو طلب کرتے اور دیکھتے۔ ایک روز گھوڑوں کے معائنہ میں مشغول تھے یہاں تک کہ آفتاب غروب ہوگیا اور نماز عصر قضا ہوگئی اس سبب سے ان کو بیحد صدمہ ہوا پھر انہوں نے دُعا کی کہ آفتاب کو خداوند عالم واپس کردے تاکہ عصر کی نماز ادا کریں تو آفتاب عصر کے وقت تک پلٹ آیا اور انہوں نے نماز ادا کی اس کے بعد سلیمانؑ نے گھوڑوں کو طلب کیا اور شمشیر سے ان کی گردنوں کو قلم کیا اور پیروں کو کاٹ ڈالا یہاں تک کہ سب کو مار ڈالا جیسا کہ خدا نے فرمایا ہے۔ کہ ان کی گردنوں اور پنڈلیوں کو مسح کرنا شروع کیا۔

حضرت کے امتحان و ابتلا کی تفسیر میں ذکر ہے کہ جب سلیمانؑ نے ایک لمبی عورت سے نکاح کیا اس سے ایک لڑکا پیدا ہوا۔ حضرت سلیمانؑ اُس لڑکے کو بہت عزیز رکھتے تھے۔ ملک الموت حضرت سلیمانؑ کے پاس اکثر آیا کرتے تھے اور تیز نظر سے اُس لڑکے کو دیکھتے۔ سلیمانؑ کو خوف ہوا اور اس لڑکے کی ماں سے فرمایا کہ ملک الموت اس لڑکے کو بہت سخت نگاہ سے دیکھتے ہیں۔ مجھے گمان ہے کہ وہ اس کی روح قبض

حضرت سلیمانؑ کی انگوٹھی کا قصہ جس کو شیطان نے فریب سے حاصل کیا اور بجائے حضرت خود تخت سلطنت پر بیٹھا۔

کرنے پر مامور ہوئے ہیں تو جنوں اور شیطانوں سے پوچھا کہ تمہارے نزدیک کوئی تدبیر ایسی ہے کہ اس کو موت سے بچا لو۔ ایک نے کہا اس کو چشمۂ آفتاب کے نیچے مشرق میں چھپا دوں گا۔ سلیمانؑ نے کہا ملک الموت مشرق و مغرب ہر جگہ پہنچتے ہیں دُوسرے نے کہا میں اس کو ساتویں زمین میں چھوڑ آؤں۔ سلیمانؑ نے کہا ملک الموت وہاں بھی پہنچ جاتے ہیں۔ ایک اور شخص نے کہا کہ میں اس کو ہوا میں لیجا کر چھپا دوں گا اور اس کو ایک ابر میں چھپا آیا۔ ملک الموت نے اس جگہ اس کی روح قبض کر لی اس کا مردہ جسم کو حضرت سلیمانؑ کی کرسی پر ڈال دیا گیا۔ حضرت سلیمانؑ نے اُس وقت سمجھا کہ یہ نامناسب عمل تھا تو توبہ و انابت کی اور کہا کہ پالنے والے مجھ کو بخشش دے اور مجھ کو ایسی بادشاہی عطا کر کہ میرے بعد کسی کے لیئے سزاوار نہ ہو بیشک تو بڑا بخشنے والا اور عطا کرنے والا ہے خداوند عالم فرماتا ہے کہ ہم نے مسخر کیا ہوا کو ان کے لیئے جو ان کے حکم سے مناسب رفتار سے چلتی جہاں وہ چاہتے لے جاتی اور شیاطین کو مسخر کیا ان کا جو اُن کے لیئے عمارتیں بناتے اور دریا میں غوطہ لگایا کرتے (جواہرات نکالنے کے لیئے) اور کچھ ایسے شیاطین کو مسخر کیا جو ایک دوسرے کے ساتھ زنجیروں میں بندھے رہتے تھے اور وہ چند شیطان تھے جن کو سلیمانؑ نے قید کر رکھا تھا اور ایک دُوسرے کے ساتھ باندھ دیا تھا اس سبب سے کہ ان سب نے اُس وقت سرکشی و نافرمانی کی تھی جبکہ بادشاہی آپ سے برطرف ہو گئی تھی۔ چنانچہ حضرت صادق علیہ السلام سے منقول ہے کہ حضرت سلیمانؑ کی بادشاہی حق تعالیٰ نے انگشتری میں مخفی رکھی تھی جب وہ اُسے پہن لیتے تھے جن و انس مرغان ہوا اور جانوران صحرا سب آپ کے مطیع و فرمانبردار ہو کر حاضر ہو جاتے۔ اور وہ تخت پر بیٹھتے پھر خدا ایک ہوا کو بھیجتا جو ان کے تخت کو مع تمام انس و جن و شیاطین و طیور و چوپایوں کے اُڑا کر لے جاتی جہاں حضرت سلیمانؑ چاہتے۔ اس طرح کہ وہ حضرت نماز صبح ملک شام میں پڑھتے اور نماز ظہر فارس میں۔ اور وہ شیاطین کو حکم دیتے تھے کہ پتھر فارس سے اُٹھا کر شام میں پہنچایا کریں وہاں فروخت کیا جاتا تھا۔ تو جب گھوڑوں کی گردنیں قلم کیں اور پیروں کو کاٹ ڈالا خدا نے ان کی بادشاہی سلب کر دی حضرت جب پاخانے جاتے تو انگوٹھی اُتار کر اپنے کسی خادم کو دے دیتے۔ ایک مرتبہ ایک شیطان نے خادم کو فریب دے کر انگوٹھی اُس سے لے لی اور خود پہن لی اسی وقت تمام جن و انس و شیاطین، طیور و جانوران صحرائی اُس کے پاس حاضر ہوئے

اور اس کے مطیع ہو گئے۔ جب حضرت سلیمانؑ فارغ ہو کر بیت الخلاء سے نکلے انگوٹھی
آپ کو نہ ملی اور دیکھا کہ بادشاہی ایک دوسرے سے متعلق ہو چکی ہے تو وہاں سے
گریز فرمایا اور دریا کے کنارے پہنچے اور بنی اسرائیل نے اس شیطان کے طور و
طریقہ کو جو حضرت سلیمانؑ کی صورت میں ہو چکا تھا اور سلیمانؑ ہونے کا دعویٰ کرتا تھا
حضرت سلیمانؑ کے اطوار حسنہ کے خلاف دیکھا تو شک میں مبتلا ہو گئے اور حضرت سلیمانؑ
کی والدہ کے پاس حاضر ہوئے کہا کہ ان دنوں سلیمانؑ کے طور و طریقوں کو آپ مشاہدہ
فرما رہی ہیں کہ پہلے کی بہ نسبت کس قدر خلاف عادتیں ظاہر ہو رہی ہیں۔ انہوں
نے فرمایا کہ وہ تو بہت نیک اور میرے فرمانبردار تھے مگر اب میری مخالفت کرتے
ہیں۔ پھر حضرت کی کنیزوں اور ازواج سے دریافت کیا انہوں نے کہا۔ سلیمانؑ
ایام حیض میں ہم سے قربت نہیں کرتے تھے مگر اب کرتے ہیں۔ اب وہ شیطان
خوفزدہ ہوا کہ ایسا نہ ہو کہ یہ راز کھل جائے تو انگوٹھی دریا میں پھینک کر بھاگ
گیا۔ خدا کے حکم سے ایک مچھلی وہ انگوٹھی نگل گئی۔ بنی اسرائیل چالیس روز تک
فکر و تشویش میں مبتلا رہے اور حضرت سلیمانؑ کو ڈھونڈھا کرتے اور سلیمانؑ دریا
کے کنارے پھرتے رہے اور توبہ و استغفار کرتے رہے۔ چالیس روز کے بعد
ایک مچھلی کے شکاری سے ملاقات ہوئی اور اُس سے طے کیا کہ میں شکار میں تمہاری
مدد کروں تم اس کے عوض مجھے اس میں سے حصہ دے دینا۔ چنانچہ آپ نے اُس
کے ساتھ مچھلیاں پکڑنا شروع کیں۔ اُس نے ایک مچھلی حضرت کو دیدی۔ حضرت
نے جب اُس کا شکم چاک کیا اُس میں سے انگوٹھی ملی آپ نے اپنی انگلی میں پہن
لی۔ اُسی وقت تمام شیاطین و جن و انس وغیرہ آپ کے گرد جمع ہوئے اور حضرت
اپنے مقام پر آئے اور اس شیطان کو مع اُس کے لشکروں کے گرفتار کر کے قید
کر دیا۔ ان میں سے کچھ شیطانوں کو درمیان آب اور بعضوں کو پتھروں کے
درمیان خدائے بزرگ و برتر کے نام سے محبوس فرمایا۔ وہ سب اُسی طرح محبوس
و معذب قیامت تک رہیں گے۔ جب حضرت سلیمانؑ اپنے ملک میں واپس آئے۔
اور آصف بن برخیا پر عتاب فرمایا جو آپ کے وزیر تھے اور جن کے حق میں
خدا نے فرمایا ہے کہ کتاب کا کچھ علم ان کو دیا گیا تھا اور انہوں نے تخت بلقیس کو
بیک چشم زدن حضرت سلیمانؑ کے پاس حاضر کر دیا تھا (حضرت سلیمانؑ نے) فرمایا کہ
میں اور لوگوں کو تو معذور سمجھتا ہوں کیونکہ وہ شیطان کو نہیں سمجھ سکتے تھے لیکن

تم کو کیونکر معاف کروں جبکہ تم اس کو جانتے اور پہچانتے تھے۔ حضرت آصف نے جواب دیا خدا کی قسم جس مچھلی نے آپ کی انگوٹھی نگل لی تھی اس کو اور اس کے تمام آباو اجداد کو پہچانتا ہوں لیکن خدا کا حکم یہی تھا۔ وہ شیطان مجھ سے کہتا تھا۔ کہ جس طرح سلیمانؑ کے احکام لکھا کرتے تھے میرے لئے بھی لکھو۔ میں نے اس سے کہہ دیا تھا کہ میرا قلم ظلم و جور لکھنے پر نہیں رواں ہو سکتا تو اس نے کہا اچھا خاموش بیٹھ جائیے اور کچھ مت لکھئے۔ تو میں بمصلحت خاموش رہا۔ لیکن اے سلیمانؑ مجھے یہ تو بتائیے کہ آپ ہُدہُد کو کیوں زیادہ دوست رکھتے ہیں۔ حالانکہ وہ نہایت خبیث اور بدبودار جانور ہے۔ فرمایا اس لئے کہ وہ پانی کو پتھر کے نیچے دیکھ لیتا ہے۔ لیکن جال کو ایک مشت خاک کے اندر نہیں دیکھ سکتا اور پھنس جاتا ہے پھر حضرت سلیمانؑ نے فرمایا کہ جب کوئی امر مقدر ہو جاتا ہے آنکھیں اندھی ہو جاتی ہیں یہاں تک علی بن ابراہیم کی روایت تھی۔

اور عامہ نے بھی اسی کے قریب روایت کی ہے کہ ایک شہر دریا کے بیچ میں ہے حضرت اپنی بساط پر مع اپنے لشکر کے سوار ہوئے ہوا نے آپ کو اُس شہر میں پہنچا دیا۔ آپ نے اُس شہر کو فتح کیا وہاں کے بادشاہ کو قتل کیا اُس کی ایک لڑکی تھی۔ نہایت حسین و جمیل جس کا نام خبرادہ تھا اس کو مسلمان کر کے اس کے ساتھ نکاح کیا۔ اور اس سے مقاربت کی۔ اس کو حضرت سلیمانؑ بہت چاہتے تھے۔ خبرادہ اپنے باپ کے غم میں بہت رویا کرتی تھی تو حضرت سلیمانؑ نے شیطانوں کو حکم دیا۔ انہوں نے ایک بُت اُس کے باپ کے شکل کا بنایا اُس لڑکی نے اپنے باپ کے لباس کی طرح لباس تیار کر کے اُس بُت کو پہنایا اور ہر صبح و شام اپنی کنیزوں کو لے کر جاتی سب اُس کو سجدہ کرتیں۔ حضرت آصفؒ نے حضرت سلیمانؑ کو اس کی اطلاع دی۔ آپ نے اُس بُت کو توڑ ڈالا اور اُس عورت کو سزا دی۔ پھر خود تنہائی میں خاک پر بیٹھ کے تضرع و زاری شروع کی۔ آپ کی ایک کنیز امینہ نامی تھی جب بیت الخلا جاتے یا کسی زوجہ سے مقاربت کرتے تو اپنی انگوٹھی اُتار کر اُس کو دے دیا کرتے تھے۔ ایک روز بیت الخلا گئے اور انگوٹھی کو اُس کنیز کے سپرد کر دیا ناگاہ ایک شیطان جو دریا کے شیطانوں کا سردار تھا۔ سلیمانؑ کی صورت میں اس کے پاس آیا اور انگوٹھی اُس کنیز سے لے لی اور جا کر تخت سلیمانؑ پر بیٹھا تمام جن و انس اور حیوانات اُس کے مطیع ہو گئے۔ حضرت سلیمانؑ کی صورت تبدیل ہو گئی تھی جب

جناب سلیمان کا ایک بادشاہ کی لڑکی سے شادی کرنا اور اس کا خاطر اس کے مقتول باپ کا بت بنوانا اور اس کی پرستش کرنا۔

وہ کنیز کے پاس آئے اور اپنی انگوٹھی طلب کی اُس نے آپ کو نہ پہچانا اور ڈانٹ کر بھگا دیا۔ اُس وقت حضرت نے سمجھا کہ یہ اُس گناہ کے سبب سے ہے جو آپ کے گھر میں ہوا کرتا تھا یعنی بُت پرستی۔ حضرت اپنی جس کنیز یا زوجہ کے پاس جاتے کوئی آپ کو نہ پہچانتا اور بھگا دیتا۔ حضرت وہاں سے نکل کے دریا کے کنارے چلے گئے اور مچھلی کے شکاریوں کے پاس اُجرت پر کام کرنے لگے۔ ان کے گھروں پر اُن کی شکار کی ہوئی مچھلیاں پہنچایا کرتے اس کی اجرت میں ہر روز دو مچھلیاں آپ کو ملا کرتی تھیں۔ اسی حال میں چالیس روز گذرے یعنی جتنے دنوں اُن کے گھر میں بت پرستی ہوئی تھی۔ جب آصفؑ نے اور بنی اسرائیل کے سربرآوردہ لوگوں نے شیطان کے طور طریقے اور احکام حضرت سلیمانؑ کے طور طریقوں کے خلاف دیکھا حضرت سلیمانؑ کی ازواج سے اُس کے حالات دریافت کئے معلوم ہوا کہ حالت حیض میں اُن کے ساتھ مقاربت کرتا ہے اور غسل جنابت بھی نہیں کرتا اور بعض کہتے ہیں کہ شیطان کا حکم ہر ایک پر جاری ہوتا تھا لیکن حضرت سلیمانؑ کی بیویوں پر اُس کو قابو حاصل نہ تھا۔ آخر شیطان نے جا کر دریا میں انگوٹھی پھینک دی اور پھر وہ حضرت سلیمانؑ کو مچھلی کے شکم سے ملی۔ آپ نے اس کو پہن لیا اور بادشاہی پھر آپ کو بدستور سابق حاصل ہوگئی تو آپ نے اُس شیطان کو گرفتار کیا اور ایک پتھر کے درمیان قید کیا اور دریا میں ڈال دیا۔ یہ ہے قولِ خدا کے معنی کہ ہم نے سلیمانؑ کا امتحان لیا اور ایک جسم اُن کی کرسی پر ڈال دیا۔ اس جسم سے مراد جسد شیطان ہے جو آپ کی شکل اختیار کرکے آپ کی کرسی پر بیٹھا تھا۔

ان دونوں روایتوں سے تمام شیعہ علماء و متکلمین نے انکار کیا ہے اور کہا ہے کہ وہ خدا کے رسول تھے۔ ایسے گناہ و ظلم سے پاک و بری تھے کہ خود تو نماز سے غافل رہتے اور پھر اس کی وجہ سے بیگناہ چند جیوانوں (گھوڑوں) کی گردن مارتے اور پیر کاٹ ڈالتے۔ اور نہ پیغمبری اور بادشاہی انگوٹھی کے سبب سے حاصل ہوتی ہے کہ جب وہ انگوٹھی پہن لیتے تھے بادشاہ ہوجاتے اور اگر شیطان کو ایسا اقتدار حاصل ہوسکتا کہ پیغمبروں کی صورت میں متمثل ہو سکے تو پھر یقیناً پیغمبروں کے کلام اور ان کے کردار پر اعتماد باقی نہ رہتا کیونکہ اس بات کا احتمال ہو سکتا ہے کہ جو کچھ وہ کہتے یا کرتے ہیں ممکن ہے کوئی شیطان اُن پر افترا کر رہا ہے۔ دوسرے یہ کہ اگر شیطان کو دوستان خدا پر اتنی قوت حاصل ہوجاتی تو وہ اُن میں سے کسی کو روئے زمین پر زندہ نہ رہنے دیتا۔ ان

علمائے شیعہ کا ان دونوں روایتوں سے انکار

کی کتابوں کو جلا ڈالنا۔ ان کے گھروں کو مسمار کر دینا اور جو کچھ دشمنی کا تقاضا ہے ان کے ساتھ سب پورا کرنا۔ تیسرے یہ کہ کیونکر ممکن ہے کہ خدا ایک کافر کو اتنا اختیار دے دے کہ وہ پیغمبر کے ناموس پر حاوی ہو جائے۔ اور ان کی ازواج کے ساتھ مقاربت کرے چوتھے یہ کہ اگر وہ بت پرستی سلیمانؑ کی اجازت و مرضی سے تھی تو وہ کفر ہے تو پیغمبر خدا کے لئے کفر کیونکر جائز ہو سکتا ہے اگر بغیر اجازت (وہ پرستش) تھی تو حضرت سلیمانؑ کا اس میں کیا قصور تھا کہ وہ ایسی سزا کے سزاوار ٹھہرے۔ واضح ہو کہ ان آیات کی تاویل میں شیعہ محققین نے بہت سی وجہیں بیان کی ہیں جن میں سے بعض وجہوں کا ہم ذکر کرتے ہیں تاکہ خواص و عوام کے شکوک دور ہو جائیں۔ (مولفؒ)

جناب سلیمانؑ کے بارے میں اعتراضات اور ان کی تردید

گھوڑوں کے معائنہ میں مشغولیت اور نماز کے قضا ہو جانے میں چند وجہیں بیان کی گئی ہیں۔ اوّل یہ کہ ابن بابویہ نے کتاب من لا یحضرہ الفقیہ میں بسند صحیح زرارہ اور فضل بن یسار سے روایت کی ہے کہ ان دونوں نے امام محمد باقرؑ سے خدا کے اس ارشاد کی تفسیر کے بارے میں دریافت کیا۔ اِنَّ الصَّلٰوۃَ کَانَتْ عَلَی الْمُؤْمِنِیْنَ کِتَابًا مَّوْقُوْتًا۔ جس کا ترجمہ لفظی یہ ہے کہ بیشک نماز مومنین پر واجب کی گئی ہے اور اس کا وقت معین کیا گیا ہے۔ حضرت نے فرمایا کہ موقوت فرض و واجب کے معنوں میں ہے اس سے یہ مراد نہیں ہے کہ اگر وقت نماز بحالت مجبوری نکل جائے۔ یا وقت فضیلت مطلق گذر جائے اس کے بعد نماز پڑھی جائے تو باطل ہو جاتی ہے اگر ایسا ہوتا تو لازم تھا کہ سلیمان بن داؤدؑ ہلاک ہو جاتے کیونکہ ان کی نماز وقت کے اندر چھوٹ گئی تھی۔ (بلکہ ایسا ہے کہ) اگر نماز فراموش ہو گئی ہو جب بھی یاد آ جائے اس کو بجا لائے۔ تو ابن بابویہ نے اس حدیث کے نقل کے بعد فرمایا ہے کہ جاہلان اہلسنت کہتے ہیں کہ ایک روز حضرت سلیمان گھوڑوں کے معائنہ

جناب سلیمانؑ کے لئے سورج کا غروب ہو کر دوبارہ نکلنا۔

و ملاحظہ میں مشغول تھے آفتاب غروب ہو گیا تو انہوں نے حکم دیا کہ گھوڑوں کو حاضر کیا جائے۔ پھر حضرت نے ان کی گردنیں کاٹ ڈالیں اور ان کے پیروں کو قطع کر دیا اور کہا کہ ان گھوڑوں نے مجھے میرے پروردگار کی یاد سے غافل کر دیا۔ جیسا کہ وہ لوگ بیان کرتے ہیں نہیں ہے کیونکہ گھوڑوں کا اس میں کوئی قصور نہ تھا کیونکہ وہ خود سے حضرت سلیمانؑ کے پاس نہیں آ گئے تھے بلکہ وہ جبراً لائے گئے تھے۔ وہ تو حیوان تھے اور مکلف نہ تھے۔ اور اس بارے میں صحیح وُہ ہے جو حضرت امام جعفر صادقؑ سے منقول ہے کہ ایک روز حضرت سلیمان گھوڑوں کو دیکھنے میں قریب شام مشغول ہوئے

آفتاب حجاب میں آگیا آپ نے فرشتوں سے خطاب فرمایا کہ آفتاب کو واپس لاؤ۔ تاکہ میں نماز اس کے وقت پر ادا کروں۔ قریب شام فرشتے آفتاب واپس لائے۔ حضرت سلیمانؑ نے اپنی پنڈلیوں اور گردن کا مسح کیا اور اپنے اصحاب سے بھی مسح کرنے کو فرمایا جن کی نمازیں ترک ہوگئی تھیں اور آپ کی شریعت میں وضو کا یہی طریقہ تھا پھر سلیمانؑ اُٹھے اور آپ نے نماز ادا کی جب فارغ ہوئے آفتاب غروب ہوگیا اور تارے ظاہر ہوگئے یہ ہے مراد خدا کے اس ارشاد سے جیسا کہ فرمایا ہے۔ فَطَفِقَ مَسْحًا بِالسُّوقِ وَالْأَعْنَاقِ ؎۱ (اور مسح کیا اپنی پنڈلیوں اور گردن کا) وجہ دوم یہ کہ دونوں ضمیریں گھوڑوں سے متعلق ہوں یعنی گھوڑوں کو لے گئے یہاں تک کہ وہ حضرت کی نظر سے اوجھل ہوگئے تو حضرت نے حکم دیا اور وہ اُن کے

؎۱ مولف فرماتے ہیں۔ بعض کا قول ہے کہ آفتاب غروب نہیں ہوا تھا بلکہ پہاڑوں کے آڑ میں جا چکا تھا اور دیواریں مکانوں کی چھپ گئی تھیں اور نماز کی فضیلت کا وقت گذر گیا تھا۔ حضرت سلیمانؑ نے آفتاب کو واپس طلب کیا اور نماز فضیلت کے وقت میں ادا کی جیسا کہ اس حدیث کے ظاہری لفظوں سے معلوم ہوتا ہے۔ اور دوسری حدیث سے اس کی مخالفت ظاہر نہیں ہوتی کیونکہ ستاروں کا غروب آفتاب کے فوراً بعد ظاہر ہونا اس لئے ممکن ہے کہ آفتاب بہت تیز و سرعت کے ساتھ غروب ہوا ہو تاکہ توقف کا وقت پورا ہوجائے اور رات و دن کی ساعتوں میں فرق نہ آنے پائے۔ اور اگر آفتاب غروب ہی ہو چکا تھا پھر بھی ممکن ہے کہ ان کی نماز کا وقت غروب آفتاب کی وجہ سے فوت نہ ہوتا ہو اور جبکہ وہ حضرت جانتے تھے کہ آفتاب ان کے لئے واپس آجائے گا۔ تو نماز میں تاخیر کرنا ان کے لئے حرام نہ ہو اور جو لوگ کہ پیغمبر سے سہو تجویز کرتے ہیں تو حضرت کا یہ فعل سہو پر محمول کیا جا سکتا ہے اور یہ وجہ ان آیات کی تاویل میں تمام وجہوں سے زیادہ قوی ہے۔ عامہ نے بھی اس وجہ کو امیرالمومنینؑ کی روایت سے بیان کیا ہے اور حضرت سلیمانؑ کے لئے آفتاب کا واپس آنا بہت سی حدیثوں سے ثابت ہے اور اس بنا پر جو ذکر کیا گیا کہ جو کچھ سابقہ امتوں میں واقع ہوا ہے اس امت میں بھی واقع ہونا ضروری ہے۔ اسی طرح بنی اسرائیل کے زمانہ میں دو مرتبہ آفتاب غروب ہو کر پھر واپس نکلا۔ ایک مرتبہ یوشعؑ وصی موسٰیؑ کے لئے ایک مرتبہ سلیمانؑ کے لئے۔ اسی طرح اس امت میں دو مرتبہ آفتاب غروب ہو کر پلٹا۔ ایک مرتبہ پیغمبرؐ کی حیات میں حضرت امیرالمومنینؑ کے لئے مدینہ کی مسجد فضیح میں اور ایک مرتبہ حضرت رسولؐ کی وفات کے بعد حلہ کی مسجد شمس میں جیسا کہ حضرت کے ابواب معجزات میں مذکور ہوگا اور عامہ اور خاصہ نے عبداللہ بن عباس سے روایت کی ہے کہ آفتاب تین اشخاص یوشعؑ اور سلیمانؑ اور علیؑ بن ابیطالب کے لئے غروب ہو کر واپس نکلا۔

پاس لائے گئے آپ نے اپنا ہاتھ ان کے بال اور پیروں پر پھیرا اور ان کے بال دھوئے اس غرض سے گھوڑوں کو دوست رکھنا اور ان کی خدمت کرنا ان سے راہ خدا میں جہاد کرنے لئے ممدوح و پسندیدہ ہے اس بنا پر اَحْبَبْتُ حُبَّ الْخَيْرِ عَنْ ذِكْرِ رَبِّيْ۔ کہ میں نے گھوڑوں سے اس لئے محبت کا اظہار کیا کہ وہ بھی میرے پروردگار کے ذکر میں شامل ہے یا یہ کہ اپنے پروردگار کی اطاعت کے سبب سے جہاد کرنے میں ان کو دوست رکھتا ہوں اپنے نفس کو خوش کرنے کے لئے نہیں۔

وجہ سوم یہ کہ ضمیر اول راجع آفتاب کی جانب ہو اور دوسری ضمیر گھوڑوں کی جانب۔ یعنی گھوڑوں کا معائنہ کیا یہاں تک کہ آفتاب غروب ہو گیا۔ اس لئے حکم دیا تو گھوڑے واپس لائے گئے آپ نے ان کی گردنیں قلم کیں۔ اور پیر کاٹ دیئے۔ ان کی سزا کے لئے نہیں بلکہ اس لئے کہ ان کا گوشت خدا کی راہ میں تصدق فرما دیں اس کے بعد کوئی ذکر خدا سے مانع نہ ہو۔ یا یہ کہ چونکہ وہ حضرت کی عزیز ترین دولت تھے اور صدقہ دینا اپنے معزز مال کا سنت ہے، ان کو ذبح کر کے اُن کے گوشت تصدق کر دیئے۔ اس ترک اولیٰ کے عوض میں جو حضرت سے صادر ہوا۔ یا یہ کہ اُن گھوڑوں کی گردنوں اور پیروں کی مالش کی اور ان کو قتل نہیں کیا بلکہ راہِ خدا میں آزاد کر دیا کہ جو چاہے اُن کو لے جائے۔

اور آنحضرت (سلیمانؑ) کے امتحان و ابتلا اور اس جسم کے بارے میں جو اُن کی کرسی پر پڑا ہوا ملا تھا۔ چند وجہیں بیان کی گئی ہیں۔

پہلی وجہ یہ ہے کہ ایک روز آنحضرت اپنے تخت پر بیٹھے ہوئے تھے اور فرمایا کہ آج رات کو ستر عورتوں سے ملاقات کروں گا تاکہ ہر ایک کے یہاں ایک لڑکا پیدا ہو۔ جو راہ خدا میں جہاد کرے اور انشاءاللہ نہیں کہا تھا اس لیے سوائے ایک عورت کے کوئی حاملہ نہ ہوئی اور اُس عورت سے لڑکا بھی پیدا ہُوا تو خلقت میں ناقص۔ آدھے جسم کا۔ وہ فرزند لاکر آپ کے تخت پر ڈالا گیا اُس وقت حضرت سلیمانؑ نے سمجھا کہ یہ اُس ترک اولیٰ اور ترک مستحب کی وجہ سے ہے کہ انشاءاللہ نہیں کہا تھا اس لئے خدا کی بارگاہ میں توبہ و استغفار شروع کی۔

دوسری وجہ یہ کہ ایک فرزند حضرت سلیمانؑ کا پیدا ہُوا تو جنوں اور شیطانوں نے تہیہ کیا کہ اگر یہ لڑکا زندہ رہ گیا تو ہم اس سے اُسی طرح محنت و مشقت لیں گے جس طرح سلیمانؑ ہم سے لیا کرتے ہیں۔ حضرت سلیمانؑ کو خوف ہُوا کہ ایسا نہ

ہو کہ اُس لڑکے کو کوئی اذیت و تکلیف پہنچے۔ اس لئے اس کو ایک مقام پر چھوڑ دیا کہ وہاں وہ دُودھ پئے اور تربیت پائے۔ لیکن ایک روز آپ نے اُسی فرزند کو مردہ اپنے تخت پر پایا۔ اور یہ تنبیہہ تھی حضرت کے لئے کہ حکم قضا و قدر سے بچنے کی کوشش سے فائدہ نہیں ہوتا اور تادیب تھی۔ کہ کیوں حق تعالیٰ پر بھروسہ نہ کیا اور شیطانوں سے خوفزدہ ہوئے اور اپنی تدبیر پر اعتماد کیا اس لئے توبہ و انابت کی نہ اس وجہ سے کہ فرزند مرگیا۔

تیسری وجہ یہ کہ حضرت کو کوئی سخت بیماری لاحق ہوگئی تھی اور تخت پر گر پڑے تھے مثل جسم بے روح کے۔ تو رجوع کی صحت کی جانب با دعا و گریہ و زاری کی اور خدا نے ان کو شفا عطا فرمائی۔ یہ وہ وجہیں ہیں جن کو علمائے شیعہ اور دوسرے لوگوں نے اس آیت کی تاویل میں بیان کی ہیں۔ اور جو کچھ علی بن ابراہیم نے روایت کی ہے اس کو رد کردیا اور اس سے انکار کیا ہے اور ان وجہوں کو تقیہ پر محمول فرمایا ہے۔ اور وہ پہلی دو حدیثیں جو ابن بابویہ اور شیخ طوسیؒ نے روایت کی ہیں چونکہ ان میں شیطان کے مکر و فریب کا تذکرہ نہیں ہے۔ ممکن ہے خداوند عالم اُس امتحان کے سبب سے جس کا حضرت سلیمانؑ کی قوم کے لئے وعدہ کرچکا تھا یا خود حضرت سلیمانؑ کی تادیب کے لئے جو حضرت سے ایک فعل مکروہ سرزد ہوگیا تھا ایک مدّت تک ظاہری بادشاہی و سلطنت سے حضرت کو محروم کردیا اور وہ اپنی قوم کے درمیان سے غائب ہوگئے تھے پھر جب خدا کا حکم ہوا تو واپس آئے تھے جیسا کہ گذرا کہ بہت سے پیغمبران خدا اپنی قوم سے پوشیدہ ہوئے اور پھر واپس آئے۔ اور وہ انگوٹھی بادشاہی کا سبب نہ تھی بلکہ ظاہری بادشاہی کے واپس ملنے کی علامت اور اپنی قوم کی جانب پلٹ آنے کا حکم تھی۔ خدا اور (اس کے علم کے جاننے والے) حجتہائے خدا بہتر جانتے ہیں۔

فصل دوم چیونٹیوں کی وادی میں حضرت سلیمانؑ کا گذرنا اور حضرت کے وہ تمام معجزات جو وحوش و طیور سے تعلق رکھتے تھے۔

حق تعالیٰ نے فرمایا ہے۔ وَحُشِرَ لِسُلَيْمَانَ جُنُودُهُ مِنَ الْجِنِّ وَالْإِنْسِ وَالطَّيْرِ فَهُمْ يُوزَعُونَ۔ سلیمانؑ کے لئے جنوں اور آدمیوں اور چڑیوں کا لشکر جمع کیا گیا تو ان کے اوّل و آخر باہم پیوستہ ہوگئے تاکہ منتشر نہ ہونے پائیں۔ حَتَّىٰ إِذَا أَتَوْا عَلَىٰ وَادِ النَّمْلِ قَالَتْ نَمْلَةٌ يَا أَيُّهَا النَّمْلُ

ادْخُلُوا مَسَاكِنَكُمْ لَا يَحْطِمَنَّكُمْ سُلَيْمَانُ وَجُنُودُهُ وَهُمْ لَا يَشْعُرُونَ ﴿۱۸﴾
یہاں تک کہ جب چیونٹیوں کی وادی میں ان کا گذر ہوا ایک چیونٹی نے کہا اے چیونٹیوں کے گروہ اپنے سوراخوں میں داخل ہو جاؤ تاکہ سلیمان اور اُن کا لشکر ناوانستگی میں تم کو پامال نہ کر دیں۔ فَتَبَسَّمَ ضَاحِكًا مِّن قَوْلِهَا وَقَالَ رَبِّ أَوْزِعْنِي أَنْ أَشْكُرَ نِعْمَتَكَ الَّتِي أَنْعَمْتَ عَلَيَّ وَعَلَىٰ وَالِدَيَّ وَأَنْ أَعْمَلَ صَالِحًا تَرْضَاهُ وَأَدْخِلْنِي بِرَحْمَتِكَ فِي عِبَادِكَ الصَّالِحِينَ ﴿۱۹﴾
تو سلیمان نے ان کی گفتگو سے تبسم کیا اور ہنسے اور کہا خداوندا مجھے الہام فرما اور توفیق عطا فرما تاکہ میں اُن نعمتوں پر تیرا شکر ادا کروں جو تو نے مجھے اور میرے والدین کو عطا فرمائی ہیں اور یہ کہ نیک عمل بجا لاؤں جن کو تو پسند کرے اور اپنے نیک بندوں کے ساتھ مجھے اپنی رحمت میں شامل فرما۔ بعض لوگوں نے کہا کہ یہ وادی طائف میں تھی بعض کہتے ہیں کہ شام میں تھی۔

علی بن ابراہیم نے روایت کی ہے کہ جب ہوا نے حضرت سلیمانؑ کا تخت بلند کیا اور وہ چیونٹیوں کے میدان میں پہنچا جس میں چاندی اور سونا نکلتا ہے جیسا کہ حضرت صادقؑ نے فرمایا ہے کہ خدا کی ایک وادی ہے جس میں سونا اور چاندی پیدا ہوتے ہیں اور اس کو اپنی کمزور ترین خلقت چیونٹیوں سے محفوظ کر رکھا ہے اگر شتران قوی اُس میں داخل ہونا چاہیں تو نہیں داخل ہو سکتے۔ اور ابن بابویہ نے بسند معتبر حضرت صادقؑ سے روایت کی ہے کہ جب ایک چیونٹی نے وہ بات کہی تو ہوا نے اس کو جناب سلیمانؑ تک پہنچا دی اُس وقت جبکہ وہ دوش ہوا پر جا رہے تھے۔ حضرت نے ہوا کو رُکنے کا حکم دیا اور اُس چیونٹی کو طلب فرمایا۔ وہ حاضر ہوئی تو حضرت نے اُس سے فرمایا کہ تو نہیں جانتی کہ میں خدا کا پیغمبر ہوں۔ اور کسی پر ظلم نہیں کرتا اُس نے کہا ہاں جانتی ہوں تو فرمایا کہ پھر کیوں دوسروں کو میرے ظلم سے ڈرایا اور کہا کہ اپنے سوراخوں میں داخل ہو جاؤ۔ اُس نے کہا مجھ کو خوف ہوا کہ جب ان کی نظریں آپ کے چشم و خدم پر پڑیں گی تو زینت دنیا پر فریفتہ ہو جائیں گی اور خدا سے دور ہو جائیں گی۔ پھر اس نے سلیمانؑ سے پوچھا کہ آپ زیادہ بزرگ (صاحب فضیلت) ہیں یا آپ کے والد جناب داؤدؑ فرمایا میرے پدر بزرگوار مجھ سے بہت زیادہ بلند و برتر ہیں۔ چیونٹی نے کہا پھر آپ کے نام میں آپ کے پدر کے نام سے ایک حرف کیوں زیادہ ہے۔ حضرت سلیمانؑ نے فرمایا میں

حضرت سلیمان کا گزر چیونٹیوں کی وادی میں جس میں سونا چاندی ہوتا ہے

نہیں جانتا اس نے کہا اس لئے کہ آپ کے والد صاحب سے ایک ترک اولی ہو گیا تھا جس کے سبب سے ایک زخم اُن کے دل میں پیدا ہو گیا اور اُس زخم کا علاج انہوں نے خدا کی محبت سے کیا اس سے ان کا نام داوُدؑ رکھا گیا اور آپ چونکہ اُس زخم سے محفوظ ہیں اس وجہ سے آپ کو سلیمانؑ کہتے ہیں لیکن آپ کے والد کا زخم اُن کے کمال کے سبب سے پیدا ہوا تھا امید ہے کہ آپ بھی اُن کے کمال تک پہنچیں گے پھر چیونٹی نے پوچھا کہ آپ جانتے ہیں کہ کیوں اپنی تمام مخلوقات میں سے ہوا کو آپ کا تابع بنایا۔ حضرت سلیمانؑ نے فرمایا میں نہیں جانتا۔ چیونٹی نے کہا اس لئے کہ آپ سمجھیں کہ آپ کا ملک برباد ہونے والا ہے اور اس پر اعتماد نہیں کرنا چاہیئے اور اگر خداوند عالم دنیا کی تمام چیزوں کو ہوا کی طرح آپ کا فرمانبردار بنا دیتا تو ہر چیز آپ کے قبضہ سے نکل جاتی جس طرح کہ ہوا کسی کی مٹھی میں نہیں رہتی۔ اُس وقت حضرت سلیمانؑ مسکرائے اور اُس کی باتوں سے آپ کو ہنسی آ گئی۔

عزیزو! خدا کے الطاف و کرم کو جو وہ اپنے دوستوں کے حال پر فرماتا رہتا ہے غور سے دیکھو اور سمجھو کہ کس قدر زیادہ ہے اور وہ ان کو کن ذریعوں سے متنبہ کرتا ہے اور کس صورت سے ان کی نصیحت فرماتا ہے۔ ایک کمزور چیونٹی کو حضرت سلیمانؑ کا ان کی ایسی عظمت و رفعت شان کے باوجود ناصح بنا دیا۔ تاکہ غرور و خود بینی اور نخوت کی چیونٹیاں ان کی جلالت اور شان بلند میں رخنہ نہ ڈالیں۔ اور وہ ہر حال میں خدائے بزرگ و برتر کی بارگاہ میں اپنے کو ذلیل و حقیر سمجھیں اور تضرع و زاری کرتے رہیں۔ فَسُبْحَانَہٗ مَا اَعْظَمَ شَانُہٗ وَاَجَلَّ اِمْتِنَانُہٗ۔ چنانچہ دو حدیث معتبر میں حضرت صادقؑ سے منقول ہے کہ ایک روز حضرت سلیمانؑ جنوں اور آدمیوں کے ساتھ بارش کی دُعا کے لئے صحرا میں تشریف لے گئے۔ آپ نے ایک لنگڑی چیونٹی کو دیکھا جو زمین پر اپنے بازوؤں کو پھیلائے ہوئے اور ہاتھوں کو آسمان کی جانب بلند کئے ہوئے کہہ رہی تھی کہ (اے پالنے والے) ہم تیری مخلوق ہیں اور تیری روزی کے محتاج ہیں۔ فرزندانِ آدم کے گناہوں کے سبب ہم سے مواخذہ مت کر اور ہم کو ہلاک نہ فرما اور ہمارے واسطے پانی برسا۔ حضرت نے یہ سن کر اپنے اصحاب سے فرمایا کہ واپس چلو کہ تمہارے حق میں دوسروں کی شفاعت قبول ہو گئی اور دوسری روایت کے مطابق (فرمایا کہ) تم کو دوسروں کی برکت سے بارش عطا کی گئی۔

بسند معتبر حضرت امام زین العابدین سے منقول ہے کہ یہ کاکل جو ابابیل یا ہر خاب

کے سر پر ہے حضرت سلیمانؑ کے ہاتھ پھیرنے کے سبب سے ہے ایک روز اُس جانور کے نر نے مادہ کے ساتھ جفت ہونا چاہا۔ مادہ نے منظور نہ کیا۔ نر نے کہا مانع مت ہو۔ میرا مطلب صرف یہ ہے کہ ایک فرزند پیدا ہو اور وہ خدا کی تسبیح کرے۔ مادہ راضی ہو گئی۔ جب مادہ انڈے دینے پر آئی تو نر نے پوچھا کہاں انڈے دینا چاہتی ہے۔ اُس نے کہا راستہ سے دُور نر نے کہا میں چاہتا ہوں کہ قریب راہ انڈے دے تاکہ اگر کوئی تجھے دیکھے تو یہ نہ سمجھے کہ تو انڈے دے رہی ہے بلکہ یہ خیال کرے کہ دانہ چگنے آئی ہے تو اُس نے راستے کے نزدیک انڈے دیئے اور اُس پر بیٹھی جب بچے نکلنے کا وقت آیا ناگاہ حضرت سلیمانؑ کی سواری نمودار ہوئی جو نہایت شان و شوکت سے آرہی تھی۔ مرغان ہوا آپ کے سر پر سایہ کئے ہوئے تھے۔ مادہ نے نر سے کہا لو حضرت سلیمانؑ اپنے لشکر کو لئے ہوئے آرہے ہیں اب میرے انڈوں کی خیر نہیں وہ پامال کر دیں گے۔ نر بولا سلیمانؑ مرد رحیم ہیں۔ کیا تو نے اپنے بچوں کے لئے کوئی چیز چھپا رکھی ہے۔ اُس نے کہا ہاں چند ٹڈیاں ہیں۔ کیا تو نے بھی کچھ بچوں کے لئے رکھا ہے۔ نر نے کہا چند خرمے جو تجھ سے چھپا رکھے تھے۔ مادہ نے کہا تو اپنے خرمے لے لے اور میں اپنی ٹڈیاں لے لوں اور جناب سلیمانؑ کے راستے میں چل کر بیٹھیں اور یہ اپنے ہدیے ان کی خدمت میں پیش کریں کیونکہ وہ ہدیوں کو بہت دوست رکھتے ہیں۔ یہ مشورہ کرکے دونوں پہنچے۔ حضرت سلیمانؑ کی نظر پڑی تو آپ نے اپنا داہنا ہاتھ بڑھا دیا اُس پر نر آکر بیٹھ گیا اور بایاں ہاتھ بڑھایا تو اس پر مادہ بیٹھ گئی حضرت نے اُن کے حالات پوچھے انہوں نے بیان کیا۔ آپ نے ان کے ہدیے قبول کئے اور اپنے لشکر کو دوسرے راستہ پر موڑ دیا تاکہ ان کے انڈوں کو نقصان نہ پہنچے۔ اور اپنا ہاتھ اُن کے سروں پر پھیرا جس کی برکت سے اُن کے سروں پر تاج پیدا ہو گیا۔ [1]

ابابیل یا مرغابی کا حضرت سلیمانؑ کی خدمت میں ہدیے پیش کرنا اور اپنے انڈے ان کے لشکر کی پامالی سے بچا لینا۔

دوسری روایت میں ہے کہ حضرت سلیمانؑ کا روزانہ کا خرچ سات کروڑ تھا۔ ایک روز ایک دریائی جانور نے سر باہر نکال کر کہا اے سلیمانؑ ایک روز میری

[1] مولف فرماتے ہیں کہ چیونٹی کے اس قصہ میں ممکن ہے کہ اُن کا اندیشہ اس سبب سے ہو کہ ایسا نہ ہو کہ اس جگہ تخت سلیمان ہوا سے اُترے یا آنکہ اُس پر حضرت سوار ہو کر زمین پر چل رہے ہوں اور حدیث سابق میں چیونٹی کے قصہ سے دوسرا جواب اس شبہ کا ظاہر ہوتا ہے۔ سمجھنے کی ضرورت ہے۔

ضیافت کیجئے۔ آپ نے حکم دیا تو آپ کے لشکر کے ایک ماہ کی خوراک دریا کے کنارے جمع کردی گئی جو ایک پہاڑ کے مانند بلند ہوگئی۔ اُس مچھلی نے سر دریا سے باہر نکالا اور وہ تمام سامان غذا کھا گئی اور کہا اے سلیمانؑ میری پوری غذا تو کہاں میری ایک روز کی غذا کے برابر بھی نہ ٹھہری۔ حضرت سلیمانؑ کو تعجب ہوا اور فرمایا کہ دریا میں تجھ ایسے بڑے جانور بھی ہیں؟ اُس نے کہا میرے ایسے جانوروں کی ہزار جماعتیں ہیں حضرت سلیمانؑ نے فرمایا۔ سُبْحَانَ اللّٰهِ الْمَلِكِ الْعَظِيْمِ (پاک ہے وہ خدا جو بہت بڑا بادشاہ ہے یعنی بے حساب روزی دینے والا)

دوسری روایت میں ہے کہ ایک روز ایک چڑے نے اپنی مادہ سے کہا کہ مجھے جماع سے کیوں روکتی ہے اگر میں چاہوں تو سلیمانؑ کے قُبّے کو اپنی چونچ سے توڑ دوں اور دریا میں پھینک دوں۔ جب ہوا نے اس کی یہ بات حضرت سلیمانؑ کے کانوں تک پہنچائی تو حضرت سلیمانؑ مسکرائے اور دونوں کو حاضر کرنے کا حکم فرمایا۔ وہ لائے گئے تو حضرت نے چڑے سے پوچھا کہ جو دعویٰ تو نے کیا اس کو عمل میں لاسکتا ہے اس نے کہا نہیں لیکن آدمی اپنی زوجہ کی نگاہوں میں اپنے تئیں زینت دیتا اور بہت بڑا ثابت کرتا ہے اور عاشق کو جو وہ کہتا ہے اُس پر ملامت نہیں کی جاتی۔ پھر حضرت نے اس کی مادہ سے پوچھا کہ کیوں اس کو اپنی خواہش پوری نہیں کرنے دیتی حالانکہ وہ تیرے عشق کا دعویٰ کرتا ہے چڑیا نے کہا اے خدا کے رسول وہ مجھے دوست نہیں رکھتا جھوٹ بولتا ہے اور مہمل دعویٰ کرتا ہے بلکہ غیر کو دوست رکھتا ہے۔ چڑیا کی اس بات نے حضرت سلیمانؑ کے دل میں بہت اثر کیا اور بہت روئے اور چالیس روز تک اپنے عبادت خانہ سے باہر نہیں آئے اور دعا کرتے رہے کہ خدا ان کے دل کو غیر کی محبت کے لوث سے پاک کردے اور اپنی محبت سے مخصوص فرمادے۔

دوسری روایت میں وارد ہے کہ ایک روز حضرت سلیمانؑ نے سُنا کہ ایک چڑا اپنی مادہ سے کہتا ہے کہ میرے نزدیک آ تا کہ تیرے ساتھ مقاربت کروں شاید خداوند عالم ایک فرزند ہمیں عطا فرمائے جو خدا کی عبادت کرے کیونکہ اب ہم بوڑھے ہوچکے ہیں حضرت سلیمانؑ کو اس کی باتوں پر تعجب ہوا اور فرمایا کہ اُس چڑے کی نیک نیت میری بادشاہی سے بہتر ہے۔

ایک روز ایک بلبل چہچہارہی تھی اور رقص کررہی تھی حضرت سلیمانؑ نے فرمایا کہ وہ کہتی ہے کہ آدھا خرما جبکہ میں کھالیتی ہوں پھر مجھے پروا نہیں ہوتی کہ دنیا رہے یا

نہ رہے۔ فاختہ جب بولی تو فرمایا کہتی ہے کہ کاش یہ مخلوق پیدا نہ ہوئی ہوتی۔ مور نے آواز لگائی تو فرمایا کہتا ہے کہ جو کچھ کروگے اُسی کا بدلہ تم کو ملے گا۔ ہُدہُد بولا تو فرمایا کہتا ہے کہ جو رحم نہیں کرتا اس پر رحم نہیں کیا جاتا اور صرد نے آواز دی جو ایک جانور ہے اور نخلستان میں رہتا ہے تو حضرت سلیمانؑ نے فرمایا کہ وہ کہتا ہے۔ اے گنہگار توبہ و استغفار کرو اور طوطی نے آواز لگائی تو فرمایا کہتی ہے کہ ہر زندہ (ایک روز) مرے گا اور نیا پرانا ہو جائے گا اور ابابیل بولی تو فرمایا کہتی ہے کہ نیک عمل پہلے بھیج دو تاکہ مرنے کے بعد خدا کے یہاں اُس کو پاؤ۔ کبوتر جب بولا تو فرمایا کہتا ہے۔ سُبْحَانَ رَبِّیَ الْاَعْلٰی مَلَاَ سَمٰوٰتِہٖ وَاَرْضِہٖ (پاک ہے میرا پروردگار جو سب سے بلند ہے اُس کے نور سے تمام آسمان و زمین پُر ہیں) قمری کے بارے میں فرمایا کہ وہ سبحان ربی الاعلیٰ کہتی ہے۔ اور کلاغ (جنگلی کوا) عشاروں پر نفرین کرتا ہے کور کورہ کہتا ہے۔ کُلُّ شَیْءٍ ھَالِکٌ اِلَّا وَجْھَہٗ یعنی سوائے ذات خدا کے ہر چیز ہلاک ہونے والی ہے اور اسفردو کہتا ہے کہ جو خاموش ہو گیا سلامت رہا اور سبز قبا کہتا ہے۔ سُبْحَانَ رَبِّیْ وَ بِحَمْدِہٖ۔ دراج کہتا اَلرَّحْمٰنُ عَلَی الْعَرْشِ اسْتَوٰی۔

فصل سوم | حضرت سلیمانؑ و بلقیس کے حالات۔

علی بن ابراہیم نے روایت کی ہے جب حضرت سلیمان علیہ السلام تخت پر متمکن ہوتے تمام مرغان ہوا جن کو خدا نے آپ کا تابع و مسخر کیا تھا آپ کے سر پر اور ان تمام لوگوں پر سایہ کرتے تھے جو آپ کے تخت کے نزدیک حاضر رہتے ایک روز ہُدہُد غائب تھا اور اس کی جگہ سے آفتاب کی روشنی حضرت کے دامن پر پڑتی تھی تو آپ نے نگاہ اوپر اُٹھا کر دیکھا تو ہُدہُد کو اپنی جگہ پر موجود نہ پایا جیسا کہ خداوند عالم نے فرمایا ہے۔ وَتَفَقَّدَ الطَّیْرَ فَقَالَ مَا لِیَ لَآ اَرَی الْھُدْھُدَ ۖ اَمْ کَانَ مِنَ الْغَآئِبِیْنَ ۔ ہُدہُد کو تلاش کیا اور کہا کیا وجہ ہے کہ ہُدہُد نہیں دکھائی دیتا بلکہ وہ غائب ہے۔ لَاُعَذِّبَنَّہٗ عَذَابًا شَدِیْدًا۔ یقیناً میں اس کو عذاب سخت میں مبتلا کروں گا۔ مروی ہے کہ عذاب سخت سے مراد یہ تھی کہ اس کا پر نوچ کر دھوپ میں ڈال دوں گا۔ اَوْ لَاَاذْبَحَنَّہٗٓ یا اس کو بے شبہ ذبح کر دوں گا۔ اَوْ لَیَاْتِیَنِّیْ بِسُلْطَانٍ مُّبِیْنٍ ﴿۲۱﴾ یا کوئی عذر قوی اور دلیل مستحکم (اپنے غائب ہونے کی) بیان کرے فَمَکَثَ غَیْرَ بَعِیْدٍ۔ تھوڑی

پرندوں کے کلمات عبرت

ہُدہُد کا ملک سبا بلقیس کی خبر لانا اور ان کے حالات۔ آیت ۲۰ تا ۴۴ سورہ النمل پ ۱۹

تھی دیر انتظار کے بعد ہُدہُد حاضر ہوا اور سلیمانؑ نے اس سے پوچھا تو کہاں تھا۔ فَقَالَ اَحَطْتُّ بِمَا لَمْ تُحِطْ بِهٖ وَجِئْتُكَ مِنْ سَبَاٍ بِنَبَاٍ يَّقِيْنٍ ۔ ہُدہُد نے کہا میں وہ چیز معلوم کرکے آیا ہوں جس کی آپ کو خبر نہیں آپ کے لئے شہر سبا کی محقق اور یقینی خبر لایا ہوں جس میں کوئی شک نہیں اِنِّىْ وَجَدْتُّ امْرَاَةً تَمْلِكُهُمْ وَاُوْتِيَتْ مِنْ كُلِّ شَيْءٍ وَّلَهَا عَرْشٌ عَظِيْمٌ میں نے ایک عورت کو پایا جو ان کی ملکہ ہے یعنی شراجیل بن مالک کی بیٹی بلقیس کو اور اس کو تمام چیزیں حاصل ہیں جن کی بادشاہوں کو ضرورت ہوتی ہے اور اس کو ایک تخت عظیم حاصل ہے وَجَدْتُّهَا وَقَوْمَهَا يَسْجُدُوْنَ لِلشَّمْسِ مِنْ دُوْنِ اللّٰهِ اُس کو اور اس کی ساری قوم کو میں نے خدا کے علاوہ آفتاب کو سجدہ کرتے دیکھا۔ وَزَيَّنَ لَهُمُ الشَّيْطٰنُ اَعْمَالَهُمْ فَصَدَّهُمْ عَنِ السَّبِيْلِ فَهُمْ لَا يَهْتَدُوْنَ اَلَّا يَسْجُدُوْا لِلّٰهِ الَّذِيْ يُخْرِجُ الْخَبْءَ فِي السَّمٰوٰتِ وَالْاَرْضِ وَيَعْلَمُ مَا تُخْفُوْنَ وَمَا تُعْلِنُوْنَ ﴿۲۵﴾ اور شیطان نے اُن کی نگاہوں میں ان کے اعمال قبیحہ کو زینت دے رکھی ہے اور راہ حق سے روک رکھا ہے تو وہ حق کی جانب ہدایت نہیں پاتے اور زینت دے رکھا ہے یہ کہ سجدہ نہیں کرتے اس خدا کو جو نکالتا ہے پنہاں چیزوں کو آسمان و زمین سے اور جانتا ہے ان تمام باتوں کو جو وہ پوشیدہ کرتے ہیں اور جو کچھ چھپاتے ہیں۔ اَللّٰهُ لَآ اِلٰهَ اِلَّا هُوَ رَبُّ الْعَرْشِ الْعَظِيْمِ ﴿۲۶﴾ السجدۃ اللہ وہ ہے جس کے سوا کوئی معبود نہیں اور وہ عرش عظیم کا مالک ہے۔ قَالَ سَنَنْظُرُ اَصَدَقْتَ اَمْ كُنْتَ مِنَ الْكٰذِبِيْنَ ﴿۲۷﴾ حضرت سلیمانؑ نے فرمایا کہ بہت جلد معلوم ہوجائے گا کہ تو سچ کہتا ہے یا جھوٹوں میں سے ہے۔ اِذْهَبْ بِّكِتٰبِيْ هٰذَا فَاَلْقِهْ اِلَيْهِمْ ثُمَّ تَوَلَّ عَنْهُمْ فَانْظُرْ مَاذَا يَرْجِعُوْنَ ﴿۲۸﴾ میرا یہ خط لے جا اور ان کے پاس ڈال دے اور ان کی نگاہوں سے چھپ جا اور دیکھ کہ اس خط کے بارے میں وہ آپس میں کیا گفتگو کرتے ہیں۔ علی بن ابراہیم نے روایت کی ہے کہ ہُدہُد نے کہا تھا کہ وہ (بلقیس ملکہ سبا) ایک بزرگ تخت پر بیٹھی ہے اور میں اُس کے تخت کے اندر نہیں پہنچ سکتا۔ جناب سلیمانؑ نے فرمایا کہ اس خط کو قبہ کے اوپر سے گرا دے۔ غرض کہ ہُدہُد روانہ ہوا اور بلقیس کے قصر کے جھروکے سے خط کو اس کی گود میں ڈال دیا۔ بلقیس نے خط پڑھا اور خوفزدہ ہوگئی اور اپنے لشکر کے رئیسوں کو جمع کیا جیسا کہ خدا نے فرمایا ہے کہ قَالَتْ يٰۤاَيُّهَا الْمَلَؤُا اِنِّيْٓ اُلْقِيَ اِلَيَّ كِتٰبٌ كَرِيْمٌ ﴿۲۹﴾ اِنَّهٗ مِنْ سُلَيْمٰنَ وَاِنَّهٗ بِسْمِ اللّٰهِ الرَّحْمٰنِ الرَّحِيْمِ ﴿۳۰﴾ اَلَّا تَعْلُوْا عَلَيَّ وَاْتُوْنِيْ مُسْلِمِيْنَ ﴿۳۱﴾ کہا اے میرے لشکر کے

بزرگو میرے پاس ایک ذی عزت خط بھیجا گیا ہے۔ علی بن ابراہیم کی روایت کے مطابق یہ کہا کہ وہ مہر شدہ ہے حضرت صادقؑ سے منقول ہے کہ حضرت کے نامہ کی بزرگی سے یہ بات تھی کہ اُس کے اُوپر ی حصّہ پر مہر لگائی جاتی تھی (غرضکہ بلقیس نے کہا) وہ خط سلیمانؑ کی طرف سے ہے اور اس کے شروع میں بسم اللہ الرحمٰن الرحیم لکھا ہے اور سب سے پہلے یہ تحریر ہے کہ سرکشی اور غرور مت کرو اور ایمان قبول کرکے اور میری تابع فرمان بن کر میرے پاس آ۔ قَالَتْ يَا أَيُّهَا الْمَلَأُ أَفْتُونِي فِي أَمْرِي مَا كُنتُ قَاطِعَةً أَمْرًا حَتَّىٰ تَشْهَدُونِ ۝ بلقیس نے کہا اے بزرگو مجھے میرے کام میں مشورہ دو کیونکہ میں کسی امر میں کوئی ارادہ و اقدام نہیں کرتی جب تک تم کو بلا کر پوچھ نہیں لیتی۔ قَالُوا نَحْنُ أُولُو قُوَّةٍ وَأُولُو بَأْسٍ شَدِيدٍ وَالْأَمْرُ إِلَيْكِ فَانظُرِي مَاذَا تَأْمُرِينَ۔ ان لوگوں نے کہا ہم لوگ قوت والے اور بڑے بہادر و شجاع ہیں لیکن جو آپ کا حکم ہو آپ کو اختیار ہے لہذا غور کرکے بتایئے کہ کیا کرنا چاہیے ہم لوگ تابع فرمان ہیں۔ شیخ طوسی نے روایت کی ہے کہ بلقیس کے لشکروں کے سردار تین سو بارہ تھے جن سے وہ مشورہ کیا کرتی تھی اور ہر ایک ایک ہزار آدمیوں کا سردار تھا۔ قَالَتْ إِنَّ الْمُلُوكَ إِذَا دَخَلُوا قَرْيَةً أَفْسَدُوهَا وَجَعَلُوا أَعِزَّةَ أَهْلِهَا أَذِلَّةً ۖ وَكَذَٰلِكَ يَفْعَلُونَ ۝ بلقیس نے کہا کہ جب بادشاہ لوگ کسی شہر میں (فتح کرکے) داخل ہوتے ہیں تو اُس شہر کے رہنے والوں کو خراب کر ڈالتے ہیں اور صاحبان عزت کو ذلیل کر دیتے ہیں (اور) خدا اُس کے قول کی تصدیق فرماتا ہے کہ ایسا ہی بادشاہ کیا کرتے ہیں۔ یہ اُن کی عادت ہی ہے ایسا ہی (ان الفاظ آیات کی) تفسیر کی ہے۔ علی ابن ابراہیم نے روایت کی ہے کہ بلقیس نے اپنی قوم سے کہا کہ اگر یہ پیغمبر ہے جیسا کہ دعویٰ کرتا ہے تو ہم کو اس سے مقابلہ کی تاب نہیں ہو سکتی۔ اس لئے کہ (اُس کی تائید) خدا پر ہے۔ وَإِنِّي مُرْسِلَةٌ إِلَيْهِم بِهَدِيَّةٍ فَنَاظِرَةٌ بِمَ يَرْجِعُ الْمُرْسَلُونَ ۝ اور میں اس طرف ہدیہ بھیجتی ہوں اور انتظار کرتی ہوں کہ میرے قاصد کیا خبر لاتے ہیں۔ علی بن ابراہیم نے کہا کہ بلقیس نے کہا میں ہدیہ بھیجتی ہوں اگر وہ بادشاہ ہے تو اس کی رغبت دنیا کی طرف ہو گی اور وہ میرا ہدیہ قبول کرے گا پھر میں سمجھ لوں گی کہ اُس میں مجھ پر غالب ہونے کی قوت نہیں۔ پھر ایک صندوقچہ حضرت سلیمانؑ کے لئے تیار کیا جس میں ایک بڑا موتی اور بڑے قیمتی نگینے تھے اور اپنے قاصد سے کہا کہ سلیمانؑ سے کہہ دینا کہ اس گوہر میں بغیر لوہے اور آگ کی مدد کے سوراخ کریں۔ جب وہ چیزیں حضرت سلیمانؑ کے پاس پہنچیں اور قاصد نے بلقیس کا پیغام دیا تو آپ نے ایک

بلقیس کا ہدیہ بھیج کر جناب سلیمانؑ کا امتحان لینا کہ وہ پیغمبر بھی ہیں یا صرف بادشاہ۔

کیڑے کو حکم دیا جس نے دھاگا دہن میں پکڑا اور موتی میں سوراخ کر کے دوسری طرف اُس ڈورے کو نکال لایا۔ فَلَمَّا جَآءَ سُلَيْمٰنَ قَالَ اَتُمِدُّوْنَنِ بِمَالٍ فَمَآ اٰتٰىنِ َۧ اللّٰهُ خَيْرٌ مِّمَّآ اٰتٰىكُمْ ۚ بَلْ اَنْتُمْ بِهَدِيَّتِكُمْ تَفْرَحُوْنَ (۳۶) جب بلقیس کا قاصد حضرت سلیمانؑ کے پاس آیا حضرت سلیمانؑ نے فرمایا کیا وہ لوگ اپنے مال سے میری امداد کرنا چاہتے ہیں۔ خدا نے جو کچھ مجھ کو عطا فرمایا ہے اُس سے بہتر ہے جو تم لائے ہو بلکہ تم اپنے ہدیہ سے خوش حال ہوتے رہو۔ اِرْجِعْ اِلَيْهِمْ فَلَنَاْتِيَنَّهُمْ بِجُنُوْدٍ لَّا قِبَلَ لَهُمْ بِهَا وَلَنُخْرِجَنَّهُمْ مِّنْهَآ اَذِلَّةً وَّهُمْ صٰغِرُوْنَ (۳۷) اپنے ہدیوں کو لے کر ان کے پاس واپس جاؤ۔ میں تو بیشک اُن کی طرف کچھ لشکر لے کر آؤں گا جن سے مقابلہ کی اُن کو مجال نہ ہوگی اور ان کو ذلت و خواری کے ساتھ شہر کے باہر نکال دوں گا۔ علی بن ابراہیم نے روایت کی ہے کہ جب بلقیس کا قاصد اس کے پاس واپس آیا سلیمانؑ کی شان و شوکت بیان کی تو اُس نے سمجھ لیا کہ مقابلہ کی طاقت نہیں رکھتی لہٰذا اطاعت قبول کر کے سلیمانؑ کی جانب روانہ ہوئی چونکہ خدا نے حضرت سلیمانؑ کو اطلاع دے دی تھی کہ بلقیس تمہاری جانب متوجہ ہو چکی ہے اور آرہی ہے اور نزدیک پہنچ چکی ہے حضرت سلیمانؑ نے جنوں اور شیاطین سے جو حضرت کی خدمت میں حاضر تھے فرمایا کہ بلقیس قبل اس کے کہ یہاں میرے پاس پہنچے اس کے تخت کو حاضر کرو جیسا کہ حق تعالیٰ فرماتا ہے۔ قَالَ يٰٓاَيُّهَا الْمَلَؤُا اَيُّكُمْ يَاْتِيْنِيْ بِعَرْشِهَا قَبْلَ اَنْ يَّاْتُوْنِيْ مُسْلِمِيْنَ (۳۸) فرمایا کہ اے میرے لشکر کے بزرگو اور رئیسو تم میں سے کون ہے جو اُس کا تخت میرے پاس لا دے۔ قبل اس کے کہ وہ میرے پاس فرمانبردار ہو کر پہنچے۔ قَالَ عِفْرِيْتٌ مِّنَ الْجِنِّ اَنَا اٰتِيْكَ بِهٖ قَبْلَ اَنْ تَقُوْمَ مِنْ مَّقَامِكَ ۚ وَاِنِّيْ عَلَيْهِ لَقَوِيٌّ اَمِيْنٌ (۳۹) ایک سرکش جن نے کہا کہ میں اس کو لاتا ہوں قبل اس کے کہ آپ اپنے مقام سے اُٹھیں اور میں اس پر قادر اور امین ہوں۔ قَالَ الَّذِيْ عِنْدَهٗ عِلْمٌ مِّنَ الْكِتٰبِ اَنَا اٰتِيْكَ بِهٖ قَبْلَ اَنْ يَّرْتَدَّ اِلَيْكَ طَرْفُكَ ۚ اُس شخص نے کہا جس کے پاس کتاب کا کچھ علم تھا یعنی لوح محفوظ یا آسمانی کتابوں کا علم اور وہ آصف ابن برخیا حضرت سلیمانؑ کے وزیر تھے اور اسم اعظم جانتے تھے کہا کہ میں وہ تخت آپ کے لیے اتنی جلد لاتا ہوں کہ آپ اپنی آنکھ نہ جھپکا سکیں گے پھر خدا کو اس کے نام بزرگ سے یاد کیا اور سلیمانؑ کے پلک جھپکانے سے پہلے سلیمانؑ کے تخت کے نیچے سے تخت بلقیس کو نکال کر سامنے رکھ دیا۔ فَلَمَّا رَاٰهُ مُسْتَقِرًّا عِنْدَهٗ قَالَ هٰذَا مِنْ فَضْلِ رَبِّيْ ۖ لِيَبْلُوَنِيْٓ ءَاَشْكُرُ اَمْ اَكْفُرُ ۖ وَمَنْ شَكَرَ فَاِنَّمَا يَشْكُرُ لِنَفْسِهٖ ۚ وَمَنْ

کَفَرَ فَاِنَّ رَبِّیْ غَنِیٌّ کَرِیْمٌ۔ جب سلیمانؑ نے اپنے سامنے تخت کو رکھا ہوا دیکھا کہا یہ میرے خدا کا فضل و احسان ہے تاکہ وہ میرا امتحان لے کہ میں اُس کا شکر ادا کرتا ہوں یا اس کی نعمتوں کی ناقدری کرتا ہوں اور جو شخص خدا کا شکر کرتا ہے تو بس وہ اپنے نفس کے (فائدے کے) لئے کرتا ہے اور جو کفران نعمت کرتا ہے (تو اُسے پروا نہیں) بیشک میرا پروردگار غنی اور کریم ہے۔ قَالَ نَکِّرُوْا لَهَا عَرْشَهَا نَنْظُرْ اَتَهْتَدِیْٓ اَمْ تَکُوْنُ مِنَ الَّذِیْنَ لَا یَهْتَدُوْنَ (۴۱) سلیمانؑ نے کہا اُس کے تخت میں تغیر و تبدل کر دو تاکہ ہم دیکھیں کہ وہ سمجھ رکھتی ہے یا ناسمجھ لوگوں میں سے ہے۔ فَلَمَّا جَآءَتْ قِیْلَ اَهٰکَذَا عَرْشُکِ قَالَتْ کَاَنَّهٗ هُوَ وَاُوْتِیْنَا الْعِلْمَ مِنْ قَبْلِهَا وَکُنَّا مُسْلِمِیْنَ (۴۲) پھر جب بلقیس سلیمانؑ کے پاس آئی تو پوچھا گیا کہ تمہارا تخت بھی ایسا ہی ہے وہ بولی گویا یہ وہی ہے اور ہمیں تو اس سے پہلے ہی (آپ کی نبوت کا) علم ہو چکا تھا اور ہم تو آپ کے فرمانبردار ہو چکے تھے) وَصَدَّهَا مَا کَانَتْ تَّعْبُدُ مِنْ دُوْنِ اللّٰهِ اِنَّهَا کَانَتْ مِنْ قَوْمٍ کٰفِرِیْنَ (۴۳) اور سلیمانؑ نے اس کو خدا کے سوا جس کی پرستش کرتی تھی اس سے روک دیا کیونکہ کافر قوم کی تھی۔ قِیْلَ لَهَا ادْخُلِی الصَّرْحَ فَلَمَّا رَاَتْهُ حَسِبَتْهُ لُجَّةً وَّکَشَفَتْ عَنْ سَاقَیْهَا قَالَ اِنَّهٗ صَرْحٌ مُّمَرَّدٌ مِّنْ قَوَارِیْرَ قَالَتْ رَبِّ اِنِّیْ ظَلَمْتُ نَفْسِیْ وَاَسْلَمْتُ مَعَ سُلَیْمٰنَ لِلّٰهِ رَبِّ الْعٰلَمِیْنَ (۴۴) علی بن ابراہیم نے روایت کی ہے کہ بلقیس کے آنے سے پہلے سلیمانؑ کے حکم سے جنوں نے ایک شیشہ کا محل اس کے لئے بنایا تھا اور اُس محل کو پانی پر رکھا تھا جب بلقیس آئی تو کہا گیا کہ محل میں چلی جاؤ تو جب اُس نے محل میں شیشہ کا فرش دیکھا تو اُسے پانی سمجھ کر اپنے پائنچے اُٹھا لئے جس سے اُس کی پنڈلیاں کھل گئیں اور ظاہر ہو گیا کہ اس کی پنڈلیوں پہ بہت سے بال ہیں سلیمانؑ نے کہا یہ پانی نہیں ہے بلکہ شیشہ کا فرش ہے اُس وقت اُس نے اپنی سابقہ گمراہی کو سمجھا اور کہا کہ میں نے غیر خدا کو پوج کر اپنے نفس پر ظلم کیا اور اب میں سلیمانؑ کے ساتھ سارے جہانوں کے پروردگار پر ایمان لاتی ہوں علی بن ابراہیم نے روایت کی ہے کہ اُس کے بعد حضرت سلیمانؑ نے اس کے ساتھ عقد کیا وہ سرح جسریہ کی بیٹی تھی۔ سلیمانؑ نے شیطانوں کو حکم دیا کہ کوئی ایسی چیز تیار کرو جس سے اُس کے پیروں کے بالوں کو صاف کیا جائے۔ تو حمام بنائے گئے اور نورہ تیار کیا گیا حمام و نورہ اُن چیزوں میں سے ہیں جن کو شیاطین نے بلقیس کے لئے تیار کیا اور اسی طرح وہ چیزیں بھی جو پانی کو گردش دیتی رہتی ہیں اُنہی حضرت کے زمانہ میں ایجاد ہوئیں۔

بلقیس کے لئے شیشے کا محل

حضرت صادقؑ نے فرمایا کہ اُن علوم میں سے جو خدا نے حضرت سلیمانؑ کو عطا فرمایا تھا تمام زبانوں کا جاننا اور سمجھنا بھی تھا اور پرندوں درندوں اور دوسرے تمام حیوانات کی زبانیں حضرت جانتے تھے۔ جنگ کے موقع پر فارسی میں گفتگو کرتے جب دربار میں اہلِ لشکر اور اہلِ سلطنت کے انتظام کے لیے رونق افروز ہوتے تو رومی زبان میں گفتگو کرتے جب اپنی ازواج کے پاس جاتے سریانی اور نبطی زبان میں بات چیت کرتے۔ جب محرابِ عبادت میں خلوت فرماتے تو عربی زبان میں مناجات کرتے اور جب مسند قضا و حکم پر جلوہ نمائی فرماتے تو زبان عربی میں گفتگو کرتے اور احکام جاری فرماتے ؎

حدیث معتبر میں منقول ہے کہ ایک شخص نے امام موسیٰ کاظمؑ سے پوچھا کہ کیا تمام علوم پیغمبران حضرت محمد مصطفےٰ آخرالزمان کو میراث میں ملے ہیں۔ فرمایا ہاں خدا نے کسی پیغمبر کو مبعوث نہیں فرمایا مگر یہ کہ محمدؐ ان سب سے زیادہ جاننے والے ہیں۔ راوی نے کہا عیسیٰ خدا کے حکم سے مُردوں کو زندہ کرتے تھے فرمایا تو نے سچ کہا اور سلیمانؑ بھی پرندوں کی زبان جانتے تھے اور ہمارے رسول حضرت محمد مصطفےٰ ان تمام اُمور پر قادر تھے۔ پھر فرمایا کہ حضرت سلیمانؑ نے ہُدہُد کو دیکھا تو وہ اپنی جگہ سے غائب تھا آپ کو غصہ آیا جیسا کہ خدا نے ذکر فرمایا ہے۔ ہُدہُد حضرت کے لیے پانی کے بارے میں اطلاع دیا کرتا تھا اس لیے غصہ ہوئے کہ وہ اس بارے میں اس کے محتاج تھے ہُدہُد ایک پرندہ تھا اس کو وہ علم دیا گیا جو جناب سلیمانؑ کو حاصل نہ تھا حالانکہ ہوا چیونٹیاں جن آدمی تمام دیو اور سرکش و شریر (شیاطین) سب آپ کے تابع تھے مگر ہوا کے اندر پانی کا ہونا نہیں جانتے تھے (نہیں دیکھ سکتے تھے) اور ہُدہُد اس کو جانتا تھا۔ خداوند عالم

؎ مولف فرماتے ہیں کہ اس قدر دُور و دراز مقام سے اتنے قلیل وقت میں تختِ بلقیس کے ظاہر ہونے میں اختلاف ہے بعض کا قول ہے کہ فرشتے ہوا پر لائے بعض کہتے ہیں کہ باد ہوا کے دوش پر لائی اور بعض بیان کرتے ہیں کہ خدا نے اس تخت میں تیز حرکت پیدا کر دی کہ وہ خود ہی آن موجود ہُوا۔ اور بعض لوگ کہتے ہیں کہ خدا نے تخت کو وہاں اپنے مقام پر معدوم کر دیا اور اپنی قدرت کاملہ سے یہاں حضرت سلیمانؑ کے پاس پیدا کر دیا اور جو کچھ احادیث معتبرہ سے ظاہر ہوتا ہے ان کے دو رُخوں میں سے ایک رُخ یہ ہے کہ حق تعالیٰ نے اُن قطعات زمین کو جو حضرت سلیمانؑ کے مکان اور تخت بلقیس کے درمیان تھے پست کیا اور وہ زمین جس پر تخت بلقیس تھا حرکت میں آئی اور تخت کو حضرت سلیمانؑ تک پہنچا دیا اور پھر وہ زمین واپس اپنے مقام پر پہنچ گئی۔ (باقی صفحہ ۶۷۰ پر)

قرآن میں فرماتا ہے کہ اگر ایسا قرآن ہوتا کہ جس کے ذریعہ سے پہاڑ چلنے لگتے۔ زمین ٹکڑے ٹکڑے ہوسکتی اور مُردے زندہ ہوسکتے تو وہ بھی یہی قرآن ہے لیکن ان کا علم ہمارے پاس ہے اور ہم ہوا کے اندر پانی کو جانتے (اور دیکھتے) ہیں۔ خدا کی کتاب میں چند آیتیں ہیں کہ اُن کو جس مطلب کے لئے ہم پڑھتے ہیں وہ حاصل ہوتا ہے۔

بسند معتبر منقول ہے کہ یحییٰ بن اکثم قاضی نے سوال کیا کہ آیا حضرت سلیمانؑ آصف بن برخیا کے علم کے محتاج تھے حضرت امام علی نقی علیہ السّلام نے جواب دیا کہ جس کے پاس کتاب خدا کا کچھ علم تھا وہ آصفؑ بن برخیا تھے مگر سلیمانؑ ان تمام باتوں کو جاننے اور سمجھنے سے عاجز نہ تھے جو آصفؑ جانتے تھے لیکن چاہتے تھے کہ آصفؑ کی فضیلت

(بقیہ حاشیہ صفحہ ۶۶۹) اور دوسری زمینیں پھر بدستور سابق اُبھر کر برابر ہوگئیں اگر کوئی کہے کہ عمارتیں مکانات حیوانات اور درخت وغیرہ ان زمینوں پر تھے جو پست کی گئیں وہ سب کیا ہوئے اس کا جواب یہ ہے کہ ممکن ہے خداوند عالم نے ان سب کو داہنے اور بائیں ہٹا دیا ہو جس سے تخت کے راستہ میں کچھ نہ رہ گیا ہو۔ دوسرے یہ کہ تخت کو زمین کے اندر کر دیا ہو اور زمین نے حرکت دے کر اس کو تخت سلیمانؑ کے نیچے پہنچا دیا ہو اور وہاں سے نکلا ہو۔ یہ وجہ زیادہ قرین عقل ہے اور وہ دونوں وجہیں بھی عقل سے نزدیک ہیں اور یہ دونوں وجہیں احادیث معتبرہ میں وارد ہوئی ہیں۔ چنانچہ بسند صحیح حضرت صادق علیہ السلام سے منقول ہے کہ وزیر و وصی سلیمانؑ نے اسم اعظم پڑھا اور وہ تمام زمینیں جو حضرت سلیمانؑ و تخت بلقیس کے درمیان تھیں نیچے ہوئیں وہ ہموار ہوں یا ناہموار۔ یہاں تک کہ اُس تخت کی زمین اس تخت سلیمانؑ کی زمین تک پہنچی اور سلیمانؑ نے تخت بلقیس کھینچ لیا اور وہ زمین واپس ہوگئی اور یہ آنکھوں کی پلک جھپکنے سے پہلے ہوا اور سلیمانؑ نے کہا میں نے خیال کیا کہ وہ تخت میرے تخت کے نیچے سے نکل آیا۔ اور احادیث صحیحہ و معتبرہ میں امام محمد باقرؑ و جعفر صادق اور امام علی نقی علیہم السلام سے منقول ہے کہ خدا کے تہتّر اسم اعظم ہیں اور حضرت سلیمانؑ کے وزیر آصفؑ بن برخیا کو ایک اسم عطا ہوا تھا جس کے ذریعہ سے آپ نے تکلم کیا جس سے زمین شگافتہ ہوئی یا نیچے دب گئی وہ زمین جو تخت بلقیس اور حضرت سلیمانؑ کے درمیان تھی اور جو کچھ اس زمین پر تھا سب نیچے ہوگیا تو حضرت نے اپنے ہاتھ سے تخت کو اُٹھا لیا۔ اور دوسری روایت کے مطابق دونوں زمین کے ٹکڑے (یعنی حضرت سلیمان جس پر تھے اور تخت والی زمین) ایک دوسرے سے متصل ہوئی۔ اور تخت اُس قطعہ زمین سے اس قطعہ زمین پر منتقل ہوگیا اور آنکھ کی پلک جھپکنے سے پہلے زمینیں اپنے سابقہ حال پر قائم ہوگئیں اور ان اسمائے اعظم میں سے بہتر اسما (مع اُس اسم کے جو آصفؑ کو دیا تھا خدا نے ہم کو سب عطا فرمایا ہے اور ایک اسم خدا نے اپنے لئے مخصوص رکھا اور مخلوق میں سے کسی کو نہیں عطا فرمایا۔ ۱۲

جنوں اور انسانوں پر ظاہر ہو جائے تاکہ وہ سب سمجھیں کہ آصفؑ اُن کے بعد حجّت خدا اور ان کے خلیفہ ہوں گے اور وہ علم جو آصفؑ جانتے تھے اُن علوم میں سے کچھ تھا جو حضرت سلیمان نے اُن کو خدا کے حکم سے سپرد فرمایا تھا لیکن خدا نے چاہا کہ آصفؑ کا علم ظاہر ہو تاکہ لوگ اُن کی امامت میں اختلاف نہ کریں جیسا کہ حضرت داؤدؑ نے اپنی حیات میں سلیمانؑ کو اپنا حکم (فیصلہ کرنے کے لئے) خلق پر حجت خدا ہونے کی تاکید کے لئے سکھا دیا تھا تاکہ امت حضرت داؤد کے بعد اُن کی پیغمبری کا اقرار کرے۔

بسند حسن منقول ہے کہ حضرت صادقؑ نے فرمایا کہ لوگ حضرت امیرالمومنینؑ کے اس قول سے کیونکر انکار کر سکتے ہیں کہ اگر میں چاہوں تو اپنا یہ پیر شام میں معاویہ کے سینہ پر مار کر اس کو تخت سے گرا سکتا ہوں جبکہ آصفؑ وصی سلیمانؑ کے معجزہ سے انکار نہیں کر سکتے کہ انہوں نے یک چشم زدن میں حضرت سلیمانؑ کے لئے تخت بلقیس حاضر کر دیا۔ کیا ہمارے پیغمبر بہترین پیغمبران نہیں ہیں اور اُن کا وصی بہترین اوصیا نہیں۔ کیا ہمارے پیغمبر کے وصی کو سلیمان کے وصی سے کمتر سمجھتے ہیں۔ خدا ہمارے اور ان کے درمیان فیصلہ کریگا جو ہمارے حق سے انکار کرتے ہیں اور ہماری فضیلتوں کے منکر ہیں۔

دوسری معتبر روایت میں منقول ہے کہ ابو حنیفہ نے حضرت صادقؑ سے پوچھا کہ حضرت سلیمان نے تمام پرندوں میں ہُدہُد ہی کی تلاش کیوں کی فرمایا کہ ہُدہُد پانی کو زمین کے نیچے دیکھ لیتا ہے جیسے تم تیل کو شیشی کے اندر دیکھ لیتے ہو۔ یہ سُن کر ابو حنیفہ ہنسے حضرت نے پوچھا تجھ کو ہنسی کیوں آئی اُس نے کہا جو پانی کو زمین کے اندر دیکھ لیتا ہے وہ دانہ کو زمین کے نیچے نہیں دیکھ سکتا اور جال میں پھنس جاتا ہے حضرت نے فرمایا شاید تجھ کو معلوم نہیں کہ قضا و قدر آنکھیں بند کر دیتے ہیں۔ اور دُعائے نور میں منقول ہے کہ خدا رحمت نازل کرے سلیمانؑ بن داؤدؑ پر جیسا کہ اُس نے ہم کو حکم فرمایا ہے۔

بسند معتبر حضرت امام حسن عسکریؑ سے منقول ہے کہ خدا نے حضرت محمد مصطفٰے صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کو سورہ حمد سے مخصوص فرمایا اور اس میں کسی پیغمبر کو سوائے حضرت سلیمانؑ کے شریک نہیں کیا کیونکہ اس سورہ میں بسم اللہ الرحمٰن الرحیم ان کو عطا فرمایا جیسا کہ خدا نے اُن کے خط کے شروع میں جو بلقیس کو لکھا تھا ذکر کیا ہے [1]

[1] مولف فرماتے ہیں کہ اس قصہ میں بہت سی نادر و عجیب باتیں مذکور ہیں جن میں سے بعض کتاب بحارالانوار میں ہم نے لکھی ہیں چونکہ وہ باتیں معتبر سندوں کے ساتھ مذکور نہیں ہیں اس لئے اس کتاب میں وہی روایتیں ذکر کرنے پر میں نے اکتفا کی جو روایات معتبر سے ہیں۔ ۱۲

فصل چہارم

حضرت سلیمانؑ کے موعظے ۔ احکام اور وہ وحی جو حضرت پر نازل ہوئیں اور آپ کے عجیب وغریب حالات وفات کے وقت تک اور بعد وفات جو کچھ واقع ہوئے اُن تمام حالات کا تذکرہ

آیت ۷۸ ۷۹ الانبیاء پ ۱۷

حق تعالیٰ قرآن میں فرماتا ہے۔ وَدَاوُدَ وَسُلَيْمَانَ إِذْ يَحْكُمَانِ فِي الْحَرْثِ إِذْ نَفَشَتْ فِيهِ غَنَمُ الْقَوْمِ وَكُنَّا لِحُكْمِهِمْ شَاهِدِينَ ○ فَفَهَّمْنَاهَا سُلَيْمَانَ ۚ وَكُلًّا آتَيْنَا حُكْمًا وَعِلْمًا ۔ یاد کرو داوُدؑ وسلیمانؑ کو جبکہ زراعت کے بارے میں حکم کرنے بیٹھے جبکہ رات کے وقت قوم کی بھیڑیں کھیت چر گئی تھیں اور ہم ان کے فیصلہ کے گواہ تھے اُس وقت ہم نے سلیمان کو فیصلہ کرنے کی تعلیم دی اور ہم نے ہر ایک (داوُدؑ وسلیمانؑ) کو علم وحکمت سکھایا تھا۔

بسندِ حسن حضرت صادقؑ سے منقول ہے کہ بنی اسرائیل کے ایک شخص کے انگور کے باغ میں رات کے وقت کچھ گوسفند ایک شخص کی پہنچیں اور درختوں کو خراب کیا۔ مالک باغ گوسفندوں کو حضرت داوُدؑ کی خدمت میں پکڑ کے لایا اور انصاف کا طالب ہوا حضرت داوُدؑ نے جناب سلیمانؑ کے پاس بھیج دیا کہ وہ فیصلہ کریں گے۔ وہ لوگ حضرت سلیمانؑ کے پاس گئے۔ حضرت نے فرمایا کہ اگر گوسفندوں نے درخت کی جڑ اور شاخیں سب کھالی ہیں گوسفندوں کے مالک کو لازم ہے کہ اس کے عوض گوسفندیں ان بچوں سمیت جو ان کے شکم میں ہیں صاحب باغ کو دیدے۔ اور اگر صرف پھل کھائے ہیں اور درخت اور شاخیں باقی ہیں تو گوسفندوں کے بدلے اُن کے بچے باغ کے مالک کو دیئے جائیں۔ حضرت داوُدؑ کو سلیمانؑ کے فیصلہ میں کوئی اختلاف نہ تھا اگر وہ اختلاف کرتے تو خدا فرماتا ہے کہ وَكُنَّا لِحُكْمِهِمْ شَاهِدِينَ ۔ ہم ان کے فیصلہ کے دیکھنے والے تھے دوسری معتبر حدیث میں امام محمد باقرؑ سے منقول ہے کہ کسی ایک نے فیصلہ نہیں کیا بلکہ آپس میں گفتگو کی اور وحی کے منتظر تھے کہ خدا نے حضرت سلیمانؑ کو اس معاملہ کا فیصلہ بذریعہ وحی بتادیا تاکہ ان کی فضیلت ظاہر فرمائے

امامت وخلافت سے متعلق جناب سلیمانؑ کی آزمائش

بسند معتبر حضرت صادق علیہ السلام سے منقول ہے کہ امامت خدا کا ایک عہد ہے جو اُس جماعت سے مخصوص ہے جن کا نام خدا نے ظاہر کر کے تعین فرمادیا ہے اور امام کو یہ اختیار نہیں ہے کہ عہدۂ امامت اُس کے علاوہ کسی اور کو دیدے جس کو خدا نے اس کے بعد مقرر فرمادیا ہے۔ بہ تحقیق کہ خدا نے حضرت داوُدؑ کو وحی کی کہ اپنے اہل سے اپنا وصی مقرر کریں کیونکہ میرے علم میں گذر چکا ہے کہ ہر پیغمبر کو جسے میں مبعوث

کروں گا بے شبہ اس کا وصی اُس کے اہل سے قرار دوں گا۔ حضرت داؤدؑ کے چند فرزند تھے ان میں ایک فرزند وہ تھا جس کی ماں کو آپ بہت عزیز رکھتے تھے۔ حضرت داؤدؑ اس زوجہ کے پاس گئے اور کہا کہ خدا نے مجھے وحی کی ہے کہ اپنے اہل سے اپنا وصی قرار دوں اُس عورت نے کہا میرے لڑکوں کو اپنا وصی بنائیے حضرت داؤدؑ نے فرمایا میں بھی یہی چاہتا ہوں اور خدا کے علم میں یہ تھا کہ حضرت سلیمانؑ وصی مقرر ہوں تو خدا نے داؤدؑ کو وحی کی کہ وصی مقرر کرنے میں جلدی مت کرو۔ یہاں تک کہ میرا حکم تم کو پہنچے چند دنوں کے بعد دو اشخاص گوسفند اور باغ انگور کے متعلق فیصلہ کرانے آئے۔ خدا نے داؤدؑ پر وحی کی کہ اپنے فرزندوں کو جمع کریں ان میں سے جو لڑکا انصاف کے ساتھ فیصلہ کرے گا اُسی کو تمہارا وصی قرار دوں گا۔ داؤدؑ نے فرزندوں کو بلایا اور ان دونوں فریقین نے جب اپنا معاملہ بیان کیا۔ سلیمانؑ نے پوچھا اے باغ کے مالک گوسفندیں کس وقت باغ میں داخل ہوئی تھیں اُس نے کہا رات کے وقت آپ نے گوسفندوں کے مالک سے کہا میں تجھے حکم دیتا ہوں کہ اپنے گوسفندوں کے بچے اور اُن کے اُون اس سال صاحب باغ کو دیدے داؤدؑ نے فرمایا کیوں یہ حکم نہ دیا کہ تمام گوسفند مالک باغ کو دیدے جیسا کہ علمائے بنی اسرائیل حکم دیتے ہیں۔ سلیمانؑ نے کہا درخت جڑ سے نہیں اُکھڑے ہیں بلکہ دوسرے سال اُس میں پھل نکل سکتے ہیں اسی سال کے پھل ضائع ہوئے ہیں۔ لہذا گوسفندوں کے اسی سال کے بچے اُس کو ملنا چاہیئں۔ اگر درخت بیخ و بن سے خراب ہوئے ہوتے تو گوسفندیں اس کو ملنا چاہیئے تھیں۔ تو خدا نے حضرت داؤدؑ کو وحی کی کہ جو فیصلہ سلیمانؑ نے کیا وہ صحیح ہے۔ اے داؤدؑ تم جو چاہتے تھے اس سے الگ میں دوسرا امر چاہتا ہوں۔ پھر داؤدؑ اپنی زوجہ کے پاس گئے اور کہا کہ میں نے جو چاہا تھا خدا کی مرضی اُس کے علاوہ تھی اور جو خدا چاہتا تھا وہی ہوا اور ہم اس کے تابع و فرمانبردار ہیں۔ ؎۱

؎۱ موئلف فرماتے ہیں کہ اکثر اہلسنت نے اس آیت کی یوں تفسیر کی ہے کہ داؤدؑ و سلیمانؑ کے درمیان اس واقعہ کے فیصلہ کے بارے میں نزاع ہوئی۔ ان میں سے ہر ایک نے اجتہاد کیا اور سلیمانؑ کا اجتہاد درست و صحیح ہوا۔ اور اسی قصہ سے متمسک ہوئے ہیں کہ پیغمبروں پر اجتہاد جائز ہے۔ چونکہ دلائل و نصوص سے ثابت ہو چکا ہے اور اجماع بلکہ مذہب شیعہ کی ضروریات دین میں شامل ہے کہ پیغمبران خدا ظن اور اجتہاد سے گفتگو نہیں کرتے اور آیت کریمہ بھی ان کے اختلاف پر دلالت نہیں کرتی معتبر حدیثیں اس بات پر دلالت کرتی ہیں (باقی ص۶۷۴ پر)

حدیث معتبر میں حضرت امام محمد باقرؑ سے منقول ہے کہ حضرت سلیمانؑ نے فرمایا کہ خدا نے وہ سب کچھ مجھے عطا فرمایا ہے جو اور لوگوں کو عطا فرمایا ہے اور جو کچھ ان کو نہیں دیا وہ بھی ہم کو عنایت کیا ہے اور ہم کو وہ سب کچھ سکھا دیا ہے جو لوگوں کو تعلیم دی اور جو کچھ نہیں دی۔ اور ہم نے لوگوں کے سامنے اور ان کے پیٹھ پیچھے خدا سے ڈرنے، پریشانی اور توانگری کے زمانہ میں خرچ کرنے میں میانہ روی اور خوشی و مسرّت کی حالت میں اور غصہ کے وقت حق بات کہنے اور ہر حال میں خدا کی بارگاہ میں تضرع و زاری کرنے سے بہتر کوئی بات نہیں پائی۔

بسند معتبر حضرت رسولؐ خدا سے منقول ہے کہ حضرت سلیمانؑ کی ماں نے کہا اے فرزند رات کو بہت مت سوؤ (بلکہ عبادت الٰہی میں کچھ وقت گذارو) کیونکہ رات میں زیادہ سونا قیامت کے روز انسان کو فقیر اور پریشان کرتا ہے۔

دوسری حدیث میں منقول ہے کہ حضرت سلیمانؑ نے اپنے فرزند سے فرمایا کہ ہرگز لوگوں سے جنگ و جدال مت کیا کرو کیونکہ اس میں نفع نہیں بلکہ برادران مومن کے درمیان عداوت پیدا ہونے کا سبب ہے۔

بسند معتبر حضرت صادقؑ سے منقول ہے کہ حضرت سلیمانؑ نے ایک روز اپنے اصحاب سے فرمایا کہ خدا نے مجھے وہ ملک و بادشاہی عطا فرمائی ہے کہ میرے بعد کسی کے لئے سزاوار نہ ہوگی۔ میرے واسطے ہوا۔ آدمی۔ جن۔ پرند و چرند سب کو مسخر فرمایا ہے اور مجھے پرندوں کی زبان تعلیم کی ہے اور ہر طرح کی نعمتیں عطا کی ہیں لیکن باوجود ان نعمتوں کے ایک روز بھی صبح سے شام تک خوشی میں بسر نہ ہوئی میں چاہتا

(بقیہ حاشیہ صفحہ ۶۷۳) کہ جب حضرت داؤدؑ نے بنی اسرائیل پر سلیمانؑ کی فضیلت ظاہر کرنا چاہا اس معاملہ کو اُن پر چھوڑ دیا کہ وہ فیصلہ کریں اور بنی اسرائیل کی غلطی جس کے بارے میں وہ اپنے لئے کیا کرتے تھے ظاہر فرمادیں۔ یا یہ کہ جب یہ مقدمہ واقع ہوا تو وہ لوگ منتظر وحی ہوئے اور خدا نے یہ فیصلہ سلیمانؑ کو بذریعہ وحی تعلیم فرمادیا تاکہ ان کی فضیلت ظاہر کردے اور اس فیصلہ میں بعض حدیثیں جو سلیمانؑ و داؤدؑ کے مابین نزاع ظاہر کرتی ہیں تقیہ پر محمول ہیں یا یہ کہ ظاہری طور پر حضرت داؤدؑ (سلیمانؑ سے) بحث کرتے تھے تاکہ دوسروں پر ان کی حقیقت و فضیلت ظاہر ہوجائے اگرچہ یہ بھی احتمال ہے کہ یہ حکم اُس زمانہ میں منسوخ رہا ہو اور جو حکم داؤدؑ نے دیا وہ وہی خدا کی جانب سے قرار پایا اس بنا پر کہ جزئی معاملات میں پیغمبران غیر اولوالعزم کے زمانہ میں حکم منسوخ ہونا جائز ہو یا یہ کہ حضرت موسیٰؑ نے خبر دی ہو کہ یہ حکم حضرت سلیمانؑ کے زمانہ تک نافذ رہے گا۔ ۱۲

ہوں کہ کل اپنے قصر میں داخل ہو کر بالاخانہ پر سے اپنی سلطنت کا نظارہ کروں لہٰذا میرے
پاس کسی کو آنے کی اجازت مت دینا تاکہ ایسا نہ ہو کہ کوئی معاملہ درپیش ہو جائے اور
میری خوشی و شادمانی رنج و کلفت سے بدل جائے۔ لوگوں نے عرض کی ایسا ہی ہو گا
دوسرے روز حضرت سلیمانؑ اپنا عصا لے کر قصر کے سب سے بلند مقام پر تشریف لے
گئے اور اپنے عصا پر ٹیک لگا کر اپنی بادشاہت و سلطنت کی سیر میں مشغول ہوئے
اور بہت مسرور تھے۔ ان کو دیکھ دیکھ کر جو خدا نے ان کو بخشا تھا۔ ناگاہ اُن کی نگاہ
ایک خوبصورت نوجوان پر پڑی جو پاکیزہ کپڑے پہنے ہوئے قصر کے ایک گوشہ سے ظاہر
ہو کر آپ کے پاس آیا۔ حضرت سلیمانؑ نے پوچھا تجھے یہاں آنے کی اجازت کس نے
دی آج تو میں نے چاہا تھا کہ تنہا رہوں۔ تو کس کی اجازت سے یہاں آیا اُس نے کہا اس
گھر کے پروردگار نے مجھے اجازت دی۔ اُس کی اجازت سے آیا ہوں۔ سلیمانؑ نے کہا
قصر کا پروردگار مجھ سے زیادہ حق دار ہے پس بیان کرو کہ تم کون ہو اُس جوان نے کہا میں
ملک الموت ہوں۔ پوچھا کس لئے آئے ہو کہا آپ کی روح قبض کرنے فرمایا تو آؤ اور جو حکم ہوا
ہے بجا لاؤ کیونکہ میں نے چاہا تھا کہ آج میری مسرت و شادمانی کا دن ہو اور خدا نے پسند نہ
فرمایا کہ اُس کی ملاقات فرحت افزا کے علاوہ کسی اور چیز میں مجھے مسرت حاصل ہو۔ غرضکہ
ملک الموت نے آپ کی روح مطہر اُسی حال میں قبض کی جیسے کہ وہ عصا پر ٹیک لگائے
کھڑے تھے۔ لوگ حضرت کی جانب دیکھتے تھے اور سمجھتے تھے کہ آپ زندہ ہیں۔ اُس
حالت میں لوگوں کے درمیان اختلاف و فتنہ پیدا ہو گیا بعض کہنے لگے کہ سلیمان بہت
دنوں سے ٹیک لگائے کھڑے ہیں اور ان کو درد و تکان لاحق نہیں ہوتا۔ نہ ان کو نیند
آتی ہے نہ وہ کچھ کھاتے پیتے ہیں بیشک وہ ہمارے خدا ہیں اور واجب ہے کہ ہم
ان کی پرستش کریں۔ اور ایک گروہ نے خیال کیا کہ سلیمانؑ نے جادو کیا ہے اور جادو کے
زور سے ہماری نگاہوں میں کھڑے ہوئے معلوم ہوتے ہیں حقیقت میں ایسا نہیں ہے۔
اور مومنین کہتے تھے کہ وہ خدا کے بندے اور پیغمبر ہیں خدا جس طرح چاہتا ہے ان کو
رکھتا ہے جب ان میں اختلاف اور جھگڑا شروع ہوا خدا نے دیمک کو حکم دیا جس نے حضرت
کا عصا اندر سے کھا کر کھوکھلا کر دیا۔ عصا ٹوٹ گیا اور حضرت سلیمانؑ قصر سے گر پڑے
تو جنوں نے دیمک کا شکریہ ادا کیا اور اس کے اس احسان کے بدلے اپنے اُوپر
لازم قرار دے لیا کہ جہاں دیمک ہوتی ہے پانی اور مٹی اس کے لئے مہیا کر دیتے ہیں۔ یہ کلام
باری تعالیٰ کے معنی ہیں جو اس نے فرمایا ہے۔ فَلَمَّا قَضَيْنَا عَلَيْهِ الْمَوْتَ مَا دَلَّهُمْ

عَلٰی مَوْتِہٖٓ اِلَّا دَآبَّۃُ الْاَرْضِ تَاْکُلُ مِنْسَاَتَہٗ۔ جب ہم نے سلیمانؑ پر موت کو مقدر فرمایا تو اُن کی موت کو ایک زمین کے کیڑے نے ان کے عصا کو کھا کر (اندر سے کھوکھلا کرکے) ظاہر و واضح کیا۔ فَلَمَّا خَرَّ تَبَیَّنَتِ الْجِنُّ اَنْ لَّوْ کَانُوْا یَعْلَمُوْنَ الْغَیْبَ مَا لَبِثُوْا فِی الْعَذَابِ الْمُھِیْنِ۔ پھر جب اُن کی لاش گری تو جنوں نے جانا کہ اگر وہ (واقعہ) غیب جاننے والے ہوتے تو اس ذلیل کرنے والے (کام) میں مبتلا نہ ہوتے۔

آیت ۱۴ سورہ سبا پ۲۲

حضرت صادقؑ نے فرمایا واللہ یہ آیت اس طرح نازل ہوئی ہے۔ فَلَمَّا خَرَّ تَبَیَّنَتِ الْجِنُّ اَنْ لَّوْ کَانُوْا یَعْلَمُوْنَ الْغَیْبَ مَا لَبِثُوْا فِی الْعَذَابِ الْمُھِیْنِ۔ یعنی جب سلیمانؑ کی لاش گری تو آدمیوں نے سمجھا کہ اگر غیب پر جنات مطلع ہوتے تو اس ذلیل و خوار کرنے والے کام میں مشغول نہ رہتے۔ یعنی وہ خدمت اور وہ کام جو حضرت کی وفات کے بعد تک ان کے حکم سے کرتے رہے نہ کرتے۔

بسند معتبر حضرت امام محمد باقرؑ سے منقول ہے کہ حضرت سلیمانؑ نے جنوں کو حکم دیا تھا کہ ایک شیشہ کا قُبَّہ (مسجد) بنا کر دریا میں ڈالیں جنوں نے وہ قبہ بنایا اور دریا میں ڈال دیا ابھی کچھ باقی تھا کہ) حضرت سلیمانؑ ایک روز اُس قبہ میں داخل ہوئے اور اپنے عصا پر تکیہ کرکے زبور کی تلاوت فرما رہے تھے اور شیاطین آپ کے آس پاس کام میں مشغول تھے حضرت سلیمانؑ ان کو اور وہ حضرت کو دیکھتے تھے۔ ناگاہ حضرت سلیمانؑ نے قبہ کے ایک گوشہ پر ایک مرد کو دیکھا پوچھا تم کون ہو اُس نے جواب دیا کہ میں وہ ہوں جو رشوت قبول نہیں کرتا اور نہ کسی بادشاہ سے ڈرتا ہوں۔ میں ملک الموت ہوں اور اُسی حال میں حضرت سلیمانؑ کی روح قبض کرلی۔ لوگ ان کو اُسی طرح عصا سے ٹیک لگائے کھڑے ہوئے ایک سال تک دیکھتے رہے اور جنّات اپنے کام میں مشغول رہے اور حضرت سلیمانؑ کے حالات معلوم کرنے کی جرأت نہ کرسکتے تھے اور نہ ان کے حال میں کوئی تبدیلی پاتے تھے یہاں تک خدا نے دیمک کو بھیجا جس نے آنحضرت کے عصا کو اندر سے کھا لیا اور وہ گر پڑے۔ اس وجہ سے جنات دیمکوں کا شکر ادا کرتے ہیں اور وہ جہاں ہوتی ہیں پانی اور مٹی اُن کے لئے فراہم کردیا کرتے ہیں۔ جب حضرت سلیمانؑ نے رحلت فرمائی۔ شیطان نے جادو میں ایک کتاب لکھی۔ اُس کتاب کے پیچھے یہ بھی لکھ دیا کہ یہ وہ کتاب ہے جس کو آصفؑ بن برخیا نے اپنے بادشاہ سلیمانؑ کے واسطے لکھی ہے جس میں علم کے خزانے اور ذخیرے ہیں۔ اُس میں یہ لکھا کہ جو شخص چاہے کہ فلاں کام ہو جائے اُسے چاہیئے کہ یہ جادو کرے جو چاہے کہ فلاں کام انجام پا جائے فلاں سحر پر عمل کرے۔ اور اس

کتاب کو حضرت سلیمانؑ کے تخت کے نیچے دفن کر دیا اور وہاں سے لوگوں کے سامنے نکالا۔ تو کافر کہنے لگے کہ سلیمانؑ کی ہم پر حکومت جادو کے سبب سے تھی جو اس کتاب میں تحریر ہے۔ مومنین کہتے تھے کہ وہ خدا کے بندے اور پیغمبر تھے جو کچھ کرتے تھے باعجاز پیغمبری اور خدا کی قدرت سے کیا کرتے تھے۔ اسی قصّہ کی طرف اس آیت میں اشارہ ہے جیسا کہ خدا ارشاد فرماتا ہے۔ وَاتَّبَعُوا مَا تَتْلُوا الشَّيَاطِينُ عَلَىٰ مُلْكِ سُلَيْمَانَ ۖ وَمَا كَفَرَ سُلَيْمَانُ وَلَٰكِنَّ الشَّيَاطِينَ كَفَرُوا يُعَلِّمُونَ النَّاسَ السِّحْرَ ۔ یہودیوں نے ان افترا پردازیوں کی متابعت کی جو شیاطین اُن (سلیمانؑ) کے زمانہ میں یا اُن کی بادشاہی کے بارے میں کرنے لگے تھے حالانکہ سلیمانؑ کافر نہ تھے۔ اور نہ یہ جادو وغیرہ ان کی ایجادات سے ہے لیکن شیاطین نے ان کے زمانہ میں کفر کیا کہ لوگوں کو جادو کی تعلیم دیا کرتے تھے۔

بسند صحیح حضرت صادق علیہ وعلیٰ آبآئہ الصلوٰۃ والسلام سے منقول ہے کہ حق تعالیٰ نے حضرت سلیمانؑ کو وحی کی کہ تمہاری موت کی علامت یہ ہے کہ بیت المقدس میں ایک درخت پیدا ہوگا جس کو خرنوبہ کہتے ہیں۔ ایک روز حضرت کی نگاہ ایک درخت پر پڑی جو بیت المقدس میں اُگا ہوا تھا تو حضرت نے اُس درخت سے خطاب فرمایا کہ تیرا نام کیا ہے اُس نے کہا خرنوبہ یہ سُن کر حضرت اپنے محراب عبادت میں تشریف لے گئے اور اپنے عصا پر سہارا کر کے کھڑے ہوئے تھے کہ اُسی حالت میں آپ کی روح قبض کر لی گئی اور آدمی اور جنات بدستور آپ کے کاموں میں مشغول رہے کہ آپ زندہ ہیں آخر دیمک نے عصا کو اندر سے خالی کر دیا اور آپ کی لاش گر گئی اُس وقت سب نے اپنے کاموں کو روکا۔

ابن بابویہ نے بسند معتبر حضرت صادقؑ سے روایت کی ہے کہ حضرت رسولؐ نے فرمایا کہ جناب سلیمانؑ کی عمر سات سو بارہ (۷۱۲) سال کی تھی۔ [1]

بسند معتبر حضرت صادقؑ سے منقول ہے کہ بنی اسرائیل نے حضرت سلیمانؑ سے التماس

سورۂ بقرہ آیت ۱۰۲

حضرت سلیمانؑ کی عمر

---

[1] مولف فرماتے ہیں کہ مشہور یہ ہے کہ آپ کی عمر ترپن (۵۳) سال کی تھی اور آپ کی بادشاہی اور پیغمبری کی مدّت چالیس (۴۰) سال ہے اور بادشاہی کے ابتدائی چار سال گذرنے کے بعد بیت المقدس کی تعمیر شروع کی تھی۔ اُس میں کچھ کام باقی تھا جو ایک سال تک آپ کی وفات کے بعد ہوتا رہا۔ اس وجہ سے آپ کی وفات سے لوگ واقف نہ ہو سکے۔

کتاب کو حضرت سلیمانؑ کے تخت کے نیچے دفن کردیا اور وہاں سے لوگوں کے سامنے نکالا۔ تو کافر کہنے لگے کہ سلیمانؑ کی ہم پر حکومت جادو کے سبب سے تھی جو اس کتاب میں تحریر ہے۔ مومنین کہتے تھے کہ وہ خدا کے بندے اور پیغمبر تھے جو کچھ کرتے تھے باعجاز پیغمبری اور خدا کی قدرت سے کیا کرتے تھے۔ اسی قصّہ کی طرف اس آیت میں اشارہ ہے جیسا کہ خدا ارشاد فرماتا ہے۔ وَاتَّبَعُوْا مَا تَتْلُوا الشَّيَاطِيْنُ عَلٰى مُلْكِ سُلَيْمَانَ وَمَا كَفَرَ سُلَيْمَانُ وَلٰكِنَّ الشَّيَاطِيْنَ كَفَرُوْا يُعَلِّمُوْنَ النَّاسَ السِّحْرَ ۔ یہودیوں نے ان افترا پردازیوں کی متابعت کی جو شیاطین اُن (سلیمانؑ) کے زمانہ میں یا اُن کی بادشاہی کے بارے میں کرنے لگے تھے حالانکہ سلیمانؑ کافر نہ تھے۔ اور نہ یہ جادو وغیرہ ان کی ایجادات سے ہے لیکن شیاطین نے ان کے زمانہ میں کفر کیا کہ لوگوں کو جادو کی تعلیم دیا کرتے تھے۔

بسندِ صحیح حضرت صادق علیہ وعلیٰ آبآئہ الصلوٰۃ والسلام سے منقول ہے کہ حق تعالیٰ نے حضرت سلیمانؑ کو وحی کی کہ تمہاری موت کی علامت یہ ہے کہ بیت المقدس میں ایک درخت پیدا ہوگا جس کو خرنوبہ کہتے ہیں۔ ایک روز حضرت کی نگاہ ایک درخت پر پڑی جو بیت المقدس میں اُگا ہوا تھا تو حضرت نے اُس درخت سے خطاب فرمایا کہ تیرا نام کیا ہے اُس نے کہا خرنوبہ یہ سُن کر حضرت اپنے محراب عبادت میں تشریف لے گئے اور اپنے عصا پر سہارا کرکے کھڑے ہوئے تھے کہ اُسی حالت میں آپ کی روح قبض کرلی گئی اور آدمی اور جنات بدستور آپ کے کاموں میں مشغول رہے کہ آپ زندہ ہیں آخر دیمک نے عصا کو اندر سے خالی کردیا اور آپ کی لاش گر گئی اُس وقت سب نے اپنے کاموں کو روکا۔

ابن بابویہ نے بسندِ معتبر حضرت صادقؑ سے روایت کی ہے کہ حضرت رسولؐ نے فرمایا کہ جناب سلیمانؑ کی عمر سات سو بارہ سال کی تھی۔ [1]

بسندِ معتبر حضرت صادقؑ سے منقول ہے کہ بنی اسرائیل نے حضرت سلیمانؑ سے التماس

---

[1] مولف فرماتے ہیں کہ مشہور یہ ہے کہ آپ کی عمر ترپن (۵۳) سال کی تھی اور آپ کی بادشاہی اور پیغمبری کی مدّت چالیس (۴۰) سال ہے اور بادشاہی کے ابتدائی چار سال گذرنے کے بعد بیت المقدس کی تعمیر شروع کی تھی۔ اُس میں کچھ کام باقی تھا جو ایک سال تک آپ کی وفات کے بعد ہوتا رہا۔ اس وجہ سے آپ کی وفات سے لوگ واقف نہ ہو سکے۔

کی کہ اپنے بعد ہم پر اپنے فرزند کو خلیفہ مقرر کر دیجئے۔ حضرت سلیمانؑ نے فرمایا کہ وہ خلافت کی صلاحیت نہیں رکھتا جب زیادہ اصرار کیا تو حضرت نے فرمایا اچھا چند مسائل اُس سے میں دریافت کروں گا اگر اُن کے جوابات وہ دے دیگا تو خلیفہ مقرر کر دوں گا۔ آخر حضرت نے پوچھا کہ اے فرزند روٹی اور پانی کا مزہ کیا ہے۔ اور آواز کی قوت اور کمزوری کس سبب سے ہوتی ہے اور انسان کے کس جسم میں عقل کا مقام ہے۔ کس چیز سے شقاوت و بے رحمی اور رقّت (نرمی قلب) اور رحم حاصل ہوتا ہے اور جسم کو تکلیف و راحت کس عضو سے ملتی ہے۔ اور بدن کا ترقی پانا اور ترقی سے محروم رہنا کس عضو سے متعلق ہے وہ کسی ایک سوال کا جواب نہ دے سکا۔ حضرت صادقؑ نے ان سوالات کے جواب میں ارشاد فرمایا کہ —— پانی کا مزہ (اس سے مراد) زندگی ہے۔ اور روٹی کی لذت قوت ہے۔ آواز کی تیزی اور کمزوری گردہ کے گوشت کی کمی اور زیادتی کے سبب سے ہے۔ عقل و دانائی کا مقام دماغ ہے کیا تم نہیں دیکھتے ہو کہ جس کی عقل کم ہوتی ہے۔ لوگ کہتے ہیں کہ اس کا دماغ کس قدر چھوٹا ہے اور بے رحمی اور رحم دل کی سختی و نرمی کے سبب سے ہے جیسا کہ حق تعالیٰ ارشاد فرماتا ہے کہ وائے ہواُن پر جن کے دل یادِ خدا سے سخت ہو گئے ہیں۔ اور بدن کی تکان و راحت پیروں سے ہوتی ہے۔ جب پیروں کو زیادہ راستہ چلنا پڑتا ہے جسم کو تکلیف پہنچتی ہے۔ جب پیروں کو آرام ہو جاتا ہے ان کی تھکن جاتی رہتی ہے جسم کو بھی راحت حاصل ہوتی ہے۔ اور جسم کا بڑھنا اور اس سے محرومی ہاتھوں کی وجہ سے ہے اگر آدمی ہاتھوں سے عمل کرتا ہے بدن کے لئے روزی حاصل ہوتی ہے اور دنیا و آخرت کی منفعت میسر آتی ہے اگر عمل نہیں کرتا تو جسم دُنیا و آخرت کے آرام سے محروم رہتا ہے۔

حضرت سلیمانؑ کا اپنے لڑکے سے چند سوالات کرنا کہ اگر وہ جوابات دیدے تو اسے جانشین بنا دیں۔ لڑکے کا جواب سے قاصر رہنا اور حضرت صادقؑ کا حل فرمانا۔

باب تیئیسواں

قوم سبا اور اہل ثرثار کے حالات

خلاق عالم ارشاد فرماتا ہے کہ لَقَدْ كَانَ لِسَبَاٍ فِيْ مَسْكَنِهِمْ اٰيَةٌ ۚ جَنَّتٰنِ عَنْ يَّمِيْنٍ وَّ شِمَالٍ ۬ؕ كُلُوْا مِنْ رِّزْقِ رَبِّكُمْ وَ اشْكُرُوْا لَهٗ ؕ بَلْدَةٌ طَيِّبَةٌ وَّ رَبٌّ غَفُوْرٌ ﴿۱۵﴾ (سورۃ سبا) بیشک قبیلہ سبا ان کے مقامات سکونت اور اُن کے شہروں میں خدا کے وجود اور اس کے کمال قدرت واحسان کی ایک آیت و دلیل تھی کہ دو باغ اُن کے شہر کے دائیں اور بائیں جانب تھے (خدا نے) اُن سے کہا کہ اپنے پروردگار کی (عطا کی ہوئی) روزی میں سے کھاؤ اور اس کا شکر ادا کرو کیونکہ تمہارا شہر بہتر اور پاک شہر ہے اور تمہارا پروردگار بڑا بخشنے والا ہے۔ فَاَعْرَضُوْا فَاَرْسَلْنَا عَلَيْهِمْ سَيْلَ الْعَرِمِ وَ بَدَّلْنٰهُمْ بِجَنَّتَيْهِمْ جَنَّتَيْنِ ذَوَاتَيْ اُكُلٍ خَمْطٍ وَّ اَثْلٍ وَّ شَيْءٍ مِّنْ سِدْرٍ قَلِيْلٍ ﴿۱۶﴾ (سورۃ سبا) اس پر بھی ان لوگوں نے روگردانی کی اور شکر نہ بجا لائے تو ہم نے سیل عرم یعنی سخت سیلاب یا وہ سیلاب اُن کی طرف بھیجا جو سخت بارش کے سبب سے ہوتا ہے (اور ان کے باغوں کو برباد کر کے) ایسے دو باغ ان کے عوض دیئے جن کے پھل بدمزہ تھے اور جن میں کانٹے دار درخت تھے اور تھوڑے بیر کے درخت تھے۔ ذٰلِكَ جَزَيْنٰهُمْ بِمَا كَفَرُوْا ؕ وَ هَلْ نُجٰزِيْۤ اِلَّا الْكَفُوْرَ ﴿۱۷﴾ (سورۃ سبا) یہ ہم نے ان کی ناشکری کی سزا دی اور ہم تو بڑے ناشکروں ہی کو سزا دیا کرتے ہیں۔ وَ جَعَلْنَا بَيْنَهُمْ وَ بَيْنَ الْقُرَى الَّتِيْ بٰرَكْنَا فِيْهَا قُرًى ظَاهِرَةً وَّ قَدَّرْنَا فِيْهَا السَّيْرَ ؕ سِيْرُوْا فِيْهَا لَيَالِيَ وَ اَيَّامًا اٰمِنِيْنَ ﴿۱۸﴾ (سورۃ سبا) اور ہم اہل سبا اور شام کی ان بستیوں کے درمیان جن میں ہم نے برکت عطا کی تھی اور چند بستیاں سرراہ آبادکی تھیں جو ایک دوسرے سے نمایاں تھیں اور ہم نے ان میں آمدورفت کی راہ مقرر کی تھی کہ اُن میں راتوں اور دنوں کو بے خوف چلو پھرو۔ بعض روایتوں میں ہے کہ یہ اطمینان حضرت صاحب الامر کے زمانہ میں حاصل ہوگا۔ فَقَالُوْا رَبَّنَا بٰعِدْ بَيْنَ اَسْفَارِنَا وَ ظَلَمُوْۤا اَنْفُسَهُمْ فَجَعَلْنٰهُمْ اَحَادِيْثَ وَ مَزَّقْنٰهُمْ

كُلَّ مُمَزَّقٍ ؕ اِنَّ فِيْ ذٰلِكَ لَاٰيٰتٍ لِّكُلِّ صَبَّارٍ شَكُوْرٍ ⑲ (سورۃ سبا) **تو وہ کہنے لگے اے** ہمارے پروردگار تو ہمارے سفروں میں دوری پیدا کردے کیونکہ یہ شہر ایک دوسرے سے بہت قریب ہیں اور انہوں نے اپنی جانوں پر ظلم کیا تو ہم نے ان کی ناشکری کی وجہ سے ان شہروں کو تباہ کر کے ان کے افسانے بنا دیئے اور ان کو پراگندہ اور منتشر کر دیا ان میں سے ہر قبیلہ شام۔ مکہ۔ مدینہ۔ عمان اور عراق میں تتر بتر ہو گئے۔ بیشک ان کے قصہ میں عبرت حاصل کرنے والوں کیلئے اور صبر و شکر کرنے والوں کے واسطے قدرت کی نشانیاں ہیں۔

بسند معتبر حضرت صادق علیہ السلام سے منقول ہے جو حضرت نے ان آیات کریمہ کی تفسیر میں ارشاد فرمایا ہے کہ اہل سبا کی ایک جماعت تھی جن کے شہر ایک دوسرے سے قریب تھے اور وہ باہم آسانی سے ملتے جلتے تھے۔ ان شہروں میں نہریں جاری تھیں اور وہ بہت مالدار اور کھیتی باڑی والے تھے۔ اُن لوگوں نے کفران نعمت کیا اور خود ہی اُن اپنی راحتوں میں تغیر کے خواہاں ہوئے تو خدا نے ایک سیلاب بھیجا جس نے ان کے شہروں کو تباہ کر دیا اُن کے مکانات غرق ہو گئے اور تمام اموال برباد ہو گئے اور اُن کے ہرے بھرے باغوں کے عوض وہ باغ پیدا ہوئے جن کا ذکر خدا نے قرآن میں فرمایا ہے۔

علی بن ابراہیم نے روایت کی ہے کہ حضرت سلیمانؑ نے اپنے لشکر کو حکم دیا تھا تو انہوں نے ایک خلیج دریائے شیریں سے بلاد ہند کی جانب جاری کیا تھا اور ایک بڑی دیوار پتھر اور چونہ سے تیار کر دی تھی جس سے پانی شہر ہائے قوم سبا میں جاری ہو گیا تھا اور اس دیوار میں طاقچے بنائے گئے تھے اس خلیج سے چند نہریں نکالی تھیں۔ جب چاہتے اس دیوار کے سوراخوں کو کھول دیتے جن سے جس شہر میں جس قدر مقصود ہوتا پانی پہنچا دیتے تھے اور پانی کھیتوں میں جاری ہو جاتا تھا۔ اُن کے شہر کے داہنے بائیں جانب دو باغ تھے جو دس روز کی راہ کے مربع میں پھیلے ہوئے تھے اور اس قدر گھنے اور پھلوں سے لدے ہوئے تھے کہ اگر کوئی شخص اُس باغ میں داخل ہو کر ایک کنارے سے ......

...... دوسرے کنارے تک جانا چاہے تو دس روز تک سورج نظر نہیں آسکتا تھا جب ان لوگوں نے سرکشی کی اور اپنے پروردگار کے حکم سے سرتابی کرنے لگے اور نیکوں کی نصیحت نہ مانی اور اپنے اعمال قبیحہ سے باز نہ آئے تو خدا نے بڑے بڑے چوہوں کو اُن پر مسلط کر دیا جنہوں نے اُس دیوار کو کھودنا شروع کیا اور اس میں سے بڑے بڑے پتھر نکال نکال کر دور پھینکنے لگے کہ اگر اُن پتھروں میں کسی ایک کو ایک بہت مضبوط اور تنومند آدمی اُٹھانا چاہتا تو اُٹھا نہیں سکتا تھا۔ یہ حال دیکھ کر اُن میں سے

بعض لوگ تو اس شہر سے بھاگ گئے اور وہاں کی بود و باش ترک کر دی چوہے برابر اُس دیوار کے کھودنے میں مشغول رہے یہاں تک کہ وہ دیوار بالکل منہدم ہوگئی اور سیلاب یک بیک اُن پر آن پڑا۔ اُن کے شہروں کو خراب کر دیا اور باغ کے درختوں کو جڑوں سے اُکھیڑ کر بہالے گیا جیسا کہ خداوند عالم نے ان کے قصہ میں بیان فرمایا ہے۔

بسند معتبر حضرت صادقؑ سے منقول ہے کہ میں کھانا کھانے کے بعد اپنی انگلیوں کو چاٹتا ہوں یہاں تک میرا خادم سمجھتا ہے کہ میرا یہ فعل لالچ و حرص کے سبب سے ہے حالانکہ ایسا نہیں بلکہ نعمت الٰہی کے احترام کے سبب سے ہے (آگاہ ہو کہ) ایک جماعت تھی جس کو خدا نے بے انتہا نعمتیں عطا کی تھیں وہ ایک نہر کے مالک تھے جس کو ثرثار کہتے تھے نعمتوں کی اس قدر فراوانی تھی کہ خالص گندم کی روٹیوں سے اپنے لڑکوں اور بچوں کے استنجا کرتے اور پاخانے بجائے پانی سے دھونے کے روٹیوں سے صاف و پاک کر کے پھینک دیتے تھے۔ یہاں تک کہ اُن نجس روٹیوں کا ایک پہاڑ بن گیا۔ ایک روز ایک مرد صالح کا اس طرف گذر ہوا جہاں ایک عورت اپنے لڑکے کا روٹی سے استنجا کر رہی تھی۔ انہوں نے نصیحت کی کہ خدا سے ڈرو اور خدا نعمتوں کی زیادتی کے سبب اس قدر غرور مت کرو اور کفران نعمت مت کرو۔ اس عورت نے کہا تم مجھے بھوک سے ڈراتے ہو جب تک یہ نہر جاری ہے ہم کو کوئی پروا نہیں۔ پھر خدا اُن پر غضبناک ہوا اور نہر ثرثار ان سے منقطع کر دیا اور آسمان سے پانی برسانا زمین سے دانہ اُگانا بند کر دیا اور وہ سب کے سب محتاج و فقیر ہوگئے آخر اُسی روٹی کے محتاج ہوگئے جس کو آبِ دست کی طرح استعمال کر کے پہاڑ کی طرح جمع کیا تھا۔ اُسی کو ترازو سے تول تول کر آپس میں تقسیم کرتے تھے۔

چوبیسواں باب

حنظلہ اور اصحاب رس کے حالات

بسند معتبر حضرت امام رضاؑ سے منقول ہے کہ قبیلۂ بنی تمیم کے اشراف میں سے ایک شخص جس کو عمرو کہتے تھے حضرت امیرالمومنینؑ کی خدمت میں آپ کی شہادت سے تین روز پہلے آیا اور عرض کی مولا مجھے آگاہ فرمائیے کہ اصحاب رس کا کیا قصّہ ہے۔ وہ کس زمانہ میں تھے اور کس مقام کے رہنے والے تھے۔ اُن کا بادشاہ کون تھا۔ خدا نے اُن کی جانب کسی پیغمبر کو برائے ہدایت بھیجا تھا یا نہیں۔ وہ کس طرح ہلاک ہوئے اس لئے کہ ہم کتاب خدا میں اُن کا ذکر تو پاتے ہیں مگر ان کے حالات اس میں درج نہیں ہیں۔ امیرالمومنینؑ نے فرمایا کہ تو نے وہ بات دریافت کی کہ تجھ سے پہلے کسی نے نہیں پوچھی تھی اور میرے بعد کوئی اُن کے حالات بیان بھی نہیں کرسکتا مگر یہ کہ مجھ ہی سے روایت کرے گا۔ کتاب خدا میں کوئی آیت ایسی نہیں کہ جس کی تفسیر میں نہ جانتا ہوں۔ مجھے علم ہے کہ کون سی آیت کہاں نازل ہوئی کس مقام پر نازل ہوئی دن میں یا رات میں نازل ہوئی۔ پھر اپنے سینۂ مبارک کی طرف اشارہ کرکے فرمایا کہ اس میں بے انتہا علم بھرا ہوا ہے جس کے طلب کرنے والے بہت کم ہیں اور میرے بعد پچھتائیں گے کہ کیوں نہ حاصل کیا۔

جناب امیرؑ کا افسوس فرمانا کہ علم سیکھنے والا نہیں ملتا اور کتاب خدا کی ہر آیت سے میں واقف ہوں کہ وہ کہاں اور کب نازل ہوئی۔

اے برادر اُن کا قصّہ یہ ہے کہ وہ (اصحاب رس) ایک گروہ تھے۔ جو درخت صنوبر کی پرستش کیا کرتے تھے جس کو شاہ درخت کہتے تھے۔ جس کو یافث پسر نوح نے ایک چشمہ کے کنارے بویا تھا اس چشمہ کو روشناب کہتے تھے۔ جو بعد طوفان حضرت نوح کے لئے جاری ہوا تھا اُن لوگوں کو اصحاب رس اس لئے کہتے تھے کہ انہوں نے خدا کے ایک پیغمبر کو حضرت سلیمانؑ کے بعد زندہ زمین میں دفن کردیا تھا۔ وہ ایک نہر کے کنارہ بارہ شہروں میں آباد تھے وہ نہر جس کو رس کہتے تھے وہ بلاد مشرق میں واقع تھی۔ جس کو اس زمانہ میں ارس کہتے ہیں اور اُن لوگوں کو اُسی نہر کی مناسبت سے اصحاب رس کہتے تھے۔ اُس زمانہ میں کوئی نہر میٹھے پانی سے لبریز اس نہر سے بہتر روئے زمین پر نہ تھی اور نہ ان کے شہروں

سے بہتر اور زیادہ آباد دنیا میں کوئی اور شہر تھا۔ اُن کے شہروں کے نام آبان۔ آرزودی بہمن۔ اسفندار۔ فروردین۔ اُردی بہشت۔ خورداد۔ مرداد۔ بتر۔ مہر۔ اور شہر پور تھے۔ ان سب سے بڑا شہر اسفندار تھا جو ان کے بادشاہ کا پایہ تخت تھا اور ترکوذ پسر غابور پسر بارش پسر سازن پسر نمرود بن کنعان بادشاہ تھا (وہ نمرود) جو حضرت ابراہیم کے زمانہ میں تھا اور وہ چشمہ اور وہ درخت صنوبر اسی شہر میں واقع تھا اور اُن شہروں میں سے ایک شہر میں اس درخت صنوبر کے تخمی پھل کے بیج بوئے تھے اور اس چشمہ سے جو بڑے صنوبر کے درخت کے قریب جاری تھا ایک نہر بنائی تھی جو ان درختوں کو سیراب کرتی تھی جو اُن بیجوں سے اُگے تھے یہاں تک وہ سب درخت بڑے ہوگئے اور اُن چشموں اور نہروں کے پانی جو اُس چشمے سے نکالے گئے تھے۔ اپنے اور اپنے چوپایوں کے لئے حرام کر رکھا تھا۔ اور اُن چشموں کا پانی نہیں پیتے تھے اور کہتے تھے کہ ان چشموں کے پانی ہمارے خداؤں کی زندگی کا سبب ہیں اور مناسب نہیں کہ کوئی اپنے خداؤں کی زندگی کا پانی (پی کر) کم کرے بلکہ وہ خود اور اُن کے مویشی نہر رس سے پانی پیتے اور استعمال کرتے تھے جس کے کنارے ان کے شہر آباد تھے اور ہر مہینے ایک ایک شہر میں عید منائی جاتی تھی اور جس شہر میں عید مناتے تھے اُس کے باشندے اُس صنوبر کے پاس حاضر ہوتے جو اُن کے شہر میں ہوتا۔ اور اُس پر ریشمی پردہ ڈالتے جس پر مختلف صورتیں بنی ہوتی تھیں اور گایوں اور بھیڑوں کی اُس درخت صنوبر کے لئے قربانی کرتے تھے اور لکڑیاں جمع کرکے اُن قربانیوں میں آگ لگا دیتے جب دھواں اور اُن کے بخارات ہوا میں بلند ہوتے اور آسمان چھپ جاتا تو وہ سب کے سب اُس درخت کو سجدہ کرتے روتے اور گریہ وزاری کرتے تاکہ وہ درخت اُن سے راضی ہو۔ اُس وقت شیطان آ کر اُس درخت کی ڈالیوں کو ہلاتا اور درخت کے تنہ سے ایک لڑکے کی سی آواز میں بولتا اور کہتا کہ میرے بندو میں تم سے راضی ہوا تمہارے دل مسرور اور آنکھیں روشن ہوں یہ سُن کر وہ سجدہ سے سر اُٹھاتے شراب پیتے اور دف وغیرہ بجاتے اور گاتے اور تمام رات و دن عیش و طرب میں بسر کرتے تھے دوسرے دن اپنے اپنے گھروں کو واپس جاتے تھے۔ اسی وجہ سے عجم کے لوگوں نے اپنے مہینوں کے یہ نام رکھے ہیں۔ چنانچہ ابان ماہ اور آذر ماہ ان شہروں کے نام کی مناسبت سے مہینوں کے نام ہیں۔ چونکہ ہر مہینے میں کسی ایک شہر میں عید ہوتی تھی لہذا کہتے تھے کہ یہ فلاں شہر کی عید ہے۔

اور ان مہینوں کے نام اُن شہروں کے نام پر مشہور ہوئے اور جب اُن کے سب سے بڑے شہر کی عید ہوتی ہر چھوٹے بڑے اُس شہر میں جاتے اور اُس بڑے درخت صنوبر اور اُس چشمہ کے پاس حاضر ہوتے اور ایک بڑا ریشمی پردہ جس پر طرح طرح کی صورتیں بنی ہوئی ہوتیں اُس درخت پر ڈال دیتے اور سراپردہ کے سامنے بارہ درگاہ بناتے کہ ہر درگاہ اُن کے بارہ شہروں میں سے ایک شہر والوں کے لئے مخصوص تھے اور پردہ کے باہر سے اُس درخت صنوبر کو سجدہ کرتے اور اُس کے واسطے قربانیاں کرتے اتنی ہی قربانیاں جتنی ہر درخت کے لئے الگ الگ کرتے تھے پھر ابلیس ملعون آکر اُس درخت کو ہلاتا اور اُس میں سے آواز دیتا اور اُن سے کلام کرتا اُن سے وعدے کرتا اور اُن شیطانوں سے زیادہ امیدیں دلاتا جو دوسرے درختوں کے شیاطین ان کو امیدیں دلاتے تھے۔ پھر وہ لوگ سجدہ سے سر اُٹھاتے اور خوب شراب پیتے۔ اور عیش و عشرت میں بارہ روز تک تمام سال کی عیدوں کے برابر گذارتے پھر اپنے گھروں کو واپس جاتے۔ جب ان کا کفر و طغیان حد سے بڑھ گیا، خداوند عالم نے بنی اسرائیل میں سے ایک رسول اُن کی طرف بھیجا جو ان کو خدا کی معرفت اور اس کی عبادت کی ہدایت کرتا لیکن وہ اس کی پیروی سے انکار ہی کرتے رہے۔ جب پیغمبر نے دیکھا کہ وہ اپنے کفر و ضلالت میں غرق ہیں اور پیغمبر کی نصیحت و ہدایت سے اپنے خواب غفلت سے بیدار نہیں ہوتے اور اپنی بھلائی و نیکی کی جانب رُخ نہیں کرتے تو جب اُن کے سب سے بڑے شہر کی عید کا زمانہ آیا۔ بارگاہ الٰہی میں مناجات کی کہ خداوندا تیرے یہ بندے میری تکذیب اور تری ذات سے انکار کے سوا کوئی امر نیک اختیار نہیں کرتے۔ لہٰذا جس درخت کو پوجتے ہیں تو اُسے خشک کر دے اور اپنی قوت و طاقت ان کو دکھا دے۔ اس دعا کا یہ اثر ہوا کہ دوسرے روز صبح کو اُن گمراہوں نے دیکھا کہ ان کے تمام درخت خشک ہو گئے ہیں، جس سے وہ بہت متعجب اور خوفزدہ ہوئے اور اُن میں دو گروہ ہو گئے ایک کہتا تھا کہ یہ مرد جو خدائے آسمان و زمین کی پیغمبری کا دعوٰے کرتا ہے اس نے جادو کر دیا ہے تاکہ تمہاری روزی جو تمہارے خداؤں کی جانب سے ملتی ہے۔ اپنے خدا کی جانب سے قرار دے اور دوسرا گروہ کہتا تھا ایسا نہیں بلکہ تمہارے خداؤں کو تم پر غصہ آگیا ہے اس سبب سے کہ یہ مرد اُن کے عیوب بیان کرتا ہے اور ان کی مذمت کرتا ہے اور تم اس کو منع نہیں کرتے اس سبب سے اپنی تازگی

ایک پیغمبر کا مبعوث ہونا اور ان کا اس کو کنویں میں ڈال دینا۔

اور شگفتگی تم سے پوشیدہ کر لی ہے تاکہ تم اُن کی وجہ سے اس مرد پر غضبناک ہو۔ اور اس سے انتقام لو۔ یہ سوچ کر اُن گمراہوں نے اپنے پیغمبر کے قتل کا مشورہ کیا۔ اور مار ڈالنے پر متفق ہو گئے اور سیسے کے بہت سے نلکے بنائے۔ بہت چوڑے اور کشادہ اور ایک دوسرے میں جوڑ جوڑ کر اُس چشمۂ بزرگ کی تہہ تک لے گئے اور اُن نلکوں میں سے پانی نکال کر اُس کے اندر گئے اور اندر ایک بڑا گہرا کنواں کھودا۔ اور پیغمبر کو اُسی کنوئیں میں ڈال کر کنوئیں کے مُنہ پر ایک بہت بڑا پتھر رکھ دیا۔ اور باہر نکل آئے پھر اُن نلکوں کو چشمے سے نکال لیا کہ پانی اُس کنوئیں کے اوپر سے چشمے کی سطح تک برابر جاری ہوگیا۔ اُس وقت کہنے لگے کہ اب ہمارے خدا ہم سے راضی ہو گئے ہوں گے کیونکہ انہوں نے دیکھ لیا کہ ہم نے اُس شخص کو مار ڈالا جو ان کی مذمت کرتا تھا اور سب سے بڑے خدا (صنوبر) کے نیچے اس کو ہم نے دفن کر دیا۔ ممکن ہے اب اُن کی تازگی و طراوت ہمارے واسطے واپس آجائے۔ اور اس روز تمام دن پیغمبر کے فریاد و نالہ کی آواز سنتے رہے کہ وہ اپنے خدا سے دعا کرتے تھے کہ بارالہا تو میری اس تنگ جگہ کو اور میرے غم و اندوہ کو دیکھ رہا ہے میری بیکسی اور بیچارگی پر رحم کر اور میری روح کو جلد قبض کر لے اور اس میں تاخیر مت کر۔ یہاں تک کہ وہ مظلوم پیغمبر رحمت الٰہی سے واصل ہوئے صلوات اللہ علیہ۔ اُس وقت حق تعالیٰ نے جبرئیل کو وحی کی کہ یہ میرے بندے بہت سرکش ہو گئے ہیں اور میرے عذاب سے لاپروا اور مطمئن ہیں میرے غیر کی عبادت کرتے ہیں اور انہوں نے میرے پیغمبر کو مار ڈالا۔ کیا یہ گمان کرتے ہیں کہ میرے عذاب کا مقابلہ کر لیں گے یا میرے ملک اور بادشاہی سے باہر نکل سکتے ہیں حالانکہ میں اپنے ہر نافرمان سے اور عذاب سے نہ ڈرنے والے سے انتقام لینے والا ہوں۔ مجھے اپنی عزّت و جلال کی قسم ہے کہ میں ان لوگوں کو (اس طرح معذب کروں گا کہ) تمام عالم کے لئے (ان کا حال) عبرت و نصیحت قرار پا جائے۔ غرضکہ وہ بدستور اپنی عید منانے میں مشغول تھے کہ ناگاہ ایک سُرخ ہوائے تند اُن پر آئی جس سے وُہ سب متعجب ہوئے اور ڈر کر ایک دوسرے سے لپٹ گئے پھر خدا نے زمین کو اُن کے پیروں کے نیچے جلتا ہوا (پگھلا ہوا) گندھک بنا دیا اور ایک سیاہ ابر اُن پر چھا گیا جس سے آگ برسنا شروع ہوئی جس نے اُن کے بدنوں کو پگھلا کر پانی بنا دیا جیسے سیسہ آگ میں پگھل کر پانی ہو جاتا ہے (امیرالمومنین علیہ السلام نے فرمایا کہ) میں خدا کے غضب سے اُسی کی پناہ چاہتا ہوں۔ ولاحول ولا قوۃ الا باللہ العلی العظیم

(طاقت وقوت خدائے بزرگ و بلند ہی کے ساتھ ہے)۔

بہت سی معتبر حدیثوں میں ہے کہ اصحاب رس وہ جماعت تھی جن کی عورتیں آپس میں مساحقہ کرتی تھیں (جیسے مرد آپس میں اغلام کرتے ہیں) اس لئے خدا نے اُن کو اپنے عذاب سے ہلاک کر دیا۔

ابن بابویہ اور قطب راوندی نے حضرت موسیٰ کاظم علیہ السلام سے روایت کی ہے اور ثعلبی نے بھی عرائس میں لکھا ہے کہ اصحاب رس دو گروہ تھے۔ ان میں سے ایک گروہ کا ذکر خدا نے قرآن میں کیا ہے۔ وہ لوگ ایک گاؤں کے رہنے والے تھے۔ بہت مویشیاں رکھتے تھے۔ حضرت صالحؑ پیغمبر نے اُن کی جانب ایک رسول بھیجا ان لوگوں نے اس کو مار ڈالا۔ پھر دوسرا رسول بھیجا اس کو بھی مار ڈالا پھر ایک رسول بھیجا اس کو بھی مار ڈالا تو ایک اور رسول بھیجا جس کے ساتھ ایک ولی کو بھی بھیجا۔ اس رسول کو بھی ان لوگوں نے مار ڈالا تو اس ولی نے ان پر حجت تمام کی اور اُس مچھلی کو دریا سے طلب کیا جس کی وہ لوگ پرستش کرتے تھے۔ وہ مچھلی دریا سے نکل کر خشکی میں آئی اور حضرت کے پاس بیٹھی ان لوگوں نے پھر بھی تکذیب کی اُس وقت خدا نے ایک ہوا بھیجی جس نے ان کو ان کے مویشیوں سمیت دریا میں پھینک دیا۔ صالح علیہ السلام کے ولی نے ان کے سونے چاندی اور برتن تمام اموال کو اپنے اصحاب میں تقسیم کر دیا۔ غرض اس جماعت کی نسل منقطع ہو گئی۔ یہ قصہ ہم نے حضرت صالحؑ پیغمبر کے حالات میں بیان کر دیا ہے۔ غرض حضرت امام موسیٰ کاظمؑ نے فرمایا کہ جس گروہ کا قصہ خدا نے قرآن میں بیان فرمایا ہے وہ وہ جماعت تھی جو نہر کے پاس آباد تھی اور اُن کو اصحاب رس کہتے تھے۔ اُن میں خدا نے بہت سے پیغمبروں کو مبعوث فرمایا اور کوئی دن ایسا نہ تھا جس میں کسی پیغمبر نے ان کی ہدایت نہ کی ہو اور انہوں نے اس کو نہ مار ڈالا ہو۔ وہ نہر آذربائجان وارمینہ کے درمیان آذربائجان کی آخری حد تک جاری تھی اور وہ سب چلیپ کی پرستش کرتے تھے۔ اور ایک روایت کے مطابق باکرہ لڑکیوں کی پرستش کرتے تھے۔ جب تیس سال پورے ہو جاتے تو اس لڑکی کو مار ڈالتے اور دوسری لڑکی کو خدا بنا لیتے تھے۔ اس نہر کی چوڑائی تین فرسخ تھی۔ وہ ہر شب و روز میں اتنی بلند ہوتی تھی کہ اُن کے پہاڑوں کی نصف بلندی تک پہنچ جاتی لیکن اس کا پانی دریا یا میدانوں میں نہیں جاری ہوتا بلکہ اُن کی آبادی کی حدوں تک پہنچ کر ٹھہر جاتا تھا اور پھر ان کے شہروں میں گشت کرتا پھرتا تھا۔ خدا نے ایک مہینے میں تیس پیغمبر اُن کے لئے بھیجے انہوں نے سب کو قتل کر ڈالا۔

اصحاب رس کے پیغمبر کا ایک مچھلی کو دریا سے بلا کر اپنے پاس بٹھانا جس کی وہ لوگ عبادت کرتے تھے

تو خدا نے ایک پیغمبر کو بھیجا جس کے ساتھ اپنی نصرت بھی قائم رکھی تو اُس پیغمبر نے اُن سے جہاد کیا جو حق تھا جہاد کا۔ ان لوگوں نے اُس کا مقابلہ کیا اور اس کے دفع کرنے میں جب مشغول ہوئے تو خدا نے میکائیلؑ کو بھیجا اُس وقت اُن کے دانہ بونے کا زمانہ تھا اور پانی کی بیحد ضرورت ہوا کرتی تھی۔ حضرت میکائیلؑ نے اُن کی نہروں کا پانی دریا کی طرف پھیر دیا۔ سب پانی دریا میں چلا گیا۔ اور اس نہر سے جس قدر چشمے نکلتے تھے اُن سب کی طرف دیواریں کھڑی کر دیں اور میکائیلؑ کے ساتھ پانچ ہزار فرشتے تھے۔ جنہوں نے وہ پانی جو نہر میں باقی رہ گئے تھے نکال کر دریا میں ڈال دیئے اور نہر کو خالی کر دیا۔ پھر خدا نے جبرئیلؑ کو بھیجا انہوں نے اُن تمام نہروں اور چشموں کو خشک کر دیا جو اُن کے شہروں میں تھے اور ملک الموت کو بھیجا جنہوں نے اُن کے تمام مویشیوں کو مار ڈالا۔ اور باد شمال و جنوب اور صبا و دبور کو حکم دیا کہ اُس نے اُن کے تمام مال و کپڑے وغیرہ کو پراگندہ کر دیا اور پہاڑوں اور دریاؤں میں ڈال دیا اور زمین کو حکم دیا تو اُس نے اُن کے تمام ظروف اور سیم و زر کو نگل لیا وہ سب زمین کے اندر ہیں اور قائمؑ آل محمد کے زمانہ میں ظاہر ہوں گے۔ جب صبح ہوئی تو وہ سب بیدار ہوئے اور دیکھا کہ ان کے مال ہیں نہ مویشیاں ہیں نہ پانی ہے نہ دانہ ہے نہ لباس و فرش و ظروف وغیرہ ہیں تو ان میں سے بہت تھوڑے خدا پر ایمان لائے اور خدا نے ان کی ہدایت کی۔ ایک غار کی جانب جو ایک پہاڑ میں تھا جس کا راستہ ان سے قریب تھا تو وہ اس غار میں پناہ گزیں ہوئے اور انہوں نے نجات پائی وہ اکیس مرد تھے چار عورتیں تھیں اور دس لڑکے تھے اور وہ جو اپنے کفر و طغیان پر باقی رہے چھ لاکھ آدمی تھے جو بھوک اور پیاس میں تڑپ تڑپ کر مر گئے۔ ایک بھی باقی نہ بچا پھر تھوڑے لوگ (۳۵ آدمی) جو ایمان لائے تھے اپنے گھروں کو واپس آئے دیکھا کہ سب ویران و تباہ ہو چکے ہیں اور اہل شہر سب فنا ہو چکے ہیں۔ تو نہایت خلوص سے نجات و رہائی بخشنے والے کی بارگاہ میں گریہ و زاری اور فریاد کی کہ پروردگار عالم پانی و زراعت اور مویشیاں بقدر ضرورت عطا کر دے زیادہ نہ دے کہ اُن کی سرکشی کا باعث ہو اور قسم کھائی اور عہد و اقرار کیا کہ اگر خداوند عالم کوئی رسول اُن کے لئے مبعوث فرمائے۔ تو اُس کی مدد کریں گے اور اس پر ایمان لائیں گے چونکہ خداوند عالم ان کے نیتوں کی سچائی جانتا تھا اس لئے اُن پر رحم فرمایا اور ان کی نہریں جاری کر دیں اور جس قدر انہوں نے مانگا اس سے زیادہ عطا فرمایا پھر وہ لوگ ہمیشہ مطیع و فرمانبردار رہے یہاں تک کہ

وہ ختم ہو گئے اور ان کی نسل سے ایک گروہ پیدا ہوا جو ظاہر میں اطاعت و عبادت کرتے تھے اور حقیقت میں منافق تھے۔ خدا نے ان کو بھی مہلت دی یہاں تک کہ ان لوگوں نے بھی بڑی نافرمانیاں کیں اور خدا کے دوستوں کی مخالفت و دشمنی میں مشغول رہے تو خدا نے ان کے دشمن کو اُن پر مسلط کر دیا جس نے بہتوں کو قتل کر ڈالا اور جو باقی رہ گئے خدا نے ان میں وبائے طاعون پھیلا دیا جس سے سب کے سب مر گئے اور کوئی باقی نہ رہا۔ ان کی نہریں اور عمارتیں دو سو سال تک خراب و ویران پڑی رہیں۔ آخر خدا نے دوسرے ایک گروہ کو لا کر اُن کے مکانوں میں آباد کیا۔ وہ لوگ مدتوں مطیع و فرمانبردار رہے اس کے بعد اُن میں بھی فساد شروع ہوا۔ اور وہ لوگ بھی بدکاریاں کرنے لگے اپنی بیٹیوں۔ بہنوں اور عورتوں کو ہدیے اور تحفہ کے طور پر اپنے ہمسایوں دوستوں اور ساتھیوں کو دیتے تھے کہ اُن سے بدکاری کریں اور اس کو صلہ و احسان سمجھتے تھے۔ یہاں تک کہ اس سے بدتر عمل کے مرتکب ہونے لگے۔ مرد مردوں سے لواطہ کرنے لگے اور عورتوں کو ترک کر دیا۔ عورتوں پر جب خواہش نفسانی غالب ہوئی ابلیس کی بیٹی وَلہاث اپنی سگی بہن شیصار کو لے کر عورتوں کی شکل میں آئی اور اُن کو سکھایا کہ تم سب بھی آپس میں مساحقہ کرو جس طرح مرد آپس میں بدفعلی کرتے ہیں اور اُن کو اس عمل قبیح کی تعلیم دی غرضکہ یہ فعل بد ولہاث ملعونہ کی تعلیم سے رونما ہوا۔ تو خدا نے اُن پر ایک بجلی کو مسلط فرمایا۔ ابتدائی شب میں اور رات کے آخری حصہ میں زمین کے اندر دھنسانا شروع کیا اور زمین سے نہایت ڈراؤنی آواز بلند ہوتی رہی یہاں تک کہ طلوع آفتاب تک اُن میں سے کوئی باقی نہ رہا۔ امام موسیٰ کاظمؑ نے فرمایا کہ میں نہیں سمجھتا ہوں کہ اب تک پھر وہ زمین آباد ہوئی ہوگی۔

شیخ طبرسی نے بیان کیا ہے کہ وہ اصحاب رس وہ گروہ تھے جنہوں نے اپنے پیغمبر کو کنوئیں میں ڈالا تھا۔ بعض کہتے ہیں کہ وہ چوپایوں کے مالک تھے ایک کنواں بنا رکھا تھا جس کے چاروں طرف بیٹھتے تھے اور بتوں کی پرستش کرتے تھے۔ خدا نے حضرت شعیبؑ پیغمبر کو ان کی طرف بھیجا تھا۔ ان لوگوں نے حضرت کی تکذیب کی۔ تو اُن کا کنواں خراب و برباد ہو گیا اور وہ سب زمین کے اندر دھنس گئے بعض لوگ کہتے ہیں کہ اُن کے لئے خدا نے ایک پیغمبر بھیجا تھا جن کا نام حنظلہ تھا۔ انہوں نے پیغمبر کو مار ڈالا اس لئے ہلاک ہوئے۔ بعض کا قول ہے کہ رس ایک کنواں ہے انطاکیہ میں انہوں نے حبیب نجّار کو قتل کر کے اس کنوئیں میں ڈال دیا تھا۔

حضرت صادق علیہ السلام ارشاد فرماتے ہیں کہ اُن کی عورتیں باہم مساحقہ کرتی تھیں جن کا ذکر خدا نے اس آیت میں کیا ہے۔ وَبِئْرٍ مُّعَطَّلَةٍ وَّقَصْرٍ مَّشِيْدٍ۔ کس قدر بڑا کنواں معطل تھا اور کیسے محکم محل تھے جن کے رہنے والے ہلاک ہوئے اور وہ سب ویران و برباد ہو گئے۔ بعض کا قول ہے کہ وہ ایک کنواں حضرموت میں تھا۔ اُس شہر میں حاضو کہتے تھے وہاں وہ چار ہزار اشخاص آباد ہوئے تھے جو حضرت صالحؑ پر ایمان لائے تھے۔ حضرت صالحؑ بھی اُن کے ساتھ تھے۔ جب اُس جگہ وہ لوگ آباد ہو گئے تو حضرت صالحؑ برحمت الٰہی واصل ہوئے۔ اس سبب سے اُس مقام کو حضرت موت کہنے لگے۔ پھر ان کی نسلیں بڑھیں اور ان کی کثرت ہوئی تو انہوں نے سرکشی شروع کی اور بتوں کو پوجنے لگے۔ پھر خدا نے ان کی طرف ایک پیغمبر کو بھیجا جن کا نام حنظلہؑ تھا۔ ان ظالموں نے ان کو برسر عام بازار میں مار ڈالا۔ تو خدا نے ان سب کو ہلاک کر دیا۔ وہ سب کے سب مر گئے اُن کا کنواں معطل و بیکار ہو گیا اور ان کے بادشاہ کا محل تباہ ہو گیا۔

باب پچیسواں

حضرت شعیا وحیقوق علیہم السلام کے حالات

ابن بابویہ اور قطب راوندی نے وہب بن منبہ سے روایت کی ہے کہ بنی اسرائیل میں حضرت شعیاؑ کے زمانہ میں ایک بادشاہ تھا وہ (بادشاہ و رعایا) سب خدا کے فرمانبردار تھے مگر بعد میں دین میں بدعتیں کرنے لگے۔ حضرت شعیاؑ نے ہر چند ان کو نصیحت کی خدا کے عذاب سے ڈرایا کچھ فائدہ نہ ہوا تو خدا نے بادشاہ بابل کو ان پر مسلط کیا۔ جب انہوں نے دیکھا کہ اس کے مقابلہ کی طاقت نہیں رکھتے تو خدا سے توبہ و استغفار کی تو خدا نے حضرت شعیاؑ پر وحی کی کہ میں نے اُن کے باپ داداؤں کی نیکی و اطاعت گذاری کی وجہ سے ان کی توبہ قبول کی۔ اُن کے بادشاہ کی پنڈلی میں ایک پھوڑا تھا جس میں ناسور ہو گیا تھا اور وہ خدا کا فرمانبردار اور نیک بندہ تھا

تو خدا نے شعیاؑ کو وحی فرمائی کہ بادشاہ کو حکم دیں کہ وہ وصیت کرے اور اپنے اہل میں سے کسی کو بنی اسرائیل پر اپنا خلیفہ و جانشین مقرر کر دے میں فلاں روز اس کی روح قبض کراؤں گا۔ حضرت شعیاؑ نے خدا کا یہ پیغام بادشاہ کو پہنچایا تو بادشاہ نے تضرع و زاری کے ساتھ دعا اور مناجات کی کہ پالنے والے تو نے مجھ پر روز اول (ولادت کے دن) ہی سے احسان و کرم فرمایا کہ ہر چیز میرے لئے مہیا فرما دی (بادشاہی عطا کر دی) اس کے بعد بھی تیرے سوا کسی سے کوئی امید نہیں رکھتا ہوں مجھے صرف تجھ پر بھروسا ہے۔ میں تیری حمد کرتا ہوں اور تجھ سے احسان کی امید رکھتا ہوں بغیر کسی عمل نیک کے جو میں نے کئے ہوں تو مجھ سے بہتر میرے احوال سے واقف ہے۔ خداوندا میری موت ٹال دے اور میری عمر کو کچھ بڑھا دے اور مجھ کو اُس طریقہ پر قائم رکھ جسے تو دوست رکھتا ہے اور پسند کرتا ہے۔ تو خدا نے حضرت شعیاؑ کو وحی کی کہ میں نے اس کی گریہ و زاری پر رحم کیا اور اس کی دعا کو قبول کیا اور اس کی عمر پندرہ سال بڑھا دی۔ اس کو بتا دو کہ اپنے ناسور کا علاج آب انجیر سے کرے کہ میں نے اس کے زخم و تکلیف کی اُس میں شفا قرار دی ہے اور میں نے اس کو اور بنی اسرائیل کو اُن کے دشمنوں سے محفوظ کر دیا۔ چنانچہ دوسرے روز صبح کو انہوں نے دیکھا کہ شاہ بابل کا تمام لشکر ہلاک ہو چکا ہے صرف بادشاہ اور اُس کے ساتھ پانچ اشخاص بچے تھے جو بابل کی جانب بھاگ گئے۔ پھر بنی اسرائیل نیکی اور ہدایت کے طریقہ پر قائم رہے یہاں تک کہ بادشاہ اس دار فانی سے رخصت ہوا اُس کے بعد ان لوگوں نے سرکشی و نافرمانی شروع کی اور ہر ایک بادشاہی کا دعوے کرنے لگا۔ جناب شعیاؑ نے ہر چند ان کو نصیحت کی مگر فائدہ نہ ہوا آخر سب ہلاک کر دیئے گئے۔

دوسری روایت میں منقول ہے کہ عبداللہ بن سلام نے جناب رسول خداؐ سے حضرت شعیاؑ کے حالات پوچھے فرمایا کہ انہوں نے میری رسالت و نبوت کی اور حضرت عیسٰیؑ کی نبوت کی بنی اسرائیل کو خوشخبری دی تھی۔

بسند معتبر حضرت امیر المومنینؑ سے منقول ہے کہ حق تعالیٰ نے حضرت شعیا پیغمبر کو وحی کی کہ میں تمہاری قوم کے چالیس ہزار بدکاروں اور ساٹھ ہزار نیکوکاروں کو ہلاک کرنے والا ہوں۔ جناب شعیاؑ نے عرض کی پالنے والے نیکوں کو کس سبب سے ہلاک کریگا فرمایا کہ انہوں نے گنہگاروں کی خوشامد و چاپلوسی کی اور میرے غضب کی وجہ سے اُن پر غصہ نہ کیا (اور نہ ان کو گناہوں سے روکنے کی کوشش کی)

بسند معتبر منقول ہے کہ حضرت امام رضاؑ نے مجلس مامون جاثلیق نصرانی سے پوچھا کہ تجھے شعیاؑ کی کتاب کے بارے میں کیا علم ہے۔ اُس نے کہا میں اُس کے ایک ایک حرف سے واقف ہوں۔ حضرت نے پھر یہودی عالم راس الجالوت سے مخاطب ہو کر فرمایا کہ کیا یہ بات کتاب شعیاؑ میں موجود ہے کہ انہوں نے کہا اے میری قوم کے لوگو میں نے ایک گدھے سوار کو دیکھا کہ لباس نور میں ملبوس تھا اور ایک شتر سوار کو دیکھا جس کا نور اور جس کی روشنی مانند ماہ تھی۔ دونوں عالموں نے کہا ہاں یہ شعیاؑ کے اقوال ہیں۔ پھر فرمایا کہ شعیاؑ نے کتاب توریت میں فرمایا کہ میں نے دو سواروں کو دیکھا جن کے نور سے زمین روشن ہو جائے گی ایک دراز گوش پر سوار ہوگا دوسرا اونٹ پر۔ یہ دونوں کون ہیں۔ راس الجالوت نے کہا میں نہیں جانتا آپ فرمایئے کہ وہ دونوں کون ہیں۔ فرمایا کہ دراز گوش پر سوار تو حضرت عیسٰی علیہ السلام ہیں اور شتر سوار جناب محمد مصطفٰے صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم ہیں۔ کیا توریت کے اس کلام سے تم کو انکار ہے۔ اُن دونوں نے کہا نہیں ہم انکار نہیں کر سکتے۔ پھر حضرت نے پوچھا کہ حیقوق پیغمبر کو بھی جانتے ہو۔ جواب دیا ہاں ہم پہچانتے ہیں تو حضرت نے فرمایا کہ کیا اُن کا یہ کلام تمہاری کتاب میں ہے کہ خدا نے بیان حق کو کوہ فاران سے ظاہر کیا اور تمام آسمان حمد الٰہی (کی آوازوں) سے بھر گئے۔ اس کی امت اور اس کے لشکر کے سوار دریا میں جنگ کریں گے۔ جس طرح صحرا میں کریں گے اور وہ ایک نئی کتاب (خدا کی طرف سے) بیت المقدس کے تباہ ہونے کے بعد لائے گا اور مراد اُس کتاب سے قرآن ہے۔ کیا اس کلام کو تم جانتے ہو اور اس پر ایمان رکھتے ہو۔ راس الجالوت نے کہا بیشک یہ حیقوق پیغمبر کا کلام ہے اور ہم اس سے انکار نہیں کرتے ہیں۔

بعض کتابوں میں مرقوم ہے کہ بنی اسرائیل نے چاہا کہ شعیاؑ کو مار ڈالیں۔ وہ اُن سے علیحدہ ہو گئے اور ایک درخت کے پاس پہنچے۔ درخت اُن کے لئے کشادہ ہو گیا۔ اور وہ اُس کے شگاف میں داخل ہو گئے۔ درخت پھر برابر ہو گیا۔ شیطان نے اُن کے کپڑے کا ایک گوشہ درخت کے باہر نکال رکھا اور بنی اسرائیل کو بتایا کہ شعیاؑ اس درخت کے اندر چھپے ہوئے ہیں۔ انہوں نے آرے سے درخت کو چیر ڈالا اور وہ اُسی کے اندر دو حصے ہو گئے۔

چھبیسواں باب

حضرت زکریاؑ اور یحییٰؑ کے حالات

حق تعالیٰ حضرت مریم کے ذکر کے بعد بیان فرماتا ہے۔ هُنَالِكَ دَعَا زَكَرِيَّا رَبَّهُ ۖ قَالَ رَبِّ هَبْ لِي مِن لَّدُنكَ ذُرِّيَّةً طَيِّبَةً ۖ إِنَّكَ سَمِيعُ الدُّعَاءِ ﴿٣٨﴾ یعنی جس وقت زکریا نے آسمانی نعمتیں مریم کے پاس دیکھیں اپنے پروردگار سے دعا کی اور کہا پالنے والے مجھے اپنی طرف سے طیب و طاہر ذریت اور پاک و پاکیزہ نسل عطا فرما بیشک تو ہی دعا کا سننے والا اور قبول کرنے والا ہے۔ فَنَادَتْهُ الْمَلَائِكَةُ وَهُوَ قَائِمٌ يُصَلِّي فِي الْمِحْرَابِ ۙ پھر فرشتوں نے ان کو آواز دی جبکہ وہ محراب عبادت میں کھڑے نماز میں مشغول تھے۔ حضرت امام جعفر صادقؑ سے منقول ہے کہ خدا کی عبادت اس کی خدمت (اطاعت و بندگی) ہے اور کوئی خدمت نماز کے برابر نہیں ہو سکتی اس وجہ سے ملائکہ نے حالت نماز میں زکریا کو ندا کی۔ أَنَّ اللَّهَ يُبَشِّرُكَ بِيَحْيَىٰ مُصَدِّقًا بِكَلِمَةٍ مِّنَ اللَّهِ وَسَيِّدًا وَحَصُورًا وَنَبِيًّا مِّنَ الصَّالِحِينَ ﴿٣٩﴾ بیشک خدا تم کو یحییٰ کی خوشخبری دیتا ہے جو خدا کے کلمہ یعنی عیسےٰ بن مریم کی تصدیق کرنے والا ہوگا اور سردار اور علم میں بزرگ ہوگا عبادت اور اخلاق پسندیدہ رکھنے والا اور شائستہ پیغمبروں میں سے ہوگا امام جعفر صادقؑ سے بسند معتبر منقول ہے کہ حضور وہ شخص جو عورتوں سے مقاربت نہ کرے۔ قَالَ رَبِّ أَنَّىٰ يَكُونُ لِي غُلَامٌ وَقَدْ بَلَغَنِيَ الْكِبَرُ وَامْرَأَتِي عَاقِرٌ ۖ زکریا نے عرض کی کیونکر میرے لڑکا ہوگا حالانکہ میں بوڑھا ہوگیا اور میری زوجہ بانجھ ہے۔ مروی ہے کہ اس وقت حضرت زکریا کی عمر ایک سو بیس[۱۲۰] سال کی تھی اور ان کی زوجہ اٹھانوے[۹۸] برس کی بوڑھی ہو چکی تھیں۔ علی بن ابراہیم نے روایت کی ہے کہ وہ عاقر تھیں یعنی حائض نہیں ہوتی تھیں اور یہ سوال حضرت کا خدا کی قدرت سے بعید ہونے کے خیال سے نہ تھا بلکہ اس نعمت کا اظہار مقصود تھا۔ یا اظہار تعجب کی غرض سے تھا کہ میری اور میری زوجہ کی اس پیری اور ضعف کی حالت میں لڑکا ہوگا۔ قَالَ كَذَٰلِكَ اللَّهُ يَفْعَلُ مَا يَشَاءُ ﴿٤٠﴾ خدا نے فرمایا کہ حق تعالیٰ یوں ہی جو چاہتا ہے کرتا ہے۔ قَالَ رَبِّ اجْعَل لِّي آيَةً ۖ عرض کی پالنے والے میرے لئے

اُس وقت کی کوئی نشانی مقرر فرماوے قَالَ اٰیَتُكَ اَلَّا تُكَلِّمَ النَّاسَ ثَلٰثَةَ اَیَّامٍ اِلَّا رَمْزًا ؕ خدا نے فرمایا کہ تمہاری علامت اُس وقت یہ ہوگی کہ تم تین روز تک لوگوں سے سوائے اشارہ کے بات زبان سے نہ کرسکوگے۔ وَاذْكُرْ رَّبَّكَ كَثِیْرًا وَّ سَبِّحْ بِالْعَشِیِّ وَالْاِبْكَارِ ﴿۴۱﴾ اور اُن تینوں دنوں میں خدا کی تسبیح و تقدیس کثرت سے شام و صبح کرتے رہنا پھر سورہ مریم میں فرمایا ہے ذِكْرُ رَحْمَتِ رَبِّكَ عَبْدَهٗ زَكَرِیَّا ﴿۲﴾ اِذْ نَادٰی رَبَّهٗ نِدَآءً خَفِیًّا ﴿۳﴾ یہ ذکر اور یہ خبر دینا تمہارے پروردگار کی رحمت ہے جو اُس نے اپنے بندے زکریا پر کی جبکہ اُس کی دعا مستجاب کی جس وقت کہ اُس نے آہستہ اور پوشیدہ طور سے اپنے پروردگار کو پکارا قَالَ رَبِّ اِنِّیْ وَهَنَ الْعَظْمُ مِنِّیْ وَاشْتَعَلَ الرَّاْسُ شَیْبًا۔ زکریا نے کہا پالنے والے بیشک میری ہڈیاں کمزور ہوگئی ہیں اور ضعف سے میرا سر بھڑک اٹھا ہے۔ وَّلَمْ اَكُنْ بِدُعَآئِكَ رَبِّ شَقِیًّا ﴿۴﴾ اور تجھ سے دعا کرکے اے پالنے والے میں کبھی محروم نہیں رہا بلکہ تو نے ہمیشہ میری دعا قبول فرمائی ہے۔ وَاِنِّیْ خِفْتُ الْمَوَالِیَ مِنْ وَّرَآءِیْ وَكَانَتِ امْرَاَتِیْ عَاقِرًا۔ بیشک مجھے اپنے بدکردار عزیزوں سے خوف ہے کہ میرے بعد میرے وارث نہ ہوجائیں اور میری زوجہ بانجھ ہے۔ فَهَبْ لِیْ مِنْ لَّدُنْكَ وَلِیًّا ﴿۵﴾ یَّرِثُنِیْ وَیَرِثُ مِنْ اٰلِ یَعْقُوْبَ ۗ وَاجْعَلْهُ رَبِّ رَضِیًّا ﴿۶﴾ لہذا اپنی طرف سے مجھے ایک فرزند عطا فرما جو میری میراث کا میرے تمام رشتہ داروں سے زیادہ حق دار ہو جو میری اور آل یعقوبؑ کی میراث پائے یعنی یعقوبؑ پسر ماثان جو مریمؑ کے چچا تھے یا یعقوبؑ پسر اسحاقؑ کی میراث اور اے میرے پروردگار اُس فرزند کو پسندیدہ عادات و اخلاق عطا فرما۔ علی ابن ابراہیم نے روایت کی ہے کہ زکریا کے اُس وقت تک کوئی فرزند نہ ہوا تھا جو ان کے بعد ان کا جانشین ہوتا اور اُن کی میراث پاتا۔ اُس وقت جناب زکریا عُبّاد و علمائے بنی اسرائیل کے سردار تھے اور بنی اسرائیل کے ہدیے اور نذر وغیرہ کی چیزیں ان لوگوں کے لئے معیّن تھیں اور حضرت زکریا کی زوجہ حضرت مریمؑ کی بہن عمران پسر ماثان کی بیٹی تھیں اور یعقوب پسر ماثان اور ماثان اور دوسری تمام اولاد اُس وقت بنی اسرائیل اور اُن کے شہزادوں کی سردار تھیں اور وہ لوگ حضرت سلیمانؑ کی اولاد سے تھے۔ یٰزَكَرِیَّآ اِنَّا نُبَشِّرُكَ بِغُلٰمِ ۨاسْمُهٗ یَحْیٰی ۙ لَمْ نَجْعَلْ لَّهٗ مِنْ قَبْلُ سَمِیًّا ﴿۷﴾ خدا نے زکریا کو آگاہ کیا کہ ہم تم کو ایک فرزند کی خوشخبری دیتے ہیں جس کا نام ہم نے یحییٰ رکھا ہے کہ اس سے پہلے کسی کا یہ نام نہیں رکھا تھا یا یہ

کہ اس سے پہلے کسی کو اُس کے مانند نہیں پیدا کیا تھا۔ قَالَ رَبِّ اَنّٰی یَکُوْنُ لِیْ غُلٰمٌ وَّ کَانَتِ امْرَاَتِیْ عَاقِرًا وَّ قَدْ بَلَغْتُ مِنَ الْکِبَرِ عِتِیًّا ﴿۸﴾ زکریا نے عرض کی پروردگارا میرے لئے لڑکا کیونکر ہوگا حالانکہ میری زوجہ بانجھ ہے کہ جوانی میں کوئی بچہ اُس کے نہ ہوا اور اب تو میرا بڑھاپا آگیا ہے میرے اعضا خشک ہوگئے اور میں بوڑھاپے کی انتہا کو پہنچ گیا۔ قَالَ کَذٰلِکَ قَالَ رَبُّکَ ہُوَ عَلَیَّ ہَیِّنٌ وَّ قَدْ خَلَقْتُکَ مِنْ قَبْلُ وَ لَمْ تَکُ شَیْئًا ﴿۹﴾ خدا نے فرمایا کہ یوں ہی ہوگا اور یہ مجھ پر آسان ہے میں نے تم کو بھی تو پیدا کیا جبکہ تم کچھ نہ تھے۔ امام محمد باقر علیہ السلام فرماتے ہیں کہ اس خوشخبری کے پانچ سال بعد حضرت یحییٰ پیدا ہوئے۔ قَالَ رَبِّ اجْعَلْ لِّیْۤ اٰیَۃً قَالَ اٰیَتُکَ اَلَّا تُکَلِّمَ النَّاسَ ثَلٰثَ لَیَالٍ سَوِیًّا ﴿۱۰﴾ زکریا نے عرض کی کہ خداوند میرے لئے کوئی علامت قرار دے جس سے میں سمجھ سکوں کہ وہ لڑکا کس وقت ہوگا خدا نے فرمایا کہ وہ علامت یہ ہوگی کہ تم تین شب (و روز) لوگوں سے بات نہ کرسکو گے حالانکہ صحیح و تندرست ہوگے۔ چند معتبر حدیثوں میں حضرت صادقؑ سے منقول ہے کہ چونکہ حضرت زکریا کو اُس وقت یہ یقین نہ ہوا تھا کہ یہ آواز خدا کی جانب سے ہے بلکہ یہ شک بھی تھا کہ ممکن ہے یہ آواز شیطان کی جانب سے ہو اس لئے خدا سے علامت و نشانی طلب کی تاکہ اس وعدہ کی حقیقت اُن پر واضح ہو جائے تو خدا نے اُن کی یہ علامت مقرر کردی کہ تین روز تک حالت صحت میں کسی سے کچھ کلام نہ کرسکو گے۔ حضرت نے فرمایا کہ جب یہ علامت اُن پر ظاہر ہوگئی تو اُن کو یقین ہوگیا کہ یہ وعدہ خدا کی جانب سے تھا اور ان تینوں دنوں میں جب لوگوں سے کچھ کہنا چاہتے تھے تو سر سے اشارہ کرتے تھے۔ فَخَرَجَ عَلٰی قَوْمِہٖ مِنَ الْمِحْرَابِ فَاَوْحٰۤی اِلَیْہِمْ اَنْ سَبِّحُوْا بُکْرَۃً وَّ عَشِیًّا ﴿۱۱﴾ زکریا محراب عبادت سے نکل کر اپنی قوم کی جانب آئے اور اُن سے اشارہ سے کہا کہ خدا کی تسبیح و تقدیس کرو یا صبح و شام نمازیں پڑھا کرو۔ بیان کرتے ہیں کہ زکریا ہر روز اپنے بالاخانہ سے نماز صبح و شام کے وقت باہر آتے تھے۔ اذان کہتے اور بنی اسرائیل آپ کے ساتھ نماز پڑھتے جب وعدہ کا وقت آیا تو لوگوں سے بات نہ کرسکے۔ وقت مقررہ پر اپنے گھر سے باہر آتے اور لوگوں کو نماز کے لئے اشارہ کرتے اُس وقت لوگوں نے سمجھا کہ اب وقت آگیا کہ آپ کی زوجہ حاملہ ہوں۔ تین روز اسی حال پر گذرے کہ نہ کسی سے کلام کرسکے نہ تسبیح و دعا کرسکے نہ نماز پڑھ سکے۔ یٰیَحْیٰی خُذِ الْکِتٰبَ بِقُوَّۃٍ وَ اٰتَیْنٰہُ الْحُکْمَ صَبِیًّا ﴿۱۲﴾ حاصل کلام یہ کہ ہم نے یحییٰ سا فرزند زکریا

کو عطا کیا اور ان کو بڑا کر کے حد کمال تک پہنچایا اور ان کو وحی کی کہ اے یحییٰؑ کتاب (توریت)
کو مضبوطی سے (روحانی قوت کے ساتھ) پکڑو اور ہم نے ان کو بچپنے میں حکم و
پیغمبری عطا کی۔ بیان کرتے ہیں کہ یحییٰؑ اُس وقت تین سال کے تھے۔ بعض کا قول
ہے کہ حکم سے مراد حکمت و دانائی ہے۔ چنانچہ حضرت امام رضاؑ سے اس آیت
کی تفسیر منقول ہے کہ لڑکے حضرت یحییٰؑ کو کھیل کود کے لئے ضد کرتے تو حضرت
ان کے جواب میں فرماتے کہ میں کھیلنے کے واسطے پیدا نہیں ہوا ہوں۔ اسی کے
موافق وہ روایت ہے جو علی ابن اسباط سے بسند معتبر منقول ہے کہ میں حضرت
امام محمد تقی علیہ السلام کی خدمت میں حاضر ہوا جبکہ آپ امام ہوئے اور اُس وقت
آپ کا قد پانچ بالشت کا تھا اُس وقت مجھے آپ کے قد و قامت پر کچھ خیال ہوا۔
کہ اہل مصر سے بیان کرو تو حضرت نے میری جانب نظر کی اور فرمایا کہ خدا امامت
کے بارے میں لوگوں پر حجت تمام کرتا ہے جس طرح پیغمبری کے متعلق تمام کرتا ہے۔
چنانچہ کبھی کسی کو چالیس سال کی عمر میں پیغمبری کا عہدہ سپرد کرتا ہے اور کبھی کمسنی میں
جس طرح حضرت یحییٰ کو بچپن میں عطا کیا اور فرمایا۔ وَاٰتَیْنٰهُ الْحُكْمَ صَبِیًّا ۝
اسی طرح امامت کبھی بزرگی میں عطا فرماتا ہے اور کبھی خردسالی میں۔ وَحَنَانًا مِّنْ
لَّدُنَّا وَزَكٰوةً ؕ وَكَانَ تَقِیًّا ۝۱۳ اور ہم نے اپنی شفقت و مہربانی اور رحمت اُن
کے (یحییٰؑ کے) شامل حال کی یا اُن کو اپنے بندوں پر مہربان بنایا اور گناہوں سے پاک
رکھا یا اعمال شائستہ کی ہدایت کی یا خیرات و زکوٰۃ کی توفیق دی اور وہ متقی و پرہیزگار
اور ہماری مرضی پر عمل کرنے والے تھے۔ حدیث معتبر میں حضرت امام محمد باقرؑ سے
منقول ہے کہ لطف الٰہی ان کے شامل حال اس درجہ تھا کہ جس وقت وہ کہتے
تھے یا ربّ تو خدا فرماتا تھا۔ لَبَّیْكَ یَا یَحْیٰی۔ اے یحییٰؑ میں تمہارے ساتھ ہوں
کیا چاہتے ہو۔ وَّبَرًّا ۢ بِوَالِدَیْهِ وَلَمْ یَكُنْ جَبَّارًا عَصِیًّا ۝۱۴ وہ اپنے والدین کے
لئے نیک اور اُن کے فرمانبردار تھے اور جبار و نافرمان نہ تھے۔ وَسَلٰمٌ عَلَیْهِ یَوْمَ وُلِدَ
وَیَوْمَ یَمُوْتُ وَیَوْمَ یُبْعَثُ حَیًّا ۝۱۵ اور ان پر ہمارا سلام ہو یا ہماری جانب
سے ان کے لئے بلاؤں سے سلامتی ہے جس روز سے وہ پیدا ہوئے اس روز تک
جبکہ وہ مریں گے۔ اور جس روز کہ وہ قبر سے اُٹھائے جائیں گے (یعنی قیامت کے
روز) اور دوسری جگہ فرمایا ہے۔ وَزَكَرِیَّاۤ اِذْ نَادٰى رَبَّهٗ رَبِّ لَا تَذَرْنِیْ
فَرْدًا وَّاَنْتَ خَیْرُ الْوٰرِثِیْنَ ۝۸۹ اور یاد کرو زکریا کو جبکہ انہوں نے اپنے

پروردگار کو پکارا کہ پالنے والے مجھے تنہا بغیر فرزند کے مت چھوڑ۔ اور بیشک تو ہی میرا بہترین وارث ہے۔ فَاسْتَجَبْنَا لَهُ ۝ وَوَهَبْنَا لَهُ يَحْيَىٰ وَأَصْلَحْنَا لَهُ زَوْجَهُ ۚ إِنَّهُمْ كَانُوا يُسَارِعُونَ فِي الْخَيْرَاتِ وَيَدْعُونَنَا رَغَبًا وَرَهَبًا ۖ وَكَانُوا لَنَا خَاشِعِينَ ۝۹۰ تو ہم نے ان کی دعا قبول کی اور یحییٰؑ سا فرزند اُن کو عطا کیا اور اُن کی زوجہ کی اصلاح کر دی (یعنی قابلِ اولاد بنا دیا) علی ابن ابراہیم نے روایت کی ہے کہ وہ حائض ہو گئیں۔ اور وہ بیشک نیک اعمال بجا لانے میں جلدی کرتے تھے اور ہم سے حصول اجر و ثواب کی رغبت میں اور ہمارے عذاب کے خوف کی وجہ سے ہم کو یاد کیا کرتے تھے۔ اور وہ لوگ ہم ہی سے ڈرتے رہتے تھے۔

آیت ۹۰ سورہ انبیاء پ ۱۷

بسند معتبر منقول ہے کہ سعد بن عبداللہ نے حضرت صاحب الامر صلوات اللہ علیہ سے چند سوالات کئے اُس وقت جبکہ آنحضرت بچہ تھے اور امام حسن عسکری علیہ السلام کی گود میں بیٹھے ہوئے تھے۔ آپ سے کھیٰعص کی تاویل دریافت کی۔ فرمایا کہ یہ حروف غیب کی خبروں میں سے ہیں جن پر خدا نے حضرت زکریاؑ کو مطلع فرمایا اور اُس کے بعد پیغمبر آخر الزماں حضرت محمد مصطفیٰؐ کو اس سے آگاہ کیا۔ اور یہ قصہ اس طرح ہے کہ حضرت زکریاؑ نے اپنے پروردگار سے عرض کی کہ آل عبا علیہم السلام کے نام ان کو سکھا دے تو جبرئیلؑ نے آ کر اُن کے اسمائے مقدس کی ان کو تعلیم دی۔ جب حضرت زکریاؑ محمدؐ و علیؑ و فاطمہؑ و حسنؑ کے اسمائے گرامی زبان پر جاری کرتے تو آپ کا رنج و غم زائل ہو جاتا تھا اور جب حسینؑ کا نام زبان پر آتا تو گریہ اُن کے گلے کو پکڑ لیتا اور اس قدر آپ کو رونا آتا کہ آپ کی سانس رُک جاتی تھی تو ایک روز مناجات میں اس کا سبب خدا سے پوچھا تو خدا نے واقعۂ کربلا سے اُن کو بذریعہ وحی آگاہ فرمایا اور کھیٰعص کی تاویل یوں بیان فرمائی کہ ک سے کربلا کی طرف اشارہ ہے ہ سے آلِ رسول کی ہلاکت اُس صحرا میں ی سے یزید علیہ اللعنۃ جو حسینؑ مظلوم پر ظلم کرنے والا تھا۔ ع سے عطش اور تشنگی اُن حضرت کی اور ص سے آپ کا صبر ہے۔ جب حضرت زکریاؑ نے یہ سنا تین روز تک اُس کے بعد سے اپنے محراب عبادت سے باہر نہ نکلے اور لوگوں کو منع کر دیا کہ اُن کے پاس نہ آئیں اور برابر گریہ و زاری۔ نوحہ و مرثیہ۔ اور نالہ و فغاں کرتے رہے کہتے تھے کیا اے معبود تو بہترین جمیع خلقت حضرت محمد مصطفیٰؐ کے دل کو اُن کے فرزند کی مصیبت میں مجروح و زخمی کرے گا۔ کیا ان بلاؤں اور مصیبتوں کو اس بہترین خلق کیلئے مقدر فرمائے گا

حضرت زکریاؑ کا اطلاع پانا نام آل عبا یعنی پنجتن اور نام حسینؑ پر گریہ طاری ہونا ۱۲

کیا اس لباس ماتم کو علیؑ و فاطمہؑ کو پہنائے گا کیا اس درد و محنت کو اُن کے قرب و منزلت کے میدان میں ڈالے گا اور مناجات کرتے تھے کہ پالنے والے مجھے اس پیرانہ سالی میں ایک فرزند عطا فرما جس سے میری آنکھیں روشن ہوں اور جب وہ فرزند مجھے عطا فرمائے تو مجھے اُس کی محبت میں اُس کا شیدا بنا دے تاکہ میرے اس فرزند کی مصیبت میں میرے دل کو وہی تکلیف و اذیت ہو جس طرح تو اپنے حبیب محمدؐ کو ان کے فرزند حسینؑ کے غم میں دردمند فرمائے گا۔ تو خدا نے حضرت یحییٰؑ کو انہیں عطا فرمایا اور اُن کی مصیبت میں اُن کا دل دردمند فرمایا۔ حضرت یحییٰؑ کا حمل کا زمانہ بھی چھ مہینے تھا۔ اور امام حسینؑ کی مدت حمل بھی چھ مہینے تھی۔

بہت سی صحیح اور معتبر حدیثوں میں حضرت امام محمد باقرؑ اور امام جعفر صادقؑ سے منقول ہے کہ جس طرح حضرت یحییٰؑ سے پہلے کسی کا نام یحییٰؑ نہیں رکھا گیا اسی طرح امام حسینؑ سے پہلے کسی کا نام حسینؑ نہیں ہوا۔ اور ناقہ صالحؑ کا پے کرنے والا بھی زنازادہ تھا۔ حضرت یحییٰؑ اور حضرت امیر المومنینؑ اور امام حسینؑ کے شہید کرنے والے بھی ولد الزنا تھے۔ اور پیغمبروں اور ان کی اولاد کے قتل کرنے والے زنازادے ہی ہوتے ہیں۔ اور آسمان و زمین سوائے حضرت یحییٰؑ اور امام حسینؑ کے کسی کے لئے نہیں روئے۔ آفتاب اُن پر رویا اور اس کا رونا یہ تھا کہ سُرخ نکلتا تھا اور سُرخ غروب ہوتا تھا۔ دوسری روایت میں ہے کہ آسمان سے خون کا ترشح ہوتا تھا کہ اگر سفید کپڑا ہوا میں پھیلا دیا جاتا تھا تو وہ خون سے سُرخ ہو جاتا تھا اور جو پتھر کہ زمین سے اٹھایا جاتا تھا اُس کے نیچے سے خون جوش مارتا تھا۔

بسند معتبر امام زین العابدینؑ سے منقول ہے کہ کربلا کے سفر میں ہر منزل پر جبکہ ہم قیام کرتے تھے یا وہاں سے روانہ ہوتے تھے میں نے اپنے پدر بزرگوار امام حسینؑ کو حضرت یحییٰؑ کو یاد کرتے سُنا اور دیکھا۔ ایک روز حضرت نے مجھ سے فرمایا کہ خدا کے نزدیک دنیا کی پستی اور بے قدری اس حد تک ہے کہ حضرت یحییٰؑ ابن زکریاؑ کا سر بنی اسرائیل کی ایک بدکار عورت کے لئے ہدیہ میں بھیجا گیا۔

ابن بابویہ نے وہب ابن منبہ سے روایت کی ہے کہ ایک روز ابلیس ملعون بنی اسرائیل کے جلسے میں گھومتا اور حضرت مریمؑ کو برا بھلا کہتا تھا اور حضرت زکریاؑ کے ساتھ آپ کو متہم کرتا تھا۔ آخر بنی اسرائیل حضرت زکریاؑ کی جانب سے بدگمان ہو گئے اور آپ کے قتل کے درپے ہو گئے۔ حضرت زکریاؑ اُن کے پاس سے بھاگے اور ایک درخت کے پاس پہنچے۔

وہ درخت حضرت کے واسطے پھٹ گیا اور حضرت زکریاؑ اس کے اندر داخل ہو گئے پھر اُس درخت کے شگاف باہم مل گئے اور وہ بدستور سالم درخت ہو گیا اور حضرت اُن کی نظر سے غائب ہو گئے۔ ابلیس بنی اسرائیل کے ناعاقبت اندیشوں کو لے کر آیا اور درخت کے نیچے سے ہاتھ ڈال کر اوپر تک دیکھا اور حضرت کے دل کا مقام معلوم کر کے ان کو درخت اُسی مقام سے چیر ڈالنے کا حکم دیا ان لوگوں نے آرے سے حضرت کو درخت سمیت دو ٹکڑے کر ڈالا۔ اور اُسی حال میں چھوڑ کر واپس چلے گئے اور ابلیس غائب ہو گیا پھر اُن کے سامنے نہ آیا اور آنحضرت کو آرے سے چیر ڈالنے کی کوئی تکلیف نہ ہوئی۔ خدا نے فرشتوں کو بھیجا جنھوں نے آپ کو غسل دیا اور تین روز برابر آپ پر نماز پڑھتے رہے اُس کے بعد آپ کو دفن کیا اور پیغمبران خدا کے لئے یونہی ہوا کرتا ہے اُن کے جسم اقدس متغیر نہیں ہوتے اور زمین کے اندر سڑتے گلتے نہیں اور دفن سے پہلے تین روز تک اُن کی نماز جنازہ انسان اور فرشتے پڑھتے رہتے ہیں۔

امام حسن عسکری علیہ السلام کی تفسیر میں مذکور ہے کہ قول خدا جو اُس نے حضرت یحییٰؑ کے ذکر میں فرمایا ہے لَمْ نَجْعَلْ لَّهُ مِنْ قَبْلُ سَمِيًّا کہ اُن سے پہلے ہم نے کسی کو نہیں پیدا کیا جس کا نام یحییٰؑ ہوتا۔ اور تفسیر قول خدا وَآتَيْنَاهُ الْحُكْمَ صَبِيًّا۔ میں فرمایا کہ وہ حکمت جو آنحضرت کو خدا نے بچپن میں عطا فرمائی تھی یہ تھی کہ لڑکے اُن سے کہتے تھے کہ آؤ کھیلیں فرماتے تھے۔ افسوس خدا کی قسم ہم کھیلنے کے واسطے پیدا نہیں کئے گئے ہیں بلکہ بہت بلند اور امر بزرگ کے لئے خلق ہوئے ہیں۔ وَحَنَانًا مِنْ لَدُنَّا۔ یعنی ہم نے یحییٰؑ کو اُن کے باپ ماں اور اپنے اور اپنے تمام بندوں کا درد اور محبت عطا کی تھی اور زکوٰۃ یعنی طہارت اور پاکیزگی ہر اس شخص کے لئے قرار دی تھی جو اُن پر ایمان لائے وَكَانَ تَقِيًّا یعنی وہ ہماری نافرمانی سے محفوظ تھے وہ معصیت اور شر انگیزی نہ کرتے تھے وَبَرًّا بِوَالِدَيْهِ اور اپنے باپ ماں کے ساتھ نیکی کرنے والے اور اُن کے فرمانبردار تھے۔ وَلَمْ يَكُنْ جَبَّارًا عَصِيًّا اور غصّہ کی وجہ سے نہ مارتے تھے نہ قتل کرتے تھے۔ اور یحییٰؑ کے علاوہ کوئی ایسا شخص نہیں جس نے گناہ نہ کیا ہو یا اُس کے دل میں گناہ کا ارادہ نہ ہوا ہو۔ لیکن یحییٰؑ نے کبھی گناہ نہ کیا اور نہ اُن کے دل میں ارادۂ گناہ داخل ہوا۔ امام نے اس آیت هُنَالِكَ دَعَا زَكَرِيَّا رَبَّهُ کی تفسیر میں فرمایا کہ جب زکریاؑ حضرت مریم کے پاس جاڑے

حضرت زکریاؑ کا آرے سے چیرا جانا ۱۲

کے میوے اور پھل گرمیوں میں اور گرمیوں کے پھل جاڑوں میں دیکھتے تو پوچھتے کہ یہ تمہارے پاس کہاں سے آئے تو مریمؑ کہتیں کہ یہ خدا کی جانب سے آئے ہیں اور خدا جس کو چاہتا ہے بے حساب روزی دیتا ہے اور زکریاؑ کو یقین تھا کہ وہ سچ کہتی ہیں۔ اس لئے کہ سوائے ان کے کوئی مریمؑ کے پاس آتا جاتا نہیں تھا اُس وقت انہوں نے سوچا کہ جو ذات اس پر قادر ہے کہ مریمؑ کے لئے بغیر فصل کے میوے اور پھل مرحمت فرمائے وہ اس پر بھی قادر ہے کہ مجھے ایک فرزند کرامت فرمائے باوجودیکہ میں بوڑھا ہوں اور میری زوجہ بھی ضعیفہ ہے اُس وقت دُعا کی کہ خداوندا مجھے اپنے کرم سے ایک فرزند پاکیزہ اور نیک نفس عطا فرما۔ بیشک تو دعاؤں کا سننے والا ہے۔ تو فرشتوں نے ان کو آواز دی جبکہ وہ محراب عبادت میں نماز کے لئے کھڑے ہوئے تھے کہ بیشک خدا تم کو یحییٰؑ کی خوشخبری دیتا ہے جو کلمہ خدا یعنی عیسٰےؑ کی تصدیق کرنے والا ہوگا اور بزرگوں (نیک لوگوں) کا خدا کی فرمانبرداری میں سردار ہوگا اور حصور ہوگا یعنی عورتوں سے مقاربت نہ کرے گا۔ اور نیکوکاروں میں پیغمبر ہوگا۔ حضرت یحییٰؑ کی پہلی تصدیق حضرت عیسٰےؑ کے بارے میں یہ تھی کہ وہ عبادت خانہ جس میں حضرت مریمؑ رہتی اور عبادت خدا کرتی تھیں ایک کوٹھا تھا جس میں سیڑھیاں نہ تھیں اور علیحدہ سے سیڑھی لگا کر اُس پر جانا ممکن تھا۔ بغیر حضرت زکریاؑ کے کوئی اُن کے پاس آتا جاتا نہ تھا جب حضرت زکریاؑ کہیں جاتے تو اس میں قفل لگا دیتے تھے اور دروازے کے اوپر ایک روشندان بنا ہوا تھا جس سے آواز پہنچ سکے۔ جب انہوں نے دیکھا کہ مریمؑ حاملہ ہیں تو غمگین ہوئے اور دل میں سوچا کہ بغیر میرے کوئی اس جگہ آتا نہیں اور مریمؑ حاملہ ہے میں بدنام ہوں گا۔ بنی اسرائیل گمان کریں گے کہ میں نے ان کو حاملہ کیا ہے غرض اپنی زوجہ سے اس قصہ کو بیان کیا۔ زوجہ نے کہا خوف مت کرو کہ خدا تمہارے لئے وہ امر نہ ہونے دے گا جس میں تمہارے لئے بھلائی نہ ہوگی۔ مریمؑ کو میرے پاس لاؤ کہ میں دیکھوں اور اُس سے پوچھوں۔ حضرت زکریاؑ مریمؑ کو اُن کے پاس لے گئے۔ خدا نے مریمؑ سے جواب کی تکلیف اُٹھالی۔ جب وہ زوجہ زکریاؑ کے پاس آئیں جو اُن کی بڑی بہن تھیں وہ اُن کی تعظیم کے لئے نہ اُٹھیں۔ حضرت یحییٰؑ نے جو اُس وقت اُن کے شکم میں تھے بقدرت خدا ہاتھ نکالا اور اُن کو اُٹھا کر کھڑا کر دیا کہ بہترین زنان عالمیان دنیا کے بہترین مرد کے ساتھ جو اُن کے شکم میں ہیں آپ کے پاس آرہی ہیں۔ اور آپ تعظیم کے لئے کھڑی نہیں ہوتی ہیں۔ تو زن زکریاؑ مریمؑ کی تعظیم کے لئے اپنی جگہ سے اُچھل کر کھڑی ہوگئیں اور یحییٰؑ نے

اپنی ماں کے شکم میں حضرت عیسیٰؑ کی تعظیم کے لئے سجدہ کیا اور یہ پہلی تصدیق تھی جو حضرت یحییٰؑ نے کی [1]

جناب سیدہ کو دیگر چار عورتوں کی عورات عالم پر فضیلت۔

دوسری حدیث میں حضرت صادقؑ سے منقول ہے کہ قیامت کے روز ایک منادی ندا کرے گا کہ فاطمہؑ دختر محمد مصطفےٰؐ کہاں ہیں۔ خدیجہ بنت خویلہ کہاں ہیں مریمؑ دختر عمران کہاں ہیں اور آسیہ دختر مزاحم کہاں ہیں اور ام کلثوم مادر یحییٰؑ کہاں ہیں۔ یہ پوری حدیث اپنی جگہ پر آنے والی ہے۔

حضرت رسولؐ سے منقول ہے کہ حضرت یحییٰؑ کا زہد اس درجہ بڑھا ہوا تھا کہ ایک روز بیت المقدس میں آئے۔ اور راہبوں اور عالموں کو دیکھا کہ اُون (بالوں) کے پیراہن پہنے ہوئے اور بالوں کی ٹوپیاں سر پر رکھے ہوئے اپنی گردنوں میں زنجیریں ڈال کر مسجد کے ستونوں سے باندھے ہوئے ہیں اپنی مادر گرامی کے پاس آ کر عرض کی کہ میرے واسطے بھی ایسے ہی لباس بنا دیجئے۔ تاکہ بیت المقدس میں جا کر خدا کی عبادت زاہدوں اور راہبوں کے ساتھ کروں۔ ماں نے کہا کہ ٹھہرو تمہارے والد پیغمبر خدا آجائیں تو اُن سے مشورہ کروں (غالباً حضرت یحییٰؑ اُس وقت بہت کمسن تھے) حضرت زکریاؑ جب گھر میں آئے تو مادر یحییٰؑ نے ان کی خواہش ظاہر کی۔ یحییٰؑ نے عرض کی اے پدر بزرگوار کیا آپ نے مجھ سے بہت کم عمر بچوں کو نہیں دیکھا کہ موت نے اُن کو لے لیا۔ حضرت زکریاؑ نے فرمایا ہاں دیکھا ہے۔ پھر جناب زکریاؑ نے مادر حضرت یحییٰؑ سے فرمایا کہ یحییٰؑ کی خواہش کے مطابق لباس تیار کردیں۔ ان کی ماں نے بالوں کا پیراہن اور بالوں کی ٹوپی بُن کر تیار کردی حضرت پہن کر بیت المقدس میں عبادت کرنے والوں کے ساتھ عبادت میں مشغول ہوگئے یہاں تک کہ اس بالوں کے موٹے پیراہن نے آپ کے جسم اقدس کو گھُلا دیا۔ ایک روز حضرت نے اپنے بدن کی طرف نگاہ کی دیکھا کہ جسم بہت لاغر و کمزور ہوگیا ہے تو گریہ کیا تو خطاب رب العزت ہوا کہ اے یحییٰؑ کیا بدن کی کمزوری پر روتے ہو اپنے عزت و جلال کی قسم کھا کر کہتا ہوں کہ اگر جہنم کو ایک بار دیکھ لو تو لوہے کا پیراہن پہن لوگے۔ یہ سُن کر حضرت اس قدر روئے کہ آپ کے رخسار مجروح ہوگئے یہاں تک کہ دندانِ مبارک دکھائی دینے لگے۔ جب آپ کی ماں

[1] مشہور ہے کہ مادر جناب یحییٰؑ ایشاع تھیں۔ اس میں اختلاف ہے کہ وہ جناب مریمؑ کی خواہر تھیں یا خالہ تھیں۔ یہ حدیث بھی پہلی حدیث مذکورہ پر دلالت کرتی ہے (قول مولف علیہ الرحمۃ)

کو معلوم ہوا تو حضرت زکریاؑ کو لے کر آپ کے پاس آئیں اور بنی اسرائیل میں سے عبادت کرنے والے حضرت کے گرد جمع ہو گئے اور اُن سے کہا کہ آپ کا چہرہ اس قدر زخمی ہو چکا ہے حضرت یحییٰؑ نے فرمایا مجھے خبر نہیں جناب زکریاؑ نے کہا اے فرزند اتنی مشقت کیوں کرتے ہو میں نے خدا سے تمہارے پیدا ہونے کی دعا کی تھی اس لئے کہ تم میرے دل کی راحت و مسرت کا سبب ہو گے۔ عرض کی بابا جان آپ ہی نے تو مجھے یہ حکم دیا ہے اور بتایا ہے کہ بہشت و دوزخ کے درمیان ایک گھاٹی ہے جس سے وہی لوگ پار ہو سکتے ہیں جو خوف خدا سے دنیا میں بہت روتے رہے ہوں۔ فرمایا ہاں میں نے کہا تھا کہ اے فرزند سعی و کوشش کر خدا کی بندگی میں کیونکہ تجھ کو امر دیگر کے واسطے پیدا کیا ہے۔ پھر ان کی ماں نے کہا کہ اے فرزند کیا تمہارے لئے دو نمدے کے ٹکڑے بنا دوں کہ تم اپنے دونوں رخساروں پر رکھو جس سے تمہارے دانت چھپ جائیں۔ اور تمہارے آنسوؤں کو بھی وہ جذب کر لیں عرض کی آپ کو اختیار ہے تو ان کی ماں نے دو ٹکڑے بنا دیئے اور ان کے گالوں پر رکھ دیا۔ تھوڑی ہی دیر میں وہ نمدے اُن کے آنسوؤں سے تر ہو گئے کہ نچوڑنے سے اُن کی انگلیوں سے جاری ہو گئے تو یہ حال زکریاؑ نے دیکھا تو گریاں ہوئے اور آسمان کی جانب رُخ کر کے کہا اے خدا یہ میرا فرزند ہے اور یہ اُس کے آنسو ہیں اور تو سب سے زیادہ رحم کرنے والا ہے۔ اور جب زکریاؑ چاہتے تھے کہ بنی اسرائیل کو وعظ و نصیحت فرمائیں داہنے بائیں نظر کرتے تھے اگر یحییٰؑ موجود ہوتے تو بہشت و دوزخ کا نام نہیں لیتے تھے۔ ایک روز یحییٰؑ مجلس وعظ میں موجود نہ تھے اور آپ نے موعظہ فرمانا شروع کیا۔ حضرت یحییٰؑ اپنے سر لپیٹے ہوئے آئے اور لوگوں کے درمیان بیٹھ گئے حضرت زکریاؑ نے ان کو نہیں دیکھا اور کہنے لگے کہ میرے حبیب جبریلؑ نے مجھے خبر دی ہے کہ حق تعالیٰ فرماتا ہے کہ جہنم میں ایک پہاڑ ہے جس کو سکران کہتے ہیں اور اس پہاڑ کے نیچے ایک وادی ہے جس کو غضبان کہتے ہیں کیونکہ وہ قہر و غضب خدا کے سبب سے جلائی گئی ہے۔ اور اُس وادی میں ایک کنواں ہے جس کی گہرائی سو سال کی راہ ہے اُس میں آگ کے بہت سے صندوق ہیں ان صندوقوں میں آگ کے بہت سے چھوٹے صندوق ہیں اور آگ کے لباس اور طوق و زنجیریں ہیں جب حضرت یحییٰؑ نے یہ سنا سر اُٹھایا اور فریاد کی واغفلتاہ کس قدر ہم غافل ہیں اور اُٹھے اور دیوانہ وار بیابان کی جانب متوجہ ہوئے۔ تو زکریاؑ مجلس سے اُٹھ کر مادر یحییٰؑ کے پاس گئے اور کہا کہ یحییٰؑ کو

تلاش کرو مجھے خوف ہے کہ اب تو اس کی موت کے بعد ہی تم اس کو دیکھو گی۔ ان کی ماں ان کی تلاش میں نکلیں اور بنی اسرائیل کی ایک جماعت کے پاس پہنچیں ان لوگوں نے پوچھا آپ کہاں جاتی ہیں کہا اپنے فرزند یحییٰؑ کی تلاش میں کہ اس نے جہنم کی آگ کا تذکرہ سُن لیا ہے اور خوف سے صحرا کی جانب نکل گیا ہے پھر صحرا کی جانب متوجہ ہوئیں اور ایک چرواہے سے مُلاقات ہوئی اُس سے پوچھا کہ ان حلیے اور علامتوں کا کوئی جوان دیکھا ہے اُس نے کہا ہاں شاید یحییٰؑ کو تلاش کرتی ہو فرمایا ہاں۔ اُس نے کہا اس وقت فلاں قبہ میں ہم نے دیکھا ہے کہ ان کا تمام جسم آنسوؤں میں ڈوبا ہوا ہے سر آسمان کی جانب اُٹھا کر کہتے تھے کہ معبود تیرے عزت و جلال کی قسم ٹھنڈا پانی نہ پیوں گا جب تک اپنی قدر و منزلت اور اپنا مقام تیرے نزدیک نہ دیکھ لوں گا۔ آپ کی والدہ یہ سُن کر آپ کے پاس پہنچیں جب اُن کی نگاہ ماں پر پڑی اور وہ اُن کے نزدیک گئیں اُن کا سر اپنے سینہ سے لگا لیا اور ان کو خدا کی قسم دی کہ گھر چلیں غرضکہ وہ اپنے ساتھ یحییٰؑ کو گھر لائیں اور کہا اے فرزند ان موٹے بال کے لباس کو اُتار دو اور اُونی کپڑے پہن لو کہ یہ نرم ہے یحییٰؑ نے لباس بدل لیا۔ ماں نے اُن کے لئے مسور پکائی حضرت نے کھایا اور ان کو نیند آ گئی یہاں تک کہ نماز کا وقت ہو گیا اور نیند میں یحییٰؑ نے آواز سُنی کہ اے یحییٰؑ کیا میرے گھر سے بہتر کوئی اور گھر مجھ سے بہتر کوئی ہمسایہ چاہتے ہو یہ آواز سُن کر نیند سے بیدار ہوئے اور کہا اے میرے معبود مجھ پر لغزش سے درگذر فرما تیری عزت کی قسم تیرے بیت المقدس کے سایہ کے علاوہ کوئی اور سایہ نہیں چاہتا۔ اور ماں سے کہا میرے بالوں کے موٹے کپڑے لا دیجئے اُن کی ماں نے کپڑے تو دیدیئے مگر حضرت سے لپٹ گئیں اور باہر جانے سے روکنے لگیں حضرت زکریاؑ نے کہا اس کو چھوڑ دو کیونکہ اس کے دل کے پردے کھول دیئے گئے ہیں۔ وہ دنیوی راحت و آرام سے فائدہ نہیں حاصل کر سکتا۔ یحییٰؑ اٹھے اور اپنے کپڑے بدلے اور بیت المقدس میں جا کر علما اور راہبوں کے ساتھ عبادت میں مشغول ہو گئے۔ یہاں تک کہ شہید ہوئے۔

بسند معتبر حضرت امام رضا علیہ السلام سے منقول ہے آپ نے اپنے آبائے طاہرین سے روایت کی ہے کہ شیطان حضرت آدمؑ سے حضرت عیسےٰؑ تک تمام پیغمبروں کے پاس آیا کرتا اور ان کے پاس بیٹھتا اور اُن سے گفتگو کیا کرتا تھا۔ لیکن حضرت یحییٰؑ سے بہ نسبت اور پیغمبروں کے زیادہ انس رکھتا تھا۔ ایک روز حضرت یحییٰؑ نے اس سے کہا اے ابو مرہّ میری تجھ سے ایک حاجت ہے اُس نے کہا بیان فرمائیے۔ آپ کی قدر و منزلت

حضرت یحییٰؑ کا خدا کی محبت اور عبادت میں انہماک۔

میرے نزدیک بہت بلند ہے میں آپکی حاجت رد نہیں کر سکتا حضرت نے فرمایا وہ تمام جال اور وہ اپنی مکاری کے پھندے جن سے بنی آدم کو پھنساتا ہے مجھے دکھا اُس ملعون نے قبول کیا اور دوسرے روز دکھانے کا وعدہ کیا۔ دوسرے دن بوقت صبح حضرت یحییٰؑ اپنے گھر میں بیٹھے اس کا انتظار کرنے لگے ناگاہ دیکھا کہ ایک صورت آپ کے پاس ظاہر ہوئی جس کا چہرہ بندر کے ایسا اور جسم سوّر کے مانند اُس کی آنکھوں کی لمبائی اُس کے چہرے کی لمبائی کے برابر اسی طرح اُس کا دہن چہرے کے برابر لانبا تھا اور ٹھڈی اور داڑھی ندارد تھی۔ چار ہاتھ تھے دو سینہ میں جڑے ہوئے تھے اور دو کندھوں میں۔ پیر سامنے تھے اور اُنگلیاں پیٹھ کی جانب۔ ایک قبا پہنے ہوئے اُس پر ایک پٹکا کمر سے باندھے ہوئے تھا اُس پٹکے پر مختلف رنگ کے ڈورے لٹکائے ہوئے تھا۔ ایک گھنٹہ ہاتھ میں۔ خود سر پر اُس میں سے آنکڑے لٹکے ہوئے جب یحییٰؑ نے اس کو اس حالت سے دیکھا تو دریافت فرمایا کہ یہ پٹکا کس لئے ہے۔ اُس نے کہا یہ قید خانہ ہے جسے میں نے ایجاد کیا ہے۔ اور آدمیوں کے لئے رنگوں سے اس کو زینت دی ہے۔ پوچھا یہ مختلف رنگ کے ڈورے اس میں کیسے ہیں اُس نے کہا یہ عورتوں کی قسمیں ہیں جو لوگوں کو مختلف طریقوں سے اپنی مکاریوں کے ساتھ گرفتار کرتی ہیں۔ پوچھا یہ گھنٹہ جو تیرے ہاتھ میں ہے یہ کیا ہے اُس نے کہا اس میں تمام لذتوں کا مجموعہ ہے جس میں ہر قسم کے باجوں مثل طنبور بربط بانسری طبل قرنا وغیرہ کی آوازیں ہیں۔ جب کچھ لوگ شراب پینے میں مشغول ہوتے ہیں اور اُس میں اُن کو لطف حاصل نہیں ہوتا میں اس گھنٹے کو بجاتا ہوں تو لوگ گانے بجانے میں مشغول ہو جاتے ہیں اور جب اُن کے کانوں میں یہ آوازیں پہنچتی ہیں تو خوشی اور شوق میں اُچھلنے کودنے اور ناچنے لگتے ہیں ایک تالیاں بجاتا ہے دوسرا کپڑے پھاڑتا ہے۔ حضرت نے پوچھا کون سی چیز تیرے لئے انتہائی خوشی اور روشنیٔ چشم کا باعث ہوتی ہے اُس نے کہا عورتیں کہ وہی میری مکاری کے پھندے اور جال ہیں جب نیک لوگوں کی لعنت و پھٹکار میرے اوپر بہت جمع ہو جاتی ہیں تو میں عورتوں کے پاس جاتا اور اُن سے دل خوش کرتا ہوں۔ حضرت نے پوچھا یہ کیا ہے جو تیرے سر پر ہے کہا اس سے نیک اور صالح لوگوں کی لعنت و پھٹکار سے اپنی حفاظت کرتا ہوں۔ فرمایا کہ یہ آنکڑے اس میں کیسے لٹکے ہوئے ہیں اُس نے کہا اسی سے صالحوں اور نیکوں کے دلوں کو اپنی طرف پھیرتا اور کھینچتا ہوں۔ حضرت یحییٰؑ نے پوچھا کبھی تو نے آن واحد

کے لئے بھی مجھ پر قابو پایا ہے اُس نے کہا نہیں لیکن ایک صفت آپ میں دیکھتا ہوں جو مجھے بھلی معلوم ہوتی ہے پوچھا وہ کیا ہے کہا وقت افطار آپ کچھ زیادہ کھانا کھا لیتے ہیں جو گرانی کا سبب ہوتا ہے اور عبادت کے لئے آپ ذرا دیر میں اُٹھتے ہیں حضرت یحییٰؑ نے فرمایا کہ میں خدا سے عہد کرتا ہوں کہ کبھی سیر ہو کر کھانا نہ کھاؤں گا جب تک خدا سے ملاقات نہ کروں شیطان نے کہا میں بھی عہد کرتا ہوں کہ کسی مسلمان کو کبھی کوئی نصیحت نہ کروں گا جب تک خدا سے ملاقات نہ کروں۔ پھر چلا گیا اور کبھی آنحضرت کے پاس نہ آیا۔

دوسری روایت میں منقول ہے کہ حضرت یحییٰؑ کا لباس خرمے کی پتیوں کا ہوتا تھا۔ اور آپ کی غذا درخت کی پتیاں تھیں۔

معتبر سندوں کے ساتھ حضرت امام موسیٰ کاظم اور امام رضا علیہما السلام سے منقول ہے کہ حضرت یحییٰؑ (خوف خدا سے) روتے تھے مگر کبھی ہنستے نہ تھے اور حضرت عیسٰیؑ روتے بھی تھے ہنستے بھی تھے۔ اور حضرت عیسٰیؑ جو کچھ کرتے تھے حضرت یحییٰؑ سے بہتر تھا۔ جو وہ کرتے تھے۔

بسند معتبر حضرت صادقؑ سے منقول ہے کہ جب خلافت و ریاست بنی اسرائیل دانیالؑ کے بعد عزیرؑ کو پہنچی ان کے شیعہ عزیرؑ کے پاس جمع ہوتے اور اُن سے صحبت کرتے تھے اور مسائل دین اُن سے حاصل کرتے پھر حضرت عزیرؑ سو سال تک ان کے درمیان سے غائب ہو گئے پھر مبعوث ہوئے اور جو لوگ ان کے بعد خدا کی جانب سے ہدایت کرنے والے تھے۔ وہ سب پوشیدہ ہو گئے اور بنی اسرائیل پر زمانہ سخت ہو گیا۔ یہاں تک کہ حضرت یحییٰؑ کی ولادت ہوئی۔ جب وہ سات برس کے ہوئے بنی اسرائیل کے درمیان (بحیثیت حجت خدا) ظاہر ہوئے اور خدا کی رسالت کی تبلیغ فرمائی اور اُن کے سامنے ایک خطبۂ بلیغ پڑھا اور خدا کی حمد و ثنا بجا لائے اور خدا کے عذاب سے اُن کو ڈرایا اور بتایا کہ نیک و صالح لوگوں کا روپوش اور غائب ہو جانا بنی اسرائیل کے گناہوں کے سبب سے اور ان کے اعمال کی خرابیوں کے باعث ہے اور نیک انجام پرہیزگاروں کے واسطے ہے اور اُن سے وعدہ کیا کہ تمہارے لئے بہتری بیس سال یا اس سے کچھ کم میں ہونے والی ہے جبکہ مسیحؑ جو حضرت مریمؑ کے بیٹے ہوں گے تم میں بحیثیت نبی قیام فرمائیں گے۔

حدیث معتبر میں امیر المومنینؑ سے منقول ہے کہ حضرت یحییٰؑ کی شہادت مہینے کے آخری چہار شنبہ (بدھ) کو ہوئی۔

حدیث معتبر میں حضرت صادقؑ سے منقول ہے کہ حضرت عیسیٰؑ نے دعا کی کہ خدا اُن کے لئے حضرت یحییٰؑ کو زندہ کر دے تو حضرت یحییٰؑ کی قبر کے پاس آکر آواز دی حضرت یحییٰؑ نے ان کو جواب دیا اور قبر سے باہر آئے اور پوچھا اے عیسیٰؑ کیا چاہتے ہو فرمایا چاہتا ہوں کہ دنیا میں میرے ساتھ رہو اور میرے مونس و ہمنوا بن جاؤ جیسے پہلے تھے حضرت یحییٰؑ نے کہا اے عیسیٰؑ ابھی تک موت کی حرارت سے مجھے سکون نہیں ہوا ہے اور تم چاہتے ہو کہ پھر دنیا میں آؤں اور دوبارہ موت کی شدت و حرارت برداشت کروں۔ یہ کہہ کر وہ قبر میں واپس چلے گئے اور حضرت عیسیٰؑ واپس ہو گئے۔

دوسری معتبر حدیث میں (حضرت صادقؑ نے) فرمایا کہ ایک شخص نے حضرت عیسیٰؑ کی خدمت میں حاضر ہو کر عرض کی یا روح اللہ میں نے زنا کی ہے مجھے پاک کر دیجئے۔ عیسیٰؑ نے لوگوں کے درمیان ندا کی فلاں شخص کو گناہوں سے پاک کرنے کے لئے جمع ہو جاؤ۔ سب حاضر ہوئے اور اس شخص کو ایک گڈھے میں کھڑا کیا تاکہ سنگسار کریں اُس نے فریاد کی کہ جس پر کوئی حد خدا کی ہو وہ مجھ پر حد جاری نہ کرے یہ سُن کر سوائے حضرت عیسیٰؑ و یحییٰؑ کے سب الگ ہو گئے اور یحییٰؑ اُس مرد کے پاس آئے اور کہا اے گنہگار مجھے کچھ نصیحت کر اُس نے کہا اپنے نفس کو اُس کی خواہش پر مت چھوڑ دیجئے کہ وہ آپ کو ہلاک کر دے گا۔ آپ نے فرمایا کچھ اور کہو اُس نے عرض کی کسی گنہگار کو اُس کے گناہوں پر اس کی سرزنش[1] و ملامت مت کیجئے۔ یحییٰؑ نے فرمایا کچھ اور نصیحت کرو۔ اُس نے کہا غضب اور غصہ مت کیا کیجئے۔ آپ نے فرمایا بس مجھ کو یہی کافی ہے۔

دوسری حدیث میں حضرت رسول خداؐ سے منقول ہے کہ جب خداوند عالم نے حضرت عیسیٰؑ کو آسمان پر اُٹھا لیا۔ حضرت عیسیٰؑ نے شمعونؑ ابن حمون کو قوم میں اپنا جانشین مقرر کر دیا تھا۔ وہ بنی اسرائیل کی ہدایت کرتے رہے جب تک زندہ رہے پھر خدا نے حضرت یحییٰؑ ابن زکریاؑ کو پیغمبری کے ساتھ مبعوث فرمایا جب وہ وقت قریب آیا کہ کفار حضرت کو شہید کریں آپ نے اولاد شمعونؑ کو اپنا وصی بنایا۔[2]

[1] مطلب یہ ہے کہ انسان کو خود اپنے گناہوں پر نظر کرنا چاہئے۔ گناہوں سے روکنا اور نصیحت کرنا اور گناہوں پر لعنت ملامت کرنا اور ہے۔ ملامت کرنے کا حق حقیقت میں اس کو ہے جو خود گناہ نہ کرے۔ مترجم

[2] مولف فرماتے ہیں حضرت یحییٰؑ کے بارے میں حدیثیں مختلف ہیں بعض اس پر دلالت کرتی ہیں کہ وہ حضرت عیسیٰؑ کے بعد ہوئے اور آنحضرت کے وصیوں میں سے تھے۔ بعض سے معلوم (باقی صفحہ ۷۰۶ پر)

بسند معتبر امام محمد باقرؑ سے منقول ہے کہ جب حضرت یحییٰؑ پیدا ہوئے اُن کو آسمان پر (فرشتے) لے گئے اور بہشت کی نہروں میں سے آپ کو غذا دی گئی۔ چونکہ ان کو دُودھ پینے سے روک دیا گیا تھا اُن کے پدر بزرگوار کے پاس آسمان سے اُتارا۔ وہ جس گھر میں رہتے تھے۔ وہ آپ کے نور رُخ سے روشن ہوجاتا تھا۔

بسند حسن حضرت امام رضاؑ سے منقول ہے کہ تین وقت انسان کے بے حد وحشت کے ہوتے ہیں ایک جبکہ وہ ماں کے پیٹ سے باہر آتا ہے اور دنیا کو دیکھتا ہے اور ایک وقت وہ جبکہ وہ دنیا سے جاتا ہے اور آخرت کو دیکھتا ہے اور ایک وہ دن جبکہ قبر سے اُٹھایا جائے گا اور وہ چند احکام سنے گا جو دنیا میں کبھی نہ سُنا تھا۔ اور خدا نے ان تینوں اوقات میں یحییٰؑ پر سلام وسلامتی بھیجا ہے۔ اور ان کے خوف کو امن سے بدل دیا جیسا کہ فرمایا ہے۔ وَسَلَامٌ عَلَيْهِ يَوْمَ وُلِدَ وَيَوْمَ يَمُوتُ وَيَوْمَ يُبْعَثُ حَيًّا۔ (اُن پر سلامتی ہو جس روز وہ پیدا ہوئے اور جس روز ان کی رحلت ہوگی اور جس روز زندہ کرکے مبعوث کئے جائیں گے) اور حضرت عیسیٰؑ نے خود ان تینوں حالتوں میں اپنے اوپر سلامتی بھیجی ہے کہ۔ اَلسَّلَامُ عَلَیَّ يَوْمَ وُلِدْتُ وَيَوْمَ اَمُوْتُ وَيَوْمَ اُبْعَثُ۔ (مجھ پر خدا کی سلامتی ہو جس روز میں پیدا کیا گیا اور جس روز میں مروں گا اور جس روز قبر سے اُٹھایا جاؤں گا)

انسان پر تین دن وحشت کے ہوتے ہیں۔

بسند حسن حضرت امام رضاؑ سے منقول ہے کہ محرم کی پہلی تاریخ وہ دن ہے جس روز زکریاؑ نے خدا سے فرزند طلب کیا اور خدا نے ان کی دعا قبول فرمائی۔ جو شخص اُس روز روزہ رکھے اور دعا کرے خداوند عالم اُس کی دعا قبول فرمائے گا جس طرح حضرت زکریاؑ کی دُعا مستجاب فرمائی۔

بسند حسن بلکہ صحیح حضرت صادقؑ سے منقول ہے کہ حضرت زکریاؑ بنی اسرائیل سے خوفزدہ ہوکر بھاگے اور ایک درخت سے پناہ کی خواہش کی وہ درخت آپ کے لئے پھٹ گیا اور آواز دی اے زکریاؑ مجھ میں آجاؤ وہ جب اُس میں داخل ہوگئے اُس درخت کا شگاف مل کر برابر ہوگیا۔ بنی اسرائیل نے ان کی تلاش کی اور نہ پایا تو شیطان ملعون اُن

(بقیہ حاشیہ صفحہ ۷۰۵) ہوتا ہے کہ وہ اُن حضرت کے زمانہ میں شہید ہوگئے تھے۔ اگر کہا جائے کہ دو یحییٰؑ زکریاؑ کے بیٹے تھے تو یہ ممکن نہیں۔ یہ ہو سکتا ہے کہ خدا نے ان کو مرنے کے بعد پھر زندہ کیا ہو اور مبعوث فرمایا ہو اور زیادہ واضح تو یہ ہے کہ بعض حدیثیں عامہ کے موافق تقیہ کی بناء پر وارد ہوئی ہوں۔ واللہ اعلم ۱۲

کے پاس آیا اور کہا میں نے دیکھا ہے کہ زکریاؑ اس درخت کے اندر چھپے ہیں اس درخت
کو چیر ڈالو تو وہ ہلاک ہو جائیں گے۔ چونکہ وہ لوگ اُس درخت کو پوجتے تھے اس
لئے اس کو کاٹنے سے انکار کیا لیکن شیطان نے ان کے دلوں میں وسوسہ ڈالا اور
راضی کر لیا۔ آخر حضرت زکریاؑ کو اس درخت میں دو ٹکڑے کر دیا صلوٰۃ اللہ علیہ ولعنۃ اللہ
علی من قتلہ و من اعانہم علی ذلک ؎

دوسری معتبر حدیث میں فرمایا کہ حضرت یحییٰؑ کے زمانہ میں ایک بادشاہ تھا جو بہت
عورتیں رکھنے کے باوجود اُن پر اکتفا نہ کرتا تھا بلکہ بنی اسرائیل کی ایک زانیہ عورت سے
زنا کیا کرتا تھا یہاں تک کہ وہ عورت بوڑھی ہو گئی پھر اُس نے اپنی لڑکی کو بادشاہ کے
لئے آراستہ کیا اور اُس سے کہا کہ میں چاہتی ہوں کہ تجھ کو بادشاہ کے پاس لے چلوں جب
وہ تجھ سے مقاربت کرے اور پوچھے کہ کیا حاجت رکھتی ہے تو کہنا کہ یحییٰؑ پسر زکریاؑ
کا قتل چاہتی ہوں۔ چنانچہ اُس لڑکی نے ایسا ہی کیا۔ بادشاہ نے تین مرتبہ پوچھا ہر مرتبہ
اُس نے یہی جواب دیا۔ آخر بادشاہ نے ایک طشت سونے کا منگوایا اور حضرت یحییٰؑ
کو طلب کیا اور آپ کے سر اقدس کو اُسی طشت میں کاٹا۔ جب حضرت کا خون زمین پر
گرا جوش میں آیا لوگ اُس پر خاک ڈالنے لگے مگر جس قدر خاک ڈالی جاتی تھی۔ وہ خون
اور جوش مارتا رہا۔ یہاں تک کہ خاک ڈالتے ڈالتے ایک بہت بڑا ٹیلہ سا بن گیا۔ جب
وہ زمانہ گذر گیا اور بخت نصرؔ بنی اسرائیل پر مسلط ہوا۔ اور اُس خون کے جوش
مارنے کا سبب پوچھا کسی نے کچھ نہ سمجھا بلکہ کہا کہ ایک مرد پیر ہے وہ جانتا ہے آخر
اُس کو بلا کر پوچھا اُس نے بیان کیا کہ میرے باپ دادا یہ بتاتے تھے کہ حضرت یحییٰؑ کو
قتل کیا تھا یہ ان کا خون ہے جو اب تک جوش مار رہا ہے۔ بخت نصر نے کہا تو
بیشک میں اتنے بنی اسرائیل کو قتل کروں گا کہ یہ خون جوش مارنے سے رک جائے
اور اس خون کے عوض میں اُس نے ستر ہزار آدمیوں کو قتل کیا تو خون کا جوش مارنا بند ہوا۔

اور دوسری روایت میں منقول ہے کہ وہ زن زناکار ایک دوسرے بادشاہ جبار کی زوجہ
تھی اور اس بادشاہ نے اُس کے بعد اس عورت کی خواستگاری کی تھی جب وہ بوڑھی ہو گئی تو
بادشاہ کو اُس نے آمادہ کیا کہ وہ اُس لڑکی سے تزویج کر لے جو بادشاہ اول سے تھی۔
بادشاہ نے کہا میں حضرت یحییٰؑ سے پوچھوں گا اگر وہ تجویز فرمائیں گے تو میں اُس سے نکاح

؎ خدا کی رحمتیں ان پر ہوں اور خدا کی لعنت اس پر ہو جس نے ان کو قتل کیا اور ان لوگوں پر جنھوں نے قتل میں ان کی مدد کی۔

کروں گا جب حضرت سے پوچھا آپ نے منع فرمایا تو اُس بوڑھی عورت نے اپنی لڑکی کو آراستہ کیا جس وقت کہ بادشاہ (نشہ میں) مست تھا اس کو بادشاہ کی نگاہوں میں جلوہ گر کیا اور اُس کو سکھا دیا کہ بادشاہ کو حضرت یحییٰؑ کے قتل پر آمادہ کرے۔ اس سبب سے حضرت یحییٰؑ کو بادشاہ نے شہید کیا۔

اور دوسری روایت میں منقول ہے کہ حضرت عیسیٰؑ نے حضرت یحییٰؑ کو بارہ حواریوں کے ساتھ بھیجا تاکہ لوگوں کو دین کے طریقے سکھائیں اور ان کو اپنی بہن کی لڑکی سے نکاح کرنے کو منع کریں۔ اُن کے بادشاہ کی بہن کی لڑکی تھی۔ جس کو بہت دوست رکھتا تھا اور اُس سے نکاح کرنا چاہتا تھا۔ جب یہ خبر اُس لڑکی کی ماں کو معلوم ہوئی کہ یحییٰؑ ایسے نکاح سے منع کرتے ہیں اپنی لڑکی کو خوب آراستہ کیا اور بادشاہ کو دکھایا۔ بادشاہ اُس پر فریفتہ ہوگیا اور اُس لڑکی سے پوچھا کیا حاجت رکھتی ہے اُس نے کہا میری حاجت یہ ہے کہ حضرت یحییٰؑ کو ذبح کر ڈالو۔ بادشاہ نے کہا دوسری کوئی حاجت بیان کر اُس نے کہا کوئی اور حاجت نہیں ہے۔ جب بہت اصرار کیا تو اُس ملعون نے حضرت یحییٰؑ کو طلب کیا اور آنحضرت کا سر طشت میں کاٹا اور اُس خون مطہر کا ایک قطرہ زمین پر گرا اور جوش میں آیا اور ہمیشہ جوش مارتا رہا یہاں تک کہ خدا نے بخت نصرؔ کو اُن پر مسلط کیا۔ تو ایک بہت بوڑھی عورت بنی اسرائیل میں سے اُس کے پاس آئی اور اُس خون کو دکھایا اور کہا یہ حضرت یحییٰؑ کا خون ہے کہ جس روز سے شہید ہوئے ہیں آج تک جوش مار رہا ہے۔ بخت نصر کے دل میں یہ بات آئی کہ اس خون کے عوض اتنے بنی اسرائیل کو قتل کروں کہ اس کا جوش مارنا بند ہو جائے تو ایک سال میں ستّر ہزار بنی اسرائیل کو قتل کیا۔ تب اُس کا اُبلنا بند ہوا۔

بسند معتبر حضرت صادقؑ سے منقول ہے کہ جب حق تعالیٰ چاہتا ہے کہ اپنے دوستوں کا انتقام لے تو اپنی مخلوق میں سے بدترین شخص کے ذریعہ انتقام لیتا ہے اور جب چاہتا ہے کہ اپنا انتقام لے تو اپنے دوستوں کے ذریعہ سے لیتا ہے۔ حضرت یحییٰؑ کا انتقام بخت نصرؔ کے ذریعہ سے لیا۔ [۱]

---

[۱] مولف کہتے ہیں کہ بہت سے حالات حضرت یحییٰؑ کے حضرت دانیالؑ اور بخت نصر کے حالات کے ذکر میں انشاء اللہ بیان کئے جائیں گے۔

باب ستائیسواں

حضرت مریمؑ مادر عیسٰیؑ کے حالات

خداوند عالم ارشاد فرماتا ہے۔ اِذْ قَالَتِ امْرَاَتُ عِمْرٰنَ رَبِّ اِنِّیْ نَذَرْتُ لَكَ مَا فِیْ بَطْنِیْ مُحَرَّرًا فَتَقَبَّلْ مِنِّیْ اِنَّكَ اَنْتَ السَّمِیْعُ الْعَلِیْمُ ﴿۳۵﴾ اس وقت کو یاد کرو جبکہ عمران کی زوجہ نے کہا جو حنہ حضرت عیسٰیؑ کی جدّہ (نانی) تھیں اور یہ عمران حضرت موسٰیؑ کے پدر عمران کے علاوہ تھے بلکہ یہ عمران ماثان کے صاحبزادے تھے اور حنہ کی بہن زکریاؑ کی بیوی تھیں ان کا نام ایشاع تھا اور یحییٰؑ و مریمؑ خالہ زاد بھائی بہن تھے۔ (زوجہ عمران نے کہا) خداوندا میں نے نذر مانی ہے کہ جو کچھ (لڑکا یا لڑکی) میرے شکم میں ہے میں اس کو بیت المقدس کی خدمت کے لئے وقف کردوں گی یا عبادت کے لئے مخصوص کردوں گی کہ محراب سے باہر نہ آئے۔ جیسا کہ علی بن ابراہیم نے روایت کی ہے بیشک تو سننے اور دیکھنے والا ہے۔ عیاشی نے بسند ہائے معتبر امام محمد باقرؑ سے روایت کی ہے کہ جب زن عمران نے نذر کی کہ جو کچھ شکم میں ہے اُس کو بیت المقدس کی خدمت کے لئے محرر کردوں گی اور محرر وہ ہوتا تھا جس کو مسجد اور اپنی عبادت گاہ کی خدمت کے لئے مقرر کر دیتے تھے کہ وہ کبھی باہر نہیں آتا تھا۔ فَلَمَّا وَضَعَتْهَا قَالَتْ رَبِّ اِنِّیْ وَضَعْتُهَآ اُنْثٰی ؕ وَاللّٰهُ اَعْلَمُ بِمَا وَضَعَتْ ؕ وَلَیْسَ الذَّكَرُ كَالْاُنْثٰی ۚ وَاِنِّیْ سَمَّیْتُهَا مَرْیَمَ وَاِنِّیْۤ اُعِیْذُهَا بِكَ وَذُرِّیَّتَهَا مِنَ الشَّیْطٰنِ الرَّجِیْمِ ﴿۳۶﴾ حضرت نے فرمایا کہ جب جناب مریمؑ حنہؑ سے پیدا ہوئیں (حنہ نے) کہا خداوندا یہ تو لڑکی ہے اور خدا تو سب سے زیادہ جانتا ہے کہ اس نے کیا جنا ہے اور مرد عورت کی طرح بیت المقدس کی خدمت اور عبادت کے لئے (مناسب) نہیں ہوتا۔ حضرت صادقؑ سے منقول ہے کہ (عورت مرد کے برابر نہیں ہوسکتی) اس لئے کہ عورت حائض ہوتی ہے (اور اس حالت میں) چاہیئے کہ وہ مسجد سے باہر چلی جائے اور محرر کو کسی وقت مسجد سے باہر نہ نکلنا چاہیئے۔ (اور حنہ نے کہا) میں نے اس کا نام مریمؑ رکھا یعنی عابدہ یا خادمہ (بیت خدا کی) اور اس کو اس کی ذریت کو شیطان رجیم (کے شر) سے خدا کی پناہ میں دیتی ہوں۔ فَتَقَبَّلَهَا رَبُّهَا

آیت ۳۵ سورۂ آل عمران پ ۳

آیت ۳۶ سورۂ آل عمران پ ۳

بِقَبُولٍ حَسَنٍ وَّ اَنْۢبَتَهَا نَبَاتًا حَسَنًا تو خدا نے مریمؑ کو بیت المقدس کی خدمت کے لئے برضا و رغبت قبول فرمایا اور اُن کی اچھی نشو و نما فرمائی بیان کیا جاتا ہے کہ وہ ایک روز میں اتنی بڑھتی اور بڑی ہوتی تھیں جتنا دوسرے لوگ سال میں بڑھتے ہیں اور ابن عباس بیان کرتے ہیں کہ وہ جب نو سال کی ہوگئیں روزہ و نماز، زہد اور ترک دنیا میں تمام عابدوں سے آگے بڑھ گئیں۔ وَّكَفَّلَهَا زَكَرِيَّا خدا نے ان کو حفاظت اور کفالت کے لئے زکریاؑ کے سپرد فرمایا۔ چنانچہ بیان کرتے ہیں کہ ان کی ماں ایک کپڑے میں لپیٹ کر مسجد میں علما و راہبوں اور بنی اسرائیل کے پیغمبروں کے پاس لائیں اور کہا لو یہ بیت المقدس کے نذر ہے۔ اور چونکہ مریمؑ ان کے امام اور صاحب قربانی کی بیٹی تھیں اس لئے لوگوں نے اُن کی کفالت کے بارے میں نزاع کی تو زکریاؑ نے کہا کہ میں اس کی کفالت کا زیادہ حقدار ہوں اس لئے کہ اُس کی خالہ میری زوجہ ہے علماء نے کہا کہ اگر اسی حق پہ فیصلہ ہے تو اس کی ماں سب سے زیادہ حقدار ہے لیکن ہم قرعہ ڈالتے ہیں جس کے نام قرعہ نکلے وہ اس کا کفیل ہو۔ وہ لوگ اُنتیس آدمی تھے۔ قرعہ ڈالا گیا یعنی وہ قلم جو فولاد کے تھے جن سے وہ لوگ توریت لکھا کرتے تھے پانی میں ڈالے گئے سب کے قلم ڈوب گئے زکریاؑ کا قلم پانی پر تیرتا رہا یا آب جاری (دریا) میں قلم ڈالے گئے اور زکریاؑ کا قلم پانی پر استادہ رہا۔ اس میں حرکت نہیں ہوئی۔ كُلَّمَا دَخَلَ عَلَيْهَا زَكَرِيَّا الْمِحْرَابَ ۙ وَجَدَ عِنْدَهَا رِزْقًا ۚ قَالَ يَا مَرْيَمُ اَنّٰى لَكِ هٰذَا ۖ قَالَتْ هُوَ مِنْ عِنْدِ اللّٰهِ ۖ اِنَّ اللّٰهَ يَرْزُقُ مَنْ يَّشَآءُ بِغَيْرِ حِسَابٍ ﴿۳۷﴾ جب زکریاؑ مریمؑ کے پاس جاتے اُن کے پاس (بے فصل کے) میوے دیکھتے اور پوچھتے کہ اے مریمؑ یہ کہاں سے آئے۔ وہ کہتی تھیں خدا کے پاس سے وہ جس کو چاہتا ہے بے حساب روزی دیتا ہے۔ بیان کرتے ہیں کہ وہ دودھ نہیں پیتی تھیں بلکہ اُن کی روزی ہمیشہ بہشت سے آتی تھی۔ حضرت امام محمد باقر علیہ السلام فرماتے ہیں کہ پیغمبروں نے قرعہ ڈالا۔ قرعہ زکریاؑ کے نام نکلا جو مریمؑ کی بہن کے شوہر تھے اور زکریاؑ ان کے متکفل اور محافظ قرار پائے اور مریمؑ کو مسجد میں لے گئے۔ جب وہ کچھ بڑی ہوگئیں پیغمبروں اور عبادت گذاروں کی خدمت کرنے لگیں جب اتنی بڑی ہوگئیں کہ دوسری عورتیں حائض ہو جاتی ہیں تو خدا نے زکریاؑ کو حکم دیا کہ ان کو مسجد میں پردہ عصمت کے اندر چھپا کر رکھیں کیونکہ وہ حسین ترین عورت تھیں جب نماز کے لئے کھڑی ہوتی تھیں تو ان کے نور سے محراب روشن ہو جاتی تھی جب زکریاؑ

حضرت مریمؑ کی کفالت

آیت ۳۷ سورۂ آل عمران

قرعہ اندازی برائے کفالت حضرت مریمؑ

ان کے پاس جاتے تھے تو گرمی کے میوے جاڑوں میں اور جاڑوں کے میوے گرمیوں میں دیکھتے اور پوچھتے یہ کہاں سے آئے وہ کہتیں خدا کی جانب سے۔ اُس وقت زکریّا نے اپنے لئے خدا سے فرزند کی دعا کی۔

بسند ہائے صحیح وحسن امام جعفر صادقؑ سے منقول ہے کہ خدا نے عمران کو وحی کی کہ میں تم کو ایک ایسا فرزند عطا کروں گا جو اندھوں کو آنکھیں دے گا۔ کوڑھی کو شفا بخشے گا اور مردہ کو خدا کے حکم سے زندہ کرے گا۔ میں اس کو بنی اسرائیل کی طرف اپنا رسول بنا کر بھیجوں گا۔ عمران نے اپنی زوجہ حنہ کو خوشخبری دی کہ خدا نے اس طرح وحی فرمائی ہے تو جب حنہ مریمؑ سے حاملہ ہوئیں اُن کو گمان ہوا کہ شکم میں لڑکا ہے جس کے بارے میں خدا نے عمران کو خوشخبری دی تھی اس لئے نذر کی کہ خداوندا یہ لڑکا جو میرے شکم میں ہے اس کو میں محرر کروں گی جب لڑکی ہوئی تو کہا خداوندا میں تو لڑکی جنی ہوں اور لڑکا لڑکی کے مثل نہیں ہوتا۔ لڑکی پیغمبر نہیں ہوسکتی جب خدا نے عیسےؑ مریمؑ کو عطا کیا وہ خوشخبری پوری ہوئی جو خدا نے عمران کو دی تھی (حضرت نے فرمایا کہ) اگر ہم اہلبیت میں سے کسی کے بارے میں کوئی خبر دیں اور وہ اس کے ساتھ عمل میں نہ آئے اس کے فرزند کے ساتھ ظاہر ہوگی یا اُس کے فرزند کے فرزند میں موجود ہوگی لہٰذا انکار مت کرنا۔

دوسری روایت میں منقول ہے کہ حضرت امام رضاؑ سے لوگوں نے پوچھا کہ اگر پیغمبران خدا کوئی خبر دیں تو کیا اُس کے خلاف عمل میں آسکتا ہے فرمایا ہاں خدا نے بنی اسرائیل کو حضرت موسیٰؑ کے زمانہ میں حکم دیا تھا کہ ارض مقدس میں داخل ہو کیونکہ داخل ہونا تمہارا مقدر کرچکا ہوں اور لکھ چکا ہوں۔ وہ لوگ داخل نہیں ہوئے بلکہ اُن کے فرزندوں کے فرزند داخل ہوئے (اسی طرح) عمران نے کہا تھا کہ خدا نے مجھ سے وعدہ فرمایا ہے کہ اس سال اس مہینے میں مجھے لڑکا عنایت فرمائے گا جو پیغمبر ہوگا اور کہیں چلے گئے جب جناب مریمؑ پیدا ہوئیں اور زکریّا ان کے کفیل ہوئے تو ایک گروہ کہنے لگا کہ خدا کے رسول (عمران) کا قول سچا ہے اور ایک کہتا تھا کہ انہوں نے جھوٹ وعدہ کیا۔ جب حضرت عیسیٰؑ پیدا ہوئے تو اُس گروہ نے کہا جو حضرت عمران کی تصدیق کرتا تھا کہ یہ ہے وہ وعدہ جو خدا نے عمران سے کیا تھا۔

دوسری حدیث صحیح سند کے ساتھ منقول ہے کہ لوگوں نے حضرت امام محمد باقرؑ سے پوچھا کہ عمران پیغمبر تھے فرمایا ہاں اپنی قوم کی طرف خدا کے بھیجے ہوئے پیغمبر

تھے۔ اور حنہ عمران کی اور حنانہ زکریاؑ کی بیوی دونوں بہنیں تھیں۔ حنہ سے مریمؑ پیدا ہوئیں اور حنانہ سے زکریاؑ کے فرزند یحییٰؑ پیدا ہوئے اور جناب مریمؑ سے حضرت عیسےٰؑ پیدا ہوئے۔ عیسےٰؑ یحییٰؑ کی خالہ کی دختر کے فرزند تھے۔ اور یحییٰؑ مریمؑ کی خالہ کے بیٹے تھے اور ماں کی خالہ بمنزلہ خالہ ہوتی ہے اس سبب سے عیسےٰؑ و یحییٰؑ خالہ زاد کہے جاتے تھے۔ [1]

چند معتبر سندوں کے ساتھ منقول ہے کہ اسمٰعیل جعفی نے امام محمد باقرؑ کی خدمت میں عرض کی کہ مغیرہ کہتے ہیں کہ حائض نماز کی قضا کرتی ہے اور روزہ کی قضا نہیں کرتی۔ (یعنی نماز قضا شدہ ادا کرتی ہے اور قضا شدہ روزے ادا نہیں کرتی) حضرت نے فرمایا ایسا کیوں کہتے ہیں خدا ان کو توفیق نیک نہ دے بیشک عمران کی زوجہ نے نذر کی تھی کہ جو اُن کے شکم میں ہے اُسے بیت المقدس کے لئے وقف کردیں گی اور جو وقف ہوجاتا تھا مسجد سے کبھی باہر نہ آتا تھا۔ جب مریمؑ پیدا ہوئیں تو وہ اُن کو مسجد میں لائیں اور ان کی کفالت کے لئے پیغمبروں نے قرعہ ڈالا حضرت زکریاؑ کے نام قرعہ نکلا اور وہ اُن کے متکفل ہوئے یہاں تک کہ وہ سن بلوغ کو پہنچیں اور (زمانہ حیض میں) مسجد سے باہر آئیں اگر ممکن ہوتا نماز کو قضا کرتیں اور کن دنوں وہ نماز کو قضا کرسکتی تھیں۔ حالانکہ ان کو ہمیشہ مسجد میں ہی رہنا تھا۔ [2]

---

[1] مولف فرماتے ہیں کہ ان حدیثوں میں کہ جو دلالت کرتی ہیں اس پر کہ مادر یحییٰؑ مریمؑ کی بہن تھیں اور اُن حدیثوں میں جن سے ظاہر ہوتا ہے کہ اُن کی خالہ تھیں موافقت پیدا کرنا مشکل ہے لیکن بڑی دور کی تاویلوں سے ممکن ہوسکتا ہے۔ شاید ان میں سے ایک تقیہ پر محمول ہو اگرچہ ہر دو قول عامہ کے درمیان موجود ہے اس بنا پر کہ ایک قول اُن زمانوں میں زیادہ مشہور رہا ہوگا۔ واللہ اعلم ۱۲

[2] مولف فرماتے ہیں کہ اس حدیث کا حل کرنا نہایت مشکل ہے۔ کتاب بحار الانوار میں چند وجہیں بیان کی ہیں ایک اشکال کی صورت تو یہ ہے جو حدیثوں میں وارد ہوئی ہے کہ پیغمبروں کی بیٹیوں کے لئے حیض و نفاس نہیں ہوتا۔ اور جناب فاطمہؑ کے حال میں اس کا ذکر کیا جائے گا۔ اور ممکن ہے یہ حدیث عامہ پر برسبیل الزام وارد ہوئی ہو اگرچہ بعض حدیثیں آئیں گی جو اس پر دلالت کرتی ہیں کہ ان کو حیض آتا تھا۔ خدا نے فرمایا ہے وَاِذْ قَالَتِ الْمَلٰٓئِكَةُ يٰمَرْيَمُ اِنَّ اللّٰهَ اصْطَفٰكِ وَطَهَّرَكِ وَاصْطَفٰكِ عَلٰى نِسَآءِ الْعٰلَمِيْنَ ﴿۴۲﴾ (آل عمران۔) یاد کرو وہ وقت جبکہ فرشتوں نے مریمؑ سے کہا کہ خدا نے تم کو عبادت و بندگی کے سبب یا ولادت حضرت عیسےٰؑ کے لئے معصیت، کفر، ناپسندیدہ اطوار (باقی ص۷۱۳ پر)

خدا فرماتا ہے۔ يَامَرْيَمُ اقْنُتِىْ لِرَبِّكِ وَاسْجُدِىْ وَارْكَعِىْ مَعَ الرّٰكِعِيْنَ ﴿۴۳﴾
اے مریم قنوت پڑھو یا عبادت کرو اور اپنے پروردگار کے لئے عبادت کو خالص قرار دو اور خاضع ہو اور سجدہ اور رکوع کرو رکوع (وسجود) کرنے والوں کے ساتھ۔

(بقیہ حاشیہ صفحہ ۷۱۲) اور خون حیض ونفاس واستحاضہ کی کثافتوں سے پاک ومطہر کیا اور عالم کی تمام عورتوں پر فضیلت دی۔ بسند معتبر حضرت امام محمد باقرؑ سے منقول ہے کہ خدا نے دو مرتبہ مریمؑ کے لئے طہارت و برگزیدگی کا ذکر فرمایا۔ پہلی برگزیدگی یہ کہ ان کو پیغمبروں کی نسل سے اختیار فرمایا (چن لیا) تاکہ ماں باپ کی طرف سے اُن کے متعلق زنا (زادی) ہونے کا شبہ بھی نہ رہے۔ اور دوسری برگزیدگی یہ کہ ان کو تمام دنیا کی عورتوں سے ممتاز فرمایا کہ بغیر کسی مرد کی قربت کے حضرت عیسٰیؑ ان کے بطن سے پیدا ہوئے۔ اور دوسری برگزیدگی کی تاویل یہ کہ اُن کا قصہ پیغمبرؐ آخر الزمان کے لئے تعظیماً ذکر فرمایا۔ اور احادیث معتبرہ میں ہے کہ اس سے مراد یہ ہے کہ اُن کو اپنے زمانہ کی تمام عورتوں پر فضیلت دی۔ اور بہترین زنان عالمیان حضرت فاطمۃ زہراؑ ہیں۔ چنانچہ بسند معتبر حضرت صادقؑ سے منقول ہے کہ حضرت فاطمہؑ کو اس لئے محدثہ کہتے ہیں کہ آسمان سے فرشتے نازل ہوکر اُن سے گفتگو کرتے تھے اور ان کو پکارتے تھے۔ جس طرح مریمؑ بنت عمران کو پکارا کرتے تھے اور کہتے تھے۔ يَا فَاطِمَةُ اِنَّ اللّٰهَ اصْطَفٰكِ وَطَهَّرَكِ وَاصْطَفٰكِ عَلٰى نِسَآءِ الْعَالَمِيْنَ يَا فَاطِمَةُ اقْنُتِىْ لِرَبِّكِ وَاسْجُدِىْ وَارْكَعِىْ مَعَ الرّٰكِعِيْنَ۔ اے فاطمہؑ بیشک خدا نے تم کو چن لیا اور پاک کیا اور اختیار کیا تمام عالم کی عورتوں پر۔ اے فاطمہؑ اپنے رب کے لئے عبادت کرو اور سجدہ کرو اور رکوع کرنے والوں کے ساتھ رکوع بجا لاؤ۔ جناب فاطمہؑ فرشتوں سے اور فرشتے جناب فاطمہؑ سے گفتگو کیا کرتے تھے۔ ایک رات جناب معصومہؑ نے فرشتوں سے پوچھا کیا بہترین زنانِ عالم مریمؑ دختر عمران ہیں۔ فرشتوں نے کہا مریمؑ اپنے زمانہ کی تمام عورتوں سے بہتر تھیں اور آپ کو خدا نے خود آپ کے زمانہ کی عورتوں پر اور مریمؑ کے زمانہ کی تمام عورتوں پر اور قیامت تک آنے والی تمام عورتوں پر فضیلت دی ہے۔ عامہ وخاصہ نے بطریق متعددہ ابن عباسؓ وغیرہ سے روایت کی ہے کہ ایک روز حضرت رسالت پناہؐ نے چار خطوط زمین پر کھینچے اور صحابہ سے پوچھا کہ جانتے ہو کہ میں نے یہ خطوط کیوں کھینچے ہیں صحابہ نے عرض کی خدا اور رسول بہتر جانتے ہیں۔ فرمایا کہ بہترین زنان بہشت چار ہیں۔ خدیجہؑ خویلد کی بیٹی۔ میری بیٹی فاطمہؑ۔ مریمؑ دختر عمران اور آسیہ دختر مزاحم فرعون ملعون کی زوجہ۔

بسند معتبر حضرت موسٰی بن جعفرؑ سے منقول ہے کہ حضرت رسولِ خدا نے فرمایا کہ خدا نے عالم کی عورتوں میں سے چار عورتوں کو اختیار کیا اور برگزیدہ کیا مریمؑ۔ آسیہ۔ خدیجہؑ اور فاطمہؑ کو ۱۲۔

ذٰلِكَ مِنْ اَنْۢبَآءِ الْغَيْبِ نُوْحِيْهِ اِلَيْكَ ؕ یہ غیب کی خبروں میں سے ہے جو ہم تمہاری طرف وحی کرتے ہیں، وَمَا كُنْتَ لَدَيْهِمْ اِذْ يُلْقُوْنَ اَقْلَامَهُمْ اَيُّهُمْ يَكْفُلُ مَرْيَمَ ص وَمَا كُنْتَ لَدَيْهِمْ اِذْ يَخْتَصِمُوْنَ ﴿۴۴﴾ (اے رسولؐ) تم اُس وقت موجود نہ تھے جبکہ وہ اپنے قلم سے قرعہ اندازی کر رہے تھے کہ کون مریم کا کفیل ہو اور جبکہ وہ باہم اس بارے میں منازعت کر رہے تھے۔

بسند معتبر امام محمد باقرؑ سے منقول ہے کہ قلموں کا (پانی میں یا دریا میں) ڈالنا مریمؑ کی کفالت کے لئے تھا کہ ان کے ماں باپ فوت ہو چکے ہیں اور وہ یتیم ہو گئی ہیں اور آخر میں جو خدا نے ان کے تنازع کا ذکر کیا ہے وہ حضرت عیسیٰؑ کی کفالت کے بارے میں تھا جبکہ وہ پیدا ہوئے۔ اور دوسری معتبر حدیث میں فرمایا کہ سب سے پہلے جس کے لئے قرعہ ڈالا گیا مریمؑ دختر عمران تھیں پھر حضرت نے اس آیت کو پڑھا اور فرمایا کہ قرعہ ڈالنے والے چھ اشخاص تھے۔ [۱]

قطب راوندی نے بسند معتبر امام جعفر صادقؑ سے روایت کی ہے کہ حضرت مریمؑ بدکاری سے حضرت عیسیٰؑ کی ولادت سے پانچ سو سال تک پہلے (بھی) اپنی حفاظت کرتی رہی تھیں اور سب سے پہلے مریمؑ کی کفالت کے لئے قرعہ ڈالا گیا جبکہ ان کی ماں نے نذر کیا تھا کہ جو کچھ ان کے شکم میں ہے ان کی عبادت گاہ کے لئے محرر قرار دیں گی۔ جب مریمؑ پیدا ہوئیں ان کو مسجد میں لائیں اور جب وہ کچھ ہشیار ہو گئیں عابدوں کی خدمت کرنے لگیں اور جب بالغ ہوئیں تو خدا نے زکریاؑ کو حکم دیا کہ مسجد میں ان کے لئے پردہ اور حجاب قائم کریں تاکہ عبادت کرنے والے مرد اُن کو نہ دیکھیں۔ سوائے زکریاؑ کے کوئی اُن کے پاس نہ جاتا تھا۔ وہ پانچ سو سال تک اپنے والد عمران کے بعد زندہ رہیں [۲]

فضیلت جناب فاطمہ زہرا صلوات اللہ علیہا

بسند ہائے معتبر عامہ و خاصہ کے طریقہ سے منقول ہے کہ جو کچھ سابقہ امتوں میں واقع ہوا ہے اس امت میں بھی واقع ہو گا چنانچہ مریمؑ کے لئے بہشت سے جو خدا کی نعمتیں نازل ہوئی تھیں حضرت فاطمہ زہراؑ کے لئے بہشت کی نعمتیں اور مائدہ نازل ہوا حتیٰ کہ صاحب کشاف و بیضاوی و نیشاپوری ان تمام مفسرین عامہ نے جو نہایت متعصب ہیں قصۂ نزول

---

[۱] مولف فرماتے ہیں کہ اس حدیث سے معلوم ہوتا ہے کہ چھ اشخاص نے کفالت مریمؑ کے متعلق نزاع کی تھی جو غیر مشہور ہے۔

[۲] مولف فرماتے ہیں کہ حضرت مریمؑ کی عمر کی یہ طویل مدت بالکل غریب اور تمام حدیثوں اور خبروں کے خلاف ہے۔ ۱۲

مائدہ کا ذکر کیا ہے۔

بسند ہائے معتبر حضرت امام محمد باقرؑ سے منقول ہے کہ ایک روز جناب امیرؑ نے حضرت فاطمہؑ سے کچھ کھانے کو مانگا معصومہؑ نے عرض کی کہ خدا کی قسم آج تین روز سے سوائے اس کے کچھ نہیں تھا جو آپ کے لئے میں نے حاضر کیا اور آپ کو اپنے اوپر ترجیح دی جناب امیرؑ نے فرمایا مجھے تم نے خبر نہ کی۔ جناب فاطمہؑ نے کہا پیغمبرؐ نے مجھے کسی چیز کی فرمائش کرنے سے منع فرما دیا ہے۔ غرض جناب امیرؑ گھر سے نکلے اور ایک شخص سے ایک دینار قرض لیا اور گھر کی طرف واپس ہوئے تا کہ کچھ انتظام کریں۔ راستہ میں حضرت مقدادؓ سے ملاقات ہوئی پوچھا (اس دوپہر کے وقت سخت گرمی اور دھوپ میں) گھر سے کس لئے نکلے مقدادؓ نے کہا بھوک کی شدت کے سبب سے حضرت نے فرمایا میں بھی اسی غرض سے گھر سے باہر نکلا ہوں اور ایک دینار فراہم کیا ہے لیکن تم لے جاؤ اور اصرار کر کے وہ دینا مقدادؓ کو دیدیا اور خالی ہاتھ گھر واپس آئے دیکھا کہ جناب رسولؐ خدا تشریف فرما ہیں اور جناب فاطمہؑ نماز پڑھ رہی ہیں اور ان کے درمیان میں کوئی چیز رکھی ہے جس پر خوان پوش ڈھکا ہوا ہے۔ جناب فاطمہؑ نماز سے فارغ ہوئیں تو اُس ظرف کو ان دونوں حضرات کی خدمت میں لائیں اور خوان پوش اُٹھایا تو دیکھا کہ وہ ایک پیالہ ہے جو گوشت اور گرم روٹی سے بھرا ہوا ہے اور بھاپ نکل رہی ہے پوچھا اے فاطمہؑ یہ کہاں سے لائیں۔ فاطمہؑ نے کہا یہ خدا کی جانب سے آیا ہے بیشک خدا جس کو چاہتا ہے بے حساب روزی دیتا ہے۔ پیغمبرؐ نے فرمایا کیا تم چاہتے ہو کہ میں تمہاری اور فاطمہؑ کی مثال بیان کروں۔ عرض کیا ہاں یا رسولؐ اللہ بیان فرمائیے۔ حضرت نے فرمایا تمہاری مثال زکریاؑ کی سی ہے کہ جب مریمؑ کے پاس محراب عبادت میں داخل ہوتے تھے ان کے پاس بے فصل کے میوے دیکھتے تو پوچھتے کہ یہ کہاں سے آئے تو وہ کہتی تھیں خدا کی جانب سے جیسا کہ تمہارے جواب میں فاطمہؑ نے کہا۔ غرض اُس کاسہ کے طعام سے ایک مہینے تک اہلبیت رسول کھاتے رہے اور وہ کم نہ ہوا۔ حضرت امام محمد باقرؑ نے فرمایا کہ وہ کاسہ ہمارے پاس ہے اور حضرت صاحب الامرؑ اس کو ظاہر کریں گے اور بہشت کے کھانے اس سے کھائیں گے احادیث بسیار اس بارے میں ہیں جو حضرت فاطمہؑ کے معجزات کے ذکر میں بیان ہوں گی۔ ۱۲

حدیث معتبر میں ابن عباس سے منقول ہے کہ ایک روز جناب رسالتمآبؐ نے اُن مظالم کی خبر دی جو حضرت کے بعد اہلبیتؑ پر گذرنے والے تھے جب جناب فاطمہؑ کے مصائب بیان کئے تو فرمایا کہ اس وقت حق تعالیٰ فرشتوں کو اُن کا مونس و غمخوار بنائے گا۔ کہ ان کو آواز دیں گے جس طرح مریمؑ بنت عمران کو ندا دیا کرتے تھے اور کہیں گے کہ اے فاطمہؑ بیشک خدا نے تم کو برگزیدہ کیا اور مطہر و معصوم بنایا ہے۔ اور تمام عالم کی عورتوں پر تم کو فضیلت دی ہے اے فاطمہؑ قنوت و خضوع اور اپنے پروردگار کی بندگی کرو اور سجدہ اور رکوع کرو رکوع کرنے والوں کے ساتھ۔ جب اُس دروازہ کے سبب سے جو عمر کے حکم سے اس کے شکم پر گرایا جائے گا اُس کا مرض سخت ہو گا تو خدا مریمؑ بنت عمران کو اُس کی تیمارداری کے لئے بھیجے گا جو اس شدت و تکلیف کے عالم میں اُس کی خدمت گذار اور مونس و ہمدرد ہوں گی۔

دوسری معتبر سند کے ساتھ منقول ہے کہ حضرت صادقؑ سے لوگوں نے پوچھا کہ فاطمہ زہراؑ کی میت کو کس نے غسل دیا فرمایا کہ امیرالمومنین علیہ السلام نے کیونکہ وہ صدیقہ و معصومہ تھیں اور سوائے معصوم کے کوئی اور اُن کو غسل نہیں دے سکتا تھا۔ شاید تم نہیں جانتے کہ مریمؑ کو سوائے عیسیٰؑ کے کسی نے غسل نہیں دیا تھا[1]

اٹھائیسواں باب

حضرت عیسیٰؑ ابن مریمؑ کے حالات

فصل اوّل حضرت عیسیٰؑ کی ولادت کا بیان

خداوندعالم ارشاد فرماتا ہے۔ اِذْ قَالَتِ الْمَلٰٓئِكَةُ يَا مَرْيَمُ اِنَّ اللّٰهَ يُبَشِّرُكِ بِكَلِمَةٍ مِّنْهُ ۖ اسْمُهُ الْمَسِيحُ عِيسَى ابْنُ مَرْيَمَ وَجِيهًا

[1] مولف فرماتے ہیں کہ حضرت مریمؑ کے تمام اور حالات اور واقعات حضرت عیسیٰؑ کے حالات میں انشاء اللہ ذکر کئے جائیں گے۔ ۱۲

فِی الدُّنْیَا وَالْاٰخِرَةِ وَمِنَ الْمُقَرَّبِیْنَ ﴿۴۵﴾ وہ وقت یاد کرو جبکہ فرشتوں نے کہا اے مریمؑ بیشک خدا تم کو اپنی جانب سے ایک کلمہ کی خوشخبری دیتا ہے جو عیسیٰؑ بن مریمؑ ہیں۔ جو روشناس اور دنیا و آخرت میں صاحب قدر و منزلت ہوں گے اور وہ خدا کے مقرب ہیں۔ عیسیٰؑ کو کلمہ اس لئے کہتے ہیں کہ وہ لفظ کن سے بغیر باپ کے پیدا ہوئے یا اس لئے کہ اُن کی خوشخبری پیغمبران سابقہ نے دی یا اس وجہ سے کہ اُن کے کلام سے خداوند عالم نے لوگوں کی ہدایت فرمائی اور مسیح اس واسطے کہتے ہیں کہ وہ خدا کی جانب سے برکت و میمنت اور گناہوں کی پاکی سے مسح کئے ہوئے تھے۔ یا اس سبب سے کہ ولادت کے بعد روغن زیت سے مسح کئے گئے تھے یا اس وجہ سے کہ جبریلؑ نے اپنے پروں کو حضرت کے جسم پر بعد ولادت ملا تھا تاکہ ان کے لئے تعویذ ہو اور شر شیطان سے محفوظ رہیں یا اس وجہ سے کہ وہ ہاتھ اپنے سر پر پھیرا کرتے تھے یا اس لئے کہ ان کے مس کرنے سے اندھے آنکھ والے بن جاتے تھے اور بیماروں کو شفا ہوتی تھی۔ بیان کرتے ہیں کہ زبان عبری میں مسیحا تھا جو عربی میں مسیح ہو گیا۔ وَیُکَلِّمُ النَّاسَ فِی الْمَهْدِ وَکَهْلًا وَّمِنَ الصّٰلِحِیْنَ ﴿۴۶﴾ اور وہ لوگوں سے گہوارہ میں زمانہ شیر خوارگی میں کلام کرتے تھے اور پیری میں بھی (جیسے لوگ کلام کرتے ہیں) اور وہ صالحین میں سے تھے قَالَتْ رَبِّ اَنّٰی یَکُوْنُ لِیْ وَلَدٌ وَّلَمْ یَمْسَسْنِیْ بَشَرٌ ؕ مریمؑ نے کہا خداوندا مجھے لڑکا کیونکر ہو گا حالانکہ مجھے کسی مرد نے چھوا تک نہیں قَالَ کَذٰلِكِ اللّٰهُ یَخْلُقُ مَا یَشَآءُ ؕ اِذَا قَضٰۤی اَمْرًا فَاِنَّمَا یَقُوْلُ لَهٗ کُنْ فَیَکُوْنُ ﴿۴۷﴾ فرشتے نے کہا خدا یونہی جو چاہتا ہے پیدا کرتا ہے جب اُس نے کسی شے کو مقدر کرنا چاہا تو کہہ دیا ہو جا بس وہ ہو جاتی ہے وَیُعَلِّمُهُ الْکِتٰبَ وَالْحِکْمَةَ وَالتَّوْرٰىةَ وَالْاِنْجِیْلَ ﴿۴۸﴾ اور اس کو تعلیم کرے گا کتاب و حکمت کی اور توریت و انجیل کی وَرَسُوْلًا اِلٰی بَنِیْۤ اِسْرَآءِیْلَ ۙ اَنِّیْ قَدْ جِئْتُکُمْ بِاٰیَةٍ مِّنْ رَّبِّکُمْ ۙ اور وہ بنی اسرائیل کی طرف رسول ہو گا اور اُن سے کہے گا کہ میں تمہاری طرف آیات اور چند معجزات کے ساتھ خدا کی جانب سے آیا ہوں۔ اَنِّیْۤ اَخْلُقُ لَکُمْ مِّنَ الطِّیْنِ کَهَیْـَٔةِ الطَّیْرِ فَاَنْفُخُ فِیْهِ فَیَکُوْنُ طَیْرًۢا بِاِذْنِ اللّٰهِ ۚ میں مٹی سے طائر کی شکل بنا کر اُس میں پھونکتا ہوں تو وہ خدا کے حکم سے پرندہ بن جاتا ہے (اور اُڑنے لگتا ہے) وَاُبْرِئُ الْاَکْمَهَ وَالْاَبْرَصَ وَاُحْیِ الْمَوْتٰی بِاِذْنِ اللّٰهِ ۚ اور خدا

آیت ۴۵ تا ۴۹ سورہ آل عمران پ ۳

کے حکم سے مادرزاد اندھے اور مبروص کو شفا دیتا ہوں اور مُردہ کو زندہ کرتا ہوں۔ وَ اُنَبِّئُكُمْ بِمَا تَاْكُلُوْنَ وَ مَا تَدَّخِرُوْنَ فِیْ بُیُوْتِكُمْؕ اِنَّ فِیْ ذٰلِكَ لَاٰیَةً لَّكُمْ اِنْ كُنْتُمْ مُّؤْمِنِیْنَ ﴿۴۹﴾ اور جو کچھ تم کھاتے ہو اور جو کچھ اپنے گھروں میں جمع کرتے ہو سب بتا دیتا ہوں۔ بیشک اس میں تمہارے لئے میری حقیقت پر حجت کی دلیلیں اور علامتیں ہیں اگر تم ایمان رکھتے ہو۔ وَ مُصَدِّقًا لِّمَا بَیْنَ یَدَیَّ مِنَ التَّوْرٰىةِ وَ لِاُحِلَّ لَكُمْ بَعْضَ الَّذِیْ حُرِّمَ عَلَیْكُمْ وَ جِئْتُكُمْ بِاٰیَةٍ مِّنْ رَّبِّكُمْ فَاتَّقُوا اللّٰهَ وَ اَطِیْعُوْنِ ﴿۵۰﴾ اِنَّ اللّٰهَ رَبِّیْ وَ رَبُّكُمْ فَاعْبُدُوْهُؕ هٰذَا صِرَاطٌ مُّسْتَقِیْمٌ ﴿۵۱﴾ اور میں تصدیق کرنے والا ہوں اُس کا جو مجھ سے پہلے نازل ہو چکا ہے اور وہ توریت ہے اور مبعوث ہوا ہوں تاکہ تمہارے لئے ان چیزوں کو حلال کر دوں جو تم پر شریعت موسیٰؑ میں حرام ہو چکی ہیں اور میں تمہارے لئے خدا کی جانب سے معجزے لایا ہوں۔ خدا کے عذاب سے ڈرو۔ اور پرہیز کرو اور میری اطاعت کرو بیشک خدا میرا اور تمہارا پروردگار ہے۔ تو اسی کی عبادت کرو یہی سیدھا راستہ ہے۔ اور دوسرے مقام پر فرمایا ہے۔ کہ اِنَّ مَثَلَ عِیْسٰى عِنْدَ اللّٰهِ كَمَثَلِ اٰدَمَؕ خَلَقَهٗ مِنْ تُرَابٍ ثُمَّ قَالَ لَهٗ كُنْ فَیَكُوْنُ ﴿۵۹﴾ بیشک عیسیٰؑ کی مثال خدا کے نزدیک بے باپ کے پیدا ہونے میں آدم کی مثال ہے کہ خدا نے ان کو مٹی سے پیدا کیا اور کہا ہو جاؤ تو وہ خلق ہو گئے اور زندہ ہو گئے۔ ایک مقام پر ارشاد ہے وَ اذْكُرْ فِی الْكِتٰبِ مَرْیَمَ اِذِ انْتَبَذَتْ مِنْ اَهْلِهَا مَكَانًا شَرْقِیًّا ﴿۱۶﴾ اور قرآن میں مریمؑ کو یاد کرو جبکہ اپنے ساتھ والوں سے الگ ہو کر تنہائی میں آئیں اور خلوت میں مشرق کی طرف ایک مقام میں پہنچیں۔ علی بن ابراہیم نے روایت کی ہے کہ درخت خرمائے خشک کے پاس گئیں اور مفسروں نے کہا کہ وہ بیت المقدس یا اپنے مکان کے شرقی جانب پہنچیں اور عبادت کے لئے خلوت اختیار کی یا اپنے بدن کو دھونے اور نہانے گئیں۔ فَاتَّخَذَتْ مِنْ دُوْنِهِمْ حِجَابًا٘ۚ تو ایک حجاب و پردہ اپنے اور اپنے اہل خانہ کے درمیان قائم کیا تاکہ کوئی ان کو نہ دیکھے۔ علی بن ابراہیم نے کہا ہے حضرت مریمؑ نے اپنے محراب عبادت میں خلوت اختیار کی۔ فَاَرْسَلْنَاۤ اِلَیْهَا رُوْحَنَا فَتَمَثَّلَ لَهَا بَشَرًا سَوِیًّا ﴿۱۷﴾ تو ہم نے اُن کی طرف اپنی روح یعنی جبریلؑ کو بھیجا جو روحانیوں میں سے ہیں تو اُن کے سامنے ایک مکمل انسان کی صورت میں ظاہر ہوئے

آل عمران آیت ۵۹

سورہ مریمؑ آیت ۱۶ تا ۱۷ پ ۱۶

بیان کرتے ہیں کہ جب حضرت مریمؑ حائض[۱] ہوتی تھیں مسجد سے باہر چلی جاتی تھیں۔ اور اپنی خالہ زوجہ زکریاؑ کے پاس رہتی تھیں اور جب پاک ہو جاتی تھیں تو مسجد میں جا کر قیام کرتیں۔ ایک روز زکریاؑ کے گھر میں جبکہ دھوپ نکلی ہوئی تھی پردہ لٹکا کر غسل کر رہی تھیں کہ جبرئیلؑ ایک انسان کی صورت میں ان کے پاس ظاہر ہوئے۔ قَالَتْ اِنِّیْٓ اَعُوْذُ بِالرَّحْمٰنِ مِنْكَ اِنْ كُنْتَ تَقِيًّا ﴿۱۸﴾ مریمؑ نے کہا اگر تم خدا سے ڈرتے ہو تو میں تمہارے شر سے خدا کی پناہ چاہتی میرے پاس سے چلے جاؤ قَالَ اِنَّمَآ اَنَا رَسُوْلُ رَبِّكِ ۖ لِاَهَبَ لَكِ غُلٰمًا زَكِيًّا ﴿۱۹﴾ جبرئیلؑ نے کہا میں تمہارے پروردگار کی جانب سے بھیجا ہوا آیا ہوں کہ تمہیں ایک لڑکے کی خوشخبری دوں جو گناہوں سے پاک اور علم و کمال میں بڑھنے والا ہوگا۔ قَالَتْ اَنّٰى يَكُوْنُ لِيْ غُلٰمٌ وَّلَمْ يَمْسَسْنِيْ بَشَرٌ وَّلَمْ اَكُ بَغِيًّا ﴿۲۰﴾ مریمؑ نے کہا مجھ کو لڑکا کیونکر ہوگا حالانکہ کسی بشر نے مجھے چھوا تک نہیں اور نہ میں بدکار ہوں۔ قَالَ كَذٰلِكِ ۚ قَالَ رَبُّكِ هُوَ عَلَيَّ هَيِّنٌ ۚ وَلِنَجْعَلَهٗٓ اٰيَةً لِّلنَّاسِ وَرَحْمَةً مِّنَّا ۚ وَكَانَ اَمْرًا مَّقْضِيًّا ﴿۲۱﴾ جبرئیلؑ نے کہا تمہارے پروردگار نے ایسا ہی فرمایا ہے کہ یہ مجھ پر آسان ہے اور یہ میں اس لئے کرتا ہوں تاکہ میرے کمال قدرت کی ایک نشانی اور لوگوں کے لئے حجت اور میری جانب سے رحمت کا سبب بنے اور اس فرزند کا اس طرح پیدا ہونا مقدر ہو چکا ہے کہ اس کے خلاف نہ ہوگا۔ علی ابن ابراہیم نے روایت کی ہے کہ جبرئیلؑ نے مریمؑ کے گریبان میں پھونک ماری اور ایک ہوا آپ کے پیٹ میں پہنچائی۔ جس سے وہ اُسی شب حضرت عیسیٰؑ سے حاملہ ہوئیں اور صبح کو ان کا وضع حمل ہوا جس کی مدّت نو گھنٹے تھی کہ جس کو دوسری عورتوں کے مدت حمل نو ماہ کے برابر مقرر فرمائی۔ حضرت امام محمد باقرؑ سے منقول ہے کہ جبرئیلؑ نے مریمؑ کا کرتا پکڑ کے اُس میں پھونکا تو عیسیٰؑ اُسی وقت اُن کے رحم میں کامل ہو گئے جس طرح لڑکے ماں کے پیٹ میں نو مہینے میں کامل ہوتے ہیں تو وہ غسلخانہ سے باہر آئیں اُس حاملہ عورت کی طرح جس کا زمانہ حمل مکمل ہو چکا ہوتا ہے اور لڑکا پیدا ہونے کے قریب ہوتا ہے۔ جب ان کی خالہ کی نگاہ اُن پر پڑی تعجب ہوا اور مریمؑ شرم سے اپنی خالہ و زکریاؑ سے علیحدہ ہو گئیں۔ جیسا کہ خداوند عالم فرماتا ہے۔ فَحَمَلَتْهُ فَانْتَبَذَتْ بِهٖ مَكَانًا قَصِيًّا ﴿۲۲﴾ وہ حضرت سے حاملہ ہوئیں اور تنہائی و عزلت اختیار کی یا لوگوں سے بہت دور

[۱] حائض ہونے کی تردید اس سے پہلے مؤلف علیہ الرحمہ فرما چکے ہیں۔ دیکھو حاشیہ ص۷۱۲ نمبر ۲ (مترجم) ۱۲

ایک مقام پر چلی گئیں۔ حدیث معتبر میں حضرت صادقؑ سے منقول ہے کہ جو فرزند چھ مہینے حمل کی مدت میں پیدا ہوتا ہے زندہ نہیں رہتا لیکن حضرت عیسٰیؑ اور حضرت امام حسینؑ زندہ رہے کہ ہر ایک چھ مہینے میں پیدا ہوئے [۱]

فَاَجَآءَهَا الْمَخَاضُ اِلٰى جِذْعِ النَّخْلَةِ ۚ قَالَتْ يٰلَيْتَنِىْ مِتُّ قَبْلَ هٰذَا وَكُنْتُ نَسْيًا مَّنْسِيًّا ﴿۲۳﴾ پھر ان کو وضع حمل کا درد درخت خرما کے نزدیک لایا اور جب حضرت عیسٰیؑ پیدا ہوئے تو کہا کاش میں اس سے پہلے مرگئی ہوتی اور میرا نام لوگوں کو بھول گیا ہوتا۔ مرگ کی تمنا اس لئے کی کہ لوگ ان کی نسبت برا گمان کریں گے۔

حضرت صادقؑ سے منقول ہے کہ موت کی آرزو اس لئے کی کہ کوئی نیک صاحب عقل قوم میں ان کو برائی سے نسبت نہ دیتا اور علی بن ابراہیم نے روایت کی ہے کہ جب مریمؑ درد زہ کی وجہ سے باہر نکلیں تاکہ کسی مقام پر پناہ لیں۔ وہ بنی اسرائیل کے بازار کا دن تھا اور اُن کا اژدہام تھا حضرت مریمؑ جولاہوں کی طرف سے گذریں اُس زمانہ میں جولاہی شریف ترین پیشہ تھا۔ وہ جولاہے نیلے خچروں پر سوار تھے۔ مریمؑ نے ان سے پوچھا خرما کا خشک درخت کہاں ہے ان لوگوں نے اُن سے مذاق کیا اور جھڑک دیا تو مریمؑ نے بددعا کی کہ خدا تمہارے پیشہ کو ذلیل کرے اور تم کو لوگوں کے درمیان خوار بنا دے۔ پھر سوداگروں کی ایک جماعت دیکھی اور اُن سے درخت کا پتہ پوچھا اُن لوگوں نے پتہ بتا دیا۔ فرمایا کہ خدا تمہارے پیشے میں برکت دے اور لوگوں کو تمہارا محتاج قرار دے غرض جب درخت کے قریب پہنچیں حضرت عیسٰیؑ کی ولادت ہوئی جب اُن کی نظر حضرت عیسٰیؑ پر پڑی کہا کاش میں اس کے قبل ہی مرگئی ہوتی اور یہ دن نہ دیکھتی۔ میں اپنی خالہ سے کیا کہوں گی اور بنی اسرائیل کو کیا جواب دوں گی۔ فَنَادٰىهَا مِنْ تَحْتِهَآ اَلَّا تَحْزَنِىْ قَدْ جَعَلَ رَبُّكِ تَحْتَكِ سَرِيًّا ﴿۲۴﴾ تو عیسٰیؑ نے نیچے سے آواز دی یا جبرئیلؑ

جولاہوں کو حضرت مریمؑ کا بددعا دینا جس سے وہ ذلیل و خوار ہیں اور تاجروں کے لئے دعا جس سے وہ دولت مند ہیں۔

---

[۱] مولف فرماتے ہیں کہ حدیث میں بجائے عیسٰیؑ کے احتمال ہے کہ یحییٰؑ واقع ہوا ہو اور راویوں کو عیسٰیؑ کا شبہ ہوگیا ہو یا یہ کہ ہم کہتے ہیں کہ مادہ ولادت عیسٰیؑ کی ابتدا چھ ماہ پہلے سے رحم کے اندر بقدرت خدا ہوئی ہو اور حضرت جبرئیلؑ کے پھونکنے سے جبکہ روح اس مادہ میں پہنچائی گئی۔ حمل ولادت سے نو گھڑی پہلے ظاہر ہوا ہو اور یہ بھی احتمال ہے کہ ایک حدیث تقیہ کی بنا پر ہو۔ ۱۲

نے مریمؑ کو ٹیلے کے نیچے سے پکارا کہ غم نہ کرو تمہارے پروردگار نے ایک نہر یا ایک شریف یعنی عیسیٰؑ کو بزرگ قرار دیا ہے۔ امام محمد باقرؑ سے منقول ہے کہ وہ نہر (جہاں حضرت عیسیٰؑ پیدا ہوئے تھے) سالہا سال سے خشک پڑی تھی اُس وقت خدا نے اُس میں پانی جاری کر دیا۔ وَهُزِّىٓ اِلَيْكِ بِجِذْعِ النَّخْلَةِ تُسٰقِطْ عَلَيْكِ رُطَبًا جَنِيًّا ﴿۲۵﴾ (خدا نے فرمایا اے مریمؑ) درخت کے تنہ کو ہلاؤ اور تازہ رطب گراؤ (اور کھاؤ) امام محمد باقر علیہ السلام سے منقول ہے کہ بچہ پیدا ہونے کے فوراً بعد زچہ کے لئے کوئی چیز رطب سے زیادہ مفید نہیں ہوتی کیونکہ خدا نے اس کو مریمؑ کی غذا وضع حمل کے بعد قرار دی تھی اور حضرت نے فرمایا کہ وہ درخت خشک تھا اُس میں پھل نہیں تھے کیونکہ اگر وہ پھل دار ہوتا تو ضرورت نہ تھی کہ مریمؑ کو حکم دیتا کہ درخت کو ہلاؤ بلکہ مریمؑ کی خود خواہش ہوتی اور جاڑے کا موسم تھا جبکہ پھل کسی درخت میں نہیں ہوتا تو خدا نے اُن کے معجزے کے ظاہر کرنے کے لئے اُسی وقت درخت میں پتیاں پیدا کیں اور پھل لگا دیئے۔

ابن عباس سے روایت ہے کہ جب مریمؑ کو دردِ زہ عارض ہوا اور وہ بے چین ہو کر باہر نکلیں اور ایک ٹیلے کے پاس آئیں۔ اور ٹیلے کے اوپر پہنچیں تو ایک درخت خرما کے تنہ کو دیکھا جو خشک تھا نہ اُس میں شاخیں تھیں نہ پتیاں۔ اُسی درخت کے نیچے آپ بیٹھ گئیں اور حضرت عیسیٰؑ کی ولادت ہوئی مریمؑ نے اپنی موت کی تمنا کی تو جبریلؑ نے ٹیلے کے نیچے سے آواز دی کہ ڈرو نہیں اور غم نہ کرو کہ خدا نے پانی تمہارے لئے نہر میں جاری کر دیا تاکہ پیو اور اپنے تئیں غسل کر کے پاک کرو اور درخت کو ہلاؤ تو تازہ رطب اُس میں سے گرے گا۔ فَكُلِىْ وَاشْرَبِىْ وَقَرِّىْ عَيْنًا ۚ فَاِمَّا تَرَيِنَّ مِنَ الْبَشَرِ اَحَدًا ۙ فَقُوْلِىٓ اِنِّىْ نَذَرْتُ لِلرَّحْمٰنِ صَوْمًا فَلَنْ اُكَلِّمَ الْيَوْمَ اِنْسِيًّا ۚ ﴿۲۶﴾ اور اے مریم خرمے کھاؤ اور پانی پیو تمہاری آنکھیں ٹھنڈی رہیں تم خوش رہو اگر کسی شخص سے ملاقات ہو تو (اشارہ سے) کہہ دو کہ میں نے اپنے مہربان خدا کے لئے روزہ کی نذر کی ہے اور آج کسی سے بات نہ کروں گی ممکن ہے کہ اتنی بات کہنے کی اجازت رہی ہو یا یہ بات اشارہ سے سمجھا دیں ان کی شریعت میں روزہ خدا کی یاد اور ذکر کے سوا کسی سے کلام کرنے میں خاموش رہنا تھا یا یہ کہ یہ بھی روزہ ہی میں داخل تھا اور یہ باتیں حضرت عیسٰےؑ نے فرمائی تھیں چنانچہ علی بن ابراہیم نے روایت کی ہے کہ جب مریمؑ عیسٰےؑ کی ولادت

کے بعد محزون و مغموم ہوئیں اور موت کی تمنا کی حضرت عیسٰیؑ اُن کے پیروں کے پاس سے گویا ہوئے کہ مغموم و محزون نہ ہوجئے (جیسا کہ اوپر ذکر ہوا) اور ہاتھ جب مریمؑ نے درخت کی جانب بڑھایا اُس وقت رطب تازہ جو اُس میں پھلے ہوئے تھے ہاتھ میں آگئے۔ ان معجزات کو دیکھ کر وہ خوش ہوئیں پھر عیسٰیؑ نے اُن سے کہا کہ مجھ کو کپڑے میں لپیٹ کر لے لیجئے اور جو کچھ اس وقت ضرورت تھی سب بتایا اور کہا کہ کسی سے ملاقات ہو تو یوں کلام کیجئے کہ میں نے روزہ رکھا ہے (وغیرہ وغیرہ جیسا کہ مذکور ہوا)۔

بسند ہائے معتبر حضرت امام جعفر صادقؑ سے منقول ہے کہ روزہ (ترک) غذا و آب ہی سے نہیں ہوتا۔ کیا تم کو نہیں معلوم کہ مریمؑ نے کہا تھا کہ میں نے روزہ کی منت کی ہے یعنی یاد اور ذکر خدا کے علاوہ خاموش رہنے کی منت مانی ہے۔ اور معتبرہ حدیثوں میں منقول ہے کہ وہ درخت خرما جس میں سے مریمؑ نے خرما کھایا تھا خرمائے عجوہ تھا جو خرما کی قسموں میں سب سے بہتر قسم ہوتی ہے۔

ابن بابویہ نے وہب ابن منبہ سے روایت کی ہے کہ جب مریمؑ درخت خرما کے پاس پہنچیں سردی اُن پر غالب ہوئی تو یوسف نجّار نے لکڑیاں اُن کے گرد حظیرہ کے مانند جمع کیا اور اُس میں آگ روشن کردی اور مریمؑ کو گرمی پہنچی (اُن کی سردی دور ہوگئی) اور سات عدد اخروٹ خرجی میں تھے ان کو دیا۔ انہوں نے کہا اسی سبب سے عیسائی حضرت عیسٰیؑ کی ولادت کی شب آگ روشن کرتے ہیں اور اخروٹوں سے کھیلتے ہیں۔ فَاَتَتْ بِهٖ قَوْمَهَا تَحْمِلُهٗ ۭ قَالُوْا يٰمَرْيَمُ لَقَدْ جِئْتِ شَيْـــــًٔا فَرِيًّا ﴿۲۷﴾ پھر مریمؑ عیسٰیؑ کو لے کر قوم کے پاس آئیں تو لوگوں نے کہا اے مریمؑ عجیب بات ہے کہ بے شوہر کے بچّہ لائی ہو (بدکاری کا تم نے ارتکاب کیا ہے) يٰٓاُخْتَ هٰرُوْنَ مَا كَانَ اَبُوْكِ امْرَاَ سَوْءٍ وَّمَا كَانَتْ اُمُّكِ بَغِيًّا ﴿۲۸﴾ۖ اے ہارونؑ کی بہن نہ تو تمہارا باپ بدکار تھا نہ تمہاری ماں۔ علی بن ابراہیم نے روایت کی ہے کہ جب لوگوں نے مریمؑ کو محراب عبادت میں نہ دیکھا ان کی تلاش میں نکلے اور زکریاؑ بھی ان کی جستجو میں مشغول ہوئے دیکھا کہ مریمؑ آرہی ہیں اور عیسٰیؑ کو اپنے سینہ سے لگائے ہوئے ہیں تو بنی اسرائیل کی عورتیں ان کے پاس جمع ہوئیں اور طعن و طنز کرنے لگیں اور اُن کے منہ پر تھوکنے لگیں۔ مریمؑ مطلق اُن کی طرف متوجہ نہ ہوئیں۔ اور محراب عبادت میں داخل ہوئیں۔ زکریاؑ اور بنی اسرائیل

سورہ مریم

کے لوگ ان کے پاس آئے اور کہا اے مریمؑ تو نے بُرا کام کیا یہ کیا بلا اور ننگ کی بات ہے جو بنی اسرائیل پر تو نے ظاہر کیا اور طعن کے ساتھ ان کو ہارون کی بہن سے نسبت دی۔ ہارون مرد فاسق اور زنا کار تھا جو بدکاری میں مشہور و معروف تھا بعض لوگ کہتے ہیں کہ ہارون بہت نیک شخص تھا ایسا کہ جس کی تعریف لوگ کرتے تو اس سے نسبت دیتے۔ بعض کا قول ہے کہ ہارون حضرت مریمؑ کے ماموں تھے۔

حضرت امام محمد باقرؑ سے منقول ہے کہ ستر عورتوں نے حضرت مریمؑ پر بہتان لگایا اور کہا۔ لَقَدْ جِئْتِ شَيْئًا فَرِيًّا۔ خدا نے حضرت عیسیٰؑ کو گویا کیا۔ حضرت نے ان عورتوں سے خطاب فرمایا کہ وائے ہو تم پر کہ میری ماں پر افترا کرتی ہو میں خدا کا بندہ ہوں اُس نے مجھے پیغمبر بنایا ہے اور کتاب عطا کی ہے۔ خدا کی قسم میں تم پر حد جاری کروں گا کہ تم نے میری ماں کو بدی سے نسبت دی ہے اور پیغمبر ہونے کے بعد اُن پر حد جاری کی۔ فَأَشَارَتْ إِلَيْهِ قَالُوا كَيْفَ نُكَلِّمُ مَن كَانَ فِي الْمَهْدِ صَبِيًّا ﴿٢٩﴾ غرضکہ جب مریمؑ نے ان کی یہ باتیں سنیں تو اُن کو کچھ جواب نہ دیا بلکہ حضرت عیسیٰؑ کی طرف اشارا کیا تو وہ کہنے لگیں کہ ہم اس بچہ سے کیونکر بات کریں جو گہوارہ میں ہے اور شیرخوار بچہ ہے قَالَ إِنِّي عَبْدُ اللَّهِ آتَانِيَ الْكِتَابَ وَجَعَلَنِي نَبِيًّا ﴿٣٠﴾ حضرت عیسیٰؑ بحکم خدا گویا ہوئے اور کہا کہ میں خدا کا بندہ ہوں اور اُس نے مجھے کتاب عطا کی ہے اور نبی بنایا ہے وَجَعَلَنِي مُبَارَكًا أَيْنَ مَا كُنتُ اور میں جہاں بھی ہونگا خدا نے مجھے با برکت بنایا ہے حضرت صادقؑ سے منقول ہے کہ مجھے صاحب نفع قرار دیا ہے کہ علم و کمال اور بیماروں کو شفا اور ظاہر و باطن مُردوں کو زندہ کرنے کی وجہ سے جہاں بھی ہوں گا مجھے خلق کو نفع ہو گا۔ وَأَوْصَانِي بِالصَّلَاةِ وَالزَّكَاةِ مَا دُمْتُ حَيًّا ﴿٣١﴾ اور مجھے نماز پڑھنے اور زکوٰۃ دینے اور لوگوں کو اسی کا حکم دینے کی وصیت کی ہے جب تک میں زندہ رہوں وَبَرًّا بِوَالِدَتِي وَلَمْ يَجْعَلْنِي جَبَّارًا شَقِيًّا ﴿٣٢﴾ اور مجھے اپنی ماں کے لئے نیک گردانا ہے۔ اور جبّار و شقی اور ماں کی جانب سے عاق ہونے کی بدبختی سے محفوظ رکھا ہے۔

وَالسَّلَامُ عَلَيَّ يَوْمَ وُلِدتُّ وَيَوْمَ أَمُوتُ وَيَوْمَ أُبْعَثُ حَيًّا ﴿٣٣﴾ اور مجھ پر خدا کی جانب سے سلامتی یا سلام ہے جس روز کہ میں پیدا ہوا اور جس روز مروں گا اور جس روز قیامت میں مرنے کے بعد زندہ ہوں گا۔ جب یہ معجزہ

ظاہر ہوا اور حضرت عیسیٰؑ نے یہ باتیں کیں لوگوں نے سمجھا کہ مریم اُن باتوں سے بری ہیں جو ان کی نسبت خیال کی گئی تھیں۔ اور یہ قدرت خدا کی نشانیوں میں سے ہے جو ظاہر ہوئیں۔

حضرت امام محمد باقرؑ سے منقول ہے کہ جب حق تعالیٰ نے مریمؑ کو حضرت عیسیٰؑ کی بشارت دی ایک روز حضرت مریمؑ محراب عبادت میں بیٹھی تھیں کہ جبریلؑ مرد کی صورت میں نازل ہوئے اور اپنا آب دہن اُن کے گریبان میں ڈالا اُسی وقت وہ حضرت عیسیٰؑ سے حاملہ ہوئیں اور اُسی روز حضرت عیسیٰؑ پیدا ہوئے اور روئے زمین پر کوئی درخت ایسا نہ تھا جس میں پھل نہ ہوں اور کوئی درخت ایسا نہ تھا جس میں کانٹے ہوں یہاں تک کہ آدمؑ کی بدکار اولادوں نے خدا کے لئے بیوی اور بیٹا ہونے کی نسبت دی تو زمین کانپ اُٹھی۔ اور درخت میوہ اور پھل سے خالی ہو گئے ان کی جگہ ان میں کانٹے پیدا ہو گئے اور شیاطین ابلیس لعین کے پاس جمع ہوئے اور کہا کہ آج رات ایک فرزند پیدا ہوا ہے جس کے سبب سے ہر بُت جو روئے زمین پر تھا مُنہ کے بل گر پڑا۔ یہ سُن کر ابلیس ملعون پریشان ہوا اور اُس بچہ کی تلاش میں مشرق و مغرب کا چکر لگایا مگر کوئی خبر نہ ملی۔ یہاں تک کہ ایک دَیر کے پاس پہنچا دیکھا کہ فرشتے اُس گھر کو گھیرے ہوئے ہیں اُس ملعون نے چاہا کہ اندر داخل ہو ملائکہ نے کہا دور رہو یہاں سے اُس نے پوچھا اس بچہ کا باپ کون ہے کہا اس کی مثال آدمؑ کی مثال ہے کہ خدا نے ان کو بغیر باپ کے خلق فرمایا ابلیس نے کہا پانچ حصوں میں سے چار حصہ انسانوں کو اس فرزند کے سبب سے ہلاک کروں۔

حضرت عیسیٰؑ کی ولادت سن کر ابلیس کا خوش ہونا کہ پانچ حصوں میں سے چار حصے انسانوں کو اس کے سبب ہلاک کروں گا۔

شیخ طوسی نے بسند معتبر امام زین العابدینؑ سے روایت کی ہے کہ وُہ مکان دور جو خدا نے فرمایا ہے کہ مریمؑ حضرت عیسیٰؑ کی ولادت کے لئے وہاں گئی تھیں وہ کربلائے معلّٰی ہے کہ مریمؑ زمین کو طے کر کے (آن واحد میں) دمشق سے کربلا پہنچیں اور حضرت عیسیٰؑ امام حسینؑ کے قبر کے نزدیک پیدا ہوئے اور اُسی شب دمشق واپس آئیں۔

قطب راوندی نے بسند معتبر یحییٰ بن عبداللہ سے روایت کی ہے کہ میں حیرہ میں حضرت امام جعفر صادقؑ کی خدمت میں حاضر تھا۔ ایک روز اُن حضرت کے ساتھ سوار ہو کر چلا اور ہم ایک قریہ میں جو ناصرہ کے اطراف میں واقع ہے پہنچے

اور شط فرات کے پاس آئے تو حضرت نے فرمایا کہ یہی ہے یہی ہے پھر سواری سے اُترے اور دو رکعت نماز ادا کی اور فرمایا کہ تم جانتے ہو کہ حضرت عیسیٰؑ کہاں پیدا ہوئے تھے میں نے عرض کی نہیں فرمایا کہ اسی مقام پر جہاں میں بیٹھا ہوں پھر فرمایا کہ وہ درخت جسے مریمؑ نے حرکت دی اور اُس میں سے خرمے گرے تھے کہاں تھا میں نے کہا نہیں جانتا تو اپنے دست مبارک سے اپنی پشت کی جانب اشارہ کیا کہ یہاں تھا۔ پھر فرمایا کہ ربوہ کے معنی جانتے ہو جو خدا نے فرمایا ہے کہ۔ وَّاٰوَيۡنٰهُمَاۤ اِلٰى رَبۡوَةٍ ذَاتِ قَرَارٍ وَّمَعِيۡنٍ۔ یعنی عیسیٰؑ و مریمؑ کو ہم نے ایک مقام بلند پر جگہ دی جو زیادتی پھل اور آبادی اور چشمہ جاری کی وجہ سے محل استقرار تھا۔ میں نے کہا نہیں جانتا تو اپنے دست مبارک سے داہنی جانب نجف کی سمت اشارہ کرکے فرمایا وہ یہ پہاڑ ہے۔ پھر فرمایا کہ خدا نے جو ماء معین فرمایا ہے وہ فرات ہے اور فرمایا کہ جب حضرت عیسیٰؑ کا حمل ظاہر ہوا جناب مریمؑ اُس وادی میں تھیں۔ جہاں پانچ سو باکرہ لڑکیاں عبادت خدا کرتی تھیں اور ان کی حمل کی مدت نو گھڑی تھی۔ جب درد زہ نے ان کو بے چین کیا محراب عبادت سے نکلیں اور گھر آئیں جو اُن کا دیر تھا۔ وہاں سے درخت خرما کے پاس پہنچیں جو خشک تھا وہاں حضرت عیسیٰؑ پیدا ہوئے ان کو لے کر قوم کے پاس آئیں قوم ان کو اس حال سے دیکھ کر خوف زدہ ہوئی اور سب نے تعجب کیا۔ حضرت عیسیٰؑ کے بارے میں بنی اسرائیل نے اختلاف کیا۔ بعض نے کہا وہ خدا کے بیٹے ہیں اور بعض نے کہا کہ وہ بندہ خدا اور اس کے پیغمبر ہیں اور یہودیوں نے کہا وہ (معاذ اللہ) فرزند زنا ہیں۔ اور وہ درخت خرمائے عجوہ کا تھا۔

اور بہت سی معتبر حدیثیں اس آیہ کریمہ کی تفسیر میں وارد ہوئی ہیں کہ ربوہ کوفہ کا سرا ہے اور اس کا سواد کربلائے معلّیٰ یا نجف اشرف ہے اور قرار مسجد کوفہ اور معین نہر فرات ہے۔

حدیث معتبر میں امام موسیٰ کاظمؑ سے منقول ہے کہ حضرت جبرئیلؑ بہشت سے حضرت مریمؑ کے لئے خرمائے صرفان کی جنس سے خرمے لائے جب انہوں نے ان کو کھایا تو حاملہ ہوگئیں۔

دوسری معتبر سند سے منقول ہے کہ علمائے نصاریٰ میں ایک شخص حضرت امام موسیٰ کاظمؑ کی خدمت میں حاضر ہوا حضرت نے اس سے پوچھا جانتے ہو کہ وہ نہر

جس کے کنارے حضرت عیسیٰؑ پیدا ہوئے کونسی نہر ہے۔ اُس نے کہا نہیں۔ فرمایا کہ وہ نہر فرات ہے۔

مریمؑ کی والدہ کا نام

دوسری حدیث معتبر میں اُنہی حضرت سے منقول ہے کہ حضرت نے ایک بار علمائے نصاریٰ سے دلیلوں کے ضمن میں جواُن پر قائم فرمائی تھیں ارشاد کیا کہ مریمؑ کی والدہ کا نام مُرتا تھا جس کے معنی عربی میں وہیبہ ہے۔ جس روز مریمؑ پر جبرئیلؑ نازل ہوئے اور وہ حضرت عیسیٰؑ سے حاملہ ہوئیں وقت زوال روز جمعہ تھا اور وہ دن ہمیشہ سے عید کا دن تھا اور جس روز حضرت عیسیٰؑ پیدا ہوئے روز سہ شنبہ (منگل) تھا جس کی ساڑھے چار گھڑی گذری تھی اور جس نہر کے کنارے وُہ پیدا ہوئے وہ نہر فرات تھی۔ اُس روز ان کو خدا کی جانب سے بات کرنے کی اجازت نہ تھی۔ اس زمانہ کا بادشاہ قیدوسن جب اس حال سے مطلع ہوا اپنے لڑکوں اور مصاحبین کو لے کر حضرت کو آزار پہنچانے کے خیال سے نکلا اور آلِ عمران کو خبر دی اور ان کو گھروں سے باہر بلایا تاکہ مریمؑ کو اس حال سے مشاہدہ کریں یہاں تک کہ وہ تمام واقعات گذرے جن کا ذکر قرآن میں ہے (کہ قوم نے مریمؑ سے سوال وجواب کئے اور جناب عیسیٰؑ نے گہوارہ میں اُن سے کلام کیا)۔

تاریخ ولادت عیسیٰؑ

روایت معتبر میں امام محمد باقرؑ سے منقول ہے کہ حضرت عیسیٰؑ کی ولادت پچیسویں تاریخ ماہ ذی القعدہ کی شب میں ہوئی۔

کلینی نے بسند معتبر روایت کی ہے کہ حفص ابن غیاث نے کہا کہ میں نے حضرت صادقؑ کو کوفہ کے باغوں میں گھومتے ہوئے دیکھا۔ حضرت جب ایک درخت خرما کے پاس پہنچے تو اس کے سایہ میں دو رکعت نماز پڑھی اور رکوع و سجود میں نے شمار کیا کہ پانچ سو مرتبہ تسبیح پڑھی پھر درخت سے تکیہ لگا کر بہت دیر تک دعائیں کرتے رہے پھر فرمایا کہ اے حفص خدا کی قسم یہ وہی درخت خرما ہے جس کے بارے میں خدا نے جناب مریمؑ سے فرمایا تھا کہ اس کے تنہ کو ہلاؤ تو اس میں سے رطب تمہارے لئے گریں گے۔

بسند حسن حضرت صادقؑ سے منقول ہے کہ شب معراج حضرت جبرئیلؑ نے ایک مقام پر رسولؐ خدا سے عرض کی کہ سواری سے اُتر کے نماز پڑھیئے۔ حضرت نے نماز ادا کی اور پوچھا یہ کون سا مقام ہے عرض کی یہ طور سینا ہے خدا نے حضرت موسیٰؑ سے اسی جگہ باتیں کیں۔ وہاں سے سوار ہو کر آگے بڑھے پھر کچھ دور راہ طے کرنے کے

بعد جبرئیلؑ نے کہا اتریئے اور نماز پڑھئے حضرت نے پوچھا یہ کون سی جگہ ہے عرض کی یہ بیت لحم ہے یعنی بیت المقدس کے اطراف میں ایک جگہ کا نام ہے۔ اسی مقام پر حضرت عیسیٰؑ پیدا ہوئے تھے۔

دوسری معتبر حدیث میں انہی حضرت سے منقول ہے کہ زمین کے خطّوں نے ایک دوسرے پر فخر کرنا شروع کیا تو کعبہ نے زمین کربلا پر فخر کیا خدا نے اس کو وحی کی کہ ساکت رہ اور کربلا پر فخر مت کر کیونکہ وہ مقام وہ ہے جہاں ہم نے موسیٰؑ سے کلام کیا۔ وہی وہ ربوہ ہے کہ مریمؑ و مسیح کو ہم نے جہاں مقیم کیا اور وہ دولابہ ہے جس میں حسینؑ کے سر مبارک کو دھویا گیا اسی جگہ عیسیٰؑ کو ان کی ولادت کا غسل دیا گیا۔

بسند معتبر حضرت امام زین العابدینؑ سے منقول ہے کہ جب امیر المومنینؑ خوارج سے جنگ کرکے نہروان سے واپس ہوئے اور مسجد براثا میں قیام فرمایا جو بغداد کے قریب واقع ہے۔ اس جگہ ایک دیر تھا جس میں ایک راہب رہتا تھا۔ اس راہب نے جب حضرت کے رعب و جلال اور اوصاف کو دیکھا جو مقدس کتابوں میں پڑھ چکا تھا دیر سے باہر آیا اور مشرف باسلام ہوا اور کہا میں نے انجیل میں حضور کی ثنا و صفت پڑھی ہے اس میں لکھا ہے کہ آپ مسجد براثا میں قیام فرمائیں گے جو خانۂ مریمؑ اور زمین عیسیٰؑ ہے۔ پھر حضرت امیر المومنینؑ اس دیر کے قریب ایک مقام پر تشریف لے گئے اور اپنے پیر سے زمین پر مارا تو اسی وقت ایک صاف و شفاف چشمہ جاری ہوا اور فرمایا کہ یہ وہ چشمہ ہے جو حضرت مریمؑ کے لئے زمین سے جوش مارتا ہوا نکلا تھا پھر فرمایا کہ سات ہاتھ اس چشمہ سے ناپو اور زمین کو کھودو۔ لوگوں نے حکم کی تعمیل کی وہاں ایک سفید پتھر نکلا حضرت نے فرمایا کہ اس پر جناب مریمؑ نے حضرت عیسیٰؑ کو اپنی گود سے اتار کر رکھا تھا۔ وہاں حضرت نے نماز پڑھی اور فرمایا کہ یہ زمین براثا خانۂ مریمؑ ہے[1]

---

[1] مولف فرماتے ہیں ممکن ہے کہ یہ چشمہ اس چشمہ کے علاوہ ہو جو حضرت کی ولادت کے وقت ظاہر ہوا تھا اور بیت لحم ممکن ہے کوئی مقام ہو جہاں واپسی پر حضرت نے قیام فرمایا یا یہ کہ ابتدا میں وہاں گئے ہوں اور پھر وہ معدوم ہو گیا ہو اور حضرت کے اعجاز سے کربلا و کوفہ سے ظاہر ہوا ہو۔ بہر حال چونکہ بہت سی معتبر اور صحیح حدیثیں اس بات پر دلالت کرتی ہیں کہ حضرت (باقی ص۷۲۸ پر)

بسند معتبر حضرت صادقؑ سے منقول ہے کہ جب حضرت عیسٰےؑ پیدا ہوئے خدا نے اُن کو پوشیدہ رکھا اور اُن کے جسم کو لوگوں کی نگاہوں سے غائب کر دیا کیونکہ جب مریمؑ حاملہ ہوئی تھیں تو وہ آبادی سے دور ایک مقام پر عزلت گزیں ہوگئی تھیں جیسا کہ خداوند عالم نے ذکر فرمایا ہے اور زکریاؑ اور مریمؑ کی خالہ اُن کی تلاش میں آئے اور اُس وقت اُن کے پاس پہنچے جبکہ حضرت عیسٰیؑ پیدا ہو چکے تھے اور حضرت مریمؑ شرم سے موت کی تمنا کر رہی تھیں اُس وقت خدا نے حضرت عیسٰےؑ کو گویا کیا اور انہوں نے اُن پر حجت تمام کی۔ جب حضرت عیسٰےؑ ظاہر ہوئے بنی اسرائیل پر دشمنان دین کی طرف سے بلائیں اور سختیاں زیادہ ہوئیں اور اُن کی تکلیفیں بڑھیں اور بادشاہ اور جبار جو اس زمانہ میں تھے اُن کے مٹانے اور ایذا رسانی میں اُٹھ کھڑے ہوئے یہاں تک کہ عیسٰےؑ آسمان پر تشریف لے گئے اور شمعون اور اُن کے ماننے والے اُن ظالموں کے ڈر سے روپوش ہو گئے اور ایک دریا کے جزیروں میں سے کسی جزیرہ میں چلے گئے اور مدتوں وہاں مقیم رہے۔ خدا نے ان کے لئے اُس جزیرہ میں آب شیریں کے چشمے جاری کر دیئے اور ہر قسم کے پھل اُن کے لئے اُگائے اور چوپائے اور جانور اُن کے لئے پیدا کر دیئے اور ایک مچھلی اُن کے پاس بھیجی جس کو عمد کہتے ہیں جو گوشت اور ہڈی نہیں رکھتی۔ بلکہ اس میں صرف چمڑا اور خون تھا۔ خدا نے اس کو حکم دیا تو وہ پانی کے اوپر آئی اور خدا کے حکم سے شہد کی مکھیاں اُس کی پشت پر بیٹھیں وہ ان کو لے کر اُس جزیرہ میں آئی۔ مکھیوں نے وہاں جزیرہ کے درختوں میں چھتہ بنایا اور ان لوگوں

(بقیہ حاشیہ صت ۷۲۷) عیسٰےؑ کا محل ولادت فرات اور کوفہ و کربلا کے حوالی میں ہے چند باتیں جو مورخان اہلسنت میں مشہور ہیں اُن لوگوں کی عقل سے دور باتیں ہیں جو احادیث اہلبیت پر اعتقاد نہیں رکھتے ہیں اور محض اپنی طبیعت کے ناپسند ہونے کی وجہ سے احادیث متواترہ کا انکار کرتے ہیں۔ لہذا ان کے انکار کی وجہ سے احادیث متواترہ رد نہیں کی جا سکتیں یا ممکن ہے کہ بعض حدیثیں جو اس کے خلاف وارد ہوئی ہیں تقیہ پر محمول ہوں یا جس طرح اہل کتاب میں مشہور ہیں بیان کی گئی ہوں تاکہ اُن پر حجت ہو۔ اسی طرح مختلف حدیثیں جو روز ولادت اور مدت حمل سے متعلق وارد ہیں انہی وجہوں میں سے کسی ایک پر محمول ہیں۔ اور اُن کو باہم موافق و مطابق کرنے میں دوسرے احتمالات بھی دل میں پیدا ہوتے ہیں جن کا ذکر طوالت کا باعث ہے واللہ اعلم ۱۲

کے لئے اُس جزیرہ میں بہت شہد پیدا ہوا۔ اور حضرت مسیحؑ کی خبریں اس حال میں اُن کے پاس پہنچتی رہیں۔

اور ابن طاؤسؒ نے ابن بابویہ کی کتاب النبوۃ سے نقل کیا ہے کہ جب حضرت عیسٰیؑ پیدا ہوئے گبر کے بڑے لوگوں کا ایک گروہ احتراماً عیسٰیؑ و مریمؑ کو دیکھنے کے لئے آیا اور وہ لوگ کہنے لگے کہ ہم وہ لوگ ہیں جو ستاروں اور احکام نجوم پر نظر رکھتے ہیں جب یہ فرزند پیدا ہوا ہم نے دیکھا کہ بادشاہوں کا ایک ستارہ طلوع ہوا ہے جب ہم نے غور و فکر کیا تو معلوم ہوا کہ اس بچہ کی بادشاہی پیغمبری کی بادشاہی ہے جو اُس سے زائل نہ ہوگی۔ یہاں تک کہ خدا اس کو آسمان پر اُٹھا لے گا اور جب دُنیا ختم ہو جائے گی تو اُس کی بادشاہی آخرت کی ابدی بادشاہی میں منتقل ہو جائے گی۔ ہم لوگ مشرق سے آرہے ہیں اور اُسی ستارہ کی رہبری سے یہاں تک پہنچے ہیں۔ جب اس مقام پر ہم پہنچے تو ہم نے دیکھا کہ وہ ستارہ اس بچہ کے اوپر ٹھہر گیا اس طرح ہم نے پہچانا کہ اے مریمؑ صاحب ستارہ آپ کا یہ فرزند ہے۔ ہم اپنے ساتھ ہدیئے اس پر قربان کرنے کے لئے لائے ہیں کہ دنیا میں کسی کے واسطے ایسی چیزیں نہیں لائی گئیں کیونکہ یہ ہدیے ہم نے اس بچہ کے لئے مناسب و موزوں سمجھا۔ یہ سونا۔ مُر اور کندر ہیں۔ سونا دنیاوی سرمایہ ہے اور آپ کا فرزند بہترین مردم ہے اور مُر زخموں اور بیماریوں اور دیوانگی میں شفا دینے والی چیز ہے چونکہ آپ کا فرزندان بیماریوں کا علاج کرنے والا ہوگا۔ اس لئے یہ اس کے لئے مناسب ہے اور کندر وہ ہے جس کا دھواں آسمان پر پہنچتا ہے اور کسی کا دھواں آسمان تک نہیں پہنچتا۔ اور آپ کا فرزند چونکہ آسمان پر جائے گا لہٰذا یہ اس کے واسطے مناسب و موزوں ہے۔

حدیث معتبر میں منقول ہے کہ ابو بصیر نے حضرت صادقؑ سے پوچھا کہ خدا نے عیسٰیؑ کو کیوں بغیر باپ کے پیدا کیا۔ فرمایا اس سبب سے کہ لوگ اس کے کمال قدرت کو سمجھیں کہ خدا ہر چیز پر قادر ہے۔

اور بہت سی معتبر حدیثوں میں منقول ہے کہ جو رُوح کہ خدا نے حضرت عیسٰیؑ میں پھونکی وہ روح اس کی خلق کی ہوئی تھی جو دوسری روحوں سے بلند و برتر تھی۔

بہت سی روایتوں میں عامہ و خاصہ کے طریقہ سے منقول ہے کہ جناب رسولؐ نے امیر المومنینؑ سے فرمایا کہ تم عیسٰیؑ ابن مریمؑ کے مشابہ ہو جن کے بارے

میں بعض لوگوں نے غلو کیا کہ ان کو خدا اور خدا کا بیٹا کہنے لگے اور بعضوں نے اُن سے دشمنی کی اس حد تک کہ ان کو (معاذاللہ) زنازادہ کہہ دیا اور یوسف نجّار کا بیٹا بنا دیا اور یہ دونوں گروہ جہنم میں گئے اور ایک گروہ اُن کے دین پر قائم رہا اور ان کو خدا کا بندہ اور اُس کا رسول سمجھتے رہے۔ اسی طرح یا علیؑ ایک گروہ تم کو خدا کہے گا اور ایک جماعت تم کو (معاذاللہ) کافر سمجھے گی اور یہ دونوں گروہ جہنم میں جائیں گے اور جو لوگ کہ تم کو خدا کا بندہ اور اُس کے رسولؐ کا خلیفہ سمجھیں گے نجات پائیں گے۔

فصل دوم

حضرت عیسیٰؑ کے فضائل و کمالات اور آپکی سیرت وعادت اور معجزات اور تبلیغ رسالت اور آپ کی عمر اور مجمل تمام حالات۔

حق تعالیٰ فرماتا ہے۔ وَاٰتَیْنَا عِیْسَی ابْنَ مَرْیَمَ الْبَیِّنٰتِ وَاَیَّدْنٰہُ بِرُوْحِ الْقُدُسِ۔ یعنی ہم نے عیسیٰؑ ابن مریمؑ کو واضح دلیلیں اور معجزات ظاہر و مدلل عطا کیے اور روح مقدس و مطہر سے ان کی تائید کی۔ بعض کا قول ہے روح مقدس وہ روح ہے جسے خدا نے خلق فرما کر عیسیٰؑ میں پھونکی۔ اور احادیث معتبرہ میں وارد ہے کہ وہ روح مقدس جبرئیلؑ و میکائیلؑ اور تمام ملائکہ سے بلند تر ایک مخلوق ہے جو پیغمبران اولوالعزم اور ائمہ معصومینؑ سے تعلق رکھتی ہے اور وقت ولادت سے آخر عمر تک اُن کی معین و مددگار اور معلم رہتی ہے اور بعض حدیثیں اس کتاب کے شروع میں اس بارے میں ذکر کی جا چکی ہیں۔ خداوند عالم دوسرے مقام پر فرماتا ہے۔ اِذْ قَالَ اللّٰہُ یٰعِیْسَی ابْنَ مَرْیَمَ اذْکُرْ نِعْمَتِیْ عَلَیْکَ وَعَلٰی وَالِدَتِکَ۔ اور وہ وقت یاد کرو جب خدا نے عیسیٰؑ ابن مریمؑ سے کہا کہ اے عیسیٰؑ میری نعمتیں یاد کرو جو ہم نے تم کو اور تمہاری والدہ کو عطا کیں۔ اِذْ اَیَّدْتُّکَ بِرُوْحِ الْقُدُسِ تُکَلِّمُ النَّاسَ فِی الْمَھْدِ وَکَھْلًا وَاِذْ عَلَّمْتُکَ الْکِتٰبَ وَالْحِکْمَۃَ وَالتَّوْرٰىۃَ وَالْاِنْجِیْلَ۔ جبکہ میں نے روح القدس کے ذریعہ تمہاری مدد کی کہ تم گہوارہ میں کلام کرنے لگے اور عالم پیری میں بھی اور جبکہ میں نے تم کو کتاب و حکمت اور توریت و انجیل کی تعلیم دی۔ وَاِذْ تَخْلُقُ مِنَ الطِّیْنِ کَھَیْـَٔۃِ الطَّیْرِ بِاِذْنِیْ فَتَنْفُخُ فِیْھَا فَتَکُوْنُ طَیْرًا بِاِذْنِیْ وَتُبْرِئُ الْاَکْمَہَ وَالْاَبْرَصَ بِاِذْنِیْ وَاِذْ تُخْرِجُ الْمَوْتٰی بِاِذْنِیْ۔ جبکہ تم میرے حکم سے مٹی سے طائر بنا کر اُس میں پھونک مار دیتے

حضرت عیسیٰؑ کے متعلق غلو کرنے والے اور دشمنی کرنے والے جہنمی ہیں۔
سورۂ بقرہ آیت ۸۷
سورۂ مائدہ آیت ۱۱۰

تھے تو وہ میرے حکم سے درحقیقت طائر بن جاتا تھا اور اندھے اور مبروص کو میرے حکم سے شفا بخشتے تھے اور مُردوں کو زندہ کرتے تھے۔ مشہور ہے کہ جس پرندہ کو آپ نے بنایا تھا وہ چمگادڑ تھی۔ اور حدیث امیرالمومنینؑ میں بیان ہو چکا کہ چھ جانور ماں کے پیٹ سے پیدا نہیں ہوئے ایک اُن میں سے یہ چمگادڑ ہے جسے حضرت عیسیٰؑ نے مٹی سے بنایا اور وہ بحکم خدا زندہ ہو کر اُڑ گئی۔ اور وہب بن منبہ سے روایت ہے کہ کبھی ایسا ہوتا تھا کہ پچاس ہزار بیمار حضرت عیسیٰؑ کے پاس جمع ہوتے اور ان میں سے جو نہیں آسکتا تھا حضرت خود اس کے پاس جاتے تھے اور اس شرط پر اس کو اچھا کرتے کہ وہ حضرت پر ایمان لائے اور بیان کیا جاتا ہے کہ سب سے پہلے حضرت نے چار آدمیوں کو زندہ کیا۔ اول آپ کا ایک دوست عاذر تھا اُس کے مرنے کے تین روز بعد حضرت نے اس کی بہن سے فرمایا مجھے اس کی قبر پر لے چل وہاں پہنچکر فرمایا کہ اے خدائے ہفت آسمان و زمین تو نے مجھے بیشک بنی اسرائیل کی طرف بھیجا ہے تاکہ ان کو تیرے دین کی طرف بلاؤں اور ان کو آگاہ کروں کہ میں مُردوں کو زندہ کرتا ہوں لہٰذا عاذر کو زندہ کر دے تو وہ زندہ ہو کر قبر سے باہر آیا اور اُس کے بعد زندہ رہا یہاں تک کہ اس کی اولادیں ہوئیں۔ دوسرا ایک بڑھیا کا لڑکا تھا کہ جس کا تابوت لوگ حضرت عیسیٰؑ کے سامنے سے لے جا رہے تھے حضرت نے دعا کی اور وہ زندہ ہو گیا اور تابوت میں اُٹھ کر بیٹھ گیا پھر لوگوں کی گردنوں پر پیر رکھ کر نیچے اُتر آیا اور اپنے کپڑے (منگا کر) پہنے اور اپنے گھر چلا گیا پھر اُس کے بھی اولادیں ہوئیں۔ تیسرے ایک دختر عشار تھی کہ لوگوں نے حضرت سے فرمایا کہ کل فوت ہوئی ہے آپ اُسے زندہ کر دیجئے حضرت نے دُعا کی اور وہ زندہ ہو گئی اور اُس کے بعد لڑکے پیدا ہوئے۔ چوتھے پسر نوحؑ سام کو اسم اعظم الٰہی سے زندہ کیا۔ سام قبر سے باہر نکلے اُن کے سر کے آدھے بال سفید تھے۔ سام نے کہا شاید قیامت برپا ہو گئی حضرت عیسیٰؑ نے فرمایا کہ نہیں میں نے خدا سے اس کے اسم اعظم کے ذریعہ دعا کی کہ تم کو زندہ کر دے۔ سام پانچ سو برس تک دنیا میں زندہ رہے تھے اور ان کے بال سفید نہ ہوئے تھے مگر اس وقت اس ہول سے کہ شاید قیامت آگئی ان کے بال سفید ہو گئے عیسیٰؑ نے فرمایا اچھا مر جاؤ سام نے کہا اس شرط کے ساتھ کہ خدا سکرات موت سے پناہ میں رکھے۔ پھر عیسیٰؑ نے دعا کی اور وہ رحمتِ الٰہی سے واصل ہوئے۔

سورۂ مائدہ آیت ۱۱۰

وَإِذْ كَفَفْتُ بَنِيٓ إِسْرَٰٓءِيلَ عَنكَ إِذْ جِئْتَهُم بِٱلْبَيِّنَٰتِ فَقَالَ ٱلَّذِينَ كَفَرُوا۟ مِنْهُمْ إِنْ هَٰذَآ إِلَّا سِحْرٌ مُّبِينٌ ﴿۱۱۰﴾ اور اس وقت کو یاد کرو جبکہ ہم نے بنی اسرائیل کی ایذا رسانی کو تم سے روک دیا جبکہ یہودیوں نے تم کو مار ڈالنا چاہا اور تم نے اُن کو معجزات دکھائے تھے تو اُن کے کافر لوگوں نے کہا کہ یہ سوائے کھلے ہوئے جادو کے اور کچھ نہیں۔

بسند معتبر حضرت امام محمد باقرؑ سے منقول ہے کہ جب حضرت عیسیٰؑ نے کہا کہ میں خدا کی جانب سے تمہارا رسول ہوں اور مٹی سے چڑیا بنا کر زندہ کرتا ہوں اور مادر زاد اندھے کو شفا بخشتا ہوں تو بنی اسرائیل کہنے لگے کہ یہ سب جادو ہے کوئی دوسری دلیل پیش کرو تو ہم ایمان لائیں حضرت عیسیٰؑ نے فرمایا کہ اگر میں تم کو یہ خبر دوں کہ تم نے کیا کھایا ہے اور اپنے گھروں میں کیا ذخیرہ کیا ہے تو سمجھو گے کہ میں سچا ہوں ان لوگوں نے کہا ہاں تو حضرت روز اُن کو بتانے لگے کہ آج فلاں چیز تم نے کھائی فلاں چیز لی اور فلاں فلاں چیزیں جمع کیں تو بعض لوگ ایمان لائے اور بعض اپنے کفر پر باقی رہے۔

بسند موثق حضرت صادقؑ سے منقول ہے کہ حضرت داؤدؑ اور جناب عیسےٰؑ کے درمیان چار سو اسّی سال کا فاصلہ تھا اور شریعت عیسیٰؑ یہ تھی یعنی وہ خدا کی یگانہ پرستی اور اس کی عبادت میں خلوص اور ترک ریا اور جو کچھ نوحؑ و ابراہیمؑ و موسیٰؑ نے تعلیم دی تھی ان تمام امور (کی تبلیغ) پر مبعوث ہوئے تھے۔ خدا نے اُن پر انجیل نازل فرمائی اور چند عہد اُن سے لئے جو اور پیغمبروں سے لئے تھے اور توریت میں اُن کے لئے لکھا تھا کہ نماز کو قائم رکھیں اور زکوٰۃ دیا کریں۔ اور نیکیوں کا حکم کریں اور برائیوں سے لوگوں کو منع کریں اور حرام کو حرام اور حلال کو حلال قرار دیں۔ اور انجیل میں نصیحتیں اور مثالیں تھیں۔ اُس میں تعزیرات و احکام حدود و فرض و میراث نہ تھے۔ اور جو توریت میں سخت احکام تھے اُن میں سے بعض میں خدا نے تخفیف فرما دی تھی۔ جیسا کہ قرآن میں فرمایا ہے کہ عیسےٰؑ نے کہا کہ میں اس لئے مبعوث ہوا ہوں کہ بعض چیزوں کو جو تمہارے لئے حرام تھیں حلال قرار دوں اور جو لوگ حضرت عیسےٰؑ پر ایمان لائے تھے آپ نے اُن کو توریت و انجیل دونوں پر ایمان لانے کا حکم دیا اور جب انہوں نے عیسےٰؑ نے گہوارہ میں کلام کیا پھر اس کے بعد سات یا آٹھ سال تک گفتگو نہ کی۔

اس کے بعد بنی اسرائیل کو تبلیغ فرمانے لگے اور خبر دینے لگے کہ انہوں نے کیا کھایا اور اپنے گھروں میں کیا جمع کیا ہے۔ اور حضرت مُردوں کو زندہ کرتے۔ کوروپیس کو شفا دیتے اور ان کو توریت کی تعلیم دیا کرتے۔ جب خدا نے چاہا کہ بنی اسرائیل پر حجت تمام کرے انجیل جناب عیسیٰؑ پر نازل فرمائی۔

دوسری حدیث میں منقول ہے کہ ابان ابن تغلب نے اُنہی حضرت سے پوچھا کہ آیا حضرت عیسیٰؑ نے کسی کو زندہ کیا تھا جو زندہ ہونے کے بعد ایک مدت تک زندہ رہا ہو اور اس کی اولادیں ہوئی ہوں فرمایا ہاں وہ حضرت کا ایک دوست تھا جس کے ساتھ آپ نے خدا کی خوشنودی کے لئے برادری قائم کر لی تھی جب کبھی حضرت اس کے پاس جاتے اُس کے ساتھ کچھ دنوں رہتے (اتفاقاً)۔ کچھ مدت تک حضرت سے اُس سے ملاقات نہیں ہوئی پھر ایک مرتبہ حضرت اُس کے دروازہ پر پہنچے کہ اس کو سلام کریں اور ملاقات کریں تو اُس کی ماں باہر نکلی حضرت نے اُس کا حال دریافت فرمایا اُس نے کہا یا رسول خدا اُس کا تو انتقال ہو گیا حضرت نے فرمایا کیا تو اُس کو دیکھنا چاہتی ہے اُس نے کہا ضرور یا رسول اللہ۔ آپ نے فرمایا اچھا میں کل آؤں گا اور اُس کو خدا کے حکم سے تیرے لئے زندہ کر دوں گا۔ دوسرے روز حضرت عیسیٰؑ اُس کے دروازہ پر آئے اور اُس کی ماں سے کہا کہ میرے ساتھ چل اور اپنے فرزند کی قبر مجھے دکھا۔ وہ آپ کو اس کی قبر پر لے گئی۔ حضرت نے قبر کے پاس کھڑے ہو کر دعا کی۔ قبر شگافتہ ہوئی اور اُس عورت کا لڑکا زندہ ہو کر باہر آیا۔ جب اُس نے ماں کو اور ماں نے اس کو دیکھا دونوں روئے حضرت عیسیٰؑ کو رحم آیا۔ اور آپ نے اُس مردے سے فرمایا کہ کیا تو اپنی ماں کے ساتھ رہنا چاہتا ہے۔ اُس نے عرض کی اے خدا کے رسول روزی اور غذا اور عمر کی مدت کے ساتھ یا بغیر ان سب چیزوں کے۔ حضرت نے فرمایا ان تمام چیزوں کے ساتھ بیس سال تو دنیا میں زندہ رہے گا۔ شادی کرے گا اور تیرے اولادیں ہوں گی اس جوان نے عرض کی ہاں میں زندہ رہنا چاہتا ہوں تو حضرت نے اس کو اس کی ماں کے حوالہ کیا وہ بیس سال تک اپنی ماں کے ساتھ زندہ رہا شادی کی اور اولادیں پیدا ہوئیں۔

دوسری معتبر حدیث میں منقول ہے کہ حضرت عیسیٰؑ کے اصحاب نے آپ سے مُردے کو زندہ کرنے کی خواہش کی حضرت نے پسر نوحؑ سام کو زندہ کر کے پوچھا دنیا میں رہنا چاہتے ہو یا اپنی حالت پر باقی رہنا پسند کرتے ہو کہا زندہ رہنا

نہیں چاہتا کیونکہ موت کی سختی و تلخی اب تک میرے دل میں موجود ہے [1]

بسند معتبر حضرت صادقؑ سے منقول ہے کہ لوگوں نے حضرت عیسیٰؑ سے پوچھا کہ آپ کیوں کسی عورت سے نکاح نہیں کر لیتے فرمایا عورت میرے کس کام آئے گی لوگوں نے کہا اُس سے آپ کے لئے لڑکے ہوں گے فرمایا لڑکے میرے کس کام آئیں گے اگر زندہ رہیں گے میرے لئے فتنہ و فساد کا سبب ہوں گے اگر مر جائیں گے تو میرے غم و رنج کا باعث ہوں گے۔

حضرت عیسیٰ کا ارشاد کہ عورتیں اور لڑکے باعث فتنہ و رنج و ملال ہوتے ہیں۔

بسند ہائے معتبر حضرت امیر المومنینؑ سے منقول ہے کہ حضرت عیسیٰؑ پتھر کا تکیہ رکھتے تھے اور سوتے وقت موٹے کپڑے پہنتے تھے۔ عموماً بھوکے رہتے۔ رات میں آپ کے لئے روشنی چاند کی روشنی تھی۔ اور جاڑوں میں آپ کا سرمایہ مشرق و مغرب کی زمینیں تھیں جن پر سورج طلوع ہوتا (یعنی گھومتے پھرتے سیر و سیاحت میں مشغول رہتے) آپ کے لئے پھل اور میوے اور خوشبوئیں گھاس تھی جو زمین سے جانوروں کے لئے اُگتی۔ نہ آپ کے کوئی عورت تھی کہ اس کی محبت ہوتی نہ کوئی لڑکا تھا جس کی فکر کرتے نہ کچھ مال رکھتے تھے جو ان کو یاد خدا سے باز رکھتا نہ کسی سے کچھ لالچ تھی کہ اس کو ذلیل کرتے۔ آپ کی سواری آپ کے دونوں پیر تھے اور آپ کے خادم آپ کے دونوں ہاتھ تھے۔

روایت معتبر میں حضرت صادقؑ سے منقول ہے کہ حضرت عیسیٰؑ نے اپنے بعض خطبوں میں جو بنی اسرائیل کے درمیان پڑھا تھا فرمایا تھا کہ میں نے اس حال میں صبح کی کہ میرے خادم میرے ہاتھ تھے سواری میرے پیر۔ میرا بستر فرش زمین اور میرا تکیہ پتھر ہے اور جاڑوں میں گرمی پہنچانے کے لئے آگ آفتاب ہے۔ یعنی جس جگہ دھوپ ہوتی ہے) میرا چراغ رات کے وقت چاند۔ میری غذا بھوک

حضرت عیسیٰ کا زہد اور آپ کی سادہ زندگی۔

---

[1] مولف فرماتے ہیں کہ حضرت یحییٰؑ کا زندہ ہونا ان کے حالات کے ذکر میں گذر چکا ان دونوں قصوں سے معلوم ہوا کہ موت کی سختی اور تلخی زندہ ہونے اور دنیا میں ایک مدت تک رہنے کے بعد دنیوی تعلقات کے ساتھ بدل جاتی ہے اور بہر حال چار و ناچار مرنا ہوتا ہی ہے۔ اس قصہ سے معلوم ہوتا ہے کہ قبر میں زندہ ہونے کے بعد پھر مرنا مومنین کے لئے شدت و سختی نہیں رکھتا اور ممکن ہے مقربان خدا کے لئے اس حال کا اظہار کہ موت میں راحت ہے دوسروں کی تنبیہہ کے لئے ہوا یہ کہ باوجود اس راحت کے ان کے لئے تھوڑی سی سختی بھی ہو خداوند عالم سکرات موت اور اس کی سختیوں سے اور اس کے بعد کی تکلیفوں سے امان میں رکھے ۱۲

میرا لباس خدا کا خوف ہے۔ اور میری تن پوشی بالوں کے موٹے کپڑے ہیں میرے میوے پھل اور گل و لالہ زمین کی گھاس ہے جو حیوانات کھاتے ہیں۔ رات بسر کرتا ہوں اور کچھ نہیں رکھتا۔ صبح ہوتی ہے اور میرے پاس کچھ نہیں ہوتا (لیکن) زمین پر مجھ سے بڑھ کر نہ کوئی شخص غنی ہے اور نہ بے نیاز ہے۔

دوسری روایت میں منقول ہے کہ کنعان کی بیوی کا ایک لڑکا تھا جو اپاہج تھا وہ حضرت عیسٰیؑ کے پاس لائیں کہ اس کو شفا بخشیں حضرت نے فرمایا کہ میں بنی اسرائیل کے بیماروں کو شفا دینے پر مامور ہوا ہوں زن کنعان نے کہا اے روح اللہ امیروں کے دستر خوان کے بچے ہوئے ٹکڑے کتوں کو نصیب ہوتے ہیں جبکہ دستر خوان جھاڑا جاتا ہے لہذا آپ بھی اپنی حکمت سے ہم کو شرفیاب فرمایئے اور محروم واپس نہ کیجئے۔ تو آپ نے خدا سے اجازت طلب کی پھر دعا فرمائی اور وہ لڑکا صحتیاب ہوا۔

حدیث صحیح میں ہے کہ حضرت صادقؑ سے لوگوں نے پوچھا کہ کیا حضرت عیسٰیؑ کو بھی تکلیفیں اور بیماریاں لاحق ہوتی تھیں جس طرح اور آدم کی اولادوں کو ہوتی ہیں فرمایا۔ ہاں بچپن میں بڑھاپے کی سخت بیماریاں لاحق ہوتی تھیں ایک بار کمسنی میں درد تہی گاہ عارض ہوا جو کشتی بانوں کو عموماً ہوا کرتا ہے۔ آپ نے اپنی ماں سے کہا شہد اور سیاہ دانہ روغن زیت میں ملا کر لادیں کہ اُسے کھائیں۔ جناب مریمؑ نے وہ لاکر دیا تو اُس کے کھانے سے آپ کو کراہت ہوئی ماں نے پوچھا خود ہی تو تم نے منگوایا اب کھانے سے کیوں کراہت کرتے ہو عرض کی بعلم پیغمبری دوا تجویز کر کے طلب کی اور اب اس کی بدمزگی اور بے صبری کے سبب جو لڑکوں کا لوازمہ ہے کراہت کرتا ہوں۔ پھر اُس دوا کو تناول فرمایا۔

دوسری معتبر حدیث میں اُنہی حضرت نے فرمایا کہ کبھی حضرت عیسٰیؑ (جبکہ بچہ تھے) بہت روتے کہ مریمؑ پریشان ہوجاتی تھیں پھر کہتے کہ اے مادر مہربان فلاں درخت کی چھال باریک پیس کر مجھے پلا دیجئے تو میری تکلیف دور ہوجائے گی اور میں نہ روؤں گا۔ جب مریم اُس دوا کو اُن کے حلق میں ڈالتیں تو اور زیادہ روتے تو آپ فرماتیں کہ خود تم ہی نے تو دوا کے لئے کہا اور پھر روتے بھی ہو تو کہتے کہ اے مادر مہربان (دوا تجویز کرنا) پیغمبری (کے سبب سے) اور (گریہ) بچپن کی کمزوری (کے سبب سے) ہے۔

بسند معتبر حضرت امام رضاؑ سے منقول ہے کہ جناب رسولؐ خدا نے فرمایا کہ خدا

تمہیں مسور کھانا گوارا کرے کہ وہ مبارک اور پاک ہے جو دل کو نرم کرتی ہے اور رقت (گریہ) زیادہ کرتی ہے اور ستر پیغمبروں نے اس پر برکت بھیجی ہے جن میں آخر حضرت عیسیٰؑ ہیں۔

بسند معتبر اُنہی حضرت سے منقول ہے کہ حضرت عیسےٰؑ کا نقش نگیں دو کلمے تھے جو انجیل سے ماخوذ تھے۔ طُوْبیٰ لِعَبْدٍ ذَکَرَ اللّٰہَ مِنْ اَجَلِہٖ وَ وَیْلٌ لِعَبْدٍ نَسِیَ اللّٰہَ مِنْ اَجَلِہٖ۔ یعنی بہتری ہے اُس بندہ کے لئے جو خدا کو یاد کرتا ہے اُس کے سبب سے اور بُرائی ہے اس شخص کے لئے جو خدا کو بھول جاتا ہے اس کے سبب سے۔

بسند معتبر حضرت امام حسن مجتبےٰؑ سے منقول ہے کہ حضرت عیسیٰؑ کی عمر دُنیا میں تینتیس۳۳ سال ہوئی پھر خدا نے ان کو آسمان پر اُٹھا لیا وہ پھر زمین پر دمشق میں اُتریں گے اور دجال کو قتل کریں گے۔

بسند ہائے صحیح وحسن حضرت صادقؑ سے منقول ہے کہ حضرت عیسیٰؑ خانہ کعبہ کے حج کو تشریف لے گئے اور صفائح روحا سے گذرے اور کہتے جاتے تھے۔ لَبَّیْکَ عَبْدُکَ وَابْنُ اَمَتِکَ لَبَّیْکَ۔ حاضر ہے تیرا بندہ اور تیری کنیز کا بیٹا حاضر ہے۔

بسند معتبر منقول ہے کہ رسولؐ اللہ نے فرمایا کہ میں نے شب معراج حضرت عیسیٰؑ کو دیکھا جو سرخ چہرے والے اور گھونگھر یالے بال اور میانہ قد والے تھے۔

بسند موثق امام محمد باقرؑ سے منقول ہے کہ خدا نے حضرت عیسیٰؑ کو صرف بنی اسرائیل پر مبعوث فرمایا تھا اور ان کی پیغمبری بیت المقدس تک تھی ان کے بعد ان کے بارہ حواریین ان کے وصی ہوئے۔

ابوذرؓ کی حدیث میں حضرت رسولؐ خدا سے منقول ہے کہ بنی اسرائیل کے سب سے پہلے پیغمبر حضرت موسیٰؑ تھے اور ان کے سب سے آخری رسول جناب عیسےٰؑ تھے اور ان کے درمیان چھ سو پیغمبر مبعوث ہوئے۔

بسند صحیح منقول ہے کہ ایک شخص نے حضرت امام محمد باقرؑ سے پوچھا کہ حضرت عیسیٰؑ نے گہوارہ میں جب کلام کیا تو کیا اُس وقت اپنے اہل زمانہ پر حجت خدا تھے فرمایا ہاں پیغمبر اور حجت خدا تھے مگر مرسل نہ تھے (یعنی تبلیغ پر مامور نہ تھے) کیا تم نے نہیں سُنا کہ خدا فرماتا ہے کہ عیسیٰؑ نے گہوارہ میں کہا میں خدا کا بندہ ہوں اُس نے

مسور کے فوائد از حضرت رسالت پناہؐ۔

عمر عیسیٰؑ در دنیا۔

مجھے کتاب عطا کی ہے اور نبی بنایا ہے راوی نے پوچھا کہ اس وقت زکریاؑ بھی حجت خدا تھے؟ فرمایا کہ اُس حال میں لوگوں کے لئے خدا کی ایک دلیل تھے اور مریمؑ کے لئے رحمت خدا تھے کہ لوگوں کی بدگمانی کے مقابلہ میں حضرت مریمؑ کی پاکدامنی کی گواہی دی۔ اور پیغمبر اور حجت خدا تھے ان لوگوں پر جنہوں نے ان کے کلام کو اُس وقت سُنا۔ پھر وہ خاموش ہوگئے۔ اس کے بعد جب زکریاؑ رحمت خدا سے واصل ہوگئے تو ان کے قائم مقام حضرت یحییٰؑ ہوئے ان کو ان کی میراث و حکمت حاصل ہوئی جبکہ وہ لڑکے اور عمر میں بہت چھوٹے تھے۔ جب عیسیٰؑ سات برس کے ہوئے پیغمبری و رسالت کا آپ نے دعویٰ کیا اور اُن پر خدا کی وحی نازل ہوئی تو حضرت عیسیٰؑ جناب یحییٰؑ اور تمام لوگوں پر حجت خدا ہوئے اور آدمؑ کی پیدائش سے دُنیا ختم ہونے تک زمین کبھی حجت خدا سے خالی نہیں رہتی۔

بسند صحیح منقول ہے کہ صفوان نے حضرت امام رضا علیہ السّلام سے عرض کی کہ خدا مجھے وہ روز نہ دکھلائے جس روز آپ دنیا میں نہ ہوں اگر ایسا ہو تو ہمارا امام کون ہوگا تو حضرت نے امام محمد تقیؑ کی طرف اشارہ کیا جو آپ کے پاس کھڑے تھے صفوان نے کہا یہ تو ابھی تین سال کے ہیں فرمایا کیا حرج ہے عیسیٰؑ نے تو پیغمبری کی جبکہ وہ تین سال کے تھے۔

حضرت امام محمد باقرؑ سے حدیث معتبر میں منقول ہے کہ جب حضرت عیسیٰؑ پیدا ہوئے ایک روز میں اس قدر بڑھتے تھے جس قدر دوسرے لڑکے دو ماہ میں بڑے ہوتے تھے۔ جب وہ سات مہینے کے ہوگئے حضرت مریمؑ ان کو مدرسہ میں لے گئیں اور معلم کے سامنے بٹھایا۔ معلم نے کہا کہ بسم اللہ الرحمٰن الرحیم عیسیٰؑ نے کہہ دیا۔ پھر معلم نے کہا کہو ابجد جناب عیسیٰؑ نے سر اُٹھایا اور کہا تو جانتا ہے کہ ابجد کے معنی کیا ہیں معلم نے تازیانہ اُٹھایا تاکہ آپ کو مارے حضرت نے فرمایا اے معلم مجھ کو مت مار اگر تو جانتا ہے تو بتا ورنہ مجھ سے پوچھ تاکہ میں بیان کروں معلم نے کہا بیان کرو۔ فرمایا الف آلاء یعنی خدا کی نعمتیں اور ب بہجت اور صفات کمالیۂ الٰہی۔ جیم جمال الٰہی۔ دال دین خدا ہے۔ ہ ہول جہنم۔ و سے اشارہ ہے ویل لاهل النار (خرابی ہے اہل جہنم کے لئے) کی طرف۔ ز زفیر یعنی اہل جہنم کی فریاد اور جہنم کا گناہگاروں کے لئے جوش مارنا ہے حطی کے معنی ہیں کہ کم ہوتے ہیں اور زائل ہوتے ہیں گناہ استغفار سے کلمن کلام

خدا ہے اور کلمات اور اپنے اعداد کو کوئی بدل نہیں سکتا۔ سعفص یعنی قیامت میں پیمانہ کے عوض پیمانہ اور صاع کے بدلے صاع کا بدلہ ملیگا۔ قرشت یعنی سب قبروں میں لٹا دیئے جائیں گے اور قیامت کے روز زندہ کئے جائیں گے یہ سنکر معلم نے کہا اے خاتون اپنے فرزند کو لے جاؤ کہ وہ علم ربّانی سے آراستہ ہے۔ اس کو معلم کی ضرورت نہیں۔

بسند معتبر حضرت صادقؑ سے منقول ہے کہ عیسیٰؑ دریا کے کنارے پہنچے اور ایک روٹی اپنے کھانے سے پانی میں ڈالی۔ حواریوں میں سے کسی نے کہا۔ اے روح اللہ اپنا کھانا آپ نے دریا میں کیوں پھینک دیا فرمایا اس لئے کہ دریا کے جانور کھائیں کیونکہ اُس کا ثواب بہت ہے۔

بسند معتبر حضرت صادقؑ سے منقول ہے کہ خدا کے بزرگ نام تہتّر ہیں دو نام جناب عیسیٰؑ کو ملے جن کے ذریعہ وہ تمام معجزات دکھاتے رہے۔ اور بہتّر نام خدا نے ہم کو تعلیم فرمائے ہیں۔ ایک اپنی ذات سے مخصوص رکھا ہے وہ کسی کو نہیں سکھایا۔ [1]

اُنہی حضرت سے بسند صحیح منقول ہے کہ فرمایا کہ خدا سے ڈرو اور ایک دوسرے پر حسد مت کرو۔ بیشک حضرت کی شریعت میں سے آپ کی سیاحت اور زمین میں گھومنا پھرنا بھی تھا۔ ایک مرتبہ آپ سیر و سیاحت کے لئے نکلے آپ کے اصحاب میں سے ایک چھوٹے قد کے صحابی آپ کے ساتھ تھے جو کبھی آپ سے جدا نہیں ہوتے تھے۔ راستہ میں دریا حائل ہوا حضرت نے بسم اللہ کہا اور یقین کامل کے ساتھ دریا میں پانی کے اوپر روانہ ہوگئے۔ اُس صحابی نے بھی بسم اللہ کہا اور یقین درست کے ساتھ پانی پر قدم رکھا اور حضرت کے پیچھے چلنے لگا اور حضرت کے پاس پہنچ گیا تو اُس کے نفس میں عجُب (ایک طرح کا فخر) پیدا ہوا کہ عیسیٰؑ روح اللہ ہیں اور پانی پر چل رہے ہیں اور میں بھی چل رہا ہوں تو وہ مجھ پر کیا فضیلت و زیادتی رکھتے ہیں یہ خیال آتے ہی وہ غرق ہوگیا اور عیسیٰؑ سے فریاد کی۔ آپ نے اُس کا ہاتھ پکڑ کر پانی سے نکالا پھر اُس سے پوچھا کہ اے ٹھنگنے تیرے دل میں کیا بات پیدا ہوئی جو اس مصیبت میں گرفتار ہوا۔ اُس شخص نے جو کچھ دل

حسد کی مذمت اور اس کا انجام۔ ایک صحابی عیسیٰؑ کا قصہ جو حسد کے سبب پانی میں ڈوبنے لگا۔

[1] یعنی دو نام بھی جو حضرت عیسیٰؑ کو ملے سب ملا کر ستّر نام تعلیم فرمائے۔ مترجم

میں گذرا تھا بیان کیا۔ آپ نے فرمایا کہ تو اپنے نفس کو اس طرف لے گیا جس طرف خدا نے تجھ کو نہیں رکھا تھا اور اُس مرتبہ کا دعوےٰ کیا جو تیرے مرتبہ سے بلند ہے اس سبب سے خدا نے تجھ کو دشمن رکھا پس توبہ کر اس شخص نے توبہ کی اور اپنے سابقہ مرتبہ پر واپس آیا۔ امام نے فرمایا کہ خدا سے توبہ کرو اور ایک دوسرے پر حسد مت کرو۔

دوسری معتبر حدیث میں فرمایا کہ ایک روز حضرت عیسیٰؑ ایک جماعت کی طرف گذرے جو خوشی و شادمانی سے شور و غل مچا رہے تھے۔ پوچھا کیوں اس قدر خوش و مسرور ہو رہے ہو کہا آج فلاں کی لڑکی سے فلاں شخص کے لڑکے کی شادی ہے فرمایا آج اس قدر شاد و خرّم ہو رہے ہو کل نوحہ و ماتم کرو گے کسی شخص نے پوچھا۔ اے خدا کے پیغمبر کیوں کل ایسا ہوگا فرمایا کہ وہ لڑکی آج رات کو مر جائے گی۔ تو جو لوگ حضرت پر ایمان لائے تھے انہوں نے کہا سچ فرماتے ہیں اور منافقوں نے کہا کیا بات ہے کل کچھ دور نہیں معلوم ہو جائیگا کہ وہ جھوٹے ہیں۔ دوسرے روز وہ سب اس کے دروازہ پر گئے اور لڑکی کا حال دریافت کیا معلوم ہوا کہ زندہ ہے تو حضرت کے پاس آئے اور کہنے لگے اے روح اللہ کل آپ نے فرمایا تھا کہ وہ لڑکی مر جائے گی مگر وہ زندہ ہے حضرت نے فرمایا کہ خدا جو چاہتا ہے کرتا ہے۔ اچھا آؤ چلو دیکھیں جب دروازہ پر پہنچ کر پکارا اُس لڑکی کا شوہر باہر آیا۔ حضرت عیسیٰؑ نے فرمایا کہ اجازت دو ہم تمہاری زوجہ سے کچھ پوچھنا چاہتے ہیں۔ وہ اپنی زوجہ کے پاس آیا اور کہا حضرت عیسیٰؑ ایک جماعت کے ساتھ آئے ہیں۔ اور چاہتے ہیں کہ تم سے کچھ باتیں کریں۔ اُس لڑکی نے چادر اوڑھ لی اور اپنے کو چھپا لیا پھر حضرت عیسیٰؑ کو بلایا۔ آپ نے اُس سے پوچھا کہ کل شب تو نے کون سا کام کیا تھا اُس نے کہا کوئی کام نہیں سوائے اس کے جو ہمیشہ کرتی ہوں کہ ہر شب جمعہ ایک سائل میرے پاس آتا ہے اور میں اُسے اتنا دے دیتی ہوں کہ دوسرے جمعہ تک اس کو کافی ہوتا ہے۔ چونکہ کل رات میری شادی کی وجہ سے میرے گھر کے لوگ بھی سب کے سب مشغول تھے وہ سائل آیا اور بہت پکارا مگر کسی نے اُس کی آواز نہیں سُنی لیکن میں اُٹھی اور اس طرح سے کہ مجھے کسی نے پہچانا نہیں اور جا کر اُس سائل کو دے آئی حضرت نے فرمایا کہ اچھا اپنے بستر سے اُٹھ کر الگ ہو جا۔ وہ ہٹ گئی اور بستر جھاڑا گیا تو ایک سانپ شاخ خرما کی مانند اپنے دانتوں میں اپنی دم پکڑے ہوئے نکلا۔ حضرت نے فرمایا کہ کل رات جو تو نے صدقہ دیا اُس کے سبب سے

خدا نے تجھ سے اس بلا کو دُور کر دیا اور تیری موت کو ٹال دیا۔

دوسری روایت میں ابن عباس سے منقول ہے کہ ایک روز حضرت عیسیٰؑ بیت المقدس کی گھاٹی میں تھے کہ شیاطین آئے اور آپ کو آزار پہنچانے کی کوشش کرنے لگے خدا نے حضرت جبرئیلؑ کو حکم دیا کہ اپنے داہنے پر سے شیاطین کو ماریں اور آگ میں ڈالدیں۔ حضرت جبرئیلؑ نے بموجب حکم عمل کیا اور حضرت عیسیٰؑ کو اُن کے ضرر سے محفوظ رکھا۔

ابن بابویہ نے دوسری روایت میں ابن عباس سے روایت کی ہے کہ جب حضرت عیسیٰؑ کی عمر تیس سال ہو گئی ایک روز بیت المقدس کے عقبہ (گھاٹی) میں تھے جس کو عقبۂ رفیق کہتے ہیں تو ابلیس علیہ اللعن آپ کے پاس آیا اور کہا آپ ہی کی خدائی بہت بلند ہے کہ گہوارہ میں آپ نے کلام کیا آپ نے فرمایا اے ابلیس بلکہ خداوند عالم بزرگ و برتر ہے جس نے مجھے گہوارہ میں کلام کی طاقت عطا فرمائی اگر وہ چاہے تو گنگ کر سکتا ہے پھر اُس ملعون نے کہا کہ آپ ہی وہ بزرگ خدا ہیں جو مٹی سے پرندہ بنا کر اُس میں پھونک دیتے ہیں تو دراصل طائر بن جاتا ہے۔ عیسےٰؑ نے فرمایا کہ عظمت مخصوص اُس خدا کے لئے ہے جس نے مجھے خلق کیا ہے اور اُس طائر کو میرے ہاتھ سے خلق کرا دیتا ہے۔ پھر اُس ملعون نے کہا آپ ہی وہ ہیں جس کی عظیم خدائی اس مرتبہ کی ہے کہ بیماروں کو شفا بخشتے ہیں۔ عیسےٰؑ نے کہا بلکہ خدائی اسی کے لئے مخصوص ہے کہ اُس کی اجازت سے بیماروں کو شفا دیتا ہوں اگر وہ چاہے خود مجھ کو بیمار کر دے پھر ابلیس نے کہا آپ ہی ہیں کہ اپنی خدائی کی عظمت سے مُردوں کو زندہ کرتے ہیں عیسیٰؑ نے کہا بلکہ بزرگی اسی خدا کے لئے مخصوص ہے جس کے حکم سے مردوں کو زندہ کرتا ہوں اور میں نے جس کو زندہ کیا ہے اس کو اور مجھ کو وہ خدا مردہ کر دے گا اور وہ خود باقی رہے گا۔ ابلیس نے پھر کہا آپ ہی وہ ہیں جس کی خدائی کی بلندی اس مرتبہ پر پہنچی ہے کہ پانی پر چلتے ہیں اور آپ کے قدم تر نہیں ہوتے اور پانی کے اندر نہیں جاتے۔ حضرت نے فرمایا بلکہ بزرگی خدا ہی کی ہے کہ جس نے پانی کو میرا تابع بنایا اگر وہ چاہے مجھے غرق کر دے پھر اُس ملعون نے کہا اے عیسےٰؑ آپ ہی وہ ہیں کہ ایک روز ایسا آئے گا کہ تمام آسمان و زمین اور جو کچھ اُن میں ہے سب آپ کے قدموں کے نیچے ہو گا اور آپ سب

ابلیس کا حضرت عیسیٰؑ کے پاس آ کر آپ کی تعریف میں خدا کہنا

کے اوپر ہوں گے اور امور خلائق کا انتظام کریں گے۔ اور لوگوں کو روزی تقسیم فرمائیں گے۔ اُس کی یہ باتیں حضرت پر بہت سخت گذریں اور فرمایا سُبْحَانَ اللہِ مِلَاءَ سَمٰوَاتِہٖ وَاَرْضِہٖ وَمِدَادَ کَلِمَاتِہٖ وَزِنَۃَ عَرْشِہٖ وَرِضَا نَفْسِہٖ یعنی پاک ہے وہ خدا اُن تمام باتوں سے جو تو کہتا ہے میں اس قدر اس کی پاکی بیان کروں گا کہ اس کی زمین و آسمان بھر جائیں اور روشنائی جس سے اس کے علوم نامتناہی لکھے جاتے ہیں۔ (اگر لکھے جائیں تو) ختم ہو جائے اور (ان پاکیزگی کے بیانات کا) وزن اس کے عرش کے برابر ہو جائے جس سے وہ راضی ہو۔ جب ابلیس نے آپ کے یہ کلمات سُنے تو بھاگا اور دریائے اخضر میں کود گیا۔ ایک جنّیہ عورت دریا کے کنارے جا رہی تھی اس کی نگاہ شیطان پر پڑی کہ وہ ایک سنگ سخت پر سجدہ میں پڑا ہے اور اس کی منحوس آنکھوں سے آنسو اُس کے نحس چہرے پر جاری ہیں اُس عورت نے نہایت تعجب سے اُس کو دیکھا اور کہا اے ابلیس تجھ پر وائے ہو اس قدر سجدہ کو طول دینے سے تو کیا امید رکھتا ہے اُس نے کہا کہ مرد صالح کی نیک بیٹی مجھے امید ہے کہ جب خداوند عالم اپنی قسم کی وجہ سے مجھے جہنم میں ڈال دے گا اپنی رحمت سے اُس کے بعد مجھے جہنم سے آزاد کر دے گا۔

بسند معتبر حضرت صادقؑ سے منقول ہے کہ عیسیٰؑ شام کے ایک پہاڑ پر تشریف لے گئے جس کو اریحا کہتے ہیں۔ آپ کے پاس بادشاہ فلسطین کی صورت میں شیطان آیا اور کہا اے روح اللہ آپ مردوں کو زندہ کرتے ہیں اندھوں اور مبروص کو شفا بخشتے ہیں۔ ذرا اپنے کو اس پہاڑ سے نیچے گرا (کر دکھا) دیجئے آپ نے فرمایا کہ میں سب کچھ حکم خدا سے کرتا ہوں اور اس بات کا اُس نے مجھے حکم نہیں دیا ہے۔

بسند صحیح پھر اُنہی حضرت سے منقول ہے کہ ایک مرتبہ مکار ابلیس حضرت عیسےٰ کے پاس آیا اور بولا کہ آپ ہی دعویٰ کرتے ہیں کہ مُردوں کو زندہ کرتا ہوں۔ فرمایا ہاں اُس نے کہا اگر آپ سچے ہیں تو اس دیوار سے اپنے کو گرا دیجئے (اور زندہ رہ جائیے تو جانوں) آپ نے فرمایا تجھ پر افسوس ہے۔ بندۂ تابع حکم خدا کو لازم نہیں کہ خود (اپنی مرضی سے) اپنی ذات پر تجربہ کرے۔ پھر ابلیس نے کہا کہ آیا آپ کا پروردگار قادر ہے کہ تمام دنیا کو ایک انڈے میں سمو دے بغیر اس

کے کہ دنیا چھوٹی ہو یا انڈا بڑا ہو حضرت عیسٰیؑ نے فرمایا خداوند تعالیٰ عجز اور ناتوانی سے موصوف نہیں ہوتا اور جو کچھ تو کہتا ہے وہ محال ہے ایسا نہیں ہوسکتا اور ایسا نہ ہوتا اُس کے کمال قدرت کے خلاف نہیں ہوسکتا۔

دوسری معتبر حدیث میں امام محمد باقرؑ سے منقول ہے کہ ایک روز حضرت عیسٰیؑ نے ابلیس ملعون کو دیکھا اور اُس سے پوچھا کہ کیا تیرے مکر کے جالوں میں سے کوئی جال مجھ تک بھی پہنچا ہے اُس نے کہا میں آپ کے ساتھ کیا مکر کر سکتا ہوں حالانکہ آپ کی نانی معظمہ نے جبکہ آپ کی والدہ جناب مریمؑ پیدا ہوئیں تو دُعا کی تھی۔ کہ خداوندا میں اس کو اور اس کی ذریت کو شیطان رجیم کے شر سے تیری پناہ میں دیتی ہوں (تو اس کو محفوظ رکھنا) اور آپ اُنہی کی ذریت میں سے ہیں۔ بعض کتابوں میں ہے کہ جب مریمؑ مصر میں آئیں حضرت عیسٰیؑ بچہ تھے۔ وہ ایک دہقان کے گھر میں ٹھہریں کیونکہ وہ دہقان فقیروں اور مسکینوں کو بہت دوست رکھتا تھا اور ان کی پرورش کیا کرتا تھا۔ ایک روز دہقان کا کچھ مال گم ہوگیا اُس نے غریبوں کو جو اس کے گھر میں تھے متہم کیا۔ حضرت مریمؑ کو بہت رنج ہوا۔ حضرت عیسٰیؑ نے اپنی ماں کو غمگین دیکھا تو کہا اے مادر مہربان کیا آپ چاہتی ہیں کہ میں بتادوں کہ دہقان کا سامان کسی نے لیا ہے فرمایا ہاں حضرت عیسٰیؑ نے کہا وہ اندھا اور وہ اپاہج باہم شریک ہیں اور مال چُرا لے گئے ہیں۔ جب اُس اندھے سے کہا گیا کہ اُس اپاہج کو اُٹھائے۔ اُس نے کہا میں نہیں اُٹھا سکتا حضرت عیسٰیؑ نے فرمایا کل رات مال چراتے وقت اس کو کس طرح اٹھایا (اور لیگیا تھا) آج نہیں اُٹھا سکتا؟ تو ان دونوں نے اقرار کیا اور دوسرے اس الزام سے بری ہوئے۔ دوسرے روز کچھ اور مہمان دہقان کے یہاں آئے۔ دہقان کے گھر میں پانی نہ تھا وہ فکرمند تھا حضرت عیسٰیؑ یہ دیکھ کر اُس کے حجرہ میں گئے جس میں گھڑے اور مٹکے خالی رکھے ہوئے تھے۔ آپ نے اپنا ہاتھ اُن پر پھیرا اور سب پانی سے لبریز ہوگئے اُس وقت آپ بارہ سال کے تھے۔

منقول ہے کہ ایک روز بچپن میں آپ کچھ لڑکوں کے ساتھ کھڑے تھے کہ ایک لڑکے نے ایک بچہ کو مار ڈالا اور حضرت عیسٰیؑ کے پیروں کے قریب لا کر ڈال دیا۔ اُس کے اعزا نے آکر دیکھا تو حضرت عیسٰیؑ کو پکڑ کے حاکم کے پاس لے گئے اور کہا اس لڑکے نے ہمارے لڑکے کو مار ڈالا ہے۔ حاکم نے پوچھا تو حضرت عیسٰیؑ نے کہا میں نے نہیں مارا ہے۔ حاکم نے چاہا کہ ان کو سزا دے تو آپ نے فرمایا کہ اس

لڑکے کو میرے پاس لاؤ میں اُس سے پوچھوں کہ اس کو کس نے قتل کیا ہے۔ وہ مُردہ لڑکا لایا گیا حضرت نے دعا کی خدا نے اس کو زندہ کر دیا آپ نے پوچھا تجھ کو کس نے قتل کیا ہے اُس نے اپنے قاتل کو بتایا بنی اسرائیل نے اس سے پوچھا کہ یہ شخص جو تیرے پاس کھڑا ہے کون ہے کہا عیسٰیؑ بن مریمؑ۔ اور پھر گرا اور مر گیا۔

روایت ہے کہ حضرت مریمؑ نے جناب عیسٰیؑ کو ایک رنگریز کے سپرد کیا۔ کہ رنگسازی سکھائے۔ رنگریز کے پاس بہت سے کپڑے رنگنے کے واسطے جمع تھے اُسے ایک کام درپیش ہو گیا اور وہ حضرت عیسٰیؑ کو یہ بتا کر چلا گیا کہ فلاں فلاں کپڑے جن کے دھاگے جس رنگ کے میں نے رنگ دیئے ہیں انہی رنگوں میں رنگنا میں ابھی آتا ہوں۔ حضرت عیسٰیؑ نے تمام کپڑوں کو ایک ہی رنگ کے برتن میں ڈال دیا۔ رنگریز نے واپس آ کر پوچھا تو آپ نے فرمایا تمام کپڑے فلاں ظرف میں ہیں وہ غصہ ہو کر بولا تم نے سب کپڑوں کو بیکار و برباد کر دیا۔ آپ نے فرمایا گھبراؤ نہیں اور اُٹھے اور کپڑوں کو برتن سے باہر نکالا تو رنگریز کی خواہش کے مطابق ہر کپڑا مختلف رنگوں میں رنگا ہوا نکلا۔ رنگریز متعجب ہوا اور اس نے سمجھا کہ آپ پیغمبر ہیں اور ایمان لایا۔ پھر جب مریمؑ حضرت عیسٰیؑ کو واپس لے کر شام میں پہنچیں تو ایک قریہ میں جس کو ناصرہ کہتے تھے قیام فرمایا اُسی کی جانب نصاریٰ منسوب ہیں اور حضرت عیسٰیؑ علیہ السّلام نے خلق کی ہدایت اور خدا کی رسالت کی تبلیغ شروع کی۔

فصل سوم

حضرت عیسٰیؑ کی تبلیغ رسالت اور آپ کا اپنی جانب سے اطراف وجوانب میں ہدایت خلق کے لئے پیغامبروں کو بھیجنا اور حضرت کے حواریوں کے حالات۔

حق تعالیٰ فرماتا ہے۔ وَاضْرِبْ لَهُمْ مَّثَلًا اَصْحٰبَ الْقَرْيَةِ ۘ اِذْ جَآءَهَا الْمُرْسَلُوْنَ ۚ اے ہمارے حبیب ان کے لئے قریہ انطاکیہ کے رہنے والوں کی مثال بیان کرو جس وقت حضرت عیسٰیؑ کے بھیجے ہوئے پیغامبران کے پاس آئے۔ اِذْ اَرْسَلْنَآ اِلَيْهِمُ اثْنَيْنِ فَكَذَّبُوْهُمَا فَعَزَّزْنَا بِثَالِثٍ فَقَالُوْٓا اِنَّآ اِلَيْكُمْ مُّرْسَلُوْنَ ۝ جس وقت ہم نے دو (ہدایت کرنے والوں) کو ان کی جانب بھیجا اور لوگوں نے ان دونوں کی تکذیب کی تو ہم نے تیسرے رسول سے ان دونوں کی مدد کی تو ان دونوں نے کہا کہ ہم تمہاری طرف رسول عیسٰیؑ ہیں بعض کا قول ہے کہ وہ دونوں یوحنّاؑ اور شمعونؑ تھے اور تیسرے یونسؑ

تھے اور بعض کہتے ہیں کہ تیسرے شمعونؑ تھے اور بعض کا بیان ہے کہ وہ پہلے دونوں صادق اور صدوق تھے اور تیسرے سلوم تھے۔

شیخ طبرسی اور ثعلبی اور مفسروں کی ایک جماعت نے روایت کی ہے کہ حضرت عیسیٰؑ نے دو رسول شہر انطاکیہ میں بھیجے کہ وہاں کے لوگوں کو ہدایت کریں۔ جب وہ شہر کے نزدیک پہنچے ایک مرد پیر کو چند گوسفند چراتے ہوئے دیکھا۔ وہ حبیب نجار مومن آل یاسین تھے۔ ان دونوں نے ان کو سلام کیا۔ حبیب نے پوچھا آپ لوگ کون ہیں۔ انہوں نے کہا ہم حضرت عیسٰےؑ کے فرستادہ ہیں وہ بتوں کی عبادت کے بدلے خدا کی عبادت کی جانب دعوت دیتے ہیں۔ حبیب نے کہا کوئی نشانی بھی رسول ہونے کی رکھتے ہو انہوں نے کہا ہاں ہم بیماروں کو شفا دیتے ہیں اندھوں اور مبروص لوگوں کو اچھا کر دیتے ہیں۔ حبیب نے کہا میرا لڑکا برسوں سے بیمار ہے اس کو اچھا کر دو۔ انہوں نے کہا ہم کو وہ لڑکا دکھاؤ حبیب ان کو اپنے گھر لے گئے ان دونوں نے اپنے ہاتھ لڑکے کے جسم پر پھیرے وہ اُسی وقت بقدرت خدا صحتیاب ہو کر اُٹھ کھڑا ہوا۔ یہ خبر شہر میں مشہور ہو گئی اور بہتیرے بیمار آ آ کر شفایاب ہوئے۔ جب یہ خبر ان کے بادشاہ کو پہنچی جس کو شلاخن کہتے تھے وہ روم کے بادشاہوں میں سے تھا اور بت کی پرستش کرتا تھا اُس بادشاہ نے ان دونوں رسولانِ عیسٰےؑ کو بلایا اور پوچھا تم کون لوگ ہو انہوں نے کہا ہم لوگ حضرت عیسیٰؑ کے فرستادہ ہیں۔ اس نے کہا تمہارے پاس کیا معجزہ ہے۔ کہا خدا کے حکم سے اندھے اور مبروص کو شفا بخشتے ہیں اُس نے کہا تم کو کس واسطے بھیجا ہے کہا اس لئے کہ ہم تجھ کو بتوں کی عبادت سے منع کریں جو نہ سنتے ہیں نہ دیکھتے ہیں اور تجھ کو اُس خدا کی عبادت کا حکم دیں جو سنتا اور دیکھتا ہے بادشاہ نے کہا شاید تمہارا خدا ان بتوں کے علاوہ کوئی اور ہے انہوں نے کہا ہاں وہ ہے جس نے تجھ کو اور تیرے خداؤں کو پیدا کیا ہے۔ اُس نے کہا اچھا اس وقت تو تم لوگ جاؤ میں تمہارے معاملہ میں غور کروں گا۔ غرضکہ وہ لوگ وہاں سے چلے آئے اور شہر میں تبلیغ کرتے رہے بادشاہ نے پھر حکم دیا تو وہ دونوں قید کر لئے گئے۔

علی بن ابراہیم وغیرہ نے بسند معتبر و حسن امام محمد باقرؑ سے روایت کی ہے کہ حضرت نے ان آیات کی تفسیر میں فرمایا کہ خدا نے دو اشخاص کو انطاکیہ والوں کی

حضرت عیسیٰؑ کے دو رسولوں اور حبیب نجار کا قصہ جو اپنا ایمان چھپائے ہوئے تھے

جانب مبعوث فرمایا ان دونوں رسولوں نے ان باتوں کے کہنے میں سبقت کی جن
کے وہ لوگ منکر تھے تو ان لوگوں نے اُن رسولوں پر سختی و زیادتی کی اور اپنے
بتخانہ میں ان کو قید کر دیا پھر خدا نے ایک تیسرے رسول کو بھیجا۔ وہ جب
شہر میں داخل ہوئے تو لوگوں سے کہا مجھے اپنے بادشاہ کے پاس لے چلو۔ وہ
لوگ ان کو لئے ہوئے بادشاہ کے محل کے دروازہ پر پہنچے تو رسول نے کہا
میں جنگل میں عبادت کیا کرتا تھا چاہتا ہوں کہ تمہارے بادشاہ کے پروردگار کی
عبادت کروں۔ لوگوں نے یہ خبر بادشاہ کو پہنچائی اس نے حکم دیا کہ ان کو بتخانہ
میں لے جاؤ تاکہ وہ ہمارے خدا کی پرستش کریں۔ چنانچہ وہ بت خانہ میں
پہنچا دیئے گئے اور ایک سال تک پہلے دو پیغمبروں کے ساتھ بت خانہ میں رہے
اور خدا کی عبادت کیا کرتے تھے۔ مختصر یہ کہ جب وہ رسول سوم ان سابق رسولوں
کے پاس پہنچے تو کہا کہ آپ لوگ اس طرح سختی اور درشتی کے ساتھ لوگوں کو اُن
کے دین سے پھیر کر ایک نئے دین میں لانا چاہتے ہیں۔ آپ لوگوں نے محبت و نرمی
سے کیوں کام نہ لیا۔ پھر اُن سے کہا کہ آپ لوگ یہ ظاہر نہ کیجئے گا کہ مجھے پہچانتے ہیں
پھر وہ بادشاہ کی بزم میں پہنچے بادشاہ نے کہا میں نے سُنا کہ آپ نے میرے خدا
کی عبادت کی تو آپ دین میں میرے بھائی ہیں اور آپ کی رعایت مجھ پر لازم ہے۔
آپ کی جو حاجت ہو بیان کیجئے انہوں نے کہا اے بادشاہ میری کوئی حاجت
نہیں ہے لیکن میں نے دو شخصوں کو بت خانہ میں دیکھا ہے وہ کون ہیں۔ بادشاہ
نے کہا کہ یہ دونوں اشخاص آئے تھے کہ میرے دین کو باطل کریں اور مجھے
خدائے آسمانی کی عبادت کی جانب دعوت دیتے تھے۔ پیغمبر نے کہا اے بادشاہ
بہتر ہے کہ ہم اُن سے مناسب طریقہ سے مباحثہ کریں اگر حق ان کے ساتھ ثابت
ہو جائے تو ہم ان کی متابعت کریں اور حق ہمارے ساتھ ثابت ہو جائے تو وہ
ہمارے دین میں داخل ہو جائیں جو رعایتیں اور آسانیاں ہمارے لئے ہیں اُن کے
لئے بھی ہوں گی۔ بادشاہ نے منظور کیا اور ان کو بتخانہ سے بلوایا۔ وہ لوگ آئے
تو تیسرے پیغمبر نے ان دونوں سے پوچھا آپ لوگ اس شہر میں کیوں آئے ہیں۔
انہوں نے جواب دیا کہ اس لئے ۔ ۔ ۔ کہ بادشاہ کو اُس خدا کی عبادت کی
طرف بلائیں جس نے زمین و آسمان کو پیدا کیا ہے اور رحم مادر میں (لڑکا یا لڑکی)
جو چاہتا ہے خلق کرتا ہے اور جیسی صورت چاہتا ہے بناتا ہے۔ اُس نے

درختوں کو اُگایا پھلوں کو پیدا کیا ہے۔ وہی آسمان سے پانی برساتا ہے۔ اس تیسرے رسول نے کہا کہ کیا تمہارا خدا اس بات پر قادر ہے کہ اندھے کو بینا کر دے انہوں نے کہا ہم دعا کریں گے اگر وہ چاہے گا تو بینا کر دے گا۔ رسول سوئم نے بادشاہ سے کہا کہ کسی اندھے کو بلوائیے جو کبھی نہ دیکھ سکا ہو۔ غرضکہ ایک مادرزاد اندھا لایا گیا تو اُن دونوں رسولوں سے کہا کہ اب آپ دعا کیجئے کہ خدا اس کو دیکھنے والا کر دے اگر آپ اپنے دعوے میں سچے ہیں۔ وہ دونوں حضرات اُٹھے دو رکعت نماز پڑھ کر خدا سے دعا کی اُسی وقت اُس کی آنکھیں روشن ہوگئیں اور اس نے آسمان کو دیکھا۔ پھر رسول سوم نے کہا اے بادشاہ دوسرے مریض کو بلوائیے۔ پھر ایک اور مریض بھی لایا گیا تو خود رسول سوئم نے سجدہ کیا اور دعا کی وہ اندھا بھی بینا ہو گیا۔ پھر بادشاہ سے کہا کہ انہوں نے اگر ایک حجت اور ایک دلیل ہم پر قائم کی تو ہم نے بھی اُسی کے ایسی ایک دلیل قائم کر دی اب کسی ایسے شخص کو بلوائیے جو اپاہج ہو حرکت نہ کر سکتا ہو۔ ایک ایسا مریض بھی لایا گیا تو رسول سوم نے کہا آپ لوگ دعا کیجئے کہ خدا اس کو شفا بخشے ان دونوں رسولوں نے پھر نماز پڑھی اور دعا کی خدا نے اُسے بھی صحتیاب فرمایا اور وہ اُٹھ کھڑا ہوا اور چلنے لگا۔ پھر رسول سوم نے کہا اے بادشاہ ایک اور اپاہج کو طلب فرمائیے۔ جب وہ لایا گیا تو خود دعا کی وہ بھی شفایاب ہو گیا۔ پھر بادشاہ سے فرمایا کہ ان حضرات نے دو حجتیں قائم کیں۔ ہم نے بھی اُنہی کے ایسی دو حجتیں قائم کر دیں اب ایک بات رہ گئی ہے اگر یہ لوگ اس کو پوری کر دیں تو میں ان کے دین میں شامل ہو جاؤں گا۔ اے بادشاہ میں نے سُنا ہے کہ آپ کے ایک لڑکا تھا جو مر گیا۔ اگر یہ لوگ اُس کو زندہ کر دیں تو میں ان کے دین کو قبول کر لوں گا۔ بادشاہ نے کہا پھر تو میں بھی ان کے دین کو قبول کر لوں گا اور ایمان لاؤں گا۔ پھر ان سے کہا کہ ایک بات بس باقی ہے بادشاہ کا لڑکا جو مر چکا اور دفن ہو چکا ہے اس کو آپ زندہ کر دیں تو ہم آپ کے دین میں داخل ہو جائیں گے۔ یہ سُن کر وہ دونوں رسولانِ خدا سجدہ میں گئے اور ذکر الٰہی میں طول دیا پھر سر سجدہ سے اُٹھایا اور کہا اے بادشاہ لڑکے کی قبر کی جانب کچھ لوگوں کو بھیجئے انشاء اللہ آپ کا لڑکا قبر سے زندہ ہو کر باہر آ چکا ہو گا۔ یہ سُن کر لوگ شہزادے کی قبر پر دوڑے ہوئے گئے دیکھا کہ وہ قبر سے باہر آ کر اپنے سر سے مٹی اور غبار جھاڑ رہا ہے۔ لوگ اس کو بادشاہ کے

پاس لائے۔ بادشاہ نے اس کو پہچانا اور پوچھا اے فرزند تیرا کیا حال ہے اُس نے کہا میں تو مر چکا تھا میں نے دیکھا کہ ابھی ابھی دو اشخاص میرے پروردگار کی بارگاہ میں سجدے میں سر رکھے ہوئے خدا سے میرے زندہ ہونے کی دعا کر رہے تھے تو خدا نے ان کی دعا قبول کی اور مجھے زندہ کر دیا۔ بادشاہ نے کہا اے فرزند اگر ان کو تو دیکھے تو پہچان سکتا ہے اُس نے کہا ہاں بادشاہ ایک گروہ کے ساتھ جنگل میں گیا اور لڑکے کو کھڑا کیا۔ ایک ایک شخص کو اس کے سامنے گذارتا اور پوچھتا کہ یہ ہے وہ کہتا کہ نہیں یہاں تک کہ سیکڑوں کے بعد اُن دونوں رسولوں میں ایک کو سامنے لائے لڑکے نے دیکھتے ہی کہا ہاں اُن میں سے ایک یہ بزرگ ہیں اُس کے بعد پھر ایک کثیر جماعت اُس کے سامنے سے گذاری گئی ہر ایک کو دیکھتا اور کہہ دیتا کہ وہ نہیں یہاں تک کہ وہ دوسرے رسول بھی لائے گئے تو لڑکے نے پہچان لیا اور کہا دوسرے بزرگ یہ ہیں۔ یہ دیکھ کر رسول سوم نے کہا میں آپ کے خدا پر ایمان لایا اور جان لیا کہ جو پیغام آپ لائے ہیں وہ حق ہے بادشاہ بھی ایمان لایا اور اس کے اہل مملکت سب ایمان لائے اور مسلمان ہو گئے۔

ابن بابویہ اور قطب راوندی نے جناب امام جعفر صادقؑ سے روایت کی ہے کہ حضرت عیسیٰؑ نے جب چاہا کہ اپنے اصحاب کو رخصت کریں ان کو جمع کیا اور حکم دیا کہ کمزوروں کی ہدایت پر متوجہ ہوں اور بادشاہوں اور جباروں سے تعرض نہ کریں۔ ان میں سے دو شخصوں کو انطاکیہ کی جانب روانہ کیا وہ لوگ وہاں اُس روز پہنچے جس روز ان کی عید تھی۔ ان دونوں اشخاص نے دیکھا کہ اُس شہر کے لوگوں نے بت خانوں کو کھولا ہے اور اپنے بتوں کی پرستش کرتے ہیں تو ان دونوں نے ابتدا کی سختی اور ملامت سے تو اُس شہر والوں نے ان کو پکڑ کر زنجیر میں جکڑ دیا اور قید خانہ میں ڈال دیا۔ شمعونؑ کو یہ خبر پہنچی تو وہ انطاکیہ میں آئے چند تدبیروں اور کوششوں کے بعد زندان میں پہنچے اور ان دونوں رسولوں سے فرمایا کہ کیا تم کو نہیں بتایا گیا تھا کہ تم سرکشوں اور جباروں سے متعرض نہ ہونا پھر اُن کے پاس سے باہر آئے اور کمزوروں اور غریبوں سے ملتے اور ہدایت کی تھوڑی تھوڑی باتیں اُن سے کرتے۔ وہ لوگ اپنے سے قوی لوگوں کو بتاتے اور ان کی باتوں کو پوشیدہ رکھتے یہاں تک کہ ایک مدت کے بعد بادشاہ کے

کانوں تک یہ آواز پہنچی۔ بادشاہ نے پوچھا کب سے وہ آدمی ہمارے شہر میں ہے لوگوں نے کہا دو مہینے سے۔ بادشاہ نے حکم دیا کہ میری مجلس میں اس کو حاضر کرو۔ وہ بادشاہ کے پاس بلائے گئے۔ بادشاہ نے ان کو دیکھا اور ان سے باتیں کیں۔ پھر تو ان کو بہت دوست رکھنے لگا اور حکم دیا کہ جب تک میں دربار میں رہوں ان کو میرے پاس رہنا چاہیئے۔ ایک روز بادشاہ نے ایک ہولناک خواب دیکھا اور شمعونؑ سے بیان کیا۔ حضرت شمعونؑ نے نیک تعبیر دی وہ خوش ہوا۔ پھر ایک مرتبہ ایک اور پریشان خواب دیکھا۔ حضرت نے نہایت اچھی تعبیر بیان کی کہ اس کی خوشی اور زیادہ ہوئی۔ غرضکہ ہمیشہ بادشاہ کے پاس رہنے لگے۔ ان کی جانب سے بادشاہ کے دل میں ان کی بڑی منزلت ہو گئی جب ان کو یقین ہو گیا کہ ان کی بات بادشاہ کے دل میں اثر کرتی ہے تو ایک روز بادشاہ سے کہا کہ میں نے سنا ہے کہ دو اشخاص آپ کے قید خانہ میں ہیں جنہوں نے آپ کے دین میں عیب نکالا تھا۔ اس نے کہا ہاں شمعونؑ نے کہا حکم دیجئے کہ ان کو حاضر کیا جائے۔ غرضکہ وہ دونوں حضرات بلائے گئے۔ شمعونؑ نے ان سے پوچھا تمہارا خدا کون ہے جس کی تم پرستش کرتے ہو۔ انہوں نے کہا کہ عالموں کا مالک، پوچھا جو سوال اس سے کیا جائے اسے وہ سنتا ہے؟ اور جو دعا اس سے کی جاتی ہے اس کو قبول کرتا ہے۔ ان دونوں حضرات نے کہا ہاں ضرور سنتا ہے۔ اور دعاؤں کو قبول کرتا ہے۔ شمعونؑ نے کہا کہ میں تمہارے اس دعوے کا امتحان کرنا چاہتا ہوں۔ انہوں نے کہا ضرور امتحان بھی کر لو شمعونؑ نے کہا اگر تم کسی مبروص کے لئے دعا کرو تو خدا اس کو شفا دیدے گا وہ بولے ہاں۔ شمعونؑ نے ایک مبروص کو بلایا اور ان سے کہا کہ اپنے خدا سے دعا کرو کہ اس کو صحت بخشے۔ ان حضرات نے اپنے ہاتھ اس کے جسم پر ملے اور وہ اسی وقت صحتیاب ہو گیا۔ شمعونؑ نے کہا میں بھی ایسا کر سکتا ہوں اور دوسرا مریض لایا گیا شمعونؑ نے اس کے جسم پر اپنا ہاتھ پھیرا وہ بھی فوراً اچھا ہو گیا۔ شمعونؑ نے کہا اچھا ایک بات باقی رہ گئی اگر وہ پوری ہو گئی تو میں تمہارے خدا پر ایمان لاؤں گا۔ پوچھا وہ کیا فرمایا کہ مردہ کو زندہ کر دو گے؟ وہ بولے ہاں (حکم خدا سے مردہ بھی زندہ ہو جائیگا) پھر شمعونؑ نے بادشاہ سے پوچھا کوئی مردہ ایسا بھی ہے جس سے آپ کو کچھ تعلق ہو بادشاہ نے کہا ہاں میرا لڑکا مر گیا ہے۔ حضرت شمعونؑ نے فرمایا اچھا چلئے ہم سب لوگ اس

کی قبر پر چلیں اور دیکھیں ان کے دعوٰی کی حقیقت کو ممکن ہے وہاں یہ رسوا ہو جائیں۔ چنانچہ سب لوگ شہزادے کی قبر پر پہنچے اور اُن دونوں حضرات نے ہاتھ دعا کے لیئے اُٹھائے اور حضرت شمعونؑ نے دل میں دعا کرنی شروع کی۔ دعا کے ساتھ ہی قبر کھُل گئی اور شہزادہ زندہ ہو کر قبر سے باہر آیا۔ بادشاہ نے اُس سے حال دریافت کیا اُس نے کہا میں مُردہ تھا ابھی مجھے کچھ خوف و بے چینی محسوس ہوئی میں نے دیکھا کہ تین آدمی خدا کی بارگاہ میں میرے زندہ ہونے کی دُعا کر رہے ہیں اور وہ تینوں بزرگوار یہی لوگ تھے یہ کہہ کر حضرت شمعونؑ اور ان دونوں رسولوں کی جانب اشارہ کیا۔ اُس وقت حضرت شمعونؑ نے اُن دونوں حضرات سے کہا میں آپ کے خدا پر ایمان لایا۔ بادشاہ بولا میں بھی ایمان لایا بادشاہ کے وزیروں نے بھی کہا ہم لوگ بھی ایمان لائے۔ اسی طرح ہر چھوٹے نے بڑے کی متابعت کی یہاں تک کہ تمام انطاکیہ والے ایمان لائے۔

بسند موثق مثل صحیح کے حضرت امام جعفر صادقؑ سے روایت ہے کہ جب انجیل جناب عیسیٰؑ پر نازل ہوئی اور آپ نے چاہا کہ لوگوں پر حجت تمام کریں۔ ایک شخص کو اپنے اصحاب میں سے بادشاہ روم کی جانب روانہ کیا اور ان کو معجزہ عطا کیا کہ ایسے اندھوں اور مبروص اور بیماروں کو شفایاب کریں جن کے علاج سے اطبا عاجز و مجبور ہوں۔ جب وہ روم میں پہنچے اور لوگوں کے علاج کیئے (اور لوگ شفایاب ہوئے) تو ان کی بڑی شہرت ہوئی۔ بادشاہ کو بھی خبر پہنچی اُس نے ان کو اپنے پاس بلایا اور پوچھا کہ اندھے اور مبروص مریضوں کو اچھا کر سکتے ہو فرمایا ہاں۔ بادشاہ نے ایک مادرزاد اندھے کو طلب کیا جس کی آنکھیں خشک ہو چکی تھیں۔ اُس نے کبھی کوئی چیز دیکھی ہی نہ تھی اور اُن سے کہا اس کی آنکھیں درست کیجئے حضرت عیسیٰؑ کے رسول نے مٹی کی دو گولیاں بنائیں اور آنکھوں کی جگہ پر ان کے حلقوں میں رکھ کر دعا کی وہ فوراً بینا ہو گیا۔ (یہ دیکھ کر) بادشاہ نے ان کو اپنے پہلو میں بٹھایا۔ اپنا مقرب بنا لیا اور فرمایا کہ آپ یہیں قیام فرمائیں اور ہمارے ملک سے کہیں نہ جائیں اور ان کا بڑا اعزاز و اکرام فرمایا۔ پھر حضرت عیسیٰؑ نے ایک دوسرے رسول کو بھیجا اور ان کو مردوں کو زندہ کرنے کی دعا تعلیم فرمائی۔ وہ روم میں پہنچے تو لوگوں سے کہا میں تمہارے بادشاہ کے طبیب سے بھی بہتر ہوں۔ بادشاہ کو یہ خبر معلوم ہوئی تو بہت

غضبناک ہوا۔ اور اُن کے قتل کا حکم دے دیا۔ پہلے رسول نے کہا اس کے قتل میں اتنی جلدی نہ کیجئے اس کو اپنے پاس بلائیے اور اس کا امتحان لیجئے اگر اس کا دعویٰ غلط ثابت ہو تو قتل کر دیجئے تاکہ اس پر حجت ہو۔ الغرض وہ بادشاہ کے سامنے لائے گئے۔ انہوں نے کہا میں مردہ کو زندہ کر سکتا ہوں۔ انہیں ایام میں بادشاہ کا لڑکا مر چکا تھا۔ بادشاہ مع امرا اور تمام اہل مملکت کے ساتھ اُس رسول عیسیٰؑ کو ہمراہ لے کر اپنے بیٹے کی قبر پر گیا اور کہا میرے فرزند کو زندہ کرو۔ انہوں نے دُعا کی۔ اور پہلے رسول نے آمین کہی یہاں تک کہ قبر شگافتہ ہوئی شہزادہ قبر سے نکلا اور بادشاہ کی گود میں آکر بیٹھ گیا۔ بادشاہ نے پوچھا اے فرزند تجھ کو کس نے زندہ کیا اُس نے کہا ان دو مردوں نے اور اشارہ کیا حضرت عیسیٰؑ کے دونوں رسولوں کی طرف اُس وقت وہ دونوں حضرات بولے ہم دونوں حضرت عیسیٰؑ کی طرف سے آپ کی جانب رسول بن کر آئے ہیں اس سے پہلے جتنے رسول جناب مسیح نے بھیجے آپ ان کی باتوں کو نہیں سنتے تھے اور قتل کر دیتے تھے لہٰذا ہم نے اس ترکیب سے ان کی رسالت آپ تک پہنچا دی۔ یہ سُن کر وہ بادشاہ جناب عیسیٰؑ اور اُن کی شریعت پر ایمان لایا۔ غرضکہ حضرت عیسیٰؑ کی تبلیغ و شریعت اسی طرح عام ہوئی یہاں تک کہ خدا کے دشمنوں کا ایک گروہ ان کو خدا اور خدا کا بیٹا کہنے لگا اور یہودیوں نے حضرت کی تکذیب کی اور آپ کو قتل کر دینا چاہا۔

بعض روایتوں میں مذکور ہے کہ جب جناب عیسیٰؑ نے ان دونوں رسولوں کو انطاکیہ روانہ فرمایا وہ دونوں وہاں مدتوں رہے لیکن بادشاہ تک پہنچنے کی صورت نہ ہوئی۔ ایک روز بادشاہ سوار ہو کر محل سے نکلا وہ دونوں حضرات اس کے راستہ پر کھڑے ہو گئے جب سواری بادشاہ کی اُدھر سے گذری۔ انہوں نے اللہ اکبر کہا اور اس کی توحید بیان کی۔ بادشاہ کو یہ سُن کر غصہ آیا اور ان دونوں حضرات کو قید کرنے کا حکم دے دیا اور کہا ہر ایک کو سَو سَو کوڑے مارے جائیں۔ حضرت عیسیٰؑ کو جب یہ خبر معلوم ہوئی تو آپ نے حواریوں کے سرگروہ اور سردار کو جو شمعونؑ الصفا تھے ان کی مدد کے لئے بھیجا۔ جب وہ وہاں پہنچے تو اپنے کو رسول عیسیٰؑ ظاہر نہ کیا اور بادشاہ کے مقربوں سے تعلقات پیدا کئے اور ان کے ذریعہ سے بادشاہ کے دربار میں پہنچے۔ بادشاہ نے ان

کے طور وطریقے کو بہت پسند کیا اور اپنا مقرب بنا لیا۔ (کچھ دنوں کے بعد) حضرت شمعونؑ نے بادشاہ سے کہا میں نے سنا ہے کہ دو اشخاص کو آپ نے قید کر رکھا ہے کیا آپ نے کبھی ان سے کچھ بات بھی کی اور اُن سے کوئی دلیل و حجت بھی طلب کی بادشاہ نے کہا نہیں اس لئے کہ مجھے ان پر غصہ آگیا تھا۔ پھر بادشاہ نے ان دونوں حضرات کو زندان سے طلب کیا۔ حضرت شمعونؑ نے ان سے پوچھا آپ لوگوں کو یہاں کس نے بھیجا ہے انہوں نے کہا اُس خدا نے جس نے ہر شے کو خلق فرمایا ہے۔ اور اپنی خدائی اور حکومت میں کسی کو شریک نہیں رکھتا۔ شمعونؑ نے کہا اُس کے اوصاف بیان کیجئے اور مختصر طور پر کہئے۔ انہوں نے کہا وہ جو چاہتا ہے کرتا ہے اور جو ارادہ کرتا ہے اس کا حکم کرتا ہے۔ شمعونؑ نے کہا تمہارے اس قول کا ثبوت کیا ہے انہوں نے کہا آپ کی خواہش کیا ہے آپ کیا چاہتے ہیں۔ بادشاہ نے ایک لڑکے کو بلایا جس کی آنکھیں نہ تھیں۔ اور آنکھوں کی جگہ پیشانی کی طرح صاف تھی نہ کوئی سوراخ تھا نہ کوئی گڑھا۔ (اور کہا کہ اس کو بینا کیجئے) ان دونوں حضرات نے دُعا کی تو آنکھوں کی جگہ پر دو گڑھے پیدا ہوگئے انہوں نے مٹی کی دو گولیاں بنائیں اور اُن گڑھوں میں رکھا وہ فوراً بینا ہوگئیں اور وہ ہر چیز کو دیکھنے لگا۔ بادشاہ کو تعجب ہوا۔ شمعونؑ نے فرمایا کہ اگر آپ بھی اپنے خدا سے ایسا سوال کرتے اور وہ ایسا کرتا تو وہ آپ کے لئے اور آپکے خدا کے لئے باعث شرف وعزت ہوتا۔ بادشاہ نے کہا میں آپ سے کچھ چھپاتا نہیں۔ میرا خدا جس کی میں پرستش کرتا ہوں نہ سنتا ہے نہ دیکھتا ہے نہ کوئی نفع ونقصان پہنچا سکتا ہے۔ پھر حضرت شمعونؑ نے اُن دونوں حضرات سے کہا کہ اگر آپ کا خدا مردہ کو زندہ کردے تو میں اُس پر ایمان لاؤں گا انہوں نے کہا ہمارا خدا ہر چیز پر قادر ہے۔ بادشاہ نے کہا کہ یہاں ایک میت ایک کسان کے لڑکے کی ہے جس کو میں نے دفن نہیں ہونے دیا۔ ایک ہفتہ سے رکھی ہوئی ہے اُس کے باپ کے آنے تک اس کو زندہ کردو۔ اور وہ میت لائی گئی پھول کر گندہ اور خراب ہوگئی تھی۔ ان دونوں حضرات نے ظاہر بظاہر اور حضرت شمعونؑ نے پوشیدہ دعا شروع کی یہاں تک کہ وہ مردہ زندہ ہو کر اُٹھ بیٹھا اور بولا سات روز سے مرا ہوا ہوں اور مجھ کو آگ کی سات وادی میں داخل کیا تھا میں اُس دین سے جس پر تم لوگ ہو پرہیز کرتا ہوں۔ عالمین کے خدا پر ایمان لاؤ۔ میں نے اس وقت دیکھا

کہ آسمان کے دروازے کھول دیئے گئے ہیں۔ اور ان تینوں اشخاص کے لئے ایک خوش رو جوان کو خدا کے نزدیک سفارش کرتے ہوئے دیکھا اور اشارہ کیا حضرت شمعونؑ اور اُن دونوں رسولانِ عیسیٰؑ کی جانب۔ غرضکہ اُن تینوں حضرات نے حضرت عیسیٰؑ کی رسالت کی تبلیغ فرمائی اور بادشاہ اور چند گروہ ایمان لائے اور کچھ لوگ اپنے کفر پر باقی رہے اور بعض کا قول ہے کہ بادشاہ اور تمام اہل مملکت کفر پر باقی رہے صرف حبیب نجار ایمان لائے اور وہ قتل کر دیئے گئے۔ اس کے بعد کی آیتوں سے بھی ظاہر ہوتا ہے کہ بہت سے لوگ ایمان لائے اور بہت عذاب میں گرفتار ہوئے۔ ممکن ہے کہ آیت کے آخر میں دوسرے قریہ والوں کا حال ہو یا احادیث سے مراد یہ ہو کہ جو لوگ عذاب کے بعد باقی رہے وہ سب ایمان لائے جیسا کہ حق تعالیٰ ارشاد فرماتا ہے۔ قَالُوْا مَآ اَنْتُمْ اِلَّا بَشَرٌ مِّثْلُنَا ۙ وَمَآ اَنْزَلَ الرَّحْمٰنُ مِنْ شَيْءٍ ۙ اِنْ اَنْتُمْ اِلَّا تَكْذِبُوْنَ ﴿۱۵﴾ (سورہ یٰسین) اُس شہر کے لوگوں نے حضرت عیسیٰؑ کے رسولوں سے کہا کہ تم بھی ہماری طرح بشر ہو اور خدا نے کوئی چیز نازل نہیں کی ہے بلکہ تم جھوٹے ہو۔ قَالُوْا رَبُّنَا يَعْلَمُ اِنَّآ اِلَيْكُمْ لَمُرْسَلُوْنَ ﴿۱۶﴾ وَمَا عَلَيْنَآ اِلَّا الْبَلٰغُ الْمُبِيْنُ ﴿۱۷﴾ (سورہ یٰسین) ان رسولوں نے کہا کہ ہمارا پروردگار جانتا ہے کہ بیشک ہم تمہاری جانب مبعوث کئے گئے ہیں۔ اور ہم پر احکام خدا پہنچا دینے کے سوا کچھ فرض نہیں۔ قَالُوْٓا اِنَّا تَطَيَّرْنَا بِكُمْ ۚ لَئِنْ لَّمْ تَنْتَهُوْا لَنَرْجُمَنَّكُمْ وَلَيَمَسَّنَّكُمْ مِّنَّا عَذَابٌ اَلِيْمٌ ﴿۱۸﴾ کافروں نے کہا ہم تم کو اپنے درمیان منحوس سمجھتے ہیں اور اگر تم اپنی باتیں ترک نہ کرو گے تو ہم تم کو ضرور سنگسار کر دیں گے اور تم کو ہمارا دردناک عذاب حاصل ہوگا۔ قَالُوْا طَآئِرُكُمْ مَّعَكُمْ ۭ اَئِنْ ذُكِّرْتُمْ ۭ بَلْ اَنْتُمْ قَوْمٌ مُّسْرِفُوْنَ ﴿۱۹﴾ رسولوں نے کہا کہ تمہارے اعتقادات اور بداعمالیوں کے سبب منحوسیت تو تمہارے ساتھ (لگی ہوئی) ہے کہ ہم تم کو نصیحت کرتے ہیں تو ایسے جوابات دیتے ہو۔ بلکہ تم لوگ حد سے گذرے ہوئے ہو ہی۔ وَجَآءَ مِنْ اَقْصَا الْمَدِيْنَةِ رَجُلٌ يَّسْعٰى قَالَ يٰقَوْمِ اتَّبِعُوا الْمُرْسَلِيْنَ ﴿۲۰﴾ اتَّبِعُوْا مَنْ لَّا يَسْـَٔلُكُمْ اَجْرًا وَّهُمْ مُّهْتَدُوْنَ ﴿۲۱﴾ اور شہر کے کنارے سے ایک شخص دوڑتا ہوا آیا اور بولا اے میری قوم کے لوگو پیغمبروں کی اور خدا کے فرستادہ لوگوں کی پیروی کرو جو تم سے ہدایت

سورہ یٰسین ۱۵ تا ۲۱

کا کچھ اجر نہیں مانگتے اور خود ہدایت یافتہ ہیں۔ بیان کیا جاتا ہے کہ اُس شخص کا نام حبیب نجّار تھا اور جبکہ وہ رسول اُس شہر میں وارد ہوئے سب سے پہلے وہی ان پر ایمان لائے ان کا مکان شہر کے کنارہ پر تھا جب اُنھوں نے سنا کہ ان کی تمام قوم کے لوگوں نے رسولوں کو جھٹلانا شروع کیا اور چاہتے ہیں کہ ان کو مار ڈالیں۔ وہ دوڑے ہوئے آئے اور اپنی قوم کو ان الفاظ میں نصیحت کی۔ لوگ ان کو پکڑ کے بادشاہ کے پاس لے گئے۔ بادشاہ نے پوچھا کیا تم نے پیغمبروں کی متابعت کر لی ہے تو حبیب نے فرمایا۔ وَمَالِيَ لَآ اَعْبُدُ الَّذِيْ فَطَرَنِيْ وَاِلَيْهِ تُرْجَعُوْنَ ﴿۲۲﴾ مجھے کیا ہو گیا ہے جو میں اُس خدا کی عبادت نہ کروں جو مجھ کو عدم سے وجود میں لایا اور تم سب کی بازگشت بھی اُسی کی طرف ہے۔ ءَاَتَّخِذُ مِنْ دُوْنِهٖٓ اٰلِهَةً اِنْ يُّرِدْنِ الرَّحْمٰنُ بِضُرٍّ لَّا تُغْنِ عَنِّيْ شَفَاعَتُهُمْ شَيْـًٔا وَّلَا يُنْقِذُوْنِ ﴿۲۳﴾ اِنِّيْٓ اِذًا لَّفِيْ ضَلٰلٍ مُّبِيْنٍ ﴿۲۴﴾ اِنِّيْٓ اٰمَنْتُ بِرَبِّكُمْ فَاسْمَعُوْنِ ﴿۲۵﴾ کیا میں (اپنے حقیقی) خدا کے سوا ایسے خداؤں کو مانوں کہ اگر میرا مہربان معبود مجھے کچھ ضرر پہنچانا چاہے تو اُن (مصنوعی) خداؤں کی سفارش نہ میرے کچھ کام آسکتی ہے نہ مجھ کو عذاب سے نجات دلا سکتی ہے اگر میں ایسا کروں تو کھلی ہوئی گمراہی میں پڑ جاؤں۔ میں تو تمہارے حقیقی پروردگار پر ایمان لایا ہوں لہٰذا میری نصیحت مانو۔ قِيْلَ ادْخُلِ الْجَنَّةَ ؕ اس سے کہا گیا کہ جنت میں داخل ہو جا۔ مروی ہے کہ جب حبیب نے ان کو یہ نصیحت کی تو ان کافروں نے ان کی تکذیب کی یہاں تک کہ وہ شہید کر دیئے گئے یا ان کو سنگسار کر دیا۔ خدا نے ان کو بہشت میں داخل فرمایا اور وہ بہشت میں خدا کی عطا کی ہوئی روزی سے بہرہ ور ہوئے اور بعض کا قول ہے کہ خدا نے ان کو زندہ آسمان پر اٹھا لیا۔ لوگ ان کو قتل نہ کر سکے اور بعض کہتے ہیں کہ لوگوں نے ان کو قتل کر دیا۔ اور خدا نے ان کو زندہ کر کے بہشت میں پہنچایا۔ قَالَ يٰلَيْتَ قَوْمِيْ يَعْلَمُوْنَ ﴿۲۶﴾ بِمَا غَفَرَ لِيْ رَبِّيْ وَجَعَلَنِيْ مِنَ الْمُكْرَمِيْنَ ﴿۲۷﴾ جب وہ داخل بہشت ہوئے تو کہا کیا خوب ہوتا اگر میری قوم کے لوگ جانتے کہ میرے پروردگار نے مجھے بخش دیا اور مجھ کو برگزیدہ لوگوں میں شامل کر دیا۔ وَمَآ اَنْزَلْنَا عَلٰى قَوْمِهٖ مِنْۢ بَعْدِهٖ مِنْ جُنْدٍ مِّنَ السَّمَآءِ وَمَا كُنَّا مُنْزِلِيْنَ ﴿۲۸﴾ اِنْ كَانَتْ اِلَّا صَيْحَةً وَّاحِدَةً فَاِذَا هُمْ خٰمِدُوْنَ ﴿۲۹﴾ اور ہم نے (حبیب نجّار کے

مارے جانے کے بعد) ان لوگوں کی ہلاکت کے لئے نہ آسمان سے کوئی لشکر نازل کیا اور نہ کافروں کے عذاب کے واسطے کوئی فوج بھیجی بلکہ وہ ایک آواز تھی جس نے اچانک ان لوگوں کو فنا کردیا۔ بیان کرتے ہیں کہ جب حبیب نجّار کو اُن ظالموں نے مار ڈالا تو خدا اُن پر غضبناک ہوا اور حضرت جبرئیل کو بھیجا انہوں نے شہر کے دونوں کناروں کے دروازوں پر ہاتھ رکھے اور ایک نعرہ مارا کہ ان تمام گمراہوں کی جان ایکبارگی ان کے جسموں سے پرواز کرگئی۔

ثعلبی اور تمام محدثین ومفسرین شیعہ وسُنّی بطریق متواترہ رسولؐ خدا سے روایت کرتے ہیں کہ تمام امتوں میں سے حق کی اطاعت ومتابعت میں سب سے آگے بڑھ جانے والے تین اشخاص ہیں جو کبھی آن واحد کے لئے بھی خدا کے منکر نہ ہوئے۔ حزبیل مومن آلِ فرعون۔ حبیب نجّار مومن آلِ یٰسین اور علیؑ بن ابی طالب اور آپ سب سے افضل ہیں۔

تین اشخاص ایک چشم زدن کبھی منکر خدا نہ ہوئے اور سب سے افضل علیؑ ہیں۔

دوسری بہت سی سندوں کے ساتھ آنحضرتؐ سے منقول ہے کہ تین اشخاص خدا کی وحی کے یک چشم زدن کے لئے بھی منکر نہ ہوئے۔ مومن آل یٰسین۔ علیؑ بن ابیطالب اور آسیہ زن فرعون۔

آسیہ زن فرعون کی فضیلت۔

بسند حسن منقول ہے کہ حضرت امام محمد باقرؑ سے لوگوں نے پوچھا کہ مومن کیا خورہ[ع] اور برص اور ایسے امراض اور بلاؤں میں مبتلا ہوتا ہے فرمایا کہ ابتلا مومن ہی کے واسطے ہے۔ مومن آل فرعون خورہ میں مبتلا تھے۔ اور دوسری روایت حسن کے مطابق فرمایا کہ اُن کے ہاتھ کی انگلیاں خشک (بیجان) ہوگئی تھیں۔ گویا میں دیکھ رہا ہوں کہ وہ اُسی ہاتھ سے اپنی قوم کی جانب اشارہ کررہے ہیں۔ اور اُن کو نصیحت فرمارہے ہیں اور کہتے ہیں یا قوم اتبعوا المرسلین۔ جب وہ دوبارہ قوم کو نصیحت فرمانے آئے تو لوگوں نے اُن کو مار ڈالا۔

دوسرے مقام پر خداوند عالم ارشاد فرماتا ہے۔ وَإِذْ أَوْحَيْتُ إِلَى الْحَوَارِيِّينَ أَنْ آمِنُوا بِي وَبِرَسُولِي قَالُوا آمَنَّا وَاشْهَدْ بِأَنَّنَا مُسْلِمُونَ (۱۱۱) یاد کرو اُس وقت کو جبکہ میں نے عیسیٰؑ کے حواریوں پر وحی کی کہ مجھ پر اور میرے رسول پر ایمان لاؤ انہوں نے کہا کہ ہم ایمان لائے اور

سورہ مائدہ پ۷

ع خورہ وہ مرض ہے جس میں بال گرنے لگتے ہیں جس کو بالخورہ کہتے ہیں اور مرض جذام سے مراد لی جاتی ہے۔ غیاث اللغات ۱۲ مترجم

تو گواہ رہ کہ ہم مسلمان اور مطیع ہوئے کہتے ہیں کہ اُن کی جانب وحی پیغمبروں کی زبان پر نازل ہوئی جن سے اُن لوگوں نے ارشاد خدا کو قبول کیا۔ اور حدیث معتبر میں امام محمد باقرؑ سے منقول ہے کہ حق تعالیٰ نے اُن پر الہام کیا تھا۔

بسند موثق منقول ہے کہ حسن ابن افضال نے امام رضاؑ سے پوچھا کہ کس سبب سے حضرت عیسیٰؑ کے اصحاب کو حواری کہتے ہیں فرمایا کہ لوگ کہتے ہیں کہ ان کو حواری اس لئے کہتے ہیں کہ وہ دھوبی تھے۔ کپڑوں کو دھو کر میل و نجاست سے پاک کرتے تھے۔ اور وہ مشتق ہے خُبزِ حُوار سے یعنی خالص سفید روٹی۔ لیکن ہم اہل بیتؑ کہتے ہیں کہ ان کو حواری اس لئے کہتے ہیں کہ اپنے کو اور دوسروں کو موعظہ اور نصیحت کے ذریعہ گناہوں اور بُرے اخلاق سے پاک کرتے تھے۔ پوچھا کہ حضرت عیسیٰؑ کی پیروی کرنے والوں کو نصاریٰ کیوں کہتے ہیں فرمایا کہ اُن کی اصل و بنیاد شہر ناصرہ کی ہے جو بلادشام کا ایک شہر ہے جہاں جناب مریمؑ اور حضرت عیسیٰؑ مصر سے واپس آنے کے بعد قیام پذیر ہوئے تھے۔ ۱؎

حدیث معتبر میں امام جعفر صادقؑ سے منقول ہے کہ عیسیٰؑ کے حواری شیعۂ عیسیٰؑ تھے اور ہمارے شیعہ ہم اہلبیتؑ کے حواری ہیں۔ عیسیٰؑ کے حواریوں نے عیسیٰؑ کی اطاعت ویسی نہ کی جیسے ہمارے حواریوں نے ہماری اطاعت و

۱؎ مولف فرماتے ہیں کہ یہ جو وارد ہوا ہے اشارہ ہے اُس طرف جو مؤرخوں اور مفسروں نے بیان کیا ہے کہ جب ہیرودس بادشاہ شام نے حضرت عیسیٰؑ کی ولادت اور آپ کے معجزات کے حالات سنے بہت رنجیدہ ہوا اور لوگوں نے نجوم میں دیکھا تھا کہ ایک شخص پیدا ہونے والا ہے جو اُن کے آثار و طریقوں کو مٹائے گا۔ (اس لئے) ہیرودس نے آپ کے قتل کا ارادہ کیا۔ خدا نے یوسف نجار کے پاس ایک فرشتہ کو بھیجا جو حضرت مریمؑ کے چچا زاد بھائی تھے۔ جو ان کی (مریمؑ کی) اور حضرت عیسیٰؑ کی حفاظت و خدمت کیا کرتے تھے کہ مریمؑ اور عیسیٰؑ کو مصر لے جائیں اور جب ہیرودس مر جائے تو اپنے شہر میں واپس آئیں۔ یوسف ان کو مصر میں لے گئے۔ اکثر مفسروں نے ربوہ کو جو آیت میں وارد ہوا ہے شہر مصر سے تفسیر کیا ہے اور معین کو دریائے نیل کہا ہے۔ کہتے ہیں کہ وہ لوگ بارہ سال تک مصر میں مقیم رہے۔ حضرت عیسیٰؑ سے وہاں کثیر معجزات ظاہر ہوئے۔ جب ہیرودس مر گیا خدا نے شام کی طرف جانے کی وحی فرمائی تو وہ لوگ واپس جا کر ناصرہ میں آباد ہوئے اور حضرت عیسیٰؑ نے وہاں تبلیغ رسالت کی۔ ۱۲

فرمانبرداری کی۔ اس لئے کہ حضرت عیسیٰؑ نے اپنے حواریوں سے فرمایا کہ کون ہے میرا مددگار خدا اور دین خدا کی اقامت کے سلسلہ میں؟ حواریوں نے کہا ہم لوگ خدا کے مددگار ہیں لیکن خدا کی قسم انہوں نے ان کی (حضرت عیسیٰؑ کی) یہودیوں کے شہر میں مدد نہ کی اور حضرت کی موافقت میں اُن سے جنگ نہ کی اور ہمارے شیعہ خدا کی قسم جس روز سے پیغمبرؐ نے دنیا سے رحلت فرمائی ہے اب تک ہمارے معین و مددگار ہیں اور ہمارے لئے ہمارے دشمنوں سے جنگ کرتے رہتے ہیں۔ وہ دشمنان خدا ان کو آگ میں جلاتے ہیں۔ تکلیفیں پہنچاتے ہیں اور ان کو شہروں سے نکالتے ہیں لیکن ہمارے دوست ہماری محبت سے باز نہیں آتے خدا انکو ہماری جانب سے جزائے خیر عطا فرمائے

دوسری حدیث معتبر میں منقول ہے کہ ایک روز حضرت عیسیٰؑ نے فرمایا۔ اے گروہ حواریان میری ایک حاجت ہے بر لاؤ پوچھا وہ کون سی حاجت ہے حضرت اُٹھے اور اُن کے پیروں کو دھویا۔ حواریوں نے عرض کی یا روح اللہ ہم اس کے مستحق تھے کہ آپ کے پیر دھوتے۔ فرمایا عالم زیادہ سزاوار ہے کہ لوگوں کی خدمت کرے۔ میں نے اس لئے یہ تواضع اور فروتنی ظاہر کی تاکہ تم بھی میرے بعد لوگوں کے ساتھ انکساری عمل میں لایا کرو جس طرح میں نے تمہارے لئے تواضع کی ہے پھر فرمایا کہ تواضع اور فروتنی سے حکمت کی اشاعت ہوتی ہے تکبر و نخوت سے نہیں جس طرح گھاس اور زراعت نرم اور ہموار زمین میں اُگتی ہے نہ کہ سنگلاخ میں۔

حدیث معتبر میں ہے کہ حضرت صادقؑ سے لوگوں نے عرض کی کہ کس سبب سے اصحاب جناب عیسیٰؑ پانی پر چلتے تھے لیکن اصحاب محمدؐ کو یہ قوت حاصل نہیں حضرت نے فرمایا اصحاب جناب عیسیٰؑ کا معیشت کے معاملہ میں (خدا کی کی جانب سے) انتظام تھا اور اس امت کو تحصیل معاش میں مبتلا و ممتحن قرار دیا گیا ہے۔ [1]

---

[1] موٴلف فرماتے ہیں کہ گویا مراد یہ ہے کہ خاص طور سے رہبانیت اور دنیا والوں کے ساتھ معاشرت اور امور دنیا کا ترک ان امور کے لوازم میں سے ہے اور چونکہ اس امت کی تکلیف زیادہ سخت ہے کہ باوجود دنیا کے کاموں کے خدا کی یاد سے غافل نہیں ہوتے اس لئے ان کا ثواب بہت زیادہ ہے لیکن وہ آسانیاں ان کے لئے دُنیا میں نہیں ہیں۔ (باقی صفحہ ۷۵۷ پر)

بسند موثق منقول ہے کہ حضرت صادقؑ سے کسی نے پوچھا کہ کبھی ایسا ہوتا ہے کہ ایک شخص کو میں دیکھتا ہوں کہ بہت عبادت کرتا ہے اور خضوع وخشوع رکھتا ہے لیکن آپ کے دین کا اعتقاد نہیں رکھتا کیا یہ عبادت اس کو کچھ فائدہ پہنچا سکتی ہے فرمایا ایسے لوگوں کی مثال اُس جماعت کی سی ہے جو بنی اسرائیل میں تھی کہ جو اُن میں سے چالیس راتیں عبادت خدا میں کوشش کرتا اور دُعا کرتا تو بے شبہ اُس کی دُعا قبول ہوجاتی لیکن اُن میں سے ایک شخص نے ایسا ہی کیا مگر اس کی دعا قبول نہ ہوئی تو وہ حضرت عیسیٰؑ کی خدمت میں حاضر ہوا اور اس بارے میں شکایت کی اور حضرت سے اس معاملہ میں دعا کرنے کی درخواست کی حضرت نے وضو کیا۔ دو رکعت نماز پڑھی اور دُعا کی تو خدا کی جانب سے اُن پر وحی نازل ہوئی کہ یہ بندہ میرے پاس حاضر ہوا تھا غیر راہ سے جو میں نے نہیں بتلائی ہے اور تمہاری پیغمبری میں شک رکھتا ہے اگر اس قدر دعا کرے کہ اُس کی گردن جدا ہوجائے اور ہاتھوں کی انگلیاں ٹوٹ کر گر پڑیں تب بھی میں اس کی دعا قبول نہ کروں گا۔ یہ سُن کر حضرت عیسیٰؑ نے اس کی جانب رخ کیا اور فرمایا کہ تو خدا کو پکارتا ہے اور میری پیغمبری میں شک کرتا ہے اُس نے کہا اے روح اللہ خدا کی قسم ایسا ہی ہے آپ دعا کیجئے کہ میری یہ حالت زائل ہوجائے۔ حضرت عیسیٰؑ نے دُعا کی تو خدا نے اُس کی توبہ قبول فرمائی۔ اور وہ بھی مثل اپنے گھر والوں کے (خالص مومن) ہوگیا۔

(بقیہ حاشیہ ص۷۵۶) (جو حضرت عیسیٰؑ کے حواریوں کے لئے تھیں) اس لئے ان کے ثوابات بھی آخرت میں زیادہ کر دیئے گئے ہیں جیسا کہ اس حدیث میں وارد ہوا ہے گویا اشارہ ہے اُس روایت کی جانب جو شیخ طبرسی علیہ الرحمہ نے بیان کی ہے کہ اصحاب عیسیٰؑ کی خدمت میں رہتے تھے بھوکے ہوتے تو کہتے یا روح اللہ ہم بھوکے ہیں جناب عیسیٰؑ زمین پر ہاتھ مارتے جہاں بھی ہوتے اور ہر ایک کے لئے دو دو روٹیاں آجاتی تھیں وہ لوگ کھا لیتے تھے۔ جب وہ پیاسے ہوتے تو کہتے یا روح اللہ ہم پیاسے ہیں حضرت عیسیٰؑ جس مقام پر ہوتے وہیں زمین پر ہاتھ مارتے تھے اور ان کے لئے پانی نکل آتا تھا وہ لوگ پی لیتے تھے۔ حواریوں نے ایک مرتبہ کہا یا روح اللہ ہم سے بہتر بھی کوئی ہوسکتا ہے کہ جب ہم چاہتے ہیں آپ ہم کو کھانا کھلا دیتے ہیں اور جب ہم کو ضرورت ہوتی ہے آپ پانی پلا دیتے ہیں ہم آپ پر ایمان لائے ہیں اور آپ کی پیروی کرتے ہیں حضرت عیسیٰؑ نے فرمایا کہ تم سے بہتر وہ لوگ ہیں جو اپنے ہاتھوں سے کام کرتے ہیں اور خود کما کر کھاتے ہیں۔ اُس کے بعد ان لوگوں نے دھوبی کا پیشہ اختیار کیا اور محنت کرکے روزی حاصل کرتے تھے۔

حدیث معتبر میں امام رضا علیہ السلام سے منقول ہے کہ حضرت عیسیٰ کے حواریین بارہ افراد تھے اور ان سب میں بہتر لوقا تھے اور نصاریٰ میں انجیل کے عالموں میں سب سے افضل تین علماء تھے سب سے بلند یوحنا تھے جو (انجیل) لکھا کرتے تھے اور دوسرے یوحنا جو قرقیسیا میں تھے اور یوحنائے ویلمی جوزقار میں رہتے تھے اور انہی کے پاس پیغمبر آخرالزمانؐ اور آپ کے اہلبیتؑ اور آپ کی امت کا ذکر تھا اور انہوں نے حضرت عیسیٰؑ اور بنی اسرائیل کو پیغمبر آخرالزمانؐ کی بشارت دی تھی۔ ؎

دوسری حدیث میں حضرت صادقؑ سے منقول ہے کہ موسیٰ علیٰ نبینا وعلیہ الصلوٰۃ والسلام نے اپنی قوم سے ایک ایسی بات کہی جس کی تاب ضبط اُن میں نہ تھی تو مصر میں اُن پر خروج کیا۔ ان سے جنگ کی اور ان لوگوں کو مار ڈالا (اسی طرح) حضرت عیسیٰ علیٰ نبینا وعلیہ السلام نے اپنی قوم سے ایسی بات کہی جو ان کی سمجھ سے باہر تھی اور وہ لوگ تاب ضبط نہ لاسکے اور ان پر خروج کیا اور تکریت میں ان سے مقاتلہ کیا اور وہ سب مارے گئے جیسا کہ خداوند عالم ارشاد فرماتا ہے:۔

فَاٰمَنَتْ طَّآئِفَةٌ مِّنْۢ بَنِيْٓ اِسْرَآءِيْلَ وَكَفَرَتْ طَّآئِفَةٌ ۚ فَاَيَّدْنَا الَّذِيْنَ اٰمَنُوْا عَلٰى عَدُوِّهِمْ فَاَصْبَحُوْا ظٰهِرِيْنَ ⑭ بنی اسرائیل میں سے ایک گروہ ایمان لایا اور ایک گروہ نے کفر اختیار کیا تو ہم نے ان لوگوں کو قوت عطا کی جو ایمان لائے تھے تو وہ اپنے دشمن پر غالب آگئے۔

(آیت ۱۴ سورۃ الصف ۶۱)

دوسری حدیث میں منقول ہے کہ ایک روز حضرت عیسیٰؑ ایک ضرورت سے ایک گاؤں کی طرف روانہ ہوئے آپ کے ساتھ آپ کے اصحاب میں سے تین اشخاص تھے۔ راستہ میں سونے کی تین اینٹیں پڑی ہوئی ملیں حضرت نے اپنے اصحاب سے فرمایا یہ (اینٹیں) لوگوں کو مار ڈالیں گی۔ اور آگے بڑھ گئے (تھوڑی دُور جانے کے بعد) ایک صحابی نے عرض کی یا حضرت مجھے ایک ضرورت ہے اجازت چاہتا ہوں آپ نے فرمایا جاؤ۔ وہ رخصت ہوگئے۔ اسی طرح باقی دو صحابی بھی عذر کرکے حضرت سے رخصت ہو کر انہی اینٹوں کے پاس جمع ہوگئے اُن میں سے دو شخصوں نے ایک سے کہا کہ بازار سے کچھ کھانے کے لئے لاؤ۔

؎ جس سے معلوم ہوا کہ وہ حضرت عیسیٰؑ سے بھی زیادہ عالم تھے اور یہ بعید از قیاس وعقل ہے۔ مترجم۔

(ہم دونوں یہاں بیٹھے ہیں) وہ کھانا لانے بازار گیا اور کھانا خرید کر اُس میں زہر ملا دیا اس خیال سے کہ یہ دونوں کھا کر مرجائیں تو وہ تینوں سونے کی اینٹیں میرے ہی حصہ میں آجائیں گی۔ اُدھر اُن دونوں نے مشورہ کیا کہ جب وہ کھانا لے کر آئے تو اُسکو مارڈالو تاکہ اس کے حصّہ کی اینٹ بھی ہم دونوں ہی کو مل جائیں جب وہ شخص کھانا لیکر آیا ان دونوں نے اس کو مارڈالا پھر اطمینان سے کھانا کھایا اور خود بھی ختم ہو گئے جب جناب عیسیٰؑ اپنے کام سے فارغ ہوکر واپس ہوئے دیکھا کہ وہ تینوں مرے ہوئے پڑے ہیں۔ تو آپ نے ان کو بحکم خدا زندہ کیا اور فرمایا کیا میں نے تم سے نہیں کہا تھا کہ یہ اینٹیں بہتوں کو مارڈالیں گی۔

بعض کتابوں میں مذکور ہے کہ ایک مرتبہ حضرت عیسیٰؑ اپنے چند حوارین کے ساتھ ہدایت خلق میں مصروف تھے اور زمین میں بازگشت کر رہے تھے۔ ایک مقام سے دوسرے مقام کی سیاحت میں مصروف تھے تاکہ جو ہدایت کے قابل ہو اس کو ضلالت و گمراہی سے نجات دلائیں۔ ایک شہر میں وارد ہوئے اُس کے قریب ایک مقام پر ایک خزانہ ظاہر ہوا حواریوں کو لالچ دامن گیر ہوئی حضرت سے عرض کی کہ اجازت دیجئے کہ اس خزانہ کو ہم لوگ محفوظ کرلیں تاکہ اس جنگل میں ضائع نہ ہو فرمایا کہ اس خزانہ سے رنج و مشقت کے سوا کچھ حاصل نہ ہوگا لیکن میں اس سفر میں ایسے خزانے کی امید رکھتا ہوں جس میں کوئی رنج و تکلیف نہ ہو۔ میں تو اُسی کے لئے جا رہا ہوں شاید وہ مل جائے۔ تم لوگ یہیں ٹھہرے رہو جب تک میں واپس نہ آؤں انہوں نے عرض کی یا رسول اللہ یہ بہت بُرا شہر ہے جو مسافر یہاں آتا ہے یہاں والے اس کو مار ڈالتے ہیں حضرت نے فرمایا اس کو مار ڈالتے ہیں جو اُن کے مال و سامان کی طمع رکھتا ہے لیکن مجھے ان کے مالوں سے کوئی سروکار نہیں۔ غرضکہ جناب عیسیٰؑ اُس شہر میں پہنچے نظر فراست اثر سے ہر گھر کے درو دیوار کو ملاحظہ فرماتے تھے ناگاہ آپ کی نظر ایک ٹوٹے پھوٹے مکان پہ پڑی جو تمام مکانات سے چھوٹا اور بے رونق تھا۔ فرمایا کہ خزانہ ویرانہ ہی میں ہوا کرتا ہے۔ اگر اس شہر میں کوئی شخص ہدایت کے قابل ہوسکتا ہے تو وہ اسی گھر میں ہو سکتا ہے۔ یہ سوچ کر دروازہ کھٹکھٹایا ایک بوڑھی عورت باہر آئی۔ پوچھا آپ کون ہیں۔ فرمایا میں ایک مرد مسافر ہوں اس شہر میں نو وارد ہوں۔ شام ہو چکی ہے چاہتا ہوں کہ یہ رات تمہارے گھر میں بسر کروں۔ ضعیفہ نے کہا ہمارے بادشاہ کا حکم ہے کہ ہم کسی اجنبی کو اپنے گھر میں جگہ نہ دیں لیکن آپ کے چہرے سے کچھ ایسی علامت مشاہدہ

کر رہی ہوں کہ آپ کے ایسے مہمان سے چشم پوشی کرنے کی جرأت نہیں ہوسکتی بسم اللہ تشریف لائیے۔ غرض اُدھر سلطان خورشید انور نے مغرب کے کاشانہ میں اپنا سر بستر پہ رکھا ادھر مہر سپہر نبوت مثل آفتاب اُس ضعیفہ کے گھر پر جلوہ گر ہوا اور اُس سعادت مند کے حقیر خرابہ کو رشک گلزار جنت بنا دیا اُس گھر کا مالک ایک مرد خارکش (لکڑہارا) تھا جس کا انتقال ہو چکا تھا یہی ضعیفہ اس کی بیوہ اور ایک لڑکا یتیم اُس مرد کے باقی تھے۔ وہ لڑکا بھی مثل اپنے باپ کے مشغول رہتا اور جو قلیل آمدنی ہوتی اُسی پر بسر کیا کرتا۔ شب کے وقت وہ لڑکا جنگل سے واپس آیا۔ ماں نے کہا ایک معزز مہمان آج ہمارے گھر وارد ہوا ہے جو کچھ تو لایا ہے اُس کی ضیافت میں صرف کر اور اس کی خدمت میں کوئی کمی نہ کرنا لڑکے نے چند سوکھی روٹیاں جو لایا تھا حضرت عیسیٰؑ کی خدمت میں حاضر کیں۔ حضرت نے اس کو تناول فرمایا اس کے بعد اُس سے گفتگو شروع کی۔ اور بفراست نبوت اس کی انتہائی حیا و استعداد و قابلیت وغیرہ معلوم کر لی لیکن اُس کے دل پہ ایک اندوہ و صدمہ عظیم بھی مشاہدہ فرمایا جس قدر اُس سے اُس کا سبب معلوم کرنا چاہتے تھے اسی قدر وہ پوشیدہ اور مخفی کرنے کی کوشش کرتا تھا۔ آخر وہ لڑکا ماں کے پاس آیا اور عرض کی کہ یہ مہمان میرے اندرونی دلی تکلیف کو معلوم کرنے میں بیحد اصرار کر رہا ہے اور وعدہ کرتا ہے کہ حقیقت ظاہر ہونے پر جہاں تک ممکن ہوگا اس کے دُور کرنے اور حاجت پوری کرنے کی کوشش کرے گا۔ کیا میں اپنا راز اُس سے بیان کردوں۔ ماں نے کہا جہاں تک میں نے اُس کے چہرۂ نورانی سے اندازہ کیا ہے وہ بیشک ہر پوشیدہ راز سے آگاہ کیے جانے کے قابل اور دنیا والوں کی مشکلیں حل کرنے کے لائق معلوم ہوتا ہے۔ اپنا راز اُس سے پوشیدہ نہ رکھ اور کسی مشکل کے حل کرنے میں اُس سے بے نیاز مت ہو یہ سُنکر وہ لڑکا حضرت عیسیٰؑ کی خدمت میں آیا اور عرض کی میرا باپ خارکش تھا جب وہ اس دنیا سے رحلت کر گیا میری ماں نے اُسی کے پیشہ پر مجھے مامور کیا۔ ہمارے بادشاہ کی ایک لڑکی ہے نہایت حسین وجمیل اور بیحد عقیلہ و سنجیدہ۔ بہت سے بادشاہوں نے اُس کی خواستگاری کی لیکن اُس نے کسی کو قبول نہ کیا۔ لڑکی کا ایک بہت رفیع و بلند محل ہے جس میں وہ رہتی ہے ایک روز میں اُس کے قصر کے نیچے سے گذر رہا تھا میری نگاہ

اُس کے چہرہ پر پڑی اور اُسی وقت سے اُس کے عشق میں گرفتار ہوں اور اس دردِ پنہاں کا ذکر میں نے اپنی ماں کے سوا کسی سے نہیں کیا۔ یہی وہ اندوہ و ملال ہے جس کا آپ نے اندازہ کر لیا تھا اور جس کو میں کسی پر ظاہر نہیں کرنا چاہتا تھا۔ حضرت عیسیٰؑ نے فرمایا کیا تو چاہتا ہے کہ اُس لڑکی کو تیرے لئے حاصل کر لوں اُس نے کہا یہ امر مُحال ہے اور آپ ایسے بزرگ سے تعجب ہے کہ میری اس (گدائی اور فقیری کی) حالت دیکھتے ہوئے آپ میرا مذاق اُڑا رہے ہیں حضرت عیسیٰؑ نے فرمایا میں نے کسی سے مذاق نہیں کیا۔ مذاق کرنا تو جاہلوں کا طریقہ ہے اور اگر میں اس امر پر قادر نہ ہوتا تو تجھ سے ایسا کبھی نہ کہتا اگر تو چاہے تو میں ایسا کر سکتا ہوں کہ کل رات وہ لڑکی تیر خدمت میں موجود ہو۔ وہ لڑکا اپنی ماں کے پاس آیا اور آنحضرتؑ کی باتیں اُس سے بیان کیں۔ ماں نے کہا بیشک جو وہ کہتے ہیں عمل میں لائیں گے تو ان کی خدمت سے باہر نہ ہو۔ غرض کہ حضرت عیسیٰؑ عبادت میں مشغول ہوئے اور وہ لڑکا اپنی محبوبہ کی آرزو میں تمام رات کروٹیں بدلتا رہا۔ صبح ہوئی تو حضرت عیسیٰؑ نے اس کو بُلایا اور فرمایا کہ بادشاہ کی ڈیوڑھی پر جا۔ جب امرا و رؤسا آئیں تاکہ اُس کے دربار میں داخل ہوں اُن سے عرض کر کہ میں بادشاہ سے ایک حاجت رکھتا ہوں جب وہ لوگ تیری حاجت دریافت کریں تو اُن سے کہنا کہ میں بادشاہ کی لڑکی کی خواستگاری کرنے آیا ہوں پھر جو کچھ واقع ہو فوراً آ کر مجھ سے بیان کرنا۔ وہ لڑکا بادشاہ کے دربار کے دروازہ پر جا کر کھڑا ہو گیا اور جس طرح حضرت نے فرمایا تھا عمل میں لایا۔ اُمرا اس کی باتوں سے بہت متعجب ہوئے اور بادشاہ کے دربار میں پہنچے تو اس کی یہ بات بطور مضحکہ بیان کی۔ بادشاہ یہ سُن کر بہت ہنسا اور اُس لڑکے کو اپنی مجلس میں طلب کیا جب اُس کی نظر اُس کے چہرے پر پڑی باوجود اُس کے پھٹے پرانے کپڑوں کے انوار بزرگی و نجابت ذاتی اس کے چہرے سے مشاہدہ کی اور اُس سے جس قدر گفتگو کی کوئی بات ایسی نہ معلوم ہوئی جس سے اُس کی کمی عقل یا جنون سمجھ میں آتا۔ بادشاہ کو بھی حیرت ہوئی اور امتحان کے طور پر اُس سے کہا کہ اگر تو میری لڑکی کا مہر ادا کرنے پر قادر ہو تو میں تیرے ساتھ اس کی شادی کر سکتا ہوں۔ اُس کے مہر کے لئے ایک خوان یاقوت آبدار لا جس کا ہر دانہ وزن میں سو مثقال سے کم نہ ہو۔ اُس نے کہا مجھے مہلت دیجئے میں اس کا جواب آپ کو دوں گا۔ پھر حضرت عیسیٰؑ کے پاس واپس آیا اور جو کچھ گذرا تھا

بیان کیا۔ آپ نے فرمایا یہ کیا مشکل امر ہے اور آپ نے ایک خوان طلب فرمایا اور اس لڑکے کو کھنڈر میں بھیجا ادھر آپ نے دعا کی تو جس قدر ڈھیلے اور پتھر وہاں تھے سب کے سب یاقوت آبدار بن گئے۔ فرمایا خوان کو بھر لو اور بادشاہ کے پاس لے جاؤ۔ لڑکا جب خوان دربار میں لایا اور اُس پر سے خوان پوش اُٹھایا اُن یاقوتوں کی چمک سے حاضرین دربار کی آنکھیں چکاچوند ہو گئیں اور لڑکے کی حالت پر سب کو تعجب ہوا۔ پھر بادشاہ نے مزید امتحان کی غرض سے کہا ایک خوان تو کم ہے میں ایسے ہی دس خوان چاہتا ہوں اور ہر خوان میں الگ الگ قسم کے جواہرات ہوں۔ وہ لڑکا حضرت عیسیٰؑ کے پاس آیا اور بادشاہ کی فرمائش بیان کی آپ نے چند خوان منگائے اور مختلف قسم کے جواہرات سے اُن کو بھر دیا کہ جن کو دنیا میں کبھی کسی نے نہ دیکھا تھا۔ لڑکا وہ تمام خوان بادشاہ کے دربار میں لے گیا جنہیں دیکھ کر ہر ایک کو بیحد حیرت ہوئی۔ بادشاہ لڑکے کو تنہائی میں لے گیا اور کہا یہ تیرے بس کی بات تو نہیں ہے اور نہ تجھ میں اس طرح شاہزادی کے پیغام کی جرأت ہے اور نہ ایسے امور عجیبہ کے اظہار کی طاقت۔ بتا کہ یہ کس کی طرف سے ہے۔ لڑکے نے تمام حالات بادشاہ سے بیان کیے تو بادشاہ نے کہا وہ سوائے حضرت عیسیٰؑ بن مریمؑ کے اور کوئی نہیں ہو سکتا۔ جا اور ان کو بلا لا تاکہ میری لڑکی کو تیرے ساتھ تزویج فرمائیں۔ غرض کہ جناب عیسیٰؑ تشریف لے گئے اور دختر بادشاہ کا عقد اُس لڑکے کے ساتھ کر دیا۔ لڑکے کو نہلا دُھلا کر فاخرہ لباس پہنایا گیا اور ہر طرح آراستہ کر کے بادشاہ اپنے محل میں لے گیا۔ اور اپنی لڑکی اُس کے سپرد کر دی۔ دوسرے روز صبح کو جناب عیسیٰؑ نے لڑکے کو طلب فرمایا اور گفتگو کی۔ اس کو نہایت دانا و عقلمند پایا۔ چونکہ بادشاہ کے اس لڑکی کے سوا کوئی اور اولاد نہ تھی لہٰذا بادشاہ نے اُسی لڑکے کو اپنا ولی عہد بنا دیا اور تمام امرا و ارا کین سلطنت کو حکم دیا سب نے اس لڑکے کی اطاعت قبول کی اور بادشاہ نے اس کو اپنے تخت شاہی پر بٹھایا۔ دوسرے روز بوقت شب بادشاہ بیمار ہوا اور دار بقا کی جانب رحلت کی۔ لڑکا تخت سلطنت پر متمکن ہوا اور بادشاہ کے تمام خزانے، دفینے اور ذخیرے پر اس کو تصرف حاصل ہوا اور تمام امرا و وزرا و فوج وغیرہ نے اس کی اطاعت کی۔ اس مدت میں جناب عیسیٰؑ نے اُسی ضعیفہ کے مکان میں بسر کی چوتھے روز غروب آفتاب کے وقت جناب عیسیٰؑ لڑکے کے پاس تشریف لے گئے تاکہ اُس سے رخصت ہوں۔

لڑکا تخت سے اُتر کر حضرت کے دامن سے لپٹ گیا اور عرض کی کہ اے حکیم و دانا اور اے ہادی و رہنما آپ کا حق اس ضعیف و بینوا پر اس قدر ہے کہ اگر رہتی دُنیا تک زندہ رہوں اور آپ کی خدمت کروں تب بھی ہزاروں میں سے ایک حصہ سے بھی عہدہ برآ نہیں ہو سکتا لیکن ایک شبہ میرے دل میں پیدا ہو گیا ہے کہ تمام شب میں نے اُسی کے خیال میں بسر کی ہے اور اس سامان عیش سے جو آپ نے میرے لئے مہیا فرما دیا ہے میں نے بالکل فائدہ نہیں اٹھایا ہے اور اگر آپ نے اس مشکل کو حل نہ فرمایا تو ان میں سے کسی چیز کو استعمال نہ کروں گا نہ ان سے فائدہ اٹھاؤنگا حضرت نے فرمایا کہ وہ خیال کیا ہے جس نے تجھے پریشان کر رکھا ہے لڑکے نے کہا کہ وہ عقدہ یہ ہے کہ جبکہ آپ اس بات پر قادر ہیں کہ مجھ کو تین روز کے اندر خارکشی اور بار برداری کی پستی سے نکال کر اوج جہاں بخشی تک پہنچا دیا اور خاک مذلت سے اُٹھا کر تخت رفعت پر بٹھا دیا تو خود کیوں ایسے بوسیدہ کپڑوں پر قناعت کر رکھی ہے نہ کوئی خادم ہے نہ سواری نہ کوئی یار ہے نہ مددگار۔ حضرت عیسیٰ نے فرمایا جبکہ تیرا مطلوب حاصل ہو گیا اور تیری آرزو پوری ہو گئی پھر تجھ کو میری حالت سے کیا سروکار ہے۔ لڑکے نے کہا اے بزرگ نیک کردار اگر آپ نے توجہ نہ کی اور اس عقدہ اور گرہ کو میرے دل سے نہ نکالا تو مجھ پر کچھ احسان نہ کیا اور یہ جو کچھ آپ نے مجھے عطا فرمایا ہے ان میں سے کسی چیز سے منتفع نہ ہوں گا۔ حضرت عیسیٰ نے فرمایا اے فرزند یہ لذتِ دُنیائے فانی اُس کی نگاہوں میں بہت کچھ وقعت رکھتی ہے جس کو آخرت کی ہمیشہ باقی رہنے والی لذت سے آگہی نہ ہو اور ظاہری بادشاہی وہ اختیار کرتا ہے جس کو باطنی شاہی کی لذت کی خبر نہ ہو۔ وہی شخص جو چند روز پہلے اس تخت پر بیٹھا تھا اور اس فانی اقتدار پر مغرور تھا۔ اس وقت زیر خاک ہے اور اُس کا خیال کسی کے دل میں باقی نہیں ہے عبرت کے لئے یہی کافی ہے کہ جو دولت ذلت تک پہنچائے اور جو لذت تکلیف سے بدل جائے وہ کس کام کی۔ حق کے دوستوں کی لذت قرب و وصال جناب اقدس الٰہی اور حصول معارف ربانی اور فیضانِ حقائق سبحانی ہے ان دنیاوی لذتوں کی اُن باقی لذتوں کے مقابلہ میں کوئی حقیقت نہیں۔ جب حضرت عیسیٰ نے اس قسم کے کلمات اُس دریتیم سے بیان فرمائے وہ دوبارہ آپ کے قدموں سے لپٹ گیا اور عرض کی میں نے سمجھا جو کچھ آپ نے فرمایا اور معلوم کر لیا جو کچھ آپ نے بیان کیا اور وہ گرہ جو دل میں

پڑ گئی تھی۔ آپ نے کھول دی لیکن ایک گرہ اُس سے زیادہ سخت اور مضبوط میرے دل میں پڑ گئی حضرت عیسیٰؑ نے پوچھا وہ کیا عرض کی وہ یہ ہے کہ میں نہیں سمجھ سکتا کہ آپ محبت کر کے کسی سے دوری اختیار کریں گے اور جو اس کی خیر خواہی اور نصیحت کا حق ہے اُس کو عمل میں نہ لائیں گے اور جبکہ آپ نے ہمارے سر پر سایۂ مرحمت کیا اور بیجبر ہمارے گھر تشریف لائے مناسب نہیں کہ جو امر اصل و باقی ہے اُس سے میرے لئے بخل کریں گے اور میری نفع رسانی میں دولت فانی عطا فرمائیں گے اور ابدی بادشاہی اور حقیقی لذت سے مجھے محروم رکھیں گے۔ حضرت عیسیٰؑ نے فرمایا کہ میں نے اس طرح تیرا امتحان لیا ہے اور جاننا چاہتا ہوں کہ تو اُن مراتب عالیہ کے قابل ہے اور ان لذات فانیہ کو حاصل ہونے کے بعد لذات باقیہ کے لئے ترک کر سکتا ہے یا نہیں۔ اب اگر تو ان شاہی وجاہ و حشم کو ترک کرے گا ثواب عظیم پائے گا اور ان لوگوں کے لئے حجت قرار پائے گا جو دنیا کی ان باطل آرائشوں کو آخرت کی کامل سعادتیں حاصل کرنے میں مانع (اور سدراہ) سمجھتے ہیں۔ یہ سنتے ہی اُس سعادت مند نے ریشمی لباس اور قیمتی زیورات اُتار پھینکے اور ظاہری سلطنت پر ٹھوکر مار کر تحصیل سعادت معنوی کی راہ میں قدم رکھا۔ حضرت عیسیٰؑ اس کو حواریوں کے پاس لائے اور فرمایا کہ وہ خزانہ جس کا مجھے گمان تھا یہی دریتیم تھا جس کو تین روز کے اندر خارکشی سے بادشاہی تک میں نے پہنچایا اور اس نے ان سب پر لات ماردی اور میری متابعت پر کمربستہ ہو گیا اور تم لوگ برسوں سے میری پیروی کرتے ہو لیکن رنج و اندوہ سے بھرے ہوئے اس خزانہ پر فریفتہ ہو گئے اور مجھے اس کے مقابلہ میں چھوڑ بیٹھے۔ بیان کرتے ہیں کہ وہ لڑکا ضعیفہ کا وہی لڑکا تھا جسے حضرت نے مرنے کے بعد زندہ کیا تھا جو اکابر دین سے ہوا اور بہت سے گروہ نے اس کی برکت سے ہدایت پائی۔

حضرت رسالتمآبؐ سے بسند معتبر منقول ہے کہ حضرت نے فرمایا میرے بھائی عیسیٰؑ ایک شہر میں وارد ہوئے جہاں ایک مرد و عورت باہم تکرار کر رہے تھے اور چیخ رہے تھے۔ حضرت نے پوچھا تمہارے لڑنے کا کیا سبب ہے۔ مرد نے کہا اے پیغمبر خدا یہ میری عورت ہے نیک اور صالحہ ہے لیکن میں اسے پسند نہیں کرتا اور اس سے علیحدہ ہونا چاہتا ہوں حضرت عیسیٰؑ نے پوچھا اس کا سبب کیا ہے تو اسے کیوں دوست نہیں رکھتا اُس نے کہا اس کا چہرہ بے رونق ہے کوئی

جاذبیت وطراوت نہیں حالانکہ وہ ابھی بوڑھی نہیں ہوئی ہے حضرت عیسیٰ نے اس عورت سے فرمایا کہ کھانا پیٹ بھر کر نہ کھایا کر کیونکہ جب غذا شکم میں زیادہ ہوتی ہے اور وہ جوش کھاتی ہے تو چہرہ بے رونق ہو جاتا ہے۔ اُس عورت نے حضرت عیسیٰؑ کے فرمانے کے مطابق عمل کیا اُس کے چہرہ کی طراوت عود کر آئی اور شوہر کی محبوب ہوگئی۔

حضرت عیسیٰؑ پھر وہاں سے دوسرے شہر میں پہنچے۔ وہاں کے لوگوں نے آپ سے شکایت کی کہ ہمارے درختوں کے پھلوں میں کیڑے لگ جاتے ہیں اور ان کو خراب کر دیتے ہیں حضرت نے فرمایا کہ جب درخت بوؤ تو پہلے پانی ڈالو پھر مٹی ڈالو حالانکہ تم لوگ پہلے اُن کی جڑوں میں مٹی ڈالتے ہو بعد میں پانی چھڑکتے ہو اس سبب سے پھلوں میں کیڑے لگتے ہیں۔ ان لوگوں نے حضرت کی ہدایت کے مطابق عمل کیا اور کیڑے پھلوں سے برطرف ہوگئے۔

حضرت عیسیٰؑ وہاں سے بھی آگے بڑھے اور دوسرے شہر میں وارد ہوئے وہاں لوگوں کو دیکھا کہ اُن کے چہرے زرد اور آنکھیں نیلی ہیں۔ لوگوں نے حضرت سے اس حال کا ذکر کیا حضرت نے فرمایا کہ اس کا سبب یہ ہے کہ تم لوگ گوشت بغیر دھوئے پکاتے ہو اور کھاتے ہو اور کوئی جانور ایسا نہیں جس کی روح جسم سے نکلتی ہے تو جنابت اُس میں نہ ہو جب تک گوشت دھویا نہ جائے جنابت اُس سے زائل نہیں ہوتی۔ اُس کے بعد سے ان لوگوں نے گوشت کو دھو کر پکانا شروع کیا اور وہ مرض ان کا زائل ہوگیا۔

پھر حضرت وہاں سے ایک دوسرے شہر تشریف لے گئے جہاں کے لوگوں کے دانت گر گئے اور چہرے پھول گئے تھے۔ لوگوں نے حضرت سے اس کی شکایت کی آپ نے فرمایا جب تم لوگ سوتے ہو تو دانت پر دانت دبا کر سوتے ہو اس طرح جو سانس اندر جاتی ہے اور نکلنے کا راستہ نہیں پاتی تو دانتوں کی جڑوں کو کمزور اور خراب کر دیتی ہے لہٰذا دانتوں کو ایک دوسرے پر دبا کر مت سویا کرو ان لوگوں نے ایسی ہی عادت ڈالی اور اُن کی خرابیوں کی اصلاح ہوگئی۔

بسند معتبر حضرت صادقؑ منقول ہے کہ ایک روز حضرت عیسیٰؑ سیاحت کرتے ہوئے ایک شہر میں پہنچے جہاں کے لوگ مرے ہوئے تھے اور ان کی ہڈیاں گھروں میں اور راستوں میں پڑی ہوئی تھیں۔ جب اُن کا یہ حال آپ نے مشاہدہ فرمایا بولے

کہ یہ لوگ عذاب الٰہی سے ہلاک ہوئے ہیں کیونکہ اگر اپنی موت سے مرے ہوتے تو ایک دوسرے کو دفن کئے ہوتے۔ آپ کے اصحاب نے عرض کی کہ ہم چاہتے ہیں کہ آگاہ ہوں کہ یہ لوگ کس سبب سے ہلاک ہوئے ہیں۔ اُس وقت خدا نے حضرت عیسیٰؑ پر وحی کی کہ اے روح اللہ ان کو پکارو یہ خود جواب دیں گے حضرت نے اُن کو آواز دی اُن میں سے ایک مردہ نے جواب دیا لبیک یا روح اللہ حضرت نے پوچھا تمہارا کیا حال ہے اور کیا قصہ ہے۔ جواب دیا کہ صبح سے شام تک تو ہم سب بہ عافیت تھے رات ہوتے ہی ہاویہ (یعنی جہنم کے سب سے نیچے طبقے) میں اپنے کو پایا حضرت نے پوچھا ہاویہ کیا ہے کہا آگ کے چند دریا ہیں جن میں آگ کے پہاڑ۔ حضرت نے پوچھا تمہارے کن اعمال کے سبب تمہاری یہ حالت ہوئی وہ بولا محبت دنیا اور عبادت طاغوت یعنی اہل باطل کی اطاعت کے سبب سے حضرت نے دریافت فرمایا کہ دنیا کی محبت تمہارے دلوں میں کس حد تک پہنچی تھی کہا ماں کے دل میں بچہ کی محبت کی طرح کہ جب اُسکی جانب بچہ رخ کرتا ہے ماں شاد ہو جاتی ہے جب اُس سے منہ پھیر لیتا ہے وہ محزون و رنجیدہ ہو جاتی ہے پوچھا عبادت طاغوت تمہارے دلوں میں کس حد تک جاگزیں تھی اُس نے کہا جس باطل امر کا وہ ہم کو حکم دیتے تھے ہم عمل میں لاتے تھے آپ نے پوچھا ان سب میں کیوں مجھ سے تو ہی ہم کلام ہوا اُس نے کہا اس سبب سے کہ اور لوگوں کے دہنوں پر آگ کی لگام چڑھی ہوئی ہے اور چند نہایت سخت و شدت کرنے والے فرشتے اُن پر موکل ہیں میں ان لوگوں کے ساتھ رہتا ضرور تھا لیکن اُن کے ایسا نہ تھا۔ جب اُن پر عذاب نازل ہوا میں بھی اُس میں گرفتار ہو گیا اور اپنے بالوں سے جہنم کے کنارہ پر لٹکا ہوا ہوں۔ اور ڈرتا ہوں کہ جہنم میں نہ گر جاؤں۔ حضرت عیسیٰؑ نے اپنے اصحاب سے فرمایا کہ کھنڈروں پر سونا اور جو کی روٹی کھانا دین کی سلامتی اور بڑی نیکی ہے۔

دوسری روایت میں منقول ہے کہ ایک روز حضرت عیسیٰؑ اپنے حواریوں کے ساتھ ایک طرف جا رہے تھے راستہ میں ایک مردہ اور سڑے ہوئے کتے پر نگاہ پڑی۔ حواریوں نے کہا کتنی بدبو ہے اور کس قدر متعفن یہ کتا ہو گیا ہے حضرت نے فرمایا اُس کے دانت کس قدر سفید اور خوبصورت ہیں یعنی ان کو متنبہ فرمایا کہ لوگوں کے عیبوں پر نظر مت کرو اگرچہ اُن میں بہت عیوب ہوں بلکہ ان کی خوبیا

پیش نظر رکھو۔

روایت ہے کہ ایک روز سخت گرج اور چمک کے ساتھ بارش ہونے لگی اور حضرت عیسیٰ اپنے لئے کوئی پناہ کی جگہ تلاش کرنے لگے دور ایک مقام پر ایک خیمہ نظر آیا آپ وہاں تشریف لے گئے اس خیمہ میں ایک عورت کو دیکھا تو وہاں سے واپس ہوئے پھر ایک پہاڑ نظر آیا اُس طرف چلے وہاں پہنچکر ایک غار دیکھا اُس میں ایک شیر سو رہا تھا اُس شیر پر ہاتھ رکھا اور فرمایا کہ خداوندا ہر شے کے لئے ایک پناہ کی جگہ تو نے مقرر کی ہے میرے لئے کوئی پناہ گاہ نہیں قرار دی۔ خدا نے ان پر وحی کی کہ تمہاری پناہ گاہ میری رحمت کے قرار کا مقام ہے اپنے عزت و جلال کی قسم سَو حوروں کے ساتھ روز قیامت تمہارا عقد کروں گا جن کو میں نے اپنے دست قدرت سے بنایا ہے اور تمہارے ولیمہ میں چار ہزار سال کے لوگوں کو کھانا کھلاؤں گا جس کا ہر دن تمام دنیا کی عمر کے برابر ہوگا اور منادی کو حکم دوں گا کہ ندا کرے کہ کہاں ہیں وہ لوگ جنہوں نے ترک دنیا کیا تھا۔ زاہد دنیا عیسیٰ بن مریمؑ کی دعوت ولیمہ میں حاضر ہوں۔

دوسری روایت میں ہے کہ حضرت عیسیٰ کے لئے دُنیا کو ایک بوڑھی عورت کی مہیب شکل میں متشکل فرمایا جس کے دانت گرے ہوئے تھے اور اُس نے اپنے تئیں بہت آراستہ کر رکھا تھا۔ حضرت عیسیٰ نے پوچھا کتنے شوہر تو نے کئے کہا شمار نہیں کرسکتی۔ عیسیٰ علیہ السّلام نے پوچھا کہ سب مر گئے یا سب نے تجھے طلاق دے دی۔ اُس نے کہا نہیں بلکہ سب کو میں نے مار ڈالا حضرت نے فرمایا وائے ہو تیرے باقیماندہ شوہروں پر کہ وہ دیکھتے ہیں کہ ہر روز تو ایک کو مار ڈالتی ہے پھر بھی تجھ سے عذر نہیں کرتے اور گذرے ہوؤں کے حال سے عبرت نہیں حاصل کرتے۔

دوسری روایت میں منقول ہے کہ ایک روز حضرت عیسیٰ بیٹھے ہوئے ایک بوڑھے شخص کو دیکھ رہے تھے کہ بیلچہ ہاتھ میں لئے ہوئے زمین کھود رہا تھا اور قابل زراعت بنا رہا تھا۔ حضرت عیسیٰ نے دعا کی کہ خداوندا اس کے دل سے امیدیں نکال دے حضرت کی دعا قبول ہوئی اور اُس مرد نے بیلچہ ہاتھ سے رکھ دیا اور سو رہا۔ پھر حضرت نے دعا فرمائی کہ خداوندا اس کی امیدوں کی درازی اُس کو واپس فرما دے اُسی وقت وہ شخص اُٹھا اور بیلچہ ہاتھ میں لے کر کام میں مشغول ہوگیا۔ حضرت نے اُس سے پوچھا کہ بیلچہ کیوں رکھ دیا تھا اور پھر اُٹھا کر

کام کرنے لگا اُس نے بیان کیا کہ اس اثناء میں میرے دل میں یہ بات پیدا ہوئی کہ کب تک کام کرتے رہو گے ضعیفی کی اس حد تک پہنچ چکے اور نہیں جانتے کہ تمہاری عمر کتنی باقی ہے تو میں نے بیلچہ رکھ دیا اور سو رہا پھر یہ خیال آیا کہ جب تک زندہ ہو روزی کی تو ضرورت ہے بس کام میں مشغول ہو گیا۔

حدیث معتبر میں رسولؐ خدا سے منقول ہے کہ حواریوں نے حضرت عیسیٰؑ سے عرض کی کہ اے روح اللہ ہم کس کے ساتھ ہم نشینی رکھیں فرمایا اُس کے ساتھ جس کے دیکھنے سے خدا یاد آئے اور اس کی گفتگو سے تمہارے علم میں اضافہ ہو اور اُس کے کردار آخرت کی یاد دلانے والے ہوں۔

حدیث معتبر میں حضرت صادق علیہ السلام سے منقول ہے کہ حضرت عیسیٰؑ علیہ السلام کا گذر ایک جماعت کی طرف ہوا جو رو رہے تھے حضرت نے پوچھا کہ یہ لوگ کیوں رو رہے ہیں لوگوں نے کہا اپنے گناہوں کے سبب روتے ہیں فرمایا رونا ترک نہ کریں یہاں تک کہ خدا ان کو بخش دے۔

دوسری معتبر حدیث میں انہی حضرت (صادقؑ) نے فرمایا کہ جناب رسولؐ خدا نے فرمایا کہ ایک روز حضرت عیسیٰؑ ایک قبر کی طرف سے گذرے جس پر عذاب ہو رہا تھا۔ پھر دوسرے سال جب آپ کا گذر ہوا تو اُس صاحب قبر پر عذاب نہیں ہو رہا تھا۔ حضرت نے مناجات کی اور کہا خداوندا اس کا کیا سبب ہے وحی نازل ہوئی کہ اس شخص کا ایک فرزند ہے جو اب جوان ہو گیا ہے اس نے مسلمانوں کے ایک راستہ کو درست کر دیا جس پر سے گذرنا آسان ہو اور ایک یتیم کو اپنے پاس پناہ دی ہے اس سبب سے اس کو بخش دیا۔

ایک روز حضرت عیسیٰؑ نے جناب یحییٰؑ سے فرمایا کہ اگر لوگ تمہارے حق میں ایسی بدی کا تذکرہ کریں جو دراصل تم میں موجود ہو تو سمجھو کہ وہ گناہ ہے اور تم اُس سے توبہ اور طلب مغفرت کرو اور اگر تمہارے حق میں ایسے گناہ کا تذکرہ کریں جو تم میں نہ ہو تو وہ تمہاری نیکی ہے۔ جو تمہیں بغیر محنت و مشقت کے حاصل ہوئی۔

فصل چہارم

نزول مائدہ کا بیان جو حضرت عیسیٰؑ کی دعا سے اُن کی قوم پر نازل ہوا

حق تعالیٰ فرماتا ہے۔ اِذْ قَالَ الْحَوَارِيُّوْنَ يَا عِيْسَى ابْنَ مَرْيَمَ هَلْ يَسْتَطِيْعُ رَبُّكَ اَنْ يُّنَزِّلَ عَلَيْنَا مَآئِدَةً مِّنَ السَّمَآءِ یاد کرو اُس وقت کو جب کہ حواریوں نے کہا اے عیسیٰؑ بن مریمؑ کیا تمہارا پروردگار ہم

پر ایک خوان آسمان سے بھیج سکتا ہے۔ بیان کرتے ہیں کہ اُن کا یہ سوال ان کے ایمان کے کامل ہونے سے پہلے تھا کہ وہ کمال قدرت خداوند تعالیٰ نہیں جانتے تھے یا یہ کہ اُن کی مراد یہ تھی کہ آیا خدا مصلحت سمجھتا ہے کہ ایسا کرے یا بمعنی اطاعت ہو یعنی تمہارا پروردگار تمہاری بات مانتا ہے اگر یہ سوال اُس سے کرو۔

بسند معتبر حضرت صادقؑ سے منقول ہے کہ یہ آیت قرأت اہلبیتؑ میں يَسْتَطِيعُ رَبَّكَ ہے بصیغہ خطاب رَبَّكَ نصب (زبر) کے ساتھ یعنی کیا تم ایسا سوال اپنے خدا سے کر سکتے ہو؟ قَالَ اتَّقُوا اللّٰهَ اِنْ كُنْتُمْ مُّؤْمِنِيْنَ ﴿۱۱۲﴾ حضرت عیسیٰؑ نے فرمایا اگر خدا اور اُس کے رسول پر ایمان رکھتے ہو تو خدا سے ڈرو اور ایسے سوالات مت کرو جن کا انجام اچھا نہیں ہے۔ قَالُوْا نُرِيْدُ اَنْ نَّاْكُلَ مِنْهَا وَتَطْمَئِنَّ قُلُوْبُنَا وَنَعْلَمَ اَنْ قَدْ صَدَقْتَنَا وَنَكُوْنَ عَلَيْهَا مِنَ الشّٰهِدِيْنَ ﴿۱۱۳﴾ ان لوگوں نے کہا ہم چاہتے ہیں ہم اُس آسمانی خوان میں سے کھائیں اور ہمارا دل مطمئن ہو اور ہم کو اپنے پروردگار کے کمال قدرت کا یقین حاصل ہو اور بعلم یقین ہم سمجھیں کہ تم نے جو کچھ ہم کو خبر دی ہے اُس میں سچے ہو اور اس خوان کے نازل ہونے کے گواہ بنیں اور گواہی دیں کہ ایسا معجزہ تم سے ظاہر ہوا۔ قَالَ عِيْسَى ابْنُ مَرْيَمَ اللّٰهُمَّ رَبَّنَآ اَنْزِلْ عَلَيْنَا مَآئِدَةً مِّنَ السَّمَآءِ تَكُوْنُ لَنَا عِيْدًا لِّاَوَّلِنَا وَاٰخِرِنَا وَاٰيَةً مِّنْكَ ۚ وَارْزُقْنَا وَاَنْتَ خَيْرُ الرّٰزِقِيْنَ ﴿۱۱۴﴾ جناب عیسیٰؑ نے دعا کی اے اللہ اے پالنے والے ہم پر آسمان سے ایک خوان نازل فرما کہ وہ دن (جس روز مائدہ نازل ہو) ہمارے اوّل اور ہمارے آخر یعنی اُن لوگوں کے لئے جو ہمارے زمانہ میں ہیں اور اُن لوگوں کے لئے جو ہمارے بعد آنیوالے ہیں عید کا دن قرار پائے اور تیرے کمال قدرت پر اور تیرے پیغمبر کی حقیّت پر ایک نشانی اور معجزہ ہو اور ہم کو اُس مائدہ کے ذریعہ روزی عطا فرما تو بہترین روزی دینے والا ہے۔ روایت ہے کہ روز یکشنبہ کو مائدہ (خوان) نازل ہوا اس سبب سے نصارٰے (عیسائی) نے اُس روز عید منائی۔ قَالَ اللّٰهُ اِنِّيْ مُنَزِّلُهَا عَلَيْكُمْ ۚ فَمَنْ يَّكْفُرْ بَعْدُ مِنْكُمْ فَاِنِّيْٓ اُعَذِّبُهٗ عَذَابًا لَّآ اُعَذِّبُهٗٓ اَحَدًا مِّنَ الْعٰلَمِيْنَ ﴿۱۱۵﴾ خدا نے فرمایا کہ میں بیشک تمہارے لئے خوان نازل کرتا ہوں تو اس کے بعد جو شخص

تم میں سے کافر ہو جائے گا یا اس نعمت سے انکار کریگا تو یقیناً میں اُس پر ایسا عذاب کروں گا کہ دنیا والوں میں سے کسی پر ایسا عذاب نہ کروں گا۔

حدیث معتبر میں حضرت صادقؑ سے منقول ہے کہ جب خدا نے مائدہ نازل فرمایا حضرت عیسیٰؑ نے حواریوں کو حکم دیا کہ جب تک میں اجازت نہ دوں اس میں سے کوئی نہ کھائے لیکن ایک شخص نے اُس میں سے کھا لیا تو کسی حواری نے حضرت عیسیٰؑ سے کہہ دیا۔ حضرت عیسیٰؑ نے اُس سے پوچھا اُس نے انکار کیا تو اور تمام حواریوں نے گواہی دی کہ اُس نے کھایا ہے۔ حضرت عیسیٰؑ نے فرمایا کہ جب تمہارا برادر مومن انکار کرتا ہے اُس امر سے جس کو خود تم نے اپنی آنکھوں سے اُسے کرتے دیکھا ہے تب بھی اپنے آنکھوں کی تکذیب کرو اور اس مومن کی تصدیق کرو۔

برادر مومن کی تصدیق اگرچہ خود اپنی آنکھوں سے اس کے خلاف عمل کرتے دیکھا ہو۔

بسند معتبر حضرت امام محمد باقرؑ سے منقول کہ جو خوان بنی اسرائیل پر نازل ہوا تھا سونے کی زنجیر میں آسمان سے لٹکایا گیا تھا اور اُس میں نو رنگ کے کھانے تھے اور نو روٹیاں اور دوسری روایت کے مطابق نو مچھلیاں اور نو روٹیاں تھیں۔

بسند معتبر امام رضاؑ سے منقول ہے کہ جب مائدہ نازل ہوا تو جو لوگ ایمان نہیں لائے وہ سور کی شکل میں مسخ ہو گئے۔ دوسری روایت کے مطابق سور اور بندر کی شکلوں میں تبدیل ہو گئے۔ اور حدیث معتبر میں حضرت امام موسیٰ کاظمؑ سے منقول ہے کہ وہ سور دھوبیوں کی وہ جماعت تھی جنہوں نے مائدہ آسمانی کی تکذیب کی تھی اور وہ سب سور بنا دیئے گئے اور تفسیر امام حسن عسکری علیہ السلام میں مذکور ہے کہ خدا نے حضرت عیسیٰؑ پر مائدہ نازل فرمایا اُس میں چند روٹیاں تھیں جن میں ایسی برکت عطا فرمائی کہ کئی مہینے تک اُس میں سے چار ہزار سات سو افراد سیر ہو کر کھاتے رہے پھر اُسی تفسیر میں مذکور ہے کہ جناب رسولؐ خدا نے فرمایا کہ جب قوم عیسیٰؑ نے خدا سے مائدہ کی خواہش کی اور پھر اس کی ناقدری کی تو خدا نے ان کو چار سو قسم کے حیوانوں کی صورت میں مسخ (تبدیل) کر دیا جیسے سور بندر۔ ریچھ۔ بلی اور بعض دریائی و صحرائی حیوانات۔

مائدہ کی ناقدری کے سبب بنی اسرائیل کا جانوروں کی شکلوں میں مسخ ہونا

علی ابن ابراہیم نے روایت کی ہے کہ جب مائدہ نازل ہوتا بنی اسرائیل اُس خوان کے گرد جمع ہوتے اور سیر ہو کر کھاتے تھے۔ آخر رئیس اور متکبر لوگ کہنے لگے کہ فقرا اور پست لوگوں کو مائدہ سے کھانے نہ دیں گے اس سبب

سے خدا نے مائدہ آسمان پر اُٹھا لیا اور ان لوگوں کو سور کی شکل میں مسخ کر دیا۔
شیخ طبرسیؒ نے نقل کیا ہے کہ نزول مائدہ کی کیفیت میں لوگوں نے اختلاف کیا ہے کہ اُس میں کون چیزیں تھیں۔ حضرت عمار یاسرؓ سے منقول ہے کہ رسولؐ خدا نے فرمایا کہ اُس میں روٹی اور گوشت تھا۔ کیونکہ لوگوں نے عیسیٰؑ سے سوال کیا ایسے طعام کا جو ختم نہ ہو اور اُس میں سے کھاتے رہیں۔ خدا نے ان سے فرمایا کہ یہ نعمت تمہارے لئے اس وقت تک باقی رہے گی۔ جب تک تم اس میں خیانت نہ کروگے اور لے کر ذخیرہ نہ کروگے۔ اگر ایسا کروگے تو معذب کرونگا۔ لیکن ان لوگوں نے اسی روز خیانت کی۔
ابن عباس سے منقول ہے کہ حضرت عیسیٰؑ نے بنی اسرائیل سے کہا کہ تیس ۳۰ روز روزہ رکھو پھر خدا سے جو چاہو طلب کرو وہ عطا فرمائے گا۔ ان لوگوں نے تیس ۳۰ روزے رکھے جب پورے کر چکے تو حضرت عیسیٰؑ سے کہنے لگے اگر کسی مخلوق کے لئے ہم کوئی کام کرتے ہیں تو وہ ہم کو کھانے کو دیتا ہے تیس ۳۰ روزے ہم نے رکھے اور بھوک کی تکلیف برداشت کی لہٰذا دعا کرو کہ خدا ہمارے لئے آسمان سے خوان بھیجے تو فرشتے ان کے لئے مائدہ لائے جس میں سات روٹیاں اور سات مچھلیاں تھیں اور ان سب لوگوں نے اُس میں سے کھایا۔ حضرت امام محمد باقرؑ سے بھی یہی مضمون مروی ہے۔ دوسری روایت میں ہے کہ گوشت کے سوا اُس میں ہر قسم کے کھانے تھے اور ایک دوسری روایت میں ہے کہ بغیر گوشت اور روٹی کے سب کچھ تھا۔ ایک روایت ہے کہ گوشت اور مچھلی نہ تھی۔ ایک روایت میں ہے کہ صرف مچھلی تھی جس میں ہر کھانے کی لذت تھی۔ ایک روایت کے مطابق بہشت کے میوے تھے بروایتے صبح و شام من و سلویٰ نازل ہوتا تھا۔
حضرت سلمان فارسیؓ سے منقول ہے کہ حضرت عیسیٰؑ نے کبھی لوگوں کے عیبوں کی پیروی نہ کی۔ کبھی کسی کے سامنے چلّا کے نہ بولے۔ کبھی قہقہہ مار کر نہ ہنسے۔ کبھی کسی کو اپنے پاس سے نہ ہٹایا۔ کبھی کسی بدبو سے اپنی ناک بند نہ کی۔ کبھی نہ کھیلے نہ کوئی مہمل کام کیا۔ جب حواریوں نے حضرت سے سوال کیا کہ مائدہ اُن پر نازل ہو حضرت اُون کا موٹا لباس پہنے ہوئے تھے۔ حضرت روئے اور دعا کی تو ایک سُرخ خوان آسمان سے ہوا میں اُترتا ہوا نظر آیا اور وہ لوگ دیکھ رہے تھے وہ تھوڑی ہی دیر میں ان کے پاس آگیا۔ جناب عیسیٰؑ اُٹھے۔ وضو کیا اور طولانی نماز

عیون و تفسیر علی بن ابراہیم مجمع البیان

ایضاً

پڑھی اور خوان پوش سے کپڑا ہٹایا اور فرمایا بسم اللہِ خیرالرازقین (خدا کے نام سے شروع کرتا ہوں جو بہترین رزق دینے والا ہے) لوگوں نے دیکھا کہ بھنی ہوئی مچھلی اُس میں تھی جس میں فلس (چھلکے) نہ تھے روغن سے تر۔ اُس کے سر کے پاس نمک رکھا ہوا تھا اور اُس کے دُم کے قریب سرکہ تھا۔ اور اس کے گرد ہر قسم کی ترکاریاں تھیں گندنا (لہسن) کے سوا اور پانچ روٹیاں تھیں ایک پر زیتون کا تیل۔ دوسری پر شہد۔ تیسری پر گھی۔ چوتھی پر پنیر اور پانچویں پر کباب رکھا ہوا تھا۔ جناب شمعون نے پوچھا یا روح اللہ یہ طعام دنیا سے ہے یا طعام آخرت۔ حضرت نے فرمایا ان میں سے کوئی نہیں بلکہ خدا نے ابھی اپنی قدرت سے خلق فرمایا ہے۔ کھاؤ جو خدا سے مانگا ہے تاکہ خدا تمہاری مدد کرے اور اپنے فضل و کرم سے تم پر نعمتیں زیادہ کرے۔ حواریوں نے عرض کی یا روح اللہ ہم چاہتے ہیں کہ کوئی اور معجزہ دکھایئے۔ حضرت نے فرمایا اے مچھلی بحکم خدا زندہ ہو جا مچھلی فوراً حرکت میں آئی اور کانٹے اور فلس (چھلکے) اُس میں پیدا ہوگئے۔ یہ دیکھ کر ان لوگوں پر دہشت طاری ہوگئی حضرت نے فرمایا کیوں ایسا سوال کرتے ہو کہ اگر وہ پورا کر دیا جائے تو تم کو پسند نہ ہو اور میں تمہارے بارے میں بہت خوفزدہ ہوں کہ کہیں خدا کے عذاب میں مبتلا نہ ہو جاؤ۔ پھر حضرت نے فرمایا کہ اے مچھلی بحکم خدا اپنی پہلی حالت پر ہو جا پھر وہ مچھلی بھنی ہوئی ہوگئی جیسے کہ تھی۔ لوگوں نے عرض کی یا نبی اللہ پہلے اس مچھلی سے آپ کھایئے پھر ہم لوگ کھائیں گے۔ حضرت نے فرمایا میں اس کے کھانے سے خدا کی پناہ مانگتا ہوں تم نے اُسکا سوال کیا تھا تم ہی لوگ کھاؤ۔ وہ لوگ اُس کے کھانے سے ڈرے تو حضرت نے فقیروں محتاجوں بیماروں اور سخت مریضوں کو بلایا کہ اس خوان میں سے کھائیں اور فرمایا کھاؤ تمہارے لئے شفا اور دوسروں کے لئے بلا ہے۔ غرض تیرہ سَو ۱۳۰۰ بیماروں اور فقیروں نے اس میں سے سیر ہو کر کھایا لیکن اُس مچھلی میں کچھ کمی نہ ہوئی۔ پھر مائدہ اُڑا اور آسمان کی جانب بلند ہوا اور وہ دیکھتے رہے اور وہ نظروں سے غائب ہوگیا۔ اُس میں سے جس بیمار نے کھایا اُس کا مرض زائل ہوگیا اور جس محتاج نے کھایا وہ مالدار اور غنی ہوگیا اور جن لوگوں نے نہیں کھایا وہ بہت پچھتائے۔ پھر جب وہ نازل ہوتا تھا غنی و فقیر سب اُس کے گرد جمع ہوتے تھے اور ایک اژدہام ہو جاتا تھا تو حضرت عیسیٰؑ نے ان کی باری مقرر کر دی کہ ایک روز غنی و امیر کھائیں

ایک روز محتاج و فقیر۔ چالیس روز تک خوان نازل ہوتا رہا اور صبح سے ظہر تک لوگ اُس میں سے کھاتے رہتے۔ ظہر کے بعد واپس آسمان پر اُٹھا لیا جاتا تھا۔ ایک روز نازل ہوتا تھا دوسرے روز ناغہ ہوتا۔ پھر خدا نے جناب عیسیٰؑ پر وحی فرمائی۔ کہ میرا نازل کردہ مائدہ فقیروں کے لئے مخصوص کردو اور مالداروں کو اُس سے روکدو۔ اس سبب سے اغنیا غضبناک ہوئے اور مائدہ میں شک و شبہ کرنے لگے اور لوگوں میں شک و وسوسہ پھیلانے لگے۔ تو خدا نے وحی فرمائی کہ میں نے جھٹلانے والوں کے بارے میں شرط کی تھی کہ نزول مائدہ کے بعد جو کافر ہو جائے گا۔ (انکار کریگا) اُس پر ایسا عذاب کروں گا کہ عالمین میں سے کسی پر نہ کیا ہوگا۔ حضرت عیسیٰؑ نے کہا خداوندا اگر ان پر تو عذاب کرے گا تو وہ تیرے بندے ہیں اگر ان کو بخش دے تو تو عزیز و حکیم ہے۔ غرض اُن میں سے تین سو تیرہ اشخاص کو مسخ فرمادیا جو رات کو اپنے اہل و عیال کے ساتھ سوئے ہوئے تھے۔ جب صبح ہوئی تو سور بن چکے تھے اور راستوں اور کھنڈروں میں گشت کرتے تھے وہ تین روز تک زندہ رہے پھر ہلاک ہو گئے۔

فصل پنجم ان وحیوں کا ذکر جو حضرت عیسیٰؑ پر نازل ہوئیں اور موعظے اور حکمتیں جو اُن حضرت سے صادر ہوئیں۔

خداوند عالم ارشاد فرماتا ہے۔ وَاِذْ قَالَ اللّٰهُ یٰعِیْسَی ابْنَ مَرْیَمَ ءَاَنْتَ قُلْتَ لِلنَّاسِ اتَّخِذُوْنِیْ وَاُمِّیَ اِلٰهَیْنِ مِنْ دُوْنِ اللّٰهِ ط یاد کرو وہ وقت جبکہ خدا نے فرمایا اے عیسیٰؑ ابن مریمؑ کیا تم نے لوگوں سے کہا تھا کہ مجھ کو اور میری ماں کو خدائے عالمین کے سوا خدا مان لو۔ حضرت امام محمد باقرؑ و امام جعفر صادق علیہ السلام سے منقول ہے کہ خدا نے ان باتوں کو ابھی عیسیٰؑ سے نہیں فرمایا بلکہ قیامت میں کہے گا جس وقت عیسائیوں کو اُن حضرت کے سامنے اکٹھا کرے گا تاکہ اُن پر حجت تمام کرے۔ اُس بارے میں جو وہ لوگ جناب عیسیٰؑ پر افترا کرتے ہیں حالانکہ اُن حضرت نے ایسے اعتقاد کی تعلیم نہیں دی ہے (کہ وہ حضرت عیسیٰؑ کو خدا یا خدا کا بیٹا کہیں) یہ سوال حضرت عیسیٰؑ سے خدا کرے گا باوجود اس کے کہ خود بہتر سمجھتا ہے کہ اُن حضرت نے ایسی تعلیم نہیں دی ہے۔ اور خداوند عالم ہر واقع ہونے والے امر کو اسی عنوان سے بیان فرماتا ہے گویا کہ وہ امر واقع ہو چکا ہے۔ قَالَ سُبْحَانَكَ مَا یَكُوْنُ لِیْٓ

اَنْ اَقُوْلَ مَا لَيْسَ لِيْ بِحَقٍّ ۗ حضرت عیسیٰؑ عرض کریں گے کہ بارالہا میں تجھ کو پاک سمجھتا ہوں اس سے کہ تیرا کوئی شریک رہا ہو اور میں ایسی بات کیونکر کہہ سکتا ہوں جس کا کہنا میرے لئے حق اور مناسب نہ ہو۔ اِنْ كُنْتُ قُلْتُهٗ فَقَدْ عَلِمْتَهٗ ؕ تَعْلَمُ مَا فِيْ نَفْسِيْ وَلَآ اَعْلَمُ مَا فِيْ نَفْسِكَ ؕ اِنَّكَ اَنْتَ عَلَّامُ الْغُيُوْبِ ﴿۱۱۶﴾ اگر میں نے ایسی تعلیم دی ہے تو تو بخوبی جانتا ہے تو میرے نفس میں جو کچھ ہے سب جانتا ہے یعنی جو کچھ میرے دل میں پوشیدہ ہے اور میں (یقیناً) نہیں جانتا جو کچھ تیرے علم میں ہے اور تو نے لوگوں سے پوشیدہ کر رکھا ہے۔ نفس کا اطلاق بطور مجاز ہے مطلب یہ ہے کہ تو ہی تمام پوشیدہ امور سے واقف ہے۔

بسند معتبر حضرت امام محمد باقر علیہ السلام سے اس آیت کی تفسیر میں منقول ہے کہ خدا کے اسم (بزرگ نام) تہتر ہیں۔ ان میں سے بہتّر نام حضرت آدمؑ کو سکھا دیئے تھے جو حضرت عیسیٰؑ تک تمام پیغمبروں کو میراث میں ملتے رہے ایک نام خدا نے پوشیدہ رکھا ہے اور کسی کو نہیں بتایا تو جناب عیسیٰؑ کے قول کے معنی یہ ہوئے کہ جو کچھ میرے نفس میں ہے یعنی بہتّر اسمائے بزرگ جو تو نے مجھے تعلیم فرمائے ہیں میں وہی جانتا ہوں اور جو کچھ تیرے نفس میں ہے یعنی وہ ایک اسم اعظم میں نہیں جانتا۔ [۱]

مَا قُلْتُ لَهُمْ اِلَّا مَآ اَمَرْتَنِيْ بِهٖٓ اَنِ اعْبُدُوا اللّٰهَ رَبِّيْ وَرَبَّكُمْ ۚ میں نے ان سے اس کے سوا کچھ نہیں کہا جو تو نے مجھے کہنے کا حکم دیا تھا کہ خدا کی عبادت کرو جو میرا اور تمہارا پروردگار ہے۔ وَكُنْتُ عَلَيْهِمْ شَهِيْدًا مَّا دُمْتُ فِيْهِمْ ۚ فَلَمَّا تَوَفَّيْتَنِيْ كُنْتَ اَنْتَ الرَّقِيْبَ عَلَيْهِمْ ؕ وَاَنْتَ عَلٰى كُلِّ شَيْءٍ شَهِيْدٌ ﴿۱۱۷﴾ میں جب تک ان میں موجود تھا اس وقت تک کا گواہ ہوں اور جب تو نے مجھے ان کے درمیان سے اٹھا لیا تو ان کے اعمال کا جاننے والا اور گواہ تو ہے اور تو ہر شے پر گواہ ہے۔ اِنْ تُعَذِّبْهُمْ فَاِنَّهُمْ عِبَادُكَ ۚ وَاِنْ تَغْفِرْ لَهُمْ فَاِنَّكَ اَنْتَ الْعَزِيْزُ الْحَكِيْمُ ﴿۱۱۸﴾

---

[۱] مولف فرماتے ہیں کہ یہ حدیث بہت سی حدیثوں کے خلاف ہے جو بیان ہو چکی ہیں اور آئندہ جو بیان ہوں گی کہ ان بہتّر ناموں کا علم مخصوص ہے پیغمبر آخر الزماںؐ اور ان کے اوصیاء سے ممکن ہے یہ اسمائے اعظم ان ناموں کے علاوہ ہوں۔

اگر تو اُن پر عذاب کرے تو وہ تیرے ہی بندے ہیں اور اگر اُن کو تو بخشدے تو تو غالب حکمت والا ہے۔

بسند معتبر حضرت صادقؑ سے منقول ہے کہ انجیل شب سیزدہم ماہ رمضان میں نازل ہوئی۔ اور دوسری معتبر حدیث میں انہی حضرت سے منقول ہے کہ بارھویں شب میں نازل ہوئی[1] اور جناب رسولؐ خدا سے منقول ہے کہ انجیل الواح پر لکھی ہوئی ایک بار نازل ہوئی۔

بسند معتبر امام رضا علیہ السلام سے منقول ہے جب حضرت نے ہر مذہب کے علماء پر مجلس مامون میں حجت تمام کی جاثلیق عیسائی عالم سے فرمایا کہ کیا انجیل میں تو نے (نہیں) پڑھا ہے کہ میں اپنے اور تمہارے پروردگار کی طرف جا رہا ہوں اور میرے بعد بارقلیطا آئے گا اور میری (نبوت کی) تصدیق فرمائے گا جس طرح میں اُس کی (نبوت کی) گواہی (اور اطلاع) دے رہا ہوں۔ وہ ہر شے کی تفسیر وتشریح کرے گا۔ وہی ہے جو امتوں کی گمراہیوں کو واضح کرے گا وہی کفر کے ستونوں کو توڑے گا۔ جاثلیق نے کہا جو کچھ آپ انجیل کے حوالہ سے بیان کرتے ہیں مجھے اُن سب کا اقرار ہے حضرت نے فرمایا میں نے جو بیان کیا وہ سب کیا انجیل میں (نہیں) ہے اُس نے کہا کیوں نہیں، (ضرور ہے) حضرت نے فرمایا اے جاثلیق کیا تم لوگ ہم سے یہ نہیں کہتے ہو کہ انجیل ناپید ہوگئی تھی اور یہ کہ وہ کس کے پاس سے ملی اور انجیل تمہارے لئے کس نے وضع کی؟ جاثلیق نے کہا ایک روز انجیل گم ہوگئی اور ہم کو نہیں ملی پھر (کچھ مدت کے بعد) اس کو یوحنّا اور متّا تازہ لکھی ہوئی ہمارے لئے لائے حضرت نے فرمایا کہ انجیل اور علماء کے راز سے تو کس قدر ناواقف ہے اگر ایسا ہی ہے جیسا کہ تو کہتا ہے پھر تم سب انجیل میں اختلاف کیوں کرتے ہو اور تمہارے پاس جو انجیل ہے اُس میں اختلاف نہ ہوتا اگر وہ اپنی اصلی حالت پر باقی ہوتی جیسے کہ نازل ہوئی اور تم لوگوں نے اُس میں اختلاف جس غرض سے کیا میں اُس راز سے واقف ہوں۔ مجھ سے سنو۔ جب انجیل شروع شروع غائب

[1] مولّف فرماتے ہیں کہ شاید پہلی حدیث انجیل کے بیت المعمور میں نازل ہونے پر محمول ہو جیسا کہ پہلی حدیث سے اس کی طرف اشارہ ظاہر ہوتا ہے۔

ہوئی تو عیسائی اپنے علماء کے پاس جمع ہوئے اور بولے کہ حضرت عیسیٰؑ مار ڈالے گئے اور انجیل غائب ہوگئی آپ لوگ عالم ہیں آپ اس بارے میں کیا مصلحت سمجھتے ہیں۔ تو الوقا اور مرقابوس نے اُن سے کہا کہ انجیل ہمارے سینوں میں (محفوظ) ہے اور ہم ہر اتوار کو اس میں سے ایک باب تمہارے لئے بیان کریں گے تم لوگ پریشان اور فکر مند مت ہو اپنے عبادت خانوں کو خالی مت چھوڑو۔ ہر اتوار کو ہم انجیل کا ایک سفر (ایک باب) بتایا کریں گے جب تم لوگ سب کے سب جمع ہوجایا کرو گے پھر الوقا، مرقابوس، یوحنا اور متی نے مل کر یہ انجیل وضع کی جبکہ اصل انجیل گم ہوگئی تھی اور یہ چاروں اشخاص اگلے لوگوں کے شاگرد تھے کیا تو اس بات کو جانتا ہے اُس نے کہا نہیں مجھے اب معلوم ہوا اور آپ کے علم کی عظمت انجیل کے بارے میں اب مجھ پر ظاہر ہوئی اور اس کے بارے میں چند ایسی باتیں آپ سے سنیں جس کی شہادت میرا دل دیتا ہے کہ وہ سب سچے اور حق ہیں۔ اُس وقت حضرت نے حاضرین مجلس سے اور مامون سے فرمایا کہ آپ لوگ گواہ رہیں اس پر جو کچھ اُس نے کہا اور اقرار کیا سب نے کہا ہم گواہ ہیں پھر حضرت نے جاثلیق کی جانب رُخ کیا اور فرمایا کہ بحق عیسیٰؑ و مریمؑ بتا کیا تو جانتا ہے کہ متیؑ نے کہا کہ عیسیٰؑ پسر داؤد و پسر ابراہیم پسر یعقوب پسر یہودا پسر خضرون ہیں اور مرقابوس نے حضرت کا نسب یوں بیان کیا ہے کہ عیسےٰؑ پسر مریم ہیں اور وہ خدا کا کلمہ ہیں کہ خدا نے ان میں بصورت آدمی حلول فرمایا اور انسان ہوگیا اور الوقا نے کہا کہ عیسیٰؑ بن مریمؑ اور ان کی ماں مریمؑ دونوں انسان تھے گوشت اور خون سے بنے ہوئے اُن میں روح القدس داخل ہوگئی ہے اور تو کہتا ہے کہ عیسیٰؑ نے اپنی ذات پر گواہی دی کہ حق اور سچائی کے ساتھ کہتا ہوں کہ آسمان پر کوئی نہیں جاسکتا مگر وہ جو آسمان سے نیچے آیا ہو اور وہ شہسوار خاتم پیغمبرانؐ ہے جو آسمان پر بلند ہوکر جائے گا اور پھر واپس نیچے زمین پر آئے گا تو اس بارے میں تو کیا کہتا ہے جاثلیق نے کہا کہ یہ عیسیٰؑ کا قول ہے اور میں اس سے انکار نہیں کرسکتا تو حضرت نے پوچھا کہ الوقا اور مرقابوس اور متیؑ نے جو حضرت عیسےٰؑ کے بارے میں بیان کیا ہے اور جو کچھ حضرت سے نسبت دی اس کے متعلق تیری کیا رائے ہے جاثلیق نے کہا ان سب نے حضرت عیسےٰؑ پر جھوٹ باندھا ہے (اور اقرار کیا ہے) حضرت نے فرمایا کیا تم نے نہیں سنا کہ اس نے اُن سب کی

مدح کی اور کہا ہے کہ وہ انجیل کے عالم تھے اور وہ لوگ حق (بیان کرنے والے) تھے تو جاثلیق نے کہا اے مسلمانوں کے عالم مجھ کو معاف کیجئے۔ پھر دیر تک بحث کرنے کے بعد حضرت نے اس سے پوچھا کیا انجیل میں (نہیں) لکھا ہے کہ ایک زن صالحہ کا فرزند تمہارے لئے بہتر کام کرے گا گواہی دے گا اور سخت امور انجام دے گا اور تمہارے لئے ہر چیز کی تفسیر و تشریح کرے گا اور میرے لئے گواہی دے گا جس طرح میں اس کی (نبوت کی) گواہی دے رہا ہوں میں تمہارے لئے کچھ مثالیں لایا ہوں جن کی تاویل تم سے وہ بیان کرے گا لے جاثلیق کیا تو تصدیق کرتا ہے کہ یہ سب باتیں انجیل میں ہیں جاثلیق نے کہا کیوں نہیں۔ (بیشک گواہی دیتا ہوں)۔

حدیث موثق میں امام جعفر صادقؑ سے منقول ہے کہ خدا نے جو موعظے عیسیٰؑ کو بذریعہ وحی عطا فرمائے ان میں سے یہ ہیں کہ اے عیسیٰؑ میں تمہارا اور تمہارے آباؤ اجداد کا پروردگار ہوں میرا نام واحد ہے میں وہ یکتا ہوں جس نے اکیلے ہر چیز کو خلق کیا ہے تمام چیزیں میری صنعتیں ہیں اور میری پیدا کی ہوئی تمام چیزیں روز قیامت میری طرف واپس آئیں گی۔ اے عیسیٰؑ تو مسیح بابرکت ہے میرے حکم سے۔ اور میرے حکم سے تو مٹی سے چڑیا بناتا ہے اور اس کو زندہ کرتا ہے اور میرے کلام سے تو مردوں کو زندہ کرتا ہے۔ میری جانب رغبت رکھ اور میرے عذاب سے پناہ نہیں پا سکتا سوائے اس کے کہ میری طرف آئے اے عیسیٰؑ میں تم کو وصیت کرتا ہوں ایسے وصیت کرنے والے کی طرح جو تم پر مہربان ہو رحمت کے ساتھ۔ جس وقت کہ تم پر میری رحمت و دوستی لازم ہو چکی ہے اس سبب سے کہ تم نے چند وہ باتیں مجھ سے طلب کیں جو میری خوشنودی کا باعث ہیں اس لئے میں نے تم کو خوردی و بزرگی میں بابرکت قرار دیا تم جہاں بھی ہو۔ اور میں گواہی دیتا ہوں کہ تم میرے بندہ اور میری کنیز (مریم) کے فرزند ہو۔ اے عیسیٰؑ مجھ کو ہر وقت اپنے نزدیک سمجھو جس طرح جو کچھ تمہارے دل میں گذرتا ہے تم سے نزدیک ہے۔ اپنے آخرت کے ذخیرہ کے لئے مجھ کو یاد کرو اور میرا تقرب حاصل کرو نوافل اور مستحب اعمال بجا لا کر۔ اور مجھ پر بھروسہ کرو تاکہ تمہارے کاموں کو پورا کروں میرے غیر پر اعتماد مت کرو کیونکہ تمہارے کام (ایسی حالت میں) اسی پر میں چھوڑ دیتا ہوں اور میں پھر تمہاری مدد نہیں کروں گا

اے عیسیٰؑ میری طرف سے بلاؤں پر صبر کرو اور میرے قضا و قدر پر راضی رہو ایسے بنو جیسا میں چاہتا ہوں یقیناً میں چاہتا ہوں کہ لوگ میری اطاعت کریں نافرمانی نہ کریں۔ اے عیسیٰؑ میری یاد اپنی زبان پر زندہ رکھو اور میری محبت کی راہ اپنے دل میں (قائم رکھو) اے عیسیٰؑ بیدار اور ہوشیار رہو ان وقتوں میں جبکہ لوگ غفلت کی نیند میں ہوں اور لوگوں سے میری حکمتوں کے لطیفے بیان کرتے رہو۔ اے عیسیٰؑ میرے ثواب کی جانب رغبت رکھو اور میرے عذاب سے ڈرتے رہو اور اپنے دل کو خواہشات دنیا کی جانب سے مردہ بنا لو اور مجھ ہی سے ڈرو۔ اے عیسیٰؑ راتیں میری خوشنودی میں بسر کرو اور دنوں کو تشنگی میں گذارنے کے لئے روزے رکھا کرو میرے پاس اپنی حاجت پیش کرنے کے دن (قیامت) کے واسطے۔ اے عیسیٰؑ لوگوں کے درمیان ان کی خیر خواہی کے ساتھ جیسا کہ میں نے تم کو حکم دیا ہے فیصلہ کیا کرو اور میرا حکم ان کے درمیان قائم رکھو بہ تحقیق کہ میں نے تمہارے پاس وہ کتاب بھیجی ہے جو امراض شک و شبہ شیطان سے دلوں کو شفا دینے والی ہے۔ اے عیسیٰؑ میں سچ کہتا ہوں کہ میری مخلوق میں سے کوئی مجھ پر ایمان نہیں لاتا سوائے اُس کے جو میرے لئے خوف زدہ و گریاں ہوتا ہے اور خوف زدہ وہ ہوتا ہے جو میری (رحمت اور) ثواب کی امید رکھتا ہے لہٰذا میں تم کو گواہ کرتا ہوں کہ وہ میرے عذاب سے امن میں ہے جب تک میرے اور میرے طریقہ میں تبدیلی نہ کرے۔ اے عیسیٰؑ اے دنیا سے بے تعلق اور خدا سے متوسل ہونے والی باکرہ خاتون مریمؑ کے فرزند اپنی حالت پر روؤ جس طرح کوئی اپنے اہل و عیال سے رخصت ہونے کے وقت روتا ہے اور دنیا کو دشمن رکھتا ہے اور اس کو اس سے محبت کرنے والوں کے لئے چھوڑے ہوئے ہوتا ہے اور اس کی رغبت ثواب آخرت کے سوا جو خدا کے نزدیک ہے کسی اور چیز سے نہیں ہوتی۔ اے عیسیٰؑ باوجود اس طرح ترکِ دنیا کے جیسا کہ میں نے تم کو بتایا لوگوں سے کلام میں تم کو نرمی کرنا چاہئے اور جس سے ملو اس کو سلام کرو اور اُس وقت سے جبکہ اکثر نیک لوگوں کی آنکھیں بھی اس کی جانب سے بند ہیں یعنی روز قیامت کے سخت ہول و خوف اور شدید زلزلوں سے بچنے کے لئے بیدار اور ہوشیار رہو۔ جس وقت نہ اہل و عیال کام آئیں گے نہ مال فائدہ دے گا۔ اے عیسیٰؑ اپنی آنکھوں میں رنج و اندوہ کی سلائی سے سرمہ لگا لو

خدا سے خوف رکھنے والے عذاب سے محفوظ ہیں

روز قیامت مال و اولاد کوئی کام نہ آئے گی۔

جبکہ اہل باطل ہنس رہے ہوں۔ اے عیسیٰؑ خائف و صابر رہو تو پھر کیا کہنا تمہارا اگر تم کو وہ سب حاصل ہو جائے جس کا میں نے صبر کرنے والوں سے وعدہ کیا ہے۔ اے عیسیٰؑ ہر روز دنیا کے تعلقات میں سے کچھ اپنے سے دور کرتے رہو تاکہ آخر میں ترک دنیا تم پر دشوار نہ ہو اور دنیا کی وہ لذت چکھو جو اس سے برطرف ہو چکی ہے۔ میں سچ کہتا ہوں کہ تمہارے اختیار میں بس اتنا ہی وقت اور موقع اور وہی روز (برائے عمل) ہے جس میں تم موجود (و زندہ) ہو لہٰذا دنیا سے ضرورت کے مطابق حاصل کرنے پر اکتفا کرو اور آخرت کا توشہ مہیا کرنے میں کوشش کرتے رہو اور موٹے کپڑے اور بے مزہ کھانوں پر قناعت کرو اس لئے کہ تم جانتے ہو اپنے لباس کو کہ اس کا انجام کیا ہوتا ہے۔ جن چیزوں کو کام میں لاتے ہو وہ سب لکھی جاتی ہیں کہ کہاں سے تم نے حاصل کیا اور کیونکر صرف کیا۔ اے عیسیٰؑ میں تم سے روز قیامت پوچھوں گا لہٰذا کمزوروں پر رحم کرو جس طرح میں نے تم پر رحم کیا ہے اور یتیموں پر قہر اور سختی مت کرو۔ اے عیسیٰؑ نماز میں اپنی حالت پر گریہ کرتے رہو اور اپنے پیروں کو عبادت خانہ تک چلنے میں مشغول رکھو۔ اور مجھے اپنی خوشگوار آواز میرے ذکر و یاد سے بھری ہوئی سناتے رہو کیونکہ میرے احسانات تم پر بہت زیادہ ہیں۔ اے عیسیٰؑ بہتیری امتوں کو میں نے چند گناہوں کے سبب سے ہلاک کر دیا جن سے تم کو محفوظ رکھا ہے۔ اے عیسیٰؑ ضعیفوں کے ساتھ مہربانی کرو اور اپنی کمزور آنکھیں آسمان کی جانب کر کے کھولو اور مجھ سے دعا کرو کیونکہ میں تم سے نزدیک ہوں اور مجھ سے دعا مت کرو لیکن گریہ وزاری کے ساتھ اور اپنے دل کو میرے غیر سے خالی کر کے۔ اگر اس طرح مجھ کو پکارو گے میں تمہاری دعا قبول کروں گا۔ اے عیسیٰؑ اس دنیائے فانی کو ان کے ثواب کے لئے میں نے پسند کیا جو تم سے پہلے تھے نہ ان کو عذاب دینے کے لئے اور نہ ان سے (اپنی نافرمانیوں کا) انتقام لینے کے لئے بلکہ ثواب و عذاب دونوں کو میں نے آخرت پر اٹھا رکھا ہے جو ابدی اور لازوال ہے۔ اے عیسیٰؑ تم فنا ہو گے اور میں باقی ہوں تمہاری حیات میری طرف سے ہے اور تمہارے مرنے کا وقت میرے قبضہ میں ہے اور میری جانب تمہاری بازگشت ہے اور تمہارا حساب میرے ذمہ ہے لہٰذا جو کچھ مانگو مجھ سے مانگو میرے غیر سے مت مانگو اور مجھ سے بہتر طریقہ سے دعا کرو تاکہ بہتر طور پر قبول کروں۔ اے عیسیٰؑ آدمی

تو کتنے زیادہ ہیں (جن کا کوئی شمار نہیں) لیکن صبر کرنے والے کس قدر کم ہیں جس طرح درخت تو بہت ہیں مگر پھل دار درخت بہت کم ہوتے ہیں لہٰذا تم کو کسی سرسبز و شاداب درخت سے دھوکا نہ ہو جب تک کہ اُس کا پھل نہ کھا لو یعنی لوگوں کی ظاہری نیکی سے فریب مت کھانا۔ جب تک کہ اُن کے اخلاق و اعمال کو آزما نہ لینا۔ اے عیسٰیؑ تم کو اُس شخص کے حال سے دھوکا نہ کھانا چاہیئے جو مجھ سے سرکش و باغی ہے (اور اچھی حالت میں ہے) میری دی ہوئی روزی کھاتا ہے اور میرے غیر کی عبادت کرتا ہے اور سختیوں اور بلاؤں کے وقت مجھ کو پکارتا اور مجھ سے دعا کرتا ہے اور میں اُس کی دُعا قبول کر لیتا ہوں تو پھر وہ اُسی گناہ و شرک میں مبتلا ہو جاتا ہے اور مجھ سے سرکشی کرتا ہے اور میرے غضب کا سزاوار ہو جاتا ہے مجھے اپنے عزت و جلال کی قسم ہے کہ اس کی گرفت اس طرح کروں گا کہ پھر اُس کے لئے کوئی پناہ کی جگہ اور بھاگنے کا موقع نہ ہو گا سوائے میرے کہاں پناہ پائے گا اور میرے آسمان و زمین سے کہاں بھاگ جائیگا۔ اے عیسٰیؑ ظالمان بنی اسرائیل سے کہدو کہ مجھ کو نہ پکارو (نہ مجھ سے دُعا کرو) حالانکہ حرام چیزیں اپنے بغل میں لئے ہوئے اور بتوں کو اپنے دسترخوانوں پہ بٹھائے ہوئے ہو یعنی اپنے ماؤں اور لڑکے بالوں کو اپنے بت قرار دے رکھے ہیں۔ اور ان (کی رضامندی) کو خدا کی رضا و خوشنودی کے عوض اختیار کرتے ہو میں بقسم کہتا ہوں کہ جو مجھے پکارتا ہے میں اُس کی سُنتا ہوں لیکن جو لوگ اس طرح اس حال سے مجھے پکارتے ہیں۔ اُن پر میری لعنت ہوتی ہے۔ یہاں تک کہ وہ پراگندہ ہو جاتے ہیں۔ اے عیسٰیؑ میں کتنی بار اُن کی طرف رحمت سے نظر کرتا ہوں اور ان کو اپنی بارگاہ میں بلاتا ہوں لیکن یہ گروہ غفلت میں ہوتا ہے اور میری جانب رجوع نہیں ہوتا اور سخن حق اُن کے دلوں میں جاگزیں نہیں ہوتی اور اُن کے قلوب اُس سے آگاہ نہیں ہوتے اپنے گناہوں کے سبب میرے غضب کے سزاوار ہوتے ہیں حالانکہ (بظاہر) مومنین سے محبت کرتے ہیں۔ اے عیسٰیؑ چاہیئے کہ تمہاری زبان ظاہر و پوشیدہ ایک ہو اسی طرح تمہارے دل میں ایک طرح محبت ہونی چاہیئے اور تمہاری آنکھیں جس کو تم دوست رکھتے ہو اس کی خوشنودی میں نگران رہیں اور اپنے دل اور آنکھوں کو حرام سے محفوظ رکھو۔ اے عیسٰیؑ اپنی آنکھوں کو اُس چیز کے

لوگوں کی ظاہری نیکی کا فریب نہ کھانا جب تک آزما نہ لو

سرکش و باغی کو دی ہوئی ... تنبیہ

دیکھنے سے بند رکھو جس میں کچھ فائدہ (بجز نقصان کے) نہ ہو بیشتر ایسا ہوتا ہے کہ
ایک شخص (قصداً کسی شئے کو) دیکھتا ہے اور وہ دیکھنا اس کے دل میں ناجائز
خواہشات کے بیج بوتا ہے اور وہ خواہشات اس کو ہلاک کردیتی ہیں۔ اے
عیسیٰؑ میرے بندوں پر رحیم و مہربان رہو اُسی طرح جیسا کہ تم خود چاہتے ہو کہ میرے
بندے تم پر (رحیم و مہربان) رہیں اور موت کو ہر وقت یاد رکھو اور اپنے اہل و عیال
سے جدا ہونا ہر وقت پیش نظر رکھو اور لہو و لعب اور امور باطل میں مشغول نہ ہو کیونکہ
کھیل کود دل کو فاسد کرتا ہے اور میری یاد سے غافل نہ ہو کیونکہ غفلت کرنے والا
مجھ سے دُور ہوتا ہے اور اپنے نیک کردار و اعمال کے ذریعہ مجھے یاد رکھو تاکہ
میں تمہیں اپنی رحمت و ثواب کے ساتھ یاد رکھوں۔ اے عیسیٰؑ گناہ ہو جانے
کے بعد مجھ سے توبہ کرو اور توبہ کرنے والوں کو میری یاد دلاؤ اور یقین
رکھو کہ میں توبہ قبول کرتا ہوں۔ اور مومنین سے (محبت کے ساتھ) قریب رہو
اور ان کو حکم دو کہ تمہارے ساتھ مجھ سے دعا کریں اور ہرگز (مظلوم سے) لاپرواہ
نہ ہونا کیونکہ مظلوم کی دعا بلند ہو کر میری بارگاہ میں پہنچتی ہے مجھے اپنے ذاتِ
اقدس کی قسم ہے کہ میں اس کی دعا کے لئے آسمانوں کے دروازے کھول دیتا
ہوں اور اس کی دعا قبول کر لیتا ہوں اگرچہ مدت کے بعد ہی کیوں نہ ہو۔ اے
عیسیٰؑ یاد رکھو کہ برے لوگوں کی صحبت گمراہ کرتی ہے اور بُرا ساتھی ہلاک کرتا
ہے لہٰذا سوچ سمجھ لیا کرو کہ کس کی صحبت اختیار کر رہے ہو۔ اپنے لئے اپنے
برادران مومن کی ہمنشینی پسند کرو۔ اے عیسیٰؑ اپنی ذات کے لئے عمل کرلو اس
مدت میں جب تک تم کو موت سے مہلت حاصل ہے۔ (کوئی) دوسرا تمہارے
لئے (عمل نیک) نہیں کرے گا۔ یقیناً میں ایک نیکی کا بدلہ کئی گنا دیتا ہوں۔ بیشک
گناہ گار کو اس کے گناہ ہلاک کرتے ہیں۔ اعمال نیک میں جلدی کرو اور کوشش
کرو کیونکہ بہتیرے جلسے ایسے ہوتے ہیں کہ جب لوگ وہاں سے اُٹھتے ہیں۔ تو
جہنم سے آزاد ہو کر اُٹھتے ہیں۔ اے عیسیٰؑ دنیائے فانی و منقطع کو ترک کرو
اور ان لوگوں کے نشانات منزل پر چل کر دیکھو جو تم سے پہلے گزر چکے (کہ ان
کے نشانات کچھ باقی ہیں یا نہیں) اُن کو بلند آواز سے پکارو یا بطور راز
آہستہ سے اُن سے کچھ کہو دیکھو وہ کچھ سنتے ہیں اور تم کو کوئی جواب دیتے
ہیں لہٰذا اُن کے حالات سے نصیحت حاصل کرو یاد رکھو کہ تم بھی تمام زندہ لوگوں

کے ساتھ اُنہی (مردوں) سے ملحق ہو جاؤ گے۔ اے عیسیٰؑ ان لوگوں سے کہدو جو مجھ سے سرکشی اور میری نافرمانی کرتے ہیں۔ اور گنہگاروں کے ساتھ راہ و رسم رکھتے ہیں اور میرے عذاب کے امیدوار اور میری طرف سے اپنی ہلاکت کے منتظر رہتے ہیں کہ عنقریب دوسرے ہلاک ہونے والوں کے ساتھ مٹا دیئے جائیں گے۔ اے پسر مریمؑ کیا کہنا تمہارا اگر تم نے ان طریقوں کو اختیار کیا جن کا خدا نے حکم دیا ہے۔ وہ تم پر رحیم اور مہربان ہے اور قبل اس کے کہ تم مانگو اُس نے تم کو اپنے انتہائی کرم سے نعمتیں دینے کی ابتدا کی اور ہر مصیبت و سختی میں وہ تمہاری فریاد کو پہنچنے والا ہے لہٰذا اس کی نافرمانی مت کرنا۔ اے عیسیٰؑ یقیناً تم پر میری نافرمانی حلال نہیں ہے۔ اس لئے کہ میں نے تمہارے لئے بھی وہی عہد کر رکھا ہے جو تم سے پہلے پیغمبروں کے لئے کیا تھا اور میں خود اُس عہد کا گواہ ہوں۔ اے عیسیٰؑ میں نے اپنے دین سے بڑھ کر خلق میں کسی شئے کو گرامی نہیں رکھا ہے اور اپنی رحمت سے بہتر کوئی انعام کسی شخص پر نہیں کیا ہے۔ اے عیسیٰؑ اپنی ظاہری نجاست کو پانی سے پاک کرو اور اپنی باطنی کثافتوں کو عبادتوں اور نیکیوں کے ذریعہ دور کرو کیونکہ تمہاری بازگشت میری جانب ہے۔ اے عیسیٰؑ میں نے تم کو عطا کر دیا جو انعام کیا کافی طور پر بغیر اس کے کہ اس کو کسی بلا یا تکلیف سے مکدر کروں اور خود تمہارے فائدہ کے لئے میں نے تم سے قرضہ طلب کیا تو تم نے بخل کیا یہاں تک کہ ہلاک ہوئے[1]۔ اے عیسیٰؑ اپنے دین سے اور مسکینوں اور غریبوں کے ساتھ دوستی و محبت سے اپنے کو آراستہ کرو اور زمین پر عاجزی اور فروتنی کے ساتھ راستہ چلو اور جس زمین (کے ٹکڑے) پر چاہو نماز پڑھو کیونکہ وہ سب پاک ہے۔ اے عیسیٰؑ میری عبادت پر کمر بستہ رہو کیونکہ جو امر آنیوالا ہے یعنی موت نزدیک ہے اور وضو اور طہارت کے ساتھ میری کتاب کی تلاوت کرتے رہو۔ اور مجھے اس کو آواز حزیں سے سناتے رہو۔ اے عیسیٰؑ کوئی شے ایسی نہیں جس کی لذت دائمی ہو اور کوئی لطف و عیش نہیں جو صاحب عیش سے زائل نہ ہو جائے۔ اے عیسیٰؑ اگر تمہاری آنکھیں اُن چیزوں کو دیکھ سکیں جو میں نے اپنے دوستوں کے لئے

---

[1] مولف فرماتے ہیں کہ یہ خطاب اور دوسرے خطابات اگرچہ بظاہر حضرت عیسیٰؑ سے ہیں۔ لیکن حقیقت میں اس سے آپ کی امت مراد ہے ۱۲ (اور دوسرے تمام بندے بھی مترجم)

لکھ رکھی ہیں تو بیشک تمہارا دل پگھل جائے اور تمہارا نفس اُن کے شوق میں ہلاک ہو جائے گا۔ آخرت کا گھر اُس گھر کے مانند ہے جس میں پاک لوگوں کے ساتھ مقرب فرشتے مجاورت کرتے اور اُس میں داخل ہوتے ہیں اور تمام خطراتِ قیامت سے محفوظ ہیں اور اُس گھر کے رہنے والے وہ ہیں جن کی نعمتیں متغیر نہیں ہوتیں اور نہ اُن کے مستحقین سے زائل ہوتی ہیں۔ اے پسر مریمؑ خانۂ آخرت حاصل کرنے میں رغبت کرنے والوں کے ساتھ رغبت کرو کیونکہ وہ مقام آرزو کرنے والوں کا منتہائے آرزو ہے اور اُس کا دیکھنا (بڑا) خوشگوار ہے۔ اے پسر مریمؑ کیا کہنا تمہارا اگر تم عمل کرنے والے ہو اور اُس گھر میں اپنے آباؤ اجداد آدمؑ و ابراہیمؑ کے ساتھ داخل ہو (وہ گھر ایسا) باغ ہے اور اس میں وہ نعمتیں ہیں کہ جن کا بدل دوسری نعمتیں ہو نہیں سکتیں اور اُس گھر سے تم کو کوئی منتقل نہیں کر سکتا میں ایسا ہی بدلا پرہیزگاروں کو دیتا ہوں۔ اے عیسیٰؑ میری طرف ان لوگوں کے ساتھ بھاگ کر آؤ جو اُس آگ کے خوف سے بھاگتے ہیں جس کے شعلے ہمیشہ بلند رہتے ہیں وہ آگ طرح طرح کے عذابوں سے بھری ہو گی جس میں نہ ٹھنڈی ہوا کا گذر ہو گا۔ اور کوئی درد و تکلیف ایسی نہیں جو اس میں نہ ہو اس میں کچھ مقامات ہیں تاریکی میں شب تار کے مانند جو شخص اُس سے نجات پا جائے وہی کامیاب اور رستگار ہے اور اُس سے ہلاک ہونے والے چھٹکارا نہیں پا سکتے وہ مقام جباروں ظالموں اور خدا (کی رحمت) سے باہر ہو جانے والوں کا ہے اور ہر بد مزاج، غرور و ناز کرنے والے کے لئے ہے۔ اے عیسیٰؑ جہنم بہت بُری جگہ ہے اور اُس کے لئے ہے جو اس کی جانب رغبت کرتا ہے اور ظلم کرنے والوں کے لئے بڑا سخت اور (تکلیف دہ) مقام ہے میں تم کو حکم دیتا ہوں کہ اپنے نفس کے شر سے بچتے رہو اور میرے قہر سے پرہیز کرتے رہو۔ اے عیسیٰؑ تم جہاں بھی ہو میری رحمت تم تک پہنچ جائے گی مجھے ہر وقت یاد کرتے رہو اور میرے عذاب سے ڈرتے رہو اور اقرار کرتے رہو کہ میں نے تم کو خلق کیا ہے تم میرے بندے ہو میں نے تمہاری صورت بنائی ہے اور اپنے رحم و کرم سے تم کو زمین پر بھیجا ہے۔ اے عیسیٰؑ جس طرح ایک منہ میں دو زبان ایک سینہ میں دو دل ممکن نہیں اُسی طرح ایک دل میں دو محبت اور دو خیال نہیں ہو سکتے لہٰذا میرے غیر کی محبت دل سے نکال دو اور اپنے

اپنے اعمال کو میرے لئے خالص قرار دو۔ اے عیسیٰؑ دُوسروں کو مت بیدار کرو جبکہ تم خود خواب غفلت میں پڑے رہو اور دوسروں کو لہو و لعب سے نصیحت مت کرو جبکہ تم خود اُس میں مشغول ہو اور اپنے نفس کو ہلاک کرنے والی دنیاوی خواہشوں سے باز رکھو جس طرح کہ بچّہ کو دُودھ سے روک دیتے ہیں۔ ہر خواہش و غرض جو تم کو مجھ سے دور کرنے والی ہو اُس سے تم خود دُور رہو کیونکہ تم تو میرے رسول اور امین ہونے کی منزلت رکھتے ہو لہذا مجھ سے ڈرتے رہو کیونکہ جس کا قرب میرے نزدیک زیادہ ہوتا ہے وہ بہت زیادہ ڈرتا ہے اور جس وقت تم میری عبادت کرو چاہیئے کہ تمہارا نفس شکستہ و ذلیل ہو اور جب لوگوں کو میری یاد دلاؤ تو تمہارے دل میں خشوع ہو اور جب لوگ سو رہے ہوں تو تم کو بیدار رہنا چاہئے۔ اے عیسیٰؑ تم کو یہ میری نصیحت و موعظہ ہے لہذا قبول کرو مجھ ہی سے مانگو کیونکہ میں ہی تمام عالموں کا پالنے والا ہوں۔ اے عیسیٰؑ جب میرا بندہ میری رضا و خوشنودی حاصل کرنے کے لئے (بلا و مصیبت پر) صبر کرتا ہے تو میں اُس کے قریب ہوتا ہوں اور اس کا ثواب میرے ذمہ ہوتا ہے جب وہ مجھے پکارتا ہے تو میں اپنے نافرمانوں سے اُس کا بدلہ لینے کے لئے کافی ہوں ظلم کرنے والے مجھ سے کہاں بھاگ سکتے ہیں۔ اے عیسیٰؑ سجدہ اچھی طرح کرو جہاں بھی رہو ہوشیاری و سمجھداری کے ساتھ رہو اور مجھ سے علم طلب کرتے رہو۔ اے عیسیٰؑ نیکیاں اور اچھے اعمال میرے پاس بھیجو تاکہ میں اُن کو تمہارے لئے محفوظ رکھوں اور میری وحی اور نصیحتیں مضبوطی کے ساتھ پکڑ لو (ان پر عمل کرو) کیونکہ اُن میں دلوں کے لئے شفا ہے۔ اے عیسیٰؑ اگر فریب کرتے ہو تو میری تدبیروں سے ڈرتے رہو۔ اور جب تنہائی میں تم سے کوئی گناہ ہو جائے تو میری یاد فراموش نہ کرنا۔ اے عیسیٰؑ ہمیشہ اپنے نفس کے حساب میں مشغول رہو کیونکہ تمہاری بازگشت میری جانب ہے تاکہ تم کو میری جانب سے عمل کرنے والوں کا ثواب حاصل ہو کیونکہ میں اُن کے اجر کو زیادہ کرکے عطا کرتا ہوں اور میں تو سب سے بہتر اجر دینے والا ہوں۔ اے عیسیٰؑ میں نے تم کو اپنے کلام سے بغیر باپ کے مریمؑ سے پیدا کیا۔ جبریلؑ امین نے میرے حکم سے وہ رُوح جس کو میں نے برگزیدہ کیا تھا مریمؑ (کے شکم) میں پھونکی تو تم پیدا ہوئے اور زمین پر چلتے پھرتے

دوسروں کو نصیحت اپنی فضیحت مت کرو

اپنے نفس کا محاسبہ کرتے رہو

ہو یہ چند مصلحتوں کے پیش نظر تھا جو میرے علم قدیم میں ہمیشہ سے موجود تھا۔ اے عیسیٰؑ زکریا تمہارے باپ کے برابر ہیں وہ تمہاری ماں کی حفاظت کرتے تھے وہ جب ان کے پاس محراب عبادت میں جاتے تھے تو بہشت کی روزی دیکھتے تھے اور یحییٰؑ میری تمام مخلوق میں تمہاری نظیر ہیں میں نے انہیں اُن کی ماں کو پیرانہ سالی میں عطا کیا جبکہ اُن کے شوہر میں بچہ پیدا کرنے کی قوت باقی نہ رہی تھی میں نے چاہا کہ اُن کے لئے میری قدرت و بادشاہی ظاہر ہو اور تمہاری ذات میں میری توانائی و قدرت ثابت ہو کیونکہ میں جس چیز کو جس طرح چاہتا ہوں پیدا کر سکتا ہوں۔ یاد رکھو کہ تمہارے نزدیک محبوب ترین شخص وہ ہونا چاہیئے جو میری اطاعت و فرمانبرداری زیادہ کرے اور مجھ سے زیادہ ڈرتا رہے۔ اے عیسیٰؑ بیدار رہو اور میری رحمت سے ناامید نہ ہو اور میری تسبیح کرتے رہو ان لوگوں کے ساتھ جو تسبیح کرتے ہیں۔ اور میرے پاک ناموں سے میری پاکی (بے نیازی) بیان کرتے رہو۔ اے عیسیٰؑ میرے بندے میرا کیونکر انکار کرتے ہیں حالانکہ سب کے سب میرے اختیار میں ہیں اور میری زمین میں گھومتے پھرتے ہیں اور میری نعمتوں سے بیخبر ہیں اور میرے دشمنوں کے ساتھ دوستی کرتے ہیں اور کفار یونہی ہلاک ہوتے ہیں۔ اے عیسیٰؑ بے شبہ دنیا ایک بدبودار قید خانہ ہے اور لوگوں کے لئے اس قید خانہ کی چند چیزوں سے زینت دی گئی ہے جن کے لئے جبار و سرکش لوگ ایک دوسرے کو مار ڈالتے ہیں۔ ہر وقت دنیا سے علیحدہ رہو کیونکہ اس کی نعمت زائل ہونے والی ہے اور نعمتیں بھی اُس میں بہت کم ہیں۔ اے عیسیٰؑ مجھے یاد کرو جبکہ (شب کو) آرام کے لئے تیار ہو اُس وقت بھی تم مجھ کو اپنے قریب پاؤ گے اور مجھ کو پکارو ایسی حالت میں کہ مجھے دوست رکھتے ہو کیونکہ میں سب سننے والوں سے بہتر سننے والا ہوں اور دعا کرنیوالوں کی دعائیں قبول کرنے والا ہوں۔ مجھ ہی سے ڈرو اور میرے بندوں کو میرے عذاب سے ڈراتے رہو شاید اُن برائیوں سے باز رہیں جو کرتے رہتے ہیں اور اگر ہلاک ہوں تو دیدہ و دانستہ ہلاک ہوں۔ اے عیسیٰؑ درندوں سے ڈرتے ہو اور موت سے خوف کرتے ہو تو مجھ سے کیوں نہیں ڈرتے کیونکہ میں نے ہی توان سب کو پیدا کیا ہے۔ اے عیسیٰؑ بادشاہی مجھ سے مخصوص ہے۔ میں

بادشاہ حقیقی ہوں اگر میری اطاعت کروگے میں تم کو اپنی بہشت میں داخل کروں گا اور صالحوں کی ہمسائیگی میں جگہ دوں گا۔ اے عیسیٰؑ اگر میں تم پر غضبناک ہوں تو تم سے کسی اور کا راضی رہنا تم کو فائدہ نہیں دے سکتا اور اگر میں تم سے خوش ہوں تو کسی کا تم سے ناراض ہونا تم کو ضرر نہیں پہنچا سکتا۔ اے عیسیٰؑ مجھ کو خلوت میں یاد کرو تاکہ میں تم کو اپنی خاص پوشیدہ رحمتوں کے ساتھ یاد کروں اور مجھ کو بظاہر یاد کرو تاکہ میں تم کو آدمیوں کے مجمع سے بہتر ملکوت اعلےٰ کے مجمع میں یاد کروں۔ اے عیسیٰؑ مجھے ڈوبنے والوں کی طرح یاد کرو جس کا کوئی فریاد رس نہ ہو۔ اے عیسیٰؑ میری جھوٹی قسم مت کھاؤ کیونکہ میرا عرش تم پر قہر وغضب کی وجہ سے لرزنے لگتا ہے۔ اے عیسیٰؑ دنیا کی عمر بہت تھوڑی ہے اور آرزوئیں بہت طولانی۔ اور میرے پاس اس سے بہتر مکان ہے کہ اہل دنیا جس کو بناتے ہیں۔ اے عیسیٰؑ بنی اسرائیل کے ظالم لوگوں سے کہدو کہ اُس وقت کیا کروگے۔ جبکہ میں تمہارے لئے وہ کتاب نکالوں گا۔ جو تمہارے پوشیدہ رازوں کو اور جو کچھ تم (دنیا میں) کیا کرتے تھے سچ سچ بتادیگی اور ظاہر کردے گی۔ اے عیسیٰؑ سرکشان بنی اسرائیل سے کہہ دو کہ اپنے چہروں کو دھوتے اور صاف کرتے ہو کیا مجھ سے مغرور ہوتے ہو یا مجھ پر جرأت کرتے ہو دنیا والوں کے لئے عمدہ خوشبوؤں سے اپنے کو معطر کرتے ہو حالانکہ تمہارے قلوب مثل سڑے ہوئے مُردوں کی طرح گندیدہ ہیں۔ اے عیسیٰؑ ان سے کہدو کہ اپنے ناخنوں کو کسب حرام سے قطع کرڈالو اور اپنے کانوں کو کلام فحش وقبیح سننے سے بہرا کرلو اور اپنے دلوں کو پاکیزہ بناکر میرے سامنے آؤ کیونکہ تمہارے چہروں کی لطافت و پاکیزگی نہیں چاہتا بلکہ تمہارے دلوں کی نیکی چاہتا ہوں۔ اے عیسیٰؑ نیکی کرنے سے خوش ہو جو میری خوشنودی کا سبب ہے اور اپنے گناہوں پر گریہ کرو جو میرے غضب کا باعث ہیں اور جو بات اپنے لئے ناپسند کرو کہ لوگ عمل میں لائیں تو اُن باتوں کو تم بھی دوسروں کے لئے مت پسند کرو اگر کوئی تمہارے داہنے رخسار پہ طمانچہ مارے تو تم اپنا بایاں رخسار بھی پیش کردو لوگوں سے محبت کرنے سے میرا تقرب حاصل کرو جس قدر تم سے ممکن ہو اور کم عقلوں اور جاہلوں سے پرہیز کرو اور اُن سے بحث وتکرار مت کرو۔ اے عیسیٰؑ ان لوگوں کے ساتھ مہربانی اور

نرمی کرو جو نیک کام کرتے ہیں اور انکی نیکی میں شریک رہو اور ان کے گواہ رہو اور ظالمان بنی اسرائیل سے کہدو کہ اے بُروں کے دوستو اور برائیوں پر عمل کرنے والو اگر اپنے بُرے افعال سے باز نہ آؤ گے تو تم بندر اور سور کی شکلوں میں مسخ کردوں گا۔ اے عیسیٰؑ سرکشان بنی اسرائیل سے کہہ دو کہ اہل علم و حکمت اور نیک کردار تو گناہوں سے دور بھاگتے ہیں اور تم اپنی بداعمالیوں پر فخر و ناز کرتے ہو کیا میرے عذاب سے نجات و برأت کا کوئی پروانہ تمہارے ہاتھ لگ گیا ہے یا جان بوجھ کر میرے عذاب کو دعوت دیتے ہو تو میں بھی اپنی ذات اقدس کی قسم کھاتا ہوں کہ تم کو ایسے عذاب سے معذب کروں گا جو آئندہ پیدا ہونے والوں کے لئے عبرت و نصیحت کی ایک مثال بن جائے۔

لہذا اے کنواری مریمؑ کے بیٹے دنیا سے دور رہنے والے میں تم کو اپنے محبوب، پیغمبروں کے سید و سردار احمدؐ کے بارے میں وصیت کرتا ہوں جو نورانی چہرے والے سرخ اونٹوں کے مالک ہیں جن کا نور دنیا کو روشن کرے گا۔ وہ پاک نفس اور میرے لئے (دنیا والوں پر) سخت غضبناک ہوں گے۔ صاحب حیا بیحد کریم ہیں بے شبہ وہ تمام عالمین کے لئے رحمت اور آدمؑ کی تمام اولاد میں قیامت کے روز میرے نزدیک سب سے بہتر و بلند ہوں گے۔ تمام گذرے ہوؤں سے میرے نزدیک رفیع المنزلت اور پیغمبروں میں سب سے زیادہ مقرب ہوں گے۔ عرب میں پیدا ہوں گے بغیر کسی سے کچھ سیکھے اور پڑھے علوم اولین و آخرین کے ساتھ مبعوث ہوں گے میرے دین کی دنیا والوں کو تبلیغ کریں گے اور میری خوشنودی و رضا کے لئے بلاؤں اور تکلیفوں پر صبر کریں گے اور میرے دین کی حفاظت کے لئے مشرکوں سے جہاد کریں گے۔

اے عیسیٰؑ میں تم کو حکم دیتا ہوں کہ بنی اسرائیل کو اُن کے مبعوث ہونے کی خبر دیدو اور حکم دو کہ وہ سب اُس پیغمبر کی تصدیق کریں اور اُن پر ایمان لائیں اور ان کی پیروی کریں اور مدد کریں اُن کا نام محمدؐ ہے وہ تمام دنیا کے لوگوں پر میرے رسول ہوں گے اُن کی منزلت میرے نزدیک سب سے زیادہ اور ان کی شفاعت کا قبول کرنا سب لوگوں کی شفاعت سے زیادہ مجھ پر لازم ہے۔ کیا کہنا ہے اُس پیغمبر کا اور کیا کہنا اس کی اُمت کا اگر لوگ اس کے دین پر مرتے وقت صحیح طور پر قائم رہیں۔ اہل زمین اُس (پیغمبر) کی مدح کریں گے اور اہل آسمان اُس کی اُمت

کے لئے استغفار کریں گے۔ وہ میری کتابوں (پیغاموں) کا امین ہے برکت والا ہے
بُری عادتوں اور بُرے افعال سے پاک ہے گناہوں سے معصوم ہے۔ میرے
اگلے اور پچھلے تمام لوگوں سے بہتر ہے آخر زمانہ میں مبعوث ہوگا۔ جب وہ دنیا
میں آجائے گا آسمان رحمت کی بارشیں زمین پر کریگا اور زمین قسم قسم کی نعمتیں
اور آرائش کے سامان اُگل دے گی جس شے کو وہ پسند کرے گا میں اُس میں برکت
عطا کروں گا۔ بہت سی عورتوں سے نکاح کرے گا۔ مکہ میں ساکن ہوگا۔ جس
جگہ ابراہیم نے کعبہ کی بنیاد دھری کی ہے۔ اے عیسیٰؑ اُس کا دین سہل اور آسان
ہے اُس کا قبلہ کعبہ ہوگا وہ میرے برگزیدہ لوگوں میں سے ہے میں اُس
کے ساتھ ہوں۔ کیا کہنا ہے اُس کا۔ اُس کے لئے حوض کوثر اور بہترین لباسہائے
بہشت عدن ہیں۔ بہترین طور پر زندگی بسر کرے گا اور شہادتؐ حاصل
کرکے دنیا سے رحلت کرے گا۔ قیامت میں اُس کے لئے مکہ سے آفتاب
کے طلوع ہونے کے مقام تک بہشت کی شراب ناب سے سرنبہر حوض ہوگا۔
جس کے چاروں طرف ستاروں کی تعداد کے برابر پیالے ہوں گے اور زمین کے
ذروں کے برابر کوزے ہوں گے اور اُس حوض کے پانی میں بہشت کے ہر قسم
کے میوؤں اور شراب کا مزہ ہوگا۔ جو اُس سے ایک گھونٹ پی لے گا
کبھی پیاسا نہ ہوگا۔ اُس کو تمہارے بعد مبعوث کروں گا تمہارے اور اُس کے
درمیان کافی مدت کا فاصلہ ہوگا اُس کا ظاہر و باطن اور اُس کے افعال اُس
کے اقوال کے موافق ہوں گے وہ لوگوں کو کسی بات کا حکم نہ دے گا جب تک کہ
خود اُس پر عمل کرکے نہ دکھا دے اُس کا دین دشواری و آسانی میں جہاد کرنا
ہوگا شہروں کے لوگ اُس کے مطیع ہوں گے اور بادشاہ روم اُس کے
اور اُس کے باپ ابراہیمؑ کے دین کے سامنے سرنگوں ہو جائے گا۔ وہ کھانا
کھانے کے وقت خدا کا نام لے گا اور جس کے پاس جائے گا پہلے اُس پر سلام
کرے گا اور نماز پڑھے گا اُس وقت جبکہ لوگ (شب کو) خواب میں ہوں گے
اُس پر رات و دن میں پانچ وقت کی نمازیں واجب ہوں گی جس کی ابتدا اللہ اکبر
اور انتہا سلام پر ہوگی اور ہر نماز کے وقت لوگوں کو نماز پڑھنے کے لئے اذان
دی جائے گی اور لوگ جماعت کے ساتھ صف بنا کر نماز پڑھیں گے جیسے کہ
فرشتے صف میں کھڑے ہوتے ہیں اور اس (پیغمبر) کا دل نرم و خوفزدہ ہوگا۔

اس کے سینہ میں نور اور زبان پر حق ہو گا۔ وہ جہاں ہو گا حق اس کے ساتھ رہیگا وہ یتیم ہو گا تمام مخلوق میں ممتاز ہو گا۔ وہ ایک مدت اپنی قوم کے ساتھ رہے گا۔ لوگ اس کے مرتبہ کو نہ پہچانیں گے اور اس کی قدر نہ کریں گے اس کی آنکھیں جب بھی خواب میں ہوں گی تو اس کا دل بیدار رہے گا۔ لباس شفاعت اُسی سے مخصوص ہے اُس کی امت کا زمانہ قیامت سے متصل ہو گا۔ جب اس کی امت اس سے بیعت کرے گی میری رحمت اُن کے ہاتھوں کے اُوپر ہو گی جو اُس کی بیعت توڑے گا اپنے اوپر ظلم کرے گا۔ جو اس کی بیعت پر وفا کرے گا میں اُس کے لئے بہشت (کا وعدہ) وفا کروں گا لہٰذا سرکشان بنی اسرائیل کو حکم دو کہ اپنی کتابوں سے اُس کا نام محو نہ کریں اور اُسکی صفتوں میں جو میں نے اُن کی کتابوں میں نازل کی ہیں تبدیلی نہ کریں اور میرا سلام اُس تک پہنچائیں اس لئے کہ قیامت میں اُس کے لئے بہت بلند درجہ ہو گا۔ اے عیسیٰؑ جو امور تم کو مجھ سے قریب کرنے والے ہیں میں نے ان کا تم کو حکم دیا ہے اور جو امور مجھ سے دور کرنے والے ہیں اُن سے میں نے تم کو منع کر دیا ہے لہٰذا اپنے لئے جس میں بہتری سمجھو کرو۔ اے عیسیٰؑ بیشک دنیا (بظاہر) شیریں ہے میں نے تمہارے لئے دنیا میں یہ کام مقرر کیا ہے کہ میری اطاعت کرو اور اُس سے پرہیز کرو جس سے تم کو منع کر دیا ہے اور دنیا سے اختیار کرو جو میں نے تم کو اپنے فضل سے دے دیا ہے اور اپنے اعمال پر نظر کرو مثل گنہگار بندے کے۔ اور دوسروں کے اعمال کی طرف مت دیکھو مثل پروردگار کے۔ اور دنیا میں زاہد بن کر رہو اور اُس کی لذتوں کو ترک کرو۔ اُس کی جانب رغبت مت کرو کیونکہ وہ تمہاری ہلاکت کا سبب ہو گی۔ اے عیسیٰؑ غور و فکر کرو اور زمین کے اطراف میں دیکھو اور سوچو کہ ظالموں کا انجام کیا ہوا۔ اے عیسیٰؑ جو نصیحت میں نے تم کو کی وہ تمہاری بھلائی کے لئے ہے اور میرے تمام اقوال حق ہیں۔ اور میں تو حق ظاہر کرنے والا خدا ہوں اور سچ کہتا ہوں کہ اگر تنبیہہ کر دینے کے بعد بھی تم میری نافرمانی کرو گے تو تمہارا کوئی معین مددگار اور میرے عذاب سے بچانے والا نہ ہو گا۔ اے عیسیٰؑ اپنے دل کو میرے خوف سے ذلیل رکھو اور دُنیا میں اُس کے حال پر نگاہ کیا کرو جو تم سے پست ہو اور میرا شکر بجا لاؤ۔ دُنیا میں اُس کی حالت کو مت دیکھو جو دنیوی لحاظ سے تم سے بلند ہو یاد رکھو

کہ ہر خطا اور گناہ کا سر[1] دنیا کی محبت ہے لہذا دنیا کو دوست مت رکھو اس لئے کہ میں دنیا کو پسند نہیں کرتا۔ اے عیسیٰؑ اپنا دل میری یاد سے خوش رکھو اور تنہائی میں مجھے بہت یاد کیا کرو۔ سمجھ لو کہ میں توبہ و زاری کو بہت دوست رکھتا ہوں جو میری بارگاہ میں تم کرتے ہو۔ چاہیئے کہ مجھ سے مناجات کرتے وقت زندہ[2] دل رہو مردہ دل مت ہونا۔ اے عیسیٰؑ میری عبادت میں کسی کو شریک مت کرو اور میرے غضب سے ڈرتے رہو اور دنیا میں اپنے جسم کی صحت و طاقت پر مغرور مت ہو۔ اور اپنے کو دنیا میں لوگوں کا محل قرار مت دو کیونکہ دنیا سایہ کے مانند ہے جو بہت جلد محو ہو جاتا ہے اور جو (سایہ) آرہا ہے وہ بھی اُسی کے مثل ہے جو گذر گیا جس کا کوئی اثر باقی نہیں۔ دو ہاتھ (سایہ اگر) رہ گیا ہے تو وہ اُسی طرح ختم ہو جائیگا لہذا اعمال صالحہ میں حتی الامکان کوشش کرو اور جہاں رہو حق کے ساتھ رہو چاہے تمہیں لوگ ٹکڑے ٹکڑے کر ڈالیں یا آگ میں جلا دیں غرضکہ مجھے پہچاننے کے بعد کافر مت ہونا اور جاہل مت بننا۔ اے عیسیٰؑ میری بارگاہ میں گریہ و زاری کرتے رہو اور دل کو مجھ سے خائف رکھو۔ اے عیسیٰؑ سختی و بلا کے وقت مجھ سے فریاد کرو کیونکہ میں صاحبان بلا کی فریاد کو پہنچتا ہوں اور مصیبت زدوں کی دُعاؤں کو قبول کرتا ہوں اور میں سب رحم کرنے والوں سے زیادہ رحم کرنے والا ہوں۔

دنیا کی مثال سایہ کی طرح ہے

بسند موثق حضرت امام رضا علیہ السلام سے منقول ہے کہ حضرت عیسیٰؑ نے اپنے حواریوں سے فرمایا کہ اے بنی اسرائیل دنیا کی چیزوں میں سے جو کچھ ضائع ہو جائے اُس پر افسوس مت کرو جبکہ تمہارا دین سلامت ہو جس طرح اہل دنیا رنج و افسوس نہیں کرتے جبکہ اُن کا دین ضائع ہو جاتا ہے اور اُن کی دنیا سلامت رہتی ہے۔

دنیوی اشیاء ضائع ہونے پر افسوس مت کرو۔

[1] دنیا کی محبت کو تمام گناہوں کا سر قرار دیا۔ جسم میں سر ہی وہ حصہ ہے جس کو اگر قطع کر دیا جائے تو زندگی ختم ہو جاتی ہے۔ لہذا جب دنیا کی محبت جو بمنزلہ سر کے قرار دی گئی ہے قطع کر دی جائے تو گناہ ہو ہی نہیں سکتے۔ یا سر بکسر اول بمعنی راز اگر لیا جائے تو یہ معنی ہوئے کہ تمام گناہوں کا راز دنیا کی محبت ہے اگر یہ راز انسان سمجھ لے تو پھر اُس سے پرہیز کرے گا۔ مترجم

[2] زندہ دل رہنے سے یہ مراد کہ مجھ سے دعا و مناجات کرتے وقت تمہارا دل بھی میری طرف متوجہ رہے یہ نہ ہو کہ زبان پر دعا ہے اور دل کا کسی اور طرف رجوع ہے یہ مردہ دلی کی نشانی ہے۔ مترجم

معتبر کتابوں میں منقول ہے کہ حضرت عیسیٰؑ نے فرمایا کہ خوشا حال اُن لوگوں کا جو ایک دوسرے پر رحم کرتے ہیں وہ قیامت کے روز خدا کی رحمت سے مستفیض ہیں۔ کیا کہنا ہے ان کا جو لوگوں کی اصلاح کرتے ہیں وہ روز قیامت مقربان درگاہ معبود سے ہوں گے۔ خوشا حال ان لوگوں کا جو اپنے دلوں کو اخلاق ذمیمہ سے پاک رکھتے ہیں۔ وہ لوگ روز قیامت میری رحمت خاص کے سزاوار ہونگے۔ خوشا حال انکا جو دنیا میں تواضع وانکساری کے ساتھ گزارتے ہیں وہ روز قیامت تخت ہائے بادشاہی پر ہوں گے۔ خوشا حال مسکینوں اور فقیروں کا اُن کے لئے آسمانی ملک وسلطنت ہے۔ خوشا حال ان کا جو دنیا میں رنج و اندوہ سے بسر کرتے ہیں۔ ان کے لئے عیش و مسرت ہے قیامت کے روز۔ خوشا حال ان کا جو دنیا میں بھوکے اور پیاسے گذارتے ہیں۔ محض خشوع کے سبب وہ قیامت میں بہشت کی شراب پئیں گے۔ خوشا حال ان کا جو باوجود بے خطا ہونے کے لوگوں کی گالیاں کھاتے ہیں۔ اور صبر کرتے ہیں اُن کے لئے آسمانی سلطنت ہے۔ کیا کہنا ہے تمہارا اگر لوگ تم سے حسد کرتے ہیں اور تم کو گالیاں دیتے ہیں اور ہر ناسزا بات تمہارے حق میں کہتے ہیں تو تم خوش ہو کہ اس سبب سے تمہارا اجر آخرت میں بہت زیادہ ہوگا۔

حضرت عیسیٰؑ نے فرمایا اے بدکار بندو لوگوں کو صرف اپنے گمان پر ملامت کرتے ہو اور ملامت نہیں کرتے اپنی ذات کی اُن برائیوں پر جن کا تم کو یقین ہے۔ اے دنیا کے بندو! اپنے سروں کے بال ترشواتے ہو اپنے لباس چھوٹے کرتے ہو اور (لوگوں کے) سروں کو نیچا کرتے ہو مگر اپنے دلوں سے کینہ اور صفات ذمیمہ دُور نہیں کرتے۔ اے دنیا کے بندو تمہاری مثال آراستہ قبر کی سی ہے جس کے باہر دیکھنے والوں کے لئے بڑی آرائش و زینت ہے اور اُس کے اندر گناہ سے آلودہ بوسیدہ ہڈیاں ہیں۔ اے دنیا کے بندو تمہاری مثال اُس چراغ کی سی ہے جو لوگوں کے لئے روشنی دیتا ہے اور اپنے کو جلاتا ہے۔ اے بنی اسرائیل علماء کی مجلس میں اپنے کو پہنچاؤ اور وہاں دوزانو (ادب سے) بیٹھو اس لئے کہ خدا مردہ دلوں کو نور حکمت[1] سے زندہ کرتا ہے جس طرح مردہ زمین کو بارش کے قطروں سے زندہ کرتا ہے۔ اے بنی اسرائیل کم بولنا بہت بڑی

[1] حکمت سے مراد علم و دانائی۔

حضرت عیسیٰؑ کے مواعظ

دانائی ہے لہذا خاموشی تم کو سزاوار ہو جو بہترین راحت ہے اور گناہوں کے زائل اور سبک ہونے کا سبب ہے تو علم کے قلعہ کو مضبوط کرو اُس کا قلعہ خاموشی ہے بیشک خلاقِ عالم بہت ہنسنے کو جو بے موقع ہو اور بلاضرورت گھومنے پھرنے کو بہت دشمن رکھتا ہے اور خدا دوست رکھتا ہے اُس حاکم اور پیشوا کو جو چرواہے کے مانند رعایا سے غافل نہیں ہوتا لہذا خدا سے پوشیدہ طور پر شرم کرو جس طرح لوگوں سے ظاہر بظاہر شرم کرتے ہو کیونکہ کلمہ حکمت مومن کی کھوئی ہوئی چیز ہے لہذا تم کو اُس کے حاصل کرنے میں کوشش کرنی چاہیئے قبل اس کے وہ اوپر (اٹھالی) جائے اور تمہارے درمیان سے برطرف ہو جائے اور اُس کا اوپر چلا جانا یہ ہے کہ خدا کی حکمت (اور مواعظ) بیان کرنے والے نہ رہیں۔ اے صاحب علم علم والوں کی اُن کے علم کے سبب تعظیم کر اور اُن سے لڑائی جھگڑا ترک کر اور ناداں اور جاہلوں کو ان کی جہالت کے سبب سے چھوٹا اور[ع] حقیر مت سمجھ اُن کو اپنے پاس سے دور مت کر بلکہ اُن کو اپنے قریب بلا اور علم سکھا۔ اے صاحب علم ہر وہ نعمت جس کے شکر سے تو عاجز رہے اُس گناہ کے مانند ہے جس کو تو نے گرفت کر لیا اور ہر وہ معصیت جس کے توبہ سے تو عاجز رہے اُس سزا اور عذاب کے برابر ہے جس میں تو مبتلا ہو گیا۔ (یعنی نعمت کے شکر سے عاجز ہونے کا خیال ہی عین شکر اور گناہ کو بہت عظیم سمجھ لینا ہی اصل توبہ ہے) اے صاحب علم کتنی ایسی بلائیں اور مصیبتیں ہیں جن کو تو نہیں جانتا کہ کس وقت تجھ پر آپڑیں لہذا قبل اس کے کہ وہ تجھ پر آئیں تو اُن کے لئے تیار رہ۔

غیبت سے بچنے کی بہترین مثال

پھر منقول ہے کہ ایک روز حضرت عیسیٰؑ نے اپنے اصحاب سے فرمایا کہ اگر تم میں سے کسی کا اپنے برادر مومن کے پاس ایسی حالت میں گذر ہو کہ اس کی شرمگاہیں کھلی ہوں (بیماری کی مجبوری یا نیند کی غفلت میں) تو کیا وہ اور زیادہ کھول دیگا یا کپڑا اُس پر ڈال کر پوشیدہ کر دیگا اصحاب نے عرض کی بلکہ اُس پر پردہ ڈال دیگا اور چھپا دیگا حضرت عیسیٰؑ نے فرمایا (ایسا تو نہیں ہے) بلکہ تم تو اور ظاہر کرتے ہو اور اُس کے کپڑوں کو ہٹا کر اس کی شرمگاہ اور کھولتے ہو۔ اصحاب نے کہا اے روح اللہ یہ آپ کیا کہہ رہے ہیں فرمایا کیا اپنے برادر مومن کے عیب کو معلوم کر کے اُس کو عام طور پر ظاہر نہیں کرتے اور اس کو

ع غالباً اصل کتاب میں "مشمار مت سمجھ" رہا ہوگا جو کاتب اور مصحح سے نظر انداز ہو گیا ہے لہذا میں نے شمار کو مشمار سمجھتے ہوئے اس کا ترجمہ مت سمجھ ہی کیا ہے کیونکہ خدا کسی کو حقیر سمجھنے کا ہرگز حکم نہیں دے سکتا۔ یہ اُس کے رحم و کرم اور بندہ نوازی سے بعید ہے۔ (مترجم)

رسوا نہیں کرتے ہو۔ اس لئے کہہ رہا ہوں۔ حق تو یہ ہے کہ میں تم کو علم سکھاتا ہوں تاکہ تم خود اُس پر عمل کرو اور دوسروں کو تعلیم دو اس لئے نہیں کہ وہ تمہارے غرور و نخوت کا سبب بن جائے اور تم اپنے کو بڑا سمجھنے لگو یاد رکھو کہ ثواب آخرت جو تم چاہتے ہو نہیں حاصل ہو سکتا جب تک دنیا کے شبہے و شکوک ترک نہ کرو گے اور درجات عالیہ پہ فتح نہیں پا سکتے جن کی تم آرزو کرتے ہو جب تک سختیوں اور تکلیفوں پر صبر نہ کرو گے ہرگز ہرگز ناجائز طور پر نگاہ نہ کرو کیونکہ وہ دل میں بری خواہش کا بیج بوتا ہے اور یہی اُس کے فساد برپا کرنے کیلئے کافی ہے۔ خوشا حال اس کا جس کا دیکھنا دل کی آنکھوں سے ہو نہ کہ سر کی آنکھوں سے۔ لوگوں کے عیوب کو آقاؤں کی طرح مت دیکھو بلکہ اپنے عیوب کو غلاموں کے مانند دیکھو اس لئے کہ آدمی دو قسم کے ہوتے ہیں بعض گناہوں میں مبتلا رہتے ہیں بعض محفوظ رہتے ہیں تو اگر مبتلا پر نظر کرو تو اُس پر رحم کرو اور خدا کا شکر بجا لاؤ کہ اُس نے تم کو بدی سے محفوظ رکھا اور اگر ان کو دیکھو جو گناہوں سے بچتے ہیں تو کوشش کرو کہ اُنہی کے ایسے ہو جاؤ اور خدا سے طلب خیر کرتے رہو۔ اے بنی اسرائیل شرم نہیں کرتے خدا سے اگر پانی میں ایک تنکا ہوتا ہے تو تم کو اس کا پینا گوارا نہیں اور (ناجائز مال) ہاتھی کے برابر ہضم کر جاتے ہو اور پروا نہیں کرتے۔ اے بنی اسرائیل خدا نے توریت میں تم کو حکم دیا ہے کہ اپنے عزیزوں کے ساتھ نیکی کرو اور اُن کے ساتھ ویسی ہی نیکی کرو جو تمہارے ساتھ نیکی کرتے ہیں اور میں حکم دیتا ہوں اور نصیحت کرتا ہوں کہ اُس کے ساتھ تعلقات محبت قائم کرو جو تم سے قطع محبت کرتا ہو اور اُسے عطا کرو جو تم کو محروم رکھتا ہے اور جو تم سے بدی کرتا ہے اُس کے ساتھ احسان کرو اور جو تم کو گالی دیتا ہے اس کو سلام کرو اور جو تم سے دشمنی کرتا ہے اُس کے ساتھ انصاف کرو۔ اور جو تم پر ظلم کرتا ہے اُس کو معاف کر دو جس طرح تم یہ پسند کرتے ہو کہ تم کو لوگ تمہاری غلطیوں پر معاف کر دیں۔ خدا کے عفو و کرم سے جو تمہارے ساتھ ہے عبرت حاصل کرو کیا نہیں دیکھتے ہو کہ آفتاب ہر نیک و بد پر چمکتا ہے اور اُس کی بارش ہر صالح و خطاکار پر ہوتی ہے اگر تم صرف اُسی کو دوست رکھتے ہو جو تم کو دوست رکھتا ہے اور اُسی کے ساتھ نیکی کرتے ہو جو تم سے نیکی کرتا ہے تو تم کو دوسروں پر کیا فضیلت حاصل ہو سکتی ہے وہ بیوقوف اور احمق لوگ جو کچھ علم و فضل نہیں رکھتے وہ بھی ایسا ہی کرتے ہیں۔ لیکن اگر تم خداوند عالمین کے برگزیدہ اور دوست بننا چاہتے ہو تو بدی کرنے والوں سے نیکی کرو اور جو تم پر ظلم کرے اُس سے

درگذر کرو اور سلام کرو اس کو جو تم سے منہ پھیرے۔ میری باتیں سنو اور نصیحتیں یاد رکھو اور میرے عہد کی رعایت کرو تاکہ فقیہ اور دانا بن جاؤ۔ تم سے سچ کہتا ہوں کہ تمہارے دل اُس جگہ کی جانب متوجہ رہتے ہیں جہاں تم نے خزانے جمع (و دفن) کر رکھے ہیں (اور یہ فکر رہتی ہے) کہ وہ ضائع نہ ہو جائے۔ لہذا اپنے خزانے آسمان میں جمع کرو تاکہ مطمئن ہو جاؤ کہ نہ وہاں اُس میں کیڑے لگ سکتے ہیں اور نہ چور چُرا سکتا ہے۔ تم سے سچ کہتا ہوں کہ بندہ دو خداؤں کی خدمت پر قادر نہیں ہے یقیناً دونوں میں سے کسی ایک کو اختیار کرے گا اسی طرح تمہارے لئے محبت دنیا اور محبت خدا ایک ساتھ جمع نہیں ہو سکتی۔ سچ کہتا ہوں کہ بدترین انسان وہ عالم ہے جو باوجود جاننے کے دنیا کو اختیار کرتا ہے اور دوست رکھتا ہے۔ اور اس کو حاصل کرتا ہے اور کوشش کرتا ہے اس میں کہ تمام لوگوں کو حیرت میں ڈالے (اور دھوکے میں رکھے) اور حصول دنیا میں کسی کی پروا نہیں کرتا۔ اندھے کو نور آفتاب کی وسعت کیا فائدہ پہنچا سکتی ہے حالانکہ وہ نہیں دیکھ سکتا۔ اسی طرح عالم کو اُس کا علم نفع نہیں بخشتا جبکہ اُس پر عمل نہ کرے پھلدار درخت کس قدر زیادہ ہیں لیکن سب کے میوے نہیں کھائے جا سکتے اور زمین کس قدر کشادہ ہے لیکن ہر جگہ بود و باش نہیں اختیار کی جا سکتی اُسی طرح بات کرنے والے بے شمار ہیں لیکن ہر بات سچی نہیں ہوتی اور بہت سی باتوں پر اعتبار نہیں کیا جا سکتا لہذا اے لوگو جھوٹے عالموں سے اپنی حفاظت کرو جو موٹے جھوٹے کپڑے پہنتے ہیں اور مکر و فریب کے ساتھ مراقبہ میں جھکے رہتے ہیں اور اپنے گناہوں کو لوگوں کی نگاہوں میں مکاری و فریب کاری کے ساتھ عبادت کے مانند دکھاتے ہیں اور آدمیوں کو اپنے سامنے بھیڑیوں کی طرح دیکھتے ہیں ان کی باتیں اُن کے افعال کے خلاف ہیں۔ کیا ببول کے درختوں سے انگور حاصل ہو سکتا ہے؟ اور حنظل کے درخت سے انجیر توڑا جا سکتا ہے (ایسا ممکن نہیں تو) اسی طرح جھوٹے عالم کی گفتار (فائدہ نہیں دیتی) اور نہیں دعوت دیتی مگر گناہ کی جانب اور ایسا بھی نہیں ہے کہ جو شخص جو کچھ کہتا ہے سچ ہی کہتا ہے سچ کہتا ہوں دانہ زمین نرم میں اُگتا ہے پتھر پر نہیں اُگتا۔ اسی طرح حکمت (عقل و دانائی کی باتیں) نرم و متواضع اور عاجزی رکھنے والے دل میں جگہ کرتی اور بڑھتی ہے۔ جباروں اور سرکشوں کے دل میں جگہ نہیں کرتی۔ کیا نہیں جانتے ہو کہ جو شخص نیچی چھت میں سر اُونچا کرتا ہے اُس کا سر پھٹ جاتا ہے اور جو جھکا رہتا ہے اور سر کو نیچے کئے رہتا ہے اُس کے نیچے بیٹھتا ہے اور اُس کے سایہ سے آرام پاتا ہے اسی طرح جو دُنیا

کے پست گھر میں گردن کشی اور غرور کرتا ہے خدا اس کے سر کو کچل دیتا ہے اور اس کو پست و ذلیل کر دیتا ہے اور جو شخص تواضع و شکستگی کرتا ہے دنیا سے فائدہ اٹھاتا ہے اور خدا اُس کو بلند کرتا ہے۔ سمجھ رکھو کہ ہر مشک میں شہد تازہ و بہتر نہیں رہتا بلکہ جو مشک کہ پھٹی ہوئی خشک اور متعفن (بدبودار) اور خراب نہیں ہوتی وہی شہد کو پاکیزہ و بہتر رکھ سکتی ہے اور اس کی حفاظت کر سکتی ہے اسی طرح قلوب حکمتوں اور معرفت والی باتوں کے ظروف ہیں اگر دنیا کی لذتیں اور خواہشیں اُس میں سوراخ نہ کریں اور طمع دنیا اس کو گندہ نہ کرے اور نعمتیں اور لذتیں اس کو خشک نہ کر دیں تو ایسے دلوں میں حکمت محفوظ رہتی ہے اور خراب نہیں ہوتی۔ سچ کہتا ہوں کبھی ایک گھر میں آگ لگتی ہے تو اس سے دوسرے گھر میں اور اُس سے تیسرے گھر میں اسی طرح بہتیرے گھروں میں لگ جاتی ہے اور جلا دیتی ہے لیکن اگر پہلے ہی گھر کو توڑ پھوڑ دیں اس حد تک کہ آگ کا اثر آگے نہ جا سکے تو دوسرے گھر اُس کے نقصان سے محفوظ رہ سکتے ہیں اسی طرح ظلم آگ کے مانند ہے اگر ظالم کو لوگ ابتدا ہی میں روک دیں اور اُس کے ہاتھ کو قطع کر دیں تو دوسرا ظالم نہیں پیدا ہو سکتا کہ ظلم میں اُس کی پیروی کرے جس طرح آگ اگر پہلے گھر میں لکڑیاں اور تختے وغیرہ نہ پائے کہ جلائے تو دوسرے گھر میں اثر نہیں کر سکتی۔ تم سے سچ کہتا ہوں کہ اگر کوئی شخص دیکھے کہ سانپ اُس کے برادر مومن کی طرف جا رہا ہے کہ اس کو کاٹے اور وہ اُس کو آگاہ نہ کرے اور سانپ اُس مومن کو کاٹ لے تو وہ مطمئن نہ رہے کہ وہ اُس کے خون میں شریک نہیں ہوا ہے۔ اسی طرح جو شخص کسی برادر مومن کو دیکھے کہ وہ گناہ کر رہا ہے اور اُس کو آگاہ نہ کرے تو اس بات سے ایمن نہ ہو جائے کہ وہ اُس کے گناہ میں شریک نہیں ہوا اور جو شخص اس بات پر قادر ہو کہ کسی ظالم کو ظلم کرنے سے روک دے اور نہ روکے تو ایسا ہے جیسے خود اُس نے ظلم کیا اور ظالم اپنے ظلم سے کیوں باز رہ سکتا ہے جبکہ اس کو اطمینان ہے کہ تمہارے درمیان کوئی اُس کو ملامت اور سرزنش کرنے والا نہیں اور کوئی اُس کا ہاتھ ستم کرنے سے پکڑنے والا نہیں تو وہ اپنے ہاتھ کو روکے کیوں پھر ظلم کرنے والے اپنے ظلم و ستم پر مغرور کیوں نہ ہوں۔ کیا اتنا ہی تمہارے لئے کافی ہے کہ کہتے رہو کہ ہم ظلم نہیں کرتے اور ظلم کرنے والوں کو ظلم کرتے ہوئے دیکھتے رہو اور منع نہ کرو اور مظلوم سے اُن کے مظالم دور کرنے کی کوشش نہ کرو اگر ایسا ہی ہوتا جیسا کہ تم گمان کرتے ہو تو خداوند عالم جس وقت عذاب ظالموں پر بھیجتا ہے چاہئے کہ اُس سے وہ لوگ محفوظ رہیں جنہوں نے ظلم نہیں کیا ہے اور ظالموں کو ظلم سے نہیں روکا ہے حالانکہ جب خدا نے کسی گروہ پر عذاب نازل کیا ہے

(ظالم و غیر ظالم) دونوں گروہوں کو عذاب نے گھیر لیا۔ اے بدکردارو! وائے ہو تم پر امید رکھتے ہو کہ خدا تم کو قیامت کے روز کی سختیوں سے محفوظ رکھے گا حالانکہ خدا کی اطاعت کرنے میں تم لوگوں سے ڈرتے ہو اور خدا کی معصیت میں لوگوں کی اطاعت کرتے ہو اور عہد و اقرار میں اُن کے ساتھ وفا کرتے ہو ایسے چند امور میں جو خدا کے عہد و اقرار کو توڑنے والے ہیں۔ میں سچ کہتا ہوں کہ خداوند تعالیٰ اُس شخص کو قیامت کے بڑے سخت دن کے خوف سے مطمئن و محفوظ نہیں کرتا جو خدا کے بندوں کو خدا کے علاوہ خدا سمجھتے ہیں (یعنی جس طرح خدا کی خوشنودی میں کوشش کرنی چاہیئے۔ بندوں کی خوشنودی حاصل کرنے میں کوشش کرتے ہیں اور خدا کی نافرمانی کرتے ہیں) وائے ہو تم پر اے بداعمالو! دنیائے دنی اور لذات فانی کے حاصل کرنے کے لئے ابدی ملک بہشت کو چھوڑ بیٹھے ہو اور روز قیامت کی سختیوں کو بھولے ہوئے ہو۔ اے دنیا کے بندو! تم پر افسوس ہے کہ دنیا کی زائل ہونے والی نعمتوں اور ختم ہو جانیوالی زندگی کے لئے اپنے خدا سے بھاگتے ہو اور اُس کے ہمیشہ باقی رہنے والے ثواب کو نہیں چاہتے۔ پھر خدا تمہاری بقا کیوں چاہے تم خدا کی ملاقات پسند نہیں کرتے (خدا بھی تم کو دیکھنا پسند نہیں کرتا) خدا تو اس کی ملاقات کو دوست رکھتا ہے جو خدا سے ملاقات کرنا پسند کرتا ہے اور خدا کراہت کرتا ہے اُس کی ملاقات سے جو خدا کی ملاقات سے کراہت رکھتا ہے۔ تم کیونکر دعویٰ کرتے ہو اور سمجھتے ہو کہ اوروں کے علاوہ تم خدا کے دوست ہو حالانکہ موت سے بھاگتے ہو اور دنیا سے لپٹے ہوئے ہو۔ مُردہ کو کیا فائدہ دے سکتی ہے اُس کے حنوط (کافور) کی خوشبو اور کفن کی سفیدی حالانکہ خاک میں اُس کو چھپا دیتے ہیں اسی طرح دنیا کی خوشگواری جس نے تمہاری نگاہوں میں زینت حاصل کر لی ہے۔ تم کو فائدہ نہیں دے سکتی حالانکہ تم سب کے سب فنا ہو جاؤ گے اور مٹ جاؤ گے۔ تمہیں کیا فائدہ دے سکتی ہے بدن کی صفائی اور خوش رنگی جبکہ تمہاری بازگشت موت کی جانب ہے اور مٹی میں مل جانے والے ہو اور قبر کی تاریکی میں بسر کرنیوالے ہو جس کو دلوں سے تم نے بھلا رکھا ہے۔ اے دنیا کے بندو! تمہاری مثال اس شخص جیسی ہے جو آفتاب کے سامنے چراغ جلائے حالانکہ اُس کو اس سے کچھ فائدہ نہیں اور اندھیری رات میں چراغ نہ جلائے اور اندھیرے میں گذارے حالانکہ چراغ اس کو تاریکی دور کرنے کیلئے دیا گیا ہے اسی طرح نور علم کو (جو جہالت کو دور کرنے کیلئے اس کو دیا گیا ہے) دنیا حاصل کرنے میں صرف کرتے ہو حالانکہ تمہاری دنیا کی ضروریات کا متکفل خود خدا ہے اور تمہارا علم اُس میں فائدہ نہیں دے

بے عمل عالم کی مذمت

سکتا۔ نور علم کو تم حصول آخرت میں صرف نہیں کرتے حالانکہ اسی لئے تم کو علم دیا گیا ہے۔ اور بغیر نور علم راہ آخرت طے نہیں ہو سکتی۔ کہتے رہتے ہو کہ آخرت حق ہے اور ہمیشہ دنیا میں مشغول رہتے ہو۔ کہتے رہتے ہو کہ موت حق ہے مگر موت سے بھاگتے رہتے ہو۔ کہتے اور سمجھتے ہو کہ خدا (ہر عمل کو) دیکھتا ہے اور جانتا ہے لیکن ڈرتے نہیں کہ وہ تمہارے اعمال بد کو گھیرے ہوئے ہے تو پھر تمہاری (مومنیت) کی تصدیق کوئی کیونکر کر سکتا ہے جو تمہارے ان اقوال کو سنتا ہے اور وہ بداعمالیاں تم سے دیکھتا ہے بیشک جو (بغیر جانے ہوئے) بغیر علم کے جھوٹ بولتا ہے زیادہ معذور ہے بہ نسبت اس کے جو علم رکھتے ہوئے جھوٹ بولتا ہے اگرچہ کوئی جھوٹ قابل معافی نہیں۔ تم سے سچ کہتا ہوں جب تم چہار پایہ پر سواری نہ کرو گے اور اس پر ریاضت اور محنت نہ کرو گے تو وہ بیکار ہو جائے گا اور اس کی خلقت متغیر ہو جائے گی اسی طرح دل کو اگر موت کی یاد سے نرم نہ کرو گے اور عبادت کی محنت سے اسے ہموار نہ کرو گے۔ تو وہ سخت اور سرکش ہو جائے گا۔ اندھیرے مکان کو وہ چراغ کیا فائدہ دے سکتا ہے جو اس کی چھت پر جلایا جائے اور گھر کا اندرونی حصہ اندھیرا اور وحشت انگیز ہو اسی طرح نور علم تم کو فائدہ نہیں دے سکتا جو تمہاری زبانوں سے تو باہر نکلتا ہے اور تمہارے قلوب اس سے خالی اور بے بہرہ ہوں لہذا بہت جلد اپنے گھروں میں چراغ جلاؤ اور اپنے سخت اور تاریک دل کو نور علم و حکمت سے روشن کرو قبل اس کے کہ گناہوں کا زنگ اس پر بیٹھے اور وہ پتھر سے زیادہ سخت ہو جائے۔ کیونکر وہ بار ہائے گراں کے اٹھانے کی تاب لا سکتا ہے جو لوگوں سے اس کے اٹھانے میں مدد چاہتا ہو۔ کیونکر اس کے گناہ ہلکے ہو سکتے ہیں۔ جو خدا سے معافی نہ مانگے کیونکر اس کے کپڑے صاف ہو سکتے ہیں جو پہنے رہے اور کبھی نہ دھوئے۔ اسی طرح کیونکر پاک ہو سکتا ہے گناہوں سے وہ شخص جو نیکیوں کے ذریعہ اپنے گناہوں کو نہ مٹائے اور کیونکر ڈوبنے سے وہ شخص نجات پا سکتا ہے جو دریا کو بغیر کشتی پار کرنا چاہے یا کیونکر نجات پا سکتا ہے وہ شخص دنیا کے فتنوں سے جو عبادت الٰہی میں سعی و اہتمام کے ذریعہ اس کا علاج نہ کرے۔ اور کیونکر بغیر کسی راہبر کے مسافر منزل پر پہنچ سکتا ہے۔ اسی طرح بہشت میں کون جا سکتا ہے جو اپنے دین کے مسائل کو نہ جانے اور کیونکر خوشنودی خدا وہ حاصل کر سکتا ہے۔ جو اس کی فرمانبرداری نہ کرے کیونکر اپنے چہرے کے عیبوں کو دیکھ سکتا ہے وہ شخص جو آئینہ نہ دیکھے اسی طرح کیونکر

کامل کرسکتا ہے اپنے دوست اور مُحب کی دوستی کو وہ شخص جو اپنی چیزوں میں سے اس کو نہ دے۔ سچ کہتا ہوں جس طرح دریا کا کچھ نقصان نہیں ہوتا اگر اُس میں کوئی کشتی ڈوب جائے۔ اسی طرح تمہارے گناہوں سے خدا کی بزرگی و برتری میں کوئی کمی نہیں ہوسکتی اور نہ تمہاری نافرمانیاں اس کو کچھ نقصان پہنچا سکتی ہیں بلکہ خود تم کو نقصان پہنچاتی ہیں۔ جس طرح آفتاب کی روشنی لوگوں کی زیادتی سے جو اُس میں گھومتے اور اُس سے فائدہ اُٹھاتے رہتے ہیں کم نہیں ہوتی بلکہ سب کے سب اُس کی روشنی میں زندگی بسر کرتے اور اُس سے نفع حاصل کرتے ہیں اور اُس کا نور گھٹتا نہیں۔ اُسی طرح بے انتہا روزی جو وہ تم کو دیتا ہے جس سے تمہاری زندگی بسر ہوتی ہے اور تم عیش کرتے ہو کم نہیں ہوتی۔ لہٰذا جو شخص شکر کرتا ہے خدا اس کی نعمتیں زیادہ کرتا ہے اور وہ جزا دینے والا اور دانا ہے۔ وائے ہو تم پر اے مزدورو! بُری مزدوری کو پورا کرکے دم لیتے ہو اور اپنے پروردگار کی دی ہوئی روزی کھاتے ہو اُس کے عطا کئے ہوئے کپڑے پہنتے ہو اس کی زمین میں مکانات بناکر رہتے ہو اور جو عمل اُس خداوند جلیل نے تم کو بتایا ہے اس کو ضائع کرتے ہو عنقریب وہ تم سے عمل طلب کریگا جن کو تم خراب و برباد کرچکے ہو پھر تم پر وہ عذاب نازل کرے گا جو تمہاری ذلت و رسوائی کا باعث ہوگا اور حکم فرمائیگا کہ تمہاری گردنیں جڑ سے کاٹ ڈالی جائیں اور تمہارے ہاتھ بند سے جدا کردیئے جائیں اور تمہارے جسم راستوں میں پڑے رہیں تاکہ تمہاری حالت سے پرہیزگار لوگ نصیحت حاصل کریں اور تم ظالموں کے لئے عبرت کا سبب بنو۔ وائے ہو تم پر اے بدکردار عالمو! اپنے دلوں میں یہ مت جاگزیں کرلو کہ خدا نے تمہاری موت میں اس لئے تاخیر کررکھی ہے کہ تمہارے واسطے کبھی موت بھیجے ہی گا نہیں۔ بہت جلد تم کو موت آئے گی اور تم کو تمہارے مکانوں سے نکال لے جائے گی لہٰذا آج ہی (اسی وقت) خُدا کی دعوت کو اپنے کانوں میں جگہ دو اور اسی روز سے اپنی جانوں پر رونا شروع کردو اور اسی وقت سے اپنے گناہوں پر زاری کرنے لگو اور آج ہی اپنے سفر آخرت کی تیاری میں مشغول ہوجاؤ اور اپنے پروردگار کی بارگاہ میں توبہ کرنے لگو۔ تم سے سچ کہتا ہوں جس طرح بیمار لذیذ کھانوں کو دیکھتا ہے اور اس کی جانب رغبت نہیں کرتا اگر کھا بھی لیتا ہے تو اُس کے لئے اس کا مزہ خوشگوار نہیں ہوتا اُس درد و بیماری کے سبب سے جس میں وُہ مبتلا ہوتا ہے اسی طرح جس کے دل میں دنیا کی محبت کی بیماری ہوتی ہے عبادت سے لذت حاصل نہیں کرسکتا اور عبادت معبود کی شیرینی کو نہیں سمجھ سکتا اس لئے کہ محبت دنیا

نے اس کو رنجور کر رکھا ہے جس طرح بیمار کو اس دوا کی تعریف شفا کی امید پر اچھی معلوم ہوتی ہے جو طبیب اس سے بیان کرتا ہے اور جب اس کی تلخی اور بدمزگی کا خیال آتا ہے تو (اس کے استعمال کو جی نہیں چاہتا اور پھر) شفا مکدر ہو جاتی ہے اُسی طرح اہل دنیا کو اس کے حسن اور طرح طرح کی لذتوں سے مسرت حاصل ہوتی ہے اور جب اچانک موت کے آجانے کا خیال آجاتا ہے تو ان کے عیش و آرام مکدر و بے مزہ ہو جاتے ہیں تم سے سچ کہتا ہوں کہ تمام انسان ستاروں کو دیکھتے ہیں لیکن ان سے (ہر ایک) ہدایت (صحیح راستہ) نہیں پاتا سوائے اس کے جو اس کی رفتار اور منزلوں اور حرکتوں سے واقف ہوتا ہے اُسی طرح تم علوم حق اور حکمت کا درس دیتے ہو لیکن ہدایت کوئی نہیں پاتا سوائے اس کے جو اس پر عمل کرتا ہے۔ وائے ہو تم پر اے دنیا کے بندو! گندم کو خوب صاف و پاک کرتے ہو اور اس کا آرد تیار کرتے ہو تاکہ اس کی لذت حاصل کرو اور اس کا کھانا تمہارے لئے مفید و گوارا ہو اسی طرح اپنے ایمان کو ریا و شک و شبہ کے کوڑے کرکٹ سے پاک کر کے خالص کیوں نہیں کرتے اور اعمال صالحہ سے اس کو کامل کیوں نہیں کرتے تاکہ اس کی حلاوت تم کو حاصل ہو اور اس کا نتیجہ تم کو فائدہ بخشے۔ تم سے سچ کہتا ہوں کہ اگر چیڑ کا تیل جو نہایت بدبودار تیل ہوتا ہے اس کا چراغ تم کو اندھیری رات میں مل جائے تو بے شبہ تم اس کی روشنی (کو غنیمت سمجھو گے اور اس) سے فائدہ اُٹھاؤ گے اس وقت تک تم کو اس کے تیل کی بدبو نہ روکے گی اسی طرح سزاوار اور مناسب ہے کہ علم حق و حکمت (کی روشنی) حاصل کرو جس کے پاس بھی تم کو مل جائے یہ امر تم کو مانع نہ ہونا چاہیئے کہ وہ خود اس پر عمل نہیں کرتا۔ وائے ہو تم پر اے بدکردار بندو! تم صاحبان حکمت کے مانند نہیں ہو کہ عقل سے حق سمجھو اور صاحبان تحمل کے مثل نہیں ہو کہ اپنے مسائل دین سے (خود غور و فکر کر کے) واقف ہو جاؤ اور صاحبان علم کے مانند نہیں ہو کہ علوم الٰہی سے دانا بن جاؤ۔ نہ پرہیزگار غلاموں کی طرح ہو نہ بزرگ آزادوں کے مانند جو بندگی کے سبب تعلقات نفسانی سے آزاد ہو چکے ہیں۔ بہت قریب ہے وہ وقت کہ دنیا تم کو جڑ سے اُکھیڑ کر منہ کے بل گرا دے اور تمہاری ناک خاک مذلت پر رگڑ دے۔ اور تمہارے گناہ تمہارے سر کے بالوں کو پکڑ کے کھینچیں اور تمہارا علم تمہاری گردن پر ضرب لگائے یہاں تک کہ تم کو برہنہ اور اکیلے سزا و جزا دینے والے بادشاہ کے سامنے حاضر کریں اور وہ تم کو تمہاری بداعمالیوں کی سزا دے۔ اے دنیا کے بندو! تم کو دانائی (و علم) کے سبب سے (جو تم کو دیدیا ہے) تمام خلائق پر بادشاہی

نہیں دی گئی کیونکہ تم نے اپنے علم کو پس پشت ڈال دیا اور اُس پر عمل نہیں کرتے اور دنیا کی جانب (ہمہ تن) مڑ گئے ہو اور دنیاوی اغراض کے واسطے حکم کرتے ہو اور دنیا حاصل کرنے کے لئے ارادہ کرتے ہو اور آخرت کے عوض دنیا اختیار کر رکھی ہے اور دنیا آباد کرتے ہو تاکہ دنیا والوں میں سے ایک تم بھی بن جاؤ اور خدا کا کوئی حق تمہارے اوپر (گویا) نہیں ہے۔ تم سے سچ کہتا ہوں کہ آخرت کی عزت اور مرتبہ تک ہرگز نہیں پہنچ سکتے جب تک دنیا کی وہ چیز نہ ترک کرو جس کو دوست رکھتے ہو لہٰذا توبہ و استغفار کو کل پر مت اُٹھا رکھو کیونکہ کل کے آنے میں ایک رات اور ایک دن باقی ہیں اور خدا کا حکم (موت) اول و آخر روز ہی میں بندوں تک پہنچ جاتا ہے تو کیسے سمجھ سکتے ہو کہ کل زندہ رہو گے اور توبہ کا موقع تم کو مل جائے گا۔ سچ کہتا ہوں کہ چھوٹے گناہ جن کو لوگ حقیر سمجھتے ہیں شیطان کے جال اور کمند ہیں جو تم کو حقیر اور چھوٹا دکھاتا اور سمجھاتا ہے جس کی تم پروا نہیں کرتے اور جب وہ اکٹھا ہو جاتے ہیں تو وہی گناہ بہت زیادہ ہو جاتے ہیں اور تم کو پست اور ہلاک کر دیتے ہیں۔ تم سے سچ کہتا ہوں کہ اپنی غلط تعریف اور دین کے معاملہ میں اپنے نفس کو پاک سمجھنا اور اپنی مدح کرنا تمام برائیوں کی جڑ ہیں اور دنیا کی محبت ہر گناہ کا سر ہے۔ تم سے سچ کہتا ہوں کہ آخرت کے مدارج و بزرگی میں اور دنیا کے حوادث اور بلاؤں (کے دور کرنے) میں مددگار نماز سے بہتر کوئی عمل نہیں جس پر مداومت کرو اور کوئی عمل انسان کو خدا سے نزدیک تر نہیں کرتا سوائے نماز کے۔ لہٰذا ہمیشہ پڑھتے رہو کیونکہ ہر عمل خیر سے جو بندہ کو خدا سے قریب کرتا ہے نماز بہتر ہے اور خدا کے نزدیک بلند تر ہے۔ تم سے سچ کہتا ہوں کہ مظلوم جس نے اپنے قول و عمل سے اور دل میں اس کینہ کے سبب سے جو اپنے ظلم کرنے والے کی طرف سے رکھتا ہے۔ ظالم سے انتقام نہ لیا ہو اُس (مظلوم) کے ہر عمل کا ملکوت آسمان میں ثواب عظیم ہے۔ بتاؤ کہ تم میں سے کسی نے ایسی روشنی دیکھی ہے جس کا نام تاریکی ہو یا ایسی تاریکی دیکھی ہے جس کا نام روشنی ہو اسی طرح کسی بندہ کے واسطے ممکن نہیں کہ وہ مومن بھی ہو اور کافر بھی ہو دنیا بھی اختیار کرنے والا ہو اور دین بھی۔ کیا کسی کو تم نے دیکھا ہے کہ جو بوئے اور گندم کاٹے یا گندم بوئے اور جو کاٹے اسی طرح ہر بندہ آخرت میں وہی پائے گا جو دنیا میں بوئے گا۔ اُس کو اُسی کا بدلہ ملے گا جو دنیا میں کئے ہو گا۔ تم سے سچ کہتا ہوں کہ لوگ علم حکمت میں دو طرح کے ہیں ایک وہ جو حکمت کو اپنے قول سے مضبوط کرتے ہیں اور اپنے عمل سے ضائع کرتے ہیں

دوسرے وہ جو حکمت (عقل کی باتیں) اپنے اقوال سے محکم کرتے ہیں اور اپنے کردار و اعمال سے اپنے اقوال کی تصدیق کرتے ہیں ان دونوں کے درمیان کتنا زیادہ فرق ہے۔ کیا کہنا ہے علمائے باعمل کا اور کس قدر افسوس ہے علمائے گفتار (باتونی) پر۔ تم سے سچ کہتا ہوں کہ جو اپنے کھیتوں سے بیکار گھاس وغیرہ صاف نہیں کرتا اور وہ بڑھتی رہتی ہے تو آخر اس کی زراعت کو برباد کر دیتی ہے۔ اسی طرح جو شخص اپنے دل سے دنیا کی محبت نہیں نکالتا اُس کی جڑیں مضبوط ہوتی جاتی ہیں۔ آخر کار اُس کے تمام دل پر چھا جاتی ہیں پھر اس کو آخرت کی محبت کا مزہ حاصل نہیں ہو سکتا۔ اے دنیا کے بندو! اپنے معبود کی مسجدوں کو اپنے بدنوں کا قیدخانہ بنالو اور اپنے دلوں کو تقویٰ و پرہیزگاری کا مسکن قرار دے لو اپنے دلوں کو خواہشوں کا محل و ماویٰ مت بناؤ۔ تم سے سچ کہتا ہوں کہ تم میں سے جو شخص بلاؤں میں فریاد و فغاں بہت کرتا ہے اُس کے دل میں دنیا کی محبت بہت زیادہ ہوتی ہے۔ اور جو شخص بلاؤں میں صبر زیادہ کرتا ہے وہ بڑا زاہد ہے۔ اے علمائے بدکردار تم پر وائے ہو کیا تم مردہ نہ تھے اور خدا نے تم کو زندہ کیا جب اُس نے تم کو علم و کمال کے ذریعہ زندہ کیا تو تم اُس پر عمل کرنے کے لئے مردہ ہو گئے۔ تم پر پھٹکار ہو کیا تم جاہل اور ناکارہ نہ تھے اُس نے تم کو علم عطا فرمایا (اور بزرگ بنایا) جب اُس نے تم کو علم عطا فرمایا تو تم اُسی کو بھول گئے۔ کیا تم تہذیب و ادب سے بے بہرہ نہ تھے اُس نے تم کو نیک طریقے بتائے اور جب تم آداب حسنہ سیکھ گئے پھر اپنی جہالت و حماقت کی جانب پلٹ گئے۔ تم پر افسوس ہے کیا تم گمراہ نہ تھے اُس نے تمہاری ہدایت فرمائی اور جب اُس نے تمہاری ہدایت کر دی تو پھر تم گمراہ ہو گئے۔ وائے ہو تم پر کیا تم اندھے نہ تھے اُس نے تم کو بینا کیا اور جب بینا ہو گئے پھر اندھے ہو گئے۔ وائے ہو تم پر کیا تم بہرے نہ تھے اُس نے تم کو سُننے والا بنایا جب تم سُننے والے ہو گئے تو پھر بہرے بن گئے۔ وائے ہو تم پر کیا تم گونگے نہ تھے اُس نے تم کو گویا بنایا جب تم بولنے والے ہو گئے تو حق بولنے سے پھر گونگے بن گئے۔ وائے ہو تم پر کیا تم نے خدا سے فتح و نصرت طلب نہیں کی۔ جب اُس نے تمہاری مدد کی تو تم اُسی سے پھر گئے۔ وائے ہو تم پر کیا تم لوگوں کے درمیان ذلیل نہ تھے خدا نے تم کو عزت و بلندی عطا کی۔ پھر تم خود کمزوروں پر جبر و ظلم کرنے لگے اور حد سے بڑھ گئے اور خدا کی نافرمانی میں مشغول ہو گئے۔ وائے ہو تم پر کیا تم زمین میں ضعیف

وناتواں نہ تھے اور ڈرتے نہ تھے اس بات سے کہ لوگ تم کو اپنا غلام بنالیں۔ خدا نے تمہاری مدد کی تم کو قوت عطا کی تو تم فخر و غرور کرنے لگے تو تم پر افسوس ہے قیامت کے روز تمہاری کیسی ذلت وخواری ہوگی۔ وائے ہو تم پر اے علمائے بدعمل کہ دہریوں کے سے اعمال کرتے ہو اور اُن کے مرتبہ کی امید رکھتے ہو خدا نے بہشت کو جن کی میراث قرار دے دی ہے اور مامون و مصئون لوگوں کی طرح خدا کی عقوبت سے مطمئن ہو رہے ہو گویا خدا کا حکم تمہاری مرضی وخواہش کے مطابق ہوگا۔ تم مرنے کے لئے دنیا میں آئے ہو۔ مکانات برباد ہونے کے لئے بناتے ہو اور جو کچھ جمع کرتے ہو اپنے وارثوں کے لئے کرتے ہو۔ میں تم سے سچ کہتا ہوں کہ (میرے بھائی) موسیٰ نے تم کو تاکید فرمائی تھی کہ خدا کی جھوٹی قسم مت کھایا کرو اور میں تم سے سچ کہتا ہوں کہ خدا کی نہ جھوٹی قسم کھاؤ نہ سچی بلکہ جو کچھ کہو بغیر قسم کے سچ کہو۔ اے بنی اسرائیل ترکاریاں اور جو کی روٹیاں کھاؤ میں تم کو گیہوں کی روٹی سے پرہیز کرنے کی نصیحت کرتا ہوں کیونکہ ڈرتا ہوں کہ تم سے اُس کا شکر ادا نہ ہو سکے گا۔ میں تم سے سچ کہتا ہوں کہ جو سخن بد (کسی کے حق میں) کہو گے اُس کا جواب قیامت میں (ضرور) تم کو سننا پڑے گا۔ اے بدکردارو! تم میں سے جو خدا کی بارگاہ میں قربانی پیش کرنا چاہے اور اگر اس سے کوئی بندہ مومن ناراض ہو تو چاہئے کہ پہلے وہ اُس کو راضی کرلے پھر آکر قربانی کرے تاکہ اس کی قربانی مقبول ہو۔ اے بد اعمالو! اگر کوئی تمہاری چادر چھین لے تو اپنا پیراہن بھی اُسی کو دیدو اور اگر کوئی شخص تمہارے رخسار پر ایک طرف طمانچہ مارے تو دوسرا رخسار بھی اُس کے سامنے کردو۔ اگر تم سے کوئی زبردستی ایک میل تک بوجھ ڈھلوائے تو اپنی خوشی سے ایک میل تک اور اُس کا بوجھ پہنچادو۔ تم سے سچ کہتا ہوں کہ تم کو تمہاری ظاہری بہتری اور صفائی کیا فائدہ دے سکتی ہے جبکہ تمہارا باطن فاسد و گندہ ہو۔ اور تمہارے جسم کو خوشبو کیا نفع بخشے گی جبکہ تمہارے قلوب اخلاق ذمیمہ سے بدبودار ہوں اور تم کو کیا فائدہ دے سکتی ہے جبکہ تمہارے جلدوں کی پاکیزگی جبکہ تمہارے دل گناہوں سے ملوث ہوں۔ تم سے سچ کہتا ہوں کہ تم چھلنی کے مانند مت بنو جو باریک آٹے کو تو باہر نکال دیتی ہے اور بھوسی اور تنکے اپنے گھیرے میں محفوظ رکھتی ہے اُسی طرح تم نیک باتیں اور کلمات عقل و حکمت زبان سے نکالتے ہو اور کینہ اور صفات ذمیمہ اور فاسد ارادے دل میں محفوظ رکھتے ہو تم سے سچ کہتا ہوں

کہ پہلے اپنے دلوں سے برائیاں دُور کرو اس کے بعد نیک اعمال بجا لاؤ تاکہ تم کو فائدہ حاصل ہو۔ کیونکہ جب خیر و شر کو یکجا جمع کروگے خیر سے تم کو فائدہ نہیں ہوسکتا۔ تم سے سچ کہتا ہوں کہ جو شخص دریا میں داخل ہوتا ہے اُس کے کپڑے ضرور تر ہوجاتے ہیں۔ خواہ کتنی ہی کوشش کرے کہ پانی سے بچائے رکھے۔ اسی طرح جو شخص دنیا سے محبت کرتا ہے گناہ سے اپنے کو محفوظ نہیں کرسکتا۔ تم سے سچ کہتا ہوں کہ خوش نصیب ہیں وہ لوگ جو راتوں کو بستر پر لیٹ کر نہیں سوتے بلکہ اپنے پروردگار کی عبادت میں اُٹھ کر مشغول ہوجاتے ہیں اُن کیلئے قیامت میں نور دائمی ہوگا اس لئے کہ تاریک راتوں میں اپنے پیروں پر کھڑے ہوکر مسجدوں میں اپنے پروردگا سے گریہ وزاری کے ساتھ مناجات کرتے ہیں اس امید پر کہ قیامت کی سختیوں سے نجات ملے گی۔ تم سے سچ کہتا ہوں کہ دنیا ایک کھیت ہے جس میں لوگ شیریں و تلخ اور خیر و شر بوتے ہیں۔ قیامت کے روز خیر کا انجام نفع بخش ہے اور شر کا نتیجہ سوائے درد و تکلیف و مصیبت کے کچھ نہ ہوگا۔ تم سے سچ کہتا ہوں کہ عقلمند لوگ جاہلوں کے حالات سے نصیحت حاصل کرتے ہیں اور جہلا اُس وقت سمجھتے ہیں جس وقت سمجھنا اور عبرت حاصل کرنا کچھ فائدہ نہیں دے سکتا۔ تم سے سچ کہتا ہوں اے دنیا کے بندو! نہ تم دنیا کو درست رکھتے ہو نہ آخرت کو کیونکہ اگر دنیا کو چاہتے تو وہ عمل کرتے جس سے دنیا میں فلاح حاصل ہوتی اور اگر آخرت کو اچھا سمجھتے تو اُس شخص کے سے اعمال بجا لاتے جو آخرت کو دوست رکھتا ہے۔ اے دنیا کے بندو! جب تمہارے عیوب تم کو بتائے جاتے ہیں تو تم آزردہ ہوتے ہو اور بُرا مانتے ہو اور جب وہ چند اچھائیاں تمہاری طرف منسوب کی جاتی ہیں جو حقیقت میں تمہاری ذات میں نہیں ہیں تو خوش ہوتے ہو یاد رکھو کہ شیطانوں نے کہیں ایسا گھر نہیں بنایا جیسا تمہارے دلوں میں گھر کر رکھا ہے۔ سمجھ لو کہ خدا نے تم کو دنیا اس لئے دی ہے کہ اُس میں آخرت کے لئے عمل کرو اس لئے نہیں کہ آخرت سے تم کو بیگانہ کردے اور دنیا کی نعمتیں اس لئے تم پر کھول رکھی ہیں تاکہ تم سمجھو کہ خدا نے ان نعمتوں کے ذریعہ اپنی عبادت پر مدد دی ہے گناہوں پر اعانت کے لئے نہیں بخشی ہیں۔ دنیا میں اپنی اطاعت کا حکم دیا ہے معصیت و نافرمانی کا نہیں۔ دنیا میں حلال (روزی حاصل کرنے) کی تاکید فرمائی ہے حرام کی نہیں۔ اور روزی کشادہ کی ہے تاکہ تم ایک دوسرے کے ساتھ بھلائی کرو۔ عداوت و دشمنی کے لئے

نہیں۔ تم سے سچ کہتا ہوں کہ آخرت کا ثواب (اور نعمتیں) ہر شخص تم میں سے چاہتا ہے لیکن اُسی کو میسر ہو گا جو اُس کے لئے عمل کرے گا۔ تم سے سچ کہتا ہوں کہ درخت اپنے عمدہ پھلوں کے سبب سے کامل ہوتا ہے اُسی طرح دین حرام امور کے ترک کرنے سے کامل ہوتا ہے۔ تم سے سچ کہتا ہوں کہ دانہ نہیں اُگتا مگر پانی اور مٹی کے ساتھ۔ اُسی طرح ایمان نہیں قائم رہتا مگر علم و عمل کے ساتھ۔ تم سے سچ کہتا ہوں کہ جس طرح پانی آگ کو بجھا دیتا ہے اسی طرح تحمل و برداشت آتش غضب کو مٹا دیتا ہے۔ تم سے سچ کہتا ہوں کہ آگ اور پانی ایک برتن میں جمع نہیں ہو سکتے اُسی طرح دانائی اور زبانی انکساری ایک دل میں جمع نہیں ہو سکتیں۔ تم سے سچ کہتا ہوں کہ بارش بغیر بادل کے نہیں ہوتی اُسی طرح وہ عمل جو خوشنودی خدا کا باعث ہے بغیر دل کی طہارت کے صادر نہیں ہوتا۔ تم سے سچ کہتا ہوں کہ جس طرح آفتاب ہر شے کے لئے روشنی دیتا ہے۔ اُسی طرح حکمت دل کی روشنی کا باعث ہوتی ہے اور تقویٰ و پرہیزگاری حکمت کی جڑ ہے اور حق و راستی ہر شے کی درگاہ ہے اور رحمت خدا ہر حق و راستی کی درگاہ ہے اور رحمت خدا کی کنجی دعا و زاری و عمل ہے تو کیونکر بغیر کنجی کے کوئی دروازہ کھل سکتا ہے۔ تم سے سچ کہتا ہوں کہ عقلمند آدمی وہی درخت بوتا ہے جو پسند کرتا ہے اور اُسی گھوڑے پر سوار ہوتا ہے جسے اچھا سمجھتا ہے اسی طرح صاحب فہم مومن وہی عمل کرتا ہے جو اُس کا پروردگار پسند کرتا ہے۔ تم سے سچ کہتا ہوں کہ تلوار کی اصلاح اور اس پر جلا صیقل سے ہوتی ہے اُسی طرح کلام حکمت دل پر صیقل کرتا ہے اور اُس کو جلا دیتا ہے اور کلام حکمت سمجھدار دل کو زندہ کرتا ہے جس طرح پانی زمین مردہ کو زندہ کرتا ہے حکمت دل دانا کے لئے نور کے مانند ہے جس کے ذریعہ سے تاریکی میں لوگوں کے درمیان راستہ چلتا ہے۔ تم سے سچ کہتا ہوں کہ اُس شخص کو کلام حق سمجھانے سے جو نہیں سمجھتا ہے پہاڑوں سے پتھر نکال کر دوسری جگہ لے جانا زیادہ آسان ہے اور کوشش کرنا یہ کہ اُس پر کلام حق اثر کرے ایسا ہے جیسے پتھر کو پانی میں گھسنا کہ نرم ہو جائے اور اس کی مثال ایسی ہے جیسے کوئی شخص قبرستان والوں کے لئے (مُردوں کے واسطے) کھانا لے جائے تاکہ وہ لوگ کھائیں۔ خوشحال اُس شخص کا جو زیادہ بات کرنے سے جس میں فائدہ نہ ہو ڈرتا ہے اس لئے کہ خدا غضبناک نہ ہو اور اُن لوگوں کے نیک اقوال کی آرزو نہیں کرتا جب تک کہ اُن کے نیک اعمال

کو نہیں سمجھتا۔ کیا کہنا ہے اُس کا جو علماء کی تعظیم ان کے علم کی وجہ سے کرتا ہے اور اُن کے ذاتی معاملات سے غرض نہیں رکھتا اور جاہلوں کو ان کی جہالت کے سبب سے حقیر سمجھتا ہے اور اُن کی ہمنشینی پسند نہیں کرتا لیکن اُن کو اپنے پاس اس لیئے بٹھاتا ہے تاکہ ان کو علم سکھائے۔ تم سے سچ کہتا ہوں اے میرے حواریو! آج تم لوگوں میں مُردوں کے درمیان زندوں کے مانند ہو تو مرتے ہو ایسی موت پر جو ایسے زندہ لوگوں کی ہوتی ہے جو خواہشات نفس کے سبب حق تعالیٰ سے دُور رہتے ہیں۔

حضرت عیسٰیؑ نے فرمایا کہ خداوندکریم فرماتا ہے کہ میرا مومن بندہ اس بات سے غمگین ورنجیدہ ہوتا ہے کہ میں دنیا کو اس کی طرف سے پھیر دیتا ہوں حالانکہ میرے نزدیک اُس کا یہ حال سب سے زیادہ پسندیدہ ہے اور اس حال میں وہ مجھ سے زیادہ قریب ہوتا ہے اور وہ اُس وقت خوش ہوتا ہے جبکہ دنیا اس پر کشادہ کر دیتا ہوں حالانکہ میں اس حال کو اور ایسے لوگوں کو دشمن رکھتا ہوں اور ایسے لوگ مجھ سے بہت دور رہتے ہیں۔

بسند معتبر حضرت صادقؑ سے منقول ہے کہ حضرت عیسٰیؑ نے بنی اسرائیل کے درمیان خطبہ پڑھا اور فرمایا اے بنی اسرائیل جاہلوں سے سخن حکمت مت کہو کیونکہ حکمت پر ظلم ہوگا اور جو لوگ اُس کے اہل اور سمجھنے کے لائق ہیں اُن سے کلام حکمت مت روکو ورنہ اُن پر ظلم کروگے اور ظالم کی اُس کے ظلم پر مدد مت کرو ورنہ تمہارا فضل وشرف ضائع ہوجائے گا۔

دوسری معتبر حدیث میں حضرت صادقؑ نے فرمایا کہ حواریوں نے حضرت عیسٰیؑ سے عرض کی کہ اے نیکیوں کے معلم بتایئے کہ کون چیز سب سے زیادہ سخت ہے فرمایا زیادہ سخت بلکہ تمام شدائد سے بہت زیادہ شدید خدا کا غضب ہے پوچھا کس بات سے خدا کے غضب سے بچ سکتے ہیں فرمایا اس کے بندوں پر غضب نہ کرو پوچھا غضب کی ابتدا کیا ہے اور کس چیز سے پیدا ہوتا ہے فرمایا تکبر اور جبر اور لوگوں کو حقیر سمجھنے سے۔

حدیث موثق میں انہی حضرت سے منقول ہے کہ حضرت عیسٰیؑ اپنے اصحاب سے فرماتے تھے کہ اے فرزندان آدمؑ دنیا سے خدا کی جانب بھاگو اور اپنے دلوں کو دنیا کی محبت سے خالی کرو کیونکہ دُنیا تمہارے لئے مناسب نہیں اور سزاوار نہیں ہے اور نہ تم دنیا کے لائق ہو نہ تم دنیا کے لئے باقی رہوگے نہ دنیا تمہارے واسطے باقی رہے گی۔ دنیا فریب دینے والی اور مصائب میں مبتلا کرنے والی ہے۔

اور فریب خوردہ وہ جو دنیا کے دھوکے میں آجائے اور نقصان میں وہ ہے جو دنیا سے مطمئن ہو جائے اور ہلاک وہ ہوا جس نے دنیا کو دوست رکھا اور اُس کے حاصل کرنے کی خواہش کی۔ لہذا اپنے پیدا کرنے والے سے توبہ کرو اور اپنے پالنے والے کے عذاب سے پرہیز کرو اور اُس روز سے خوف کرو جس روز باپ بیٹے کا اور بیٹا باپ کا فدیہ نہیں ہو سکتا۔ تمہارے آباؤ اجداد کہاں ہیں۔ تمہاری مائیں کہاں ہیں۔ تمہارے بھائی اور بہنیں کہاں ہیں۔ تمہارے لڑکے بالے کہاں ہیں۔ کارکنانِ قضا و قدر نے ان کو آخرت کی جانب بلایا۔ انہوں نے ان کی دعوت قبول کی اور چلے گئے۔ لوگوں نے ان کو مٹی کے سپرد کر دیا۔ وہ سب مُردوں کے ہمسایہ ہو گئے اور فنا ہونے والوں میں شامل ہو گئے اور دنیا سے رخصت ہو گئے اپنے دوستوں سے جدا ہو گئے اور محتاج ہو گئے سوائے اُس کے جو پہلے سے آخرت کو بھیج چکے تھے اور لاپروا ہو گئے اُس سے جو دنیا میں چھوڑ گئے۔ ہر چند تم کو نصیحت کی جاتی ہے ملامت کی جاتی ہے مگر تم بھولے ہوئے ہو غفلت اور لہو و لعب میں مصروف ہو دنیا میں تمہاری مثال حیوانوں کی سی ہے۔ تمہاری کوششیں شکم پُری اور نفس پروری میں مصروف ہیں کیا خدا سے شرم نہیں کرتے ہو جس نے تم کو پیدا کیا ہے حالانکہ اُس نے گنہگاروں کو جہنم کی آگ سے ڈرایا ہے اور تم جہنم کے عذاب کی تاب و طاقت نہیں رکھتے اور اُس نے اطاعت کرنے والوں سے اپنی بہشت اور ہمسائیگی کا وعدہ فرمایا ہے لہذا خدا کے وعدہ کی جانب رغبت کرو اور اپنے تئیں اس کی رحمت کے لائق بناؤ اپنے ساتھ انصاف کرو۔ دوسروں پر ظلم مت کرو۔ اپنے سے کمزوروں پر مہربانی کرو محتاجوں کی دستگیری کرو۔ خدا سے اپنے گناہوں سے توبہ کرو توبہ نصوح کہ پھر گناہوں کی طرف رُخ نہ کرو گے۔ نیکوکار بندے بن جاؤ۔ بادشاہان جبّار مت بنو اور نہ ظالموں، سرکشوں اور فرعونوں کی طرح ہو جنہوں نے اُس پروردگار سے سرکشی کی جس نے موت کے ذریعہ اُن پر قہر فرمایا جو جباروں کا جبار اور آسمانوں اور زمینوں کا پروردگار اور گذشتہ اور آئندہ لوگوں کا خدا اور روزِ قیامت کا بادشاہ ہے جس کا عذاب شدید اور عقاب دردناک ہے۔ اُس کے عذاب سے کوئی ظالم نجات نہیں پا سکتا اور اُس کے تحت قدرت سے کوئی شے باہر نہیں نکل سکتی اور اُس کے علم سے کوئی چیز پنہاں نہیں ہو سکتی اور اُس سے کوئی امر پوشیدہ نہیں رہ سکتا۔ اُس کا علم ہر شے کو گھیرے ہوئے ہے۔ اُس نے ہر شخص کو اپنی منزل میں جگہ

دے رکھی ہے یعنی یا بہشت میں یا دوزخ میں۔ اے فرزند آدمؑ ناتواں اُس سے کہاں بھاگتا ہے جو تاریکیٔ شب اور روز روشن میں تجھے بلا لیتا ہے اور جس حال میں تو ہو تجھے گرفت کر لیتا ہے تو ہر آن اُس کے تحت قدرت میں ہے جس نے نصیحت کی اور جس نے نصیحت سُنی وہ دونوں رستگار ہیں۔

منقول ہے کہ انجیل میں لکھا ہے کہ جناب عیسیٰؑ نے فرمایا کہ لوگو تم نے سُنا جو کچھ گذرے ہوئے لوگوں سے کہا گیا کہ زنا مت کرو اور میں کہتا ہوں کہ جس شخص نے کسی عورت کو دیکھا اور اُس کے دل میں اُس عورت کی خواہش پیدا ہوئی تو گویا اُس نے اس کے ساتھ زنا کی۔ اور اگر تیری داہنی آنکھ خیانت کرے اور حرام کی جانب متوجہ ہو (کسی نامحرم کو دیکھے) تو آنکھوں کو نکال کر پھینک دے کیونکہ ایک عضو کا کم ہو جانا اُس سے بہتر ہے کہ تمام عضو جہنم میں جائے۔ تم سے سچ کہتا ہوں کہ اہتمام مت کرو کہ کیا کھائیں اور کیا پئیں اور کیا پہنیں کیا نفس بدن سے اور بدن لباس سے بہتر نہیں لہذا اپنے جسم اور جان کو عذاب جہنم سے نجات دلاؤ۔ پرندوں کو دیکھو جو نہ کھیتی کرتے ہیں نہ فصل کاٹتے ہیں نہ روزی کا غم کھاتے ہیں تمہارا بلندشان پروردگار ان کو روزی دیتا ہے کیا تم اُن سے بہتر نہیں ہو۔ تم میں سے کون ہے جو ایک گز کپڑا اپنے جسم پر ڈال سکے لہذا اپنے پہننے کا غم کیوں کھاتے ہو جس نے تمہارے جسم کو بنایا ہے اُسی نے تمہارے لئے لباس بھی مقدر فرمایا ہے۔

بسند معتبر حضرت صادقؑ سے منقول ہے کہ حضرت مسیحؑ نے فرمایا کہ جس کو اپنی فکریں زیادہ ہوتی اُس کا جسم بیمار رہتا ہے جس کی عادتیں اُس کے نفس (خواہشات) کے اختیار میں ہوتی ہیں وہ اُس کے لئے وبال جان ہوتی ہیں جو باتیں زیادہ کرتا ہے اُس سے خطا اور لغزش بے انتہا ہوتی ہے۔ جو جھوٹ زیادہ بولتا ہے اُس کا حسن و جمال زائل ہو جاتا ہے اور جو شخص بحث و تکرار زیادہ کرتا ہے مروّت و ہمّت مردانہ اُس کی مٹ جاتی ہے اور وہ عزّت و وقار سے محروم ہو جاتا ہے۔

حدیث معتبر میں امام زین العابدین علیہ السلام سے منقول ہے کہ انجیل میں لکھا ہوا ہے کہ وہ علم مت حاصل کرو جس پر عمل نہ کرو کیونکہ جب اُس پر عمل نہیں کیا جاتا تو خدا وہ علم صاحب علم سے برطرف و زائل کر دیتا ہے۔ حضرت امامؑ نے فرمایا کہ عیسیٰؑ نے ایک روز حواریوں سے فرمایا کہ دنیا ایک پل ہے جس پر سے گذر جاؤ اس پر عمارتیں تعمیر مت کرو۔

عالم طبیب دین اور زر و مال درد دین ہے۔

بسند معتبر حضرت امیرالمومنین سے منقول ہے کہ عیسیٰؑ نے کہا زر و مال دین کا درد ہے اور عالم اس کا طبیب و معالج دین ہے جب دیکھو کہ عالم درد کو خود اپنی طرف کھینچتا ہے اس کو اپنا ہمدرد مت سمجھو اور جان لو کہ جب اس کو اپنا غم نہیں تو دوسروں کا خیر خواہ کب ہو سکتا ہے۔ اور دوسری معتبر حدیث میں فرمایا کہ عیسیٰؑ نے کہا کیا کہنا اُس کا جس کی خاموشی خدا کی صنعتوں میں غور و فکر کا باعث ہو اُس کی نگاہ عبرت سے دیکھنے والی ہو وہ خود اپنے گھر کا ملازم ہو اپنے گناہوں پر بہت روتا ہو اور لوگ اُس کے ہاتھ اور زبان سے محفوظ رہتے ہوں۔

بسند معتبر حضرت صادقؑ سے منقول ہے کہ خدا نے وحی فرمائی کہ اے عیسیٰؑ اپنی آنکھوں کے آنسو اور اپنے دل کا خشوع مجھے دو اور جس وقت اہل باطل ہنس رہے ہوں تم (یاد آخرت سے) محزون و مغموم رہو اور قبروں پر کھڑے ہو کر مردوں کو پکارو شاید تم کو اُن سے نصیحت حاصل ہو اور اُن سے کہو کہ میں بھی تم سے ملحق ہونے والا ہوں۔ اور دوسری معتبر حدیث میں فرمایا کہ حضرت عیسیٰؑ نے اپنے اصحاب کو موعظہ فرمایا کہ تم لوگ دنیا کے لئے عمل کرتے ہو حالانکہ اس میں روزی بغیر عمل کے تم کو ملتی ہے (یعنی ضامن روزی خود خدا ہے) اور آخرت کے لئے عمل نہیں کرتے حالانکہ وہاں بغیر عمل کے روزی نہیں مل سکتی (جو اسی دنیا میں کرنا ہوگا) وائے ہو تم پر اے علمائے بد کام نہیں کرتے اور اُجرت لیتے ہو۔ بہت جلد صاحب عمل تم سے اپنے (پسندیدہ) اعمال طلب کرے گا اور بہت جلد دنیا سے اندھیری قبر میں جاؤ گے۔ کیونکر علم والا وہ شخص ہو سکتا ہے جس کی بازگشت آخرت کی جانب ہو اور وہ دنیا میں مشغول ہو اور جو امور اُس کو نقصان پہنچانے والے ہیں اُنہی کو زیادہ پسند کرتا ہے اُن امور سے جو نفع بخش ہیں۔

علمائے سوء سے خطاب۔

دوسری روایت میں منقول ہے کہ حضرت عیسیٰؑ سے لوگوں نے پوچھا اے روح اللہ آپ کا کیا حال ہے فرمایا میں نے صبح کی ایسی حالت میں کہ میرا پروردگار میرا نگران و میرے حالات سے باخبر ہے جہنم کی آگ میرے سامنے ہے اور موت میری تاک میں ہے اور جو کچھ آرزو رکھتا ہوں اس کو حاصل کرنے پر قادر نہیں ہوں اور جو باتیں میں پسند نہیں کرتا ان کے دور کرنے کی طاقت نہیں رکھتا لہٰذا کون فقیر مجھ سے زیادہ فقیر اور زیادہ بیچارہ ہو سکتا ہے۔

بسند معتبر حضرت سرورِ کائناتؐ سے منقول ہے کہ خدا نے حضرت عیسیٰؑ کی جانب

وحی کی کہ میری بندگی میں کوشش کرو اور میری عبادت ترک مت کرو کیونکہ میں نے تم کو بغیر باپ کے پیدا کیا تاکہ تمام عالم کے لئے تم میری ایک نشانی قرار پاؤ۔ بنی اسرائیل کو آگاہ کردو جو مجھ پر اور میرے رسول امیؐ (پیغمبر آخرالزماں) پر ایمان لائے ہیں جس کی نسل اُس مبارک خاتون سے قائم ہوگی۔ جو تمہاری ماں (مریم) کے ساتھ ہوگی۔ کہ بہشت میں طوبیٰ اُس کے لئے ہے جو اُس (رسول) کے زمانہ میں ہو اور اس کی باتیں سنے (اور عمل کرے) عیسیٰؑ نے عرض کی پالنے والے طوبیٰ کیا ہے۔ ارشاد رب العزت ہوا کہ طوبیٰ بہشت میں وہ درخت ہے جس کے نیچے ایک چشمہ ہے جو شخص اُس سے ایک گھونٹ پی لے کبھی پیاسا نہیں ہوتا۔ عیسیٰؑ نے کہا پالنے والے اُس میں سے ایک گھونٹ مجھے عطا فرما۔ ارشاد ہوا اے عیسیٰؑ جب تک وہ پیغمبرؐ (آخرالزماں) نہ پی لے تمام پیغمبروں پر اُس کا پینا حرام ہے اور تمام امتوں پر داخل بہشت ہونا حرام ہے جب تک اُس پیغمبر کی اُمت نہ داخل ہو جائے۔

حدیث معتبر میں حضرت صادق علیہ السلام سے منقول ہے کہ حضرت عیسیٰؑ نے جناب جبرئیلؑ سے پوچھا کہ قیامت کب برپا ہوگی تو جناب جبرئیلؑ قیامت کی دہشت سے کانپنے لگے اور بیہوش ہو گئے جب ہوش میں آئے کہا اے روح اللہ میں بھی مثل آپ کے نہیں جانتا اور قیامت کا علم خدا کے سوا کسی کو نہیں وہ اچانک اور بے خبر آجائے گی۔

دوسری معتبر حدیث میں فرمایا کہ عیسیٰ علیہ السلام نے کہا کہ میں نے بیماروں کی دوا کی سب نے بقدرت خدا شفا پائی اور اندھے اور مبروص کا علاج کیا خدا کے حکم سے وہ اچھے ہو گئے اور مُردوں کو میں نے خدا کی مرضی سے زندہ کیا لیکن احمق کا علاج کیا اور ان کی اصلاح نہ کرسکا۔ لوگوں نے پوچھا احمق کون ہے فرمایا وہ جس کو اپنی رائے پسند آتی ہے اور اپنے اعمال کو بہتر سمجھتا ہے اور اپنے کو تمام لوگوں سے زیادہ صاحب فضل و احسان جانتا ہے اور اپنے اوپر کسی کا احسان نہیں مانتا۔ اور اپنا حق تمام لوگوں پر سمجھتا ہے اور اپنے اوپر کسی کا حق لازم نہیں قرار دیتا۔ یہی وہ احمق ہے کہ جس کا علاج کسی طرح مجھ سے ممکن نہ ہوا اور دوسری معتبر حدیث میں فرمایا کہ جناب مسیحؑ نے اپنے اصحاب سے فرمایا کہ اگر تم میرے دوست اور بھائی ہو تو لوگوں کی دشمنی و کینہ اپنی نسبت قرار دو (یعنی لوگوں کے ساتھ دشمنی و عناد حقیقت میں اپنی ذات کے ساتھ دشمنی سمجھو) ورنہ میرے بھائی نہیں ہو

خوشحال اس کا جو دنیا کی مرغوب چیزیں اپنی آنکھوں سے دیکھتا ہے اور خدا کی نافرمانی دل میں نہیں آنے دیتا جو چیز تمہارے ہاتھ سے نکل جاتی ہے اور گذر جاتی ہے تو کس قدر دور ہو جاتی ہے اور جو شئے ملنے والی ہوتی ہے وہ کسقدر نزدیک ہوتی ہے وائے ہو ان پر جو دنیا پر مغرور ہو گئے ہیں جس وقت وہ امر اُن پر واقع ہوگا جس کو پسند نہیں کرتے (یعنی موت آئے گی) اور وہ چیزیں اُن سے جدا ہو جائیں گی جن کو وہ دوست رکھتے ہیں اور جو اُن سے وعدہ کیا گیا ہے وہ اُن کو دیا جائے گا (اُس وقت وہ پچھتائیں گے) یہی رات و دن کا آنا جانا عبرت کے لئے کافی ہے۔ وائے ہو اُس پر جو حصول دنیا میں ہمہ تن مشغول ہے اور اُس کے کردار گناہ و خطا سے بھرے ہوں کیسا رسوا ہوگا وہ اپنے پروردگار کے سامنے۔ لوگو خدا کی یاد اور ذکر کے سوا زیادہ مت بولا کرو جو لوگ ذکر معبود کے علاوہ بہت باتیں کیا کرتے ہیں اُن کے دل سخت ہو جاتے ہیں اور وہ نہیں سمجھتے۔ لوگوں کے عیوب اس طرح دیکھتے ہیں گویا اُن کے خدا ہیں بلکہ اپنے نفس کی رہائی کے بارے میں غور کیا کرو کیونکہ تم خریدے ہوئے غلام ہو پہاڑ پر پانی جاری رہے گا تو وہ کب تک نرم نہ ہوگا (اسی طرح) عقل و دانائی کی باتیں زبان پر جاری رکھو گے تو تمہارے قلوب کب تک نرم نہ ہوں گے تمہاری مثال تو دفلا[1] کی سی ہے جو پھول کی طرح خوش رنگ ہوتا ہے لیکن جو اس کو چکھتا ہے تھوک دیتا ہے اگر کھا لیتا ہے تو وہ مر جاتا ہے۔

ایک روایت میں ہے کہ خدا نے جناب عیسیٰؑ پر وحی فرمائی کہ لوگوں کے درمیان علم و بردباری میں زمین کے مانند رہو جو اُن کے پیروں کے نیچے رہتی ہے (اور اُف نہیں کرتی) اور سخاوت میں آب جاری کے مانند رہو اور رحم و شفقت میں چاند و سورج کی طرح رہو جو نیک و بد ہر ایک کو روشنی دیتا ہے۔ حضرت عیسیٰؑ نے فرمایا کہ دنیا کو اپنا خدامت بنالو کہ وہ تم کو اپنا بندہ سمجھنے لگے اور اپنے خزانے اس کے پاس رکھو جو ضائع نہ کرے اور وہ تمہارا پروردگار ہے (جو کسی کے خزانہ عمل کو ضائع نہیں کرتا) اور دنیا میں خزانے مت چھوڑو جو آفتوں کا گھر ہے۔ حضرت عیسیٰؑ نے فرمایا میں تمہارے واسطے دنیا کو پست کئے دیتا ہوں تم اس کو میرے بعد

[1] مولف فرماتے ہیں کہ دفلا ایک قسم کی گھاس ہے جو بہت خوش رنگ پھول کے مانند ہوتی ہے اس کا مزہ بہت تلخ ہوتا اور وہ زہر قاتل ہوتی ہے۔

بلند اور قائم مت کرنا بے شبہ دنیا کی خرابیوں میں سے ایک یہ ہے کہ اس میں خدا کی نافرمانی کی جاتی ہے اور اس کی دوسری خباثت یہ ہے کہ کوئی بغیر اس کو ترک کئے ہوئے آخرت کو نہیں پہنچ سکتا۔ لہذا دنیا سے گذر جاؤ اس کو آباد و معمور مت کرو اور سمجھ لو کہ ہر گناہ کی جڑ دنیا کی محبت ہے اور بہت سی خواہشیں ایسی ہیں جس کے ساتھ ملول و طویل تکلیفیں اور رنج و اندوہ ہوتے ہیں۔ پھر فرمایا کہ میں نے تمہارے سامنے دنیا کو ڈال دیا ہے اور تم اس کے سامنے بیٹھے ہو تم سے امور دنیا میں بادشاہوں اور عورتوں کے سوا کوئی جھگڑا نہیں کر سکتا۔ بادشاہوں سے دنیا کے بارے میں مت الجھو اور دنیا انہی کے واسطے چھوڑ دو تو وہ تم سے تعرض نہیں کریں گے لیکن عورتوں کے شر سے نماز و روزہ کے ذریعے بچتے رہو۔

منقول ہے کہ ایک مرتبہ جناب عیسٰیؑ سے لوگوں نے کہا کہ اپنے واسطے گھر بنا لیجئے فرمایا گذرے ہوئے لوگوں کا انجام ہمارے لئے کافی ہے اور ہم اسی کو بہتر سمجھتے ہیں۔ دنیا کو دوست مت رکھو تا کہ خدا تم کو دوست رکھے۔

منقول ہے کہ خدا نے جناب عیسٰیؑ کو وحی فرمائی کہ جب تمہارے لئے کوئی نعمت بھیجوں تو اس کا استقبال کرو عاجزی اور فروتنی کے ساتھ تا کہ وہ نعمت تم پر پوری کر دوں۔

مروی ہے کہ جناب عیسیٰؑ نے فرمایا اس شخص نے اپنی ذات کو کیا نفع پہنچایا جس نے دنیا کے لئے اپنے نفس کو فروخت کیا اور جو کچھ خرید کیا وہ دوسروں کے لئے میراث میں چھوڑ دیتا ہے اور خود ہلاک و برباد ہوتا ہے کیا کہنا ہے اس کا جو اپنی ذات کو ہلاکت سے بچاتا ہے اور دنیا کے بدلے اختیار کرتا ہے۔ اور مال کی مذمت میں فرمایا کہ اس کی تین صورتیں ہیں یا کمانے والے نے اس کو ناجائز طور پر کمایا تو عذاب میں مبتلا کیا جائے گا اور حلال طریقہ سے حاصل کیا اور ناجائز کاموں میں صرف کیا تب بھی عذاب میں مبتلا ہوگا اور اگر بطور حلال کمایا اور صحیح مصرف میں لایا تو وہ مال صاحب مال کو اس کے پروردگار کی عبادت میں مشغول کرتا ہے۔

ایک مرتبہ حضرت عیسیٰؑ کا گذر ایک مکان کی طرف ہوا جس کا مالک مر چکا تھا۔ اور دوسرے لوگ اس گھر میں بیٹھے تھے۔ حضرت نے فرمایا کہ افسوس ان لوگوں پر جنہوں نے یہ مکان میراث میں چھوڑا وہ لوگ کیوں نہیں نصیحت حاصل کرتے ان کے حال سے جو اس سے پہلے اس میں آباد تھے۔ فرماتے تھے اے مکان تو

خراب و برباد ہو جائے گا اور تیرے مکین فنا ہو جائیں گے اے نفس خدا کے لئے عمل کر تاکہ روزی تجھ کو حاصل ہو اور اے جسم مشقت اُٹھا تا کہ تجھ کو راحت ملے جناب عیسیٰؑ نے فرمایا اے آدم کی کمزور اولاد اپنے پروردگار کے عذاب سے پرہیز کر اور لالچ میں گرفتار مت ہو اور دنیا میں کمزور رہ اور اپنے بدن کو محنت کی عادت ڈال اور روزی اپنی سرداری و بندگی کے لئے مہیا کر اور پریشانی کے عالم میں خدا کی حمد زیادہ کر کیونکہ گناہوں سے حفاظت کے اسباب میں ایک سبب یہ بھی ہے کہ تجھے قدرت نہ ہو اُس پر جو تو چاہے۔ فرماتے تھے اے گروہ حواریان گناہگاروں اور خدا کے نافرمانوں سے دشمنی کر کے اپنے تئیں خدا کا دوست بناؤ اور اُن سے دور رہ کر خدا کا تقرب حاصل کرو اور اُن پر غضبناک ہو کر خدا کی خوشنودی حاصل کرو۔

بسند معتبر حضرت صادقؑ سے منقول ہے کہ جناب عیسیٰؑ کے لئے دنیا ایک نیلی آنکھ والی عورت کی شکل میں متمثل ہوئی۔ آپ نے اُس سے پوچھا تو نے کتنے شوہر کئے اُس نے کہا بیشمار آپ نے فرمایا کیا سب نے تجھ کو طلاق دے دی اُس نے کہا نہیں بلکہ میں نے سب کو مار ڈالا۔ فرمایا وائے تیرے باقیماندہ شوہروں پر جو تیرے شوہر ان گذشتہ کے حال سے عبرت نہیں حاصل کرتے۔

دوسری موثق حدیث میں فرمایا کہ حضرت عیسیٰؑ فرماتے تھے کہ ہول قیامت کو تم نہیں جانتے کہ کب تم کو گرفت میں لے لیگا تو پھر قبل اس کے وہ اچانک آپڑے تم کو اس کے لئے تیار رہنے میں کون سا امر مانع ہے۔ اور فرمایا کہ آخرت کا توشہ بہت دشوار ہو گیا ہے لیکن دنیا کا توشہ تو جب تو اُس میں کسی چیز کی طرف ہاتھ بڑھاتا ہے تو کوئی فاجر تجھ سے پہلے اُسے اُچک لیتا ہے لیکن آخرت کے توشہ میں تیرا کوئی مددگار نہیں ملے گا جو تیری مدد کرے۔

بسند صحیح انہی حضرت (صادقؑ) سے منقول ہے کہ ایک مرتبہ حضرت عیسیٰؑ کے حواری اُن کے پاس آئے اور عرض کی اے خیر کے سبق دینے والے مجھے راہ راست بتائیے۔ فرمایا کہ موسیٰؑ کلیم اللہ تم کو حکم دیتے تھے کہ خدا کی جھوٹی قسم مت کھاؤ اور میں تم کو حکم دیتا ہوں کہ خدا کی قسم نہ جھوٹی کھاؤ نہ سچی۔ عرض کی اے روح اللہ اور کچھ فرمائیے۔ فرمایا کہ موسیٰؑ تم کو حکم دیتے تھے کہ زنا مت کرو اور میں تم سے کہتا ہوں کہ زنا کرنے کا کیا ذکر زنا کا خیال بھی نہ کرو کیونکہ جس دل میں زنا کا وسوسہ ہوتا ہے وہ اُس گھر کی مثال ہے جس کے نقش و نگار سنہرے ہوں اور اُس میں آگ جلائی جائے۔

اگرچہ وہ گھر نہیں جلتا لیکن دھواں تمام نقش و نگار کو خراب کر دیتا ہے۔

بسند معتبر حارث اعور سے منقول ہے کہ اُس نے بیان کیا کہ میں ایک روز حضرت امیر المومنین کے ساتھ شہر حیرہ میں جا رہا تھا۔ اتفاقاً ہم ایک دیر میں پہنچے جس میں ناقوس (سنکھ) بجایا جا رہا تھا حضرت نے فرمایا اے حارث تو جانتا ہے کہ یہ ناقوس کیا کہتا ہے میں نے عرض کی خدا اور رسول اور رسول کے بھائی بہتر جانتے ہیں۔ حضرت نے فرمایا دنیا اور اس کی خرابی کی مثل بیان کرتا ہے اور کہتا ہے کہ میں خدا کی یکتائی کی گواہی دیتا ہوں وہ حق ہے حق ہے سچا ہے سچا ہے بیشک دنیا نے ہم کو فریب دیا اور آخرت سے بیگانہ کر دیا اور ہماری عقل ضائع کر دی اور ہم کو گمراہ کر دیا اے دنیا کی اولاد دنیا کے کاموں کو پیچھے ڈال اور ملتوی کر دے۔ اے فرزند دنیا ہر روز مصیبتوں میں تو پچلا جاتا ہے دنیا (کی دولت) جمع کرنے میں یا تم سب ایک دوسرے کو پامال کر دو گے یا تو خود بہت جلد فنا ہو جائے گا۔ اے فرزند دنیا تو مال دنیا کب تک جمع کرتا رہے گا۔ دنیا ایک قرن[1] کے بعد دوسرے قرن کو فنا کرتی رہتی ہے ہماری عمر کا کوئی دن نہیں گذرتا مگر یہ کہ ارکان (جسم) میں سے ایک رکن کو کمزور و لاغر کرتا ہے۔ بے شک خانۂ باقی کو ہم نے ضائع کر دیا اور خانۂ فانی کو اپنا وطن بنا لیا دنیا میں ہم اپنی اس تقصیر و کمی کا احساس نہیں کرتے مگر مرنے کے بعد (جس کا کچھ فائدہ نہیں) اس کے بعد امیر المومنینؑ نے فرمایا اے حارث کیا نصاریٰ ناقوس کے اس کلام کو سمجھتے ہیں اگر سمجھتے تو مسیحؑ کو خدا کا شریک نہ قرار دیتے۔ حارث بیان کرتے ہیں کہ میں دوسرے روز ایک نصرانی کے پاس گیا جو اُس دیر میں رہتا تھا اور اس سے کہا کہ تجھ کو مسیحؑ کا واسطہ اس ناقوس کو اُسی طرح بجا جس طرح پہلے بجا رہا تھا۔ اُس نے بجانا شروع کیا اور میں نے ہر فقرہ کو اس کی آواز کے ساتھ ملانا شروع کیا جو جناب امیرؑ نے فرمایا تھا تو ہر ہر لفظ کو آخر تک مطابق پایا۔ اُس نصرانی نے پوچھا تم کو تمہارے پیغمبر کے حق کی قسم دیتا ہوں مجھے بتاؤ کہ کس نے یہ تم کو بتایا حارث نے کہا کہ جو بزرگ کل ہمارے ساتھ تھے انہوں نے (ناقوس کے اس کلام سے) مجھ کو آگاہ فرمایا اُس نے پوچھا تمہارے پیغمبر سے کوئی رشتہ ہے میں نے کہا وہ اُن کے چچا زاد بھائی ہیں پوچھا کیا انہوں نے پیغمبر سے سُنا ہے؟

---

[1] قرن سو برس کی مدت یا کم سے کم تیس برس کی مدت کو کہتے ہیں۔

میں نے کہا ہاں یہ سن کر وہ نصرانی مسلمان ہو گیا اور کہا خدا کی قسم میں نے توریت میں پڑھا ہے کہ آخری پیغمبر وہ پیغمبر ہوگا جو ناقوس کے آواز کی تفسیر کرے گا۔

فصل ششم | جناب عیسیٰؑ کا آسمان پر جانا اور پھر امام آخرالزمان کے زمانہ میں نازل ہونا۔ اور حضرت شمعونؑ بن حمون الصفا کے حالات۔

حق تعالیٰ ارشاد فرماتا ہے۔ اِذْ قَالَ اللّٰهُ يٰعِيْسٰۤى اِنِّىْ مُتَوَفِّيْكَ وَرَافِعُكَ اِلَىَّ وَمُطَهِّرُكَ مِنَ الَّذِيْنَ كَفَرُوْا۔ یاد کرو وہ وقت جبکہ خداوند جلیل نے فرمایا اے عیسیٰؑ میں تم کو تمہاری زندگی کی دنیاوی مدت پوری کرکے اپنی جانب اٹھاؤنگا اور کافروں کے لوث سے پاک کروں گا کہ ان کے درمیان نہ رہوگے اور تم کو اُن سے کوئی نقصان نہ پہنچے گا۔ بعضوں نے کہا ہے کہ توفّی بمعنی مرگ اور یہ کہ خدا نے اُن کو پہلے مار ڈالا اور تین ساعت کے بعد زندہ کر دیا اور آسمان پر اٹھا لیا اور بعض کا قول ہے کہ آپ کی موت زمین پر واپس آنے کے بعد آخر زمانہ میں واقع ہوگی۔ وَجَاعِلُ الَّذِيْنَ اتَّبَعُوْكَ فَوْقَ الَّذِيْنَ كَفَرُوْۤا اِلٰى يَوْمِ الْقِيٰمَةِ۔ اور ان کو جنہوں نے تمہاری متابعت کی اُن لوگوں پر قیامت تک غالب کروں گا جنہوں نے تمہاری رسالت سے انکار کیا چنانچہ عیسائی یہودیوں پر ہمیشہ غالب رہے اور امت پیغمبر آخرالزمان بھی جو حضرت عیسیٰؑ پر ایمان رکھتی ہے یہودیوں پر ہمیشہ غالب رہی اور بادشاہی یہودیوں سے برطرف ہو گئی اور یہ بھی قرآن مجید کے معجزات میں سے ہے جس نے آئندہ کی خبر دی اور اُسی کے مطابق واقع ہو رہا ہے۔ اور دوسری جگہ فرمایا ہے۔ وَّبِكُفْرِهِمْ وَقَوْلِهِمْ عَلٰى مَرْيَمَ بُهْتَانًا عَظِيْمًا۔ اور یہودیوں کے کفر اور جناب مریمؑ پر بہتان عظیم لگانے کے سبب سے (خدا نے اُن پر عذاب کیا) علی ابن ابراہیم نے کہا کہ یہودیوں نے حضرت مریمؑ پر زنا کی تہمت لگائی اور شیخ طبرسی نے روایت کی ہے کہ حضرت کا گذر یہودیوں کے ایک گروہ کی طرف ہوا تو وہ کہنے لگے ساحرزن ساحرہ کا فرزند۔ زناکار اور زناکار عورت کا بیٹا آیا۔ جب جناب عیسیٰؑ نے اُن لوگوں کی یہ بیہودہ باتیں سُنیں بارگاہ الٰہی میں عرض کی خداوندا تو ہی میرا پروردگار ہے تو نے مجھے بغیر باپ کے پیدا کیا اسی سبب سے لوگ مجھے زنازادہ کہتے ہیں خداوندا تو ان لوگوں پر لعنت کر جو مجھے اور میری ماں کو گالی دیں پس اسی وقت وہ لوگ سوّر بن گئے۔ وَّقَوْلِهِمْ اِنَّا قَتَلْنَا الْمَسِيْحَ

چھٹی فصل

سورۂ آل عمران پ ۳ ع ۱۴

(آیت مذکور)

سورۂ نساء پ ۶ ع ۱۲

(سورہ نساء آیت ۱۵۷)

عِیْسَی ابْنَ مَرْیَمَ رَسُوْلَ اللّٰہِ وَمَا قَتَلُوْہُ وَمَا صَلَبُوْہُ وَلٰکِنْ شُبِّہَ لَھُمْ

اور اُن کا قول کہ ہم نے مریمؑ کے بیٹے مسیح خدا کے رسول کو قتل کر دیا (بالکل غلط ہے) انہوں نے نہ ان کو قتل کیا نہ سولی دی لیکن (یہ بات) اُن پر مشتبہ ہو گئی۔ شبہ کے بارے میں اختلاف ہے ابن عباس سے مروی ہے کہ جب خدا نے ان کو (سور کی شکل میں) مسخ فرمایا جنہوں نے حضرت کو اور آپ کی مادر گرامی کو گالی دی تھی اور یہ خبر یہودیوں کے بادشاہ یہودا کو پہنچی کہ عیسیٰؑ نے اس پر بھی لعنت کی ہے تو اُس نے یہودیوں کو جمع کیا اور اُن سب نے حضرت کے مار ڈالنے پر اتفاق کیا۔ خدا نے حضرت عیسیٰؑ کی مدد کے لئے حضرت جبرئیلؑ کو بھیجا۔ اُس وقت یہودی حضرت کے گرد جمع تھے اور آپ سے سوالات کر رہے تھے۔ حضرت نے فرمایا اے گروہ یہود خدا تم کو دشمن رکھتا ہے یہ سننا تھا کہ وہ سب حضرت کے مار ڈالنے پر مستعد ہو گئے لیکن جناب جبرئیلؑ حضرت کو اُس کھڑکی پر اُٹھا لے گئے جو اُس مکان میں بلندی پر تھی اور اُسی سے نکال کر آسمان پر لے گئے۔ یہودا نے اپنے ایک مصاحب ططیانوس کو بھیجا کہ اُس کھڑکی سے اوپر جائے اور حضرت عیسیٰؑ کو گرفتار کرلائے چنانچہ وہ گیا اور وہاں حضرت عیسیٰؑ کو نہ پایا اور خدا نے جناب عیسیٰؑ کی شکل میں اُس کی صورت بدل دی کہ جو شخص اس کو دیکھتا سمجھتا تھا کہ عیسیٰؑ ہیں۔ وہ جب مکان سے باہر آیا تاکہ لوگوں سے کہے کہ عیسیٰؑ وہاں نہیں ہیں لوگوں نے اسی کو پکڑ لیا اور مار ڈالا اور سولی پر لٹکا دیا۔ قریب قریب یہی مضمون حضرت امام حسن عسکریؑ سے بھی منقول ہے غرضکہ جب ططیانوس کو مار ڈالا اور اُس مکان میں کسی اور کو نہ پایا کہنے لگے اگر جس کو ہم نے مار ڈالا وہ ططیانوس تھا تو عیسیٰؑ کیا ہو گئے اور اگر وہی عیسیٰؑ تھے تو ططیانوس کیا ہوا اس سبب سے اُن میں اشتباہ پیدا ہو گیا۔

دوسری روایت یہ ہے کہ جب حضرت عیسیٰؑ یہودیوں کے خوف سے اپنے سترہ ساتھیوں کے ساتھ بھاگے اور ایک گھر میں داخل ہو گئے۔ یہودیوں نے اس مکان کو گھیر لیا اور جب وہ اُس میں داخل ہوئے تو خدا نے سب کو حضرت عیسیٰؑ کی شکل میں تبدیل کر دیا یہودی کہنے لگے تم سب کے سب جادو کئے ہوئے ہو بتاؤ تم میں عیسیٰؑ کون ہے ورنہ تم سب کو مار ڈالیں گے حضرت عیسیٰؑ نے اپنے اصحاب سے فرمایا کہ تم میں کون ہے جو آج میری صورت بننا منظور کرے اور قتل ہو کر داخل بہشت ہو اُن میں سے ایک شخص سرجس نامی نے قبول کیا اور باہر آیا کہا میں عیسیٰؑ ہوں تو لوگوں نے اس کو قتل کیا اور دار پر کھینچا

اور خدا نے اُسی روز عیسیٰؑ کو آسمان پر اٹھا لیا۔ بعض کہتے ہیں کہ جب عیسیٰؑ آسمان پر اُٹھائے گئے اور لوگوں کا اُن پر اختیار نہ چلا تو ایک شخص کو پکڑ کر ایک بلندی پر لے گئے اور سولی دے دی اور لوگوں کو دھوکا دینے کی غرض سے کہنے لگے کہ وہی عیسیٰؑ ہے اور کسی کو اُس کے پاس جانے نہیں دیتے تھے۔ اس سبب سے لوگوں پر یہ بات مشتبہ ہو گئی۔ وَاِنَّ الَّذِيْنَ اخْتَلَفُوْا فِيْهِ لَفِيْ شَكٍّ مِّنْهُ ۭ مَا لَهُمْ بِهٖ مِنْ عِلْمٍ اِلَّا اتِّبَاعَ الظَّنِّ ۚ وَمَا قَتَلُوْهُ يَقِيْنًۢا ۝ بَلْ رَّفَعَهُ اللّٰهُ اِلَيْهِ ۭ وَكَانَ اللّٰهُ عَزِيْزًا حَكِيْمًا ۝ جن لوگوں نے عیسیٰؑ کے بارے میں اختلاف کیا۔ یقیناً وہ شک میں گرفتار ہیں ان کو عیسیٰؑ کے بارے میں قطعی کوئی علم نہیں ہے وہ اٹکل پچو باتیں کرتے ہیں۔ انہوں نے عیسیٰؑ کو یقیناً قتل نہیں کیا بلکہ خدا نے ان کو اپنی طرف اُٹھا لیا اور خدا ہر شے پر غالب اور حکمت والا ہے۔

سورۃ نساء پ ۶ ع ۱۵ و ۱۵۸

بسند معتبر حضرت امام محمد باقرؑ سے منقول ہے کہ حضرت عیسیٰؑ نے اپنے اصحاب سے ایک شب کے بارے میں وعدہ کیا کہ خدا ان کو (اُس رات) آسمان پر اُٹھا لیگا تو وہ شام ہی سے آپ کے پاس جمع ہو گئے وہ لوگ بارہ اشخاص تھے حضرت نے ان کو ایک مکان میں داخل کیا جس کے ایک گوشہ میں ایک چشمہ تھا حضرت نے اس میں غسل کیا اور اُن کے پاس آئے پانی آپ کے سر سے ٹپک رہا تھا۔ آپ نے فرمایا کہ خدا نے مجھے وحی فرمائی ہے کہ اسی وقت مجھے آسمان پر اُٹھا لے گا اور یہودیوں کے شر سے بچا لے گا۔ تم میں سے کون یہ منظور کرتا ہے کہ میری صورت و شباہت کا ہو جائے تاکہ اس کو لوگ مجھے سمجھ کر قتل کر دیں اور دار پر کھینچیں اور وہ روزِ قیامت میرے ساتھ بہشت میں میرے درجہ میں ہو گا۔ یہ سُن کر اُن میں سے ایک جوان بولا اے۔ روح اللہ مجھے قبول و منظور ہے عیسیٰؑ نے فرمایا ہاں تو کر سکتا ہے اور فرمایا کہ تم میں سے ایک شخص میرے بارے میں صبح ہونے تک بارہ مرتبہ کافر ہو گا اُن میں ایک بولا میں وہ نہیں ہوں عیسیٰؑ نے فرمایا اگر تو اس امر کو اپنے نفس میں پاتا ہے تو تو ہی وہ شخص ہو گا۔ پھر فرمایا تم میرے بعد تین گروہ ہو جاؤ گے دو فرقے خدا پر جھوٹ باندھیں گے اور جہنم میں جائیں گے اور ایک فرقہ جو میرے وصی شمعونؑ کا مطیع ہو گا وہ خدا پر افترا نہ کرے گا اور داخل بہشت ہو گا غرضکہ جناب عیسیٰؑ گھر کے ایک گوشہ سے آسمان پر لے جائے گئے اور وہ لوگ دیکھ رہے تھے اسی وقت یہودی حضرت عیسیٰؑ کی تلاش میں آئے اور جس شخص کو حضرت نے فرمایا

تھا کہ کافر ہو جائے گا اس کو اور اس کو جس نے آپ کی شباہت منظور کی تھی گرفتار کر لیا اس کو تو پھانسی دے دی اور دوسرا بارہ مرتبہ حضرت کی رسالت سے منکر ہوا جیسا کہ حضرت عیسیٰؑ نے فرمایا تھا۔

ابن بابویہ نے بسند معتبر جناب رسولؐ خدا سے روایت کی ہے کہ جبریلؑ ایک نامہ حضرت صلعم کے لیئے لائے جس میں بادشاہان دنیا کے بارے میں خبر تھی اُس میں درج تھا کہ جب اشنج ابن اشجان بادشاہ ہوا اور اس نے (۲۶۶) دوسو چھیاسٹھ سال بادشاہی کی اس کی حکومت کو اکیاون (۵۱) سال گذرے تھے کہ حضرت عیسیٰؑ پیغمبر مبعوث ہوئے خدا نے نور و علم و حکمت اور گذشتہ تمام پیغمبروں کے علوم اُن کو عطا فرمائے تھے وہ اُن علوم کے ساتھ (تبلیغ کیلئے) نکلے۔ خدا نے ان کو انجیل عطا کی اور بیت المقدس کی جانب بھیجا اور بنی اسرائیل پر مبعوث فرمایا کہ ان کو خدا کی کتاب اور حکمت اور خدا و رسول پر ایمان کی طرف دعوت دیں تو وہ باغی اور کافر ہو گئے۔ جب وہ لوگ ایمان نہیں لائے تو حضرت نے خدا سے دعا کی اور اُن سب پر لعنت کی تو ان میں سے بعض بصورت شیاطین مسخ ہو گئے اس لیئے (لعنت و نفرین کی اور ان کو مسخ کرادیا) تاکہ ان لوگوں کو اپنی رسالت کی ایک نشانی دکھائیں جس سے اُن کو عبرت ہو غرضکہ تینتیس ۳۳ سال بیت المقدس میں دعوت دیتے رہے اور ثواب ہائے الٰہی کی ترغیب فرماتے رہے اور ان کی سرکشی بڑھتی رہی (آخر خدا نے اُن کو آسمان پر اُٹھالیا) پھر لوگوں نے ان کی تلاش شروع کی تو بعضوں نے دعویٰ کیا کہ ہم نے اُن پر عذاب کیا اور زندہ زمین میں دفن کر دیا اور بعضوں نے کہا کہ ہم نے ان کو قتل کر کے دار پر کھینچ دیا لیکن سب نے جھوٹ کہا خدا نے اُن پر اُن لوگوں کو اختیار ہی نہیں دیا۔ اور یہ امر اُن پر مشتبہ ہو گیا۔ حضرت کو قتل کرنے یا زندہ دفن کرنے یا معذب کرنے کی اُن میں قوت نہ تھی لیکن جیسا کہ خدا نے قرآن میں فرمایا ہے کہ اُن کی رُوح قبض کرنے کے بعد خدا نے اُن کو آسمان پر اُٹھالیا اور جب آسمان پر اُٹھانا چاہا اُن پر وحی کی کہ نور و حکمت و علم کتاب خدا کو شمعون بن حمون کو سپرد کر دو جن کو صفا کہتے ہیں حضرت عیسیٰؑ نے مومنین پر اُن کو اپنا خلیفہ بنایا۔ پھر شمعون ہمیشہ خدا کے امر کی تبلیغ کرتے رہے اور حضرت عیسیٰؑ کے ارشادات کی اپنی قوم کو ہدایت کرتے رہے اور کافروں سے جہاد کرتے رہے تو جس شخص نے ان کی اطاعت کی اور اُن پر ایمان لایا اُن باتوں پر جو خدا کی جانب سے اُن کو حاصل تھیں مومن ہوا اور

جس نے انکار کیا اور ان کی نافرمانی کی وہ کافر ہوا یہاں تک کہ خدا نے شمعون کو اپنی رحمت کی جانب بلا لیا ان کے بعد اپنے بندوں کی ہدایت کے لئے صالحین میں سے ایک پیغمبر بھیجا اور وہ یحییٰؑ پسر زکریاؑ تھے اور جب شمعون دنیا سے رخصت ہوئے اردشیر فرزند اشکا ٹش بادشاہ ہوا اُس نے چودہ سال دس مہینے بادشاہی کی جبکہ اس کی حکومت کو آٹھ سال گذرے یہودیوں نے یحییٰؑ بن زکریاؑ کو شہید کر دیا۔ جب حضرت یحییٰؑ کی شہادت کا وقت آیا خدا نے ان کو وحی کی کہ وصیت و امامت کو شمعون کی اولاد میں قرار دیں اور حواریوں اور اصحاب عیسیٰؑ کو حکم دیں کہ اُن کے ساتھ رہیں اور اُن کی اطاعت کریں انہوں نے ایسا ہی کیا۔

بسند ہائے معتبر حضرت امام حسنؑ سے منقول ہے کہ عیسیٰؑ اکیسویں ماہ رمضان کی شب میں آسمان پر گئے۔

بسند ہائے معتبر حضرت امام محمد باقرؑ سے منقول ہے کہ جس شب حضرت عیسیٰؑ آسمان پر لے جائے گئے زمین سے جو پتھر اُٹھایا جاتا تھا اُس کے نیچے سے صبح تک خون تازہ جوش مارتا تھا اور اسی طرح شہادت جناب امیرؑ و حضرت امام حسین علیہما السّلام کے روز ہوا۔

دوسری حدیث معتبر میں حضرت رسول سے منقول ہے کہ جب جناب عیسیٰؑ نے نگاہ اُٹھائی تو دیکھا کہ اُن کے بازوں پر لکھا ہے۔ اَللّٰھُمَّ اِنِّیْ اَدْعُوْکَ بِاسْمِکَ الْوَاحِدِ الْاَعَزِّ وَاَدْعُوْکَ اَللّٰھُمَّ بِاسْمِکَ الصَّمَدِ وَاَدْعُوْکَ اَللّٰھُمَّ بِاسْمِکَ الْعَظِیْمِ الْوِتْرِ وَاَدْعُوْکَ اَللّٰھُمَّ بِاسْمِکَ الْکَبِیْرِ الْمُتَعَالِ الَّذِیْ تُثَبِّتُ اَرْکَانَکَ کُلَّھَا اَنْ تَکْشِفَ عَنِّیْ مَآ اَصْبَحْتُ وَاَمْسَیْتُ فِیْہِ۔ جب حضرت عیسیٰؑ نے یہ دعا پڑھی خدا نے حضرت جبرئیلؑ کو وحی کی کہ ان کو میرے محل کرامت کی جانب بلند کرو اور آسمان پر اُٹھا لو۔ تو حضرت رسولؐ نے فرمایا کہ اے فرزندان عبدالمطلب اپنے پروردگار سے انہی کلمات کے ذریعہ دعا مانگو میں اُسی خدا کی قسم کھاتا ہوں جس کے قبضۂ قدرت میں میری جان ہے کہ جو بندہ ان کلمات کے ذریعہ خلوص سے دعا کرتا ہے اس کی دعا سے عرش کانپنے لگتا ہے اور حق تعالیٰ فرشتوں کو وحی کرتا ہے کہ گواہ رہو کہ میں نے اس کی دعا ان کلمات کی برکت سے قبول کی اور اُس کی حاجتیں دنیا و آخرت میں پوری کر دیں۔

دعا برائے طلب حاجت۔

بسند معتبر حضرت صادقؑ سے منقول ہے کہ جب حضرت عیسیٰؑ آسمان پر گئے

اُونی کرتا پہنے ہوئے تھے جس کے اُون کو مریمؑ علیہا السلام نے کاتا اور بُنا تھا اور سیا تھا۔ جب حضرت آسمان پر پہنچے خدا کی جانب سے آواز آئی کہ اے عیسیٰؑ دنیا کی زینت کو چھوڑ دو۔

حدیث موثق میں امام رضا علیہ السلام سے منقول ہے کہ کسی پیغمبر اور حجت خدا کا قتل ہونا یا مرنا سوائے حضرت عیسیٰؑ کے لوگوں پر مشتبہ نہیں ہوا کیونکہ وہ زندہ زمین سے اُٹھا لئے گئے اور اُن کی رُوح زمین و آسمان کے درمیان قبض کی گئی جب وہ آسمان پر پہنچے اُن کی روح پھر اُن کے بدن میں واپس کر دی گئی۔ جیسا کہ حق تعالیٰ فرماتا ہے۔ اِنِّیْ مُتَوَفِّیْكَ وَ رَافِعُكَ اِلَیَّ۔ (میں نے تم کو وفات دی پھر اپنی طرف بلند کر لیا) اور حضرت عیسیٰؑ سے بیان فرماتا ہے۔ فَلَمَّا تَوَفَّیْتَنِیْ كُنْتَ اَنْتَ الرَّقِیْبَ عَلَیْهِمْ۔ یہ دونوں آیتیں حضرت عیسیٰؑ کی وفات پر دلالت کرتی ہیں۔

بسند معتبر حضرت صادق علیہ السلام سے منقول ہے کہ جس وقت حضرت صاحب الامر علیہ السلام ظہور فرمائیں گے۔ نو ہزار ۹۰۰۰ فرشتے نازل ہوں گے اور تین سو تیرہ ۳۱۳ وہ فرشتے جو حضرت عیسیٰؑ کے ساتھ تھے جبکہ وہ آسمان پر اُٹھائے گئے۔ بہت سی معتبر سندوں سے حضرت امام محمد باقرؑ و امام جعفر صادق علیہم السلام سے منقول ہے کہ حضرت صاحب الامر میں چار پیغمبروں کی سنت ہے ایک حضرت عیسیٰؑ کی جن کے بارے میں کہا جاتا ہے کہ وہ مر گئے یا قتل کر دیئے گئے حالانکہ وہ نہ مرے ہیں نہ قتل کئے گئے۔

حدیث معتبر میں امام رضا علیہ السلام سے منقول ہے کہ جب یہودیوں نے چاہا کہ عیسیٰؑ کو قتل کریں انہوں نے خدا کو ہم اہلبیتؑ کے حق کی قسم دی تو خدا نے اُن کو قتل سے نجات بخشی اور آسمان پر اُٹھا لیا۔

بسند معتبر حضرت صادقؑ سے منقول ہے کہ حضرت رسولؐ نے فرمایا کہ حضرت عیسیٰؑ کے بعد ان کی امت بہتر ۷۲ فرقوں میں تقسیم ہو گئی اُن میں سے ایک فرقہ ناجی اور اکہتر ۷۱ جہنمی ہوئے۔

دوسری حدیث معتبر میں وارد ہے کہ جناب امیرؑ نے یہودیوں اور عیسائیوں کے سب سے بڑے عالموں کو طلب فرمایا اور کہا کہ میں تم سے ایک بات دریافت کرتا ہوں جس کو تم سے بہتر میں خود جانتا ہوں لہذا حق کو پوشیدہ مت کرنا اور

پ۳ سورۂ آل عمران آیت ۵۵
پ۷ سورۂ مائدہ آیت ۱۱۷
غیبتِ حضرت صاحب الامرؑ

صحیح جواب دینا پھر عالم نصاریٰ کو نزدیک بلایا اور فرمایا تجھ کو اُسی خدا کی قسم دیتا ہوں جس نے انجیل جناب عیسیٰؑ پر نازل فرمائی۔ اُن کے پیروں میں برکت عطا کی تھی اور اُن کے ہاتھوں سے کورو پیس (اندھے اور مبروص) کو شفا دیتا تھا اور مردہ کو ان کی خاطر سے زندہ کرتا تھا اور وہ مٹی سے پرندہ بناتے تھے اور اس میں روح پھونک دیتے تھے (اور وہ زندہ ہو کر اُڑ جاتا تھا) اور لوگوں کو بتا دیتے تھے جو کچھ وہ کھاتے اور مال و دولت جمع رکھتے تھے بتا کہ جناب عیسیٰؑ کے بعد بنی اسرائیل کے کتنے فرقے ہوئے اس نے کہا سوائے ایک اور کوئی فرقہ نہیں ہوا۔ فرمایا کہ تو نے غلط بیان کیا اُسی خدا کی قسم جس کے سوا کوئی خدا نہیں کہ بہتر فرقے ہوئے جن میں سے ایک کے سوا سب جہنمی ہوئے جیسا کہ خداوند عالم ارشاد فرماتا ہے۔ مِنْهُمْ أُمَّةٌ مُّقْتَصِدَةٌ ۖ وَكَثِيرٌ مِّنْهُمْ سَاءَ مَا يَعْمَلُونَ ؏ آیت ۶۶ سورہ المائدہ پ ۶۔

ابن بابویہ سے روایت ہے کہ حضرت مسیحؑ نے کتنی مرتبہ اپنی قوم سے غیبت اختیار فرمائی کہ شہروں میں سیاحت کرتے اور گھومتے پھرتے رہتے تھے اور آپ کے شیعہ اور قوم کے لوگ نہیں جانتے تھے کہ کہاں ہیں۔ پھر ظاہر ہوئے اور شمعونؑ بن حمون کو اپنا وصی قرار دیا جب شمعونؑ نے رحلت فرمائی تو اُن کے بعد حجتہائے خدا غیبت میں رہے اور سرکش و جابر لوگ ان کو تلاش کیا کرتے تھے اور مومنوں پر بلائیں اور سختیاں زیادہ ہوئیں اور خدا کا دین کہنہ و بوسیدہ ہوا۔ حقوق ضائع ہونے لگے واجبات وسنتیں لوگوں نے ترک کر دیں اور لوگ مذہب کے بارے میں پراگندہ ہو گئے اور ہر ایک نے اپنی اپنی راہ الگ اختیار کی اور اکثر لوگوں پر امر دین مشتبہ ہو گیا اور اس غیبت کی مدت دوسو پچاس سال گذری۔

بسند صحیح حضرت صادقؑ سے منقول ہے کہ لوگ عیسیٰؑ کے بعد دوسو پچاس ۲۵۰ سال تک اس حال میں رہے کہ بظاہر کوئی حجت خدا اور امام اُن کا نہ تھا اور اُن کا حجت و ہادی غیبت میں تھا۔ اور دوسری صحیح حدیث میں انہی حضرت سے منقول کہ جناب عیسیٰؑ اور حضرت محمد رسول اللہؐ کے درمیان پانچ سو سال کا فاصلہ تھا اور ان میں سے ڈھائی سو برس تک کوئی پیغمبر یا امام ظاہر نہ تھا راوی نے پوچھا پھر اُس زمانہ کے لوگ کس طرح عمل کرتے رہے فرمایا کہ دین عیسیٰؑ کے ساتھ متمسک تھے اور انہی کی شریعت پر عمل کرتے رہے جو لوگ مومن تھے۔ اور فرمایا کبھی

؏ ترجمہ۔ اِن میں سے کچھ لوگ اعتدال پر ہیں۔ لیکن بہت سے لوگ جو کرتے ہیں بُرا کرتے ہیں۔

زمین کسی پیغمبر یا امام سے خالی نہیں رہتی لیکن کبھی وہ ظاہر ہوتے ہیں کبھی (بحکم خدا) پوشیدہ رہتے ہیں[1] اور حق تعالیٰ فرماتا ہے۔ وَاِنَّهٗ لَعِلْمٌ لِّلسَّاعَةِ فَلَا تَمْتَرُنَّ بِهَا۔ اکثر مفسروں نے بیان کیا ہے کہ بیشک جناب عیسیٰؑ کا نازل ہونا علامات قیامت سے ہے لہذا قیامت میں شک مت کرو۔ اور دوسری جگہ فرماتا ہے۔ وَاِنْ مِّنْ اَهْلِ الْكِتٰبِ اِلَّا لَيُؤْمِنَنَّ بِهٖ قَبْلَ مَوْتِهٖ۔ اکثر مفسروں نے کہا ہے کہ اس سے یہ مراد ہے کہ اہل کتاب میں سے یعنی یہود و نصاریٰ میں سے کوئی نہ ہوگا مگر یہ کہ حضرت عیسیٰؑ پر مرنے سے پہلے ایمان لائے گا جبکہ وہ حضرت امام آخرالزمان کے عہد میں آسمان سے زمین پر آئیں گے اور بعضوں نے کہا ہے کہ یہ مخصوص ہے یہود و نصاریٰ کے اُس گروہ سے جو اُس زمانہ میں ہوں گے اور ممکن ہے کہ سب ہی مراد ہوں کیونکہ لفظ آیت عام ہے اور زمانہ رجعت میں سب ہی زندہ کئے جائیں۔ اور دیکھیں گے کہ جناب عیسیٰؑ دین جناب محمد مصطفےٰؐ کا اقرار اور حضرت صاحب الامرؑ کی متابعت کرتے ہیں حالانکہ اس وقت کا ایمان لانا اُن کو فائدہ نہ دے گا۔ جیسا کہ بسند معتبر منقول ہے کہ حجاج نے شہر بن جوشب کو بلایا اور اسی آیت کی تفسیر دریافت کی اور کہا کہ میں نے اکثر یہودی و نصرانی کو قتل کیا ہے اور دیکھا ہے کہ وہ اپنے لبوں کو حرکت بھی نہیں دیتا اور مر جاتا ہے۔ پھر کیونکر ایمان لاتا ہے۔ میں تو اس آیت کی تفسیر میں عاجز رہا ہوں۔ شہر نے کہا کہ اے امیر اس آیت کے معنی وہ نہیں ہیں جو آپ نے سمجھا ہے بلکہ یہ ہے کہ حضرت عیسیٰؑ قیامت سے پہلے آسمان سے زمین پر آئیں گے اور ہر دین والا خواہ وہ یہودی ہوگا یا کوئی اور آپ پر ایمان لائے گا۔ اور حضرت مہدی علیہ السلام کے پیچھے نماز پڑھے گا۔ حجاج نے پوچھا تو نے یہ تفسیر کس سے سُنی اُس نے کہا امام محمد باقرؑ سے اُس نے کہا تو نے یہ علم چشمۂ صافی سے حاصل کیا ہے۔

بسند معتبر حضرت امام حسنؑ مجتبےٰ سے منقول ہے کہ اس کے بعد ہم اہلبیت میں سے کوئی ایسا نہ ہوگا جو اپنے زمانہ کے ظالم کی بیعت[2] میں مبتلا نہ ہو سوائے

---

[1] مولف فرماتے ہیں کہ خاصہ و عامہ کے طریقہ سے متواتر خبریں ہیں کہ حضرت عیسیٰؑ مہدیؑ آل محمدؐ کے زمانہ میں آسمان سے نیچے زمین پر آئیں گے اور حضرت امام کے پیچھے نماز پڑھیں گے اور آپ کے ناصروں میں سے ہوں گے جیسا کہ انشاءاللہ اس کے بعد ذکر کیا جائے گا۔ ۱۲

[2] یہاں بیعت سے مراد ظلم و سختی ہے کیونکہ شہادت امام حسینؑ کے بعد پھر کسی بادشاہ و فرمانروا کو (بقیہ صفحہ ۸۲۲ پر

قائم آل محمد کے جو بارھویں امام ہیں اور جناب عیسیٰؑ بن مریمؑ روح اللہ کے جو اُن کے پیچھے نماز پڑھیں گے کہ یہ دونوں حضرات کسی ظالم کی بیعت نہ کریں گے۔

حدیث معتبر میں امام محمد باقرؑ سے منقول ہے کہ ایک زمانہ ایسا آئے گا کہ لوگ نہ جانیں گے کہ خدا کیا ہے اور توحید الٰہی کس کو کہتے ہیں اُس وقت دجّال خروج کریگا اور جناب عیسیٰؑ آسمان سے نیچے آئیں گے اور دجّال کو قتل کریں گے۔ حضرت قائم کے پیچھے نماز پڑھیں گے اگر ہم (اہلبیتؑ رسول) پیغمبروں سے بہتر نہ ہوتے تو عیسیٰؑ علی نبینا و علیہ السّلام ہمارے پیچھے نماز نہ پڑھتے۔

دوسری حدیث معتبر میں حضرت رسول سے منقول ہے کہ آپ نے فرمایا مہدیؑ میرے فرزندوں میں سے ہے جب وہ ظاہر ہوگا۔ عیسیٰؑ اس کی نصرت و مدد کے لئے آسمان سے اُتریں گے اور اُس کے پیچھے نماز پڑھیں گے۔

انتیسواں ۲۹ باب

حضرت ارمیا و دانیال و عُزیر علیہم السّلام کے حالات اور بخت نصّر کے عجیب و غریب واقعات

حق تعالیٰ ارشاد فرماتا ہے کہ۔ اَوْ کَالَّذِیْ مَرَّ عَلٰی قَرْیَۃٍ وَّھِیَ خَاوِیَۃٌ عَلٰی عُرُوْشِھَا ج کیا تونے دیکھا ہے کسی کو اُس شخص کے مانند جو اُس گاؤں کی طرف گذرا جو خالی تھا اور اُس کی دیواریں اس کے چھتوں پر گری پڑی تھیں اور وہ گاؤں خراب و برباد ہوچکا تھا۔ بعض کہتے ہیں وہ جو گاؤں کی طرف گذرے تھے حضرت عُزیر تھے جیسا کہ حضرت صادقؑ سے منقول ہے اور بعضوں کا قول ہے کہ وہ ارمیاؑ پیغمبر تھے چنانچہ حضرت امام محمد باقرؑ سے منقول ہے کہ وہ قریہ بعض کہتے ہیں کہ بیت المقدس تھا جسے بخت نصّر نے خراب و برباد کیا

سورہ بقرہ پ ۳ آیت ۲۵۹

(بقیہ حاشیہ صا۸۲۱) جرأت ہی نہیں ہوئی کہ وہ کسی امام سے بیعت کی خواہش کرتا۔ ۱۲ مترجم

تھا اور بعض کا قول ہے کہ وہی گاؤں تھا جو مذکور ہوا جس میں سے کئی ہزار اشخاص موت کے خوف سے بھاگے تھے اور سب کے سب مر گئے تھے۔ قَالَ اَنّٰی یُحْیِیْ هٰذِهِ اللّٰهُ بَعْدَ مَوْتِهَا۔ وہ پیغمبر بولے کب یا کیونکر خدا اس شہر والوں کو زندہ کرے گا اور یہ بطور انکار نہیں بلکہ عظمت قدرت الٰہی کے اظہار کے لئے کہا۔ یا حضرت ابراہیمؑ کی طرح اُن کے زندہ ہونے کی کیفیت جاننا چاہا اور چونکہ آیت کے ظاہری معنی ضعف اعتقاد کا گمان دلاتے ہیں اس لئے بعض مفسروں نے کہا ہے کہ وہ کہنے والے عزیرؑ و ارمیاؑ نہ تھے بلکہ ایک کافر تھا۔ لیکن یہ بہت سی حدیثوں کے خلاف ہے۔ فَاَمَاتَهُ اللّٰهُ مِائَةَ عَامٍ ثُمَّ بَعَثَهٗ ؕ تو خدا نے ان کو سو سال تک کے لئے مردہ کر دیا پھر ان کو زندہ کیا۔ قَالَ كَمْ لَبِثْتَ ؕ قَالَ لَبِثْتُ یَوْمًا اَوْ بَعْضَ یَوْمٍ ؕ جب وہ زندہ ہوئے تو سمجھے کہ خواب میں تھے اور اب بیدار ہوئے ہیں تو لوگوں نے اُن سے پوچھا کتنی دیر اس حالت میں تھے وہ بولے ایک روز۔ اور دیکھا کہ آفتاب ابھی غروب نہیں ہوا ہے اور شام ہو رہی ہے تو کہنے لگے بلکہ ہیں ایک روز سے بھی کم سویا۔ اور یہ سوال کرنے والا بعض کہتے ہیں کہ خدا تھا اور اُن کو آسمانی ندا پہنچی تھی اور بعض کا قول ہے کہ وہ ایک فرشتہ یا کوئی پیغمبر یا ایک بوڑھا آدمی تھا جس نے اُن کو زندہ ہونے کے بعد پہچانا تھا۔ قَالَ بَلْ لَّبِثْتَ مِائَةَ عَامٍ۔ اُس نے کہا بلکہ تم سو سال سے اُس جگہ مردہ پڑے تھے اور اب زندہ ہوئے ہو۔ فَانْظُرْ اِلٰی طَعَامِكَ وَ شَرَابِكَ لَمْ یَتَسَنَّهْ ج تم اپنے آب و طعام کو دیکھو کہ اُن میں مطلق تغیر نہیں ہوا ہے منقول ہے کہ جب وہ اس مقام پر پہنچے تو اُن کے پاس انگور و انجیر اور عرق انگور تھا اور ان میں باوجود لطافت و نازک اشیاء ہونے کے کوئی تغیر نہیں ہوا اور خدا کی قدرت سے سو سال سے اُسی طرح تر و تازہ تھے وَانْظُرْ اِلٰی حِمَارِكَ اور اپنے خچر کو دیکھو کہ اُس کی ہڈیاں سڑ گل گئیں اور ایک دوسرے سے جدا ہو گئی ہیں وَ لِنَجْعَلَكَ اٰیَةً لِّلنَّاسِ اور ہم نے تم کو اتنی مدت تک مردہ رکھنے کے بعد پھر اس لئے زندہ کیا تاکہ تم اسی طرح لوگوں کے قیامت میں زندہ ہونے کا ثبوت اور دلیل ہو۔ وَانْظُرْ اِلَى الْعِظَامِ كَیْفَ نُنْشِزُهَا ثُمَّ نَكْسُوْهَا لَحْمًا ؕ اور ان بوسیدہ ہڈیوں کو دیکھو ہم کس طرح ان کو بلند کرکے ایک دوسرے سے ملاتے ہیں اور پھر اُن پر گوشت کا لباس چڑھاتے ہیں اکثر مفسروں نے کہا

ہے کہ خدا نے اُن کے خچر کو ان کی آنکھوں کے سامنے زندہ کیا کہ وہ دیکھیں کہ خدا مردہ کو کیونکر زندہ کرتا ہے۔ بعض کہتے ہیں کہ پہلے خدا نے اُن کی آنکھوں کو زندہ کیا انہوں نے اپنی پراگندہ اور بوسیدہ ہڈیوں کو دیکھا کہ وہ جمع ہو کر ایک دوسرے سے متصل ہوئیں اور اُن پر گوشت پوست روئیدہ ہوئے۔ فَلَمَّا تَبَيَّنَ لَهُ قَالَ أَعْلَمُ أَنَّ اللَّهَ عَلَىٰ كُلِّ شَيْءٍ قَدِيرٌ ﴿٢٥٩﴾ جب یہ کیفیت اُن پر ظاہر ہوئی بولے میں جانتا ہوں خدا ہر شے پر قادر ہے یعنی میں پہلے سے جانتا تھا یا اب میرا علم زیادہ ہو گیا۔

بخت نصر کے حالات

بسند ہائے صحیح و حسن حضرت صادقؑ سے روایت ہے کہ جب بنی اسرائیل نے بہت نافرمانیاں کیں اور خدا کے احکام کو بالکل پس پشت ڈال دیا اور خدا نے اُن پر کسی کو مسلط کرنا چاہا کہ ان کو ذلیل کرے اور قتل کرے حضرت ارمیا کو وحی کی کہ بنی اسرائیل سے پوچھا کہ وہ کونسا شہر ہے جس کو میں نے تمام شہروں میں سے انتخاب کیا اور بہتر بنایا ہے جس میں اچھے اچھے درخت لگائے ہیں اور اس کو ہر خراب درخت سے محفوظ رکھا ہے پھر اُس شہر کے حالات خراب ہوئے اور اچھے درختوں کے عوض خرنوب کا درخت جو تمام درختوں میں بدتر ہے اُگ آئے ہیں۔ جناب ارمیاؑ نے علمائے بنی اسرائیل سے دریافت کیا انہوں نے کہا ہم کو نہیں معلوم خدا سے ہمارے لئے معلوم کیجئے۔ جناب ارمیاؑ نے سات روزے رکھے پھر دعا کی تو خدا نے وحی فرمائی کہ وہ شہر بیت المقدس ہے اور وہ درخت بنی اسرائیل ہیں جن کو میں نے اس شہر میں آباد کیا ہے لیکن چونکہ انہوں نے میری نافرمانی کی اور میرے دین کو اُلٹ پلٹ دیا اور ناشکری کی لہٰذا میں اپنی ذات مقدس کی قسم کھاتا ہوں کہ ان کو ایسی سخت بلاؤں کے ذریعہ معرض امتحان میں لاؤں گا کہ صاحبان عقل و دانا حیران رہ جائیں گے اور اپنے بندوں میں سے ایک شخص کو اُن پر مسلط کروں گا جو بدترین نطفہ سے پیدا ہوا ہو گا جس کی غذا بھی بدترین اشیاء ہو گی وہ اُن کے مردوں کو قتل کرے گا ان کی عورتوں کو اسیر کرے گا اور بیت المقدس کو خراب کرے گا جو اُن کا خانۂ شرف و عزت ہے جس کے ذریعہ فخر کیا کرتے ہیں اور اُس پتھر کو جس پر تمام دنیا میں ناز کرتے ہیں مزبلوں پر ڈال دے گا۔ سو سال تک یہی صورت رہے گی۔ جناب ارمیاؑ نے بنی اسرائیل کو اس امر سے آگاہ کر دیا۔ انہوں نے دوبارہ درخواست کی کہ یا حضرت خدا سے پوچھئے کہ فقراء و مساکین اور غربا کا کیا گناہ ہے کہ وہ بھی اس بلا میں گرفتار ہوں گے حضرت ارمیاؑ سات روز تک ایک لقمہ کھانے پر اکتفا کرتے رہے لیکن اُن کو وحی نہ ہوئی تو حضرت نے سات روزے رکھے اور سات روز کے بعد ایک لقمہ طعام تناول فرمایا پھر بھی

اُن کو وحی نہ پہنچی تو پھر سات روز اور روزے رکھے تو خدا نے اُن پر وحی فرمائی کہ اے ارمیاؑ اس سوال سے باز آؤ ورنہ تمہارا منہ پشت کی جانب پھیر دوں گا کیا تم چاہتے ہو کہ اُس امر میں شفاعت کرو جو مقدر کر چکا ہوں اُن سے کہہ دو کہ تمہارا یہی گناہ ہے کہ تم (لوگوں کو) گناہ (کرتے ہوئے) دیکھتے تھے مگر انکار نہ کرتے تھے (اور نہ اُن لوگوں کو نصیحت کرتے تھے نہ اُن سے علیحدہ ہوتے تھے) پھر حضرت ارمیاؑ نے دعا کی کہ پالنے والے یہ تو بتا دے کہ تو اُن پر کسے مسلط فرمائے گا تاکہ میں اُس کے پاس جاکر اپنے اور اپنے اہلبیت کے لئے امان طلب کر لوں۔ حق تعالیٰ نے فرمایا کہ فلاں موضع میں جاؤ وہاں ایک لڑکے کو دیکھو گے جس کو امراض مزمن میں سب سے زیادہ مبتلا پاؤ گے۔ اس کی پیدائش سب سے زیادہ خبیث و بدتر ہے یعنی ولدالزنا ہے اُس کا عذاب تمام لوگوں سے بدتر ہے۔ حضرت ارمیاؑ اُس مقام پر پہنچے۔ وہاں کارواں سرا میں ایک لڑکے کو دیکھا جسے لوگوں نے مزبلہ پر ڈال دیا ہے اور وہ زمین پر پڑا ہوا ہے صرف اس کی ایک ماں ہے جو ایک پیالہ میں سوکھی روٹی کے ٹکڑے توڑ رہی ہے اور اُس کے سامنے سور کا دودھ دوہ کر لاتی ہے اور وہ (روٹی کھا لیتا ہے اور دودھ) پی لیتا ہے۔ حضرت ارمیاؑ سمجھ گئے کہ جس کے بارے میں خدا نے فرمایا ہے وہ یہی لڑکا ہو سکتا ہے۔ حضرت اس کے پاس گئے اور اس کا نام پوچھا اُس نے بُخت نصّر بتایا۔ حضرت ارمیاؑ کو یقین ہو گیا۔ آپ نے اُس کا علاج کیا جب وہ تندرست ہو گیا تو آپ نے اُس سے فرمایا تو مجھے پہچانتا ہے اُس نے کہا نہیں۔ ہاں اتنا سمجھتا ہوں کہ آپ ایک صالح اور نیک آدمی ہیں فرمایا میں ارمیاؑ بنی اسرائیل کا رسول ہوں خدا نے مجھے خبر دی ہے کہ تو بنی اسرائیل پر مسلط ہو گا اُن کے مردوں کو قتل کریگا اور ایسا اور ایسا کرے گا۔ بُخت نصّر نے یہ سُنا تو اس کے دل میں غرور پیدا ہو گیا پھر جناب ارمیاؑ نے اُس سے کہا کہ میرے لئے ایک امان نامہ لکھ دے اُس نے امان نامہ لکھ کر ارمیا علیہ السلام کو دیدیا وہ جنگلوں اور پہاڑوں سے لکڑیاں کاٹ کر لانے اور فروخت کر کے اپنی زندگی گذارنے لگا۔ آخر لوگوں کو بنی اسرائیل سے جنگ پر آمادہ کیا جب ایک جماعت اُس کی ساتھی ہو گئی تو بنی اسرائیل کے مسکن و ماوا بیت المقدس پر چڑھائی کی تو بیشمار لوگ چاروں طرف سے آ کر اس کے ہمراہ ہو گئے۔ جب جناب ارمیاؑ کو معلوم ہوا کہ وہ بیت المقدس کی جانب آ رہا ہے اُس کے راستہ پر آ کر کھڑے ہو گئے لیکن لشکر کی کثرت کے سبب اُس کے پاس

تک نہیں پہنچ سکے تو اُس امان نامہ کو ایک لکڑی میں باندھ کر بلند کیا۔ بخت نصّر نے کہا آپ کون ہیں فرمایا میں ارمیاؑ پیغمبر ہوں جس نے تجھ کو بنی اسرائیل پر مسلّط ہونے کی خوشخبری دی تھی۔ اور یہ امان نامہ وہ ہے جو تو نے میرے لئے لکھ کر دیا تھا اُس نے کہا میں نے آپ کو امان دی لیکن آپ کے اہلبیت کی امان موقوف ہے اس پر کہ میں ایک تیر بیت المقدس کی جانب پھینکتا ہوں اگر وہ اتنی دور سے وہاں تک پہنچ جائیگا تو اُن کو امان نہ دونگا اور اگر وہ تیر نہ پہنچا تو ان کو بھی امان ہے۔ غرضکہ اُس نے تیر رہا کیا ہوا نے (بحکم خدا) بیت المقدس تک پہنچا دیا اُس نے کہا اُن کو امان نہیں دوں گا۔ الغرض اُس نے بیت المقدس کو فتح کیا جب وہاں پہنچا تو ایک ٹیلہ شہر کے درمیان میں دیکھا کہ اس میں سے تازہ خون جوش مار رہا تھا اور جس قدر خاک اُس پر ڈالتے ہیں اسی قدر زیادہ اُبلتا ہے اُس نے پوچھا یہ کیسا خون ہے لوگوں نے بیان کیا کہ یہ ایک پیغمبر کا خون ہے جن کو بنی اسرائیل کے بادشاہوں نے قتل کیا تھا اسی روز سے اب تک یہ خون اسی طرح جوش مار رہا ہے۔ ہر چند اس پر خاک ڈالتے ہیں وہ بند نہیں ہوتا وہ خون حضرت یحییٰ بن زکریا علیہم السلام کا تھا۔ اُن کے زمانہ میں ایک جبار بادشاہ تھا جو بنی اسرائیل کی عورتوں سے زنا کرتا تھا کبھی جب حضرت یحییٰؑ کی جانب اُس کا گذر ہوتا تو وہ حضرت اس کو نصیحت فرماتے کہ خدا سے خوف کر اے بادشاہ یہ کام تیرے لئے حلال نہیں ہے۔ ایک مرتبہ جبکہ وہ ملعون شراب کے نشہ میں مست تھا انہی زنا کار عورتوں میں سے ایک عورت نے اُس سے کہا کہ یحییٰؑ کو قتل کر دے اُس ملعون نے حکم دیا کہ حضرت کا سر کاٹ لاؤ۔ چنانچہ حضرت کو شہید کیا اور آپ کا سر طشت میں رکھ کر اس کے سامنے لایا گیا وہ سر اُس لعین کو اُس وقت بھی نصیحت کرتا رہا کہ یہ فعل بد تیرے لئے حلال نہیں خدا سے ڈر اُسی وقت سر مبارک سے خون جوش مارتا ہوا نکلا اور ایک قطرہ زمین پر ٹپکا اور زمین سے اُبلنے لگا اور اُس وقت تک جوش مارتا رہا جبکہ بخت نصّر داخل بیت المقدس ہوا۔ حالانکہ سو سال گذر چکے تھے۔ غرضکہ بخت نصّر بنی اسرائیل کے شہروں میں پہنچا وہاں کی عورتوں مردوں بچوں اور جانوروں کو قتل کرتا رہا اور وہ خون اُسی طرح جوش مارتا رہا یہاں تک کہ سب کو فنا کر دیا پھر پوچھا کہ بنی اسرائیل میں سے کوئی اور باقی ہے لوگوں نے کہا ایک بہت بوڑھی عورت باقی ہے جو فلاں موضع میں رہتی ہے اس کو بلایا اور اس کا سر بھی قطع کیا گیا تو خونِ حضرت یحییٰؑ کا جوش مارنا بند ہوا اور یہ بنی اسرائیل کی آخری عورت تھی جو قتل کی گئی۔ بخت نصّر وہاں سے بابل گیا اور وہاں

بخت نصّر کا حضرت یحییٰؑ کے خون کا انتقام لینا

مقیم ہوا اور ایک کنواں کھدوایا اُس میں حضرت[1] دانیالؑ کو ایک شیرنی کے ساتھ ڈال دیا وہ اس کنویں کی مٹی کھاتی تھی اور حضرت دانیال اس کا دودھ پیتے تھے اسی طرح ایک مدت گذر گئی تو خدا نے ایک پیغمبر پر وحی کی جو اُس وقت بیت المقدس میں تھے کہ کھانا اور پانی دانیال کے لئے لے جاؤ اور میرا سلام اُن سے کہو پوچھا پالنے والے وہ کہاں ہیں ارشاد ہوا کہ بابل کے فلاں موضع کے فلاں کنویں میں یہ سُن کر وہ پیغمبر اُس کنویں پر پہنچے اور پکارا اے دانیالؑ۔ حضرت نے فرمایا لبیک آج تو ایک نئی آواز سن رہا ہوں۔ پیغمبر نے کہا تمہارا پروردگار تم کو سلام کہتا ہے اور یہ آب و طعام تمہارے لئے بھیجا ہے۔ اور وہ چیزیں جناب دانیالؑ کے پاس کنویں میں ڈال دیں۔ حضرت دانیالؑ نے فرمایا اَلْحَمْدُ لِلّٰہِ الَّذِیْ لَا یَنْسٰی مَنْ ذِکْرِہٖ اَلْحَمْدُ لِلّٰہِ الَّذِیْ لَا یُخَیِّبُ مَنْ دَعَاہُ اَلْحَمْدُ لِلّٰہِ الَّذِیْ مَنْ تَوَکَّلَ عَلَیْہِ کَفَاہُ اَلْحَمْدُ لِلّٰہِ الَّذِیْ مَنْ وَثِقَ بِہٖ یَکِلْہٗ اِلٰی غَیْرِہٖ اَلْحَمْدُ لِلّٰہِ الَّذِیْ یَجْزِیْ بِالْاِحْسَانِ اِحْسَانًا اَلْحَمْدُ لِلّٰہِ الَّذِیْ یَجْزِیْ بِالصَّبْرِ نَجَاۃً اَلْحَمْدُ لِلّٰہِ الَّذِیْ یَکْشِفُ ضُرَّنَا عِنْدَ کُرْبَتِنَا وَ اَلْحَمْدُ لِلّٰہِ الَّذِیْ ھُوَ ثِقَتُنَا حِیْنَ تَنْقَطِعُ الْحِیَلُ مِنَّا وَ اَلْحَمْدُ لِلّٰہِ الَّذِیْ ھُوَ رَجَآئُنَا حِیْنَ سَآءَ ظَنُّنَا بِاَعْمَالِنَا یعنی میں حمد کرتا ہوں اُس خدا کی جو کسی کو فراموش نہیں کرتا جو اُس کو پکارتا ہے۔ میں اُس خدا کی حمد کرتا ہوں کہ جو اُس پر بھروسہ کرتا ہے تو وہ اس کو کسی دوسرے پر نہیں چھوڑتا میں اُس خدا کی حمد کرتا ہوں جو نیکی کا بدلہ نیکی سے دیتا ہے۔ میں اُس خدا کی حمد کرتا ہوں جو دنیا و آخرت کے عذاب و عقاب سے صبر کے عوض نجات بخشتا ہے حمد اُس خدا کے لئے زیبا ہے جو ہماری تکلیف و نقصان کو دُور کرتا ہے۔ حمد سزاوار ہے اُس خدا کے لئے جو ہمارا محل اعتماد ہوتا ہے جبکہ تمام راستے (فلاح و نجات کے) منقطع ہو جاتے ہیں حمد کے لائق ہے وہ خدا جو ہماری بداعمالیوں کے سبب ہماری بدگمانی کے وقت ہماری امیدگاہ ہے۔ اُس کے بعد بخت نصرّ نے خواب دیکھا کہ اُس کا سر گویا لوہے کا اور اس کے پیر تانبے اور سینہ سونے کا ہے۔ منجموں کو بلا کر پوچھا بتاؤ میں نے کیا خواب میں دیکھا ہے انہوں نے لاعلمی ظاہر کی اور کہا بیان کیجئے کیا دیکھا ہے تو ہم لوگ اس کی تعبیر بیان کریں۔ بخت نصر نے کہا کہ اب تک اتنے روپے ماہانہ اتنے سال سے تم کو تنخواہیں دے رہا ہوں اور تم اتنا نہیں بتا سکتے

[1] اس حدیث کا باقی حصّہ آگے درج ہوگا جس میں حضرت دانیال کا مفصل تذکرہ ہے۔

کہ میں نے خواب میں کیا دیکھا ہے۔ پھر سب کو قتل کر دیا۔ اس وقت بعض ارکانِ دولت نے کہا کہ آپ جو کچھ معلوم کرنا چاہتے ہیں اسے وہ شخص جانتا ہے جس کو آپ نے کنویں میں ڈال رکھا ہے کیونکہ وہ اُس وقت سے اب تک زندہ ہے شیرنی نے اس کو کوئی ضرر نہیں پہنچایا بلکہ وہ مٹی کھاتی ہے اور اُس کو اپنا دودھ پلاتی ہے۔
بخت نصر نے حضرت دانیالؑ کو طلب کیا اور پوچھا بتایئے میں نے کیا خواب دیکھا ہے۔
حضرتؑ نے اُس کا خواب اُس سے بیان کیا اُس نے کہا سچ ہے اب اس کی تعبیر بیان کیجئے فرمایا۔ تیری بادشاہی کی مدت تمام ہو چکی۔ تین روز کے بعد تو قتل کر دیا جائے گا۔ فارس کا ایک شخص تجھ کو قتل کرے گا۔ بخت نصر نے کہا کہ میں نے سات شہر ایک دوسرے کے گرد بنوائے ہیں اور ہر شہر میں بہت سے نگہبان مقرر کئے ہیں اسی پر اکتفا نہیں کی بلکہ تانبے کی مرغابیاں بنوا کر ہر شہر کے دروازہ پر کرا دی ہیں جو کسی اجنبی کو دیکھ کر چلانے لگتی ہیں تاکہ وہ گرفتار کر لیا جائے۔ حضرت دانیالؑ نے فرمایا ایسا ہی ہوگا جیسا میں نے بیان کیا ہے۔ بخت نصر نے پھر اپنے سپاہیوں کو حکم دیا کہ گشت کرتے رہو اور جس کو (میری طرف آتے ہوئے) دیکھو قتل کر دو خواہ وہ کوئی ہو اور حضرت دانیالؑ کو اپنے پاس روک لیا اور کہا اگر تین روز گذر گئے اور میں قتل نہ کیا گیا تو آپ کو قتل کر دوں گا۔ جب تیسرا دن آیا اور شام ہونے لگی تو اُس کو انتشار و اضطراب لاحق ہوا اور گھبرا کر باہر نکلا اور اپنے ایک غلام کو جو اہل فارس سے تھا اپنی تلوار دے کر حکم دیا کہ جس کو بھی دیکھنا قتل کر دینا خواہ میں ہی کیوں نہ ہوں غلام نے شمشیر اُس کے ہاتھ سے لے لی اور ایک ہی ضرب میں اُس کو واصل جہنم کر دیا۔
ارمیا علیہ السلام بنی اسرائیل کے قتل کے بعد بیت المقدس سے نکلے اور اپنے خچر پر سوار ہوئے انجیر و عرق انگور اپنے کھانے پینے کے لئے ساتھ لیا اور چلے اور اُس مقام پر پہنچے جہاں بہت سے لوگ مرے ہوئے پڑے تھے اور جانورانِ صحرائی و دریائی اور پرندے اُن کے بدنوں کو کھا رہے تھے۔ وہاں حضرت ٹھہرے اور کچھ دیر سکوت کے بعد آپ کی زبان سے نکلا کیونکر ان کو خدا زندہ کرے گا جن کے اعضا کو جانوروں نے کھا لیا ہے تو خدا نے ان کی روح کو قبض کر لیا اور تین سو سال کے بعد زندہ کیا۔ جب خدا نے بنی اسرائیل پر رحم فرمایا اور بخت نصر کو ہلاک کیا۔ پھر بنی اسرائیل کو دنیا میں آباد کیا۔ اور وہ جو سو سال تک مردہ رہنے کے بعد زندہ ہوئے وہ ارمیاؑ پیغمبر تھے۔

حضرت عزیرؑ کے بارے میں یہ ہے کہ جب بخت نصرؔ بادشاہ ہوا اور بنی اسرائیل پر مسلط ہوا وہ حضرت اُس کے شر سے بچ کر نکلے اور ایک چشمہ آب میں جا کر غائب ہو گئے خدا نے حضرت ارمیاؑ کے جسم میں سے جس عضو کو سب سے پہلے زندہ کیا وہ آن کی آنکھیں تھیں۔ آنکھوں کی سفیدی میں پُتلی انڈے کی سفیدی کے مانند متحرک تھی اور دیکھ رہی تھی۔ اس وقت خدا نے اُن پر وحی کی کہ کتنے دنوں اس مقام پر تم ٹھہرے عرض کی ایک روز پھر جب دیکھا کہ آفتاب بلند ہوا ہے تو کہا ایک دن سے بھی کم۔ خدا نے فرمایا نہیں بلکہ سو سال تم کو اس جگہ گذر گئے۔ انجیر و آب انگور کو دیکھو کہ اس مدت میں وہ سب اُسی طرح تر و تازہ ہیں اور اپنے خچر کو دیکھو کہ کس طرح سڑ گل کر ڈھیر ہو رہا ہے اب دیکھو کہ میں ان کو کیونکر زندہ کرتا ہوں۔ حضرت عزیر نے دیکھا کہ بوسیدہ ہڈیاں ایک دوسرے کے قریب ہو کر آپس میں ملتی جا رہی ہیں یہاں تک کہ حضرت ارمیاؑ کا تمام جسم اور اُن کے خچر کے تمام اعضا درست ہو گئے اور دونوں اُٹھ کھڑے ہوئے حضرت ارمیاؑ نے کہا کہ میں جانتا ہوں کہ خدا ہر شے پر قادر ہے اور روایت معتبر میں گذر چکا کہ دو کافر بادشاہ تمام روئے زمین پر قابض ہوئے نمرود اور بخت نصر۔

حدیث معتبر میں حضرت صادقؑ سے منقول ہے کہ جب ارمیاؑ نے بیت المقدس کی خرابی دیکھی اور اُن مُردوں کو دیکھا جو اس شہر میں پڑے ہوئے تھے تو کہا کیا خدا ان سب کو کبھی زندہ کرے گا تو خدا نے ان کو بھی سو سال تک کے لئے مردہ کر دیا۔ پھر سو سال کے بعد ان کو زندہ کیا وہ دیکھ رہے تھے کہ اعضا کس طرح ایک دوسرے سے متصل ہو رہے ہیں اور گوشت اُن پر پیدا ہو رہے ہیں اور جوڑ بند اور رگیں کیونکر آپس میں مل رہی ہیں۔ غرض وہ جب درست ہو گئے اور اُٹھ بیٹھے تو بولے کہ میں یقین رکھتا ہوں کہ خدا ہر شے پر قادر ہے۔

حدیث معتبر میں حضرت صادقؑ سے منقول ہے کہ جو شخص اپنی روزی کے بارے میں غمگین ہوتا ہے اُس کے لئے ایک گناہ لکھا جاتا ہے۔ بہ تحقیق کہ حضرت دانیالؑ ایک جبار و ظالم بادشاہ کے زمانہ میں تھے جس نے آپ کو پکڑ کر ایک کنوئیں میں ڈال دیا تھا اور درندوں کو اُس وقت کے ایک دوسرے پیغمبر پر خدا نے وحی فرمائی کہ دانیالؑ کے لئے کھانا لے جاؤ۔ عرض کی پالنے والے وہ کہاں ہیں ارشاد ہوا جب شہر کے باہر نکلو گے تو ایک آواز تمہارے برابر سے پیدا ہو گی اُسی کے

ساتھ ساتھ چلے جانا وہ تم کو اُس کنوئیں تک پہنچا دے گی جس میں وہ پڑے ہوئے ہیں۔
جب وہ پیغمبر حضرت کے پاس پہنچے اور کھانا پانی کنوئیں میں پہنچایا تو حضرت
دانیالؑ نے وہ دعا پڑھی جو گذر چکی اس کے بعد حضرت صادقؑ نے فرمایا خدا مومنین
کی روزی ایسی جگہ سے پہنچاتا ہے جہاں سے ان کو گمان بھی نہیں ہوتا۔

دوسری معتبر حدیث میں اُنہی حضرت سے منقول ہے کہ جب حضرت سلیمانؑ کی وفات
کا وقت آیا آپ نے آصفؑ بن برخیا کو بحکم خدا اپنا خلیفہ بنایا۔ اُن کے شیعہ برابر
حضرت آصفؑ کی خدمت میں آکر مسائل دین پوچھا کرتے تھے ایک مرتبہ حضرت آصفؑ
ایک طویل مدت تک اُن کے درمیان سے غائب ہو گئے۔ پھر ظاہر ہوئے اور ایک
عرصہ تک ان کے ساتھ رہے۔ پھر ان کو رخصت کیا۔ ان کے شیعوں نے پوچھا پھر
اب ہم سے آپ کہاں اور کب ملیں گے فرمایا صراط کے نزدیک۔ یہ کہہ کر غائب
ہو گئے اور بنی اسرائیل پر سختیاں اور تکلیفیں ہونے لگیں اور بخت نصر اُن پر مسلط ہوا جس کو
پاتا مار ڈالتا تھا اور جو بھاگ نکلتا تھا اُس کے تعاقب میں آدمی دوڑا دیتا۔ اُن کے
لڑکے بالوں کو قید کر لیتا۔ چنانچہ یہود کے بزرگ اشخاص میں سے چار شخصوں کو
اپنے لئے انتخاب کیا جن میں ایک حضرت دانیالؑ تھے اور ہارونؑ کی اولاد میں سے
حضرت عزیرؑ تھے اور یہ لوگ بہت خورد سال اور کمسن تھے اُس نے ان کو قید کر لیا
اور بنی اسرائیل اُس کے ہاتھوں انتہائی تکلیف، ذلت و عذاب میں تھے اُس
وقت اُن کے ہادی و رہبر حضرت دانیالؑ تھے جو نوّے سال تک بخت نصر کی قید
میں رہے۔ آخر جب اس کو حضرت دانیالؑ کی عظمت و فضیلت معلوم ہوئی اور اُس
نے یہ سُنا کہ بنی اسرائیل اُن کے انتظار میں ہیں اور اُن کے ذریعہ سے اپنی تکلیفوں اور
سختیوں کے دور کے زائل ہونے کی امید رکھتے ہیں تو اس نے حضرت دانیال کو نہایت
کشادہ اور گہرے کنوئیں میں قید کر دیا اور ایک شیر اُس میں چھوڑ دیا تاکہ حضرت کو ہلاک
کر دے اور حکم دیا کہ کوئی حضرت کو آب و غذا نہ دے۔ شیر تو حضرت کے قریب بھی
نہیں گیا اور خداوند عالم اپنے ایک پیغمبر کے ذریعہ اُن کو آب و طعام پہنچایا کرتا تھا۔
حضرت دانیالؑ دن کو روزے سے رہا کرتے شام کو اُسی آب و غذا سے افطار کیا کرتے
تھے۔ اس اثناء میں ان کے دوستوں اور شیعوں پر بلائیں سخت ہوتی رہیں اور وُہ سب
آپ کے ظہور کا انتظار کرتے رہے اور اُن میں سے اکثر آپ کی غیبت کی طویل مدّت کے
سبب دین میں شک و شبہ کرنے لگے۔ آخر جب حضرت دانیالؑ اور اُن کی قوم پر بلائیں

بخت نصر کا حضرت دانیالؑ کو اسیر کرنا

اور تکلیفیں حد سے زیادہ بڑھ گئیں بخت نصّر نے خواب میں دیکھا کہ ملائکہ فوج در فوج آسمان سے زمین پر نازل ہوتے ہیں اور کنوئیں پر جا رہے ہیں جس میں حضرت دانیالؑ قید تھے اور حضرت دانیالؑ کو سلام کرتے ہیں اور اُن کو تکلیفوں کے دُور ہونے کی خوشخبری دیتے ہیں۔ صبح کو بیدار ہوا تو اپنے کئے پر نادم و پشیمان ہوا حضرت کو کنوئیں سے باہر نکلوایا اور آپ سے معذرت کی اور اپنی بادشاہی اور سلطنت کے تمام امور حضرت کے سپرد کر دیئے اور آپ کو اپنے ملک کا فرمانروا بنا دیا پھر بنی اسرائیل کے جو لوگ پوشیدہ ہو کر باقی رہ گئے تھے حضرت دانیالؑ کے پاس جمع ہونے لگے ان کو کشائش و راحت کا یقین ہو گیا۔ غرض کہ تھوڑے سے زمانہ تک اسی حال پر بسر ہوئی اور حضرت دانیالؑ رحمتِ الٰہی سے واصل ہوئے اُن کے بعد امرِ نبوت و خلافت حضرت عزیرؑ کو پہنچا اور مومنین آپ کے تابع اور آپ سے مانوس ہوئے اور مسائلِ دین حضرت سے حاصل کرتے رہے۔ پھر خدا نے ان کو بھی پوشیدہ کر دیا اور سو سال تک اُن کی غیبت قائم رہی پھر دوبارہ اُن پر اُن کو مبعوث فرمایا پھر ان کے بعد حجتہائے خدا غیبت میں رہے اور بلائیں بنی اسرائیل پر سخت ہوتی رہیں یہانتک کہ حضرت یحییٰؑ ظاہر ہوئے۔

بسندِ معتبر منقول ہے کہ حضرت امام محمد باقرؑ سے لوگوں نے سوال کیا کہ کیا یہ صحیح ہے کہ حضرت دانیالؑ علم تعبیر خواب جانتے تھے اور آپ نے لوگوں کو اس کی تعلیم بھی دی ہے فرمایا ہاں خدا اُن پر وحی فرماتا تھا۔ وہ پیغمبروں میں سے تھے اور اُن میں سے تھے جن کو خدا نے علم تعبیر عطا فرمایا تھا۔ بہت سچے نیک کردار اور حکیم و دانا تھے خدا کی عبادت ہم اہلبیت کی محبت دل میں لئے ہوئے کرتے تھے۔

بسندِ معتبر حضرت امام رضاؑ سے منقول ہے کہ حضرت دانیالؑ کے زمانہ میں ایک بادشاہ تھا جس نے اُن حضرت سے عرض کیا تھا کہ چاہتا ہوں کہ میرا ایک لڑکا آپ کے ایسا نیک کردار ہوتا۔ حضرت نے پوچھا تیرے دل میں میری کس قدر عظمت و منزلت ہے اُس نے کہا آپ کی میرے دل میں بہت بڑی منزلت ہے اور مجھ کو آپ سے بڑی محبت ہے۔ حضرت دانیالؑ نے فرمایا جب اپنی زوجہ سے مقاربت کرے تو دل میں میری طرف رجوع رکھنا اور تمام تر میرا خیال اور دھیان کرنا جب اُس نے ایسا کیا اُس کے ایک لڑکا پیدا ہوا جو مخلوق میں سب سے زیادہ حضرت دانیالؑ سے مشابہ تھا۔

بسندِ معتبر جناب رسولِ خدا سے منقول ہے کہ بخت نصر نے ایک سو اٹھاسی

سال تک حکومت کی جب اس کی بادشاہی کے سینتالیس[۴۷] سال گذرے حق تعالیٰ نے حضرت عزیرؑ کو اُن شہر والوں کی جانب مبعوث فرمایا جن پر موت طاری کرنے کے سو سال بعد زندہ کیا تھا وہ متفرق شہروں کے رہنے والے تھے اور موت کے خوف سے شہر سے بھاگے تھے اور حضرت عزیرؑ کے قریب وجوار میں آ کر بسے تھے وہ سب صاحبانِ ایمان تھے۔ حضرت عزیرؑ اُن کی دلجوئی کرتے ان کی باتوں کو سنتے اور ان کے ایمان کے سبب ان کو دوست رکھتے تھے اور اُن کے ساتھ ایمانی برادری قائم کرلی تھی۔ ایک روز ان کے درمیان سے کہیں چلے گئے تھے۔ دوسرے روز جب واپس آئے دیکھا کہ سب کے سب مرے ہوئے ہیں۔ بہت رنجیدہ ہوئے اور تعجب سے کہا کہ خدا ان کو کب زندہ کرے گا تو خدا نے ان کی روح بھی اُسی وقت قبض کرلی۔ غرضکہ وہ سب لوگ سو سال تک اسی حال میں پڑے رہے بعد سو سال کے خدا نے حضرت عزیرؑ کو مع ان لوگوں کے زندہ کیا وہ لوگ ایک لاکھ لڑنے والے سپاہی تھے۔ اُس کے بعد بخت نصر اُن پر مسلط ہوا۔ اُس نے سب کو قتل کردیا اُن میں سے ایک بھی نہ بچا۔ جب بخت نصر فوت ہوا اور اُس کا بیٹا مہرویہ بادشاہ ہوا اور اُس نے سترہ سال بیس روز بادشاہی کرنے کے بعد حکم دیا تو ایک بہت بڑا غار کھود کر حضرت دانیالؑ اور ان کے شیعوں کو اُس میں ڈالا اور اُوپر سے آگ روشن کردی لیکن ان کو کوئی گزند نہ پہنچا جب اُس نے دیکھا کہ آگ ان کے نزدیک نہیں جاتی ہے تو اُسی غار میں سب کو قید کردیا اور بہت درندے اُس میں چھوڑ دیئے اور ہر طرح کے عذاب سے ان کو معذب کیا یہاں تک کہ خدا نے ان کو اُس کے ہاتھ سے نجات دی۔ اور اصحاب الاخدود جو خدا نے قرآن میں فرمایا ہے یہی لوگ ہیں جب خدا نے حضرت دانیالؑ کو اپنے جوارِ رحمت میں طلب کرنا چاہا ان کو حکم دیا کہ نور و حکمت خدا اپنے فرزند یکجا کو سپرد کریں اور اس کو اپنا خلیفہ بنائیں۔

حضرت عزیرؑ کا قصہ اور اصحاب اخدود کا تذکرہ

بسند حسن بلکہ صحیح حضرت صادقؑ سے منقول ہے کہ حضرت امیر المومنینؑ نے فرمایا کہ حضرت دانیالؑ یتیم تھے ان کے ماں باپ نہ تھے بنی اسرائیل کی ایک بوڑھی عورت نے ان کی پرورش کی تھی اُس زمانہ کے بادشاہ نے دو قاضی مقرر کر رکھے تھے ان دونوں کا ایک دوست نہایت نیک شخص تھا جس کی زوجہ بہت حسین و جمیل اور نہایت عبادت گزار تھی وہ مرد صالح بادشاہ کے پاس بھی آتا جاتا تھا۔ بادشاہ کو ایک روز ایک کام درپیش ہوا۔ اُن دونوں قاضیوں سے کہا کہ مجھے ایک معتبر شخص کی

ایک مرد صالح کی پارسا زوجہ پر تہمت اور حضرت دانیالؑ کا بچپن میں فیصلہ۔

ضرورت ہے جسے فلاں کام سپرد کرنا چاہتا ہوں اُن قاضیوں نے اُسی مرد صالح کے بارے میں رائے دی۔ بادشاہ نے اُس کو اُس کام کے لئے کہیں باہر بھیج دیا جب وہ شخص جانے لگا تو دونوں قاضیوں سے کہتا گیا کہ میری زوجہ کی خبر گیری کرتے رہیں اُس کے جانے کے بعد وہ دونوں قاضی اپنے دوست کے گھر آئے تاکہ اُس کی عورت کا حال دریافت کریں۔ چونکہ وہ بہت حسین و جمیل تھی دونوں اس کو دیکھتے ہی عاشق ہو گئے اور اس کو بدکاری پر راضی کرنا چاہا۔ مگر وہ راضی نہیں ہوئی اُن دونوں نے کہا کہ اگر تو راضی نہ ہوگی تو ہم دونوں بادشاہ کے سامنے گواہی دیں گے کہ تو نے زنا کی ہے وہ تجھ کو سنگسار کر دے گا اُس عورت نے کہا جو چاہو کرو لیکن اس فعل بد کو گوارا نہیں کر سکتی۔ وہ دونوں خائن (وہاں سے مجبور ہو کر) بادشاہ کے پاس آئے اور گواہی دی کہ اُس عورت نے زنا کی ہے۔ بادشاہ کو یہ بات بہت گراں گذری اور بہت صدمہ ہوا کیونکہ وہ اُس عورت کی پارسائی کا بہت معتقد تھا اور قاضیوں کی گواہی بھی رد نہیں کر سکتا تھا۔ آخر سوچ کر کہا کہ تمہاری گواہی منظور ہے لیکن تین روز کے بعد اس کو سنگسار کروں گا اور شہر میں منادی کرا دی کہ فلاں روز سب لوگ جمع ہوں تاکہ فلاں عابدہ و صالحہ کو سنگسار کریں کیونکہ اس نے زنا کی ہے اور دو قاضیوں نے اس کی زنا کی گواہی دی ہے۔ یہ سُن کر عام طور پر لوگوں کو یقین نہ آیا کہ وہ عورت ایسا کر سکتی ہے اور بادشاہ سے اُس کے بارے میں بحث کرتے رہے بادشاہ نے اپنے وزیر سے کہا کہ تمہارے ذہن میں بھی کوئی تدبیر ایسی نہیں آتی ہے جس سے اُس زن عابدہ کی نجات ہو سکے اُس نے کہا نہیں۔ جب تیسرا روز آیا جس روز عابدہ کو سنگسار کرنا تھا وزیر اپنے گھر سے نکل کر بادشاہ کے پاس چلا راستہ میں چند لڑکوں کو کھیلتے دیکھا جن میں حضرت دانیال بھی تھے وزیر حضرت کو نہیں پہچانتا تھا جب وزیر ان لڑکوں کے پاس پہنچا حضرت دانیال نے لڑکوں سے کہا لڑکو آؤ میں بادشاہ بنتا ہوں فلاں لڑکا عابدہ بنے اور فلاں فلاں دو قاضی بنیں اور کچھ مٹی جمع کر کے (چبوترہ بنایا اور دانیال بیٹھے) اور نے کی تلوار اپنے واسطے بنائی اور دوسرے لڑکوں کو حکم دیا کہ ایک گواہ کو پکڑ کے فلاں مقام پر دُور لے جا کر کھڑا کرو اور دوسرے گواہ کا ہاتھ پکڑ کے دوسری طرف لے جا کر کھڑا کرو۔ پھر ان گواہوں میں ایک کو اپنے پاس بلایا اور کہا جو حق بات ہو وہی کہنا ورنہ تیری گردن اس تلوار سے اُڑا دوں گا۔ وزیر وہاں ایک طرف کھڑا ہو کر یہ تمام ماجرا دیکھ رہا تھا۔

غرض وہ لڑکا جو گواہ بنا تھا بولا کہ عابدہ نے زنا کی حضرت دانیالؑ نے پوچھا کس وقت؟ کہا فلاں روز فلاں وقت۔ پوچھا کس کے ساتھ؟ کہا فلاں ولد فلاں کے ساتھ۔ پوچھا کس جگہ؟ کہا فلاں جگہ۔ تو حضرت دانیالؑ نے فرمایا اچھا اس کو لے جاؤ اور دوسرے گواہ کو لاؤ۔ لڑکوں نے اُس کو اُسی کی جگہ پر لے جاکر کھڑا کر دیا۔ پھر دوسرے گواہ کو بلایا اور پوچھا کس بارے میں تو گواہی دیتا ہے اُس نے کہا میں گواہی دیتا ہوں کہ عابدہ نے زنا کی پوچھا کس وقت۔ کہا فلاں وقت پوچھا کس کے ساتھ کہا فلاں ولد فلاں کے ساتھ پوچھا کس مقام پر۔ ان دونوں گواہوں کے بیانات ایک دوسرے سے مختلف ثابت ہوئے تو حضرت دانیال نے کہا اللہ اکبر ان لوگوں نے ناحق گواہی دی ہے اے فلاں شخص منادی کر دے کہ ان دونوں نے جھوٹ گواہی دی ہے لوگ جمع ہوں تاکہ ان دونوں کو قتل کیا جائے۔ جب وزیر نے حضرت دانیال کا یہ عجیب فیصلہ ملاحظہ کیا جلدی جلدی بادشاہ کی خدمت میں حاضر ہوا اور جو کچھ دیکھا اور سنا تھا بیان کیا تو بادشاہ نے بھی دونوں قاضیوں کو طلب کیا اور ایک دوسرے کو جدا کر کے ٹھہرایا۔ پھر ان میں سے ایک کو بُلایا اور عابدہ کے بارے میں اسی طرح سوالات کئے۔ پھر دوسرے کو طلب کیا اور سوالات کئے دونوں کے بیانات ایک دوسرے کے مخالف تھے تو بادشاہ نے منادی کرائی کہ لوگ ان دونوں قاضیوں کے قتل کے لئے جمع ہوں کہ ان دونوں نے عابدہ بیگناہ پر افترا کیا ہے۔ پھر اُن دونوں کے قتل کا حکم دیا۔

بسند حسن بلکہ صحیح امام محمد باقرؑ سے منقول ہے کہ خداوند جلیل نے حضرت داؤدؑ کو وحی کی کہ میرے بندہ دانیالؑ کے پاس جاؤ اور کہو کہ تم نے میری نافرمانی کی میں نے تم کو بخش دیا پھر نافرمانی کی پھر بخش دیا پھر نافرمانی کی پھر بخش دیا۔ اب اگر چوتھی بار نافرمانی کرو گے تو نہیں بخشوں گا حضرت داؤدؑ نے ان کو یہ پیغام الٰہی پہنچا دیا حضرت دانیالؑ نے کہا آپ پر جو حق رسالت تھا آپ نے ادا کر دیا۔ پھر سحر کے وقت حضرت دانیالؑ نے گریہ و زاری اور عجز و انکسار کے ساتھ دست مناجات رب العزّت کی بارگاہ میں بلند کیا اور عرض کی پالنے والے میں نے تین مرتبہ نافرمانی کی تو نے بخش دیا اور اگر چوتھی مرتبہ نافرمانی کروں گا تو تو نہ بخشے گا تیرے عزت و جلال کی قسم اگر مجھ پر کرم نہ رکھے گا اور مجھے توفیق نیک نہ دے گا تو ضرور نافرمانی کروں گا اور پھر نافرمانی کروں گا اور پھر کروں گا۔ [1]

---

[1] مولف فرماتے ہیں کہ حضرت داؤدؑ کی دانیالؑ سے ملاقات نہایت عجیب ہے ان احادیث سابقہ (باقی صفحہ ۸۳۵ پر)

بسند معتبر حضرت صادق علیہ السلام سے منقول ہے کہ ایک روز جناب رسالتمآبؐ نے فرمایا کہ روٹی کی قدر کرو کیونکہ اس کے لئے عرش سے زمین تک مخلوقات خدا نے عمل اور محنت کی ہے تب کہیں روٹی تیار ہوئی ہے پھر ان لوگوں سے فرمایا جو حضرت کے گرد بیٹھے کہ کیا تم چاہتے ہو کہ تم سے ایک بات بیان کروں لوگوں نے عرض کی ہاں یا رسولؐ اللہ ہمارے ماں باپ آپ پر فدا ہوں۔ حضرت نے فرمایا کہ تم سے پہلے ایک پیغمبر حضرت دانیالؑ تھے ایک مرتبہ انہوں نے ایک کشتی بان کو ایک روٹی دی کہ مجھے دریا سے پار اُتار دے۔ اُس نے وہ روٹی پھینک دی اور کہا کہ میں اس روٹی کو لے کر کیا کروں گا ایسی روٹیاں تو ہمارے چاروں طرف پڑی ہوئی پامال ہوتی رہتی ہیں اُس کی یہ حرکت دیکھ کر حضرت دانیالؑ نے اپنے دست مبارک آسمان کی جانب بلند کر کے کہا پالنے والے روٹی کی بیقدری نہ ہونے دے تو نے دیکھا کہ اس شخص نے روٹی کے ساتھ کیا کیا۔ اور روٹی کے بارے میں کیا کہا۔ تو خدا نے آسمان کو وحی کی کہ بارش اُن پر بند کر دے اور زمین کو وحی فرمائی کہ پختہ اینٹ کے مانند ہو جا کہ تجھ میں گھاس تک نہ اُگے۔ غرض کہ پانی برسنا بند ہو گیا اور اُن میں ایسا قحط پڑا کہ ایک دوسرے کو کھانے لگے اور جب اُن پر سختی و تنگی اُس حد تک پہنچ گئی۔ جہاں تک خدا کو منظور تھی جس سے اُن کی تادیب ہو سکے تو ایک روز ایک عورت نے جس کے ایک لڑکا تھا دوسری ایک عورت سے جس کے بھی ایک لڑکا تھا کہا کہ آج میں اپنے لڑکے کو مار ڈالتی ہوں تاکہ میں اور تو ملکر کھائیں اور کل تو اپنے لڑکے کو قتل کرنا اور اس میں سے مجھے بھی حصہ دینا اُس نے کہا منظور ہے غرض اس عورت نے اپنے لڑکے کو قتل کر دیا اور دونوں نے اُس کا گوشت کھایا دوسرے روز جب دونوں کو بھوک معلوم ہوئی تو دوسری عورت نے اپنے بچے کو قتل کرنے سے منع کیا اس پر تکرار ہوئی۔ اور دونوں حضرت دانیالؑ کے پاس فیصلہ کے لئے آئیں حضرت دانیالؑ نے فرمایا کہ نوبت یہاں تک پہنچ گئی کہ اپنے لڑکوں کو تم لوگ کھانے لگے دونوں نے عرض کی ہاں اے پیغمبر خدا بلکہ اس سے بدتر حالت ہے تو آپ نے اپنے ہاتھ آسمان کی جانب بلند کئے اور مناجات کی کہ پالنے والے اپنے فضل و کرم کو پھر ہمارے شامل

(بقیہ حاشیہ صفحہ ۸۳۴) کے پیش نظر جو گذر چکیں جن سے معلوم ہوا کہ ان دونوں پیغمبروں کے درمیان مدت دراز کا فاصلہ تھا۔ ممکن ہے حضرت دانیال بہت بوڑھے ہو چکے ہوں اور یہ بھی احتمال ہے کہ وہ دوسرے دانیال رہے ہوں۔ حالانکہ یہ بھی ایک غریب و نادر بات ہے۔ ۱۲

حال فرما اور کشتی بان اور اس کے مانند لوگوں کی نخوت و گناہ کے سبب جنہوں نے کفرانِ نعمت کیا ہے بچوں اور کمزوروں کو عذاب میں مبتلا نہ رکھ۔ اُس وقت خدا نے آسمان کو بارش کا اور زمین کو دانہ اُگانے کا حکم فرمایا کہ میری مخلوق کی کمی کو پورا کرے جو اتنی مدت تک اُن کے لئے قائم رکھی گئی تھی اس لئے کہ میں نے کمسن بچوں کی وجہ سے اُن پر رحم کیا۔

درندوں سے محفوظ رہنے کی دعا۔

حدیث معتبر میں حضرت امیر المومنینؑ سے منقول ہے کہ جب کسی درندے کو دیکھو تو کہو۔ اَعُوْذُ بِرَبِّ دَانِیَالَ وَالْجُبِّ مِنْ شَرِّ کُلِّ اَسَدٍ مُسْتَاسِدٍ یعنی میں دانیالؑ کے اور اُس کنویں کے رب سے جس میں وہ ڈالے گئے تھے پناہ مانگتا ہوں شیر اور ہر درندہ کے شر سے۔

خدا کا سب سے بڑا دوست اور سب سے بڑا دشمن

بسند معتبر حضرت امام زین العابدینؑ سے منقول ہے کہ خدا نے حضرت دانیالؑ کو وحی فرمائی کہ میرے تمام بندوں میں میرے نزدیک سب سے زیادہ دشمن وہ جاہل و نادان ہے جو حقِ اہل علم کو سُبک سمجھتا ہے اور اُس کی پیروی نہیں کرتا اور میرے تمام بندوں میں میرے نزدیک سب سے زیادہ دوست وہ پرہیزگار ہے جو میرے ثواب عظیم کا طالب ہوتا ہے اور علما کی خدمت میں رہتا ہے اُن سے جُدا نہیں ہوتا اور بردباروں کی متابعت کرتا ہے اور عقلمندوں سے نصیحت حاصل کرتا ہے۔

اپنی سندوں سے قطب راوندی اور ابن بابویہ نے وہب بن منبہ سے روایت کی ہے کہ جب بخت نصر بادشاہ ہوا ہر وقت بنی اسرائیل سے فسق و فجور کا امیدوار رہتا کیونکہ جانتا تھا کہ جب تک وہ اس قدر زیادہ گناہ نہ کرلیں گے کہ خدا کی نصرت و اعانت کے مستحق نہ رہ جائیں اُس وقت تک وہ اُن پر مسلط نہیں ہو سکتا۔ اسی لئے ہر وقت جاسوس لگائے رکھتا اور اُن کے حالات معلوم کرتا رہتا تھا یہاں تک بنی اسرائیل کا حال صلاح و فلاح سے فساد میں بدل گیا۔ انہوں نے اپنے پیغمبروں کو قتل کرنا شروع کیا۔ پھر تو بخت نصر اپنے لشکروں کو لے کر آیا اور اُن کو گھیر لیا جیسا کہ حق تعالیٰ فرماتا ہے۔ وَقَضَيْنَآ اِلٰى بَنِیْٓ اِسْرَآءِيْلَ فِی الْكِتٰبِ لَتُفْسِدُنَّ فِی الْاَرْضِ مَرَّتَيْنِ وَلَتَعْلُنَّ عُلُوًّا كَبِيْرًا ۝ جس کا ترجمہ یہ ہے کہ ہم نے توریت میں بنی اسرائیل کو وحی کی کہ بیشک تم زمین میں دو مرتبہ فساد اور نہایت سرکشی و بغاوت کرو گے۔ فَاِذَا جَآءَ وَعْدُ اُوْلٰىهُمَا بَعَثْنَا عَلَيْكُمْ عِبَادًا لَّنَآ اُولِیْ بَاْسٍ شَدِيْدٍ فَجَاسُوْا خِلٰلَ الدِّيَارِ ؕ وَكَانَ وَعْدًا مَّفْعُوْلًا ۝

سورہ بنی اسرائیل پ ۱۵ آیت ۴، ۵

جب اُن کی پہلی معصیت و سرکشی کے عذاب کا وعدہ آپہنچا تو ہم نے اپنے چند بندوں کو تم پر مسلط کیا جو رعب و دبدبے اور قوت و طاقت والے تھے تو وہ گھروں میں گھس پڑے اور اُن کو پکڑ لے گئے بہتوں کو مار ڈالا اور بہتوں کو قید کر دیا اور ان کے عذاب کا وعدہ واقع ہونے والا وعدہ تھا۔ وہب نے کہا کہ اس گروہ سے مراد بخت نصر اور اُس کے لشکر والے ہیں اور مفسروں نے کہا ہے کہ اُن کی سب سے پہلی سرکشی احکام توریت کی مخالفت تھی دوسرا فساد حضرت شعیاؑ یا حضرت ارمیاؑ یا حضرت زکریاؑ یا حضرت یحییٰؑ کا قتل اور حضرت عیسیٰؑ کے مار ڈالنے کا ارادہ تھا بعض مفسروں نے اس گروہ کو بخت نصر اور اُس کے ہمراہیوں کو قرار دیا ہے اور بعضوں نے جالوت۔ بعض نے سنحاریب کو کہا جو اہل نینوا میں سے تھا۔ ثُمَّ رَدَدْنَا لَكُمُ الْكَرَّةَ عَلَيْهِمْ وَأَمْدَدْنَاكُم بِأَمْوَالٍ وَبَنِينَ وَجَعَلْنَاكُمْ أَكْثَرَ نَفِيرًا ﴿٦﴾ پھر ہم نے تمہارے لئے دولت اور اُن پر غلبہ عطا کیا اور مال و اولاد سے تمہاری مدد کی اور تمہاری فوج بڑھا دی۔ مفسرین بیان کرتے ہیں کہ بابل کے بادشاہ لہراسف کی جانب سے بخت نصر جب ان کو تباہ و برباد کر چکا اُس کے بعد اُس کا بیٹا گشتاسف جب بادشاہ ہوا تو اس نے بنی اسرائیل پر رحم کیا اور ان کے قیدیوں کو رہا کر کے شام کی طرف بھیجا اور حضرت دانیالؑ کو ان کا بادشاہ بنایا تو بنی اسرائیل بخت نصر کے ہمراہیوں پر غالب ہوئے اور دوسرے قول کی بناء پر اس سے حضرت داؤدؑ کے جالوت کو قتل کرنے کی جانب اشارہ ہے۔ اور وہب نے روایت کی ہے کہ جب بخت نصر نے بنی اسرائیل کا محاصرہ کیا اور وہ اُس کے مقابلہ سے عاجز ہوئے اور اپنے پروردگار سے توبہ و انابت و گریہ و زاری کی اور نیکی و فلاح کی جانب رُخ کیا جاہلوں اور نادانوں کو گناہ کرنے سے منع کیا نیک کاموں کا حکم دیا برائیوں سے روکا تو خدا نے ان کو بخت نصر پر غالب کیا اُس کے بعد جبکہ وہ مغلوب ہو چکے تھے اور ان کے شہروں کو وہ فتح کر چکا تھا۔ بخت نصر واپس ہوا اور سبب یہ ہوا کہ ایک تیر اُس کے گھوڑے کی پیشانی پر آلگا۔ گھوڑا بھاگا اور اُس کو شہر سے باہر لے گیا۔ اُس کے بعد بنی اسرائیل نے سرکشی و فساد برپا کیا اور گناہوں میں مشغول ہوئے اس سبب سے پھر بخت نصر نے اُن پر حملہ کرنے کا ارادہ کیا جیسا کہ خداوند عالم فرماتا ہے۔ فَإِذَا جَاءَ وَعْدُ الْآخِرَةِ جب اُن کے دوبارہ عذاب کا وعدہ آپہنچا۔ لِيَسُوءُوا وُجُوهَكُمْ وَلِيَدْخُلُوا الْمَسْجِدَ كَمَا دَخَلُوهُ أَوَّلَ مَرَّةٍ

وَّلِيُتَبِّرُوْا مَا عَلَوْا تَتْبِيْرًا ﴿۷﴾ ہم نے اُن کو اُبھارا تاکہ تمہارے چہرے بگاڑ دیں۔ اور بیت المقدس میں داخل ہوں جس طرح پہلی بار داخل ہوئے تھے تاکہ ان کو اس حد تک ہلاک و برباد کریں جس قدر وہ ظلم و طغیان کر چکے ہیں۔ مفسروں نے کہا ہے کہ بادشاہ بابل دوبارہ اُن سے جنگ کے لئے آیا اور وہب نے روایت کی ہے کہ جب بنی اسرائیل دوبارہ فساد کی جانب پلٹے اور حضرت ارمیاؑ نے ان کو خبر دی کہ بخت نصر تم سے جنگ کے لئے آرہا ہے اور خدا نے تم پر غضب ڈھایا ہے اور فرماتا ہے کہ اگر توبہ کروگے تو تمہارے آبائے طاہرین کے سبب تم پر رحم کروں گا۔ اور فرماتا ہے کہ کبھی تم نے دیکھا ہے کہ کسی نے مجھ سے سرکشی کی اور اس کو میری نافرمانی کے سبب سعادت حاصل ہوئی؟ یا کسی نے میری اطاعت کی اور میری اطاعت کے سبب وہ بدبخت و بدحال ہوا۔ لیکن تمہارے علما و عبادت گذاروں نے میرے بندوں کو اپنا خدمت گار بنا رکھا ہے اور ان میں میری کتاب کے خلاف حکم کرتے ہیں اور بادشاہ اور تمہارے رئیس و امیر لوگ میری نعمتوں کے سبب سرکش ہوگئے ہیں اور دنیا نے ان کو مغرور کر رکھا ہے اور قاریان توریت اور تمہارے فقیہ لوگ سب کے سب بادشاہوں کے مطیع و فرمانبردار ہوگئے ہیں۔ اور بدعتوں پر ان سے بیعت کرتے ہیں اور میری نافرمانی میں ان کی اطاعت کرتے ہیں اور ان کے لڑکے بالے دوسروں کے ساتھ گمراہی و ضلالت میں منہمک ہیں۔ باوجود ان خرابیوں اور بغاوت کے میں نے ان کو عافیت دے رکھی ہے لہذا مجھے قسم ہے کہ ان کی عزّت کو ذلت سے اور امن کو خوف سے بدل دوں گا۔ اگر مجھ سے دعا کریں گے ان کی دعائیں قبول نہ کروں گا۔ جب اُن کے پیغمبر نے خدا کا یہ پیغام ان کو پہنچایا انہوں نے ان کی تکذیب کی اور کہنے لگے کہ تم خدا پر نہایت افترا کرتے ہو اور دعویٰ کرتے ہو کہ خدا اپنی مسجدوں کو اپنی عبادت سے معطل کر دے گا۔ اور پیغمبر کو پکڑ کے قیدخانہ میں بند کر دیا آخر بخت نصر نے اُن کے شہروں پر لشکر کشی کی اور سات مہینے تک اُن کا محاصرہ کئے ہوئے تھا یہاں تک کہ وہ (بھوک کے سبب) اپنا پاخانہ و پیشاب کھانے پینے لگے۔ غرضکہ وہ اُن پر مسلط ہوا اور جباروں اور ظالموں کی طرح اُن کو قتل کیا۔ بہتوں کو دار پر کھینچا اور جلایا ان کی ناک اور زبانیں کاٹ ڈالیں۔ دانت توڑ ڈالے۔ اُن کی عورتوں کو ذلت کے ساتھ قید کیا۔ لوگوں نے بخت نصر کو بتایا کہ ان میں ایک شخص تھا جس نے ان کو ان تمام حالات سے جو اُن پر گذر رہے ہیں آگاہ کر دیا تھا لیکن ان

بنی اسرائیل کا دوسری مرتبہ سرکشی و طغیان کرنا اور بخت نصر کا ان پر مسلط ہونا۔

لوگوں نے اس کو جھٹلایا اور قید کر دیا۔ بخت نصر نے حکم دیا کہ ان کو قید خانہ سے نکال لائیں لوگ حضرت ارمیاؑ کو اس کے پاس لائے اُس نے پوچھا کہ کیا آپ اُن کو اُن امور سے ڈراتے تھے جو ان پر واقع ہوئے فرمایا ہاں میں ان واقعات کو جانتا تھا اور خدا نے مجھ کو ان کی طرف اسی لئے رسول بنا کر بھیجا تھا۔ بخت نصر نے پوچھا تو پھر ان لوگوں نے آپ کو مارا اور قید کر دیا۔ فرمایا ہاں بخت نصر نے کہا کہ یہ لوگ بڑے اور بدکار ہیں کہ اپنے پیغمبر کو مارتے اور اپنے پروردگار کی رسالت کو جھٹلاتے ہیں۔ اگر آپ چاہیں میرے ساتھ رہیں میں آپ کو عزت و احترام سے رکھوں گا اور اگر چاہیں اپنے شہروں میں رہیں میں آپ کو امان دیتا ہوں۔ حضرت ارمیاؑ نے فرمایا کہ میں جب سے بیدار ہوا ہوں ہمیشہ خدا کے امان میں ہوں اور کبھی اُس کی امان سے باہر نہیں ہوا اور اگر بنی اسرائیل بھی اس کی امان سے باہر نہ ہوتے تو تجھ سے نہ ڈرتے۔ غرض ارمیاؑ زمین ایلیا میں اپنے مقام پر رہے اُس وقت وہ شہر برباد ہو چکا تھا کچھ حصہ اُس کا بالکل منہدم ہو چکا تھا۔ بنی اسرائیل کے باقی ماندہ لوگوں نے جب سُنا تو آپ کے پاس جمع ہوئے اور عرض کی یا نبی اللہ اب ہم نے آپ کو پہچانا کہ آپ ہمارے پیغمبر ہیں آپ ہم کو نصیحت کیجئے ہم آپ کے مطیع ہیں آپ نے ان کو حکم دیا کہ میرے ساتھ رہیں انہوں نے کہا کہ بادشاہ مصر کی جانب پناہ لیتے ہیں اور اُس سے امان طلب کرتے ہیں حضرت نے فرمایا امان خدا بہترین امان ہے تم اس کی امان سے باہر جاتے ہو اور دوسروں کی امان میں داخل ہوتے ہو۔ لیکن وہ لوگ حضرت ارمیاؑ کو چھوڑ کر مصر کی جانب چلے گئے اور مصر کے بادشاہ سے امان کے طالب ہوئے۔ اُس نے ان کو امان دی۔ بخت نصر کو جب یہ معلوم ہوا تو اُس نے بادشاہ مصر کو نامہ لکھا کہ ان کو قید کر کے میرے پاس بھیج دے ورنہ جنگ کے لئے تیار ہو جائے۔ حضرت ارمیاؑ کو یہ خبر پہنچی تو آپ نے ان پر رحم فرمایا اور مصر تشریف لے گئے تا کہ ان کو بخت نصر کے شر سے نجات دلائیں اور بنی اسرائیل سے فرمایا کہ خدا نے مجھے وحی فرمائی ہے کہ بخت نصر کو اس بادشاہ پر غالب کر دے گا اور اُس کی علامت یہ ہے کہ مجھے وہ جگہ دکھا دی ہے جہاں بخت نصر مصر کو فتح کرنے کے بعد تخت پر بیٹھے گا۔ پھر حضرت نے چار پتھر اُس کے تخت کی جگہ دفن کر دیئے۔ غرضکہ بخت نصر نے چڑھائی کی اور مصر کو فتح کیا اور اُن پر غلبہ حاصل کیا اور ان کو قید کیا۔ جب غنیمت تقسیم کرنے کا ارادہ کیا قیدیوں میں سے بعضوں کو قتل اور بعضوں کو آزاد کرنا چاہا تو انہی میں حضرت ارمیاؑ کو دیکھا تو آپ سے کہا کہ میں تو آپ کا

احترام کرتا ہوں آپ میرے دشمنوں کے ساتھ شامل ہو گئے آپ نے فرمایا میں اس لئے آیا تھا کہ ان کو آگاہ کردوں کہ تو ان پر غالب ہوگا اور ان کو تیرے رعب و جلال سے خوف دلا رہا تھا حالانکہ تو بابل میں تھا میں نے اُسی وقت تیرے تخت کی جگہ بھی اُن کو بتا دی تھی اور تخت کے ہر پائے کی جگہ ایک ایک پتھر دفن کر دیا تھا۔ اور اُن لوگوں نے سب کچھ دیکھا تھا۔ بخت نصر کے حکم سے تخت ہٹا کر اُس کے ہر پائے کی جگہ کھودی گئی۔ جب پتھر ظاہر ہوئے اُس نے حضرت کے قول و ارشاد کو صحیح و درست پایا اور حضرت سے کہا کہ میں اب ان کو اس وجہ سے قتل کروں گا کہ انہوں نے آپ کی تکذیب کی اور آپ کی باتوں کا یقین نہ کیا۔ آخر سب کو قتل کر دیا اور بابل واپس چلا گیا۔ حضرت ارمیاؑ عرصہ تک مصر میں مقیم رہے۔ پھر خدا نے وحی کی کہ شہر ایلیا کو واپس جاؤ۔ حضرت ارمیاؑ وہاں سے چلے اور جب بیت المقدس کے نزدیک پہنچے اور اس کی بربادی ملاحظہ کی تو بولے خدا کب اس شہر کو آباد کرے گا پھر شہر کے کنارے اُترے اور سو رہے اور خدا نے اُن کی روح قبض کر لی اور ان کو دنیا کی نگاہوں سے محفوظ رکھا وہ سو سال تک اُسی مقام پر مردہ پڑے رہے خدا نے ان سے وعدہ کیا تھا کہ بیت المقدس کو آباد کرے گا جب ستر سال ان کی وفات کو گذر چکے ایلیا شہر کی تعمیر کی اجازت دی اور فارس کے ایک بادشاہ کے پاس ایک فرشتے کو بھیجا جس کو گونگ کہتے تھے کہ خدا تجھے حکم دیتا ہے کہ لشکر اور حشم و خدم و خزانہ کے ساتھ ایلیا کو روانہ ہو اور اُسکو آباد کر۔ اُس بادشاہ نے تیس ہزار اشخاص کو متعین کیا اور ہر ایک شخص کے ماتحت ہزار ہزار اشخاص کام کرنے والے (مزدور) کئے اور تعمیر عمارت سے متعلق جس قدر اوزار اور آلے جو ضروری تھے مہیا کئے۔ غرض تیس سال میں ایلیا شہر اور اس کی عمارتیں تیار ہو گئیں اُس وقت خدا نے حضرت ارمیاؑ کو زندہ کیا جیسا کہ قرآن میں ارشاد فرمایا ہے۔

پھر (انہی) وہب بن عنبہ سے روایت ہے کہ جب بخت نصر بنی اسرائیل کو قید کر کے اپنے ساتھ لے گیا انہی میں حضرت دانیالؑ اور حضرت عزیرؑ بھی تھے غرضکہ وہ جب شہر بابل میں پہنچا ان (بنی اسرائیل) کو اپنا غلام بنا یا۔ پھر سات برس کے بعد ایک خواب دیکھا اور بہت ڈرا جب بیدار ہوا خواب بھول گیا۔ تو اپنی قوم کو جمع کیا اور اُن سے پوچھا کہ بتاؤ میں نے کیا خواب دیکھا تھا۔ تین روز کے اندر میرا خواب مجھے بتاؤ ورنہ سب کو دار پر چڑھا دوں گا۔ حضرت دانیالؑ اس وقت زندان میں تھے۔ انہوں نے جب بخت نصر کے خواب دیکھنے کا حال سُنا زندان باں سے کہا

حضرت دانیال سے بخت نصر کا اپنا خواب اور تعبیر دریافت کرنا وغیرہ ۔

تونے میرے ساتھ بہت نیکی کی ہے کیا اتنا ہو سکتا ہے کہ میرے بارے میں بادشاہ کو اطلاع دیدے میں اُس کا خواب اور اس کی تعبیر سب کچھ جانتا ہوں۔ داروغۂ زندان بخت نصر کے پاس آیا اور حضرت دانیالؑ کا پیغام عرض کیا۔ بخت نصر نے حضرت دانیالؑ کو طلب کیا۔ اُس کی مجلس میں جو شخص آتا پہلے اُس کو سجدہ کرتا تھا۔ لیکن حضرت دانیالؑ جب آئے تو آپ نے اس کو سجدہ نہیں کیا۔ حضرت بہت دیر تک کھڑے رہے اور اُس نے آپ سے کوئی بات نہ کی۔ پھر بخت نصر نے نگہبانوں کو باہر جانے کا حکم دیا اور حضرت دانیالؑ سے پوچھا کہ آپ نے سجدہ کیوں نہ کیا آپ نے فرمایا کہ میرا پروردگار جس نے مجھے علم تعبیر خواب عطا فرمایا ہے کسی غیر کے سجدہ کو منع کرتا ہے۔ اور اگر اُس کے سوا کسی کو سجدہ کروں گا تو یہ علم مجھ سے دفع ہو جائے گا۔ پھر تجھ کو کچھ فائدہ نہ پہنچے گا اسی سبب سے میں نے تجھ کو سجدہ نہیں کیا۔ بخت نصر نے کہا چونکہ آپ نے اپنے خدا کی شرط پوری کی اس لئے میرے شر سے محفوظ ہو گئے۔ اب بیان کیجئے کہ میں نے کیا خواب دیکھا تھا۔ حضرت دانیالؑ نے فرمایا کہ تونے خواب میں ایک عظیم بت کو دیکھا جس کا پیر زمین پر اور سر آسمان سے لگا ہوا تھا۔ اُس کا اوپری حصہ سونے کا تھا اور درمیانی حصہ چاندی کا اور نیچے کا حصہ تانبے کا اس کی پنڈلیاں لوہے کی اور پیر ٹھیکرے کے تھے اور تو اس کی اچھائی بزرگی اور مضبوطی اور اجزا کے مختلف ہونے کو دیکھ رہا تھا ناگاہ آسمان سے ایک فرشتے نے ایک پتھر اُس بُت پر پھینکا جو اس کے سر پر لگا اور اُس کو چھوٹا کر دیا اس طرح کہ اُس کے بدن کے سونے چاندی تانبے لوہے اور ٹھیکرے کے تمام اجزا ایک دوسرے کے ساتھ مل گئے اور تجھے ایسا خیال ہوا کہ اگر تمام جن و انس جمع ہو کر چاہیں کہ اُس کے اجزا ایک دوسرے سے جدا کریں تو نہیں کر سکتے پھر تو ایسا سمجھنے لگا کہ ذرا بھی ہوا چلے تو ان سب کو پراگندہ و منتشر کر دے گی۔ پھر تونے دیکھا کہ وہ پتھر جو اُس فرشتے نے پھینکا تھا بڑا ہونے لگا یہاں تک کہ تمام زمین پر چھا گیا۔ تو جس قدر دیکھتا تھا سوائے آسمان اور اُس پتھر کے تجھ کو کچھ نظر نہ آتا تھا۔ بخت نصر نے کہا آپ نے سچ فرمایا۔ میں نے یہی خواب دیکھا تھا اب اس کی تعبیر بیان کیجئے حضرت دانیالؑ نے فرمایا جس بت کو تونے دیکھا تھا اس کی مثال اُمتوں کی ہے جو اول اور درمیان اور آخر زمانہ میں ہوں گی اور جو حصہ سونے کا تھا اس کی مثال اس زمانہ کی امّت اور تیری بادشاہی ہے۔ اور چاندی سے تیرے بیٹے کی بادشاہی مراد ہے

بخت نصر کا خواب اور حضرت دانیالؑ کا اس کی تعبیر بیان کرنا۔

جو تیرے بعد ہوگا اور تانبے کی مثال امت روم ہے اور لوہے کی مثال فارس والے اور عجم کے بادشاہ ہیں اور ٹھیکرے کی مثال دو امت کی بادشاہی ہے کہ ان کے بادشاہ کی دو بیبیاں ہوں گی ایک یمن کی شرقی جانب اور دوسری شام کی غربی سمت۔ اور وہ پتھر جس نے آسمان سے آکر بت کو چھوٹا کر دیا وہ اُس دین کی جانب اشارہ ہے جو آخر زمانہ میں اُس وقت کی امت پر نازل ہوگا اور دوسرے دینوں کو شکست دیگا (اور باطل کر دیگا) خداوند عالم ایک پیغمبر امی کو عرب کی سرزمین سے مبعوث کریگا جس کے سبب تمام امتوں اور دینوں کو پست کر دے گا جیسا کہ تو نے خواب میں دیکھا کہ وہ پتھر بڑا ہوا اور اُس نے تمام زمین کو گھیر لیا۔ یہ سُن کر بخت نصر بولا آپ کے احسان و کرم کے برابر مجھ پر کسی شخص کا حق نہیں میں آپ کو اس کا عوض دینا چاہتا ہوں۔ اگر آپ اپنے شہروں کی طرف جانا چاہیں تو میں وہاں بھیج دوں اور آپ کی خاطر اُن شہروں کو آباد کر دوں اور اگر میرے ساتھ رہنا چاہیں تو آپ کو عزت واحترام کے ساتھ اپنے ہمراہ رکھوں گا۔ حضرت دانیالؑ نے فرمایا ہمارے شہر جب تک خدا نے خراب و ویران رکھنا مقدر کر رکھا ہے وہ سب برباد ہی رہیں گے اور وہ جب چاہے گا آباد کرے گا میں تو تیرے ساتھ ہی رہنا بہتر سمجھتا ہوں بخت نصر نے اپنے لڑکوں اور خدمتگاروں اور اپنے کنبے والوں کو جمع کر کے کہا کہ یہ شخص حکیم و دانا ہے جس کے سبب خدا نے مجھے اُس غم سے نجات بخشی جس سے تم سب عاجز ہو چکے تھے لہٰذا میں نے اپنے اور تمہارے تمام امور اُس کے حوالے کر دیئے اے میرے فرزندو اس مرد بزرگ سے علم حاصل کرو اور اس کی اطاعت کرو اور کوئی پیغام میری جانب سے اور کوئی حکم اس کی جانب سے تمہارے پاس پہنچے تو پہلے اس کے حکم کو مانو۔ غرضکہ پھر کوئی کام بغیر حضرت کے مشورے کے نہیں کرتا تھا جب بخت نصر کی قوم کے لوگوں نے یہ دیکھا حضرت دانیالؑ سے حسد کرنے لگے اور بخت نصر کے پاس آکر کہنے لگے کہ تمام روئے زمین کا مالک تو خود تو ہے اور تو نے خود بھی اپنے کو اس کا فرمانبردار بنا لیا ہے ہمارے دشمن گمان کرتے ہیں کہ تیری عقل زائل ہو گئی ہے کہ اپنی بادشاہی سے دست بردار ہو گیا ہے۔ بخت نصر نے کہا کہ میں اس مرد کے ذریعہ جو بنی اسرائیل میں سے ہے تمہارے امور کی اصلاح میں مدد حاصل کرتا ہوں اس لئے کہ اُس کا پروردگار اُس کو امور خیر سے آگاہ کرتا رہتا ہے اُن سب نے کہا کہ ہم تیرے لئے ایک خدا مہیا کئے دیتے ہیں جو تیرے معاملات

میں تیری مدد کریگا اور تو دانیالؑ سے بے نیاز ہو جائے گا۔ بخت نصر نے کہا تم کو اختیار ہے۔ یہ سُن کر وہ سب چلے گئے اور بہت بڑا بُت بنایا اور ایک روز عید کا قرار دیا جس میں اُس بت کے لئے بہت سے جانوروں کی قربانی اور بڑی آگ روشن کی مثل آتشِ نمرود کے اور لوگوں کو اُس بُت کے سجدہ کی دعوت دی۔ جو شخص اُس کو سجدہ نہیں کرتا تھا اس کو اس آگ میں ڈال دیتے تھے۔ حضرت دانیالؑ کے ساتھ بنی اسرائیل میں سے چار جوان تھے جن کے نام یوشال، یوحین، عیصوا اور مرسوس تھے وہ صاحب ایمان اور بڑے مخلص تھے وہ لوگ اُن چاروں جوانوں کو بت کے سامنے سجدہ کرنے کے لئے پکڑ لائے۔ اُن جوانوں نے کہا یہ خدا نہیں بلکہ یہ بے شعور لکڑی ہے جسے آدمیوں نے بنایا اگر تم کہو تو میں اُس خدا کو سجدہ کروں جس نے اس بُت کو پیدا کیا ہے۔ یہ سُن کر اُن سب نے اُن چاروں اشخاص کو باندھ کر آگ میں ڈال دیا صبح کو بخت نصر نے اپنے محل کے بالا خانے سے دیکھا کہ وہ زندہ ہیں اور ایک اور بزرگ اُن کے پاس بیٹھے ہیں اور آگ ٹھنڈی ہو گئی ہے۔ دیکھ کر وہ بہت خوفزدہ ہوا اور حضرت دانیالؑ کو بُلا کر اُن کے بارے میں دریافت کیا۔ آپ نے فرمایا یہ چاروں جوان میرے دین پر ہیں اور میرے خدا کی پرستش کرتے ہیں اس سبب سے خدا نے ان کو تیرے شر سے محفوظ رکھا۔ اور وہ دوسرا شخص ایک فرشتہ ہے جو سردی و گرمی پر موکل ہے خدا نے اُس کو اُن کی مدد کے لئے بھیجا ہے۔ بخت نصر نے حکم دیا۔ اُن چاروں اشخاص کو آگ سے باہر نکالا گیا۔ اُس نے پوچھا آج رات تم نے کیونکر بسر کی۔ انہوں نے کہا جب سے خدا نے ہم کو پیدا کیا ہے آج کی رات سے بہتر کوئی شب ہمارے لئے نہیں گذری۔ بخت نصر نے یہ سُن کر اُن کا احترام کیا اور ان کو حضرت دانیالؑ کے ساتھ کر دیا۔ پھر تیس سال تک اسی حال پر گذرے۔ پھر بخت نصر نے ایک دوسرا خواب دیکھا جو پہلے خواب سے زیادہ ہولناک تھا اور پھر بھول گیا۔ اپنی قوم کے علماء کو جمع کرکے کہا کہ میں نے ایک خواب دیکھا ہے اور مجھے خوف ہے کہ وہ میرے ہلاک ہونے کی دلیل ہے مجھے اُس خواب کی تعبیر سے آگاہ کرو۔ وہ بولے جب تک دانیالؑ اس ملک میں ہیں ہم تیرے خواب کی تعبیر نہیں بیان کر سکتے۔ اُس نے یہ سُن کر سب کو نکال دیا اور دانیالؑ کو بلایا اور اپنا خواب دریافت کیا حضرت نے فرمایا تو نے خواب میں بہت سے تروتازہ درختوں کو دیکھا جن کی شاخیں آسمان تک پہنچی تھیں اور اُن پر آسمان کے پرندے بیٹھے ہوئے تھے اور اُس درخت کے سائے میں زمین

کے وحشی اور درندے تھے اور تو اُس درخت کو دیکھ رہا تھا اُس کی طراوت و شادابی تجھے بہت بھلی معلوم ہو رہی تھی ناگاہ ایک فرشتہ آسمان سے نیچے آیا جو ایک لوہا تبر کے مانند اپنے گلے میں لٹکائے ہوئے تھا اور دوسرے فرشتے سے کہہ رہا تھا جو آسمان کے دروازہ پر کھڑا تھا کہ خدا نے تجھ کو کس طرح اس درخت کے اُکھاڑنے کا حکم دیا ہے آیا جڑ سے اُکھاڑنے کو فرمایا ہے یا کچھ چھوڑ دینے کا حکم دیا ہے۔ اُس فرشتے نے کہا خدا نے حکم دیا ہے کہ درخت کا کچھ حصہ کاٹ ڈالو اور کچھ چھوڑ دو۔ پھر اُس کے بعد تو نے دیکھا کہ اُس فرشتے نے اُس تبر سے درخت پر مارا جس سے وہ ٹوٹ کر پراگندہ ہو گیا اور جس قدر چڑیاں اُس پر تھیں سب منتشر ہو گئیں اور اُس درخت کے نیچے جس قدر درندے اور جنگلی جانور تھے سب متفرق ہو گئے اُس درخت کا صرف تنہ باقی رہ گیا۔ اس کی طراوت و شادابی سب زائل ہو گئی بخت نصر نے کہا یہی میرا خواب تھا۔ اب اس کی تعبیر بیان فرمایئے۔ حضرت نے فرمایا وہ درخت تو اور چڑیاں اور پرندے جو اُس پر تو نے دیکھے وہ تیرے اہل و عیال اور کنبے والے تھے اور اُس درخت کے نیچے جنگلی جانور اور درندے نظر آئے وہ تیرے ملازمین و غلام وغیرہ تھے اور تو نے بت کی پرستش کے سبب خدا کو غضبناک کر دیا۔ بخت نصر نے کہا پھر اب تمہارا پروردگار کیا کرے گا۔ فرمایا تجھ کو تیرے جسم کے بارے میں مبتلا کرے گا اور تو سات برس تک مسخ رہے گا پھر آدمی کی صورت میں پلٹ آئے گا جیسے کہ اس وقت تو ہے۔ بخت نصر کو بہت صدمہ ہوا اور سات روز تک روتا رہا۔ سات روز کے بعد اپنے محل کے بالاخانہ پر گیا خدا نے اس کو بصورت عقاب مسخ کر دیا وہ اڑ گیا۔ حضرت دانیالؑ نے اس کے فرزندوں اور اہل و عیال کو حکم دیا کہ اُس کی سلطنت میں کوئی تبدیلی نہ کریں جب تک وہ نہ آئے غرضکہ وہ آخر میں ایک پشہ کی شکل میں مسخ ہوا اور اُڑتا ہوا اپنے مکان واپس آیا تو خدا نے پھر اس کو انسان بنا دیا۔ اُس نے غسل کیا اور ٹاٹ کے کپڑے پہنے اور لوگوں کو جمع کیا اور کہا میں نے اور تم سب نے خدا کے سوا اُس چیز کی عبادت کی جو کچھ فائدہ اور نقصان نہیں پہنچا سکتی۔ اور بیشک مجھ پر میری ذات کے بارے میں خدا کی کچھ قدرت ظاہر ہو گئی جس سے میں نے سمجھا کہ بنی اسرائیل کے خدا کے علاوہ کوئی اور خدا نہیں لہذا جو شخص میری متابعت کرے گا وہ مجھ سے ہے اور وہ برابر درجہ میں ہوگا اور جو میری مخالفت کرے گا میں اپنی تلوار سے اُسکا سر اُڑا دونگا

یہاں تک کہ خدا میرے اور اُس کے درمیان حکم کرے۔ میں نے تم کو آج رات صبح تک کی مہلت دی۔ صبح تم سب میرے پاس پھر حاضر ہونا۔ یہ کہہ کر وہ اپنے محل میں چلا گیا اور اپنے بستر پر بیٹھا۔ خدا نے اسی وقت اُس کی روح قبض کر لی۔ وہب نے کہا میں نے یہ تمام قصہ ابن عباس سے سُنا ہے۔

پھر قطب راوندی روایت کرتے ہیں کہ جب بخت نصر مر گیا تو لوگوں نے اُس کے لڑکے کی اطاعت کی اُس نے اُن ظروف کے بارے میں حضرت دانیالؑ سے مشورہ کیا جو جنوں اور شیطانوں نے حضرت سلیمانؑ کے لیے مروارید و یاقوت وغیرہ کے بنائے تھے جو ایسے دریاؤں سے نکالے گئے تھے جن کو کشتی کے ذریعہ عبور کرنا ممکن نہ تھا ان کو بخت نصر نے بیت المقدس اور بابل سے غنیمت میں حاصل کیا تھا حضرت دانیالؑ نے فرمایا یہ ظروف طاہر و پاک ہیں ان کو پیغمبر اور پیغمبر کے فرزند نے بنوائے ہیں تاکہ ان کے پروردگار کی عبادت کا وسیلہ ہو لہذا ان کو سؤر کے گوشت اور نجس چیزوں سے کثیف اور نجس مت کرنا کیونکہ ان کا وارث کوئی ہے جس کے پاس بہت جلد خدا ان کو پہنچا دے گا۔ لیکن اُس نے حضرت دانیالؑ کے حکم پر عمل نہ کیا اور حضرت کو نکال دیا اور آزاد کر دیا۔ اس کی ایک نہایت عقلمند عورت تھی جس نے حضرت دانیالؑ سے تربیت حاصل کی تھی اُس نے ہر چند اس کو نصیحت کی کہ تیرا باپ ہر مشکل امر میں حضرت دانیالؑ سے مدد طلب کیا کرتا تھا ان کی نافرمانی مت کر مگر اس نے کچھ نہ سُنا اور ہر فعل بد کا مرتکب ہوتا رہا۔ یہاں تک کہ اُس کے بیشمار گناہوں کے سبب زمین نے بارگاہ احدیت میں فریاد و استغاثہ کیا۔ آخر ایک روز جبکہ وہ اپنے عید گاہ میں تھا اُس نے دیکھا کہ آسمان سے ایک ہاتھ برآمد ہوا اور دیوار پر تین کلمے لکھ کر قلم و ہاتھ غائب ہو گیا۔ اُس نے حضرت دانیالؑ کو بلایا اور اس کا مطلب دریافت کیا آپ نے فرمایا پہلے کلمہ کا مطلب یہ ہے کہ تیری عقل تیز کی ترازو میں تولی گئی تو وہ بہت سبک ٹھہری۔ دوسرے کلمے کے معنی یہ ہیں کہ تو نے وعدہ کیا تھا کہ جب تو بادشاہ ہو گا تو نیک کام کرے گا لیکن تو نے وفا نہ کیا۔ اور تیسرے کلمے کے معنی یہ ہیں کہ خدا نے عظیم بادشاہی تجھ کو اور تیرے باپ کو دی تھی لیکن تم نے اپنی بداعمالیوں سے اس کو ضائع و برباد کر دی اب تا قیامت تیرے خاندان میں بادشاہی نہ ہو گی۔ اُس نے پوچھا بادشاہی برطرف ہونے کے بعد کیا ہو گا فرمایا خدا کے عذاب میں گرفتار ہو گا۔ اسی اثنا میں خدا نے ایک مچھر

کو بھیجا جو اس کی ناک کی سوراخ میں داخل ہو گیا اور اُس کا بھیجا کھانے لگا (جب اُس کا سر پیٹا جاتا تھا۔ تو وہ رُک جاتا تھا یہاں تک کہ) محبوب ترین اُس کے نزدیک وہ شخص تھا جو اُس کے سر پر گرز سے مارتا۔ چالیس روز اسی حال سے گذرے یہانتک کہ وہ جہنم واصل ہوا۔ [۱]

ابن عباس سے منقول ہے کہ ایک روز عزیر علیہ السلام نے مناجات کی کہ پالنے والے میں نے تیرے تمام امور و احکام میں غور کیا اور اپنی عقل سے آثار عدالت کو مکمل پایا۔ ایک بات ضرور ہے جس میں میری عقل حیران ہے اور وہ یہ کہ تو ایک گنہگار جماعت پر غضبناک ہوتا ہے اور عذاب بھیجتا ہے تو سب پر جس میں بے گناہ بچے بھی ہوتے ہیں۔ حکم ہوا کہ شہر سے نکل کر صحرا میں چلے جاؤ۔ انہوں نے حکم کی تعمیل کی اور صحرا میں نکل گئے جب ہوا کی گرمی شدید ہوئی ایک درخت کے سائے میں پناہ لی اور سو گئے۔ ایک چیونٹی نے ان کے پیر میں کاٹ لیا انہوں نے جھنجلا کے پیر زمین پر مارا وہاں کی سینکڑوں چیونٹیاں مر گئیں اُس وقت وہ سمجھے کہ خدا نے اُن کو اس مثال کے ذریعہ سمجھایا ہے پھر خدا نے ان کو وحی کی کہ اے عزیرؑ جب کوئی گروہ میرے عذاب کا مستحق ہوتا ہے تو عذاب کا ایک وقت میں مقرر کرتا ہوں جبکہ لڑکوں اور بچوں کی عمر پوری ہو چکی ہوتی ہے تو لڑکے بچے تو اپنی موت سے مرتے ہیں اور گناہ گار لوگ میرے عذاب کے سبب ہلاک ہوتے ہیں۔

بسند صحیح حضرت صادق علیہ السلام سے منقول ہے کہ حق تعالیٰ نے ایک پیغمبر بنی اسرائیل پر مبعوث فرمایا جس کو ارمیا کہتے تھے خدا نے ان کو وحی کی کہ بنی اسرائیل سے پوچھو کہ وہ کون سا شہر ہے جس کو میں نے تمام شہروں میں سے انتخاب اور برگزیدہ کیا ہے اور جس میں عمدہ قسم کے درخت میں نے اگائے ہیں ہر درخت سے الگ اور بہتر اور میں نے ان کو پاک کیا ہے وہ شہر پھر گندہ اور خراب ہو گیا اور عمدہ پھل والے درختوں کے بجائے اُس شہر میں درختان خرنوب پیدا ہو گئے

---

[۱] مولف فرماتے ہیں کہ وہب ابن منبہ سے جو یہ قصے منقول ہیں عامہ کے طریق سے ہیں ان کا کوئی اعتبار نہیں اور احادیث معتبرہ سے یہ ظاہر نہیں کہ بخت نصر مسلمان ہوا۔ چونکہ ابن بابویہ اور قطب راوندی نے یہ روایت نقل کی تھی میں نے بھی نقل کر دی اور توحید مفضل میں بخت نصر کے مسخ ہونے کا ایک خفیف اشارہ ہے لیکن صراحت نہیں۔

جب حضرت ارمیاؑ نے بنی اسرائیل سے یہ بات پوچھی وہ ہنسنے اور آپ کا مذاق اڑانے لگے حضرت نے خدا سے ان کی شکایت کی۔ خدا نے وحی فرمائی کہ اُن سے کہو کہ وہ شہر بیت المقدس ہے اور وہ درخت بنی اسرائیل ہیں جن سے ہر بادشاہ کا تسلط میں نے برطرف کر رکھا تھا۔ آخر اُن لوگوں نے فساد برپا کیا اور میری نافرمانی کرنے لگے تو میں اب اُن پر ایسے شخص جبار کو مسلط کروں گا جو اُن کا خون بہائے گا اُن کے مال و اسباب لوٹ لے گا۔ وہ ہر چند فریاد کریں گے میں اُن پر رحم نہ کروں گا مجھ سے دعائیں مانگیں گے میں قبول نہ کروں گا۔ سو سال تک اُن کا یہی حال رہے گا پھر سو سال کے بعد اُن کو آباد کروں گا۔ جب یہ پیشین گوئی حضرت ارمیاؑ نے بنی اسرائیل سے بیان کی ان کے علماء رونے چلانے لگے کہ یا رسول خدا ہمارا اس میں کیا گناہ ہے ہمارے اعمال اُن نافرمانوں کے سے تو نہیں ہیں لہذا آپ بارگاہ معبود میں مناجات کریں۔ حضرت ارمیاؑ نے سات روز روزہ رکھا اُن پر کوئی وحی نازل نہ ہوئی۔ پھر دوبارہ سات روز روزے رکھے اس کے بعد پھر سات روزے رکھے تو اکیسویں روز اُن پر وحی نازل ہوئی کہ اس ارادہ سے باز آجاؤ کیا تم چاہتے ہو کہ اُس امر میں مجھ سے شفاعت کرو جو میرے حتمی علم سے تعلق رکھتا ہے اگر دوبارہ اس بارے میں تم نے کچھ کہا تو تمہارا چہرہ پشت کی جانب پھیر دوں گا۔ بنی اسرائیل کے علماء سے کہہ دو کہ تمہارا گناہ یہی ہے کہ تم اُن کے گناہوں کو دیکھتے رہے اور چشم پوشی کرتے رہے تم نے ان کو روکا نہیں۔ پھر خدا نے اُن پر بخت نصر کو مسلط فرمایا اُس نے اُن کے ساتھ جو کچھ کیا وہ تم نے سُنا۔ آخر میں بخت نصر نے حضرت ارمیاؑ کو بُلا کر کہا کہ میں نے سنا ہے کہ آپ نے اپنے پروردگار کی جانب سے ان کو خبر دے دی تھی جو کچھ میں نے ان کے ساتھ کیا لیکن ان کی سمجھ میں نہیں آیا۔ اچھا آپ اگر چاہیں تو میرے ساتھ رہیں یا جہاں چاہیں آپ جا سکتے ہیں حضرت نے علیحدہ رہنا پسند فرمایا اور اپنے توشہ میں آپ انگور اور انجیر لے کر اور دوسری روایت کے مطابق انگور اور لہسن ساتھ لے کر شہر سے اتنی دور نکل گئے جہاں تک نظر کام کر سکتی تھی۔ پھر پلٹ کے شہر کی جانب دیکھا اور فرمایا ان مردوں کو خدا کیونکر زندہ کرے گا۔ تو خدا نے ان کی روح قبض کر لی اور سو سال تک مردہ رکھا صبح کے وقت وہ مرے تھے اور جب سو سال کے بعد خدا نے ان کو زندہ کیا تو شام کا وقت تھا اور آفتاب غروب ہونے والا تھا اور سب سے پہلے اُن کے جس عضو میں جان

آئی اُن کی آنکھیں تھیں۔ اُن سے کہا گیا کہ کتنی مدت اس مقام پر تم نے قیام کیا انہوں نے کہا ایک روز اور جب دیکھا کہ آفتاب ابھی غروب نہیں ہوا تو بولے بلکہ ایک روز سے بھی کم۔ کہا گیا نہیں سو سال سے اسی مقام پر پڑے ہو۔ اپنے کھانے پینے کی چیزیں دیکھو کہ اُن میں مطلق تغیر نہیں ہوا ہے اور اپنے خچر کو دیکھو کہ کس طرح بوسیدہ اور اعضا شکستہ ہے۔ پھر خدا نے اُن کی آنکھوں کے سامنے ان کے بدن کی ہڈیوں کو اور اُن کے جانور کے اعضا کو ایک دوسرے سے ملایا اور رگیں پٹھے اور گوشت پوست وغیرہ پیدا کئے وہ صحیح و سالم ہو گئے تو اُٹھ کھڑے ہوئے اور بولے کہ میں جانتا ہوں کہ خدا ہر چیز پر قادر ہے۔ حضرت صادقؑ نے فرمایا کہ بخت نصر کو اس لئے اس نام سے موسوم کیا گیا کہ کُتیے کے دودھ سے پلا تھا۔ بخت کُتیا کا نام تھا اور نَصَّر اُس کے مالک کا۔ بخت نصر گبر (آتش پرست) تھا جس کا ختنہ نہیں ہوا تھا۔ بیت المقدس پر فوج کشی کی چھ لاکھ علم کے ساتھ شہر میں داخل ہوا اور کیا جو کچھ کیا۔

روز چہار شنبہ کی نحوست

بسند معتبر حضرت امیر المومنینؑ سے منقول ہے کہ مہینے کے آخری چہار شنبہ کو بیت المقدس برباد کیا گیا اور اسی روز مسجد حضرت سلیمانؑ اصطخر فارس میں جلائی گئی۔

بسند ہائے معتبر منقول ہے کہ ابن کوا نے حضرت امیر المومنینؑ کی خدمت میں عرض کی کہ لوگ آپ سے روایت کرتے ہیں کہ آپ نے فرمایا ہے کہ ایک لڑکا ایسا گذرا ہے جو اپنے باپ سے (بظاہر) عمر میں بہت بڑا تھا حالانکہ میری عقل اس کو قبول نہیں کرتی ہے۔ حضرت نے فرمایا کہ جب عُزیر اپنے گھر سے نکلے اُن کی زوجہ حاملہ تھی اور اُسی وقت اُن کے لڑکا پیدا ہوا۔ اُس وقت حضرت کی عمر پچاس سال کی تھی خدا نے ان کی روح قبض کر لی جب وہ سو سال کے بعد زندہ ہوئے تو خدا نے ان کو اُسی ہیئت و حالت میں زندہ کیا جیسا کہ پچاس سال کی عمر میں تھے۔ جب وہ اپنے گھر واپس آئے تو اُن کی عمر پچاس کی تھی اور آپ کے لڑکے آپ سے عمر میں بہت بڑے تھے۔

بسند معتبر منقول ہے کہ جب ہشام بن عبدالملک حضرت امام محمد باقرؑ کو اپنے ہمراہ لے گیا۔ عیسائیوں کے ایک بہت بڑے عالم نے جو اُس وقت شام میں تھا حضرت سے چند سوالات کئے اور جواب سُن کر مسلمان ہو گیا۔ اُس کا ایک سوال یہ بھی تھا کہ آپ مجھے آگاہ فرمائیں اُس مرد کے حال سے جس نے اپنی زوجہ

سے مقاربت کی اور وہ دو لڑکوں سے حاملہ ہوئی اور دونوں بیک وقت پیدا ہوئے ایک ہی وقت مرے اور ایک ہی قبر میں دفن ہوئے لیکن ایک کی عمر ڈیڑھ سو سال تھی۔ اور ایک کی عمر صرف پچاس برس کی۔ حضرت نے فرمایا یہ دونوں بھائی عزیر و عزرہ تھے جو ایک ساعت میں پیدا ہوئے جب تیس سال ان کی عمریں ہوئیں تو خدا نے حضرت عزیر کو سو سال تک کے لئے مردہ کر دیا جب ان کو زندہ کیا بیس سال عزرہ کے ساتھ زندہ رہے اور پھر دونوں ایک ہی وقت رحمت الٰہی سے واصل ہوئے۔ عزیر کی مدت زندگانی پچاس سال تھی اور عزرہ کی ڈیڑھ سو سال۔ [1]

تیسواں باب

حضرت یونس بن متی اور ان کے پدر بزرگوار علیہم السلام کے حالات

حق تعالیٰ ارشاد فرماتا ہے۔ فَلَوْلَا كَانَتْ قَرْيَةٌ آمَنَتْ فَنَفَعَهَا إِيمَانُهَا إِلَّا قَوْمَ يُونُسَ لَمَّا آمَنُوا كَشَفْنَا عَنْهُمْ عَذَابَ الْخِزْيِ فِي الْحَيَاةِ الدُّنْيَا وَمَتَّعْنَاهُمْ إِلَىٰ حِينٍ ﴿٩٨﴾ سورہ یونس پ۱۱ کوئی آبادی ایسی کیوں نہ ہوئی کہ ایمان لاتی تو اس کا ایمان اس کو فائدہ دیتا ہاں یونسؑ کی قوم جب (عذاب ظاہر ہونے پر) ایمان لائی تو ہم نے دنیاوی زندگی میں اُن سے رسوائی کا عذاب ٹال دیا اور ہم نے انہیں ایک وقت تک چین و آرام دے دیا۔ اور دوسرے مقام پر فرماتا ہے۔ وَذَا النُّونِ إِذ ذَّهَبَ مُغَاضِبًا فَظَنَّ أَن لَّن نَّقْدِرَ عَلَيْهِ فَنَادَىٰ فِي الظُّلُمَاتِ أَن لَّا إِلَٰهَ إِلَّا أَنتَ سُبْحَانَكَ إِنِّي كُنتُ

---

[1] مولف فرماتے ہیں کہ چونکہ جو حدیثیں اس پر دلالت کرتی ہیں کہ خدا نے جس کو سو سال تک مردہ رکھا وہ حضرت ارمیاؑ تھے زیادہ صحیح اور زیادہ تعداد میں ہیں ممکن ہے جو حدیثیں حضرت عزیرؑ کے بارے میں ہیں تقیہ پر محمول ہوں کہ حضرت نے اہلِ کتاب کی موافقت میں فرمایا ہو تاکہ ان کی ہدایت کا سبب ہو اور وہ انکار نہ کر سکیں اور یہ بھی احتمال ہے کہ دونوں حضرات کے لئے ایسا واقع ہوا ہو اور آیہ مبارکہ میں جو کچھ واقع ہوا ہے اُس میں حضرت ارمیاؑ کی طرف اشارہ ہے اور واضح ہو کہ یہ قصہ بھی رجعت کی حقیقت پر دلالت کرتا ہے اُس متواتر حدیث کے موافق جس کو اس کے پہلے مکرر ہم لکھ چکے ہیں کہ جو کچھ بنی اسرائیل میں واقع ہوا ہے اس امت میں بھی واقع ہوگا۔ ۱۲

مِنَ الظّٰلِمِیْنَ ﴿۸۷﴾ فَاسْتَجَبْنَا لَهٗ وَ نَجَّیْنٰهُ مِنَ الْغَمِّ وَكَذٰلِكَ نُنْجِی الْمُؤْمِنِیْنَ ﴿۸۸﴾ صاحب ماہی یعنی یونسؑ کو یاد کرو جس وقت کہ وہ اپنی قوم کے درمیان سے اُن پر غضبناک ہوکر نکلے اور یہ گمان کیا کہ ہم ان پر روزی تنگ نہ کریں گے۔ امام رضا علیہ السلام سے منقول ہے یعنی ان کو یقین ہوگیا تھا کہ ہم اُن پر روزی تنگ نہ کریں گے اور بعض کا قول ہے یعنی انہی کا گمان تھا کہ ترک اولیٰ جو اُن سے صادر ہوا ہم اس پر کوئی عقوبت مقرر نہ کریں گے چنانچہ حضرت امام محمد باقرؑ سے منقول ہے کہ انہوں نے تاریکیوں اور ظلمتوں میں ندا کی اور امام رضاؑ نے فرمایا یعنی ظلمت شب و ظلمت دریا اور تاریکیٔ شکم ماہی میں (انہوں نے ندا کی) کہ معبود تیرے سوا کوئی خدا نہیں ہیں تیری تنزیہہ کرتا ہوں اُن تمام امور سے جو تیری ذات و صفات کے لائق نہیں ہیں (تو ہر عیب سے پاک و پاکیزہ ہے) بیشک میں قصوروار ہوں یا یہ کہ میں قوم کے درمیان سے چلا آیا حالانکہ اُن کے ساتھ رہنا بہتر تھا یا یہ الفاظ عاجزی و شکستگی کے طور پر کہا بغیر اس کے کہ کوئی گناہ یا امر ناپسندیدہ صادر ہوا ہو۔ حضرت امام رضاؑ سے منقول ہے کہ جب مچھلی کے پیٹ میں ایسے اطمینان قلب کے ساتھ خدا کا ذکر کیا کہ میں نے کبھی خدا کی ایسی عبادت نہیں کی تو (خدا فرماتا ہے کہ) ہم نے ان کی دعا قبول کی اور غم و اندوہ سے ان کو نجات عطا کی اور ہم یوں ہی مومنوں کو غم و رنج سے نجات دیتے ہیں جبکہ وہ ان کلمات کے ساتھ پناہ مانگتے ہیں جیسا کہ بسند معتبر حضرت صادقؑ سے منقول ہے۔

اور دوسری جگہ ارشاد فرماتا ہے۔ وَاِنَّ یُوْنُسَ لَمِنَ الْمُرْسَلِیْنَ ﴿۱۳۹﴾ بیشک یونس پیغمبروں میں سے تھے۔ اِذْ اَبَقَ اِلَى الْفُلْكِ الْمَشْحُوْنِ ﴿۱۴۰﴾ جس وقت قوم کے درمیان سے نکلے اور سامان و اسباب اور لوگوں سے بھری ہوئی کشتی کی جانب آئے۔ فَسَاهَمَ فَكَانَ مِنَ الْمُدْحَضِیْنَ ﴿۱۴۱﴾ تو اہل کشتی کے درمیان قرعہ ڈالا گیا جبکہ مچھلی کشتی کی راہ میں حائل ہوئی تو وہ مغلوبوں میں سے ہوئے اور قرعہ ان کے نام نکلا۔ فَالْتَقَمَهُ الْحُوْتُ وَهُوَ مُلِیْمٌ ﴿۱۴۲﴾ تو مچھلی ان کو نگل گئی۔ اور وہ اپنے آپ کو ملامت کرنے لگے۔ فَلَوْلَاۤ اَنَّهٗ كَانَ مِنَ الْمُسَبِّحِیْنَ ﴿۱۴۳﴾ لَلَبِثَ فِیْ بَطْنِهٖۤ اِلٰى یَوْمِ یُبْعَثُوْنَ تو اگر وہ تسبیح کرنے والے نہ ہوتے تو بے شبہ قیامت تک مچھلی کے شکم میں رہتے فَنَبَذْنٰهُ بِالْعَرَآءِ وَهُوَ سَقِیْمٌ ﴿۱۴۵﴾ پھر ہم نے ان کو شکم ماہی سے نکال کر ایک صحرا میں ڈال دیا جہاں

نہ کوئی درخت تھا نہ سبزہ حالانکہ وہ بیمار تھے۔ کہا جاتا ہے کہ اُن کا جسم اس بچے کے مانند (نرم و نازک) ہوگیا تھا۔ جس وقت کہ وہ ماں کے پیٹ سے پیدا ہوتا ہے۔
وَاَنْۢبَتْنَا عَلَيْهِ شَجَرَةً مِّنْ يَّقْطِيْنٍ ﴿١٤٦﴾ اور ہم نے کدو کا درخت ان کے لئے اُگا دیا جو اُن پر سایہ فگن ہوگیا۔ وَاَرْسَلْنٰهُ اِلٰى مِائَةِ اَلْفٍ اَوْ يَزِيْدُوْنَ ﴿١٤٧﴾ اور ہم نے ان کو ایک لاکھ بلکہ اس سے بھی زیادہ لوگوں پر مبعوث کیا یعنی زمین نینوا پر جو موصل کے شہروں میں سے ہے۔ بعض کہتے ہیں اَوْ (یا) بمعنی واؤ ہے یعنی ایک لاکھ اور زیادہ۔ بعض کہتے ہیں کہ اس سے مراد یہ ہے کہ ہم نے ان کو بہت سی جماعتوں کی طرف بھیجا کہ اگر ان کو کوئی دیکھتا تو کہتا ایک لاکھ اشخاص ہیں یا زیادہ اور زیادتی کے بارے میں بعض کا قول ہے کہ بیس ہزار تھے اور بعض تیس ہزار کہتے ہیں اور بعض کہتے ہیں کہ ستر ہزار تھے۔ فَاٰمَنُوْا فَمَتَّعْنٰهُمْ اِلٰى حِيْنٍ ﴿١٤٨﴾ وہ لوگ ایمان لائے تو ہم نے ان کو کچھ مدت تک مستفید ہونے دیا (یعنی) ان کی آخر عمر تک (دنیا میں اُن سے عذاب ٹال دیا) اور دوسرے مقام پر فرماتا ہے۔
وَلَا تَكُنْ كَصَاحِبِ الْحُوْتِ ۘ اِذْ نَادٰى وَهُوَ مَكْظُوْمٌ ﴿٤٨﴾ اور صاحب حوت کے مانند مت ہونا یعنی یونس کی طرح جبکہ انہوں نے مچھلی کے شکم میں سے پکارا حالانکہ وہ اس میں مقید تھے یا رنج و اندوہ سے بھرے ہوئے تھے۔ لَوْلَآ اَنْ تَدٰرَكَهٗ نِعْمَةٌ مِّنْ رَّبِّهٖ لَنُبِذَ بِالْعَرَآءِ وَهُوَ مَذْمُوْمٌ ﴿٤٩﴾ اگر یہ نہ ہوتا کہ خدا اُن کا تدارک کرتا اور اس کی نعمتیں ان کو پہنچتیں تو وہ خالی بیابان میں جو محل مذمت و ملامت تھا پڑے رہتے۔ فَاجْتَبٰهُ رَبُّهٗ فَجَعَلَهٗ مِنَ الصّٰلِحِيْنَ ﴿٥٠﴾ پھر اُن کے پروردگار نے ان کو برگزیدہ کیا اور ان کو نیکوں میں سے قرار دیا۔

بسند معتبر حضرت صادق علیہ السلام سے منقول ہے کہ خدا نے کسی قوم پر سے عذاب کو اس کے آثار ظاہر ہو جانے کے بعد نہیں ٹالا سوائے یونسؑ کی قوم کے حضرت یونسؑ ان کو اسلام کی دعوت دیتے رہے اور وہ انکار کرتے رہے تو اُن پر بددعا کرنے کا ارادہ کیا اُن میں دو اشخاص تھے ایک عابد تنوخا نامی اور دوسرا عالم تھا جس کو روبیل کہتے تھے۔ عابد کہتا تھا بددعا کیجئے اور عالم اُن پر بددعا کیا جانا نہیں چاہتا تھا کہتا تھا کہ خدا آپ کی بددعا رد تو نہیں کریگا لیکن اپنے بندوں کو ہلاک کرنا بھی پسند نہیں کرتا۔ یونسؑ نے عابد کی بات مان لی اور اُن کے لئے بددعا فرمائی۔ خدا نے ان کو وحی کی کہ فلاں سال فلاں مہینے میں فلاں روز ان پر عذاب نازل

کرونگا۔ جب اس وعدہ کا وقت قریب آیا حضرت یونسؑ عابد کو لے کر اُن کے درمیان سے نکل گئے مگر عالم اُنہی کے ساتھ رہا۔ آثار عذاب دیکھ کر عالم نے کہا خدا سے فریاد و استغاثہ کرو۔ شاید وہ تم پر رحم فرمائے اور عذاب کو ٹال دے لوگوں نے پوچھا کس طرح الحاح وزاری کریں اُس نے کہا گھروں سے نکل پڑو جنگل میں چلو۔ بچوں کو اُن کی ماؤں سے جدا کردو۔ اونٹوں۔ گایوں اور بھیڑ بکریوں کے بچوں کو بھی اُن کی ماؤں سے الگ کردو اور بارگاہ الٰہی میں گڑگڑاؤ توبہ کرو۔ یہ سُن کر سب نے ایسا ہی کیا۔ بیابان میں نکل گئے اور نالہ و فریاد اور بیحد گریہ و زاری کی۔ تو خدا نے ان پر رحم فرمایا اور عذاب ملتوی کردیا جبکہ اُن کے قریب ہوچکا تھا۔ اس کے بعد حضرت یونسؑ آئے تاکہ دیکھیں کہ وہ کس طرح ہلاک ہوتے ہیں۔ تو دیکھا کہ ہل چلانے والے ہل چلا رہے ہیں اُن سے پوچھا کہ یونسؑ کی قوم کا معاملہ کیا رہا۔ اُس نے حضرت کو نہیں پہچانا اور کہا کہ یونسؑ نے اُن پر نفرین کی اُن کی دُعا قبول ہوئی اُن پر عذاب نازل ہوا اور قوم کے لوگ جمع ہوکر روئے چلّائے خدا کی بارگاہ میں توبہ کی خدا نے اُن پر رحم فرمایا اور عذاب اُن سے رد کرکے پہاڑوں پر منتشر کردیا۔ اب وہ لوگ حضرت یونسؑ کی تلاش میں ہیں تاکہ اُن پر ایمان لائیں۔ حضرت یہ سُن کر غضبناک ہوئے اور غصہ میں بھرے ہوئے دریا کے کنارے پہنچے۔ ایک کشتی دیکھی جس پر سامان وغیرہ بار تھا اور روانہ ہونے والی تھی حضرت اجازت لے کر اُس پر سوار ہو گئے جب کشتی دریا کے بیچ میں پہنچی خدا نے ایک بڑی مچھلی بھیجی جس نے کشتی کا راستہ بند کردیا۔ حضرت یونسؑ نے جب اُس مچھلی کو دیکھا بہت ڈرے اور کشتی کے دوسرے لوگوں پر بھی خوف طاری ہوا اور بولے کہ ضرور کوئی گنہگار ہماری کشتی پر ہے دیکھنا چاہئے وہ کون ہے جب قرعہ ڈالا گیا تو حضرت یونسؑ کے نام نکلا تو آپ کو مچھلی کے مُنہ میں ڈال دیا مچھلی پانی میں چلی گئی۔

حضرت یونسؑ کو مچھلی کا نگل لینا۔

علمائے یہود میں کسی نے حضرت امیرالمومنینؑ سے سوال کیا کہ وہ کون سا قیدخانہ ہے جو اپنے قیدی کو لئے ہوئے زمین کے اطراف میں چکر لگاتا تھا فرمایا وہ مچھلی ہے جس کے شکم میں خدا نے حضرت یونسؑ کو قید کردیا تھا وہ مچھلی دریائے قلزم میں چلی گئی وہاں سے دریائے مصر میں آئی پھر وہاں سے دریائے طبرستان میں پہنچی پھر بغداد کے دجلہ میں داخل ہوئی وہاں سے زمین کے نیچے چلی گئی یہاں تک کہ قارون کے پاس پہنچی حضرت یونسؑ نے قارون سے جو گفتگو کی وہ قارون

کے حالات میں بیان ہو چکی ہے اور خدا نے ایک فرشتہ کو جو قارون پر موکل تھا حکم دیا کہ دنیا کے دنوں میں اُس سے عذاب کو روک لے۔ غرض شکم ماہی میں حضرت یونسؑ نے ندا کی۔ لَآ اِلٰهَ اِلَّآ اَنْتَ سُبْحَانَكَ اِنِّیْ كُنْتُ مِنَ الظَّالِمِیْنَ ۔ خدا نے ان کی دعا مستجاب فرمائی اور مچھلی کو حکم دیا تو اُس نے آپ کو دریا کے کنارے اُگل دیا۔ آپ کا گوشت و پوست گل گیا تھا پھر خدا نے درخت کدو آپ کے پاس اُگا دیا۔ جس نے آپ کے جسم پر سایہ کیا تاکہ آفتاب کی حرارت سے تکلیف نہ ہو پھر درخت کو حضرت کے پاس سے دُور کر دیا جب آپ کے جسم پر آفتاب کی شعاعیں پڑیں (اور دھوپ سے اذیت پہنچی) تو آپ بیچین ہو کر فریاد کرنے لگے۔ خدا نے ان کو وحی کی کہ اے یونسؑ ایک لاکھ سے زیادہ آدمیوں پر تم کو رحم نہ آیا اور اپنے لئے ایک ساعت کی تکلیف میں فریاد کرتے ہو عرض کی پالنے والے معاف کر اور میری خطا سے درگذر فرما۔ آخر خدا نے ان کو صحت بخشی اور وہ اپنی قوم کے پاس آئے اور سب ان پر ایمان لائے۔ مچھلی کے پیٹ میں آپ نو گھنٹے رہے۔

دوسری روایت میں امام محمد باقرؑ سے منقول ہے کہ حضرت یونسؑ مچھلی کے پیٹ میں تین روز رہے اور۔ لا الہ الا انت الخ کہتے رہے خدا نے ان کی دعا قبول فرمائی مچھلی نے ساحل پر اُن کو اُگل دیا ان کے لئے خدا نے درخت کدو اُگا دیا جس کو وہ مثل پستان مادر کے چوستے رہے اور اُس کے سایہ میں گذر کرتے تھے۔ ان کے جسم کے تمام بال گر گئے تھے وہ حضرت تسبیح خدا کرتے تھے اور شب و روز یاد خدا میں بسر کرتے تھے۔ جب طاقت آ گئی اور جسم مضبوط ہو گیا خدا نے ایک کیڑا پیدا کر دیا جس نے درخت کدو کی جڑ کھا لی اور وہ درخت خشک ہو گیا۔ حضرت یونسؑ پر یہ امر بہت گراں گذرا اور وہ رنجیدہ ہوئے تو خدا نے وحی کی کہ اے یونسؑ کیوں غمگین ہو عرض کی پالنے والے یہ درخت جس سے مجھ کو فائدہ تھا اُس پر تو نے ایک کیڑے کو مسلط فرما دیا جس نے اُس کو خشک کر دیا ارشاد ہوا اے یونسؑ تم اُس درخت کے لئے تو رنجیدہ ہو گئے جس کو خود تم نے نہ بویا تھا نہ سینچا تھا اور نہ کوئی محنت کی تھی نہ توجہ کی کہ کیوں خشک ہو گیا حالانکہ اُس سے مستغنی ہو چکے ہو لیکن نینوا کے رہنے والے ایک لاکھ سے زیادہ آدمیوں کے لئے تم کو افسوس نہ آیا اور چاہتے ہو کہ اُن پر عذاب نازل ہو حالانکہ وہ سب ایمان لے آئے گناہوں سے پرہیز کرنے لگے ہیں لہٰذا اُن کے پاس جاؤ۔ یہ سُن کر حضرت یونسؑ قوم کی جانب

واپس آئے۔ جب شہر نینوا کے قریب پہنچے۔ شہر میں داخل ہونے سے شرمانے لگے ایک چرواہے کو دیکھا تو اس سے فرمایا کہ شہر میں جا کر ندا دے دو کہ یونسؑ یہاں آئے ہیں چرواہے نے کہا تم جھوٹ کہتے ہو شرم نہیں آتی کہ ایسا دعوےٰ کرتے ہو۔ یونسؑ تو دریا میں ڈوب گئے اور ختم ہو گئے حضرت یونسؑ نے فرمایا تیری یہ گوسفند گواہی دے گی کہ میں یونسؑ ہوں۔ غرضکہ اس کی ایک گوسفند بقدرت خدا گویا ہوئی اور کہا کہ یہی یونسؑ ہیں۔ چرواہے نے اس گوسفند کو اٹھا لیا اور شہر کی جانب دوڑا ہوا گیا اور جب قوم سے پکار کر کہا کہ حضرت یونسؑ آئے ہیں تو لوگ مذاق سمجھ کر اس کو مارنے دوڑے اس نے کہا یہ گوسفند گواہی دے رہی ہے کہ یونسؑ آئے ہیں۔ پھر وہ گوسفند گویا ہوئی اور بولی کہ چرواہا سچ کہتا ہے خدا نے یونسؑ کو تمہاری طرف بھیجا ہے۔ یہ سن کر قوم حضرت یونسؑ کی طرف دوڑی اور لوگ ان کو شہر میں لائے اور ان پر ایمان لائے اُن کا ایمان بہتر و نیک تھا خدا نے ان کو زندہ رکھا جب تک کہ ان کی حیات مقدر کر چکا تھا اور اپنے عذاب سے ان کو امان بخشی۔

دوسری حدیث میں منقول ہے کہ جب خدا نے یونسؑ کو سخت تاکید کی کہ اپنی قوم کو خبر دیں اس کے خلاف جو پہلے (عذاب آنے کی) خبر دے چکے تھے اور ان کو ان کے حال پر چھوڑ دیا تو انہوں نے گمان کیا کہ اگر (عذاب ٹل جانے کی) یہ رسالت قوم کو نہ پہنچائیں تو خدا ان سے کوئی بازپرس نہ کرے گا (امام نے) فرمایا کہ قوم یونسؑ کے عذاب کے بارے میں جبرئیلؑ نے استثنا کیا اور ختم نہ کیا لیکن یونسؑ نے استثنا کو سُنا نہ تھا۔

بسند حسن حضرت امام جعفر صادقؑ سے منقول ہے کہ ایک روز حضرت امّ سلمہؓ نے سرور کائناتؐ کو فرماتے ہوئے سنا کہ وہ اپنے معبود سے مناجات کر رہے ہیں۔ اَللّٰھُمَّ لَا تَکِلْنِیْ اِلٰی نَفْسِیْ طَرْفَۃَ عَیْنٍ اَبَدًا۔ خداوندا مجھ کو کبھی ایک چشم زدن کے لئے بھی میرے حال پر مت چھوڑ یہ امّ سلمہؓ نے عرض کی یا رسولؐ اللہ آپ بھی ایسا فرماتے ہیں۔ حضرت نے فرمایا کیونکر مطمئن ہوں حالانکہ یونسؑ بن متّا کو یک چشم زدن کے لئے اُن کے حال پر چھوڑ دیا تھا تو اُن سے صادر ہوا جو کچھ ہوا۔

دوسری معتبر حدیث میں منقول ہے کہ ابوبصیر نے حضرت صادقؑ سے پوچھا کہ کس سبب سے خدا نے عذاب کو قوم یونسؑ سے ٹال دیا حالانکہ اُن کے سروں کے قریب پہنچ چکا تھا۔ کسی دوسری اُمّت کے بارے میں ایسا نہیں ہوا فرمایا اس لئے

کہ علم الٰہی میں گذر چکا تھا کہ اُن کے توبہ کرنے کے سبب سے عذاب اُن سے برطرف کردے گا۔ اور یونسؑ کو اس کی خبر نہ دی تھی اس لئے کہ چاہتا تھا کہ ان کو اپنی بندگی کے لئے مچھلی کے شکم میں فارغ کردے تاکہ خدا کے کرم و ثواب کے مستحق ہو جائیں۔

دوسری حدیث موثق میں اُن ہی حضرت سے منقول ہے کہ خدا نے جب کسی قوم پر عذاب بھیجا تو پھر واپس نہ کیا سوائے قوم یونسؑ کے لوگوں نے پوچھا۔ کیا عذاب اُن کے سروں کے قریب پہنچ چکا تھا فرمایا ہاں اس قدر نزدیک ہو چکا تھا کہ ہاتھ وہاں تک پہنچ سکتا تھا۔ پوچھا کہ پھر خدا نے کیوں ٹال دیا اور یکبارگی اُن کی بے خبری میں کیوں نہ نازل کردیا جیسا کہ دوسری امتوں پر نازل کیا فرمایا اس لئے کہ خدا کے علم مکنون (پوشیدہ علم) میں گذر چکا تھا کہ وہ توبہ کریں گے اور عذاب ان سے برطرف کردیا جائے گا اور یہ دوسروں پہ ظاہر نہیں کیا گیا تھا۔

اور دوسری صحیح حدیث میں فرمایا کہ جب یونسؑ صبح کو گئے اور کوہستان روحا کی طرف سے گذرے تو کہتے تھے لَبَّیْكَ کَشَّافَ الْکُرُوْبِ الْعِظَامِ لَبَّیْكَ۔ یعنی تیری خدمت میں آیا ہوں اور میں نے تیری دعوت کو قبول کیا ہے اے غموں اور بڑی سختیوں کے دور کرنے والے۔

حدیث معتبر میں امام محمد باقرؑ سے منقول ہے کہ سب سے پہلے جس کے لئے قرعہ ڈالا گیا وہ جناب مریمؑ تھیں اُن کے بعد حضرت یونسؑ کے لئے قرعہ ڈالا گیا جبکہ وہ کشتی میں اُس جماعت کے ساتھ سوار ہوئے اور کشتی دریا کے بیچ میں رُک گئی۔ تین مرتبہ اُس وقت قرعہ ڈالا گیا اور ہر مرتبہ حضرت یونسؑ کے نام نکلا تو حضرت یونسؑ کشتی کے درمیانی حصہ کے پاس آئے تو دیکھا کہ ایک بڑی مچھلی مُنہ کھولے ہوئے ہے تو آپ اُس کے مُنہ میں کود پڑے۔

بسند معتبر ابن یعفور سے منقول ہے کہ ایک روز حضرت صادقؑ نے آسمان کی جانب ہاتھ اُٹھا کر فرمایا۔ رَبِّ لَا تَکِلْنِیْ اِلٰی نَفْسِیْ طَرْفَةَ عَیْنٍ اَبَدًا وَّ لَا اَقَلَّ مِنْ ذٰلِكَ وَلَا اَکْثَرَ۔ یعنی پروردگار مجھ کو میرے حال پر ایک چشم زدن کے لئے بھی نہ چھوڑ نہ اس سے کم نہ اس سے زیادہ یہ کہتے تھے اور آنسو آپ کی آنکھوں سے ریش مبارک پر جاری تھے۔ پھر میری جانب رُخ کیا اور فرمایا کہ اے پسر ابی یعفور خدا نے حضرت یونسؑ کو ایک چشم زدن سے بہت زیادہ کم اُن کے حال پر چھوڑ دیا تھا تو اُن سے وہ ترک اولیٰ صادر ہوا کہ اگر اسی حال میں وہ مرجاتے تو اُن

کے مرتبہ میں بہت کمی واقع ہو جاتی۔

ابن بابویہ رحمۃ اللہ نے کہا ہے کہ یونسؑ کو اس لئے یونسؑ کہتے ہیں کہ جب اپنی قوم پر غضبناک ہوئے تو اُن کے درمیان سے نکل گئے اور اپنے پروردگار سے اُنس اختیار کیا اور جب پھر اپنی قوم کی جانب واپس آئے تو اُن کے مونس بن گئے۔

بسند معتبر حضرت امیرالمومنین علیہ السلام سے منقول ہے کہ خدا نے میری ولایت اہل آسمان و زمین پر پیش کی جس نے قبول کیا قبول کیا اور جس نے انکار کیا انکار کیا اور حضرت یونسؑ نے بھی جیسا کہ چاہیئے قبول نہ کیا یہاں تک کہ خدا نے اُن کو شکم ماہی میں محبوس کر دیا تب انہوں نے قبول کیا جو حق تھا قبول کرنے کا۔

بسند معتبر حضرت صادقؑ سے منقول ہے کہ جب حضرت یونسؑ نے اپنی قوم کی بہت بداعمالیاں دیکھیں اور ان کو نصیحت فرمائی لیکن وہ باز نہ آئے تو غضبناک ہو کر اپنی قوم کے پاس سے چلے گئے اور دریا کے کنارے پہنچے اور ایک جماعت کے ساتھ کشتی میں سوار ہوئے ایک مچھلی کشتی کے راہ میں حائل ہو گئی تاکہ ان کو غرق کر دے حضرت یونسؑ نے فرمایا کہ یہ مچھلی مجھ کو چاہتی ہے مجھے دریا میں ڈال دو اہلِ کشتی کو پس و پیش ہوا اور بولے کہ آپ تو ہم میں سب سے بہتر ہیں آپ کو کیوں مچھلی چاہے گی۔ یہاں تک کہ قرعہ ڈالا اور تین مرتبہ حضرت یونسؑ کے نام نکلا تو لوگوں نے آپ کو دریا میں ڈال دیا اور مچھلی آپ کو نگل گئی۔ خدا نے مچھلی کو وحی فرمائی کہ میں نے یونسؑ کو تیرا رزق نہیں قرار دیا ہے۔ اُن کی ہڈی نہ توڑنا اور ان کا گوشت مت کھانا۔ مچھلی آپ کو دریاؤں میں گھماتی رہی۔ اور وہ خدا کو تاریکیوں میں ندا دیتے تھے لا الٰہ الا انت الخ جب مچھلی اُس دریا میں پہنچی جس میں قارون تھا اُس نے ایسی آواز سنی کہ پہلے کبھی نہ سنی تھی تو اس نے اُس فرشتے سے پوچھا جو اُس پر موکل تھا کہ یہ کیسی آواز ہے اُس نے کہا یہ یونسؑ پیغمبر ہیں مچھلی کے پیٹ میں ذکر خدا کر رہے ہیں اُس نے کہا کیا تو اجازت دیتا ہے کہ میں اُن سے کچھ کلام کروں کہا ہاں۔ قارون نے کہا اے یونسؑ ہارونؑ کیا ہوئے فرمایا وہ مر گئے تو قارون رویا پھر پوچھا موسیٰؑ کیا ہوئے فرمایا وہ بھی مر گئے قارون پھر رویا تو خدا نے وحی کی اُس فرشتے پر جو موکل تھا کہ عزیزوں کے لئے رقت کے سبب اُس پر عذاب میں تخفیف کر دے اور دوسری روایت کے بموجب وحی فرمائی کہ بقیہ ایام دنیا تک عذاب کو ملتوی کر دے۔ حضرت صادق علیہ السلام نے فرمایا

کہ پیغمبر خداؐ فرماتے تھے کہ کسی کو زیبا نہیں ہے کہ یہ کہے کہ میں آسمان پر جانے سے خدا سے بہ نسبت یونسؑ کے جو دریا میں تھے نزدیک ہو گیا تھا کیونکہ خدا کے لئے آسمان و دریا سب ایک ہے۔ خدا مجھے آسمان پر اس واسطے لے گیا تھا کہ وہاں کے عجائب دکھلائے اور یونسؑ کو دریا میں لے گیا تاکہ دریاؤں کے عجائب دکھلائے۔

بسند معتبر منقول ہے کہ حضرت امام محمد باقرؑ نے فرمایا کہ حضرت امیر المومنینؑ کی بعض کتابوں میں میں نے دیکھا کہ حضرت رسولؐ نے مجھ سے فرمایا کہ مجھے خدا نے جبرئیلؑ کے ذریعہ سے خبر دی کہ اُس نے یونسؑ بن متا کو اُن کی قوم پر مبعوث فرمایا جس وقت کہ ان کی عمر تیس سال تھی وہ بہت تنومند شخص تھے لیکن صبر کا حوصلہ بہت نہ رکھتے تھے اور قوم کی جانب التفات زیادہ نہ تھی اور پیغمبری کے بار گراں کی برداشت نہ رکھتے تھے اور بارِ نبوت اُٹھانے میں مشغول نہ ہوتے تھے بلکہ اس سے دور رہنا چاہتے تھے جیسے کہ شتر جوان بار اٹھانے سے بھاگتا ہے۔ غرض کہ تینتیس۳۳ سال اپنی قوم میں رہے اور ان کو خدا پر ایمان اور اپنی پیغمبری و اطاعت کی جانب دعوت دیتے رہے لیکن وہ نہ ایمان لائے نہ آپ کی متابعت کی سوائے دو شخصوں کے جن میں سے ایک روبیل تھے اور ایک کا نام تنوخا تھا۔ روبیل صاحب علم و پیغمبری و حکمت والے خاندان سے تھے اور یونسؑ کے ساتھ مدت سے رہتے تھے قبل اس کے کہ وہ مبعوث ہوں اور تنوخا ضعیف العقل عابد و زاہد تھا جو خدا کی عبادت میں بہت کوشش و مبالغہ کرتا تھا لیکن علم و حکمت سے محروم تھا۔ روبیل گوسفند چراتے اور اسی پر زندگی گذارتے۔ تنوخا لکڑیاں سر پہ جنگل سے لاتا اور فروخت کر کے روزی حاصل کرتا تھا۔ روبیل کی عزت یونسؑ کے نزدیک تنوخا سے زیادہ تھی۔ اس سبب سے کہ وہ صاحب علم و حکمت تھے اور مدت سے حضرت کی خدمت میں رہتے تھے۔ جب یونسؑ نے دیکھا کہ ان کی قوم اُن کی باتیں نہیں مانتی اور اُن پر ایمان نہیں لاتی تو بہت مکدر ہوئے اور صبر و اضطراب نفس میں پیدا ہوا تو خدا سے اس حال کی شکایت کی اور کہا پروردگارا تو نے مجھے قوم پر مبعوث فرمایا جبکہ میں تیس۳۰ سال کا تھا اور تینتیس۳۳ سال اُن میں رہا اور ان کو تیری وحدانیت اور اپنی رسالت کی تصدیق کی دعوت دیتا رہا اور تیرے غضب اور عذاب سے ڈراتا رہا لیکن انہوں نے میری تکذیب کی اور میری رسالت سے انکار کیا اور ایمان نہ لائے اور میری پیغمبری کا مذاق اُڑاتے رہے اور مجھ کو ڈراتے و دھمکاتے ہیں مجھے خوف ہے کہ وہ مجھے مار ڈالیں گے لہٰذا اُن پر عذاب نازل فرما یہ وہ لوگ ہیں جو ایمان نہ لائیں گے خدا نے

اُن پر وحی فرمائی کہ اُن کے درمیان حاملہ عورتیں۔ نابالغ بچے۔ ضعیف مرد۔ کمزور عورتیں اور کمزور عقل کے لوگ ہیں اور میں عدل کے ساتھ حکم کرنے والا خدا ہوں میری رحمت میرے غضب پر سبقت رکھتی ہے۔ میں چھوٹوں پر قوم کے بزرگوں کے گناہ کے سبب عذاب نہیں کیا کرتا۔ اے یونسؑ وہ سب میرے بندے ہیں میرے پیدا کئے ہوئے اور بنائے ہوئے ہیں میرے شہر میں رہتے ہیں میری روزی کھاتے ہیں چاہتا ہوں کہ ان کے عذاب میں ترقی و دلجوئی کے ساتھ تاخیر کروں انتظار کرتا ہوں کہ شاید وہ لوگ توبہ کریں۔ میں نے تم کو اُن پر مبعوث کیا ہے اس لئے کہ تم اُن کے محافظ و نگران رہو اور اُن پر مہربانی کرو اس قرابت کے سبب سے جو تم کو اُن سے ہے اور پیغمبری کی رافت و رحمت کے لئے شفقت و کرم کے ساتھ اُن سے پیش آؤ اور رسالت کے تحمل کے سبب اُن کی برائیوں پر صبر کرو اور اُن پر بیماروں پر شفقت کرنے والے دانا طبیب کے مانند اُن پر مہربان رہو لیکن تم نے اُن پر سختی کی اور رفق و مدارات سے پیش نہ آئے اور پیغمبروں کے طریقہ سے محبت و شفقت کے ساتھ اُن سے برتاؤ نہ کیا اور اب جبکہ تمہارا صبر زائل ہوگیا اور تمہارا خلق تنگ ہوگیا اور بے تامّل اُن کے لئے عذاب کے طالب ہوگئے میرے بندے نوح کا صبر تم سے زیادہ تھا اور اُن کا اپنی قوم کے ساتھ برتاؤ بہت اچھا تھا اور صبر و انتظار بہت زیادہ تھا اور اُن کا عذر مکمل تھا لہذا میں نے اُن کے لئے اُن کی قوم پر قہر و غضب کیا جبکہ وہ خود قوم پر غضبناک ہوئے اور میں نے ان کی دُعا قبول کی جب انہوں نے دعا کی۔ یونسؑ نے عرض کی خداوندا میں اُن پر غضبناک نہیں ہوا مگر اس لئے کہ انہوں نے تیری مخالفت کی اور ان کے لئے میں نے بددُعا نہیں کی مگر جب کہ انہوں نے تیری نافرمانی کی لہذا تیرے عزت و جلال کی قسم میں اُن پر مہربان نہیں ہو سکتا اور اب ہرگز ان کو مشفقانہ نصیحت نہ کروں گا اُس کے بعد جبکہ وہ اس مدت میں کافر ہوگئے اور تیری وحدانیت سے انکار کرنے لگے اور میری رسالت کی تکذیب کرنے لگے لہذا اُن پر عذاب نازل فرما کیونکہ وہ ہرگز ایمان نہیں لائیں گے پھر حق تعالیٰ نے فرمایا اے یونسؑ وہ ایک لاکھ سے زیادہ میری مخلوق۔۔۔ ہیں۔ میرے شہروں کو آباد کرتے ہیں اور میرے اور بندے اُن سے پیدا ہوں گے۔ یہ پسند کرتا ہوں کہ انتظار کروں اور اُن کے ساتھ مہربانی سے پیش آؤں اس سبب سے کہ تمہارے اور اُن کے بارے میں میرے علم میں گذر چکا ہے اور میری تقدیر و تدبیر تمہاری تقدیر و تدبیر سے علیحدہ ہے تم پیغمبر مرسل ہو اور میں پروردگار حکیم ہوں اُن

کے حالات کے بارے میں میرا علم باطنی اور پوشیدہ ہے غیبی علوم جو میں جانتا ہوں۔ اس کی انتہا کسی کو نہیں معلوم۔ اور تمہارا علم ان کے ظاہری حالات سے متعلق ہے تم ان کے باطن اور انجام سے آگاہ نہیں ہوا ہے۔ یونسؑ میں نے اُن کے حق میں تمہاری دعا قبول کی اور اُن پر عذاب بھیجوں گا لیکن تمہاری دعا کا قبول ہونا میری جانب سے تمہارے ثواب کے حصہ میں زیادتی کا سبب نہ ہوگا اور تمہارے قرب ومنزلت کے درجہ کے لئے بہتر ہوگا۔ اور ماہ شوال کے روز چہارشنبہ کو طلوع آفتاب کے بعد اُن پر عذاب نازل ہوگا لہذا اُن کو آگاہ کردو کہ ایسا ہی ہوگا۔ یہ سن کر یونسؑ علیہ السلام بہت خوش ہوئے نہ رنجیدہ ہوئے نہ یہ سمجھے کہ اس کا انجام کیا ہوگا پھر تنوخا عابد کے پاس آئے اور اپنی قوم پر عذاب کا حال اُن سے بیان کیا کہ فلاں روز عذاب نازل ہوگا اور کہا آؤ قوم کو آگاہ کردیں۔ تنوخا نے کہا۔ کہ چھوڑیئے کیا ضرورت ہے ان کو اطلاع دینے کی اچھا ہے کفر و معصیت کے سبب بے خبری میں اُن پر عذاب نازل ہو جائے حضرت یونسؑ نے کہا ہم روبیل کے پاس چل کر مشورہ کریں کیونکہ وہ ایک مرد عالم و دانا ہیں اور پیغمبر کے خاندان سے ہیں۔ غرض کہ روبیل کے پاس پہنچے۔ یونسؑ نے کہا خدا نے مجھے خبر دی ہے کہ فلاں وقت میری قوم پر عذاب نازل فرمائے گا تمہاری کیا رائے ہے میں جا کر قوم کو آگاہ کردوں۔ روبیل نے کہا واپس جایئے اور اپنے معبود سے پیغمبر بردبار ورسول صاحب کرم و بزرگ کے مانند ان کی شفاعت کیجئے اور التجا کیجئے کہ خدا اُن سے عذاب کو روک دے کیونکہ خدا اُن پر عذاب کرنے سے بے نیاز ہے۔ اور اپنے بندوں کے لئے نرمی وشفقت زیادہ پسند فرماتا ہے اور یہ آپ کے لئے زیادہ نفع کا باعث ہے اور اس کی بارگاہ میں آپ کے قرب ومنزلت کی زیادتی کا سبب ہوگا۔ شاید آپ کی قوم کفر وانکار سے باز آئے اور ایمان لائے لہذا صبر کیجئے اور تاخیر کیجئے۔ تب تنوخا نے کہا وائے ہو تم پر اے روبیل یہ کیا مصلحت ہے جو یونسؑ کے بارے میں تم سمجھتے ہو کہ ان کی سفارش کریں بعد اس کے کہ وہ خدا کے منکر ہو گئے اور یونسؑ کی پیغمبری سے منحرف ہیں اور ان کو اپنے گھروں سے نکال دیا اور ان کو سنگسار کرنا چاہا تھا۔ روبیل نے کہا خاموش تو ایک مرد عابد ہے تجھ کو علم نہیں پھر حضرت یونسؑ کی طرف متوجہ ہو کر پوچھا کہ فرمایئے کہ اگر خدا عذاب بھیجے گا تو سب کو ہلاک کرے گا یا بعض کو فرمایا سب کو۔

میں نے خدا سے ایسا ہی طلب کیا ہے اور مجھے اُن پر مطلق رحم نہیں آتا کہ پھر ان کی شفاعت کروں کہ عذاب اُن سے برطرف کردے روبیل نے کہا اے یونسؑ جس وقت اُن پر عذاب نازل ہو اور وہ آثار عذاب مشاہدہ کریں اور خدا سے توبہ و استغفار کریں تو شاید خدا اُن پر رحم فرمائے کیونکہ وہ ارحم الراحمین ہے اور شاید عذاب اُن سے زائل کردے تو پھر آپ کو وہ سب دروغ گو سمجھیں گے تنوخا نے کہا وائے ہو تم پر اے روبیل تم نے بہت بڑی بات کہی پیغمبر مرسل تم کو خبر دے رہے ہیں کہ خدا نے اُن پر وحی فرمائی ہے کہ عذاب اُن پر نازل ہوگا اور تم ایسی بات کرتے ہو بلکہ خدا کے قول کو تم نے رد کیا اور سخن خدا و رسول میں شک کیا۔ جاؤ تمہارے اعمال ضائع ہو گئے روبیل نے کہا کہ اے تنوخا تیری رائے ضعیف ہے پھر حضرت یونسؑ سے کہا جب آپ کی قوم پر عذاب نازل ہوگا اور سب ہلاک ہو جائیں گے۔ اور اُن کے شہر برباد و ویران ہو جائیں گے تو کیا ایسا نہیں ہے کہ خدا آپ کا نام دفتر انبیاء سے محو کر دے گا اور آپ کی رسالت برطرف ہو جائے۔ اور آپ بعض ضعیف انسانوں کے مانند ہو جائیں کیونکہ آپ کے ہاتھ سے ایک لاکھ بندے ہلاک ہوئے ہوں گے۔ آخر یونسؑ نے روبیل کی نصیحت قبول نہ فرمائی اور تنوخا کو لے کر شہر سے دور نکل گئے پھر یونسؑ واپس آئے اور اپنی قوم کو آگاہ کیا کہ فلاں روز بعد طلوع آفتاب تم پر عذاب نازل ہوگا یہ سن کر لوگوں نے آپ کی تکذیب کی اور آپ کو سختی اور اہانت کے ساتھ شہر سے نکال دیا تو یونسؑ اور تنوخا شہر سے دور نکل گئے اور انتظار کرنے لگے کہ اُن پر عذاب نازل ہو روبیل قوم کے درمیان موجود رہے۔ جب ماہ شوال کی پہلی تاریخ آئی روبیل ایک بلند پہاڑ پر چڑھ گئے اور قوم کو آواز دی کہ میں روبیل ہوں تم پر مشفق و مہربان۔ ماہ شوال داخل ہو گیا اور تمہارے پیغمبر خدا کے رسول یونسؑ نے تم کو خبر دی ہے کہ خدا نے اُن کو وحی فرمائی ہے کہ عذاب اس مہینے کے درمیانی چہار شنبہ کو طلوع آفتاب کے بعد نازل ہوگا اور خدا اپنے رسولوں سے جو وعدہ کرتا ہے اُس کے خلاف نہیں کرتا لہذا سوچو کر تم کو کیا کرنا چاہیئے۔ روبیل کی اس بات سے وہ لوگ خوفزدہ ہوئے اور نزول عذاب کا ان کو یقین ہو گیا اور روبیل کے پاس دوڑے ہوئے آئے اور بولے آپ کی اب ہمارے متعلق کیا رائے ہے۔ آپ حکیم و دانا ہیں اور آپ ہمیشہ ہمارے حال پر مہربان رہے ہیں اور ہم نے سنا ہے کہ آپ

نے حضرت یونسؑ سے بہت کچھ ہماری سفارش کی ہے۔ لہذا جیسا آپ فرمائیے۔ ہم اُس پر عمل کریں۔ روبیل نے کہا میری رائے یہ ہے کہ جب درمیانی چہار شنبہ کی صبح نمودار ہو جس میں نزول عذاب کا وعدہ ہے۔ عورتوں اور شیر خوار اور غیر شیر خوار بچوں کو ایک دوسرے سے جدا کرو اور عورتوں کو پہاڑ کے دامن میں ٹھہراؤ اور بچوں کو دریا کے سیلاب کے راستہ میں کھڑا کرو۔ اور حیوانات کے بچوں کو بھی اُن کی ماؤں سے الگ کردو اور یہ سب آفتاب نکلنے سے پہلے ہونا چاہیئے اور جب دیکھو کہ زرد ہوا مشرق سے آرہی ہے۔ چھوٹے اور بڑے سب کے سب آواز گریہ و استغاثہ بلند کرو اور خدا کی بارگاہ میں گریہ وزاری اور توبہ و استغفار کرنا شروع کرو اور سروں کو آسمان کی جانب بلند کر کے کہو خداوندا ہم نے اپنے نفسوں پر ظلم کیا اور تیرے پیغمبر کی تکذیب کی ہم اپنے گناہوں سے توبہ کرتے ہیں اگر تو ہم کو نہ بخشے گا اور ہم پر رحم نہ کرے گا تو یقیناً ہم عذاب میں مبتلا ہوں گے اور نقصان اُٹھانے والوں میں سے ہوں گے اے خدا ہماری توبہ قبول فرما اور ہم پر رحم کر اے سب سے زیادہ رحم کرنے والے۔ اور تم کو گریہ وزاری اور توبہ و انابت سے دل تنگ نہ ہونا چاہیئے جب تک کہ آفتاب غروب نہ ہو یا تم سے عذاب برطرف نہ ہو جائے غرضکہ روبیل کی رائے پر سب متفق ہوئے۔ جب وعدہ کا دن آیا یونسؑ شہر سے باہر نکلے اور ایسے مقام پر پہنچے جہاں سے ان کی آوازیں سُن سکیں۔ اور اگر عذاب نازل ہو جائے تو دیکھ سکیں۔ اور وہ لوگ بھی صبح ہوتے ہی روبیل کے ارشاد کے بموجب عمل میں لائے جب آفتاب طلوع ہوا نہایت سخت و تند زرد و سیاہ ہوا چلنا شروع ہوئی جس میں ایک مہیب آواز ظاہر تھی۔ جب ان لوگوں نے اس ہوا کو دیکھا سب کے سب یکبارگی رونے چلانے اور فریاد کرنے لگے اور توبہ و استغفار میں مشغول ہو گئے اور بچے اپنی ماؤں کی تلاش میں رونے لگے اور جانوروں کے بچے اپنی ماؤں کے دودھ نہ ملنے سے بے چین ہو کر چلانے لگے اور حیوانات اپنے چارہ و گھاس کے لئے شور کرنے لگے۔ یونس اور تنوخا اُن کے رونے چلّانے کی آوازیں سنتے تھے اور بددعا کرتے تھے کہ خدا اُن پر عذاب کو زیادہ سخت کرے اور روبیل اُن کی آوازیں سنتے تھے اور دعا کرتے تھے کہ خداوندا عذاب اُن سے برطرف کردے جب ظہر کا وقت آیا آسمان کے دروازے کھول دیئے گئے خدا کا غضب ٹھنڈا ہوا اُن پر خدا نے رحم فرمایا اور بخش دیا اور اُن کی دعائیں مستجاب فرمائیں اور اُن کی توبہ

قبول کی اور ان کے گناہوں کو بخش دیا اور اسرافیلؑ پر وحی فرمائی کہ قوم یونسؑ نے نالہ و فریاد اور توبہ و استغفار کی لہذا میں نے اُن پر رحم کیا اور اُن کی توبہ قبول فرمائی اور میں توبہ کا بہت قبول کرنے والا ہوں اور اپنے بندوں پر بہت مہربان ہوں اور ان بندوں کی توبہ بہت جلد قبول کر لیتا ہوں جو اپنے گناہوں سے پشیمان ہوتے ہیں۔ چونکہ میرے بندہ یونسؑ نے مجھ سے اپنی قوم پر عذاب کی خواہش کی تھی اور یہ شرط نہیں کی تھی کہ میں ان کو ہلاک بھی کر دوں تو میں نے اُن پر عذاب نازل کر دیا۔ اور اب تم جاؤ اور عذاب اُن سے برطرف کر دو۔ اسرافیلؑ نے عرض کی پالنے والے تیرا عذاب اُن کے کاندھوں تک پہنچ چکا ہے اور قریب ہے کہ ان کو ہلاک کر دے جب تک پہنچوں گا وہ ہلاک ہو چکے ہوں گے خدا نے فرمایا کہ میں نے فرشتوں کو حکم دیا ہے کہ عذاب کو اُن کے سروں پر روکے رہیں جب تک میرا حکم نہ پہنچے اُن پر نازل نہ ہونے دیں تو اے اسرافیلؑ تم جاؤ اور اُن سے عذاب کو برطرف کر کے اُن پہاڑوں پر نازل کر دو جو اُس شہر کے گرد چشموں اور دریاؤں سے متصل ہیں اور دوسرے پہاڑوں پر اپنی بلندی کے سبب فخر و ناز کرتے ہیں اُن کو ذلیل و نرم کر دو کہ وہ لوہے بن جائیں۔ جناب اسرافیلؑ نازل ہوئے اور اپنے پروں کو کھولا اور عذاب اُن سے برطرف کر دیا اور پہاڑوں پر نازل کر دیا جن کے لئے خدا نے حکم دیا تھا وہ تمام پہاڑ موصل کے نواح میں ہیں اور وہ سب کے سب قیامت تک کے لئے آہن بن گئے۔ غرض کہ جب قوم یونسؑ نے دیکھا کہ عذاب اُن سے ٹال دیا گیا پہاڑوں سے نیچے اُترے اور اپنے گھروں میں داخل ہوئے اور اپنے زن و فرزند مال و متاع کو واپس لائے۔ دوسرے روز شنبہ کے دن جناب یونسؑ اور تنوخا نے ان کی آوازیں نہیں سنیں یقین کر لیا کہ عذاب اُن پر نازل ہو گیا اور چاہا کہ چل کر اُن کا حال دیکھیں کہ وہ کیونکر ہلاک ہوئے ہیں جب وہ شہر کے قریب آئے دیکھا کہ لکڑہارے اور چرواہے آ رہے ہیں اور اہل شہر بدستور اپنے کاموں میں مشغول ہیں یونسؑ نے تنوخا سے کہا کہ جو کچھ (عذاب کے بارے میں) مجھ پر وحی ہوئی تھی اس کے خلاف واقع ہوا اس لئے میری قوم والے مجھے دروغ گو کہیں گے اور آئندہ اُن کے نزدیک میری عزت و منزلت کچھ نہ رہے گی اور اُسی جگہ سے غضبناک ہو کر دریا کی طرف چلے اس طرح کہ کوئی شخص اُن کو نہ پہچانے اور کوشش کر رہے تھے کہ ان کی قوم کا کوئی شخص نہ دیکھے کہ اُن کو جھوٹا کہے۔ تنوخا شہر میں داخل ہوا روبیل نے اس سے کہا کہ کس کی

رائے زیادہ مناسب اور زیادہ قابل عمل تھی تیری رائے یا میری تنوخا نے کہا آپ کی رائے زیادہ بہتر تھی اور آپ نے جو کچھ کہا وہ علماء و حکماء کی رائے تھی اور میں ہمیشہ گمان کیا کرتا تھا کہ میں آپ سے بہتر ہوں اس سبب سے کہ میرا زہد اور میری عبادت آپ سے زیادہ تھی اب آپ کا فضل و شرف اُس علم کے سبب سے جو آپ کو خدا نے عطا فرمایا ہے مجھ پر ظاہر ہو گیا اور میں نے سمجھ لیا کہ حکمت تقوٰے کے ساتھ زہد سے بہتر ہے۔ اور عبادت بغیر علم کے کامل نہیں ہوتی۔ پھر وہ دونوں ایک دُوسرے کے مصاحب ہو گئے اور اپنی قوم کے ساتھ رہنے لگے۔ حضرت یونسؑ پنجشنبہ کو دریا کے کنارے پر پہنچے۔ سات روز تک جنگل میں درخت کدو کے نیچے پڑے رہے اور دوسرے ہفتہ میں واپس ہوئے اور اپنی قوم کے پاس آئے۔ وہ لوگ اُن حضرت پر ایمان لائے اُن کی تصدیق کی اور اُن کی اطاعت و فرمانبرداری میں مشغول ہوئے۔

دوسری حدیث میں انہی حضرت سے منقول ہے کہ قوم یونسؑ نے اُن کو ستایا اور یونسؑ نے اُن پر لعنت کی اور خدا نے وعدہ فرمایا کہ عذاب اُن پر نازل کرے گا۔ تو پہلے روز اُن کے چہرے زرد ہو گئے۔ دوسرے روز سیاہ ہو گئے اور عذاب اُن کے سر کے قریب پہنچ گیا کہ اُن کے نیزے اُس کے قریب پہنچ سکتے تھے تو ان لوگوں نے بچوں کو اُن کی ماؤں سے جُدا کیا اور حیوانات کے بچوں کو بھی اُن کی ماؤں سے الگ کیا اور موٹے جھوٹے کپڑے پہنے اور اپنی گردنوں میں رسیاں باندھیں اور خاک اپنے سروں پر ڈالی اور سب نے ایک آواز ہو کر خدا کی بارگاہ میں رونا چلّانا شروع کیا اور کہنے لگے ہم یونسؑ کے خدا پر ایمان لائے تو خدا نے اُن سے عذاب کو پہاڑوں کی طرف ہٹا دیا دوسرے روز جب صبح ہوئی یونس کو گمان تھا کہ وہ سب ہلاک ہو گئے ہیں لیکن جب دیکھا کہ وہ سب بدستور خیریت سے ہیں غصہ ہو کر دریا کی جانب رُخ کیا کشتی میں سوار ہوئے اُس میں دو شخص اور تھے جب کشتی دریا میں پہنچی ہچکولے کھانے لگی ملاح نے کہا کوئی بھاگا ہوا اس کشتی میں آ گیا ہے یونسؑ نے کہا کہ میں وہ بھاگا ہوا ہوں جو اپنے آقا کے حضور سے بھاگا ہے اور اُٹھے کہ اپنے کو دریا میں ڈال دیں دیکھا کہ ایک بہت بڑی مچھلی مُنہ کھولے ہوئے ہے یہ دیکھ کر خوفزدہ ہوئے اور وہ دوسرے دونوں مرد اُن سے لپٹ گئے اور بولے کہ شاید ہم دونوں میں سے کسی کے سبب سے کشتی اضطراب میں ہے۔ لہٰذا قرعہ ڈالا گیا اور وہ حضرت یونسؑ کے نام نکلا اُس روز سے یہ طریقہ جاری ہوا کہ جب قرعہ کے تین تیر ہوتے ہیں تو وہ کبھی خطا نہیں کرتے۔ غرضکہ یونسؑ نے اپنے کو دریا میں

ڈال دیا اور مچھلی ان کو نگل گئی اور سات روز تک اُن کو دریاؤں میں لئے پھرتی رہی آخر دریائے مسجور میں داخل ہوئی جہاں قارون پر عذاب ہو رہا تھا حضرت یونسؑ کی تسبیح و تقدیس کی آواز سنی اُس نے ملک سے پوچھا جو عذاب کر رہا تھا کہ یہ کس کی آواز ہے فرشتے نے کہا کہ یونسؑ کی آواز ہے جن کو مچھلی کے پیٹ میں قید کیا گیا ہے۔ قارون نے کہا کیا اجازت ہے کہ میں اُن سے کچھ گفتگو کروں فرشتے نے اجازت دے دیدی۔ قارون نے پوچھا اسے یونسؑ موسیٰؑ کیا ہوئے فرمایا عالم بقا کی جانب رحلت فرمائی۔ یہ سُن کر قارون نے پوچھا ہارون کیا ہوئے حضرت نے فرمایا وہ بھی رحلت فرما گئے یہ سُن کر وہ بہت رویا اور فریاد کی۔ تو خدا نے اُس فرشتے پر وحی فرمائی جو اُس پر موکل تھا کہ باقی عذاب قیام دنیا تک اس سبب سے روک دے کہ اُس نے اپنے عزیزوں کے لئے رقت کی۔

بسند معتبر حضرت امام رضا علیہ السلام سے منقول ہے کہ جب خدا نے حضرت یونسؑ کو حکم دیا کہ اپنی قوم کو عذاب کی اطلاع دے دیں۔ جب عذاب اُن پر نازل ہوا تو ان لوگوں نے عورتوں اور بچوں اور حیوانات میں جدائی ڈالی اور گریہ وزاری شروع کی جب ان کی آوازیں بارگاہ الٰہی میں بلند ہوئی تو خدا نے اُن سے عذاب کو ٹال دیا اور حضرت یونسؑ غصہ میں بھرے ہوئے دریا کی جانب چلے گئے مچھلی نے ان کو نگل لیا اور تین روز تک سات دریاؤں میں لئے پھری جب وہ مچھلی کے پیٹ سے باہر آئے تو ان کا گوشت و پوست زائل ہو چکا تھا خدا نے ان کے لئے کدو کا درخت اُگا دیا جس نے اُن پر سایا کیا جب ان کے جسم میں قوت آ گئی تو درخت خشک ہونے لگا یونسؑ نے عرض کی پالنے والے جو درخت مجھ پر سایا کرتا تھا خشک ہو گیا وحی ہوئی کہ اسے یونسؑ ایک درخت کے لئے جو تم پر سایا کرتا تھا اضطراب کرتے ہو لیکن افسوس نہیں کرتے ایک لاکھ سے زیادہ انسانوں کے لئے بلکہ اُن پر عذاب نازل ہونے کی خواہش رکھتے ہو۔ [1]

[1] مولف فرماتے ہیں کہ احادیث مختلفہ کا جمع کرنا جو حضرت یونسؑ کے شکم ماہی میں ٹھہرنے کے بارے میں وارد ہوئی ہیں مشکل ہے شاید بعض روایات عامہ کے موافق تقیہ کے طور پر وارد ہوئی ہوں۔ اور حضرت یونسؑ کی خطا ترکِ اولیٰ اور ایک امر مکروہ تھا کیونکہ خدا نے ان کو اجازت دے دی تھی کہ اپنی قوم کی تبلیغ ترک کر دیں اور وعدہ فرمایا کہ عذاب اُن پر نازل ہوگا پھر آنحضرت پر لازم نہ تھا کہ وہ جب تک تبلیغ کے لئے حکم خدا نہ ہوتا اپنی (باقی ص۸۶۵ پر)

ابو حمزہ ثمالی نے روایت کی ہے کہ ایک روز عبداللہ بن عمر نے امام زین العابدین علیہ السلام کی خدمت میں آکر کہا کہ آپ کہتے ہیں کہ میرے جد بزرگوار حضرت علیؑ کی ولایت حضرت یونسؑ پر پیش کی گئی انہوں نے اقرار کرنے میں توقف کیا اس لئے خدا نے ان کو شکم ماہی میں ڈالا۔ اُن حضرت نے فرمایا بیشک میں نے کہا ہے تیری ماں تیرے سوگ میں بیٹھے۔ عبداللہ نے کہا کہ اگر آپ سچ کہتے ہیں تو سچائی کی کچھ علامت دکھلائیے (ابو حمزہ کہتے ہیں کہ) حضرت نے اس کی اور میری آنکھوں پر پٹی باندھی اور تھوڑی دیر کے بعد فرمایا اپنی آنکھیں کھول دو جب ہم نے اپنی آنکھیں کھولیں تو اپنے کو دریا کے کنارے پایا جس کی موجیں بلند ہو رہی تھیں۔ عبداللہ بن عمر نے کہا اے میرے سردار میرا خون آپ کی گردن پر ہوگا حضرت نے فرمایا اضطراب مت کر اپنی سچائی کی علامت تجھے دکھلانا چاہتا ہوں پھر مچھلی کو آواز دی ایک مچھلی نے کوہ عظیم کے مانند لبیک لبیک اے ولیٔ خدا کہتی ہوئی دریا سے سر نکالا حضرت نے فرمایا تو کون ہے عرض کی اے میرے سردار ماہی یونسؑ ہوں فرمایا کہ مجھے خبر دے کہ یونسؑ کا قصہ کیا تھا عرض کی اے میرے سردار خداوند عالم نے آدمؑ سے آپ کے جد حضرت محمدؐ تک کسی پیغمبر کو مبعوث نہیں فرمایا مگر یہ کہ آپ اہلبیتؑ کی ولایت اُن پر پیش کی جس نے قبول کی وہ محفوظ رہا اور جس نے انکار کیا وہ مبتلا کیا گیا یہاں تک کہ حق تعالیٰ نے یونسؑ کو پیغمبری کے ساتھ مبعوث فرمایا اور اُن کو وحی فرمائی کہ امیر المومنین علیؑ اور اُن کے بعد ائمہ راشدینؑ کی ولایت قبول کرو جو علیؑ کے صلب سے ہوں گے اور دوسرے امور جو اُن پر وحی کے ذریعہ نازل کئے گئے یونسؑ نے کہا کیونکر ان کی ولایت قبول کروں جن کو دیکھا نہیں اور نہ پہچانتا ہوں اور دریا کے کنارے آئے تو خدا نے مجھے وحی فرمائی کہ یونسؑ کو نگل لوں مگر اُن کی ہڈیاں سالم رہیں۔ وہ میرے شکم میں چالیس روز رہے ہیں اُن کو دریاؤں اور تاریکیوں میں گھماتی رہی اور وہ ندا کرتے رہے۔ لَآ اِلٰہَ اِلَّآ اَنْتَ سُبْحَانَكَ اِنِّیْ كُنْتُ مِنَ الظّٰلِمِیْنَ۔

(بقیہ حاشیہ صفحہ ۸۶۴) قوم میں آتے اور چونکہ اولیٰ یہ تھا کہ باوجود قوم کی برائیوں کے اُن پر شفقت فرماتے اور بارگاہ خدا میں ان کی شفاعت کرتے اور پھر خدا کے حکم کے منتظر رہتے لیکن انہوں نے ایسا نہیں کیا اس لئے خدا نے ان کی تادیب فرمائی اور تادیب کے سلسلہ میں اُن حضرت کا مرتبہ بلند کیا اور دریا کے عجائبات ان کو دکھلائے اور اس کو اُن کے لئے بمنزلہ معراج کے قرار دیا اور اُن کا غصہ قوم کی بدکاریوں پر تھا نہ کہ جناب اقدس الٰہی کی ذات پر اور خدا کے لطف و کرم کے بھروسہ پر گمان یہ تھا کہ خدا اُن پر ناراض نہ ہوگا اور دوسری وجہیں بھی روایات و تفسیر کے ضمن میں مذکور ہیں۔ ۱۲

(اور بارگاہ خدا میں عرض کرتے رہے کہ) میں نے امیرالمومنینؑ کی اور اُن کی اولاد میں سے ائمہ راشدینؑ کی ولایت قبول و منظور کی۔ جب وہ آپ حضرات کی ولایت پر ایمان لائے تو مجھے خدا نے حکم دیا اور میں نے ان کو دریا کے کنارے اُگل دیا۔ یہ سُن کر امام نے حکم فرمایا کہ اے مچھلی اپنے مقام پر واپس جا تو وہ مچھلی چلی گئی اور موجیں زائل ہوگئیں پانی ساکن ہوگیا۔ [۱]

جناب متیٰ پدر جناب یونسؑ کا شرف

حدیث معتبر میں حضرت صادقؑ سے منقول ہے کہ داؤدؑ پیغمبر نے مناجات کی کہ پالنے والے بہشت میں میرے قریب میری منزلوں میں میرا مثل و نظیر کون ہوگا۔ وحی نازل ہوئی کہ وہ متیؑ علیہ السلام حضرت یونسؑ کے پدر بزرگوار ہوں گے حضرت داؤدؑ نے اجازت چاہی کہ ان کی زیارت کو جائیں۔ خدا نے اجازت دے دی تو وہ اپنے فرزند سلیمانؑ کے ہمراہ اُن کے گھر گئے۔ دیکھا کہ لیف خرما کا گھر ہے جب ان کا حال دریافت کیا معلوم ہوا کہ وہ بازار گئے ہوئے ہیں وہاں تلاش کیا تو معلوم ہوا کہ لکڑہاروں کے بازار میں ہیں وہاں پہنچکر جستجو کی تو لوگوں نے کہا ابھی آتے ہیں وہاں ان کے انتظار میں بیٹھ گئے تھوڑی دیر میں اُن کو آتے ہوئے دیکھا اس طرح کہ لکڑی کا گٹھا سر پر رکھے ہوئے ہیں ان کو دیکھ کر لوگ ان کی تعظیم کو اُٹھے اور ان کا استقبال کیا۔ متّا نے لکڑی زمین پر رکھ دی اور شکر خدا بجا لائے اور فرمایا کون ہے جو مال طیب و حلال کو مال طیب و حلال سے خرید کرے۔ یہ سُن کر ایک شخص نے کچھ قیمت لگائی دوسرے نے کچھ اور زیادہ دام کہا یہاں تک کہ ایک شخص کے ہاتھ فروخت کر دیا اس کے بعد داؤد و سلیمانؑ ان کے سامنے آئے اور اُن کو سلام کیا آپ نے جواب سلام دے کر گھر چلنے کی تکلیف دی اور لکڑی کی قیمت جو ملی تھی اُس سے گیہوں یا جو خرید فرمایا گھر لاکر اُس کو پیسا اور اُس کے آٹے کو گوندھا اور آگ روشن کر کے روٹیاں بناکر اس میں ڈال دیں اور بیٹھ کر باتیں کرنے لگے۔ پھر اُٹھے دیکھا کہ روٹیاں تیار ہیں ان کو ایک لکڑی کے ظرف میں توڑ کر ڈال دیا اور اُس پر نمک چھڑک دیا اور لوٹا اپنے پاس رکھ لیا اور

---

[۱] مولف فرماتے ہیں کہ ممکن ہے کہ خداوند عالم نے انبیاء پر ولایت ائمہ طاہرینؑ کا قبول کرنا حتمی طور پر واجب نہ فرمایا ہو جس کا ترک کرنا موجب گناہ ہو یا یہ کہ سب نے قبول کیا اور بعض نے قبول کرنے میں اہتمام نہ کیا واللہ اعلم اور شیخ طوسیؒ نے مصباح میں ذکر کیا ہے کہ حضرت یونسؑ کو خدا نے نویں محرم کو مچھلی کے پیٹ سے باہر نکالا اور یہ بعض سابق حدیثوں کے مخالف ہے۔ ۱۲

اور دو زانو بیٹھے اور بسم اللہ کہہ کر لقمہ مُنہ میں رکھا اور خوب چبا کر کھایا تو الحمدللہ کہا پھر دوسرا لقمہ اُٹھایا اور اسی طرح کھایا پھر پانی بسم اللہ کہہ کر اُٹھایا اور پی کر الحمدللہ کہا اور کہا کہ خداوندا کون ہے جسے تونے کوئی نعمت عطا کی ہو جیسی مجھے عطا فرمائی ہے میری آنکھیں کان اور جسم کو صحیح وسالم قرار دیا ہے اور اتنی قوت عطا کی ہے کہ اُس درخت کے پاس جاتا ہوں جسے خود نہیں اُگایا ہے اور نہ اُس کی حفاظت میں کوئی محنت وتکلیف اُٹھائی ہے اس کو تونے میری روزی قرار دی اور تو میرے پاس خریدار بھیج دیتا ہے جو اُس لکڑی کو خریدتا ہے اور میں اس کی قیمت سے غذا خریدتا ہوں جس کو خود نہیں بویا اور تونے آگ کو میرے لئے مسخر کیا جس سے میں نے روٹیاں پکائیں اور اس کو تونے ایسا بنادیا کہ میں نے خواہش کے ساتھ اس کو کھایا تاکہ تیری عبادت کی قوت حاصل کروں لہذا حمد تیرے ہی لئے سزاوار ہے اُس کے بعد روئے پھر داوٗدؑ نے سلیمانؑ سے کہا اے فرزند اُٹھو اور چلو ہم نے کسی بندے کو اس مرد سے زیادہ شکر گذار نہیں دیکھا۔

باب اکتیسواں

اصحاب کہف ورقیم کے حالات

خداوند عالم ارشاد فرماتا ہے اَمْ حَسِبْتَ اَنَّ اَصْحٰبَ الْكَهْفِ وَالرَّقِيْمِ ۙ كَانُوْا مِنْ اٰيٰتِنَا عَجَبًا ⑨ کیا تم نے گمان کیا کہ اصحاب غار ورقیم ہماری قدرت کی نشانیوں میں سے عجیب تھے۔ بعض کہتے ہیں کہ اصحاب رقیم وہی اصحاب کہف ہیں اور رقیم اُس وادی یا اُس پہاڑ کا نام ہے جس میں وہ غار تھا یا اُس شہر کا نام تھا جہاں سے وہ لوگ بھاگے تھے یا اُس تختی کا نام تھا جس پر اُن کا قصّہ نقش کرکے غار کے دروازہ پر لٹکا دیا تھا یا ان کے کتّے کا نام تھا۔ بعض کہتے ہیں کہ اصحاب رقیم ایک دوسرا گروہ ہے جن کا قصّہ مذکور ہوگا۔

(سورۂ کہف ۱۸ آیت ۹ پ ۱۵ ع ۱۶)

بسند معتبر حضرت صادق علیہ السلام سے منقول ہے کہ اصحاب کہف ورقیم ایک گروہ تھا جو ناپید ہوگئے اور اس زمانہ کے بادشاہ نے اُن کے اور اُن کے باپ دادا

کے اور عزیز و اقربا کے نام سیسے کی تختیوں پر نقش کر کے (غار کے سرے پر لٹکا دیا)
إِذْ أَوَى الْفِتْيَةُ إِلَى الْكَهْفِ فَقَالُوا رَبَّنَا آتِنَا مِن لَّدُنكَ رَحْمَةً وَهَيِّئْ لَنَا مِنْ أَمْرِنَا رَشَدًا ﴿١٠﴾ جس وقت غار میں اُن جوانوں نے پناہ لی تو دعا کی کہ اے ہمارے پالنے والے ہم کو اپنی جانب سے رحمت عطا فرما اور ہمارے لئے وہ امر مہیا کر جو ہماری رشد و اصلاح کا باعث ہو۔ حدیث معتبر میں منقول ہے کہ حضرت صادقؑ سے ایک شخص نے پوچھا کہ حضور پر فدا ہوں ہم لوگ نوجوان کو فتی کہتے ہیں فرمایا شاید تم نہیں جانتے کہ اصحاب کہف بوڑھے تھے اور خدا نے ان کو فِتْيَه (جوان) کہا ہے اس سبب سے کہ انہوں نے جوانمردی کی اور ایمان لائے اور جو شخص خدا پر ایمان لاتا ہے وہ پرہیزگار ہے اور فتی ہے اگرچہ بوڑھا ہو فَضَرَبْنَا عَلَىٰ آذَانِهِمْ فِي الْكَهْفِ سِنِينَ عَدَدًا ﴿١١﴾ تو ہم نے اُن کے کانوں پر پردہ خواب قائم کر دیا تاکہ آوازوں سے بیدار نہ ہو سکیں (اسی طرح) غار میں چند سال گذرے۔ ثُمَّ بَعَثْنَاهُمْ لِنَعْلَمَ أَيُّ الْحِزْبَيْنِ أَحْصَىٰ لِمَا لَبِثُوا أَمَدًا ﴿١٢﴾ پھر ہم نے انہیں بیدار کیا تاکہ ہم دیکھیں کہ دو گروہوں میں سے کس کو (غار میں) ٹھہرنے کی مدت خوب یاد ہے نَّحْنُ نَقُصُّ عَلَيْكَ نَبَأَهُم بِالْحَقِّ ۚ إِنَّهُمْ فِتْيَةٌ آمَنُوا بِرَبِّهِمْ وَزِدْنَاهُمْ هُدًى ﴿١٣﴾ وَرَبَطْنَا عَلَىٰ قُلُوبِهِمْ (اے رسولؐ) ہم اُن کا حال تم سے بالکل ٹھیک بیان کرتے ہیں وہ چند جوان تھے کہ اپنے پروردگار پر ایمان لائے تھے اور ہم نے ان کی ہدایت اور زیادہ کر دی اور ہم نے ان کے دلوں کو صبر کرنے کے لئے مضبوط بنا دیا۔
إِذْ قَامُوا فَقَالُوا رَبُّنَا رَبُّ السَّمَاوَاتِ وَالْأَرْضِ لَن نَّدْعُوَ مِن دُونِهِ إِلَٰهًا ۖ لَّقَدْ قُلْنَا إِذًا شَطَطًا ﴿١٤﴾ جب وہ لوگ اُٹھ کھڑے ہوئے اور کہنے لگے ہمارا پروردگار تو بس سارے آسمان و زمین کا مالک ہے ہم اُس کے سوا کسی کی ہرگز عبادت نہ کریں گے اگر ہم ایسا کریں تو یقیناً ہم نے عقل سے دور بات کی هَٰؤُلَاءِ قَوْمُنَا اتَّخَذُوا مِن دُونِهِ آلِهَةً ۖ لَّوْلَا يَأْتُونَ عَلَيْهِم بِسُلْطَانٍ بَيِّنٍ ۖ فَمَنْ أَظْلَمُ مِمَّنِ افْتَرَىٰ عَلَى اللَّهِ كَذِبًا ﴿١٥﴾ یہ ہماری قوم والے ہیں جنہوں نے خدا کو چھوڑ کر دوسرے معبود بنا لئے ہیں تو یہ لوگ اس کی کوئی صریح دلیل کیوں نہیں پیش کرتے اور جو شخص خدا پر جھوٹ بہتان باندھے اُس سے بڑھ کر ظالم کون ہوگا۔
وَإِذِ اعْتَزَلْتُمُوهُمْ وَمَا يَعْبُدُونَ إِلَّا اللَّهَ فَأْوُوا إِلَى الْكَهْفِ يَنشُرْ لَكُمْ رَبُّكُم مِّن رَّحْمَتِهِ وَيُهَيِّئْ لَكُم مِّنْ أَمْرِكُم مِّرْفَقًا ﴿١٦﴾ پھر وہ آپس میں

کہنے لگے کہ جب تم نے اُن سے علیحدگی اختیار کی جن کی خدا کے سوا یہ لوگ پرستش کرتے ہیں تو چلو غار میں جا بیٹھو تمہارا پروردگار تم پر اپنی رحمت وسیع کر دے گا اور تمہارے کام میں تمہارے لئے آسانی کے سامان فراہم کر دے گا وَتَرَى الشَّمْسَ إِذَا طَلَعَتْ تَزَاوَرُ عَنْ كَهْفِهِمْ ذَاتَ الْيَمِينِ وَإِذَا غَرَبَتْ تَقْرِضُهُمْ ذَاتَ الشِّمَالِ وَهُمْ فِي فَجْوَةٍ مِنْهُ اور تم آفتاب کو دیکھتے ہو جب طلوع ہوتا ہے تو ان کے غار کی داہنی جانب جھک کر نکل جاتا ہے اور جب غروب ہوتا ہے تو ان سے بائیں طرف کترا کر چلا جاتا ہے اور وہ لوگ غار میں ایک کشادہ جگہ لیٹے ہیں۔ ذَٰلِكَ مِنْ آيَاتِ اللَّهِ ۗ مَنْ يَهْدِ اللَّهُ فَهُوَ الْمُهْتَدِ ۖ وَمَنْ يُضْلِلْ فَلَنْ تَجِدَ لَهُ وَلِيًّا مُرْشِدًا ﴿۱۷﴾ یہ اُن کا قصہ یا آفتاب کا اُن پر چمکنا خدا کی نشانیوں میں سے ہے خدا جس کی ہدایت کرتا ہے تو وہ ہدایت یافتہ ہے اور جس کو گمراہ کرتا ہے یعنی اس سے اپنا لطف و کرم روک دیتا ہے تو اس کے لئے تم کسی کو مددگار و راہ نما نہ پاؤ گے۔ وَتَحْسَبُهُمْ أَيْقَاظًا وَهُمْ رُقُودٌ ۚ وَنُقَلِّبُهُمْ ذَاتَ الْيَمِينِ وَذَاتَ الشِّمَالِ ۖ وَكَلْبُهُمْ بَاسِطٌ ذِرَاعَيْهِ بِالْوَصِيدِ ۚ اور تم گمان کرتے ہو کہ وہ جاگ رہے ہیں اس لئے کہ اُن کی آنکھیں کھلی ہوئی ہیں۔ جیسا کہ علی بن ابراہیم نے روایت کی ہے اُن کے کروٹ بدلنے کی وجہ سے حالانکہ وہ سو رہے ہیں اور ہم اُن کو داہنی کروٹ سے بائیں کروٹ بدل دیتے ہیں تاکہ زمین اُن کے پہلوؤں کو زخمی و خراب نہ کر دے اور اُن کا کُتّا اپنے ہاتھوں کو غار کے سامنے پھیلائے ہوئے بیٹھا ہے علی بن ابراہیم نے روایت کی ہے کہ خداوند عالم سال میں دو مرتبہ ان کو ایک کروٹ سے دوسری کروٹ بدل دیتا ہے۔ لَوِ اطَّلَعْتَ عَلَيْهِمْ لَوَلَّيْتَ مِنْهُمْ فِرَارًا وَلَمُلِئْتَ مِنْهُمْ رُعْبًا ﴿۱۸﴾ اگر تم کو ان کا حال معلوم ہو اور تم ان کو دیکھو تو اُن کے پاس سے بھاگ کھڑے ہو اور بلاشبہ اُن کے خوف سے تمہارا دل کانپ جائے اُس رعب کے سبب سے جو خدا نے اُن کے لئے قرار فرمایا ہے یا اُن کے عظیم اجسام یا اُن کی آنکھیں کھلی ہونے کے سبب سے یا اُس مقام کی وحشت کے سبب سے۔ حضرت امام محمد باقرؑ سے منقول ہے کہ ان خطابوں سے حضرت رسول مراد نہیں ہیں بلکہ اُن کے حال کے بیان اور اُن کے معاملہ کی دہشت کے سلسلہ میں عام خطاب ہے۔ وَكَذَٰلِكَ بَعَثْنَاهُمْ لِيَتَسَاءَلُوا بَيْنَهُمْ ۚ قَالَ قَائِلٌ مِنْهُمْ كَمْ لَبِثْتُمْ ۖ قَالُوا لَبِثْنَا يَوْمًا أَوْ بَعْضَ يَوْمٍ ۚ

اور اسی طرح ہم نے اُن کو بیدار کیا تا کہ بعض اُن میں بعض سے سوال کریں اور اپنے حال سے آگاہ ہوں اُن میں سے کسی نے کہا کہ کتنی دیر یہاں ٹھہرے اور سوئے وہ بولے ایک روز یا اس سے بھی کم۔ قَالُوْا رَبُّكُمْ اَعْلَمُ بِمَا لَبِثْتُمْ فَابْعَثُوْٓا اَحَدَكُمْ بِوَرِقِكُمْ هٰذِهٖٓ اِلَى الْمَدِيْنَةِ فَلْيَنْظُرْ اَيُّهَآ اَزْكٰى طَعَامًا فَلْيَأْتِكُمْ بِرِزْقٍ مِّنْهُ وَلْيَتَلَطَّفْ وَلَا يُشْعِرَنَّ بِكُمْ اَحَدًا ﴿۱۹﴾ انہوں نے کہا تمہارا پروردگار زیادہ جانتا ہے کہ تم کس قدر سوئے اچھا اب اپنے میں سے کسی کو شہر کی جانب روپے دیکر بھیجو کہ تمہارے واسطے پاکیزہ طعام لائے (علی بن ابراہیم نے روایت کی ہے کہ ازکی طعاماً سے مراد طعام حلال ہے) اور کوشش کرکے غذائے پاکیزہ حاصل کرے یا اس کو کوئی نہ پہچانے اور کوئی ایسی بات نہ کرے جس سے اہل شہر تمہارے حال سے آگاہ ہو جائیں۔
اِنَّهُمْ اِنْ يَّظْهَرُوْا عَلَيْكُمْ يَرْجُمُوْكُمْ اَوْ يُعِيْدُوْكُمْ فِيْ مِلَّتِهِمْ وَلَنْ تُفْلِحُوْٓا اِذًا اَبَدًا ﴿۲۰﴾ کیونکہ اگر وہ تم پر قابو پالیں گے تو تم کو سنگسار کردیں گے یا اپنے دین پر واپس کریں گے اور اگر اُن کے دین کو قبول کروگے تو کبھی فلاح نہ پاؤگے۔ وَكَذٰلِكَ اَعْثَرْنَا عَلَيْهِمْ لِيَعْلَمُوْٓا اَنَّ وَعْدَ اللّٰهِ حَقٌّ وَّاَنَّ السَّاعَةَ لَا رَيْبَ فِيْهَا ۚ اور ہم نے اسی طرح لوگوں کو اُن کے حال سے مطلع کیا تا کہ وہ جان لیں کہ مردوں کو زندہ کرنے کا وعدہ حق ہے اور یہ کہ قیامت کے آنے میں کوئی شک نہیں۔
اِذْ يَتَنَازَعُوْنَ بَيْنَهُمْ اَمْرَهُمْ فَقَالُوا ابْنُوْا عَلَيْهِمْ بُنْيَانًا ۭ رَبُّهُمْ اَعْلَمُ بِهِمْ ۭ جب لوگوں نے آپس میں اختلاف کیا کہ قیامت میں مردے زندہ ہوں گے یا نہیں یا اصحاب کہف کے بارے میں اختلاف کیا کہ کتنے دن سوئے یا اُن کے سوجانے کے متعلق اختلاف کیا کہ مرگئے یا سو رہے ہیں اور یہ کہ ہم ایک شہر اُن کے گرد آباد کردیں یا ایک مسجد تعمیر کردیں جیسا کہ فرمایا ہے کہ ایک بنیاد ڈالو خدا اُن کے حال سے آگاہ ہے قَالَ الَّذِيْنَ غَلَبُوْا عَلٰٓي اَمْرِهِمْ لَنَتَّخِذَنَّ عَلَيْهِمْ مَّسْجِدًا ﴿۲۱﴾ اُن لوگوں نے کہا جو اُن کے معاملہ پر حاوی ہوچکے تھے کہ ہم ایک مسجد اُن کے قریب تعمیر کریں گے جس میں لوگ نماز پڑھیں۔ سَيَقُوْلُوْنَ ثَلٰثَةٌ رَّابِعُهُمْ كَلْبُهُمْ ۚ وَيَقُوْلُوْنَ خَمْسَةٌ سَادِسُهُمْ كَلْبُهُمْ رَجْمًۢا بِالْغَيْبِ ۚ وَيَقُوْلُوْنَ سَبْعَةٌ وَّثَامِنُهُمْ كَلْبُهُمْ ۭ قُلْ رَّبِّيْٓ اَعْلَمُ بِعِدَّتِهِمْ مَّا يَعْلَمُهُمْ اِلَّا قَلِيْلٌ ڧ فَلَا تُمَارِ فِيْهِمْ اِلَّا مِرَاۗءً ظَاهِرًا ۠ وَّلَا تَسْتَفْتِ فِيْهِمْ مِّنْهُمْ اَحَدًا ﴿۲۲﴾ عنقریب لوگ کہیں گے کہ اصحاب کہف تین اشخاص تھے اور چوتھا اُن کا کتا تھا اور بعض کہیں گے کہ وہ پانچ افراد تھے چھٹا کتا تھا حالانکہ اُن کا

صحیح علم ان کو نہیں اور بعض لوگ کہیں گے کہ وہ سات افراد تھے آٹھواں کتا تھا اے رسولؐ کہہ دو کہ ان کی تعداد میرا پروردگار بہتر جانتا ہے اور اُن کے حال سے واقف نہیں ہیں مگر تھوڑے لوگ لہٰذا اُن کے بارے میں لوگوں سے بحث مت کرو سوائے اس قدر جتنا کہ تمہارے پاس وحی آئی ہے اور نہ لوگوں سے اُن کے بارے میں کچھ پوچھ گچھ کرو یعنی یہود و نصاریٰ سے۔ پھر فرمایا ہے۔ وَلَبِثُوۡا فِیۡ كَهۡفِهِمۡ ثَلٰثَ مِائَةٍ سِنِيۡنَ وَازۡدَادُوۡا تِسۡعًا ﴿۲۵﴾ قُلِ اللّٰهُ اَعۡلَمُ بِمَا لَبِثُوۡا ۚ لَهٗ غَيۡبُ السَّمٰوٰتِ وَالۡاَرۡضِ‌ؕ ۔ اور وہ لوگ غار میں تین سو سال رہے یعنی تین سو نو سال (سوتے) رہے۔ اے رسولؐ تم کہہ دو کہ خدا زیادہ جانتا ہے کہ وہ کتنے دن سوتے رہے اور وہی زمین و آسمان کی پوشیدہ چیزوں کا جاننے والا ہے علی بن ابراہیم نے بیان کیا ہے کہ ان کی تعداد کا خدا نے جو ذکر کیا ہے وہ اہل کتاب کا قول نقل فرمایا ہے۔ لہٰذا اس کے بعد فرمایا ہے کہ کہہ دو کہ خدا زیادہ جانتا ہے۔ اور روایت کی ہے کہ وہ لوگ حضرت عیسیٰؑ اور پیغمبر آخرالزمان کے زمانہ کے درمیان تھے اور رقیم دو تختیاں تانبے کی تھیں جن پر ان کے حالات نقش تھے ان کا مسلمان ہونا اور دقیانوس بادشاہ کا اُن کے مارڈالنے کا ارادہ کرنا اور ان کا غار میں جانا سب درج تھا۔

بسند حسن حضرت صادق علیہ الصلوٰۃ والسلام سے روایت ہے کہ سورہ کہف کے نازل ہونے کا سبب یہ تھا کہ کفار قریش نے نفر بن حارث، عقبہ بن ابی معیط اور عامر بن وائل کو علمائے یہود کے پاس بھیجا جو نجران میں تھے تاکہ اُن سے چند باتیں ایسی حاصل کریں جن کے متعلق رسولؐ خدا سے سوال کریں۔ انہوں نے کہا کہ تین سوالات اُن سے کرو اگر وہ وہی جواب دیں جو ہم جانتے ہیں تو وہ سچے ہیں اور ایک مسئلہ ایسا دریافت کرو جس کے بارے میں وہ کہیں کہ جانتے ہیں تو وہ (معاذ اللہ) دروغگو ہیں۔ اُن لوگوں نے پوچھا کہ وہ کون کون سے سوالات ہیں کہا یہ کہ پہلے زمانہ میں وہ کتنے جوان تھے جو شہر سے باہر نکلے اور غائب ہوگئے اور سو رہے۔ کتنے دنوں تک سوتے رہے اور اُن کے ساتھ غیر جنس اور کون تھا اور اُن کا قصہ کیونکر ہے۔ دُوسرا سوال یہ کہ جس وقت خدا نے موسیٰؑ کو حکم دیا کہ فلاں عالم کے پاس جا کر اُس سے کچھ علم حاصل کرو تو وہ عالم کون تھا اور موسیٰؑ کس طرح اُن کے پاس پہنچے۔ تیسرا سوال یہ کہ وہ کون شخص تھا جس نے تمام مشرق و مغرب کی سیاحت کی اور طلوع وغروب آفتاب کے مقام تک پہنچا یہاں تک کہ یاجوج و ماجوج کی دیوار تک گیا اور اُس کا حال اور قصہ کیا ہے اور یہ تینوں باتیں

جس طرح خود جانتے تھے اُن سے بیان کر دیا اور کہا کہ اگر وہ ان کا جواب اسی طرح دیں جیسا کہ ہم نے تم کو بتا دیا ہے تو وہ اپنے دعوائے پیغمبری میں سچے ہیں اور اگر اس کے خلاف بیان کریں تو اُن کی تصدیق مت کرو۔ ان لوگوں نے پوچھا وہ چوتھا مسئلہ کیا ہے اُنہوں نے کہا اُن سے پوچھنا کہ قیامت کب آئے گی۔ اگر وہ دعویٰ کریں کہ میں جانتا ہوں کہ کب آئے گی تو وہ جھوٹے ہیں اس لئے کہ قیامت کا علم سوائے خدا کے کسی کو نہیں۔ غرضکہ وہ لوگ وہاں سے واپس آکر حضرت ابوطالب علیہ الصلوٰۃ والسلام کے پاس جمع ہوئے اور کہنے لگے کہ آپ کا برادر زادہ دعویٰ کرتا ہے کہ آسمانی خبریں اُس کو پہنچتی ہیں لہٰذا ہم چند سوالات اُس سے کرنا چاہتے ہیں اگر وہ اُن کے صحیح جوابات سے ہم کو آگاہ کرے تو سچا ہے۔ ورنہ ہم سمجھیں گے کہ اس کا دعویٰ غلط ہے۔ حضرت ابوطالبؑ نے فرمایا کہ جو چاہے پوچھو انہوں نے وہ تینوں مسئلے دریافت کئے۔ پیغمبرؐ نے فرمایا کل جواب دوں گا اور انشاء اللہ نہ فرمایا اس سبب سے چالیس روز وحی نازل نہیں ہوئی جس سے حضرت بہت مغموم ہوئے اور جو لوگ ایمان لائے تھے ان کو بھی آپ کی نبوّت میں شک ہونے لگا اور کفار قریش بہت خوش ہو ہو کر مذاق اُڑانے لگے اور حضرت ابوطالبؑ بھی بہت رنجیدہ ہُوئے۔ چالیس روز کے بعد جبرئیلؑ سورۂ کہف لے کر نازل ہُوئے حضرت نے پوچھا اے جبرئیلؑ اس مرتبہ تو میرے پاس بہت دیر سے آئے۔ عرض کی ہم بغیر اذن خدا نازل ہونے کی طاقت نہیں رکھتے۔ پھر قصہ اصحاب کہف کی آیتیں حضرت کے سامنے پڑھیں اور اُن کا مفصل قصّہ بیان کیا حضرت امام جعفر صادق علیہ السلام نے فرمایا کہ اصحاب کہف و رقیم ایک جبار ظالم بادشاہ کے زمانہ میں تھے جو اپنے ملک والوں کو بتوں کی پرستش کی دعوت دیتا جو قبول نہ کرتا اُس کو مار ڈالتا اور یہ (اصحاب کہف) مومن تھے اور خدا کی عبادت کرتے تھے۔ بادشاہ نے شہر کے دروازہ پر ایک جماعت نگہبانوں کی مقرر کر رکھی تھی اور تاکید کر دی تھی کہ کسی کو شہر سے باہر نہ نکلنے دیں جب تک بتوں کو سجدہ نہ کرلے۔ یہ لوگ شکار کے بہانے سے شہر کے باہر نکلے۔ اثنائے راہ میں ایک چرواہے سے مُلاقات ہوئی اس کو اسلام کی دعوت دی اور اپنے ساتھ لینا چاہا اُس نے قبول نہ کیا بلکہ اُس کا کتّا ان کے ساتھ ہو لیا حضرت صادقؑ فرماتے ہیں کہ حیوانوں میں سے سوائے بلعم باعور کے خچر اور اصحاب کہف کے کتّے اور یوسف علیہ السلام کے بھیڑیئے کے کوئی داخل جنت نہ ہوگا غرضکہ اصحاب کہف بادشاہ کے دین سے منحرف ہو کر شہر سے چلے جب شام

ہوئی تو اسی غار میں داخل ہو گئے۔ کتّا اُن کے ہمراہ تھا۔ خدا نے اُن پر نیند مسلط کر دی اور وہ سوتے رہے یہاں تک کہ خدا نے اُس بادشاہ اور اُس کی جماعت کو ہلاک کر دیا وہ زمانہ گذر گیا اور دوسرا زمانہ آیا دوسرے لوگ پیدا ہوئے (غرض بعد مدّت کے) وہ لوگ بیدار ہوئے اور ایک نے دوسرے کو دیکھا اور کہا ہم کتنا سوئے اور آفتاب کو دیکھا کہ بلند ہو چکا ہے تو کہنے لگے کہ ہم ایک روز یا ایک روز سے کچھ کم سوئے پھر ایک شخص کو کچھ روپے دے کر کہا بازار جاؤ اس طرح کہ کوئی تم کو نہ پہچانے اور ہمارے لئے کھانا لاؤ۔ اگر ہم کو وہ لوگ پہچان لیں گے تو یا تو مار ڈالیں گے یا اپنے دین پر واپس لے جائیں گے۔ وہ شخص جب شہر میں داخل ہوا شہر کو پہلے سے بالکل بدلا ہوا پایا اور ان لوگوں کو دیکھا جن کو کبھی نہ دیکھا تھا نہ پہچانتا تھا۔ اور نہ وہ لوگ اس کی زبان سمجھ سکتے تھے اور نہ وہ ان لوگوں کی باتیں سمجھ سکتا تھا۔ لوگوں نے اُس سے پوچھا تم کون ہو اور کہاں سے آئے ہو اُس نے تمام حالات بیان کئے۔ تو اس شہر کا بادشاہ اور اس کے اصحاب غار تک آئے اور غار میں نظر کی اُن میں سے بعض نے کہا کہ غار میں تین اشخاص ہیں اور ان کا چوتھا کتّا ہے اور بعض نے کہا کہ پانچ نفر ہیں اور چھٹا کتّا ہے بعضوں نے کہا سات افراد ہیں آٹھواں کتّا ہے اور خدا نے ان کو رعب و خوف کے پردہ میں پوشیدہ کر رکھا تھا کسی کو جرأت نہ تھی کہ غار میں داخل ہو کر اُن کے نزدیک جائے۔ آخر اُن کا ساتھی جو بازار گیا تھا اُن کے پاس آیا وہ لوگ بہت خوفزدہ ہو چکے تھے یہ سمجھ کر کہ جو لوگ غار کے اوپر شہر سے آئے ہیں دقیانوس کے آدمی ہیں۔ پھر اُن کے ساتھی نے اُن کو آگاہ کیا کہ دقیانوس کو مرے ہوئے بہت عرصہ گذر چکا اور ہم لوگ مدت سے سو رہے ہیں ہم لوگ تو لوگوں کے لئے ایک معمہ ہو گئے ہیں۔ جو سنتا ہے تعجب کرتا ہے۔ یہ سن کر اُن لوگوں نے بارگاہ الٰہی میں تضرع وزاری کے ساتھ دُعا کی کہ اُن پر پھر نیند کو مسلط کر دے۔ مختصر یہ کہ اُس وقت کے بادشاہ نے کہا کہ مناسب ہے کہ اس غار کے باہر ہم ایک مسجد تعمیر کریں اور اس مقام کی زیارت کیا کریں کیونکہ یہ مومنوں کی جماعت تھی۔ خداوند عالم ان کو سال میں دو مرتبہ کروٹ بدلواتا ہے چھ مہینے داہنی کروٹ اور چھ مہینے بائیں کروٹ سویا کرتے ہیں اور اُن کا کتّا غار کے دروازہ پر ہاتھ پیر پھیلائے بیٹھا ہے۔

دوسری چند معتبر حدیثوں میں انہی حضرت سے منقول ہے کہ حضرت نے اپنے اصحاب سے فرمایا کہ اگر تمہاری قوم اُس بات کی تم کو تکلیف دے جس کی اصحاب کہف کو ان کی قوم نے دی تھی تو عمل میں لاؤ۔ پوچھا وہ کیا تھی فرمایا کہ خدا کے ساتھ شرک۔ وہ لوگ تقیہ کے طور پر اظہار شرک کرتے تھے لیکن ایمان اُن کے دلوں میں پوشیدہ تھا یہاں تک کہ خدا کی طرف سے ان کو (قوم سے)

نجات ملی۔ پھر فرمایا کہ انہوں نے بادشاہ کی تکذیب کی خدا نے ان کو اُس کا ثواب عطا فرمایا اور از روئے تقیہ تصدیق کی تو خدا نے ثواب عطا فرمایا اور وہ صراف تھے۔ دوسری چند حدیثوں میں ہے کہ وہ صراف (تاجر) سیم و زر کے نہ تھے بلکہ صراف سخن تھے کہ حق و باطل کی کسوٹی جانتے تھے۔ اور فرمایا کہ بلا مشورہ وہ فرداً فرداً شہر سے نکلے تھے اور ایک صحرا میں اکٹھے ہوئے اور ایک نے دوسرے سے ملاقات کی پھر ہر ایک نے ایک دوسرے سے عہد و پیمان کئے اور حلف و قسم کے بعد ایک دوسرے سے اپنے دلوں کے راز بیان گئے اُس وقت ظاہر ہوا کہ وہ سب مومن تھے اور سب کے سب ایک غرض سے شہر سے نکلے تھے۔ حضرت نے فرمایا کہ انہوں نے اپنا ایمان پوشیدہ رکھا تھا اور کفر بطور تقیہ ظاہر کیا کرتے تھے لہذا اُن کے کفر کا ثواب ایمان کے پوشیدہ کرنے سے زیادہ تھا اور دوسری چند معتبر حدیثوں میں فرمایا کہ کسی کا تقیہ اصحاب کہف کے تقیہ کے برابر نہیں پہنچ سکتا کیونکہ انہوں نے زنار باندھا اور مشرکوں کے عید گاہ میں حاضر ہوا کرتے تھے تو خدا نے ان کے ثواب کو بڑھا دیا۔

ابن بابویہ اور قطب راوندی نے اپنی سند سے ابن عباس سے روایت کی ہے کہ خلیفہ دوم کی خلافت کے زمانہ میں علمائے یہود کا ایک گروہ ان کے پاس آیا اور پوچھا کہ فرمایئے آسمانوں کے تالے کیا ہیں۔ اور وہ کون ہے جس نے اپنی قوم کو (عذاب خدا سے) ڈرایا حالانکہ نہ وہ انسان تھا نہ جن تھا۔ اور وہ پانچ جانور کون کون سے ہیں جو رحم مادر سے پیدا نہیں ہوئے مگر زمین پر چلتے پھرتے تھے۔ اور درّاج اور مرغ اور گھوڑے اور خچر اور مینڈک اور رہوچہ جب بولتے ہیں تو کیا کہتے ہیں۔ خلیفہ ان سوالات کے جوابات سے عاجز رہے اور سر جھکا لیا۔ پھر امیرالمومنین حضرت علیؑ کی جانب رُخ کر کے کہا اے ابوالحسن مجھے نہیں معلوم کہ آپ کے سوا کوئی دوسرا ان سوالات کے جوابات جانتا ہو۔ تو جناب امیرؑ نے علمائے یہود کو مخاطب کر کے فرمایا کہ میں تمہارے مسائل کے جوابات دیتا ہوں لیکن شرط یہ ہے کہ اگر توریت کے مطابق میرے جوابات ہوں تو تم ایمان لاؤ اور ہمارے دین کو قبول کرو انہوں نے کہا منظور ہے۔ تب آپ نے فرمایا کہ آسمان کے تالے ہیں خدا کے ساتھ شرک کرنا۔ یعنی مرد یا عورت جو مشرک ہوتا ہے اُس کا عمل آسمانوں تک نہیں جاتا۔ ان لوگوں نے پوچھا آسمانوں کی کنجی کیا ہے فرمایا کلمہ لَآ اِلٰہَ اِلَّا اللّٰہُ مُحَمَّدٌ رَّسُوْلُ اللّٰہِ۔ کا اقرار۔ پوچھا وہ قبر کون سی ہے جو صاحب قبر کو لئے پھرتی تھی۔ فرمایا کہ وہ مچھلی تھی جس نے

(حاشیہ: علمائے یہود کا خلیفہ دوم سے چند سوالات کرنا ان کا عاجز رہنا اور جناب امیرؑ کا جواب دینا۔)

حضرت یونس کو نگل لیا تھا اور سات دریاؤں میں لئے پھرتی تھی۔ پوچھا وہ کون ڈرانیوالا ہے جو نہ جن ہے نہ انسان فرمایا وہ، وہ چیونٹی ہے جس نے حضرت سلیمانؑ کے لشکر سے اپنی قوم کو ڈرایا تھا یہ کہہ کر کہ تم سب اپنی اپنی سوراخوں میں داخل ہو جاؤ ایسا نہ ہو کہ سلیمانؑ اور ان کا لشکر تم کو پائمال کر دے۔ ان لوگوں نے کہا اچھا اب ہمیں آگاہ کیجئے کہ وہ کون پانچ مخلوق ہیں جو رحم مادر سے پیدا نہیں ہوئے اور چلتے پھرتے تھے حضرت نے فرمایا۔ وہ آدمؑ و حواؑ اور ناقۂ صالحؑ اور گوسفند ابراہیمؑ (جو فدیۂ اسمٰعیلؑ کیلئے آیا تھا) اور عصائے موسیٰ علی نبینا وعلیہم السّلام ہیں۔ پھر اُن حیوانوں کی آواز کے بارے میں سوال کیا کہ وہ کیا کہتے ہیں۔ فرمایا دراج کہتا ہے۔ الرّحمٰن علی العرش استویٰ[1]۔ خروس کہتا ہے۔ اُذْكُرُوا اللهَ يَا قَوْمَ الْغٰفِلِيْنَ۔ اے غافل لوگو خدا کو یاد کرو۔ گھوڑا کہتا ہے۔ اَللّٰهُمَّ انْصُرْ عِبَادِكَ الْمُؤْمِنِيْنَ عَلٰى عِبَادِكَ الْكَافِرِيْنَ۔ خداوندا کافروں پر اپنے مومن بندوں کو نصرت عطا فرما۔ اور خچر غلّہ پر ٹیکس لینے والوں پر لعنت کرتا ہے اور مینڈک۔ سُبْحَانَ رَبِّيَ الْمَعْبُوْدِ الْمُسَبَّحِ فِي اللُّجَجِ الْبِحَارِ یعنی پاک ہے میرا معبود اور اُس کی تسبیح پڑھتے ہیں دریاؤں میں رہنے والے مخلوق۔ اور ہوچہ کہتا ہے۔ اَللّٰهُمَّ الْعَنْ مُبْغِضِيْ مُحَمَّدٍ وَّ اٰلِ مُحَمَّدٍ۔ خداوندا لعنت کر دشمنان محمدؐ و آل محمدؐ پر۔

سوالات کرنے والے تین علماء تھے اُن میں سے دو عالموں نے تو شہادت دی اور مسلمان ہو گئے اور تیسرا عالم کھڑا ہو کر کہنے لگا یا علیؑ نور اسلام جو میرے ساتھیوں کے دلوں میں ظاہر ہوا میرے دل میں بھی اُس کی روشنی آچکی ہے لیکن ایک مسئلہ اور رہ گیا ہے اگر آپ اس کا جواب ارشاد فرمائیں تو میں بھی مسلمان ہو جاؤں گا حضرت نے فرمایا پوچھو عرض کی مجھے اُس جماعت سے آگاہ کیجئے جو گذشتہ زمانہ میں تھی اور وہ تین سو نو (۳۰۹) برس تک مُردہ تھے۔ پھر خدا نے اُن کو زندہ کیا اُن کا قصّہ کیا ہے۔ یہ سُن کر حضرت نے سورۂ کہف پڑھنا شروع کیا اُس نے کہا میں آپ کے قرآن کو بہت سُن چکا ہوں اگر آپ عالم ہیں تو تفصیل سے اُس جماعت کے حالات اُن کے نام اور اُن کی مدّت، اُن کے کتّے کا نام اور اُن کے غار اور اُن کے بادشاہ اور شہر کے نام سے آگاہ کیجئے یہ سُن کر حضرت نے فرمایا لاحول ولا قوۃ الا باللہ العلی العظیم ہمارے پیغمبر حضرت محمد مصطفیٰ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم نے خبر دی ہے کہ ملک روم میں ایک شہر تھا افسوس نامی وہاں کا بادشاہ ایک صالح و نیک شخص تھا اس کا انتقال ہو گیا تو ان میں باہم اختلاف

[1] رحمٰن وہ ہے جو عرش کا خالق ہے۔

پیدا ہوگیا۔ فارس کے بادشاہوں میں سے ایک بادشاہ دقیانوس کو یہ خبر معلوم ہوئی تو ایک لاکھ کا لشکر لے کر اُن پر حملہ آور ہوا اور ان کے شہر پر قبضہ کرلیا اور شہر افسوس کو اپنا پایۂ تخت قرار دیا اُس شہر میں ایک قصر بنوایا جس کی لمبائی چوڑائی ایک فرسخ تھی اور اُس قصر میں ایک جلسہ گاہ تیار کرائی جس کی چھت شفاف شیشہ کی ہزار ہاتھ لانبی چوڑی تھی اور اُس میں چار ہزار ستون سونے کے بنوائے اور سونے کی ہزار قندیلیں چاندی کی زنجیروں سے لٹکائیں جن کو خوشبودار زیتون تیل سے روشن کیا جاتا تھا اور مشرق کی جانب ہزار روشندان کھولے گئے تھے جن میں سے سورج کی روشنی تا وقت غروب آتی تھی اور ایک تخت سونے کا بنوایا تھا جس کے پائے چاندی کے تھے جس کو طرح طرح کے جواہرات سے مرصع کیا تھا اور اُس پر نہایت عمدہ فرش بچھایا گیا تھا تخت کی داہنی جانب سونے کی ہزار کرسیاں رکھی تھیں جن کو سبز زبرجد سے مرصع کیا تھا جن پر اُس کے لشکر کے افسران اور اُمرا بیٹھتے تھے۔ اور تخت کی بائیں جانب بھی ہزار کرسیاں تھیں جو چاندی کی بنوائی گئی تھیں اور ان کو یاقوت سُرخ سے مرصع کیا تھا جن پر بادشاہان روم بیٹھا کرتے تھے۔ مختصر یہ کہ دقیانوس تخت پر بیٹھا اپنے سر پر تاج رکھا۔ اسی اثناء میں ایک یہودی کھڑا ہوگیا اور اس نے پوچھا کہ یا علیؑ یہ تو فرمایئے کہ اُس کا تاج کس چیز کا بنایا گیا تھا۔ حضرت نے فرمایا اُس کا تاج طلائے مشبک سے بنایا گیا تھا جس کے سات گوشے تھے اور ہر گوشہ میں سفید مروارید ٹنگے ہوئے تھے جو اندھیری رات میں چراغ کے مانند روشن ہوتے تھے اور بادشاہوں کے اولاد میں سے پچاس غلام تھے جو دیبائے سرخ کی قبا اور حریر کے پاجامے پہنتے تھے ان کے سروں پہ تاج بھی ہوتے ان کے ہاتھوں اور پیروں میں کڑے پڑے رہتے۔ سونے کے عصا ان کے ہاتھوں میں ہوتے۔ اور وہ اُس کی پشت کی جانب کھڑے رہتے تھے ان میں سے چھ غلاموں کو اپنا وزیر بنایا تھا جن میں سے تین اُس کی داہنی جانب اور تین اس کی بائیں جانب کھڑے رہتے تھے۔ یہودی نے پوچھا اُن غلاموں کے نام کیا تھے۔ فرمایا اُن تینوں کے نام جو داہنی جانب کھڑے رہتے تھے۔ تملیخا مکسلمینا اور منشلینیا اور وہ تین جو بائیں طرف کھڑے ہوتے تھے اُن کے نام مرنوس اور دیرنوس اور شاذریوس تھے۔ بادشاہ اپنے تمام امور میں اُن سے مشورہ کرتا تھا۔ وہ ہر روز اپنے دربار میں بیٹھتا امرا و سلاطین اس کے داہنے و بائیں طرف بیٹھتے پھر تین غلام مجلس میں داخل ہوتے ان میں سے ایک کے ہاتھ میں سونے کا

ایک جام ہوتا جو پسے ہوئے مشک سے لبریز ہوتا تھا اور دُوسرے کے ہاتھ میں ایک جام چاندی کا ہوتا جو گلاب سے بھرا ہوتا اور تیسرے کے ہاتھ میں ایک سفید چڑیا ہوتی جس کی منقار سُرخ ہوتی۔ جب بادشاہ کی نظر اُس پر پڑتی اور وہ اس کو پکارتا تو وہ اُڑ کر پہلے جام گلاب میں غوطہ لگاتی" پھر مشک کے جام میں پہنچکر تمام مشک اپنے بال و پر میں لپیٹ لیتی۔ بادشاہ پھر اُس کو آواز دیتا تو وہ آ کر اُس کے تاج پر بیٹھ جاتی اور جو کچھ اس کے پروں میں بھرا ہوتا سب بادشاہ کے سر پر چھڑک دیتی۔ غرضکہ بادشاہ اس عیش و عشرت میں نہایت مغرور سرکش ہوگیا یہاں تک کہ خدائی کا دعویٰ کرنے لگا اور اپنی رعایا میں سے بڑے بڑے لوگوں کو بلا تاکہ اس کو سجدہ کریں اور اس کی ربوبیت کا اقرار کریں۔ ان میں جو شخص اس کی اطاعت کرتا اُسے انعام و اکرام سے مالا مال کر دیتا اور جو انکار کرتا اُس کو قتل کرا دیتا تھا۔ یہاں تک کہ تمام رعایا اس کی مطیع و فرمانبردار ہوگئی۔ اُس نے سال میں ایک دن عید کا مقرر کیا تھا۔ ایک مرتبہ عید کے روز وہ تخت پر بیٹھا تھا اور امرا و سلاطین داہنے و بائیں بیٹھے تھے۔ ناگاہ ایک سلطان آیا اور خبر دی کہ فارس کا لشکر اُس سے جنگ کے لیے آ رہا ہے اور قریب پہنچ چکا ہے۔ یہ سُنتے ہی دقیانوس نہایت غمگین و مضطرب ہوا اس حد تک کہ تاج اُس کے سر سے گر پڑا۔ تملیخا نے جو ایک مُسن آدمی تھے اُس کو دیکھا۔ اور اپنے دل سے کہا کہ اگر یہ خدا ہوتا جیسا کہ دعویٰ کرتا ہے تو غمگین و پریشان نہ ہوتا اور نہ ڈرتا اور نہ پاخانہ پیشاب اس سے خارج ہوتا نہ اس کو نیند آتی۔ یہ صفتیں خدا کی نہیں ہیں۔ وہ چھ اشخاص ہر روز آپس میں کسی ایک کے گھر میں جمع ہوتے (ہنستے بولتے اپنے دل بہلاتے) جس روز تملیخا کی باری تھی اُس نے اپنے ساتھیوں کے لیے اچھے اچھے کھانے پکوائے جب اُس کے رفقاء جمع ہوئے تو (کھانے پینے کے بعد اُس نے کہا) بھائیو ایک فکر میرے دل کو بےچین کیے ہوئے ہے جس سے میری بھوک پیاس اُڑ گئی اور نیند حرام ہوگئی ہے ان لوگوں نے پوچھا وہ کیا فکر ہے۔ تملیخا نے کہا میں نے اس آسمان کے بارے میں بہت غور کیا کہ کس نے اُس کی چھت ایسی بلند کی ہے جس میں کوئی ستون نہیں اور کس نے آفتاب و ماہتاب دو روشنی بخشنے والی (قندیلوں کو) دو نشانیاں قرار دی ہیں اور کس نے اس کو ستاروں سے زینت بخشی ہے پھر میں نے زمین کے متعلق بہت غور و فکر کیا کہ کس نے اس کو لہریں لینے والے پانی پر اس قدر کشادہ طور سے پھیلا رکھا ہے اور اس کو پہاڑوں کے ذریعہ سے مستحکم و برقرار رکھا ہے تاکہ لوگوں کو غرق نہ کر سکے اور خود اپنی ذات پر غور کیا کہ کس نے مجھ کو ماں کے شکم سے پیدا کیا مجھے غذا دی اور

میری نشو و نما فرمائی لہذا چاہیئے کہ وہ کوئی اور ہے دقیانوس کے علاوہ، وہی ان تمام چیزوں کا پیدا کرنے والا اور ان کی تدبیر کرنے والا ہے۔ اور دقیانوس تو زمین کے جبار و ظالم بادشاہوں میں سے ایک بادشاہ ہے۔ یہ سُن کر دوسرے ساتھی تیلبخا کے پیروں پر گر پڑے اور اس کو بوسہ دیا اور کہا کہ خدا نے آپ کے ذریعہ سے گمراہی سے ہماری ہدایت کی لہٰذا فرمائیے کہ ہم کو کیا کرنا چاہیئے۔ یہ سنتے ہی تیلبخا جلدی سے اُٹھے اور اپنے خرمے کے باغوں میں سے باغ تین ہزار درہم کے عوض فروخت کر کے درہموں کو اپنی آستین کے درمیان باندھ لیا اور وہ سب (چھ اشخاص) اپنے اپنے گھوڑوں پر سوار ہو کر شہر سے باہر آئے جب تین میل دور جا چکے تیلبخا نے اُن سے کہا بھائیو اب تو دنیا کی بادشاہی سے درگذرو اور آخرت کے لئے فقر و فاقہ تکلیف و مصیبت کے واسطے تیار ہو جاؤ۔ گھوڑوں سے اُترو اور پیدل چلو شاید خدا تم کو اس بلا و مصیبت سے جس میں تم مبتلا ہو نجات بخشے۔ پھر وہ لوگ گھوڑوں سے اُتر کر سات فرسخ تک پیدل چلتے رہے یہاں تک کہ اُن کے نازک پیروں سے خون جاری ہو گیا۔ اتفاقاً ایک چرواہے سے ملاقات ہو گئی اُس سے کہا کیا تم دودھ یا پانی ہم کو پلا سکتے ہو اس نے جواب دیا جو کچھ آپ لوگ چاہیں موجود ہے لیکن آپ لوگ مجھ کو شہزادے معلوم ہوتے ہیں اور میں سمجھتا ہوں کہ آپ لوگ بادشاہ کے پاس سے بھاگے ہیں انہوں نے کہا ہمارے لئے جھوٹ بولنا تو جائز نہیں بے شبہ سچائی تیرے شر سے ہم کو نجات دلوائیگی۔ پھر اپنا مفصل حال اس سے بیان کیا۔ چرواہا اُن کے قدموں پر گر پڑا اور پیروں کو چوم کر کہا کہ جو آپ کے دلوں میں گذرا ہے وہی میرے دل میں بھی ہے لیکن مجھے مہلت دیجئے کہ ان گوسفندوں کو ان کے مالک کے پاس واپس پہنچا دوں تو آپ کے ساتھ میں بھی چلوں یہ سُن کر وہ لوگ ٹھہر گئے۔ چرواہا گیا اور گوسفندوں کو اُن کے مالک کے حوالہ کر کے واپس آیا ساتھ میں اُس کا کتا بھی پیچھے پیچھے دوڑتا ہوا آیا۔ (یہ تمام ماجرا سنکر) یہودی اُچھل پڑا اور بولا یا علیؑ بتایئے اُس کتے کا نام کیا تھا اس کا رنگ کیا تھا فرمایا اُس کا رنگ سیاہ و سفید تھا اور نام قِطمِیر تھا۔ جب ان لوگوں نے اُس کتے کو دیکھا ڈرے کہ کہیں یہ بھونکنا شروع نہ کر دے اور ہمارا راز فاش نہ ہو جائے اس لئے اس کو ڈھیلے مار مار کر بھگانا چاہا آخر وہ کتا بقدرت خدا گویا ہوا اور کہا مجھے چھوڑ دو میں دشمنوں سے تمہاری حفاظت کروں گا۔ غرضکہ وہ چرواہا ان لوگوں کو پہاڑ پر چڑھا لے گیا اور وہ سب اُس غار میں جو پہاڑ پر تھا پوشیدہ ہو گئے اُس غار کو وصید کہتے تھے اُس کے قریب پانی کا ایک چشمہ تھا اور میوہ دار درخت تھے۔ ان لوگوں نے ان درختوں کے پھل کھائے اور چشمہ کا

پانی پیا۔ رات ہوئی تو غار میں سو رہے۔ خداوند عالم نے ملک الموت کو وحی فرمائی اُس نے ان کی روحیں قبض کر لیں۔ اور خدا نے اُن میں سے ہر ایک پر دو فرشتوں کو موکل فرمایا ہے جو ان کو ایک پہلو سے دُوسرے پہلو کی جانب پھیرتے رہتے ہیں۔ ایک روایت کے مطابق سال میں ایک مرتبہ اور دوسری روایت کے موافق سال میں دو مرتبہ۔ اور آفتاب کے خزینہ داروں کو وحی فرمائی کہ آفتاب کی شعاع وقت طلوع سے وقت غروب تک اُن پر نہ پڑنے پائے۔ دقیانوس جب عید گاہ سے واپس آیا اور اُن جوانوں کو دریافت کیا تو معلوم ہوا کہ وہ فرار کر گئے۔ اسّی ہزار سواروں کو لے کر اُن کے تعاقب میں چلا اور غار تک پہنچا۔ وہاں ان کو دیکھا کہ باحال خستہ و پریشان سو رہے ہیں کہنے لگا کہ اگر میں ان کو سزا دینا چاہتا تو اس سے زیادہ اذیت نہ پہنچا سکتا جس قدر انہوں نے اپنے آپ اپنے لئے اذیت حاصل کر لی ہے پھر مزدوروں کو بُلا کر چونے اور پتھر سے غار کا دہانہ بند کرا دیا اور اپنے ساتھیوں سے بولا کہ ان سے کہہ دو کہ اپنے اُس خدا سے کہیں جو آسمان میں ہے کہ ان کو اس مصیبت سے نجات بخشے۔ اور اس غار سے ان کو باہر نکالے۔ اس کے بعد وہ لوگ تین سَو نَو سال تک اُسی غار میں پڑے رہے۔ پھر خدا نے چاہا کہ ان کو زندہ کرے تو اسرافیلؑ کو حکم دیا کہ ان کی رُوحیں ان کے جسموں میں داخل کر دیں۔ غرضکہ وہ بیدار ہوئے اور آفتاب طلوع ہوا تو بولے کہ آج رات اپنے پروردگار کی عبادت سے ہم غافل رہے۔ پھر غار سے باہر نکلے دیکھا کہ پانی کے چشمے خشک ہیں درخت سوکھے ہوئے ہیں یہ دیکھ کر ان میں سے ایک نے کہا ہمارے معاملات بھی عجیب ہیں۔ ایک رات میں یہ چشمے باوجود اس قدر افراط آب کے اور تمام درخت خشک ہو گئے۔ آخر بھوک سے بے چین ہوئے تو مشورہ کیا کہ ہم میں سے ایک شخص بازار سے کھانا لائے۔ لیکن اس طرح کہ کوئی پہچان نہ سکے تملیخا نے کہا میں جاتا ہوں۔ انہوں نے چرواہے کے بوسیدہ کپڑے پہنے اور شہر کی جانب روانہ ہوئے۔ شہر کے قریب پہنچے تو وضع قطع بدلی ہوئی دیکھی جب شہر کے دروازہ پر پہنچے تو ایک سبز علم دیکھا جس پر لا الٰہ الا اللہ عیسٰے رسول اللہ لکھا ہوا تھا۔ اپنی آنکھیں مل مل کے علم کو دیکھتے تھے اور کہتے تھے کہ گویا ان مقامات کو خواب میں دیکھ رہا ہوں۔ یہ دیکھ کر شہر میں داخل ہونا پسند نہ کیا بلکہ بیرون شہر ایک بازار میں آئے اور ایک نانبائی کی دوکان پر پہنچے اس سے پوچھا اس شہر کا کیا نام ہے اُس نے کہا " افسوس" پوچھا تمہارے بادشاہ کا

نام کیا ہے اُس نے جواب دیا عبدالرحمٰن۔ پھر روٹیاں خریدنے کے لئے ایک درہم نکال کر اس کو دیا۔ روٹی والے نے جب درہم کو دیکھا کہ وہ خاصا وزنی اور بڑا ہے تو اس کو بڑی حیرت ہوئی۔ اسی اثنا میں ایک یہودی نے کہا یا علیؑ یہ تو بتایئے کہ اُن درہموں کا وزن کتنا تھا فرمایا کہ ہر درہم دس اور دو تہائی ⅔۱۰ درہم کے برابر تھا۔ پھر حضرت نے اپنا بیان جاری فرمایا کہ روٹی والے نے تملیخا سے کہا کہ شاید تم کو کہیں سے خزانہ ملا ہے تملیخا نے کہا یہ اُن درہموں میں سے ہے جو خرموں کی قیمت میں ملے ہیں جن کو تین روز پہلے میں نے اس شہر میں فروخت کیا تھا اور اس شہر سے چلا گیا تھا کیونکہ لوگ دقیانوس کی پرستش کرتے تھے۔ وہ نانبائی تملیخا کو بادشاہ کے پاس لے گیا اور کہا کہ کہیں سے اس شخص کو خزانہ مل گیا ہے۔ بادشاہ نے تملیخا سے کہا کہ ڈرو نہیں (صاف صاف کہدو) کیونکہ ہمارے پیغمبر علیہ السلام نے ہم کو حکم دیا ہے کہ خزانوں میں سے خمس سے زیادہ ہم نہ لیں لہذا اس کا پانچواں حصہ ہم کو دے دو اور اطمینان سے خزانہ اپنے ساتھ لے جاؤ۔ تملیخا نے کہا۔ آپ میرا واقعہ غور سے سُنیئے میں نے کوئی خزانہ نہیں پایا ہے میں تو اسی شہر کا رہنے والا ہوں۔ بادشاہ نے تعجّب سے پوچھا تم اسی شہر کے باشندے ہو؟ کہا ہاں پوچھا کوئی تم کو اس شہر میں پہچانتا ہے کہا ہاں پوچھا تمہارا نام کیا ہے۔ کہا تملیخا۔ بادشاہ نے کہا ایسا نام تو ہمارے زمانہ کے لوگوں کا نہیں ہوتا۔ پھر پوچھا اس شہر میں تمہارا مکان بھی ہوگا کہا ہاں۔ میرے ساتھ چلیئے میں اپنا مکان دکھادوں بادشاہ یہ سن کر سوار ہوا اُس کے ساتھ لوگوں کا ایک جم غفیر چلا۔ تملیخا سب کو ایک عالیشان مکان کے دروازہ پر لے گئے جو اُس شہر میں سب مکانوں سے بلند اور بہتر تھا اور کہا یہ ہے میرا مکان۔ لوگوں نے دروازہ کھٹکھٹایا۔ اندر سے ایک پیر مرد برآمد ہوا جس کے ابرو آنکھوں پر لٹکے ہوئے تھے۔ اُس نے پوچھا آپ لوگ کیوں میرے پاس آئے ہیں؟ بادشاہ نے کہا یہ جوان (تملیخا) تو وارد ہے اور عجیب عجیب باتیں بیان کرتا ہے اور اس کا دعوےٰ ہے کہ یہ گھر اسی کا ہے۔ اُس پیر مرد نے تملیخا سے پوچھا کہ تم کون ہو۔ کہا میں قسطلیلین کا فرزند تملیخا ہوں یہ سُنتے ہی وہ مرد پیر تملیخا کے پیروں پر گر کر چومنے لگا اور کہا رب کعبہ کی قسم یہ تو ہمارے دادا ہیں۔ پھر بیان کرنا شروع کیا۔ اے بادشاہ یہ چھ اشخاص تھے جو دقیانوس کے خوف سے اس شہر سے نکل گئے تھے۔ یہ سنتے ہی بادشاہ گھوڑے سے کود پڑا اور تملیخا کو اپنے کاندھے پر اُٹھا لیا۔ لوگ اُس کے ہاتھ پیروں کو بوسہ دینے لگے۔ پھر پوچھا اے تملیخا تمہارے ساتھی کیا ہوئے اُس نے کہا غار میں ہیں۔ اُس زمانہ میں اُس شہر میں دو بادشاہ تھے ایک یہودیوں کا ایک مسلمانوں کا۔ یہ خبر سُن کر

دونوں بادشاہ مع اہالیان شہر غار کی جانب چلے۔ جب غار کے قریب پہنچے تملیخا نے کہا آپ لوگ یہیں ٹھہریں میں پہلے جاکر ان کو اطلاع دیتا ہوں ورنہ مجھے خوف ہے کہ وہ گھوڑوں کے ٹاپوں کی آواز سنیں گے تو ڈریں گے کہ کہیں دقیانوس تو ان کو گرفتار کرنے نہیں آگیا۔ غرض تملیخا غار میں پہنچے ان کے ہمراہی ان سے لپٹ گئے اور خدا کا شکر ادا کیا کہ دقیانوس کے شر سے اس کو بچا لیا۔ تملیخا نے کہا دقیانوس کا ذکر چھوڑو یہ بتاؤ کہ اس جگہ کتنی مدت تک سوئے۔ انہوں نے کہا ایک روز یا اس سے بھی کم۔ تملیخا نے کہا نہیں بلکہ تین سو نو سال سوتے رہے ہو۔ دقیانوس مرچکا۔ اس کو مرے ہوئے بھی صدیاں گذر گئیں۔ خدا نے ایک پیغمبر مبعوث فرمایا جن کا نام عیسٰیؑ ہے اُن کو مسیح بھی کہتے ہیں وہ مریمؑ کے فرزند ہیں۔ خدا نے ان کو آسمان پر اٹھا لیا۔ میرے ساتھ اس وقت یہاں کے بادشاہ اور شہر کے باشندے تم لوگوں کو دیکھنے آئے ہیں۔ انہوں نے کہا اے تملیخا کیا تم یہ چاہتے ہو کہ خدا ہم کو عالمین کے لئے ذریعہ آزمائش قرار دے تملیخا نے پوچھا پھر کیا مطلب ہے کہا آؤ خدا سے دعا کریں کہ پھر ہماری روحیں قبض کرلے۔ غرضکہ ان لوگوں نے دعا کے لئے ہاتھ بلند کئے اور خدا نے ان کی روحیں قبض کرنے کا حکم دے دیا۔ دونوں بادشاہ اور ان کے ہمراہی سات روز تک غار کا چکر لگاتے رہے لیکن اُس کا دروازہ نہ پاسکے۔ آخر مسلمان بادشاہ نے کہا یہ لوگ ہمارے دین پر مرے ہیں لہٰذا میں یہاں مسجد بنوادوں گا یہودیوں کا بادشاہ کہتا تھا کہ وہ ہمارے دین کے پیرو تھے میں کلیسہ بنواؤں گا۔ آخر دونوں بادشاہوں میں جنگ ہوئی مسلمان بادشاہ غالب ہوا اور غار کے دروازہ پر مسجد بنوائی۔ یہ فرما کر امیرالمومنینؑ نے فرمایا اے یہودی بتا یہ تمام واقعات توریت کے موافق ہیں یا نہیں اُس نے عرض کیا بیشک اس میں ایک حرف زیادہ ہے نہ کم۔ اور میں خدا کی وحدانیت اور محمد مصطفٰےؐ کی رسالت کی گواہی دیتا ہوں۔

بسند ہائے معتبر حضرت امام محمد باقرؑ سے منقول ہے اور عامہ نے بھی بہت سی سندوں کے ساتھ روایت کی ہے خصوصاً ثعلبی نے اپنی تفسیر میں ذکر کیا ہے کہ ایک روز پیغمبرؐ خدا نماز عشا سے فارغ ہو کر قبرستان بقیع کی جانب چلے۔ اور ابوبکر و عمر و عثمان اور حضرت امیرالمومنینؑ کو طلب فرمایا اور کہا جاؤ اصحاب کہف کی جانب اور اُن کو میرا اسلام پہنچاؤ۔ اور اے ابوبکر پہلے تم سلام کرنا کیونکہ تم عمر میں بڑے ہو پھر عمر پھر عثمان۔ اگر تم میں سے کسی کے سلام کا جواب ملے تو وہ میرا اسلام ان لوگوں کو پہنچائے

اگر وہ لوگ جواب سلام نہ دیں تو اے علیؑ تم آگے بڑھنا اور سلام کرنا پھر حضرت نے ہوا کو حکم دیا اُس نے ان لوگوں کو بلند کیا اور اصحاب کہف کے غار تک پہنچا دیا دوسری روایت میں ہے کہ حضرت نے ان کو ایک بساط پر بٹھایا اور اس کو حکم دیا کہ غار تک پہنچا دے۔ غرض وہاں پہنچکر ابوبکر آگے بڑھے اور سلام کیا۔ کوئی جواب نہ ملا پھر عمر نے اور پھر عثمان نے سلام کیا مگر جواب نہ آیا۔ سب کے بعد امیر المومنینؑ آگے بڑھے اور فرمایا السلام علیکم ورحمتہ اللہ وبرکاتہٗ اے اہل غار کہ اپنے پروردگار پر ایمان لائے ہو خدا تمہاری ہدایت کو زیادہ کرے اور تمہارے قلوب ایمان پر مضبوط رکھے میں خدا کے رسولؐ کا قاصد ہوں۔ یہ سنتے ہی اصحاب کہف کی آوازیں بلند ہوئیں ان لوگوں نے کہا مرحبا خدا کے رسول اور اُن کے فرستادہ۔ اے وصیؑ رسولؐ خدا آپ پر سلامتی اور خدا کی رحمتیں اور برکتیں ہوں۔ حضرت نے پوچھا۔ تمہیں کیونکر معلوم ہوا کہ میں وصیٔ پیغمبر ہوں انہوں نے کہا ہمارے کانوں پر پردے ڈالدیئے گئے ہیں تاکہ سوائے پیغمبر یا وصیٔ پیغمبر کے کسی کی آواز ہمارے کانوں تک نہ پہنچے اور نہ ہم کسی سے گفتگو کریں۔ اے وصیٔ رسولؐ! پیغمبر خدا کیسے ہیں۔ ان کا لشکر اور حضرت کے حالات کیسے ہیں اور حضرت رسولؐ کے حالات معلوم کرنے میں بہت مبالغہ کیا اور بہت کچھ پوچھا۔ پھر کہا یا امیر المومنینؑ اپنے ان ہمراہیوں کے حالات سے بھی آگاہ فرمایئے کیونکہ ہم توصرف نبی یا وصیٔ نبی سے گفتگو کرتے ہیں۔ حضرت نے ان لوگوں سے مخاطب ہوکر فرمایا کہ جو کچھ اصحاب کہف نے کہا تم لوگوں نے سُنا وہ بولے جی ہاں سُنا۔ فرمایا گواہ رہنا۔ الغرض (اس کے بعد) سب نے مدینہ کی جانب رُخ کیا ہوا نے اُن کو بلند کیا اور حضرت رسولؐ کی خدمت میں پہنچا دیا۔ ان لوگوں نے جو کچھ دیکھا اور سُنا تھا پیغمبرؐ سے بیان کیا۔ حضرت نے بھی ابوبکر و عمر و عثمان سے فرمایا کہ تم نے دیکھ لیا اور سُن لیا لہذا گواہ رہنا۔ انہوں نے کہا بہت بہتر۔ پھر حضرت نے اُن کو اور تاکید فرمائی کہ اپنی گواہی کو یاد رکھیں۔ اور دولت سرا کو تشریف لے گئے۔

چند سندوں کے ساتھ حضرت رسولؐ سے منقول ہے کہ تین اشخاص ساتھ جا رہے تھے کہ بارش ہونے لگی۔ وہ لوگ ایک غار میں پناہ گزیں ہوگئے۔ ناگاہ ایک بہت بڑا پتھر پہاڑ سے گرا جس سے غار کا دروازہ بند ہوگیا۔ اُن میں سے ایک شخص نے کہا اے خدا کے بندو تم کو بغیر سچائی کے اس بلا سے نجات ممکن نہیں۔ تم میں سے ہر ایک نے جو کام محض خدا کی خوشنودی کے لئے کیا ہو اُس کو بیان کرے شاید خدا

اس پتھر کو دور کر دے یہ سُن کر اُن میں سے ایک شخص نے بیان کرنا شروع کیا۔ پالنے والے میرے بوڑھے ماں باپ موجود تھے اور میرے اہل و عیال اور چھوٹے چھوٹے بچے بھی تھے۔ میں بکریاں چراتا تھا اور رات کو پہلے اپنے ماں باپ کو کھانا کھلاتا اس کے بعد اپنے بچوں کو دیتا تھا۔ ایک روز گھر دیر سے واپس آیا اس وقت میرے والدین سو گئے تھے۔ میں نے پہلے ایک برتن میں دودھ لیا اور اپنے والدین کے سرہانے جا کر کھڑا ہو گیا میرے بچے کھانے کے لئے بیچین تھے اور بھوک سے رو رہے تھے میں نے والدین کو بیدار کر کے اُن کے آرام میں خلل ڈالنا پسند نہ کیا اور نہ اپنے بچوں کو کھانا دیا۔ اسی طرح تمام رات والدین کے سرہانے کھڑا رہا (تاکہ وہ خود سے بیدار ہوں) یہاں تک کہ صبح ہو گئی خداوندا اگر میں نے یہ کام صرف تیری خوشنودی کے لئے کیا تھا تو ہم کو اس بلا سے نجات دے۔ اُس کے بیان کے بعد دروازہ کا ایک حصہ کھل گیا اور آسمان دکھائی دینے لگا۔ پھر دوسرے شخص نے کہا۔ خداوندا تو عالم ہے کہ میری ایک چچا زاد بہن تھی۔ جسے میں بہت دوست رکھتا تھا۔ ایک روز میں نے اُس سے ارادۂ فعل حرام کیا اس نے کہا جب تک سو اشرفیاں میرے لئے نہ لائے گا میں راضی نہ ہوں گی۔ آخر میں نے سو اشرفیاں اس کو لا کر دیں۔ پھر جب فعل بد کا ارادہ کیا تو اُس نے کہا خدا سے خوف کر اور خدا کی مُہر کو حرام کے ذریعہ مت توڑ۔ میں یہ سُن کر باز آیا خداوندا تو جانتا ہے کہ میں نے یہ کام صرف تیری خوشنودی کے لئے کیا ہے لہٰذا ہم کو اس بلا سے نجات دے اس کے کہنے کے بعد دروازہ کا ایک حصہ اور کھل گیا اور پتھر زیادہ ہٹ گیا۔ اس کے بعد تیسرے شخص نے اپنا ایک واقعہ یوں بیان کرکے خدا سے مناجات کی کہ میں نے ایک مزدور کو ایک کام سپرد کیا جب وہ کر چکا تو مزدوری لینے میں اُس نے تکرار کی اور جو کچھ میں دے رہا تھا اُس نے نہیں لیا اور چلا گیا۔ میں نے اس کی مزدوری زراعت میں صرف کر دی اُس میں کچھ اضافہ ہوا تو میں نے گائیں خریدیں۔ دوسری روایت میں ہے کہ اُس کی مزدوری نصف درم تھی میں نے اس کو دس ہزار درم تک ترقی کرتے کرتے پہنچا دیا۔ ایک مدت کے بعد وہ مزدور پھر آیا تو میں نے سب اُس کو دے دیا۔ خداوندا اگر میں نے صرف تیری خوشنودی کے لئے یہ کام کیا ہے تو دروازہ بالکل کھول دے اور پتھر ہٹا دے اس کے اس بیان کے ساتھ ہی پتھر دور ہٹ گیا اور وہ تینوں اشخاص غار سے باہر نکل آئے حضرت رسولؐ نے فرمایا کہ جو شخص خدا کے ساتھ سچائی عمل میں لاتا ہے نجات پاتا ہے۔ بعضوں نے کہا کہ اصحاب رقیم یہی جماعت تھی۔

باب بتیسواں ۳۲

اصحاب اُخدُود کا حال

خداوندعالم قرآن میں ارشاد فرماتا ہے کہ قُتِلَ اَصۡحٰبُ الۡاُخۡدُوۡدِ ﴿۴﴾ مارے گئے یا ملعون ہوئے اصحاب اُخدود جنہوں نے ایک بہت بڑا غار زمین میں کھودا تھا۔ النَّارِ ذَاتِ الۡوَقُوۡدِ ﴿۵﴾ اور وہ غار آگ سے بھرا ہوا تھا جس کے شعلے بلند تھے اِذۡ هُمۡ عَلَيۡهَا قُعُوۡدٌ ﴿۶﴾ جس وقت کہ وہ اُس آگ کے گرد بیٹھے تھے۔ وَّهُمۡ عَلٰى مَا يَفۡعَلُوۡنَ بِالۡمُؤۡمِنِيۡنَ شُهُوۡدٌ ﴿۷﴾ اور جو سلوک ایمانداروں کے ساتھ انہوں نے کئے تھے اس کے گواہ ہیں کہ اپنے بادشاہ کے سامنے گواہی دیں گے یا قیامت میں گواہی دیں گے اور ان کے اعضا و جوارح خود اُن پر گواہ ہوں گے۔ وَمَا نَقَمُوۡا مِنۡهُمۡ اِلَّاۤ اَنۡ يُّؤۡمِنُوۡا بِاللّٰهِ الۡعَزِيۡزِ الۡحَمِيۡدِ ﴿۸﴾ (ان مومنین کے بارے میں) جنہوں نے اُن کے ساتھ کچھ بُرائی نہ کی تھی نہ اُن کے عیوب بیان کئے تھے سوائے اس کے کہ وہ خدائے عزیز اور مستحق حمد و ثنا پر ایمان لائے تھے علی بن ابراہیم نے روایت کی ہے کہ جس نے اہل حبشہ کو یمن والوں سے جنگ پر اُبھارا تھا وہ ذونواس تھا جو بادشاہان حمیر میں سے آخری بادشاہ تھا جس نے دین یہود اختیار کر لیا تھا اور حمیر کا قبیلہ بھی یہودی ہو گیا تھا۔ اس نے اپنا نام یوسف رکھ لیا تھا۔ ایک زمانہ تک وہ سب اُسی دین پر عمل کرتے رہے۔ لوگوں نے اس کو اطلاع دی کہ ایک گروہ نجران میں ہے جو دین عیسیٰؑ پر عمل کرتا ہے اور وہ حقیقتاً دین عیسیٰؑ پر باقی تھے اور انجیل کے احکام پر عمل کرتے تھے۔ اُن کا سردار عبداللہ بن یامن تھا۔ ذونواس کے خوشامدیوں نے ذونواس کو نجران پر حملہ کرنے پر اُبھارا تاکہ وہ ان کو برباد کر دے یا وہ لوگ دین یہود قبول کریں۔ غرض ذونواس داخل نجران ہوا اور وہاں کے لوگوں کو جمع کر کے دین یہود قبول کرنے پر مجبور کیا۔ انہوں نے انکار کیا۔ اس نے بہت مجبور کیا۔ مگر وہ لوگ کسی طرح راضی نہ ہوئے آخر ذونواس نے زمین میں خندقیں کھدوائیں اور ان کو لکڑیوں سے بھر کر آگ لگا دی۔ بہتوں کو اُس آگ میں ڈال دیا اور بہتوں کو تلوار سے قتل کیا اور بعضوں کو طرح طرح کی اذیتیں پہنچا کر مار ڈالا یہاں تک کہ قریب ایک ہزار اشخاص ہلاک کر دیئے گئے۔ ان میں سے ایک شخص دوس نامی گھوڑے پر سوار ہو کر فرار

پ ۳۰ سورہ بروج آیت ۴ تا ۸

ہوگیا لوگ اُس کے پیچھے دوڑے مگر اُس کو نہ پا سکے۔ پھر ذونواس مع اپنے لشکر کے صنعا کی طرف واپس چلا گیا۔ چنانچہ ان آیتوں سے اسی قصہ کی طرف اشارہ ہے۔

بسند معتبر امام محمد باقر علیہ السلام سے منقول ہے کہ حضرت امیرالمومنین علیہ السلام نے ایک نصرانی عالم کو نجران سے طلب فرمایا اور اصحاب اخدود کا قصہ اُس سے دریافت فرمایا اُس نے بیان کیا۔ حضرت نے سن کر فرمایا ایسا نہیں ہے بلکہ میں تجھے آگاہ کرتا ہوں۔ سُن خداوند عالم نے اہل حبشہ پر انہیں میں سے ایک پیغمبر مبعوث فرمایا۔ ان لوگوں نے اس رسول کی تکذیب کی اور اُس سے جنگ کی۔ پیغمبر کے اکثر ساتھیوں کو قتل کر ڈالا اور خود پیغمبر کو مع باقی ساتھیوں کے قید کر لیا۔ پھر زمین میں خندقیں کھودیں۔ اور اس کو آگ سے بھر دیا اور اعلان کیا کہ جو اس پیغمبر کے دین سے منکر ہو کر اس سے جدا ہو جائے اس کو امان ہے اور جو شخص اُس کے دین سے نہ پھرے گا اُس کو ہم آگ میں ڈال دیں گے۔ یہ سُن کر کثرت سے لوگ اپنے پیغمبر سے پھر گئے باقی بہت سے لوگوں کو آگ میں ڈال دیا۔ آخر میں ایک عورت لائی گئی جس کی گود میں ایک مہینہ کا بچہ بھی تھا اُس سے کہا گیا کہ تو اس دین سے انکار کرتی ہے یا تجھ کو بھی آگ میں ڈال دیا جائے اُس عورت نے چاہا کہ آگ میں کود پڑے مگر بچہ کو دیکھ کر اُس پر رحم آیا اور کچھ ہچکچائی۔ وہ بچہ بحکم خدا بولا اے مادر مہربان مجھ کو لے کر آگ میں داخل ہو جا خدا کی قسم یہ جلنا رضائے معبود کا سبب ہے یہ سُنتے ہی وہ عورت بھی مع فرزند کے آگ میں کود پڑی۔

دوسری روایت میں حضرت امیرالمومنینؑ سے منقول ہے کہ مجوسیوں کا ایمان ایک کتاب پر تھا اور اُن کا ایک بادشاہ بھی تھا ایک روز وہ بادشاہ مست ہوا اور اپنی ماں بہنوں سے زنا کی جب ہوش آیا تو اپنا یہ عمل ناگوار معلوم ہوا۔ لیکن لوگوں سے کہا یہ فعل میرا جائز وحلال ہے۔ لوگوں نے اس کے قبول کرنے سے انکار کیا تو اُس نے گڑھے کھدوا کر اُن میں آگ روشن کرادی اور لوگوں کو اُن میں ڈال کر جلا دیا۔

میثم تمار نے حضرت علی علیہ السلام سے روایت کی ہے کہ حضرت نے فرمایا کہ اصحاب اخدود دس اشخاص تھے جو آگ میں جلائے گئے اور اسی طرح دس شخصوں کو اسی بازار کوفہ میں لوگ قتل کریں گے۔ حضرت کی غرض گویا یہ تھی کہ اشارہ فرمائیں اُس کی طرف جو ابن زیاد ملعون نے کوفہ وارد ہونے کے بعد ایک جماعت کو حضرت امیرالمومنینؑ سے بیزاری اختیار کرنے کی تکلیف دی تھی اور اُن میں سے جس جس نے اس کی یہ خواہش پوری نہ کی ان سب کو اُس ملعون نے قتل کرا دیا اور اسی جماعت میں سے میثم تمار

اور رشید ہجری بھی تھے جیسا کہ اس کے بعد انشاء اللہ ان کا ذکر کیا جائے گا۔

بسند معتبر حضرت امام محمد باقر علیہ السلام سے منقول ہے کہ عمر نے ایک شخص کو ایک لشکر کا سردار بنا کر شام کے ایک شہر کی جانب بھیجا۔ وہ شہر فتح ہوا اور وہاں کے لوگ مسلمان ہوئے تو ان کے لئے ایک مسجد تیار کی گئی جب وہ مکمل ہوگئی تو خود بخود منہدم ہوگئی۔ دوبارہ پھر اس کی تعمیر کی پھر وہ گر گئی تین مرتبہ ایسا ہی ہوا تو اس کی اطلاع عمر کو بھیجی گئی۔ انہوں نے اصحاب رسول کو جمع کر کے اس کا سبب دریافت کیا کوئی نہ بتا سکا آخر حضرت علیؑ کی خدمت میں عرض کیا آپ نے فرمایا اس کا سبب یہ ہے کہ خداوند عالم نے وہاں ایک گروہ پر ایک پیغمبر کو مبعوث فرمایا تھا ان لوگوں نے اس پیغمبر کو مار ڈالا اور اسی مسجد کی جگہ پر دفن کر دیا تھا۔ جواب تک اپنے خون میں تر ہیں سردار لشکر کو لکھو کہ وہاں کی زمین کھود کر پیغمبر کے جسدِ مبارک کو نکالیں جسمِ اقدس تازہ پائیں گے اُن پر نماز پڑھیں اور فلاں مقام پر ان کو دفن کریں پھر مسجد تعمیر کریں وہ مُنہدم نہ ہوگی۔ جب حضرتؑ کی ہدایت کے بموجب عمل کیا گیا مسجد قائم و باقی رہی دوسری روایت میں ہے کہ حضرتؑ نے فرمایا کہ اس کو لکھ دو کہ داہنی جانب مسجد تعمیر کریں وہاں ایک شخص ملے گا جو بیٹھا ہوا ہے اور اپنا ہاتھ اپنی ناک پر رکھے ہوئے ہے عمر نے پوچھا وہ کون ہے حضرت نے فرمایا میں جس طرح کہتا ہوں اسی طرح جواب لکھ دو اُس کے بعد جبکہ میرے بیان کے مطابق وہ شخص ظاہر ہو جائے گا تو میں بتا دوں گا کہ وہ کون ہے۔ غرض حضرت کے ارشاد کے بموجب اُس سردار لشکر کو لکھا گیا اور کچھ عرصہ کے بعد اُس کا جواب آیا کہ حسب ہدایت میں نے عمل کیا۔ اور مسجد تیار کی اور وہ منہدم نہیں ہوئی۔ عمر نے اس وقت حضرت امیرالمومنینؑ سے دریافت کیا کہ اب فرمائیے کہ وہ کون ہے فرمایا کہ وہ اُخدود والوں کے پیغمبر ہیں اور اُن کا حال قرآن مجید کی تفسیر میں بہت واضح طور پر درج ہے۔

حدیث معتبر میں منقول ہے کہ ایک روز حضرت امیرالمومنینؑ منبر پر تشریف لے گئے اور فرمایا کہ مجھ سے جو کچھ پوچھنا چاہو پوچھ لو قبل اس کے کہ مجھے نہ پاؤ اشعث بن قیس منافق علیہ اللعن اُٹھ کھڑا ہوا اور پوچھا کہ یا امیرالمومنینؑ مجوس سے جزیہ کیوں لیا جاتا ہے حالانکہ وہ اہل کتاب نہیں ہیں اور نہ کوئی پیغمبر ان پر مبعوث ہوا حضرت نے فرمایا ایسا نہیں ہے بلکہ وہ اہل کتاب ہیں اور خدا نے ان پر ایک پیغمبر بھی مبعوث فرمایا تھا۔ ان کا ایک بادشاہ تھا جس نے ایک رات عالم مستی میں اپنی

لڑکی کو اپنے بستر پر طلب کیا اور اس سے زنا کی۔ صبح کو اس کی قوم کو اس کی اس حرکت کی خبر ہوئی تو لوگ اس کی ڈیوڑھی پر جمع ہوئے اور کہا اے بادشاہ تو نے ہمارے دین کو گندہ اور باطل کر دیا آ تجھ کو ہم صحرا میں لے چل کر سنگسار کریں گے بادشاہ نے کہا تم تمام اہل شہر جمع ہو کر میری بات سنو اور اگر میرا عذر اس امر میں قابل قبول ہو تو منظور کرو ورنہ جو چاہو کرو۔ یہ سن کر شہر کے تمام لوگ آئے بادشاہ نے کہا خدا نے کسی مخلوق کو نہیں پیدا کیا جو بابا آدمؑ اور اماں حواؑ سے زیادہ اُس کے نزدیک گرامی ہو۔ لوگوں نے کہا سچ ہے بادشاہ نے کہا کیا آدمؑ نے اپنی لڑکیوں کو اپنے لڑکوں سے تزویج نہیں کیا۔ (ضرور کیا) تو میں نے بھی حضرت آدمؑ کی سنت پر عمل کیا لوگوں نے کہا اے بادشاہ تو نے سچ کہا دین حق یہی ہے اور اس پر راضی ہو گئے اور آپس میں عہد کیا کہ نکاح محارم سب حلال ہیں۔ تو خدا نے ہر علم کو جو ان کے سینہ میں تھا محو کر دیا اور ان کے درمیان سے کتاب اٹھالی۔ غرضکہ یہ لوگ کافر ہیں اور بے حساب جہنم میں جائیں گے۔

بہت سی معتبر حدیثوں میں وارد ہوا ہے کہ مجوس کا ایک پیغمبر تھا جس کو جاماسپ کہتے تھے وہ ان کے لئے ایک کتاب بھی خدا کی جانب سے لایا تھا اور وہ بارہ ہزار گایوں کی کھال پر مرقوم تھی۔ اُن سبھوں نے اپنے پیغمبر کو مار ڈالا اور کتاب جلا ڈالی۔

حدیث معتبر میں منقول ہے کہ ایک زندیق نے حضرت صادقؑ سے چند سوالات کئے اور مسلمان ہوا اُس کا ایک سوال یہ بھی تھا کہ کیا مجوس پر بھی کوئی پیغمبر مبعوث ہوا تھا اس لئے کہ میں دیکھتا ہوں کہ بیشک وہ محکم کتابیں اور بلیغ موعظے اور شافی مثالیں رکھتے ہیں اور ثواب و عذاب کا اعتقاد رکھتے ہیں اور چند شریعتیں بھی ان کی ہیں جن پر وہ عمل کرتے ہیں۔ حضرت نے فرمایا کہ کوئی قوم ایسی نہیں ہے جس پر کوئی پیغمبر مبعوث نہ ہوا ہو اور خدا نے مجوس کے لئے بھی ایک پیغمبر بھیجا اور ایک کتاب نازل فرمائی لیکن ان لوگوں نے نہ پیغمبر کو مانا نہ کتاب پر عمل کیا۔ اُس نے پوچھا کون پیغمبر تھے لوگ کہتے ہیں کہ خالد بن سنان تھے فرمایا خالد بدوی عرب تھا وہ پیغمبر نہ تھا۔ لوگ ایسی ہی بے کار باتیں کرتے ہیں اس نے کہا کیا زردشت ان کا پیغمبر تھا فرمایا زردشت نے چند امور باطل ان میں رائج کئے اور پیغمبری کا دعویٰ کرتا تھا۔ بعض اس پر ایمان لائے۔ اور بہتوں نے انکار کیا تو ان کو لوگوں نے جنگل میں چھوڑ دیا جن کو صحرائی جانوروں نے ہلاک کر ڈالا۔ اُس نے پوچھا ایام کفر و جاہلیت میں مجوس حق سے نزدیک تر تھے یا اہل عرب۔ فرمایا جاہلیت کے زمانہ میں عرب دین حنیف ابراہیم سے نزدیک تر تھے

بہ نسبت مجوس کے۔ کیونکہ وہ تمام پیغمبروں کے منکر تھے اور سب کتابوں اور معجزات سے انکار کرتے تھے اور پیغمبروں کے آثار وسنت میں سے کسی پر عمل نہیں کرتے تھے اور کیخسرو جو مجوس کا بادشاہ تھا اُس نے زمانہ گذشتہ میں تین سو بادشاہوں کو قتل کیا تھا۔ مجوس غسل جنابت نہیں کرتے تھے اہل عرب کرتے تھے اور غسل جنابت خاص طور سے شرائع حنیفہ ابراہیم سے ہے۔ مجوسی ختنہ نہیں کرتے تھے اور عرب کرتے تھے اور وہ پیغمبروں کی سنت سے ہے اور سب سے پہلے جس نے ختنہ کیا وہ حضرت ابراہیمؑ پیغمبر تھے۔ مجوسی اپنے مُردوں کو غسل وکفن نہیں دیتے تھے اہلِ عرب دیتے تھے۔ مجوسی اپنے مُردوں کو جنگلوں، غاروں اور تالاب وغیرہ میں ڈال دیتے تھے اور عرب دفن کرتے تھے اور لحد ان کے لئے تیار کرتے تھے اور پیغمبروں کی سنت یہی تھی۔ اور سب سے پہلے جس کے لئے قبر کھودی اور تیار کی گئی وہ حضرت آدمؑ تھے۔ مجوسی ماں بہنوں بیٹیوں کے ساتھ نکاح حلال جانتے ہیں اور کفار عرب حرام سمجھتے رہے ہیں۔ مجوسی کعبہ کے منکر تھے اور اہل عرب حج کرتے تھے اور کعبہ کو اپنے خدا کا گھر سمجھتے تھے۔ اور توریت وانجیل کو کتاب خدا سمجھتے تھے اور اہل کتاب سے مسائل دریافت کیا کرتے تھے غرضکہ عرب تمام طریق زندگی میں دین حق سے نزدیک تر تھے۔ اُس نے کہا کہ وہ ماں بہنوں کے ساتھ نکاح جائز سمجھتے تھے اس لئے کہ سنت آدمؑ ہے۔ فرمایا کہ ماں بہنوں کے ساتھ نکاح میں کس طرح آدمؑ سے متمسک ہوئے جبکہ وہ کہتے ہیں کہ آدمؑ و نوحؑ و ابراہیمؑ و موسیٰؑ و عیسیٰؑ اور تمام پیغمبروں نے حرام کیا ہے۔

باب تینتیسواں ۳۳

حضرت جرجیس علیہ السّلام کے حالات

ابن بابویہ اور قطب راوندی نے اپنی سند سے ابن عباسؓ سے روایت کی ہے کہ حق تعالیٰ نے حضرت جرجیسؑ کو پیغمبر بنا کر شام کے ایک بادشاہ پر مبعوث فرمایا جس کو دازانہ کہتے تھے۔ وہ بت کی پرستش کرتا تھا۔ حضرت جرجیسؑ نے اُس سے فرمایا کہ اے بادشاہ میری نصیحت قبول کر۔ زیبا نہیں کہ ہم کسی غیر کی عبادت کریں اور اپنی حاجتیں اُس کے علاوہ کسی اور سے طلب کریں۔ بادشاہ نے پوچھا کہاں کے

رہنے والے ہو فرمایا کہ میں رومی ہوں اور فلسطین میں رہتا ہوں۔ اُس نے حکم دیا تو آپ قید کر لے گئے اور آپ کے جسم مبارک کو لوہے کی کنگھی سے مجروح کیا گیا یہاں تک کہ تمام گوشت بدن کا الگ ہو گیا پھر اُس پر سرکہ ڈالا گیا اور موٹے سخت کپڑے سے جسم اقدس کو رگڑا گیا۔ پھر حکم دیا تو لوہے کی سلاخیں آگ میں لال کر کے آپ کے جسم کو داغتے رہے لیکن حضرت اس اذیت رسانی پر بھی زندہ رہے تو اس کے حکم سے لوہے کی بڑی بڑی میخیں تیار کی گئیں۔ پھر ان کو حضرت کے سر اقدس میں ٹھونکیں۔ جس سے تمام بھیجا سر کا بہہ گیا۔ پھر سیسہ پگھلا کر آپ کے بدن پر ڈالا گیا۔ اُس کے قید خانہ میں ایک آہنی ستون تھا جس کو اٹھارہ آدمی مل کر ایک جگہ سے دوسری جگہ لے جا سکتے تھے اُس نے حکم دیا تو وہ ستون حضرت کے شکم مبارک پر رکھ دیا گیا جب رات ہوئی اور تماشائی اپنے اپنے گھروں کو واپس گئے تو اہل زندان نے دیکھا کہ ایک فرشتہ حضرت کے پاس آیا اور کہا اے جرجیس حق تعالیٰ فرماتا ہے کہ صبر کرو اور خوش رہو اور خوف مت کرو کیونکہ خدا تمہارے ساتھ ہے اور تم کو اُس کے ظلم سے نجات بخشے گا۔ وہ ظالم تم کو چار مرتبہ ہلاک کریں گے اور تمہاری تکلیفیں اور اذیتیں رفع کروں گا۔ دوسرے روز صبح کو اُس بادشاہ ظالم نے آپ کو قید خانہ سے بُلوایا اور حکم دیا کہ آپ کو تازیانے لگائے جائیں۔ حضرت کے پشت و شکم پر بیشمار تازیانے مارے گئے پھر اُس نے آپ کو قید خانہ میں بھیجدیا اور اپنی سلطنت کے عمال کو فرمان بھیجے کہ تمہارے شہروں میں جس قدر جادوگر و ساحر ہوں سب کو بھیجیں۔ اُن میں سے ایک ایسا جادوگر آیا جو سب سے زیادہ ماہر تھا۔ لیکن وہ جو سحر کرتا حضرت پر مطلق اثر نہ ہوتا۔ آخر زہر قاتل لا کر حضرت کو کھلایا حضرت جرجیسؑ نے اُس وقت یہ دُعا پڑھی بسم اللہ الذی یضل عنہ صدقہ کذب الفجرۃ وسحر السحرۃ تو اس زہر کا بھی کوئی اثر نہ ہوا اُس وقت اُس جادوگر نے کہا کہ اگر یہی اتنا زہر میں تمام اہل زمین کو کھلا دیتا تو بے شبہ ہر ایک کی قوت زائل ہو جاتی اور اُن کے بند بند جُدا ہو جاتے اور ان کی خلقت بدل جاتی ان کی آنکھیں اندھی ہو جاتیں۔ لہٰذا اے جرجیسؑ آپ بیشک راہِ ہدایت کے نور ہیں اور ظلمات ضلالت کے چراغ اور حق و یقین ہیں میں گواہی دیتا ہوں کہ آپ کا معبود برحق ہے اور اُس کے سوا جتنے خدا ہیں سب باطل ہیں۔ میں آپ کے خدا پر ایمان لاتا ہوں اور اُس کے پیغمبروں کی تصدیق کرتا ہوں۔ اور جو کچھ میں نے اب تک گناہ کئے ہیں اُن سب سے توبہ کرتا ہوں۔ بادشاہ نے

اُس کو قتل کرادیا۔ اور پھر حضرت جرجیسؑ کو قید خانہ میں بھیج دیا اور حضرت کو طرح طرح کے عذاب سے معذب کرتا رہا۔ پھر اُس کے حکم سے حضرت کے ٹکڑے ٹکڑے کیے گئے اور ایک کنویں میں ڈال دیا اور بادشاہ مجلس عیش و سرور آراستہ کرکے شراب وکباب میں مشغول ہوا۔ اُس وقت خلاق عالم نے ہوا کو حکم دیا جس نے ایک سیاہ ابر اٹھایا اور بجلیاں چمکنے لگیں اور زمین و پہاڑ لرزنے لگے۔ یہ دیکھ کر لوگ ڈرے کہ ہلاک نہ ہو جائیں۔ پھر خدا نے میکائیلؑ کو حکم دیا وہ اُس کنویں کے اوپر آئے اور پکار کر کہا اے جرجیسؑ اُٹھ کھڑے ہو اُس خدا کی قوت کے ساتھ جس نے تم کو پیدا کیا اور مستوی الخلقت بنایا۔ یہ سنتے ہی حضرت جرجیسؑ زندہ ہو کر اُٹھ کھڑے ہوئے حضرت میکائیلؑ نے ان کو کنوئیں سے نکالا اور کہا صبر کرو تم کو ثواب ہائے الٰہی کی خوشخبری ہو۔ حضرت پھر اُس بادشاہ کے پاس پہنچے اور فرمایا کہ خدا نے مجھ کو تیری طرف بھیجا ہے کہ میرے ذریعہ سے تجھ پر اپنی حجت تمام کرے یہ دیکھ کر بادشاہ کے لشکر کے سپہ سالار نے کہا میں تمہارے خدا پر ایمان لاتا ہوں جس نے تم کو مرنے کے بعد زندہ کیا اور گواہی دیتا ہوں کہ وہ حق ہے اور اُس کے علاوہ جتنے خدا ہیں باطل ہیں۔ اُس کے ساتھ چار ہزار اشخاص اور ایمان لائے اور حضرت جرجیس کی تصدیق کی۔ بادشاہ نے سب کو قہر و غضب میں ہلاک کر دیا اور حکم دیا کہ پیتل کی بڑی تختی تیار کرکے اس کو آگ سے لال کرو۔ پھر اُس پر حضرت جرجیس کو لٹایا اور پگھلا ہوا سیسہ حضرت کے حلق میں ڈالا اور لوہے کی میخیں حضرت کی آنکھ اور سر میں پیوست کرائیں پھر اُن میخوں کو نکال کر اُن کی جگہوں میں سیسہ پگھلا کر بھر دیا۔ اس پر بھی حضرت ہلاک نہ ہوئے تو حکم دیا کہ آگ حضرت کے جسم پر جلائی جائے۔ یہاں تک کہ حضرت جل کر راکھ ہو گئے تو اُس کے حکم سے وہ راکھ ہوا میں اُڑا دی گئی۔ پھر خدا کے حکم سے حضرت میکائیلؑ نے ان کو پکارا اور وہ زندہ ہو کر موجود ہو گئے اور بحکم خدا پھر اُس بادشاہ کے پاس گئے جبکہ وہ دربار عام میں بیٹھا ہوا تھا حضرت نے رسالت الٰہی کی تبلیغ فرمائی اُس وقت اُس گمراہ کے اصحاب میں سے ایک شخص اُٹھ کھڑا ہوا اور بولا ہمارے پاس چودہ منبر اور ایک لکڑی کا خوان ہے اُن کی لکڑیاں مختلف درختوں کی ہیں جن میں سے بعض میوہ دار ہیں اور بعض بغیر پھل کی۔ اپنے خدا سے دُعا کرو کہ اگر وہ ان تمام لکڑیوں کے درخت بنا دے اور ان میں شاخیں اور پتیاں پیدا کر دے اور پھل لگا دے تو میں تمہاری تصدیق کروں۔ یہ سُن کر حضرت جرجیس دو زانو ہو کر بیٹھے

اور دعا کی اُسی وقت سب لکڑیاں درخت بن گئیں اور شاخیں پتیاں پھول اور پھل پیدا ہو گئے۔ بادشاہ نے یہ دیکھ کر حکم دیا تو حضرت کو دو لکڑیوں کے درمیان رکھ کر آرہ سے چیرا گیا اور ایک بڑے دیگ میں تیل، گندھک اور سیسہ ڈال کر پگھلایا اور حضرت کے جسم اقدس کو اس دیگ میں ڈال دیا اور آگ اُس کے نیچے تیز کر دی گئی یہاں تک کہ حضرت کا تمام جسم پگھل کر ان چیزوں میں مل کر ایک ہو گیا۔ اس ظلم سے زمین تاریک ہو گئی خدا نے حضرت اسرافیلؑ کو بھیجا۔ انہوں نے ان کے درمیان ایک نعرہ مارا جس سے سب کے سب منھ کے بل گر پڑے اور دیگ الٹ کر حضرت اسرافیلؑ نے کہا اے جرجیسؑ بحکم خدا اُٹھ کھڑے ہو اور وہ خدا کی قدرت سے صحیح وسالم ہو کر کھڑے ہو گئے۔ پھر اُس بادشاہ ظالم و گمراہ کے پاس پہنچے اور تبلیغ رسالت فرمائی لوگوں نے جب آپ کو دیکھا تو حیرت ہوئی۔ اُس وقت حضرت کے پاس ایک عورت آئی اور کہا اے خدا کے خاص بندے میرے پاس ایک گائے تھی جس کے دُودھ پر ہماری گذر اوقات ہوا کرتی تھی۔ وہ مر گئی ہے چاہتی ہوں کہ آپ اُسے زندہ کر دیجئے حضرت نے اپنا عصا اس کو دے کر فرمایا۔ اس کو لے جا کر گائے کے جسم پر رکھ دو اور کہو جرجیس کہتا ہے کہ بحکم خدا اُٹھ کھڑی ہو اُس عورت نے ایسا ہی کیا اور وہ گائے زندہ ہو گئی تو وہ عورت ایمان لائی۔ بادشاہ ملعون نے کہا اگر میں اس ساحر کو چھوڑ دوں تو یہ میری ساری قوم کو ہلاک کر دے گا۔ غرض بادشاہ اور اس کی تمام گمراہ رعایا نے حضرت کے قتل پر اتفاق کیا۔ بادشاہ نے حکم دیا کہ اُن کو شہر کے باہر لے جاؤ اور ان کی گردن اُڑا دو جب اُن حضرت کو شہر کے باہر لے گئے تو آپ نے مناجات کی پالنے والے اگر ان گمراہوں کو تو ہلاک کرے تو میری التجا یہ ہے کہ مجھ کو اور میری یاد کو ان لوگوں کے لئے صبر و شکیبائی کا سبب قرار دے جو ہر بلا و مصیبت میں صبر کے ساتھ تیرا تقرب حاصل کرنا چاہتے ہیں غرضکہ حضرت کا سر جُدا کر کے وہ سب شہر میں واپس آئے اور سب کے سب یکبارگی عذاب الٰہی میں مبتلا ہو کر ہلاک ہو گئے۔

باب چونتیسواں ۳۴

حضرت خالد بن سنان کے حالات

بسند ہائے معتبر حضرت امام محمد باقر اور امام جعفر صادق علیہم السلام سے منقول ہے کہ ایک روز حضرت رسالت پناہ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کی خدمت میں ایک عورت آئی حضرت نے خوش آمدید فرمایا اور اُس کا ہاتھ پکڑ کر اپنی چادر پر اپنے قریب بٹھایا اور فرمایا کہ یہ ایک پیغمبر کی بیٹی ہے کہ جن کی قوم نے ان کو ضائع کر دیا اُن کا نام خالد بن سنان تھا وہ بنی عیس کے قبیلہ سے تھے۔ وہ ان لوگوں کو خدا کی جانب بلاتے تھے۔ لیکن وہ لوگ ایمان نہ لائے۔ سال میں ایک مرتبہ ایک آگ پیدا ہوتی اور ان میں سے بعض کو جلا دیتی تھی اور ایک روایت کے مطابق آگ روزانہ ظاہر ہوتی اور جو چیز اس کے قریب ہوتی مثل حیوانات وغیرہ کے سب کو جلا دیتی۔ اُس آگ کو نار الحرین کہتے تھے۔ اور وہ اُس غار سے وقت معینہ پر نکلتی جو ان کی آبادی کے قریب تھا۔ حضرت خالد بن سنان نے اُن لوگوں سے فرمایا کہ اگر میں اس آگ کو تم سے برطرف کر دوں تو کیا تم ایمان لاؤ گے لوگوں نے اقرار کیا۔ پھر جب وہ آگ پیدا ہوئی حضرت خالد اُس کی طرف بڑھے اور اپنی پوری قوت کے ساتھ مقابلہ کر کے اس کو پلٹایا اور اُس کے پیچھے چلے یہاں تک کہ اُس کے ساتھ اسی غار میں داخل ہو گئے اور آپ کی قوم غار کے کنارے جمع ہوئی اور سب نے سمجھا کہ آگ نے حضرت کو جلا ڈالا اور اب غار سے وہ باہر نہ آئیں گے۔ لیکن وہ حضرت کچھ دیر بعد غار سے برآمد ہوئے اور فرمایا کہ میرے کام اور میرے امور سب خدا کی جانب سے ہیں اور اُس کی قدرت کے سبب سے ہیں بنو عیس نے گمان کیا تھا کہ میں غار سے باہر نہ آؤں گا مگر میں اب آ گیا۔ پھر وہاں سے واپس ہوئے اور فرمایا کہ میں فلاں روز مر جاؤں گا۔ جب مر جاؤں تو مجھے دفن کر دینا چند دنوں کے بعد جانوران صحرائی کا ایک گلہ آئے گا۔ ان میں ایک دم بریدہ ہو گا جو میری قبر پر کھڑا ہو گا اُس وقت میری قبر کھول کر مجھے نکال لینا پھر جو کچھ مجھ سے پوچھو گے جو کچھ ہو چکا اور قیامت تک جو کچھ ہو گا میں سب بتا دوں گا۔ غرضکہ جب وہ فوت ہوئے لوگوں

نے ان کو دفن کر دیا اور وہ معینہ وقت آیا جس کا حضرت نے وعدہ کیا تھا اُسی طور سے جیسا کہ حضرت نے فرمایا تھا وحشیان صحرا کا گلہ آیا اور ان کے قبر کے نزدیک کھڑا ہوا لوگوں نے چاہا کہ حضرت کو قبر سے باہر نکالیں تو ان میں سے کچھ لوگوں نے کہا کہ جب ان کی زندگی میں تم ایمان نہ لائے تو ان کے مرنے کے بعد کیونکر ایمان لاؤ گے اگر ان کو قبر سے نکالو گے تو عرب میں بدنام ہو جاؤ گے۔ غرضکہ ان کو اُسی حال میں چھوڑ کر واپس اپنے گھروں کو چلے گئے۔ وہ حضرت عیسیٰؑ اور محمد صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کے درمیانی زمانہ میں گذرے ہیں۔ اُس لڑکی کا نام محیاۃ تھا۔ [۱]

باب پینتیسواں [۳۵]

اُن پیغمبروں کے حالات جنکے ناموں کی تصریح نہیں ہے

حدیث معتبر میں حضرت امیر المومنین علیہ السلام سے منقول ہے کہ حضرت رسولؐ نے فرمایا کہ خدا نے ایک پیغمبر کو ان کی قوم پر مبعوث فرمایا جو چالیس برس تک تبلیغ کرتے رہے مگر لوگ ان پر ایمان نہ لائے۔ وہ لوگ ایک دن اپنے عبادت خانے میں عید منایا کرتے تھے وہ دن آیا تو سب اپنے معبد میں جمع ہوئے ان کے پیغمبر بھی وہاں آئے اور فرمایا کہ خدا پر ایمان لاؤ ان لوگوں نے کہا کہ اگر سچے رسول ہو تو خدا سے کہو کہ وہ ہمارے لئے کپڑوں کے رنگ کے میوے بھیجے ان کے کپڑے زرد رنگ کے تھے پیغمبر نے ایک خشک لکڑی لے کر زمین میں گاڑ دی اور دعا کی وہ لکڑی سبز ہوئی اس میں زرد آلو پیدا ہوئے ان لوگوں نے پھلوں کو کھایا تو جس کی نیت تھی کہ مسلمان ہو جائیگا اس نے ان پھلوں کے بیج جو اپنے دہن سے پھینکے اُن کا مغز شیریں ہوا اور جن کی نیتیں اس کے خلاف تھیں ان کے پھلوں کے بیج کے مغز تلخ ہو گئے۔

حدیث معتبر میں حضرت امام رضاؑ سے منقول ہے کہ خدا نے اپنے پیغمبروں میں سے

---

[۱] مولف فرماتے ہیں کہ یہ حدیث اُس حدیث سے زیادہ معتبر ہے جو پہلے گذر چکی کہ خالد پیغمبر نہ تھے اور ان کا ذکر دعائے ام داؤد میں بھی ان احادیث کا موید ہے واللہ یعلم۔

کسی پر وحی فرمائی کہ صبح کو سب سے پہلے جو چیز تمہارے پاس آئے اُسے کھالو دُوسری چیز کو پوشیدہ کر دو۔ تیسری کو قبول کر لو چوتھی کو نا امید مت کرو اور پانچویں سے گریز کرو۔ وہ پیغمبر صبح کو اپنے مقام سے روانہ ہوئے۔ سب سے پہلے اُن کے سامنے ایک بڑا کوہ سیاہ آیا وہاں کھڑے ہو کر سوچنے لگے کہ میرے معبود نے حکم دیا کہ میں اس کو کھالوں تو کیونکر کھا سکتا ہوں۔ پھر خیال ہوا کہ میرا پروردگار اس کام کا حکم نہیں دیتا جس کے کرنے کی مجھ میں طاقت نہ ہو۔ غرض اُس پہاڑ کی طرف رُخ کر کے روانہ ہوئے۔ جیوں جیوں اُس کے نزدیک ہوتے گئے وہ پہاڑ چھوٹا ہوتا گیا یہاں تک کہ جب اُس کے پاس پہنچ گئے تو وہ مانند لقمہ کے ہو گیا اُس کو آپ نے تناول فرمایا جس کی لذت اتنی بہتر تھی کہ اُس سے بہتر کسی چیز میں لذت نہ ملی تھی۔ پھر آگے بڑھے اور کچھ راہ طے کی تھی کہ ایک سونے کا طشت ملا۔ پیغمبر نے کہا میرے خدا نے فرمایا ہے کہ اس کو پوشیدہ کردوں یہ سوچ کر ایک گڑھا کھودا اور اس میں اُس طشت کو چھپا دیا اور روانہ ہوئے تھوڑی دور چلے تھے کہ پیچھے مُڑ کے دیکھا تو وہ طشت ظاہر ہو گیا ہے دل میں کہا کہ میرے خدا نے اُس کو پوشیدہ کرنے کا حکم دیا تھا میں نے پوشیدہ کر دیا تھا اب وہ نکل آیا تو مجھ پر کوئی الزام نہیں۔ پھر آگے بڑھے تھوڑی دُور گئے تھے کہ ایک پرندہ کو دیکھا جس کے تعاقب میں باز آرہا تھا اور وہ پرندہ بھاگتا ہوا پیغمبر کے پاس پہنچا اور حضرت کے گرد پھرنے لگا حضرت نے کہا کہ میرے مالک کا حکم ہے کہ اس کو قبول کر لوں یہ سوچ کر اپنی آستین کشادہ کر دی وہ پرندہ اُس میں چھپ گیا۔ اتنے میں باز بھی پہنچ گیا اور پیغمبر سے عرض کی کہ آپ نے میرے شکار کو پکڑ لیا ہے حالانکہ چند روز سے اُس کے تعاقب میں ہوں۔ پیغمبر نے سوچا کہ میرے خدا کا حکم ہے کہ اس کو نا امید نہ کروں۔ اس لئے اپنی ران سے ایک ٹکڑا گوشت کاٹ کر اس کو دے دیا اور آگے چلے یہاں تک کہ ایک مُردار کے پاس پہنچے جو سڑ کر متعفن ہو چکا تھا اور اُس میں کیڑے پڑے ہوئے تھے۔ کہا کہ میرے پالنے والے کا حکم ہے کہ اس سے گریز کرو۔ لہٰذا وہاں سے بھاگ کر اپنے مکان پر واپس آئے۔ رات کو جب سوئے تو خواب میں دیکھا کہ کوئی شخص کہہ رہا ہے کہ جو کچھ خدا نے تم کو حکم دیا تھا اُس کی تم نے تعمیل کی کیا تم کو معلوم ہے کہ وہ کون چیزیں تھیں کہا نہیں اُس شخص نے کہا وہ پہاڑ دراصل غضب (غصّہ) تھا اس لئے کہ بندہ جس وقت غصّہ میں ہوتا ہے تو اپنے کو نہیں پہچانتا جب وہ اپنے جانب نظر کرتا ہے اور اپنی قدر پہچانتا ہے اپنے غصّہ کو ساکن کر لیتا ہے آخر وہ ایک لقمۂ طیّب کے مانند ہو جاتا ہے جیسا کہ تم

غصہ و عمل صالح و امانت اور غیبت کی مثالیں

نے کھایا (اور اس کی لذت وخوشگواری کا اندازہ تم کو ہوا) اور وہ طشت عمل صالح ہے جب بندہ اپنے نیک عمل کو چھپاتا اور لوگوں سے پوشیدہ رکھتا ہے بلاشبہ خدا اس کو ظاہر کر دیتا ہے تاکہ لوگوں کی نگاہوں میں دنیا میں اس کو زینت دے جو کچھ ثواب آخرت اُس کے لئے ذخیرہ فرمایا ہے اور وہ پرندہ وہ شخص ہے جو تمہاری نصیحت کرتا ہے تمہارے لئے مناسب ہے کہ نصیحت کرنیوالے کی نصیحت قبول کرو اور وہ باز اُس شخص کے مانند ہے جو تمہارے پاس کوئی حاجت لے کر آیا ہو لہذا اس کو نا اُمید مت کرو اور وہ گوشت گندہ و کرم افتادہ صورت غیبت تھی لہذا غیبت سے گریز کرو۔

حضرت صادقؑ سے بسند معتبر منقول ہے کہ خدا نے بنی اسرائیل کے کسی پیغمبر پر وحی فرمائی کہ اگر تم حظیرہ قدس میں قیامت کے دن مجھ سے ملاقات کرنا چاہتے ہو تو دنیا میں تنہا، غریب و اندوہناک رہو اور اُس تنہا طائر کے مانند لوگوں سے وحشت زدہ رہو جو رات کے وقت دوسرے پرندوں سے وحشت زدہ ہو کر تنہائی اختیار کرتا ہے اور اپنے پروردگار سے لو لگاتا ہے۔

دوسری حدیث میں فرمایا کہ خدا نے کسی پیغمبر کو ایک قوم پر مبعوث فرمایا اور ان کو وحی کی کہ اپنی قوم سے کہہ دیں کہ کوئی اہل شہر اور کوئی گروہ ایسا نہیں کہ وہ میرے اطاعت گذار ہوں اور کوئی حالت ایسی رونما ہو جس میں وہ نعمت و سرور میں ہوں اور ان امور کی جانب سے جن کو میں پسند کرتا ہوں اُن باتوں کی طرف پلٹ جائیں جن کو میں نہیں پسند کرتا تو میں بھی اُن امور کی طرف سے جن کو وہ پسند کرتے ہیں اُن باتوں کی طرف پلٹ جاتا ہوں جن کو وہ نہیں چاہتے یعنی اُن کی نعمتوں کو بلاؤں میں تبدیل کر دیتا ہوں۔ اور کوئی اہل شہر یا اہل خانہ نہیں جو میری نافرمانی کر رہے ہوں اور اُس معصیت کے سبب سے اُن پر کوئی بلا نازل ہوئی ہو تو وہ اُن باتوں سے روگردانی کر کے جن کو میں نہیں چاہتا اُن امور کی جانب رُخ کرتے ہیں جن کو میں پسند کرتا ہوں تو میں بھی اُن امور سے روگردانی کر کے جن کو وہ ناپسند کرتے ہیں ان باتوں کی طرف رجوع ہو جاتا ہوں جن کو وہ چاہتے ہیں اور ان پر واضح کر دو کہ میری رحمت میرے غضب سے پہلے ہے لہذا میری رحمت سے نا امید مت ہو اس لئے کہ مجھ پر گناہوں کا بخش دینا کچھ دشوار نہیں ہے۔ اور ان کو بتا دو کہ اپنی شقاوت و عداوت کے سبب میرے غضب کے درپے نہ ہوں اور میرے دوستوں کے حق کو سُبک سمجھ کر حقیر نہ سمجھیں کیونکہ میرے چند عذاب ہیں کہ میرے غضب کے وقت خلق میں کسی کو اُن کے مقابلہ کی تاب و طاقت نہیں اور نہ کسی میں اُن کے برداشت کی قوت ہے۔

بسند معتبر حضرت امام رضا علیہ السلام سے منقول ہے کہ خدا نے اپنے کسی پیغمبر کو وحی فرمائی کہ جب میرے بندے میری اطاعت کرتے ہیں اُن سے میں خوش ہوتا ہوں اور جب خوش ہوتا ہوں اُن پر برکت نازل کرتا ہوں اور میری رحمت و برکتوں کی کوئی حد و انتہا نہیں ہے اور جب وہ میری نافرمانی کرتے ہیں میں غضبناک ہوتا ہوں اور جب غضب میں آتا ہوں تو اُن پر لعنت کرتا ہوں اور میری لعنت اُن کے فرزندوں میں سات پشت تک اثر انداز رہتی ہے۔

بسند معتبر حضرت صادق علیہ السلام سے منقول ہے کہ کسی پیغمبر نے خدا سے کمزوری کی شکایت کی اُن پر وحی نازل ہوئی کہ گوشت کو مٹھے کے ساتھ پکائیں اور کھائیں کہ بدن کو مضبوط کرتا ہے اور کسی دوسرے پیغمبر نے کمزوری اور کمیٔ مجامعت کی شکایت کی تو خدا نے ان کو ہریسہ کھانے کا حکم دیا۔ اور کسی دوسرے پیغمبر نے نسل کی کمی اور فرزندوں کی قلت کی شکایت کی تو ان کو وحی فرمائی کہ گوشت انڈے (یا پیچ) کے ساتھ کھائیں۔ دوسری حدیث معتبر میں منقول ہے کہ کسی پیغمبر نے دل کی سختی اور کمیٔ گریہ کی شکایت کی خدا نے ان کو وحی فرمائی کہ مسور کھائیں۔ انہوں نے اس کا کھانا جاری رکھا ان کا دل نرم ہوگیا اور (خوف خدا سے) ان کا گریہ زیادہ ہونے لگا۔ اور کسی پیغمبر نے غم و اندوہ کی شکایت کی تو خدا نے ان کو انگور کھانے کا حکم دیا۔

بسند معتبر حضرت صادقؑ سے منقول ہے کہ امتہائے گذشتہ میں سے ایک گروہ نے اپنے پیغمبر سے سوال کیا کہ دعا کریں کہ خداوند عالم موت ہم سے اُٹھا لے۔ پیغمبر نے دعا کی خدا نے قبول فرمائی۔ پھر تو ان کا گروہ اس قدر زیادہ ہوا کہ مکانات تنگ ہوگئے اور ان کی نسل اس قدر بڑھی کہ ہر شخص صبح ہوتے ہی مصروف ہوجاتا اور اپنے ماں باپ اور اُن کے آباؤ اجداد اور اباؤ اجداد کے باپ دادوں کو کھلانے نہلانے اور پاخانے پیشاب سے فارغ کرانے میں تمام دن گذار دیتا روزی حاصل کرنا اور کمانا ہر ایک کے لئے ناممکن ہوگیا اس طرح اُن کے حالات پریشانیوں میں تبدیل ہوگئے آخر پھر اپنے پیغمبر سے التجا کی کہ دعا کریں کہ خداوند عالم ہم کو اُسی حال پر واپس کر دے جس پر پہلے تھے۔ غرض پیغمبر نے دُعا کی اور ان کی حالت اسی سابقہ صورت پر قائم ہوگئی۔

دوسری حدیث معتبر میں فرمایا کہ حق تعالےٰ نے گذشتہ امتوں میں سے کسی اُمت پر عذاب نہیں بھیجا مگر روز چہار شنبہ کو جو مہینے کے درمیان میں ہوتا تھا۔

دوسری حدیث معتبر میں ارشاد فرمایا کہ خدا نے کسی پیغمبر پر وحی کی کہ خُلق حسنہ گناہ کو اس طرح

پگھلا دیتا ہے جس طرح آفتاب برف کو پگھلا دیتا ہے۔

انہی حضرت سے موثق روایت میں منقول ہے کہ خدا نے کسی پیغمبر پر وحی فرمائی جو ایک بادشاہ جبار کی سلطنت میں تھے کہ جاؤ اُس ظالم و جابر کے پاس اور کہو کہ میں نے تجھ کو اپنے بندوں پر اس لئے تسلط نہیں دیا ہے کہ تو اُن کے خون بہائے اور ان کے مال چھین لے بلکہ تجھ کو اس لئے اُن پر طاقت و قدرت بخشی ہے کہ مظلوموں کی آواز گریہ میری بارگاہ تک پہنچنے سے روکے کیونکہ میں اپنے بندوں کی فریاد رسی ترک نہیں کرتا اگرچہ وہ کافر ہی ہوں۔

بسند معتبر حضرت امام علی نقی علیہ السلام سے منقول ہے کہ ابتدا میں انسان خواب نہیں دیکھتا تھا۔ خدا نے اپنے کسی پیغمبر کو بھیجا جو اپنے زمانہ کے لوگوں کو خدا کی اطاعت و عبادت کی تبلیغ فرماتے تھے اُن لوگوں نے کہا اگر ہم ایسا کریں تو ہم کو کیا فائدہ ہوگا اور یقیناً ہم سے زیادہ نہ تمہارے پاس مال ہے نہ کنبہ کے لوگ کہ تم سے ہم کو کچھ نفع یا نقصانات کے دفعیہ کی امید ہو۔ پیغمبر نے فرمایا کہ اگر تم لوگ میری اطاعت کرو گے تو خدا تم کو بہشت میں داخل کرے گا اور اگر نافرمانی کرو گے تو جہنم میں ڈال دیئے جاؤ گے ان لوگوں نے پوچھا کہ بہشت و دوزخ کیا ہے حضرت نے ان کو سمجھایا تو پوچھا کہ ہم کب اُن میں پہنچیں گے کہا مرنے کے بعد وہ کہنے لگے کہ ہم نے اپنے مُردوں کو دیکھا ہے کہ وہ گل سڑ کر صرف ہڈی ہی ہڈی رہ گئے ہیں اور بوسیدہ ہو چکے ہیں۔ پھر تو حضرت کی زیادہ سے زیادہ تکذیب کرنے لگے اور مضحکہ اُڑانے لگے۔ تو خدا نے اُن کے لئے خواب دیکھنا مقرر فرمایا۔ پھر وہ لوگ اُس پیغمبر کے پاس آئے اور جو کچھ خواب میں دیکھا تھا حضرت سے بیان کیا۔ پیغمبر نے اُن سے فرمایا کہ حق تعالیٰ اس طرح تم پر حجت تمام کرنا چاہتا ہے کہ جس طرح خواب میں چند امور تمہاری روحوں پر وارد ہوتے ہیں مثل راحت والم کے اور تمہارے بدن کو اس کی خبر نہیں ہوتی اور دوسرے لوگ بھی اس سے آگاہ نہیں ہوتے۔ اسی طرح قیامت تک مرنے کے بعد تمہاری روحوں کو ثواب و عذاب پہنچے گا اگرچہ بدن بوسیدہ ہو کر ہڈیاں آپس سے جُدا ہو چکی ہوں۔ پھر روحیں بدن کی جانب رجوع ہوں گی اور ثواب و عذاب اس جسم سے متعلق ہوگا۔

باب چھتیسواں ۳۶

بنی اسرائیل اور ان کے علاوہ غیر پیغمبروں کے حالات نادرہ و عجیبہ

شیخ طبرسی علیہ الرحمہ اور دوسرے مفسرین نے ابن عباس سے روایت کی ہے ۔ کہ بنی اسرائیل میں ایک عابد برصیصا نامی تھا جس نے اپنے معبود کی اس درجہ عبادت کی کہ مستجاب الدعوات ہو گیا۔ لوگ بیماروں اور دیوانوں کو اس کے پاس لاتے وہ دُعا کرتا اور وہ شفا پاتے۔ اتفاقاً اس زمانہ کے شرفا میں کسی کی عورت دیوانگی میں مبتلا ہوئی لوگ اس کو اُس عابد کے پاس لائے ۔ اُس عورت کے کئی بھائی تھے ۔ انہوں نے عورت کو علاج کے لئے اُس عابد کے پاس چھوڑ دیا۔ عابد کو شیطان نے ورغلایا اور اُس نے اُس عورت سے زنا کی ۔ وہ حاملہ ہوئی تو رسوائی کے خوف سے اُس نے عورت کو مارڈالا اور دفن کر دیا۔ اُدھر شیطان اُس کے بھائیوں کے پاس پہنچا اور ہر ایک سے سب ماجرا بیان کر دیا اور بتایا کہ عابد نے عورت کو فلاں مقام پر دفن کیا ہے ۔ بھائیوں نے آپس میں ایک دوسرے سے اس کا ذکر کیا اور یہ خبر مشہور ہو گئی اور بادشاہ وقت تک پہنچی۔ بادشاہ اور تمام لوگ اُس کے عبادت خانہ میں پہنچے دریافت کیا تو اُس نے جرم کا اقبال کیا۔ بادشاہ نے حکم دیا کہ اس کو دار پر کھینچ دیا جائے ۔ جب لوگ اس کو سُولی دینے کے واسطے لائے تو شیطان بصورت انسان اُس کے سامنے آیا اور کہا میں نے تجھ کو اس بلا میں گرفتار کیا ہے ۔ میں نے تجھ کو رسوا کیا ہے اب اگر تو میری اطاعت کرے تو میں تجھے سولی سے نجات دلا دوں ۔ عابد نے پوچھا کس معاملہ میں اطاعت کروں اُس نے کہا تو مجھے سجدہ کر۔ عابد نے پوچھا اس حال میں (جبکہ بندھا ہوا ہوں) کیونکر سجدہ کروں اُس نے کہا اشارہ ہی سے تیرے سجدہ کرنے کو قبول کر لوں گا آخر اُس نے شیطان کو اشارہ سے سجدہ کیا تو شیطان نے اُس سے بیزاری اختیار کی (اور چھوڑ کر چلا گیا) اور وہ مارڈالا گیا جیسا کہ حق تعالیٰ فرماتا ہے ۔ فَلَمَّا كَفَرَ قَالَ إِنِّي بَرِيءٌ مِّنكَ إِنِّي أَخَافُ اللَّهَ رَبَّ الْعَالَمِينَ ۔ یعنی وہ مثل شیطان کے ہے جس وقت کہ اُس نے کہا کافر ہو جا تو جب وہ کافر ہو گیا تو شیطان نے کہا میں تو یقیناً تجھ سے بیزار ہوں میں تو سارے جہان کے پالنے والے خدا سے ڈرتا ہوں ۔

برصیصا عابد کا حال جس نے شیطان کے بہکانے سے زنا کی پھر شیطان کو سجدہ کر کے گمراہ ہوا۔

سورہ حشر آیت ۱۶ پ ۲۸

بسندِ معتبر حضرت امام محمد باقرؑ سے منقول ہے کہ بنی اسرائیل میں ایک عابد تھا جس کو جُریج کہتے تھے وہ اپنے عبادت خانہ میں عبادتِ معبود میں مشغول رہتا ایک مرتبہ اس کی ماں اُس کے پاس آئی اور اُس کو پکارا وہ نماز میں محو تھا وہ چلی گئی دوسری اور تیسری مرتبہ آئی اور اُس نے جریج کو بلایا لیکن اُس نے کوئی جواب نہ دیا آخر وہ بولی کہ میں بنی اسرائیل کے خدا سے التجا کرتی ہوں کہ وہ تیری مدد نہ کرے۔ دُوسرے ہی روز ایک زانی عورت اُس کے عبادت خانہ کے پاس آئی اس کو دردِ زہ شروع ہوا وہیں اُس کے لڑکا پیدا ہوا۔ اُس نے لوگوں سے کہا کہ یہ لڑکا جُریج کا ہے۔ یہ خبر بنی اسرائیل میں مشہور ہو گئی۔ لوگوں نے کہا کہ یہ وہی شخص ہے جو دوسروں کو تو زنا پر ملامت کرتا تھا اور خود زنا کرتا ہے۔ آخر بادشاہ نے حکم دیا کہ اس کو دار پر کھینچیں۔ یہ سُن کر اُس کی ماں اُس کے پاس اپنا مُنہ پیٹتی اور روتی چلاتی آئی۔ جُریج نے کہا اماں جان اب کیا روتی ہو خاموش رہو یہ بلا تو تمہاری ہی بد دُعا سے میرے سر پر ٹوٹی ہے۔ لوگوں نے جریج سے (یہ بات سُنی تو ماجرا دریافت کیا حقیقت معلوم ہونے پر) کہا ہم کو تمہاری بات کا یقین کیونکر ہو۔ جریج نے کہا اُسی لڑکے کو لاؤ (وہ خود بتائے گا) آخر وہ لڑکا لایا گیا جُریج نے اس کو گود میں لے کر دعا کی۔ پھر اُس سے پوچھا تیرا باپ کون ہے۔ وُہ بچّہ خدا کی قدرت سے گویا ہوا کہ فلاں چرواہا میرا باپ ہے۔ جو فلاں قبیلہ سے تعلق رکھتا ہے غرض خدا نے ان لوگوں کا افترا ظاہر کر دیا اور جریج کو نجات بخشی۔ پھر جریج نے قسم کھائی کہ کبھی ماں سے جُدا نہ ہوگا اور ہمیشہ اُس کی خدمت کرے گا۔

اُنہی حضرت نے دُوسری معتبر حدیث میں فرمایا کہ بنی اسرائیل کے ایک بادشاہ نے ارادہ کیا کہ ایک ایسا شہر تیار کرے جس میں کوئی شخص کسی طرح کا عیب نہ ثابت کر سکے۔ چنانچہ وہ شہر تیار ہوا اور لوگوں نے باتفاق رائے کہا کہ اس سے بہتر اور بے عیب کوئی شہر نظر سے نہیں گذرا۔ لیکن ایک شخص نے عرض کی اگر میری جان بخشی ہو تو اس کا عیب بیان کروں۔ بادشاہ نے کہا بتلاؤ میں نے تم کو امان دی۔ اُس شخص نے کہا کہ اس شہر میں دو عیوب ہیں اوّل یہ کہ اے بادشاہ تو مر جائے گا اور یہ شہر دوسروں کے قبضہ میں چلا جائیگا۔ دوسرے یہ کہ تیرے بعد یہ شہر خراب ہو جائے گا۔ بادشاہ نے کہا ان عیبوں سے بدتر اور عیوب کیا ہو سکتے ہیں۔ بتاؤ کہ یہ عیوب کیونکر دُور ہو سکتے ہیں۔ اُس شخص نے کہا کہ ایسا مکان تعمیر کرو جو ہمیشہ باقی رہے اور کبھی فنا نہ ہو اور تم ہمیشہ اس مکان میں جوان رہو کبھی بوڑھے نہ ہو۔ بادشاہ نے جب اس مرد

کی یہ بات اپنی لڑکی سے بیان کی تو اُس نے کہا اُس مرد کے علاوہ آپ کی سلطنت میں کسی نے اُس سے زیادہ سچی بات آپ سے نہیں بیان کی۔

ہر ایک کو اپنی بھلائی کی فکر ہوا کرتی ہے۔

حدیث حسن میں اُنہی حضرت سے منقول ہے کہ بنی اسرائیل میں ایک شخص تھا جس کی دو لڑکیاں تھیں اُس نے ایک لڑکی کی شادی ایک کسان سے کی اور دوسری کی ایک کمہار سے ایک مرتبہ دونوں سے ملنے کا ارادہ کرکے گھر سے چلا پہلے اُس لڑکی کے پاس آیا جس کو کسان سے بیاہا تھا اُس سے حال دریافت کیا۔ لڑکی نے کہا اس سال میرے شوہر نے بہت کچھ زراعت کی ہے اگر پانی برس جائے تو تمام بنی اسرائیل سے ہماری حالت بہتر ہو جائے گی۔ وہاں سے دوسری لڑکی کے پاس پہنچا جس کی شادی کمہار سے کی تھی اُس کا حال پوچھا۔ اُس نے کہا میرے شوہر نے بہت سے کوزے بنائے ہیں اگر بارش نہ ہوئی تو سب برتن محفوظ رہیں گے اور ہم تمام بنی اسرائیل سے زیادہ فارغ البال ہو جائیں گے۔ وہاں سے وہ شخص یہ کہتا ہوا واپس ہوا کہ اے معبود تو ہی خوب جانتا ہے کہ دونوں کی بہتری کس میں ہے لہذا وہ کر جس میں دونوں کی بھلائی ہو۔

ایک عابد اور ایک شیطان کا باہمی جھگڑا اور عابد کی فتح۔

بسند معتبر حضرت صادقؑ سے منقول ہے کہ بنی اسرائیل میں ایک عابد تھا جس کا وظیفہ تھا۔ اَلْحَمْدُ لِلّٰهِ رَبِّ الْعَالَمِيْنَ وَ الْعَاقِبَةُ لِلْمُتَّقِيْنَ۔ یعنی ہر طرح کی تعریف مخصوص ہے تمام عالمین کے پروردگار کے لئے اور بہتر انجام ہے پرہیزگاروں کے لئے۔ اُس کے اس وظیفہ سے ابلیس کو بہت تکلیف ہوتی تھی اُس نے ایک شیطان کو بھیجا کہ جا کر سمجھائے کہ نیک انجام امیروں اور دولت والوں کے واسطے ہے۔ وہ ملعون عابد کے پاس آیا اور یہی سمجھانے کی کوشش کی۔ عابد نے انکار کیا اور دونوں میں نزاع ہوئی اور طے یہ پایا کہ پہلے جس سے ملاقات ہو جائے اُسی سے فیصلہ کرایا جائے وہ جس کے حق میں فیصلہ کرے وہ اپنے فریق کا ایک ہاتھ کاٹ لے غرض ایک شخص کے پاس پہنچے اور صورت واقعہ بیان کی اُس نے کہا انجام بہتر تونگروں کے لئے ہے۔ یہ سُن کر شیطان نے عابد کا ایک ہاتھ کاٹ لیا اور دونوں واپس ہوئے لیکن عابد نے پھر وہی وظیفہ جاری رکھا۔ شیطان نے کہا پھر وہی کہتے ہو پھر معاملہ ثالث پر قرار پایا۔ اس مرتبہ دوسرے شخص کے پاس پہنچے اُس نے بھی وہی فیصلہ کیا۔ اور شیطان نے عابد کا دوسرا ہاتھ بھی کاٹ لیا لیکن عابد نے اپنا وظیفہ جاری رکھا شیطان نے کہا اچھا اب کسی اور سے فیصلہ کراؤ۔ وہ جس کے خلاف فیصلہ کرے اُس کی گردن کاٹ لی جائے۔ یہ طے کرکے دونوں چلے خداوند عالم نے آبؐ کے ایک فرشتہ کو انسان کی

بسندِ معتبر حضرت امام محمد باقرؑ سے منقول ہے کہ بنی اسرائیل میں ایک عابد تھا جس کو جُریج کہتے تھے وہ اپنے عبادت خانہ میں عبادتِ معبود میں مشغول رہتا ایک مرتبہ اس کی ماں اُس کے پاس آئی اور اُس کو پکارا وہ نماز میں محو تھا وہ چلی گئی دوسری اور تیسری مرتبہ آئی اور اُس نے جریج کو بلایا لیکن اُس نے کوئی جواب نہ دیا آخر وہ بولی کہ میں بنی اسرائیل کے خدا سے التجا کرتی ہوں کہ وہ تیری مدد نہ کرے۔ دُوسرے ہی روز ایک زانی عورت اُس کے عبادت خانہ کے پاس آئی اس کو دردِ زہ شروع ہوا وہیں اُس کے لڑکا پیدا ہوا۔ اُس نے لوگوں سے کہا کہ یہ لڑکا جُریج کا ہے۔ یہ خبر بنی اسرائیل میں مشہور ہو گئی۔ لوگوں نے کہا کہ یہ وہی شخص ہے جو دوسروں کو تو زنا پر ملامت کرتا تھا اور خود زنا کرتا ہے۔ آخر بادشاہ نے حکم دیا کہ اس کو دار پر کھینچیں۔ یہ سُن کر اُس کی ماں اُس کے پاس اپنا مُنہ پیٹتی اور روتی چلاتی آئی۔ جُریج نے کہا اماں جان اب کیا روتی ہو خاموش رہو یہ بلا تو تمہاری ہی بد دُعا سے میرے سر پر ٹوٹی ہے۔ لوگوں نے جریج سے (یہ بات سُنی تو ماجرا دریافت کیا حقیقت معلوم ہونے پر) کہا ہم کو تمہاری بات کا یقین کیونکر ہو۔ جریج نے کہا اُسی لڑکے کو لاؤ (وہ خود بتائے گا) آخر وہ لڑکا لایا گیا جُریج نے اس کو گود میں لے کر دعا کی۔ پھر اُس سے پوچھا تیرا باپ کون ہے۔ وُہ بچّہ خدا کی قدرت سے گویا ہوا کہ فلاں چرواہا میرا باپ ہے۔ جو فلاں قبیلہ سے تعلق رکھتا ہے غرض خدا نے ان لوگوں کا افترا ظاہر کر دیا اور جریج کو نجات بخشی۔ پھر جریج نے قسم کھائی کہ کبھی ماں سے جُدا نہ ہو گا اور ہمیشہ اُس کی خدمت کرے گا۔

اُنہی حضرت نے دُوسری معتبر حدیث میں فرمایا کہ بنی اسرائیل کے ایک بادشاہ نے ارادہ کیا کہ ایک ایسا شہر تیار کرے جس میں کوئی شخص کسی طرح کا عیب نہ ثابت کر سکے۔ چنانچہ وہ شہر تیار ہوا اور لوگوں نے باتفاق رائے کہا کہ اس سے بہتر اور بے عیب کوئی شہر نظر سے نہیں گذرا۔ لیکن ایک شخص نے عرض کی اگر میری جان بخشی ہو تو اس کا عیب بیان کروں۔ بادشاہ نے کہا بتلاؤ میں نے تم کو امان دی۔ اُس شخص نے کہا کہ اس شہر میں دو عیوب ہیں اوّل یہ کہ اے بادشاہ تو مر جائے گا اور یہ شہر دوسروں کے قبضہ میں چلا جائیگا۔ دوسرے یہ کہ تیرے بعد یہ شہر خراب ہو جائے گا۔ بادشاہ نے کہا ان عیبوں سے بدتر اور عیوب کیا ہو سکتے ہیں۔ بتاؤ کہ یہ عیوب کیونکر دُور ہو سکتے ہیں۔ اُس شخص نے کہا کہ ایسا مکان تعمیر کرو جو ہمیشہ باقی رہے اور کبھی فنا نہ ہو اور تم ہمیشہ اس مکان میں جوان رہو کبھی بوڑھے نہ ہو۔ بادشاہ نے جب اس مرد

صورت میں بھیجا۔ جب اُس سے اپنا قصّہ دونوں نے بیان کیا۔ اُس فرشتے نے عابد کے دونوں ہاتھ اُن کی جگہ پر رکھے اور اپنا ہاتھ پھیرا دونوں ہاتھ درست ہوگئے اور اس شیطان کی گردن اُڑا دی۔ اور کہا اس طرح پرہیزگاروں کا نیک انجام ہوتا ہے۔

حدیث معتبر میں امام محمد باقرؑ سے منقول ہے کہ بنی اسرائیل میں ایک قاضی تھا جو ہمیشہ حق کے ساتھ فیصلہ کیا کرتا تھا۔ جب اس کی وفات کا زمانہ آیا اپنی زوجہ کو وصیت کی کہ جب میں مرجاؤں تو مجھے غسل دینا مگر کفن نہ پہنانا اور میرے منہ کو چھپا دینا اور تخت پر میری لاش رکھ دینا انشاء اللہ کوئی بُرا عمل مجھ سے سرزد نہ ہوگا۔ قاضی کے مرنے کے بعد اس کی زوجہ نے وصیت کے مطابق عمل کیا اور کچھ دنوں انتظار کرتی رہی۔ ایک روز اُس کا چہرہ کھول کر دیکھا تو ایک کیڑا نظر آیا جو اُس کے دماغ کو کھا رہا تھا۔ یہ دیکھ کر وہ ڈری۔ رات کو خواب میں شوہر کو دیکھا جو اُس سے کہہ رہا تھا کہ تو اس حال کو دیکھ کر ڈر گئی۔ زوجہ نے کہا ہاں قاضی نے کہا واللہ یہ حالت میری اس خواہش کے سبب سے ہوئی ہے جو تیرے بھائی کے بارے میں لاحق ہوئی تھی جبکہ وہ ایک شخص کے ساتھ جھگڑتا ہوا میرے پاس فیصلہ کے لئے آیا تھا۔ میں نے اُس وقت آرزو کی تھی کہ خداوندا ایسا ہو کہ حق اسی کے ساتھ ہو۔ جب دونوں کے بیانات میں نے سُنے تو حق پر تیرا بھائی ہی ثابت ہوا مجھے اس سبب سے خوشی ہوئی لہذا میرا یہ حال اسی تمنائے بد کے سبب ہو رہا ہے۔

بسند حسن حضرت صادقؑ سے منقول ہے کہ بنی اسرائیل کا ایک گروہ اپنے زمانہ کے پیغمبر کے پاس آیا اور التجا کی کہ دعا کیجئے کہ جس وقت ہم چاہیں حق تعالیٰ ہمارے لئے بارش کرے پیغمبر نے اُن کی خواہش بارگاہ احدیت میں پیش کی خدا نے منظور فرمائی۔ غرض جس وقت وہ لوگ جس قدر بارش طلب کرتے ہو جاتی تھی۔ اس طرح اُن کی زراعت گذشتہ تمام سالوں سے بہتر ہوئی لیکن جب انہوں نے کھیتی کاٹنا شروع کی گھاس کے سوا ایک دانہ بھی پیدا نہ ہوا تھا وہ لوگ دوڑتے ہوئے اپنے پیغمبر کے پاس آئے اور بولے کہ ہم نے بارش اپنے فائدہ کے لئے طلب کی تھی اُس سے تو اور نقصان ہوگیا (کہ ایک دانہ بھی پیدا نہ ہوا) اُس وقت خداوندعالم نے پیغمبر کو وحی فرمائی کہ وہ لوگ اپنے لئے میری تدبیر سے راضی نہ ہوئے۔ اُن کی تدبیر کا نتیجہ یہی ہے جو وہ دیکھ رہے ہیں۔

اُنہی حضرت نے بیان فرمایا کہ ایک کبوتر نے ایک درخت پر گھونسلا لگا رکھا تھا جب اُس کے بچے کچھ بڑے ہوتے تو ایک شخص پکڑ لے جاتا۔ کبوتر نے خدا سے شکایت کی خدا نے اُس کو وحی کی کہ اب میں اُس کے شر سے تجھ کو محفوظ رکھوں گا۔ پھر اُس کبوتر نے انڈے دیئے

اور پھل نکلے۔ وہی شخص آیا اُس کے پاس دو روٹیاں تھیں۔ ایک سائل نے اُس سے سوال کیا۔ اُس نے ایک روٹی دیدی پھر درخت پر چڑھ کر پھل نکال لایا خداوند عالم نے اُس تصدق کے سبب اُس کو محفوظ رکھا۔

دیگر ایک شخص بنی اسرائیل میں تھا جس نے تینتیس ۳۳ سال تک طلب فرزند کے لئے دعا کی مگر دعا مقبول نہ ہوئی۔ ایک روز اُس نے مناجات میں کہا پالنے والے کیا تو مجھ سے بہت دُور ہے کہ میری آواز نہیں سنتا یا مجھ سے قریب ہے مگر میری دعا قبول نہیں فرماتا۔ آخر ایک شخص کو بوقت شب اُس نے خواب میں دیکھا جو کہہ رہا تھا کہ تو خدا سے دعا کرتا ہے فحش بکنے والی زبان اور دنیا میں لگے ہوئے ناپاک دل کے ساتھ اور تیری نیت خالص نہیں۔ فحش اور مہمل باتیں ترک کر اپنے قلب کو پاک و پرہیزگار رکھنا۔ اور نیت کو خالص کر (پھر خدا تیری دُعا ضرور قبول فرمائیگا) اُس نے ایسا ہی کیا پھر اُس کی دعا مقبول ہوئی اور خدا نے اس کو ایک فرزند کرامت فرمایا۔

قبولیت دعا کے لئے دل و زبان کا فحش اور برائیوں سے پاک ہونا شرط ہے

بسند صحیح حضرت امام محمد باقرؑ سے منقول ہے کہ بنی اسرائیل میں ایک مرد عاقل تھا بہت مالدار اُس کے ایک لڑکا تھا زن عفیفہ سے جو اُسی کی صورت و سیرت میں ہم شبیہ تھا۔ اُس مرد کے دو لڑکے ایک زن غیر عفیفہ سے بھی تھے جب اس کی وفات کا وقت آیا۔ اُس نے لڑکوں سے کہا کہ میرا تمام مال تم میں سے ایک کے لئے ہے۔ اُس کے مرنے کے بعد سب سے بڑے لڑکے نے کہا میں ہی وہ ہوں۔ منجھلے لڑکے نے کہا میں ہوں۔ سب سے چھوٹے لڑکے نے کہا میں ہوں۔ جس کے بارے میں باپ نے وصیت کی ہے۔ آخر تینوں لڑکے قاضی کے پاس فیصلہ کے لئے گئے۔ قاضی نے کہا میں تمہارے معاملہ کا حکم نہیں جانتا۔ تم ان تینوں بھائیوں کے پاس جاؤ جو غنام کے لڑکے ہیں۔ وہ اُن میں سے ایک کے پاس گئے جو ایک مرد پیر تھا اس سے اپنا معاملہ بیان کیا اُس نے کہا میرے بڑے بھائی کے پاس جاؤ وہ اس کے پاس گئے وہ ایک ادھیڑ آدمی تھا اُس سے اپنا قصہ بیان کیا اُس نے کہا مجھ سے بڑے بھائی کے پاس جاؤ وہ لوگ اس کے پاس پہنچے تو اس کو جوان پایا تو ان لوگوں نے حیرت سے کہا پہلے تو یہ بتایئے کہ آپ اپنے دونوں چھوٹے بھائیوں سے جوان معلوم ہوتے ہیں اور آپ کے منجھلے بھائی سب سے چھوٹے بھائی سے جوان نظر آتے ہیں اور جو سب سے چھوٹے ہیں وہ آپ دونوں سے زیادہ بوڑھے معلوم ہوتے ہیں اس کی کیا وجہ ہے اُس کے بعد ہم اپنا قضیہ بیان کریں گے۔ اُس نے کہا تم لوگوں نے جس کو سب سے پہلے دیکھا وہ ہم دونوں سے چھوٹا ہے لیکن اس کی زوجہ بدمزاج ہے

سوتیلے بھائیوں کی میراث کا جھگڑا اور عجیب فیصلہ

زوجہ کی بدخلقی ... رنج و پیری ... ہوتا ہے

جو ہمیشہ اُس کو آزردہ رکھتی ہے اور وہ اس کی بداخلاقی پر صبر کرتا رہتا ہے تاکہ کوئی ایسی بلا نازل نہ ہو جس پر صبر نہ ہو سکے اس سبب سے وُہ بوڑھا ہو گیا ہے۔ اور دوسرا بھائی جو ادھیڑ معلوم ہوتا ہے اس کی زوجہ ایسی ہے جو کبھی اس کو غمگین و رنجیدہ کر دیتی ہے اور کبھی شاد و مسرور کرتی ہے اس سبب سے وہ جوانی اور پیری کے درمیان میں ہے لیکن میری زوجہ ہمیشہ مجھ کو شاد و خرم رکھتی ہے اور اب تک اُس سے مجھے کوئی تکلیف نہیں ہوئی اس سبب سے میں اَب تک جوان ہوں۔ پھر اُن کا قصّہ سُن کر کہا کہ تمہارے مُعاملہ کا تصفیہ یوں ہو سکتا ہے کہ پہلے جاؤ اور اپنے باپ کی قبر کھود کر اس کی ہڈیاں نکالو اور آگ میں جلا دو پھر واپس آؤ تو فیصلہ کروں۔ غرض وہ دونوں لڑکے جو زن غیر عفیفہ سے تھے باپ کی قبر کھودنے کے لئے روانہ ہوئے اور سب سے چھوٹا لڑکا جو پاک نفس بیوی سے تھا تلوار پکڑ کر بولا کہ میں اپنے حصّہ سے درگذرا لیکن یہ نہیں ہو سکتا کہ میرے باپ کی قبر کھودی جائے۔ آخر وہ تینوں بھائی پھر اُس کے پاس آئے اور ماجرا بیان کیا۔ اُس شخص نے کہا بس اتنا ہی کافی ہے تمام مال متروکہ میرے پاس لے آؤ۔ غرض وہ سارا مال لایا گیا۔ قاضی نے سب سے چھوٹے لڑکے کو دے دیا اور اُن دونوں سے کہا اگر تم اسی شخص کے لڑکے ہوتے تو تمہارے دل بھی اسی طرح بیچین ہو جاتے جس طرح اس چھوٹے کا دل بیقرار ہو گیا اور تم بھی ہرگز اُس کے جلانے پر راضی نہ ہوتے۔

بسند صحیح حضرت امام موسیٰ کاظم علیہ السّلام سے روایت ہے کہ بنی اسرائیل میں ایک مرد صالح تھا اس کی زوجہ بھی صالحہ تھی اس شخص نے ایک رات خواب دیکھا کہ (کوئی کہتا ہے کہ) خداوند عالم نے تیری عمر اس قدر مقرر کی ہے اور نصف عمر فراخی اور اطمینان میں بسر ہو گی اور نصف تنگی اور پریشانی میں اور تجھے اختیار دیا ہے کہ تو جس حصّۂ عمر کو چاہے پہلے واقع ہو اور جس کو چاہے بعد میں گذرے بتا تو کس کو مقدم رکھنا چاہتا ہے۔ اُس شخص نے کہا میں اپنی نیک نفس بیوی سے مشورہ کر کے بتاؤں گا کیونکہ وہ میری زندگی میں شریک ہے صبح کو اُس نے اپنی زوجہ سے خواب بیان کیا اُس نے مشورہ دیا کہ پہلے فارغ البالی کی زندگی اختیار کرو اور حصول عافیت میں جلدی کرو شاید حق تعالیٰ ہم پر رحم فرمائے اور ہم پر نعمتیں تمام کرے۔ دوسری رات پھر خواب میں وہی شخص نظر آیا اور پوچھا کیا طے کیا اُس نے کہا کہ فراخی و فارغ البالی پہلے چاہتا ہوں۔ غرض پھر تو دنیا کی نعمتیں اور آسائشیں ہر طرف سے اُن پر اُمنڈ پڑیں۔ اُس کی زوجہ نے کہا کہ جو کچھ خدا نے تجھ کو دیا ہے اپنے غریب عزیزوں اور رشتہ داروں اور محتاج لوگوں اور ہمسایوں اور اپنے فلاں فلاں بھائی پر صرف کر اسی طرح ہمیشہ اس کو

مشورہ دیا کرتی تھی کہ خدا کی نعمتوں کو نیک امور میں خرچ کرتا رہے۔ آخر اس کی نصف زندگی گذر گئی اور اس نصف عمر کا زمانہ آیا جو تنگی میں گذرنے والی تھی تو خواب میں پھر وہی شخص نظر آیا اور اُس نے کہا کہ خداوند رحیم و کریم نے ان احسانوں اور نیکیوں کے صلہ میں جو تونے کئے ہیں تیری باقی عمر کو بھی نعمتوں کی زیادتی و فراوانی میں بسر ہونا مقدر فرما دیا۔

حدیث معتبر میں حضرت صادق علیہ السلام سے منقول ہے کہ بنی اسرائیل میں ایک شخص بہت پریشان حال تھا۔ اس کی زوجہ اُس کو کمانے اور روزی طلب کرنے کی سختی سے بہت تاکید کیا کرتی تھی اُس شخص نے خدا سے گڑگڑا کر روزی کی دُعا مانگی تو ایک رات خواب میں دیکھا کہ ایک شخص پوچھتا ہے کہ تو دو درم حلال کے چاہتا ہے یا حرام کے دو ہزار درم پسند کرتا ہے۔ اُس نے کہا دو درم حلال کے تو اُس کو بتایا کہ تیری دیوار کے نیچے دو درم رکھے ہیں لے لے۔ وہ شخص خواب سے بیدار ہوا تو اپنے سرہانے دو درم رکھے ہوئے پائے۔ اُس نے وہ درہم لے لئے۔ اور ایک درم کے عوض ایک مچھلی خرید کی گھر لایا تو اس کی زوجہ نے ملامت کرنا شروع کیا اور کہا میں تو اس کو ہاتھ بھی نہ لگاؤں گی اُس مرد نے خود اس کو صاف کرنا شروع کیا جب اُس کا پیٹ چاک کیا تو دو بڑے موتی اُس میں سے نکلے جن کو اُس نے چالیس ہزار درم میں فروخت کئے۔

بسند حسن امام محمد باقرؑ سے منقول ہے کہ بنی اسرائیل کے عالموں میں سے ایک عالم کا انتقال ہوا دفن کے بعد جب اس) کو فرشتوں نے اُس کی روح اُس کے جسم میں داخل کرکے قبر میں بٹھایا اور کہا کہ ہم سو کوڑے عذاب کے ماریں گے اُس نے کہا مجھ میں سو تازیانوں کے برداشت کی طاقت نہیں ہے کہا اچھا ایک تازیانہ کم کر دیں گے اس نے کہا اتنے تازیانوں کی بھی تاب نہیں۔ غرض اسی طرح کم کرتے کرتے ایک تازیانے پر بات ٹھہری اُس عالم نے کہا میں ایک تازیانہ کی بھی طاقت نہیں رکھتا۔ فرشتوں نے کہا بغیر اس کے چارہ نہیں۔ عالم نے پوچھا آخر کس خطا پر مجھے یہ سزا دی جا رہی ہے فرشتوں نے کہا ایک روز بغیر وضو کے تونے نماز پڑھی تھی اور دوسرے روز ایک طرف تو جا رہا تھا جہاں ایک کمزور مظلوم پر ظلم کیا جا رہا تھا وہ فریاد کر رہا تھا تونے اس کی پروا نہ کی اور اس کو ظالموں سے نہ چھوڑایا۔ آخر ایک تازیانہ اس کو مارا کہ تمام قبر آگ سے بھر گئی۔

وہب بن منبہ سے منقول ہے کہ بنی اسرائیل میں سے ایک شخص نے ایک عالیشان اور نہایت مستحکم محل تعمیر کیا اس کی تکمیل کے بعد امیروں اور رئیسوں کی دعوت کی لیکن اگر کوئی غریب اور مسکین مہمان خانہ میں داخل ہونا چاہتا تو اُس کو منع کر دیتا اور کہتا کہ یہ عمدہ

اورلذیذکھانے تم لوگوں کے واسطے نہیں تیار کیئے گئے ہیں۔ اُس وقت خداوند تعالیٰ نے دُو فرشتوں کو فقیروں کے لباس وصورت میں بھیجا اُس شخص نے ان کو بھی داخل نہ ہونے دیا اور اُسی طرح جھڑک دیا۔ پھر فرشتوں کو حکم ہوا کہ امیرانہ شان وشوکت اختیار کرکے جائیں۔ تب تو ان کا بڑا اکرام کیا گیا اور ان کو صدر مجلس میں جگہ دی گئی۔ آخر خدا نے اُن فرشتوں کو حکم دیا کہ اُس شہر کو اور جو لوگ اُس میں ہیں۔ سب کو زمین میں دھنسا دو۔ فرشتوں نے حکم کی تعمیل کی اُس کے بعد دوسری روایت میں ہے کہ بنی اسرائیل کے چھوٹے بڑے عصا لے کر راستہ چلتے تھے تاکہ راہ میں اکڑ کر اور غرور کے ساتھ نہ چلیں۔

حدیث معتبر میں امام محمد باقرؑ سے منقول ہے کہ بنی اسرائیل میں ایک عالم تھا۔ وہ جو کام کرتا اُس میں نقصان ہی ہوتا۔ کارہائے دنیا اُس پر بند ہو چکے تھے۔ اُس کی زوجہ اُس کے اخراجات کی کفیل تھی یہاں تک کہ اُس کے پاس بھی کچھ باقی نہ رہا ایک دن وہ دونوں بھوک سے بیچین ہوئے۔ عورت کے پاس بھی کوئی چیز نہ تھی سوائے ایک ریسمان کے جس کو خود اُس نے کات کر بنوائی تھی۔ اُس نے شوہر کو دیا کہ بازار میں جاکر فروخت کرے اور کچھ کھانے کو لائے وہ بازار پہنچا تو بازار بند ہو چکا تھا اور خرید و فروخت کرنے ولے جا چکے تھے وہاں سے واپس ہو کر دریا پر آیا تاکہ وضو کرے اور کچھ پانی اپنے اوپر چھڑک لے وہاں ایک ماہی گیر کو دیکھا جس نے دریا میں جال ڈال رکھا تھا۔ جب اُس نے جال نکالا تو سوائے ایک سڑی ہوئی مچھلی کے کچھ نہ تھا۔ عالم نے کہا کہ یہ مچھلی میرے ہاتھ اس رسی کے عوض فروخت کردے اُس نے غنیمت سمجھا اور مچھلی دے دی۔ وہ عالم مچھلی لئے ہوئے اپنے گھر آیا اور زوجہ سے تمام حالات بیان کیئے۔ زوجہ نے مچھلی کا شکم چاک کیا تو اُس میں سے ایک بڑا موتی برآمد ہوا۔ اُس نے شوہر کو دکھلایا۔ جب وہ بازار میں لایا تو اس کو بیس ہزار درم کے عوض فروخت کیا اور لاکر گھر میں رکھ دیا۔ اسی اثنا میں ایک سائل اس کے دروازہ پر آکر پکارا کہ اے اہل خانہ محتاج کو کچھ تصدق دو تاکہ خدا تم پر رحم کرے۔ اُس عالم نے اُس کو گھر میں بلالیا اور نصف مال دے دیا۔ زوجہ نے یہ دیکھ کر کہا سبحان اللہ ایک ہی مرتبہ میں اپنی اپنی آدھی تونگری مٹا دی۔ تھوڑی مدت کے بعد پھر وہی سائل آیا اور روپوں کی تھیلی اُسی جگہ رکھ دی جو لے گیا تھا اور کہا اپنے مصرف میں لا خدا تجھ کو مبارک کرے میں ایک فرشتہ ہوں خدا نے مجھ کو تیرے امتحان کے لئے بھیجا تھا کہ تو اس کا شکر کیونکر بجا لاتا ہے۔ اور خدا نے یہ تیرا عمل پسند فرمایا۔

بسند معتبر منقول ہے کہ حمران نے امام محمد باقر علیہ السلام سے پوچھا کہ آپ کی دولت وحکومت کب ظاہر ہوگی حضرت نے فرمایا اے حمران تم دوست احباب بھائی بند رکھتے ہو اور اُن کے احوال اور اس زمانہ کے لوگوں کے حالات سمجھ سکتے ہو (کہ کیسے کامل الایمان اور وفادار لوگ ہیں) یہ وہ زمانہ نہیں ہے

کہ امام خروج کر سکے از مان سابق میں ایک عالم تھا اُس کے ایک لڑکا تھا جو حصول علم میں راغب نہیں ہوتا تھا اور نہ اپنے باپ سے کچھ سیکھتا تھا لیکن اس کے ہمسایوں میں سے ایک شخص اُس عالم سے دریافت کرتا اور علم حاصل کیا کرتا تھا یہانتک کہ علم میں وہ کامل ہوگیا۔ اُس عالم کا جب آخری وقت آیا تو لڑکے سے کہا اے فرزند تو نے مجھ سے کچھ علم حاصل نہ کیا لیکن فلاں ہمسایہ نے بہت کچھ سیکھ لیا ہے اگر تجھ کو میرے علم کی احتیاج ہو تو اسی کے پاس جا کر میرا علم حاصل کرنا اور اپنے کو پہچنوا دینا۔ یہ وصیت کر کے اُس عالم نے رحلت کی۔ اس کے بعد ایک مرتبہ بادشاہ وقت نے ایک خواب دیکھا اور اس کی تعبیر دریافت کرنے کے واسطے اُسی عالم کو طلب کیا معلوم ہوا کہ اس کا انتقال ہوگیا لوگوں سے دریافت کیا کہ اس کا کوئی لڑکا ہے لوگوں نے بتایا کہ ایک فرزند ہے تو اس کو بلانے کے لئے ملازم بھیجے لڑکے نے سوچا کہ واللہ میں نہیں سمجھ سکتا کہ بادشاہ مجھ سے کیا پوچھے گا۔ میں علم سے بے بہرہ ہوں اگر وہ مجھ سے کچھ دریافت کرے تو میں جواب نہ دے سکوں گا اور رسوا ہوں گا۔ اُسی وقت اُس کو باپ کی وصیت یاد آگئی اور وہ اُس شخص کے گھر گیا جس نے اُس عالم سے حاصل کیا تھا اور کہا کہ بادشاہ نے مجھے طلب کیا ہے مجھے نہیں معلوم کہ وہ کیا پوچھے گا اور کس غرض سے مجھے بلایا ہے۔ میرے پدر نے وصیت کی تھی کہ اگر کبھی علم کے بارے میں مجھ کو کوئی ضرورت درپیش ہو تو تمہارے پاس آ کر معلوم کروں اُس شخص نے کہا میں جانتا ہوں بادشاہ نے کیوں طلب کیا ہے میں تم کو اس شرط پر بتلا سکتا ہوں کہ بادشاہ سے جو کچھ انعام ملے اس میں سے نصف مجھ کو بھی دو گے۔ لڑکے نے کہا ضرور دونگا۔ اُس شخص نے اُس کو قسم دی اور ایک تحریر لکھوائی۔ پھر اس کو بتلایا کہ بادشاہ نے ایک خواب دیکھا ہے اور اس لئے تم کو بلایا ہے کہ دریافت کرے کہ یہ زمانہ کیسا زمانہ ہے تم اُس سے کہدینا کہ یہ زمانہ بھیڑیا (کی مثال) ہے۔ غرض وہ لڑکا بادشاہ کے دربار میں پہنچا۔ بادشاہ نے دریافت کیا کہ میں نے تم کو کس غرض سے بلایا ہے اُس نے کہا اس واسطے کہ آپ نے ایک خواب دیکھا ہے اور چاہتے ہیں کہ میں بتاؤں کہ یہ کونسا زمانہ ہے۔ بادشاہ نے کہا سچ ہے تو بتاؤ کہ یہ کیسا زمانہ ہے لڑکے نے کہا بھیڑیئے کی مانند یہ سُن کر بادشاہ نے لڑکے کو انعام دینے کا حکم دیا۔ غرض وہ انعام شاہی لے کر گھر آیا اور اُس میں سے اُس عالم کو کچھ نہ دیا اُس نے سوچا کہ شاید یہ مال میری زندگی تک کافی ہو اور آئندہ اُس شخص کا محتاج نہ ہوں۔ پھر تھوڑے زمانہ کے بعد بادشاہ نے دوسرا خواب دیکھا اور اُس لڑکے کو بلوایا۔ اب لڑکا پشیمان ہوا کہ میں نے وعدہ تو پورا نہیں کیا اب اُس عالم کے پاس کیونکر جاؤں اور معلوم کروں میں علم سے عاری ہوں بادشاہ کو کیا جواب دوں گا۔ خیر اُس عالم کے پاس چلتا ہوں اور وعدہ کرلوں گا اور پھر قسم کھالوں گا کہ اس مرتبہ وعدہ خلافی نہ کرونگا شاید وہ پھر مجھے بادشاہ کے سوال کا جواب بتادے یہ سوچ کر وہ عالم کے پاس آیا مجھ سے وعدہ خلافی تو ضرور ہوئی کیونکہ جو کچھ مجھے بادشاہ سے ملا تھا وہ ضائع ہوگیا کچھ باقی نہیں ہے آپکا محتاج ہوں اور آپکو خدا کا واسطہ دیتا ہوں کہ مجھے محروم نہ کیجئے میں عہد کرتا ہوں اور قسم کھاتا ہوں کہ اس مرتبہ جو کچھ ملے گا اُس میں سے ضرور

آدھا آپکو دونگا۔ اب پھر بادشاہ نے مجھے بلایا ہے میں نہیں جانتا ہوں کہ وہ مجھ سے کیا پوچھے گا اُس عالم نے بتایا کہ اُس نے پھر ایک خواب دیکھا ہے اور تم سے دریافت کریگا کہ اب کونسا زمانہ ہے تم کہدینا کہ یہ زمانہ بھیڑ (کی مثال) ہے۔ غرض لڑکا بادشاہ کے دربار میں آیا اُس نے پوچھا کہ بتاؤ میں نے تم کو کس لئے طلب کیا ہے لڑکے نے جواب دیا کہ آپ نے پھر ایک خواب دیکھا ہے اور مجھ سے پوچھنا چاہتے ہیں کہ یہ کونسا زمانہ ہے بادشاہ نے کہا درست ہے۔ بتاؤ یہ کونسا زمانہ ہے جواب دیا یہ زمانہ بھیڑ (کی طرح) ہے۔ یہ سُنکر بادشاہ نے اس مرتبہ اور زیادہ انعام دیا۔ لڑکا وہ سب لیکر گھر آیا اور سوچنے لگا کہ اس میں سے اُس عالم کو حصّہ دے یا نہ دے۔ آخر یہ طے کیا کہ میں اس کے بعد ہرگز محتاج نہ ہونگا اور نہ اس میں سے کچھ اُس عالم کو دونگا۔ تھوڑی مدت کے بعد بادشاہ نے پھر خواب دیکھا اور لڑکے کو پھر طلب کیا وہ بہت نادم ہوا اور دل میں کہا کہ دو مرتبہ تو میں اس سے مکر و فریب کر چکا ہوں اور میں نے اپنے وعدہ کو پورا نہیں کیا اب کس مُنہ سے اُس کے پاس جاؤں اور خود کچھ جانتا نہیں ہوں کہ بادشاہ کو جاکر کیا بتاؤں آخر یہ سوچا کہ اُسی کے پاس پھر چلنا چاہئے۔ اُسکے پاس آیا اور خدا کی قسم دی اور پھر جواب تعلیم کرنے کی التجا کی اور عہد و پیمان کیا کہ اس مرتبہ اپنا وعدہ ضرور وفا کروں گا۔ اور ہرگز مکر و فریب نہ کروں گا۔ مجھ پر رحم کیجئے۔ اور بادشاہ کے سوال کا جواب بتا دیجئے۔ اُس عالم نے اس لڑکے سے عہد و پیمان لیکر تحریر لکھوالی۔ پھر بتایا کہ اس مرتبہ بادشاہ نے پھر تجھ کو اپنے خواب کے بارے میں دریافت کرنے کے لئے بلایا ہے اور پوچھے گا کہ اب کونسا زمانہ آیا ہے۔ اُس سے کہنا کہ اس زمانہ کا نام ترازو ہے۔ لڑکا بادشاہ کی خدمت میں حاضر ہوا اور عالم کے بیان کے مطابق اس کو زمانہ سے آگاہ کیا۔ بادشاہ بہت خوش ہوا اور اس مرتبہ بہت زیادہ انعام عطا فرمایا۔ لڑکا وہ تمام مال لئے عالم کے پاس آیا کہ یہ سب کچھ جو ملا ہے آپکی خدمت میں لایا ہوں آپ خود لیجئے اور اپنے درمیان تقسیم کر دیجئے۔ عالم نے کہا۔ پہلا زمانہ چونکہ بھیڑیئے کے مانند تھا لہذا تم میں بھی بھیڑیئے کی سی خصلت تھی اور تم نے بھی یہ عہد کر لیا تھا کہ اپنے وعدہ کو پورا نہ کروگے۔ دوسرا زمانہ بھیڑ کی طرح تھا اور بھیڑ کی ہر کام کے بارے میں یہ حالت ہوتی ہے کہ کرے یا نہ کرے تم نے بھی ایسا ہی کیا اور یہ زمانہ ترازو یعنی عدل و انصاف کا ہے لہذا تم نے بھی انصاف کیا اور اپنے وعدے کو پورا کیا۔ یہ تمام مال تم ہی لے جاؤ مجھے اس کی بالکل ضرورت نہیں ہے۔ [1]

بسند موثق حضرت امام رضا علیہ السلام سے منقول ہے کہ بنی اسرائیل میں ایک شخص تھا جس نے چالیس برس تک عبادت کی اس کے بعد قربانی بارگاہِ الہٰی میں لایا تاکہ معلوم

[1] مولف فرماتے ہیں کہ اس قصہ کے بیان سے گویا اُن حضرت کی یہ غرض تھی کہ اس قصہ کے مشابہ ہیں زمانہ کے حالات جب تم دیکھتے ہو کہ تمہارے دوست و احباب تمہارے ساتھ مکر و فریب کرنے میں مشغول ہیں تو امام اُن کے عہد و اقرار پر کیونکر اعتماد و بھروسہ کرسکتا ہے اور کیسے مخالفوں پر خروج کرسکتا ہے جب ایسا زمانہ آئے گا کہ لوگ اپنے عہد و پیمان کے پابند ہوں گے اور خدا جانتا ہے کہ وہ امام کے ساتھ بھی وفا کریں گے۔ تو وہ امام کو بھی ظہور و خروج پر مامور کرے گا۔ اور اہل زمانہ کی اصلاح کرکے محمدؐ و آل محمدؐ کے صدقے میں اس عطیۂ عظمیٰ کو اُن کا حصّہ قرار دے گا۔ ۱۲

ہو کہ اس کی عبادت مقبول ہوئی یا نہیں مگر قربانی مقبول نہ ہوئی تو اس نے سمجھا کہ کوئی گناہ و تقصیر سرزد ہوگئی جس کے سبب عبادت مقبول نہیں ہوئی اُس وقت اُس پر خدا نے وحی فرمائی کہ تو نے جو اپنے نفس کی مذمت کی وہ تیری چالیس سال کی عبادت سے بہتر ہے۔

دوسری روایت میں منقول ہے کہ بنی اسرائیل کے درمیان ایک بادشاہ تھا جس نے ایک شہر کی بناء کی جس سے بہتر کسی نے نہ دیکھا تھا پھر اُس نے کھانا پکوا کر عام لوگوں کی دعوت کی اور شہر کے دروازہ پر کسی کو مقرر کر دیا تھا تاکہ وہ واپس جانے والوں سے پوچھے کہ اس شہر میں کیا کیا عیوب ہیں۔ کسی نے کوئی عیب نہ بیان کیا مگر تین شخصوں نے جو عابدوں میں سے تھے اور موٹے کپڑے پہنے ہوئے تھے۔ انہوں نے کہا ہم دو عیب اس میں دیکھتے ہیں اول یہ کہ یہ خراب ہو جائے گا دوسرے یہ کہ اس کا مالک مر جائیگا۔ بادشاہ نے اُن سے پوچھا کہ تم کو ایسے مکان کا پتہ بھی معلوم ہے جس میں یہ عیوب نہ ہوں۔ انہوں نے کہا ہاں خانۂ آخرت نہ کبھی خراب ہوگا نہ اُس کا مالک کبھی مرے گا ان کی یہ نصیحت بادشاہ کے دل پر اثر کر گئی اُس نے بادشاہی ترک کر کے اُن کی مصاحبت اختیار کر لی اور ایک مدّت تک ان کے ساتھ عبادت میں مشغول رہا۔ پھر اُن سے جدا ہونا چاہا۔ ان لوگوں نے پوچھا کہ کیا ہم سے کوئی بدی تم نے دیکھی یا آداب کے خلاف کوئی بات ہم سے سرزد ہوئی کہ ہم سے علیحدہ ہونا چاہتے ہو بادشاہ نے کہا نہیں بلکہ تم لوگ مجھے پہچانتے ہو اور میری عزت کرتے ہو اب میں ان کے ساتھ رہنا چاہتا ہوں جو مجھے نہ پہچانتے ہوں۔

ایک بادشاہ کا ایک شہر تیار کرانا اور اس میں عابدوں کا عیب ثابت کرنا اور بادشاہ کا ترک سلطنت کر کے عبادت میں مشغول ہونا۔

بسند حسن امام محمد باقرؑ سے منقول ہے کہ زمانِ سابق میں بادشاہوں کی اولاد میں سے کچھ جوان ترک دنیا کر کے عبادت میں مشغول تھے اور روئے زمین میں سیاحت کرتے پھرتے تھے تاکہ دُنیا اور دنیا والوں کے حالات سے عبرت حاصل کریں۔ اُن کا گذر ایک قبر کی طرف ہوا جس پر بہت سی مٹّی لوگوں نے جمع کر رکھی تھی کہ اُس کے نشان کے سوا اور کچھ ظاہر نہ تھا۔ انہوں نے آپس میں صلاح کی کہ آؤ خدا سے دُعا کریں شاید وہ اس صاحبِ قبر کو زندہ کر دے تاکہ اُس سے ہم یہ معلوم کریں کہ انہوں نے موت کا مزہ کیسا پایا ہے۔ پھر یوں مناجات کی کہ اے ہمارے پالنے والے تو ہی ہمارا مالک و خالق ہے۔ تیرے سوا کوئی خدا نہیں تو چیزوں کا پیدا کرنے والا ہے اور ہمیشہ باقی رہنے والا ہے۔ تجھ کو فنا نہیں تو کسی شے سے غافل نہیں ہوتا اور زندہ ہے کہ جس کو کبھی موت نہیں تو ہر روز (بندوں کے کسی نہ کسی کام) تقدیر اور تدبیر میں مشغول رہتا ہے اور ہر چیز کو تو جانتا ہے۔ بغیر اس کے کسی نے تجھ کو بتایا اور سکھایا ہو ہمارے لئے اس مُردہ کو زندہ کر دے۔ اس دُعا کے ساتھ ہی اس

موت کی تلخی زندگی بھر مرنے کے بعد بھی باقی رہتی ہے۔

قبر سے ایک شخص باہر آیا جس کے سر اور داڑھی کے بال سفید تھے۔ وہ اپنے سر سے خاک جھاڑ رہا تھا۔ ڈرتا ہوا خوف کھاتا ہوا آسمان کی طرف دیکھنے لگا۔ پھر ان سے کہا کہ میری قبر پر کیوں کھڑے ہو انہوں نے کہا ہم نے آپ کو اس لئے تکلیف دی ہے کہ آپ بتائیں کہ آپ کے نزدیک موت کا مزہ کیسا تھا۔ اُس مرد بزرگ نے کہا ننانوے سال سے میں اس قبر میں دفن ہوں لیکن اب تک موت کی سختی اور تکلیف زائل نہیں ہوئی اور موت کی تلخی میرے حلق سے نہیں مٹی ہے۔ انہوں نے پوچھا جس روز آپ کی وفات ہوئی تھی کیا آپ کے سر اور داڑھی کے بال اسی طرح سفید تھے۔ اُس نے کہا نہیں بلکہ ابھی جبکہ ایک آواز میں نے سنی کہ باہر آؤ اور میری تمام بوسیدہ ہڈیاں ایک دُوسرے سے متصل ہوئیں اور میں زندہ ہوا تو اس دہشت اور خوف سے کہ (شاید) قیامت برپا ہوگئی ہے میرے بال سفید ہوگئے اور میری آنکھیں یوں ہی کھلی کی کھلی رہ گئی ہیں۔

بسند موثق حضرت امام رضا علیہ السلام سے منقول ہے کہ بنی اسرائیل میں ایک شخص تھا جس کے کوئی فرزند نہ تھا۔ خدا نے اس کو ایک لڑکا کرامت فرمایا اس نے خواب میں دیکھا کہ وہ لڑکا شادی کے وقت مر جائیگا۔ آخر (وہ وقت آیا اور) اس کی شادی کی رات نمودار ہوئی تو لڑکے نے ایک مرد پیر اور کمزور کو دیکھا اُس پر رحم کیا اور کھانا کھلایا اُس وقت اُس مرد پیر نے کہا اے شخص تو نے مجھے زندہ کیا خدا تجھے زندہ کرے۔ پھر اُس شخص نے خواب میں دیکھا کہ (کوئی کہتا ہے کہ) اپنے لڑکے سے معلوم کرو کہ شادی کی رات اُس نے کون سا عمل کیا۔ صبح کو لڑکے سے معلوم کیا۔ دوسری رات پھر خواب میں دیکھا کہ اُس سے کوئی کہتا ہے کہ خدا نے تیرے فرزند کو اس احسان کے سبب سے زندہ رکھا جو اُس نے (اُس مرد پیر کے ساتھ) کیا۔

بسند معتبر حضرت صادقؑ سے منقول ہے کہ بنی اسرائیل میں ایک شخص عبادت گذار تھا جو ایک مرتبہ نماز میں مشغول تھا اسی حالت میں اُس نے دو لڑکوں کو دیکھا جو ایک مُرغ کو پکڑے ہوئے اُس کے پر اُکھیڑ رہے تھے۔ وہ اپنی عبادت میں مشغول رہا اور اُن لڑکوں کو اُس نے منع نہ کیا اُس وقت خدا نے زمین کو حکم دیا کہ اُس عابد کو نگل لے وُہ اسی وقت زمین میں دھنس گیا اور قیامت تک دھنستا چلا جائے گا۔

دوسری معتبر حدیث میں فرمایا کہ خدا نے دو فرشتوں کو ایک شہر کے رہنے والوں کو ہلاک کرنے کے لئے بھیجا فرشتوں نے ایک شخص کی آواز سُنی جو اندھیری رات میں کھڑا ہوا عبادت میں مشغول تھا اور خدا کی بارگاہ میں گڑگڑا رہا تھا اُن میں سے ایک

فرشتہ نے کہا واپس چلو معبود سے اس شخص کا ذکر کریں شاید خداوندکریم اس کو یا اس کی برکت سے اہل شہر کو (بھی) بخش دے دوسرے فرشتے نے کہا نہیں بلکہ خدا نے ہم کو جو حکم دیا ہے اس پر عمل کرنا چاہیئے ہمارے لئے زیبا نہیں کہ ہم واپس جائیں۔ غرض وہ فرشتہ اپنے مقام پر واپس گیا اور بارگاہ احدیت میں اُس شخص کا حال عرض کیا خداوند عالم نے التفات نہ کی اور اُس دوسرے فرشتے کو جو وہاں موجود تھا وحی فرمائی کہ اہل شہر کو اُس مرد سمیت ہلاک کردے کیونکہ میرا غضب اُس پر بھی لازم ہو گیا ہے اس لئے کہ وہ لوگوں کو معصیت کرتے دیکھا کرتا تھا اور کبھی ان کو ملامت نہیں کرتا تھا اور اُس فرشتہ پر عتاب فرمایا جو واپس گیا تھا اور اُس کو ایک جزیرے میں ڈال دیا جواب تک وہاں پڑا ہے اور مغضوب خالق ہے۔

بسند صحیح حضرت امام رضاؑ سے منقول ہے کہ بنی اسرائیل میں جب تک کوئی شخص عبادت میں مشغول رہ کر دس سال تک خاموشی نہ اختیار کرتا وہ عابد نہ سمجھا جاتا تھا دوسری روایت میں منقول ہے کہ بنی اسرائیل میں جب کوئی شخص عبادت میں انتہا کو پہنچتا تو وہ سالک (راہ حق پر چلنے والا) اور مجتہد (کوشش کرنے والا) ہو جاتا اور لوگوں کی حاجت روائی اور اُن کے صلاح و فلاح میں اہتمام کرتا تھا۔

بسند معتبر حضرت علی بن الحسین علیہ السلام سے منقول ہے کہ ایک شخص چند لوگوں کے ساتھ کشتی میں سوار ہوا۔ کشتی شکستہ ہوئی اور سب غرق ہو گئے سوائے اُس شخص کی زوجہ کے جو ایک تختہ پر بہتی ہوئی ایک جزیرہ میں جا پڑی۔ اُس جزیرہ میں ایک ڈاکو بدکار مرد تھا جو کبھی بدی سے باز نہیں آتا تھا۔ جب اُس نے اُس عورت کو دیکھا پوچھا کہ تو انسانوں میں سے ہے یا جنوں میں سے۔ عورت نے کہا میں انسان ہوں۔ یہ سُنتے ہی اُس سے لپٹ گیا اور زنا کی کوشش کی جب وہ اُس فعل قبیح کے لئے تیار ہوا تو دیکھا کہ وہ عورت بہت مضطرب ہے اور کانپ رہی ہے۔ پوچھا کیوں بےچین و بیقرار ہوتی ہے عورت نے اشارہ آسمان کی جانب کیا اور کہا کہ خدا سے ڈرتی ہوں اُس نے پوچھا کبھی کیا ایسا تو نے نہیں کیا اُس نے کہا خدا کی عزت کی قسم میں نے کبھی زنا نہیں کی اس مرد فاسق نے کہا ہاں تو نے کبھی ایسا فعل نہیں کیا اور خدا سے ایسا ڈرتی ہے حالانکہ یہ فعل تیرے اختیار میں نہیں میں خود جبر و اختیار کے ساتھ کر رہا ہوں اور میں زیادہ مستحق ہوں کہ خدا سے ڈروں اور زیادہ مناسب ہے کہ میں اُس کا خوف کروں۔ یہ کہہ کر اُٹھ کھڑا ہوا اور اُس فعل کو ترک کر دیا پھر اُس عورت سے کچھ نہ بولا اور اپنے گھر کو چلا یہ سوچتا ہوا کہ توبہ کروں گا اور اپنے کئے پہ

خدا کی معصیت دیکھ کر بھی ملامت نہ کرنے والے بھی ان گنہگاروں کے شریک ہوتے ہیں اور عذاب الٰہی سے نجات نہیں پاتے۔

خوف خدا لوگوں کی بخشش کا سبب ہے۔

نادم تھا۔ اثنائے راہ میں ایک راہب سے ملاقات ہوگئی۔ وہ اس کے ساتھ ہو لیا تھوڑی دُور چلے تھے کہ دھوپ سخت ہوئی راہب نے اُس شخص سے کہا دعا کر کہ خدا ایک ابر بھیج دے جو ہم پر سایہ کرے۔ اُس جوان نے کہا میرا کوئی عمل نیک نہیں اور میں نے کوئی اچھا کام نہیں کیا ہے کہ جرأت کروں اور خدا سے کوئی حاجت طلب کروں۔ راہب نے کہا اچھا میں دُعا کرتا ہوں تو آمین کہتا جا۔ غرض راہب نے دُعا کی تھوڑی دیر نہ گذری تھی کہ ایک ابر اُن کے سر پر سایہ فگن ہوگیا اور وُہ دونوں راستہ طے کرتے رہے یہاں تک کہ دوراہہ ملا۔ ایک طرف راہب اور دوسرے راستہ پر وہ جوان ہو لیا اور الگ الگ روانہ ہوئے۔ وہ ابر اس جوان کے ساتھ چلا۔ راہب دھوپ میں رہ گیا۔ تو راہب نے اُس جوان سے کہا تو مجھ سے بہتر ہے۔ حقیقت میں میری نہیں تیری دعا قبول ہوئی ہے بتا کہ تو نے کون سا عمل کیا ہے کہ اس کرم و لطف الٰہی کا مستحق ٹھہرا اُس شخص نے اپنا قصہ بیان کیا راہب نے کہا چونکہ تو نے خوف خدا سے معصیت ترک کی ہے اس لئے خدا نے تیرے گذشتہ تمام گناہ معاف کر دیئے اب آئندہ کوشش کر کہ تو نیک و صالح رہے۔

بسند معتبر حضرت جعفر صادق علیہ السلام سے منقول ہے کہ بنی اسرائیل میں ایک بادشاہ تھا۔ اس کے قاضی کا ایک بھائی تھا۔ نہایت نیک نفس و پاکیزہ خصلت جس کی زوجہ بھی صالحہ اور پیغمبروں کے اولاد سے تھی۔ بادشاہ کو کسی کام کے لئے ایک شخص کی ضرورت ہوئی قاضی سے کہا کسی معتمد اور ثقہ آدمی کو لاؤ قاضی نے کہا مجھے اپنے بھائی سے زیادہ قابل اعتبار کوئی نظر نہیں آتا۔ پھر اُس نے بھائی کو بلایا اور بادشاہ کی خواہش بیان کی اُس نے وہ خدمت انجام دینے سے انکار کیا اور کہا میں اپنی زوجہ کو تنہا نہیں چھوڑ سکتا قاضی نے بہت اصرار کیا اور اپنی پریشانی ظاہر کی تو اُس کے بھائی نے کہا مجھے کسی چیز سے کوئی مطلب اور کسی کا اسقدر خیال نہیں سوائے اپنی زوجہ کے مجھے جو کچھ تعلق خاطر ہے زوجہ سے ہے لہذا جب تک میں واپس نہ آؤں تم اُس کی نگرانی کرنا اس کی ضرورتوں اور کاموں کی دیکھ بھال کرتے رہنا۔ قاضی نے منظور کیا اور بھائی کو روانہ کر دیا حالانکہ اس کی زوجہ بھی شوہر کے جانے پر راضی نہ تھی۔ غرض قاضی بھائی کی ہدایت کے بموجب اُس عورت کے پاس آیا کرتا اور اس کے کام انجام دیا کرتا یہاں تک کہ اُس عورت کی محبت اُس کے دل میں غالب ہوگئی اور اُس کو زنا پر آمادہ کرنا چاہا عورت نے انکار کیا۔ قاضی نے قسم کھا کر کہا کہ اگر تو منظور نہ کرے گی تو میں بادشاہ سے کہوں گا۔ کہ اس عورت نے زنا کی ہے اُس نے کہا جو چاہے کر لیکن میں اپنی عزت و عفت کو

برباد نہ کروں گی۔ قاضی جب اُس سے مایوس ہُوا تو اپنی رسوائی کے خوف سے خود بادشاہ سے شکایت کی اور اس زن صالحہ کو زنا سے متہم کیا اور کہا میں نے تحقیق کرلی ہے اور مجھ پر ثابت ہو چکا ہے۔ بادشاہ نے کہا پھر اس کو سنگسار کرو۔ قاضی پھر اُس کے پاس آیا اور بولا کہ بادشاہ نے مجھے حکم دیا ہے کہ تجھے سنگسار کروں اگر تو میری بات نہ مانے گی تو میں ضرور تجھ کو سنگسار کر دوں گا۔ اُس زن عفیفہ نے کہا میں ہرگز تیری خواہش منظور نہیں کر سکتی تو جو چاہے کر۔ آخر قاضی نے لوگوں کو بُلایا اور اُس عورت کو صحرا میں لے گیا۔ ایک گڑھا کھود کر اُس میں بٹھایا اور سنگسار کر دیا۔ یہاں تک کہ اُس کو اُس کے مرنے کا یقین ہو گیا۔ اُن کے واپس جانے کے بعد رات کے وقت چونکہ عورت میں کچھ جان باقی تھی اُس نے کوشش کر کے پتھروں کو ہٹایا اور اُس گڑھے سے باہر آئی اور گرتی پڑتی کسی طرح ایک دَیر تک پہنچی رات بھر اُس کے دروازہ پر پڑی رہی صبح کو دیرانی نے دروازہ کھولا تو اس عورت کو مجروح و خستہ حال دیکھا اُس سے حالات دریافت کئے اُس نے تمام ماجرا بیان کیا دَیرانی کو اُس پر رحم آگیا اس کو دَیر میں لے گیا۔ اُس کے ایک خورد سال لڑکا تھا۔ دَیرانی کے پاس مال و سامان بہت کافی تھا اُس نے اُس عورت کا علاج کیا یہاں تک کہ اُس کے زخم سب اچھے ہو گئے۔ اُس نے اپنے لڑکے کو تربیت کے واسطے اُس عورت کے سپرد کیا۔ اُس دَیرانی کا ایک غلام تھا جو دَیرانی کی خدمت کیا کرتا تھا کچھ مدت کے بعد وہ غلام اُس عورت پر عاشق ہوا اور اُس سے ناجائز خواہش کی اور کہا اگر تو راضی نہ ہو گی تو تجھے مار ڈالوں گا۔ اس مظلومہ نے کہا جو چاہے کر لیکن یہ امر ممکن نہیں کہ مجھ سے ہو سکے۔ آخر اُس غلام نے دَیرانی کے لڑکے کو مار ڈالا اور راہب سے کہا کہ آپ نے اس زن زناکار پر رحم کیا اس کو جگہ دی اور اپنے لڑکے کو اس کے سپرد کر دیا اور اُس نے یہ عوض دیا کہ آپ کے فرزند ہی کو مار ڈالا۔ دَیرانی نے عورت کو بلا کر پوچھا کہ میں نے تجھ پر احسانات کئے اور تو نے اُن کا یہ بدلا دیا عورت نے تمام روئیداد بیان کی مگر دَیرانی کو یقین نہ آیا اس نے کہا میں اب تجھے یہاں نہیں رہنے دوں گا میرے دَیر سے چلی جا۔ اور بیس درہم اسکو زاد راہ دیکر رات کے وقت نکال دیا۔ وہ غریب تمام رات چلتی رہی صبح ایک گاؤں میں پہنچی دیکھا کہ ایک شخص دار پر کھینچا گیا ہے اور ابھی زندہ ہے اُس کا حال دریافت کیا تو معلوم ہوا کہ وہ بیس درم کا قرضدار ہے اور ان کے یہاں کا یہ قاعدہ ہے کہ جو شخص بیس درم کا قرضدار ہوتا ہے اُس کو دار پر لٹکا دیتے ہیں اور جب تک ادا نہیں کرتا اس کو نہیں اُتارتے۔ اُس عورت

نے یہ سُن کر وہ بیس درم ان کو دیدیئے اور اس شخص کو رہا کر دیا۔ اُس شخص نے کہا اے مہربان خاتون آپ کے ایسا احسان مجھ پر کسی نے نہیں کیا کہ آپ نے مجھے موت سے بچا لیا لہٰذا آپ جہاں جائینگی میں آپ کی خدمت کے لئے ساتھ ساتھ رہونگا۔ غرضکہ دونوں ہمراہ چلے اور ایک دریا کے کنارے پہنچے۔ وہاں چند کشتیاں دیکھیں۔ مرد نے کہا آپ ٹھہریں میں ان کشتیوں کے مالک کی مزدوری کر کے کچھ کھانے کا انتظام کرتا ہوں۔ پھر ان کشتی والوں کے پاس آیا اور پوچھا کہ ان کشتیوں میں کس قسم کے سامان ہیں۔ انہوں نے بتایا مختلف قیمتی چیزیں مثل جواہرات و عنبر وغیرہ کے ہیں اور یہ دوسری کشتی جو خالی ہے وہ خود ہماری سواری کے لئے ہے اُس نے پوچھا کہ ان چیزوں کی قیمت کیا ہوگی۔ کہا بہت زیادہ کہ ہم کو بھی صحیح طور پر نہیں معلوم۔ اُس نے کہا میرے پاس ایک چیز ہے۔ جو تمہارے سامان سے زیادہ قیمتی ہے پوچھا وہ کیا۔ اُس نے کہا ایک کنیز ہے۔ نہایت حسین و جمیل کہ اس سے زیادہ حسین تم نے کبھی دیکھا نہ ہوگا تو انہوں نے کہا کہ اُسے ہمارے ہاتھ فروخت کر دو۔ اس نے کہا پہلے تم میں سے کوئی جا کر اُسے دیکھ تو لے اس طرح کہ وہ کنیز نہ جاننے پائے۔ پھر اس کے بعد مجھے اُس کی قیمت دینا۔ اور جب میں قیمت لے کر چلا جاؤں تو اس پر قبضہ کرنا۔ اُن لوگوں نے منظور کیا اور ایک آدمی اُس عورت کو دیکھنے کے لئے بھیجا اس نے آکر بیان کیا کہ اس سے زیادہ خوبصورت میں نے کوئی عورت نہیں دیکھی ہے غرض دس ہزار درم میں اُس مرد نے اُس زن مظلومہ کو فروخت کر دیا اور قیمت لے کر چل دیا جب وہ غائب ہو گیا تو لوگ اس کے پاس آئے اور کہا اے کنیز کشتی میں چل کر بیٹھ۔ اُس عورت نے پوچھا کیوں۔ ان لوگوں نے کہا تیرے آقا سے ہم نے تجھ کو خرید لیا ہے اُس نے کہا وہ میرا آقا اور مالک نہیں ہے۔ لوگوں نے کہا (حیلے حوالے مت کر) اگر تو بخوشی نہیں چلے گی تو ہم زبردستی لے چلیں گے آخر مجبور ہو کر وہ اُن کے ساتھ دریا کے کنارے آئی۔ جب کشتیوں کے پاس پہنچی تو اُن میں ہر ایک ایک دوسرے سے بدگمان ہو گیا (اور اس عورت کا کشتی پر بیٹھنا گوارا نہ کیا) آخر جس کشتی پر اُن کے سامان تھے اس پر سوار کیا اور خود سب کے سب اُس خالی کشتی میں سوار ہو کر روانہ ہوئے جب وہ کشتیاں بیچ دریا میں پہنچیں خدا نے ایک ہوا بھیجی اور وہ کشتی جس پر سب مرد سوار تھے ڈوب گئی۔ اور ہوا نے اس عورت کی کشتی کو ایک جزیرہ میں پہنچا دیا۔ وہ عفیفہ کشتی سے اُتری اور کشتی کو کنارے باندھ دیا اور جزیرہ میں گھومنے لگی ایک جگہ ایک عمدہ مکان نظر آیا جس کے قریب چشمہ تھا اور میوہ دار درخت تھے دل میں بولی کہ اسی جزیرہ میں رہوں گی اور انہی درختوں کے پھل کھاؤں گی اور یہی پانی پیوں گی اور باقی عمر عبادت الٰہی میں بسر کروں گی۔ خدا نے

نے یہ سُن کر وہ بیس درم ان کو دیدیئے اور اس شخص کو رہا کر دیا۔ اُس شخص نے کہا اے مہربان خاتون آپ کے ایسا احسان مجھ پر کسی نے نہیں کیا کہ آپ نے مجھے موت سے بچا لیا لہٰذا آپ جہاں جائینگی میں آپ کی خدمت کے لئے ساتھ ساتھ رہونگا۔ غرضکہ دونوں ہمراہ چلے اور ایک دریا کے کنارے پہنچے۔ وہاں چند کشتیاں دیکھیں۔ مرد نے کہا آپ ٹھہریں میں ان کشتیوں کے مالک کی مزدوری کر کے کچھ کھانے کا انتظام کرتا ہوں۔ پھر ان کشتی والوں کے پاس آیا اور پوچھا کہ ان کشتیوں میں کس قسم کے سامان ہیں۔ انہوں نے بتایا مختلف قیمتی چیزیں مثل جواہرات و عنبر وغیرہ کے ہیں اور یہ دوسری کشتی جو خالی ہے وہ خود ہماری سواری کے لئے ہے اُس نے پوچھا کہ ان چیزوں کی قیمت کیا ہوگی۔ کہا بہت زیادہ کہ ہم کو بھی صحیح طور پر نہیں معلوم۔ اُس نے کہا میرے پاس ایک چیز ہے۔ جو تمہارے سامان سے زیادہ قیمتی ہے پوچھا وہ کیا۔ اُس نے کہا ایک کنیز ہے۔ نہایت حسین و جمیل کہ اس سے زیادہ حسین تم نے کبھی دیکھا نہ ہوگا تو انہوں نے کہا کہ اُسے ہمارے ہاتھ فروخت کر دو۔ اس نے کہا پہلے تم میں سے کوئی جا کر اُسے دیکھ تو لے اس طرح کہ وہ کنیز نہ جاننے پائے۔ پھر اس کے بعد مجھے اُس کی قیمت دینا۔ اور جب میں قیمت لے کر چلا جاؤں تو اس پر قبضہ کرنا۔ اُن لوگوں نے منظور کیا اور ایک آدمی اُس عورت کو دیکھنے کے لئے بھیجا اس نے آکر بیان کیا کہ اس سے زیادہ خوبصورت میں نے کوئی عورت نہیں دیکھی ہے غرض دس ہزار درم میں اُس مرد نے اُس زن مظلومہ کو فروخت کر دیا اور قیمت لے کر چل دیا جب وہ غائب ہو گیا تو لوگ اس کے پاس آئے اور کہا اے کنیز کشتی میں چل کر بیٹھ۔ اُس عورت نے پوچھا کیوں۔ ان لوگوں نے کہا تیرے آقا سے ہم نے تجھ کو خرید لیا ہے اُس نے کہا وہ میرا آقا اور مالک نہیں ہے۔ لوگوں نے کہا (حیلے حوالے مت کر) اگر تو بخوشی نہیں چلے گی تو ہم زبردستی لے چلیں گے آخر مجبور ہو کر وہ اُن کے ساتھ دریا کے کنارے آئی۔ جب کشتیوں کے پاس پہنچی تو اُن میں ہر ایک ایک دوسرے سے بدگمان ہو گیا (اور اس عورت کا کشتی پر بیٹھنا گوارا نہ کیا) آخر جس کشتی پر اُن کے سامان تھے اس پر سوار کیا اور خود سب کے سب اُس خالی کشتی میں سوار ہو کر روانہ ہوئے جب وہ کشتیاں بیچ دریا میں پہنچیں خدا نے ایک ہوا بھیجی اور وہ کشتی جس پر سب مرد سوار تھے ڈوب گئی۔ اور ہوا نے اس عورت کی کشتی کو ایک جزیرہ میں پہنچا دیا۔ وہ عفیفہ کشتی سے اُتری اور کشتی کو کنارے باندھ دیا اور جزیرہ میں گھومنے لگی ایک جگہ ایک عمدہ مکان نظر آیا جس کے قریب چشمہ تھا اور میوہ دار درخت تھے دل میں بولی کہ اسی جزیرہ میں رہوں گی اور انہی درختوں کے پھل کھاؤں گی اور یہی پانی پیوں گی اور باقی عمر عبادت الٰہی میں بسر کردوں گی۔ خدا نے

اُس زمانہ کے پیغمبروں میں سے ایک پیغمبر کو وحی فرمائی کہ اس بادشاہ کے پاس جائیں (جس کے حکم سے قاضی نے اس عورت کو سنگسار کیا تھا) اور کہیں کہ فلاں جزیرہ میں میری ایک کنیز ہے اے بادشاہ تو اپنی تمام رعایا کو لے کر اُس کے پاس جا اور اس کے سامنے سب اپنے گناہوں کا اقرار کریں اور اُس سے التجا کریں کہ وہ ان سب گناہوں اور خطاؤں کو معاف کر دے تو میں بھی تم کو بخشوں گا (ورنہ سخت عذاب میں بتلا کروں گا) جب پیغمبر نے یہ پیغام اُس بادشاہ کو پہنچایا وہ اپنی تمام رعایا کو لے کر اُس جزیرہ میں آیا اور ایک عورت کو دیکھا۔ اُس کے پاس حاضر ہو کر بولا اس قاضی نے مجھ سے آکر شکایت کی کہ میرے بھائی کی زوجہ نے زنا کی ہے اور میں نے اُس کے سنگسار کا حکم دیدیا بغیر اس کے کہ کوئی گواہی طلب کرتا ڈرتا ہوں کہ اس معاملہ میں مجھ سے کوئی ظلم ہوگیا ہو۔ کیا تم میرے لئے استغفار کرو گی۔ عورت نے کہا خدا تم کو بخشے بیٹھ جاؤ۔ اُس کے بعد اُس کا شوہر اُس کے پاس آیا جس نے اُس کو نہ پہچانا اور کہا میری ایک زوجہ تھی نہایت نیک نفس میں اس کو چھوڑ کر شہر سے باہر گیا۔ حالانکہ وہ راضی نہ تھی۔ میں نے اپنے بھائی سے اُس کی سفارش کی کہ اس کی کفالت کرتا رہے جب میں واپس آیا تو بھائی سے اُس کا حال دریافت کیا معلوم ہوا کہ اُس نے بدکاری کی تھی بھائی نے اس کو سنگسار کر دیا مجھے خوف ہے کہ اُس کے بارے میں مجھ سے کوئی غلطی اور تقصیر ہوئی ہو خدا سے دُعا کرو کہ مجھے بخش دے اُس نے کہا خدا تم کو بھی معاف کرے بیٹھ جاؤ۔ اور اس کو بادشاہ کے پہلو میں بٹھایا۔ پھر قاضی آیا اور اُس نے اپنی غلطیاں بیان کیں اور کہا میرے لئے خدا سے مغفرت طلب کرو اُس نے کہا خدا تم کو بھی بخش دے بیٹھ جاؤ اور اپنے شوہر کی جانب رُخ کر کے کہا کہ سُن لو۔ اُس کے بعد دَیرانی نے معذرت کی۔ اُس کو بھی کہا خدا تم کو بھی بخشے تم بھی بیٹھ جاؤ پھر دَیرانی کا غلام حاضر ہوا اور اُس نے اپنی شرارت وظلم بیان کر کے کہا خدا سے میرے لئے بھی سفارش کرو اُس نے کہا خدا تم کو بھی معاف کرے بیٹھ جاؤ۔ پھر دَیرانی سے بولی کہ سُن لو۔ سب کے بعد وہ مرد جس کو اُس نے دار پر سے چھوڑایا تھا، حاضر ہوا اور اپنی احسان فراموشی بیان کی۔ عورت نے کہا خدا تجھ کو نہ بخشے کیونکہ تو نے نیکی کے عوض بدی کی ہے۔ پھر اُس زن عابدہ نے اپنے شوہر کی طرف رُخ کیا اور بولی میں تمہاری زوجہ ہوں جو کچھ تم نے سُنا وہ سب معاملہ میرے ہی بارے میں تھا اب مجھ کو شوہر کی ضرورت نہیں، چاہتی ہوں کہ یہ کشتی جو زر و جواہر سے بھری ہوئی ہے تم لے لو اور مصرف میں لاؤ اور مجھے اسی جزیرہ میں رہنے دو کہ اپنے معبود کی عبادت کروں۔ تم نے دیکھا کہ مجھے مردوں کے ہاتھوں سے کیسی تکلیفیں پہنچیں۔ غرض شوہر نے اُس کو وہیں

چھوڑا اور کشتی پر قبضہ کیا۔ اور بادشاہ مع تمام اہلِ سلطنت کے واپس اپنے شہر آیا۔

ابن بابویہ نے حضرت علی بن حسین علیہم السلام سے روایت کی ہے کہ بنی اسرائیل میں ایک شخص کفن چور تھا جو مُردوں کی قبر کھود کر ان کے کفن لے لیا کرتا تھا۔ اُس کا ایک ہمسایہ بیمار ہوا اس کو خوف ہوا کہ کہیں وہ میرا کفن بھی نہ لے جائے اس نے اسکو بلایا اور کہا بھائی میرا برتاؤ تمہارے ساتھ کیسا رہا ہے اس نے جواب دیا کہ آپ میرے نیک ہمسایہ ہیں۔ تب اُس نے کہا میری ایک حاجت ہے اس نے کہا فرمایئے آپ کی حاجت ضرور پوری ہوگی اُس نے دو کفن اُس کے سامنے رکھ دیئے اور کہا اس میں سے جو بہتر ہو اُسے لے لو اور دوسرا میرے لئے چھوڑ دو اور جب میں اس کفن میں دفن کردیا جاؤں تو میری قبر مت کھودنا اور مجھے عریاں مت کرنا اُس نے کہا آپ اطمینان رکھیں۔ آپ کے ساتھ ایسا نہیں ہوسکتا۔ مرد بیمار نے اصرار کرکے ایک کفن اس کو دیدیا جو بہتر تھا جب وہ مرگیا اور اس کو دفن کردیا گیا تو اُس کفن چور نے سوچا کہ اب یہ کیا جانے کہ میں نے اس کا کفن لے لیا ہے یا چھوڑ دیا ہے۔ آخر اس کی قبر پر آکر اس کو کھودنا چاہا۔ ناگاہ ایک آواز سُنی کوئی کہتا ہے کہ قبر کو مت کھودو۔ یہ سُن کر وہ ڈرا اور واپس چلا گیا اور اپنے لڑکوں کو جمع کرکے کہا میں تمہارے لئے کیسا باپ ہوں۔ وہ بولے نہایت مہربان۔ تو کہا میں تم سے ایک خواہش رکھتا ہوں۔ پوچھا وہ کیا جو کچھ کہئے ہم اس کی تعمیل کریں گے۔ اُس نے کہا جب میں مرجاؤں تو مجھ کو جلا دینا جب میں جل جاؤں میری ہڈیوں کو چور کرکے جب تیز اور سخت ہوا چلے تو اُس میں سے نصف صحرا کی جانب اور باقی نصف دریا کی طرف اُڑا دینا۔ لڑکوں نے کہا اچھا ایسا ہی کریں گے۔ جب وہ مرگیا تو اس کی وصیت کے موافق لڑکوں نے عمل کیا۔ اُسی حال میں خدا نے صحرا کو حکم دیا کہ جو کچھ تیری طرف اُس شخص کی ہڈیاں آئی ہیں اُن کو یکجا کر۔ اسی طرح دریا کو حکم دیا کہ جو کچھ تجھ میں ہے اس کی ہڈیاں جمع کر۔ اور اس کو زندہ کرکے کھڑا کیا اور پوچھا کہ کس سبب سے تو نے ایسی وصیت کی تھی اُس نے عرض کی معبود تیری عزت کی قسم تیرے خوف سے ایسا کیا تھا فرمایا اچھا اگر میرے خوف سے ایسا کیا ہے تو تیرے دعویداروں کو میں (روز قیامت) راضی کروں گا اور تیرے خوف کو امن سے بدل دوں گا اور تیرے گناہوں کو بخش دوں گا۔

بسند معتبر حضرت امام محمد باقرؑ سے منقول ہے کہ ایک بدکار عورت بنی اسرائیل میں تھی جو نوجوانوں کو اپنے اوپر فریفتہ کیا کرتی۔ ایک روز ایک شخص نے اُس سے کہا اگر فلاں مشہور عابد اس کو دیکھے تو ضرور عاشق ہو جائے اُس عورت نے جب یہ سُنا تو بولی

خدا کی قسم اُس کے گھر جا کر اُس کو راہ پر لاؤں گی اور اسی شب وُہ اس کے گھر پہنچی دروازہ کھٹکھٹایا اور کہا اے عابد آج رات مجھے پناہ دے اُس نے انکار کیا۔ عورت نے کہا بنی اسرائیل کے چند نوجوانوں نے میرا پیچھا کر رکھا ہے اور مجھ سے زنا کرنا چاہتے ہیں میں اُن سے بھاگ کر پناہ لینے آئی ہوں اگر تم دروازہ نہ کھولو گے وہ یہاں پہنچ جائیں گے اور میری عصمت دری کریں گے۔ عابد نے جب یہ بات سُنی دروازہ کھول دیا۔ عورت گھر میں داخل ہوئی اور اپنے برقعہ کو اُتارا۔ عابد نے حسن و جمال کو دیکھا تو بے اختیار ہو گیا (اور ہوش و حواس کھو بیٹھا) جب ہوش آیا تو اپنا ہاتھ اُس عورت کے جسم پر دیکھا اُسی وقت متنبہ ہوا اور ہاتھ ہٹا لیا۔ ایک دیگ اُس کے یہاں تھی جس کے نیچے آگ جلا کرتی تھی وہ دوڑا ہوا گیا اور اپنے اُس ہاتھ کو دیگ کے نیچے آگ میں رکھ دیا۔ عورت نے پوچھا یہ کیا کرتے ہو اُس نے کہا اپنے ہاتھ کو دنیا کی آگ سے جلاتا ہوں شاید عقبیٰ کی آگ سے نجات پا جاؤں۔ عورت دوڑی ہوئی باہر گئی اور بنی اسرائیل کو اطلاع دی کہ عابد کی خبر لو وہ اپنا ہاتھ جلائے ڈالتا ہے۔ لوگ یہ سُن کر اُس کے گھر پر دوڑے ہوئے آئے مگر اس وقت پہنچے جبکہ عابد کا تمام ہاتھ جل چکا تھا۔

حکایت۔ عورت خدا سے عابد نے اپنا ہاتھ جلا ڈالا۔

بسند معتبر حضرت صادق علیہ السلام سے منقول ہے کہ بنی اسرائیل میں سے ایک عابد نے عورتوں سے علیحدگی اختیار کر رکھی تھی اس سبب سے شیطان کے شر سے بیخوف ہو گیا تھا۔ ایک مرتبہ ایک رات اس کے گھر ایک عورت مہمان آ گئی اور اس کے دل میں شیطان وسوسے ڈالنے لگا۔ جیوں جیوں وہ ملعون اُس عابد کو وسوسہ میں مبتلا کرتا عابد اپنی انگلیوں میں سے ایک اُنگلی آگ میں ڈال دیتا تا کہ آتشِ جہنم یاد آتی رہے اس طرح قیامت کی آگ سے شیطانی وسوسہ کو یاد دلاتا رہا اور شعلۂ آتش اُس کی خواہش بد کو زائل کرتا رہا یہاں تک کہ صبح ہو گئی تو اُس عورت سے کہا تو آج کی شب میرے لئے بُری مہمان ثابت ہوئی بس اب چلی جا۔

وسوسہ شیطانی سے بچنے کے لئے ایک عابد کا اپنی انگلیاں جلانا۔

حدیث معتبر میں منقول ہے کہ ایک شخص نے حضرت صادقؑ کی خدمت میں ایک شخص کی عبادت اور دینداری کی تعریف کی حضرت نے دریافت کیا کہ اس کی عقل کتنی ہے عرض کی مجھے نہیں معلوم۔ فرمایا ثواب بقدر عقل ہوا کرتا ہے۔ بنی اسرائیل میں ایک شخص بڑا عبادت گذار تھا۔ وہ ایک جزیرہ میں عبادت کیا کرتا تھا۔ وہ جزیرہ بہت سر سبز و شاداب تھا جس میں چشمے صاف و شفاف اور بہت سے میوہ دار درخت تھے۔ ایک روز اُس کی طرف ایک فرشتہ کا گذر ہوا جس کو اُس کی عبادت بہت پسند آئی اور بارگاہِ معبود میں عرض کی پالنے والے اس کی عبادت کے ثواب سے مجھے آگاہ فرما۔ خدا نے جب اُس کو

ثواب عبادت بقدر عقل۔

اُس کے ثواب سے مطلع کیا تو فرشتہ کو عبادت کے مقابلہ میں ثواب بہت کم معلوم ہوا اُس وقت خدا نے اس کو وحی فرمائی کہ جا کر اُس عابد کی مصاحبت اختیار کرے وہ فرشتہ انسان کی صورت میں اُس کے پاس آیا۔ عابد نے اُس سے پوچھا تم کون ہو اُس نے کہا میں بھی عبادت گذار ہوں۔ میں نے اس مقام کی اور تیری عبادت کی تعریف سنی تو میں نے چاہا کہ تیرے پاس رہ کر عبادت خدا کیا کروں۔ دوسرے روز صبح کو فرشتہ نے کہا یہ تمہارا مکان بہت دلکشا اور عبادت ہی کے لائق ہے۔ عابد نے کہا اس میں ایک عیب ہے پوچھا وہ کیا کہا ہمارے خدا کا کوئی گدھا نہیں کہ ہم اُس کو اس مقام پر چرائیں تا کہ یہ گھاس (چارہ) ضائع نہ ہوتی۔ فرشتہ نے کہا خدا کو گدھے کی ضرورت نہیں اُس نے کہا اگر وہ گدھا رکھتا ہوتا تو یہ گھاس ضائع نہ ہوتی اُس وقت خدا نے اس فرشتہ کو وحی فرمائی کہ میں نے اُس (کے عمل) کا ثواب اُس کی عقل کے موافق قرار دیا ہے۔

بسند حسن حفص بن البختری سے منقول ہے کہ میں ایک مرتبہ تاخیر سے صبح کو گیا جب حضرت صادقؑ کی خدمت میں حاضر ہوا۔ حضرت نے دیر میں آنے کا سبب پوچھا میں نے عرض کی حضور پر فدا ہوں۔ میں ایک شخص کا ضامن ہو گیا تھا جس نے اپنا وعدہ پورا نہ کیا اور اپنا قرض ادا نہ کیا اور مجھ سے مطالبہ کیا گیا اس سبب سے حج کے لئے (پہلے سے) نہ آسکا حضرت نے فرمایا تجھ کو کسی کی ضمانت کی کیا پڑی تھی کیا تو نہیں جانتا کہ ضامن ہونے کے سبب قرنہائے گذشتہ ہلاک ہو گئیں۔ پھر فرمایا کہ ایک جماعت نے بہت گناہ کئے اور اپنے گناہوں سے بہت خائف وہراساں ہوئے تو ایک دوسری جماعت نے (ہمدردی میں کہا) کہ تمہارے تمام گناہ ہمارے سر ہیں اس لئے خدا نے ان لوگوں پر عذاب نازل فرمایا کہ وہ لوگ تو میرے عذاب سے ڈرے اور تم کو اس قدر جرأت (کہ میرا خوف ہی نہ ہوا)

بسند معتبر حمزہ ثمالی سے منقول ہے کہ گذشتہ زمانہ میں ایک شخص پیغمبروں کی اولاد میں سے تھا نہایت مالدار۔ وہ اپنا مال کمزوروں محتاجوں اور مسکینوں پر خرچ کیا کرتا تھا۔ اُس کے مرجانے کے بعد اُس کی زوجہ بھی اُسی طرح خرچ کرتی رہی۔ تھوڑی مدت میں وہ تمام دولت صرف ہو گئی۔ اُس شخص کے ایک فرزند تھا جب وہ بڑا ہوا جس کے پاس جاتا وہ اس کے باپ کے لئے رحمت کی اور اُس کے لئے عقل و نیکی کی دُعا کرتے۔ اس لڑکے نے اپنی ماں سے پوچھا کہ میرے باپ کا کیا طریقہ تھا کہ جس کے پاس جاتا ہوں میرے پدر کے لئے (خدا سے) رحمت چاہتا ہے اور میرے لئے دعا کرتا ہے۔ ماں نے کہا تیرا باپ نہایت صالح اور نیک مرد تھا اور بہت مالدار تھا اور اپنا مال محتاجوں اور غریبوں پر صرف کیا کرتا

تھا اُس کے مرجانے کے بعد میں بھی اُسی کے طریقہ پر مال خرچ کرتی رہی آخر وہ تمام مال صرف ہوگیا۔ لڑکے نے کہا اماں جان میرے پدر بزرگوار جو کچھ کرتے تھے اُس کا ثواب اُن کو حاصل ہوتا تھا اور آپ نے جو کچھ کیا اُس کا حق آپ کو نہ تھا اور مستحق عذاب ہوگئیں۔ ماں نے کہا کس سبب سے؟ لڑکے نے کہا اس لئے کہ میرے باپ جو کچھ کرتے تھے اپنے مال سے کرتے تھے اور آپ نے دوسرے کا (یعنی میرا) مال صرف کر ڈالا۔ ماں نے کہا اے فرزند تو نے سچ کہا لیکن مجھے گمان نہ تھا کہ تو مجھ پر اعتراض کریگا اور وہ مال میرے لئے حلال نہ قرار دے گا۔ لڑکے نے کہا میں نے آپ کے لئے حلال قرار دیا اب کچھ اور بھی ہے کہ میں اس کو اپنا ذریعہ معاش قرار دوں اور خدا کا فضل حاصل کروں شاید خدا ہم کو فارغ البالی نصیب کرے۔ اُس نے کہا سو درہم میرے پاس ہیں لڑکے نے کہا خدا چاہے گا تو اسی میں برکت دیگا وہ تو بڑا برکت دینے والا ہے خواہ مال کم ہی ہو۔ غرض وہ سو درم لے کر طلب روزی کے لئے نکلا۔ اور روانہ ہوا یہاں تک کہ ایک مقام پر پہنچا۔ دیکھا سر راہ ایک شخص مردہ پڑا ہوا ہے جس کے چہرے سے آثار نیکی وصلاح ظاہر ہیں لڑکے نے اس کو دیکھ کر دل میں کہا اس سے بہتر تجارت کیا ہو گی کہ اس مرد صالح کو غسل و کفن دوں اس پر نماز پڑھوں اور دفن کروں غرض اس کی تجہیز و تکفین میں اسّی درہم صرف ہوئے۔ اب اُس کے پاس بیس درم باقی رہے۔ پھر وہاں سے طلب فضل خدا اور حصول نعمت کے لئے آگے بڑھا راستہ میں ایک شخص سے ملاقات ہوئی اُس نے پوچھا کہاں جاتے ہو کہا خدا کا فضل اور روزی کی تلاش میں پوچھا کتنا سرمایہ ہے کہا بیس درم اُس شخص نے کہا بیس درم میں کیا ہوگا۔ لڑکے نے کہا اگر خدا چاہتا ہے تو تھوڑی چیز میں بھی بہت برکت دیتا ہے اُس مرد نے کہا سچ ہے۔ اچھا اگر میں تم کو کچھ بتاؤں تو میرے کہنے پر عمل کرو گے؟ لیکن شرط یہ ہے کہ جس قدر نفع ہو اُس میں سے نصف میرا حصّہ ہو گا لڑکے نے کہا منظور ہے۔ تو اس شخص نے بتایا کہ اس راہ سے جس پر تم چل رہے ہو تم ایک مکان تک پہنچو گے۔ اُس گھر کے لوگ تمہاری ضیافت کریں گے تم قبول کرنا اور ان کے مہمان ہونا جب تم اُن کے گھر میں داخل ہو گے اور بیٹھو گے تو جب خادم تمہارے لئے کھانا لائے گا تو اُس کے ساتھ ایک سیاہ بلّی بھی ہوگی تم اس خادم سے کہنا کہ یہ بلّی میرے ہاتھ فروخت کردو وہ انکار کرے گا تم اصرار کرنا آخر وہ مجبور ہو کر کہے گا کہ اس کی قیمت بیس درم لوں گا۔ تم بیس درم دے کر بلّی لے لینا۔ اس کو ذبح کر کے اس کا سر جلا دینا پھر اس کے سر کا مغز لے کر فلاں شہر چلے جانا وہاں کا بادشاہ نابینا ہوگیا ہے وہاں لوگوں سے کہنا کہ میں بادشاہ کا علاج کرسکتا ہوں اور اُن لوگوں کو مردہ دیکھ کر خوف مت کرنا جو بادشاہ کے علاج کے لئے

آئے تھے اور کامیاب نہ ہو سکے تو دار پر کھینچ دیئے گئے۔ اور علاج کرنے کی جو شرط چاہو کرنا پہلے روز اُس بلّی کے مغز کی ایک سلائی بادشاہ کی آنکھوں میں لگانا اُس کا اثر ظاہر ہوگا اگر وہ اصرار کرے کہ زیادہ دوا لگاؤ تو منظور نہ کرنا دوسرے اور تیسرے روز بھی ایک ہی ایک سلائی اُس کی آنکھوں میں لگانا زیادہ نہ کرنا۔ غرض وہ لڑکا روانہ ہوا اور ان لوگوں کا مہمان ہوا۔ وہاں سے بلّی خریدی اور بادشاہ کے شہر میں پہنچا اور اس کے علاج میں مشغول ہوا۔ پہلے روز ایک سلائی بلّی کے مغز سے لے کر اس کی آنکھوں میں لگائی کچھ فائدہ معلوم ہوا دوسرے روز وہ کچھ دیکھنے لگا اور تیسرے روز بالکل بینا ہو گیا۔ اور اس کی آنکھیں مثل سابق روشن ہو گئیں۔ پھر تو بادشاہ نے اُس سے کہا تمہارا مجھ پر بے حد احسان اور بے انتہا حق ہے کہ میری بادشاہی مجھ کو واپس دے دی ہے۔ میں اس کے صلہ میں تم کو اپنی دختر دیتا ہوں لڑکے نے کہا کہ میری ماں زندہ ہے اور میں اُس سے جُدا نہیں رہ سکتا۔ بادشاہ نے اپنی لڑکی اُس سے تزویج کر دی اور کہا جب تک تمہارا دل چاہے میرے پاس رہو اور جب چاہو اپنی ماں کے پاس چلے جاؤ اور لڑکی کو اپنے ہمراہ لے جاؤ۔ لڑکا ایک سال تک بادشاہ کے پاس نہایت عزت اور شان و شوکت کے ساتھ مقیم رہا ایک سال کے بعد اپنے وطن کا ارادہ کیا۔ بادشاہ نے بے انتہا مال و زر اور بے حساب سامان اونٹ گائے گوسفند وغیرہ اُس کو دیئے۔ لڑکا مع اپنی زوجہ اور تمام سامان کے روانہ ہوا اور پہلے اُس مقام پر آیا جہاں اُس شخص سے ملاقات ہوئی تھی جس نے اس کو یہ طریق علاج بتایا تھا وہ شخص اُسی جگہ بیٹھا ہوا تھا۔ لڑکے کو دیکھتے ہی اُس نے کہا صاحبزادے تم نے اپنے عہد کو کیوں پورا نہ کیا لڑکے نے کہا (بادشاہ کے پاس رہ کر جو کچھ میں نے کھایا پیا اور خرچ کیا) ان تمام گذرے ہوئے مال و نعمات کو میرے لئے حلال کر دیجئے اور موجودہ مال و متاع جو کچھ میرے ساتھ ہے اُس میں سے نصف حاضر ہے۔ لڑکے نے تمام سامان کے دو حصّے کئے اور کہا اس میں سے جو حصہ آپ پسند کریں لے لیں۔ اُس شخص نے کہا تو نے انصاف سے کام نہیں لیا لڑکے نے پوچھا کیونکر؟ جواب دیا کہ عورت بھی تو اسی کمائی میں شامل ہے۔ میں اُس میں بھی شریک ہوں لڑکے نے کہا آپ نے سچ کہا اچھا تو تمام مال و زر آپ لے لیں اور عورت کو میرے لئے چھوڑ دیں اُس نے کہا نہیں میں تو عورت میں سے بھی اپنا حصہ چاہتا ہوں اُس وقت لڑکے نے آرہ منگایا اور اُس عورت کے سر پر رکھا کہ اُس کے دو ٹکڑے کر کے ایک حصہ اُس مرد کو دیدے تب اُس شخص نے کہا ہاں اب تم نے اپنا عہد پورا کر دکھایا۔ یہ عورت اور یہ تمام سامان زر و دولت سب کچھ تمہارا ہی ہے لیجاؤ مجھے کسی چیز کی ضرورت نہیں میں ایک فرشتہ ہوں خدا نے مجھے اس لئے بھیجا تھا کہ میں تم کو اُس عمل کا صلہ دوں جو تم نے اُس

مردہ کے ساتھ کیا تھا جو سر راہ پڑا ہوا تھا۔

بسند معتبر حضرت صادقؑ سے منقول ہے کہ بنی اسرائیل میں ایک عابد تھا جو امور دنیا میں کبھی مشغول نہ ہوتا تھا۔ ابلیس ملعون (کو اس سے سخت اذیت تھی اس) نے اپنی ناک سے سیٹی بجائی (جس کو سن کر) اس کا تمام لشکر اُس کے پاس حاضر ہوا اُس نے کہا تم میں کون ہے جو فلاں عابد کو گمراہ کرے۔ اُن میں ایک تیار ہوا اُس نے پوچھا کیونکر گمراہ کرے گا اُس نے کہا عورتوں کے ذریعہ سے۔ ابلیس بولا یہ ممکن نہیں وہ کبھی عورتوں کی طرف نہیں رجوع ہوا ہے اور نہ اُن کی لذت سے واقف ہے۔ دوسرے شیطان نے کہا میں جاتا ہوں اور شراب وغیرہ کے ذریعہ سے بہکاؤں گا۔ اس نے کہا تو بھی اس طرح اس کو فریب نہیں دے سکتا۔ تیسرے ملعون نے کہا میں جاتا ہوں ابلیس نے پوچھا تو کیا کرے گا اُس نے کہا میں عبادت و پارسائی ظاہر کر کے بہکاؤں گا اُس نے کہا تو کامیاب ہوگا۔ غرض وہ شیطان ایک مرد کی شکل میں اُس مکان میں آیا جہاں وہ عابد عبادت کیا کرتا تھا اور اُس کے برابر کھڑا ہو کر عبادت میں مشغول ہو گیا۔ عابد کبھی کبھی آرام بھی کرتا لیکن وہ کبھی نہ سوتا تھا نہ ایک لمحہ آرام کرتا تھا۔ یہ دیکھ کر عابد نے اس کی عبادت کے مقابلہ میں اپنی عبادت کو بہت حقیر سمجھا اور انکساری و خلوص کے ساتھ اُس کے پاس آیا اور پوچھا کہ کس سبب سے آپ کو اسقدر عبادت کی طاقت حاصل ہوگئی ہے۔ اُس ملعون نے کوئی جواب نہ دیا پھر عابد دوسری مرتبہ اُس کے پاس گیا اور التجا کی کہ وہ کچھ بات کرے اور پوچھا کہ کس عمل کے سبب سے آپ اس مرتبہ تک پہنچے ہیں۔ اُس نے کہا اے بندۂ خدا مجھ سے ایک گناہ ہو گیا تھا میں نے توبہ کی اور ہر وقت اُس گناہ کا خیال رکھتا ہوں اسی سبب سے نماز کی طاقت مجھ کو حاصل ہوتی رہتی ہے۔ عابد نے کہا بتایئے وہ کون گناہ تھا تاکہ میں بھی عمل میں لاؤں۔ اور توبہ کروں شاید آپ کے درجہ تک پہنچ جاؤں اور یہ طاقت جو آپ کو حاصل ہے مجھے بھی نماز کے لئے اتنی ہی قوت حاصل ہو جائے۔ اُس نے کہا فلاں شہر میں جا اور وہاں فلاں فاحشہ کے مکان میں داخل ہو اور دو درم اُس کو دے کر اُس کے ساتھ زنا کر۔ عابد نے کہا دو درم کہاں سے لاؤں میں جانتا بھی نہیں کہ دو درم کیا چیز ہے میں تو کبھی دنیا کی جانب متوجہ نہیں ہوا۔ شیطان نے اپنے قدموں کے نیچے سے دو درم نکال کر اُس کو دیئے۔ عابد اپنے لباس پارسائی میں شہر کی جانب متوجہ ہوا اور اُس فاحشہ کا مکان دریافت کیا۔ لوگوں نے سمجھا کہ وہ اُس فاحشہ کی ہدایت کے لئے آیا ہے اُس کا مکان بتا دیا۔ جب عابد اُس کے مکان میں داخل ہوا وہ دونوں درم اُس کے سامنے پھینکے اور کہا اُٹھ وہ عورت اٹھی اور اس کو کمرے میں لے گئی اور کہا اے شخص تو میرے پاس اس ہیئت میں آیا ہے کہ کوئی شخص اس

لباس تقویٰ و طہارت میں نہیں آتا مجھے اپنا حال بتا۔ کیا سبب ہے کہ تو اس فعل بد پر آمادہ ہوا ہے عابد نے اس سے تمام روئیداد بیان کی اُس عورت نے کہا اے بندۂ خدا گناہ کا ترک کرنا بہت آسان ہے توبہ کرنے سے۔ ایسا نہیں ہے کہ جو چاہے توبہ کرلے اور اس کو (ایسا بلند مرتبہ) میسر ہو جائے یقیناً وہ شخص شیطان ہے جو تیرے ورغلانے اور بہکانے کو آیا ہے۔ واپس جا اب تو اس کو وہاں نہ پائے گا۔ عابد یہ سُن کر واپس ہوا۔ وہ زن فاحشہ اُسی رات مر گئی۔ صبح کو لوگوں نے اس کے دروازہ پر لکھا ہوا دیکھا کہ شہر کے تمام لوگ اس کے جنازہ میں حاضر ہوں کیونکہ یہ عورت اہل بہشت سے ہے۔ لوگ شک و شبہ میں پڑ گئے اور تین روز تک اس کو دفن نہیں کیا اُس وقت خدا نے اُس زمانہ کے پیغمبر کو وحی فرمائی۔ راوی کہتا ہے کہ حضرت نے فرمایا وہ حضرت موسیٰؑ تھے (حکم خدا ہوا کہ) جاؤ فلاں فاحشہ کے جنازہ کی نماز پڑھواور لوگوں کو حکم دو کہ وہ بھی اس کی نماز میت پڑھیں کیونکہ میں نے اس کو بخش دیا اور بہشت اُس پر واجب قرار دیدی اس سبب سے کہ اُس نے میرے اُس بندہ کو میری نافرمانی سے باز رکھا۔

باب سینتیسواں ۳۷

بعض بادشاہان زمین کے حالات

خداوند تعالیٰ ارشاد فرماتا ہے۔ اَهُمْ خَيْرٌ اَمْ قَوْمُ تُبَّعٍ ۙ وَّالَّذِيْنَ مِنْ قَبْلِهِمْ ؕ اَهْلَكْنٰهُمْ ۡ اِنَّهُمْ كَانُوْا مُجْرِمِيْنَ ۔ آیا دنیاوی لحاظ سے کفار قریش بہتر ہیں یا قوم تبّع اور وہ لوگ جو اُن سے پہلے تھے۔ ہم نے ان کو ہلاک کیا کیونکہ وہ گناہگار تھے۔ اس میں اختلاف ہے کہ آیا تبّع ایمان لایا تھا یا اُس کی موت کفر پر واقع ہوئی۔ بعض کہتے ہیں کہ آیہ کریمہ سے مراد تبّع اور اس کی قوم کے لوگ ہیں جن کو خدا نے ہلاک کر دیا بعض کا قول ہے کہ تبّع ایمان لایا تھا اور اُس کی قوم کفر پر قائم رہی اور عذاب الٰہی سے ہلاک ہوئی۔ اور یہی قول زیادہ قوی ہے۔ چنانچہ۔

بسند معتبر حضرت صادقؑ سے منقول ہے کہ تبّع نے اوس و خزرج سے کہا کہ تم لوگ یہیں مدینہ میں ٹھہرو یہاں تک کہ پیغمبر آخر الزمانؐ کا ظہور ہو اگر میرے سامنے وہ حضرتؐ مبعوث ہوئے تو میں ضرور اُن کی خدمت میں رہ کر اُن کے دشمنوں پر خروج کروں گا۔ اور عامّہ نے حضرت رسولؐ

سے روایت کی ہے کہ حضرتؑ نے فرمایا کہ تبعّ کو گالی مت دو کیونکہ وہ مسلمان تھا۔ اور کعب الاحبار سے روایت ہے کہ وہ ایک مرد صالح تھا خدا نے اس کی قوم کی مذمت کی ہے اسکی مذمت نہیں کی ہے

بسند معتبر حضرت امام رضاؑ سے منقول ہے کہ اہل شام میں سے ایک شخص نے حضرت امیرالمومنینؑ سے دریافت کیا کہ تبع کو تبعّ کس سبب سے کہتے ہیں۔ فرمایا اس لئے کہ وہ جبکہ لڑکا تھا وہ بادشاہ وقت کا کاتب و منشی تھا جب وہ بادشاہ کا کوئی خط (وغیرہ) لکھتا تو سرنامہ پر لکھتا بِسْمِ اللّٰہِ الَّذِیْ خَلَقَ صُبْحًا وَّ رِیحًا۔ یعنی شروع کرتا اور برکت واستعانت چاہتا ہوں اُس خدا کے نام سے جس نے صبح کو اور ہوا کو پیدا کیا ہے۔ بادشاہ اس سے کہتا تھا کہ خط کی ابتدا بادشاہ رعد کے نام سے کیا کر لیکن وہ یہی کہتا کہ میں تو اپنے خدا کے نام سے ابتدا کروں گا اُس کے بعد جو مطلب لکھوانا چاہو لکھ دوں گا۔ اسی عمل کے صلہ میں خدا نے اس بادشاہ کی بادشاہی اِس کی طرف منتقل فرمادی اور لوگوں نے اس کی متابعت کی یا اُس کی پیروی کی۔ اسی سبب سے اسکو تبعّ کہنے لگے۔

حدیث حسن میں اسمٰعیل بن جابر سے منقول ہے وہ کہتے ہیں کہ میں مکّہ و مدینہ کے درمیان اپنے دوستوں کے ہمراہ ہم سفر تھا۔ انصار کے بارے میں گفتگو ہو رہی تھی۔ بعض کہتے تھے کہ مختلف قبیلوں کے لوگ آکر جمع ہو گئے ہیں بعض لوگ کہتے تھے کہ اہل یمن سے ہیں آخر ہم لوگ حضرت صادقؑ کی خدمت میں پہنچے۔ حضرت ایک درخت کے سایہ میں تشریف فرما تھے۔ ہم لوگ بھی بیٹھ گئے۔ حضرت نے ہمارے سوال کرنے سے پہلے باعجاز فرمایا کہ تبعّ عراق کی جانب سے آئے اور علما اور پیغمبروں کی اولاد سے لوگ ان کے ساتھ تھے اور اس وادی میں پہنچے جو قبیلہ ہُذَیل سے تعلق رکھتی تھی۔ چند قبیلوں کے آدمیوں نے اُن کے پاس آکر کہا تم اُن اہل شہر کی جانب جا رہے ہو جو مدتوں سے لوگوں کو بیوقوف بنائے ہوئے ہیں۔ اپنے شہر کا نام حرم رکھا ہے اور ایک مکان وہاں بنا کر اس کو اپنا پروردگار قرار دیا ہے۔ ان کی مراد شہر مکہ و خانہ کعبہ سے تھی۔ تبعّ نے کہا اگر ایسا ہے جیسا کہ تم بیان کرتے ہو تو میں ان کے مردوں کو قتل کروں گا۔ اُن کے لڑکوں کو قید کروں گا اور اُن کے گھر کو برباد کردوں گا (یہ کہتے ہی) اُن کی آنکھیں نکل پڑیں اور چہرے پر لٹک آئیں۔ پھر علماء اور پیغمبروں کی اولاد کو طلب کیا اور کہا کہ اس معاملہ میں غور و فکر کرو اور بتاؤ کہ یہ بلا کس سبب سے مجھ پر نازل ہوئی ان لوگوں نے کہا پہلے یہ بتاؤ کہ تم نے دل میں کیا قصد کیا تھا تبعّ نے کہا میں نے سوچا کہ جب مکّہ میں وارد ہوں گا وہاں کے مردوں کو مار ڈالوں گا اور ان کی اولاد کو قید کر لوں گا اور ان کا گھر (خانہ کعبہ) مٹا دوں گا۔ ان لوگوں نے (یہ سُنکر) کہا کہ تمہارے اس ارادہ کے سوا اس بلا کا سبب ہم کچھ اور نہیں سمجھ سکتے۔ پوچھا کیوں؟ لوگوں نے کہا کیونکہ وہ شہر حرمِ خدا ہے اور وُہ گھر خانۂ خدا ہے اور اس شہر کے رہنے والے ابراہیمؑ خلیل کی اولاد سے

مدینہ میں انصار کی آبادی کا تذکرہ۔

لباس تقوےٰ وطہارت میں نہیں آتا مجھے اپنا حال بتا۔ کیا سبب ہے کہ تو اس فعل بد پر آمادہ ہوا ہے عابد نے اس سے تمام روئیداد بیان کی اُس عورت نے کہا اے بندۂ خدا گناہ کا ترک کرنا بہت آسان ہے توبہ کرنے سے۔ ایسا نہیں ہے کہ جو چاہے توبہ کر لے اور اس کو (ایسا بلند مرتبہ) میسر ہو جائے یقیناً وہ شخص شیطان ہے جو تیرے ورغلانے اور بہکانے کو آیا ہے۔ واپس جا اب تو اس کو وہاں نہ پائے گا۔ عابد یہ سُن کر واپس ہوا۔ وہ زن فاحشہ اُسی رات مر گئی۔ صبح کو لوگوں نے اس کے دروازہ پر لکھا ہوا دیکھا کہ شہر کے تمام لوگ اس کے جنازہ میں حاضر ہوں کیونکہ یہ عورت اہل بہشت سے ہے۔ لوگ شک وشبہ میں پڑ گئے اور تین روز تک اس کو دفن نہیں کیا اُس وقت خدا نے اُس زمانہ کے پیغمبر کو وحی فرمائی۔ راوی کہتا ہے کہ حضرت نے فرمایا وہ حضرت موسیٰؑ تھے (حکم خدا ہوا کہ) جاؤ فلاں فاحشہ کے جنازہ کی نماز پڑھو اور لوگوں کو حکم دو کہ وہ بھی اس کی نماز میت پڑھیں کیونکہ میں نے اس کو بخش دیا اور بہشت اُس پر واجب قرار دیدی اس سبب سے کہ اُس نے میرے اُس بندہ کو میری نافرمانی سے باز رکھا۔

باب سینتیسواں ۳۷

بعض بادشاہان زمین کے حالات

خداوند تعالیٰ ارشاد فرماتا ہے۔ اَهُمْ خَيْرٌ اَمْ قَوْمُ تُبَّعٍ وَّالَّذِيْنَ مِنْ قَبْلِهِمْ اَهْلَكْنٰهُمْ اِنَّهُمْ كَانُوْا مُجْرِمِيْنَ ۔ آیا دنیاوی لحاظ سے کفار قریش بہتر ہیں یا قوم تبعؔ اور وہ لوگ جو اُن سے پہلے تھے۔ ہم نے ان کو ہلاک کیا کیونکہ وہ گناہگار تھے۔ اس میں اختلاف ہے کہ آیا تبعؔ ایمان لایا تھا یا اُس کی موت کفر پر واقع ہوئی۔ بعض کہتے ہیں کہ آیہ کریمہ سے مراد تبعؔ اور اس کی قوم کے لوگ ہیں جن کو خدا نے ہلاک کر دیا بعض کا قول ہے کہ تبعؔ ایمان لایا تھا اور اُس کی قوم کفر پر قائم رہی اور عذاب الٰہی سے ہلاک ہوئی۔ اور یہی قول زیادہ قوی ہے۔ چنانچہ۔

بسند معتبر حضرت صادقؑ سے منقول ہے کہ تبعؔ نے اوس وخزرج سے کہا کہ تم لوگ یہیں مدینہ میں ٹھہرو یہاں تک کہ پیغمبر آخر الزمانؐ کا ظہور ہو اگر میرے سامنے وہ حضرتؐ مبعوث ہوئے تو میں ضرور اُن کی خدمت میں رہ کر اُن کے دشمنوں پر خروج کروں گا۔ اور عائدؔ نے حضرت رسولؐ

سے روایت کی ہے کہ حضرتؑ نے فرمایا کہ تبعّ کو گالی مت دو کیونکہ وہ مسلمان تھا۔ اور کعب الاحبار سے روایت ہے کہ وہ ایک مرد صالح تھا خدا نے اس کی قوم کی مذمت کی ہے اسکی مذمت نہیں کی ہے

بسند معتبر حضرت امام رضاؑ سے منقول ہے کہ اہل شام میں سے ایک شخص نے حضرت امیرالمومنینؑ سے دریافت کیا کہ تبع کو تبعّ کس سبب سے کہتے ہیں۔ فرمایا اس لئے کہ وہ جبکہ لڑکا تھا وہ بادشاہ وقت کا کاتب و منشی تھا جب وہ بادشاہ کا کوئی خط (وغیرہ) لکھتا تو سر نامہ پر لکھتا بِسْمِ اللّٰہِ الَّذِیْ خَلَقَ صُبْحًا وَّ رِیحًا۔ یعنی شروع کرتا اور برکت و استعانت چاہتا ہوں اُس خدا کے نام سے جس نے صبح کو اور ہوا کو پیدا کیا ہے۔ بادشاہ اس سے کہتا تھا کہ خط کی ابتدا بادشاہ رعد کے نام سے کیا کر لیکن وہ یہی کہتا کہ میں تو اپنے خدا کے نام سے ابتدا کروں گا اُس کے بعد جو مطلب لکھوانا چاہو لکھ دوں گا۔ اسی عمل کے صلہ میں خدا نے اس بادشاہ کی بادشاہی اس کی طرف منتقل فرمادی اور لوگوں نے اس کی متابعت کی یا اُس کی پیروی کی۔ اسی سبب سے اسکو تبعّ کہنے لگے۔

حدیث حسن میں اسمٰعیل بن جابر سے منقول ہے وہ کہتے ہیں کہ میں مکّہ و مدینہ کے درمیان اپنے دوستوں کے ہمراہ ہم سفر تھا۔ انصار کے بارے میں گفتگو ہو رہی تھی۔ بعض کہتے تھے کہ مختلف قبیلوں کے لوگ آکر جمع ہو گئے ہیں بعض لوگ کہتے تھے کہ اہل یمن سے ہیں آخر ہم لوگ حضرت صادقؑ کی خدمت میں پہنچے۔ حضرت ایک درخت کے سایہ میں تشریف فرما تھے۔ ہم لوگ بھی بیٹھ گئے۔ حضرت نے ہمارے سوال کرنے سے پہلے باعجاز فرمایا کہ تبعّ عراق کی جانب سے آئے اور علما اور پیغمبروں کی اولاد سے لوگ ان کے ساتھ تھے اور اس وادی میں پہنچے جو قبیلہ ہُذیل سے تعلق رکھتی تھی۔ چند قبیلوں کے آدمیوں نے اُن کے پاس آکر کہا تم اُن اہل شہر کی جانب جا رہے ہو جو مدتوں سے لوگوں کو بیوقوف بنائے ہوئے ہیں۔ اپنے شہر کا نام حرم رکھا ہے اور ایک مکان وہاں بنا کر اس کو اپنا پروردگار قرار دیا ہے۔ ان کی مراد شہر مکہ و خانہ کعبہ سے تھی۔ تبعّ نے کہا اگر ایسا ہے جیسا کہ تم بیان کرتے ہو تو میں ان کے مردوں کو قتل کروں گا۔ اُن کے لڑکوں کو قید کروں گا اور اُن کے گھر کو برباد کر دوں گا (یہ کہتے ہی) اُن کی آنکھیں نکل پڑیں اور چہرے پر لٹک آئیں۔ پھر علماء اور پیغمبروں کی اولاد کو طلب کیا اور کہا کہ اس معاملہ میں غور و فکر کرو اور بتاؤ کہ یہ بلا کس سبب سے مجھ پر نازل ہوئی ان لوگوں نے کہا پہلے یہ بتاؤ کہ تم نے دل میں کیا قصد کیا تھا تبعّ نے کہا میں نے سوچا کہ جب مکّہ میں وارد ہوں گا وہاں کے مردوں کو مار ڈالوں گا اور ان کی اولاد کو قید کروں گا اور ان کا گھر (خانہ کعبہ) مٹا دوں گا۔ ان لوگوں نے (یہ سُنکر) کہا کہ تمہارے اس ارادہ کے سوا اس بلا کا سبب ہم کچھ اور نہیں سمجھ سکتے۔ پوچھا کیوں؟ لوگوں نے کہا کیونکہ وہ شہر حرمِ خدا ہے اور وہ گھر خانۂ خدا ہے اور اس شہر کے رہنے والے ابراہیمؑ خلیل کی اولاد سے

مدینہ میں انصار کی آبادی کی تاریخ۔

ہیں تبعؑ نے کہا سچ کہتے ہو اب بتاؤ کیا کروں کہ اس گناہ کی تلافی ہو اور یہ مصیبت مجھ سے زائل ہو اُن لوگوں نے کہا اب اُس ارادہ کے خلاف نیّت کرو۔ شاید یہ بلا دفع ہو جائے یعنی ان لوگوں کا مطلب یہ تھا کہ کعبہ اور مکہ کی تعظیم اور وہاں کے باشندوں کے ساتھ احسان کا ارادہ کرو۔ (اس نیّت و ارادہ کے ساتھ ہی) اُن کی آنکھیں اپنی جگہ پر واپس آ گئیں۔ پھر اُس جماعت کو طلب کیا جس نے خانہ کعبہ کے برباد کرنے پر ان کو اُبھارا تھا اور اُن سب کو قتل کرا دیا۔ پھر مکہ میں آئے اور کعبہ پر غلاف چڑھایا اور تیس روز تک اہل شہر کی دعوت کی۔ ہر روز سَو اونٹ ذبح کئے جاتے تھے اور بڑے بڑے پیالے گوشت سے بھر بھر کے پہاڑوں پر درندوں تک کیلئے رکھوا دیئے جاتے تھے اور دانہ و گھاس میدانوں اور صحراؤں میں چوپایوں کے لئے ڈلوا دیتے تھے۔ پھر مکہ سے مدینہ میں آئے اور اہل یمن کے ایک گروہ کو وہاں آباد کیا جو قبیلہ غسان سے تھے تاکہ وہ پیغمبر آخرالزمانؐ کے مبعوث ہونے کا انتظار کریں۔ انصار اُنہی کی اولاد ہیں۔ اور دوسری روایت میں ہے کہ کعبہ پہ لباس قطع کر کے چڑھایا اور اس کو خوشبو سے معطر کیا۔

دوسری روایت میں ہے کہ تبع بن حسان جب مدینہ میں آئے تین سو پچاس یہودیوں کو قتل کیا اور چاہا کہ مدینہ کو برباد کریں تو ایک یہودی نے جس کی عمر ڈھائی سو برس کی تھی کہا اے بادشاہ تیرے ایسا (ظالم کوئی) نہ ہوگا کہ امور باطل کو قبول کرتا ہے اور غضب میں لوگوں کو قتل کرتا ہے تو اس شہر کو برباد نہیں کر سکتا۔ تبع نے پوچھا کیوں نہیں کر سکتا۔ یہودی نے کہا اس لئے کہ اولاد اسمٰعیل میں سے ایک پیغمبر ہوگا جو ہجرت کر کے اس شہر میں آئے گا۔ یہ سُنکر وہ لوگوں کے قتل سے باز آئے اور مکہ میں آئے اور کعبہ کو لباس پہنایا اور لوگوں کو کھانے کھلائے اور چند اشعار پڑھے جس کا مضمون یہ ہے۔ میں گواہی دیتا ہوں احمدؐ کے لئے کہ وہ اُس خدا کی جانب سے پیغمبر ہیں جو خلق کا پیدا کرنے والا ہے اگر میں ان کے زمانہ تک باقی رہا تو ان کا وزیر ہو کر اُن کی مدد کروں گا۔

ابن شہر آشوب علیہ الرحمہ نے روایت کی ہے۔ تبعؑ اُن پانچ بادشاہوں میں سے ایک ہیں جو تمام روئے زمین کے مالک ہوئے اور زمین کے ہر حصّہ پر پہنچے اور ہر شہر سے دس عقلمندوں اور عالموں کو ہمراہ لیا۔ جب مکہ میں آئے وہاں کے لوگوں نے تبع کی تعظیم نہ کی ان کو اُن پر غصہ آیا۔ اُس کا وزیر عیار ریسا نامی تھا اُس سے مشورہ کیا اُس نے کہا کہ یہ لوگ جاہل ہیں اور خانہ کعبہ پر ان کو گھمنڈ ہے یہ سُن کر بادشاہ نے اپنے دل میں کعبہ کو ڈھا دینے اور اہل مکہ کو قتل کرنے کا ارادہ کیا خدا نے ایک قسم کا درد اُن کے سر و دماغ میں پیدا کر دیا جس سے اُن کی آنکھوں، کانوں اور ناک سے آب گندہ جاری ہونے لگا جس کے علاج

سے اطبا عاجز رہے اور کہا یہ آسمانی بلا ہے اس کا علاج نہیں کر سکتے یہ کہہ کر وہ لوگ رخصت ہوئے رات کے وقت ایک عالم ان کے وزیر کے پاس آیا اور آہستہ سے کہا کہ اگر بادشاہ سچ سچ بیان کر دے کہ اُس نے دل میں کیا ارادہ کیا ہے تو میں اس کا علاج کروں۔ وزیر نے (یہ بات بادشاہ سے بیان کی اور اس سے) اجازت لے کر عالم کو تنہائی میں بادشاہ کے پاس طلب کیا۔ عالم نے بادشاہ سے کہا کیا آپ نے کعبہ کے بارے میں کوئی بُرا ارادہ کیا ہے۔ بادشاہ نے کہا ہاں میں نے قصد کیا ہے کہ کعبہ کو مسمار اور اہل مکہ کو ہلاک کر دوں گا عالم نے کہا اس ارادہ سے توبہ کیجئے تاکہ دنیا و آخرت کی بھلائی آپ کو حاصل ہو۔ تبعؑ نے کہا میں نے توبہ کی اور اس ارادہ سے باز آیا تو اُسی وقت اُس بلا سے نجات پائی اور خدا اور ابراہیمؑ خلیل پر ایمان لایا۔ پھر کعبہ پر سات پارچے لباس کے چڑھائے اور وہاں سے مدینہ کی طرف آئے۔ مدینہ ایسی زمین پر واقع ہے جہاں ایک چشمہ تھا جب اُس مقام پر پہنچے ان چار ہزار عالموں میں سے چار سو علماء بادشاہ کی خدمت میں آئے اور عرض کی کہ ہم اپنے شہروں سے نکلے۔ مدتوں آپ کے ساتھ گھومتے رہے یہاں تک کہ اس مقام پر پہنچے ہم چاہتے ہیں کہ اب آپ ہم کو اسی مقام پر آباد ہونے کی اجازت دے دیجئے۔ وزیر نے ان لوگوں سے پوچھا اس میں کیا مصلحت ہے کہ آپ لوگوں نے یہاں آباد ہونے کا ارادہ کیا ہے۔ ان عالموں نے کہا اے وزیر خانۂ کعبہ کا شرف محمد صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کے سبب سے ہے جو صاحب قرآن و قبلہ ہیں اور علم و منبر والے ہیں۔ ان کی ولادت مکہ میں ہوگی اور وہ وہاں سے ہجرت کر کے اس مقام پر آئیں گے آرزو ہے کہ ہم یا ہماری اولادیں اُن کی خدمت کا شرف حاصل کریں۔ تبع نے ان کی یہ خواہش معلوم کی تو خود بھی ایک سال تک اُن کے ساتھ قیام کا ارادہ کیا کہ شاید حضرت صلعم کی خدمت کی سعادت حاصل ہو جائے اور وہاں اُن چار سو عالموں کے لئے چار سو مکانات تعمیر کرائے اور ہر ایک کے ساتھ اپنی آزاد کردہ کنیزوں کی تزویج کی اور ہر ایک کو مال و سامان عطا فرمایا اور ایک خط حضرت رسالتمآبؐ کی خدمت میں لکھا جس میں اپنے ایمان و اسلام کا ذکر کیا اور التجا کی کہ خدا سے میری شفاعت فرمائیں گے۔ اُس خط کا عنوان اس طرح قرار دیا کہ یہ نامہ ہے تبع اول کا محمد بن عبداللہ کی طرف جو خاتم المرسلینؐ ہیں۔ تمام عالموں کے پروردگار اور رسولؐ ہیں۔ اس خط کو اُسی عالم کو دیدیا جس نے اس کو نصیحت کی تھی (اور کعبہ و اہل مکہ کی بربادی سے باز رکھا تھا) پھر مدینہ سے روانہ ہو کر بلاد ہند کی جانب متوجہ ہوئے اور شہر غلسان میں رحلت کی۔ ان کی وفات کی تاریخ سے حضرت ختمی مرتبتؐ کی ولادت تک ہزار سال کی مدت گذری۔ غرض جب آنحضرتؐ مبعوث ہوئے اور اکثر اہلِ مدینہ ایمان

لائے تو انہوں نے تبع کا خط ابولیلیٰ کو دے کر خدمت میں بھیجا۔ جس وقت وہ خط لے کر حضرت کے پاس پہنچے حضرت بنی سلیم کے قبیلہ کے ساتھ تھے۔ جب حضرت کی نظر مبارک اُن پر پڑی فرمایا تمہیں ابولیلیٰ ہو۔ عرض کی ہاں فرمایا کہ تبع اول کا خط لائے ہو۔ عرض کی ہاں یا رسول اللہ اور ابولیلیٰ کو (حضرت کے اس کلام سے) بہت حیرت ہوئی۔ حضرت نے وہ خط لے کر امیرالمومنینؑ کو پڑھنے کے لئے دیا۔ آپ نے پڑھ کر سُنایا۔ حضرت نے تین مرتبہ فرمایا۔ مرحبا اے میرے برادر صالح اور ابولیلیٰ سے فرمایا کہ مدینہ واپس جاؤ) تبع کے اور تمام حالات جاہلیت کے زمانہ کے بعض لوگوں کے احوال کے ساتھ حضرت رسالت پناہؐ کے تذکرہ میں انشاءاللہ بیان کئے جائیں گے۔ مؤلف)

بسند معتبر حضرت امام محمد باقرؑ سے منقول ہے کہ حضرت سلمان فارسیؓ نے بیان کیا ہے کہ فارس کے بادشاہوں میں ایک بادشاہ تھا جس کو روزین کہتے تھے وہ بہت جبار، دشمن حق اور ظالم تھا۔ جب اُس نے اپنی حکومت کے سبب بہت بہت ظلم و ستم کیا تو خدا نے اس کو درد سر میں مبتلا کیا جو سر کے داہنے حصّہ میں پیدا ہوا اور اس قدر شدید و سخت ہوا کہ اس کا کھانا پینا دشوار رہو گیا وہ نہایت بیچین و بیقرار ہوا۔ اپنے وزیروں سے اپنی تکلیف بیان کی اور علاج ہوتا رہا کسی دوا سے فائدہ نہیں ہوا یہاں تک کہ وہ نا اُمید ہو گیا۔ اُس وقت خدا نے ایک پیغمبر کو مبعوث فرمایا اور ان کو وحی کی کہ میرے بندۂ جابر و ظالم روزین کے پاس طبیب کی صورت میں جاؤ۔ پہلے اس کی تعظیم و تکریم کرنا اور نرمی و محبت سے اُس کو اطمینان دلانا کہ شفا سے نا امید نہ ہو بغیر کسی دوا و علاج کے تم کو صحت ہو سکتی ہے۔ جب وہ تمہاری طرف ملتفت و متوجہ ہو جائے اور تمہاری بات مان لے تو کہنا کہ تمہارے اس درد کی دوا شیرخوار بچّہ کا خون ہے جس کے ماں باپ بلا جبر و تشدد خوشی سے اُس کو مرجانے اور اس کے خون دینے پر راضی ہوں۔ اُس کا تین قطرہ ناک کے داہنے سوراخ میں ڈالنے سے فوراً درد زائل ہو جائے گا۔ پیغمبر نے خدا کے حکم کے بموجب عمل کیا اور بادشاہ کو وہ دوا بتلائی۔ بادشاہ نے کہا مجھے امید نہیں کہ دنیا میں کوئی اپنی خوشی سے اس پر راضی ہوگا۔ پیغمبر نے کہا اگر کافی مال و دولت خرچ کرو گے تو ضرور کامیابی ہوگی۔ بادشاہ نے ہر طرف ایسے والدین کی تلاش میں آدمی بھیجے۔ بہت تلاش و جستجو کے بعد ایک نوزائیدہ بچّہ ملا جس کے والدین بہت پریشان حال اور غریب و محتاج تھے اور مال و دولت کی لالچ میں تیار ہو گئے کہ لڑکے کو مار کر اُس کا خون دے دیں۔ جب اس کو بادشاہ کے پاس لائے بادشاہ نے ایک چاندی کا طشت اور چھری منگائی۔ بچہ کی ماں سے کہا بچہ کو گود میں مضبوطی سے لئے رہے اور اس کے باپ سے کہا کہ اس کو ذبح کرے۔ جب اس کے والدین آمادہ ہوئے تو خدا نے اُس بچہ کو قوت گویائی عطا کی اُس نے کہا اے بادشاہ میرے ماں باپ کو میرے قتل سے روک دے۔ یہ میرے لئے بُرے والدین ہیں اے

لائے توانہوں نے تبع کا خط ابولیلیٰ کو دے کر خدمت میں بھیجا۔ جس وقت وہ خط لے کر حضرت کے پاس پہنچے حضرت بنی سلیم کے قبیلہ کے ساتھ تھے۔ جب حضرت کی نظر مبارک اُن پر پڑی فرمایا تمہیں ابولیلیٰ ہو۔ عرض کی ہاں فرمایا کہ تبع اول کا خط لائے ہو۔ عرض کی ہاں یا رسول اللہ اور ابولیلیٰ کو (حضرت کے اس کلام سے) بہت حیرت ہوئی۔ حضرت نے وہ خط لے کر امیرالمومنینؑ کو پڑھنے کے لئے دیا۔ آپ نے پڑھ کر سنایا۔ حضرت نے تین مرتبہ فرمایا۔ مرحبا اے میرے برادر صالح اور ابولیلیٰ سے فرمایا کہ مدینہ واپس جاؤ) تبعؑ کے اور تمام حالات جاہلیت کے زمانہ کے بعض لوگوں کے احوال کے ساتھ حضرت رسالت پناہؐ کے تذکرہ میں انشاءاللہ بیان کئے جائیں گے۔ مؤلف)

بسند معتبر حضرت امام محمد باقرؑ سے منقول ہے کہ حضرت سلمان فارسیؓ نے بیان کیا ہے کہ فارس کے بادشاہوں میں ایک بادشاہ تھا جس کو روزین کہتے تھے وہ بہت جبار دشمن حق اور ظالم تھا۔ جب اُس نے اپنی حکومت کے سبب بہت بہت ظلم وستم کیا تو خدا نے اس کو درد سر میں مبتلا کیا جو سر کے داہنے حصّہ میں پیدا ہوا اور اس قدر شدید وسخت ہوا کہ اس کا کھانا پینا دشوار ہو گیا وہ نہایت بیچین و بیقرار ہوا۔ اپنے وزیروں سے اپنی تکلیف بیان کی اور علاج ہوتا رہا کسی دوا سے فائدہ نہیں ہوا یہاں تک کہ وہ ناامید ہو گیا۔ اُس وقت خدا نے ایک پیغمبر کو مبعوث فرمایا اور ان کو وحی کی کہ میرے بندۂ جابر و ظالم روزین کے پاس طبیب کی صورت میں جاؤ۔ پہلے اس کی تعظیم و تکریم کرنا اور نرمی و محبت سے اُس کو اطمینان دلانا کہ شفا سے ناامید نہ ہو بغیر کسی دوا و علاج کے تم کو صحت ہوسکتی ہے۔ جب وہ تمہاری طرف ملتفت و متوجہ ہو جائے اور تمہاری بات مان لے تو کہنا کہ تمہارے اس درد کی دوا شیر خوار بچّہ کا خون ہے جس کے ماں باپ بلا جبر و تشدد خوشی سے اُس کو مرجانے اور اس کے خون دینے پر راضی ہوں۔ اُس کا تین قطرہ ناک کے داہنے سوراخ میں ڈالنے سے فوراً درد زائل ہو جائے گا۔ پیغمبر نے خدا کے حکم کے بموجب عمل کیا اور بادشاہ کو وہ دوا بتلائی۔ بادشاہ نے کہا مجھے امید نہیں کہ دنیا میں کوئی اپنی خوشی سے اس پر راضی ہوگا۔ پیغمبر نے کہا اگر کافی مال و دولت خرچ کروگے تو ضرور کامیابی ہوگی۔ بادشاہ نے ہر طرف ایسے والدین کی تلاش میں آدمی بھیجے۔ بہت تلاش و جستجو کے بعد ایک نوزائیدہ بچّہ ملا جس کے والدین بہت پریشان حال اور غریب و محتاج تھے اور مال و دولت کی لالچ میں تیار ہو گئے کہ لڑکے کو مار کر اُس کا خون دے دیں۔ جب اس کو بادشاہ کے پاس لائے بادشاہ نے ایک چاندی کا طشت اور چھری منگائی۔ بچہ کی ماں سے کہا بچہ کو گود میں مضبوطی سے لئے رہے اور اس کے باپ سے کہا کہ اس کو ذبح کرے۔ جب اس کے والدین آمادہ ہوئے تو خدا نے اُس بچہ کو قوت گویائی عطا کی اُس نے کہا اے بادشاہ میرے ماں باپ کو میرے قتل سے روک دے۔ یہ میرے لئے برے والدین ہیں اے

بادشاہ کمزور بچہ پر جب کوئی دوسرا ظلم کرتا ہے تو وہ اُس کو بچاتے ہیں اور یہ خود مجھ پر ستم کر رہے ہیں۔ لہٰذا میرے ظلم پر ان کی ہرگز مذمت کر یہ سُنتے ہی بادشاہ کے دل میں سخت خوف پیدا ہُوا اور اسی وقت اُس کا درد زائل ہو گیا اور اس کو نیند آ گئی۔ خواب میں دیکھا کہ کوئی کہتا ہے۔ کہ خداوند بزرگ نے اُس بچہ کو اس لئے گویا کر دیا اور وہ تجھ کو اور اپنے والدین کو اپنے قتل سے مانع ہوا اور تجھ کو اس لئے دردِ شقیقہ میں مبتلا کیا تاکہ تو نصیحت حاصل کرے اور ظلم و ستم ترک کر کے اپنی رعایا پر مہربانی کیا کرے۔ بادشاہ یہ خواب دیکھ کر بیدار ہوا اور سمجھا کہ یہ تمام امور خدا کی جانب سے تھے اور آئندہ اپنی حالت تبدیل کر دی اور باقی تمام زندگی عدل و انصاف میں بسر کی۔

ابن بابویہ نے اپنی سند سے ابو رافع سے روایت کی ہے کہ جبرئیل علیہ السّلام خدا کی جانب سے ایک کتاب حضرت سرورِ کائناتؐ کے پاس لائے جس میں تمام گذشتہ پیغمبروں اور بادشاہوں کے حالات درج تھے پیغمبرؐ خدا نے اُن احوال کو مجمل طور سے بیان فرمایا (مولف فرماتے ہیں کہ) ابن بابویہ نے (اس) حدیث کو مختصر طور پر ذکر کیا ہے اور جو کچھ انہوں نے بیان کیا ہے اُن میں سے ہم نے کچھ سابقہ ابواب میں لکھا ہے باقی حالات یہاں ذکر کرتے ہیں، وہ فرماتے ہیں کہ جب شیخ بن شجان بادشاہ ہُوا جس کو کیس کہتے تھے۔ اُس نے دو سَو چھیاسٹھ سال حکومت کی۔ اس کی بادشاہی کے اکیاون سال گذرے تھے کہ حضرت عیسٰےؑ مبعوث ہُوئے۔ جب حضرت عیسٰیؑ آسمان پر اُٹھا لئے گئے۔ شمعون بن حمون صفا اُن کے خلیفہ ہوئے۔ شمعونؑ کے بعد حضرت یحییٰؑ بن زکریا پیغمبری پر مبعوث ہوئے اس وقت اردشیر ابن اشکان بادشاہ ہوا اُس نے چودہ سال دو مہینے بادشاہی کی اُس کی حکومت کے آٹھویں سال یہودیوں نے حضرت یحییٰؑ کو شہید کیا۔ یحییٰؑ نے شمعونؑ کے فرزند کو اپنا وصی بنایا۔ اردشیر کے بعد اُس کا لڑکا شاپور بادشاہ ہوا اور تیس برس بادشاہ رہا آخر مار ڈالا گیا۔ اُس زمانہ میں علوم الٰہی کے خزینہ دار اور احکام خداوندی کے پیغامبر یعقوبؑ کی اولاد میں سے شمعون کے بیٹے تھے۔ حضرت عیسٰیؑ کے حواریین ان کے ہمراہ تھے اس وقت بخت نصّر بادشاہ ہُوا۔ اُس نے ایکسو ستاسی سال بادشاہی کی اور اسّی ہزار آدمیوں کو حضرت یحییٰؑ کے قصاص میں قتل کیا اور اُسی نے بیت المقدس کو خراب کیا۔ یہودی اس کے زمانہ میں مختلف شہروں میں پراگندہ و متفرق ہوئے۔ جب اُس کی سلطنت کو سینتالیس سال گذر گئے خدا نے اُن شہروں کے باشندوں پر حضرت عُزیر کو مبعوث فرمایا جو موت کے خوف سے اپنے شہروں سے بھاگ گئے تھے۔ خدا نے انہیں میں عُزیر کو بھی شامل کر دیا (یعنی اُن کی بھی وفات ہو گئی) پھر

سو سال کے بعد ان کو اور ان تمام آدمیوں کو جو ایک لاکھ تھے زندہ کیا۔ پھر وہ بخت نصر کے ہاتھوں مارے گئے۔ بخت نصر کے بعد اس کا لڑکا مہرویہ بادشاہ ہوا اور سولہ سال چھبیس روز بادشاہی کی۔ اُس نے حضرت دانیالؑ پیغمبر کو کنوئیں میں قید کیا اور گڑھے کھود کر ان کے اصحاب کو ان میں ڈالا اور جلا دیا۔ یہی اصحاب اخدود ہیں جن کا ذکر قرآن میں خداوند عالم نے فرمایا ہے پھر خدا نے حضرت دانیالؑ کی رُوح قبض کرنا چاہا تو ان کو حکم دیا کہ وہ اپنے فرزند ملیخاؑ کو حکمت و علوم الٰہی (جو ان کو دیئے گئے تھے) سپرد کریں اور ان کو اپنا خلیفہ قرار دیں اُس وقت ہرمز بادشاہ تھا اُس نے تینتیس سال تین مہینے چار روز بادشاہی کی۔ اس کے بعد بہرام نے چھبیس سال بادشاہی کی۔ اس وقت حافظ دین و شریعت خدا ملیخاؑ تھے۔ ان کے اصحاب مومنین اور تصدیق کرنے والوں میں سے تھے۔ لیکن اپنا ایمان ظاہر نہیں کر سکتے تھے اور اس بات پر قادر نہ تھے کہ سخن حق علانیہ کہہ سکیں۔ بہرام کے بعد اُس کے لڑکے نے سات برس تک بادشاہی کی اس کے بعد سلسلہ نبوت منقطع ہوگیا اور زمانۂ فترت شروع ہوا اور ولی امر امامت و وصایت ملیخاؑ ہی تھے اور اُن کے اصحاب ان کے ساتھ تھے۔ جب ان کی وفات کا زمانہ آیا خدا نے وحی فرمائی کہ نور و حکمت خدا کو انشوؑ کے سپرد کریں اور ان کو اپنا وصی بنائیں اور اس کے بعد انشوؑ کے اولاد میں یکے بعد دیگرے جس کو خدا چاہتا وہ وصی و پیشوا ہوتا رہا بہرام کے بعد ہرمز کا بیٹا شاپور بادشاہ ہوا اُس نے بانوے سال بادشاہی کی۔ وہ پہلا بادشاہ ہے جس نے تاج بنایا اور سر پہ رکھا۔ اُس زمانہ میں بھی وصی انشوؑ تھے۔ شاپور کے بعد اُس کا بھائی اردشیر نے دو سال تک بادشاہی کی۔ اسی زمانہ میں خدا نے اصحاب کہف و رقیم کو زندہ کیا۔ اس زمانہ میں خلیفہ خدا وسیحاؑ پسر انشوؑ تھے۔ اردشیر کے بعد شاپور اُس کا فرزند بادشاہ ہوا اور پچاس سال تک حکومت کرتا رہا۔ اُس کے زمانہ میں بھی وسیحاؑ پیشوائے خلق تھے۔ شاپور کے بعد اس کا لڑکا یزدجرد بادشاہ ہوا۔ اُس نے اکیس برس پانچ مہینے انیس روز سلطنت کی۔ اس کے زمانہ میں بھی وسیحاؑ خلیفہ خدا تھے۔ جب خدا نے چاہا کہ وسیحاؑ کو اپنے جوارِ رحمت میں جگہ دے ان کو خواب میں وحی فرمائی کہ نور و علم خدا اور احکام و حکمتیں اپنے فرزند نسطورسؑ کو سپرد کریں۔ یزدجرد کے بعد بہرام نے چھبیس سال اٹھارہ روز بادشاہی کی۔ اُس وقت بھی نسطورسؑ ہی حجت خدا تھے۔ بہرام کے بعد یزدجرد کے لڑکے فیروز کو بادشاہی ملی۔ وہ ستر سال تک بادشاہ رہا۔ اُس کے زمانہ میں بھی نسطورسؑ ہی خلیفۂ خدا رہے۔ اُس زمانہ کے مومنین بھی اُنہی کے ساتھ تھے۔ جب خدا نے چاہا کہ نسطورسؑ کو اپنے جوارِ رحمت میں طلب کرے اُن کو خواب میں وحی کی کہ مرعیداؑ کو اپنا وصی قرار دیں اور علوم و حکمت ان کے

سپرد کریں۔ پھر فیروز کے بعد اس کے لڑکے فلاس نے چالیس[40] سال حکومت کی اُس کے زمانہ میں بھی خلیفۂ خدا مرعیڈا تھے۔ اس کے بعد اُس کے بھائی قباد نے تینتالیس[43] سال بادشاہی کی اس کے بعد اُس کے بھائی جاماسف نے چھیاسٹھ[66] یا چھیالیس[46] سال بادشاہی کی۔ اُس وقت بھی خلیفہ خدا مرعیڈا ہی تھے۔ جاماسف کے بعد کسریٰ فرزند قباد بادشاہ ہوا اور چھیالیس سال آٹھ مہینے بادشاہ رہا اُس کے زمانہ میں بھی حافظ دین و شریعت مرعیڈا تھے جب خدا نے ان کو جوارِ قدس میں طلب کرنا چاہا خواب میں ان کو وحی کی کہ نور و حکمتِ الٰہی بحیرا راہب کو سپرد کریں اور ان کو اپنا خلیفہ بنائیں۔ کسریٰ کے بعد اُس کا بیٹا ہرمز بادشاہ ہوا اس کی سلطنت کی مدت اڑتیس[38] سال ہے۔ اُس کے زمانہ میں بھی دین خدا کے محافظ بحیرا تھے۔ ان پر ایمان رکھنے والے اور ان کی تصدیق کرنے والے مومنین بھی تھے۔ ہرمز کے بعد کسریٰ پرویز بادشاہ ہوا۔ اس وقت بھی خلیفۂ خدا بحیرا ہی تھے۔ یہاں تک کہ جب حجتہائے خدا کی غیبت کی مدت طویل ہوئی اور وحی الٰہی منقطع ہوئی اور لوگوں نے خدا کی نعمتوں کی ناقدری کی اور حقیر سمجھا تو غضب خدا کے سزاوار ہوئے۔ دین کو کمزور کر دیا۔ نماز کو ترک کیا۔ اور قیامت نزدیک آگئی۔ مذہب پارہ پارہ ہو گیا اُس وقت لوگ جہالت و تاریکی اور حیرت میں مبتلا ہوگئے۔ مختلف دین اختیار کیا حق مشتبہ ہو گیا۔ حالات پراگندہ ہوئے اور پیغمبروں کو گذرے ہوئے مدتیں گذر گئیں۔ کچھ لوگ تو اپنے پیغمبر کے دین پر باقی رہے اور بہتوں نے کفران نعمت کی۔ خدا کی اطاعت کے بدلے ظلم و سرکشی اختیار کی اُس وقت خدا نے پیغمبری اور اپنی رسالت کے لئے شجرہ مشرفہ طیبہ سے اُس کو چُنا جس کو اپنے علم سابق میں تمام قبیلوں پر اختیار کیا تھا اور اس سلسلہ کو پاک ہستیوں کا مقام اور اپنے برگزیدہ نفوس کا معدن قرار دیا۔ یعنی محمد مصطفےٰ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کو اپنی پیغمبری کے لئے مخصوص فرمایا اور آنحضرت کو اپنی رسالت کے واسطے چنا اور ان کے دین کے ذریعہ سے حق کو ظاہر فرمایا تاکہ وہ اس کے بندوں کے درمیان حق کے ساتھ حکم کریں اور اُس کے دشمنوں سے جہاد کریں اور تمام گذشتہ پیغمبروں اور ان کے اوصیا کے علوم آنحضرت کو ودیعت فرمائے۔ مزید برآں زبان عربی (فصیح) میں ان کو قرآن عطا فرمایا جس میں کسی طرف سے باطل کا گذر نہیں اور اُس میں خبرہائے گذشتہ و آئندہ بیان فرمایا۔

[97] ابن بابویہ علیہ الرحمہ نے ابراہیم طوسی سے روایت کی ہے کہ انہوں نے اپنی ستانوے سال کی عمر میں یحییٰ بن منصور کے مکان میں بیان کیا کہ میں نے ہندوستان کے ایک شہر میں جس کو صوح کہتے ہیں وہاں کے بادشاہ سرباتک سے ملاقات کی۔ اُس سے پوچھا کہ تمہاری عمر

کس قدر ہوگی۔ اُس نے کہا نوسو پچیس [۹۲۵] سال کی۔ وہ مسلمان تھا۔ اس نے بیان کیا کہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم نے اپنے اصحاب میں سے دس اشخاص حذیفہ بن الیمان۔ عمر عاص۔ اسامہ بن زید۔ ابو موسیٰ اشعری۔ صہیب رومی اور سفینہ وغیرہ کو میرے پاس بھیجا۔ ان لوگوں نے مجھ کو اسلام کی دعوت دی۔ میں نے قبول کیا اور مسلمان ہوگیا۔ حضرت نے ایک خط بھی بھیجا تھا۔ میں نے اُس خط کو بوسہ دیا۔ (ابراہیم طوسی کہتے ہیں کہ) میں نے اُس سے پوچھا کہ اس ضعف و پیری کی حالت میں تم نماز کیونکر پڑھتے ہو۔ اُس نے کہا۔ اَلَّذِیْنَ یَذْکُرُوْنَ اللّٰہَ قِیَامًا وَّ قُعُوْدًا وَّعَلٰی جُنُوْبِهِمْ۔ (وہ لوگ جو خدا کو کھڑے ہو کر بیٹھ کر اور اپنے پہلو کے بل ہو کر (لیٹے ہوئے) یاد کرتے ہیں)۔ میں نے پوچھا تمہاری خوراک کیا ہے کہا لہسن سے بگھاری ہوئی یخنی (یا گوشت کا عرق لہسن ملا ہوا) پوچھا اجابت بھی ہوتی ہے وہ بولا ہاں ہفتہ میں ایک مرتبہ بہت مختصر۔ پھر اُسکے دانتوں کے بارے میں دریافت کیا اُس نے کہا بیس مرتبہ میرے دانت گر چکے اور از سر نو نکل چکے ہیں۔ میں نے اُس کے اصطبل میں ایک چوپایہ ہاتھی سے بڑا دیکھا جس کو ژندہ فیل کہتے تھے۔ میں نے پوچھا اس سے کیا کام لیتے ہو اُس نے بتایا کہ خادموں کے کپڑے اس پر لاد کر دھوبیوں کے یہاں دھونے کے واسطے لے جاتے ہیں۔ اُس کا ملک طول و عرض میں چار چار سال کی مسافت میں تھا اور وہ شہر جس میں اُسکا پایہ تخت تھا پچاس فرسخ مربع کی مسافت میں تھا اور شہر کے ہر دروازہ پر ایک لاکھ بیس ہزار لشکر موجود رہتا تا کہ اگر کوئی دشمن حملہ کرے تو کسی کی مدد کے محتاج نہ رہے۔ اُس کا محل وسط شہر میں تھا۔ میں نے سُنا ہے کہ وہ کہا کرتا تھا کہ میں ایک مرتبہ بلاد مغرب میں پہنچا اور ایک لق و دق میدان میں داخل ہوا اور قوم موسیٰؑ کے شہر میں یعنی جابلقا میں آیا جن مکانوں کے کوٹھے ہموار تھے ان کے جو اور گندم وغیرہ کے کھلیان شہر کے باہر تھے۔ جس قدر ضرورت ہوتی غلہ لا کر گھروں میں رکھ لیا کرتے باقی وہیں رہنے دیتے ان کی قبریں ان کے مکانوں ہی میں تھیں اُن کے باغات شہر سے دو فرسخ کے فاصلہ پر تھے۔ اُن میں نہ مرد بوڑھا ہوتا نہ عورت اور نہ مرنے کے وقت تک کوئی بیمار ہوتا۔ اُن کے بازار کھلے رہتے جس کو جس چیز کی ضرورت ہوتی خود ہی لے لیتا اور قیمت رکھ دیتا تھا کیونکہ دوکانوں پر کوئی شخص موجود نہ رہتا۔ نماز کے وقت سب مسجد میں حاضر ہوتے اور نماز پڑھتے اور واپس چلے جاتے اُن میں باہم لڑائی جھگڑا نہیں ہوا کرتا تھا۔ اور وہ موت کی یاد کے سوا کوئی اور گفتگو نہیں کرتے تھے۔ [۱]

---

[۱] مؤلف فرماتے ہیں کہ زیادہ عمر والوں کے قصے حضرت قائم عجل اللہ فرجہ کے حالات میں انشاء اللہ ہم بیان کریں گے اور تمام انبیاء کے حالات میں احوال یوذ آصف چونکہ طویل و زیادہ تھے اس لئے ہم نے کتاب عین الحیواۃ میں درج کیا ہے۔ ان کی نبوت کسی حدیث معتبر سے ثابت نہیں ہے اس واسطے اس کتاب میں ہم نے نہیں لکھا جو اُن کا حال لکھنا چاہے کتاب مذکور میں دیکھے۔ ۱۲

باب اڑتیسواں ۳۸

ہاروت و ماروت کا تذکرہ

حق تعالیٰ ارشاد فرماتا ہے وَمَآ اُنْزِلَ عَلَى الْمَلَكَيْنِ بِبَابِلَ هَارُوْتَ وَمَارُوْتَ ط اس سے مراد یہ بیان کی جاتی ہے کہ شیاطین لوگوں کو سحر کی تعلیم کیا کرتے تھے جو ہاروت و ماروت دو فرشتوں پر بابل میں نازل کیا گیا تھا۔ وَمَا يُعَلِّمَانِ مِنْ اَحَدٍ حَتّٰى يَقُوْلَآ اِنَّمَا نَحْنُ فِتْنَةٌ فَلَا تَكْفُرْ ○ وہ فرشتے جادو کسی کو نہیں سکھاتے تھے لیکن یہ تاکید کر دیتے تھے کہ ہم تو تمہارے لئے آزمائش ہیں تو جادو کر کے کافر مت ہو جانا فَيَتَعَلَّمُوْنَ مِنْهُمَا مَا يُفَرِّقُوْنَ بِهٖ بَيْنَ الْمَرْءِ وَزَوْجِهٖ ط تو لوگ اُس (سحر و جادو میں) سے سیکھتے تاکہ اس کے ذریعہ سے شوہر و زوجہ میں جدائی ڈالیں۔ علی بن ابراہیم اور عیاشی نے اپنی تفسیروں میں امام محمد باقرؑ سے روایت کی ہے کہ ہر دن اور ہر رات فرشتے اہل زمین کے درمیانی لوگوں کے اعمال کو آسمان پر لے جانے کیلئے نازل ہوتے تھے اور ان کے اعمال لکھتے تھے جن کو دیکھ کر اہلِ آسمان اہل زمین کے خدا پر افترا کرنے اور اس کی نافرمانی جیسے شدید گناہوں سے پناہ مانگنے لگے اور وہ خدا کو اہلِ زمین کے اُن افترا و بہتان سے جو وہ اس کی نسبت کرتے تھے پاک و منزہ کہتے تھے۔

سورہ بقرہ پ ۱ آیت ۱۰۲

آخر فرشتوں کے ایک گروہ نے خدا سے عرض کی کہ پالنے والے تو غضبناک نہیں ہوتا اُن باتوں سے جو تیری مخلوق زمین میں تیرے حق میں افترا کرتی ہے اور تیری طرف نسبت دیتی ہے اور تیری نافرمانی کرتی ہے حالانکہ تو ان کو ان باتوں سے منع فرما چکا ہے معبود تو ان کی سرکشیوں کو برداشت کرتا ہے حالانکہ وہ سب تیرے قبضۂ قدرت میں ہیں۔ اور تیری نعمتوں کے سبب چین کے ساتھ بسر کر رہے ہیں تو خدا نے چاہا کہ فرشتوں کو اپنی قدرتِ کاملہ اور اپنے احکام کا اپنی مخلوق میں جاری کرنا دکھلائے۔ اور اپنی نعمتیں ملائکہ کو پہچنوائے کیونکہ اُن کو معصوم خلق فرمایا ہے اور ان کی خلقت کو تمام مخلوق سے ممتاز و برتر قرار دیا ہے اور ان کو فرمانبردار پیدا کیا ہے اور گناہوں کی طاقت اُن کو دی ہی نہیں ہے۔ اس لئے فرشتوں سے ارشاد فرمایا کہ اپنی جماعت سے دو افراد کو چنو جن کو میں زمین پر بھیجوں اُن کو انسانوں کی طبیعت عطا کروں اور ان میں کھانے پینے وغیرہ کی خواہشیں اور اُن کے مزاج میں لالچ اور بڑی بڑی امیدیں پیدا کر دوں جس طرح اولادِ آدم میں پیدا کی ہے پھر میں اپنی اطاعت و عبادت کے بارے میں اُن کا امتحان کروں گا۔ فرشتوں نے ہاروت و ماروت کو اپنی جماعت سے اختیار کیا جو تمام فرشتوں سے زیادہ انسانوں میں عیب نکالتے اور اُن پر نزول عذاب کے خواہشمند تھے۔ خدا نے ان سے فرمایا کہ میں نے تمہاری طبیعت و مزاج میں بھی وہ تمام خواہشیں اور ضرورتیں پیدا کر دیں جو آدمؑ کی اولاد میں خلق کی ہیں تو میرے ساتھ عبادت میں کسی کو شریک نہ کرنا۔ زنا نہ کرنا۔ شراب مت پینا۔ آسمانوں کے حجابات ہٹا دیئے تاکہ فرشتوں پر اپنی قدرت ظاہر فرمائے اور ان دونوں

فرشتوں کو بصورت انسان زمین پر بھیجا اور شہر بابل میں اُتارا۔ جب وہ زمین پر آئے۔ ایک حسین و جمیل عورت کو دیکھا۔ جو خوشبوؤں سے معطر اور ہر طرح کی زینتوں سے آراستہ منہ کھولے ہوئے اُن کی طرف آرہی ہے جب اس کو دیکھا۔ اور گفتگو کی تو اُن خواہشات کے سبب جو اُن میں (مثل انسانوں کے) موجود تھیں اس پر عاشق ہوگئے۔ اور اس کے بارے میں دونوں فرشتوں نے آپس میں مشورہ کیا پھر خدا نے جو ممانعت کی تھی اُس کا خیال آیا اور اُس سے درگذرے۔ تھوڑی دُور چلے تھے کہ شہوت اُن پر غالب ہوئی جس نے اُن کو پلٹایا اور وہ اُس کے پاس واپس آئے نہایت بےچین و بیقرار۔ اور اُس سے زنا کی خواہش کی اُس عورت نے کہا مجھے اپنے دین و اعتقاد کے مطابق جائز نہیں ہے کہ تمہارے پاس آؤں جب تک کہ تم میرا دین اختیار نہ کرو۔ انہوں نے پوچھا تیرا دین کیا ہے اُس نے کہا جو شخص میرے خدا کی پرستش کرے اور اس کو سجدہ کرے میں اس کی خواہش منظور کر سکتی ہوں۔ انہوں نے دریافت کیا کہ تیرا خدا کون ہے اُس نے ایک بُت کی طرف اشارہ کرکے کہا یہ میرا خدا ہے فرشتوں نے آپس میں ایک دوسرے کو دیکھا اور کہا اب تو دو گناہ سامنے آگئے جن کی خدا نے ممانعت فرمائی ہے اوّل شرک دُوسرے زنا۔ پھر آپس میں مشورہ کیا اور شہوت اُن پر غالب آئی تو کہا ہم نے تیری شرط منظور کی اُس نے کہا اگر تم دونوں بُت کو سجدہ کرنے پر راضی ہو تو پہلے شراب پیو پھر سجدہ کرو ورنہ تمہارا سجدہ قبول نہ ہوگا۔ فرشتوں نے آپس میں کہا کہ اب تین گناہ ہوگئے جن کی خدا نے ممانعت کی ہے۔ شراب پینا۔ زنا کرنا اور بُت کو سجدہ کرنا پھر اُس عورت سے کہا تو بلائے عظیم ہمارے واسطے ثابت ہوئی ہے جو کچھ تو کہتی ہے اُس کے لئے ہم تیار ہیں۔ غرضکہ اُن دونوں نے شراب پی اور بُت کو سجدہ کیا اور جب اُس عورت کے ساتھ زنا پر آمادہ ہوئے ناگاہ ایک سائل دروازہ سے داخل ہوا۔ ان لوگوں نے اس کو دیکھ کر پوچھا کہ تو کون ہے کس لئے آیا ہے اُس نے کہا تمہاری وضع اور حالت سے شک ہوتا ہے کہ اس قدر خائف اور ڈرے ہوئے اور ایک حسین و خوبصورت عورت کو خلوت میں لائے ہو یقیناً تم دونوں بدکار ہو۔ وُہ یہ کہہ کر چلا گیا پھر تو اُس عورت نے کہا میں اپنے خدا کی قسم کھاتی ہوں کہ یہ مرد تمہارے جائے قیام سے واقف ہے تم کو جانتا ہے اب جا رہا ہے تو تم کو اور مجھ کو ضرور رسوا کرے گا لہذا میں تمہارے نزدیک نہیں آؤں گی۔ پہلے اس کو قتل کرو تاکہ یہ ہم کو رسوا نہ کرے اُس کے بعد اطمینان سے آؤ اور جو چاہو کرو۔ یہ سُنتے ہی وہ دونوں اُس سائل کے پیچھے دوڑے اور جا کر اُسے قتل کر دیا جب واپس آئے تو وہاں اُس عورت کو نہیں پایا۔ اُسی وقت ان کے لباس اُن کے بدنوں سے گر گئے اور وہ عُریاں ہوگئے اور حسرت و افسوس کے ساتھ اپنی انگلیاں دانتوں سے کاٹنے لگے۔ اُس وقت خدا نے اُن پر وحی کی کہ میں نے تم کو ایک گھڑی کے واسطے زمین پر بھیجا کہ میرے بندوں کے ساتھ رہو تم نے اسی معمولی سی دیر میں چار گناہ کئے جن سے میں نے تم کو منع کیا تھا تم کو مجھ سے شرم نہ آئی حالانکہ تم ہی تمام فرشتوں سے زیادہ اہل زمین کی نافرمانی کے سبب اُن کے خلاف تھے اور اُن پر نزولِ عذاب کے

...ماں تھے اس سبب سے کہ تم کو ایسی خلقت میں نے عطا کی تھی کہ تم میں گناہ کی خواہش نہ تھی اور میں نے تم کو اپنی نافرمانی سے محفوظ رکھا تھا۔ اب جبکہ میں نے اپنی عصمت تم سے روک دی۔ اور تم کو تمہارے حال پر چھوڑ دیا تو تم نے ایسا کیا لہٰذا اب تم عذاب دنیا چاہو تو اختیار کر و یا عذاب آخرت کو۔ یہ سن کر ان میں سے ایک فرشتہ نے کہا۔ ہم چونکہ دنیا میں آ گئے ہیں لہذا اپنی خواہشوں سے پورا پورا فائدہ اٹھائیں گے یہاں تک کہ آخرت کے عذاب کو پہنچیں۔ دوسرے نے کہا عذابِ دنیا کی ایک مدت ہے وہ ختم ہو جائے گی لیکن عذاب آخرت دائمی ہے جو کبھی زائل نہ ہوگا لہذا عذاب آخرت بہت سخت ہے ہم پسند نہیں کریں گے۔ غرض عذابِ دُنیا کو اختیار کیا اور مدتوں لوگوں کو جادو سکھاتے رہے۔ جب انہوں نے پُورے طور سے تعلیم دے دی تو ہوا میں اُلٹے لٹکا دیئے گئے اسی طرح قیامت تک معذّب رہیں گے۔

عیاشی نے دوسری سند سے روایت کی ہے کہ ایک روز حضرت امیرالمومنین صلوات اللہ علیہ مسجد کوفہ میں منبر پر مصروفِ وعظ تھے کہ عبداللہ بن الکوا نے پوچھا کہ یا حضرت مجھے اس ستارۂ سُرخ یعنی زہرہ کے بارے میں آگاہ فرمائیے۔ حضرت نے فرمایا کہ ایک مرتبہ خدا نے بنی آدم کے حالات فرشتوں کو دکھائے۔ جو معصیت میں مشغول تھے تو ہاروت و ماروت نے کہا یہ وہ لوگ ہیں جن کے باپ آدمؑ کو تو نے اپنے دستِ قدرت سے بنایا اور فرشتوں کو ان کی جانب سجدہ کا حکم دیا اور یہ اس طرح تیری نافرمانی کرتے ہیں خدا نے فرمایا اگر اُنہی کی طرح میں تم کو بھی گناہوں کے مخزن میں بھیج دوں تو تم بھی اسی طرح میری نافرمانی کرو گے انہوں نے کہا نہیں تیری عزّت و جلال کی قسم ہرگز معصیت نہ کریں گے تو خدا نے ان کو شہوتوں اور خواہشوں میں مثل بنی آدم مبتلا کیا اور ان کو ہدایت کر کے کہ کسی کو میرا شریک نہ کرنا کسی کو ناحق قتل نہ کرنا۔ زنا مت کرنا اور نہ شراب پینا زمین پر بھیجا۔ دونوں الگ الگ زمین میں حکم و ہدایت کرنے لگے۔ یہ ستارہ جو ایک عورت تھی نہایت حسین و جمیل۔ ان میں سے ایک فرشتہ کے پاس کسی فیصلہ کے لئے آئی۔ اس کو دیکھتے ہی وہ فرشتہ اُس پر عاشق ہو گیا اور کہا حق تیرے ساتھ ہے (اور فیصلہ تیرے موافق کروں گا) لیکن جب تک تو اپنے اُوپر مجھے اختیار نہ دے گی، اُس عورت نے اُس سے وعدہ کیا۔ پھر دُوسرے کے پاس آئی اُس کے ساتھ بھی ایسا ہی معاملہ پیش آیا اس سے بھی وعدہ اُسی وقت کا کیا۔ وقتِ مقررہ پر دونوں فرشتے اس کے پاس پہنچے ایک نے دوسرے کو دیکھا اور شرم سے گردنیں جھکا لیں۔ پھر حیا ان کے درمیان سے زائل ہو گئی۔ تو آپس میں کہنے لگے کہ جس غرض سے تم یہاں آئے میں بھی اُسی لئے آیا ہوں اور دونوں نے اس عورت سے زنا کی خواہش کی اُس نے (بُت کو سجدہ کرایا شراب پلائی اور اسی طرح اُس فقیر کو قتل کرایا آخر میں) کہا کہ اُس وقت تک راضی نہ ہوں گی جب تک تم وہ تعلیم نہ کرو گے جس کے ذریعہ

سے آسمان پر جاتے ہو۔ وہ دونوں فرشتے دن کے وقت تو لوگوں کے درمیان (ان کے مقدمات کا) فیصلہ کیا کرتے اور رات کو آسمان پر چلے جایا کرتے تھے۔ فرشتوں نے اس تعلیم سے انکار کیا وہ عورت بھی ان کی خواہش پر راضی نہیں ہوئی آخر وہ راضی ہوگئے اور وہ بھی سکھا دیا۔ اُس عورت نے انہی الفاظ کو دوہرایا کہ تجربہ کرے کہ وہ صحیح کہتے ہیں یا نہیں۔ غرض اُن الفاظ کو زبان پر لاتے ہی آسمان پر پہنچ گئی اور وُہ دونوں حسرت سے دیکھتے رہ گئے۔ ان تمام حالات کو آسمان سے فرشتے دیکھتے رہے اور عبرت حاصل کرتے رہے۔ جب وہ عورت آسمان پر پہنچی خدا نے اس کو ستارہ کی شکل میں مسخ کر دیا۔ [1]

تفسیر امام حسن عسکری علیہ السلام میں اس آیہ کی تاویل میں وارد ہوا ہے کہ حضرت صادق علیہ السلام نے فرمایا کہ جب حضرت نوحؑ کے بعد سحر کرنیوالے اور (جادو وغیرہ کے ذریعہ) مکر و فریب کرنے والے بہت زیادہ ہوئے خدا نے دو فرشتوں کو (اس زمانے کے) پیغمبر کے پاس بھیجا کہ ساحروں کے سحر کو اور اُن چیزوں کو بیان کریں جن سے سحر کو باطل اور ان کے سبب سے جادو کرنے سے لوگوں کو منع کیا جس طرح کوئی طبیب کسی کو بتائے کہ فلاں چیز زہر ہے اور مار ڈالنے والی ہے اُس کا ضرر فلاں دوا سے دور کیا جا سکتا ہے جیسا کہ حق تعالیٰ فرماتا ہے۔ وَمَا يُعَلِّمَانِ مِنْ اَحَدٍ حَتّٰى يَقُوْلَآ اِنَّمَا نَحْنُ فِتْنَةٌ فَلَا

---

[1] مولف فرماتے ہیں کہ عام مسلمان نے بھی اسی طرح اپنی تفسیروں میں بیان کیا ہے۔ اور اکثر علمائے خاصہ و عامہ نے اس قصہ سے انکار کیا ہے۔ اس سبب سے کہ جو کچھ اس قصہ میں مذکور ہے عصمت ملائکہ کے خلاف ہے جو آیات اور احادیث متواترہ سے ثابت ہے بلکہ وہ دو فرشتے تھے جن کو خدا نے لوگوں کے امتحان کے لئے زمین پر بھیجا تھا کہ وہ لوگوں کو سحر و معجزہ کا فرق بتائیں تاکہ وہ سحر کو سمجھ لیں اور اُس سے پرہیز کریں۔ وہ کہتے تھے کہ ہم تم کو اس واسطے یہ تعلیم نہیں دے رہے ہیں کہ تم اس کو حصول دنیا کا ذریعہ قرار دو اور سحر کرکے کافر ہو جاؤ اُن فرشتوں سے کوئی گناہ سرزد نہیں ہوا تھا۔ وہ مدتوں دنیا میں رہے اُس کے بعد آسمان پر چلے گئے۔ اور بعض کا قول ہے کہ وہ دو فرشتے نہ تھے بلکہ بابل کے باشندوں میں سے دو اشخاص تھے جو اصلاح و نیکی میں مشہور تھے اس سبب سے ان کو مَلک کہتے تھے اور بعض کہتے ہیں کہ یہ قصد ملائکہ کی عصمت کے منافی نہیں ہے اس لئے کہ وہ جب تک فرشتوں کے اوصاف کے ساتھ متصف تھے ملک اور معصوم تھے اور جب خدا نے ان کو صورت و حالت بشریت میں قرار دے دیا وہ مَلک نہیں رہ گئے۔ ممکن ہے کہ ان کی عصمت زائل ہوگئی ہو اور یہ باتیں اگرچہ قوت سے خالی نہیں ہیں لیکن حدیثیں اس کی رد میں وارد ہوئی ہیں اور یہ سب روایات عامہ اور تواریخ یہود کے موافق ہیں اور مذہب شیعہ کے خلاف۔ لہٰذا اس بارے میں توقف کرنا زیادہ بہتر ہے۔ چنانچہ تفسیر امام حسن عسکری میں اس آیت کی تاویل میں وارد ہوا ہے

(جو متن میں صفحہ آئندہ پر درج ہے)

تَكْفُرْ۔ یعنی اُس پیغمبر نے اُن فرشتوں کو حکم دیا کہ وہ بصورت انسان ظاہر ہوں اور لوگوں کو تعلیم دیں جو کچھ خدا نے اُن کو بتایا ہے تو وہ دونوں فرشتے جس کو جادو کی حقیقت اور اُس کے رد کرنے کی تعلیم دیتے تھے اُس سے پہلے کہہ دیتے تھے کہ ہم خدا کے بندوں کے واسطے ذریعۂ امتحان و آزمائش ہیں تاکہ خدا کی اطاعت کریں اُس میں جو وہ سیکھتے ہیں اور اُس کے ذریعہ سے سحر کو باطل کریں لیکن خود جادو نہ کریں اور لوگوں پر سحر کرکے اور نقصان پہنچا کے کافر مت ہو جاؤ حالانکہ تم لوگوں کو ترغیب دیتے ہو کہ تم جادو کے سبب سے مارنے اور جلانے پر خدا کے مقابلہ میں قادر ہو اور جو کچھ چاہتے ہو کر سکتے ہو کہ یہ باتیں کفر ہیں فَيَتَعَلَّمُونَ مِنْهُمَا مَا يُفَرِّقُونَ بِهِ بَيْنَ الْمَرْءِ وَ زَوْجِهِ ط حضرت نے فرمایا کہ طالبانِ سحر شیطانوں کے اُس جادو میں سے سیکھتے تھے جو انہوں نے ملک سلیمانؑ میں اُن حضرت کے تخت کے نیچے لکھ کر دفن کر دیا تھا اور حضرت سلیمانؑ کی طرف اُن کی نسبت دیتے تھے اور وہ جو کچھ ہاروت و ماروت پر نازل ہوا تھا۔ ان دونوں طرح کے افسوں سے چند چیزیں حاصل کرتے تھے جن کے ذریعہ سے مکر و فریب اور حیلوں سے لوگوں میں جدائی ڈلواتے تھے۔ اور چغلخوری کرتے تھے اور جو کچھ لکھتے ان کو متفرق جگہوں میں دفن کر دیتے تھے تاکہ دو اشخاص کے درمیان اُس سے دوستی یا جدائی پیدا کر دیں۔ وَمَا هُمْ بِضَآرِّيْنَ بِهِ مِنْ اَحَدٍ اِلَّا بِاِذْنِ اللّٰهِ ط فرمایا کہ وہ سیکھنے والے کسی کو کچھ نقصان نہیں پہنچا سکتے تھے سوائے اس کے جس کے بارے میں خدا کی مرضی ہوتی۔ جس کو خدا اس کی حالت پر چھوڑ دیتا اور اس کے بُرے اعمال کے سبب اپنی رحمت اُس سے روک لیتا اور اگر وہ چاہتا تو اُن کو جبراً قہراً ان باتوں سے روک دیتا۔ وَيَتَعَلَّمُوْنَ مَا يَضُرُّهُمْ وَلَا يَنْفَعُهُمْ ط اور وہ لوگ وہ چیزیں سیکھتے تھے جو لوگوں کو بجائے نفع کے نقصان پہنچاتی تھیں۔ حضرت نے فرمایا جب وہ لوگ سحر و افسوں یاد کر لیتے تھے اُن کے ذریعہ سے نقصان پہنچاتے تھے۔ اسی سبب سے وہ یاد ہی کرتے تھے ایسی چیز کو جو اُن کے دین کو تباہ کرتی اور آخرت کا جس میں کوئی فائدہ نہ تھا بلکہ اس کے سبب سے وہ دین خدا سے باہر ہو جاتے تھے۔ وَلَقَدْ عَلِمُوْا لَمَنِ اشْتَرٰىهُ مَا لَهٗ فِى الْاٰخِرَةِ مِنْ خَلَاقٍ قف اور جو کچھ وہ لوگ سیکھتے تھے اس کے بارے میں جانتے تھے کہ جو کچھ خرید کیا ہے اُس کے سبب سے دین سے باہر ہو چکے ہیں اور آخرت میں ان کا ثواب بہشت سے کچھ نہیں ہے۔ وَلَبِئْسَ مَا شَرَوْا بِهٖۤ اَنْفُسَهُمْ ط لَوْ كَانُوْا يَعْلَمُوْنَ ﴿۱۰۲﴾ یقیناً اپنی جانوں کے عوض جو کچھ انہوں نے خرید کیا ہے اگر وہ سمجھتے تو بہت بُری چیز ہے یعنی انہوں نے آخرت کو فروخت کر دیا۔

سورۂ بقرہ پارہ اول

اور بہشت سے اپنا حق ترک کر دیا اس لئے کہ اُن کا اعتقاد تھا کہ نہ کوئی خدا ہے نہ آخرت نہ مرنے کے بعد کوئی زندگی ہوگی۔

راویان حدیث نے حضرت امام حسن عسکریؑ کی خدمت میں عرض کی کہ کچھ لوگ کہتے ہیں کہ ہاروت و ماروت دو فرشتے تھے جن کو خدا نے ملائکہ میں سے اختیار کیا تھا جبکہ انسانوں نے بے انتہا سرکشی و طغیان ظاہر کی اور خدا نے ان کو اور فرشتوں کے ساتھ زمین پر بھیجا وہ دونوں فرشتے زہرہ پر عاشق ہوئے اُس کے ساتھ زنا کا ارادہ کیا شراب پی اور ایک شخص کو ناحق قتل کیا تو خدا نے ان کو بابل میں معذب کر رکھا ہے۔ اور جادوگر اُن فرشتوں سے جادو سیکھتے تھے۔ اور خدا نے اُس عورت کو مسخ کر کے ستارۂ زہرہ بنا دیا حضرت نے فرمایا اس قول سے خدا کی پناہ مانگتا ہوں کیونکہ فرشتے معصوم ہیں اور کفر و بدکاریوں سے بلطف خدا محفوظ ہیں جیسا کہ خداوند عالم اُن کے بارے میں فرماتا ہے۔ (لَا يَعْصُونَ مَآ اَمَرَهُمْ وَيَفْعَلُونَ مَا يُؤْمَرُونَ) کہ وہ نافرمانی نہیں کرتے اُس میں جو خدا ان کو حکم دیتا ہے اور وہی کرتے ہیں جن کا ان کو حکم دیا جاتا ہے دوسری جگہ فرماتا ہے کہ وہ جو خدا کے نزدیک ہیں یعنی ملائکہ خدا کی عبادت سے تکبر نہیں کرتے اور نہ وہ تھکتے ہیں اور شب و روز تسبیح و تقدیس کرتے ہیں جس سے ان کو سستی عارض نہیں ہوتی۔ پھر فرماتا ہے کہ میرے چند گرامی بندے ہیں جو خدا پر کلام میں زیادتی نہیں کرتے اور جو کچھ خدا ان کو حکم دیتا ہے اس پر عمل کرتے ہیں۔ اگر جیسا کہ وہ لوگ بیان کرتے ویسا ہی ہوتا تو بے شبہ خداوند عالم ان فرشتوں کو زمین میں اپنا خلیفہ مقرر کرتا اور وہ بمنزلۂ پیغمبران و ائمہ علیہم السلام دنیا میں ہوتے۔ کیا انبیاء و ائمہ صلوات علیہم سے ممکن ہے کہ کسی کو ناحق قتل کریں اور زنا کریں۔ کیا تم نہیں جانتے کہ خدا نے آدمؑ کی اولاد میں سے کسی پیغمبر یا کسی امام سے دنیا کبھی خالی نہیں چھوڑی۔ کیا تم نے نہیں سُنا ہے کہ خدا فرماتا ہے کہ ہم نے تم سے پہلے ان کی طرف کسی کو نہیں بھیجا مگر اہل شہر میں سے چند لوگوں کو جن پر ہم وحی بھیجتے تھے۔ لہٰذا یہ دلیل ہے اس پر کہ ملائکہ کو زمین پر نہیں بھیجا ہے کہ وہ (بنی آدم کے) پیشوا اور حکم کرنے والے ہوں بلکہ ان کو اپنے پیغمبروں پر نازل فرمایا ہے۔ راوی نے عرض کی کہ پھر اس بنا پر شیطان بھی چاہیئے کہ فرشتہ نہ ہو۔ حضرت نے فرمایا کہ وہ بھی فرشتہ نہ تھا بلکہ جنوں میں سے تھا جیسا کہ حق تعالیٰ فرماتا ہے۔ اِنَّهٗ كَانَ مِنَ الْجِنِّ اور دوسرے مقام پر فرماتا ہے وَالْجَآنَّ خَلَقْنٰهُ مِنْ قَبْلُ مِنْ نَّارِ السَّمُوْمِ۔ یقیناً میرے پدر بزرگوار نے میرے اجداد کے واسطے سے

حضرت رسولؐ خدا سے روایت کی ہے کہ آنحضرتؐ نے فرمایا کہ خدا نے تمام عالمین سے محمدؐ و آل محمدؐ کو برگزیدہ کیا اور اُن کو پیغمبر بنایا اور برگزیدہ کیا۔ ملائکہ مقربین کو اور اُن کو اُن کاموں پر مامور نہیں کیا جن کے بارے میں وہ جانتا تھا کہ وہ نہیں کرسکتے بلکہ اُن کے سبب سے ولایت و دوستیٔ خدا سے دور ہو جائیں گے اور عصمت الٰہی سے نکل جائیں گے اور اس گروہ میں شامل ہو جائیں گے۔ جو عذاب خدا کے مستحق ہیں۔

راویان حدیث کہتے ہیں کہ ہم کو روایت پہنچی ہے جب حضرت رسولؐ خدا نے امیرالمومنینؑ کو نص امامت کی خداوند عالم نے ان کی ولایت فرشتوں پر پیش کی اور ان میں سے بعضوں نے قبول نہ کی۔ خدا نے اُن سب کو بشکل غوک مسخ کردیا حضرت نے فرمایا معاذ اللہ لوگوں نے اُن پر افترا کیا ہے۔ فرشتے خدا کے رسول ہیں جس طرح پیغمبروں پر کفر جائز نہیں اُن پر بھی جائز نہیں اور فرشتوں کی شان بہت بلند ہے۔ ان باتوں سے وہ پاک ہیں۔ یہاں وہ حدیث ختم ہوئی جو حضرت امام علی نقی سے نقل کی گئی ہے اور فرشتوں کے تمام حالات اور اُن کی عصمت کا بیان انشاءاللہ ہم کتاب روح الارواح میں لکھیں گے۔ ہم اس جلد کو بس اسی جگہ ختم کرتے ہیں۔

الحمدللہ والمنۃ کہ آج بتاریخ ۱۸؍ شوال المکرم ۱۳۸۲ھ مطابق ۱۵؍ مارچ ۱۹۶۳ء بروز جمعہ بوقت دوپہر ترجمہ جلد اول حیات القلوب سے فراغت حاصل ہوئی۔ خدا سے دُعا ہے کہ میری یہ خدمت قبول فرمائے۔ ناظرین سے استدعا ہے کہ حقیر کو دُعائے خیر سے فراموش نہ کریں ؎

ہر کہ خواند دُعا طمع دارم زانکہ من بندۂ گنہگارم

سیّد بشارت حسین کامل مرزاپوری

ابن سیّد محمد حسین صاحب مرحوم و مغفور عفی اللہ عن جرائمہا